

مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآن در زبان پہلوی

مصحف

مولانا جلال الدین رومی

مصحف

قاضی سجاد حسین

جلد دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تشریح مولوی ہمنوی علیہ السلام

ہست قرآن در زبان پہلوی

جلد دوم
(دفتر سوم - چہارم)

مصنف

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ

مترجم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

ڈسٹ. ۶۰۶۲۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب: _____ مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف: _____ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: _____ قاضی سجاد حسین

ناشر: _____ اسلامی کتب خانہ

طابع: _____ ممتاز احمد

مطبع: _____ رضا پرنٹرز لاہور



مشران پبلسٹری

کمپوزنگ

سرورق سب نائل ایم۔ اے۔ حافظ

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!

(ادارہ)

فہرست مضامین دفتر سوم مثنوی مولانا رومؒ

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۸۵	قصہ ہاروت و ماروت و لیری ایشان بر امتحان حق تعالیٰ	۲۹
۸۶	مستی بزاز و دیدن بز مادہ و جستن او بکوبہ مقابل	۳۰
۸۷	تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را	۳۱
۸۸	خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را	۳۲
۹۰	بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را	۳۳
۹۰	دکایت در تمثیل	۳۴
۹۲	بازگشتن فرعون از میدان بشہر شادماں	۳۵
۹۲	جمع آمدن عمران بنما در موسیٰ	۳۶
۹۳	وصیت کردن عمران بخت را	۳۷
۹۳	ترسیدن فرعون از بانگ و فریاد و غوغا	۳۸
۹۳	پیار شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان	۳۹
۹۸	خواندن فرعون زمان بنی اسرائیل را	۴۰
۹۹	بوجود آمدن موسیٰ علیہ السلام	۴۱
۱۰۰	بازوجی آمدن بنما در موسیٰ علیہ السلام	۴۲
۱۰۲	دکایت مارگیرے کا ڈہانے انفرودہ مرہ پنداشت	۴۳
۱۱۰	تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۴۴
۱۱۰	جواب گفتن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۴۵
۱۱۱	پاسخ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۴۶
۱۱۲	جواب موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۴۷
۱۱۲	جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۴۸
۱۱۳	مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام را	۴۹
۱۱۸	فرستادن فرعون بدائن در طلب ساحران	۵۰
۱۱۹	استفسار کردن ہر دو ساحر از مادر گویہ پدرا	۵۱
۱۲۱	جواب گفتن ساحر مرہہ با فرزند ان خود	۵۲
۱۲۲	تشبیہ کردن قرآن مجید را بھصائے موسیٰ علیہ السلام	۵۳
۱۲۷	جمع آمدن ساحران از ہدائن پیش فرعون	۵۴
۱۲۸	اختساف کردن در چنگوگی و شکل تیل در شب	۵۵
۱۳۲	تار و جوت کردن نوح علیہ السلام پسر لہر کشیدان او	۵۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۷	مقدمہ	۱
۱۵	اے ضیاء الحق حسام الدین بیار	۲
۲۲	قصہ خوردگان بیل بچگان	۳
۲۵	بقیہ قصہ مخرسان بیل بچگان	۴
۲۷	بازگشتن بچکایت بیل بچگان	۵
۳۰	خطائے حبان کہ بہتر از صواب بیگانگانست	۶
۳۱	امر کردن حق تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام	۷
۳۲	اللہ گفتن نیاز مند بین لیدک گفتن حق ست	۸
۳۶	فریختن روستائی شہری را	۹
۴۰	قصہ اہل سہاد طافی کردن نعت ایشان را	۱۰
۴۲	جمع آمدن اہل آفت ہر بابے	۱۱
۴۷	باقی قصہ اہل سہا	۱۲
۵۱	بقیہ قصہ رفتن خولجہ بدعوت روستائی	۱۳
۵۳	دعوت کردن باز بظاہر را	۱۴
۵۳	رجوع بچکایت خولجہ در روستائی	۱۵
۵۶	قصہ صحاب ضر و اہل وحیلہ کردن ایشان	۱۶
۵۸	رواں شدن خولجہ بسوئے دہ باعیالان	۱۷
۶۱	رفتن خولجہ و قوش بسوئے دہ	۱۸
۶۳	فواخسن مجنون آں سگ را کہ تمیم کوئے لیلے بود	۱۹
۶۷	رسیدن خولجہ قوش بندہ	۲۰
۷۳	اشادت و دشانتن بدئی مکمل ما	۲۱
۷۷	افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن دے	۲۲
۷۸	چہب کردن مرد لاتی لب و سہلت تورا	۲۳
۸۰	ایمن بودن طلعم ہامور کہ امتحان کرد حضرت عزت لورا	۲۴
۸۱	بردن گرہ و نہر اور سوا شدن پہلو اہل	۲۵
۸۲	دوائے طاقی کردن آں شغال کہ در خم صباغ افتادہ بود	۲۶
۸۳	دعویٰ کردن فرعون الوہیت را	۲۷
۸۴	تفسیر و لغز فتنہم فی لحن القول	۲۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۷	توفیق میان میں دوسری کہ لڑنا بالکفر کفر و حدیث دگر	
۵۸	کہ من لم یؤمن بفضائی ولہ یضرب علی بلامی الخ	۱۳۷
۵۹	مشکل در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است	۱۳۸
۶۰	حکایت	۱۳۹
	داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ خواندن	۱۴۱
۶۱	حکایت آن مرد کہ در عنہ و نو علیہ السلام شب در دعا	۱۴۶
۶۲	تضرعی کرد	۱۴۶
۶۳	دویدان گادورخان آن و ماکنده بالبح	۱۴۹
۶۴	در بیان آنکہ علم را دو پروگمان را یک پرست	۱۵۱
۶۵	مشال رنجور شدن آدمی بوبہم تعظیم خلق	۱۵۲
۶۶	در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت است در اصل فطرت	۱۵۳
۶۷	در دوہم آنگندن کوکلاں استاد را بکر	۱۵۵
۶۸	رنجور شدن فرعون بوبہم از تعظیم خلقاں	۱۵۵
۶۹	رنجور شدن استاد معظم بوبہم و خیال	۱۵۶
۷۰	دوم بار در دوہم آنگندن کوکلاں استاد را	۱۵۸
۷۱	خلاصی یافتن کوکلاں از کتب بدیں مگر	۱۵۹
۷۲	رفتن مادران کوکلاں با ما از بیعت استاد	۱۵۹
۷۳	در بیان آنکہ تن روح را چون لباس است	۱۶۱
۷۴	حکایت آن درویشی کہ در کوہ خلوت کردہ بود	۱۶۱
۷۵	دیدن زرگر عاقبت کار را دین بوفیق عاقبت گفتن	۱۶۲
۷۶	بقیہ قصہ آن زاید کومی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کوہی از درخت بازگیرم	۱۶۳
۷۷	تشبیہ بندام قضا بصورت پنهان و اشپیدا	۱۶۶
۷۸	مصطرب شدن آن فقیر مذکور کہ بکنند سرود درخت	۱۶۷
۷۹	مستہم کردن آن شیخ را با دوزواں و بریدن و سش را	۱۶۹
۸۰	کرامت شیخ قطع و زخمیل یافتن او بدو دستور خلوت	۱۷۱
۸۱	سبب جرأت ساحران فرعون بر قطع دست و پا	۱۷۳
۸۲	شکایت کردن پستہ پیش شتر کہ من بسیار دوائے می فاشم	۱۷۵
۸۳	اجتماع اجزائے خرخر بر علیہ السلام بعد بوسیدنش	۱۷۷
۸۴	جزع نا کردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش	۱۷۷
۸۵	عذر گفتن شیخ بہر تاگرستن بر مرگ فرزندان	۱۸۰
۸۶	قصہ خواندن شیخ ضریر قرآن را از روزی مصحف	۱۸۳
	صبر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داؤد علیہ	
	السلام حلقہ از آہن راست میکرد از سوال	۱۸۴
	بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آن بنظر	۱۸۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۷	صفت بعض اولیاء کہ راستی اند با حکام الہی	۱۸۷
۸۸	سوال کردن بہلواج آن درویش دلی را	۱۸۸
۸۹	قصہ وقوفی و کرمانش	۱۹۱
۹۰	بازگشتن بقصہ وقوفی علیہ الرحمہ	۱۹۲
۹۱	سر طالب کردن موسیٰ خضر را علیہما السلام	۱۹۳
۹۲	بازگشتن بقصہ وقوفی علیہ الرحمہ	۱۹۵
۹۳	نمودن مشال مفت شمع سوئے سائل	۱۹۶
۹۴	شدن آن مفت شمع بر مشال یک شمع	۱۹۷
۹۵	نمودن آن شمع با در نظر آن شیخ مفت مرد	۱۹۸
۹۶	باز شدن شمع بمفت درخت	۱۹۸
۹۷	تختی بودن آن درختاں از چشم خلق	۱۹۹
۹۸	یک درخت شدن آن مفت درخت در نظر او	۱۹۸
۹۹	بفت مرد شدن آن مفت درخت	۲۰۲
۱۰۰	پیش رفتن وقوفی بامامت آن قوم	۲۰۵
۱۰۱	پیش رفتن وقوفی بامامت آن قوم نبی	۲۰۸
۱۰۲	اقتد کردن آن قوم از پس وقوفی	۲۱۰
۱۰۳	بیان اشارت سلام سوئے دست راست	۲۱۲
۱۰۴	شنیدن آن وقوفی در نماز انجان اہل کشی را	۲۱۳
۱۰۵	تصورات مرد جازم	۲۱۵
۱۰۶	دعا و شفاعت وقوفی در خلاص آن کشی	۲۱۶
۱۰۷	انکار کردن آن جماعت بدعا و شفاعت وقوفی	۲۲۲
۱۰۸	باز شرح کردن حکایت آن طالب روزی حلال	۲۲۳
۱۰۹	رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علیہ السلام	۲۲۵
۱۱۰	بیرون شدن داؤد علیہ السلام شنیدن ہر دو خصم	۲۳۱
۱۱۱	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ	۲۳۲
۱۱۲	تضرع کردن آن شخص از داؤد علیہ السلام	۲۳۲
۱۱۳	رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت	۲۳۳
۱۱۴	تعمیر کردن داؤد علیہ السلام صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر	۲۳۵
۱۱۵	حم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ حملہ می خود بوسے بخش	۲۳۶
۱۱۶	عزم کردن داؤد بخون خلق بر سر صحرا کہ در آب آشکافند	۲۳۷
۱۱۷	گواہی دادن دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم زد دنیا	۲۳۸
۱۱۸	بیرون رفتن خلایق بسوئے آن درخت	۲۴۰
۱۱۹	اقصاص فرعون داؤد علیہ السلام خوئی را	۲۴۱
۱۲۰	در بیان آنکہ جس آہل جہالت آن سوئے است کہ می گاؤ کشند	۲۴۳
۱۲۱	گریختن عیسی علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقاں	۲۴۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵۳	در بیان آنکے حق تعالیٰ پر چہ اولاد آفرید از سموات وارض	۳۰۹
۱۵۴	داعیان و اعراض ہمد را ہا استدعا حاجت آفرید	۳۱۱
۱۵۵	آمدن ذرے کافرہ با طفل شیر خوارہ از رسول خدا صلعم	۳۱۲
۱۵۶	ارودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام اور برون بہوا	۳۱۳
۱۵۷	جہ۔ عبرت گرفتن از میں حکایت	۳۱۴
۱۵۸	استدعائے آن مرد از موسیٰ علیہ السلام زبان بہانم	۳۱۵
۱۵۹	وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	۳۱۷
۱۶۰	قانع شدن آن مرد طالب تطہیم زبان مرغ خانگی	۳۱۸
۱۶۱	جواب خردسنگ را	۳۱۹
۱۶۲	تخل شدن خردسنگ	۳۲۱
۱۶۳	خبر دادن خردسنگ از مرگ آن خولجہ	۳۲۲
۱۶۴	بویک آن شخص بسوسے موسیٰ بن ہبلہ جل خمرگ خود شنید	۳۲۳
۱۶۵	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جهت سلامتی بیک آن شخص	۳۲۵
۱۶۶	اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام	۳۲۶
۱۶۷	حکایت آن زن کہ فرزندش نمی زیست	۳۲۷
۱۶۸	در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زره	۳۲۸
۱۶۹	جواب حمزہ رضی اللہ عنہ بر آن خلق را	۳۲۹
۱۷۰	جیلد و فحش خون شدن در تاج و شری	۳۳۵
۱۷۱	وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ و طرب	۳۳۷
۱۷۲	حکمت و بیان گشتن تن بمرگ	۳۳۹
۱۷۳	نشیہ دنیا کہ بظاہر فراخ است و بمعنی تنگ	۳۴۰
۱۷۴	بیان آنکہ ہر چه غفلت و کمال در کیست ہمہ متن است	۳۴۱
۱۷۵	تشبیہ نفس با قیاس	۳۴۳
۱۷۶	آداب استماع و المریدین	۳۴۵
۱۷۷	شناختن ہر حیوان بویے عددے خویش را	۳۴۶
۱۷۸	فرق میان باطن بچے بے مال و قلب و بین باطن بدست آں بچے	۳۴۸
۱۷۹	جمع و تفریق میان نئی و اثبات	۳۵۰
۱۸۰	مسئلہ قنایہ ہائے درویش کامل	۳۵۱
۱۸۱	قصہ وکیل صدر جہاں کہ معتم شد	۳۵۳
۱۸۲	پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بہ مریم بوقت طہن	۳۵۳
۱۸۳	گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام	۳۶۰
۱۸۴	عزم کردن آن وکیل از عشق	۳۶۲
۱۸۵	پرسیدن معشوقی از عاشق کہ از شہر با کدام بہتر است	۳۶۳
۱۸۶	منع کردن دوستان اور از مزاجعت	۳۶۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۱	قصہ اہل سبا و حماقت ایشان	۲۵۱
۱۲۲	شرح آن کوردورین و آن کرتیز شنو	۲۵۳
۱۲۳	صفت خرقوم شہر سبا و نامشکری ایشان	۲۵۶
۱۲۴	آمدن پیغمبر اہل سبا	۲۵۸
۱۲۵	معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہ السلام	۲۶۱
۱۲۶	مستہم و داشتن قوم انبیاء علیہم السلام	۲۶۳
۱۲۷	حکایت خرگاہ کہ فرگوشے در سالت پیش فیل فرستاد	۲۶۴
۱۲۸	جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشان را	۲۶۵
۱۲۹	بیان آنکہ ہر کس را ز سر دشمن آوردن خاصہ در کار الہی	۲۶۸
۱۳۰	مشہا زدن قوم نوح با ستیزہ روز زمان کشتی ساختن او	۲۶۹
۱۳۱	حکایت آن وزد کہ پرسیدند چہ معنی در نیم شب	۲۷۰
۱۳۲	جواب آن مثل کہ منکر گفتند از رسالت فرگوش	۲۷۱
۱۳۳	بیان معنی حزم و مثال مرد حازم	۲۷۲
۱۳۴	وخاصت حال آدم مرغ کرک حزم کرد	۲۷۶
۱۳۵	حکایت نذر کردن سگال ہر زمستان	۲۷۸
۱۳۶	منع کردن منکران انبیاء علیہم السلام از نصیحت کردن	۲۸۰
۱۳۷	جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	۲۸۱
۱۳۸	مکر کردن آن منکران جبریاں را	۲۸۱
۱۳۹	باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	۲۸۲
۱۴۰	مکر کردن قوم اعتراف بر انبیاء علیہم السلام	۲۸۳
۱۴۱	باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشان را	۲۸۵
۱۴۲	حکمت در آفریدن دوزخ و دوزخ و دوزخ جہاں	۲۸۷
۱۴۳	بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت موک را سبب تسخیر	۲۸۹
۱۴۴	کردن جہاں کہ مسخر حق نباشند ساخت	۲۸۹
۱۴۵	قصہ عشق صوفی بر صفرۃ تہی از خورش	۲۹۰
۱۴۶	مخصوص بودن یعقوب علیہ السلام بشیدن جام حق تعالیٰ	۲۹۲
۱۴۷	حکایت نظام امیر کانس عظیم داشت در مناجات	۲۹۵
۱۴۸	توسید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران	۲۹۷
۱۴۹	بیان آنکہ ایمان مقلد خوف است در جا	۲۹۹
۱۵۰	بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ ان لله تعالیٰ اولیاء ما خلیہ	۳۰۰
۱۵۱	حکایت سندیل در تنور انداختن آنس بن مالک	۳۰۰
۱۵۲	قصہ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کاروان عرب را	۳۰۲
۱۵۳	مشک آن نظام پر شدن از غیب بحجزہ رسول خدا صلعم	۳۰۵
۱۵۴	دیدن خولجہ نظام خور اسفیدر و دشن گفتن	۳۰۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۰۹	مثل زون در میدان کرۂ اسپ	۲۱۰
۳۱۱	بقیہ حصہ مہمان و مسجد مہمان کش	۲۱۱
۳۱۲	تفسیر آیت وَأَجَلَتْ عَلَيْهِمْ بِخَلِیْکَ وَخَلِیْکَ الْاٰیۃ	۲۱۲
۳۱۳	رسیدن بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد	۲۱۳
۳۱۶	ملاقات آں عاشق با صدر جہاں	۲۱۴
۳۲۰	جذبہ ہر عنصرے جنس خود را	۲۱۵
۳۲۱	منجذب شدن جان نیز بعالم ارواح	۲۱۶
۳۲۳	سخ عزم و نجات جہت با خبر کردن آدمی را	۲۱۷
۳۲۳	نظر کردن پیغمبر علیہ السلام با سیراں و تقسیم کردن	۲۱۸
۳۲۵	تفسیر آں آیت اِنْ تَسْتَغْثُوْا فَحَدَّ جَاءَ کُمْ الْفَتْحُ	۲۱۹
۳۲۰	سر آنگہ بے مراد بازگشتن رسول علیہ السلام	۲۲۰
۳۲۷	از حد بیہیج تعالیٰ لقب آں فتح کرد	۲۲۱
۳۲۱	تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۱
۳۲۸	کہ لَا تَفْضَلُوْا بَنِي عَلِيٍّ یُّوْسُفَ بْنَ مَتَّى	۲۲۲
۳۳۰	آگاہ شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشان	۲۲۲
۳۳۰	فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیر آں اسیراں را	۲۲۳
۳۳۲	بیان آنکہ طافی در بین قاہری مقہورت	۲۲۳
۳۳۶	جذب معشوق عاشق رهنِ حَیْثُ لَا يَجْلُفُ الْعَلْبِقِيُّ	۲۲۴
۳۳۷	رسیدن بخارا عاشق در بندگی صدر جہاں	۲۲۵
۳۳۸	دادخواستن پشاور دست باز حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۲۶
۳۴۰	امر کردن سلیمان علیہ السلام پیشیہ منتظمہ لاجہار خصم	۲۲۷
۳۴۲	نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را	۲۲۸
۳۴۵	با خویش آمدن عاشق بیہوش ذرے باز آوردن پشنا	۲۲۹
۳۵۰	حکایت آں عاشق در از ہجر بسیار امتحان	۲۳۰
۳۵۳	یاختن عاشق معشوق داد بیان آنکہ جویندہ باندہ بود	۲۳۱

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۶۶	لا اہالی گفتن عاشق ناصح و عاذل	۱۸۶
۳۶۹	روئے نہادن آں عاشق بسوئے بخارا	۱۸۷
۳۷۰	در آمدن آں عاشق لا اہالی در بخارا	۱۸۸
۳۷۱	جواب گفتن عاشق عاذل و تہدید کنندگان را	۱۸۹
۳۷۳	رسیدن آں عاشق بمعشوق	۱۹۰
۳۷۴	صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود	۱۹۱
۳۷۵	آمدن مہمان در آں مسجد	۱۹۲
۳۷۵	ملاست اہل مسجد مہمان عاشق را	۱۹۳
۳۷۶	جواب گفتن عاشق ناصحان و ملاست گویاں را	۱۹۴
۳۷۷	بیان آں کہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود	۱۹۵
۳۸۰	ملاست کردن اہل مسجد مہمان را	۱۹۶
۳۸۳	گفتن شیطان قریشیہ کہ کجنگ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آئید	۱۹۷
۳۸۹	تکرار کردن عاذل پند را بر اہل مہمان	۱۹۸
۳۸۹	جواب گفتن مہمان ایشان را	۱۹۹
۳۹۵	تمثیل گریختن مومن و تعجیل و بے صبری او	۲۰۰
۳۹۹	تمثیل صابر شدن مومن چون بر سر بار اواقف شود	۲۰۱
۳۹۹	ضد گفتن کدبانو بان خود	۲۰۲
۴۰۰	باقی قصہ مہمان آں مسجد مہمان کش	۲۰۳
۴۰۲	ذکر خیال بدانندیشدی قاصر فہماں	۲۰۴
۴۰۳	تفسیر حدیث اِنْ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَنَطْاٰنُ الْخ	۲۰۵
۴۰۶	بیان آنکہ رفتن انبیاء اولیاء علیہ السلام بکوہا	۲۰۶
۴۰۵	وغار با جہت پناہ کردن خویش نیست	۲۰۵
۴۰۶	تشبیہ صورت اولیاء صورت کلام اولیاء	۲۰۶
۴۰۷	تفسیر قول تعالیٰ يَا جِبَالُ اَوْبِيْ مَعَهُ وَالطَّيْرُ	۲۰۷
۴۰۸	جواب طعن زنیہ بر مشغولی	۲۰۸



دفتر دوم کی اشاعت:

۲۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو دفتر دوم کی رسم اجراء عمل میں آئی۔ غالب اکیڈمی بستی شیخ نظام الدین دہلی میں زیر صدارت جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی اجتماع ہو۔ یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا اجتماع تھا۔ مختلف کالجوں اور درسگاہوں کے اساتذہ اس میں شریک تھے۔ تلاوت قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولانا روم کے دیوان سے ایک غزل کا انتخاب کیا گیا تھا جو ایک صاحب نے خاص نغمے کے ساتھ پڑھی۔ جناب فتح اللہ صاحب مجبائی کلچروں کو نسل ایرانی امبی اور جناب محمد اعظم صاحب کامران ڈائریکٹر ایرانین کلچرل ہاؤس نے مولانا روم پر پُر مغز مقالے پڑھے۔ اس کے بعد جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے ہاتھوں دفتر دوم کا اجراء عمل میں آیا۔ موصوف نے دوران تقریر میں دفتر دوم کے بارے میں تحسین و آفرین کے ساتھ احقر کو دفتر دوم کی تکمیل پر مبارکباد دی۔

میں شکر گزار ہوں آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افسران کا کہ ان دونوں شعبوں نے اس اجتماع کی کارروائی کو بھرپور طریقہ پر کور کیا۔ اسی طرح میں انگریزی اور اردو پریس کا بھی شکر گزار ہوں کہ اس نے بھی اس اجتماع کی نشر و اشاعت میں مکمل تعاون کیا۔ شاید ہی انگریزی اور اردو کا کوئی موقر اخبار ہوگا جس نے دفتر دوم اور اس اجتماع کی تحسین نہ کی ہو۔ اس کے بعد سے ہندوستان کے اہل قلم اور علمی رسائل دفتر دوم پر مسلسل بہت قیمتی تصہرے شائع کر رہے ہیں جو میری ہمت افزائی کا باعث ہیں۔

میں دفتر دوم کے مقدمہ میں اس کام کے سلسلہ میں وزارت تعلیم کی مالی اعانت کا شکر یہ ادا کر چکا ہوں۔ وہ مدد تو ہر دفتر کی تیاری کے لئے مجھے مل ہی رہی ہے۔ مزید برآں وزارت تعلیم نے دفتر دوم کی بھی ایک بڑی مقدار میں اپنی لاہریوں کے لئے خریداری منظور کر کے میری مالی اعانت کی ہے جس کے لئے میں مزید شکر گزار ہوں۔

دفتر دوم کے کاموں سے فارغ ہو کر اس کے اجراء سے دو تین ماہ قبل سے ہی میں دفتر سوم کے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب جبکہ میں یہ چند سطور بطور مقدمہ تحریر کر رہا ہوں اس کی تیاری کے اکثر مراحل طے ہو چکے ہیں اور وہ عنقریب اشاعت پذیر ہو جائے گا اور اب میں دفتر چہارم میں مشغوم ہوں اور اس کا بیشتر حصہ لکھ چکا ہوں۔ اللہ کی توفیق اور فضل سے اگر کام کی رفتار یہی رہی تو چند ماہ بعد اس کی اشاعت عمل میں آ جائیگی۔

تصوف کی چند اصطلاحیں:

تصوف کی ان اصطلاحات کی تفصیل جو مثنوی میں استعمال ہوئی ہیں دفتر اول اور دوم کے مقدمہ میں کی جا چکی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ اس دفتر سوم میں جو چند اصطلاحیں جدید آئی ہیں ان کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔

حیرت:

سالک کے لئے ذکر و فکر بھی قرب الہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن مقام حیرت وہ مقام ہے جس میں تجلیات رب کی

فراوانی کی وجہ سے مذکور کی طرف توجہ رہتی ہے نہ فکر کی اور اس مقام پر پہنچ کر سالک کو ان چیزوں سے استغناء بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بحث و مباحثہ سے بھی گریز کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ فَيْكُ نَحِيْرًا اَعْدَايَ خِدَايَ بَارِعًا مِّنْ مَّجْحِيْ زِيَادَةِ حَيْرَانِيْ عَطَا فِرَادَةِ۔ صائب نے کہا ہے۔

حیرت مراز ہر دو جہاں بے نیاز کرو ایں خواب کار دولت بیداری کند
مقام حیرت نے مجھے دونوں جہانوں سے بے نیاز بنا دیا ہے یہ خواب بیداری کی دولت کے کام انجام دیتی ہے

اس مقام کی ابتداء سالک کو دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تکمیل میدان حشر میں اس وقت ہوگی جبکہ حضرت حق ارشاد فرمائے گا۔ اَجَلٌ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَآ اَسْخَطُ اَبْدًا۔ میں تم پر اپنی رضاناازل کرتا ہوں اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

رضا:

مقام رضا سالک کا وہ مقام ہے جس میں وہ مصائب اور ذلت کو مقصود بالذات سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور ان حالات میں بھی اس کے نفس کی وہی کیفیت رہتی ہے جو حضرت حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ سے کسی نے اس مقام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اِذَا سَرَّتْهُ الْمُصِيْبَةُ كَمَا سَرَّتْهُ السَّعْيَةُ۔ یعنی یہ مقام سالک کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ مصیبت میں بھی وہی خوشی محسوس کرے جو اس کو نعمت کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ رضاء بالقضا کی بحث مولانا نے روم نے مفصل کی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

ابدال:

مولانا نے روم نے ابدال کی تعریف میں فرمایا ہے۔

کیست ابدل؟ آنکہ او مُبدل شود خمرش از تبدیل یزداں خل شود
ابدال کون ہے؟ جو کہ تبدیل ہو جائے اللہ کے تبدیل کر دینے سے اس کی شراب سرکہ بن جائے

یعنی اس میں جس قدر اخلاق رویہ ہوں وہ اخلاق حسنة میں تبدیل ہو جائیں۔ منہج القوی شرح مثنوی میں مذکور ہے۔
وَرَدَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ كَانُوْا اَوْتَادَ الْاَرْضِ فَلَمَّا اِنْقَطَعَتِ النَّبُوَّةُ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُمْ اَقْوِيَاءَ مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ يَفْضَلُوْا النَّاسَ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلْوَةٍ وَلٰكِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ النَّبِيَّةِ وَسَلَامَةِ الْقُلُوْبِ لِجَمِي الْمُسْلِمِيْنَ۔ منقول ہے کہ انبیاء زمین کے اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے قوی لوگوں کو ان کے بدلے میں عنایت فرما دیا جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں اور روزے لوگوں سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں ہاں ان میں حسن خلق اور نیت کی سچائی اور دل کی سلامتی سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

اعیان ثابتہ:

وہ تمام اشیاء جو موجودات خارجیہ کہلاتی ہیں اور عالم شہود میں جو اس کے ذریعہ محسوس ہو رہی ہیں وہ اپنے علمی وجود

کے ساتھ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور یہی موجودات کا علمی وجود اعیان ثابتہ کہلاتا ہے۔
خارجی جس میں قدر موجودات ہیں وہ ان اعیان ثابتہ کا عکس اور نکل ہیں اور ان اعیان ثابتہ کی اصل اسماء الہی اور اسماء
الہی کی اصل حقیقت الہیہ ہے۔ مولانا روم اعیان ثابتہ کو ماہیات سے اور اسماء الہی کو ہمز ماہیات سے اور حقیقت الہیہ کو
ہمز ہمز ماہیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس شعر میں فرمایا ہے۔

زانکہ ماہیات و ہمز ہمز آں پیش چشم کمالاں باشد عیاں

یعنی اعیان ثابتہ اور ان کا ہمز اسماء الہی اور اس ہمز کا ہمز یعنی حقیقت الہیہ کاملوں کے مشاہدے میں ہوتی ہے۔ اسی
لئے بعض کاملین کا مقولہ ہے۔ *عَرَفْنَا الْأَشْيَاءَ بِاللَّهِ*۔ ہم نے اشیاء کو خدا کے ذریعہ جان لیا ہے۔
عقل معاش:

وہ عقل جو دنیاوی امور میں تیز ہو اور آخرت سے نابلد ہو وہ عقل معاش ہے اسی کو مثنوی عقل جزوی اور عقل ناقص بھی
کہا گیا ہے۔

عقل معاد:

وہ عقل جو دینی اور اخروی معاملات میں تیز ہو اس کو عقل معاد کہا جاتا ہے۔ اسی کو مثنوی میں عقل کلی عقل کامل عارف
کی عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔
مستور الحال:

بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو ابدال تک بھی نہیں پہچان سکتے ہیں ایسے اولیاء اللہ کو مستور الحال کہا جاتا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ *إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى أَوْلِيَاءَ أَخْفِيَاءَ شُعْشَعَةً رَوُّهُمْ مُغْبِرَةٌ وَخَوْهُمُ إِذَا اسْتَأْذَنُوا
عَلَى الْأَمْرِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ وَإِذَا غَابُوا لَمْ يَفْتَقَدُوا إِذَا حَضَرُوا لَمْ يَدْعُوا وَإِنْ مَرَضُوا لَمْ يُعَازِدُونَ وَإِنْ
مَاتُوا لَمْ يَشْهَدُوا وَهُمْ مَجْهُولُونَ فِي الْأَرْضِ مَشْهُورُونَ فِي السَّمَاءِ*۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے چہ چہ ہوئے اولیاء
ہیں جن کے سر کے بال پر اگندہ ہیں ان کے چہرے غبار آلود ہیں۔ وہ اگر کسی معاملہ میں اجازت چاہیں ان کو اجازت نہیں
دی جاتی ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی لوگ جستجو نہیں کرتے اور اگر موجود ہوں تو ان کو پکارا نہیں جاتا اور اگر وہ بیمار پڑھ
جائیں تو ان کی عبادت نہیں کی جاتی ہے اور اگر مر جائیں تو لوگ ان کے جنازے پر حاضر نہیں ہوتے ہیں وہ زمین میں
گمناں ہیں لیکن آسمان میں مشہور ہیں۔ ایسے ہی مستور الحال ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے گن میں مراقبہ میں
تھے اور پاس ہی ایک محدث حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں خواجہ خضر وہاں پہنچے اور بیٹھ گئے اور ان سے کہنے
لگے کہ قریب میں حدیث کا درس ہو رہا ہے آپ اس میں شریک کیوں نہیں ہوتے اور یہاں تنہا بیٹھے ہیں ان پر ان بزرگ
نے کہا کہ جب ایک نبی پاس ہو تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا درس سننے کی کیا ضرورت ہے۔ خواجہ خضر نے فرمایا تم کو یہ
کہاں سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نبی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ خواجہ خضر اللہ کے نبی نہیں ہیں۔ خواجہ خضر نے فرمایا کہ
میں سمجھتا تھا کہ میں تمام اولیاء کو پہچانتا ہوں لیکن اب معلوم ہوا کہ کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو میں بھی نہیں جانتا ہوں اور
وہ مجھے جانتے ہیں۔

اس کو حکومت، علم لدنی، فیض، فتح اور کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ علم ہوتا ہے جو الیاء کے قلوب پر خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے۔ جو علم انبیاء اور رسولوں کو عنایت ہوتا ہے اس کو وحی کہا جاتا ہے۔ اس کی اگر تلاوت بھی ہوتی ہے تو وہ وحی متلو کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن، توریت اور انجیل اور اگر اس کی تلاوت نہ ہو تو اس کو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وحی خداوندی، خلل اور غلطی سے بالکل محفوظ ہے، الہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے بسا اوقات انسان القاء شیطانی کو الہام سمجھ بیٹھتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ بندے کے دل میں جو القاء ہوتا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی فرشتے کی طرف سے اور کبھی نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غور کر لینا چاہئے اگر وہ القاء عشق و محبت کا باعث ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے تو فرشتے کی جانب سے ہے اور وہ القاء کفران اور طغیان پیدا کرنے والا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ شیطان بھی بسا اوقات نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس سے اس کا مقصود کسی اعلیٰ نیکی سے غافل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

ان لشیطان لئمة یابن آدم وللملک لئمة فاما لئمة الشیطان فایعاد بالشرو تکذیب بالحق واما لئمة الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وخذ ذلك فلیعلم انه من اللہ تعالیٰ ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطان. یعنی شیطان آدمی کے دل میں بات ڈالتا ہے اور فرشتہ بھی ڈالتا ہے شیطان کی ڈالی ہوئی بات برائی کا وعدہ اور حق کو جھٹلانا ہوتا ہے۔ اور فرشتے کا ڈالنا بھلائی کا وعدہ اور حق کی تصدیق ہوتی ہے تو جو یہ محسوس کرے وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور وہ پہلی بات ہو تو سمجھ لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے اور فوراً شیطان کے خدا کی پناہ پڑے۔

تناخ

جو لوگ تناخ کے عقیدے کے قائل ہیں ان کے نزدیک روح اپنی جزا و سزا کے اعتبار سے مختلف حیوانات کا جسم اختیار کرتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ کروڑوں برس تک اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ روح کے ازلی اور ابدی اور قدیم ہونے پر مبنی ہے۔ مولانا کے اشعار میں جگہ جگہ جو اشارے ہیں وہ مادے کے تغیرات کی طرف ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں مادہ جمادیت سے ترقی کر کے نباتیت اختیار کرتا ہے اور نباتیت سے حیوانیت کے مرتبہ میں آ جاتا ہے اور پھر حیوانیت سے انسانی مرتبہ میں پہنچا ہے۔

از جمادی مردم و نامی خدم وز نما مردم بحیوال سرزوم
مردم از حیوانی و آدم خدم پس چه ترسم کے ز مردن کم شوم

* ان مذکورہ بالا اشعار میں مادی تغیرات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مولانا روح کے قدیم اور ازلی ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح کی صرف حیوانات میں گردش کے قائل ہیں ہاں روح کے منازل اور مراتب کے عروج کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

جملہ دیگر بھرم از بشر تا بر آرم از ملائک بال و پر
وز ملک ہم بایدم بستن ز جو کُلُّ شئی هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ

جسم مثالی:

اہل شرع اور اہل تصوف متعدد عوامل موجود مانتے ہیں ایک عالم شہود ہے۔ وہ تو یہی عالم ہے جس میں آپ اور ہم سب اس زندگی کے ساتھ زندہ ہیں یہاں تمام اجسام مادہ اور عنصر سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک عالم مثال ہے جس میں ہر دو مخلوق جو اس عالم شہود میں ہے اس عالم میں بھی ہے لیکن اس عالم میں مادہ اور عناصر کا وجود نہیں ہے وہاں جو اس کا جسم ہے وہ جسم عنصری نہیں بلکہ مثالی کہلاتا ہے۔

واقعات اور اشخاص:

صلح حدیبیہ۔ ۶ حجی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضوان علیہم اجمعین کی معیت میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظمہ سے چھ میل درے مقام حدیبیہ پر پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ بڑے شکر مکہ میں داخلہ سے روکنے کا ارادہ کر چکے ہیں، آنحضرت ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور اہل مکہ سے کہلایا کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد فوراً واپس ہو جائے گے۔ ہمارا مقصد اہل مکہ سے جنگ و جدل بالکل نہیں ہے مگر اہل مکہ نے مکہ میں داخلہ کی کسی طرح اجازت نہ دی۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد صلح کا ایک دس سالہ معاہدہ طے ہوا۔ اس صلح نامہ میں مکہ والوں نے سراسر ایسی شرطیں تسلیم کرائیں جو ان کے لئے مفید تھیں اور بظاہر مسلمانوں کے لئے ذلت آمیز، یہ طے ہوا کہ مسلمان مکہ کی زیارت کئے بغیر واپس ہو جائیں، اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لے گا تو مکہ والے اس کو واپس نہ دیں گے اور اگر کوئی مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اس کو واپس سپرد کرنا ہوگا۔ اس طرح کی شرائط بعض صحابہ گونا گوار بھی گذریں لیکن آنحضرت ﷺ نے خداوندی حکم سے سب کو بخوشی منظور کیا۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں یہ صلح شکست نما تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور ﷺ کو بشارت آئی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا یعنی ہم نے یہ تمہیں کھلی فتح عنایت کی ہے۔ چند ہی روز میں اس بشارت نے عملی صورت اختیار کر لی اور اس صلح کے نتیجے میں مکہ معظمہ بغیر کسی جنگ و قتال کے آنحضرت ﷺ کے زیر نگیں آ گیا۔

بنی نضیر:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ انہوں نے مخفی طور پر آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جس کا آنحضرت ﷺ پر انکشاف ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں ان کو مدینہ کے اطراف سے ۴۰ھ میں جلا وطن کیا گیا اور خیبر میں آباد ہونے کی اجازت دے دی گئی۔

بنو قریظہ:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے قریظین کو دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھی۔

غزوہ خندق کے موقع پر دیگر قبائل کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد تو درکنار یہ لوگ بھی مخالفوں سے ہمساز ہو گئے اور

معابدہ شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں سے برسر پیکار ہو گئے۔ غزوہ خندق میں جب یہی تائید سے آنحضرت ﷺ کو ۵ھ میں فتح و نصرت حاصل ہو گئی تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو معاہدہ شکنی کی سزائے موت دی جو خود یہود کی شریعت کے مطابق تھی۔
بلال بن رباحؓ:

حضرت بلالؓ حبشی النسل تھے۔ دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنے آقا امیہ ابن خلف کے ایسے ایسے دردناک مظالم برداشت کئے ہیں جن کے سننے سے بھی لرز اٹاری ہوتا ہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ پھر تمام عمر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گذاری۔ ان کو مؤذن رسول اللہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام کی تاب نہ لاسکے اور ملک شام میں منتقل ہو گئے۔ وہاں ۲۰ھ میں بمر ۶۳ سال وفات پائی۔ ان کی اذان میں بڑا ہی سوز و گداز تھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اذان کی فرمائش کی، عذر پیش کرنے کے باوجود تعمیل حکم پر مجبور ہو کر اذان شروع کی جس وقت اُشہذ اَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے۔
طالوت:

یہ بنی اسرائیل کا ایک نیا بادشاہ تھا کس کی بادشاہت پیغمبر وقت شمویل کی بشارت کے مطابق عمل میں آئی تھی۔ بادشاہت کے دوران اس کو ایک سخت قوی دشمن جالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بچپن تھا اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت شمویل نے طالوت کو بشارت دی کہ جالوت کی موت حضرت داؤد کے ہاتھوں ہوگی۔ طالوت نے حضرت داؤد کو فوج میں شامل کر لیا۔ دوران سفر میں چند پتھروں نے حضرت داؤد سے کہا کہ ہم کو ساتھ لے لو جالوت ہماری ضرب سے مرے گا۔ حضرت داؤد نے وہی پتھر اٹھا کر اپنی زنبیل میں رکھ لئے۔ جس وقت جالوت سے مقابلہ ہوا تو حضرت داؤد نے وہی پتھر اس کے مارے جن سے جالوت ہلاک ہو گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وَقَتْلُ دَاوُدَ جَالُوتَ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔
حضرت مریم علیہا السلام:

حضرت مریم کنوار پن ہی میں بحکم خدا حاملہ ہو گئیں تو ندامت کی وجہ سے جنگل میں نکل گئیں اور دعا کرنے لگیں۔ یٰلَیْسَیْ مِثَّ قَبْلِ هٰذَا وَ مِثَّ سَمِیْنَا فَنَسِیْنَا کَاشْ مِیْنِ اَسْ سِیْءِ مَرْغٰی ہوتی اور بھولی بسری بن جاتی۔ فرشتے نے ان کو ہی وی پھر جب ان کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنے قبیلے میں آئیں، لوگوں نے ان کو ملامت شروع کر دی اس پر انہوں نے لوگوں سے کہا تم اسی بچے سے اس معاملہ کی تحقیق کر لو۔ لوگوں نے کہا ہم کہوارے کے بچے سے کیا پوچھیں تو حضرت عیسیٰ بول اٹھے اِلٰی عِبْدِ اللّٰهِ اَتَانِی الْکِتَابَ وَ جَعَلَنِی نَبِیًّا وَ جَعَلَنِی مُبَارَکًا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اس نے نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس گفتگو کے بعد لوگوں کے شکوک مٹ گئے اور وہ سمجھ گئے یہ سب معاملہ متجانب اللہ ہے۔

اہل سبأ:

یمن کے علاقہ سبأ کے باشندے تھے۔ قرآن نے اہل سبأ کا ذکر حسب ذیل آیتوں میں کیا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لِسَبْءِ فِیْ مَسَکِیْہِمُ آیَةٌ جَنَّاتٍ عَنْ یَمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۝ کُلُّوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَ اشْکُرُوْا لَہٗ بَلَدًا طَیْبَةً وَ رِثٌ غَفُوْرٌ

۵ فَاغْرَضُوا فَاذْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرَمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتِي ذَوَاتِنِ اُكْلُ خَمْطٍ وَاَثَلِ وُشْيٍ مِّنْ
سَلْرٍ قَلِيلٍ ۵ ذَلِكُمْ جَزَاءُ الَّذِي يَمُنُّ بِمَا كَفَرُوا وَاَهْلُ نَجْرِي اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ . بیشک سبادالوں کے لئے اپنی ہی ہستی میں
نشانی تھیں دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔ اپنے مالک کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ ایسا پاکیزہ شہر اور مالک
بخشنے والا۔ تو انہوں نے روگردانی کی۔ ہم نے زور کا سیلاب ان پر چھوڑ دیا اور دودھ باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر دیئے
جن میں بدمزہ میوے اور بھاؤ کے درخت اور تھوڑے سے پیری کے درخت رہ گئے۔ ان کی ناشکری کی ہم نے ان کو یہ سزا
دی اور ہم انہی کو سزا دیا کرتے ہیں جو ناشکر ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ:

یہ مالک کے بیٹے تھے اور ان کی ماں کی کنیت ام سلیم تھی۔ مالک کے بعد ام سلیم نے حضرت ابوطالب انصاریؓ سے شادی
کر لی تھی۔ حضرت انسؓ کی تربیت حضرت ابوطالبؓ نے کی۔ جس وقت آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔
حضرت انسؓ کی عمر دس سال کی تھی۔ ان کو ان کی ماں اور حضرت ابوطالبؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے کر دیا انہوں
نے بہت ہی خوش اسلوبی لے۔ آدھ دس سال تک آنحضرت کی خدمت کی اور خادم خاص کا رتبہ پایا۔ آنحضرت ﷺ ان سے
بہت خوش تھے اور ان کو بہت دعائیں دیتے تھے۔ انہی دعاؤں کی برکت سے ان کو صحابہ کرام میں مال اور اولاد کی کثرت
میں امتیاز تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ بصرہ میں آباد ہو گئے۔ ۹ھ میں
عمر تقریباً ۱۰۳ سال انہوں نے بصرہ میں ہی وفات پائی اور ان کی وفات بصرہ میں رہنے والے صحابہ میں سے سب سے آخر
میں ہوئی ہے۔

جیہ:

بورن فیل یہ وہ بیابان ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک محبوس اور مقید رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
بنی اسرائیل کو عمالقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو ملک شام پر قابض تھے۔ بنی اسرائیل نے اس جہاد میں شرکت سے انکار
کیا اور طرح طرح کے نام مقبول عذر پیش کرنے شروع کر دیئے اور کہہ دیا اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا عمالقہ سے جہاد کر لے
ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس جرم کی پاداش میں خدا نے انہیں یہ کہ میدان میں مقید کر دیا یہ اس میں بھٹکتے پھرتے تھے
اور ان کو اس جنگل سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی بارہ جماعتوں پر مشتمل تھے۔ ہر جماعت حضرت
یعقوبؑ کے کسی ایک فرزند کی نسل تھی اور ہر جماعت میں تقریباً پچاس ہزار اشخاص تھے۔ یہ لوگ تمام دن راستہ طے کرتے
تھے صبح کو سوکرائتے تو اپنے آپ کو اسی مقام پر پاتے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔

اولیس:

یہ عامر کے بیٹے اور قرن علاقہ یمن کے باشندے ہیں اسی لئے قرنی کہلاتے ہیں۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبت کا وہاں نہ تھا چونکہ ان کی والدہ ان کی خدمت کے محتاج اور ضرورت مند تھیں لہذا ان کی آنحضرت ﷺ کی
خدمت میں حاضری نہ ہو سکی اور ان کو آنحضرت ﷺ کا دیدار میسر نہ آیا اسی لئے ان کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی
آخری عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو سلام کہلایا اور دعا کی فرمائش کی
تھی۔ انہی کی نسبت سے نسبت اور یہ وہ نسبت کہلاتی ہے جو کسی مرید کو شیخ سے جسمانی ملاقات کے بغیر حاصل ہو جائے۔

ابولہب اور اس کی بیوی:

ابولہب کنیت نام عبدالعزیٰ ہے اس کی بیوی کا نام اروی اور کنیت ام جمیل ہے۔ ابولہب آنحضرت ﷺ کا حقیقی چچا تھا لیکن یہ اور اس کی بیوی آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچاتے اور مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ابتداء دعوت سے آخر دم تک آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتا رہا بالآخر کفر کی حالت میں موت ہوئی۔ سورۃ تبت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فرعون موسیٰؑ:

اس کا نام ولید بن مصعب ہے اور چونکہ یہ مصر کا بادشاہ تھا اس لئے اس کو فرعون کہا جاتا ہے۔ شاہان مصر کا یہی لقب ہوتا تھا اس کے واقعات قرآن پاک میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

سجاد حسین

صدر مدرسہ مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی

۲۱ شوال ۱۳۹۶ھ

۱۱ اگست ۱۹۷۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انبیاء الحق چلیپی مولانا کے وہی
خلیقہ اور مرید ہیں جو مثنوی لکھنے کے
محرک ہوئے۔ اس نوم۔ طہارت
ظاہری وضو اور غسل میں تین بار دھونا
مسنون ہے لہذا طہارت باطنی جو کہ
مثنوی کے مضامین سے حاصل ہوتی
ہے اس کے لئے بھی تیسرے دفتر
میں تیسری بار مضامین لانا مناسب
ہے۔ اسرار سر کی جمع راز۔ بہل۔ سر
کا صیغہ ہے بلیدن بمعنی چھوڑنا۔
اعذار یعنی وہ عذر جو دوسرے دفتر کے
تاخیر سے شروع کرنے کا سبب بنے

تھے۔
ع قوت یعنی جسمانی کمزوری کا
عذر نہ کر کیونکہ تیری قوت جسم اور رگوں
کی پیداوار نہیں ہے بلکہ عطائے
خداوندی سے ہی زہد۔ زبیدان نشوونما
پاتا۔ اس چراغ جس طرح سوچ کی
روشنی ظاہری اسباب کی بنا پر نہیں
ہے۔ اسی طرح شہادی طاقت
اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔
سج سقفت گردوں۔ آسمانوں کا
قیام بھی اسباب ظاہری سے متعلق
نہیں ہے۔ قوت جبرئیل۔ حضرت
جبرئیل کی قوت کہ بازو کے سہلے
بستیوں کو الٹ دیا جسمانی غذا کی وجہ
سے نہ تھی۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیدار
اے ضیاء الحق حسام الدین لا
برگشا گنجینہ اسرار را
رازوں کا خزانہ کھول دے
قوت از قوت حق کی زہد
تیری طاقت اللہ کی طاقت سے جوش مارتی ہے
اس چراغ شمس کو روشن بود
سوچ کا چراغ جو روشن ہوتا ہے
سقف گردوں کو چنیں دائم بود
آسمان کی چھت جو اس طرح سے ہمیشہ سے ہے
قوت جبرئیل از مطبخ نبود
حضرت جبرئیل کی قوت مطبخ کی وجہ سے نہ تھی
اس نوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
تیسرا دفتر کیونکہ تہرانا سنت ہے
در نوم دفتر بہل اعذار را
تیسرے دفتر میں عذروں کو چھوڑ دے
نور عروقی کز حرارت می جہد
نہ کہ رگوں سے جو گرمی سے بھڑکتی ہیں
نور فتیلہ پنبہ دروغن بود
جی نور روئی نور تیل کی وجہ سے نہیں ہے
نور طناب و استنہ قائم بود
رستے اور ستون کی وجہ سے قائم نہیں ہے
بود از دیدار خلاق وجود
وجود کو پیدا کرنے والے (اللہ) کے دیدار کی وجہ سے تھی



ہم جنمیں ایں قوت ابدال حق
 اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اہل کی قوت
 جسمِ شان را ہم ز نوراً سرشته اند
 جن کے جسم کو بھی نور سے بنا ہے
 چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل
 چونکہ تو بڑے دہنوں سے موصوف ہے
 گرود آتش بر تو ہم بر دو سلام
 آگ بھی تجھ پر سلامتی اور شندک بن جائیگی
 ہر مزاج را عناصر مایہ ایست
 عناصر ہر مزاج کا سرمایہ ہیں
 ایں ۴ مزاجت در جہان منبسط
 وسیع عالم میں تیرا یہ مزاج
 اے دریغا عرصہ افہامِ خلق
 ہائے فسوس! لوگوں کی فہموں کا میدان
 اے ضیاء الحق بخدقِ رائے تو
 اے ضیاء الحق تیری رائے کی ہوشیاری سے
 کوہِ طور اندر کجلیِ خلق یافت
 کوہِ طور نے جلی میں خلق پا لیا
 صار دگامینہ و انشق الجبل
 وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ پھٹ گیا
 لقمہٴ بخشی آید از ہر کس بکس
 لقمہ دینا ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے
 خلق بخشید جسمہا و رُوح را
 وہ جسم اور روح کو خلق بخش دیتا ہے
 ہم زحق و اں بز طعام و بز طبق
 اللہ کی جانب سے سمجھنے کے لئے کہ کھانے اور طبق کا جسے
 تاز روح و از ملک بگذشتہ اند
 یہاں تک کہ وہ روح اور فرشتے سے بڑھ گئے ہیں
 ز آتش نمرود بگذر چوں خلیل
 حضرت خلیل کی طرح نمرود کی آگ سے گزر جا
 اے عناصر مر مزاجت را غلام
 اے وہ کہ عناصر (ارواح) تیرے مزاج کے غلام ہیں
 ویں مزاجت برتر از ہر پایہ ایست
 اور تیرا یہ مزاج ہر مرتبہ سے بالاتر ہے
 وصف وحدت را کنوں شد مُسَلِّط
 اب وحدت کی صفت کو چھنے والا ہو گیا ہے
 سخت سنگ آمد ندارد خلقِ خلق
 بہت تک ہے مخلوق خلق نہیں رکھتی ہے
 خلق بخشید سنگ را حلوائے تو
 تیرا حلوہ پتھر کو خلق بخش دیتا ہے
 تاکہ مے نوشید و مے را بر نساقت
 یہاں تک کہ اس نے شرب لیا اور شرب کو نساقت نہ کر کا
 هَلْ رَأَيْتُمْ مِنْ جَبَلٍ رَفِصَ الْجَمَلِ
 کبھی تم نے پہاڑ سے لٹ کا رقص دیکھا ہے
 خلق بخشی کار یزدان ست و بس
 خلق بخشا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے
 خلق بخشید بہر بر عضوتِ جدا
 تیرے ہر عضو کو علیحدہ خلق بخش دیتا ہے

ہم جنمیں ایں قوت ابدال حق
 اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اہل کی قوت
 جسمِ شان را ہم ز نوراً سرشته اند
 جن کے جسم کو بھی نور سے بنا ہے
 چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل
 چونکہ تو بڑے دہنوں سے موصوف ہے
 گرود آتش بر تو ہم بر دو سلام
 آگ بھی تجھ پر سلامتی اور شندک بن جائیگی
 ہر مزاج را عناصر مایہ ایست
 عناصر ہر مزاج کا سرمایہ ہیں
 ایں ۴ مزاجت در جہان منبسط
 وسیع عالم میں تیرا یہ مزاج
 اے دریغا عرصہ افہامِ خلق
 ہائے فسوس! لوگوں کی فہموں کا میدان
 اے ضیاء الحق بخدقِ رائے تو
 اے ضیاء الحق تیری رائے کی ہوشیاری سے
 کوہِ طور اندر کجلیِ خلق یافت
 کوہِ طور نے جلی میں خلق پا لیا
 صار دگامینہ و انشق الجبل
 وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ پھٹ گیا
 لقمہٴ بخشی آید از ہر کس بکس
 لقمہ دینا ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے
 خلق بخشید جسمہا و رُوح را
 وہ جسم اور روح کو خلق بخش دیتا ہے

۱ ہم جنمیں ایں قوت ابدال حق
 جانب اللہ ہوتی سے مانگی کس ہوتی
 ہے جسم شان ابدال کے اجسام بھی
 نورانی ہیں اور وہ انسانی روح اور تمام
 فرشتوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔
 چونکہ یہ شیخ حسام الدین کو خطاب
 ہے آتش نمرود یعنی نفسانی مذاہن۔
 گرود آتش۔ عناصر لہو آپ کے
 مزاج سے مغلوب ہیں لہذا آگ
 آپ کے لئے شندک اور سلامتی
 ہے ہر مزاج۔ عام انسانوں کا مزاج
 عناصر لہو سے بنا ہے لیکن آپ کا
 مزاج اللہ کے اخلاق سے بنا ہے۔
 ۲ ایں مزاجت۔ یعنی آپ چونکہ
 اخلاق انبی کے ساتھ متصف ہیں لہذا
 آپ کو اللہ سے اتحاد حاصل ہو گیا
 ہے۔ اے دریغا۔ عوام کی سمجھ کے
 گلے سے یہ مضمون وحدت نہیں اترتا
 ہے۔ عوام وہ مطلق نہیں رکھتے ہیں جو ان
 مضامین کو نکل سکے۔ اے ضیاء الحق
 لیکن ضیاء الحق میں وہ طاقت ہے کہ
 پتھر کے گلے سے بھی اس مضمون کو
 اتر سکتا ہے۔ کوہِ طور۔ مضامین
 معرفت کو کوہِ طور سمجھا جاتا کہ وہ پتھر
 ہے۔ صارو کا کوہِ طور کا رقص معرفت کی
 شرب لیا لینے کی وجہ سے تھا۔
 ۳ لقمہٴ بخشی ایک انسان دوسرے
 کو لقمہ دے سکتا ہے لیکن خلق عطا کرنا
 صرف خدا کا کام ہے۔ یعنی تعلیم و تربیت
 دینا تو انسانی فعل ہے لیکن طالب کے
 اعضاء کا اس کو قبول کرنا اور اس میں
 قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا
 کام ہے۔ خلق بخشید اللہ تعالیٰ ہر عضو کو
 اور روح کو اس کے مناسب خلق بخشا



اس لئے گہے بخشید کہ اجلالی شوی

یہ اس وقت بخشتا ہے جب تو اجلالی ہو جائے

تاگونی سر سُلطان رابکس

تاکہ تو شاہ کا راز ہر شخص سے نہ کہے

گوش آں کس نوشد اسرارِ جلال

اللہ کے راز اس شخص کا کان سنتا ہے

خلق بخشید خاک را لطفِ خدا

اللہ تعالیٰ کی مہربانی مٹی کو خلق عنایت کرتی ہے

باز حیواں را بہ بخشید خلق و لب

بچر (اللہ) حیوان کو حق اور ہونٹ بخشتا ہے

چوں گیا ہش خورد و حیواں گشت زفت

ببسا (حیوان) ننان خاک کی گھاس کھلی اور موم ہو گیا

باز خاک آمد شد اکال بشر

پھر مٹی آئی وہ انسان کو لنگ جانے والی بنی

ذرا ہاں دیدیم وہاں شاں جملہ باز

میں نے ذرت دیکھے جن کے منہ تھلے ہوئے تھے

برگہا را برگ از انعام او

یتوں کو ساز و سلان اس (اللہ) کے انعام سے ہے

رزقہا را رزقہا او میدہد

وہ (اللہ) رزقوں کو رزق دیتا ہے

نہیست شرحِ این سخن را منتہا

اس بات کی تفصیل کا خاتمہ نہیں ہے

جملہ عالم آکل و ماکول داں

تمام عالم کو کھانے والا اور کھایا ہوا کچھ

از دعا و از دغل خالی شوی

قریب اور کھوت سے خالی ہر جاے

تا نریزی قند را پیش مکس

تاکہ تو قند کو مکھی کے آگے نہ گرائے

کو چوسون صد زباں افتاد لال

جو سون کی طرح سبز بانوں کے باوجود گونکا ہے

تا خورد خاک آب و روید صد گیا

یہاں تک کہ مٹی پانی بنتی ہے اور سبزوں گھاس لگاتی ہے

تا گیا ہش را خورد اندر طلب

یہاں تک کہ ہاتھ لگ کر اس (خاک) کی گھاس کھاتا ہے

گشت حیواں لقمہ انسان درفت

حیوان انسان کا لقمہ بنا اور ختم ہو گیا

چوں جد اشد از بشر روح و بصر

جب کہ انسان سے روح اور بینائی جدا ہو گئی

گر بگویم خورد شاں گرو دراز

اگر میں ان کی خوراک کا بیان کروں تو بات بڑھ جائیگی

دایگاں را دا یہ لطفِ عام او

پرورش کرنے والوں کی دلیہ اس کی عام مہربانی ہے

زانکہ گندم بے غذائے چوں زہد

کیونکہ گندم بے بغیر غذا کے کب پرورش پاتا ہے

پارہ لقتم بداں زان پارہا

میں نے ایک گلزا کہہ دیا تو اس سے وہ گلزوں کو کچھ لے

باقیاں را مقبل و مقبول داں

باقی رہنے والوں کو مقبول اور با اقبل سمجھ

۱۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہر عضو اور روح کو

خلق اس وقت بخشتا ہے جب انسان

خدائی اخلاق سے محسوس ہو جائے

اور رزق سے اپنے آپ کو پاک کر

لے تاگونی۔ جب اللہ کی یہ عطا

تعمیر حاصل ہو جائے تو نالوں پر

اسرار ظاہر نہ کرو۔ گوش۔ معارف البیہ

اس وقت حاصل ہوتے ہیں جبکہ

انسان میں ان کے اخفاء کی پوری

صلاحیت پیدا ہو جائے اور نالوں

کے سامنے ظاہر نہ کرنے پر اس کو

قدرت حاصل ہو جائے خلق مجید۔

اللہ نے زمین کو بھی خلق عنایت فرمایا

۲۔ باز حیواں۔ حیوانات نباتات کو

اپنی غذا بنا لیتے ہیں۔ چوں گیا ہش۔

حیوانات سے انسان اپنی غذا حاصل

کرتا ہے۔ باز پھر انسان کے مرنے

کے بعد خاک اس کو اپنی خوراک بنا

لیتی ہے۔

۳۔ ذرہاں کائنات میں ہا ہی

تتارغ البقاء کا نظام جاری ہے اور

کائنات کا ہر ذرہ دوسرے کو کھانے

کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے۔

برگہا۔ جہ جو حیوانات کی خوراک

ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ خوراک عطا

فرماتا ہے۔ کائنات میں جو چیزیں

دوسروں کی پرورش کرتی ہیں ان کی خدا

پرورش کرتا ہے۔ رزقہا۔ گیہوں خود

رزق ہے لیکن اگر اس کو رزق میسر نہ

آئے تو اس کی پرورش نہ ہو۔ جملہ

عالم۔ عالم امکان میں سب چیزیں

ایک دوسرے کو فنا کر رہی ہیں بقا

صرف ان کو حاصل ہے جو مقبول بارگاہ

الہی ہیں۔



ایں جہان و ساکنانش مُشتر

یہ عالم اور اس کے باشندے سے جدا ہو جانے والے ہیں

ایں جہان و عاشقانش منقطع

یہ عالم اور اس کے عاشق مٹ جانے والے ہیں

پس کریم آنت کو خود را دہد

تو بزرگ وہ ہے جو اپنے آپ کو پلا دے

باقیات ۲ لصالحات آمد کریم

بھلا (بزرگ) باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے

گر ہزار اندیک کس بیش نیست

اگر وہ ہزار ہیں تو بھی ایک سے زیادہ نہیں ہیں

آکل و ماگول را خلق ست و نامے

کھانے والے اور کھانے جانے والے کا خلق اور گناہوتا ہے

خلق بخشید او عصائے عدل را

اس نے انصاف کی لاشمی کو خلق بخشا

و اندرو افزوں نشد زان جملہ اکل

اس سب کچھ کھانے سے اس میں اضافہ نہ ہوا

مریقتیں ۳ راچوں عصا حق خلق داد

اللہ تعالیٰ نے لاشمی کی طرح یقین کو بھی خلق دیا ہے

پس معانی راچوں عیاں خلقہاست

تو خدائی موجودات کی طرح معانی کے بھی خلق ہیں

پس زماہی تا بہ ماہ از خلق نیست

تو مچھلی ہے لے کر چاند تک کوئی مخلوق نہیں ہے

خلق نفس از دوسہ خالی شود

نفس کا خلق اگر دوسرے سے خالی ہو جائے

خلق جاں کز فکر تن خالی شود

روح کا خلق جو جسم کی فکر سے خالی ہو جاتا ہے

واں جہان و ساکنانش مستمر

وہ عالم اور اس کے باشندے ہمیشہ رہنے والے ہیں

اہل آں عالم متمدن مجتمع

اس عالم والے ہمیشہ اور اکٹھے رہنے والے ہیں

آب حیوانے کہ ماندتا ابد

آب حیات تاکہ ہمیشہ رہے

رستہ از صد آفت و اخطار و نیم

جو سنگڑوں آفتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پانیا ہے

چوں خیالات عدد اندیش نیست

تعداد بجانے والے خیالات کی طرح نہیں ہیں

غالب و مغلوب را عقل ست و نامے

غالب اور مغلوب کے لئے عقل اور نامے ہے

خورد او چنداں عصا و جبل را

وہ بہت سی لاشمیوں اور رسیوں کو نگل گئی

زانکہ حیوانی نبودش اکل و شکل

کیونکہ اس کا کھانا اور صورت حیوانی نہ تھا

تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاد

یہاں تک کہ اس نے ہر اس خیال کو نگل لیا جو پیدا ہوا

رازق خلق معانی ہم خداست

معانی کے خلقوں کو رزق دینے والا بھی خدا ہے

کہ بجزب مایہ اورا خلق نیست

ماہ کو جذب کرنے کے لئے جس کے خلق نہ ہو

میہمان و جی اجلائی شود

تو اللہ کی وحی کا میہمان ہو جائے

وانگہاں روزیش اجلائی شود

تب اس کی روزی خدائی ہو جاتی ہے

۱۔ اس جہان۔ عالم امکان۔ منشر

چونکہ عالم امکان متضاد عناصر سے

ہئے ہیں۔ واں جہان۔ عالم آخرت۔

آب حیوان۔ یعنی معارف الہیہ

۲۔ باقیات۔ بزرگ جبکہ مجموعہ

فضائل بن گیا تو وہ محسبانی رہنے والی

نیکی بن گیا۔ گر ہزاراں لولیا۔ اور

بزرگ ایک روح ہزار قاب ہوتے

ہیں۔ آکل۔ اس عالم میں جو کھانے

والے ہیں اور کھائے جاتے ہیں ان کا

تو صرف خلق اور گناہ ہے جو لوگ اپنے

نفس پر غالب ہیں اور اللہ کی مرضیات

سے مغلوب ہیں وہ صاحب عقل و

نامے ہیں۔ خلق بخشید۔ اللہ نے

حضرت موسیٰ کی لاشمی کو خلق عنایت

فرمایا وہ چاروں گراں کی لاشمیوں اور

رسیوں کو نگل گئی۔ زانکہ۔ حضرت

موسیٰ کی لاشمی سب کچھ کر بھی مونی

نہ ہوئی کیونکہ اس کا کھانا حیوانی کھانا نہ

تھا۔

۳۔ مریقتیں را۔ جس طرح حضرت

موسیٰ کی لاشمی کے خلق تھا یقین کے

بھی خلق ہے جو وساوس کو نگل جاتا

ہے۔ پس معانی۔ جس طرح خدائی

اشیاء کا خلق ہے وحی اشیاء کا بھی خلق

ہے۔ زماہی یعنی تحت اثری سے۔

۱. خلق عقل و دل چو شد خالی ز فکر

عقل اور دل کا خلق بھی فکر سے خالی ہو گیا

شرط تبدیل مزاج آمد بدال

کچھ لے مزاج کو بدلنا شرط ہے

چوں مزاج آدمی کل خوار شد

جب آدمی کا مزاج مٹی خود ہو جائے

چوں مزاج زشت اوتبدیل یافت

جس اس کا برا مزاج بد گیا

دایہ گو طفل شیر آموز را

وہ دایہ کہاں ہے؟ جو شیر خوار بچے کو

دایہ کو شیر خوارہ طفل را

شیر خوار بچے کے لئے وہ دایہ کہاں ہے

گر بہ بند دراہ یک پستان برو

اگر اس پر ایک پستان کا رات بند کریگی

زانکہ پستان شد حجاب آل ضعیف

کیونکہ اس ناتواں کے لئے پستان پردہ بن گیا

پس حیات ماست مقوف فطام

تو ہماری زندگی دودھ چھڑانے پر مقوف ہے

چوں جنین بود آدمی خون بد غذا

جب انسان ماں کے پیٹ میں تھا خون خوراک تھی

چوں جنین بود آدمی خون خوار بود

جب انسان ماں کے پیٹ میں خون کھانا والا تھا

از فطام خون غذایش شیر شد

خون چھڑانے سے اس کی خوراک دودھ ہوئی

وز فطام لقمہ لقمہ انے شود

لقمہ چھڑانے سے وہ لقمہ لقمہ بن جاتا ہے

یافت اوبے ہضم معده رزق بکر

تو اس نے معده کے ہضم کے بغیر تازہ رزق پالیا

کز مزاج بد بود مرگ بدال

اس لئے کہ بروں کی موت بدے مزاج کی وجہ سے ہوتی ہے

زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد

تو (وہ) زرد اور بد رنگ اور بیمار اور ذلیل ہو جاتا ہے

رفت زشتی و آں رخس چوں شمع تافت

برائی جاتی رہی اور اس کا چہرہ شمع کی طرح چمک اٹھا

تابہ نعمت خوش کند بد فوز را

نعمت کے ذریعہ خوش کر دے بد ذوق کو

تاز نعمتہا کند اورا غذا

جو نعمتوں کی اس کو غذا دے

بر کشاید راہ صد بستان برو

سینکڑوں بانگوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

از ہزاراں نعمت و خوان و رعیف

سینکڑوں بانگوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

اندک اندک جہاد کن تم الکلام

بہ تدریج کوشش کر بات ختم ہوئی

از نجس پاکی برو مومن کذا

مومن اسی طرح نجاست سے پاکیزگی حاصل کرتا ہے

بود اورا بود از خون تار و پود

اس کے وجود کا تانا بانا خون سے تھا

وز فطام شیر لقمہ گیر شد

اور دودھ چھڑانے سے وہ لقمہ کھانے والا ہو گیا

طلب مطلوب پنہانے شود

ایک پوشیدہ مطلوب کا طالب بن جاتا ہے

۱. خلق عقل۔ یعنی اگر انسان اپنی عقل اور دل کو مادی ضروریات سے پاک کر لے رزق بکر۔ تازہ رزق۔ یعنی معارف الہیہ۔ مزاج۔ یعنی باطنی مزاج۔ یعنی غلطی۔ یعنی غلط خوراک سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

۲. چوں مزاج۔ جب مادی مزاج میں تبدیلی آجاتی ہے تو انسان انوار الہی کا کل بن جاتا ہے۔ فوز۔ یعنی نفع۔ دایہ۔ یعنی دایہ قدرت بری عادتیں چھڑا دے۔ گر بہ بند۔ دایہ قدرت اگر دودھ چھڑاتی ہے تو بانگوں کے پیٹ کھلتی ہے۔

۳. زانکہ پستان۔ جب تک بچہ شیر خوار رہتا ہے بے شد لذت غذاؤں سے محروم رہتا ہے۔ پس۔ دنیاوی لذتوں کا دودھ چھڑانے پر آخری نعمتیں مقوف ہیں۔ فطام۔ بچے کا دودھ چھڑانے۔ جہاد کن۔ یعنی دودھ چھڑانے کی کوشش کرو۔ از نجس۔ ضرورت کے وقت مومن کے لئے نجس غذا حلال ہو جاتی ہے۔ جنین۔ پیٹ کا بچہ۔ از فطام۔ جس طرح بچے کا دودھ چھڑانا غذاؤں کی ترقی کا سبب بنا اسی طرح اگر لذات جسمانی ترک کرو گے تو روحانی غذا میں بہتر سے بہتر حاصل ہوگی۔ وز فطام۔ جسمانی لذات کے ترک سے حکمتیں حاصل ہوگی۔ لقمہ لقمہ پنہانے۔ طلب ہوگی۔ لقمہ لقمہ یعنی صاحب حکمت

ہست بیروں عالمے بس منظم

باہر ایک بڑی منظم دنیا ہے

اندر و بس نعمت و بوجد اکول

اس میں بیشمار نعمتیں اور بے حد غذا ہیں

بوستا نہا بانہا و کشتہا

گلستان ہیں باغات ہیں کھیتیں ہیں

آفتاب و ماہتاب و ضد سہا

آفتاب اور چاند اور سینکڑوں سہا (ستارے) ہیں

بانہا وارد عرو سیہا و سور

باغات جشن اور تازگی رکھتے ہیں

تو دریں ظلمت چہ در امتحاں

تو اس اندھیرے میں آزمائش میں کیوں ہے؟

درمیان حبس و انساجاں و عننا

بندش اور نجاستوں اور مشقت میں

زیں رسالت معرض و کافر شدے

اس پیغام سے عرض کرنے والا اور کافر ہوتا

زانکہ وہم کور زیں معنی ست دور

کیونکہ اندھے کا وہم ان باتوں سے دور ہے

نشود ادراک منکر ناک او

اس کا انکار کرنے والا احساس (ان باتوں کو) نہیں سنتا ہے

زاں جہاں ابدال می گویند شاں

ان کو ابدال اس عالم کے بارے میں کہتے ہیں

ہست بیروں عالمے بے بود رنگ

(اس) سے باہر ایک بے بود اور بے رنگ عالم ہے

کایں طمع آمد حجاب ژرف و زلفت

کیونکہ یہ لالچ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے

گرا جنین راکس بگفتے در رحم

اگر پیٹ کے بچے سے کوئی رحم میں کہتا

یک زمین خرمی باعرض و طول

ایک لمبی چوڑی دل کشا زمین ہے

کو ہہا و بحر ہا و دشتہا

پہاڑ ہیں اور دریا ہیں اور جنگل ہیں

آسمانے بس بلند و پُر ضیا

بہت اونچا آسمان ہے اور منور

از جنوب و از شمال و ازد بؤر

جنوبی اور شمالی اور مغربی ہواؤں سے

در صفت ناید عجائبہائے آک

اس کے عجائب بیان نہیں ہو سکتے ہیں

خون خوری درچار میخ تنگنا

تنگ قید خانہ میں تو خون کھا رہا ہے

سے او حکم حال خود منکر بدے

وہ اپنی حالت کے تقاضے سے منکر ہوتا ہے

کایں محال ست و فریب ست و غرور

کہ یہ ناممکن ہے اور فریب ہے اور ہموکا ہے

جنس چیزے چوں ندید ادراک او

اس کے ادراک نے چونکہ اس چیز کی جنس نہیں دیکھی

ہمچناں کہ خلق عام اندر جہاں

اسی طرح دنیا کی عام مخلوق

کایں جہاں چاہے ست بس تدریک و تنگنا

کہ یہ عالم ایک بہت ادیک اور تنگ کنواں ہے

ہیچ در گوش کسے رایشاں زلفت

ان میں سے کسی کے کان میں (بات) نہ پہنچی

۱۔ اگر جنس۔ یہ شعر ساتویں شعر تک شرط ہے، آٹھواں شعر "او حکم" جواب شرط سے فرم۔ دلکش۔ پر بہار۔ اکول۔ کھانے کی چیز۔

۲۔ سہا۔ باغات۔ آفتاب۔ چاند۔ سور۔ پہلا ستارہ جنوب۔ وہ ہوا جو بائیں جنوب سے چلے۔ شمال۔ شمالی ہوا۔ اور۔ مغربی ہوا۔ چہ۔ یعنی رحم مادر کا کنواں۔ چار میخ۔ ایک قسم کی قید ہے جس میں قیدی کے چاروں ہاتھ پیر رسیوں سے باندھ کر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ تنگنائے۔ تنگ۔ جگ۔ حبس۔ قید خانہ۔ عند۔ مشقت۔

۳۔ او حکم۔ یہ شرط کی جزا ہے رسالت یعنی خارجی دنیا کا بیان۔ کور یعنی پیٹ کا بچہ۔ ادراک۔ علم۔ منکر۔ ناک۔ انکار کرنے والا۔ ہمچناں۔ یعنی جس طرح ماں کے پیٹ کا بچہ اس خارجی عالم کی باتوں کا انکار کرتا ہے اسی طرح عوام عالم آخرت کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ زماں جہاں۔ عالم آخرت۔ ہیچ۔ یعنی یہ باتیں دنیا والوں نے نہ سنا ہیں۔ طمع۔ یعنی دنیاوی لالچ۔

گوش را بندد طمع از استماع
لاچ کان کو سننے سے روک دیتا ہے
ہمچنان کہ آں جنین را طمع خوں
جس طرح سے خون کے لاچ نے اس پیٹ کے بچے کو
از حدیث ایں جہاں محبوب کرد
اس عالم کی بات سے محروم کر دیا
زیں ہمہ انواع نعمت ماند فرد
نعمت کی ان تمام قسموں سے محروم رہا
بر تو ہم طمع خوشی ایں جہاں
تجھ پر بھی اس دنیا کی خوشی کا لاچ
طمع و ذوق ایں حیات پر غرور
ہو کے سے پر اس زندگی کے لاچ اور ذوق کے
پس طمع کورت کند نیکو بدال
اچھی طرح سمجھ لے لاچ تجھے اندھا بناتا ہے
حق ترا بطل نماید از طمع
لاچ کی وجہ سے تجھے حق باطل نظر آتا ہے
از طمع بیزار شو چوں راستاں
بچوں کی طرح تو لاچ سے بیزار بن
کاندراں در چوں در آئی وارہی
جب تو اس درگاہ میں پہنچ جائے گا نجات پالے گا
چشمِ جانت روشن و حق بین شود
تیری روح کی آنکھ روشنی اور حق دیکھنے والی بن جائی گی
پند مرہاں را پذیر اشو بجاں
(دل و جان سے مرہاں (حق آنکھ) کی نصیحت قبول کرنا اور ان
باشنو اکنون قصہ و تمثیل آں
اب اس کی مثال اور ایک قصہ سن لے

چشم را بندد غرض از بطلاع
غرض آنکھ کو باخبر ہونے سے بند کر دیتی ہے
کال غذائے اوست در اوطان دُوں
جو کہ کم وجہ وطنوں میں سے اس کی غذا ہے
خون تن را در دلش محبوب کرد
اس کے دل کے لئے جسم کے خون کو محبوب کر دیا
غیر خواں اومی نداند چاشت خورد
خون کے علاوہ وہ غذا کھانا نہیں جانتا
شد حجاب آں خوشی جاوداں
اس دائمی خوشی کا پردہ بن گیا
از حیات راستیت کرد کور
سچی زندگی سے تجھے اندھا کر دیا
بر تو پوشاند یقین را بیگماں
یقیناً تجھ پر یقین کو پوشیدہ کر دیتا ہے
در تو صد کوری فزاید از طمع
لاچ کی وجہ سے صد وجہ اندھا پن تجھ میں پڑ جاتا ہے
تا نہی پابر سر آں آستاں
تاکہ اس چوکٹ پر تو بچہ رکھ سکے
از غم و شادی قدم بیروں نہی
دنیا کے غم اور خوشی سے قدم باہر رکھے گا
بے ظلام کفر نور دین شود
دین کا نور کفر کے اندھیرے سے پاک ہو جائے گا
تا رہی از خوف و مالی در اماں
تاکہ تو خوف سے نجات پانے اور امن میں رہے
تابیابی در حقیقت نور جاں
تاکہ تجھے حقیقتاً روح کا نور حاصل ہو جائے

۱ استماع۔ سننا۔ غرض۔ یعنی خود
غرضی۔ لوطان۔ وطن کی جمع ہے
دوں۔ کتر۔ اس جہاں۔ یعنی عالم
آخرت۔ محبوب۔ پوشیدہ
۲ زیں ہم۔ یعنی دنیا کی اور لذت
غذا میں۔ فرد۔ اکیلا یعنی محروم۔
چاشت۔ دوپہر کا کھانا مطلقاً کھانا۔
برق۔ انسان دنیاوی لاچ کی وجہ سے
آخری نعمتوں سے محروم ہو جاتا
ہے
۳ راستاں۔ یعنی آخرت کے
طالب۔ آستاں۔ بارگاہِ خداوندی۔
در۔ یعنی دربارِ خداوندی۔ غم و شادی۔
یعنی دنیا کا رنج اور خوشی۔ خوف۔ یعنی
آخرت کا ڈر

قصہٴ خوردگان پیل بچگاں از حرص و ترک نصیحت ناصحان
الاج کی وجہ سے ہاتھی کے بچوں کو کھانے والوں کا قصہ اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت کو ترک کرنا

آن شنیدی تو کہ در ہندوستان
تو نے وہ قصہ سنا ہے کہ ہندوستان میں
گرسنہ ماندہ شدہ بے برگ و عور
بھوکے تھکے ہوئے بے ساز و سامان اور ننگے
مہر دانائیش جو شید و بگفت
اس کی دہائی کی محبت جوش میں آئی اور
گفت دامنم کز تجوع ۲ و از خلا
بولام میں جاننا ہوں کہ بھوک سے اور معدہ کے خالی ہونے
لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل
لیکن خدا کے لئے اے بزرگوار
پیل ہست اس سوک اکنواں می روید
جس جانب تم لب جا رہے ہو ہاتھی ہے
پیل بچگانند اندر راہ تان
تمہارے راستے میں ہاتھی کے بچے ہیں
بس ظریف ۳ اند و لطیف اند و میں
نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور سونے ہیں
از بے فرزند صد فرسنگ راہ
اپنے بچے کی خاطر سینکڑوں میل کے راستے سے
آتش و دود آید از خرطوم او
اس کی سوند سے آگ اور دھواں نکلتا ہے
اولیاء اطفال حق اند اے پسر
اے لڑکے اولیاء اللہ کے بچے ہیں
عاجی مندیش از نقصان شال
ان کی غیر حاضری ان کا نقصان نہ سمجھو

۱۔ قصہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ناصح کی نصیحت نہ مانی اور ہلاک ہوئے اسی طرح ابدال کی نصیحت نہ ماننے سے ہلاکت ہوئی ہے۔ عور۔ برہنہ
۲۔ تجوع۔ بھوکا ہونا۔ خلا۔ یعنی معدہ کا خالی ہونا۔ کربلا۔ وہ عقاب جہاں امام حسینؑ شہید ہوئے۔ نصیبت ناک مقام۔ خورد۔ خوراک
۳۔ ظریف۔ عمدہ۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ ہمیں۔ موٹا۔ کمین۔ گھات۔ زمین رونے کی پوز۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سوند۔ اخصر۔ بچتا۔ اولیاء۔ تمام انسانوں کو اللہ کی عیاشی قرار دیا گیا ہے حضور۔ یعنی تو حق ہی اللہ۔ نصیبت۔ یعنی توجہ الی الخلق کی حالت۔

دید دانائے گروہ دوستاں
ایک فطند نے دوستوں کے ایک گروہ کو دیکھا
می رسید نذاذ سفر وزارہ دور
سفر سے اور ہزار راستے سے آ رہے تھے
خوش سلائے مشان و چوں گلبن شگفت
ان کو تپاک سے سلام کیا اور پھول کی طرح کھل گیا
جمع آمد رنج تاں زیں کربلا
(اور اس میدان کربلا کی وجہ سے تم پر مصیبتیں جمع ہو گئی ہیں
تانبا شد خورد تاں فرزند پیل
تم ہاتھی کے بچے کو بزرگ نہ کھاتا
پند من از جان و از دل بشنوید
دل و جان سے میری نصیحت سن لو
صید ایشان ہست بس دلخواہ تاں
جن کا شکار تمہیں بہت مرغوب ہے
لیک ما درشاں بود اندر کمیں
لیکن ان کی ماں گھات میں رہتی ہے
او بگر دو در حنین و آہ آہ
وہ راتی ہوئی اور ہائے ہائے کرتی ہوئی دوڑتی ہے
اخصر زان بچہ مرحوم او
اس کے قابل رحم بچے سے بچو
در حضور و غیبت آگاہ باخبر
وہ ان کی موجودگی اور غیر حاضری میں باخبر ہے
کو کشد کمیں از برائے جان شال
کیونکہ وہ ان کی جان کے سلسلے میں بدل لیتا ہے

گفت اطفال من اندایں اولیاء
اس نے فرمایا ہے کہ یہ اولیاء میری اولاد ہیں
از برائے امتحان خوار و متیم
وہ آزمائش کے لئے بے وقعت اور متیم ہیں
پُشتِ دارِ جملہ عصمہتہائے من
میری تمام حفاظتوں پر ان کا بھروسہ ہے
ہاں وہاں اس وقت پوشان من اند
خبرہ، خبرہ، یہ گداری پوش میرے ہیں
ورنہ کے کردے بیک چوب ہنر
ورنہ ہنر کی لائق سے کب کر سکتے؟
ورنہ کے کردے بیک نفرین بد
ورنہ ایک بدعا سے کب کر سکتے
برنگندے یک دُعائے لوط زاد
جو امر لوط کی ایک دعا کو اکھاڑ سکتی
گشت شہرستان چوں فردوس شاں
ان کا جنت جیسا شہر ہو گیا
سوئے سہ شام ستاں نشان و این خبر
یہ نشان اور واقعہ شام کی جانب (۱۰۲) ہے
صد ہزاراں انبیائے حق پرست
لاکھوں حق پرست نبی (آئے ہیں)
گر بگویم ایں بیباں افزوں شود
اگر میں کہوں گا تو یہ بیان بڑھ جائے گا
خوں شود گہ ہاں بازاں بفسرد
پہاڑ خون بن جاتے ہیں اور پھر وہ جم جاتے ہیں
طرفہ کوری دُور بین و تیز چشم
تو عجیب اندھا ہے کہ دور بین اور تیز نگاہ ہے

در غریبی فرد از کاروے کیا
غیر حاضری میں بھی کام اور مشغولیت سے خالی ہیں
لیک اندر سر منعم یار او ندیم
لیکن وہ پدہ میں ان کا مددگار اور ساتھی ہوں
گویا ہستند خود اجزائے من
گویا وہ میرے ہی ٹکڑے ہیں
صد ہزار اندر ہزار دیک تن اند
ہزاروں ہزار ہیں اور ایک ہیں
موسیٰ فرعون را زیر و زبر
(حضرت) موسیٰ فرعون کو = د بالا
نوح شرق و غرب را غرقاب خود
(حضرت) نوح شرق اور مغرب کو غرقاب
شہرہائے کافراں را اُمراد
کافروں کے شہروں کا خلاصہ یہ ہے
دجلہ آب سیاہ رو میں نشان
سیاہ پانی کا دیا جا نشان دیکھ لے
در رَہ قدش بہ بنی بر گذر
بیت المقدس کے راستہ میں سر رلا تو دیکھ لے گا
خود بہر قرنے سیاستہا بُدست
(اور) ہر دور میں عذاب ہوئے ہیں
خود جگر چہ بود کہ خار احوں شود
جگر کیا ہے خدا پتھر خون بن جانے کا
تو نہ بنی خود شدن کوری ورد
تو (ن کل) خون بنا محسوس نہیں کرتا ہے تو اندھا اور مردود
لیک از اُشتر نہ بیند غیر چشم
لیکن اونٹ میں سے لون کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

۱۔ کاروے کیا۔ یعنی کیسے کار خداوند
کھرا ہوا ہے۔ یعنی گویا اور اظہار ہے
سہارا اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ
عوام کی آزمائش ہو سکے ندیم۔ ہم
تجسس۔ اجزائے من۔ یعنی یہ اولیاء
اند کے قریب ہیں۔

۲۔ ہاں۔ تمام اولیاء سیرت کے
اعتبار سے ایک ہیں۔ ورنہ۔ یعنی اگر
اولیاء کو تائید خداوندی حاصل نہ ہو۔
چوبہنر۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لائچی۔
راد۔ تخی۔ جو امر۔ نمرود۔ یعنی خلاصہ
کلام یہ ہے۔ دجلہ بغداد کا مشہور دریا
مطلقاً تھا۔

۳۔ سوئے۔ قوم لوط کی بستیاں
شام کے علاقے میں ہیں۔ سیاہ۔
سوئے۔ یعنی اسیا کی نافرمانی سزا کا
سبب بنی ہے۔ گر بگویم۔ ان واقعات
کی تفصیل بڑی دردناک ہے۔ خوں
شود۔ یہ دردناک۔ واقعات پہاڑوں
کے جگر خون کر دیں۔ تو نہ بنی۔ انسان
ان کو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا
سے طرفہ کوری۔ انسان کا اندھا پن
بجی عجیب ہے۔

موبموا پیندز صرف حرص انس

انسان کا لالچ خراج گو بال بال دیکھتا ہے

موبموا بیندز حرص خود بشر

اپنے لالچ کی وجہ سے انسان ذرہ ذرہ دیکھتا ہے

رقص آنجا کن کہ خودر اشکنی

اس وقت ناچ جبکہ تو خود غلٹی کرے

رقص ۲ وجولائ برسر میدان گنند

رقص اور جولانیاں میدان (جنگ) میں دیکھتے ہیں

چول رہند از دست خود دستے زنند

جب اپنے آپ سے نجات پالیتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں

مطر بال شال از دوروں دف می زنند

ان کے مطرب اندر سے دف بجاتے ہیں

تو نہ بینی برگہا برشا خہا

تو نے بیوں کو شاخوں پر نہیں دیکھا ہے

تو نہ بینی لیک بہر گوش شال

تو نہیں دیکھتا ہے لیکن ان کے کان کے لئے

تو نہ بینی برگہا را گف زدن

تو بیوں کے تالیوں کے بجانے کو نہیں دیکھتا ہے

گوش سر بر بند از ہزل و دروغ

سر کے کان کو مذاق اور جھوٹ سے بند کر لے

پس دہاں بر بند از ہزل اے عمو

اے بچا مذاق سے منہ بند کر لے

سر کشد گوش محمد درخن

محمد کا کان بات سے راز معلوم کر لیتا ہے

سر بسر گوش مست چشم ستائیں نبی

یہ نما مجسم کان اور آنکھ ہیں

رقص بے مقصود داند بچو خرس

اور بے مقصد بچھ کی طرح ناچتا ہے

رقص او خالی زخیر و پرز شر

اس کا ناچنا بھلائی سے خالی اور شر سے بھرا ہوا ہے

پنبہ را از ریش شہوت برکتی

شہوت کے زخم سے رونی کو نوچ ڈالے

رقص اندر خون خود مرداں گنند

بہار اور اپنے خون میں رقص کرتے ہیں

چول جہند از نقص بر رقصے تنند

جب نقص سے باہر جاتا ہیں تو ناچتے ہیں

بحر ہادر شور شال کف می زنند

سند ان کے شور میں تالیاں بجاتے ہیں

کف زناں رقصاں ز تحریک صبا

بد صبا کے حرکت دینے سے ناچت تالیاں بجاتے

برگہا برشاں شد کف زن عیال

کھلم کھلا پتے شاخوں پر تالیاں بجاتے ہیں

گوش دل باید نہ این گوش بدن

(اس کے لئے) دل کا کان چاہئے نہ کہ بدن کا کان

تابہ بینی شہر جاں را با فروغ

تاکہ تو جان کے شہروں کو بہر وقت دیکھے

جز حدیث روی او چیزے مگو

اس کے چہرے کی بات کے علاوہ کچھ نہ بول

کش بگوید در بنے حق ہو اذن

ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ کان ہیں

رحمت او مريض ست و ماصی

ان کی رحمت دودھ پلانے والی ہے اور ہم بچے ہیں

۱۔ موبموا۔ دنیا کے نفع اور نقصان کو

ذرہ ذرہ دیکھتا ہے۔ رقص آنجا کن۔ دنیا کی

خوشی پر ناچتا ہے۔ کوننا مناسب نہیں

انسان اپنی آستی کو نائے لہر شہوت سے

آرزو ہوتی خوشی منانے کا موقع ہے۔

۲۔ رقص وجولائ۔ مردوں کا رقص

میدان جہاد میں اپنے آپ کو فنا

کرتے وقت ہوتا ہے۔ چول و تنند۔

جب اپنے برے اخلاق حسد و کبر

وغیرہ سے نجات پا جاتے اور رقص

سے بری ہو جاتے ہیں تو تالیاں

بجاتے اور رقص کرتے ہیں۔ مطر

بال۔ قدرت کی طرف سے ان کے

رقص کے اسباب مہیا کر دیئے جاتے

ہیں۔ مطر بال۔ گانا سنانے والے۔

کف می زنند۔ سمندر کی موجیں

تالیاں بجاتی ہیں۔ تو نہ بینی۔ شاخوں پر

ہواؤں سے جو پتے آپس میں

ٹکراتے ہیں وہ بیوں کا رقص اور

تالیاں بجاتا ہے۔

۳۔ تو نہ بینی۔ عوام نہیں سمجھتے ہیں

لیکن خواص "تو نہ بینی" کہتے ہیں۔

شہر جاں۔ روح کے شہر میں رہتی پیدا

ہوئی۔ ہزل۔ مذاق۔ سر کشد۔

آنحضرت کے بارے میں قرآن میں

فرمایا گیا ہے اذن خیر لکم یعنی

آنحضرت کی سننے والے کان ہیں

نہ قرآن۔ سر بسر۔ یعنی آنحضرت

ہماری بھلائی کے لئے مجسم کان اور

آنکھ میں اور آپ کی رحمت ہماری

مرلی ہے اور ہم شہر خوار بچے ہیں۔

ایں سخن پایاں ندارد بازاراں سوئے اہل پیل بر آغازاں
اس ہانگی انتہا تمہیں ہے واپس چل ہانگی والوں کی جانب اور شروع کی طرف چل

بقیہ ہانگی کے بچوں کے دیے ہونے والوں کے قصہ کا بقیہ
قصہ معرضان پیل پچگان

ہر وہاں راپیل بوئے می گند ہر دہاں ہر ہر بشر برمی تند
ہانگی ہر منہ کو سوگھتا ہے ہر انسان کے معدے کے گرد پتھر لگاتا ہے

تا کجا یابد کباب پور خویش تا کند اندر جزا صد زخم نیش
تا کہ کہیں اپنے بچے کے کباب (کی خوشبو) پالے تاکہ بدلے میں سو زخم لگائے

تا کجا بوئے کباب بچہ را یا بدو زخمش زند اندر جزا
پالے اور بدلے میں اس کے زخم لگائے

تخمہائے بندگان حق خوری تو اندھ کے بندوں کے گوشت کھاتا ہے
تو اندھ کی خوشبو سوگھنے والا خدا ہے

ہاں کہہ یوئے دہاں تاں خالق ست خبردار! تمہارے منہ کی خوشبو سوگھنے والا خدا ہے
وائے آں افسوسی کش بوئے گیر

اس افسوس والے پانسوں ہے جس کی خوشبو دیکھنے والے
نئے دہاں ۳۱ گردیدن امرکال زل جہاں

ان بزرگوں سے نہ منہ چھپانا ممکن ہے
آب و روغن نیست مرزو پوش را

منہ چھپانے کے لئے چکنی چڑی باتیں نہیں ہیں
چند کو بدو زخمہائے گرزِ شان

ان کے گرز بہت زخم لگائیں گے
گرز ۳۱ عزرائیل را بنگر اثر

ملک الموت کے گرز کا اثر دیکھ لے
ہم بصورت مٹی نماید گے گہے

کبھی کبھی صورت بھی نظر آ جاتا ہے
ان سب سے بیار باخبر ہوتا ہے

۱۔ ایں سخن۔ یہ سہانی کانوں کو بند کرنا اور باطنی کانوں کو کھولنا۔ تاکہ ہانگی منہ کو اس نے سوگھتا ہے تاکہ اپنے بچے کے کباب کھانے والے کو پہچان لے کہہ جائے۔ غیبت کو قرآن نے گوشت خوری قرار دیا ہے۔ کیفیر جزا ہے۔ غیبت کرنے والوں کے منہ کو اللہ تعالیٰ سوگھے گا۔ افسوس و تسخر۔ مذاق۔ منکر بانگیر۔ یہ دونوں فرشتے ہیں جو قبر میں سوال و جواب کریں گے۔
۲۔ نے وہاں۔ ان سے منہ نہ چھپایا جاسکے گا۔ آب و روغن۔ چکنی چڑی ہاتوں کے ذریعہ سے نہ چھپا جاسکے گا۔ ژاژخا۔ بکواس کرنے والا۔
مرز۔ مہم کے ضمن سے مقدمہ سرین۔
۳۔ گرز۔ اگر ملک الموت کا گرز نظر نہیں آ رہا ہے تو اس کے آثار دیکھ لے۔ ہم بصورت۔ مٹی کی صورت سے لہر گھر والوں سے کہتا ہے دیکھو مجھے کون یاد رہا ہے۔

۱ فرق۔ سر کی مانگ۔ اس ارتحال۔ یعنی یہ وہی بات نہیں ہے بلکہ میری جان نکالنے کے لئے مجھے مار رہے ہیں اب یہ میرے گویا کا وقت ہے۔ چہ خیال یعنی عزرائیل کی تلوار وہی نہیں ہے بلکہ ایسی تھی ہے کہ اس کے ٹکڑے زمین و آسمان وہم نظر آتے ہیں۔ نیب۔ خوف۔ منگوس۔ لوندھا۔ لوتھی بیند۔ وہ گرز صرف بیمار دیکھتا ہے اور کوئی نہیں دیکھتا۔ حرص۔ صرف اس کے دیکھنے کی یہ وجہ ہے کہ اس کی آنکھ حرص دنیا سے خالی ہو چکی ہے۔

۲ مرغ۔ اگر نیلے سے حرص ختم ہو جاتی اور عذاب کی کیفیت نظر آ جاتی تو نیک اعمال کر سکتا اب آنکھ کا گلہنا بے وقت ہے اور بے وقت کام کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے جیسا کہ بے وقت لڑاؤ دینے والا مرغ ذبح کر دیا جاتا ہے۔

۳ ہر زمان۔ ہر آن انسان کے جسم کے اجزا اٹھتا ہوتے رہتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے اجزاء لیتے رہتے ہیں۔ دینار اشمر۔ شہد کنندہ دینار۔ ح۔ خسوف۔ یعنی عمر کے چاند کو گریز من لگ جاتا ہے۔ گرزگ۔ اگر پہاڑ کے پتھر مسلسل نکالتے رہو گے تو ایک دن وہ پہاڑ ختم ہو جائے گا۔

گویا آن رنجور کاے یار حرم
بیار کہتا ہے کہ ابیرے محترم دوست!
چوں نمی بیند کس ازیا ران او
جبکہ اسے دوستوں میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے
مانمی بنیم باشد اس خیال
ہمیں نظر نہیں آتا = وہم ہو گا
چہ خیال ست اینکہ آل چرخ نگوں
کیسا خیال ہے کہ لوندھا آسمان
گرز ہا و تیغہا محسوس شد
گرز اور تلواریں محسوس ہو گئیں
اوہمی بیند کہ آل از بہر اوست
وہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ اس کے لئے ہیں
حرص دنیا رفت و چشمش تیز شد
دنیا کا لالچ کیا اور اس کی آنکھ تیز ہوئی
۲ مرغ بے ہنگام شد آل چشم او
اس کی آنکھ بے وقت کا سرنا ہو گئی
سُر بریدن واجب آید مرغ را
اس مرغ کا سر قلم کرنا ضروری ہو جاتا ہے
ہر زمان نزعے ست جزو جانت را
تیری جان کے کسی جزو کا ہر وقت نزع ہے
عمر تو ملند ہمیان ز رست
تیری عمر اشرفیوں کی تھیلی کی طرح ہے
می شمار می دہد زر بے وقوف
بغیر توقف وہ اشرفیوں گنتے اور دیتے ہیں
گرز کُہ بستانی و تہی بجائے
اگر تو پہاڑ سے لیتا ہے اور اس کی جگہ (کچھ) اندر کھے

چہست اس شمشیر برفرق اسرم
میری سر کی مانگ پر یہ تلوار کیسی ہے
در جواب آیند ہر یک اے عمو
ہر ایک جواب میں کہتا ہے 'اے چچا
چہ خیال ست اینکہ ہست اس ارتحال
کیسا وہم = یہ تو جیل چلاؤ ہے
از نہیب اس خیالے شد کنوں
اس خیال کے در سے ویسا ہی ہو گیا
پیش بیمار و سر منگوس شد
بیمار کو ' اور اس کا سر لوندھا ہو گیا
چشم دشمن بستہ زان و چشم دوست
دوست اور دشمن کی آنکھ اس سے بند ہے
چشم او روشن گہ خونریز شد
اس کی آنکھ خونریز ہونے کے وقت روشن ہوئی
از نتیجہ کبر او و چشم او
اس کے تکبر اور غصہ کے نتیجہ میں
کہ بغیر وقت جہاند ورا
جو بغیر وقت کے کھنٹی بجائے
بنگر اندر نزع جاں ایمانت را
جان کے نزع میں اپنے ایمان کی نگرانی کر
روز و شب مانند دینار اشمرست
دن اور رات اشرفیوں شہد کرنے والے کی طرح ہیں
تا کہ خالی گرو و آید خسوف
یہاں تک کہ (ہیلی) خالی ہو جاتی ہے اور گریز من آ جاتا ہے
اندر آید کوہ زان وا دن پچائے
اس دینے سے پہاڑ جز سے ختم ہو جائے گا

پس بنہ بر جائے ہر دم را عوض ا
 تو ہر وقت جگہ پر عوض رکھتا رہ
 در کمال کارہا پختہ میں مکوش
 تمام کاموں کی تکمیل میں اس قدر کوشش نہ کر
 عاقبت تو رفت خواہی نا تمام
 (دہن) تو انجام کار ناقص رہا ہو گا
 وال ۲ عمارت کردن گور و کج
 قبر اور گور کی تعمیر
 بلکہ خود را در صفا گورے گئی
 بلکہ اپنی قبر (قلب کی صفائی میں بنا
 خاک او گردی و مدفون غمش
 اس کی خاک بن جاؤ اور اس کے غم میں دفن ہو جا
 گور خانہ قبہا و کنگرہ
 قبروں اور کنگرہ کی قبریں
 ۳ بنگرا کنوں زند اطلس پوش را
 اب کسی اطلس پوش زند کو دیکھ
 در عذاب منکرست آل جان او
 اس کی جان بڑے عذاب میں ہے
 از بڑوں برظاہر ش و نگار
 باہر سے اس کے ظاہر پر نقش و نگار ہیں
 وال یکے بینی درال دلق گہن
 اور ایک کو تو برقی گدڑی میں دیکھے گا

تا زوانس جڈ و اقرب یا بی عرض
 تاکہ تجھے جگہ کے قریب ہو جائے کا مقصد حاصل ہو جائے
 جز بکارے کال بود در دیں مکوش
 سوائے اس کام کے جو دین سے متعلق ہو کوشش نہ کر
 کارہایت ابر و نان تو خام
 تیرے کام ناقص ہونگے اور تیری روٹی کچی ہوگی
 نے سنگ ست و نہ چوب نہ لبہ
 نہ پتھر سے ہے نہ لکڑی سے نہ ناث اور نہ دے سے
 در منی او کئی فن منی
 اپنی خودی کو اس (اللہ) کی خود میں فن کر
 تا دست یا بد مدہا از دمش
 تاکہ تیرا سانس اس کے فیضان سے مدد میں حاصل کرے
 نبود از اصحاب معنی آل سرہ
 دل باطن کے نزدیک بے عیب نہیں ہیں
 ہیچ اطلس دست گیر و ہوش را
 کوئی اطلس اس کی روح کی دیکھری کریگا؟
 کو دم غم در دل غمدان او
 اس کے غمیں دل میں غم کا بچھو ہے
 و ز دروں زانہ شہا او زار رار
 اور اندر سے وہ قبروں میں زار زار ہے
 چوں نبات اندیشہ و شکر سخن
 اس کا فکر مصری کی طرح ہے اور بات شکر جیسی

۱ عوض۔ یعنی عبادت۔ در کمال
 دنیا کے کاموں میں بقدر ضرورت
 کوشش کرے آخرت کے کاموں
 میں اسہما کہ کچھ عاقبت اگر آخرت
 کا کام نہ کر لوگے تو دنیا سے ناکام ہو
 جاؤ گے

۲ وال عمارت۔ قبر کی آبادی قبر پر
 کنگریوں اور قبر بنانے سے نہیں
 ہوتی ہے بلکہ قلب کی صفائی اور اپنی
 مرضیات کو اللہ کی مرضیات کے تابع
 بنانے سے ہوتی ہے۔ سر۔ خاص
 بے عیب۔

۳ بنگر۔ بد اعمالی کے ساتھ قبر پر
 قبر بنانے کی مثال یہ ہے کہ ایک زند کو
 اطلس کی قبا پہنا دی جائے در عذاب۔
 بدکار اچھا لباس پہننے سے سکون قلب
 حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ کئے اگر
 نیک اعمال انسان گدڑی میں چھی ہو
 تو اس کا دل بار بار ہوتا ہے
 گفت۔ اس دانانا سح نے مسافروں
 سے کہا۔

بازگستن حکایت پیل چچگان

ہاتھی کے بچوں کی حکایت کی طرف اشارہ

گفت ناصح بشنوید این پند من
 نصیحت کرنے والے نے کہا میری یہ نصیحت سن لو
 تا دل و جاں تاں نیفتد در حق
 تاکہ تمہارا دل اور جان مشقتوں میں نہ پھنسے

در شکارِ پیل بچگاں کم روید

ہاتھی کے بچوں کو شکار کرنے کے صپے پتہ ہو
جو سعادت کے بُود انجامِ نصیح
نصیحت کا نتیجہ نیک سختی کے سوا کب ہوتا ہے

تا رہا ہم مرثدا از عدم
تا کہ تمہیں شرمندگی سے رہائی دیدوں

طمع برگ از نیخباتاں برگند
خودراک کا لالچ تمہیں جز سے اکھاڑ دے

گشت قحط و جوع شاں در راہ زفت
قحط اور بھوک نے راستہ میں زور پکڑا

پور فیلے فریبے نوزادہ
ہاتھی کا بچہ مونا نوبہ

پاک خوردنش فرو شستند دست
اس کو چٹ کر گئے (لوہ) انہوں نے ہاتھ جو لے

کہ حدیثِ آل فقیرش بود یاد
کیونکہ اس کو اس فقیر کی بات یاد تھی

بخت نوبخشند ترا عقل کہن
پرانی عقل تجھے نیا نصیب عنایت کرتی ہے

واں گرسنہ چوں شباں اندر زرمہ
وہ بھوکا گلے میں چوہا ہے کی طرح تھا

اولاً آمد سوئے حارسِ دوید
پہلے آیا اور نگہبان کی طرف دوڑا

تجج بوائے زونیا مدنا گوار
اس کو کوئی ناگوار ہو نہ آئی

مرو را نازرواں شہ پیل زفت
اس بڑے موٹے ہاتھی نے اس کو نہ ستلایا

با گیاه ۱ و برگہا قلع شوید

گھاس اور پھوسوں پر قلع کر لو
من بڑوں کرم زگردن وام نصیح
میں نے اپنی گردن سے نصیحت کا قرض اتار دیا

من بہ تبلیغ رسالت آدم
میں پیغام پہنچانے آیا ہوں

ہیں ۲ مبادا کہ طمع تاں رہ زند
خبردار! ایسا نہ ہو کہ لالچ تمہارا رہزن بن جائے

ایں بگفت و خیر بادی کر دور رفت
یہ کہا اور خدا حافظ کہہ کر چل دیا

ناگہاں دید ندبریک جادہ
ایک راستہ پر انہوں نے اچانک دیکھا

اندر اُفتادند چوں گرگانِ مُست
وہ مست بھیتروں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے

آں یکے ہمراہ نخور دو پند ۳ داد
ایک ساتھی نے نہ کھلایا اور نصیحت کی

از کبابش منع آمد آں سخن
وہ بات اس کے لئے اس کے کباب سے منع بنی

پس بیفتادند و خفتند آں ہمہ
پھر وہ لپٹ گئے اور سب سو گئے

دید فیلے سہنا کے در رسید
اس نے دیکھا کہ ایک خونخوار ہاتھی آ پہنچا

بُوئے میگرداں و ہانشِ راس ۴ بار
اس کے منہ کو اس نے تین دفعہ سگھا

چند بارے گرد اوگشت و برفت
چند بار اس کے گرد چکر کاٹے اور چلا گیا

۱ با گیاه۔ بھوک کے وقت چبے
اور گھاس کھالینا ہاتھی کے بچوں کا شکار
نہ کرنا۔ من بڑوں۔ نصیح نے کہا میں
نے نصیحت کا قرض اتار دیا۔ تج۔
سعادت۔ نیک بخت ہی نصیحت
قبول کرتا ہے۔

۲ ہیں۔ لالچ کی وجہ سے ہاتھی
کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ خیر بادی۔
یعنی رخصت کرتے وقت فی اللہ اللہ
کہا۔ جادہ۔ بیٹا۔ دست۔ یعنی اس
کے کباب کھا کر ہاتھ جو لے۔

۳ پند۔ دوسروں کو نہ کھانے کی
نصیحت کی۔ حدیث بات۔ آں سخن۔
یعنی اس داناکے نصیحت۔ واں گرسنہ۔
جنس نے کباب نہ کھائے تھے وہ
پاسپانی کرنے لگا۔ شباں۔ گذریہ
رزم۔ جانوروں کا گلہ۔ سہناک۔
خونخوار۔ حارس۔ نگہبان۔ چند بار
یعنی ہاتھی نے اسے کئی چکر کاٹے
اور چل دیا۔

پس لب ہر خفتہ را بُوئے کرد
 پھر اس نے ہر سوئے ہوئے کے ہوت سوکھے
 کز کباب پیل زا وہ خور وہ بود
 کیونکہ اس نے ہاتھی کے بچے کے کباب کھائے تھے
 در زماں اویک بیک رازاں گروہ
 اس نے فوراً اس گروہ میں سے ایک ایک کو
 بر ہوا انداخت ہر یک را گزاف
 وہ بے پروائی سے ہر ایک کو ہوا میں اچھالتا
 اے خورندہ خونِ خلق از رہ بگرد
 اے مخلوق کا خون پینے والے! واپس لوٹ
 مالِ ایشاں خونِ ایشاں داں یقیں
 یعنی طہ پر ان کے مال کو ان کا خون سمجھ
 ماوراں فیل بچگاں کیں کشد
 ہاتھی کے بچوں کی ماں بلا لیتی ہے
 فیل بچہ می خوری اے پارہ خوار
 اے رشوت خور! تو ہاتھی کا بچہ کھاتا ہے
 بوئے رسوا کرد مکر اندیش را
 مکر کرنے اے کو بونے رسوا کیا
 آنکہ یابد بُوئے حق را از یمن
 وہ ذات جو اللہ کی خوشبو یمن سوکھ لے
 مصطفیٰ چوں بوے برداز راہ دور
 مصطفیٰ نے جب اس دور دراز راستے سے بو محسوس کر لی
 ہم ۳ بیابد لیک پوشاند زما
 وہ محسوس کر لیتے ہیں لیکن ہم سے چھپاتے ہیں
 تو ہمیں حسبی و بُوئے آل حرام
 تو سو جاتا ہے اور اس حرام کی بو

بُوئے می آمد و رازاں اخفتہ مرد
 اس کو اس سوئے ہوئے آدمی سے بو آتی تھی
 بردرانید و بکشتش پیل زود
 ہاتھی نے اس کو پھاڑ دیا اور مد ڈالا
 می درانید و نبودش زان شکوہ
 پھاڑ ڈالا اور اس کو کوئی خوف نہ تھا
 تاہمی زد بر زمیں می شد شگاف
 یہاں تک کہ وہ زمین پر آگیا اور پھٹ جاتا
 تانیارو خونِ ایشانت نبرد
 تاکہ ان کا خون تیرے لئے معرکہ نہ پیدا کر دے
 زانکہ مال از زور آید دریمیں
 اس لئے کہ مال طاقت سے ہاتھ میں آتا ہے
 فیل بچہ خورہ را کیفر کشد
 ہاتھی کے بچے کے کھانے والے کو بدلے میں لذتاتی ہے
 ہم برآرد خصم فیل از تو دمار
 ہاتھی کا محافظ کچھ برباد کر دے گا
 پیل داند بُوئے بچہ خویش را
 ہاتھی اپنے بچے کی خوشبو پہنچاتا ہے
 چوں نیابد بُوئے باطل راز من
 وہ میرے باطل کی بو کو کیوں محسوس نہ کرے گی
 چوں نیابد از دہان ما بخور
 ہمارے منہ کی بو کیوں نہ محسوس کر لیں گے
 بُوئے نیک و بد برآید بر سما
 اچھی اور بری بو آسمان پر پہنچتی ہے
 می زند بر آسمان سبز قام
 نیلگوں آسمان پر پہنچتی ہے

۱ اور یعنی ہاتھی کو شکوہ خوف۔
 ڈر۔ برہول ہاتھی نے ہر ایک کو ہوا میں
 اچھالا اور وہ گر کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اے
 خورندہ اب مولانا نصیحت فرماتے
 ہیں۔ نبرد معرکہ جنگ۔ مال ایشاں۔
 کسی کے مال کو تباہ کرنا جان کے تباہ
 کرنے کے برابر ہے۔ کیفر۔ جزا
 بدلہ پارہ خوار۔ رشوت خوار خصم فیل۔
 یعنی ہاتھی کی جاہن سے لڑنے والا۔
 ۲ بُوئے۔ مکار کو اس کے کرکے کی بو
 رسوا کر دیتی ہے آنکہ آنحضرت نے
 فرمایا مجھے یمن کی طرف سے رحمان
 کی خوشبو آتی ہے اس میں حضرت
 لوہس قرنی کی طرف اشارہ ہے۔
 بخورے۔

۳ ہم بیابد۔ ہمارے سب
 عیوب آنحضرت پر واضح ہیں لیکن پردہ
 پوشی فرماتے ہیں۔

ہم رہ انفاس زشت می شود
 وہ تیرے بے سانسوں کے ساتھ ہو جاتی ہے
 بُوئے کبر و بُوئے خشم و بُوئے آز
 تکبر کی بو، غصہ کی بو، حرص کی بو
 گر خوری سو گندمن کے خوردہ ام
 اگر تو قسم کھائے کہ میں نے کب کھائی ہے
 آں دمت سو گند غمنازی کُند
 اس دقت قسم تیری چغلی کھائے گی
 پس ۲ دعا ہا رد شود از بُوئے آں
 اس بو کی وجہ سے دعائیں مردود ہوں گی
 اِحْسَنُوا آید جواب آں دُعا
 اس دعا کا جواب اِحْسَنُوا آتا ہے
 گر خدایے کربود معنیست راست
 اگر لفظ نیز ہے ہوں اور معنی سیدھے ہوں
 وَر بُوْد معنی کُرد لفظت نَلُو
 اور اگر معنی نیز ہے 'لور تیرے الفاظ اچھے ہوں

۱۔ بُو گیران۔ دفتر شتے جو دعائوں کی
 بوسنگھ لیتے ہیں۔ بُوئے کبر۔ تمام
 روزاں کی بدبو پیلا کی بو کی طرح چھلکتی
 ہے۔ گر خوری۔ اگر تو کھانے کا انکار
 بھی کرے گا تو اس کی بدبو تیرے
 خلاف گواہی دے گی۔ غمنازی۔ چغلی
 کھانا۔

۲۔ بس دعا۔ گناہوں کی بوسے
 دعا میں مردود ہو جاتی ہیں اور دل کی کمی
 زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اِحْسَنُوا۔
 دور ہو جائیے کافروں کی پکار کے جواب
 میں کہا جائے گا۔ چوبزد۔ بھگانے
 کی لالچی۔ گر خدایے۔ یعنی اخلاص
 کے ساتھ نامناسب لفظ بھی مقبول
 بارگاہ ہیں۔ ورنہ دعا میں اخلاص
 نہیں ہیں تو بہتر الفاظ بھی مردود
 ہیں۔ دریاں۔ دوستوں کی غلطی
 بیگانوں کی اچھالی سے اچھی ہے۔
 ۳۔ بلال۔ شخص رضی اللہ عنہ کے مشہور

مؤذن جنی راسی۔ یعنی لفظ حق علی الصلوٰۃ
 میں حدیث کی بجائے ہائے تہوڑ کا
 تلفظ کرتے تھے۔ بکفند۔ منافقوں
 نے کہا۔ آغاز۔ یعنی اسلامی تعلیمات
 کی ابتداء ہے۔ اِحْسَنُوا۔ یعنی ایسا مؤذن
 جو ہر حرف صحیح مخزن سے لگا کر سکے۔
 لکن۔ پڑھنے کی غلطی۔

در بیان خطائے محبان کہ بہتر از صواب بیگانگان ست نزد محبوب
 دوستوں کی اس غلطی کے بیان میں جو محبوب کے نزدیک غیروں کی ٹھیک بات سے بہتر ہے

آں بلال ۳ صدق در بانگ نماز
 وہ سچے بلالؓ اذان میں
 تا بگفتند اے پیغمبر نیست راست
 یہاں تک کہ ان منافقوں نے کہا کہ پیغمبر مست نہیں ہے
 اے نبی و اے رسول کردگار
 اے اللہ کے رسول اور نبی
 عیب باشد اول دین و صلاح
 دین اور نیکی کے شروع میں عیب ہو گا
 حتیٰ دلہی خواند از رُوئے نیاز
 (لفظ) حتیٰ کو عاجزی سے ہی پڑھتے تھے
 ایں خطا کنوں کہ آغاز بناست
 یہ غلطی اس وقت کہ تعمیر کی ابتدا ہے
 یک مؤذن کہ بُوْد اِحْسَن بیدار
 ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آئے
 لکن خواندن لفظ حتیٰ علی الفلاح
 لفظ حتیٰ علی الفلاح کو غلط پڑھنا

خشم! پیغمبرؐ بجوشید و بگفت

پیغمبرؐ کا قصہ جوش میں آیا اور فرمائے

کالے حساں نزد خدا ہی بلالؓ

کہ اے کینوا اللہ کے نزدیک بلالؓ کا ہی

وا مشور انیدتا من راز تان

جوش نہ دلا تا کہ میں تمہارے راز

گرنداری تو دم خوش در دُعا

اگر تو دعا میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے

یک دور مزے از عنایات نہفت

ایک دن اشدے چھپی ہوئی عنایتوں میں سے

بہتر از صدی حتی و قیل و قال

شور بیل کے سینکڑوں ہی اور حتی سے بہتر ہے

وانگویم ز آخرو آغاز تاں

اول اور آخر کے صاف نہ کہہ ڈالوں

رود عامی خواہ زان جوان صفا

جا صفائی والوں سے دعا کرا لے

۲ امر کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام بدہانے خواں

اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دینا کہ مجھے اس منہ سے پکار

مرا کہ بدہان دہان گناہ نکر وہ باشتی

جس منہ سے تو نے گناہ نہ کیا ہو

بہر ایں فرمود با موسیٰ خدا

اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا

کالے کلیم اللہ زمن میجو پناہ

کہ اے کلیم! میری پناہ پناہ

گفت موسیٰ من ندارم آن دہان

موسیٰ نے عرض کیا میرا وہ منہ نہیں ہے

از دہان غیر کے کردی گناہ

دوسرے کے منہ سے تو نے کب گناہ کیا ہے

آپنجاں کن کال دہانہاں ترا

ایسا کر کہ وہ منہ تیرے لئے

از دہانے کہ نکر دتی گناہ ۳

اس منہ سے جس سے تو نے کبھی گناہ نہیں کیا

یادہان خویشتن را پاک گن

یا اپنے منہ کو پاک کر

وقت حاجت خواستن اندر دُعا

دعا میں مرا مانگتے وقت

بادہانے کہ نکر دی تو گناہ

اس منہ سے جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو

گفت مارا از دہان غیر خواں

فرمایا ہمیں دوسرے کے منہ سے پکار

از دہان غیر برخواں کالے الہ

دوسرے کے منہ سے کہہ کہ اے خدا

در شب و در روزها آرد دُعا

رات اور دن دعا میں کریں

آں دہان غیر باشد عذر خواہ

وہ دوسرے کا منہ تیرا عذر خواہ ہو گا

روح خود را چابک و چالاک گن

(اور) اپنی روح کو چست و چالاک بنا

۱ خشم۔ منافقوں کے اعتراض

سے اخصصاً اللہ کو غصہ آیا۔

عنایات۔ جو حضرت بلالؓ پر تھیں۔

ہی بلال۔ یعنی بلالؓ کا لفظ حتی کی

جگہ پر ہی کہنا اس حتی کہنے سے بہتر

ہے جس میں اخصاص نہ ہو۔ گزنداری

غرض کہ دعا کی قبولیت کے لئے

اخصاص شرط ہے اگر خود میں اخصاص نہ

ہو تو اخصاص سے دعا کرا لے

۲ امر کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ

ہے کہ اگر خود میں اخصاص نہ ہو تو

اخصاصین سے دعا کرائے کلیم۔

حضرت موسیٰؑ اس دہان۔ یعنی وہ منہ

جس سے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ از دہان

غیر۔ اگر وہ منہ گناہ کا بھی ہے تو تم نے

تو اس منہ کے ذریعہ گناہ نہیں کیا۔

آپنجاں۔ یعنی لوگوں کے ساتھ ایسا

برتاؤ کرو کہ وہ دعا میں کریں۔

۳ گناہ۔ دعا کرنے کے لئے

ایسے منہ کی ضرورت تھی جس سے تو

نے گناہ نہ کیا ہو اور وہ تیرے پاس

نہیں ہے تو غیر کا منہ تیری اس مجبوری

کے لئے عذر خواہ ہو جائے گا۔

یادہان۔ اپنے منہ سے دعا لرنی ہے تو

اس کو لوروں کو پاک کر لینا چاہئے۔

انذکر حق پاک ست چوں پاکی رسید
 اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہے جب پاکی حاصل ہوگی
 می گریز و ضدہا از ضدہا
 ضدیں ' ضدوں سے گریز کرتی ہیں
 چوں درآید نام پاک اندر دہاں
 جب اللہ تعالیٰ کا پاک نام منہ میں آتا ہے
 رخت بر بند و بروں آید پلید
 ناپاکی بھر پا بستر باندھ لیتی ہے باہر ہو جاتی ہے
 شب گریز و چوں برا فروز دضیا
 رات بھاگ جاتی ہے جب روشنی نمودار ہوتی ہے
 نے پلیدی ماندو نے آل دہاں
 نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ وہ منہ رہتا ہے

در بیان آنہ اللہ گفتن نیاز مند عین لبیک گفتن حق ست
 اس کا بیان کہ نیاز مند کا اللہ کہنا اللہ کا لبیک کہنا ہے

آں ۲ یکے اللہ می گفتے شباں
 ایک شخص رات کو اللہ اللہ کہتا تھا
 گفت شیطان شخموش اے سخت رو
 شیطان نے اس سے کہا اے سخت جان! چپ رو
 ایں ہمہ اللہ گوئی از غمٹو
 یہ سب تو غمہ سے اللہ اللہ کہتا ہے
 می نیاید یک جواب از پیش تحت
 پشگاہ (خداوند) سے ایک جواب بھی نہیں آتا ہے
 او شکستہ دل شد و بہنہاد سمر
 وہ دل شکستہ ہو گیا اور یست گیا
 گفت ہیں! از ذکر چوں و اماندہ
 نہیں نے کہا یا تمیں! تو ذکر سے کیوں رگ گیا
 گفت لبیکم ۳ نمی آید جواب
 اس نے کہا جواب میں میرے پاس لبیک نہیں آتا ہے
 گفت خضرش کہ خدا گفت ایں بمن
 اس سے (حضرت) خضر نے کہا کہ خدا نے یہ مجھ سے کہا ہے
 گفت آں اللہ تو لبیک ماست
 وہ تیرا اللہ کہنا (ہی) ہماری لبیک ہے
 تا کہ شیریں می شد از ذکرش لباں
 یہاں تک کہ ذکر سے اس کے ہونٹ میٹھے ہوئے تھے
 چند گوئی آخر اے بسیار گو
 اے بت ہے! آخر گب تک کہے گا
 خود یکے اللہ را لبیک گو
 اللہ کی جانب سے ایک بھی لبیک کہیں ہے؟
 چند اللہ می زنی بار وئے سخت
 تو سخت روئی سے تھی بار اللہ کی ضرب لگائے گا
 دید در خواب او خضر را در خضر
 اس نے خواب میں (حضرت) خضر کو سبزہ زل میں دیکھا
 چوں پشیمانی از اں کش خواندہ
 تو اس سے کہیں شرمندہ ہے کہ اس کو پکارتا تھا
 ز اں جمعی ترسم کہ باشم رد باب
 اس سے میں خوفزدہ ہوں کہ میں مراد باگاہوں ہوں
 کہ بروبا او بگو اے ممتحن
 کہ جاؤ اس سے کہو اے آزمائش میں پڑنے والے
 آں نیاز و درد و سوزت پیک ماست
 وہ عاجزی اور تیرا درد و سوز ہی ہمارا قاصد ہے

۱۔ ذکر حق۔ روح کے پاک کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ذکر کی پاکی اس میں داخل کر دو ناپاکی خود بھاگ جائے گی۔

۲۔ آں یکے۔ یعنی شب کو ذکر خداوندی کرتا تھا۔ لبیک یہ پکارنے والے کو جواب دیا جاتا ہے جس کے معنی ہیں میں حاضر ہوں۔ سخت۔ یعنی عرش باری۔ خضر۔ حضرت خضر کو اس وجہ سے خضر کہا گیا ہے کہ ان کی کرامت یہ ہے کہ جہاں گئیں پیٹھ جاتے ہیں بزرگ جاتا ہے۔

۳۔ لبیکم۔ یعنی لبیک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس جواب نہیں آتا ہے اس سے مجھے یہ خیال ہو گیا ہے کہ میں مراد باگاہ ہوں۔ ممتحن۔ جتنا۔ گفت۔ اللہ کا اپنی یاد میں گالی مانتا ہی اس کی جانب سے لبیک ہے۔

۱ نے تیرا درکار من آوردہ ام
 کیا میں نے تجھے اپنے کام میں نہیں لگا رکھا ہے
 حیبا و چارہ جو یہاں تو
 تیری تدبیریں اور کوششیں
 ترس و عشق تو کمنہ لطف ماست
 تیرا خوف اور عشق ہماری مہربانی کی کند ہے
 جان جاہل زیں دعا جو دور نیست
 جاہل کی جان اس دعا سے دور ہی ہے
 ۲ بروہان و برداش قفل ست و بند
 اس کے منہ اور دل پر تالا اور بند ہے
 داور فرعون راضد مُلک و مال
 فرعون کو سینکڑوں ملک اور مال دیئے
 در ہمہ عمرش ندید او دردِ سر
 اپنی تمام عمر اس نے سر کا درد نہ محسوس کیا
 ۳ داد اورا جملہ مُلکِ ایں جہان
 اس کو اس دنیا کی تمام سلطنت دے دی
 درد آمد بہتر از مُلکِ جہان
 درد دنیا کی دولت سے بہتر ہے
 زانکہ درد و رنج و بارِ اندھاں
 اس لئے کہ درد اور رنج اور غموں کا بوجھ
 خواندنِ بے درد از افسردگی ست
 بغیر درد کے پکھانا افسردگی ہے
 آل کشیدن زیر لب آواز را
 بے جہنوں آواز نکالنا
 آل شدہ آواز صافی و حزیں
 وہ آواز صاف اور غمناک ہو چکی ہے

نے کہ من مشغول ذکر ت کردہ ام
 کیا میں نے تجھے ذکر میں مشغول نہیں کر رکھا ہے
 جذب مابود و کشاد ایں پائے تو
 ہماری کشش سے تمہیں اور اس نے تیرے پاؤں کھولے
 زیر ہر یارب تو لبیکہاست
 تیرے ہر یارب کہنے میں ہماری لبیکیں ہیں
 زانکہ یارب گفتنش و دستور نیست
 کیونکہ یارب کہنا اس کی عادت نہیں ہے
 تانالدا با خدا وقت گزند
 تاکہ تکلیف کے وقت خدا سے نال نہ کر سکے
 تاکہ کرد اور دعویٰ عز و جلال
 یہاں تک کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا
 تانالدا سوئے حق آل بد گہر
 تاکہ وہ باطل اللہ کی جناب میں نال نہ کر سکے
 حق نداش درد و رنج و لذت ہاں
 اللہ نے اس کو درد اور رنج اور غم نہ دیئے
 تانخوانی مر خدا را در نہاں
 تاکہ تو تنہائی میں خدا کو پکھلے
 شد نصیب دو ستاش در جہاں
 دنیا میں اس کے دوستوں کا حصہ ہے
 خواندن با درد از دل بردگیست
 درد کے ساتھ پکھانا لہریانی کی وجہ سے ہے
 یاد کردن مبدؤ آغاز را
 مبدؤ اور شروع کو یاد کرنا ہے
 کالے خدائے مستغاث ولے معین
 اے خدا اے مددگار اے معین!

۱ نے تیرا کسی شخص کو عبادت کی
 توفیق دینا اللہ کی جانب سے قبولیت
 کی دلیل ہے یہ اللہ کا کرم ہی ہے کہ وہ
 اپنی یاد میں لگا دے۔ جذب
 کشش۔ ترس۔ اللہ کا عشق اس کی
 رحمتوں کو متوجہ کر دیتا ہے تو دعا کرنے
 والے کا ایک بار یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی
 جانب سے چند بار لبیک کہنا بن جاتا
 ہے۔

۲ بروہان۔ جس سے خدا ناراض
 ہوتا ہے اس کو کبھی بھی دعا ک توفیق
 نہیں ہوتی۔ داور۔ اللہ نے اس کو درد
 سر سے بھی محروم رکھا نہ دعا کا سبب
 بن جاتا۔

۳ داد اور۔ یہاں جو اللہ کی طرف
 رجوع کر کے اللہ کی ایک رحمت ہے
 حدیث شریف ہے اللہ جب کسی
 سے محبت کرتا ہے تو اس کو جہلا کر دیتا
 ہے تاکہ اس کی عاجزی کو پہنچے۔
 اندھاں۔ اندھ کی جمع ہے غم۔
 خواندن۔ بے دردی کے ساتھ دعا
 افسردگی کا نتیجہ ہے درد کے ساتھ دعا
 عشق کا نتیجہ ہے آن کشیدن۔ گھٹ
 گھٹ کر رونا۔ مبدؤ اور آغاز کی یاد
 سے ہوتا ہے آل شدہ۔ جب انسان
 درد کی حالت میں اے خدا اے
 مستغاث کہتا ہے تو اس کی آواز
 صاف ہوتی ہے اور اس میں حزن کی
 کیفیت ہوتی ہے۔

انالہ سگ در ریش بے جذبہ نیست
 اس کے ریش میں کتے کا رونا بھی بغیر جذبہ کے نہیں ہے
 چوں سگ کھفے کہ از مردار رست
 اصحاب کھف کے کتے کی طرح جس نے مردار سے محبت حاصل کر لی
 تا قیامت می خورد او پیش غار
 " غار کے سامنے قیامت تک پتا ہے
 اے ساسگ پوست کور نام نیست
 اسے کھلب بہت سے معمولی ماہی ملے ہیں جن کا ذرا کھری نہیں ہے
 جال بدہ از بہر آں جام اے پسر
 اے صاحبزلہ! اس جام کے لئے جان دیدے
 صبر کردن بہر این نبود خرج
 اس (جام) کیلئے صبر کرنے میں کوئی خرچہ نہیں ہے
 زیں کیس بے حزم و صبرے کس نجست
 اس گھات سے بغیر احتیاط اور صبر کے کوئی نہیں بچ سکتا
 حزم گن از خورد کیس زہریں گیاست
 کھانے میں احتیاط بہت کیونکہ یہ زہریں گئی گھاس ہے
 کاہ ۳ باشد کو بہر بادے جہد
 گھاس ہے جو ہر ہوا سے ہلتی ہے
 ہر طرف غولے ہمی خواند ترا
 چھٹا ہر جانب سے تجھے پکارتا ہے
 رہنمایم ہرہت باشم رفیق
 راست دکھاؤں گا اور تیرا رفیق سفر رہوں گا
 نے قلا و وزست و نے رہ داند او
 وہ نہ رہتا ہے نہ رات جانتا ہے
 حزم آں بدشد کہ نفرید ترا
 احتیاط ہی ہے کہ تجھے فریب نہ دے سکیں

زانکہ ہر راغب اسیر رہز نیست
 اس لئے کہ ہر رغبت کرنے والا ایک دہزن کا قیدی ہے
 بر سر خوان شہنشاہان نشست
 شہنشاہوں کے خون پر بیٹھ گیا
 آب رحمت عارفانہ بے تغار
 عارفانہ آب حیات بغیر پیالے کے
 لیک اند پر وہ بے آل جام نیست
 لیکن وہ پردہ " اس جام کے بغیر نہیں ہیں
 بے جہاد و صبر کے باشد ظفر
 بغیر جہاد اور صبر کے فتح کب ہوتی ہے
 صبر گن کا صبر مفتاح الفرج
 صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے
 حزم را خود صبر آمد پاؤ دست
 احتیاط کیلئے صبر خود ہاتھ پاؤں ہے
 حزم کردن زور و نور انبیاست
 احتیاط کرنا انبیاء کی طاقت اور نور ہے
 کوہ کے ہر بادے اوزنے نہد
 پہاڑ ہر ہوا کو کب جانچتا ہے
 کالے برادر راہ خوانی ہیں بیا
 کہ اے بھائی! راست چاہتا ہے خیر اور آجا
 من قلا و وزم دریں راہ دقیق
 میں اس بارگ راست میں تیرا رہنا ہوں
 یوسف کم روسوئے آل گرگ خو
 اے یوسف! اس بھیڑیا صفت کی طرف نہ جا
 چرب و نوش دامہائے اس سرا
 اس دنیا کے چکنے اور شیریں جل

۱۔ سگ سگ۔ جب جذبہ الہی طاری ہوتا ہے تب ہی انسان مرد کے ساتھ گریہ کرتا ہے۔ چون سگ۔ اصحاب کھف کے کتے میں جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ تا قیامت۔ قطمیر۔ برابر۔ سے وحدت ملی رہا ہے۔ اے۔ بسا۔ بہت سے اہل تشایے ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا۔

۲۔ جال بدہ۔ جام محبت کی طلب میں صبر کے ساتھ جان دیدنی چاہئے۔ صبر کردن۔ جہاد و محبت میں صبر سے کام لیتا ہے تو فتح یاب ہوتا ہے اور جام محبت حاصل ہو جاتا ہے۔ کین۔ گھات۔ حزم۔ احتیاط و نیاوی معاملات میں احتیاط اور پختہ کاری سے کام لینا ضروری ہے۔ ذرا ہی غفلت انسان کو منزل سے بہت دور کر دیتی ہے۔

۳۔ کاہ باشد۔ ہر خواہش نفس کا تابع بننے کی طرح ہے انسان کو کوہ گراں ہونا چاہئے۔ ہر طرف شیطان طرح طرح سے انسان کو بھوکے دیتا ہے۔ قلا و وز۔ راہنما۔ یوسف حضرت یوسف کے ساتھ بھیڑیے کا تصور عام شاعرانہ تخیل ہے۔ حزم۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں نہ آئے۔

کہ نہ چہرے دارو نے نوش او
 نہ ان میں چکنائی ہے نہ مٹاں
 کہ بیا مہمان ما اے روشنی
 کہ آجائے ہمارے مہمان لہ گھر کی روشنی
 حوم آں باشد کہ گوئی تخمہ ام
 احتیاط یہ ہوگی کہ تو کہہ دے میں بدنامی میں ہوں
 یا سرم در دست و در دسر ببر
 یا (کہہ دے) میرے سر میں وہ ہے اور وہ کہہ دے
 ۲ زانکہ یک نوشت دہد ہایشہا
 کیونکہ تجھے ایک شہد بہت سے گھول کے ساتھ دے گا
 زر اگر پنجاہ و گر شصت دہد
 " اگر بچاں یا ساتھ اڑنیاں تجھے دے
 گردہد خود کے دہاں پر جیل
 اگر وہ جیل باز کچھ دیتا بھی ہے تو کہاں دیتا ہے
 زغوغ زر مغز و عققات رابرد
 اڑنیاں کی جھکے بہت تیرے دماغ اور عقل و زانیاں کر دیتی ہے
 ۳ یار تو خرچین تست و کیہ ات
 تیرا دوست تیرا ناشر دان لہ تیری تھیلی ہے
 ویسہ و معشوق تو ہم ذات تست
 تیری ویسہ لہ معشوق تیری ہی ذات ہے
 حوم آں باشد کہ چوں دعوت کنند
 احتیاط یہ ہے کہ جب تجھے بلائیں
 دعوت ایشاں صغیر مرغ داں
 ان کی دعوت کو پرندوں کی سیٹی سمجھ
 مرغ مردہ پیش بنہادہ کہ ایں
 مرا ہوا پرندہ اس نے آگے رکھ لیا ہے کہ یہ

سخر خواند می دمدر گوش او
 وہ ستر پڑھتا ہے لہ تیرے کان میں پھونکتا ہے
 خانہ آن تست و تو آن منی
 گھر تیرا ہے لہ تو میرا ہے
 یا سقیم و خستہ ایں و خمہ ام
 یا (کہہ دے) میں اس قبرستان کا بیمار اور زخمی ہوں
 یا مرا خواندست آں خالو پسر
 یا (کہہ دے) مجھے ماموں کے بیٹے نے بلایا ہے
 کہ بکار در تو نوشش رشہا
 اس کا شہد تجھ میں بہت سے رزم پیدا کر دے گا
 ماہیا او گوشت در شصت نہد
 اے چھپلی یا وہ کانٹے میں تیرے لئے گوشت لگا رہا ہے
 جوز پوسید ست و گفتار و غل
 اس کے خروٹ سڑے ہوئے ہیں لہ باتیں مکالی کی ہیں
 صد ہزاراں عقل را یک نشرد
 لاکھوں عقولوں کو ایک بھی نہیں سمجھتی ہے
 گرتو را مینی مجو جز ویسہ ات
 اگر تو رامین ہے اپنی ویسہ کے علاوہ کسی کو نہ چاہ
 ویں برونیہا ہمہ آفات تست
 لہ یہ بیرونی چیزیں سب تیری مصیبتیں ہیں
 تو نگوی مست و خواہان من اند
 تو یہ نہ کہنا وہ عاشق لہ میرے خواہاں ہیں
 کہ کند صیاد در ملکمن نہاں
 جو شکاری گھات میں چھپ کر بجاتا ہے
 می کند ایں بانگ و آواز و حنین
 آواز لہ فریاد لہ نالہ کر رہا ہے

۱۔ اے روشنی۔ یعنی اے گھر کی
 روشنی۔ محمد ام۔ یعنی شیطان کے لالچ
 میں نہ آئے اور مختلف بہانے کر کے
 اس کے نام فریب سے بچ جائے۔
 و خمہ قبرستان۔

۲۔ زانکہ۔ شیطان کے خوشنما
 فریب میں سے نکلنا اور مغز میں پوشیدہ
 ہوتی ہیں۔ گردیدہ اس کی عطا تھی پر
 فریب سے زغوغ۔ دنیا کی دولت
 کی جھکے انسان کی عقل کو اٹھا
 کر دیتی ہے۔

۳۔ یار تو۔ قدرت نے انسان کو جو
 کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرے
 رامین۔ عرب کا مشہور عاشق۔ ویسہ
 عرب کی مشہور معشوقہ کا نام۔ خرم آن
 باشد۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ
 خلدی عواہل کی طرف دھیان نہ دے
 اور ان کو دھوکا سمجھے۔ ملکمن۔ گھات۔
 حنین۔ رونے کی آواز۔

مُرغِ اِپندارِ دَکھ جنسِ اوستِ آں
پندے سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا ہم جنس ہے
جُو مگر مُرغے کہ حَوشِ دادِ حَق
ساتے اس پندے کے جس کو خدائے عقل و عی ہے
ہست بے حَزمیِ پشیمانیِ یقین
بے احتیاطی یقیناً پشیمانی ہے
زانکہ بے حَزمیِ شقاوتِ برودہد
اس لئے کہ بے احتیاطی بدبختی کا پھل دیتی ہے
بشنو ۲ ایں افسانہ را در شرحِ ایں
اس کی تشریح میں یہ قصہ سن لے
جمع آید برودِ شمالِ پوستِ آں
وہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان کی کمال اور جڑ دیتا ہے
تا نگرودِ گنجِ ازاں دانہ و مُلُوق
تاکہ اس دانہ اور خوشامد سے اجتناب نہ بنے
حَزمِ رامگزار و محکمِ گن تو ایں
احتیاط کو نہ چھوڑ تو اس کو مضبوط کرنے
وِیں رَوَوازِ دست و درِ دَستِ دہد
دین ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور دوسرے پیدا کر دیتی ہے
لاشویِ حازِمِ برائے حِفْظِ وِیں
تاکہ تو دین کی حفاظت کے لئے پختہ کار بن جائے

۱۔ مُرغِ پندار۔ شکاری مردہ جانور
سامنے رکھ کر اس کی بولیاں بولتا ہے
دوسرے پندے اس سے ڈھوکا کھا جاتے
ہیں۔ گنجِ اتمقِ ملوق۔ چالوسی۔

۲۔ بشنو۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ شہری نے احتیاط سے کام نہ لیا اور
دیہاتی کی چکنی چیزیں ہاتھوں میں آ کر
پریشان ہوا۔ لائبہ خوشامد۔ الحاح۔
اسرار۔ ماضی۔ جو کہ گذر اور ستائی۔
دیہاتی خرگہ خیم۔ بدے۔ دکان پر
ٹھہرتا اور اس کے یہاں کھانا کھاتا۔

۳۔ حوانج۔ ضروریات۔ رانگال۔
مفت۔ فوج۔ تفریح۔ گلشن۔ باغ

فریقین روستائی شہری را و بد عوت

ایک دیہاتی کا ایک شہری کو فریفتہ کرنا اور خوشامد

خواندن بہ لبّہ و الحاح

اور حاجزی سے دعوت دینا

اے برادر بود اندر ماضی
اے بھائی! گذشتہ (زمانہ) میں تھا
روستائی چوں سوئے شہر آمدے
دیہاتی جب شہر میں آتا
دومہ و سہ ماہ مہمانش شدے
" تین مہینے اس کا مہمان ہوتا
ہر ۲ حوانجِ راکہ بودش آں زماں
اس کی اس وقت جو ضرورتیں ہوتیں
رُو بشری کر دو گفت اے خواجہ تو
وہ (دیہاتی) شہری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جناب
اللہ اللہ جملہ فرزندوں بیار
خدا کے لئے تمام بچوں کو لائیے
شہری بار و ستائی آشنا
ایک شہری ایک دیہاتی کا دوست
خرگواندر کوئے آں شہری زدے
اس شہری کے کوچے میں مقیم ہوتا
برودکان او و بر خواش بدے
اس کی دکان اور اس کے دسترخوان پر رہتا
راست کر دے مرد شہری رانگال
" شہری مفت سہیا کرتا
ہیج می نائی سوئے وہ فرجہ جو
تفریح کے لئے آپ کبھی گاؤں میں نہیں آتے ہیں
کایں زمان گلشنِ ست و نو بہار
کیونکہ یہ موسم 'باغ اور نو بہار کا ہے

یا بتابستان! بیا وقتِ شمر
یا گرمیوں میں پھل کے وقت آئے
خیل و فرزندان و قومت را بیار
خاندان اور بچوں اور اپنی قوم کو لائے
در بہاراں خطہ وہ خوش بود
بہار کے موسم میں گاؤں کا علاقہ اچھا ہوتا ہے
وعدہ دادے شہری اور ارفع حال
ماننے کے لئے شہری اس سے وعدہ کر لیتا
او بہر سالے ہمی گفتے کہ کے
وہ دیہاتی ہر سال کہتا ہے کہ کب
او بہانہ ساختے کا مسماں ماں
وہ شہری بہانہ بنا دیتا کہ اس سالے ہمارے
سال دیگر گر تو انم وارہمید
اگر آئندہ سال حجات پاؤں گا
گفت ہستند آں عیالم منتظر
اس دیہاتی نے کہا میرے بال بچے منتظر ہیں
باز ہر سالے چو لگ لگ آمدے
پھر وہ ہر سال لفتق کی طرح آ جاتا
خولجہ ہر سالے زرز و مالِ خویش
خولجہ شہری ہر سال اپنا روپیہ پیسہ
آخریں کرت سے ماہ آں پہلواں
آخری مرتبہ اس نخی نے تین مہینے
از خجالت باز گفت او خولجہ را
اس دیہاتی نے خولجہ شہر سے شرمندگی سے کہا
گفت خولجہ جسم و جانم وصل جوست
خولجہ شہری نے کہا میرا جسم اور جان ملنے کے تعلق میں ہیں

تابہ بندم خدمت رامن کمر
تاکہ میں آپ کی خدمت میں کمر بستہ ہو جاؤں
ور وہ ماہاش سے ماہ و چہار
ہمارے گانوں میں تین چار مہینے رہے
کشت زار ولالہ دلکش بود
کھیتیں اور دلکش لالہ ہوتا ہے
تا بر آمد بعد وعدہ ہشت سال
یہاں تک کہ وعدے سے وعدے میں آٹھ سال گزر گئے
عزم خواہی کرد کاملہ ماہ وے
آپ ارادہ کریں گے، خزاں کا موسم آ گیا
از فلاں خطہ بیاید ۲ مہماں
فلاں علاقے کا مہمان آئے گا
از مہمات آں طرف خواہم دوید
ضرورت سے ابھر آؤں گا
بہر فرزندان تو اے اہل پر
آپ کے بچوں کے اے کرم فرما
تا مقسیم قتبہ شہری شدے
شہری کے گھر مقسیم ہو جاتا
خرج او کردے کشادے بالِ خویش
اس پر خرچ کرنا اپنا دل کھول دیتا
خواں نہادش با مداوان و شبان
صبح اور شام اس کے لئے دسترخوان بچھایا
چند وعدہ چند بفریبی مرا
آپ کتنے وعدے اور کتنا دھکا دیں گے
لیک ہر تحویل ۳ اندر حکم اوست
لیکن ہر نقل و حرکت اللہ کے قبضہ میں ہے

۱۔ پابستان۔ موسم گرما۔
شمر۔ پھل۔ خیل۔ قبیلہ، گروہ۔ دفع
حال۔ دفعہ الوقتی۔ دے۔ یعنی موسم
بہار گزر کر موسم خزاں آ گیا۔
۲۔ بیاید۔ یعنی چونکہ مہمان کی آمد
کی مجبوری ہے لہذا سفر نہ کر سکوں
گا۔ مہمات۔ ضروریات۔ نخی۔ نکی۔
لگ لگ۔ تعلق آتی برتنوں کی ہر ملک
میں آمد و رفت مقررہ مہینوں میں ہوتی
ہے۔ بال۔ بازو، دل۔ پہلوان۔
بہار۔ نخی۔
۳۔ تحویل۔ بدلنا، نقل و حرکت
کرنا۔

تاکے آرد باد را آں باد راں
دیکھو وہ ہوا چلانے والا ہوا کب چلائے
گیر فر زنداں بیابانگر نعیم
ولاد کو لیجے آئے مڑے دیکھئے
کاللہ اللہ زود آ بنائی جہد
کہ خدا کے لئے جلد آئے کوشش کیجئے
لاہبا و وعد ہائے شکریں
خوشامدیں اور شیریں وعدے
ماہ وابرو سایہ ہم وارو سفر
چاند اور اور سایہ بھی سفر کرتے ہیں
رجہما در کار او بس برودہ
اس کے معاملے میں بہت سی تکلیفیں اٹھانی ہیں
وا گزارو چوں شوی تو مہمہماں
لا کرے جب آپ مہمان ہوں
کہ کشیدش سوئے وہ لایہ گناں
کہ اس آپ کو خوشامد کر کے گاؤں بھیج لائیں
انق من شر من احسنت الیہ
اس شخص کے شر سے چنانچہ اس کے ساتھ تونے اجساں کیا ہے
ترسم از وحشت کہ آں فاسد شود
میں ڈرتا ہوں ناخوشی کی وجہ سے وہ سچ ستر نہ جائے
ہمجودے در بیستان و در زروع
جیسا کہ دے کا زمین بارہ اور کھیتوں کے لئے
زود عمارتہا و دخل بے شمار
جس سے آبادیاں اور بیٹھا آمدنی ہوتی ہے
تا گریزی و شوی از بد بری
تاکہ تو گریز کرے اور برائی سے بری ہو جائے

آدمی چوں کشتی ست و باد باں
انسان کشتی اور بادبان جیسا ہے
باز سوگند آں بدوش کائے کریم
اس دیہاتی نے اس شہری کو پھر قسم دی
وست او بگرفت سے کثرت بعہد
تین مرتبہ عہد کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا
بعد وہ سال و بہر سالے چینیں
ہر سال بعد وہ ہر سال اسی طرح کی
کو دکانِ خوبہ گفتندے اے پدر
خوبہ شہری کے بچوں نے کہا اے با جان!
ہقہما ۲ بروے تو ثابت کردہ
آپ نے اس دیہاتی پر حقوق قائم کر دیئے ہیں
اواہمی خواہد کہ بعضے حق آں
وہ چاہتا ہے کہ ان سے بعض حق
بس وصیت کردا مارا او نہاں
اس دیہاتی نے ہم سے ہر پردہ بہت ہزار کیا ہے
گفت حق ست ایں وکائے سیبویہ
اس شہری نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن اے سیبویہ
دوستی ۲ خم دم آخر یود
دوستی آخرت وقت کا سچ ہوتی ہے
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع
ایک میل ملاپ ہر انوار کی طرح ہوتا ہے
صحبتے باشد چو فصل نو بہار
ایک میل ملاپ نو بہار فصل کی طرح ہوتا ہے
حزم آں باشد کہ ظن بد بری
احتیاط یہ ہے کہ تو بدگمانی کرے

۱۔ بادیاں۔ ہوا چلانے والا یعنی اللہ تعالیٰ کرت۔ باز مرتبہ۔ لاہبا خواہشدارین۔ باداہر۔ یعنی یہ چیزیں بھی حرکت کرتی ہیں۔

۲۔ ہقہما۔ چونکہ تونے اس کی بہت خدمت کی ہے وہ اس کا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ بس وصیت۔ ہم سے چیلنے سے کہہ گیا ہے ہم آپ کی خوشامد کر کے اس کے گاؤں میں لے آئیں۔

سیبویہ مشہور خوبی گندما ہے یہاں مطلقاً عقلمند مراد ہے۔

۳۔ دوستی۔ یعنی دوستی بھدان نیکیوں میں سے ہے جو انسان کے آخری وقت میں کام آتی ہیں۔ وحشت۔ یعنی دوستی اگر نفرت سے بدل گئی۔ صحبتے۔ یعنی میل جہل و قسم کے ہیں ایک تو وہ ہے جو دوستی ٹوٹ جانے کا سبب بنتا ہے۔ دوسرا وہ ہوتا ہے جس سے دوستی میں مزید مضبوطی آتی ہے۔ دخل۔ آمدنی۔ ظن بد۔ یعنی یہ خیال کرے کہ یہ میل چوں دوستی توڑ دے گا۔

حُزْمِ سَوِّءِ اِلْظَنِّ فَرَمُوْا اَنْ رَسُوْلٌ
 رَسُوْلٌ ﷺ نَے فرمایا ہے احتیاط بدگمانی ہے
 رُوئے صَحْرَا ہست ہموار و فَرَاخ
 صحرا کا میدان ہموار اور فراخ ہے
 اَنْ بَرِّ کُوْبٰی دَوْدَ کَہ دَامَ کُو
 پہاڑی بکرا دھرتا ہے کہ جاں کہاں ہے؟
 اَنْکَہ مٰی کَفْتٰی کَہ کُو اِنکَہ ہَمِی
 تو نے جو یہ کہا تھا کہ کہاں ہے؟ یہ ہے دیکھ
 بے کَمِیْن و دَام و صِیَاد اے عِیَار
 اے چالاک! گھات اور جاں کے بغیر
 ۲ اَنْکَہ گُستَاخ اَمْدَنْد اَنْدَرَز مِی
 جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں
 چَوں بَگورِ سْتَاں رَوٰی اے مُرْتَضٰی
 اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے
 تَا بظَاہِرِ بِنِی اَنْ مَسْتَاں زور
 تاکہ کھلے طور پر دیکھنے کے وہ طاقت سے بدست
 ۳ چِشْم اَکْر دَارِی تُو کُوْرَا نَہ مِیَا
 اگر تیرے آنکھیں ہیں تو اندھا بن کر نہ آ
 اَنْ عَصَا ئے حُزْم و اِسْتَدْلَال رَا
 وہ احتیاط اور استدلال کی لاٹھی
 وَر عَصَا ئے حُزْم و اِسْتَدْلَال نِیْسْت
 اگر پختہ کاری اور استدلال کی لاٹھی نہیں ہے
 گَام زَا نَسَاں نَہ کَہ تَا بِنِیْنَا نَہِد
 پاؤں اس طرح رکھ جس طرح اندھا رکھتا ہے

ہر قدم را دام می واں اے فضول
 اے فضول! ہر قدم کو جاں سمجھ
 ہر قدم دامے ست کم راں گوستال
 لیکن ہر قدم پر جاں ہے بے پروائی سے نہ جاں
 چوں بتازد دامن اُفتد در گلو
 جب دھرتا ہے جاں اس کے گلے میں پس جاتا ہے
 دشت میدیدی نمایندی کمیں
 تو نے جنگل دیکھا گھات کو نہ دیکھا
 دُنْبہ کے باشد میان رکشت زار
 کھیت میں دُنْبہ کب بہتا ہے
 اِسْتَحْوَان و کَلْبَا شَاں رَا ہَمِی
 ان کی ہڈیاں اور جڑے دیکھ
 اِسْتَحْوَاں شَاں رَا پَرَس اَز مَاضِی
 ان کی ہڈیوں سے گزشتہ واقعات پوچھ لے
 چَوں فَرور فَتَنْد دَر چَاہِ غَرور
 جھوٹے کے کنویں میں کس طرح گرے ہیں
 وَر نَدَارِی چِشْم دَسْت اَوْر عَصَا
 اگر آنکھیں نہیں ہیں تو نگری ہاتھ میں لے
 چَوں نَدَارِی وِیْدَہ مِی گُن پِشْوَا
 جب تیرے پاس نہیں ہے کسی کی آنکھ کو پیشوا بنا لے
 بے عَصَا کَش دَر سَر ہَر رَہ مَایْسْت
 لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر ہر راستہ پر نہ کھڑا ہو
 تَا کَہ پَا ئے اَز سَنگ و اَز چَہ و اِر ہِد
 تاکہ پاؤں پتھر اور کنویں سے نجات پا جائے

۱ سوء الظن۔ بدگمانی۔ گوستاخ۔
 گستاخ بے پرواہی کا نام۔ بکر زبان
 حال سے کہتا ہے۔ عیار۔ ہوشیار
 دُنْبہ چکدی بچاؤ خاص قسم کا بکرا جس
 کے چکدی ہوتی ہے۔

۲ اَنْکَہ گُستَاخ۔ جن لوگوں نے
 حُزْم سے کام نہ لیا۔ ان سرکشوں کا
 انجام ان کی ہڈیوں اور گھوڑوں سے
 معلوم کر لو۔ مُرْتَضٰی۔ پسندیدہ۔
 مَاضِی۔ گزشتہ تا اظہار۔ قبرستان جا
 کر کھلم کھلا غرور کے نشہ سے مست
 لوگوں کا انجام دیکھ لو گے۔

۳ چِشْم اَکْر دَارِی۔ غلطی سے بچنے
 کی پہلی صورت تو یہ ہے کہ عقل کے
 ذریعہ غلطی سے بچے۔ عَصَا۔ دوسری
 صورت یہ ہے کہ تجربہ کے ذریعہ غلطی
 سے بچا جائے۔ وِیْدَہ مِی گُن۔ تیسری
 صورت یہ ہے کہ کسی دیدہ ور کے
 ذریعہ غلطیوں سے بچا جائے۔ گَام۔
 اندھا بننے میں احتیاط کرتا ہے ٹھوکر اور
 گڑھے سے بچا جاتا ہے۔



گور لرزاں و بترس و احتیاط
اندھا لرزتے ہوئے اور ڈر اور احتیاط سے
می نہد پاتا نفیجہ در حجاب
پاؤں رکھتا ہے تاکہ غلطی میں نہ پڑ جائے
لقمہ جُستہ لقمہ مارے شدہ
لقمہ جھونڈا سانپ کا لقمہ بن گیا

قصہ اہل سبأ و طاعی کردن نعمت ایشان اور سیدن
اہل سبأ کا قصہ اور نعمتوں کا ان کو سرکش بنا دینا اور ان میں کفر اور سرکشی کی
بشوی طغیان و کفران دران و بیان فضیلت شکر و نعمت حق
بدختی کا آپ پہنچنا اور اللہ کی نعمت اور شکر کی فضیلت کا بیان

تو بخواندی قصہ اہل سبأ
کیا تو نے سبأ والوں کا قصہ نہیں پڑھا؟
از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست
صدا سے خود پہاڑ واقف نہیں ہے
اوہمی بانگے گندے گوش و ہوش
وہ بغیر گوش اور ہوش کے آواز نکالتا ہے
۲ داو حق اہل سبأ را بس فراغ
اللہ نے اہل سبأ کو بہت فارغ البالی بخشی
حق آں نگذار دنداں بدرگاں
ان دنداؤں سے اس کا حق نہ لٹا گیا
مر سے را لقمہ نانے زور
کسی کتے کو کسی دروازے سے روٹی کا لقمہ
پاسبان و حارس درمی شود
دروازے کا محافظ اور نگہبان بن جاتا ہے
ہم براں درباشدش باش و قرار
اسی دروازے پر اس کی بلاد باش ہو جاتی ہے
۳ در سگے آید غریبے روز و شب
اگر کوئی اجنبی کتا آ جاتا ہے رات یا دن میں

یا بخواندی وندی جُو صدا
یا تو نے پڑھا ہے اور اس کو صدائے بازگشت سمجھا ہے
سوئے معنی ہوش گہ را راہ نیست
حقیقتی جانب پہاڑ کے ہوش کے لئے راستہ نہیں ہے
چوں خموش گردی تو او ہم شد خموش
جب تو چپ ہو گیا وہ بھی چپ ہو گیا
صد ہزاراں قصر و ایوانہا و باغ
لاکھوں قلعے اور محلات اور باغ
در وفا بودند کمتر از سگاں
وہ وفا داری میں کتوں سے کم تھے
چوں رسد بر درہمی بند و کمر
جب مل جاتا ہے وہ اس در پر کمر بستہ ہو جاتا ہے
گرچہ بردے جُور و سختی می رود
خولہ اس پر ظلم اور سختی ہو
گفر داند کرد غیرے اختیار
غیر کو اختیار کرنا وہ کفر سمجھتا ہے
آں سگانیش می کنند آں دم ادب
وہ کتے اس کو فوراً تنبیہ کرتے ہیں

۱۔ اے زردوے انسان خود غلطی کر
بیٹھتا ہے ایک غلطی سے بچتا ہے اور
اس سے بڑی غلطی میں مبتلا ہو جاتا
ہے اہل سبأ کے قصے سے اسی بات کو
واضح کیا ہے جو صدائے بازگشت
قصہ کو سنا اور بے اصل سمجھا۔ از صد
صدا کی حقیقت پہاڑ بھی نہیں سمجھتا
ہے۔
۲۔ داو حق۔ اہل سبأ کی فارغ البالی
اور ان کی نا فرمانی کا قصہ قرآن پاک
میں مذکور ہے۔ حق آں۔ یعنی ان
نعمتوں کا شکر یہ خالص۔ نگہبان۔
باش۔ قیام۔
۳۔ در سگے۔ اجنبی کتے پر مقامی
کتوں کا بھونکنا گویا کہ اس کو تنبیہ کرنا
ہے کہ وہ اپنے پہلے مالک اور مکان کو
چھوڑ کر کیوں آیا ہے۔

کہ برو آنجا کہ اول منزل است
کہ وہاں جا ' جہاں پہلا گھر ہے
میں گزندش کہ برو بر جائے خویش
وہ اس کو کالتے ہیں کہ اپنی جگہ جا
از در دل و اہل دل آب حیات
دل اور صاحب دل کے د سے آب حیات
بس ۲ غذائے سُکر و وجد و بخودوی
شکر اور وجد اور ہے خودی کی غذا
بازاں در را رہا کر دی ز حرص
پھر تو نے لالچ کی وجہ سے اس دوائے کو چھوڑ دیا
بر در آں منعمان چرب دیگ
یعنی دیگ والے دہمتندوں کے د پر
۳ چربش آنجا وال کہ جاں فر بہ شود
یعنی غذا وہاں سمجھ کہ روح موتی ہوتی ہے
صومعہ عیسیٰ ست خوان اہل دل
اہل دل کا دہتر خوان حضرت عیسیٰ کا گرجا گھر ہے

حق آں نعمت گردگان اول است
اس نعمت کا حق دل کو گروی کئے ہوئے ہیں
حق آں نعمت فرو مگذار پیش
اس نعمت کے حق کو نظر انداز نہ کر
چند نوشیدی وو اشد چشمہات
تو نے کئی بار پیلا ہے اور اس کے چشمے جاری ہوئے ہیں
از در اہل دلاں بر جاں زدوی
دل والوں کے دوائے سے تو نے جان کو دی ہے
گرد ہر دکاں ہمی گروی ز حرص
حرص سے ہر دکان کا پتھر کانتا ہے
میدوی بہر خرید اے مردہ ریگ
اے ناچیز! خرید کے لئے تو دوزا پھرتا ہے
کار نا امید آنجا بہ شود
مایوس کا معاملہ وہاں دوست ہو جاتا ہے
ہاں وہاں اے مبتلا اس در مہل
خبردار! خبردار! اے بیمار اس د کو نہ چھوڑ

۱ گردگان - گروی - از در دل - جس طرح کتے کا پہلے مکان کو چھوڑنا ہے وہاں سے اسی طرح بزرگوں کے د سے مستفید ہو کر اس کو چھوڑنا ہے وہاں ہوگا۔

۲ بس - غذا - مرید شہ کد سے بہت سی روحانی غذا میں حاصل کرتا ہے۔ منعمان چرب دیگ - وہ مالدار جن کے یہاں لذیذ کھانے تیار ہوتے ہیں - خرید - شوبہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ مردہ ریگ - فریاد کیا۔

۳ چربش - لذیذ اور چینی غذا ہے جو روح کی پرورش کرنے کے لئے کی - صوم - گرجا گھر - حضرت عیسیٰ کا گرجا روحانی و جسمانی امراض کا شفاخانہ تھا۔ ضریر - نابینا۔ لنگ - لنگڑا۔ شل - لالچ۔ اذی - گندی۔ جناح - گناہ یعنی باطن امراض - اوراد - انسان کے معمولات اور وظائف عبادت۔

جمع آمدن اہل آفت ہر صباے بر در صومعہ حضرت عیسیٰ
مصیبت زوں کا حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر پر ہر صبح کو ان کی دعا سے شفا حاصل
علیہ السلام جہت طلب شفا بد عائے او
کرنے کے لئے جمع ہونا

جمع گشتندے زہر اطراف خلق
مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی
بر در آں صومعہ عیسیٰ صباح
صبح کو حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر کے دوائے پر
اوپو گشتے فارغ از اورا خویش
جب وہ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے

از ضریر و لنگ و شل و اہل دلق
اندھے اور لنگڑے اور لالچ پور گندی والے
تا بدم شاں وا رہا انداز جناح
تاکہ دم کر کے ان کو تکلیف سے نجات دیں
چاشتگہ بیروں شدے آں خوب کیش
وہ نیک عادت چاشت کے وقت باہر آتے

۱ جوق جوق بتلا دیدے نزار
 وہ کزور بہاروں کے غولن کے غول دیکھتے
 پس دُعا کر دے وگفتے از خدا
 تو دعا کرتے اور کہتے اللہ کی جانب سے
 گفتمے اے اصحاب آفت از خدا
 فرماتے کہ اے مصیبت زدہ لوگو! خدا کی جانب سے
 ہیں رواں گردید بے رنج و عنا
 بغیر رنج اور مشقت کے روان ہوئے
 جملگاں ۲ چوں اشتران بستے پائے
 سب پاؤں بندھے اونوں کی طرح
 جملہ صحت یافتند و شد رواں
 سب صحت مند ہوئے اور روان ہو گئے
 شد روا آں حاجت و شد رواں
 سب مریضوں کی حاجت روائی ہو جاتی
 ۳ بے توقف جملہ شاداں دراماں
 سب اہمیان سے خوشی خوشی بلا توقف
 جملہ بے درود الم بے رنج و غم
 سب بغیر درد اور تکلیف اور رنج و غم کے
 سوئے خانہ خویش گشتندے رواں
 اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے
 آز مووی تو بے آفات خویش
 تو نے اپنی بہت سی مصیبتوں کو آزمایا ہے
 چنداں لنگی تور ہوا رشد
 کتنی مرتبہ تیرا انگڑا پن تیرا رفقہ بنا ہے
 اے معقل رشتہ بر پائے بند
 اے بیوقوف! پاؤں پر ہی ہانڈھ لے

شستہ بردار در امید و انتظار
 امید اور انتظار میں دروازے پر بیٹھے ہوئے
 حاجب و مقصود جملہ شد روا
 تمام ضرورت مندوں کی حاجت پوری ہو گئی ہے
 حاجت اس جملگاں تاں شد روا
 تم سب کی حاجت پوری ہو گئی ہے
 سوئے غفاری وا کرام خدا
 اللہ کی خطا بخشش اور عزت افزائی کی طرف
 کہ کشائی زانوئے ایشاں برائے
 جن کے زانو کو تو نے تدبیر سے کھول دیا ہو
 از دم جاں بخش عیسیٰ در زماں
 فوراً حضرت عیسیٰ کے جان بخشنے والے دم کرنے سے
 زہر حق و از دم نیک جلیل
 خدا کے حکم سے نیک بزرگ کے دم کرنے سے
 ار دُعائے او شدندے پاؤواں
 ان کی دعا سے ٹوٹتے چلے جاتے
 تندرست و شادمان و محترم
 تندرست اور خوش اور قابل عزت
 از دم میمون آل صاحب قراں
 اس صاحبقران کے مبارک دم لہنے سے
 یافتی صحت ازیں شہان کیش
 لہب کے شہنشاہوں سے تو صحت یاب ہوا ہے
 چند جانت بے غم و آزاد رشد
 کتنی مرتبہ تیری جان بے غم اور بے درد ہو گئی ہے
 تاز خود ہم گم نگر دی اے لوند
 تاکاے خود اے اولیٰ اپنے آپ سے بھی گم نہ ہو جائے

۱ جوق جوق۔ گروہ گروہ۔ بتلا
 مریض۔ شستہ۔ نشست گفتمے۔
 حضرت عیسیٰ دعا کے بعد فرمادیتے
 اللہ نے تم سب کو شفا عطا فرمادی
 ہے۔

۲ جملگاں۔ تمام مریض مریضوں
 کی گرفت سے ایسے آزاد ہو جاتے
 تھے جیسا کہ لونت زانو بند کھولنے
 سے آزاد ہوتا ہے۔

۳ بے توقف۔ فوراً۔ پاؤواں۔
 دوڑتے ہوئے۔ دم میمون۔ بابرکت
 پھونک۔ صاحبقران۔ وہ بچہ جس کی
 ولادت کے وقت۔ زحل اور اور مشتری
 ستارے کا ملاپ ہو جائے ایسا بچہ
 بہت صاحب نصیب کہلاتا ہے۔
 آز مووی جبکہ بزرگوں کے در سے
 فیض حاصل ہوا ہے اس در کو چھوڑنا
 حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر سے منہ
 موڑنا ہے۔ معقل۔ بیوقوف۔ لوند۔

رند

ناپسای و فراموشی تو تیری ہاشمی اور احسان فراموشی نے لا جرم آں راہ بر تو بستہ شد لا محالہ وہ راستہ تجھ پر بند ہو گیا زود شاں دریاب و استغفار گن جلد ان کے پاس پہنچ جا اور توبہ کر لے تا گلستاں شاں سوئے تو بشگفتہ تاکہ ان کا باغ تیری جانب کھلے ہم براں در گرد و کم از سگ مباحش اسی در کا چکر کاٹ کتے سے کم نہ ہو چوں سرگان ہم مر سگاں راناصح اند کتے کتوں کے لئے ناصح ہیں آں در اول کو خوردی استخوان وہ پہلا دروازہ جب پر تونے ہڈی کھائی ہے می گزندش کز ادب آنجا رود وہ اس کو کانٹے ہیں تاکہ تہذیب سے وہاں چلا جائے می گزندش کاے سگ طاعنی برو اس کو کانٹے ہیں کہ اسے سرکش کتے جا بر ہماں در ہچو خلقہ بستہ باش سی در پر خلقہ کی طرح بندھا رہ صورت نقص وفائے مامباش ہاری بے وفائی کی صورت نہ بن سرگاں راچوں وفا آمد شعار نا داری جبکہ کتوں کا شعار ہے یوفائی چوں سرگاں راعار بود بلکہ یوفائی کتوں کے لئے ذلت ہے

یاد نا ورد آں عسل نوشی تو تجھے شہد پینے کو یاد نہ دلایا چوں دل اہل دل از تو خستہ شد جبکہ اہل دل کا دل تجھ سے زخمی ہوا ہچو ابرے گریہائے زار گن اور کی طرح عاجزی کا رونا رو میوبائے پختہ بر خود وا گفد بکے ہوئے میوے خود پھٹ پڑیں باسگ کہف ار شدستی خولجہ تاش اگرچہ تو اصحاب کہف کے کتے کا ساتھی ہو گیا ہے کہ دل اندر خانہ اول بہ بند کہ پہلے گھر سے دل لگا سخت گیر و حق گزاری را ممان و سخت پکڑ لے اور حق گزاری سے نہ رک وز مقام اولیں مفلح شود اور پہلے مقام پر کامیاب ہو جائے باولسی نعمت باغی مشو اپنے محسن سے باغی نہ بن پاسبان و چابک و برجستہ باش محافظ اور پست اور آراہ بنا رہ بیوفائی را ممکن بیہودہ فاش بیوفائی کو خولہ خولہ ظاہر نہ کر رورگاں رائنگ ر بدنامی میار جا کتوں کو ذلیل اور بدنام نہ کر بیوفائی چوں روا داری نمود تونے بے وفائی کو کیوں جائز رکھا

۱۔ عسل نوشی۔ یعنی بزرگوں کا فیض۔ دریاب۔ حاصل کر لے۔ کفد۔ کیفیدن۔ بمعنی پھنسا کا فعل مضارع ہے۔ باسگ کہف۔ یعنی اگر تجھ میں کمال بھی پیدا ہو گیا ہے تب بھی اس کو نہ چھوڑ ممان۔ بندک ۲۔ می گزندش۔ دوسرے کتوں کا اس کتے کو نہ کنا اسی لئے ہے کہ وہ پہلے پالک کے پاس چلا جائے۔ مفلح۔ کامیاب۔ ۳۔ طاعنی۔ سرکش۔ صورت۔ کتوں کی وفاداری مشہور ہے لہذا تو بے وفائی کی صورت نہ پیدا کر۔ بیوفائی بے وفائی کتوں کے لئے عار و ذلت ہے تونے اپنے لئے اس کو کیوں پسند کیا ہے۔

حق تعالیٰ ا فخر آورد از وفا

اللہ تعالیٰ نے وفا داری پر فخر فرمایا ہے

بیوفائی وال وفا بارِ حق

اللہ کے مراد کے ساتھ وفا کرنا خدا کے ساتھ بیوفائی سمجھ

نور راہم نور شو بانار نار

نور کے لئے نور بن آگ کے لئے آگ

حق ۲ مادر بعد ازاں شد کال کریم

ماں کا حق اس کے بعد ہوا کیوں کہ اللہ نے

صورتے کردن درون جسم او

اس کے جسم میں تیری صورت پیدا کی

ہمچو جزو متصل دید او ترا

اس نے تجھے اپنا ملا ہوا جزو سمجھا

حق ہزاراں صنعت و فن ساخت

اللہ نے ہزاروں صنعتوں اور فن سے تجھے بنایا ہے

پس ۳ حق حق سابق از مادر بود

تو اللہ کا حق ماں سے پہلے ہوا

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر

جس نے ماں کو پیدا کیا اور پستان اور دودھ پیدا گیا

اے خداوند اے قائم احسان تو

اے اللہ اے وہ ذات کہ تیرا احسان قدیم ہے

تو بفر مودی کہ حق را یاد گن

تو نے فرمایا ہے کہ حق کو یاد کر

یاد گن لطفے کہ کردم آں صبح

تو نے فرمایا اس مہربانی کو یاد کر جو اس صبح کو میں نے کی

اصل و اجداد شمار آں زماں

اس وقت تمہاری اصل اور باپا دادا کو

گفت من اوفی بعہد غیرنا

فرمایا ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنے والا کون ہے؟

بر حقوق حق ندارد کس سبق

اللہ کے حقوق پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا ہے

جائے گل گل باش و جائے خار خار

پھول کے مقام پر پھول بن اور کانٹے کی جگہ کانٹا

کرد اور از جنین تو غریم

تیرے حمل کا اس کو مقروض بنایا

دا دور حملش ترا آرام و خو

اور اس کے حمل میں تجھے آرام دیا اور عادت ڈالی

متصل را کرد تدبیرش جدا

اس اللہ کی تدبیر نے جڑے ہوئے کو جدا کر دیا

تا کہ مادر بر تو مہر انداخت

اس کے بعد ماں نے تجھ سے محبت کی ہے

ہر کہ ان حق رائد اندر بود

جو اس حق کو اس پہنچاتا گدھا ہے

با پدر گردش قرس آں خود گیر

اس کو باپ کا ساتھی بنایا یہ خود بخود نہیں ہوا

آنکہ وانم و انکہ نے ہم آں تو

جویرے علم میں صلہ جویرے علم میں نہیں۔ تیری ملکیت ہے

زانکہ حق من نمکیرد و گہن

کیونکہ میرا حق پرانا نہیں ہوتا ہے

باشما از حفظ در کشتی نوح

تمہارے ساتھ نوح کی کشتی میں حفاظت کر کے

دام از طوفان از موحش آماں

میں نے طوفان اور اس کی موج سے امن دی

۱ حق تعالیٰ۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ حق۔ جو لوگ مرود بارگاہ الہی ہیں ان سے بیوفائی عین وفا ہے۔ نور۔ اچھول سے اچھائی اور بروں سے برائی کرنی چاہیے۔

۲ حق مادر۔ ماں کا بڑا حق ہے لیکن اللہ کا حق اس سے مقدم ہے کیونکہ ماں کا حق اللہ کے فعل سے ثابت ہوا ہے صورتے کردن۔ ماں کے پیٹ میں اللہ ہی نے پرورش کیا۔ جدا۔ یعنی تیری پیداوش ہوئی۔ حق ہزاروں۔ ماں کی محبت سے فعل اللہ کے حقوق ثابت ہو چکے ہیں۔

۳ پس حق حق۔ اللہ کا حق ہر طرح سے ماں کے حق پر مقدم ہوا۔ اے خداوند مولانا نے اللہ کے احسانات کی بنیاد پر مناجات شروع کر دی ہے۔ یاد گن۔ خدا نے فرمایا ہمارے اس احسان کو یاد کرو کہ نوح کی کشتی کے ذریعہ تمہاری حفاظت کی یعنی تمہارے باپ دادا کو بچایا۔

آبِ آتشِ خُوز میں بگرفتہ بود
 آگ کے مزاج والے پانی نے زمین گھیر لی تھی
 حفظِ کرمِ من نہ کرمِ رُو تال
 میں نے حفاظت کی میں نے تمہیں مرود نہ بنایا
 چوں شدی سرپشتِ پائیت چوں زخم
 جب تو سرور ہو گیا تو میں ٹھوکر کیسے ماروں؟
 چوں فدائے بیوفایاں می شوی
 تو بیفادوں پر قربان کیوں ہو رہا ہے؟
 من ۲ رہو و بیوفایہا بری
 میں بھول لو بے وفائی ہے م ہوں
 ایں گمانِ بد برانجا بر کہ تو
 یہ بدگئی وہاں لے جا جس جگہ کہ تو
 بس گرفتی یار و ہمراہانِ زفت
 تو نے بہت سے طاقتور ساتھی لو دوست بنائے
 یارِ نیکت رفت بر چرخِ بریں
 تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر چلا گیا
 تو بماندی درمیانہ آچنخاں
 تو وہاں میں رہ گیا اسی طرح
 دامن ۳ او گیراے یارِ دلیر
 اس بہادر دوست! تو اس کا دامن پکڑ لے
 نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شود
 نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے
 با تو باشد در مکان و امکان
 وہ تیرے ساتھ مکان لو لامکان میں ہو گا
 اوپر آرد از کدور تھا صفا
 وہ کدوروں سے جفائی نکال لیتا ہے

موج او ہر اوج گہ را می رُود
 اس کی موج پہلا کی ہر چوٹی کو لٹائے لے جا رہی تھی
 در وجودِ جِدِّ جِدِّ جِدِّ تال
 تمہارے دلا 'پر دلا' سگو دلا کے وجود میں
 کار گاہِ خویش ضائع چوں گنم
 اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع کروں؟
 از گمانِ بد بدباں سُومی رُوی
 بدگئی کی وجہ سے اس جانب جا رہا ہے
 سُوئے من آئی گمانِ بد بری
 تو میری جانب آتا ہے تو بدگئی کرتا ہے
 میشوی در پیشِ ہمچوں خود و تو
 اپنے جیسے کے سامنے دہرا ہوتا ہے
 گر ترا پر رسم کہ گو گوئی کہ رفت
 اگر میں تجھ سے پوچھوں کہ کہی ہیں تو تو کہنا چلے گئے
 یارِ فسقت رفت در قعرِ زمیں
 تیرا بدکار ساتھی زمین کی گہرائی میں چلا گیا
 بے مدد چوں آتشے از کارواں
 بے مدد جیسے کہ قافلہ کی روانگی کے بعد آگ
 کو منزہ باشد از بالا وزیر
 جو لوہے نیچے سے پاک ہو
 نے چو قاروں در زمیں اندر رُود
 نہ قادن کی طرح زمین کے اندر چلا جائے
 چوں بمانی از سر او از دُکال
 جب تو گھر لو مکان سے اکیلا رہ جائے گا
 مر جفا ہائے ترا گیرد وفا
 تیری جفاؤں کو وفا فرض کر لیتا ہے

۱۔ آبِ آتش۔ یعنی پانی آگ کی
 طرح تباہی کر رہا تھا اور اس کی موجیں
 پہاڑوں کی چوٹیوں کو برباد کر رہی
 تھیں۔ چوں شدی جب انسان کو
 اشرف المخلوقات بنایا تو اس کو جلوانہ
 کرے گا۔ چوں فدائے اس قدر
 احسانات کے باوجود تو میرے ساتھ
 وفانہ کرنے والوں پر کیوں فدا ہوتا
 ہے

۲۔ من رہو۔ اللہ ہر قسم کی بھول
 اور بے وفائی سے پاک ہے۔ ایں
 گمانِ بد۔ بے وفائی کی بدگئی انسان
 سے کی جا سکتی ہے۔ بس گرفتی۔ تو فانی
 انسانوں سے دوستی کرتا ہے حالانکہ
 دوستی کے قابل باقی ہے نہ کہ فانی یار
 نیکت۔ انسان تو انسان کا ساتھ چھوڑ
 دیتا ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے۔ چون
 آتشے۔ قافلہ روانہ ہوتے وقت آگ
 کو چھوڑ کر چل دیتا ہے

۳۔ دامن او۔ اس ذات سے تعلق
 پیدا کرو جو بالا وزیر سے پاک ہے۔ نہ
 تو حضرت عیسیٰ کی طرح تیرا ساتھ
 چھوڑ کر بالا یعنی آسمان پر چلا جائے نہ
 قادن کی طرح زیر زمین چلاے
 جائے۔ یا تو باشد۔ جب تک تو
 جسمانی زندگی کی گزرے وہ تیرے
 ساتھ ہو جب تو روحانی زندگی
 گزرے لو لامکان میں ہو وہ
 تیرے ساتھ رہے اور آرد۔ خدائی
 کی دولت ہے جو انسان کی برائیوں کو
 بھلائیوں سے تبدیل کر دیتی ہے

چوں اے بظا آری فرستد گوشال

جب تو ظلم کرتا ہے وہ سزا بھیجتا ہے

چوں تو وردے ترک کردی دروش

جب تو گل میں کوئی معمول ترک کر دیتا ہے

آں ادب کردن بود یعنی ممکن

وہ لوب سکھانا ہوتا ہے یعنی نہ کر

پیش ازالا کاس قبض زنجیرے شود

اس سے پہلے کہ یہ قبض زنجیر بنے

رنج معقولت شود محسوس و فاش

تراہنی رنج محسوس اور واضح ہو جائے گا

در معاصی قبضہا لگیر شد

گناہوں میں قبض لگیر بنتا ہے

نُعْطِ مَنْ أَعْرَضَ هُنَا عَنْ ذِكْرِنَا

بس تمہیں نے یہاں ہمارے ذکر سے غرض کیا ہم اس کو کھینکے

وُزِدْ چوں مال کسماں رامی ابرود

چو جب لوگوں کا مال لے جاتا ہے

اوہمی گوید عجب ایں قبض چیست

وہ کہتا ہے تعجب ہے یہ قبض کیسا ہے

چوں بدس قبض التفاتے کم گند

جب وہ اس قبض کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے

قبض دل قبض عواں شد لا جرم

۱۱ عاں دل کا قبض سپاہی کی گرفت ہو گیا

قبضہا زنداں شد ست و چار میخ

قبض جیل خانہ اور چار میخ بن گیا ہے

نیخ پنہاں بود ہم شد آشکار

جڑ چھپی ہوئی تھی نمایاں ہو گئی

تاز نقصاں وار وی سوئے کماں

تاکہ تو نقصان سے کمال کی طرف روانہ ہو

بر تو قبضے آید از رنج و تپش

رنج اور غصہ سے تجھ پر قبض طاری ہو جاتا ہے

پہچ تھویلے ازاں عہد کہن

پرانے عہد میں کوئی تبدیلی

ایں کہ لگیر ست. یا گیرے شود

جو آج لگیر ہے وہ پاگیر بن جائے

تاگیری ایں اشارت راہ لاش

خبر دہا اس اشارتے کو معدوم نہ سمجھنا

قبضہا بعد از اجل زنجیر شد

موت کے بعد فقہا ضعیف۔ کیفیتیں زنجیر ہو جاتی ہے

عِيشَةُ ضَنْكَا وَ نَحْشُرُ بِالْعَمَى

تجک زندگی اور قیامت میں اندھا اٹھائیں گے

قبض و لتنگی دیش رامی خلد

قبض اور لتنگی اس کے دل میں کھکتی ہے

قبض آں مظلوم کز شررت گریست

قبض اس مظلوم کی دعا کا اثر ہے جو تیرے شر سے گزرا ہے

باد اصرار آتشش را دم گند

اصرار کی ہوا اس کی آگ کو بجڑکاتی ہے

گشت محسوس آں معانی زد علم

وہ محسوس بن گیا، معنی نے نشان قائم کر دیا

قبض نیخ ست و برآرد شاخ نیخ

قبض جڑ ہے اور جڑ شاخ اتار دیتی ہے

قبض و بسط خویش را نیخ شمار

اپنے قبض اور بسط کو جڑ سمجھ

۱ چوں بظا۔ جب انسان کوئی غلطی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو توبہ فرما کر برائی سے نکال کر بھلائی کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے۔ وردے اگر انسان کی کوئی مقررہ عبادت فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان میں ایک انقباضی کیفیت پیدا فرمادیتا ہے اور یہ تنبیہ ہوتی ہے کہ انسان اپنا معمول نہ چھوڑے۔

۲ پیش ازالا۔ ترک عبادت پر انقباضی کیفیت آخرت میں زنجیر بن جائے گی۔ رنج معقول یعنی انقباضی کیفیت جو ایک ذہنی چیز ہے آخرت میں یہی کیفیت بشکل زنجیر ہو جائے گی نعط۔ یعنی ترک عبادت پر انقباضی کیفیت جو ذہنی وعدہ آخرت میں نامہ حاکم اختیار کر لے گی۔

۳ ذرد گناہ پر ایک لتنگی پیدا ہوتی ہے اور وہ اس معصیت کا اثر ہوتا ہے۔ چوں جب انسان اس گناہ پر اصرار کرتا ہے تو نتیجہ میں وہی دل تنگی ظاہری گرفت بن جاتی ہے قبضہا۔ گناہوں پر یہی انقباضی کیفیت آخرت میں قید خانہ اور سزا کی صورت اختیار کر لے گی۔ نیخ پنہاں۔ یعنی گناہ پر انقباضی کیفیت اور نیکی پر انشراح کیفیت۔

چونکہ شیخ بدو دزدوش بکن

جب جڑ بڑی ہو اس کو جلد اکھاڑ دے

قبض دیدی چارہ آں قبض گن

تو نے قبض دیکھ لیا اس قبض کی تدبیر کر

بسط دیدی بسط خود را آب وہ

تو نے بسط دیکھا اپنے بسط کو سیراب کر

باز گرد و قصہ اہل سبا

پلٹ لو سبا والوں کا قصہ

تانہ روید زشت خارے در حمن

تاکہ کوئی برا کاٹنا چمن میں نہ آگے

زانکہ سہرہا جملہ می روید زبن

کیونکہ شیخ سب جڑ سے آتی ہیں

چوں بر آید میوہ با اصحاب وہ

جب پھل آ جائے تو ساتھیوں کو دے

باز گو تا باز گویم مرجبا

پھر کہہ تاکہ میں مرجبا پھر کہوں

باقی	قصہ	اہل	سبا
اہل	سبا	باقی	قصہ

آں سبا اہل صبا بود ند خام

وہ اہل سبا من جملہ بچوں کے بے عقل تھے

باشد آں کفران نعمت در مثال

مثلاً کفران نعمت یہ ہوتا ہے

کہ نمی باید مرا اس نیکوئی

کہ مجھے یہ بھلائی نہیں چاہئے

لطف گن اس نیکوئی را دور گن

مہربانی کر یہ بھلائی مجھ سے دور کر دے

پس سبا گفتند بآعدہ بینا

تو اہل سبا نے کہا ہمیں دور دور کر دے

مانمی خواہیم اس ایوان و باغ

ہم یہ قلعے اور باغ نہیں چاہتے ہیں

شہرہا نزدیک ہمدیگر بدست

ایک دوسرے سے قریب شہر برے ہیں

سر یطلب الإنسان فی الصيف الشتاء

انسان گرمیوں میں جاڑا طلب کرتا ہے

کارِ شاں کفران نعمت با کرام

ان کا کام بزرگوں کی نعمت سے انکار تھا

کہ گنی با محسن خود تو جدال

کہ تو اپنے محسن سے جھگڑنے لگے

من برنجم زیں چہ رنجہ میثوی

تو کیا رنجیدہ ہوتا ہے میں اس تیری بھلائی سے خود رنجیدہ ہوں

من نخوا ہم چشم زودم کور گن

میں آنکھیں نہیں چاہتا ہوں مجھے جلد اندھا کر دے

شیننا خیر لنا خذ زیننا

ہمارے خیر کے لئے اچھا ہے ہماری زینت لے لے

نے زمان خوب نے اس و فراغ

نہ اچھا وقت نہ اس نہ فارغ البالی

آں بیابان ست خوش کا نجا دوست

وہ جنگل اچھا ہے جہاں ہندے ہوں

فإذا جاء الشتاء انگر فا

جب جاڑا آتا ہے اس کو برا سمجھتا ہے

۱۔ قبض دیدی۔ گناہ پر انتہائی

کیفیت طہری ہو تو اس کا علاج کر

کے لڑو کر لیتا چاہئے بسط دیدی۔

تسکی بر انشراجی کئی پیدا ہو تو اس میں

اضافہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ چوں

بر آید انشراجی کیفیت میں پھل پیدا

ہوں تو احباب کو اس سے قبض

پہنچائے۔ زقل صل یعنی وہ بچوں

کی طرح ناقص عقل کے تھے۔

کفران۔ کسی کی نعمت کا کفران یہ بھی

ہے کہ گن کے ساتھ دشمنی کی جائے۔

۲۔ کئی باید مال سہانے کفران

کی یہ صورت اختیار کی کہ ان نعمتوں کو

نعمت نہ سمجھا اور اللہ سے اس کے

خلاف تمنا شروع کر دی اور جھگڑا کیا۔

پس سبا۔ اہل سبا پر یہ کرم تھا کہ ان کی

آبادیاں قریب قریب تھیں تاکہ سفر کی

مشقت سے بچیں چاروں طرف

سر سبز باغات تھے تاکہ ان سے فائدہ

اٹھا میں لیکن انہوں نے ان دلوں

چیزوں کو نعمت نہ سمجھا اور اس کے

خلاف تمنا میں شروع کر دیں۔

۳۔ یطلب۔ انسانی نفس کو یہ

خاصیت ہے کہ وہ ایک حالت پر

راستی نہیں رہتا ہے جاڑوں میں

گرمیوں کی اور گرمیوں میں جاڑے

کی تمنا شروع کر دیتا ہے

لَا بَضِيقَ لَا بَعِيشَ رَعْدًا

نہ بھی میں نہ وسیع ہمیش میں

كَلَّمَا نَالَ الْهُدَىٰ اَنْكَرَهُ

جب ہدایت پالیتا ہے اس کا انکار کرتا ہے

اقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ كَفْتِ اَنْ سَنِي

تم اپنے نفسوں کو قتل کرو اس بزرگ نے فرمایا

در خلد واز زخم او تو کے جہی

وہ چبے گا اس کے زخم سے تو کب بچے گا

دَسْتِ اَنْدَرِ يَارِ نِيكُو كَارِ زَن

نیکو کار دست کو پکڑ لے

كَمْ بِهٖ پِيشِ مَاوَبَا بِهٖ اَزْ صَبَا

کہ بہ پیش ماوہا بہ از صبا

کہ ہمارے لئے وہا صبا سے بہتر ہے

اَزْ فُسُوقِ وَاكْفَرِ مَلْعِ مِي شَدَنْد

بد معاش اور کفر سے انہوں نے روکا

تُخَمِّمُ فِسْقِ وَاكْفَرِي مِي كَاشْتَنْد

بد معاشی اور کفر کا بیج بوتا تھے

اَزْ قِصَا حَلْوَا شُوْدِ رَنْجِ وِہَاں

قضا سے حلوا منہ کی کلفت بن جاتا ہے

تُحَجَّبُ الْاَبْصَرُ اِذَا جَاءَ الْقِصَا

اور آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں جب قضا آتی ہے

تَمَانِهٖ بَيْنِدِ چِشْمِ كَحْلِ چِشْمِ رَا

تاکہ آنکھ کے سر نہ دیکھے

اَلْ غَبَدَاتِ زَا سْتَعَانَتِ دُوْرِ كَرُو

اور اس غبن نے تجھے مدد حاصل کرنے سے دور کر دیا

وَرِنِ بَرْتُو كُو بَدَاں مَكْرِ سَوَار

ورن سرد کا ہواں تجھے کچل دے گا

فَهُوَ لَا يَرْضَىٰ بِحَالِ اَبْدًا

وہ کسی حال میں کبھی راضی نہیں ہوتا ہے

قَبِلَ الْاِنْسَانَ مَا اَكْفَرَهُ

انسان غارت ہو کس قدر ظلم کرتا ہے

نَفْسِ اَزِ اِنْسَانِ سَتِ زَاں شَدِ كَشْتَنْي

نفس ایسا ہی ہے اس وجہ سے وہ گردن زدنی ہے

خَارِسَهٗ پِهَلُو سَتِ ہر سُو كَشِ نُهِي

یہ گو کھر دے اس کو جس جانب سے بھی رکھے گا

اَتَشِ ۲ تَرْكِ ہُوَا دَرِ خَارِ زَن

خواہش کو ترک کرنے کی آگ کانٹے میں لگا دے

چَوَلِ زَحْدِ بُرُوندِ اصْحَابِ سَبَا

جب سبھا والے حد سے تجاوز کر گئے

نَاصِحَاں شَاں دَرِ نَصِيحَتِ اَمَلِنِد

نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی

قَصِدِ ۳ خَوْنِ نَاصِحَاں مِي دَا شْتَنْد

تو نصیحت کرنے والوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے

چَوَلِ قِضَا آيِدِ شُوْدِ تَنگِ اَسْتَنْجَاں

جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہو جاتی ہے

گَفْتِ اِذَا جَاءَ الْقِصَا صَاقِ الْقِصَا

فرمایا جب قضا آتی ہے قضا تنگ ہو جاتی ہے

چِشْمِ بَسْتِي مِي شُوْدِ وَقْتِ قِضَا

قضا کے وقت آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

مَكْرَاں فَارِسِ چُو اَنْگِلِزِيْدِ كَرُو

اس شہسوار اللہ کی تدبیر نے جب گرد ازلی

سُوئے فَارِسِ رُوْرِ وَا سُوئے غُبَارِ

شہسوار کی طرف جا غبار کی جانب نہ جا

۱۔ نفس۔ اسی لئے نفس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ آں سنی۔ یعنی حضرت موسیٰ خارسہ پہلو۔ نفس کی مثال گو کھر دکی سی ہے جو کسی کرودت میں نہیں لیندیتا۔

۲۔ آتش۔ نفس کے خار کو پھونکنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواہش کو ترک کر کے وہا۔ یعنی اہل سبہا نے یہاں تک زیادتی کی کہ وہ وہا کو تیس سحری سے اچھا کہنے لگے۔ از فسوق۔ صحت کرنے والوں نے کفر اور فسق کرنے والوں نے کفر اور فسق سے بچنا چاہا۔

۳۔ قصد۔ اہل سبہا، نصیحت کرنے والوں کی جان کے مچے سے اور کفر و فسق سے باز آئے۔ ہاں قضا۔ قضا خداوندی کے سامنے سان مجبور ہو جاتا ہے چشم سرورہ و آنکھ کے لئے مفید ہے اس کو بھی آنکھ نہیں دیکھتی ہے۔ مکر۔ تدبیر۔ از۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے سوئے فارس۔ از وقت اللہ سے مدد مانگی جائے۔

گفت حق آنرا کس ایں گرش بخورد
جس کو اس بھیزے نے کمالیاں کو خدانے فرمایا
اؤمید انت گردِ گرگ را
وہ بھیزے کے غلبہ کو نہ پہچان سکا
گوسفندان بوئے گرگ پاگزند
گوسفندان کی بھیزے کی بو
مغز حیوانت بوئے شیر را
حیوانات کا دماغ شیر کی بو کو
بوئے شیر خشم دیدی بازگرد
اللہ کے غضب کے شیر کی بوتونے سگھ لی واپس ہو جا
وانکشند آں گروہ از گردِ گرگ
وہ لوگ بھیزے کی گرد کی وجہ سے نہ لوٹے
بر وریداں گوسفندان را بخشم
اس نے غصہ سے ان بکریوں کو پھاڑ ڈالا
چند چوپاں شاں بخواندونا مند
گذریے نے ان کو بہت بلایا وہ نہ آئے
کہ بروما از تو خود چوپاں تریم
کہ جا ہم تجھ سے زیادہ اپنے رکھالے ہیں
طعمہ گرگیم و آن یار نے
ہمیں بھیزے کا ترہیزہ منظرہ جدت کی ملک ہونا نہیں
حمیت بد جاہلیت در دماغ
حمیت دماغ میں ایک جاہلیت تھی
۳ بہر مظلوماں ہی گندند چاہ
انہوں نے مظلوموں کے لئے کتوں کو کھیا
پوستین یوسفان بشکا فند
انہوں نے یوسفوں کی پوستیں پھاڑیں

وید گردِ گرگ چوں زاری نکرد
جب اس نے بھیزے کی گرد دیکھی فریاد کیوں نہ کی
باچنیں دانش چرا کرد او چرا
اس قدر عقل کے ہوتے ہوئے وہ کیوں چرتا رہا
می بد اندو بہر سوئی خوند
پہچان لیتی ہیں اور ہر جانب گھس جاتی ہیں
می بداند ترک می گیرد چرا
جاننا ہے چراگاہ چھوڑ دیتا ہے
با مناجات وحد را نیاز گرد
دعا اور بچاؤ کا ساتھی بن جا
گرگ محنت بعد گرد آمد شرک
گرد کے بعد محنت کا مونا بھیزا آ گیا
کہ ز چوپان خرد بستند چشم
جنہوں نے عقل کے گذریے سے گھس بند کر لی تھیں
خاک غم در چشم چوپاں میزوند
گذریے کی آنکھ میں غم کی جھول جھونک دی
چوں تیج گردیم ہر یک سروریم
ہم تالاع کیسے بن جائیں ہم میں سے ہر ایک سردار ہے
ہیزم ناریم و آن عارنے
ہم آگ کے ایندھن ہیں ذلت کے مملوک نہیں ہیں
بانگ شومی بردمن شاں گرد زانغ
ان کی کڑی پرکوس نے بدعتی کی آواز لگائی
درچہ افتاد ندومی گفتند آہ
وہ کنوئیں میں گرے اور ہیں بھریں
آنچہ می کردند یک یا فند
انہوں نے جو کچھ ایک ایک کا جلا لیا

۱ گفت۔ زاری کرنے سے
انسان قضا سے بچ جاتا ہے۔ لومید
انت۔ بکری چرنے میں مشغول
رہتی ہے اور بھیزے کی گرد کو نہیں
دیکھتی۔ گوسفند بکری اور حیوانات انہی
جہاں کے اسباب دیکھ کر بچنے کی
کوشش کرتے ہیں۔ بوئے۔ جب
خدا کے غضب کے آثار پیدا ہو
جائیں تو دعا میں کرنی چاہئیں۔
بخشم۔ غضب کے آثار کو دیکھ کر
بھی جو ہوش میں نہ آتا وہ مصائب اور
مصائب میں گرفتار ہوگا۔

۲ چند چوپاں۔ نصیحت کرنے
والوں نے ان کو نیکی کی دعوت دی
لیکن انہوں نے نہ مانا اور ان کو تکلیف
کیا۔ کہ برو نصیحت کرنے والوں سے
کہا ہم خود اپنی بھلائی کو سمجھتے ہیں
تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں ہے
ہم خود سردار ہیں کسی کے تابع نہیں بن
سکتے۔ طعمہ گرگیم ہمیں ہلاک ہونا
منظور ہے تمہاری دعوت کی ہمیں
ضرورت نہیں ہے۔ ہیزم۔ ہلاک
ہونا منظور ہے۔ لیکن تمہاری اطاعت نہ
کریں گے نصیحت۔ ان کے دماغ میں
جاہلیت تھی ہونے اور ان پر اوبول رہا
تھا۔

۳ بہر مظلوماں وہ مظلوموں پر ظلم
کرتے تھے خود اس ظلم میں محض غم
پوستین۔ نصیحت کرنے والوں کو
ذلیل کیا اور اس کی سزا انہوں نے
بھجی۔

کیست ایوسف آل دل حق جوئے تو

یوسف کون ہے؟ تیرا حق کا جویاں دل

جبریلے را برائتن بستہ

تو نے جبرائیل کو ستون سے باندھا ہے

پیش او گوسالہ بریاں آوری

تو اس کے سامنے بنا ہوا بچھڑا لانا ہے

کہ بخور انیست مارا لوت پوت

کہ کھالے یہ ہماری لذیذ غذا ہے

زیر شکنجہ و امتحان آل مبتلا

وہ مصیبت زدہ اس شکنجہ اور امتحان کی وجہ سے

کائے خدا افغان ازیں گرگ کہن

کہ اے خدا اس بوزھے بھینچے سے فریاد ہے

داد تو واخو اہم از ہر تیخبر

میں ہر جہل سے تیرا بلا لے لوں گا

۲ اوہمی گوید کہ صبرم شد فنا

وہ کہتا ہے کہ میرا صبر فنا ہو گیا

احمد در ماندہ در دست یہود

میں احمد ہوں جو یہود کے ہاتھ میں پھنسا ہوں

اے سعادت بخش جان انبیا

اے انبیاء کی جان کو سعادت بخشے والے

بافراقت ۲ کافراں را تاب نیست

تیرے فراق کی کافروں میں جی تاب نہیں ہے

کافراں گویند در وقت عذاب

عذاب کے وقت کافر کہیں گے

حال او انیست کو خود زان سوست

جو اس جانب کا ہے اس کا یہ حال ہے

چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو

جو قیدی کی طرح تیرے کوچہ میں بندھا ہوا ہے

پرو بالش را بصد جا خستہ

اس کے بال و پر کو تو نے سینکڑوں جگہ سے زخمی کر دیا ہے

گہ گشی اُورا بکہداں آوری

بھی اس کو کھینچتا ہے اور چرکے پاس لانا ہے

نیست اُورا جُوء لقاء اللہ قوت

حلائق انسان کی غذا سوائے اللہ کی ملاقات کے کچھ نہیں ہے

میکند از تو شکایت با خدا

خدا سے تیری شکایت کرتا ہے

گویدش نک وقت آمد صبر کن

وہ اس سے کہتا ہے اب وقت آ گیا ہے صبر کر

داد کہ دہد جُوء خدائے دادگر

سوائے مصنف خدا کے انصاف کون کرتا ہے

در فراقِ روئے تو یا زینا

اے نکالے رب تیرے چہرے کے فراق میں

صالحم افتادہ در حبسِ شموو

میں صالح ہوں جو شموو کی قید میں پڑا ہوں

یا بلش یا باز خونم یا بیا

یا مد آں یا مجھے واہیں بلا لے یا تو آ جا

کایں فراق اندر خور اصحاب نیست

یہ فراق دوستوں کےائق نہیں ہے

ہر یکے یا لیتنی کُنٹ تراب

ہر ایک کاٹش میں مٹی ۵۲

چوں بُو دے تو کسے کان تو ست

تیرے بغیر اس کا کیا حل ہو گا جو تیرا ہے

۱ کیست۔ اہل سہا کے لئے
یوسف خود اس کا وہ دل تھا جو طالب حق
تھا۔ چون اسیرے اس دل کا نہیں
نے نفسِ لہہ کا قیدی بنا دیا تھا۔
جبریلے۔ یعنی روح کو جسم کے ستون
سے باندھا دیا ہے اور اس کو زخمی کر دیا
ہے۔ پیش او۔ اس روح کو مادی غذا
میں کھلانا چاہتا ہے۔ کہ بخور۔ روح
کی غذا مادی نہیں ہے اس کی غذا ذکر
اللہ اور لقاء اللہ ہے۔ زیر شکنجہ۔ روح
انسانی انسان کے ہن ظلم و ستم کی خدا
سے شکایت کرتی ہے۔ گرگ کہن۔ یعنی
انسان کا نفسِ لہہ۔ گویدش خدا اس
روح سے فرماتا ہے۔

۲ اوہمی گوید۔ خدا کے صبر
دلانے پر روح کہتی ہے کہ اب مجھے
جلد اپنے پاس بلا لے اہم۔ یعنی
روح کہتی ہے مجھے نفس کے ہاتھوں
مادی تکالیف برداشت کرنی پڑ رہی
ہیں جو آنحضرت ﷺ کو یہود کے
ہاتھوں اور حضرت صالح کو قومود کے
ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔
یا بلش۔ روح کہتی ہے اب فراق کی
برداشت نہیں ہے یا مجھے فنا کر دے یا
مجھے اپنے پاس بلا لے یا تو میرے
پاس آ جا۔

۳ بافراقت۔ خدا سے جدائی کی
مصیبت کا فراق بھی برداشت نہ کر سکیں
گے۔ چہ جائیکہ مومن برداشت کرے۔
یا لیتنی۔ یعنی فراق کو وقت کافر اپنے
فنا ہونے کی تمنا کریں گے۔ حل
او۔ یعنی فراق میں بیگانوں کا یہ حال
ہے تو انہوں کا کیا حال ہوگا۔

حق ہی گوید کہ ارنے اے نزه!
 اللہ فرماتا ہے کہ ہاں اے پاک نسل
 صبح نزدیک ست خاش دم مزن
 صبح قریب ہے چپ ہو جا سانس نہ لے
 صبح نزدیک ست خاش کم خروش
 صبح نزدیک ہے چپ ہو جا شو نہ کر
 کوشش من بہ کہ کوششہائے تو
 تیری کوششوں سے میری کوشش بہتر ہے
 ہیں تحمل کن برو خاموش شو
 ہاں برداشت کر جا چپ ہو جا
 شدز حد ہیں باز گرداے یار گرد
 بات حد سے گزر گئی اے بہادر یار واپس چل
 قصہ اہل سبایک گوشہ نہ
 سا والوں کا قصہ ایک طرف رکھ دے

لیک بشنو صبر اور صبر چہ
 لیکن بن صبر کہ صبر اچھا ہے
 کاندرا آمد وقت بیرون آمدن
 کہ باہر نکلنے کا وقت آ پہنچتا ہے
 من ہی کوشم پے تو تو مکوش
 میں تیرے لئے کوشاں ہوں تو کوشش نہ کر
 واروئے خم یہ از حلوائے تو
 تیرے حلوت سے میری کڑوی دوا بہتر ہے
 کمترک جذباں زباں روگوش شو
 زبان نہ چلا جا کان بن جا
 روستائی خولجہ را در خانہ برد
 دیہاتی خولجہ کو گھر لے گیا
 آل بگو کاں خولجہ چوں آمد بدہ
 وہ بتا کہ خولجہ کس طرح گاؤں میں آیا

قصہ قصہ رفتن خولجہ
 دیہاتی کی دعوت پر خولجہ کے

بد دعوت روستائی بدہ
 گاؤں جانے کے قصہ کا بقیہ

روستائی در تملق شیوہ کرد
 دیہاتی نے خوشامد کا ایسا طریقہ اختیار کیا
 از پیام اندر پیام او خیرہ شد
 وہ پیغام د پیغام سے حیران ہو گیا
 ہم ازینجا کوو کانش در پسند
 ساتھ ہی اوہ سے اس کے بچے خوشی میں
 ہچمو یوسف کش ز تقدیر عجب
 حضرت یوسف کی طرح جن کو عجب تقدیر کی وجہ سے
 آل انہ بازی بلکہ جانبازیست آل
 یہ کھیل نہیں ہے بلکہ جان پر کھیلنا ہے

تا کہ حزم خولجہ را کا لیوہ کرد
 کہ خولجہ کی ہوشیاری کو دیوانہ بنا دیا
 تا زلال حزم خولجہ تیرہ شد
 یہاں تک کہ خولجہ کی احتیاط کا صاف پانی گدلا ہو گیا
 نرتع ۲ و نلعب بشادی می زوند
 ہم کھائے گئے ہم کھلیں گے کا شادمانہ بجاتے تھے
 نرتع و نلعب بہ برداز ظن اب
 ہم کھائے گئے ہم کھلیں گے نے باپ کے سیدے محروم کر دیا
 حیلہ و مکر و دعا سازیست آل
 یہ حیلہ اور مکر اور دعا بازی ہے

۱ نزه منزہ بزرگوار۔ صبح نزدیک
 کست۔ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت
 جبرائیل نے حضرت لوط کی تسلی کے
 لئے کہا تھا اب صبح قریب ہے ان
 بدکاروں سے تیرا بدلہ لے لیا جائے گا
 تملق۔ خوشامد چاہلوسی۔ شیوہ۔
 طریقہ۔ عادت۔ کا لیوہ۔ احمق دیوانہ
 خیرہ۔ حیران۔

۲ نرتع و نلعب۔ ہم کھائے گئے
 اور کھلیں گے۔ یہ حضرت یوسف
 کے بھائیوں نے سازش کرتے وقت
 حضرت یعقوب سے کہا تھا۔ ظن
 اب۔ انہی جملوں نے حضرت
 یوسف کو حضرت یعقوب کے سیدے
 پوری سے محروم کر دیا تھا۔

۳ آل نہ بازی۔ یہ کھیل کی
 دعوت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف کی
 جان لینے کی بازی تھی حیلہ اور مکر اور دعا
 بازی تھی۔

مشنویں را کال زیاں دار وزیاں

اس کو نہیں کیونکہ برہادی ہے برہادی

بہر زر مکسل ز گنجود اے فقیر

اے فقیر! سونے کے لئے خزانچی سے تعلق نہ توڑ

گفت اصحاب نبی را گرم و سرد

نبی کے ساتھیوں کو بنا بھلا کہا

جمعہ ۲ را کردند باطل بے درنگ

بلا توقف انہوں نے جمعہ کی نماز توڑ دی

زاں جلب صرفہ زما ایشاں برند

اس سودے کا فائدہ وہ تم سے زیادہ اٹھالیں

با دوسہ درویش ثابت پُر نیاز

ان دو تین غریبوں کے ساتھ جو عاجزی پر قائم رہے

چونتاں پیرید از ربانیے

تم کیوں ربانی رسول سے گئے

ثُمَّ خَلَيْتُمْ نَبِيًّا قَائِمًا

پھر تم نے نبی کو کھڑا چھوڑ دیا

واں رسول حق را بگذاشتید

لوہ اس خدا کے رسول کو چھوڑ دیا

ہیں کہ ابگذاشتی چشمے بہاں

خدا کی کو چھوڑا ہے آنکھ مل

کہ منم رزاق خیر الرزاقین

کہ منم رزاق دینے والوں میں سب سے بہتر ہوں

کے تو گکہات را ضالع گند

وہ تیرے توکلوں کو کب ضالع کرے گا

کہ فرستادست گندم ز آسماں

جس نے گیبوں آسماں سے بھیجا ہے

ہر چہ از یارت جدا انداز دآں

جو مجھے دوست سے دور پھینک دے

گر بوداں سود صد در صد مکیر

اگر وہ ہزاروں کا فائدہ ہو تب بھی نہ لے

اسی شنو کہ چند یزداں زجر کرد

یہ سنو کہ اللہ نے کس قدر ملامت کی

زانکہ بر بانگِ دُہل در سال تنگ

کیونکہ تنگی کے ایک سال میں نقدے کی آواز پر

تانباید دیگران ارزاں خرنند

تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے سستا خرید لیں

ماند پیغمبر بخلوت در نماز

پیغمبر نماز میں اکیلے رہ گئے

کوفت طبل لہو بازار گلئیے

ایک تاجر نے تفریح کا نقدہ بیٹا

قَدْ فَضَضْتُمْ نَحْوَ قَمَحِ هَائِمًا

تم لوٹ پڑے گیبوں کی جانب دیوانہ وار

بہر گندم تخم باطل کا شتید

گیبوں کے لئے تم نے باطل کا بیج بویا

صحبت اُوخیر من لبوست • ماں

اس کی صحبت مان لہ کھلا کہ ہے بہت سے

خود نشد حرص شمارا اس یقین

تمہاری حرص کو یہ یقین نہ آیا

آنکہ گندم راز خود روزی دہد

جو گیبوں کو بھی خود روزی دیا ہے

از پے گندم جدا گشتی ازماں

تو گیبوں کے لئے اس سے جدا ہو گیا

۱ ہر چہ جو بات بھی دوست کی
جدلی کا سبب بنے اس کو نہ سنا
چاہئے۔ گریو۔ معمول فائدے کے
لئے بڑا نقصان نہ ٹھہرا کرنا چاہئے۔
اس شنو سورہ جمعہ میں اس قصہ کی
طرف اشارہ ہے ایک بار مدینہ میں
گیبوں کا آٹا فروخت کرنے والا قافلہ
آیا اس وقت آنحضرت نماز جمعہ پڑھا
رہے تھے صحابہ آٹا خریدنے کے
شوق میں آنحضرت کو نماز پڑھاتے چھوڑ
کر چلے گئے۔ اس پر صحابہ
مور و کتاب بنے انہوں نے حضور سے
فائدے کی خاطر بڑا نقصان کیا اور
آنحضرت کو ساتھ چھوڑ دیا۔ بعض علماء
کا خیال ہے کہ یہ دوران نماز کا قصہ
نہیں ہے بلکہ خطبہ کے دوران پر قصہ
ہوا تھا۔

۲ جمعہ یعنی نماز جمعہ بہتر یہی
ہے کہ اس سے خطبہ جمعہ مولا لیا
جائے۔ جلب۔ تجارت کامل جو کسی
دوسرے شہر میں لے جایا جائے۔
دوس۔ دس بارہ صحابہ سے زیادہ موجود
رہے تھے۔ ربانی۔ یعنی آنحضرت ﷺ
بہر گندم۔ قافلہ کے طبل پر گیبوں کا آٹا
خریدنے چلے گئے تھے چشمے
بہاں۔ آنکھ مل کر غور سے دیکھو۔ خود
نشد اپنے رزق کے لئے خود روز
پڑے حالانکہ رزق میں ہوں۔

۳ آنکہ۔ خدا تو وہ ہے جو رزق کو
بھی رزق دیتا ہے۔ ازماں۔ نبی سے
جدا ہونا خدا سے جدا ہونا تھا۔

۲ کمتر از بطن نیستی آخر در آب گو دہد مر باز داعی را جواب
آخر تو پانی کی بطن سے کم نہیں ہے جو دعوت دینے والے باز کو جواب دیتی ہے

دعوت کر دن باز بظاں را از آب بصرہ و جواب بظاں
باز کا بظوں کو پانی سے جنگل کی دعوت دینا اور بظوں کا جواب

باز گوید بظ را کز آب خیز تابہ بنی و شتہارا قدریز
باز بطن سے کہتا ہے کہ پانی سے نکل تاکہ تو جنگلوں کو شکر بکھیرنے والا دیکھے

بظ عاقل گویدش کائے باز دور آب مارا حصن امن ست و سرور
بظ عقلمند بطن اس سے کہتی ہے کہ اے باز جا پانی ہمارے لئے امن اور خوشی کا قلعہ ہے

دیو چوں باز آذائے بظاں شتاب ہیں بہ بیروں کم روید از حصن آب
اے بطن وہ شیطان کی مثال باز کی سی ہے جلدی کرو خبردار! پانی کے قلعہ سے باہر نہ اٹکنا

۲ باز را گوید رو رو باز گرد از سر مادست دار سے پائرد
باز سے کہہ " جا جا واپ ہو جا اب مدگار! تارے سر سے دست بردار ہو جا

ماری از دعوت دعوت ترا مانہ نوشیم ایندم تو کافرا
ہم تیری دعوت سے مری ہیں تیری دعوت تجھے مہلک ہو اے کافر ہم تیرا یہ مکر نہ قبول کریں گے

حسن مارا قندو قندستاں ترا مانخواہیم ہدیہ ات بستان ترا
قلم ہم کو اور قندو قندستان تجھے مہلک ہو ہم تیرے ہدیہ کے خواہشمند نہیں ہیں باغ تجھے مہلک ہو

چونکہ جاں باشد نیاید قوت کم چونکہ لشکر ہست کم ناید علم
جب جان ہے روزی کی کمی نہ ہو گی جبکہ لشکر ہے مجھذے کم نہ ہوں گے

رجوع حکایت خوبہ و رستائی

خوبہ و رستائی کے قصے کی طرف واپسی

خوبہ حازم بے عذر آورید بس بہانہ کرد پا و پو ۳ مرید
پنتہ کار خوبہ نے بہت عذر کئے سرکش شیطان سے بہت بہانہ کئے

گفت این دم کارہا دارم مہم گر بہایم آں نگر دو منتظم
کہا اس وقت میں بہت ضروری کام رکھتا ہوں اگر میں چلا جاؤں گا ان کا انتظام نہ ہو سکے گا

شاہ کار ناز کم فرمودہ است ز انتظارم شاہ شب نغٹوہ است
بادشاہ نے مجھے ایک نازک کام کا حکم فرمایا ہے میرے انتظار میں وہ رات بھر نہیں سویا ہے

۱۔ کمتر از بظاں۔ بظوں نے باز کی دعوت پر بڑے فائدے کو نہ چھوڑا انسان تھوڑے فائدے کے لئے بڑا نقصان کر بیٹھتا ہے۔ باز۔ باز فطرتی کا ہر بندہ ہے اور بظ نہیں آتی ہیں باز بظوں کو جنگل کی دعوت دی۔ اشتباہ۔ جنگلوں میں عمدہ خوراک ہے دیو۔ شیطان انسان کے لئے ایسا ہے جیسا کہ باز بظوں کے لئے تھا۔

۲۔ باز را۔ جب شیطان لالچ دلائے اس کو دھوکا دے۔ ایندم تو۔ یہ تیرا دھوکا ہے ہم اس میں نہ چھنسیں گے۔ چونکہ روزی کے بارے میں انسان کو توکل سے کام لینا چاہیے۔ علم۔ جھنڈا حازم۔ پنتہ کار۔ ہوشیار۔ ۳۔ دیو مرید۔ سرکش۔ شیطان۔ یعنی دیہالی۔ کار نازک۔ نازک کام۔

من نیارم ترک ہر شاہ کرد
 میں بادشاہ کے حاکم کو نہیں چھوڑ سکتا
 ہر صبح و ہر مسافر ہنگِ خاص
 ہر صبح اور ہر شام ایک خاص سپاہی
 تو روا داری کہ آیم سوئے وہ
 تو مناسب سمجھتا ہے کہ میں گاؤں کی طرف آجاؤں
 بعد ازاں درمانِ حشمش چوں گنم
 اس کے بعد اس کے فضلہ کا کیا علاج کروں؟
 زیں نمط اوصد بہانہ باز گفت
 اس طرح کے اس نے سینکڑوں بہانے بنائے
 گر شود ذرات عالم حیلہ پیچ
 اگر تمام دنیا کے ذرے حیلہ گیری کریں
 چوں گریز دایں زمیں از آسماں
 یہ زمین آسمان سے کیسے گریز کرے
 ہر چہ آید از آسماں سوئے زمیں
 جو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہے
 آتش ۲ از خورشیدی بارو برو
 سورج سے اس پر آگ برتی ہے
 درہمی طوفان کند باران برو
 وہ اگر اس پر بارش کا طوفان برساتے
 اوشدہ تسلیم او ایوب وار
 وہ حضرت یوسفؑ کی طرح اپنے آپ کو اس کے بند بننے سے
 اے کہ جز وایں زمینی سر مکش
 اے وہ کہ تو اس زمین کا جزو ہے سرکشی نہ کر
 چوں خلقنا گم شنیدی من ثراب
 جبکہ تو نے ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے من ثراب ہے
 من نتانم شد برشہ روئے از رو
 میں بادشاہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا
 میر سدا ز من ہمی جوید مناص
 آتا ہے اور مجھ سے خلاصی چاہتا ہے
 تادر ابرو افگند سلطان گرہ
 یہاں تک کہ بادشاہ پیشانی پر گرہ ڈالے
 زندہ خود رازیں مگر مدفون گنم
 ہاں اس سے اپنے آپ کو زندہ دفن کروں
 حیلہا با حکم حق نفتاد بخت
 لیکن حیلہ حکمِ خداوندی کے مطابق نہ ہو سکے
 باقضائے آسماں پیچ ست پیچ
 آسمان کے فیصلہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں
 چوں کند او خویش را زوئے نہاں
 یہ اپنے آپ کو اس سے کیسے چھپائے
 نے مفرد ارو نہ چارہ نے کمیں
 اس سے نہ مفر ہے نہ کوئی تدبیر نہ چھپنے کی جگہ
 او بہ پیش آتشش بہنہادہ رو
 وہ اس کی آگ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں
 شہر ہارا میکند ویراں برو
 اس پر شہروں کو ویران کرے
 کہ اسیرم ہر چہ می خوانی بیار
 کہ میں قیدی ہوں تو جو چاہے کر
 چونکہ بنی حکم یزداں در مکش
 جب تو خدا کا حکم آتا ایسے دروازہ نہ بند کر
 خاک باشی بخت از تو رو متاب
 اس نے تجھ سے خاک بن جانا چاہا ہے رو کر بائی نہ کر

اے روئے۔ یعنی بادشاہ کا کام
 نہ کر سکوں گا تو شرمندگی ہو گی۔
 مناص۔ چھوڑنے کی جگہ۔ یعنی
 بادشاہ ناراض ہو جائے گا۔ مدفون۔
 یعنی بادشاہ ناراض ہو کر زندہ دگر کر
 دے گا۔ بخت۔ یعنی اس کے
 بہانے تقدیرِ خداوندی کا مقابلہ نہ کر
 سکے اور اس کو گاؤں جانا پڑا۔ گرشود۔
 قضا کے بالقابل۔ انسان مجبور سے
 آتش۔ زمین سورج کی پیش
 برداشت کرنے پر مجبور ہے اسی طرح
 انسان قضا کے مقابلہ میں لاچار ہے۔
 ایوب وار۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور
 ہے۔ اے کہ جزو۔ انسان مٹی سے بنا
 ہے۔

اے خلقنا گم۔ قرآن پاک میں
 سے انسانوں ہم نے تمہیں مٹی سے
 کی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں
 ہم لوٹائیں گے۔

بین کہ اند خاکِ سخنے کا شتم
 دیکھ لے میں نے منی میں تاج ہوا
 حملہ دیگر تو خاکی پیشہ گیر
 دوسری بار تو خاکی ہونا اختیار کر
 آب از بالا بہ پستی در رود
 پانی بلندی سے پستی میں جاتا ہے
 گندم ۲ از بالا بزیر خاک سُند
 گیہوں بلندی سے منی کے نیچے گیا
 وانہ ہر میوں چوں گرود و فیس
 ہر پھل کا دانہ جب گرتا ہے
 اصل نعمتہا ز گردوں تابخاک
 تمام نعمتوں کی اصل آسمان سے منی تک
 از تواضع چوں ز گردوں شد بزیر
 تواضع کی وجہ سے جب وہ آسمان سے نیچے آیا
 پس صفات آدمی شد آں جماد
 تو وہ بے جان آدمی کی صفات سے محو ہو گیا
 کز جہان ۳ زندہ اول آدمیم
 ہم پہلے زندہ جہان سے آئے
 جملہ اجزا اور تحرک در سکون
 تمام اجزاء حرکت اور سکون میں
 ذکر و تسبیحات اجزائے نہاں
 پوشیدہ اجزا کے ذکر اور تسبیح نے
 چوں قضا آہنگ نارنجات کرد
 جب قضا نے طلسم کرنے کا لہو کیا
 باہراں حزم خوب مات شد
 باہروں احتیاطوں سے باوجود خوب مات ہو گیا

گرد خاکی و منش افرا شتم
 وہ خاکی بنا اور میں نے اس کو بلند کیا
 تاکنم بر جملہ میرانت امیر
 تاکہ میں تجھے تمام سرداروں کا سردار بنا دوں
 آنگہ از پستی بہاں بر رود
 تب پستی سے بلندی پر جاتا ہے
 بعدازاں او خوشہ چالاک شد
 اس کے بعد وہ لہلہاتا خوشہ بنا
 بعدازاں سرہا برآرد از زمیں
 اس کے بعد زمین سے سر اٹھاتا ہے
 زیر آمد شد غذائے جان پاک
 نیچے آئی تو پاک جان کی غذا بنی
 گشت جزو آدمی حی دلیر
 تو وہ زندہ دلیر انسان کا جزو بن گیا
 بر فراز عرش پڑاں گشت شاد
 خوش ہو کر آسمان کی بلندی پر اڑ گیا
 باز از پستی سوے بالا شدیم
 پھر پستی سے بلندی کی طرف گئے
 نطقاں کہ اتالیہ راجعون
 کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں
 غلغلے افگند اندر آسماں
 آسمان میں غلغلہ ڈال دیا
 روستائی شہری رامت کرد
 دیہاتی نے شہری کو مات دے دی
 زان سفر در معرض آفات شد
 اس سفر سے آفتوں میں بچس گیا

۱ بین۔ خاک اری کے بعد
 سرخروئی حاصل ہوتی ہے حج مٹی میں
 مل کر نشوونما پاتا ہے حملہ دیگر۔
 انسانی خاکی پیکر اختیار کیا وہ بارہ وہ
 خاکی نے گا تو بڑے مراتب حاصل
 کر لے گا۔ بالا۔ پانی پھر بحباب بن
 کر بلندی کی طرف جاتا ہے یا کنوئیں
 سے لوہا نکالا جاتا ہے اور انسان کا جزو
 بنتا ہے۔

۲ گندم۔ گیہوں کا دانہ منی میں
 ملتا ہے پھر ہر اجزا خوشہ بن کر اٹھتا
 ہے۔ اصل نعمتہا۔ پانی آسمان سے
 برسا پھر زمین سے نکل کر انسان کا جزو
 بنا اور انسانی صفات اختیار کر کے عرش
 تک پہنچا۔

۳ جہان زندہ۔ یعنی عالم ارواح۔
 سوئے بالا۔ عالم ارواح۔ ذکر و
 تسبیحات۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی
 تسبیح کرتا ہے۔

اعتمادش اے برہنات خویش بود
اس کو اپنی ثابت قدمی پر بھروسہ تھا
چوں قصا بیروں گند از چرخ سر
قصا جب آسمان سے سر نکالتی ہے
ماہیاں اکتند از دریا بیروں
مچھلیاں دریا سے باہر نکل پڑتی ہیں
تیکری و دیو در شیشہ شود
یہاں تک کہ دیو اور پری بول میں بند ہو جاتے ہیں
جز کسے کاند رقصا اندر گریخت
سوائے اس کے جو قصا کی پنہ میں آ گیا
غیر آنکہ در گریزی در قضا
سوائے اس کے کہ تو قضا کی طرف بھاگے

اعتمادش۔ شہری گواہی عقل پر
گھمنہ تھا۔ در شیشہ۔ جن اور پری
بول میں بند کرنے کا ایک شاعر انور
عامیاندگیل سے جو کسے ایک موقع
پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ سخن نھو
من قدر الله الي قدر الله ہم اندکی
قضا سے اللہ ہی کی قضا کی طرف فرار
اختیار کرتے ہیں۔ تریخ۔ کسی شخص
کے طالع کے دو ستاروں کا اس طرح
جمع ہونا کہ ایک دوسرے کے اعتبار
سے جو تھے خانے میں ہوایہ صورت
اس شخص پر بخوش اثرات ذاتی ہے
۲۔ ضروان۔ یمن میں صنعا کے
قریب ایک گاؤں ہے اس کے
باشندے کا یہ قصہ قرآن میں مذکور
ہے حیلہ کردند۔ فقرا کو محرم کرنے کی
تدبیر سوچی۔ خفیہ آہستہ سرکشی اس
لئے کر رہے تھے کہ خدا ان کی سازش کو
نہن سکے
۳۔ گل۔ کبھل۔ کبھل کرنے
والے سے اپنا راز نہیں چھپا سکتی نہ
ہاتھ دل سے اپنا کام مخفی رکھ سکتا ہے

قصہ اصحاب ضروان ۳ و حیلہ کردن ایشان تابے زحمت

ضروان والوں کا قصہ اور ان کا تدبیر کرنا تاکہ فقیروں کی زحمت سے

فقیراں باغہار اقطاف کنند

بچ کر وہ باغوں کے پھل توڑ لیں

قصہ اصحاب ضروان خواندہ

تو نے ضروان والوں کا قصہ پڑھا ہے

حیلہ می کردند کثوم نیش چند

چند بچھوں جیسے ڈنک والے تدبیر کرتے تھے

شب ہمہ شب می سرگالید ندکر

تمام رات نکر لوہے سے سوچتے رہے

خفیہ می گفتند سرہاآں بدال

ان تالاقوں نے راز مخفی ظہور پر گئے

بدگل اند ایندہ اسرگالید گل ۳

کبھل نے کبھل کرنے والے کے خلاف سوچا؟

پس چرا در حیلہ جوئی ماندہ

پھر تو کیوں حیلہ جوئی میں لگا ہے؟

کہ برنداز روزی درویش چند

کہ چند فقیروں کی روزی مار لیں

رُوئے در رُو کردہ چندیں عمر و بکر

آمنے سامنے ہو کر بیت سے عمر و بکر

تانبا بید کہ خدا دریا بدآں

تاکہ خدا ان کو نہ جان لے

دست کارے می گند پنہار زول

ہاتھ دل سے چھپا کر کوئی کام کر رہے

۱. كَيْفَ لَا يَعْلَمُ هَوَاكُ مَنْ خَلَقَ

تیری خواہش کو کیسے نہ جانے گا جس نے پیدا کیا

كَيْفَ يَنْخُلُ عَنْ ظَفِينٍ ۲ رَغَدًا

خوشی عیش ہونے لگین سے وہ کیسے نادانف ہوگا

أَيْنَمَا قَدْ هَبَّ طَاوُ صَعْبًا

کہیں وہ نشیب میں اتری کہیں اونچائی پر چڑھی

گوشِ گنِ اکنوں حدیثِ خوبہ را

اب خوبہ کی بات سنا

گوشِ را اکنوں ز غفلتِ پاکِ گنِ

اب کان کو غفلت سے پاک کر لے

تا چہا دیدازِ بلا و از عینا

اس نے کس قدر بلا بپور مشقت دکھی

آں زکاتے داں کہ غمگین را وہی

اس کو ایک زکوٰۃ کبھی جو تو غمزدہ کو دے رہا ہے

بشنوی غمہائے رُہِ وِردانِ دلِ

دل کے پیادوں کا غم سن لے

خانہ پُر دُودِ دارِ دِ پُرفنے

صاحب ہنر کا گھر دل دھوئیں سے بھرا ہوا ہے

گوشِ تو اُورا چوراہِ دمِ شود

جب تیرا کان اس کے سانس لینے کا راستہ بن جائے

غمگساریِ گنِ تو باما اے رُوی

اے میرا ہاں غمگساری کر

ایں ترُو و حبسِ و زندانی بُود

یہ ترُو قید اور قیدی ہے

ایں بدیں سُوآں بدالِ سُو می کشد

یہ اس جانب وہ اس جانب کھینچتا ہے

۱. اِنِّ فِی نَجْوَاکَ صِلْقًا اَمَّ عَلَقُ

تیری خفیہ باتوں میں سچائی ہے یا جھوٹ

مَنْ یُعَیْنُ اَیْنَ مَشَوَاہُ عَلَا

جو دیکھ رہا ہے کہ گل کو اس کا ٹھکانا کہاں ہے

قَدْ تَوَلَّاهُ وَاَحْصٰی عَلَا

وہ اس کا گمراہ ہے اور اس نے شمار کر لیا ہے

کو سوائے وہ چوں شد و دید او جُورَا

کہ وہ شہر کی جانب کیسے گیا اور اس نے سزا بھگتی

استماعِ ہجر آں غمناکِ گنِ

اس غمناک کی ہجرت کا قصہ سن

درہِ وہ چوں شد از شہرِ او جُدا

گاؤں کے راستے میں جب وہ شہر سے جدا ہوا

گوشِ را چوں پیشِ دستاںش سِ نہی

جب تو کان اس کی داستان پر رہے

فاقہ جانِ شریفِ از آبِ و گلِ

آبِ گل میں چھننے سے شریف جان کا فاقہ ہے

مَرُورَا بکشازِ اصغَا روزنے

اس کی بات سننے کے لئے کان کے سوراخ کھول دے

دُودِ تلخِ از خانہِ او کمِ شود

گڑھا دھواں اس کے گھر میں سے کم ہو جائے

گر بُوئے رَبِّ اعلیٰ می رُوی

اگر تو رب اعلیٰ کی طرف جا رہا ہے

کو نہ بگذارد کہ جاں سُوئے رُودِ

نہ نہیں چھوڑتا کہ جان کسی طرف جائے

ہر یکے گوید منم راہِ رشدِ

ہر شخص کہتا ہے میں ہدایت کا راستہ ہوں

ہر شخص کہتا ہے میں ہدایت کا راستہ ہوں

۱. کیف۔ قرآن پاک میں ہے
اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللطیفُ
الخبیر۔ بیشک وہ اللہ جانتا ہے ان کو
جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ مہربان
اور باخبر ہے

۲. ظفین۔ ہونے لگین سولہ
سوی۔ ٹھکانہ۔ عینا۔ مشقت آن
زکاتے۔ کسی غمناک کی داستان سن
لینا اس پر بہت بڑا احسان ہوتا ہے
اس کے دل کا غم باکا ہو جاتا ہے

۳. دستاں۔ داستان۔ خانہ اس کا
دل غم کے دھوئیں سے بھرا ہوا ہوتا
ہے تیرا سنا گیا ایک سوراخ ہے
جس کے ذریعہ اس کے دل کا دھواں
خارج ہوتا ہے۔ روی۔ میرا۔ یعنی
جبکہ تیرا سلوک راجح پر ہے اور عروج
حاصل ہے تو ہمیں بھی معیت کا
شرف بخش دے

اے ٹنک اسٹکس کہ پائش مطلق ست
 وہ شخص قابل مہار کبلا ہے جس کا پیر آرزو ہے
 رہ نمیدانی بجوگا مش کجاست
 اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے جاں کا نشان قدم معلوم کر لے
 تارسی از گام آ ہوتا بناف
 تاکہ تو ہرن کے نشان قدم سے بناؤ تک پہنچ جائے
 اے برادر گر بر آذرمی رومی
 اے بھائی اگر تو آگ پر چل رہا ہے
 چوں شنیدی تو خطاب لا تخف
 جب تو نے "نہ ڈر" کا خطاب سن لیا ہے
 ناں فرستد چوں فرستادت طبق
 وہ روٹی بیچ دے گا جبکہ اس نے تجھے طباق دیا ہے
 غصہ اسٹکس را کش اینجا طوف نیست
 غم اس کے لئے ہے جس کو یہاں طوف کا موقع نہیں ہے

ایں ترڈو! عقبہ راہ حق ست
 یہ ترڈو! اللہ کے راستہ کی گھائی ہے
 بے ترڈومی رَوَد در راہ راست
 وہ سیدھے راستہ پر بغیر ترڈو جا رہا ہے
 گام آہو را بگیرور و معاف
 تو ہرن کے نشان قدم پکڑ لے اور عافیت سے چل دے
 زیں روش براوج انورمی رومی
 اس رفقا سے تو روشن بلندی پر جا رہا ہے
 نے زوریا ترس دے از موج و کف
 نہ دیا سے ڈر نہ موج سے نہ جھاگ سے
 لا تخف دل چونکہ خوفت دلا حق
 جبکہ تجھے اللہ نے خوف پائے اپنے آپ کا لا تخف کا صدق سمجھ
 خوف اسٹکس راست گورا خوف نیست
 ڈر اس کے لئے ہے جس کو ڈر نہیں ہے

۱۔ ترڈو۔ ترڈو کی کیفیت عروج
 کے لئے معطر ہے عقبہ گھائی
 جس سے عبور شوہر ہوتا ہے۔ پائش۔
 یعنی ترڈو کی کیفیت اس کو سلوک سے
 مانع نہیں ہے اس کا اتباع کر لے۔
 گام۔ ہرن کا ناندہ حاصل کرنا ہے تو اس
 کے نقش قدم پکڑ کر چلنے سے بالآخر
 اس کا ناندہ حاصل ہو جائے گا۔ آہر
 سے ہی ذات تک رسائی ہوگی۔
 برآزر۔ یعنی جہلادت کی سختی۔
 لا تخف۔ جبکہ اللہ کی جانب سے
 بشارت حاصل ہو گئی ہے تو راہ کی
 شہادت سے نہ ڈرنا چاہئے۔

۲۔ خوف۔ خوف کا طاری ہونا یہ
 علامت ہے کہ لا تخف کا مقام حاصل
 ہوگا جو خوف سے بالکل خالی ہے۔ یہ
 اس کی محرومی کی دلیل ہے۔ برے
 یعنی قسم قسم کے پھل۔ خود۔
 خوشخبری۔
 ۳۔ پزراگام خوش۔ دلکش بہرہ زار۔
 پار۔ یعنی دعوت دینے والا دیہاتی۔
 غرس۔ پودا۔

رواں شدن خولجہ سوئے دہ با عمیالاں

• خولجہ کا بچوں کے ساتھ گاؤں کو روانہ ہونا

مُریغ عزمش سوئے دہ اشتاب ساخت
 اس کے ارادہ کا پرندہ جلد گاؤں کی جانب روانہ ہوا
 رخت را برگاؤ عزم اندا ختند
 سلمان ارادے کے بتل پر لا دیا
 کہ برے خوردیم از دہ مودہ دہ
 کہ ہم نے گاؤں کے پھل کھائے ہیں خوشخبری سنا
 یار ما آنجا کریم و دلش ست
 اس جگہ ہملا دوست غنی اور دولت مند ہے
 بہر ما عرس گرم بنشانده است
 اس نے ہماری لئے سخاوت کا پودا لگایا ہے

خولجہ درکار آمد و تجھیز ساخت
 خولجہ کام میں آگا اور سلمان تیار کیا
 اہل و فرزنداں سفر را سا ختند
 تل اور لہلو نے سفر کی تیاری کر لی
 شاد مانان و شتاباں سوئے دہ
 خوشی خوشی جلدی سے گاؤں کی جانب
 مقصد مارا چراگاہ خوش ست
 ہمارے مقصد کے لئے عمدہ چراگاہ ہے
 باہراں آرزو ماں خواندہ است
 اس نے ہمیں ہزاروں تمناؤں سے بلایا ہے

۱۔ ماذخیرہ وہ زمستان دراز
ہم دس لپے جاڑوں کے لئے سلمان
بلکہ باغ ایثار راہ ماگند
بلکہ وہ باغ ہمارے لئے قربان کر دے گا
عَجَلُوا اصْحَابَنَا كَمَا تَفْرَحُوا
ہمارے ساتھیو! جلدی کرو تاکہ نفع اٹھاؤ
مِنْ رِيَّاحِ اللّٰهِ كُوْنُوْا رَابِعِيْنَ
اللہ کے نفع سے نفع اٹھانے والے بنو
اِفْرَحُوْا هُوْنَا بِمَا آتَاكُمْ
اس پر بلکہ سے خوش ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے
شاد از وے شو مشواز غیر وے
اس سے خوش ہو اس کے غیر سے نہ ہو
ہر چہ غیر اوست استدرج تست
جو کچھ اس کے علاوہ ہے وہ تیرا استدرج ہے
شاد از غم شو کہ غم دام لقا ست
غم سے خوش ہوا کیونکہ وہ لقا (خداوندی) کا ذریعہ ہے
غم یکے گنج ست ورنج تو چوکاں
غم ایک خزانہ ہے اور تیرا رنج کان ہیں
کو دکاں ۳ چوں نام بازی بشنوند
بچے جب کھیل کا نام سنتے ہیں
اے خراماں گور ایں سو دامہاست
اے ٹہلنے والے گھر! اس طرح جاں ہیں
تیرہا پنہاں نشد لیکن کماں
تیرا پوشیدہ نہیں ہیں لیکن کمان
تیرہا پڑاں کماں پنہان و غیب
تیرا چل رہے ہیں کمان چھپی ہوئی اور غائب ہے

از بر او سوئے شہر آریم باز
اس کے پاس سے شہر لے آئیں گے
درمیان جان خود ماں جاگند
اپنی جان میں ہماری جگہ بنائے گا
عقل می گفت از دروں لا تفرحوا
اند سے عقل کہتی تھی 'خوش نہ ہو
اِنَّ رَبِّيْ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ
بیشک میرا خدا خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے
كُلُّ آتٍ مُّسْعِلٌ لِّلْهٰكُم
ہر آنے والی خبر مشغول کرنے والی ہے جس نے تمہیں غافل بنایا
گو بہارست و دگرہا ماہ وے
کیونکہ وہ موسم بہار ہے 'دوسرے ماگھ کا مہینہ
گر چہ تخت و ملک تست و تاج تست
خولو وہ تیرا تخت اور سلطنت ہو اور تیرا تاج ہو
اندریں رہ سوئے پستی ارتقا ست
اس راستہ میں پستی کی جانب (جانا) بلند ہوتا ہے
لیک کے درگیرد ایں در کو دکاں
سب گھر کے ہم رفتار ہوتے ہیں
جملہ باخر گور ہم تک می دوند
سب گھر کے ہم رفتار ہوتے ہیں
درمیں ایں سوئے خوں آشا مہاست
اس جانب کھات میں خون پینے والی (بلائیں) ہیں
گشت پنہاں از دو چشم مرد ماں
انسانوں کو 'دو آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے
بر جوانے میر سد صد تیر شیوب
ایک جوان پر بڑھاپے کے سوتیر پہنچتے ہیں

۱۔ ماذخیرہ۔ یعنی اس گاؤں سے
جاڑوں کے لئے بہت سے تحفے
لے کر نویں گے۔ عقل۔ چونکہ گاؤں
پہنچ کر محرومی اور مایوسی ہوگی۔ افرحوا۔
یعنی دنیا کی لذتیں زیادہ خوشی کا سبب
نہ ہوتی چاہئیں۔

۲۔ ورنہ۔ ورنہ وہی خوشیاں فانی
ہیں۔ استدرج۔ ڈھیل یعنی دنیاوی
مردوبت آزمائش کے لئے ہوتی
ہیں۔ غم۔ آخرت کی فکر خزانہ ہے بہا
ہے۔

۳۔ کو دکاں۔ جن کی عقل پختہ
نہیں ہے وہ دنیاوی لذتوں کی طرف
دوڑ پڑتے ہیں۔ ایں سو۔ یعنی دنیاوی
لذتیں۔ تیرہا۔ یعنی دنیا کے قصے
شیوب۔ یعنی بڑھاپے کے مصائب۔

زانکہ در صحرائے اگل نبود گشاد
 اس لئے کہ مٹی کے جنگل جسم میں وسعت نہیں ہے
 حصن محکم موضع امن و امان
 مضبوط قلعہ ہے امن و امان کی جگہ ہے
 چشمہا و گلستاں در گلستاں
 چشمے ہیں اور باغ اور باغ ہیں
 فِيهِ اشجارٌ وَعَيْنٌ جَارِيَةٌ
 اس میں درخت اور جاری چشمہ ہے
 عقل را بے نور و بے رونق گند
 عقل کو بے نور اور بے رونق بنا دیتا ہے
 این نمیداند کہ روزی وہ دہد
 یہ نہیں سمجھتا کہ روزی دینے والا روزی دیتا ہے
 گور عقل آمد وطن در روستا
 گاؤں کا وطن عقل کی قبر ہے
 تابما ہے عقل اونا ید بجا
 اس کی عقل ایک مہینہ تک ٹھکانے نہ آئے گی
 تابما ہے عقل او نبود تمام
 ایک مہینہ تک اس کی عقل مکمل نہیں ہوگی
 از حشیش وہ جو نہ نہاچہ رود
 گاؤں کی گھاس سے اس کے علاوہ اور کیا ہوگا
 روز گارے باشدش جہل و عملی
 اس کی نادانی اور جہالت تمام عمر رہے گی
 دست در تقلید و در حجت زود
 جس نے تقلید اور حجت بازی حاصل کی ہے
 چوں خران چشم بستہ در خراس
 آنکھیں پر پٹی بندھے ہوئے کلبہ کے گدھوں کی طرح ہیں

گام در صحرائے دل باید نہاد
 دل کے جنگل میں قدم رکھنا چاہئے
 ایمن آبادست دل اے مرد مال
 ایسے لوگوں کو دل امن آباد ہے
 گلشن خرم بکام دوستاں
 دوستوں کے سب مراد تیرے گلشن ہے
 عَجَّ إِلَى الْقَلْبِ وَسِرِّيَا سَارِيَه
 قلب کی طرف اوت اور چل دے چلنے والے
 وہ مرو وہ مرد را احمق گند
 گاؤں میں نہ جانا گاؤں انسان کو احمق بنا دیتا ہے
 خولجہ پندارد کہ روزی وہ دہد
 خولجہ سمجھتا ہے کہ گاؤں روزی دیتا ہے
 قول ۲ پیغمبر شنو اے مجتبی
 اس برگزیدہ پیغمبر کا قول سن لے
 ہر کہ روزے باشد اندر روستا
 جو گاؤں میں ایک دن رہے گا
 ہر کہ در روستا گند روزے و شام
 جو شخص ایک دن اور شام گاؤں میں گزار دے گا
 تابما ہے احمق با او یود
 ایک مہینہ تک حماقت اس کے ساتھ ہوگی
 ہر کہ ماہے باشد اندر روستا
 جو ایک مہینہ تک گاؤں میں رہے گا
 وہ چہ باشد شیخ کامل ناشد
 گاؤں گیا ہے ناقص شیخ
 پیش شہر عقل گئی ایں خواں
 کلی عقل سے شہر سے سامنے یہ خواں

۱ صحرائے گل۔ دنیا۔ کشاد۔
 وسعت۔ ایمن آباد۔ دل کی دنیا
 مضبوط قلعہ سے جس میں طرح طرح
 کے گلشن اور باغیچے ہیں۔ وہ قلب کی
 دنیا منزل شہر اور خارجی دنیا منزل گاؤں
 کے ہے۔ نیز مولانا نے آگے فرمایا
 ہے کہ گاؤں سے مراد شیخ ناقص ہے
 ۲ قول پیغمبر۔ حدیث سے معنی
 سکن السابیۃ حفصی جس نے
 دیہات کی سکونت اختیار کی وہ سخت
 دل بنا۔ تاہم ماہے گاؤں میں ایک دن
 گزارنے سے انسان ایک مہینہ کے
 لئے بے عقل ہو جاتا ہے اور اگر ایک
 مہینہ گاؤں رہ لیا تو تمام عمر بے عقل
 رہے گا۔

۳ وہ چہ باشد۔ یہاں گاؤں سے
 مراد ناقص شیخ ہے جو صرف مشائخ کی
 عقل اتارنے سے پیش شہر۔ شیخ کامل
 کے اعتبار سے یہ شیخ ناقص کلبہ کا تیل
 ہے۔

ایں رہا گن صورت افسانہ گیر
اس کو رہنے دے قصہ کی صورت اختیار کر
گر یہ ڈرہ نیست ہیں برمی ستاں
اگر موتی کی طرف دست نہیں ہے خرد گہوں لے لے
ظاہر ش گیر ارچہ ظاہر کثر بود
اس کے ظاہر کو اختیار کر لے اگرچہ ظاہر نیر اھا ہو
اول ہر آدمی خود صورت است
آدی کی ابتدا خود صورت ہے
اول ہر میوہ جز صورت کے ست
ہر میوے کی ابتدا سوائے صورت کے کیا ہے
۲ اولاً خرگاہ سازند و خرنند
پہلے خیر تیار کرتے ہیں اور خریدتے ہیں
صورتت خرگاہ و آل معنی ست ترک
تیری صورت خیر ہے اور معنی سراد ہیں

رو بہ بل دُر داند ا گندم دانہ گیر
چا موتی کو چھوڑ دے گیہوں کا دان لے لے
گر بدیاں سونہست رہ ایں سو براں
اگر اس طرف راست نہیں ہے اس طرف چل پڑ
عاقبت ظاہر سُوئے باطن برو
آخر ظاہر باطن ہی کی طرف جاتا ہے
بعد ازاں جاں کو جمال سیرست
اس کے بعد جان ہے جو باطن کا حسن ہے
بعد ازاں لذت کہ معنی ویست
اس لے بعد لذت ہے جو اس کے معنی ہیں
ترک رازاں پس بہماں آورند
اس کے بعد سراد کو مہمان بنا کر لاتے ہیں
معدنیّت ملاح و آل صورت چو فلک
تیرے معنی ملاح ہیں اور صورت کشتی جیسی ہے

۱ دُر داند۔ یعنی حکمت کی باتیں
گر بہ بدر۔ اگر حقیقت حاصل نہ ہو
سکتے تو صورت کو اختیار کر لینا چاہئے
صورت سیرت کا وسیلہ ہے مشہور
مقولہ المجاز فطرۃ الحقیقۃ
مجاز حقیقت تک پہنچنے کا پل ہے
اول۔ ہر انسان پہلے پتلا بنا پھر اس
میں روح آتی ہے۔ بعد ازاں
لذت۔ ابتدا پھل کی صورت بنتی ہے
پھر اس میں لذت آتی ہے۔

۲ اولاً خرگاہ۔ اسباب و ذرائع پہلے
حاصل کرنے پڑتے ہے تب مقصود
حاصل ہوتا ہے جس۔ وہ کھنٹی جو
مائی کی ہوتی ہے۔ وہ ہوتی پانی
سے جہاز۔ سامان۔ ستور۔ ستور
لی بیع ہے پنپتہ۔ بیع مار مشہور
مقولہ کسفسر و وسیلۃ الظفر
سفرہ بیع ہے۔ پنپتہ۔ کھنڈر۔

۳ خسرو۔ جان ابتدا مال ہوتا

ہے چہ بدر ہاں بنا ہے۔ اس سے
شطنج کی نروں میں سے پیادہ جب
چند خانے ملے کر جاتا ہے تو فرزین
بن جاتا ہے جو شاہ کے بعد سب سے
زیادہ فوی مہر مانا جاتا ہے۔

رفتن خولجہ و قومش سوئے دو

خولجہ اور اس قوم کو ۵۵۰ھ کے لے لیا گیا

بہر حق ایں رارہا گن یک نفس
خدا کے لئے اب بات کو تھوڑی دیر کے لئے پھور د۔
خولجہ و پچگاں جہازے ساختند
خولجہ اور بچوں نے سامان تیار کیا
شادمانہ سوئے صحرا راندند
خوشی خوشی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے
کز سفر بایندہ کخسر و شود
سفروں کی وجہ سے یام کخسر بن جاتا ہے
از سفر بیذق شود فرزین راو
پیادہ سفر کر کے عظیم فرزین بن جاتا ہے

تاخیر خولجہ بکباند جرس
جاؤں پر چڑھ کر گاؤں کی جانب روانہ ہو گئے
برستوراں جانب وہ تاخند
سفر کرنا تاکہ نعمت حاصل کر پڑھنے لگے
بے سفر ہا ماہ کے کخسر و شود
بغیر سفر کے چاند کب حسین بنتا ہے
از سفر یابید یوسف صد مراد
سفر سے حضرت یوسف نے سینکڑوں مرادیں پائیں

شب ز اختر راہ می آموختند
 رات کو ستاروں سے رات معلوم کرتے تھے
 از نشاط وہ شدہ رہ چوں بہشت
 گاؤں کی خوشی میں رات بہشت جیسا ہو گیا تھا
 خار از گلزار دلکش می شود
 چمن کی جہ سے کاٹا دلکشن ہو جاتا ہے
 خانہ از ہنجانہ صحرا می شود
 گھر بیوی کی جہ سے جنگل (چمن) ہو جاتا ہے
 بر امید گلعدارے ماہ و ش
 گلاب جیسے خار چاند جیسے چہرے والے معشوق کی امید پر
 از برائے لبر مہ روئے خویش
 اپنے چاند جیسے لکڑے والے معشوق کے لئے
 تاکہ شب آید بوسہ روئے ماہ
 تاکہ رات آئے تو چاند جیسے منہ والی کا بوسہ لے
 زانکہ سروے دردش کردست تیغ
 اس لئے کہ ایک ہرقد نے اس کھل میں جڑ کر لی ہے
 آں بہ مہر خانہ شینے می دود
 وہ ایک خانہ نشین کی محبت کی جہ سے لڑتا ہے
 بر امید زندہ سیمائے بود
 وہ زندہ چہرے والے کی امید پر دود ہے
 بر امید خدمت مہ روئے خوب
 خوبصورت ماہ کی خدمت کی امید پر
 گوئگر دو بعد روزے دو جماد
 جو دو روزے کے بعد جماد نے ہے
 عاریت باشد دروآں مونس
 اس میں وہ محبت ماضی ہے

روز اربوی از تاب خور می سوختند
 دن میں سورج کی گرمی سے منہ جلاتے تھے
 خوب گشتہ پیش ایشان راہ زشت
 بڑا رات دن کے لئے لہجھا بن گیا تھا
 تلخ از شیریں لبهاں خوش می شود
 شیریں لب والوں سے لڑوا بھلا ہو جاتا ہے
 کفخل از معشوق خرم می شود
 معشوق کی جانب سے اندر راتن چھوڑا بن جاتی ہے
 اے بسا از ناز نیناں خارکش
 بہت سے نازوں کے پالے کانے چنے والے ہیں
 اے بسا حمال گشتہ پشت ریش
 بہت سے بوجھ اٹھانے والے زخمی کمر ہیں
 کردہ آہنگر جمال خود سیاہ
 لوہہ نے اپنا حسن کالا کیا
 خوبچہ ۲ تا شب بردگانے چارمخ
 خوبچہ رات تک دکان پر قیدی ہے
 تاجرے دریا و خشکی میرود
 ایک تاجر دریا اور خشکی میں جاتا ہے
 ہر کربا مردہ سوادے بود
 جو کسی بے جان کا مائق ہوتا ہے
 آں در و گروئے آوردہ بچوب
 وہ بڑھتی لکڑی کی طرف متوجہ ہے
 بر امید زندہ گن لہتہاد
 زندہ کی امید پر پوشش کر
 مونسے ملگزیں تھے را از حسی
 کینہ پن سے کینہ کو دست نہ بنا

۱ روز۔ یعنی وہ سفر میں دن میں
 خوب برداشت کرتے تھے رات کو
 ستاروں کی پہچان سے سفر طے کرتے
 تھے۔ ۲۔ مولانا چند مثالیں دے کر
 سمجھاتے ہیں کہ محبوب مقصود کی جہ
 سے راہ کی سختیاں خوشگوار بن جاتی
 ہیں۔ کفخل۔ اندر راتن مشہور ایک کڑوا
 پھل ہے۔ اے بسا۔ بہت سے
 نازک بدن محبوب کی امید پر سختیاں
 برداشت کرتے ہیں۔ کردہ آہنگر۔
 لوہا اپنا چہرہ کالا کرتا ہے۔

۳ خوب۔ انسان محبوب بیوی کی
 خاطر دن بھر کھلی میں لگا رہتا ہے۔
 خانہ ششے۔ خانہ نشینے۔ ہر کربا۔
 انسان اپنی دستکاریوں میں مردہ
 چیزوں کو بالکل زوی وغیرہ سے جو محبت
 کرتا ہے اور ان کو بناتا ہے وہ کسی
 محبوب یعنی لولہ یا بیوی وغیرہ کی جہ
 سے کرتا ہے۔

۴ آں دروڑ۔ بڑھتی اور لوہا کی
 محبت فانی محبوب کے لئے ہے۔
 جماد۔ یعنی مکرئی بن جانا۔ عاریت
 فانی ایشیا کی محبت ماضی ہے۔

اُنسِ اِ تو با ماد و بابا گجاست
 ماں اور باپ کے ساتھ تیری محبت کہاں ہے
 اُنسِ تو بادا یہ ولا لاجہ شُد
 تیری محبت ولہ اور غلام کے ساتھ کیا ہوئی
 اُنسِ تو باشیر و باپستان نماند
 دودھ اور پستان کے ساتھ تیری محبت نہ رہی
 اَل شُعاعِ بُود بر دیوارِ شال
 ان کی دیوار پر وہ ایک کرن تھی
 برہر آں چیزے کہ اُفتد آں شعاع
 جس چیز پر وہ کہیں نہ جائے
 عشقِ تو برہر چہ اَل موجود بُود
 جس موجود پر تیرا عشق تھا
 چول اُزرے باصل رفت و مس بماند
 جب سونا اصل کی طرف چلا گیا تابا نہ گیا
 طبع سیر آمد طلاق او براند
 طبیعت بھر گئی تو اس کے طلاق دے دی
 از راند و فصاش پابکش
 اس کی صفات سے طبع کی ہوئی چیزوں سے قدم ہٹانے
 کالِ خوشی در قلبہا عاریتی ست
 اس لئے کہ کھونے سکوں میں حسن عارضی ہے
 زر زروئے قلب در کالِ می رود
 سونا کھونے سکے پر سے کان میں چلا جاتا ہے
 نور از دیوار تا خور می رود
 نور دیوار سے سورج کی طرف چلا جاتا ہے
 زیں سپس بستاں تو آب از آسماں
 اس کے بعد تو آسمان سے پانی لے

گر بجز حق مونسانت را و فاست
 اگر خدا کے علاوہ تجھ سے محبت کرنے والوں میں وفا ہے
 گر گے شاید بغیر حق عُضد
 اگر کوئی اللہ کے سوا قوت بازو ہونے کے لائق ہے
 نفرتِ تو از دبیر ستاں نماند
 مکتب سے تیری نفرت نہ رہی
 جانبِ خورشید و ارفق آں نشال
 وہ نشانی سورج کی جانب لوٹ گئی
 تو براں ہم عاشق آئی اے شجاع
 اے بہادر! تو بھی اس کا عاشق ہو جائیگا
 اَل ز وصف حق چوز راند و دود
 وہ اللہ تعالیٰ کی صفت سے طبع شدہ تھی
 و زری خویشتن مفلس بماند
 اور اپنے سونے پن سے خالی رہ گیا
 پشت بروے کرد و دست ازوئے فشاند
 اس کی طرف پیٹھ کر لی اس سے ہاتھ اٹھا لیا
 از جہالت قلب را کم گوئی خوش
 نادانی سے کھونے سکے کو کھرا نہ کہہ
 زیر زینت مایہ بے زینتی ست
 سجاوٹ کے نیچے بھدے پن کا سر مایہ ہے
 سوائے کالِ رو تو ہم کالِ می رود
 تو بھی اس کان کی طرف جا جہاں وہ جاتا ہے
 تو بد اں خور رو کہ در خور می رود
 تو اس سورج کی طرف جا کہ یہ مناسب ہے
 چولِ ندیدی تو وفا از ناوداں
 جب تو نے پرنالے سے وفا نہ دیکھی

۱۔ اُنسِ تو۔ ماں باپ کی محبت
 دودھ پلانے والی کی محبت سب عارضی
 اور چند روزہ ہے نفرت تو بچے کی
 مکتب سے نفرت بھی عارضی ہے۔
 ۲۔ اَل شعاع۔ مجازی محبوب پر حقیقی
 محبوب کا سایہ پڑ جاتا ہے اس لئے وہ
 محبوب بن جاتا ہے تو محبت کے لائق
 حقیقی محبوب ہی ہے عشق
 تو کائنات کا حسن عارضی ہے وہ محض
 اس بناء پر حسین ہیں کہ ان پر اللہ کے
 حسن کا پرتو پڑ گیا ہے۔
 ۳۔ چول زرے۔ ایک وقت آتا
 ہے کہ وہ عارضی حسن اصل کی طرف
 لوٹ جاتا ہے تو یہ عارضی حسن جاتا
 رہتا ہے۔ طبع۔ جب عارضی حسن
 جاتا رہتا ہے تو اس محبوب سے نفرت
 پیدا ہو جاتی ہے۔ زانود۔ دنیا کی
 جن چیزوں پر ذات باری کے پرتو
 سے عارضی حسن ہے ان پر فریفت نہ
 ہونا چاہئے۔
 ۴۔ کالِ خوشی۔ کان کا حسن
 عارضی ہے عارضی کے رفع ہو جانے
 پر ان کی بد صورتی واضح ہو جاتی ہے۔
 کال۔ ذات باری۔ نور۔ دیوار پر
 عارضی چمک ہے لہذا سورج سے تعلق
 پیدا کرنا چاہئے۔ زیں سپس۔ پانی کا
 منبع آسمان سے پرنالے سے آتی طور پر
 پانی حاصل ہوتا ہے۔

معدن اے دُنبہ نیا شد دام گرگ
دنب کی کان بھیڑیے کا جل نہیں ہوتی ہے
زر گماں بُروند بستہ در گره
سونے کو گرہ میں بندھا ہوا کبھ رہے تھے
پنجین خنداں و رقصاں می شدند
اسی طرح سے خوشی خوشی اور تپتے ہوئے جا رہے تھے

چوں ہمی دیدند مرغی می پرید
جب وہ دیکھتے تھے کہ کوئی پرندہ اڑا جا رہا ہے
ہر سیمے کز سُوئے وہ می و زید
جو ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی
ہر کہ می آمد زدہ از سُوئے او
جو گاؤں سے اس طرف آتا تھا
کو تو زوئے یار مارا دیدہ
کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے

نواختن ۲ مجنوں آں مگ را کہ مقیم کوئے لیلی بود
مجنوں کا اس کتے کو نوازنا جو لیلی کے کوچہ میں رہتا تھا

ہمچو مجنوں کو سگے رامی نواخت
مجنوں کی طرح کہ وہ ایک کتے کو نوازتا تھا
گرد اومی گشت خاضع در طواف
عابزی سے طواف میں اس کے چاروں طرف گھومتا تھا
گہ سرو پایش ہمی بوسید و ناف
کبھی اس کے سر اور پیر اور ناف کو چومتا تھا
بولفصولے گفت کائے مجنون خام
ایک بیہودہ نے کہا اے نامس پاگل
پوزسگ دائم پلیدی می خورد
کتے کی تھمتی ہمیشہ پلیدی کھاتی ہے

بوسہ اش میدا و پیشش می گداخت
اس کو چومتا اس پر جان نثار کرتا
ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف
بلا تکلف جس طرح حاجی کعبہ کے چاروں طرف
گہ جلاب ۳ شکرش می داد صاف
کبھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا
اس چہ شیدست اینکہ می آری مدام
یہ کیسی مکاری ہے جو تو ہمیشہ کرتا ہے
مقعد خود را بلب می استرد
اپنی مقصد کو بہنوں سے چانتی ہے

۱۔ معدن دُنبہ حقیقی لذتوں کا مرکز
یعنی ذات باری۔ گرگ۔ یعنی دنیا دار
انسان۔ ص۔ خوب اور اس کی لوانہ گاؤں
کی طرف جا رہے تھے اور یہ خیال
لئے ہوئے تھے کہ مقصود ان کے ہاتھ
آچکا ہے۔ دولاہ یعنی گاؤں پہنچ کر
لطف اٹھائے گئے طلسم۔ چرخ
زدن۔ قلابیاں کھاتا۔ ہر کہ۔ گاؤں
کی طرف سے آنے والے سے بھی
محبت کا اظہار کرتے۔ یار۔ یعنی وہ
دیہاتی جس نے دعوت دی تھی۔
۲۔ نواختن۔ اس حکایت کا مقصد
یہ ہے کہ محبوب کے دل کا کتا بھی محبوب
ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ لوگ۔ گاؤں
سے متعلق ہر چیز سے محبت کا اظہار
کرتے تھے۔ گرد اوم۔ مجنوں کتے کا
اسی طرح طواف کرتا تھا جس طرح
حاجی کعبہ کا طواف کرتا ہے۔
۳۔ جلاب۔ گلاب یعنی اس کو قند و
گلاب کا شربت پلاتا تھا۔

عیبہائے سگ بے اومی شمر د
 " کتے کے بہت سے عیب گنتا رہا
 گفت مجنوں ہمہ نقشی و تن
 مجنوں نے کہا تو جسم نقش اور صورت ہے
 کایں طلسم بستہ مولیٰ صحت این
 کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے
 ہمتش بین و دل و جان و شناخت
 اس کی ہمت اور دل اور جان اور پہچان کو دیکھ
 اوسگ فرخ ز رخ کہف من ست
 " میرے عمار کا مہلک نہ کتا ہے
 آں سگے کہ گشت در کوش مقیم
 " کتا جو اس کے کوچہ میں مقیم ہے
 آں سگے کہ باشد اندر گونے او
 " کتا جو اس کے کوچہ میں ہو
 آنکہ شیراں مرغ گانش را غلام
 " ذات کہ شیراں کے کتے کے غلام ہیں
 گرز صورت بگذرید اے دوستاں
 اے دوستو اگر تم صحت سے گزر رہو گے
 صورت خود چوں شکستی سوختی
 جب تو نے اپنی صحت توڑ دی (اور) جلا دی
 بعد ازاں ہر صورتے را بشکنی
 اس کے بعد تو ہر صورت کو توڑ دے گا
 سغیہ صورت شیداں خوبہ سلیم
 " بھولا خوبہ صحت پر فریقت ہو گیا
 سوئے دام آں تملق شاد ماں
 خوشلہ کے اس جال کی جانب خوشی خوشی

عبدالہ از غیدال بوئے نبرد
 عیب جانے والے غیب جانے والے کا لانا پارکا
 اندر آو بنگرش از چشم من
 اندر آ اور اس کو میری آنکھ سے دیکھ
 پاسبان کوچہ لیلیٰ ست این
 یہ لیلیٰ کے کوچہ کا محافظ ہے
 گو گجا بگریو مسکن گاہ ساخت
 کہ اس نے کس جگہ کو پسند کیا اور ٹھکانہ بنایا ہے
 بلکہ اوہم درد وہم لہف من ست
 بلکہ وہ میرا ہمدرد اور غم خود ہے
 خاک پایش بہ ز شیران عظیم
 بڑے شیروں سے اس کے پیروں کی خاک بہتر ہے
 من بشیراں کے وہم یک موئے او
 میں شیروں کے بدلتوں کا ایک بال کب سے لگا ہوں
 گفت لہکال نیست خاش و اسلام
 بیان کرنا ممکن نہیں ہے چپ ہو جا و اسلام
 جنت ست و گلستاں در گلستاں
 جنت سے اور باغ و باغ ہیں
 صورت گل را شکست آموختی
 صورت گل کی شکست آموختی
 (تو) سب کی صحت کو توڑنا سیکھ لیا
 ہچو حیدر باب خیر بر کنی
 حیدر کی طرح خیر کے ہونے کو اکھاڑ دے گا
 کو بدہ می شد بگفتار سقیم
 جو غلط باتوں سے گاؤں کی طرف مٹانہ ہو گیا
 ہچو مرغے سوئے دانہ امتحاں
 جیسا کہ پرندہ آزمائش کے دانہ کی جانب

۱۔ عبدالہ۔ یعنی ملامت کرنے
 و لاغیدال۔ یعنی مجنوں جو لیلیٰ کے
 کتے سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ از
 چشم من۔ یعنی لیلیٰ یا چشم مجنوں
 باید دید۔ کایں طلسم یعنی یہ
 کتا ہمتش۔ کتے کے ظاہر کو نہ دیکھ
 اس کے ان اوصاف پر نظر کر۔ ہم
 کہف۔ ہمدرد۔ خوب۔ من بشیراں۔
 یعنی اس کتے کا بال دیکر بھی شیروں کو
 نہیں فریادیا جاسکتا۔

۲۔ آنکہ۔ جب مجازی محبوب
 کے کتے کے ساتھ یہ تعلق ہوتا ہے تو
 محبوب۔ حقیقی سے متعلق چیزوں
 سے کس قدر محبت ہونی چاہیے۔ گزر
 صورت۔ اگر انسان صورت پرستی
 سے بلند ہو جائے تو پھر حقیقت کی
 جنت کی میر کر سکتا ہے۔ صورت گل۔
 اگر انسان اپنا بت توڑ دے تو پھر بیت
 شکنی کر سکتا ہے۔

۳۔ بعد ازاں۔ خوبی کو ختم کر کے
 حیدری قوت حاصل ہو سکتی ہے۔
 سغیہ۔ خوبہ اور اس کی اولاد صورت
 پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اس لئے
 دیہاتی کی چکنی چڑی باتوں میں
 پھنسی۔ سوئے نام۔ اس دیہاتی کی
 باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کہ جال کا
 دانہ۔

از کرم دانست آں مرغِ حریص
 اس لاپی پند نے مجملہ سخاوت جانا
 از کرم دانست مرغِ آں دانہ را
 پند اس دانہ کو مجملہ سخاوت ایانا
 مرغکاں در طمع دانہ شاد ماں
 پندہ دانہ کے لالچ میں خوشی خوشی
 گرز شادی ہاش آگاہت گنم
 اگر میں تجھے ان کی خوشیوں سے باخبر کروں
 مختصر کر دم چو آمد وہ پدید
 میں نے مختصر کر دیا جو گاؤں نظر آیا
 قرب ماہے وہ بدہ می تاختند
 تقریباً وہ ایک مہینہ گاؤں در گاؤں بھاگے پھرے
 ہر کہ در رہ بے قلاؤ وزے رَوَد
 جو بغیر رہبر کے راستہ پر چلے گا
 ہر کہ تاز و سُوئے کعب بے دلیل
 جو کعب کی جانب بغیر راہبر کے روانہ ہو گا
 ہر کہ گیر و پیشہ بے اوستا
 جو بغیر کسی استاد کے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے
 زانکہ تا در باشد اندر خافقیں
 مشرق و مغرب میں یہ بات ناہ ہو گی
 مال ۳ او یابد کہ کسے می گند
 مال وہ پاتا ہے جو کماتا ہے
 مُصطفائے کو کہ جسمش جاں بُود
 مصطفیٰ کہہ ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا
 اہل تن را جملہ عِلْم بِالْقَلَمِ
 تمام جسمانی لوگوں کو قلم سے سکھایا کا

۱۔ محیص۔ بھلاؤ کی جگہ از کرم۔
 دیہالی کی باتوں کو کرم پر محمول کیا۔
 تدریر۔ فریب۔ شادی ہاش۔ خولجہ کو
 اس دیہالی کی باتوں سے کس قدر
 خوشی ملی۔ خودیو۔ جس گاؤں میں پہنچ
 گئے وہ اس دولت دینے والے دیہالی
 کا گاؤں نہ تھا۔
 ۲۔ ہر کہ۔ جو استاد اور شیخ کی رہبری
 کے بغیر چلے گا اس کا یہی حال ہو گا جو
 اس خولجہ اور اس کے بال بچوں کا ہو۔
 ریشند۔ یعنی کچھ حاصل نہ ہو گا اور وہ
 مضحکہ بن جائے گا۔ (زانکہ
 اسباب ظاہر کے بغیر مقصد کو پہنچنا
 بالکل میں باپ کے بغیر بچے کا پیدا ہو
 جاتا۔
 ۳۔ مال۔ معروف طریقہ پر محنت
 کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔
 مصطفیٰ۔ یہ آنحضرت کی خصوصیت تھی
 کہ استاد کے بغیر بلکہ راست ذات
 خداوندی سے ان کو علوم حاصل
 ہوئے۔ اہل تن۔ عوام کو بذریعہ قلم ہی
 تعلیم دیہالی ہے۔

۱۔ محیص۔ بھلاؤ کی جگہ از کرم۔
 دیہالی کی باتوں کو کرم پر محمول کیا۔
 تدریر۔ فریب۔ شادی ہاش۔ خولجہ کو
 اس دیہالی کی باتوں سے کس قدر
 خوشی ملی۔ خودیو۔ جس گاؤں میں پہنچ
 گئے وہ اس دولت دینے والے دیہالی
 کا گاؤں نہ تھا۔
 ۲۔ ہر کہ۔ جو استاد اور شیخ کی رہبری
 کے بغیر چلے گا اس کا یہی حال ہو گا جو
 اس خولجہ اور اس کے بال بچوں کا ہو۔
 ریشند۔ یعنی کچھ حاصل نہ ہو گا اور وہ
 مضحکہ بن جائے گا۔ (زانکہ
 اسباب ظاہر کے بغیر مقصد کو پہنچنا
 بالکل میں باپ کے بغیر بچے کا پیدا ہو
 جاتا۔
 ۳۔ مال۔ معروف طریقہ پر محنت
 کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔
 مصطفیٰ۔ یہ آنحضرت کی خصوصیت تھی
 کہ استاد کے بغیر بلکہ راست ذات
 خداوندی سے ان کو علوم حاصل
 ہوئے۔ اہل تن۔ عوام کو بذریعہ قلم ہی
 تعلیم دیہالی ہے۔

ہر حریصے ہست محروم اے پسر
اے بیٹا ہر لاپٹی محروم ہے
اندراں! رہ رنجہا دیدند و تاب
اس رات میں انہوں نے بہت رنج اور تکلیف دیکھی
سیرگشتہ از وہ و از روستا
وہ گاؤں اور دیہاتی سے بیزار ہو گیا
چوں حریصاں تگ مرو آہستہ تر
لاچوں کی طرح نہ دوز بہت آہستہ (چل)

رسیدنِ خولجہ و قومش بدہ ونا دیدہ ونا شناخت آوردن
خولجہ اور اس کے متعلقین کا گاؤں میں پہنچنا اور دیہاتی کا ان کو اپنی
روستائی ایشارا
اور نا آشنا ٹھہرانا

۱۔ اندراں اور گاؤں کے واسطے میں
خولجہ اور اس کی لولا کو بہت سی تکلیف
کا سامنا کرنا پڑا۔ سیرگشتہ۔ اس
دیہاتی اور گاؤں سے ان کو نفرت
ہونے لگی۔ بعد ما ہے چونکہ گاؤں کی
تلاش میں مدے مدے پھرے لہذا
ایک مہل صرف ہو گیا۔

۲۔ البَحِيَّةُ وَاللَّيْثِيَّةُ۔ چناں چیں
اگر گھر اڑے۔ وہ دیہاتی دن میں
چھپا رہتا تھا تاکہ یہ لوگ اس کے
مہمان نہ بن سکیں۔ پوز۔ منہ
آنچناں۔ یہ مولانا کا اپنا مقول ہے
کہ ایسے علاقوں کا مسلمانوں سے منہ
چھپائے رکھنا بہتر ہے۔

۳۔ حرس۔ وہ شیطان اس کی دیکھ
بھال کرتے ہیں کہ کبھی کا کام نہ کر
لے۔ نَسْفَعًا قَرآنِ پَاکِ مِیں
ہذا جہل کے متعلق سے نَسْفَعًا بِاللَّغْوِ
صیغہ ہم ضرور اس کی پیشانی پکڑ کر
ٹھٹھکیں گے۔

بعد ما ہے چوں رسیدند آں طرف
جب وہ اس طرف ایک مہینہ کے بعد پہنچے
روستائی میں کہ از بدینتی
دیہاتی کو دیکھ کہ بدینتی سے
روئے نہاں می گند زایشاں بروز
ان سے دن میں منہ چھپاتا ہے
آنچناں رُو کہ ہمہ ذرق و شرست
ایسا چہرہ جو مجسم کر اور شرت ہے
رُو یہا باشد کہ دیواں چوں مگس
بہتر سے چہرے ہوتے ہیں کہ شیاطین کھیلوں کی طرح
چوں بہ بینی رُوئے شاں در تو فکند
جب تو ان کا چہرہ دیکھے گا وہ تجھے پھینکے
در چناں رُوئے خبیثِ عاصیہ
ایسے ہی خبیث نامزد چہرے کے بارے میں
چوں پھر سیدند و خاش یافتند
جب انہوں نے معلومات کیں اور اس کا گھر پایا

بینوا ایشاں ستوراں بے علف
وہ بے سر سامن اور چوپائے بغیر گھاس کے تھے
می گند بعد اللتیا ۲ وَاللَّتِي
چناں چیں کے بعد کرتا ہے
تا سوئے باغش نہ بکشایند پوز
تاکہ وہ اس کے باغ کی جانب منہ نہ کھولیں
از مسلماناں نہاں اولیٰ ترست
مسلمانوں سے چھپا رہنا بہتر ہے
بر سرش بنشستہ باشد چوں حرس ۳
(اور) پہرہ طہل کی طرح ان کے سر پر بیٹھے ہوتے ہیں
یا میں شاں چوں بدیدی خوش مخند
یا تو ان کو نہ دیکھ پا اگر دیکھتا ہے تو مت ہنس
گفت یزداں نَسْفَعًا بِاللَّغْوِ
خانے فرمایا ہیں ہم پیشانی پکڑ کر ٹھٹھکیں گے
ہچوں خویشاں سوئے در بشتا فکند
انہوں کی طرح مٹھے کی طرف دھڑے

خوبیہ اشد زیں کجروی دیوانہ و ش
 خوب اس بد تیزی سے دیوانہ جیسا ہو گیا
 چوں در افتادی بچہ تیزی چہ سود
 تو جب کنویں میں گر گیا تیزی سے گیا فائدہ
 شب بسر ما روز خود خورشید سوز
 رات جائے میں اور دن خود جلانے والے سہج والا
 لیکن بود از اضطرار و بے زری
 لیکن مجبوری اور مفلسی کی وجہ سے تھا
 شیر مردارے خورد از جوع زار
 بھوک سے لاکر شیر مردار کھا لیتا ہے
 کہ فلانم مر مرا نیست نام
 کہ میں فلاں ہوں میرا یہ نام ہے
 یا پلیدی یا قرین پا کی
 تو ہپاک ہے یا پاکی سے مصطفیٰ ہے
 ہچکو نہ نیستم پروائے تو
 مجھے تیری کوئی پروا نہیں ہے
 نیست از ہستی سر مویم اثر
 میرے وجود کا ایک بال برابر بھی نشان نہیں ہے
 در دل و جانم بجز اللہ نیست
 میرے دل و جان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
 تا برادر شدی فر من آخیه
 کہ بھائی اپنے بھائی سے بھانگے لگا
 تو تھا خوردی زخوان من دو تو
 میرے دسترخوان سے خوب لذیذ کھانے کھائے ہیں
 کل سرجا وز الاتین شاع
 جو رات سے آگے بڑھا شائع ہو گیا

درفر و مستند اہل خانہ اش
 اس کے گھر والوں نے ہوا وہ بند کر لیا
 لیک ہنگام ڈرتی ہم نہ بود
 لیکن سختی کا وقت بھی نہ تھا
 بردش مانند ایشاں پنجر روز
 وہ اس کے ہوا پر پانچ روز پڑے رہے
 نے ز غفلت بود مانند نے خری
 پزار ہنا غفلت کی وجہ سے تھا نہ محنت کی وجہ سے
 بالیسمان بستہ نیکاں ز اضطرار
 مجبوری سے بھلے کینوں سے وابستہ ہو گئے
 اوہمی دیدش ہی کردش سلام ۲
 وہ شہری اس دیہاتی کو دیکھتا سلام کرتا
 گفت باشد من چہ وانم تو کئی
 اس دیہاتی نے کہا ہو گا میں کیا جانوں تو کون ہے
 واہم روز و شب اندر صنع ہو
 میں دن رات اللہ تعالیٰ کی کارگیری کا شیدا ہوں
 از خوردی خود ندارم ہم خبر
 مجھے خود اپنا پتہ نہیں ہے
 ہوش من از غیر حق آگاہ نیست
 میرا ہوش اللہ کے سوا کسی سے باخبر نہیں ہے
 گفت ۳ ایں دم با قیامت شد شبیہ
 اس شہری نے کہا تو یہ وقت قیامت سے مشابہ ہو گیا
 شرح می کردش کہ من آنم کہ تو
 وہ شہری اس دیہاتی کے لئے واضح کرتا کہ میں وہی ہوں تو نے
 آں فلاں روزت خریدم آں متاع
 فلاں دن میں نے تیرے لئے وہ سامان خریدا

۱ خوب یعنی شہری۔ زیں یعنی
 گھر والوں کے ہوا وہ بند کر لینے
 سے۔ شب۔ بسر ما۔ یعنی رات
 جائے میں گزرتی اور دن سہج کی
 گرمی میں بسر ہوتا۔ نے ز غفلت۔
 چونکہ ان کے پاس روپیہ پیسہ ختم ہو
 چکا مجبور ہوا کہ پر پڑے۔ ہے
 ۲ سلام یعنی سلام رکے اپنا
 تعارف کرانا۔ گفت باشد یعنی دیہاتی
 نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ واہم۔
 وہ دیہاتی بزرگی کی باتیں بھگانے لگا
 اور دنیا سے بے تعلق اور اللہ اور دنیا سے
 بے تعلق اور اللہ تعالیٰ سے وابستہ محبت
 بنانے لگا۔

۳ گفت۔ شہری خوب نے کہا
 پھر تو یہ دن قیامت جیسا ہے کیونکہ
 اس دن بھائی بھائی کو نہ پہچانے لگا۔
 لوتھا لوت کی بنا ہے لذیذ غذا میں۔
 متاع۔ سامان۔ یعنی وہ سامان جو میں
 نے تجھے خرید کر دیا۔ کل۔ سراسر یہ
 روز نہیں ہے سب جانتے ہیں۔

نے کہ بودی ماہبا مہمان من
 کیا تو مہینوں میرا مہمان نہیں رہا
 سیر مہر ما شنید ستند خلق
 ہادی محبت کے راز لوگوں نے سنے ہیں
 اُدھی گفتش چہ گوئی ترہات
 وہ دیہاتی اس سے کہتا کیا کہاں بکتا ہے
 پنجمیں شب ابرو بارانے گرفت
 پانچویں رات ایسا اور اور ہارش آئی
 چوں رسیدش کارواند استخوان
 جب چہری اس کی ہڈی تک پہنچ گئی
 چوں بصد الحاح آمد سوسے در
 جب سینکڑوں خوشامدوں سے وہ روانہ ہوا
 گفت من آں ہہما بگذاشم
 خواجہ نے کہا میں نے سب حق چھوڑے
 پنج سالہ رنج دید این پنج روز
 ان پانچ روز میں پانچ سال کا رنج دیکھا
 یک جفا از خویش و از یارو تار
 اپنے عزیز اپنے دوست اور خاندان کا ایک ظلم
 زانکہ دل نہاد بر جور و جفاش
 کیونکہ دل اس کے ظلم و زیادتی کا عادی نہ تھا
 ہرچہ بر مردم بلا و شدت ست
 انسانوں پر جو مصیبت اور سختی ہے
 گفت اے خورشید مہرت در زوال
 خواجہ نے کہا سہ کہ تیری محبت کا سہن زہل پذیر ہے
 امشب از باران بمادہ گوشہ
 آج کی رات ہارش کی وجہ سے ہمیں یک گوشہ دیدے

نے رسیدت بے کراں احسان من
 کیا تجھے میرے بے انتہا احسان نہیں پہنچے
 شرم! دارد رو چونعت خورد خلق
 جب خلق نعت کھاتا ہے تو منہ شرماتا ہے
 نے ترا دانم نہ نام تو نہ جات
 نہ میں تجھے جانتا ہوں نہ تیرا نام نہ تیرا مقام
 کا سماں از بارشش شد در شکفت
 جس کے برسنے سے آسمان کو بھی تعجب ہوا
 حلقہ زد خواجہ کہ مہتر ۲ را، نحوال
 خواجہ نے کھنڈی بجائی کہ چوہری کو بلا
 گفت آخر چیست اے جان پلہ
 بولا بابا! آخر کیا ہے؟
 ترک کردم آنچه می پنداشتم
 جو کچھ میں نے خیال کیا تھا میں اس سے باز آیا
 جان مسکینم دریں سرما و سوز
 میری عاجز جان نے اجازت لے کر تکلیف میں
 در گرانی ہست چوں سہ صد ہزار
 شدت میں تیس لاکھ سے زیادہ ہے
 جانش خوگر بود با مہر و وفاش
 جان اس کی محبت اور وفاہی کی عادی تھی
 ایں یقین دان کنر خلاف ۳ عادت
 یقین کر خلاف عادت ہونے کی وجہ سے ہے
 گر تو خونم ریختی کردم حلال
 اگر تو مجھے مد بھی ڈالے تو میں نے تجھے معاف کیا
 تابیلی در قیامت گوشہ
 تاکہ تو قیامت میں گوشہ پائے

۱ شرم ہلک لہو کی مثل ہے من
 کھائے آکھ تجائے ترہات۔ خرافات
 بہبودہ باتیں جات۔ جائے تو۔
 شکفت۔ تعجب۔ کارواند
 استخوان۔ انتہائی تکلیف حلقہ زد۔ کولا
 کی کھنڈی بجائی۔

۲ مہتر۔ چوہری یعنی وہ دیہاتی
 جس نے دعوت دی تھی الحاح۔ خوشامد
 - گفت۔ خواجہ شہری نے کہا۔ پنج
 سالہ۔ یعنی یہ مصیبت ناک ایک دن
 ایک سال کے برابر تھا۔ تبار۔
 خاندان۔

۳ خلاف عادت۔ عادت کے
 خلاف جو کچھ کرنا پڑتا ہے اس سے
 تکلیف ہوتی ہے اگر اس کام کی
 عادت ہو تو پھر وہ تکلیف وہ نہیں رہتا
 ہے گوشہ۔ یعنی کوئی ایسی جگہ جس
 میں ہم ہارش سے بچ کر لیتے
 جائیں۔

گفت یک گوشہ است آن باغبان! دلتی نے کہا باغبان کی ایک جگہ ہے
 وہاں وہ بھونے کا محافظ ہے
 در کفش تیر و کماں از بہر گرگ اس کے ہاتھ میں بھینے کے لئے تیر و کمان رہتا ہے
 تا کہ اگر وہ سنا بھینا آئے تو وہ اس کو مات
 گرتو آں خدمت کنی جا آن تست اگر تو یہ خدمت کرے تو یہ جگہ تیرے لئے ہے
 ورنہ جائے دیگرے فرمائے جست وہ نہ کوئی دھری جگہ تلاش کر لے
 واں کمان و تیر درد ستم بنہ واں کمان و تیر درد ستم بنہ
 وہ تیر و کمان میرے ہاتھ میں دے دے
 گر بر آرد گرگ سر تیرش زخم گر بر آرد گرگ سر تیرش زخم
 اگر بھینا سر نکالے گا اس پر تیر چلاؤں گا
 آب باراں بر سر و در زیر گل آب باراں بر سر و در زیر گل
 بارش سر پر ہے اور کچھ نیچے ہے
 رفت آنجا جائے تنگ و بے مجال رفت آنجا جائے تنگ و بے مجال
 اس جگہ چلا گیا جو تنگ جگہ تھی اور گنجائش کی نہ تھی
 از نہیب سیل اندر کنج غار از نہیب سیل اندر کنج غار
 خدا کے کونے میں بارش کے خوف سے
 ہیں سزائے ما سزائے ما سزائے ۲
 یہی ہماری سزا ہے یہی سزا ہمارے لائق ہے
 یا کسی کردار برائے ناگساں یا کسی کردار برائے ناگساں
 یا اس نے کینوں کے ساتھ انسانیت برتی ہو
 ترک گوید خدمت خاک کرام ترک گوید خدمت خاک کرام
 شریفوں کی خاک کی خدمت چھوڑی ہو
 بہتر از عام ورز و گلزار شمال بہتر از عام ورز و گلزار شمال
 بہتر ہے عوام اور ان کے آگے اور باغ سے
 بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی
 اس سے بہتر ہے کہ تو بادشاہوں کے سر کی مانگ
 بہر حق مکذرم امشب اے دو دل بہر حق مکذرم امشب اے دو دل
 انے شکی خدا کے لئے آج رات مجھے اس جگہ نہ چھوڑ
 گوشہ خالی بدو او باحیال گوشہ خالی بدو او باحیال
 گوشہ خالی تھا اور وہ مع بال بچوں کے
 چوں رخ بر ہمد گر گشتہ سوار چوں رخ بر ہمد گر گشتہ سوار
 وہ نڈیوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے
 شب ہمہ شب جملہ گویاں کاے خدا شب ہمہ شب جملہ گویاں کاے خدا
 ساری رات سب یہ کہہ رہے تھے کہ اے خدا
 ایں سزائے آنکہ شد یار نحساں ایں سزائے آنکہ شد یار نحساں
 یہی اس کا سزا ہے جو کینوں کا دوست بنا ہو
 ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام
 یہی اس کی سزا ہے جس نے بیہودہ لالچ میں
 خاک پاکاں لیسسی و دیوار شمال خاک پاکاں لیسسی و دیوار شمال
 بھلوں کی دیوار اور مٹی چائنا
 بندہ یک مرد و شندل شوی بندہ یک مرد و شندل شوی
 کسی روشن دل انسان کا خلام ہونا

۱۔ باغبان۔ یعنی مال کی نگہری ہے جس میں وہ رات کو رہ کر بھینے سے حفاظت کرتا ہے۔ خدمت۔ یعنی بھینے کی دیکھ بھال۔ حاری۔ نگرانی۔ زرز۔ آگے کی نیل۔ وہ دل۔ مترادف۔ شکی۔ چون رخ۔ نڈی دل میں نڈیاں۔ بتا ہوتی ہیں۔ نہیب خوف کچ۔ گوشہ۔

۲۔ سزا۔ بلکہ۔ سزا۔ لائق۔ کسی شرافت انسانیت۔ ایں سزا۔ جو بزرگوں کی صحبت چھوڑ کر دنیا دار کی طرف بھاگتا ہے وہ نہ گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا جیسا کہ یہ خوب شہری۔

۳۔ خاک۔ بزرگوں کی صحبت میں تکلیف اٹھانا دنیا داروں کی لطف اندوزیوں سے بہتر ہے۔ فرق۔ سر کی مانگ۔

از مُلُوکِ خاکِ جُو بانگِ دُہل
 دنیا کے بادشاہوں سے سوائے فکدے کی آواز کے
 شہریاں خود رہنماں نسبتِ بروج
 روح کے مقابلہ میں شہری خود ڈاکو ہیں
 ایں سزائے آنکہ بے تدبیرِ عقل
 یہ اس کی سزا ہے کہ عقل کی تدبیر کے بغیر
 چوں پشیمانی زد دل شد تا ۲ شفاف
 جب شرمندگی دل سے اس کی = میں پہنچ گئی
 چوں پشیمانی گشت از دل آنچہ کرد
 جب اپنے کئے پر دل سے شرمندہ ہو گیا
 آں کمان و تیر اندر دستِ او
 وہ تیر و کمان اس کے ہاتھ میں
 گرگِ خود بروے مُسلط چوں شرر
 بھیڑیا خود چنگاریوں کی طرح اس پر مسلط تھا
 ہر پشہ ہر کیک چوں گرگے شدہ
 ہر گچھر اور ہر پسو بھیڑیے کی طرح بن گیا تھا
 فرصتِ ۳ آں پشہ راندن ہم نبود
 اس کو ان گچھروں کو اڑانے کی بھی فرصت نہ تھی
 تانیاید گرگِ آسپے زند
 تاکہ بھیڑیا نہ آ جائے (اور) نقصان پہنچائے
 آتچنین دنداں زناں تانیم شب
 اسی طرح آجی رات تک لڑتے ہوئے
 ناگہاں تمثالِ گرگِ ہشتیہ
 اچانک ایک آواز بھیڑیے کی سموت نے
 تیر را بکشاد آں خوبہ ز شست
 اس خوبہ نے تیر چنگی سے چھوڑا

تو نخواہی یافت اے پیکِ اسبل
 تو کچھ نہ پاسکے گا اسے راستوں پر چلنے والے
 روستائی کیست تیج بے فتوح
 دیہاتی کیا ہے بے فیض کئے ہدف
 بانگِ غولے آمدش بگزید نقل
 اس کو چھلاوے کی آواز آئی اور اس نے نقل اتاری
 ز اں سپس سودے ندارد اعتراف
 اس کے بعد غلطی کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے
 بعد از اں سودش ندارد آہ سرد
 اس کے بعد تھنڈی آہ اس کے لئے مفید نہیں ہے
 گرگِ را جویاں ہمہ شب سوبسو
 اور پھر تمام رات بھیڑیے کو ڈھونڈتا رہا
 گرگِ جویاں وز گرگِ او بیخبر
 وہ بھیڑیے کو تلاش کرتا تھا اور بھیڑیے سے بیخبر تھا
 اندراں ویرانہ شاں زخمی زدہ
 جو اس دیوانہ میں ان کو کاٹ رہا تھا
 از نہیبِ حملہ گرگِ عفتود
 کہنے 'بھیڑیے کے حملے کے ڈر سے
 روستائی ریشِ خوبہ بر کند
 (اور) دیہاتی خوبہ کی ڈاڑھی نوچے
 جانِ شاں از ناف می آمد بلب
 ان کی جان ناف سے لبوں تک آ رہی تھی
 سر بر آور داز فرازِ پشہ
 نیلے کے بیچے سے سرا اٹھا
 زد براں حیواں کہ تا افتاد پست
 اس جانور کو ملا تو وہ گر پڑا

۱۔ پیکِ اسبل۔ مختلف راستوں کا
 قاصد شہریاں۔ یعنی وہ لوگ جو
 ظاہری علوم اور تمدن سے وابستہ ہیں۔
 روح۔ یعنی سالک و دانش۔
 روستائی۔ دیہاتی۔ گچ۔ امتحان پریشان
 دروغ بے فتوح۔ بے فیض۔ چوں۔
 انتہائی شرمناک کام کرنے کے بعد
 شرمندگی سے کیا فائدہ۔
 ۲۔ شفاف۔ وہ پردہ جس میں دل
 لپٹا ہوا ہے دل کے اندر کا یہ نقطہ۔
 اعتراف۔ اقرار۔ گرگ۔ یعنی ہر گچھر
 اور پشہ اس کے لئے بھیڑیا تھا لیکن وہ
 ان کی پروا کئے بغیر بھیڑیے کی تلاش
 میں تھا۔ کیک۔ پسو۔
 ۳۔ فرصت۔ بھیڑیے کے خوف
 سے بھیڑیے کی جستجو میں اس قدر لگا
 ہوا تھا کہ گچھر اور پسو اڑانے کی بھی
 فرصت نہ تھی۔ تمثال۔ تصویر ہشتیہ۔
 چوٹا ہوا آواز۔ پشہ۔ نیلا۔

اندر اُفتادن ز حیواں بادِ جُست ۱
گرنے سے حیواں کا گز خلدج ہوا
نا جو اُمر وا کہ خر گزہ من ست
اے نامراد میرے گدھے کا بچہ ہے
اندر و اشکال گرگی ظاہر ست
ان میں بھیڑیے پن کی صحت واضح ہے
گفت نے بادے کہ جُست از فرجِ جوے
اس دیہاتی نے کہا نہیں جو گزراں کی شرمگاہ سے خلدج ہوا ہے
کشتہ خر گزہ ام را در ریاض
تو نے کھیتوں میں میرے گدھے کا بچہ ما ڈالا
گفت نیکوتر تفحص کن شب ست
اس خوب نے کہا اچھی طرح تحقیق کر لے رات ہے
شب غلط ہنماید و مُبدل بے
رات بہت سی چیزوں کو غلط اور بدلی ہوئی دکھا دیتی ہے
ہم شب وہم ابر ہم بارانِ ثرف
رات بھی لہر بھی لہر گہری ہارش بھی
گفت ایس بر من چوروز روشن ست
اس دیہاتی نے کہا یہ مجھ پر روز روشن کی طرح ہے
در میان بستِ باداں بادا
بیسوں ہواؤں میں اس ہوا کو
خولجہ بر جُست و بیامنا شگفت ۳
خولجہ اچھل پڑا لہر بے صبر ہو گیا
کلبہ طرا رشید آورده
کہ بیوقوف گہ کٹ تو نے کمر کیا ہے
درسہ تاریکی شناسی بادِ خر
تین اندھیریوں میں تو گدھے کی ہوا کو پہچانتا ہے

۱۔ بادِ جُست۔ اس کے پیٹ کی ہوا
خلدج ہوئی۔ گزہ۔ پھیرا۔ ابر من۔
دیو شیطان۔ خمیر۔ خیر دینے والا۔
فرج۔ شرمگاہ۔ ریاض۔ روضہ کی جمع
جگہ ہے۔

۲۔ بطل۔ کشادگی۔ انقباض۔ تنگی۔
تفحص۔ جستجو۔ جب۔ محبوب۔ مخفی۔
گفت۔ دیہاتی نے کہا۔ زاد۔ مسافر
کاوش۔

۳۔ شگفت۔ صبر۔ لہ۔ بیوقوف
طرا۔ جیب تراش۔ شید۔ کمر۔
بگ۔ بھگ۔ خیر و مردوانہ۔

روستائے ہائے کرد و کوفت دست
دیہاتی نے ہائے کی لہر ہاتھ سر پر ما
گفت نے اس گرگ چوں آہر من ست
(خوب نے) کہا نہیں یہ دیو پیکر بھیڑیا ہے
شکل اواز گرگی او مخبر ست
اس کی شکل اس کے بھیڑیا ہونے کو بتا رہی ہے
می شناسم پنچناں کابے ز مے
میں اس کو پہچانتا ہوں جیسا کہ پانی کو شراب سے
کہ مبادت بسط ۲ ہرگز ز انقباض
(خدا کرے) تجھے تنگی سے فرانی کبھی نصیب نہ ہو
شخصہا در شب ز ناظر محجب ست
رات میں صورتیں آنکھ سے مخفی ہوتی ہیں
دید صائب شب ندارو ہر کسے
رات میں ہر شخص نیک نگاہ نہیں رکھتا ہے
ایں سہ تاریکی غلط آرد شگرف
یہ تین اندھیریاں بڑی غلطی پیدا کر دیتی ہیں
من شناسم بادِ خر گزہ من ست
میں پہچانتا ہوں یہ میرے گدھے کا بچہ کا گدھے ہے
می شناسم چوں مسافر زادرا
میں پہچانتا ہوں جیسا کہ مسافر تو شد کو
روستائی را گریبانش گرفت
دیہاتی کا گریبان پکڑ لیا
بگ و لہیوں ہر دو باہم خوردہ
بگ لہ لہیوں دونوں ملا کر تو نے کھائی ہیں
چوں ندانی مر مرا اے خیرہ سر
اے دیوانے! تو مجھے کیوں نہیں پہچانتا ہے؟

آنکہ داند نیم شب گو سالہ را
 جو آدی رات میں پھڑے کو پہچان لے
 خویش را عارف اے و ولہ کنی
 اپنے آپ کو باخدا اور عاشق بتاتا ہے
 کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست
 کہ مجھے اپنی بھی خبر نہیں ہے
 انچه دی خورم از انم یاد نیست
 میں نے جو کھل کھلایا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہے
 عاقل و مجنون ہضم یا دآر
 مجھے اللہ کا عاقل اور دیوانہ سمجھ
 آنکہ مردارے خورد یعنی نبید
 جو شخص حرام یعنی نبید پی لیتا ہے
 مست و ہنگی را طلاق و بیع نیست
 مست اور ہنگ پینے والے کے طلاق اور بیع معتبر نہیں ہے
 مستی کا یز بُوئے شاہ فرد
 وہ مستی جو یکتا شاہ کی خوشبو سے پیدا ہو
 پس بر او تکلیف چوں باشد روا
 اس کو تکلف بتانا کیسے جائز ہو گا؟
 با ربر گیند چوں آمد عرج
 جب لنگڑا پن آجاتا ہے بوجھ بنا لیتے ہیں
 پنہیں لیس علی الاعرج حرج
 اسی طرح لنگڑے پر گناہ کس ہے
 بارکہ نہد در جہاں خرگڑہ را
 گدھے کے بچے پر بوجھ کون لاتا ہے؟
 سوئے خود اعمی شدم از حق بصیر
 اپنے لئے میں اندھا ہوں خدا کے معاملہ میں بینا ہوں

چوں نداند ہمرہ وہ سالہ را
 وہ دن سدا ساتھی کو کیسے نہیں پہچانتا؟
 خاک در چشم مروت می زنی
 مروت کی آنکھ میں دھول جمعیتا ہے
 در لم گنجا بجز اللہ نیست
 میرے دل میں اللہ کے سوا کسی کی خواہش نہیں ہے
 ایں دل از غیر تحیر شاد نیست
 یہ دل مقام حیرت کے علاوہ کسی چیز سے خوش نہیں ہے
 در چنین بیخوشیم معذور دار
 اس طرح کی مہوشی میں مجھے معذور سمجھ
 شرح او را سوئے معذوراں کشید
 شریعت اس کو معذوروں میں داخل کر دیتی ہے
 ہچو طفل ست او معاف و مطلقے ست
 وہ بچہ کی طرح ہے جو معاف اور آزاد ہے
 صد خم سے در سر و مغز آں نکرد
 شراب کے سونکے بھی سر اور دماغ میں وہ نہیں کر سکتے
 آپ ساقط گشت و شد بدست و پا
 گھوڑا گر گیا ہے اور وہ بے دست و پا ہو گیا ہے
 گفت حق لیس علی الاعفی حرج
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھے پر گناہ نہیں ہے
 نیست رنجے چوں عمی و چوں عرج
 اندھے پن لنگڑے پن کی طرح کئی مصیبت نہیں ہے
 درس کہ وہد یاری بومرہ را
 فاری کا سبق شیطان کو کون پڑھاتا ہے؟
 پس معافم از قلیل و از کثیر
 تو مجھے تھوڑے اور زیادہ سے معافی ہے

۱۔ عارف۔ خدا کی معرفت وہ
 ولہ۔ فریفت، عاشق۔ انچہ۔ یہ بھی
 دیہانی کا مقولہ ہے تحیر۔ حیرانی۔
 عاقل۔ یہ بھی دیہانی کا قول ہے
 نبید۔ یعنی وہ شراب جس کا پینا حرام

ہے
 ح طلاق۔ ماس شافعی کے نزدیک
 شراب سے مہوش کی طلاق اور بیع
 واقع نہیں ہوتی ہے۔ مطلق۔ یعنی
 نکاح سے آزاد شافعی اور اللہ تعالیٰ۔
 لب ساقط گرے ہوئے گھوڑے
 سے بوجھ ہٹا دیا جاتا ہے۔ عرج۔ لنگڑا

پنہ۔
 ح حرج۔ سنگی گناہ عرج۔ لنگڑا
 بومرہ۔ شیطان کی کنیت ہے۔ سوئے
 خود یعنی میں اللہ کے معاملہ میں ہوش
 میں ہوں اور اپنے معاملہ میں بے خبر
 ہوں معاف بخشا ہوں۔ ہ گزر کیا ہوں۔

لاف درویشی زنی و بیخودی
تو درویشی بود بے خودی کی دیکھیں مانتا ہے
ہائے و ہوئے عاشقان ایزدی
اللہ کے عاشقوں جیسی ہائے وہو کرتا ہے
امتحان اے کرد غیرت امتحان
غیرت خلعتی نے تیرا خوب امتحان کیا
ہستی نفی ترا اہیات کرد
تیری ہستی کی نفی کے جھوٹ کا اثبات کر دیا
آپچنیں گیرد رمیدہ صید را
بھاگے ہوئے شکار کو اسی طرح پکڑتا ہے
صد ہزاراں امتحانست اے پدر
ہزاروں آزمائشیں ہیں اس کے لئے
گرداند علمہ اُورا امتحان
اگرچہ عوام اس کو امتحان نہیں سمجھتے

۱۔ امتحان۔ یعنی تیرے دعووں کا
اللہ نے امتحان لیا۔ نفی۔ یعنی تو مقاسمنا
میں پہنچنے کا دعویٰ کر رہا تھا اللہ نے
ثابت کر دیا کہ یہ تیرا دعویٰ غلط ہے۔
۲۔ صد ہزار۔ جب کوئی عشق الہی
کا دعویٰ کرتا ہے اس کی آزمائشیں
شروع ہو جاتی ہیں۔ چوگان۔
خاصاں خدا دعوے کی حقیقت کو
پہچان لیتے ہیں۔ خیاطی۔ ہڈی
پہنا۔
۳۔ اٹلس۔ ایک دشمن کپڑا
سے غلطی۔ قبا۔ دو شاخ۔ دعوے
کے دونوں پہلو یعنی ان کا صحیح یا غلط
ہونا۔ چون بیند زخم لگنے پر ہتھیار
ڈالا دیتا ہے اور اپنے آپ کو قیدی بنا
دیتا ہے۔ زور۔ چکھوا ہوا۔

اشارات در شناختن مدعی کمال را صاحب کمال
مدعی کمال کو صاحب کمال اور عوام کی جانب سے غلطیوں کو
وگزارف غلط از عوام
پہچاننے کے بارے میں اشارہ

چوں گند دعویٰ خیاطی کے
جب کوئی ہڈی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے
کہ برائیں را بشلطاق فراخ
اس کی چوڑی قبا تراش دے
گر نبودے امتحان ہر بدے
اگر ہر برے کے امتحان کا طریقہ نہ ہوتا
خود مختت راز رہ پوشیدہ گیر
بہرے کو زندہ پوش فرض کر
مست مے ہشار چوں شد از دیور
چکھوا ہوا سے شراب کا مست کیسے ہوشیار ہو گیا

افگند در پیش اوشہ طلے ۳
بادشاہ اس کے سامنے اٹلس ڈال دے دیتا ہے
ز امتحان پیدا شود اُورا دو شاخ
(اور) امتحان سے اس کے دونوں پہلو ظاہر ہو جاتے ہیں
ہر مختت در وعا رستم بدے
جنگ میں ہر بیخوار رستم ہوتا
چوں بہ بیند زخم او گرد و اسیر
جب اس کے زخم لگے گا قیدی بن جائے گا
مست حق نماید بخود از نفخ صور
اللہ کا مست صور پھنکنے سے بھی ہوش میں نہیں آتا

بادۂ حق راست باشد نے دروغ
 اللہ کی شراب جی ہوتی ہے نہ کہ بھونٹی
 ساختی خود را جُدید و پایزید
 تو نے اپنے آپ کو جید اور پایزید بنایا
 بد رگی و مہلبی و حرص و آرز
 بد ذالی اور کالی اور حرص اور لالچ کو
 خویش را منصورِ حلاجی گنی
 اپنے آپ کو منصورِ حلاج بنانا ہے
 کہ نہ بشناسم عمر از بولہب
 کہ میں عمر اور بولہب میں فرق نہیں کرتا ہوں
 اے خرے کایں از تو خرابا ورگند
 اے گدھے تیری ان باتوں پر گدھا یقین کر سکتا ہے
 خویش را از رہرواں کمتر شمر
 اپنے آپ کو سالکوں سے کم تر سمجھ
 باز پر از شید و سُوئے عقل تاز
 مکاری سے ہٹ اور عقل کی طرف دھڑ
 خویشتن را عاشقِ حق ساختی
 تو نے اپنے آپ کو خدا کا عاشق بنایا ہے
 عاشق و معشوق را در رستخیز
 قیامت میں عاشق اور معشوق کو
 توچہ خود را گنج و بیخود کردہ
 تو نے اپنے آپ کو دیوانہ اور بدہوش کیا ہے
 رو کہ شناسم ترا از من بچہ
 جا میں تجھے نہیں پہنچاتا ہوں میرے پاس سے بھاگ
 تو تو ہم می گنی از قربِ حق
 تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا گمان کرتا ہے

دُورِ غِ خوروی دُورِ غِ خوروی دُورِ غِ دُورِ غِ
 تو نے چھاپہ بی جتو نے چھاپہ بی ہے چھاپہ چھاپہ
 رو کہ شناسم تیر را از کلید
 کہتا ہے جا میں کلید سے کئی میں تمہارے نہیں کرتا ہوں
 چوں گنی پنہاں بہ شیدائے مکر سناز
 اے مکار! تو مکر سے کیسے چھپالے گا
 آتشی در پنبہ یاراں زنی
 دوستوں کی روٹی میں آگ لگاتا ہے
 بادِ خر گزہ شناسم نیم شب
 گدھے کے بچے کا گزہ آدمی رات میں پہنچا لیتا ہوں
 خویش را بہر تو کور و گر گند
 جو تیری خاطر اپنے آپ کو اندھا بہرا بنالے
 تو حریف رہزنانی گہ مخور
 تو ڈاکوؤں کا ساتھی ہے، گھاس نہ کھا
 کے پرو بر آسماں پڑ مجاز
 نقلی پر آسمان پر کب اڑتا ہے؟
 عشق بادِ یوسیا ہے باختی
 لیکن دہتی کالے شیطان سے کی ہے
 دو بدو بند ندو پیش آرنہ تیز
 اکٹھا ہانڈیں گے اور فوراً پیش کریں گے
 خون رز کو خون مارا خوردہ
 انور کا خون کہاں، تو نے ہمارا پیا ہے
 عارف بیخوشیم و بہلول وہ
 میں عارف (باللہ) مدہوش ہوں اور گاؤں کا بہلول ہوں
 کہ طبع گرد و رنبد از طبق
 کہ طبع بنانے والے طبق سے دور نہیں ہوتا ہے

۱۔ دُورِ غِ چھاپہ۔ رو۔ یعنی تو کہتا
 ہے جاؤ مجھے کچھ خبر نہیں ہے مہلبی۔
 سستی۔ کالی۔ منصور۔ یہ بزرگدوئی
 دھنے کا پیش کرتے تھے ساری لے
 حلاج کہلاتے تھے پنبہ یا زوں۔
 یعنی دوستوں کے حقوق۔ کور و گر۔ یعنی
 بغیر سے اور دیکھے تیری تصدیق کرتا
 رہے۔

۲۔ رہرواں۔ سالکین۔ حریف ہم
 پیش۔ کہ خور۔ بکواس نہ کہہ پر۔ مجاز۔
 مصنوعی پر۔ عاشق و معشوق۔ یعنی
 شیطان اور اس کے پھاری۔ گنج۔
 دیوانہ۔ آسمان۔ خون رز۔ انور کا خون
 یعنی شراب۔

۳۔ رو کہ شناسم۔ یہ بھی اسی بہلولی
 کا قول ہے۔ بہلول۔ مشہور بزرگ
 گزرے ہیں۔ کہ طبق۔ یعنی اللہ
 خالق ہے تو مخلوق کو احوال اس سے
 قرب حاصل ہے۔

صد کرامت دارو کارو کیا ل
 سینکڑوں کراتیں لہ شان و شوکت رکھتا ہے
 موسم دروستت چو آہن می بود
 تیرے ہاتھوں میں موسم لوبا ہوتا ہے
 قرب وحی عشق دارند این کرام
 یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں
 میزند خورشید بر گہسارو زر
 سورج پہاڑ پر بھی چمکتا ہے اور سونے پر بھی
 کہ ازاں نبود خبر مر بیدرا
 کہ بید کے درخت کو اس کی خبر بھی نہیں ہے
 آفتاب از ہر دو کے دار و حجاب
 سورج دونوں تاکب پہنہ رکھتا ہے
 کہ شمار یختہ از وے می خوری
 کہ تو اس کے کئے پھل کھاتا ہے
 غیر زو تر خشک گشتن گویاب
 اس سے بھی زیادہ خشک ہونے کے علاوہ تو اور کیلئے
 غیر خشکی می برد چیزے دگر
 سوائے خشکی کے اور کوئی چیز حاصل کی؟
 کہ بہ عقل آید پشیمانی خورد
 کہ ہوش میں آئے تو شر مندگی اٹھائے
 عقلمائے سختہ حسرت می برند
 پختہ عقلیں حسرت کرتی ہیں
 گرتوزاں مے شیر گیری شیر گیر
 اگر تو اس شراب سے شیر پکڑنا چاہتا ہے تو شیر پکڑ
 ہچو مستان حقائق بر پیچ
 حقائق کے مستوں کی طرح نہ پیچ

اس نمی بنی کہ قرب اولیا
 تو یہ نہیں دیکھتا کہ اولیا کا قرب
 آہن از داؤد موسیٰ شود
 حضرت داؤد کے ہاتھ سے لوبا موسم ہو جاتا ہے
 قرب حق و رزق بر جملہ بست عام
 اللہ کا قرب اور رزق سب کے لئے عام ہے
 قرب بر انواع باشد اے پدر
 بابا! قرب کی قسمیں ہوتی ہیں
 لیک قربے ہست باز رشید را
 لیکن سونے کے ساتھ سورج کا قرب ہے
 شاخ خشک و تر قریب آفتاب
 تر اور خشک شاخ آفتاب کے قریب ہے
 لیک کوآں قربت شاخ طری
 لیکن کہہ دو تر شاخ کی قربت ہے
 شاخ خشک از قربت آں آفتاب
 اس آفتاب کی قربت سے خشک شاخ کو
 ہنگر ایں کال شاخ خشک از قرب خود
 یہ دیکھ کر سورج کے قرب سے اس خشک شاخ کئے
 آسچنال آستے مباش اے بے خورد
 اے بے عقل! تو ایسا مست نہ بن
 بلکہ ذال مستال کہ چوں مے می خوردند
 بلکہ مستوں میں سے (بن) کہ جب شراب پیتے ہیں
 اے گرفتہ ہچو گر بہ موش پیر
 اے وہ کہ جس نے مٹی کی طرح بوز چاچو پکڑا ہے
 اے نخوردہ از خیال جام پیچ
 اے وہ کہ تو نے جام کے خیال سے کچھ بھی نہیں پیا

۱ کارو کیا۔ شان و شوکت یعنی اولیاء کا قرب محض خالق مخلوق والا قرب نہیں ہے وہ خاص قرب سے۔ آہن حضرت داؤد کو جو قرب الہی حاصل تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کے ہاتھ میں لوبا موسم بن جاتا تھا محض خالقیت اور مخلوقیت کے تعلق سے یہ بات پیدا نہیں ہوتی۔ قرب حق۔ اللہ ہر انسان کی شدگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے اور اپنی رزاقیت کے اعتبار سے بھی سب سے قریب ہے۔ یہ قرب تو سب ہی کو حاصل ہے۔ کرام۔ جو اللہ کے دربار کے مقرب ہیں۔ ان کو عشق کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

۲ شید۔ خورشید کا مخفف ہے۔ بید۔ بے پھل درخت سے دوسرے درختوں کے پھل سورج کے قرب سے پکتے ہیں۔ بید کہاں قرب سے کوئی فائدہ نہیں ہے کہ شمار تر شاخ پر سورج کی وجہ سے پھل آتے ہیں اور پکتے ہیں۔ شاخ خشک۔ خشک شاخ کو سورج کا قرب اور خشک کرے گا۔

۳ آسچنال مستے۔ یہ غیر واقعی مستی کا اظہار شرمندگی کی موجب ہوگا بلکہ کالمین کی دیوانگی عقل مندوں کے لئے باعث شہ خشک ہے۔ موش پیر یعنی دنیا کی ناقص دولت۔ مے یعنی عشق۔ شیر کہ۔ گیر۔ یعنی معارف الہیہ اے نخوردہ جام حقیقت پینا تو درکنار اس کا تصور بھی نہیں حاصل ہوا۔

می فقی آنسو وایں سو مست دار
 تو مستوں کی طرح ابھر ابھر کو گرتا ہے
 گریں بدایں سو راہ یابی بعد ازاں
 اگر اس کے بعد تو اس طرف رہ یاب ہو جائے
 جملہ ایں سوئی ازاں سو گپ مزین
 تو بالکیہ اس جانب کاہ ہے اس جانب کی گپ نہ بد
 آں خضر جاں کز اجل نہر اسد او
 وہ خضر کی جان والا جزیت سے نہ گھبرائے
 کام از ذوق تو ہم خوش گنی
 وہی ذوق سے تو طلق کو خوش کر رہا ہے
 پس بیک سوزن ہی گردی زباد
 تو ایک سوئی سے ہوا سے خالی ہو جائے گا
 کوزہا سازی زبرف اندر شتا
 تو جلاڑوں میں برف سے پالے بناتا ہے

اے تو ایں سو عیستت آنسو گزار
 اور تو ابھر کا ہے تیرا ابھر گزرا بھی نہیں ہے
 کہ بدیں سو گہ بدایں سو سر فشال
 کبھی ابھر کو کبھی ابھر کا سر جھک
 چوں نداری موت ہرزہ جاں ممکن
 جب تجھے موت نہیں آ رہی ہے تو خلوک و نزع طاری نہ کر
 شاید ار مخلوق را شناسد او
 اگر وہ مخلوق کو نہ پہچانے اس کے لئے مناسب ہے
 دردی در خیک خود پریش گنی
 تو اپنی مشک میں پھونک بھر رہا ہے اور اس کو پر کر رہا ہے
 آتچنیں قربہ تن لاغر مباد
 کز وہ جن ولا اس طرح کا قربہ نے بنے
 کے گند چوں تاب بیند آں وفا
 وہ جب گری دیکھے گا وفا داری کب کرے گا۔

نہ ایں سو۔ عالم ناسوت۔ آنسو۔
 عالم ملکوت۔ گریں سو۔ اگر انسان
 حقیقت تک پہنچ جائے تو پھر شوق
 سے وجد کرے چوں غلامی۔ جب
 موت کا وقت نہیں ہے تو خلوک و نزع
 اپنے لو پر نزع طاری کرتا حماقت
 ہے۔ آں خضر جاں۔ یعنی فنا فی اللہ
 کے مقام پر پہنچ کر انسان مخلوق کو نہ
 پہچانے تو کوئی مضاقت نہیں ہے۔

۲۔ خیک۔ مشک۔ پس۔ مست
 حق کسی تکلیف سے نہیں گھبراتا فرضی
 شیخ کی حقیقت معمولی تکلیف واضح
 کر دیتی ہے کوزہ۔ برفانی ملکوں
 میں موسم سرما میں بچے برف کے
 کھولنے بنا لیتے ہیں۔

۳۔ شغال۔ گیند۔ اس حکایت کا
 مقصد یہ ہے کہ فرضی شیخ کی مثالیں
 گیند کی سی ہے جس نے رنگین ہو کر
 مہر ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔ رنگ۔
 تاخیر طاؤس۔ مہر۔ علیین۔ جنت۔
 ہولال۔

افقادیں شغال ۳ درخم رنگ و رنگیں شدن وے ود عوائے
 گیند کا رنگ کے منگے میں گر جانا اور اس کا رنگین ہو جانا اور
 طاؤسی نمودن در میان شغالات دیگر

گیندوں میں مہر ہونے کا دعویٰ کرنا

آں شغالک رفت اندر خم رنگ
 وہ ذلیل گیند رنگ کے منگے میں (گر) گیا
 پس برآمد پوستش رنگیں شدہ
 پھر نکلا تو اس کی کھل رنگین ہو گئی تھی
 پشم رنگیں رونق خوش یافتہ
 رنگیا ہوں نے عمدہ رونق حاصل کر لی تھی
 دید خود را سرخ و سبز و بود وزرد
 اس نے اپنے آپ کو سرخ اور ہبز اور لال اور پیلا دیکھا
 اندراں خم کر دیک ساعت درنگ
 وہ اس منگے میں تھوڑی دیر ٹھہرا
 کہ منم طاؤس غلتین شدہ
 اس نے کہا کہ میں تو جنت کا مہر ہو گیا ہوں
 آفتاب آں رنگہا بر تافتہ
 سورج نے ان رنگوں کو چکا دیا تھا
 خوشستن را بر شغالات عرضہ کرد
 اپنے آپ کو گیندوں پر پیش کیا

جملہ گفتند شغالک حل چست
 سب نے کہا اے حقیر گنڈا تیرے کیا حال ہے؟
 از نشاط ازما کرا نہ کردہ
 مستی سے تو ہم سے جدا ہو گیا ہے
 یک شغالے پیش اوشدکے فلاں
 ایک گنڈا اس کے سامنے گیا کہ لو فلاں
 شید کردی تابه منبر بر جہی
 تو نے مکر کیا تاکہ تو منبر پر چڑھے
 بس بکوش یدی ندیدی گرمیے ۲
 تو نے بہت کوشش کی لیکن گرمی نہ دیکھی
 صدق و گرمی خود شعار اولیاست
 سچائی اور گرمی اولیاء کا شعار ہے
 کالتفات خلق سوائے خود کشند
 تاکہ مخلوق کی توجہ اپنی طرف کر لیں
 کہ ترا در سر نشاطے ملتویست
 کہ تیرے سر میں ایک چمچہ مستی ہے
 ایں تکبر از گجا آوردہ
 تو یہ تکبر کہوں سے لایا ہے؟
 شید کردی تا شدی از خوشدلاں
 تو نے مکر کیا یہاں تک کہ تو خوشدل بن گیا
 تا زلاف ایں خلق را حسرت وہی
 تاکہ ذلیکوں سے ان لوگوں کو حسرت دلائے
 بس زشید آوردہ بے شرمیے
 تو نے مکاری سے بہت بے شرمی حاصل کر لی
 باز بے شرمی پناہ ہر دعاست
 پھر بے شرمی ہر جگہ کی پناہ ہے
 کہ خویشم واز دروں بس تا خوشند
 کہ ہم خوش ہیں حالانکہ اندر سے بہت رنجیدہ ہیں

چرب کردن مرد لانی لب و سبلت خود را ہر بامداد
 ایک نیشی خورے کا ہونٹ اور مونچھوں کو ہر صبح کو دُنب کے چمڑے سے چکنا
 پوست دُنب و برواں آمدن میان حریفان کہ چنیں و چنناں خوردہ ام
 کرنا اور دوستوں میں باہر آنا کہ میں نے ایسا ایسا کھانا کھلایا ہے

دُنب ۳ پارہ یافت شخصے مستہاں
 ایک ذلیل شخص نے دُنب کی کھال کا ٹکڑا پالیا
 در میان مُنعماں رفتے کہ من
 مالداروں میں جاتا کہ میں نے
 دست بر سبلت نہادے در نوید
 خوشخبری دیتے وقت مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہے
 کایں گواہ صدق گفتار من ست
 کہ یہ میری بات کے سچے گواہ ہیں
 ہر صبا چرب کردے سبلتاں
 ہر صبح کو دُنبوں مونچھوں کو چکنا کرتا
 لوت چربے خوردہ ام در انجمن
 ایک مجلس میں مرغن غذا کھائی ہے
 رمز یعنی سوائے سبلت بنگرید
 اشدہ تھا یعنی مونچھیں دیکھو
 ویں نشانِ حرب و شیریں خوردہ نست
 اور یہ چکنی اور لذیذ غذا کھانے کی علامت ہے

۱۔ ملتوی۔ لپٹنے والا۔ کرنا۔ کھانا۔
 تابه منبر۔ چونکہ مولانا نے گنڈے سے
 بھولی شیخ مراد لیا ہے لہذا اس کے لئے
 منبر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔
 ۲۔ گرمیے۔ یعنی حقیقی عشق کی
 گرمی۔ شعار۔ علامت نشان۔
 چرب کردن۔ مولا نے بھولی شیخ
 کی حالت کو اس نیشی خورے کی
 حکایت سے سمجھایا ہے جس کا باطن
 خالی ہے۔ ظاہر چکنا چڑا ہے۔
 ۳۔ دُنب۔ چمڑی۔ مُنعماں۔
 ذلیل۔ سبلتاں۔ دُنبوں مونچھیں۔
 منعماں۔ مالدار لوگ۔ لوت چربے
 چکنی غذا۔ رمز۔ یعنی مونچھوں پر ہاتھ
 پھیر کر اشدہ کرنا تھا کہ ان کی چکنائی
 میری گواہ ہے۔

اشکمش گفتمے جواب بے طنین

اس کا پیٹ بلا آواز جواب دینا
لاف تو مارا براتش بر نہاد
تیری شجی نے ہمیں انگڑوں پر رکھ دیا ہے

گر نبوے لاف زشتت اے گدا
اے بھکاری! اگر تیری بری شجی نہ ہوتی
راست گر گفتمی و کج کم باختی

اگر تو کج بولتا اور کج گوئی کا کھیل نہ کھیلتا
وَر نمودی عیب و کم کر دی بجفا
اگر تو عیب ظاہر کر دیتا اور ظلم نہ کرتا

گفت بحق کہ کج مجاہبا گوش و دم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کان اور دم کو پڑھا ہلا
کہف اندر کڑ ٹھپ اے قلم

اے بے غلطی! فکر کے اندر ٹیڑھا رہو
وَر نگوئی عیب خود بارے شمش
اگر اپنا عیب نہیں بتاتا ہے تو چپ رہو

برسبال ۳ چرب خود تکیہ ممکن
اپنی چکنی مونچھوں پر بھروسہ نہ کرو
گرتو نقدے یافتی مکشاد ہاں

اگر تجھے کچھ نقدی مل گئی ہے تو ب کشتی نہ کرو
سنگہائے امتحان رانیز پیش
آزمائش کے پتھروں کے لئے بھی مد پیش ہیں

گفت یزداں از ولادت تا کسین
خدا نے فرمایا ہے کہ پیدائش سے موت تک
امتحان بر امتحانست اے پدر

ہلا آزمائش پر آزمائش ہے

کہ اَبَادَ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِيْنَ

کہ اللہ کافروں کے مکر کو برباد کرے
کاں سبال چرب تو برگندہ باد
خدا کرے تیری چکنی مونچھیں اکھڑیں

یک کریمے رحم آوردے بما
تو کوئی تھی ہم پر رحم کرتا
یک طیبے داروئے ما ساختی

تو ہمارے علاج کے لئے ایک طیبہ پیدا کر دیتا
ہم بدے مہملی یک آشنا
کسی آشنا کی جانب سے مہملی ہو جاتی

يَنْفَعَنَّ الصّٰدِقِيْنَ صِلَقَتُهُمْ
بچوں کو ان کا سچ ضرور فائدہ دے گا
انچہ داری وانما و فلستقم

جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دے پھر سیدھا چل
از نمائش وز غل خورا ملش
ریا اور فریب سے اپنے آپ کو ہلا کہ نہ کرو

زانکہ گربہ برد و نوبہ لے سخن
اس لئے کہ نبی بلاشبہ چکدی لے گئی ہے
ہست درہ سنگہائے امتحان

راست میں آزمائش کے بہت سے پتھر ہیں
امتحانہا ہست در احوال خویش
اپنے احوال میں بہت سے امتحانات

يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عِلْمٍ مَّرَّتَيْنِ
ہر سال میں دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں
ہیں بکتر امتحان خود را مخر

خبردار کتر آزمائش پر خود پسندی نہ کرو

اشکمش۔ اس کا پیٹ لاؤ تو
مونچھوں کی چکنائی اور شجی کی جھج سے
سب اعضاء بھوکے رہے تو انہوں
نے مونچھوں کو بد دعا دی۔ سبال۔
سبالت کی جمع، مونچھیں۔ راست۔
اگر بھوکا اظہار کرتا تو کوئی تھی کھانا کھلا
دیتا۔

۲۔ گفت حق۔ بہت سی آیتوں کا
مفہوم ہے کہ انسان کو غلط بیانی نہ کرنی
چاہئے بچوں کو ان کی چکنی لاملہ مفید
ہوتی ہے کہف۔ برائی کو چھپانا چاہیے
اس کا اظہار کر کے علاج کرنا چاہیے
ورگوئی۔ اگر انسان کا باطن برا ہے تو کم
از کم بھلائی کی شجی تو نہ ملے۔

۳۔ برسبال۔ مصنوعی سکی پر شجی نہ
مدنی چاہیے وہ زائل ہوگی اور مولیٰ ہو
گی جیسا کہ شجی خورے کے واقعہ میں
بیان ہوا کہ چکدی کو بلی لے گئی تو وہ
رہا ہوا۔ گرتو۔ اگر انسان کو مکمل کا کوئی
مقام حاصل ہو تو اس کا فخر یہ اظہار نہ
کرتا پھر سے سنگہائے امتحان۔ یعنی
لولیاء اللہ جو کھرے کھولنے کو پرکھ
لیتے ہیں پھر یہ لولیاء جو امتحان کی
کسوٹی ہیں خود ان کا بھی امتحان ہوتا
ہے۔ حین۔ موت۔ یفتنون۔ یہ آیت
اگرچہ منافقین کے بارے میں ہے
لیکن اس طرح کی آزمائشیں مومنین
کی بھی ہوتی ہیں۔ امتحان۔ ایک
آزمائش کے بعد دوسری آزمائش ہوتی
ہے کسی کوئی آزمائش میں پورا اترنے
کی وجہ سے انسان میں خود پسندی نہ
آنی چاہئے۔

ز امتحانات قضا ایمن مباشش ہیں زر سوائی برس اے خولجہ پاتاش
تقدیر خداوندی کے امتحانات سے مطمئن نہ ہو اے پیر بھائی! رسوائی سے ڈر

ایمن بودن بلعم باعور کہ امتحان کرد حضرت عزت
بلعم باعور کا مطمئن ہو جانا کہ خدا نے اس کا امتحان کر لیا ہے

اور اواز انہار و آمدہ بود

اور اس سے دعا ہے کہ تابت ہو اتقا؟

بلعم باعور و پلپیس لعین ز امتحانِ آخریں گشتہ مہیں

بلعم باعور اور ملعون شیطان آخری امتحان سے ذلیل ہو گئے

زانکہ بودند ایمن از مکرِ خدا کامتجانہا رفت اندر ماضی

کیونکہ وہ اللہ کے داذ سے بے خوف تھے کہ پہلے بہت سے امتحانات ہو چکے ہیں

عاقبت رسوائی آمد بارشاں این شنیدہ باشی از اخبارِ شال

انجام کا وہ رسوا ہو گئے تو نے ان کی خبروں میں یہ بات سنی ہو گی

اؤ بد عویٰ میل دولت می گند معده ۲ اش نفرین سبالت می کند

وہ دعوے کے ذریعہ دولت کی طرف جک رہا ہے اس کا معده مونچھ پر لعنت بھیج رہا ہے

کانچہ پنہاں می کند پیدائش کن سوخت مارا اے خدا رسواش کن

اے خدا جو وہ چھپا رہا ہے اس کو ظاہر کر دے اے خدا اس نے ہمیں جلا ڈالا اس کو رسوا کر دے

جملہ اجزائے تنش حصم ویند کر ز بہارے لافد ایشاں درقہ بند

اس کے جسم کے سب اعضا اس کے دشمن ہیں موسم بہار کی شنی ملتا ہے وہ موسم خزاں میں ہیں

لاف ۳ وا داؤ کر مہامی گند شاخ رحمت راز بن برمی کند

شنی کریموں کو لونا دیتی ہے رحمت کی شاخ کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے

راتی پیش آریا خاموش کن وانگہاں رحمت بہین و نوش کن

ج بول یا پ وہ جب رحمت کو دیکھ لہر حاصل کر

آں شکم حصم سبال اؤ شدہ دست پنہاں در دُعا اندرز وہ

وہ پیٹ اس کی مونچھوں کا دشمن بنا چھے ہاتھوں دعا میں لگ گیا

کائے خدا رسوا کن اس لاف لٹام تا کجبد سوائے ما رحم کرام

کہ اے اللہ کہینوں کی اس شنی کو رسوا کر دے تاکہ بھلوں کا رحم ہمارے لئے حرکت میں آئے

۱ خولجہ پاتاش۔ یعنی پیر بھائی۔

ایمن بودن۔ بلعم لہر شیطان دلوں

ابتدائی کامیابیوں پر مغرور ہو گئے اور

تباہ ہوئے۔ لعین۔ ذلیل، حقیر۔

ماضی۔ گزشتہ زمانہ۔ بود غوی۔ نصحتیں

کرنے کے بعد پھر اب سچی خورے

کافہ شروع کیا ہے

۲ معده ۲۔ چونکہ مونچھوں کی

چھ سے معده بھوکا رہا اس لئے

مونچھوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ کانچہ۔

معده کی یہ دعا ہے۔ درقہ بند۔ یعنی

در زمانہ بلو سے اندازے خزاں کا مہینہ

ہے

۳ لاف۔ انسان کی شنی،

انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے

منافی ہوتی ہے۔ سبال۔ مونچھیں۔

لٹام۔ لکھیم کی جمع۔ کہین۔

مُستجاب آمد دعائے آل شکم
اس پیٹ کی دعا مقبول ہوئی
گفت حق گر فاقی و اہل صنم
خدا نے فرمایا خولا تو فاق ہے اور بت پرست
تو دعا راحت گیروی شخول
تو خوب دعا کر اور رو

بُردن گربہ دُنِبہ را و رُساو شدن پہلوان
بلی کا دنبہ (کی کھل) کو لے بھاگنا اور پہلوان کا رسوا ہونا

چوں شکم خود را بخضرت ۲ در سپرد
جب پیٹ نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا
از پس گربہ دوید اومی گریخت
بلی کے پیچھے دوڑا وہ بھاگ گئی
آمد اندر انجمن آل طفل خورد
وہ چھوٹا بچہ مجمع میں آیا
گفت آل دُنِبہ کہ ہر صبحی بدال
کہنے لگا کہ وہ دنبہ کی کھل جس سے ہر صبح کو
گربہ آمدنا گہانش در ربود
بلی آئی اور اچانک اس کو لے بھاگی
پہلواں ۳ در لاف گرم و ذوقناک
پہلوان نے شیخی کی گرمی اور ذوق میں
منفعیل شد در میان انجمن
مجمعہ میں شرمندہ ہو گیا
خندہ آمد حاضران را از شکفت
تعجب سے حاضرین کو ہنسی آ گئی
دعوش کردند و سیرش داشتند
انہوں نے اس کی دعوت کی اور اس کا پیٹ بھر دیا

۱۔ مُستجاب۔ قبول شدہ۔ شخول۔
اس کا سینہ ہے شخولیدن۔ روٹا چلانا۔
۲۔ حضرت۔ دربار خداوندی۔
رنگ ریخت۔ یعنی لڑکا بلی کے پیچھے
بھاگا جب کامیاب نہ ہوا تو باپ کے
ڈرے اس کا رنگ بدل گیا۔ انجمن۔
یعنی وہی مجمع جہاں وہ شیخی بگھلاتا تھا۔
لانی۔ شیخی بگھلانے والا۔ کہی۔ گفت
یعنی بچے نے اپنی سادگی سے سداقت
بیان کر دیا جس سے شیخی خورے کا
جھوٹ کھل گیا۔
۳۔ پہلواں۔ یعنی وہی شیخی خور۔
اس قصہ یعنی یہ بات کہ بچے نے
جگس میں جا کر راز کھدیا ہے۔ رجمہا۔
یعنی ان کو اس کے افلاس پر رجم آنے
لگا۔

گربہ آمد پوست آل دُنِبہ بُرد
بلی آئی 'دنبہ کی کھل لے بھاگی
کودک از ترس عتابش رنگ ریخت
اس کے غصے کے ڈرے بچہ کا رنگ بدل گیا
آبروئے مرد لانی را بُرد
اس نے شیخی خورے کی آبرو کھو دی
چرب میگردے لبان و سبلتان
وہ ہونٹ اور مونچھیں چکنی کرتا تھا
بس دویدیم و نگر و آں پیچ سود
میں بہت دوڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا
چوں شنید ایں قصہ گشت از غم ہلاک
جب یہ قصہ سنا رنج سے ہلاک ہو گیا
سرفرو بُرد و خمش گشت از سخن
سرجھکا لیا اور بات سے خاموش ہو گیا
رجمہا شاں باز جنبیدن گرفت
ان کا رجم پھر حرکت کرنے لگا
تخم رحمت در زمینش کا شتند
مہربانی کا بیج اس کی زمین میں بویا

اوپو ذوقِ راتِ دید از کرام
بے تکبر راتِ راشد غلام
جب اس نے شریفوں میں سچائی کا ذوق دیکھا
بغیر تکبر کے سچائی کا غلام بن گیا
راتی را پیشہ خود کن مدام
تاشوی در ہر دو عالم نیکنام
سچائی کو ہمیشہ کے لئے اپنا پیشہ بنا لے
تاکہ تو دونوں جہان میں نیکنام ہے

دعویٰ طاوسی کردن آں شغال کہ در خم صباغ افتادہ بود
اس گیند کا مور ہونے کا دعویٰ کرنا جو رنگریز کے مسکے میں گر گیا تھا

آں شغال رنگ رنگ اندر نہفت
اس رنگ برنگ کے گیند نے آہستہ سے
بنگر آخر در من و در رنگ من
آخر مجھے اور میرے رنگ کو دیکھ
چوں گلستاں گشتہ امصدر رنگ و خوش
چوں باغ کی طرح سورنگوں والا اور حسین ہو گیا ہوں
کز فخر و آب و تاب و رنگ ہیں
شان و شوکت و رفیق اور چمک اور رنگ دیکھ
مظہر لطفِ خدائی گشتہ ام
میں اللہ کے کرم کا مظہر بن گیا ہوں
اے شغالاں ہیں مخوانیدم شغال
اے گیندو! خبردار مجھے گیند نہ کہو
آں شغالاں آمدند آنجا بجمع
وہاں سب گیند جمع ہو گئے
پس چه خوبصورت بگوائے جوہری
تو اے جوہری بتا ہم تجھے کیا کہا کریں؟
پس بگفتندش کہ طاؤسانِ جاں
تو انہوں نے اس سے کہا کہ رماہوں کے مور
تو چناں جلوہ گنی گفتا کہ نے
تو ایسا جلوہ دکھائے گا اس نے کہا نہیں

۱۔ ذوقِ راتِ۔ یعنی سچی بات کو شرفاً پسند کرتے ہیں تو وہ خود سچائی کا پابند ہو گیا۔
۲۔ صباغ۔ رنگریز۔ بنا گوش کان کی اور شمن۔ بتوں کا پجاری۔ مظہر۔ چونکہ میں انتہائی حسین ہوں لہذا میں خدا کی مہربانی کا مظہر ہوں اور اس کی کبریائی کی شرح کی تھی ہوں۔
۳۔ لوح۔ یعنی میرے وجود سے اس کی عظمت کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔ جوہری۔ وہ گیند جو زمین ہو گیا تھا۔ مشتری۔ مشہور ستارہ ہے جلوہ۔ طاؤس کا نعل مشہور ہے۔

یا نگاہ طاؤساں گنی گفتا کہ لا
تو مہوں کی بولی بولتا ہے اس نے کہا نہیں
خلعت طاؤس آید آساں
طاؤس کا لباس آسان سے اترتا ہے
ورتو دعویٰ مکنی معنی پیدار
اگر تو دعویٰ کرتا ہے، حقیقت پیش کر

دعویٰ کردن فرعون الوہیت را تشبیہ کردن اورا
فرعون کا خدا کی کا دعویٰ کرنا اور اس کو اس گیند کے مشابہ
بدان شغال کہ دعویٰ طاؤسی می نمود
بتانا جس نے سورہ نے کا دعویٰ کیا

ہچو فرعون مرصع کردہ ریش
فرعون کی طرح جس نے داڑھی کو جزاؤ کرا کر
اوہم از نسل شغال مادہ زاد
وہ بھی گیند ہی کی نسل سے پیدا ہوا تھا
ہر کہ دید آں مال و جاہش سجدہ کرو
جس نے اس کا مال اور درجہ دیکھا اسے اس کو سجدہ کیا
گشت مستک آں گدائے ژندہ دلق
وہ پھٹی گڈری والا فقیر مست ہو گیا
مال ۳ مار آمد کہ دروے زہر ہاست
مال ۳ مار ہے جس میں بہت سے زہر ہیں
ہائے اے فرعون ناموسی ملکن
اوس اے فرعون! معزز نہ بن
سوئے طاؤساں اگر پیدا شوی
اگر تو مہوں کے سامنے آئے گا
موسیٰ وہاروں چو طاؤساں بدند
حضرت موسیٰ اور ہاروں چونکہ مہ تھے

پس نہ طاؤس خولجہ بوالعلا
تو اے بڑائیوں والے خولجہ تو مہ نہیں ہے
کے زنی از رنگ دعویہا بدان
دعویوں کی رنگینی سے تو اس تک کہ پہنچ سکتا ہے
گہ مخور ورنہ پس گردن مخار
بکواس نہ کر ورنہ کہ پھر گردن نہ کھجاتا

یا ہانگ۔ مہوں کی لوگ بھی بھلی
ہوتی ہے خلعت مہوں کو جو حسیں
لباس ملا ہے وہ قدرتی ہے گردن
خمار۔ انسان شرمندگی میں گردن
کھانے لگتا ہے مرصع فرعون نے
اپنی داڑھی میں پتی موتی پرور کھے
تھے برتر۔ فرعون نے حضرت موسیٰ
سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

۲ خریش۔ خری اش۔ لوہم۔ وہ
فرعون اسی گیند کی نسل سے تھا جو
عارضی رنگ کی چیز سے اپنے آپ کو
مہ کہلانا چاہتی تھی۔ مالے اس
فرعون پر مال و جاہ کا عارضی رنگ تھا۔
اوسیاں۔ فرعون کو سجدہ کرنے والے
بہت سے وہ جو جنس مذاق اور دل لگی
کے لئے سجدہ کرتے تھے مستک۔
میں کاف خنجر کے لئے ہے۔ گدا
فرعون کو گدا اس لئے کہا ہے کہ وہ
حقیقت سے تمی بہت تھا۔

۳ مال۔ دولت انسان کو اس طرح
ہلاک کرتی ہے جس طرح سانپ
ہلاک کرتا ہے۔ ناموسی معززین۔
طاؤساں۔ جو حقائق کے مالک
ہیں۔ موسیٰ حضرت موسیٰ اور ہاروں
نے معجزوں کے ذریعہ اس کو رسوا کر
دیا۔

واں قبول و سجدہ خلق اثر ہاست
لوگوں میں مقبولیت اور ان کا سجدہ کرنا اثر دیا ہے
تو شغالی ہیچ طاؤسی ملکن
تو گیند رہے مہ پن نہ جتا
عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
جلوہ (دکھانے) سے عاجز اور رسوا ہو جائے گا
پر جلوہ برسر و زویت زدند
انہوں نے جلوے کا پر تیرے سر اور منہ پر مار دیا

سَرنگوں اُفتادی از بالاسیت

تو اپنی بلندی سے لوندھا گرا

نقش شیری اُرفت و پیدا گشت کلب

تیرے شیر ہونے کی صورت چل گئی اور کتا ظاہر ہوا

پوستین شیر رابر خود میپوش

شیر کی کھال اپنے لوپر نہ پہن

نقش شیر وانگہ اخلاق سگان

شیر کی صورت اور پھر کتوں کے اخلاق

ہیچ بر خود ظن طاووسی مہر

اپنے لوپر مہر ہونے کا گمان ہرگز نہ کر

خوار و بے رونق بمانی درمیاں

تو درمیاں میں ذلیل اور بے آبرو رہ جائے گا

زشتیت پیدا شد و رسوائیت

تیرا بھدا پن اور رسوائی واضح ہو گئی

چوں محک دیدی سیاہ گشتی چو قلب

جب تو نے رسوائی دکھی کھونے کے کی طرح سیاہ پڑ گیا

اے سگ گرگین زشت از حرص و جوش

اے بھدے گرگ نما کتے حرص اور جوش میں

عزّہ شیرت بخواید امتحان

شیر کی گرج تیرا امتحان لے لے گی

اے شغال بے جمال و بے ہنر

اے بدصورت بے ہنر گیدڑ

زانکہ طاووساں کنندت امتحان

کیونکہ مہر تجھے آزمائیں گے

تفسیر و تَعْرِفَتُهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ در بیان امتحان منافقان

"اور تم ان کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے" کی تفسیر منافقوں کے امتحان کے ذیل میں

یک نشان سہل ترز اہل نفاق

منافقوں کی ایک آسان پہچان

واشناسی مرورا در لحن و قول

تم اس کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے

امتحانے می گنی اے مشتری

اے خریدار! تو امتحان کر لیتا ہے

تاشناسی از ظنیں سے اشکتہ را

تاکہ تو آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لے

بانگ چاؤوش ست پیشش می رود

آواز نقیب ہے جو آگے آگے چلتا ہے

ہیچو مصدر فعل تصریفش کند

جیسا کہ مصدر ہے فعل اس میں تغیر کر دیتا ہے

گفت یزداں مرنبی را در مساق

نبی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے سابق میں بتا دی

گر منافق زفت باشد نغزو ہول

خولہ منافق مونا خوبصورت اور بارعب ہو

چوں سفالین کوزہا را میخری

جب تو مٹی کے پیالے خریدتا ہے

می زنی دستے براں کوزہ چرا

تو اس کوزے پر ہاتھ کیوں ملتا ہے؟

بانگ اشکتہ دگر گوں می شود

ٹوٹے ہوئے کی آواز دھری طرح کی ہوتی ہے

بانگ می آمید کہ تصریفش کند

آواز آتی ہے تاکہ اس کی پہچان کر دے

۱۔ نقش شیری۔ جھوٹی خدائی باطل مہوگئی اور حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اے سگ۔ فرعون کو خطاب ہے۔ غرہ۔ شیر نے پر امتحان ہوگا کہ شیر کی سی دھڑک بھی ہے یا نہیں۔

۲۔ مساق۔ یعنی سیاق کلام اللہ بعض نسخوں میں لفظ مشاق ہے جس کے معنی ہیں عہد کی جگہ اس سے بھی مراد قرآن پاک ہے۔ گر منافق۔ اگرچہ منافقوں کی ظاہری صورت بھی معلوم ہوگی لیکن ان کی آواز ان کی حقیقت کھل جائے گا۔ چوں سفالین۔ یہ اس کی مثال ہے کہ آواز سے حقیقت کھل جاتی ہے۔

۳۔ ظنیں۔ گھمناسبت۔ چاؤوش۔ نقیب جو بادشہ کے آگے چلتا ہے آواز بھی حقیقت کے لئے پیشرو ہے۔ ہیچو مصدر۔ فعل پر نظر کر لی جائے اگر اس میں تعلیل ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصدر بھی معلول ہے جیسا کہ قام اور قیانا سے قام میں واؤ الف سے بدلا ہے تو قیانا میں واؤیا سے بدلا، اول۔

چوں حدیث امتحان اروی نمود
جب امتحان کی بات سامنے آئی
پیش ازیں زانِ گفتہ بودم اندکے
اس سے پہلے میں نے تمہوڑا سا کہہ دیا تھا
خواتم گفتن درآں حقیقہا
میں اس میں کچھ تحقیقیں بیان کرنا چاہتا تھا
جملہ دیگرز بسیار قلیل
اس کے بہت سے میں سے کچھ تمہوڑا سا دوسرا جملہ
گوش گن ہدوت رادوت را
گوش گن ہدوت اور ہدوت کے بارے میں
سن لے ہدوت اور ہدوت کے بارے میں

یا دم آمد قصہ ہدوت زود
مجھے فوراً ہدوت کا قصہ یاد آ گیا
خود چہ گویم از ہزارش یکے
میں کیا کہوں اس کے ہزاروں میں سے ایک
تاکنون وا ماندم از تعویقہا
لیکن رکاوٹوں کی وجہ سے اب تک رکا رہا
گفتہ آید شرح یک عضو ز پیل
کہہ دیا جائے جو ہاتھی کے ایک عضو کی شرح ہوگی
اے غلام و چاکراں ماڑوت را
اے وہ کہ ہم تیرے چہرے کے غلام اور خادم ہیں

قصہ ہاڑوت و ماڑوت و دلیری ایشان بر امتحان حق تعالیٰ
ہدوت و ہدوت کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر ان کی دلیری

گوش دل را یک نفس ایں سو بدار
تمہوڑی دیر کے لئے کان کو اس طرف متوجہ کر
مست بودند از تماشائے الہ
وہ اللہ کے دیدار سے مست تھے
آچنہیں مستی ست ز استعداد حق
اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈھیل میں ایسی مستی ہوئی ہے
دانہ دامن چنیں مستی نمود
اس کے جل کے دانہ نے ایسی مستی دکھائی
مست بودند در ہیدہ از کند
وہ مست تھے اور پھندے سے آزاد تھے
یک کمین و امتحان در راہ بود
ایک گھات اور امتحان ہدوت میں تھا
امتحان میکرد شاں زیر و زبر
امتحان ان کو الٹ پلٹ کر رہا تھا

تا گویم ہاتو از اسرار یار
تاکہ میں تجھ سے دوست کے کچھ راز بیان کروں
وز عجا بہائے استاد راج شاہ
اور شاہ اللہ کے عجائب کی ڈھیل سے
تاچہ مستیہا دہد معراج حق
تو اللہ تعالیٰ کی جانب عروج کیا مستیاں دیتا ہوگا؟
خوان انعامش چہاد اند کشود
اس کے انعام کا خون کس قدر مستیاں پیدا کرتا جانتا ہوں گا
ہای و ہوائے عاشقانہ می زوند
عاشقوں کی طرح ہائے دعا کے نعرے لگاتے تھے
صرصرش چوں کاہ گہ رامی ربود
جس کی آمدی پہاڑ کو سنبھلنے کی طرح لے اڑی
کے بود سرمست راز نہا خبر
مست کو اس کی کب خبر ہوئی ہے؟

۱۔ امتحان۔ آزمائش سے رسوائی کی بات پر ہدوت و ہدوت کا قصہ یاد آ گیا چونکہ وہ بھی امتحان کی وجہ سے رسوا ہو ڈھیل ہوئے ہیں۔ از ہزاروں۔ ہدوت و ہدوت کے قصے کے اسرار میں سے بہت تمہوڑا بیان کیا تھا۔ خواتم۔ ہدوت و ہدوت کے قصے کے اسرار بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن موع پیش آگئے تھے۔

۲۔ شرح یک عضو۔ صبرت اس قدر بیان کیا تھا جیسا کہ ہاتھی کے کسی ایک عضو کی تشریح کر دی جائے۔ زودت زودے تو۔ اسرار یا زخدا فی راز۔ استاد راج۔ وہ کشف و کلمات جن میں پھنس کر اور جن سے مفرور ہو کر سالک تباہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ معراج حق۔ جبکہ استاد راج کی مستیاں بھی اس قدر ہیں تو پھر حقیقی معراج کی مستیوں کا کیا ٹھکانہ ہے۔ دانہ دامن۔ یعنی استاد راج کی مستیاں۔ مست بودند۔ ہدوت و ہدوت کی مستیوں میں۔ صرصرش۔ امتحان کی آمدی بڑوں بڑوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

خندق امیدان بہ پیش او یکے ست چاہ و خندق پیش او خوش مسلکے ست
خندق اور میدان اس کے سامنے یکساں ہیں کنواں اور خندق اس کے سامنے اچھا راستہ ہیں

مستی بڑ از دیدن بز مادہ و جستین او بکوہ مقابل
بکری کو دیکھ کر بکری کی مستی اور اس کا بالقابل پہاڑ پر کونتا

آں بڑے کو ہی براں کوہ بلند پہاڑی بکرا بلند پہاڑ پر
تکلف چنید بہ بیندنا کہاں تاکر کہاں چکے لیکن وہ اچانک دیکھتا ہے
برگے دیگر برانداز و نظر دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے
چشم او تاریک گروہ درزماں نوراً اس کی آنکھوں میں اندھیرا اچھا جاتا ہے
آنچناں نزدیک بنماید ورا وہ اس کو ایسا نزدیک نظر آتا ہے
آں ہزاراں گز دو گز بنمایدش وہ ہزاروں گز کا فاصلہ اس کو دو گز نظر آتا ہے
چونکہ بچہ در فتاند زماں جب کوہ ہے نوراً گر جاتا ہے
وز صیاداں بہ گہ بگریختہ وہ شکاریوں سے پہاڑ پر بھاگا تھا
شستہ صیاداں میان آں دو کوہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان شکلی بیٹھے تھے
باشد ۳ اغلب صید اس بزمچین بکری کا شکار مومنوں ایسے ہی ہو جاتا ہے
رستم ارچہ با سرو سبلت بود رستم خود مع سر اور موچوں کے

برود از بہر خوردی ۳ بے گزند خوراک کے لئے بے مشقت دھرتا ہے
بازی دیگر حکم آسمان آسمان کے حکم سے ایک دوسرا کھیل
مادہ بز بیند براں کوہ دگر اس دوسرے پہاڑ سے اس پہاڑ پر کوہ پڑتا ہے
برجہد سرمست زیں گہ تابداں مست ہو کر اس پہاڑ سے اس پہاڑی پر کوہ پڑتا ہے
کہ دویدن گرد بالوعہ سرا جیسا کہ گھر کے چونچے کے چاروں طرف دڑنا
تاز مستی میل جستین آیدش تاز مستی کی جگہ سے اس کی خوش حالی ہے
درمیان ہر دو کوہ بے اماں دونوں بے پنہ و پہاڑوں کے درمیان
خود پناہش خون اورار سینتہ پنہ نے اسی اس کا خون بہا دیا
انتظار اس قضاے باشکوہ اس پر شکوہ قضا کے انتظار میں
ورنہ چالاک ست و جست و خصم بین ورنہ چالاک اور جست ہے ہار دشمن کو دیکھ لینے والا ہے
وام پاگیرش یقین شہوت بود یقیناً شہوت اس کے پاؤں کا جال ہوتی ہے

۱ خندق۔ مست گز سے اور ہموار زمین میں فرق نہیں کرتا ہے دونوں پر چل پڑتا ہے۔ مستی بڑ۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ شہوت کی مستی میں انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

۲ خوردی۔ خوراک۔ عطف۔ کہاں۔ چشم۔ یعنی مستی میں وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ بالوعہ۔ چونچ۔ سر۔ مکان۔ کوہ بے لہاں۔ چونکہ وہ دونوں پہاڑ بہت بلند تھے۔ شستہ۔ نشست کا مختلف ہے۔ شکوہ۔ شان و شوکت ڈھپ۔

۳ باشد۔ پہاڑی بکرا اسی طرح شکار ہو جاتا ہے۔ نہ بہت چالاک اور ہوشیار ہوتا ہے۔ خصم بین۔ دشمن کو پہچان جانے والا۔ با سرو سبلت۔ یعنی سر میں عقل اور بہادری کے باوجود۔

ہمچو من از مستی شہوت بیر
میری طرح شہوت کی مستی سے جدا ہو جا
بازاں مستی شہوت در جہاں
پھر یہ دنیا میں شہوت کی مستی
مستی آل مستی ایں بشکند
اس کی مستی اس کی مستی کو فنا دیتی ہے
آب شریں تاخوردی آب شور
جب تک تو نے میٹھا پانی نہیں پیا ہے کھادی پانی
قطرہ از باد ہائے آسماں
آسمانی شرابوں کا ایک قطرہ
تاچہ س مستیہا بود املاک را
فرشتوں میں کس قدر مستیاں ہوتی ہیں
کہ بیوئے دل دریاں سے بستہ اند
کہ انہوں نے خوشبو کے بدلے شراب سے وابستہ کر لیا ہے
جو مگر آتہا کہ نومیدند و دور
سوائے ان کے جو مایوس نہ رہیں
نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند
وہ دلوں جہانوں سے مایوس ہو گئے ہیں

تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را و غیرت حق تعالیٰ
ہاروت و ماروت کا بشریت کے مقام کی تمنا کرنا اور حضرت حق تعالیٰ کی غیرت

پس س زمستیہا بگفتند اے دروغ
مستیوں کی وجہ سے انہوں نے کہا ہائے افسوس
گستریدے دریں بیداد جا
ہم اس کی ظلم کی جگہ میں پھیلا دیتے
ایں بگفتند و قضای گفت ایست
یہ انہوں نے کہا اور قضا کہہ رہی تھی ٹھہر جا

برز میں باراں بدادے چو منیع
ہم زمین پر اہر کی طرح انصاف کی بارش برسا دیتے
عدل و انصاف و عبادات و وفا
عدل اور انصاف اور عبادت اور وفا
پیش پاتاں دام ناپیدا بے سمت
تمہدے پاؤں کے آگے بہت سے چھپے ہوئے جہاں ہیں

۱۔ قدر رخصت لوٹ کی مستی مشہور
ہے۔ ملک فرشتوں کو قرب الہی سے
جو مستی حاصل ہوتی ہے دنیا کی مستی
اس کے سامنے بچ ہے۔ مستی آں۔
جس شخص کو قرب الہی کی مستی حاصل
ہو جاتی ہے پھر اس پر دنیا کی مستی
طاری نہیں ہوتی۔ آب شیریں۔
خدائی مستی اور دنیا کی مستی کی مثال
شیریں پانی اور کھار پانی ہے۔

۲۔ تاچہ فرشتوں اور راجوں کو
قرب الہی کی ایسی مستی حاصل مہوتی
ہے کہ ان کے دل اس سے وابستہ ہو
جاتے ہیں اور دنیا کی مستی کے سبب
کوہ ختم کرتے ہیں۔ جو مگر کفار کی
روحیں قرب الہی کی مستی سے محروم
ہیں۔ تمنا کرنا۔ قرب الہی سے جو
مستی طاری ہوتی ہے وہ بسا اوقات
استدراج ہوتا ہے اس سے ہوشیار رہنا
چاہیے اس مستی میں کوئی غلط قدم نہ
اٹھانا چاہیے۔

۳۔ جس زمستیہا۔ ہاروت و
ماروت نے مستی میں غلط قدم اٹھایا
جس کا بد انجام بھگتنا پڑا۔
گستریدے۔ انسانوں نے دنیا میں
ظلم و ستم کر رکھا ہے ہم دنیا میں ہوتے
تو عدل و انصاف سے دنیا کو بھر
دیتے۔

ہیں مرو کورا نہ اندر کربلا
خبردار کربلا میں اندھوں کی طرح نہ جا
می نیاید راہ پائے سناکوں
چلنے والوں کا قدم راستہ نہیں پاتا ہے
بسکہ تیغ قہر لاشی کردشی
کثرت سے قہر کی تلوار نے موجود کو معدوم کر دیا ہے

برز میں آہستہ می رانند ہون
خاکساری سے آہستہ چلے جہا
جز بہل و فکر تے پر میزگار س
پر میزگار سوائے وقف اور سوچ سمجھ کے

بستہ بود اندر حجاب جوشِ شام
ان کے جوش کے پورے میں بند تھے
جو مر آہنہارا کہ از خود رستہ اند
سوائے ان کے جو اپنی ہستی سے آزاد ہو گئے ہیں
جو محبت کہ نشاند چشم را
غصہ کو محبت کے علاوہ کون فرو کر سکتا ہے؟

زار زنی سے کم گر چہ صدر خرمن بود
اگرچہ وہ کوشش سو کھلیاں ہو ایک پینے سے کم ہے
ور جہاں واللہ اعلم بالصواب
دنیا میں ' اور خدا بہتر جانتا ہے

ہیں! مرد گستاخ در دشتِ بالا
خبردار مصیبت کے جنگل میں لاپرواہی سے نہ جا
کہ موی و استخوان ہالکاں
کیونکہ ہلاک ہونے والوں کے بال اور ہیڈیوں سے
جملہ رہ استخوان و موی و پے
سارے راستہ میں ہڈیاں ' بال اور پٹھے ہیں

گفت حق کہ بندگانِ بختِ عون
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدد الہی کے سائے بندے
پا برہنہ چوں رود در خار زار
کانوں کے جنگل میں ' تنگے پاؤں کیسے چلے

اس قصائی گفت لیکن گوشِ شام
قصا یہ کہہ رہی تھی لیکن ان کے کان
چشمہا و گوشہارا بستہ اند
لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لئے ہیں
جو عنایت کہ کشاید چشم را
خدا کی مہربانی کے علاوہ آنکھ کون کھول سکتا ہے

جہد بے توفیق جاں گندن بود
بے توفیق خدا کوشش جان کو فنا کرنا ہے
جہد بے توفیق خود کس رامباد
خدا کرے کسی کی کوشش ' بے توفیق نہ ہو

ہیں مرو۔ مولانا نصیحت فرماتے
ہیں کہ اپنے آپ کا آزمائش میں نہ لانا
چاہیے اور ایسے مقام پر پھونک
پھونک کر قدم رکھنا چاہیے کہ موی۔
آزمائش کے راستہ میں بہت سی
تو میں ہلاک ہوئی ہیں۔ تیغ قہر۔ خدا
کا غضب نازل ہوا تو وہ تو میں صفی
ہستی سے مٹ گئیں۔ گفت۔ پاک
بندوں کی تعریف میں فرمایا گیا۔
و عباده الرحمن الذين يمشون
على الأرض هوناً اور اللہ کے نیک
بندے وہ ہیں جو زمین پر خاکساری
سے چلتے ہیں۔

پر میزگار۔ نیک بندے
احسان کی ولہی میں سوچ سمجھ کر وقف
وقف سے قدم اٹھاتے ہیں۔ اس قصا۔
قصا ہارت مارت کو سمجھاری تھی لیکن
انہں نے کان بند کر لئے تھے۔ جز مر
آہنہ۔ جن لوگوں نے خودی کو مٹا دیا
ہے ان کے ہی کان کھلے ہوئے
ہیں۔ جو عنایت۔ عنایت خداوندی
ہی آنکھیں کھولتی ہے اور اللہ کی محبت
ہی غضب الہی کو فرو کر سکتی ہے۔ جہد
بے توفیق۔ جب تک توفیق خداوندی
میسر نہ آئے کوشش بیکار ہوتی ہے۔

س از ان۔ ایک غلہ ہے جس کا
انہ بہت چھٹا ہوتا ہے اسکو چینا کہا
جاتا ہے خواب دیدن۔ توفیق
خداوندی چونکہ فرعون کے شامل حال
نہ تھی لہذا حضرت موسیٰ کی پیدائش کو
روکنے کی اس کی تمام کوششیں بیکار
ثابت ہوئیں۔ تحقیق۔ پھاڑنا۔ جدا
کرنا۔

خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را و تدارکِ آل
خواب میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کو دیکھنا اور اس کو روکنے کی تدبیر کرنا

جہد فرعون نے جو بے توفیق بود
فرعون کی کوشش چونکہ بغیر توفیق کے تھی
ہر چہ اومی دُوختِ آلِ تفتیق بود
جو کچھ بیٹا تھا ' وہ پھاڑنا تھا



از منجم ۱۔ یوں در حکمش ہزار
اس کے حکم میں ہزاروں نجومی تھے
مقدم موسیٰ نمودندش، خواب
حضرت موسیٰ کی تشریح آوری ان کو خواب میں دکھائی گئی
باعتبر گفت و با اہل نجوم
اس نے تعبیر دینے والوں اور نجومیوں سے کہا
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم
سب نے کہا ہم ایسی تدبیر کریں گے
تا رسیداں شب کہ مولد بوداں
یہاں تک کہ وہ رات آگئی جو حمل ٹھہرنے کی تھی
کہ بروں آرنداں روز از پگاہ
کہ اس روز صبح سے باہر لگا دیں
پس بفر مووند در شہر آشکار
پھر انہوں نے حکم دیا کہ شہر میں علانیہ
اصلاً ۲۔ اے جملہ اسرائیلیاں
کہ اے اسرائیلیو! تمہاری دعوت ہے
تا شمار را رو نماید بے نقاب
تاکہ تمہیں نقاب کے بغیر دیدار کرائے
کاں اسیراں را بجز دوری نہ بود
کیونکہ قیدیوں اسرائیلیوں کے لئے دوری کے سوا کچھ تھا
گر خندانندے برہ در پیش او
وہ اگر راستہ میں اس کے سامنے آجاتے
یائے ۳۔ آل بد کہ نہ بیند ہیچ اسیر
قانون یہ تھا کہ کوئی قیدی اسرائیلی نہ دیکھے
بانگ چاوشان چوں درزہ بشنوند
جب راستہ میں قیدیوں کی آواز سنے

وز معبر نیز و ساحر بے شمار
تعبیر دینے والے اور جادوگر بھی بے شمار تھے
کہ گند فرعون و ملکش را خراب
کہ وہ فرعون اور اس کے ملک کو تباہ کر دینگے
چوں یوں دفع خیال و خواب شوم
مثنوی خیال اور خواب کا دفعیہ کیسے ہوگا
راہ زادن را چو رہن می زینم
ڈاکو کی طرح اس کی پیدائش کا راستہ روک دیں گے
رفی ایں دیدنداں فرعونیاں
ان فرعون والوں کی یہ رائے ہوئی
سوائے میداں بزم و تخت بادشاہ
میدان میں تخت شاہی اور دربار
کہ مناد یہاں کنند از شہر یار
بادشاہ کی جانب سے منادی کر دیں
شاہ می خواند شمار ازاں مراں
بادشاہ تمہیں اس جگہ بلاتا ہے
بر شما احساں گند بہر ثواب
تمہیں کی غرض سے تم پر احسان کرے
دیدن فرعون دستوری نہ بود
فرعون کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہ تھا
بہر آں یائے بیفتندے برو
اس قانون کے مطابق وہ اوندھے لیٹ جاتے
در گہ و بے گہ لقاے آل امیر
وقت بے وقت اس امیر فرعون کا دیدار
تانبہ بینند رو بدیوارے کنند
منہ دیوار کی طرف کر لیں تاکہ اس کو نہ دیکھ سکیں

۱۔ منجم۔ ستاروں کی گردش سے
آنے والے حالات کو بتانے والا۔
مجر۔ خواب کی تعبیر دینے والا۔
مقدم۔ آنا۔ جملہ۔ سب نجومیوں اور
مجرروں نے کہا ہم اس بچہ یعنی موسیٰ
کی پیدائش کا راستہ بند کر دیں گے اور
ایسی تدبیر کر دیں گے کہ کوئی اسرائیلی
عورت اس رات کو حاملہ نہ بن سکے۔
مولد۔ یعنی استقرار حمل۔ فرعونیاں۔
منجم اور مجر۔ پگاہ۔ صبح۔ شہر یار۔
بادشاہ۔
۲۔ اصلاً۔ کھانے یا آگ تاپنے کا
اصلاً۔ اسیر۔ قیدی یعنی بنی
اسرائیل چونکہ ان سے قبلی اور فرعون
ہر طرح کی بیگاری لیتے تھے۔ بار۔
قانون رسم۔
۳۔ یائے اسرائیلیوں کے لئے یہ
قانون تھا کہ وہ فرعون کا دیدار نہ کر
سکیں۔ اسیر۔ یعنی اسرائیلی۔ لقا۔
دیدار۔ چاوشان۔ چاوش کی جمع
ہے تعیب۔ زوبد یولہ۔ یعنی اس
کارخ فرعون کی طرف سے ہے۔

ورنہ بیند روئے او مجرم بود
اچھے بدتر برسرِ اوآں رود
اگر اس کا منہ دیکھ لے گا تو تصور وار ہوگا
جو بدتر و سزا ہوگی اس کو وہ دی جائے گی
بودشاں حرصِ لقاے ممتنع
چوں حرصِ ست آدمی فیما ممتع
منوع دیدار کی ان کو تمنا تھی
کیونکہ جس چیز سے منکر ہوگا جانے وہ اس کا حرص ہو جاتا ہے

بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کی تدبیر کے لئے فرعون
منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام
کافی اسرائیل کو میدان میں طلب کرنا

شد منادی در محلّتها رواں
بانگ میز و گو بکؤ شادی کنان
منادی کرنے والا مخلوں میں روانہ ہو گیا
خوشی خوشی گلی و گلی اعلان کرتا تھا
کائے اسیراں سوئے میدان گدوید
کز شہنشاہ دیدن وجود سمت امید
اے قیدیو (اسرائیلوں) میدان کی طرف چلو
کیونکہ بادشاہ کے دیدار اور سخاوت کی توقع ہے
چوں شنیدند مژدہ اسرائیلیاں
جب اسرائیلیوں نے خوشخبری سنی
حیلہ را خوروند آں سوتا ختند
چکہ کھا گئے اور اس طرف دوڑ پڑے
از غرض غافل بُدند و بے خبر
مقصد سے غافل اور بے خبر تھے

حکایت در تمثیل

مثلاً ایک حکایت

ہمچنان کا بیجا مغول ۳ حیلہ داں
ایسے ہی یہاں ایک حیلہ گر مغل نے
مصریاں را جمع آرید ایں طرف
اس طرف مصریوں کو جمع کر لو
ہر کجا بُد مصریئے جمع آمدند
چہاں بھی گئے مصری تھا سب جمع ہو گئے
گفت می جویم کسے از مصریاں
کہا میں مصر والوں میں سے ایک کی تلاش میں ہوں
تا در آید آنکہ می جویم بکف
تاکہ وہ جس کی میں تلاش میں ہوں ہاتھ آ جائے
در برآں میریک یک می شدند
ایک ایک کر کے بادشاہ کے پاس آ گئے

۱ بدتر۔ جو اسرائیلی فرعون کو دیکھ لیتا تھا اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ گز۔ یعنی فرعون کا دیدار بھی میسر آئے گا اور فرعون بخشش بھی کریگا۔ ۲ جلوہ۔ یعنی فرعون کا دیدار۔ حکایت۔ اس حکایت میں بتلایا گیا ہے کہ جس طرح اسرائیلیوں کی تباہی کے لئے ان کو میدان میں جمع کیا گیا تھا اسی طرح ایک تاجاری مغل نے مصریوں کو قتل کرنے کے لئے ایک حیلہ سے میدان میں جمع کیا تھا۔ ۳ مغول۔ داؤد کے اخفا کے ساتھ پڑھا جائے۔ بوزن عنق اسی لئے اس کو مغل بھی لکھتے ہیں ایران و توران کی ایک قوم ہے۔ بر۔ بغل، آغوش

ہر کہ می آمد بگفتان نیست این
 جو بھی آتا اس کے بارے میں کہتا یہ نہیں ہے
 تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند
 یہاں تک کہ اس طریقہ پر سب جمع ہو گئے
 شومی! آنکہ سوئے بانگ نماز
 ایک بدستی یہ تھی کہ اذان کی جانب
 دعوت مکارشاں ندر کشید
 مکار کی دعوت نے ان کو اندر کھینچ لیا
 بانگ درویشاں و محتا جاں نیوش
 فقیروں اور ضرورت مندوں کی پکار سن لے
 گر گدایاں! طمع اندوزشت خو
 فقیر خولو لاپتی اور بدعات ہوں
 در تک دریا گہر با سنگہاست
 دیا کی تہ میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں
 پس بجو شیدیند اسرائیلیاں
 اسرائیلی نوٹ پڑے
 چوں ۳۳ حکیمت شاں بمیدان برداو
 جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
 کرد ولداری و بخششہا بداد
 جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
 بعد ازاں گفت از برائے جان تاں
 اس کے بعد ان سے کہا اپنی روح کی تفریح کے لئے
 یا بخش دادند کہ خدمت کنیم
 انہوں نے جواب دیا کہ ہم اطاعت کریں گے

ہیں در آ خولجہ دراں گوشہ نشین
 خود اس گوشے میں بیٹھ جا
 گرون ایشاں بدیں حیلہ زند
 انہوں نے اس تدبیر سے ان سب کی گردن اڑا دی
 داعی اللہ را نبر دندے نیاز
 اللہ کی طرف بلانے والی کی اطاعت نہ کرتے تھے
 انحرار ز مکر شیطان اے رشید
 اے ہدایت پر چلنے والے شیطان کے مکر سے بچ
 تا نگیر و بانگ محتالیت گوش
 تاکہ کن حیلہ جو کی آواز تیرے کان میں نہ پڑے
 در شکم خواراں تو صاحب دل بجو
 خولہ زبوا تو صاحب دل کی جستجو کر
 فخرہا اندر میان تنگہاست
 فخر کی باتیں عدا کی باتوں کے درمیان ہیں
 از پگہ تا جانب میداں دواں
 صبح سے میدان کی جانب دوڑتے ہوئے
 روی خود بنمودہ شاں بس تازہ رو
 تو انہیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا
 ہم عطا ہم وعدہا کرداں قباو
 تو انہیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا
 جملہ در میداں بخشید لشباں
 آج کی رات س میدان میں سو جاؤ
 گر تو خواہی یک مہ اینجا سا کنیم
 اگر آپ چاہیں گے ایک مہینہ تک یہاں رہیں گے

۱ شومی۔ مصریوں کا یہ قتل عام اس لئے ہوا کہ وہ نماز نہ پڑھتے تھے۔
 داعی اللہ مؤذن۔ مکار۔ یعنی وہی مغل۔ بانگ درویشاں۔ عذاب الہی سے نجات کا باعث جس طرح مؤذن کی پکار کو قبول کرنا ہے اسی طرح فقیروں اور محتاجوں کی صدا پر توجہ کرنا بھی ہے۔ محتال۔ فریبی حیلہ گر۔

۲ گر گدایاں۔ انہی دنیا دار فقیروں میں کوئی صاحب دل بھی ہوگا لہذا سب کی خدمت کرو۔ گہر یا سنگہا۔ دیا کی تہ میں سنگ بڑے بھی ہوتے ہیں اور پتھر بھی۔ پگہ۔ پگھل۔

۳ چوں۔ اسرائیلیوں کے جمع ہونے کے بعد فرعون نے ان کو اپنا دیدار کر لیا۔ قباو۔ نوشیرواں کے باپ اور ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہا جانے لگا۔ جان تاں یعنی تفریح طبع۔ مہ۔ ماہ کا مخفف۔



باز کشتن فرعون از میدان بشہر شادماں از تفریق
حمل ہونے کی رات میں بنی اسرائیل کو ان کی عورتوں سے جدا کر دینے پر
بنی اسرائیل از زنان شاں در شب حمل
فرعون کا میدان سے شہر کی جانب خوشی خوشی واپس ہونا

شہر شادمانگہ باز آمد شادماں
باشہ خوشی خوشی رات کو واپس لوٹا
خانش عمراں بد اندر خدمت
اس کا خزانچی عمران اس کی خدمت میں تھا
گفت اے عمراں بریں در حُشپ تو
اس نے کہا اے عمران! تو بھی اسی دروازے پر سو جا
گفت چشم ہم بریں درگاہ تو
اس نے کہا میں بھی تیرے در پر سو جاؤں گا
بود عمراں ہم ز اسرائیلیاں
عمران بھی اسرائیلیوں میں سے تھا
کے گماں بردے کہ او عصیاں گند
وہ (فرعون) کیسے گمان کرتا کہ وہ (عمران) نافرمانی کریگا
ایمن از عمراں بد و افعال او
وہ (فرعون) عمران اور اس کے کاموں سے مطمئن تھا
خود کجا در خاطر فرعون بود
خود فرعون کے خیال میں بھی کہاں تھی

جمع آمدن عمران بمادر موسیٰ و حاملہ شدن مادر موسیٰ علیہ السلام
عمران کا نہی کی ماں کے ساتھ مجامعت کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حاملہ ہو جانا

شہ ہرشت و اوبراں درگاہ خفت
باشہ چلا گیا اور وہ عمران اس درگاہ پر سو گیا
زن برو افتاد بوسیدان لبش
اس پر لپٹ گئی اور اس کے ہونٹوں کو بوسہ دیا
نیم شب آمد بہ پیشش خفتہ جفت
آدھی رات کو اس سوئے ہوئے کے پاس بیوی آگئی
برجہا نیدش ز خواب اندر شبش
اس کو رات میں نیند سے بیدار کر دیا

۱۔ شہ شادمانگہ۔ باشہ تمام اسرائیلیوں کو میدان میں سلا کر بہت مسرت سے واپس آیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ میرے ملک کو زیر و زبر کرنے والے ابھی آج رات حمل قرار پانا تھا تو اب جبکہ اسرائیلی مرد عورتوں سے جدا ہیں حمل نہ قرار پاسکے گا۔ خان۔ خزانچی۔ عمران۔ حضرت موسیٰ کے والد جو اسرائیلی تھے قرین۔ سامی۔ بریں در یعنی فرعون کا دروازہ۔ زن۔ بیوی۔

۲۔ دل بودہ جاں۔ یعنی عمران سے فرعون کو بہت زیادہ لعلق تھا۔ عصیاں۔ نافرمانی۔ انجہ۔ یعنی اپنی بیوی سے صحبت فرعون کی جان اور سلطنت کی بربادی کا سبب ہوگا۔

۳۔ آنچیں۔ فرعون کو یہ خیال نہ تھا کہ اس کی تقدیر میں بھی وہی تباہی اور بربادی ہے جو قوم ماد شمود کے لئے مقدر تھی۔ جفت۔ یعنی عمران کی بیوی۔

گشت بیدار او وزن را دید خوش! وہ بیدار ہو گیا اور حسین بیوی کو دیکھا
گفت عمر ایں زماں چوں آمدی عمر نے کہا تو اس وقت کیوں آئی؟
در کشیدش در کنا راز مہر مرد مرد نے محبت سے اس کو پہلو میں دبا لیا
بجفت شد با او لمانت را سپرد بجفت شد با او لمانت را سپرد
اس کے ساتھ محبت کی لہ لمانت سپرد کر دی
آئے برسنگ زد ز او آتشے آئے برسنگ زد ز او آتشے
لوا پتھر سے نکلیا ' آ - پیدا ہو گئی
من چو ابرم توز میں موسیٰ نبات من چو ابرم توز میں موسیٰ نبات
میں ابر کی طرح ہوں تو زمین اور موسیٰ پودا ہے
مات و برد از شاہ می داں اے عروس مات و برد از شاہ می داں اے عروس
اے بیوی! ہد اور جیت شاہ کی جانب سے کچھ
انچہ ایں فرعون می ترسید ازو انچہ ایں فرعون می ترسید ازو
وہ چیز جس سے فرعون ڈر رہا تھا

وصیت کردن عمران بجفت را بعد از مجامعت ۳ کہ مراندیدہ باشی
محبت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آنا

وا مگرداں ہیج زینہا دم مزن وا مگرداں ہیج زینہا دم مزن
کچھ نہ کھلانا اس بارے میں دم نہ ملنا
عاقبت پیدا شود آثار ایں عاقبت پیدا شود آثار ایں
انجام کار اس کے آثار ظاہر ہوں گے
در زماں از سوائے میدان نعرما در زماں از سوائے میدان نعرما
اسی وقت میدان سے بہت سے نعرے
شاہ از اں ہیبت برول حسرت آل زماں شاہ از اں ہیبت برول حسرت آل زماں
شاہ نوراً اس خوف سے باہر آیا

۱ خوش۔ خوبصورت۔ لہش۔ یعنی بیوی کے ہونٹ۔ بر نیلم۔ یعنی عمران اپنے اوپر قابو نہ پاسکے اور بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو گئے۔ لمانت۔ یعنی حضرت موسیٰ کا حمل۔ ایں کار۔ یعنی حضرت موسیٰ سے حاملہ ہو جانا۔ آتشے۔ یعنی حضرت موسیٰ کی پیدائش جو فرعون کی تباہی کا سبب ہوگی۔
۲ کیس کش۔ بدلہ لینے والا۔ برد۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ کے علاوہ سب مہرے پٹ جائیں۔ آدھی مات ہوئی ہے۔ مات۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ گرفتار ہو جائے۔ فسوس۔ فسوس۔
۳ مجامعت۔ ہمبستری۔ زینہا۔ یعنی اپنا اور میرا ہمبستر ہونا۔ آثار ایں۔ یعنی حمل کی علامتیں۔ ہ۔ زماں۔ یعنی عمران کی مجامعت کے بعد۔

تا نیاید برمن و تو صد خون تا کہ تجھ پر اور مجھ پر سینکڑوں نم نہ ٹوٹ پڑیں
چوں علامتہا رسد اے نازنیں اے نازنیں! جب علامتیں سامنے آئیں گی
می رسید از خلق و می شد بر ہوا لوگوں کے آئے اور فضا میں چلے گئے
یا برہنہ کایں چہ غلغلہ است ہاں ننگے پاؤں کے ہاں یہ شور و غل کیا ہے؟

از سونے میدان چہ بانگ دست غریب
میدان کی جا ب سے کیا آواز اور شور ہے؟
گفت اے عمر اے شاہ مارا عمر باد
عمران نے کہا ہمارے بادشاہ کی عمر روز ہو
عز نہیںش می رمد جنتی و دیو
کہ اس کے ڈر سے جن اور بھوت بھاگ رہے ہیں
قوم اسرائیلیا نند از تو شاد
اسرائیلی قوم آپ سے بہت خوش ہے
قص می آرنند و کفہامی زنند
ناج رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں

ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا

فرعون کا شور و غل اور غوغا سنا

گفت باشد کایں یود قتا و لیک
اس نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ہو ' لیکن
اس صد حال مرا تغیر کرد
اس آواز نے میری حالت غیر کر دی ہے
وہم و اندیشہ مرا پر کرد و نیک
وہم و گمان مجھ میں بہت بھر گیا ہے
از غم و اند وہ خم پیر کرد
غم اور کڑوے فکر سے مجھے بوڑھا کر دیا ہے
بمجلہ شب او ہنچو حال وقت زہ
تمام رات وہ بچہ بننے کے وقت حاملہ عورت کی طرح رہا
سخت از جا بردہ است اس نعریا
ان نعروں نے بہت بے چین کر دیا ہے
باز گوید اختلاط بخت را
بیوی سے ملنے کے بارے میں کہتا
تا کہ شد استارہ موسیٰ یلید
پہاں تک کہ حضرت موسیٰ کا ستارہ طلوع ہو گیا
بحکم اوبر چرخ گرد و حجم
اس کا ستارہ آسمان پر طلوع ہو جاتا ہے
زہرہ ۲ نے عمران مسکین را کہ تا
عمران بیچارے کا دل گمراہ نہ تھا کہ
چوں زن عمران بعمران در خرید
جب عمران کی بیوی عمران سے چپٹی
ہر پیغمبر ۳ کا نند آید در رحم
ہر پیغمبر جو رحم (ماد) میں آتا ہے

۱ گفت میرا۔ عمران نے فرعون کو مطمئن کرنے کے لئے کہا کہ اسرائیلی آپ کی عطا سے خوش ہو کر ناج گارے ہیں۔ گفت فرعون نے عمران سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ شہر کی دیوی وجہ ہو جو تو نے بتائی لیکن میرے دل میں تو بہت اندیشہ پیدا ہو گئے ہیں۔ پیش آمد۔ بادشاہ فکر میں تمام رات نند رہا آتا جاتا رہا۔

۲ زہرہ عمران کی یہ بہت توڑتی تھی کہ شور و غل کا اصل سبب جو کہ حضرت موسیٰ کے حمل کا قرار پانا تھا اور بتا دیتا۔ چوں ز عمران۔ جب عمران نے بیوی سے ہمبستری کی تھی فوراً حضرت موسیٰ کا ستارہ آسمان پر نمودار ہو گیا تھا۔

۳ ہر پیغمبر۔ جب بھی کوئی نئی ماں کے پیٹ میں ہوا ہے اس کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا ہے۔ کوری۔ اندھا پن یعنی مقصد کے خلاف۔

پیدا شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان و غریو منجمان در میدان

حضرت موسیٰ کے ستارے کا آسمان پر نمودار ہونا اور میدان میں نجومیوں کا شور و غل

بر فلک پیدا شد آں ستارہ اش

آسمان پر ان موسیٰ کا ستارہ نمودار ہوا

کوری فرعون و مکر و چارہ اش

فرعون اور اس کے مکر و تدبیر کے خلاف

روز شد گفتش کہ اے عمرال برو
 دن ہوا (عمران نے) اس (عمران) سے کہاے عمران اجا
 راندے عمرال جانب میدان و گفت
 عمران نے میدان کی جانب سہری ہانگی اور کہا
 ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک
 ہر نبوی نچے سر کپڑے پٹھے ہوئے
 ہچمو اصحاب عزا آوازِ شماں
 ماتم کرنے والوں کی طرح ان کی آواز
 ریش و مو بر کندہ رو بد رید گاں
 داہمی اور بال اکھڑے ہوئے منہ نوچے ہوئے
 گفت خیرست ہنچہ آشوب ست و جاں
 اس (عمران) نے کہا خیر ہے یہ کیسا کہرام اور حال ہے!
 عذر اور دند و گفتند اے امیر
 انہوں نے معذرت کی اور کہا اے امیر!
 ہمہ کر دیم و دولت تیرہ شد
 ہم نے یہ سب کچھ کیا اور اقبل دولت تاریکہ ہو گیا
 شب ۲ ستارہ آں پسر آمد عیاں
 رات اس بچے کا ستارہ نمودار ہو گیا
 زد ستارہ آں پیمبر بر سما
 اس پیغمبر کا ستارہ پر نمودار ہوا
 بادل خوش شاد عمرال و زلفاق
 عمران خوش دلی کے ساتھ زلفاق سے
 کرد عمرال خویش پر خشم و خروش
 عمران نے اپنے آپ کو خشم رو اور غضبناک بنایا
 خویشتمن را اجمعی کرد و براند
 اپنے آپ کو نااہل بنایا اور پھل دیا

واقف آں غلغل و آں بانگ شو
 اس شور اور آواز کے بارے میں دریافت کر
 ایں چہ غلغل بود شاہنشہ نخفت
 یہ کیسا شور تھا کہ بادشاہ نہ سو سکا
 ہچمو اصحاب عزا بر فرق خاک
 ماتم کرنے والوں کی طرح سر پر خاک (ڈالے ہوئے)
 بد گرفتہ از فغان و سازِ شماں
 بد چلانے رندہ گئی اور ساز (طرب) خاموش تھے
 خاک بر سر کرد پُر خوں دیدگاں
 سر پر خاک ڈالے ہوئے آنکھیں پر خون
 بد نشانی می دہد منخوس سال
 منخوس سال بری علامت دکھا رہا ہے
 کرد ما را دست تقدیرش اسیر
 ہمیں اس (اللہ) کے دست قدرت نے قیدی بنا لیا
 دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد
 بادشاہ کا دشمن پیدا ہو گیا اور غالب آ گیا
 کوئی ما بر زمین آسماں
 آسمان کی پیشانی پر ہماری نظر کشمیں میں ہول جھونک کر
 ما ستارہ بار کشتیم از بکا
 ہم نے رو کر ستارے آنسو برسائے
 دست بر سر می بز دکاہ الفراق ۳
 سر پیٹ رہا تھا کہ ہائے "الفراق"
 رفت چوں دیوانگان بے عقل و دُش
 دیوانوں کی طرح بے عقل و حواس ماہوس ہو گیا
 گفتہائے بس خشن بر جمع خواند
 مجمع کو بہت سخت باتیں کہیں

۱ واقف۔ باخبر۔ راند عمرال۔
 عمران نے میدان میں جا کر منجموں
 سے شور و غل کا سبب دریافت کیا۔
 عزا۔ ماتم۔ سوگ میں لوگ کپڑے
 پھاڑتے ہیں سر پر خاک ڈالتے ہیں
 اور چیخ و پکار سے ان کی آوازیں بچھ
 جاتی ہیں۔ آشوب۔ فتنہ۔ پریشانی۔
 کرد ما را۔ یعنی ہمیں قدرت نے عاجز
 کر دیا اور ہم بچے کی پیدائش کو نہ روک
 سکا اور بچہ جو دہم آ گیا۔

۲ شب۔ رات کو بچے کی پیدائش
 کا ستارہ نمودار ہو گیا ہے۔ کوئی ما۔ یعنی
 ہماری منشا کے خلاف۔ ستارہ بار۔ یعنی
 ہم آنسوؤں کے ستارے گرا رہے
 ہیں۔ بکا۔ رونا۔ بادل خوش۔ عمران
 بچے کی پیدائش سے خوش تھے لیکن
 بظاہر ہم کا اظہار کر رہے تھے۔

۳ الفراق۔ یعنی اب سلطنت
 و دہم بر دم ہو جائے گی۔ کرد عمران۔
 عمران نے اپنے لو پر ظاہری غم و غصہ۔
 طاری کیا منجموں کو برا بھلا کہا اور وہ
 میدان سے واپس لوٹ آئے۔

خویشترن رارش و غمگین ساخت او
 اس نے اپنے آپ کو ترش رو اور غمگین بنایا
 گفت ایشاں شاہ مرا بفر یفتید
 بولا تم نے میرے بادشاہ کو فریب دیا
 سوئے میداں شاہ را ایختید
 تم بادشاہ کو میدان میں لے آئے
 دست بر سینہ نہا دید از ضمناں
 ذمہ داری کے لئے تم نے سینہ پر ہاتھ رکھا
 عاقبت ز رہا تلف شد کار خام
 آخر کار روپیہ برباد ہوا کام اچھا رہا
 چوں شنید از غصہ رویش شد سیاہ
 جب اس نے سنا غصہ سے اس کا منہ کالا پڑ گیا
 گفت ایشاں را کہ ہیں اے خانناں
 شاہ نے ان منجموں سے کہا کہ ہاں اے خانو!
 خویش را در مضحکہ اندا ختمیم
 ہم نے اپنی مذاق ازوئی
 تاکہ امشب جملہ اسرائیلیاں
 حتی کہ آج کی رات سب اسرائیلی
 مال رفت و آبرو و کار خام
 مال اور آبرو ختم ہوئی اور کام اچھا رہا
 سالہا ادرارم خلعت می برید
 تم سالوں سے عطایا اور خلعت لئے جاتے ہو
 از برائے آنکہ در روز چہیں
 اسی لئے کہ اس طرح کے دن
 رائے تاں ایں بود و فرہنگ و نجوم
 تمہاری تدبیر اور علم اور نجوم یہ تھا؟

فرد ہائے باز گو نہ باخت او
 اس نے انی چال چلی
 از خیانت وز طمع نشکینفتند
 خیانت اور لالچ سے باز نہ آئے
 آبروئے شاہ مارا رختید
 تم نے ہمارے بادشاہ کی آبرو ریزی کی
 شاہ راما فارغ آرمیم از غمناں
 کہ ہم بادشاہ کو غم سے فارغ کر دیں گے
 شد بر فرعون و بر خواندش تمام
 فرعون کے پاس گیا اور اس کو سب قصہ سنا دیا
 خواند ایشاں را ز خشم آں روتباہ
 ان کو اس رو تپہ نے غصہ سے بلایا
 من بر آویزم شمارا بے اماں
 میں تمہیں معافی کے بغیر سولی پر لٹکا دوں گا
 مالہا باد شمنناں دربا ختمیم
 مال کو دشمنوں پر خرچ کر ڈالا
 دور مانند از ملاقات زناں
 بیویوں کی ملاقات سے دور رہے
 ایں بود یاری و افعال کرام
 کیا یہ دوستی اور شریفیوں کے کام ہوتے ہیں؟
 مملکتہا را مسلم می خورید
 پوری سلطنت کھائے جاتے ہو
 فہم گرد آرید و گرد یدم معیں
 سمجھ کو کام میں لاؤ گے اور میرے مددگار بنو گے
 طبل خوارانید و مکارید و شوم
 تم پیٹے اور مکار اور بدبخت ہو

۱۔ گفت شاہ۔ عمر ان نے منجموں سے غصہ میں کہا تم نے بادشاہ کو ذلیل کیا جبوئے وعدے کے اور مال و دولت برباد کر لیا۔ شد بر فرعون۔ فرعون کے پاس آکر تمام صورت حال بیان کر دی۔

۲۔ گفت یعنی بادشاہ نے انہیں پھانسی پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ مالہا۔ جو مال بنی اسرائیل پر تقسیم کر دیا تھا۔ تاکہ اسرائیلیوں کو بیویوں سے بھی علیحدہ رکھا پھر بھی تم مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

۳۔ اور۔ مسلسل بخشش کرنا۔ معیں۔ مددگار۔ فرہنگ۔ عقل و ادب۔ لغت کی کتاب۔ طبل خوار۔ پیٹو۔

مرشدا مَرَدَرَمِ آتش زخم
 میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا پھونک دوں گا
 عیش رفتہ باشمانا خوش گنم
 میں تمہارے پہلے عیش کو بدمزہ کر دوں گا
 سجدہ ہا کر دندو گفتندے خدیوے
 انہوں نے سجدے کئے اور کہا اے شہنشاہ
 سالہا دفع بلاہا کردہ ایم
 ہم نے سالوں میں بیستیں نالی ہیں
 فوت شد از ما و حملش شد پدید
 وہ ہمارے قابو سے نکل گیا اور اس کا حمل نمودار ہو گیا
 لیک استغفار ایں روز ولاد
 لیکن اس کی معافی کے لئے ولادت کے دن کی
 روز میلادش رَضد بندیم ما
 اس کی پیدائش کی دن ہم رخصت بنی کرینگے
 گر ۳ ندریم ایں نگہ مارا بکش
 اگر ہم اس کی نگہداشت نہ کریں تو ہمیں مار ڈالنا
 تا بہ نہ مہ می شمر د او روز روز
 دو نو مہینے تک ایک ایک دن گنتا رہا
 چوں مکان بر لا مکان حملہ برد
 جب مکان والا لامکان پر حملہ کرتا ہے
 برقضا ہر گو شہینوں آورد
 قضا (خدیوے) پر جو شہنوں ماتا ہے
 چوں زمین با آسمان خصمی گند
 جب زمین آسمان سے دشمنی کرے
 نقش با نقاش چوں پنجه زند
 جب نقش نقاش کا مقابلہ کرتا ہے

گوش و بینی و کہاں تال بر گنم
 تمہارے کان اور ناک اور ہونٹ اکھاڑ دوں گا
 من شمارا ہیزم آتش گنم
 میں تمہیں آگ کا ایندھن بنا دوں گا
 گریکے کرت زما چر بید دیو
 اگر ایک مرتبہ شیطان ہم پر غالب آ گیا
 وہم حیراں زانچہ ماہا کردہ ایم
 جو کچھ ہم نے کیا ہے اس پر عقل حیران ہے
 نطفہ اش بر جست و رحم اندر خرید
 اس کا نطفہ کھانا اور رحم میں گھس گیا
 مانگہدایم اے شاہ قبلا
 اے شہنشاہ ہم حفاظت کریں گے
 تا نگر و ذوت و نچہد ایں قضا
 تاکہ وہ بچ کر نہ نکلے اور یہ قضا ظاہر نہ ہو
 اے غلام رائے تو افکار و ہمش
 اے وہ کہ عقلیں اور ہوش تیری بارے کے غلام ہیں
 تہیزد تیر حکم خصم دوز
 تاکہ دشمن کو زخمی کرنے والا قضا کا تیر نہ چل جائے
 خون خود ریز و بلاہا را خرد
 اپنا خون کرتا ہے مصیبتیں خریدتا ہے
 سرنگوں آید ز خون خود خورد
 لوندھا گرتا ہے اور اپنا خون پیتا ہے
 شود گردو سرز مرگے برزند
 بخر بن جاتی ہے موت سے ٹکراتی ہے
 سبلتان درویش خود برمی گند
 اپنی موچیں اور داہمی اکھاڑتا ہے

۱۔ خدیو۔ خدیوہذا آقا۔ کرت۔ مرتبہ۔
 ہادی۔ چر بید۔ غالب آ گیا۔ وہم۔
 یعنی ایسے کارنامے کئے جن پر عقل
 حیران ہے۔

۲۔ حملش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
 حمل۔ استغفار۔ یعنی اس غلطی کی
 مکافات ہم موسیٰ کی ولادت کے دن
 کریں گے۔ قبلا۔ ایک کیانی بادشاہ کا
 نام ہے۔ ہر بڑے بادشاہ کو قبلا کہتے ہیں
 جاتا ہے۔ رَضد۔ انظار و عمل جو کچھ
 بلند جگہ پر کیا جاتا ہے جس پر منہ صبح
 کرتے ہیں کی گوش کے احوال معلوم
 کریں ہیں۔ یعنی ہم رخصت گاہ میں
 بیٹھ کر اس کا یوم ولادت معلوم کریں
 گے۔

۳۔ گر۔ یعنی اگر ہم ولادت کے
 وقت اس بچے کا مدارک نہ کر سکیں تو
 ہمیں قتل کر دینا ہے۔ نو مہینے جو
 حمل کی مدت ہے تیر حکم۔ یعنی موسیٰ
 کی ولادت جو جانی کا سبب ہے۔
 مکان۔ یعنی مخلوق۔ لامکان۔ یعنی
 اللہ تعالیٰ۔ قضا۔ قضائے خدیوے کا
 مقابلہ کرنے والا ذلیل ہوتا ہے۔
 چوں زمین۔ قضائے خدیوے کا
 مقابلہ کرنے والے کی مثل ہے۔
 زمین آسمان سے دشمنی مول لے گی تو
 خود کو تباہ کرے گی۔

۱۔ نقش۔ اگر مخلوق خالق سے
 نزاع کرے تو خود مخلوق کی بربادی
 ہے۔

خواندن فرعون زنان بنی اسرائیل را کہ نوزائیدہ بودند
فرعون کا بنی اسرائیل کی ان عورتوں کو مکاری سے میدان کی طرف
سوئے میدان بہ مکر
بلانا جن کے حال میں بچے ہوئے تھے

۱۔ بعد نہ میر۔ یعنی جبکہ متوقع
ولادت کا زمانہ گزر گیا۔ دہر۔
زمانہ۔ بہر۔ حصہ تازہ۔ منادی
کرنے والے بادشاہ کے اس قول کا
اعلان کر رہے تھے۔ پار۔ لڑتے۔
۲۔ اقبال۔ یعنی یہ سال عورتوں کی
نصیب دہی کا سال ہے۔ حلیت۔
زیور۔ ہر کہ لو۔ یعنی جس عورت کے
اس مہینہ بچے ہوا ہے اس کو بہت کچھ
ملے گا۔ خیمہ۔ یعنی وہ شاہی خیمہ جس
میں تخت بچھا ہوا تھا۔ نوزادہ۔ یعنی
جس کے حال ہی میں بچے ہوا تھا۔
دستاں۔ مکر یعنی اس بہانہ سے نکل
کرنے کا ارادہ۔
۳۔ آں نہ۔ یعنی نوزائیدہ بچوں میں
سے لڑکیوں کو لے لیا لڑکیوں کو چھوڑ
دیا۔ نہبا۔ دیوانگی یعنی اسرائیلیوں
میں جو جوش و خروش حضرت موسیٰ کے
ماں کے پیٹ میں آجانے سے پیدا
ہوا ہے اس میں براہِ راست نہ ہو۔

بعد نہ مناشہ بروں آورد تخت
نور مینے کے بعد بادشاہ نے تخت پہر نکالا
بار دیگر شد منادی سوئے شہر
دوبارہ شہر کی جانب اعلان کرنے والا روانہ ہوا
کائناں باطفال گال میداں روید
کہ اس عورتوں بچوں کو لے کر میدان میں پہنچوا
آچنانکہ پار مرداں را رسید
جس طرح کہ پارسا مردوں کو ملا
ہیں زناں امسال اقبال ۲ شامست
آگاہ عورتوں اس سال تمہارا نصیب ہے
مرزناں را خلعت و حلیت دہند
عورتوں کو جوڑا اور زیور دیں گے
ہر کہ او اس ماہ زائیدست ہیں
آگاہ جس نے اس سال بچے بنا ہے
آں زناں باطفال گان بیروں شدند
اس وقت بچوں کے ساتھ وہ باہر نکل آئیں
ہر زنے نوزادہ بیروں شدند شہر
ہر نئے بچے والی عورت شہر سے باہر نکل آئی
چوں زناں جملہ بد و گرد آمدند
جب سب عورتیں اس کے گرد آگئیں
سر بریدندش کہ انیست احتیاط
اس کا سر قلم کر دیا کہ یہ احتیاط ہے
سوئے میدان و منادی کرد سخت
میدان کی جانب اور سخت اعلان کر لیا
کائے زناں از دہری یابید بہر
کہ اس عورتوں زمانے سے حصہ حاصل کر لو
تاز داد و بخششم شاداں شوید
تاکہ تم میری عطا اور بخشش سے خوش ہو
خلعت و ہر کس ازیشاں زر کشید
شاہی جوڑا اور ان میں سے ہر شخص نے روپیہ حاصل کیا
تا بید بدہر یکے چیز یکہ خواست
تاکہ ہر عورت وہ پائے جو اس کی خواہش ہے
کوو کال را ہم کلاہ زر نہند
بچوں کو سنہری ٹوپی پہنائیں گے
گنجما گیر و زمن بے شک یقین
یقیناً بلا شک مجھ سے خزانے حاصل کر لے گی
شاداں تاخیمہ شہ آمدند
خوش خوشی یہاں تک کہ بادشاہ کے خیمہ کے پاس آگئیں
سوئے میداں غافل از دستاں قہر
میدان کی جانب، ظلم کے سحر سے غافل ہو کر
ہر چہ بود آں ۳ فر زما در بستند
جو لڑکا تھا اس کو ماں سے لے لیا
تا نراید خصم و نفرزاید ثجاٹ
تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور دیوانگی نہ بڑھے

بوجو آمدن موسیٰ علیہ السلام و آمدن عوانان اے بخانہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور سپاہیوں کا عمران کے گھر پہنچنا
عمران و وحی آمدن بمادری موسیٰ علیہ السلام کہ در متحور
اور حضرت موسیٰ کی ماں کے پاس وہی آتا کہ ان کو آگ کے تنور میں ڈال دے
آتشش اندازد کہ من اور انگاہ دارم

کیونکہ میں اس کی حفاظت کروں گا

خود زین عمرال کہ موسیٰ زادہ بد
عمران کی بیوی جس نے موسیٰ کو جنا تھا
بعد ازاں دستل کہ آں سگ بازناں
اس کے بعد وہ مگر جو اس کتے نے عمرانوں سے
آں زنان قابلہ در خانہا
دائیں کو گھروں میں
غمز کر دندش کہ ایجا کوو کیست
انہوں نے اس کو اشارہ کر دیا کہ یہاں ایک بچہ ہے
اندریں کوچہ یکے زیبا ز نے ست
اس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے
پس عواناں آمدند او طفل را
تو سپاہی پہنچ گئے اس نے بچہ کو
وحی آمد سوئے زن از داوگر
عورت کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئی
در تنور انداز موسیٰ را تو زود
تو موسیٰ کو فوراً تنور میں ڈال دے
عصمت یانا ۳ ر کونی باردا
اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا کی حفاظت کی وجہ سے
زن بوجی انداخت او را در شرر
عورت نے وحی کی وجہ سے اس کو انگاروں میں پھینک دیا

دامن اندر چید زان آشوب زود
اس نے اس فتنہ سے جلدن دامن بچا لیا
کرد دیگر میں چہ آور داں زماں
کیا بچہ دیکھ اس نے اس وقت کیا کیا
بہر جاسوسی فرستا داں و عا
اس مجسم دغا نے جاسوسی کے لئے روانہ کر دیا
نامد او میداں کہ در وہم ۲ و شکلیست
جو میدان میں نکلا یا کیٹلاں کیلدا ہمد شک من ہے
کود کے دارد و لیکن پر ہفتے ست
جس کے ایک بچہ ہے لیکن وہ عورت بڑی چالاک ہے

در تنور انداخت از امر خدا
خدا کے حکم سے تنور میں ڈال دیا
کہ ز نسل آں خلیل ست اس پسر
کہ یہ بچہ (ابراہیم) خلیل اللہ کی نسل سے ہے
تا نگہدار یکمش اندر نار و دود
تاکہ آگ اور دھوئیں میں اس کی حفاظت کروں
لَا تَكُونُ النَّارُ حَرًّا شَارِدًا
آگ گرم نہ سرکش نہ ہو گی
برتن موسیٰ نکرود آتش اثر
آگ نے موسیٰ کے جسم پر اثر نہ کیا

۱۔ عوان۔ سپاہی۔ آشوب۔ فتنہ
یعنی وہ فتنہ موزعون نے بچوں کے دل
کا پیدا کیا تھا۔ دستل۔ مگر۔ سگ۔
یعنی فرعون۔ قابلہ۔ بچہ۔ جنا۔ والی
عورت۔ اس و عا۔ یعنی فرعون۔ غمز۔
چنگلی لینا اشارہ کرنا۔

۲۔ وہم۔ یعنی اس کو شک ہو گیا
سے کہ بچوں کو بلا کر فرعون کوئی خرابی
پیدا کریں گا۔ زیبا۔ یعنی عمران
کی بیوی۔ پر ہفتے۔ چونکہ اس نے بچہ
کو احتیاطاً میدان میں نہیں بھیجا تھا۔
کہ ز نسل۔ حضرت ابراہیم پر آگ کو
ٹھنڈا اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا گیا تھا
لہذا ان کی نسل کے اس بچہ کو اس حکم
سے آگ سے نجات دے دی جائے
گی جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم کو
دی گئی تھی۔

۳۔ یانا۔ یہ اسی آیت کا خلاصہ
ہے جس میں آگ کو ٹھم دیا گیا تھا کہ
وہ ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا
ذریعہ بن جائے۔ شارد۔ سرکش۔
شر۔ یعنی تنور کے انگارے۔

پس عواناں خانہ را جستند زود
سپاہیوں نے فوراً گھر کی تلاشی لی
پس عواناں بے مراد آں سُوشند
سپاہی ناکام واپس ہو گئے
پس عواناں ماجر ابرو اشتند
سپاہیوں سے قصہ چھیڑا
کائے عواناں باز گردید آں طرف
کہ اے سپاہیو! اس طرف پھر جاؤ
باز گشتند آں عواناں جملگاں
وہ سارے سپاہی واپس لوٹے

باز و جی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آبش فلکن القیہ فی الیم
”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پاس پھر و جی آتا کہ اس کو پانی میں ڈال دے اسکو دریا میں ڈال“

باز و جی آمد کہ در آبش فلکن
پھر و جی آئی اس کو پانی میں ڈال دے
در فلکن در نیلش ۲ و گن اعتمید
اس کو نیل میں پھینک دے اور بھروسہ کر
مادرش انداخت اندر رو دنیل
ماں نے اس کو ہیائے نیل میں ڈال دیا
اسن سخن پایاں ندارد مگر ہاش
اس بات کی انتہا نہیں ہے اور اس کے مگر
صد ہزاراں طفل می کشت از بروں
وہ باہر لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا
از جنوں می کشت ہر جلد جنین
جس جگہ کوئی پیت کا بچہ ہوتا اس کو پاگل پن سے ملا ڈالا
اژدہا بد مگر فرعون عنود
سرخس فرعون کا مگر اژدہا تھا

انہوں۔ چونکہ بچہ کونہور میں ڈالا گیا
تھا۔ فلکن۔ چھلکور۔ غزف۔ غزفہ کی
جمع ہے گونھی بالاحسان۔ ہا آبش یعنی
موسیٰ کو دیا۔ نئے نیل کے پانی میں
ڈال دے۔

۲ نیلش۔ نیل مصر کا مشہور دریا
سے رو سفید بہا۔ نعم فو کیل۔
اللہ تعالیٰ اس سخن۔ یعنی اللہ کے کرم و
رحمت کی باتیں۔
۳ خصم۔ یعنی حضرت موسیٰ
خانہ۔ یعنی فرعون کا گھر۔ کو چشم۔
اندھا یعنی خدا کی قدرت کے معاملے
میں۔ دور ہیں۔ یعنی دنیا داری کے مکرو
قریب میں۔

روی در امید دار و مؤملکن
امید رکھ اور پریشان نہ ہو
من ورا باتور سائم رو سفید
میں عزت سے اسے تیرے پاس پہنچا دوں گا
کاررا بگذاشت بانعم الوکیل
معاملہ بہترین وکیل کے سپرد کر دیا
جملہ پیچیدہ ہم در ساق و پاش
سب اس کی پنڈلی اور پیروں میں لپٹ گئے
خصم ۳ اندر صدر خانہ در دروں
اور دشمن بچ مکان میں درپردہ موجود تھا
از حیل آں کور چشم دوریں
تدبیروں سے ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’ ’
مگر شاہان جہاں را خوردہ بود
جو دنیا کے بادشاہوں کے مگر کو نگل گیا تھا

لیک ازال فرعون اترے آمد پدید
لیکن اس فرعون سے بالاتر پیدا ہو گیا
اژدہا بود و عصا شد اژدہا
وہ اژدہا تھا اور لاٹھی اژدہا بنی
دست شد بالائے دست اس تاکجا
ہر طاقت سے بڑھ کر ایک طاقت ہے یہ کہاں تک
کال یکے دریاست نے غور و کراں
کیونکہ وہ ایک بے تھا اور بے ساحل دیا ہے
حیلہا ۲ و چارہا گر اژدہا ست
حیلے اور تدبیریں اگرچہ اژدہا کی طرح ہوں
چوں رسید اینجا بیام سر نہاد
جب میرا بیان یہاں پہنچا سر رکھ دیا
انچہ در فرعون بود اندر تو ہست
جو کچھ فرعون میں تھا وہ تیرے اندر ہے
اے دروغ اس جملہ احوال تو ہست
ہائے نفس یہ سب تیرے احوال ہیں
انچہ گفتم جملگی احوال تست
جو کچھ میں نے کہا وہ سب تیرے احوال ہیں
گرز تو سہ گویند وحشت زایدت
اگر تیرے احوال بیان کریں تو تو گھبراتا ہے
چوں خرابت می کند نفس لعین
لمعون نفس تجھے کتنا برباد کر رہا ہے
اس جراثیم ہمہ از نفس تست
یہ بڑے احوال کے سارے ذم تیرے نفس کی وجہ ہے
آتش راہیزم فرعون نیست
تیری (نفسانی خواہشوں کی) آگ کے لئے فرعون بندہ نہیں ہے

ہم ورا ہم مکر اورا در کشید
جس نے اس کو اور اس کے مکر کو نکل لیا
اس بخورد آں را بتوفیق خدا
اس نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نکل لیا
تابہ یزداں کہ الیہ المنتہی
خدا تک کیونکہ اسی پر انتہا ہے
جملہ دریا ہا چو جوئے پیش آں
سارے دریا اس کے سامنے نہر جیسے ہیں
پیش الا اللہ انہا جملہ لاست
اللہ کے بالقابل وہ معدوم ہیں
مخوشد واللہ اعلم بالرشاد
فنا ہو گیا اور خدا راست روی کو زیادہ جانتا ہے
لیک اژدہات محبوبوں چہ است
لیکن تیرے اژدھے کنویں میں قید ہیں
تو براں فرعون بر خواہش بست
تو اللہ کو فرعون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے
خود نہ گفتم ضد یکے زانہا درست
میں نے تو میں سے ایک فیصدی بھی پوچھا نہیں کیا ہے
ورز دیگر چوں فسانہ آیدت
اور اگر وہ سے متعلق بیان کریں تو تجھے کہاں معلوم ہوتی ہے
دوری اندازت سخت اس قرین
ساتھی تجھے (دلہ باریت سے) بہت دور لے جا رہا ہے
لیک مغربی زجہل اے سخت تست
اے سخت کانل! تو جہل سے مغلوب ہے
ورنہ چوں فرعون او شعلہ زنیست
وہ فرعون کی آگ کی طرح بڑک رہی ہے

۱ فرعون تر۔ فرعون سے بالاتر
حضرت موسیٰ جنہوں نے فرعون اور
اس کی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ اژدہا بود۔
یعنی فرعون اور اس کا مکر ایک اژدہا تھا۔
عصا۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لاٹھی۔
دست شد بالائے دست۔ یعنی ہر
طاقت سے بالا ایک دوسری طاقت
ہوتی ہے اور سب سے بالا خدا کی
طاقت ہے۔ کال یکے خدائی
طاقت لاحقہ و سمندر ہے دوسری
طاقتوں کے دریا اس کے مقابلہ میں
ایک نہر ہیں۔

۲ حیلہا۔ ساری دنیاوی تدبیریں
صرف ایک موجود یعنی اللہ تعالیٰ کے
سامنے معدوم ہیں۔ اینجا۔ یعنی اللہ کی
طاقت کا بیان۔ انچہ۔ یعنی فرعون کی
جس قدر بری خصلتیں تھیں وہ ہر
انسان کے نفس ملکہ میں موجود ہیں۔
اژدہا۔ یعنی نفسانی عیوب۔ چہ۔ یعنی
مجبوری اور موقع نہ ملنا۔ خود گفتم۔ جو
برائیاں میں نے بیان کی ہیں وہ نفس
ملکہ کی برائیاں کا ایک فیصدی ہے اور
اس کا بیان بھی مکمل نہیں کیا جا سکا

۳ گرز تو۔ خود نفس انسانی میں جو
فرعونی خصلتیں ہیں اگر وہ خصلتیں
خود کسی انسان کو سنائی جائیں تو وہ گھبرا
جاتا ہے دوسرے کی بیان کی جائیں تو
ایک قصہ اور کہانی کے طور پر سنتا ہے
دور۔ یعنی دلہ باریت سے دور۔
جراثیم۔ انسان کی بری خصلتیں۔
زجہل۔ لیکن انسان اپنی خصلتوں
سے جاہل اور ناواقف رہتا ہے۔
آتش۔ ہر انسان کو برائی کرنے کا
موقع نہیں ملتا۔ نہ وہی کام کرے جو
فرعون نے کئے۔

کلخن نفس ترا خاشاک نیست ورنہ چوں فرعون نارِ قاہرہ است
تیرے نفس کی آگ کے لئے کوا کرکٹ نہیں ہے ورنہ فرعون کی آگ کی طرح قہر اٹھانے والی آگ ہے
یہ حکایت بشنو از تاریخ گو تاہری زیں رازِ سر پوشیدہ بو
تاریخ گو سے ایک قصہ سن لے تاکہ اس پوشیدہ راز کا تجھے علم ہو جائے

حکایت ۱ مار گیرے کہ اژدہائے افسردہ را مردہ پنداشت

اس پیڑے کا قصہ جس نے ٹھٹھے ہوئے سانپ کو مردہ سمجھا

و در سنہا است و پیچیدہ بہ بعد ادا و ردہ

پورے میں بانہ کر پو پٹ کر بعد اس لے آیا

مار گیرے رفت سوئے کہسار تا بگیر و او با فسو نہاش مار

ایک پیڑے ایک پیڑے کی جانب گیا تاکہ وہ اپنے منتروں سے سانپ پکڑے

گر گراں و گر شتا بندہ بود آنکہ جو بندست یا بندہ بود

خولہ وہ ست ہو یا چست ہو جو تلاش کرتا ہے وہ پالیتا ہے

در طلب زن دائماً تو ہر دو دست کہ طلب در راہ نیکو رہبرست

تو ہمیشہ عجمت میں رہا ہر دو ہاتھ منہوں تک کیونکہ جستور راستہ کے لئے بہتر رہنما ہے

سوئے اومی غوہ و اورا می طلب لنگ و لوک ۲ و خفتہ شکل و بے ادب

اسی کی طرف کھٹک لہ اسی کو طلب کر (تو ڈولو) لنگڑا لہ لولا لہ سوتی صورت لہ بے ادب ہو

بُوئے کردن گیر ہر سو بُوئے شہ گہ بگفت و گہ نجا موشی و گہ

سنگھ کر ہر جانب سے شہ کی خوشبو حاصل کر کبھی بول کر اور کبھی خاموشی سے لہ کبھی

جستن یوسف کفید از حد بیش گفت آل یعقوب با اولاد خویش

حد سے زیادہ یوسف کو تلاش کرو حضرت یعقوب نے اپنی اولاد سے کہا

ہر طرف رانید شکل مستعد ہر جس ۳ خورادریں جستن بختہ

مستعد شکل میں ہر طرف روانہ کرو اس جگہ میں کوشش سے اپنے ہر جس کو

ہچو گم کردہ پسر رو سو بسو گفت از روح خدا لا تیا سوا

بچے کو گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ فرمایا اللہ کی رحمت سے تم باہوں نہ ہو

رہی جانان را بجاں جو یاں شوید از رہ حس وہاں پر سال شوید

محبوب کے چہرے کو (دل) و جان سے تلاش کرو از رہ حس وہاں پر سال شوید

محبوب کے ذریعہ دریافت کرو من کی حس وہاں پر سال شوید

۱۔ حکایت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ نفس کو اس پیڑے کا اژدہا سمجھو جو بظاہر مردہ تھا۔ افسوسناک۔
پیڑے۔ کچھ منتر پڑھ کر سانپ پکڑے ہیں۔ گر گراں۔ اگر طلب سے تو مطلوب ضرور حاصل ہوگا خواہ طالب ست ہو یا چست ہو۔

۲۔ گوکہ۔ جنھوں کے بل چلنے والا۔ بی غور انسان کو چاہیے اپنی معذوریوں کو نظر انداز کر کے طلب میں لگ جائے۔ کہ بگفت۔ یعنی طلب کرنے کے جس قدر بھی طریقے ہوں وہ اختیار کرتا ہے۔

۳۔ ہر جس۔ یعنی یوسف کی تلاش و طلب میں اپنے ہر جس کو کام میں لاؤ۔ گفت۔ حضرت یعقوب نے فرمایا تھا لا تیا سوا من روح اللہ اللہ کی رحمت سے باہوں نہ ہوتا یعنی یوسف کی طلب و جستجو میں بھی باہوں نہ ہونا۔ حس وہاں۔ قوت گوئی۔

۱۔ مودگانی۔ اگر محبوب کی خبر دینے والے کو جان بھی دینی پڑے تو آمادہ رہ جانا چاہیے۔ چار راہ۔ چہ راہ۔ یعنی ہر سمت تلاش کرنا۔ آل سر۔ یعنی جس محبوب کی تلاش میں لگے ہو۔ ہر جگہ۔ یہاں سے مولانا نے محبوب حقیقی کے سراغ لگانے کا بیان شروع فرمایا ہے انسان کی صافست اللہ کی صفات کا مظہر ہیں اور ان صفات کی اصل اللہ کی صفات ہیں۔

۲۔ زشتہائے۔ جس طرح خوبیاں راہنما ہیں اسی طرح انسان کی برائیاں بھی راہنما ہیں کیونکہ ہر برائی کا انجام کوئی نہ کوئی بھلائی ہے انسان کی بے سرو سامانی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے۔ طوبی۔ جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر جنتی کے گھر میں ہوگی جس سے وہ خوشبو اور پھل حاصل کریگا۔ جگہائے۔ لڑائیاں صلح کا پیش خیمہ ہیں کبھی لڑائی صلح ہوتی ہے کبھی مقصود پورا ہوتا ہے تو گویا مقصود سے صلح ہوتی کبھی انسان لڑائیوں سے گھبرا کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو گویا خدا سے صلح ہوتی۔ دام راحت۔ انسان تکلیفیں اٹھاتا ہے تو راحت نصیب ہوتی ہے۔ خشمہائے۔ غصہ کبھی شفقت کی بنا پر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ بن کا ولاد پر بھی غصہ کی برائی دیکھ کر انسان شفقت کا رویہ اختیار کرتا ہے کبھی حقوق کا بے حص غصہ شفقت خداوندی کا سبب بن جاتا ہے محبوب کی جفا کے نتیجہ میں وقاص و دار ہو جاتا ہے۔

۳۔ سرگف۔ شکوہ کا سبب تکلیف ہے اور تکلیف سبب راحت ہے۔ یونے۔ جس طرح جہانمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنما بنایا ہے اس طرح ہر برائی کو بھی راہنما بنائے۔ چوں عصا۔

گوش را بر چار راہ آل نہید
کان کو اس کے چہا ہے لگا
سوئے آل سر کاشائے آل سرید
اس رو کا جس سے تم واقف ہو
سوئے اصل لطف رہ یابی لبے
اس سے اصل طوبی کی جانب توجہ رہنمائی حاصل کریگا
جزو را بگذار و برکل دار طرف
جزو کو چھوڑ دو کل پر لگا رکھو
برگ بے برگگی نشان طوبی است
بے سلامتی کا سامان طوبی کا نشان ہے
دام راحت و انما بے راحتی است
تکلیف ہمیشہ راحت کے لئے جال ہے
وز جفائے خلق امید و فاست
مخلوق کے ظلم سے وفا کی امید ہے
ہر س گلہ از شکر آگہ می کند
ہر شکوہ شکر کی خبر دیتا ہے
یونے بر از ضد تا ضد اے حکیم
اے ہاتھ خدا سے ضد کا سراغ لگا
جملہ عالم را بدیں مسامی شمار
تمام عالم کو ایسا ہی سمجھو
مدگیر از بہر بازی ما بدست
پشیرے نے تماشہ کے لئے سانپ تلاش کیا

پرس پرساں مودگانی اجاں دہید
پوچھتے پوچھتے جان کی انعام بخشی کر دو
ہر کجا یونے خوش آید یو برید
جہاں سے اچھی خوشبو آئے اس کا سراغ لگاؤ
ہر کجا لطفی بہ بینی از کے
جہاں تمہیں کسی کی تو خوبی دیکھو
ہنہمہ جو باز دریا نیست ژرف
یہ تمام نہیں ایک گہرے دیا کی ہیں
زشتہائے خلق بہر خوبی است
مخلوق کی برائیاں بھلائی کے لئے ہیں
جنگہائے خلق بہر آشتی است
مخلوق کی لڑائیاں صلح کے لئے ہیں
خشمہائے خلق بہر مہر خاست
مخلوق کی ہراسیاں محبت کے لئے پیدا ہوتی ہیں
ہر زون بہر نوازش را یو
ہر مادہ پیٹ مہربانی کے لئے ہوتی ہے
یونے بر از جزو تا کل اے کریم
اے بھلے آدمی! جزو سے کل کا سراغ لگا
چوں عصا و دست موی گشت مار
جیسا کہ لہی حضرت مہدی کے چہو میں مہدی تی
جنگہائے آشتی آرد درست
لڑائیاں صلح پیدا کر دیتی ہے



برائی سے بھلائی کی رہنمائی حاصل کرنا ایک بالمشابہ چیز سے دوسری بالمشابہ چیز کا سراغ لگانا ہی طرح ممکن ہے جیسا کہ حضرت موی کا عصا سانپ بنا حالانکہ دونوں متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عالم کی دوسری چیزوں کو بھی سمجھ لے مار گہر۔ پشیرے نے سانپ تماشہ کے لئے پکڑا حالانکہ سانپ سبب ہلاکت ہے جو تماشہ کی ضد ہے۔

غم خورد بہر امید بے غمی
 بے غمی کے لئے غم برداشت کرتا ہے
 گردِ کوہستان در یام برف
 پہاڑوں کے چاروں طرف برف کے زمانہ میں
 کہ دلش از شکل او شد پر ز نیم
 کہ اس کی شکل سے دل خوف زدہ ہوتا تھا
 ماری بخت اژدہائے مرده دید
 سانپ تلاش کرتا تھا اس نے ایک مرا ہوا اژدہا دیکھا
 مارگیر دانیت نادانی خلق
 سانپ پکڑتا ہے مخلوق کی نادانی تعجب ہے
 کوہ اندر مار خیراں چوں شود
 پہاڑ سانپ کے معاملہ پر کیوں حیران ہوتا ہے؟
 از فرونی آمد و شد در کمی
 بڑائی سے آیا لہو کمی میں جتا ہو گیا
 بود طلسم خویش را بر دل و دخت
 طلسم تھا اپنے آگ کو گدڑی پر سی دیا
 او چرا حیراں شد دست و مار دوست
 وہ خود کیوں حیران لہو سانپ کا دوست بنا؟
 سوئے بغداد آمد از بہر شگفت
 تعجب میں ڈالنے کے لئے بغداد میں آیا
 می کشیدش از بے دانگانہ
 روضی کے لئے وہ اس کو پھینچ رہا تھا
 درشکارش من جگر ہا خوردہ ام
 اس کے شکار میں من نے خون جگر پیا ہے
 زندہ بود و اوندیش نیک نیک
 وہ زندہ تھا اس نے اس کو اچھی طرح نہ دیکھا

بہر بازی مار جوید آدمی
 انسان تماشہ کے لئے سانپ تلاش کرتا ہے
 او ہمی اُبختے یکے مار شگرف
 وہ ایک عجیب سانپ تلاش کرتا تھا
 اژدہائے مرده دید آنجا عظیم
 اس نے وہاں ایک مردہ بڑا اژدہا دیکھا
 مارگیر اندر زمستان شدید
 مارگیر سردی سخت جائے میں
 مارگیر از بہر حیرنی خلق
 لوگوں کے تعجب کے لئے پیہرا
 آدمی کوہ است چوں مفتوں شود
 آدمی پہاڑ ہے کیوں فریفت ہوتا ہے؟
 خویشتن شناخت مسکین آدمی
 آدمی مسکین نے اپنے آپ کو نہ پہچانا
 خویشتن را آدمی ارزاں فروخت
 آدمی نے اپنے آپ کو سستا بیچا
 صد ہزاراں مار و گہ حیران اوست
 لاکھوں سانپ لہو پہاڑ اس پر حیران ہیں
 مارگیر آں اژدہا را بر گرفت
 پیہرے نے اس سانپ کو پکڑ لیا
 اژدہائے چوں ستون خانہ
 ایک اژدہا گہر کے ستون جیسا (مونا)
 کاژدہائے مرده آورده ام
 کہ میں ایک مردہ اژدہا لایا ہوں
 او ہمی مرده گماں بردش و لیک
 وہ اس کو مرده سمجھ رہا تھا ، لیکن

۱۔ لائی۔ وہ پیہرا پہاڑوں کے موسم
 میں پہاڑوں پر حیرت انگیز سانپ
 تلاش کر رہا تھا۔ مارگیر پیہرے نے
 سانپ اس لئے پکڑا کہ لوگوں کو دکھا
 کر حیرانی میں ڈالے لوگوں کا سانپ کو
 دیکھ کر حیرانی میں پڑھان کی نالہنی ہے۔
 ۲۔ آدمی کوہ است۔ جس طرح
 پہاڑوں میں سانپ ہوتے ہیں خود
 انسان میں برے اخلاق کے اژدہے
 موجود ہیں تو ایک سانپ کو دیکھنے کا
 کیوں مشتاق بناتا ہے اپنے اللہ کے
 سانپ دیکھ لے انسان کی سانپ پر
 حیرانی لگی ہی ہے جیسے کہ پہاڑ۔
 سانپ پر حیران ہو۔ خویشتن۔ انسان
 نے اپنی رفعت لہو بلندی کو نہیں سمجھا
 اشرف مخلوقات پیدا کیا گیا تھا لہو دل
 مخلوقات بن گیا۔
 ۳۔ خود طلسم۔ انسان برصیا چڑ
 سے گھٹیا بن گیا۔ صد ہزاروں کائنات
 انسان کے اعلیٰ مقام سے حیران ہے
 لیکن یہ انسان اپنی حماقت سے لہنی
 مخلوقات کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔
 دانگانہ۔ وہ چند مسافر سفر کے
 اخراجات کے لئے باہمی جمع کریں
 گھر کا سلاسلن۔ نیک نیک۔
 اچھی طرح۔

اوز سرماہا و برف افسردہ بود
 وہ جاٹے اور برف سے ٹھنڈا گیا تھا
 عالم افسردہ است و نام او جماد
 عالم ٹھنڈا ہوا ہے اور اس کا نام جماد ہے
 باش تا خورشید حشر آید عیاش
 ٹھنڈا جا کہ حشر کا سورج نمودار ہو
 چوں عصائے موسیٰ اینجا مارشد
 جبکہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اس عالم میں سانپ بن گئی
 پارہ ۲ خاک کی تراچوں زندہ ساخت
 تو خاک کا ٹکڑا ہے، تجھے جس طرح زندہ بنایا
 مردہ زیں سویند و زان سورندہ اند
 وہ اس جانب مردہ ہیں اور اس جانب زندہ ہیں
 چوں ازاں سوشاں فرستد سوائے ما
 جب وہاں چیزیں کو اس جانب سے ہماری جانب بھیجتا ہے
 کوہہا ہم کن داؤدی گند
 پہاڑ بھی داؤدی لہجہ اختیار کر لیتے ہیں
 باد کمال سلیمانے شود
 ہوا ایک سلمان کو اتھالی جانے والی بن جاتی ہے
 ماہ با احمد اشارت میں شود
 چاند حضرت احمد کے اشارے کو دیکھنے والا بن جاتا ہے
 خاک قاروں را چومارے در کشد
 زمین قاروں کو اڑھے کی طرح نکل لیتی ہے
 سنگ بر احمد سلائے می گند
 پتھر حضرت احمد کو سلام کرتا ہے

زندہ بود و شکل مردہ می نمود
 زندہ تھا اور بظاہر مردہ نظر آتا تھا
 جلد افسردہ بود اے استاد
 اے استاد! جلد ٹھنڈا ہوا ہوتا ہے
 تابہ بنی جنبش جسم جہاں
 تاکہ تو دنیا کے جسم کی حرکت کو دیکھ لے
 عقل را از ساکنناں اخبار شد
 عقل کو جمادات کے بارے میں علم ہو گیا
 خاکہا را جملگی باید شناخت
 تو تمام خاکوں کو اسی طرح سے پہچان لینا چاہیے
 خامش اینجا و آن طرف گویندہ اند
 اس جگہ چپ ہیں اس جانب بولنے والی ہیں
 آل عیسا گر دو سوائے ما اژدہا
 وہ لاٹھی ہماری جانب آ کر اژدہا بن جاتی ہے
 جوہر آہن بکف مؤمے شود
 لوہے کا جو ہر ہاتھ میں موم بن جاتا ہے
 بحر سح موسیٰ سخندانے شود
 سمندر موسیٰ کی بات سمجھنے والا بن جاتا ہے
 نارا ابراہیم را نرسیں شود
 آگ حضرت ابراہیم کے لئے نرسیں بن جاتی ہے
 استن کتا نہ آید در رشد
 حنا نہ ستون ہوش میں آ جاتا ہے
 کوہ یحییٰ را پیامے می گند
 پہاڑ حضرت یحییٰ کو پیغام دیتا ہے



عالم۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا میں
 جن چیزوں کو بے حس اور اک جمادات
 جاتا ہے وہ بھی ٹھنڈی ہوتی ہیں اور
 بظاہر جماد ہیں حشر میں جب سورج من
 پر پڑے گا تو ان کا حضور بن ختم ہو جائے گا
 اور ان کا جس دھواک نمودار ہو جائے گا
 جیسا کہ اس اڑھے کا معاملہ تھا۔
 جماد اور جلد کے لغوی معنی ٹھنڈے
 ہوئے کے ہیں۔ چوں عصا۔ حضرت
 موسیٰ کی لاٹھی جو بے حس و حرکت تھی
 جب اس دنیا میں سانپ بن گئی تو
 عقل سمجھ گئی کہ ان جمادات میں بھی
 حرکت نمودار ہو سکتی ہے۔

۲ پارہ خاک کی انسان کی مٹی کا بنام
 ہوا ہے اور پھر اس میں حس و حرکت آ
 گئی۔ اسی طرح دوسرے جمادات کو
 کجھون میں بھی حس و حرکت آسکتی
 ہے مردہ اس سو۔ جمادات عالم دنیا
 کے اعتبار سے مردہ اور عالم آخرت کے
 اعتبار سے زندہ ہیں۔ چوں۔ جب اللہ
 تعالیٰ ان کے عالم آخرت والے روح و
 ہماری طرف مقرر دیتا ہے تو ان کی زندگی
 ظاہر ہو جاتی ہے۔ کوہہا۔ پہاڑ جو
 جمادات میں سے ہے حضرت داؤد کا
 نعرہ اختیار کر لیتا ہے۔ جوہر آہن۔ اپنا
 رخ بدلنے سے لوہا حضرت داؤد کے
 ہاتھ میں موم بن جاتا ہے۔ باد۔ ہوا جو
 بے حس و دھما سے حضرت سلیمان
 کے لئے جھنڈی کام کرنے لگتی ہے۔

۳ بحر۔ دیائے نیل نے حضرت
 موسیٰ کی بات کو سمجھ لیا ان کے ہر دم
 فرعون کو غرق کر دیا اور ان کو پامال کر دیا۔
 لہذا شخص سے شق لہر کا بجز ۱۲۰
 اور چاند حضور کی انگلی کے اشارے کو سمجھ
 گیا۔ نرسیں۔ گل میوٹی۔ خاک۔
 زمین نے قاروں کو اڑھے کی طرح
 نکل لیا۔ استن۔ مسجد نبوی کا وہ ستون
 جس کے سہارے حضور کھڑے کیا کرتے

تھے جب مہر تیاں ہو جانے پر اس کا سہارا لیا تو وہ پڑا۔ سنگ۔ حضرت علی سے منقول ہے کہ ایک موقع پر ہر پتھر کو درخت سے
 آنحضرت کو سلام کیا۔ کوہ۔ حضرت یحییٰ کو پہاڑ نے پہنچی تھی۔

جملہ ذرات عالم در نہاں

دنیا کے تمام ذرات پوشیدہ طور پر
ماستعین و بصیریم و خوشیم
ہم نے اپنے سینوں اور دلوں میں لپیٹی ہوئی ہیں

چوں شام سونے جمادی می روید
جبکہ تم پتھر پلن کی طرف جا رہے ہو

از ہمدادی عالم جاہا روید
پتھر پلن سے ہندوں کے عالم میں جاؤ

فاش سبح جمادات آیدت
جمادات کی تسبیح مانع ہو جائے گی

چوں ندارد جان تو قندلیبا ۲
چونکہ تیری ہیاں میں تمہیں نہیں ہیں

کہ غرض تسبیح ظاہر کے شود
کہ مقصود ظاہری تسبیح آپ ہو سکتی ہے

بلکہ ہر بینندہ را دیدار آل
بلکہ ہر دیکھنے والے کو ان کا دیکھنا

پس چواز تسبیح یادت می دید
تو چونکہ وہ (جمادات) تجھے تسبیح کی یاد دلا دیتے ہیں

اس بود تاویل اہل اعتزال
اعتزال کی یہ تاویل ہوتی ہے

چوں ز جس بیروں نیاید آدمی
انسان جب مومن (ظاہری) سے باہر نہ نکلے

اس سخن پایاں ندارد مارگیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے ' سپیرا

تا بہ بغداد آمد آل ہنگامہ خواہ
یہاں تک کہ وہ مجمع کا خواہاں بغداد میں آ گیا

باتومی گویند روزان و شبان

تجھ سے شب و روز کبتر ہیں
باشمانا محرمان ماخا مشیم
تم نہ محرموں کے ساتھ ہم خاموش ہیں

محرّم جان جماداں چو شوید
تو جمادات کی جان کے محرم کہے ہو سکتے ہیں

غلغل اجزائے عالم بشنوید
اجزائے عالم کا شہ سن لو

وسوسہ تاویلیہا بر بایدت
تجھ میں سے تاویلوں کا وسوسہ

بہر بینش کردہ تاویلیہا
تو دیکھنے کے لئے تاویلیں دیتا ہے

دعوی دیدن خیال و غمی شود
دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے

وقت عبرت می کند تسبیح خواں
عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا بنا دیتا ہے

اس دلالت ہمچو گفتن می بود
یہ دلالت پڑھنے جیسی ہے

وائے آل کس گوندارد نور حال
اس پر اسوں جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے

باشد از تصویر غیبی انجمنی
تو وہ غیبی تصویر سے واقف ہوتا ہے

می کشید آل مار ربا صد زحیر
بہت بے چینی کے ساتھ اس سانپ کو کھینچ رہا تھا

تا نہد ہنگامہ بر چار راہ
تاکہ چوہاے پر مجمع لگانے

۱ جملہ ذرات کائنات کا ہر ذرہ
دالات حال سے اپنے سینے پر دیکھنے
کی کیفیت کو بتاتا ہے چوں شام
جب انسان اپنا احساس کھو بیٹھے تو وہ
جمادات کی روح کا محرم نہیں بن سکتا۔
اور جمادی الہامی جمادات تم لڑکے
روحانیت حاصل کر لے تو کائنات کی
تسبیح کا شور سن سکتا ہے۔ ہوس
کائنات کی تسبیح کی وہ تاویلیں جو ترا
لرتے ہیں ان کا وسوسہ بھی دل میں نہ
آئے گا۔

۲ قندلیبا۔ یعنی ہلنی نور کی
دشمنیاں۔ کہ غرض تم ان پاک میں
سے ان من صی الا یسبح بحمدہ
ولیکن لا یفقیہون تسبیحہ ہر چیز اللہ
کی تسبیح پڑھتی ہے مگر تم ان کی تسبیح
کو نہیں سمجھتے ہو معتزل یہ تاویل لرتے
ہیں کہ اس آیت میں تسبیح سے تسبیح
ظاہری مراد نہیں ہے بلکہ مراد ہے کہ
کائنات کا مشاہدہ کرنے والا تسبیح خواں
بن جاتا ہے۔ جب کائنات اس کی تسبیح
کا سبب ہر اول بنی تو گویا وہ کائنات تسبیح
خواں بنی۔ لذل علی الخیر کلعلہ
خیر پر دلالت کرنے والا خود خیر کا کرنے
والا ہے۔

۳ اس سخن۔ یہ دو جہلی باتیں بہت
درا ہیں لہذا سپیرا کے کا قصہ شروع کیا
جاتا ہے۔ زحیر۔ پتھر۔ سچ و تاب۔
چارلہ چوہاے۔

غلغلہ در شہر بغداد اوقاد
 بغداد شہر میں شہر سچ گیا
 بواجب نادر شکارے کردہ است
 اس نے عجیب نام شکار کیا ہے
 صید اوشد ہر یک آنجا از خریش
 اس جگہ ہر ایک اپنے گدھے پن سے اس کا شکار بن گیا
 تاکہ جمع آیند خلق منتشر
 تاکہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہو جائیں
 گدیہ و توزیع نیکو تر رود
 بیک لہ چندہ (کا کام) خوب چلے
 حلقہ کردہ پشت پابر پشت پا
 کمر جھکائے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے
 ہچمناں کہ بت پرستاں بر کنیش
 جیسا کہ بتوں کے بچاری بت خانہ پر
 رفتہ در ہم چوں قیامت خاص و عام
 قیامت کی طرح خاص و عام غلط ملط تھے
 می کشیدند اہل ہنگامہ گلو
 جمع والے گا پہاڑتے
 زیر صد گونہ پلاں و پردہ بود
 سینکڑوں قسم کے ٹاٹ لہ پردوں میں تھا
 احتیاطے کردہ بوش آل حفیظ ۳
 اس تکبہاں نے اس کے لئے بڑی احتیاط رکھی تھی
 وزہیا ہوی و افغان بے شمار
 ہائے و ہو لہ بے شمار چمنوں سے
 تافت برآں مار خورشید عراق
 اس اژدہ پر عراق کا سورج چمکنے گا

بر لب لہ خط مرد ہنگامہ نہاد
 دجلہ کے کنارے پر اس نے مجمع لگایا
 مارگیرے اژدہا آوردہ است
 (ک) ایک سپیرا اژدہا لایا ہے
 جمع آمد صد ہزاراں خام ریش
 انھوں نے وقف جمع ہو گئے
 منتظر ایشاں و او ہم منتظر
 وہ اس کے منتظر لہ وہ بھی (ان کا) منتظر
 مردم ہنگامہ افزوں تر شود
 مجمع کے لوگ زیادہ ہو جائیں
 جمع آمد صد ہزاراں ژاژخا
 لاکوں کھوئی جمع ہو گئے
 حلقہ گرد او چورز گرد عریش ۲
 اس کے چاروں طرف سیاحلہ جیسا کہ گلو کی تیل چھپر پر
 مردرا از زن خبر نے زا ازدحام
 ہجوم کی وجہ سے مرد کو عورت کا پتہ نہیں
 چوں ہی خرقہ جیانید او
 جب وہ چھترے سر کا
 اژدہا کرز مہریر افسردہ بود
 وہ اژدہا جو ٹھنک سے ٹھنک ہوا تھا
 بستہ بوش بار سنہائے غلیظ
 اس کو موٹی رسیوں سے باندھ رکھا تھا
 در درنگ و اتفاق و انتظار
 آخر لہ جمع ہونے لہ انتظار میں
 وز غلو خلق و ملک و طمطراق
 لوگوں کی کثرت لہ لگاؤ لہ لہ لہ سے

۱ لہ خط۔ بغداد جگہ کے دونوں
 کناروں پر آباد ہے۔ خام ریش۔
 بیوقوف۔ خریش۔ خری اش۔ گدیہ۔
 بھیک۔ توزیع۔ تقسیم۔ بخشش ژاژخا۔
 کھوئی۔ حلقہ کردہ پشت۔ کمر جھکائے
 ہوئے۔

۲ عریش۔ چھپر۔ کنیش۔ بت
 خانہ مرد۔ مجمع کی کثرت میں خواص و
 عوام لہ مردان کا اختلاط ہو جاتا ہے
 خرقہ۔ چھترے جو آگ ساگائے
 مگے آتے ہیں۔ پلاں ٹاٹ۔

۳ حفیظ۔ محفوظ۔ تکبہاں۔ ہ
 درنگ۔ یعنی یہ چیزیں لہ صحت کی گری
 اس اژدہ سے حرکت میں آنے کا
 سبب بن گئیں۔ عراق۔ وہاں کی گری
 مشہور ہے۔

آفتاب گرم سیرش گرم کرد
تیز رفت سوج نے اس کو گرما دیا
مردہ بود و زندہ گشت او از شکفت
وہ مردہ تھا اور حیرت انگیز طہ پر زندہ ہو گیا
خلق را از جنبش آں مردہ مار
مرے ہوئے سانپ کی حرکت سے مخلوق کی
با تحیر نعرہا اعلیٰ خند
حیرانی سے انہوں نے نعرے لگائے
می شکست او بند زان بانگ بلند
وہ بندش کو بلند آواز سے توڑتا تھا
بندہا بکست و بیروں شد ز زیر
بندشیں ٹوٹ گئیں وہ نیچے سے نکل آیا
در ہزیمت بس خلاق کشتہ شد
پہلائی میں بہت سے لوگ مارے گئے
مار گیر از ترس برجا خشک گشت
پنیرا خوف سے اپنی جگہ خشک ہو گیا
گرگ را بیدار کرد آں کور میش
اس اندھی بھیر نے بھڑیے کو جگا دیا
اژدہا یک لقمہ کرد آں گنج ۲ را
اس اجس کو اژدہ نے ایک لقمہ بنا دیا
خویش را بر آستنی پیچیدہ و بست
اس (اژدہ) نے اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا
شہر خالی گشت و اژدہا براند
شہر خالی ہو گیا اور اژدہا روانہ ہوا
نفس اژدہا ست او کے مردہ است
تیرا نفس اژدہا ہے وہ مردہ کہاں ہے

۱۔ اخلاط۔ یعنی اژدہ سے کے بدن کی رطوبتیں۔ مردہ ہوا۔ یعنی وہ اژدہا جس کو لوگ مرا ہوا سمجھ رہے تھے می شکست۔ اژدہا رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔ چاقا چاق۔ رسیوں کو ٹوٹنے کی آواز۔ غراں۔ ڈروکتا ہوا ہزیمت۔ جمع کی واہسی۔ گرگ۔ پیہرے اور اژدہ کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ بھیر سوئے ہوئے بھیرے کو خود بیدار کر دے یا کوئی شخص خود ملک الموت کے پاس چلا جائے۔

۲۔ گنج۔ حقیق۔ شیخ۔ حجاج کا لہجہ ہے حجاج بن یوسف ثقفی عبدالملک مروان کے دور کا مشہور ظالم گور ہے جس نے لاکھوں کا خون بہلا ہے خویش دہا اژدہ۔ جانور یا انسان کو نگل کر اس کی ہڈیاں توڑنے کے لئے اسی طرح کی حرکت کرتا ہے۔

۳۔ گرفتارند از بیابان۔ تیزی سے بیابان میں چلنا۔ نفس۔ مولانا دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہو کر فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے نفس کو اسی قسم کا اژدہا سمجھنا چاہئے۔ بے آلتی۔ ذرا لے کا نہ ہونا۔

رفت از اعضائے او اخلاط ۱ سرد
اس کے اعضاء سے ٹھنڈی رطوبات جلتی رہیں
اژدہا بر خویش جبیدن گرفت
اژدہ نے اس کے بدن سے شروع کر دیئے
گشت شاں از یک تحیر صد ہزار
ایک حیرانی لاکھوں حیرتوں بن گئیں
جملگاں از جنبشش بگریختند
اس کے ہٹنے سے سب بھاگ پڑے
ہر طرف می رفت چاقا چاق بند
ہر طرف بندش کی تلخ پڑاں (کی آواز) مچتی رہی تھی
اژدہائے زشت غراں ہچمو شیر
بھیانک اژدہا شیر کی طرح ڈروکتا ہوا
از فدادہ و کشتگاں صد پُشتہ شد
مرے اور گئے لوگوں کے سینکڑوں ڈھیر لگ گئے
کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت
کہ میں پہاڑ اور جنگل سے کیا لے آیا
رفت ناداں سوئے عزرائیل خویش
بیوقوف اپنے آپ ملک الموت کی طرف چلا گیا
اہل باشد خون خوری شیخ را
حجاج کے لئے خون پینا آسان ہوتا ہے
آتخوان خورده را در ہم شکست
کمانی ہوئی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا
سوئے گہ گرد ۳ از بیابان برفشانند
پہاڑ کی جانب اس نے جنگل کی گرد کو اڑایا
از غم بے آلتی فسرده است
ذرا لے نہ ہونے کے غم میں ٹھنڈا ہوا ہے

گربیا بد آلت ل فرعون او
 ار وہ فرعون کے ذراع پالے
 آنگہ او بنیاد فرعون گند
 اس وقت وہ فرعون بنیاد بنائے گا
 کرک ست آں اژدہا دست فقر
 وہ اژدہا اللہ کے ہاتھوں حقیر کپڑا ہے
 اژدہا رادار در برف فراق
 اژدہ کو محرومی کے برف میں رکھ
 تافسردہ می بوداں اژدہات
 تاکہ حیرا اژدہا ٹھنرا ہوا رہے
 مات گن اورا وایمن شوزمات
 اس کو ہرا دے اور ہڈے تہن ہو جا
 کال تف خورشید شہوت سرزند
 کیونکہ جب شہوت کے سحر کی گرمی سولہ ہوگی
 می کش اورا در جہاد در قتال
 اس کو جہاد اور قتال میں کھینچ لا
 چونکہ آں مرد اژدہا را آورید
 چونکہ وہ مرد اژدہے کو لایا
 لاجرم آں فتنہا کرد اے عزیز
 اے پیارے اللہ! اس نے وہ فتنے برپا کردیئے
 تو طمع ح داری کہ اورا بے بخفا
 تو امید رکھتا ہے کہ اس کو بغیر سختی کے
 ہر خستے را ایں تمنا کے رسد
 ہر کینے کی یہ تمنا کہل پوری ہوتی ہے
 صد ہزاراں خلق زاژدہ ہائے او
 لاکھوں لوگ اس کے اژدھے سے

کہ باہر او ہی رفت آب جو
 جس کے حکم سے مہائے نیل کا پانی چلتا تھا
 راہ صد موسیٰ و صد ہاروں زند
 سینکڑوں موسیٰ و ہاروں کی راہ زنی کرے گا
 چشمے گرود زجاہ و مال صقر
 چرخ چاہے اور مال نہ ہونے سے محرم بن جاتا ہے
 ہیں مکش اورا بخورشید عراق
 خبردار اس کو عراق کے سحر نہ لے جا
 لقمہ اوئی چو او یابد نجات
 جب وہ نجات پا جائے گا تو اس کا لقمہ ہے
 رحم گن نیست اوز اہل صلوات
 رحم نہ کر وہ اچھے سلوک کے قابل نہیں ہے
 آں خفاش مردہ ریکت پرزند
 وہ تیری ہانپڑ چکاڈ اڑنے لگے گی
 مردوار اللہ یجزیک الوصال
 مردانہ وار اللہ تجھے بدلے میں وصال عطا فرمائے گا
 در ہوائے گرم خوش شد آں مرید
 گرم ہوا میں وہ سرکش چاند چوبند ہو گیا
 بلکہ صد چنداں گہ ما کفتم نیز
 بلکہ اس سینکڑوں زیادہ جو ہم نے بیان کئے
 بستہ داری در وقار و در وفا
 وقار اور وفا میں باندھ لے گا
 موسیٰ باید کہ اژدہا گشد
 موسیٰ چاہیے جو اژدھے کو مدے
 در ہزیمت گشتہ شد از رائے او
 ہزیمت کی مدے اس کی رائے کی وجہ سے

۱۔ آلت فرعون۔ یعنی اسباب
 ذراع جو فرعون کو حاصل تھے کہ
 باہر۔ فرعون کے حکم سے نیل میں
 سیلاب آ گیا تھا یہ فرعون کے لئے اللہ
 کی جانب سے استدراج تھا۔ کہ
 مکہ۔ حقیر کپڑا۔ چشمے گرود۔ یعنی
 اسباب میرن آنے سے قوی ضعیف
 بن جاتا ہے صقر۔ چرخ جو شکرے
 کی ایک قسم ہے فراق۔ یعنی ذراع
 اور اسباب مہیا نہ ہونے کا علم۔ لقمہ
 لونی۔ تیرا نفس سب سے پہلے تجھے
 ہلاک کرے گا۔

۲۔ مات گن۔ نفس کو شکست
 دیدے۔ اہل صلوات۔ یعنی قابل رحم
 نہیں ہے۔ خفاش۔ یعنی نفس
 انسانی۔ می مکش۔ نفس کو مردانہ وار
 مشقتوں میں مبتلا رکھ اللہ کا وصل
 حاصل ہو جائے گا۔ چونکہ سپیرے
 نے اس اژدھے کو گرمی سے آرام
 پہنچایا تو وہ سرکش بن گیا۔ لاجرم سرکش
 ہو کر اژدھے نے جو فتنے پکائے وہ
 میرے بیان سے سینکڑوں گنا زیادہ
 تھے۔

۳۔ تو طمع۔ انسان کی غلط فہمی ہے
 کہ وہ نفس کو آرام پہنچا کر اس سے وفا
 اور وقار کی امید کرے ہر خستے۔ نفس
 کشی ہر انسان سے ممکن نہیں ہے اس
 کے لئے موسیٰ جیسی اولوالعزمی
 چاہیے۔ صد ہزاراں۔ یہ شعر پھر
 سپیرے سے متعلق ہے۔

وزاع طمع ہم خویشتن رباباد داد

گفتہ شدوا اللہ اعلم بالسداد

لاٹ سے اپنے آپ کو بھی برباد کیا قصہ کہہ دیا گیا اور اللہ تعالیٰ راستہ ہی کو خوب جانتا ہے

تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دھمکانا

خلق را کشتی و افگندی زبیم

از سے لوگوں کو باد ڈالا اور گرا دیا؟

در ہزیمت شکستہ شد مردم ز زلق

الے بھاگنے میں پھسلنے کی وجہ سے لوگ مارے گئے

کین تو در سینہ مرد وزن گفت

مردوں اور عورتوں کے سینوں میں تیری طرف سے کین پیدا ہو گیا

از خلافت مرد ماں رانیست بد

لوگوں کے لئے تیرے خلاف کرنے کے علاوہ پارہ نہیں ہے

در مکافات تو دیکے می پرم

تجھ سے بدل لینے کے لئے دیک بکار رہا ہوں

یا بجز فی پس روے گردورا

یا سلیہ کے علاوہ تیرا کوئی بیرو ہو گا

در دل خلقاں ہر اس انداختی

لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا ہے

خوار گردی ضحکہ غوغا شوی

ذلیل ہو گا عوام کے لئے مسخکہ بنے گا

عاقبت در مصر ما رسوا شدند

انجام کار ہمارے مصر میں رسوا ہونے ہیں

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم

فرعون نے ان موسیٰ سے کہا اے کلیم اللہ تعالیٰ نے کیوں

در تردد از تو افتادند خلق

تیری وجہ سے لوگو تردد میں مبتلا ہو گئے

لا جرم ہر کس ترا دشمن گرفت

لا محالہ ہر شخص کو تجھ سے دشمنی ہو گئی

خلق را می خواندی برعکس شد

تو لوگوں کو بلاتا تھا (معاملہ) برعکس ہو گیا

من ہم از شترت اگر پس می خوم

میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ گیا ہوں

دل ازیں برگن کہ بفریبی مرا

یہ دل سے نکال دے کہ تو مجھے فریب دے سکتا ہے

تو بدال غرہ مشکوئیں ساختی

تو اس پر گھمنڈ نہ کر کہ تو نے یہ کیا ہے

صد چنیں آری وہم رسوا شوی

اس جیسے سینکڑوں بجزے تو لائے گا پھر بھی رسوا ہو گا

ہمچو تو سألوس بسیاراں بدند

تجھ جیسے بہت سے مکلا تھے

۱۔ در طمع ترا شد کھا کر پیے وصول

کرنے کے لالچ نے خیرے کو بھی

برباد کیا اور لوگوں کو بھی۔ گفت۔

فرعونش۔ یہاں سے مولانا حضرت

موسیٰ کے ہاتھ کی طرف منتقل ہو گئے

ہیں۔ حضرت موسیٰ کی لالچی کو لڑا دہانا

دیکھ کر بھی تمہا سائیں کا مجمع بھاگا تھا

اور اس جھگڑ میں بہت سے آدمی مر

گئے تھے اس پر فرعون نے حضرت

موسیٰ سے یہ گفتگو کی تھی۔

۲۔ تردد۔ یعنی دین کے بارے

میں شک و شبہ۔ ہزیمت یعنی

خوف کھا کر مجمع کے منتشر ہونے

میں۔ می خواندی یعنی تو نے اپنی

طرف بلایا۔ خلافت۔ خلاف تو۔ من

ہم۔ یعنی اگرچہ میں سر دست تیرا

مقابلہ نہیں کر رہا ہوں لیکن بدلہ لینے

کی فکر میں ہوں۔

۳۔ بجزنی۔ یعنی تیرے سلیہ کے

علاوہ تیرا کوئی پردہ نہ بنے گا۔ کیں یعنی

اپنی لالچی کو لڑا دہانا۔ ضحکہ۔ ہستی کے

قابل۔ غوغا۔ عوام۔

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را

حضرت موسیٰ کا اس دھمکی کا جواب دینا جو

در تہدید یکہ با اومی نمود

فرعون نے ان کو دی

گفت ابا امر حقم اشراک نیست
حضرت موسیٰ نے فرمایا اللہ کے معاملہ میں میری شرکت نہیں ہے
راضیم من شا کر من اے حریف
اے دشمن میں راضی ہوں میں شکر گزار ہوں
پیش خلقاں خوار و زار و ریشخند
مخلوق کے سامنے رسوا ذلیل اور لائق مستحکم ہوں
از سخن می گویم این ورنہ خدا
یہ بات میں کہنے کو کہتا ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ
عزت آن اوست و آن بندگانش
عزت کی ملکیت ہے اور اس کے غلاموں کی ملکیت ہے
شرح حق پیاں ندارد ہچو حق
اللہ کی طرح اللہ کی تشریح کی انتہا نہیں ہے

گر بریزد خونم امرش پاک نیست
اگر اس کا حکم میرا خون بہائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے
ایں طرف رسوا و پیش حق شریف
کہاں طرف رسوا ہوں اور اللہ کے سامنے باعزت ہوں
پیش حق مطلوب و محبوب و پسند
لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے مطلوب اور محبوب اور پسندیدہ ہوں
از یہ رویاں کند فردا ترا
تجھے کل تو سیاہ رو ہے کا
ز آدم و ابلیس برمی خواں نشانش
حضرت آدم اور ابلیس سے اس کی علامت کا مطالعہ کر لے
ہیں وہاں بر بند و برگرداں ورق
خبردارا منہ بند کر لے اور ورق پلٹ دے

۱ گفت۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے اسے معاملہ کا مختار ہے
میری اس میں شرکت نہیں ہے۔ را
ضمیم۔ دنیا کی رسوائی جس میں خدا کی
رضا مندی ہو مجھے منظور ہے۔ از سخن۔
یعنی اپنی رسوائی کی بات میں نے
کہنے کو کہہ دی ہے ورنہ اللہ کی رحمت
سے یقین ہے کہ میں رسوا نہ ہوں گا تو
ہی رسوا ہوگا۔

۲ عزت۔ غلبہ اور عزت اللہ اور
اس کے غلاموں کے لئے ہے اسی
لئے آدم باعزت بنے اور شیطان
ذلیل ہوا۔ پانچ۔ جواب۔ گفت
فرعوش۔ فرعون نے حضرت موسیٰ
سے کہا کاغذ اور قلمدان اور حکم میرا
ہے۔

۳ اہل جہاں۔ جبکہ تمام لوگ
مجھے پسند کرتے ہیں کیا تو سب سے
زیادہ عقلمند ہے کہ مجھے ناپسند کر رہا
ہے خود خریدی۔ خود پسند کر دی۔
شہر۔ مہر۔ تموز۔ یعنی موسم گرما۔

پسح دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خواستن
فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور حضرت موسیٰ سے چالیس
تا چہل روز از موسیٰ علیہ السلام

بذلی مہلت مانگن

دفتر و دیوان و حکم ایں دم مراست
دفتر اور کچھری اور حکم اس وقت میرا ہے
از ہمہ عاقل تری تو اے فلاں
اے فلاں! کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے
خویشتن کم ہیں بخود غرہ مشو
خود بینی نہ کر: اپنے اوپر گھمنڈ نہ کر
تا کہ جہل تو نمایم شہرا
ہتا کہ شہر کو تیری جہالت دکھا دوں
مہلتم وہ تا چہل روز تموز
مجھے گرمی کے چالیس روز کی مہلت دے

گفت فرعوش ورق در حکم ماست
فرعون نے ان موسیٰ سے کہا کاغذ میرے حکم میں ہے
مر مرا بخریده اندر اہل جہاں
مجھے دنیا والوں نے منتخب کیا ہے
موسیا خودرا خریدی ہیں برو
اے موسیٰ تو نے خود اپنے آپ کو پسند کیا ہے خبردار! چلا جا
جمع آرم ساحران دہرا
میں دنیا بھر کے جادوگروں کو جمع کروں گا
ایں نخواہد شد بروزے و دو روز
یہ ایک دن میں نہ ہو سکے گا

جواب موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را

حضرت موسیٰ کا فرعون کو جواب

گفت موسیٰ ایں مراد استور نیست
موسیٰ نے فرمایا اس کی مجھے اجازت نہیں ہے
گر تو چیری و مرا خود یار نیست
اگرچہ تو غالب ہے اور میرا کوئی دوست نہیں ہے
می زخم با تو بجد تازندہ ام
جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے طاقت سے بھڑوں گا
می زخم تادر رسد حکم خدا
جب تک اللہ کا حکم ہو گا میں مقابلہ کروں گا

بندہ ام امہال تو مامور نیست
میں اللہ کا غلام ہوں تجھے مہلت دینے کا حکم نہیں ہے
بندہ فرمانم بدانم کار نیست
میں تو حکم کا غلام ہوں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے
من چہ کارہ نصرتم من بندہ ام
مجھے مدد کا کیا کرتا ہے میں تو غلام ہوں
کا فگند ہر خصم از خصمی جدا
وہی ہر لڑنے والے کو لڑائی سے جدا کرتا ہے

۱ دستور حکم طریقہ امہال۔
مہلت دنیا۔ چیر۔ غالب۔ بدانم کار۔
باں مرا کار۔ جد کوشش۔ من چہ کارہ۔
یعنی مجھ اس سے بحث نہیں ہے کہ
میری مدد ہوگی یا نہ ہوگی۔

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را وئی آمدن بموسیٰ علیہ السلام
حضرت موسیٰ کو فرعون کا جواب اور حضرت موسیٰ کے پاس وئی آنا

۲ گفت نے نے مہلتے باید نہاد
اس فرعون نے کہا نہیں مہلت مقرر کرنی چاہیے
حق تعالیٰ وحی کر دے در زماں
فورا اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
اس ۳ چہل روزش بدہ مہلت بطوع
خوشی سے اس کو چالیس روز کی مہلت دیدے۔
تا بکوشد او کہ نے من خفتہ ام
تاکہ وہ کوشش کرے کیونکہ میں بھی سوتا نہیں رہا ہوں
حیلہاشاں را ہمہ برہم زخم
ان کی سب تدبیروں کو درہم برہم کر دوں گا
آب را آرد من آتش زخم
وہ پانی لائیں گے میں آتش لگا دوں گا
مہر پیوند ندمن ویراں کنم
وہ دوستیاں جوڑیں گے میں تباہ کر دوں گا

عشو باکم وہ تو کم پپائے باد
تو فریب نہ دے فضول باتیں نہ بنا
مہلتے وہ مرورا مہر اس ازاں
اس کو مہلت دیدے اس سے نہ گھبرا
تاں گالد مکرہا او نوع نوع
تاکہ وہ تم قسم کی مکاری سوچ لے
تیز رو گویش رہ بگرفتہ ام
اس سے کہہ۔ تیز چلے میں نے بھی راستہ روک دیا ہے
وانچہ افز ایند من برکم زخم
وہ جو کچھ بڑھائیں گے اس کو کمی پر شیخ دوں گا
نوش خوش گیرند من نا خوش کنم
وہ اچھا شہد ہیں گے میں اس کو بد مزہ کر دوں گا
آنکہ اندر وہم ناید آل کنم
جو خیال میں بھی نہ آئے میں وہ کہوں گا

۳ ایں چہل۔ فرعون نے
چالیس روز کی مہلت مانگی مگر فرمایا گیا
کہ اس کو مہلت دے وہ اس کو مکر کی
تدبیریں سوچنے کا موقع دے دو میں
اس کی تمام تدبیروں کا بیکار کر دوں گا۔

تو مترس و مہلتے اش وہ دراز گویہ گرد آرو صد حیلت بساز
تو نہ ڈر اور اس کو لہی مہلت دیدے کہہ دے لشکر جمع کر لے اور سو مدحیریں کر لے

مہلت دادنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون راتا ساحراں
فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہلت دینا تاکہ وہ شہروں سے
را جمع از مدائن اے گند
جاوگروں کو جمع کر لے

۱۔ مدائن مدنیہ کی جمع ہے شہر۔
خدم۔ یعنی میں روانہ ہوا۔ کسی شخصے کی
الہال نجات مل گئی ہے۔ ہی شد۔ یعنی
حضرت موسیٰ قوم کی طرف روانہ
ہوئے۔ دم۔ کتابت میں دم ہلاتا
ہے۔ سگ۔ یعنی پتھروں کو چبا کر
ریت بنا دیتا تھا۔ دم۔ اڑھا اپنے
سانس سے چیزوں کو اپنے منہ میں
کھینچ لیتا ہے۔

۲۔ خورد۔ یعنی لوہے کو چبا کر ریزہ
ریزہ کر رہا تھا۔ برج۔ یعنی سر کو منزلہ
مکان سے اونچا کر لیتا تھا۔ گرج۔
گر حستان کے کہنے والے کلف۔
اس کے منہ سے لونت کی طرح
جھاگ نکل رہے تھے اور وہ اس قدر
زہریلے تھے کہ جس پر قطرہ پڑ جاتا وہ
کوہمی بن جاتا۔ زغورغ۔ دانت
پینے کی آواز۔ شیران۔ کالا شیر
بہت خوفناک ہوتا ہے۔ مجتبیٰ۔ منتخب
یعنی حضرت موسیٰ شوق با نچھ لہوں
کا گوش۔

۳۔ خورشید۔ یعنی یہ سانپ کا جڑوہ
ہمارے لئے خورشید را ہدایت بہار
دشمنوں کے لئے تاریک رات ہے
جس میں ان کو کچھ نظر نہیں آتا ہے۔
اے عجب۔ فرعون کے لشکر میں اس کی
پہچان کی علامتوں کو کیوں نہیں دیکھ
رہے ہیں اور اس روشن معجزے کے
قائل کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔

گفت امر آمد برو مہلت ترا
فرمایا حکم آ گیا جا تجھے مہلت ہے
او ہی شد اڑھا اندر عقب
وہ جا رہے تھے اڑھا پیچھے پیچھے تھا
چوں سگ صیاد و جہاں کردہ دم
شکاری کے کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا
سنگ و آہن را بدم درمی کشید
پتھر اور لوہے کو سانس سے اندر کھینچتا تھا
در ہوا می کرد خود بالائے برج
فضا میں اپنے آپ کو برج سے اونچا کرتا تھا
کفک می انداخت چوں اشتر ز کام
منہ سے لونت کی طرح جھاگ پھینکتا تھا
زغورغ دندان او دل می شکست
اس کے دانتوں کی کڑکڑاہٹ دل چھاڑ رہی تھی
چوں بقوم خود رسید آں مجتبیٰ
جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے
تکیہ بروے کردومی گفت اے عجب
انہوں نے اس پر ٹیک لگائی اور کہہ رہے تھے تعجب ہے
اے عجب چوں می نہ بیند آں سپاہ
تعجب ہے یہ لشکر کیوں نہیں دیکھتا ہے

من بجائے خود خدم رستی ہلا
میں اپنی جگہ جاتا ہوں آگاہ تو چھوٹ گیا
چوں سگ صیاد دانا و مجب
تجھ اور محبت کرنے والے شکاری کے کتے کی طرح
سنگ را می کردیگ او زیر سم
پاؤں کے نیچے پتھر کو دیت بنا تا ہوا
خرومی خائید آہن را پدید
لوہے کو نمایاں طور پر باریک چبا جاتا تھا
کہ ہزیمت می شد ازوے روم و گرج
کہ اس سے روم اور گرج کے باشندے بھاگتے تھے
قطرہ زال بر ہر کہ می زد شد جذام
جس پر اس کا ایک قطرہ گرا اس کو کڑھ ہو گیا
جان شیران سیہ می شد زد دست
کالے شیروں کی جان ہاتھ سے نکلی جلتی تھی
شدق او بگرفت و باز او شد عصا
اس کی باجھ پکڑی وہ پھر لٹھ بن گیا
پیش ما خورشید و پیش خصم شب
یہ معجزہ ہمارے لئے سورج اور دشمن کے لئے رات ہے
علکے پر آفتاب چاشتگاہ
دنیا کو جو چاشت کے وقت کے سورج سے بھی ہوئی ہے

۱ چشم باز۔ ان کے حواس اور ذہانت موجود ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر بندی کر دی ہے۔ من از ایشان۔ فرعون حضرت موسیٰ کے معاملہ سے تیراں تھی۔ من۔ جنسی کا پھول۔ جام رتیق۔ صاف شراب کا جام۔ سنگ شد۔ یعنی وہ شراب ان کے پینے کے قابل نہ رہی۔ دستہ گل۔ میں ان کے سامنے ہدایت کے گلہ سے پیش کرتا ہوں مگر وہ پھول ان کے لئے کاٹنے میں جاتے ہیں۔

۲ آل۔ ہدایت کے جام ان کا حصہ ہیں جو خودی کو فنا کر چکے ہوں۔ خفت بیدار۔ یعنی وہ شخص جو دنیا سے خفت ہو اور آخرت کے معاملہ میں بیدار ہو۔ تائب بیداری۔ خواب میں جو عالم بالا کی چیزیں نظر آتی ہیں اس کو عالم بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں۔ دشمن۔ جو لوگ دنیاوی افکار میں مبتلا ہیں وہ ان خوابوں سے محروم ہیں۔ حلق۔ یعنی معارف کے نکلنے سے حیرتے باید۔ مقام حیرت میں پہنچ کر سالک نہ اللہ کے ذکر پر قادر رہتا ہے نہ دنیاوی فکر پر۔ ہر کہ کال۔ جو لوگ دنیاوی معاملات میں ہنر مند رہیں وہ بظاہر دوسروں سے آگے ہیں لیکن حقیقتاً پیچھے ہیں۔

۳ راجعون۔ قرین باب میں ہے۔ **فَاللّٰهُ وَفَا بِيْهِ رَاجِعُونَ** ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف واپس ہونے والے ہیں واپسی کا مطلب یہ ہے کہ بکریوں کا ریوڑ جو جنگل میں چرنے گیا ہے وہ گھر واپس لوٹے۔ ورو۔ چراگاہ یا پانی کے گھاٹ پر جانا پس رفتہ۔ جو بکری جانے میں گھس سب سے پیچھے ہو گی واپسی میں وہ آگے ہو جائے گی۔ پیش رفتہ گھ کے پلٹنے کے وقت جو

چشم باز و گوش بازو ایں ذکا
آنکھیں کھلی ہیں اور کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت
من از ایشان خیرہ ایشان ہم زمن
میں ان سے حیران ہوں وہ بھی مجھ سے حیران ہیں
پیش شاں بروم بے جام رتیق
میں ان کے سامنے صاف شراب کے بہت سے جام لے گیا
دستہ گل بستم و بروم بہ پیش
میں نے پھولوں کا گلہ دستہ بنا لیا اور سامنے لے گیا

۲ نصیب جان بخویشاں بود
وہ جام بے خودی کی جان کا حصہ ہوتا ہے
خفتے بیدار رباید پیش ما
ہمارے آگے ایک سویا ہوا بیدار ہونا چاہیے
دشمن ایں خواب خوش شد فکر خلق
لوگوں کو فکر دنیا ہی اچھی خواب کا دشمن بن گیا
حیرتے باید کہ رو بد فکر را
حیرت دکھا ہے تاکہ فکر کا صفایا کر دے
ہر کہ کال شرم بود او در ہنر
جو دنیا کے ہنر میں زیادہ کمال ہوتا ہے

۳ گفت و رجوع اینسان بود
اللہ تعالیٰ نے واپس ہونے والے میں فرمایا اور پس ہونا ہے
چونکہ واگردید گلہ از۔ و رود
جب روزہ گھاٹ سے واپس لوٹتا ہے
پیش افتدآں بز لنگ پس
پچھلی لتاری بکری آگے ہو جاتی ہے

خیرہ ام در چشم بندی خدا
میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں
از بہارے خدا ایشان من سمن
خدا کی بہت سے وہ کاٹنے ہیں میں پھول ہوں
سنگ شد آبش بہ پیش آں فریق
اس فریق کے سامنے اس کا پانی پتھر بن گیا
ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش
ہر پھول کا ٹٹا بن گیا اور شہد ذہک بن گیا
چونکہ با خویشند پیدا کے شود
چونکہ وہ خودی میں ہیں وہ کب ظاہر ہوتا ہے
تلبہ بیداری بہ بیند خوابہا
تاکہ وہ خوابوں کو بیداری میں دیکھ لے
تاخسید فکرش بست است خلق
جب تک کہ اس کا فکر نہ ہو جائے خلق بند ہے
خورد حیرت فکر را و ذکر را
حیرت نے فکر اور ذکر کو نکل لیا ہے
او بمعنی پس بصورت پیشتر
وہ حقیقتاً پیچھے بظاہر آگے ہے
کہ گلہ واگرد دوخانہ رود
کہ ریوڑ واپس ہو اور گھر جائے
پس قنداں بز کہ پیش آہنگ بود
تو وہ جانور پیچھے رہتا ہے جو آگے چلنے والا تھا
أضحک الرجعی وجوه العالین
واپس نے منہ بنائے ہوئے لوگوں کے چہروں کو ہنسیا ہے

لگے جانور ہوتے ہیں وہ پیچھے ہو جاتے ہیں اور پچھلے جانور آگے ہو جاتے ہیں۔ اٹھک پیچھے ہنکے کی وجہ سے ان کو ہنکنا تھا واپسی میں جب وہ آگے ہو جائے گا تو خوشی ہوں گے۔

از گزافہ کے شدند اس قوم لنگ
یہ قوم خولہ مخولہ لنگزی کب ہوتی ہے
پاشکتہ می روند اینان بحج
وہ حج کو شکستہ پا جاتے ہیں
دل زوانشہا بشستند اس فریق
اس فریق نے دل سے عقلوں کو دھو ڈالا ہے
دانستہ باید کہ اصلش زان سرست
وہ عقل چاہیے جس کی اصل اس جانب کی ہے
ہر پرے بر عرض دریا کے پرد
ہر بازو دیا کی چوڑائی تک کب پہنچا کر سکتا ہے
پس چرا علمے بیا موزی بمرود
تو کسی مرد کو ایسا علم کیوں سکھاتا ہے
پس مجو پیشی ازیں سر لنگ باش
تو اس طرف کی پیش روی نہ چاہ لنگزا بن جا
اخرون السابقون باشاے ظریف
لے خوش مزاج آخر میں آنے والوں اور بڑھ جانے والوں میں سے ان
گرچہ میوہ آخر آید در وجود
اگرچہ پھل وجود میں آخر میں آتا ہے
چوں ملائک گوئی لاعلم لنا
تو فرشتوں کی طرح کہہ دے ہمارے لئے علم نہیں ہے
گہ دریں مکتب ندانی تو ہجا
اگر تو اس کتب میں بچے نہیں جانتا ہے
گرنباشی نامدار اندر بلاد
اگر تو شہروں میں مشہور نہیں ہو گا

فخر را دادند و بخريد تندنگ
انہوں نے فخر کو دیا ہے اور ذلت کو خریدا ہے
از حرج رہیست پنہاں تا فرج
نگلی سے کشادگی کی طرف چھپا ہوا راستہ ہے
زانکہ اس دانش ندانداں طریق
کیونکہ یہ عقل اس راستہ کو نہیں جانتی ہے
زانکہ ہر فرغے باصلش رہبرست
کیونکہ ہر فرغ اپنی اصل کی طرف راہنما ہے
تلذن علم لدنی می برد
اللہ کے قرب تک کلمہ لدنی لے جاتا ہے
کش ببايد سينه را زان پاک کرد
کہ اس سے اس کو سینہ پاک کر لینا چاہیے
وقت واگشتن تو پیش آہنگ باش
واپسی کے وقت تو پیشرو بن
بر شجر سابق بود میوہ لطیف
عمدہ میں درخت سے بڑھا ہوا ہوتا ہے
اول ست او زانکہ او مقصود بود
لیکن چونکہ وہ مقصود تھا لہذا وہ پہلے ہے
تا بگیرد دست تو علمتنا
تاکہ تو نے ہمیں تیری دیکھیری کرے
ہمچو احمد پری از نور جچی
تو عقل کے نور سے (حضرت) احمد کی طرح پرواز کریگا
گم نہ واللہ اعلم بالرشاد
تو کھویا ہوا نہیں ہے اور خدا بھلائی کو خوب جانتا ہے

۱۔ از گزافہ اولیاء ہندی معاملات
میں اپنے آپ کو جان بوجھ کر پیچھے
رکھتے ہیں۔ پاشکتہ بے سرو سامانی
میں عبادت گزاری کرتے ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ مشقتیں برداشت
کرنے سے ہی آخری راتیں میسر
آئیں گی۔ دل زوانشہا۔

(شعر)

آزمودم عقل در اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سازم خریش را
دانشی۔ عالم آخرت کی عقل دکھارے
وہی عالم آخرت کی رہنمائی کر سکتی
ہے۔ دیا۔ دیا ہے حقیقت۔

۲۔ تلذن۔ یعنی قرب حق۔ علم
لدنی۔ وہ علم جو بر لوہا راست ذات ہاری
سے حاصل ہوا ہو۔ علمے۔ یعنی وہ علم
جو محض عقلی دلائل سے حاصل کیا گیا
ہو۔ کتاب و سنت سے اس کا تعلق نہ
ہو۔ پس۔ دنیاوی مشاغل میں
پسماندگی بہتر سے واپسی میں سہولت
حاصل ہو جائے گی۔ اخرون۔
حدیث شریفہ عن الاخرون
السابقون۔ ہم دنیا میں تمام امتوں
سے بعد میں ہیں قیامت میں سب
سے آگے ہوں گے۔ بر شجر۔ باوجود
زمانی تاخر کے پھل کو درخت پر
شرافت کا تقدم حاصل ہے۔

۳۔ چوں ملائک۔ فرشتوں نے
امتحان کے وقت آخر میں کہا تھا لا
علم لنا الا ما علمتنا ہمیں صرف وہ
علم حاصل ہے جو تو نے ہمیں سکھایا
ہے لہذا اگر انسان بھی دنیا کے کرد
فریب کے علم سے خالی ہو گا اس کو
علمتنا۔ یعنی علم خداوندی حاصل ہو
جائے گا۔ گروریں مکتب۔ آنحضرت
ﷺ ای تھے انہی کے کسی کتب میں
تعلیم نہ پائی تھی۔ عقی۔



از برائے حفظ گنجینہ زریست
حفاظت کے لئے سونے کا خزانہ ہے
زیں قبیل آمد فرج در زیر رنج
اسی طرح یہ ہے کہ کشمگی رنج کے کچے ہے
بکسلد اشکال را استور نیک
عمدہ گھوڑا بچھاری کو توڑ ڈالتا ہے
ہر خیالے را بر و بد نور روز
دن کی روشنی ہر وہم کو صاف کر دیتی ہے
کایں سوال آمد ازاں سو مرترا
کیونکہ یہ سوال اظہر ہی سے تیرے پاس آیا ہے
تاب لا شرقی ولا غرب از مہے ست
یہ شرقی ہے مغربی کی روشنی ایک عظیم پائندگی جانب سے ہے
اے کے معنی چہ می جوئی صدا
اے وہ کہ تو خود معنی ہے گونج کو کیا دھونڈتا ہے؟
می شوی در ذکر یا ری و دو
یا ربی کے ذکر میں ہرا ہوا ہے
چونکہ دردت رفت چونی اجمعی
جب تیرا درد دفع ہو گیا تو کیوں گونگا ہے؟
چونکہ محنت رفت گوئی راہ گو
جب مصیبت ختم ہو گئی تو کہتا ہے رات کدھر ہے؟
چوں شدی خوش باز بر غفلت تنی
جب تو خوش ہوتا ہے پھر غفلت برتا ہے

اندال اویراں کہ آں معرفت نیست
اس دریاں میں جو مشہور نہیں ہے
موضع معروف کے بہند گنج
مشہور جگہ خزانہ کب رکھتے ہیں
خاطر آرد بس شکل اینجا و لیک
دل اس جگہ بہت اشکالات پیش کرتا ہے لیکن
ہست عشقش آتشے اشکال سوز
اس کا عشق اشکالات کو بھونکنے والی آگ ہے
ہم ازاں سو جو جواب اے مرتضیٰ
اسے برگزیدہ اس ہی جانب سے جواب تلاش کر
گوشہ بے گوشہ دل شہ رے ست
دل کی بے گوشہ غفلت گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے
تو ازیں سود ازاں سو چوں گدا
تو اظہر سے اظہر سے فقیر کی طرح ہے
ہم ازاں سو جو کہ وقت درد تو
یہ بھی اسی جانب تلاش کر جس طرف کہ تو درد کے وقت
وقت مرگ و درداں سو می خمی
موت اور تکلیف کے وقت تو اس جانب بھٹکتا ہے
وقت محنت می بری زالند بو
مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے
در زمان درد و غم یادش کنی
درد اور رنج کے وقت تو اس کو یاد کرتا ہے



کرتے ہوئے یہ پھر وہاں کو منت عطا کرتے تو وہ بھول جاتا ہے اس کو جو کہ وہاں سے مانگتا تھا۔ اگلی یعنی اس طرح اب
کو نہیں کرتا ہے جس طرح کہ گنج کے وقت یاد کرتا تھا۔

۱۔ اندال۔ خزانہ غیر مشہور ویرانہ
میں دفن کیا جاتا ہے اسی طرح
حضرت حق اپنی امانت ایسے شخص کے
دل میں ودیعت کرتے ہیں جس کی
زیادہ شہرت نہ ہو۔ زین قبیل جس طرح
خزانہ غیر معروف ویرانہ میں ہوتا ہے
اسی طرح خوشی غم میں کٹی ہوئی ہے اور
سہولت کٹی کے ساتھ ہوتی ہے۔
۲۔ خاطر آرد۔ یہاں طبیعت میں
یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء اور بہت
سے اولیاء مشہور تصفیعیں ہیں تو پھر یہ
کہتا کہ خزانہ غیر معروف ویرانہ میں
ہوتا ہے کیسے صحیح ہوگا۔ بکسلد۔ اسی
طرح ذہن انسان اس اشکال کا
جواب دے دیکھا کہ اگر شہرت مقصود
بن جائے تو مسخر ہے اور اگر فقر
و مسکنت کے باوجود منجانب اللہ ہو تو وہ
قبولیت کے منافی نہیں ہے۔
ہست۔ اشکالات کا عقلی جواب
سونے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ عشق
کی آگ دل میں روشن کی جائے وہ ہر
طرح کے اشکالات کو ختم کر دیتی
ہے۔ ہم ازاں سو۔ جو اشکال دل میں
پیدا ہوں اس کا جواب بھی دل ہی میں
تلاش کرنا چاہیے۔ گوشہ دل کے
گوشہ میں جو نور پیدا ہوتا ہے وہ حق
کی سطا ہے۔ تو ازیں سو۔ انسان
اپنے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس
پاس آکھتے ہیں۔

۳۔ ہم ازاں سو۔ درد کے وقت
انسان یاری کہتا ہوا خدا کی طرف متوجہ
ہوتا ہے اسی طرح اشکال جواب بھی
اسی جانب سے حاصل کرنا چاہیے۔
وقت مرگ۔ قرآن پاک میں ہے
اذا منس الانسان حسراً
ذعارتہ منبیا الیہ ثم اذا حوٰلہ
نعمة منہ نسى ما کان ینذعوا
الیہ جب انسان کو نقصان پہنچتا ہے تو
و اللہ کو پکارتا ہے اس کی طرح جو غم

ایں ازاں آمد کہ حق را بے گماں
 یہ اس وجہ سے ہے کہ حق کو یقین کے ساتھ
 وانکہ در عقل و گماں ہستش حجب
 اور وہ شخص جس کی عقل اور گمان پر پردہ ہے
 عقل جزوی گاہ چہرہ گنگوں
 یعنی عقل کبھی غالب ہے کبھی سرنگوں ہے
 عقل بفروش و ہنر حیرت بخز
 عقل اور ہنر کو بیچ دے حیرت کو خرید لے
 تا بخارائے دگر بینی دروں
 تاکہ تو اپنے اہل و عیال سے جدا دیکھے
 ماچو خورا اور سخن آشتہ ایم
 ہم نے اپنے آپ کو باتوں میں اس قدر آلودہ کیا ہے
 من عدم و افسانہ گرم در حنین
 میں گریہ ضامی میں معدوم اور افسانہ بنا ہوں
 ایں حکایت نیست پیش مرد کار
 کام کے آدمی کے سامنے یہ کہانی نہیں ہے
 آں اساطیر اولیں کہ گفت عاق
 ہنرمان نے جو اگلے لوگوں کے قصے کہا
 لامکانے کا اندراں نور خداست
 وہ لامکان جس میں خدا کا نور
 ماضی و مستقبلش نسبت بہ توست
 ماضی اور مستقبل تیرے اعتبار سے ہے

ہر کہ بشنا سد بود دائم برال
 جو شخص پہچان لیتا ہے ہمیشہ اس پر قائم رہتا ہے
 گاہ پوشیدہ است گہ بدریدہ حیب
 کبھی لہذا تھی اس کے لئے پوشیدہ ہے کبھی گریبان چاک کرتا ہے
 عقل کلّی ایمن از سب اہمنوں
 کمال عقل زمانہ کے حوادث سے محفوظ ہے
 رو بخواری نے بخارا اے پسر
 اے بیٹا! خواری کی طرف چل نہ کہ بخارا کی طرف
 ساکنان محفلش لا یفقیہون
 اس (بخارا) کی محفل کے لوگ نہیں سمجھتے ہیں
 کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم
 کہ قصوں کی وجہ سے ہم افسانہ بن گئے ہیں
 تا انقلاب یایم اندر ساجدین
 تاکہ میں سجدہ کرنے میں آشت اور خدمت حاصل کروں
 وصف حال ست و حضور یار عار
 حالت کا بیان ہے اور دوست کی دربار داری ہے
 حرف قرآن را بد آثار نفاق
 قرآن کے حرف کو (یہ) نفاق کے آثار تھے
 ماضی و مستقبل و حال از کجاست
 اس میں ماضی اور مستقبل اور حال کہاں ہے؟
 ہر دو یک چیز اندو پنداری کہ دوست
 وہ دونوں ایک چیز ہیں تو سمجھتا ہے کہ وہ ہیں

قرآن کو بھی محض پچھلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیا ہے اور ان قصوں کا جو قصہ وہ تھا اس کو نہ سمجھے کسی طرح سیری کتاب کا حال ہے۔۔۔۔۔

۳ لامکانے قرآن ایک صفت خداوندی ہے جو زمان مکان سے بالاتر ہے وہاں ماضی و مستقبل کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ماضی و مستقبل۔ قرآن کے اعتبار سے ماضی و مستقبل وہ چیزیں نہیں ہیں تو ان کو وہ سمجھتا ہے اور تیرے اعتبار سے وہ وہ چیزیں ہیں نسبت کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں ایک شخص ایک کی نسبت سے باپ ہے وہی شخص دوسرے کے اعتبار سے بیٹا ہے چھت کسی کے اعتبار سے بیٹے ہے کسی کے اعتبار سے اوپر ہے۔

۱۔ ایں ازاں۔ یعنی یہ کیفیت اس لئے ہے کہ خدا پر پورا یقین نہیں ہے۔ ورنہ اس کا رجوع الی اللہ دائم ہوتا۔ وانکہ جس کے دل اور عقل پر پردہ ہوتا ہے کبھی ذات باری اس کے لئے پوشیدہ ہوتی ہے اور وہ اس کے راستہ سے بھی خبر ہو جاتا ہے اور کبھی اس کی یاد میں گریبان چاک کرتا ہے۔ عقل جزوی۔ دنیاوی عقل۔ عقل کلّی۔ وہ عقل جو منجاب اللہ عطا ہو جائے۔ رَبِّ الْمُنُون۔ حوادث زمانہ حیرت۔ سالک کے لئے ایک ایسا مقام آتا ہے کہ انوار تجلیات کی فرلوانی سے وہ مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کو نہ ذکر کا خیال رہتا ہے نہ فکر کا۔ خواری۔ یعنی خاناہستی سوہوم۔ بخارا۔ مولانا کے دور میں بخارا شہر تمدنی ترقیات کا گہوارہ تھا اور علماء مظاہر کا دہاں مجمع تھا۔ بخارائے دگر۔ مجاہدات کے بعد انسان کا قلب معارف و سرا کا گنجین بن جاتا ہے۔

۲ لا یفقیہون۔ وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ محفلش۔ ضمیرش کو مترجمین نے بخارائے دگر جو کہ قریب ہے کہ طرف لوانا ہے اور لا یفقیہون۔ کا ترجمہ فرمایا ہے کہ انہیں ظاہری اور قالی تقفہ نہیں ہے لیکن قرآن میں یہ لفظ عموماً کہ باطن لوگوں کے لئے بولا گیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شعر کے بخارا کی طرف ضمیر لوانا جائے اور یہ مطلب لیا جائے کہ ان ظاہری علماء میں دین کی حقانیت نہیں رہی ہے اس حکایت میں جو قصے سنا رہا ہوں یہ گزشتہ لوگوں کے قصے نہیں ہیں بلکہ تمہارے اور اسے احوال کا بیان کر رہا ہوں اور ان کا مقصد رجوع الی اللہ ہے ان کو وہ علوم نہ سمجھنا جس سے میں روک رہا ہوں۔ آں۔ منافقوں نے

بام زیر زید و بر عمر وآں زبر
بالاخانہ زید کے نیچے سے اور ۱۱ عمر کے اوپر ہے
سقف سونے خویش یک چیزست ولس
چھت اپنے اعتبار سے صرف ایک چیز ہے
قاصر از معنی نو حرف کہن
نئے نکتے سے پرانے الفاظ کو تاہ ہیں
بے لب و ساحل بدست این بحر قد
بے شکر کا دیا ہے کنہا اور بے ساحل ہے
سوئے فرعون مدفع تاجہ کرد
متکبر فرعون کی جانب کہ اس نے کیا کیا؟

یک تنے اورا پدر مارا پسر
ایک شخص اس کے لئے باپ ہمارے لئے بیٹا ہے
نسبت زیر و زبر شدزاں دو کس
دو شخصوں کے اعتبار سے اونچے نیچے کی نسبت بنی
نیست مثل آں مثل ستاں سخن
اس کا کوئی مثل نہیں ہے یہ بات ایک مثال ہے
چوں لب جو نیست مشکا لب بہ بند
چونکہ وہ یا کا کنہا نہیں ہے اسے مشکا لب بند کر لے
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ

۱ نیست۔ خدا کی ذات و صفات
کہتا ہوں سے کھنا ممکن نہیں کیونکہ
لبس کھنڈہ شئی ہے۔ جو۔ یعنی اسرار
خداوندی۔ مشکا۔ اسے مشکا۔ بحر
قد۔ خدائی اسرار۔ بازشت۔ یعنی
فرعون کی مجلس سے۔
۲ بفرشد پای۔ یعنی امینان
سے کھڑے ہو گئے۔ ہلمان۔ فرعون کا
مشہور وزیر تھا۔

۳ کالے شہ قرآن پاک میں
بِقَالَ لِلْمَلَأِ خَوْلَهُ اَنْ هَلَا
لِسَاحِرٍ عَظِيمٍ يُرِيدُ اَنْ يُرْحِمَكَ
مِنْ اَرْضِكَ بِسَخِرَهُ فَمَاذَا
تَأْمُرُونَ قَالُوْا رُجِحْهُ وَاَنْجَاهُ وَاَنْعَشْ
فِي الْمَلَأِ حَاشِرِيْنَ يَتَنَوَّكُ
بِكُلِّ سِحْرٍ عَلِيْمٍ۔ یعنی فرعون نے
اپنے درباریوں سے جو اس کے
چاروں طرف بیٹھے تھے کہا اس میں
شک نہیں کہ یہ کوئی بڑا ماہر جادوگر
ہے چاہتا ہے کہ اپنے جلا کے زور
سے تم کو ہمارے ملک سے نکال باہر
کرے تم لوگ کیا صلاح دیتے
ہو۔ وہ درباریوں نے عرض کیا۔ سوئی اور
اس کے بھائی کے معاملہ کو چند روز
ملتی رکھیں اور شہروں میں جادوگروں
کو منع کرنے کے لئے ہر کارے
دکانہ کردیں وہ لوگ آپ کے پاس ہر
بڑے ماہر جادوگر کو لے آئیں۔

فرستادن فرعون بھدائن در طلب ساحراں

فرعون کا جادوگروں کو بلانے کے لئے شہروں کی طرف (لوگوں کو) روانہ کرنا

اہل راہی و مشورت را پیش خواند
تو رائے اور مشورے والوں کو طلب کیا
ہر کے کردند عرض فکر ورائے
ہر شخص نے ایک خیال اور رائے پیش کی
رائے پیش آورد و کروش رہنمون
رائے پیش کی اور اس کی رہنمائی کی
ساحراں را جمع باید کرد زود
جادوگروں کو جلد جمع کرنا چاہیے
ہر کے در سحر فرود و پیشوا
ہر ایک جادو میں بیٹا اور پیشوا ہے
جمع آرد شاہ شہ و صراف مصر
بادشاہ اور مصر کا منتظم ان کو جمع کر لے
ہر نواحی بہر جمع جادوان
ہر جانب جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے

چونکہ موسیٰ باز گشت و او بماند
جب موسیٰ واپس ہو گئے اور وہ رہ گیا
مجمع گشتند و بفرشدند پائے
وہ جمع ہو گئے اور انہوں نے پاؤں جما لیے
عاقبت ہلمان بے سامان و ڈول
بالآخر ہلمان بے سامان اور ڈیل نے
کالے ۳ شہ شاہ ظفر چوں عم فرود
اسے بادشاہ فتح مند کے شاہ چونکہ فکر بڑھ گیا ہے
در ممالک ساحراں داریم ما
ہمارے ممالک میں جادوگر ہیں
مصلحت آست کنز اطراف مصر
مناسب یہ ہے کہ مصر کے چاروں طرف سے
اُو بے مردم فرستاد آں زماں
اس نے فوراً بہت سے آدمی روانہ کر دیئے

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار
جس طرف بھی کئی مشہور جادوگر تھا
دو جوان بودند ساحر مُشْتہر
دو جوان مشہور جادوگر تھے
شیر دو شیدہ ز شیران شکار
شکاری شیروں سے انہوں نے دو دو لہا تھا
شکل کر پاسے نمودہ ماہتاب ۲
چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھاتے
سیم بُردہ مُشتری آگہ شدہ
لنا ہوا خرید حقیقت سے آگاہ ہو کر
صد ہزاراں ہم چھین درجا دوی
اس طرح لاکھوں جادوگری میں
صد ہزاراں جادوئیاں جنس اس
اس طرح کی لاکھوں جادو گریاں تھیں
چوں بدیشاں آمد آں پیغام شاہ
جب ان کے پاس بادشاہ کا پیغام آیا
ازپئے آں کہ دو درویش آمدند
اس لئے کہ دو فقیر آئے ہیں
نیست با ایشاں بغیر یک عصا
ان کے پاس سوائے ایک لٹھی کے کچھ نہیں ہے
شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
بادشاہ اور فوج سب عاجز آ گئے ہیں
چارہ جویاں بندہ را پیش شما
مدیر کا طالب بن کر خادم کو تمہارے پاس
چارہ سازید اندر دفعِ شماں
ان کے دفع کرنے کی تدبیر کرو

گرد پڑاں سُوئے او دو پیک ۲ کار
اس کی جانب دو کا آمد قاصد روانہ کر دیئے
سحر ایشاں دردل مہ مستمر
ان کی جادوگری چاند میں بھی جاری تھی
در سفر ہارفتہ برعنے سوار
وہ منگے پر سوار ہو کر سڑوں میں گئے تھے
آں بہ پیمودہ فروشیدہ شتاب
اس کو فوراً ناپ کر فروخت کر دیتے
دست از حسرت بُرنہا بر زدہ
انہوں سے منہ پھینتا
بودہ منشی ۳ و نبودہ چوں روی
وہ موجود تھے اور قافیہ کی طرح نہ تھے
بودہ ایشاں راہمہ دیدہ مبین
اور ان کو سب نے کھلم کھلا دیکھا تھا
کز شاہا است انوں چارہ خواہ
کہ اب بادشاہ تم سے تدبیر کا خواہاں ہے
برشہ و بر قصر او موکب زدند
انہوں نے بادشاہ اور اس کے قلعہ پر ذریعہ جمایا ہے
کہ ہمیں دو بامرش اژدہا
جو ان کے حکم سے اژدہا بن جاتی ہے
زیں و وکس جملہ بافغاں آمدند
ان دونوں سے سب نالاں ہیں
شاہ ازاں ار سال فرمودست تا
بادشاہ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ
گنجہا بخشد عوض شہ بیکراں
بادشاہ بدلے میں لاتعداد خزانہ بخش دے گا

۱۔ پیک۔ قاصد۔ دردل۔ مہ۔ سحر کا
اثر عموماً سغلیات پر پڑتا ہے غلیات
مستز نہیں ہوتی ہیں لیکن ان کا مکمل
تھا کہ غلیات کو بھی جادو سے مستز کر
دیتے تھے۔ شیر۔ یعنی وہ دونوں اس
قدر ماہر جادوگر تھے کہ جادو کے
ذریعے شیروں کا دودھ دودھ کر دیتے
تھے اور منگے پر سوار ہو کر سفر طے کر لیتے
تھے۔

۲۔ ماہتاب۔ چاند کی چاندنی کا
کپڑا بنا کر اس کو فروخت کر دیتے
خریدار جب گھر پہنچتا تو کچھ نہ ہوتا اور
وہ حسرت سے منہ پھینتا۔ روی۔ قافیہ کا
اصلی حرف یہاں قافیہ مراد سے قافیہ
پہلے مصرع کے آخری حروف کے تابع
ہوتا ہے لہذا تابع کے معنی میں ہے
یعنی وہ دونوں جادوگری میں مجتہد تھے
کسی کے مقلد نہ تھے۔

۳۔ منشی۔ آغاز کرنے والا۔ اپنے
دماغ سے کوئی بات پیدا کرنے والا۔
دو درویش۔ یعنی حضرت مہدی و
ہدوں۔ قصر۔ قلعہ۔ موکب۔ جلوں
شاہی لشکر۔ افغان۔ فغان۔ فریاد۔
عبوس۔ یعنی اگر تم نے اس کو ہرا دیا تو
بادشاہ بہت انعام دے گا۔

چارہ می باید اندر ساحری
جادو گری میں کوئی تدبیر چاہیے
تا بود کہ زیں دو سنا حرجاں بری
تا کہ ان دونوں جادوگوں سے جاں بری ہو
ترس! و مہری در دل ہر دو قنادر
خوف اور محبت دونوں کے دل میں آئی
سر بزانو بر نہاد دند از شکفت
تعب سے دونوں سوچ میں پڑ گئے
حل مشکل را دو زانو جادو دست
مشکل کو حل کرنے کے لئے زانو جادو سے
چونکہ صوفی کا کتب زانو ہے

۱۔ ترس۔ خوف ان دونوں پر خوف
اس بناء پر طاری ہوا کہ جب ان دو
فقیروں نے بادشاہ اور پورے لشکر کو
خوفزدہ کر دیا ہے تو کس قدر طاقت ہو
گی۔ مہر۔ محبت اس لئے پیدا ہوئی کہ
بادشاہ اس طاقت کے جب وہ ظاہری
شان و شوکت سے خالی ہیں تو خدا کے
نیک بندے ہونگے۔

۲۔ عرق۔ رگ۔ جنسیت۔ ہم
جنس ہونا۔ ہم پیش ہونا۔ دونوں بھی
جادو گر تھے اور حضرت موسیٰ و ہارون
نے بھی ان کی جادوگری کی طرح کا
معجزہ پیش کیا تھا۔ سر بزاو نہ ہوں۔
غور و فکر کرنا۔ دبیرستان۔ کتب
دوسرے وہاں روح۔ بہر شاہ۔ بادشاہ
کے معاملہ میں ان کو روزے رکھنے
پڑے تاکہ باپ کی روح سے حضرت
موسیٰ کی حقیقت معلوم کر سکیں۔

۳۔ زجا۔ خوف۔ دو مرد۔ یعنی
حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام۔ شور
و شر۔ کیونکہ اس لاشی نے اژدہا
بن کر سب کو ڈرا دیا تھا۔ جہان
راستاں۔ عالم آخرت۔ خاک۔ یعنی
قبر۔ و خدائی۔ یعنی حضرت موسیٰ کی
لاشی کا اژدہا بننا منجانب اللہ کوئی معجزہ
ہے تو بھی بتا دیتا کہ ہم اس کی تعظیم
کریں۔

استفسار کردن ہر دو ساحر از مادر گور پدر را و پرسیدن از
دونوں جادوگوں کا ماں سے باپ کی قبر کو دریافت کرنا اور ان کا اس کی
روان او حقیقت موسیٰ را
روح سے حضرت موسیٰ کی اصلیت دریافت کرنا

بعد ازاں گفتند اے مادربیا
اس کے بعد انہوں نے کہا ماں! آ جا
برو شاں بر گور او بنمودہ راہ
وہ ان کو اس کی قبر پر لے گئے رات دکھایا
بعد ازاں گفتند اے بابابما
اس کے بعد انہوں نے کہا اے ہادا ہمیں
کہ دو مرد او را بہ تنگ آوردہ اند
کہ دو شخصوں نے اس کو تنگ کر دیا ہے
نیست با ایشاں سلاح و لشکرے
ان کے ساتھ ہتھیار اور لشکر نہیں ہے
تو جہان راستاں در رفتہ
تو جہوں کے عالم میں چلا گیا ہے
آں اگر سحرست مارا وہ خمیر
اگر وہ جادو ہے تو ہمیں بتا دے
گور بابا کو تو مارا رہنما
بادا کی قبر کہاں ہے؟ تو ہماری رہنمائی کر دے
پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ
پھر انہوں نے بادشاہ کی خاطر تین روز رکھے
شاہ پیغامے فرستاد از و جا
بادشاہ نے خوف سے ایک پیغام بھیجا ہے
آبرویش پیش لشکر بردہ اند
لشکر کے وہ ہم اس کی آبروریزی کر رہی ہے
جو عصا و در عصا شور و شرے
لاشی کے علاوہ اور لاشی میں شور و شر ہے
گرچہ در صورت بخا کے خفتہ
اگرچہ بظاہر مٹی میں سویا ہوا ہے
ور خدائی باشد اے جان پدر
اور اگر خدائی بات ہے اے با جان!

ہم خبر وہ تاکہ ما سجدہ کنیم
 یہ بھی بتا دے تاکہ ہم سجدہ کریں
 تا اُمید انیم اُمیدے رسد
 ہم مایوس ہیں امید پیدا ہو جائے
 از ضلال آئیم در راہِ رَشَد
 ہم گمراہی سے راہ ہدایت پر آ جائیں
 ہم مردہ ہیں اور گرم ہمیں کھینچ لے

جواب گفتن ساحر مردہ با فرزند ان خود

مردہ جادو گر کا اپنے لڑکوں کو جواب دینا

گفت ز شال در خواب کاے اولاد من
 اس نے ان سے خواب میں کہا 'اے میرے بچو!
 بانگِ زداے جان و فرزند ان من
 اس نے پکارا اے میری جان اور بچو
 فاش و مُطلق گفتنم دستور نیست
 کھلم کھلا اور صاف کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے
 لیک بنایم شمارا آتے
 لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں
 یک نشانی وا نمایم باشما
 میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں
 نورِ چشمانم چو آن جاگہ روید
 میرے نور چشمو! جب تم وہاں جاؤ
 آل ۳ زماں کہ خفتہ باشد آل حکیم
 جب وہ دانا سویا ہوا ہو (تو)
 گر بزد دیدش عصا او سدا حست
 اگر تم نے اس کی لاشی چلائی تو وہ جادو گر ہے
 ورنہ بتو ایند ہاں آل ایز دیست
 اگر تم نہ اٹھا سکو تو خبر لہا وہ ضللی ہے

۱ کیمیا۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
 اتہار۔ نام اُمیدیم۔ یعنی اس وقت ہم
 جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اپنے سیاہ
 کارناموں کی وجہ سے مایوس ہیں۔
 ہمارے لئے آفتاب ہدایت طلوع ہو
 جائے۔

۲ گفت شال۔ ان کے مردہ
 باپ کی روح نے خواب کی حالت
 میں کہا کہ اس بارے میں صاف
 صاف بتانا ممکن نہیں ہے۔ یہ پوشیدہ
 بات مجھے معلوم ہے لیکن بتانے کی
 اجازت نہیں ہے ایک علامت بتائے
 دیتا ہوں جس سے تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ
 جادو ہے یا معجزہ۔ کثیت۔ پوشیدہ
 بات۔

۳ آل زماں۔ سحر اور معجزہ میں یہ
 فرق ہے کہ سحر کا تعلق محض ساحر کی توجہ
 اور تصرف سے ہے اور معجزہ کا تعلق نبی
 کی توجہ اور ہمت سے نہیں ہے بلکہ وہ
 خدائی ارادہ کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا
 ہے لہذا جادو گر کی غفلت کے وقت سحر
 کا کوئی اثر نہیں رہتا اور نبی کی نیند اور
 غفلت سے معجزہ بر کوئی اثر نہیں پڑتا
 ہے وہ معجزہ قائم رہتا ہے
 ساحر مست۔ کیونکہ اسی کی نیند نے سحر
 کے اثر کو مائل کر دیا اور چور کو چرانے پر
 قدرت ہو گئی۔

۴ او رسول ذوالجلال و متہد یست

۵ وہ اللہ کا رسول اور ہدایت پافت ہے

سَرنگوں آید خدا را گاہِ حُرَبِ

لڑائی کے وقت اللہ کے سامنے لوندھا ہو جائے گا

بَرَنو لیسَ اللّٰهُ اَعْلَمَ بالصَّوَابِ

لکھ لے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

سحر و مکرش را نباشد رہبرے

اس کے جادو اور مکر کا کوئی رہبر نہیں ہوتا

چونکہ خُفت اُو جہد اُو ساکن شود

جب وہ سو گیا اس کی کوشش ٹھہر گئی

گرگ را آبخا اُمید ورہ کجاست

بھیرے کو وہاں امید اور راست کہاں ہے؟

جادوی خواندن مرآں حق را خطاست

اس صحیح بات کو جادو کہنا ہی غلطی ہے

گر بمر ۲ دینز خُفتش رافع ست

اگر وہ مر بھی جائے تو خدا اس کو بلند کرنے والا ہے

گر جہاں افرعون گیرد شرق و غرب

اگر فرعون مشرق اور مغرب پورا جہان حاصل کر لے

اِس نشانِ راستِ دَامِ جانِ بابِ

باپ کی جان! میں نے یہ کچی نشانی دیدی

جانِ بابا چوں بختِ سحرے

جان پورا جب کوئی جادوگر سو جاتا ہے

چونکہ چوپاں خُفتِ گرگِ ایمن شود

جب گدریا سو گیا، بھیرا مطمئن ہو جاتا ہے

لیک حیوانے کہ چوپاں خُفتِ خداست

لیکن وہ جانور جس کا خدا تمہارا ہے

جادوی کہ حق کند حق ست و راست

جو جادو خدا کرے وہ حق اور درست ہے

جانِ بابا اِس نشانِ قاطع ست

جان پورا = قطعی علامت ہے

۱۔ اگر جہاں۔ اگر معجزہ سے تو فرعون مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے گا بلکہ ذلیل ہو گا۔ چونکہ گدریا بیداری میں حفاظت کر سکتا ہے جب سو جاتا ہے تو اس کی حفاظت ختم ہو جاتی ہے۔ خداست۔ معجزہ کا تعلق خدا سے ہے۔ چوپاں غفلت کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ اس کی حفاظت مکمل ہے۔

۲۔ گر بمر۔ موت سے نیند مراد لی جائے۔ وہ عموماً انبیاء کے معجزات کا تعلق بھی ان کی حیات سے ہے۔ تشبیہ قرآن کو عصائے موسیٰ اور حضور کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے اور قرآن میں تغیر و تبدل کرنے والوں کو ان دو جادوؤں سے مشابہ سمجھو۔

۳۔ نمیر۔ اللہ نے قرآن میں قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ فَاَنْحُنْ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَقَالَتْ لِحَافِظُوْنَ اَمْ نَنْزِلْنَا الذِّكْرَ (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

تشبیہ کردن قرآن مجید راعصائے موسیٰ و وفات

قرآن مجید کو عصائے موسیٰ تشبیہ دینا اور آنحضرت ﷺ

مصطفیٰ علیہ السلام را تشبیہ نمودن بخواب موسیٰ وقاصدان

کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے سے تشبیہ دینا اور قرآن میں تغیر کرنے

تغییر قرآن را باں دو ساحر بچہ کہ قصد بُردنِ عصائے موسیٰ

والوں کو ان دو جادوگر بچوں کے ساتھ تشبیہ دینا جنہوں نے حضرت موسیٰ کی

کرد و بودند چوں موسیٰ را خفتہ یافتند

انہی کو چرانے کا ارادہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ کو سویا ہوا پایا

گر بمری تو نمیرد ۳ اِس سبق

اگر تمہاری وفات ہوگئی تب بھی تو یہ سبق فنا نہ ہوگا

پیش و کم گن راز قرآں را فِضم

میں قرآن میں زیادتی اور کمی کرنے والوں کا مخالف ہوں

مصطفیٰ را وعدہ کرد اَلطافِ حق

اللہ کی مہربانیوں نے مصطفیٰ سے وعدہ کیا ہے

مِن کتاب و معجزت را جا فِظُم

میں تیری کتاب اور معجزے کا نگہبان ہوں

من ترا در هر دو عالم را فعم
 میں تجھے دونوں جہان میں بلند کرنے والا ہوں
 کس نیارد بیش و کم کردن درو
 اس میں کوئی کمی اور زیادتی نہیں ہو کر سکتا
 رونقت را روز روز افزوں کنم
 میں تیری رونق دن بدن بڑھاؤں گا
 منبر و حراب سازم بہر تو
 میں تیرے لئے منبر اور محراب بناؤں گا
 نام ۲ تو از ترس پنہاں می کنند
 وہ ڈر کی وجہ سے تیرا نام چھپ کر لیتے ہیں
 خفیہ می گویند نہمت را کنوں
 وہ اب چھپ کر تیرا نام لیتے ہیں
 از ہراس و ترس کفار لعین
 ملعون کافروں کے ڈر اور خوف سے
 من منارہ برکنم آفاق را
 میں دنیا کو دین سے روشن کر دوں گا
 چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ
 تیرے خلام شہر اور مرتبہ حاصل کر لیں گے
 تا قیامت ۳ باقیش داریم ما
 ہم اس کو قیامت تک باقی رکھیں گے
 اے رسول ما تو جاؤ نیستی
 اے ہمارے رسول! تم جاؤ نہیں ہو
 ہست قرآن مر ترا بہچوں عصا
 قرآن قبلہ لئے (حضرت موسیٰ) کی لٹائی کی طرح ہے
 تو اگر در زیر خاک خفتہ
 تم اگرچہ مٹی میں خوابیدہ ہو

طاغیایاں را از حدشت و افعم
 سرکشوں کو تیری حدت سے دفع کرنے والا ہوں
 توبہ از من حافظے دیگر مجو
 تو مجھ سے بہتر محافظ کی جستجو نہ کر
 نام تو بر زرو برنقرہ زخم
 تیرا نام سونے اور چاندی پر کندہ کروں گا
 در محبت قہر من شد قہر تو
 محبت کی وجہ سے میرا غصہ تیرا غصہ بن گیا ہے
 چوں نماز آرنہ پنہاں می شوند
 جب نماز پڑھتے ہیں چھپ جاتے ہیں
 خفیہ ہم بانگ نماز اے ذوقنوں
 اے ہرمندا نواز نجی چھپ کر (دیتے ہیں)
 دینت پنہاں می شود زیر زمیں
 تیرا دین زمین چھپا جاتا ہے
 کور گردانم دو چشم عاق را
 میں ناظران کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دوں گا
 دین تو گیرد زما ہی تا بمانہ
 تیرا مذہب مچھلی سے چاند تک پھیل جائے گا
 تو مترس از نسخ دین اے مصطفیٰ
 اے مصطفیٰ! تم دین کے نسخے سے نہ ڈرو
 صادق ہم خرقہ موسیٰ
 تم سچے ہو، موسیٰ کے پیر بھائی ہو
 کفر لدا در گشد چوں اژدہا
 جو اژدہ کی طرح کفروں کو نگل جائے گا
 چوں عصائش داں تو انچہ گفتہ
 جو کچھ تم نے کہا ہے اس کو (موسیٰ) کی لٹائی کی طرح سمجھو

۱۔ رانم۔ قرآن پاک میں سے
 وذللفنا لک ذکرک۔ ہم نے
 تمہارے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ کس
 نیاد۔ قرآن پاک میں سے
 لا مہلک لکلمتہ اس کے کلمات کو
 کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔
 قہر من۔ رسول کی ناراضی خدا کی
 ناراضی ہے۔

۲۔ نام تو۔ مسکن ابتدائی زندگی میں
 صحابہ حضور سے اپنے تعلق کو چھپانے
 تھے اور نمازیں بھی چھپ کر پڑھتے
 تھے۔ منارہ۔ دین سے تمام عالم کو
 منور کروں گا اور مخالفوں کی آنکھیں
 چکا چوند ہو جائیں گے۔ چاکرانت۔
 صحابہ کرام نے قیصر و کسری کی
 حکومتوں پر قبضہ کیا۔ ماہی ایک
 عامیانا تصور ہے کہ زمین مچھلی کی
 پشت پر قائم ہے یعنی زمین سے
 آسمان تک تیرا مذہب پھیل جائے
 گا۔

۳۔ تا قیامت۔ قیامت تک
 کہوئی نئی شریعت نہ آئے گی۔ ہم
 خرقہ۔ وہ بزرگ جو ایک شاخ کے
 خلیفہ ہوں یعنی حضرت موسیٰ اور
 آنحضرت ﷺ ایک ہی شریعت کے ہم
 بردار اور پیغامبر ہیں ہست قرآن
 ہست قرآن حضرت موسیٰ کی لٹائی نے
 جاؤ کہوں کے اژدہوں کو نگل لیا تھا
 قرآن کفر کو نگل جائے گا۔ گفتہ۔ یعنی
 قرآن پاک۔

چوں عصا آگہ بوداں گفت پاک
(موسیٰ کے) عصا کی طرح وہ پاک کلام باخبر رہے گا
تو بخشپ اے شہ مبارک خفتنے
اے شہ! تم سو جاؤ تمہارا سو جانا مبارک ہے
بہر پیکار توڑہ کردہ کماں
تمہارا (شہنشاہ) سے لڑنے کے لئے کمان پر چلا آئے ہوتے ہیں
قوسِ نور تیر دوزش می کند
تیرے نور کی کمان اس کو چھیر ذاتی ہے
او بخشفت و بخت و اقبالش بخشفت
وہ (مصطفیٰ) سو گئے اور ان کا نصیب اور اقبال نہ سویا
کار اوبے رونق و بے آب شد
تو اس کا کام بے رونق اور بے اثر ہوا
تا بمصر از بہرآں پیکار زفت
بخت جنگ کے لئے مصر کی جانب
طالبِ موسیٰ و جائے او شدند
حضرت موسیٰ اور ان کی قیام گاہ کے طلبگار بنے
موسیٰ اندر زیر نخلے خفتہ بود
(حضرت) موسیٰ کجھ کدخت کے نیچے سوتے ہوئے تھے
کہ بروزاں سوائے نخلستان بجو
کہ جا اس نخلستان کی جانب تلاش کر
خفتہ کو بود بیدار جہاں
اس کو سویا ہوا جو دنیا بھر کا بیدار تھا
عرش و قرش جملہ در زیر نظر
عرش اور قرش سب اس کی نگاہ میں
خودچہ بیند چشم اہل آب و گل
آب گل والوں کی آنکھ کیا دیکھ سکتی ہے

گرچہ باشی خفتہ تو در زیر خاک
اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوتے ہوئے ہو
قاصداں را در عصایت دست نے
ارادہ کرنے والوں کو تمہاری لاٹھی پر قابو نہیں ہے
تو بخشفتہ نور تو بر آسماں
تم سوتے ہوئے ہو تمہارا نور آسمان پر ہے
فلسفی ۲ وانچہ پوزش می کند
فلسفی اور اس کا منہ جو کچھ کرتا ہے
آسچناں کرد و ازاں افزوں کہ گفت
اللہ تعالیٰ نے وہ کیا جو کہا اور اس سے بھی زیادہ
جان بابا چونکہ ساحر خواب شد
جان پیدا جب جاوگر سو گیا
ہر دو ۳ از گوش رواں گشتند و تفت
دلوں (جاوگر) اس (باپ) کی قبرگ سے فونان ہو گئے
چوں بمصر از بہرآں کار آمدند
جب اس کام کے لئے مصر میں پہنچے
اتفاق افتاد کاں روز و رود
یہ اتفاق ہوا کہ پہنچنے کے دن
پس نشاں دادند شاں مردم بدو
لوگوں نے ان کو ان کا پتہ بتایا
چوں بیامد دید در خرما بنال
جب وہ پہنچا تو کجھوں میں دیکھا
بہر نازش بستہ او دو چشم سر
تاز میں وہ سر کی دلوں آنکھیں بند کئے ہوئے
اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل
بہت سے بیدار آنکھوں کو سوتے ہوئے دل ہالے ہیں

۱۔ چوں عصا۔ حضرت موسیٰ کی نیند کے باوجود جاوگر ان کی لاٹھی نہ چما سکے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی مخالفین قرآن میں گڑبڑ نہ کر سکیں گے۔
۲۔ فلسفی۔ محمد بن فلاسفہ قرآن کے منزل من اللہ ہونے کے بارے میں جو اعتراضات کرتے ہیں نور محمدی ان کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ آسچناں۔ اللہ تعالیٰ نے جو جو وعدے کئے ان کو صرف پورا ہی نہیں کیا بلکہ ان سے بھی زیادہ کیا۔ خواب شد۔ جاوگر کی غفلت کے وقت اس کے جاوگہاں اترتے ہو جاتا ہے۔
۳۔ ہر دو۔ یعنی دونوں جاوگر۔ گوش۔ یعنی اپنے باپ کی قبر سے۔
۴۔ آمد خرما بنال۔ کجھوں کے درخت۔ خودچہ بیند۔ دل کی آنکھیں بند کر کے ہیں جو جسم کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

وانکہ دل بیدار دارد چشم سر
 جو شخص بیدار دل رکھتا ہے ' سر کی آنکھ
 گر تو اہل دل نہ بیدار باش
 اگر تو صاحب دل نہیں ہے ' جانتا رہ
 و دولت بیدار شدی تحسب خوش
 اگر تیرا دل بیدار ہو گیا ہے ' آرام سے سو جا
 گفت پیغمبر کہ تحسب چشم من
 پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ سولی ہے
 شاہ بیدارست و جاہلر اُخفتہ گیر
 شاہ بیدار ہے ' مخافتہ سو بھی گیا ہو
 وصف بیداری دل اے معنوی
 اے معنی کو سمجھنے والے! دل کی بیداری کا وصف
 چوں بدیدندش کہ خفت سست اودراز
 جب انہوں نے ان کو پیر پھیلائے سوتے دیکھا
 ساحراں قصد عصا کردند زود
 جادوگروں نے فوراً لٹھی کا قصد کیا
 اند کے چوں پیشتر کردند ساز
 جب آگے بڑھنے کا تمہوڑا سا قصد کیا
 آنچنان بر خود بلر زیدآں عصا
 لٹھی نے خود بخود اس طرح جھری لی
 بعد ازاں شد اژدہا و حملہ کرد
 اس کے بعد وہ اژدہا بن گئی اور اس نے حملہ کر دیا
 زو در افتادان گرفتند از نہیب
 خوف سے انہوں نے منہ کے بل گنا شروع کر دیا
 پس یقین مثل شد کہ ہست از آسمان
 تو ان کو یقین ہو گیا کہ وہ طاقت آسمانی ہے

گر تحسب بر کشاید صد بصر
 اگر سو جائے سو بینائیں کھل جاتی ہیں
 طالب دل باش و در پیکر باش
 دل کا طالب بن لو نفس سے لڑتا رہ
 نیست غائب ناظر از ہفت و شش
 سات (آسمانوں کو چھ) جہتوں سے تیری نگہنا نہیں ہے
 لیک کے تحسب ولم اندر و سن
 لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے
 جاں فدائے خفتگان ۲ دل بصیر
 بیدار دل ' سوتے ہوؤں پر جان قربان ہے
 می تلخید در ہزاراں مثنوی
 ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں سا سکتا
 بہر زدنی عصا کردند ساز
 انہوں نے لٹھی چمانے کی تیدی کی
 کز پیشش باید شدن وال را ربود
 کہ پیچھے سے جاتا چاہیے اور اس کو اڑا لینا چاہیے
 اندر آمد آل عصا در اہتر از
 وہ لٹھی حرکت میں آ گئی
 کاں دو بر جا خشک گشتند از و جا
 کہ وہ دڈوں خوف سے اپنی جگہ پر خشک ہو گئے
 ہر دوآں بگریختند و روی زرد
 ڈوں بھاگے اور ان کا چہرہ زرد (تھا)
 غلط غلطاں منہزم در ہر نشیب
 لوتے پوتے ہر گڑھے میں پسا ہوتے ہوئے
 زانکہ می دیدند حد سداہراں
 اس لئے کہ انہوں نے جادوگروں کی انتہا کو دیکھا تھا

۱۔ در پیکر۔ یعنی دل کی آنکھیں حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر۔ ہفت و شش۔ یعنی ساتوں آسمان اور چھ جاہیں شاہ بیدار اگر شاہ بیدار ہے تو چوکیدار کے سوجانے سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ دل بمنزل شاہ کے ہے۔

۲۔ خفتگان۔ یعنی جن کی آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے آنحضرت نے فرمایا میری آنکھیں سولی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔ معنوی۔ وہ شخص جو معنی اور حقیقت کا طالب ہو۔

۳۔ بدیدناش۔ ان دڈوں جادوگروں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا۔ اہتر از۔ متحرک ہو جانا۔ و جا۔ خوف۔ خد۔ یعنی وہ لٹھی نہیب۔ خوف۔ منہزم۔ پسا۔

نیست ممنوع و حرام و ممتہن
 ممنوع اور حرام اور ذلیل نہیں ہے
 سحر کروں شد حرام اے مرد دوست
 اے دوست! جلا کرنا حرام ہے
 کارِ شال تانزع و جاں گندن رسید
 ان کا معاملہ نزع اور جاں گنی تک پہنچ گیا
 سوئے موسیٰ از برائے عذرِ آل
 (حضرت) موسیٰ کے پاس اس کی معذرت کے لئے
 امتحان تو اگر نبود حسد
 آپ کے آزمانے کا ' اگر حسد نہ ہوتا
 اے تو خاص انخاص درگاہِ الہ
 آپ خدا کی بارگاہ کے خاص الخاص ہیں
 اے ترا الطاف و فضل بے عدد
 اے وہ کہ آپ کی مہربانیاں اور بزرگی بے شمار ہے
 پیش موسیٰ برز میں سمری زوند
 (حضرت) موسیٰ کے سامنے سر پہنچتے تھے
 گشت بر دوزخ تن و جاں تاں حرام
 تمہارا جسم اور روح دوزخ پر حرام ہو گئی ہے
 اجمعی سازید خورا ز اعتماد
 عذر خواہی سے اپنے آپ کو گونگا بناؤ
 درنبرد آسید پیش پادشاہ
 پادشاہ کے سامنے مقابلے پر آ جاؤ
 جمع آرید از دون و از بروں
 اللہ اور باہر سے اکٹھے کر لو

پس! ازیں رو علم سحر آموختن
 لہذا اس حیثیت سے جلا کا علم سیکھنا
 بہر تمییز حق از باطل نکوست
 حق کو باطل سے جدا کرنے کے لئے اچھا ہے
 بعد از ما اطلاق و تپ شال شد پدید
 اس کے بعد ان کو دست آئے اور بخلا آ گیا
 پس فرستاند مردے در زمان
 تو انہوں نے فوراً ایک آدمی بھیجا
 کا امتحان کر دیم ملا کے رسد
 کہ ہم نے آزمایا ' ہمیں کب حق تھا
 مجرم ۲ شائیم و ملا عذر خواہ
 ہم شائی مجرم ہیں ' ہمدی عذر خواہی کر دیجئے
 درگذر از ما کہ ما کر دیم بد
 ہم نے برا کیا ہمیں معاف کر دیجئے
 عفو کرد و در زمان نیکو شدند
 انہوں نے معاف کر دیا اور وہ فوراً اچھے ہو گئے
 گفت موسیٰ عفو کردم اے کرام
 (حضرت) موسیٰ نے فرمایا ' شریفو! میں نے معاف کیا
 من ۳ شمار اخوند پدم اے دیار
 اے دوستو! (گویا) میں نے تمہیں دیکھا ہی نہیں
 ہچمال بیگانہ شکل و آشنا
 اسی طرح (بظاہر) اجنبی صورت اور (باطن) دوست
 انچہ باشد مرثلا از فتنون
 تمہارے پاس جو بھی کرب ہوں

پس۔ اگر کوئی شخص جلا اس غرض
 سے سیکھے کہ وہ سحر اور معجزہ میں فرق کر
 سکے اور باطل کو حق سے ممتاز کرے تو
 یہ جائز ہے لیکن جلا کرنا مطلقاً بہر
 صورت ناجائز اور حرام ہے۔ اطلاق۔
 دستوں کا جلدی ہو جانا۔ کا امتحان۔ ہم
 نے آزمانا چاہا تھا اور وہ بھی حسد کی بنا
 پر تھا۔

۲ مجرم شائیم۔ چونکہ ہم نے اللہ
 کے رسول کا جرم کیا ہے لہذا ہم نے
 اللہ کا ہی جرم کیا ہے۔ نیکو شدند۔
 یعنی ان کا بخلا اور دستوں کی بیماری
 زائل ہو گئی۔ گشت۔ یعنی چونکہ تم
 ایمان لائے ہو۔

۳ من شام۔ حضرت موسیٰ نے ان
 دونوں جاگروں سے فرمایا کہ فرعون
 سے اپنی اور میری ملاقات اور اپنی عذر
 خواہی وغیرہ کا ذکر نہ کرنا اور بالکل
 اجنبی بن کر فرعون کے سامنے میرے
 مقابلہ پر آنا اور ہر طرح کے کرب
 کرنا۔ بیگانہ شکل۔ یعنی بظاہر اجنبی
 بنے رہنا اور آشنائی کو پردے میں
 رکھنا۔



جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریفہا ازوے
شہروں سے فرعون کے سامنے جاو گروں کا جمع ہو جانا اور اس کی جانب سے غلٹیں پانا اور اس
یافتن و دست بر سینہ در قہر خصم او کہ اس کار را دفع بر ما نویس
ان کے مخالف کو مغلوب کرنے کے لئے سینہ پر ہاتھ ملانا کہ اس کام کی مدافعت ہمارے ذمہ لکھ لے

۱۔ تشریفہا۔ غلٹیں۔ در قہر خصم
او۔ یعنی حضرت موسیٰ پر غالب آنے
کے بارے میں۔ خدند۔ یعنی وہ
حضرت موسیٰ کے پاس سے روانہ ہو
گئے۔ ارتقاد۔ یعنی وہ خطر تھے کہ کوئی
وقت آئے تو ہم حضرت موسیٰ پر ایمان
کا اظہار کریں۔ سابقا۔ بازی لے
جانے والے۔

۲۔ فرزوں آئید۔ یعنی اگر تم حضرت
موسیٰ پر غالب آ جاؤ گے کہ بدو۔
یعنی اس قدر دلوں کا جوحد سے بڑھا ہوا
ہو گا۔ کارش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
کام۔ صغدم۔ یعنی ہم صغ شکن
ہیں۔ پائے۔ ہمارا مرجب ذکر موسیٰ۔
حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصے سے
وہ کسی پیدا ہو رہی ہے لیکن مقصود محض
قصہ گناہیں ہے قصہ تو پرانا ہے
۳۔ ذکر موسیٰ اس قصہ کے ماتحت
جو حقائق ہیں وہ مقصود ہیں قصہ تو محض
آڑ کے لئے ذکر کیا گیا ہے مقصود
اصلی آواز نور ہے جو حضرت موسیٰ کو عطا
کیا گیا تھا۔ تا قیامت۔ ہر نبی کا نور
امت کے کسی ولی میں منتقل ہوتا رہتا
ہے اور جس صفت خاص کا کوئی نبی
مربوب ہوتا ہے وہی صفت کا کوئی ولی
بھی مربوب ہوتا ہے۔

انتظار وقت فرصت می بدند
فرصت کے وقت کے منتظر تھے
داد شال تشریفہائے بیکراں
ان کو اس نے لاتعداد غلٹیں دیں
بندگاں و اسپان و نقد و جنس و زاد
غلام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور توشہ

گرفزوں ۲ آئید اندر امتحان
اگر تم امتحان میں بازی لے گئے
کہ بدرد پردہ جود و سخا
بخشش اور عطا کا پردہ چاک ہو جائے گا
غالب آئیم و شوو کارش تباہ
ہم جیتیں گے اور اس موسیٰ کا کام تباہ ہو گا

کس ندارد پائے ما اندر جہاں
ہمارا ہم رتبہ دنیا میں کوئی نہیں ہے
کایں حکم تہاست کہ پیشیں بدست
کیونکہ اس قسم کے قصے پہلے بھی ہوئے ہیں
نور موسیٰ نقد تست اے مرد نیک
اے بھلے آدمی! موسیٰ کا نور تیرا مقصود ہے

باید ایں دو خصم را اور خویش جست
ان دو مقابل شخصیتوں کو اپنے اندر تاش کرنا چاہیے
نور دیگر نیست دیگر شد سراج
روشنی دوسری نہیں ہے ' چراغ دوسرا ہے

پس زمیں را بوسہ دلوند و شدند
پھر انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور روانہ ہو گئے
تا بفرعون آمدن آل ساحراں
وہ جاو کر فرعون کے پاس آئے
وعد با شال گرد و پیشین ہم بدو
ان سے وعدے کئے اور پیشگی بھی دیئے

بعد ازل شال گفت ہیں لے سابقا
اس کے بعد اس نے کہا آگاہا اے ماہر!
برفشام برشا چندیں عطا
تم پر اس قدر عطا کر دوں گا
پس بگفتندش باقبل تو شاہ
تو انہوں نے کہا کہ اے شاہ آپ کے اقبل سے

ملایں فن صغدریم و پہلواں
ہم اس فن میں صغ شکن اور پہلوان ہیں
ذکر ۳ موسیٰ بند خاطر ہا شد دست
موسیٰ کا ذکر دیکھی کا موجب بن گیا ہے
ذکر موسیٰ بہر روپوش ست و لیک
موسیٰ کا تذکرہ من چھپانے کے لئے ہے لیکن

موسیٰ و فرعون در ہستی تست
موسیٰ اور فرعون تیرے وجود میں ہیں
تا قیام ہست از موسیٰ نتاج
موسیٰ کا سلسلہ قیامت تک کے لئے ہے

ایک نورش نیست دیگر زان سرست

لیکن اس کا نور دھرا نہیں وہی ہے
زانکہ از شیشہ است اعداد و دُوئی

کیونکہ شیشہ سے تعدد اور دوئی پیدا ہوتی ہے
از دوئی و اعداد و جسم اے منتہی
اے باکمال! جس کی دوئی اور تعدد سے
اختلاف مومن و گبر و جہود
مومن اور آتش پرست اور بیہوی کا اختلاف

ایں اہفال و ایں فقیلہ دیگرست

دو لولا اور یہ یعنی دھری ہے
گر نظر در شیشہ داری گم شوی

اگر تو نے شیشہ پر نظر رکھی تو گم ہو جائے گا
وہ نظر بر نور داری واری
اگر تو نور پر نظر رکھے گا نجات پا جائے گا
اگر نظر گاہ است اے مغز وجود
اے خلاصہ کائنات! نقطہ نظر کی جہ سے ہے

۱۔ ایں اہفال و ایں فقیلہ اشخاص بدلتے ہیں
اور اس صفت خاصہ کا نور خود منقل ہوتا
رہتا ہے۔ شیشہ یعنی تعینات۔ گم
شوی۔ وحدت حقیقی ہاتھ سے چھوٹ
جائے گی۔ وہ نظر شیشہ تعینات پر نظر
تعدد اور دوئی کا سبب ہے اگر شیشہ
مقصود نہ ہو بلکہ نور مد نظر ہو تو وحدت
حقیقی نظر آئے گی اگر نظر گاہ مومن نور
کافر کا نقطہ نگاہ چونکہ جداگانہ ہو گیا اس
لئے ان میں اختلاف پیدا ہوا۔

۲۔ مغز وجود۔ چونکہ انسان خلیفۃ
اللہ ہے لہذا وہ وجود کائنات کا مغز اور
خلاصہ ہے۔ قول۔ اس حکایت کا
مقصد یہ ہے کہ ایک چیز کے دیکھنے
کے جب زاویے بدل جاتے ہیں تو
اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاگی کو
مختلف لوگوں نے مختلف زاویوں سے
دیکھا تو ان کے عقیدے میں
اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہندوستان
مسلمانوں کو بھی لفظ ہندو سے تعبیر
کرتے ہیں۔ ہندوستان کا ہاگی
مشہور تھا۔

۳۔ دیدنش۔ اندھیرے میں آنکھ
سے دیکھنا ممکن نہ تھا اس لئے ہاگی پر
ہاتھ پھیر کر دیکھ رہے تھے۔ خرطوم۔
ہاگی کی سونڈ پر نالے سے مشابہ
ہے۔ نادران پر نال۔ باد بیزن۔
پتھلا۔ فرشی پٹھے ہانگل۔ ہاگی کے
کان کی طرح ہوتے ہیں۔ عمود۔
ستون۔ تخت۔ ہاگی کی کمر تخت کی
طرح بیڑی چنگی ہوئی سے سی شید۔
جہاں کہیں وہ لوگ ہاگی کا ذکر سنتے تو
اپنے ذہن کے مطابق اس کا تصور
کرتے۔

اختلاف کردن در چونگی و شکل پیل در شب تار

اندھیری رات میں ہاگی کی شکل اور کیفیت میں اختلاف کرنا

عرضہ را آورده بودندش ہنود
ہندوستانی اس کو پیش کرنے کے لئے لائے تھے
اندرائ ظلمت ہمیں شد ہر کسے
ہر شخص اندھیرے میں گھس آیا

اندرائ تاریکیش کف می بسود
اندھیرے میں اس پر ہاتھ پھیرتا تھا
گفت ہچوننا و دانست ایں نہباد
اس نے کہا یہ جسم پر نالے کی ماند ہے

آں بروچوں باد بیزن شد پدید
اس کو وہ پٹھے کی طرح معلوم ہوا
گفت شکل پیل دیدم چوں عمود
اس نے کہا میں نے ہاگی کو ستون جیسا دیکھا ہے

گفت خود ایں پیل چوں تختے بدست
اس نے کہا یہ ہاگی تخت کی طرح کا ہے
فہم آں می کرد ہر جامی شید
جہاں کہیں (ہاگی کا نام) سنتا وہی خیال کرتا

پیل اند خانہ تاریک بود
ہاگی ایک اندھیرے گھر میں تھا
از برائے دیدنش مردم بے
بہت سے لوگ اس کو دیکھنے کے لئے

دیدنش ۳ باچشم چوں ممکن نبود
چونکہ اس کا آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہ تھا
آں یکے راکف بخرطوم لوفتلا
ایک کا ہاتھ سونڈ پر پڑا

آں یکے رادست بر گوش رسید
ایک کا ہاتھ اس کے کان پر پہنچا
آں یکے راکف چو برپایش بسود
ایک کا ہاتھ جب اس کے سر پر لگا

آں یکے بر پشت او نہاد دوست
ایک نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا
پچنیں ہر یک بجزوئے گور سید
اسی طرح ہر وہ شخص جو کسی ایک عضو تک پہنچا تھا

۱۔ آں یکے چونکہ باہمی کا تصور سب کے ذہنوں میں مختلف تھا اس لئے انہوں نے اس کو مختلف عبارتوں سے تعبیر کیا کسی نے مثلاً اس کو دل کہا تو کسی نے اس کو لاف کہا۔

۲۔ جسم جس انسان کی کسی آنکھ ان لوگوں کی ہتھیلی کی طرح ہے جسے ان کی ہتھیلی کی دست میں پونے ہتھی برتنی اسی طرح ظاہری آنکھ کی چیز کی پوری حقیقت کو نہیں دیکھ سکتی ہے کف وکر مولانا کف دست سے کف ہدیا کی طرف منتقل ہو گئے ہیں اور مقصود وہی ہے کہ حقیقت شناسی ہونی چاہیے نہ کہ ظاہر برتنی۔ جسم ہدیا یعنی وجود مستحق۔ کف۔ یعنی جسم عنصری۔ جنبش کہنا انسانی اجسام روح کی وجہ سے متحرک ہیں لیکن فرسوں کے انسان تن پوری کرتا رہتا ہے اور روح سے غفلت رہتا ہے۔

۳۔ پاچہ کشتیاں۔ اجسام کو پہلے کف ہدیا سے تعبیر کیا تھا بلکہ ان کو کشتیوں سے تعبیر کیا ہے۔ آب روشن۔ روح۔ اے تو اگر انسان کو روح کا مشاہدہ ہو گیا ہے تو اس کو آگے قدم بڑھا کر ذات حق کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ آب۔ روح اور روح ذات حق۔ آبست۔ یعنی روح کے لئے افاضہ حیات کرنے والی ذات۔ موی و مویسی افاضہ حیات کرنے والی ذات کی قدامت کا بیان ہے کہ وہ ذات قدیم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کائنات کو حیات بخشی تھی۔ ایں سخن۔ یعنی ذات حق کی جو تعبیرات ہم نے کی ہیں۔ ایں سخن۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو تعبیرات فرمائی ہیں تو وہ صحیح ہیں۔ گر بگویم اب اگر مثالوں سے اس کی ذات و صفات کو بیان کیا جائے تو اسی مثال پر دل جمالی کے بالکل ذکر نہ کیا جائے تو یہ بھی غسونا کہ بات ہے۔

آں یکے داش لقب وادایں الف
 اسی ایک نے اس کو دل کا لقب دیا اس نے الف کا
 اختلاف گفت شل سیر ط شدے
 تو ان کی باتوں سے اختلاف دور ہو جاتا
 نیست کف رابر کل او دسترس
 ہتھیلی کی اس کے مجموعہ پر پہنچ نہیں ہے
 کف بہل وز دیدہ در دریا نگر
 جھاگ کو چھوڑ کر آنکھ سے دیا کو دیکھ
 کف ہی بینی و دریا نے عجب
 تعجب ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اور دیا کو نہیں
 تیر کشیم و در آب رو شلیم
 ہم اندھی آنکھوں والے ہیں اور صاف دیا میں ہیں
 آب را دیدی نگر در آب آب
 تو نے پانی کو دیکھ لیا پانی کے پانی کو دیکھ
 روح را روحے ست کو میخواندش
 روح کی ایک روح ہے جو اس کو بلاتی ہے
 کشت موجودات را می داد آب
 موجودات کی کھیتی کو پانی دیا
 کہ خدا اقلند ایں زہ در کماں
 جبکہ خدا نے کمان پر یہ چل چڑھایا
 آں سخن کہ نیست ناقص دل سرست
 جو بات ناقص نہیں ہے وہ ادھر کی ہے
 در گویم بیچ ازاں اے وائے تو
 اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہ کہوں تو تجھ پر فرسوں ہے

از نظر گہ گفت شل شد مختلف
 ان کی بات نظر نظر کی وجہ سے مختلف ہو گئی
 و رکف ہر یک اگر شمعے بدے
 ہر ایک کے ہاتھ میں اگر شمع ہوتی
 چشم حسن ہچوں کف دستت و نس
 جس کی آنکھ صرف ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے
 جسم دریا دیگر ست و کف و گر
 دیا کا وجود دور ہے اور جھاگ اور ہیں
 جنبش کفہاز دریا روز و شب
 شب و روز جھاگوں کی حرکت دیا کی وجہ سے ہے
 ماچو کشتیاں ہم کشتیوں کی طرح آپس میں ٹکراتے ہیں
 اے تو در کشتی تن رفتہ بخواب
 اے وہ جو جسم کی کشتی میں سویا ہوا ہے
 آب را آبست کو میراندش
 پانی کے لئے ایک پانی ہے جو اس کو ہلاتا ہے
 موی و مویسی کجبد کا لقب
 حضرت موی مویسی کہاں تھے جبکہ سہج نے
 آدم و حوا کجا بدآں زماں
 اس وقت حضرت آدم اور حوا کہاں تھے
 ایں سخن ہم ناقص ست و دسترس
 یہ بات بھی ناقص اور ادھری ہے
 گر بگویم زماں بلغزدو پائے تو
 اگر میں کہے میں کہوں تو تیرے ہی پھل جائے گے



برہماں صورت نکستی اے فتنے
 اے نوجوان! تو اس ہی صورت پر چپک جائے گا
 سر بھنبانی بہادے بے یقین
 بغیر یقین کے سوا سے سرا ہلاتا ہے
 یا مگر پارا ازیں رگل بر کنی
 یا تو اس مٹی سے پاؤں باہر نکال لے
 اس حیاتت داروش پس مشکل ست
 تیری ہی زندگی کے لئے راہگی بہت مشکل ہے
 پس غنی گردی زر گل در دل روی
 تو مٹی سے بے نیاز ہو جائے گا دل کی دنیا میں پہنچ جائے گا
 می روی بے قید خراز اہل رگل
 بغیر پابندی کے اور مٹی والوں سے آزاد ہو کر تو چل پڑیگا
 لوت خوارہ شدر او را می ہلد
 غذا خود بن جاتا ہے اور اس دلیہ کو چھوڑ دیتا ہے
 جو فطام خویش از قوت المقلوب
 دلوں کی خوراک کے ذریعہ اس کو چھڑنے کی کوشش کر
 اے تو نور بے حجب رانا پذیر
 اے وہ کہ تو بے حجاب نور کو نہ قبول کر سکتے، وہا ہے
 تابہ بنی بے حجب مستور را
 تاکہ تو چھپے ہوئے کو بغیر پروں کے دیکھ لے
 بلکہ برگردوں سفر بے چوں کنی
 بلکہ آسمان پر تو بے کیف سفر کرے
 ہیں بگو چوں آمدی مست آمدی
 ہیں بتا کیسے آیا ہے تو بے ہوش آیا ہے

ور بگویم در مثل صورتے
 اگر میں کسی صورت کی مثل میں اس کی صفات بتاؤں
 بستے پائی چوں گیاه اندر میں
 تو گھاس کی طرح زمین میں پالتے ہے
 لیک پایت نیست تاقلے کنی
 لیکن تیرے پاؤں نہیں ہیں کہ تو نخل ہو جائے
 چوں کنی پارا حیاتت زیں رگل ست
 تو پاؤں کیسے کال سکتا ہے تیری زندگی اسی مٹی سے ہے
 چوں حیاتت از حق بگیری اے روی
 اے سیراب! جب تو اللہ تعالیٰ سے زندگی حاصل کریگا
 فارغ و مستغنی از رگل سوئے دل
 مٹی سے فارغ ہو بے نیاز ہو کر دل کی طرف
 شیر خوارہ چوں ز دلیہ بگسلد
 دودھ پیتا بچہ جب دلیہ سے تعلق توڑتا ہے
 بستے شیر زنی چوں خوب
 بچوں کی طرح تو زمین کے دودھ سے وابستہ ہے
 قوت حکمت خورد کہ شد نور سیر
 دانائی کی غذا کھا، کیونکہ وہ چچا ہوا نور ہے
 تا پذیر اگر وی لے جاں نور را
 اے جان تاکہ تو نور کو قبول کرنے والا بن جائے
 چوں ستادہ سیر برگردوں کنی
 تو ستادہ کی طرح آسمان پر سیر کرے
 آل چنل کز نیست در ہست آمدی
 اسی طرح جیسے تو عدم سے وجود میں آیا ہے

۱۔ بستے پائی۔ عوام تقلید کی دلدل
 میں پھنسے ہوئے ہیں اور صفات کے
 بیان پر یقین کے بغیر یقین کے
 اظہار کے لئے گھاس کی طرح سر
 ہلانے لگتے ہیں۔ لیک۔ عوام تقلید
 سے تحقیق کی طرف نخل ہونے کے
 لئے پیش قدمی نہیں کرتے ہیں نہ کم از
 کم تقلید ہی کو ترک کرتے ہیں۔
 چوں کنی۔ جب انسان سفلی زندگی کا
 عادی ہو جاتا ہے تو اس کے لئے اس
 زندگی کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔

۲۔ چوں حیات۔ اگر انسان اس
 سفلی زندگی کو خیر باد کہے تو وہ دل
 کی دنیا میں پہنچ کر اسرا و وحدت
 حاصل کر سکتا ہے۔ شیر خوارہ بچہ کو
 جب تک لذیذ غذا میں نہیں ملتی ہیں
 دلیہ کو چھینا ہوتا ہے جب غذا میں ملنے
 لگتی ہیں تو دلیہ سے بے نیاز ہو جاتا
 ہے۔ اسی طرح انسان جب
 تک عالم سفلی سے چھینا ہوا ہے
 اسرا کی لذت سے بے خبر ہے جب
 وہ لذت حاصل ہونے لگے گی تو عالم
 سفلی کو نگاہ بھرا بھی نہ دیکھے گا۔

۳۔ بستے۔ نچ زمین سے غذا
 حاصل کرتے ہیں اسی طرح انسان عالم
 سفلی سے غذا حاصل کرنے کا عادی
 ہو گیا حالانکہ اس کی اصلی غذا وہ ہے جو
 دل اور روح کی غذا ہے جو عالم ملکوت
 سے متصل ہوتی ہے۔ قوت حکمت۔
 تو دل کی غذا حکمت اور بندہ و معظت
 سے حاصل کرنے اس کے الفاظ میں
 وہ نور پوشیدہ ہے جو اصل غذا ہے پھر
 استعلا پیدا ہو جانے پر براہ راست
 اسے غذا حاصل ہونے لگے گی۔ تابہ
 بن رفتہ رفتہ وہ استعلا پیدا ہو جائے
 گی جس سے شہد الحق حاصل ہو
 جائے گا۔ چوں ستادہ پھر عالم ملکوت
 کی سیر حاصل ہو جائے گی۔ عالم

ملکوت کی طرف تمہارا عروجی سفر اسی طرح ہوگا جس طرح کہ اس عالم سے اس علم کی طرف نزول سفر ہو لیکن یہ سفر چونکہ
 تمہاری مدد و ہوشی میں ہوا ہے اس لئے تمہیں نہ وہ سفر یاد ہے اور نہ اس سفر کے طے کرنے کے واسطے یاد ہیں۔

۱۔ ہوش را بگنجد اگر تم اس آنے کے سفر کی باتیں یاد کرنا چاہتے ہو تو جسمانی اور مادی ہوش و حواس کو ختم کر کے روحانی ہوش اختیار کرو اور ان جسمانی کانوں کو بند کر کے لوہے کے کان کھول لو پھر تمہیں باتیں یاد آ جائیں گے اور عہد الست کی آواز سن لو گے گویا ہم میں نے تمہیں بتا دیا کہ تم میں ابھی خامی ہے تم نے دنیا کی بہادر دہمی سے مجاہدات کی گری نہیں کی ہے۔

۲۔ ایں جہاں انسان اور دنیا کی مثل درخت اور پھل کی سی ہے پھل جب تک کچا ہوتا ہے شاخ سے اس کا جوڑا مضبوط ہے اور سخت ہوتا ہے چوں جوں وہ پکتا ہے شاخ کا اور اس کا تعلق کمزور ہوتا جاتا ہے اسی طرح خام انسان دنیا کو چمٹا رہتا ہے اگر اس میں پختگی آ جاتی ہے تو دنیا سے تعلق کمزور ہو جاتا ہے تا جسکی پیٹ کا بچہ جب تک پیٹ سے چمٹا ہوا ہے اس کی غذا خون ہے جب وہ باہر آ جاتا ہے تو پھر وہ دودھ پیتا ہے جو بہترین غذا ہے اسی طرح جب تک انسان دنیا سے چمٹا ہوا ہے اس کی غذا خون جیسی نجس چیز راستی ہے۔

۳۔ چیز دیگر پھل اور تو میں نے بتا دیے لیکن کچھ ایسے ہیں کہ میں نہیں بتا سکتا ہوں وہ تجھے روح القدس بتا گا۔ روح القدس سے مراد یہاں بہترین نہیں ہیں کیونکہ ان کا کہنا اور بتانا تو صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے بلکہ حظیرۃ القدس کے دلاہرے ملائکہ مراد ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ باتیں نہ میں بتاؤں گا نہ کوئی فرشتہ بلکہ خود تجھے وہ مقام حاصل ہوگا کہ تو خود اپنے آپ کو بتائے گا اسے ہم تو من۔ یعنی تو میرے لئے ایسا ہے کہ

لیک رمزے بر تو بر خوانیم خواند
لیکن میں تجھے ایک اشارہ کرتا ہوں
گوش را بر بندو آنگہ گوشدار
کان کو بند کر لے پھر کان لگا
در بہاری و ندیدستی تموز
تو موسم بہار میں ہے اور تو نے موسم گرما نہیں دیکھا ہے
ماہر و چوں میوہ پائے نیم خام
اور ہم اس پر آدھ کچے پھل کی طرح ہیں
زانکہ در خامی نشاید کاخ را
کیونکہ کچے پن میں شاہی محل کے لائق نہیں ہوتا ہے
سُست گیرد شاخہا بعد از اں
اس کے بعد شاخوں سے گرفت چھٹی کر لیتا ہے
سرد شد بر آدمی ملک جہاں
دنیا کا ملک انسان کے لئے بے وقعت ہو جاتا ہے
تا حینی کار خون آشامی ست
جب تک تو پیٹ کا بچہ ہے تیرا کام خون پینا ہے
باتو روح القدس گوید نے منش
وہ تجھے روح القدس بتائے گا نہ کہ میں
بے من و بے غیر من اے ہم تو من
میرے اور میرے غیر کے علاوہ اے وہ کہ میں ہے
توز پیش خود بہ پیش خود شوی
تو اپنے آگے سے خود اپنے آگے جاتا ہے

را بہائے آمدن یادت نماند
تجھے آنے کے راستے یاد نہیں رہے
ہوش را بگنجد وانگہ ہوشدار
ہوش کو چھوڑ دے پھر ہوشیار بن جا
نے گویم زانکہ تو خامی ہنوز
کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ تو ابھی کچا ہے
ایں اجہل پھول درخت ستاے کرام
اے بزرگوار یہ دنیا درخت کی طرح ہے
سخت گیرد خا مہامر شاخ را
کچوں کی گرفت شاخ پر سخت ہوتی ہے
چونکہ پخت و گشت شیریں لب گزوں
جب پک گیا اور میوؤں کو چپکانے والا شیریں بن گیا
چوں ازل اقبل شیریں شد وہاں
جب اس خوش نصیبی کی وجہ سے من مٹھا ہو جاتا ہے
سخت گیری و تعصب خامی ست
سخت گیری اور تعصب کچا من ہے
چیز دیگر سچ ماند لما گفتنش
دوسری چیز یہ کہ لیکن اس کا بتانا میرا کام نہیں ہے
نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن
نہیں تو خود ہی اپنے کان میں کہے گا
ہمچو آں وقتے کہ خواب اندر روی
جیسا کہ جب تو سو جاتا ہے



من دو کا اختیار ختم ہو گیا ہے۔ چھو۔ یہ بات کہ ایک مقام پر پہنچ کر اسرار خداوندی کے بارے میں انسان خود کہنے والا اور خود سننے والا..... بن جاتا ہے اس کو اس مثل سے سمجھاتے ہیں کہ خواب کی حالت میں جب انسان ایک مقام سے دلاہرے مقام کی طرف جاتا ہے تو یہ مقامات خارج میں نہیں ہوتے ہیں خود اس کے اندر ہوتے ہیں تو گویا کہ وہ چلنے والا خود اپنے پاس سے چل کر اپنے پاس گیا ہے۔

بشنوی! از خویش و پنداری فلاں

تو اپنی طرف سے سنتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ فلاں نے

تو یکے تو نیستی اے خوش رفیق

اے اچھے دوست! تو ایک نہیں ہے

آں توئی ز قسرت کہ آں نہ صد تو مست

وہ تیری موٹی شخصیت جو تیرا نو سو گنا ہے

خود چہ جائے حد بیداری و خواب

بیداری اور نید کا خود کیا ٹھکانا ہے

وَم مَزَن تَابِشْنَوِی اَز دَم زَبَان

م نہ مد تاکہ تو دم مدنے والوں سے سن لے

وَم مَزَن تَابِشْنَوِی زَانِ اَقْتَاب

م مت مد تاکہ تو اس آفتاب سے سن لے

وَم مَزَن تَابِشْنَوِی زَانِ مَه لَقَا

م مت مد تاکہ تو سن لے اس ماہ رخ سے

وَم مَزَن تَابِشْنَوِی اَسْرَارِ حَال

م مت مد تاکہ تو حالت کے اسرار سن لے

وَم مَزَن تِلَامِ زَنْدِ بَہْرِ تُو رُوْح

م نہ مد تاکہ تیرے لئے روح کہے

بہچو گنعال کاشنا می کرد او

کنعان کی طرح نہ بن کہ وہ تیرا تھا

با تو اندر خواب گفتست آں نہاں

وہ پوشیدہ مد خواب میں تجھ سے کہا ہے

بلکہ گروونی و دریائے عمیق

بلکہ تو آسان ہے ' اور گہرا سمندر ہے

قلزم ست و غرقہ گاہ صد تو مست

سمندر ہے تیری شخصیتوں کی ڈوب جانے کی جگہ ہے

وَم مَزَن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

خاموش ہو جا ' اور اللہ بہتر جانتا ہے

انچہ ناید و ر بیان و در زباں

وہ جو بیان اور زبان میں نہیں آ سکتا ہے

انچہ ناید در کتاب و در خطاب

وہ جو لکھے اور بیان کرنے میں نہیں آ سکتا

اصلاً اے پاکبازاں اصلاً

آؤ اے پاکبازاں آؤ

از زباں بے زباں کہ قم تعال

بے زبان کی زبان سے کہ کھڑا ہو ' آجا

آشنا س بگذار در کشتی نوح

تیرا چھوڑ دے نوح کی کشتی میں آ جا

کہ نخواہم کشتی نوح عدو

کہ میں دشمن نوح کی کشتی پسند نہیں کرتا ہوں

دعوت کردن نوح علیہ السلام پسررا و سر کشیدن او کہ
حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹے کو بلاتا ہے اس کی سرکشی کرتا کہ میں
کہ بر سر کوہ روم و چارہ گنم و مبت تو شکستم
پہلے پہلے چڑھ چڑھوں گا اور تیرے گناہوں کا تیرا احسان نہ اٹھاؤں گا

ہیں بیار کشتی یبا نشیں تاگردی غرق طوفاں اے مہمیں

خبردار آ جا بلا کی کشتی میں بیٹھ جا اے ذلیل! تاکہ تو طوفان میں نہ ڈوبے

۱۔ بشنوی۔ انسان خواب میں سنتا ہے کہ کوئی اور اس سے باتیں کر رہا ہے حالانکہ وہ کوئی اور نہیں ہے بلکہ وہ خود کہہ رہا ہے اور خود سن رہا ہے اس توئی۔ آنے جانے کے مختلف مقامات ' مخاطب اور متکلم کا امتیاز یہ سب کچھ خود انسان کے اندر موجود ہے انسان بظاہر عالم صغیر ہے لیکن فی الواقع یہ عالم کبیر ہے انسان کی شخصیت سینکڑوں شخصیتوں کا مجموعہ ہے اور گہرا سمندر ہے

۲۔ خود انسان بیداری اور خواب کی حالت میں ایک لاکھ شخصیت ہے و مزن۔ ان اسرار کے بارے میں انسان کو خاموشی اختیار کرنی چاہیے جب تک خود اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہ فرما دے۔ انچہ۔ یہ اسرار تحریر و تقریر میں نہیں آ سکتے۔ قم تعالیٰ۔ کھڑا ہوا آ جا۔ جب تک یہ مقام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آ جائے اس وقت تک ان اسرار کے بارے میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ یعنی مرشد

۳۔ آشنا بگذار۔ یعنی اپنے دعوے ترک کر دے اور مرشد کا سہارا لے لے۔ بچو کنعان۔ حضرت نوح کے لڑکے کنعان نے سہارا پسند نہ کیا تو جاہل ہوا۔ بلا۔ یعنی حضرت نوح ' مہمیں۔ ذلیل

گفت نے من آشنا! ہو ختم
 اس نے کہا نہیں ' میں نے تیرا سیکھا ہے
 ہیں ممکن کایں موج طوفان بلاست
 خبردارا ایسا نہ کر' کیونکہ یہ موج بلا کا طوفان ہے
 باو قہرست و بلائے شمع کش
 یہ قہر کی ہوا ہے اور شمع کو بجھانے والی بلا ہے
 گفت نے رتم برآں کوہ بلند
 اس نے کہا نہیں اس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
 ہیں ممکن کہ کوہ کاہ ست اس زماں
 خبردارا یہ نہ کر اس وقت پہاڑ تنکا ہے
 گفت من کے پند تو بشنودہ ام
 اس نے کہا میں نے تیری نصیحت کب سنی ہے؟
 خوش نیلہ گفت تو ہرگز مرا
 تیری گفتگو ہرگز مجھے پسند نہیں آئی
 ہیں ممکن بابا کہ روز ناز نیست
 خبردارا بابا یہ نہ کر' یہ ناز کا دن نہیں ہے
 تا کنوں کر دی وایں دم ناز کیست
 تو نے اب تک ناز کیا اور یہ نازک وقت ہے
 لَمْ يَلِدْ لَمْ يُولَدْ ست او از قدم
 ناس کے بیٹا پیدا ہونہ کسی سے پیدا ہوں وہ دل سے ہے
 ناز فرزنداں کجا خولہ کشید
 وہ لولاد (سا) ناز کہیں برداشت کریگا؟
 نیستم مولود پیرا کم بناز
 خدا فرما دیا میں بیٹا نہیں ہوں اے بوڑھے ناز نہ کر
 نیستم شوہر نیم من شہوتی
 میں شوہر نہیں ہوں میں شہوت والا نہیں ہوں

من بجز شمع تو شمع فرو ختم
 میں نے تیری شمع کے علاوہ شمع روشن کر لی ہے
 دست و پا را آشنا امروز لاست
 آج تیرے کے ہاتھ پیر کچھ نہیں ہیں
 جز کہ شمع حق نمی یاید خمش
 اللہ تعالیٰ کی شمع کے علاوہ کوئی شمع نہ ٹھہری گی چپ ہو جا
 عاصم ست آل کہ مرا از ہرگز ند
 وہ پہاڑ مجھے ہر مصیبت سے بچانے والا ہے
 جز حبیب خویش رندہ اماں
 وہ اپنے دوست کے علاوہ کسی کو پنہ نہ دیگا
 کہ طمع کردی کہ من زیں دودہ ام
 تو نے یہ سوچا ہے کہ میں اس خاندان کا ہوں
 من بری ام از تو دہر دوسرا
 میں تجھ سے دونوں جہاں میں بیزار ہوں
 مرخدا خویشی و انباز نیست
 خدا کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے
 اندریں درگاہ کسے رانا ز کیست
 اس دبا میں کسی کو ناز کا حق کب ہے؟
 نے پدر دارو نہ فرزند و نہ عم
 نہ باپ رکھتا ہے نہ بیٹا اور نہ چچا
 راز بابا یاں کجا خواہد شنید
 باپوں کا راز کہیں سے گا؟
 نیستم والد جوانا کم گراز
 میں باپ نہیں ہوں اے جوان! نہ اکڑ
 ناز را بگذار اینجا اے سستی
 اے خاتون! اس جگہ ناز کو چھوڑ دے

۱ آشنا شہوتی تیرا کی شمع یعنی
 تیرا شمع فرو ختم یعنی میں نے سچے
 کی تیرا سوچتی ہے کہ تیروں گلا۔
 محرم شمس چپ ہو جا۔
 ۲ کوہ بلند قرآن پاک میں
 کنعان کا مقولہ کہ ہے سلاوی الہی
 جبل بصری من الغیاہ میں پہاڑ
 پر پنہ گزین ہو جاؤں گا وہ مجھے پانی
 سے بچالے گا۔ ندہلہا۔ یعنی خدا
 امن نہ دے گا۔ دودہ خاندان۔
 مرخدا ناز کی بنیاد رشتہ داری اور
 شرکت وغیرہ ہوتی ہے ناز کیست
 پہلے مصرع میں بمعنی ناز کی است
 ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنی ناز کی
 است ہے۔
 ۳ ناز فرزنداں جبکہ لَمْ يَلِدْ
 اور لَمْ يُولَدْ ہے تو اس کی جناب میں
 نہ بیٹوں کے ناز کی گنجائش ہے نہ
 باپوں کے ناز کی گنجائش ہے۔ پیرا
 اے بوڑھے گراز۔ گرازین۔ اکڑ
 کر چلنا۔ شہوتی۔ مردانہ خواہش کی
 بنیاد پر مردانہ شہوت کی ناز برداری کرتا ہے
 سستی۔ عمدت ہوئی۔

جُزْءِ خُضُوعِ وَ بِنْدِگِی وَ اضْطِرَّارِ

سوائے عاجزی اور غلامی اور بیچارگی کے

گفت بابا سالہا ایں گفتہ

اس نے کہا ' با تم نے یہ سالہا کہا ہے

چند از۔ شہا گفتہ باہر کسے

تم نے ہر شخص سے یہ باتیں کہی ہیں

ایں دم سَر د تو در گوشم نرفت

تمہاری یہ بے اثر بات میں نے نہیں سنی

گفت باباچہ زیاں دار داگر

حضرت نوح نے فرمایا بابا کیا حرج ہوگا اگر

بچپنیں میداد او پند لطیف

وہ اسی طرح ہنسنے کی نصیحت کرتے رہے

نے پدر از صبح کنعال سیر شد

نہ تو باپ کا کنعان کو نصیحت کرنے سے پیٹ بھرا

اندیس گفتن بُدند و موج تیز

وہ اسی گفتگو میں تھے اور تیز موج نے

نوح گفت اے بادشاہ بُرد بار

نوح نے عرض کیا ' اے حلیم بادشاہ!

وعدہ کر دی مر مرا تو بارہا

تو نے مجھ سے بارہا وعدہ کیا

دل نہام بر امید من سلیم

مجھ بھولے نے تیری امید پر بھروسہ کیا

گفت آواز اہل و خویشان ت نبود

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تیرے سال اور انہوں میں سے نہ تھا

چونکہ دردندان تو کرم اوفتاد

جب تیرے دانت میں کیزا لگ گیا

جب تیرے دانت میں کیزا لگ گیا

اندیس حضرت ندا رو اعتبار

اس دبا میں کسی کا اعتبار نہیں ہے

باز میگویی کجیل آشفته

پھر کہتے ہو ' ناگالی سے بہک رہے ہو

تا جواب سَر د بشنودی بے

حتیٰ کہ بہت سے بے مروتی کے جواب سے ہیں

خلصہ انکوں کہ شدم دانا و زفت

خصوصاً اب جبکہ میں عقلمند اور بڑا ہو گیا ہوں

بشنوی یک بار تو پند پدر

ایک بار تو باب کی نصیحت مان لے گا

بچپناں می گفت اُو دِغ عَظِيف

وہ اسی طہ پر سختی سے انکار کرتا رہا

نے دے در گوش آل ادبیر شد

نہ کوئی بات اس بدبخت کے کان میں پڑی

بر سر کنعال زد و شد ریز ریز

کنعان کے سر پر ضرب لگائی اور دو ریزہ ریزہ ہو گیا

مر مرا خرمر دو سیلت بُرد بار

میرا گدھا مرا اور تیرا سیلاب سامان بہا لے گیا

کہ بیابد اہلت از طوفان رہا

کہ تیرے لہل طوفان سے نجات پائیں گے

پس چرا بر بود سیل از من کلیم

پھر طوفان میری کھنسی کیوں بہا لے گیا؟

خود ندیدی تو سفیدی از گُود

تو نے خود سفید کو نیلے سے ممتاز نہ کیا

نیست دندان بر کنش اے اوستاد

وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اس کو اکھاڑ دے

وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اس کو اکھاڑ دے

۱۔ جز۔ اللہ کے دربار میں صرف

عاجزی اور زاری کام دیتی ہے۔ گفت

بابا۔ یعنی کنعان نے حضرت نوح

سے کہا جواب سَر د۔ یعنی تلخ جواب۔

دَم سَر د۔ بے اثر بات۔ دانا۔ یعنی

جبکہ بچپن میں جو کہ کمزوری اور ناگالی کا

وقت ہوتا ہے تمہارا کہنا نہ مانا تو اب

طاقت اور عقل کی وقت کیسے مان سکتا

ہوں۔ زیاں۔ نقصان۔

۲۔ ادبیر۔ بدبخت۔ موج تیز۔

قرآن پاک میں ہے وَ حَالِ يَتِيْفًا

فَنُوحٌ فَكَانَ مِنَ الْمُتَرْقِقِينَ اور حال

ہوگی ان دونوں کنعان اور حضرت نوح

کے درمیان موج اور وہ ڈوب گیا۔

خرمرد۔ یہ بخاور پوری تباہی اور بربادی

کے وقت بولا جاتا ہے۔

۳۔ سلیم۔ بھولا انسان۔ کلیم۔

کلمی۔ کلیم۔ بردن۔ لوٹ لینا۔

گفت۔ اللہ نے فرمایا قرآن پاک

میں ہے يَفْخُوحٌ فَهِيَ لَيْسَ مِنْ

فَعَلِكِ فَهِيَ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔

اے نوح وہ تمہارا بیٹا تمہارے لہل

میں سے نہیں ہے اس کے عمل اچھے

نہیں ہیں۔ چونکہ جب کوئی عضو بیکار

ہو جائے تو اس کو جدا کر دینا ضروری ہو

جاتا ہے ورنہ تمام جسم پر خراب اثرات

پڑتے ہیں۔

تا کہ باقی تن نگرود زار ازو
تا کہ باقی جسم اس سے کزود نہ بنے
گفت! بیزارم ز غیر ذات تو
عرض کیا تیری ذات کے غیر سے میں بزار ہوں
تو ہمیدانی کہ چونم با تو من
تو جانتا ہے کہ میرا تجھ سے کیا تعلق ہے
زندہ از تو شاد از تو عاکلے
میں تجھ سے زندہ تجھ سے خوش ہوں ایک محتاج ہوں
متصل نے منفصل نے اے کمال
اے خداوند کمال وہ نہ جڑا ہوا ہے نہ جدا
ماہیانیم و تو دریائے حیات
ہم مچھلیاں ہیں اور تو زندگی کا سمندر ہے
تو کنجی ۲ در کنارِ فکر تے
تو عقل کے پہلو میں نہیں ساتا ہے
پیش ازین طوفان و بعد ایں مرا
اس طوفان سے پہلے اور اس کے بعد میرے لئے
باتومی گفتیم نہ با ایشاں سخن
میں تجھ سے بات کرتا ہوں نہ کہ ان سے
نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن
کیا عاشق دن رات باتیں نہیں کرتا ہے؟
روی ۳ در اطلال کردہ ظاہرا
بظاہر کھنڈوں کی طرف رخ کر کے
شکر طوفان را کٹوں بگماشتی
شکر ہے اب تو نے طوفان مسلط کر دیا
زانکہ اطلال ولیم و بد بدند
کیونکہ وہ کھنڈ اور کینے اور بد تھے

گرچہ بود آن تو شو بیزار ازو
اگرچہ وہ تیرا تھا تو اس سے بیزار ہو جا
غیر نبود آنکہ باشد مات تو
جو تجھ میں فنا ہو گیا وہ غیر نہ ہو گا
پست چندا نم کہ باباراں چمن
اس سے ہیں گناہ ہے جو چمن کو بارش سے ہے
مُعذی بے واسطہ بے حالے
بغیر کسی واسطہ اور بغیر سچ والے کے تجھ سے ذی پانے ملا ہوں
بلکہ بیچون و چگونہ و احتیال
بلکہ اس کا مجھے تعلق بے مثل اور بے کیف ہے علت ہے
زندہ ایم از لطف اے نیکو صفات
اس اچھی مفتوں والے (خداوند) تیری مہربانی سے ہم زندہ ہیں
نے بمعلولی قریں چوں علتے
بمعلول ہونے کی وجہ سے کسی علت سے وابستہ ہے
تو مخاطب بودہ و ر ماجرا
ہر قصہ میں تو مخاطب ہے
اے سخن بخش نوو آن گہن
اے نیکو دلہ گزشتہ روز نے زلف میں بات کی طاعت عطا کرنے والے
گاہ با اطلال و گاہے باو من
کبھی کھنڈوں اور کبھی کوڑی سے
او کرامی گوید آں مدحت کرا
"تس سے کہتا ہے کہ کسی کی تعریف کرتا ہے؟"
واسطہ اطلال را بر داشتی
کھنڈوں کا واسطہ اٹھا دیا
نے ندائے نے صدائے می زدند
نہ پکارتے تھے نہ صدائے بازگشت دیتے تھے

۱۔ گفت بیزارم۔ حضرت نوح پر
حقیقت واضح ہوئی تو بیٹے کی بہادری
کا شکوہ ختم ہو گیا اور انہوں نے
معذرت شروع کر دی۔ چمن۔ چمن
بارش کا محتاج ہے۔ عاکلے۔ عیالدار
مغلس۔ مغذی۔ غذا حاصل کرنے
والا۔ متصل نے حضرت نوح چونکہ
ذات باری میں فنا ہو چکے تھے تو ان کو
ذات باری سے متصل بھی نہیں کہا جا
سکتا ہے کیونکہ اتصال دہلی کو چاہتا
ہے اور متصل بھی نہیں کہا جا سکتا۔
بلکہ رسول الی اللہ کی کیفیت ناقابل

بیان ہے۔
۲۔ تو کنجی۔ ذات باری فکر و خیال
سے بالاتر ہے۔ بمعلولی۔ ذات
باری کسی علت کی معلول نہیں ہے۔
پیش۔ طوفان سے پہلے اور طوفان
کے بعد۔ تو ہی میرا مخاطب ہے اور
تو ہی ہر زمانہ میں بات کرنے کی توفیق
عطا کرنے والا ہے۔ نیک۔ عاشق۔
عاشق عموماً محبوب کے کھنڈرات اور
نشانات سے گھٹگو کہا کرتے ہیں
لیکن وہ اصل روئے سخن محبوب کی
طرف ہوتا ہے اسی طرح دوسروں
سے بات کرتے وقت بھی میرا روئے
سخن تیری ہی طرف ہوتا ہے۔
۳۔ روی۔ عاشق کا رخ گو محبوب
کے ٹیلوں اور کھنڈرات کی طرف ہوتا
ہے لیکن مقصود محبوب کا ذکر ہوتا ہے۔
اطلال۔ طلل کی جمع ہے ٹیلے، شکر تیرا
شکر ہے کباب تو نے ان اشخاص کو ہی
ختم کر دیا ہے جو باتیں کرنے میں
وہ میانی واسطہ منزل ٹیلوں کے تھے نے
بجائے۔ وہ اشخاص ایسے تھے کہ نہ خبر
صحیح بات کرتے تھے نہ میری بات کا
صحیح جواب دیتے تھے۔

مَنْ اِجْتَمَعَ اَطْلَالٌ خَوَاهِمٌ وَرَخَطَابٌ

میں خطاب کے لئے ایسے کھنڈ چاہتا ہوں

تَامِشَتِي بِشَنُومِ مَنْ نَامٌ تَو

تاکہ میں تیرا نام مکر سنوں

ہر نبی زان دوست وارد کوہ را

ہر نبی پہاڑ کو اسی لئے دوست رکھتا ہے

آں کُہ پَسْتِ مِثَالِ سَنُغَارِخِ

وہ پست پہاڑ جو پتھریلی زمین جیسا ہے

مَنْ بَکْوِمِ اَوْ نَگَرِ دِيَارِ مَنْ

میں بولتا ہوں وہ میرا یاد نہیں بنتا ہے

باز میں آں بہ کہ ہموارش گنی

یہ بہتر ہے کہ تو اس کو زمین کے برابر کر دے

گفت اے نوح ار تو خواہی جملہ را

فرمایا ہے اے نوح اگر تو چاہے تو بے کو

بہر کنعانے سچ دل تو نشکنم

ایک کنعان کی وجہ سے میں تیرا دل نہ توڑوں گا

گفت نے نے را ضمیم کہ تو مرا

عرض کیا نہیں نہیں میں راضی ہوں کہ تو مجھے

ہر زمانہم غرقہ می گن من خوشم

تو مجھے ہر وقت ڈھلتا رہ میں خوش ہوں

شکرم کس را و گر ہم بنکرم

میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور اگر میں دیکھوں بھی

عاشق صنوع تو ام در شکر و صبر

میں صبر و شکر کے ساتھ تیرے کام کا عاشق ہوں

کز صدا چوں کوہ وا گوید جواب

جو پہاڑ کی طرح صدائے بازگشت سے جواب دیں

عاشق بر نام جاں آرام تو

میں تیرے جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں

تَامِشَتِي بِشَنُودِ نَامِ تَرَا

تاکہ تیرے نام کو مکر سنوں

موش را شاید نہ مارا در مناخ ۲

پڑاؤ کے لئے جو ہے کے لائق ہے نہ کہ ہمارے

بے صدا ماند دم گفتار من

میرے بولنے کے تحت بغیر صدائے بازگشت کے نہ جاتا ہے

نیست ہدم با عدم یارش کنی

وہ ساتھی نہیں اس کو عدم کا یاد دینا دے

حشر گردانم بر آرم از شری

از سر نو زندہ کر دل مٹی سے نکال لوں

لیکت از احوال آگاہ می گنم

لیکن تجھے حالات سے آگاہ کرتا ہوں

ہم گنی غرقہ اگر باید ترا

بھی ڈبو دے اگر تیری مرضی ہو

حکم تو جان و ست چوں جاں می کشم

تیرا حکم جان ہے جس میں جان کی طرح اس کو برداشت کرتا ہوں

او بہانہ باشد و تو منظر م

وہ بہانہ ہو گا اور تو میرے پیش نظر ہو گا

عاشق مصنوع کے باشم چو گبر

میں بت پرست کی طرح مصنوع کا کب عاشق ہوں

۱۔ من چنن۔ مجھ سے مخاطبوں کی ضرورت ہے جن سے صدائے بازگشت نکلے یعنی میں تیرا ذکر کروں تو وہ بھی تیرا ذکر کریں۔ تاشی۔ میں تیرا ذکر کروں وہ بھی تیرا ذکر کریں تو تیرا نام مکر سنوں گا۔

۲۔ مناخ۔ پڑاؤ۔ ٹھکانا۔ من بگویم۔ دنیا داروں کے سامنے جب دین کی بات کی جاتی ہے تو وہ دم بخودہ جاتے ہیں ایسے لوگ ضلکا کی صحبت کے لائق نہیں ہیں۔ باز میں ایسے پست فطرت لوگوں کا ریز زمین ہو جانا بہتر ہے۔ گفت۔ حضرت نوح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تیری خواہش ہے تو صرف کنعان کو ہی نہیں میں سب کو زندہ کروں۔ شری۔ مٹی۔

۳۔ بہر کنعانے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے فرمایا تیرے بیٹے کنعان کے معاملے میں میں تیری تلقینی نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ گفت۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ اب میں کنعان کی نجات کا خواہاں نہیں ہوں تیری مرضی پر راضی ہوں تیری مرضی ہو تو مجھے بھی غرق کر دے۔ حکم تو۔ تیرا حکم مجھے جان کی طرح پیدا ہے۔ شکر م۔ تیری ذات کے سوا میرا کوئی منظور نظر نہیں ہے اگر کوئی دوسرا منظور نظر ہے وہ بھی تیرے لئے ہی ہے۔ عاشق۔ میں خدا اور اس کے فعل کا عاشق ہوں مخلوق کا عاشق نہیں ہوں۔ گبر۔ بت پرست غیر اللہ سے عشق کرتے ہیں۔



عاشق صنع خدا بافر بُود عاشق مصنوع او کافر بُود
 اللہ کے فعل کا عاشق ہوتے ہیں اس کی بنی ہوئی چیز کا عاشق کافر ہوتا ہے
 درمیان ایں دو فرقے بس خفیت خود شناسد آنکہ در رویت صفت
 ان دونوں باتوں میں بہت باریک فرق ہے وہ پہچانتا ہے جو تازے میں ممتاز ہے

توفیق میان ایں دو حدیث کہ الرضا بالكفر کفر و حدیث
 ان دو حدیثوں میں تطبیق کہ کفر پر رضا مندی کفر ہے اور دوسری
 دیگر کہ من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی
 حدیث کہ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری طرف سے نازل شدہ بلا پر صبر نہ کرے

فَلْيَطْلُبْ رَبًّا سَوَانِي

اس کو چاہیے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا تلاش کرے

دی سوالے کرد سائل مر مرا زانکہ ع عاشق بُود اوبر ماجرا
 کل ایک سوال کرنے والے نے مجھ سے سوال کیا کیونکہ وہ بحث کا عاشق تھا
 گفت نکتہ الرضا بالكفر کفر ایں پیمبر گفت و گفت اوست مہر
 اس نے کہا کفر پر رضا مندی کفر ہے نکتہ ہے یہ پیمبر نے فرمایا ہے اور ان کا فرمانا مہر ہے
 باز فرمود او کہ اندر ہر قضا مر مسلمان را رضا باید رضا
 پھر انہوں نے فرمایا کہ ہر قضا مسلمان کو راضی ہونا چاہیے
 نے قضائے حق بود کفر و نفاق گر بدیں راضی شوم گرود شقاق
 کیا بھر اور نفاق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نہیں ہے اگر میں اس پر راضی ہو جاؤں گمراہی ہوگی
 و در نیم راضی بوداں ہم زباں پس چه چاره باشدم اندر میاں
 اور اگر میں راضی نہیں ہوں یہ بھی نقصان ہوگا تو اس میں میرے لئے کیا تدبیر ہے؟
 گفتش ایں کفر مقضی نے قضاست ہست آثار قضا ایں کفر راست
 میں نے اس سے کہا یہ کفر مقضی ہے قضا نہیں ہے ہست آثار قضا ایں کفر راست
 پس قضا را خولجہ از مقضی بدان فی الواقع یہ کفر قضا کے آثار میں سے ہے
 لے خولجہ قضا اور مقضی میں فرق سمجھ تا شکالت دفع گرود در زماں
 تاکہ فوراً تیرا اشکل دفع ہو جائے

۱۔ درمیان۔ یعنی خالق کو رب
 بنانے اور مخلوق کو رب قرار دینے میں۔
 صفتی۔ منتخب ممتاز۔ توکل۔ دلوں
 حدیثوں میں تعارض یہ ہے کہ ایک
 میں فرمایا کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے
 دوسری حدیث میں فرمایا جو میری قضا
 پر راضی نہ ہو تو وہ میرا بندہ نہیں ہے اور
 ظاہر ہے کہ کفر بھی خدا کی قضا ہے اس
 اشکل کا جواب پہلے اشعار پر مبنی
 ہے پہلے اشعار میں کہا تھا کہ اللہ
 کے صنوع اور فعل کا عاشق مومن ہے اور
 مصنوع اور مخلوق کا عاشق کافر ہے۔
 اب سمجھنا چاہیے کہ قضا کفر جو اللہ
 تعالیٰ کا فعل ہے اس پر رضا ضروری
 ہے اور یہ بین ایمان ہے اور کفر مقضی
 اور مخلوق ہے اس سے محبت کرنا کفر
 ہے لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی
 تعارض نہیں ہے۔

۲۔ زانکہ۔ وہ سوال کرنے والا
 بحث و مباحثہ کا عاشق تھا۔ مہر۔ یعنی
 قول رسول حجت اور دلیل ہے۔
 نے۔ قضائے حق۔ یعنی کفر اور نفاق
 بھی اللہ کی قضا ہے اگر میں اس پر
 راضی ہو جاؤں تو گمراہی ہے۔ در نیم۔
 یعنی اگر کفر اور نفاق پر راضی نہ ہوں تو
 دوسری حدیث کا مخالف ہوں گا۔

۳۔ مقضی نے قضا۔ کفر مخلوق اور
 تفسائے خداوندی سے پیدا شدہ چیز
 ہے اللہ کا فعل اور قضا نہیں ہے! کفر
 قضا خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے
 کسب سے انسان میں ظاہر ہوتا
 ہے۔



نے ازاں رو کہ نزاغ و خبیث ماست
 نہ کہ اس شہد سے کہ خداے محکم اور ہادی خباثت ہے
 حق را کافر نحواں اینجا مایست
 اللہ تعالیٰ کو کافر نہ کہہ اس جگہ نہ ٹھہر
 ہر دو ایک کے باشند آخر خلم و حلم
 آخر برداری اور غصہ دونوں ایک کب ہوتے ہیں
 بلکہ ازوے زشت رہنمو و نیست
 بلکہ اس کی جانب سے بھدے پن کی نمائش ہے
 ہم تو اندزشت کردن ہم نگو
 ہم جیانت بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی
 تا سوال و تا جواب آید دراز
 تاکہ سوال اور جواب دراز ہو جائے
 نقش خدمت نقش دیگری شود
 اور خدمت کا نقش دوسرا نقش بن جائے گا

را ضمیمہ ۱ پر کفر زان رو کہ قضاست
 میں کفر پر اس اعتبار سے راضی ہوں کہ وہ قضا ہے
 کفر از روئے قضا خود کفر نیست
 قضا کے اعتبار سے کفر کفر نہیں ہے
 کفر جہل ست و قضائے کفر علم
 کفر جہل ہے اور کفر کی قضا علم سے
 زشتی ۲ خط زشتی نقاش نیست
 خط کا بھدا پن نقاش کی برائی نہیں ہے
 قوت نقاش باشد آنکہ او
 قوت نقاش کی مہدت ہو گی کہ وہ
 گر کہ شایم بحث اس را من بساز
 اگر میں ساز و سامان کے ساتھ اس بحث کو کھلوں
 ذوق نکتہ عشق از من میرود
 عشق کے نکتہ کا ذوق مجھ سے جاتا رہے گا

۱۔ راضیم۔ بحیثیت فعل خداوندی
 کے کفر پر راضی ہونا میں ایمان سے اور
 اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے نسب
 سے قبیح میں آتا ہے اس پر رخصا کفر
 ہے کفر۔ یہاں سے مولانا نے
 اشکل کا دوسرا جواب دینا شروع فرمایا
 ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضا کفر
 کفر نہیں ہے لہذا قضا کفر پر رخصا
 نہیں ہے قضائی کفر کو اگر کفر قرار دیا
 جائے گا تو نعوذ باللہ خدا کافر کا اطلاق
 ماننا ہو گا اس لئے کہ قضا فعل خداوندی
 سے اگر وہ کفر ہو تو جس ذات سے فعل
 قائم ہوتا ہے اس پر قائل کا اطلاق ہوتا
 ہے کفر جہل ست۔ یہ اشکل کا تیسرا
 جواب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
 قضا کفر اور کفر دونوں دو جداگانہ
 چیزیں ہیں۔ قضا کفر از من علم سے اور
 کفر از من جہل ہے لہذا دونوں
 حدیثوں کا مفہوم جداگانہ ہے ان میں
 کوئی تعارض نہیں ہے۔ قضا کفر کا
 علم ہوتا یا تو اس طور پر ہے کہ قضا
 خداوندی علم خداوندی پر مبنی ہے یا اس
 اعتبار سے کہ بندہ کے علم ہی پر یہ بات
 مبنی ہے کہ وہ خدا کو خالق کفر مانتا ہے
 اور کفر لاحقہ صفات خداوندی سے
 جہل پر مبنی ہے۔

۲۔ زشتی خط۔ یہ اشکل کا چوتھا
 سے کفر بری چیز سے اس پر رضامندی
 کفر ہے لیکن قضا کفر اور خلق کفر اللہ
 کے اعتبار سے صفت کمال ہے اس پر
 راضی ہونا کفر نہیں ہے بلکہ میں ایمان
 ہے جیسا کہ ایک خوشنویس ایک
 بھدی تحریر پر بھی قادر ہو یا ایک مصور
 یہاں تک تصویر کے بنانے پر بھی قادر
 تو وہ بھدی تحریر اور بھساک تصویر
 بری چیز ہے لیکن اس کا لکھنا اور بنانا
 خوشنویس اور مصور کا کمال ہے۔ اگر
 کشایم۔ علم کلام کی رخصتیں ذوق عشق

مثل ۳ در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکرت آست
 اس بیان میں ایک مثال کہ حیرت اور فکر سے مانع ہے

آں لیکے مرد دو مو آمد شتاب
 ایک کھجری بالوں والا شخص تیزی سے آیا
 گفت از ریشم سفیدی گن جدا
 کہا میری داڑھی سے سفیدی کو ہٹا دے
 ریش او برید و کل پیشش نہاد
 اس نے اس کی داڑھی کاٹ دی اور اس کے سامنے رکھی
 پیش یک آمینہ دار مستطاب
 ایک بھلے آمینہ والے نالی کے پاس
 کہ عروس نوگزیدم اے فتی
 کیونکہ اے نوجوان! میں نے نئی شادی کی ہے
 گفت تو بگزیں مرا کارے فتاد
 کہا تو چن لے مجھے ایک کام نکل آیا



کے منافی ہیں۔ نقش دیگر۔ علم کلام کی نکتہ آفرینیاں علماء عموماً اپنے علمی کمال کو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہیں
 مع مثل۔ اہل حال اور اہل قال میں فرق واضح کرنے کے لئے یہ قصہ نقل کیا ہے جس طرح جام فضول فرمائش میں نہ لگا
 اسی طرح اہل حال بحث و مباحث میں وقت ضائع نہیں کرتے ہیں۔ دو مو۔ یعنی وہ شخص جس کے بال کھجری تھے
 مستطاب بزرگ پائیزہ عروس۔ لہذا۔ دولہا

ایں سوال و ایں جواب ستائے گزین
 اسے برگزیدہ! یہ سوال اور یہ جواب ہے
 آں یکے زد سیلے مر زیدرا
 ایک شخص نے زید کے طمانچہ ما
 گفت سلی زن سواست می کنم
 طمانچہ مانے والے نے کہا میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں
 برقفائے ۲ تو زدم آمد طراق
 میں نے تیری گدھی پر دھا تو ترخ کی آواز آئی
 ایں طراق از دست من بودست یا
 یہ ترخ کی آواز میرے ہاتھ کی تھی یا
 گفت از درد آں فراخت نیستم
 اس نے کہا مجھے اس کے درد سے چھٹکارا نہیں ہے
 تو کہ بیدردی ہمی اندیش ایں
 تو چونکہ درد سے خالی ہے یہ سوچ
 درد مندوں کو غیر کی فکر نہیں ہوتی ہے
 غفلت ۳ و بیدردیت فکر آورد
 تیری غفلت اور بیدردی سوچنے کا موقع دیتی ہے
 جو غم دیں نیست صاحب درد را
 درد مند کے لئے دین کے غم کے سوا اور غم نہیں ہے
 حکم حق را بر سر و زومی نہد
 اللہ تعالیٰ کے حکم کو سر اور چہرے پر رکھتا ہے

کہ سر لہنہا ندارد مرد ویں
 کیونکہ بندہ شخص اس قسم کی باتوں کو حیا میں نہیں لاتا ہے
 حملہ کرد او ہم برائے کیدرا
 اس نے بھی اس پر انتقام میں حملہ کر دیا
 پس جوابم گوی وانگہ میرنم
 اس کا مجھے جواب دے، پھر مجھے مہ لینا
 یک سوالے دارم اینجا در وفاق
 اس کے مناسب یہاں میرا ایک سوال ہے
 از قفاگاہ تو اے فخر کیا
 اے بزرگوں کے فخر! تیری گدھی کی تھی
 کاندیس فکر و تفکر پیستم
 کہ میں اس غور و فکر میں لگوں
 نیست صاحب درد را ایں فکر ہیں
 خبردار! درد مند کے لئے اس غور اور فکر کا وقت نہیں ہے
 خواہ در مسجد برو خواہی بدیر
 خواہ تو مسجد میں جائے بابت خانے میں
 در خیالت نکتہ پیکر آورد
 تیرے خیال میں نئے نئے نکتے پیدا کرتی ہے
 می شناسد مرد را و گرد را
 وہ مرد اور گرد کو پہچانتا ہے
 حفظ و فکر خویش یکسومی نہد
 اپنے خیالات اور نگہداشت کو یک طرف رکھ دیتا ہے

حکایت

در صحابہ کم بدے حافظ کے گرچہ شوقے بود جان شمال را بسے
 صحابہ میں کوئی حفظ کم ہے اگرچہ ان کی جان کو بہت شوق تھا

۱۔ ایں سوال۔ یعنی ایسی فضول
 فرمائش کا یہی جواب مناسب تھا۔
 آں یکے اس قصہ سے بھی یہ ظاہر
 کرنا ہے کہ صاحب عشق تو اپنی لگن
 میں لگا رہتا ہے فضول بحثوں کا اس
 کے پاس وقت نہیں ہوتا جس کے
 طمانچہ لگا تھا وہ درد میں مبتلا تھا اس کو
 طمانچہ مانے والے کی لغو بحث کی
 فرصت کہاں تھی۔ سلی زن۔ طمانچہ
 مانے والا۔

۲۔ برقفا۔ گدھی پر۔ طراق۔ طمانچہ
 کی آواز۔ وفاق۔ مناسبت اتفاق
 گفت جس کے طمانچہ لگا تھا اس نے
 کہا پیستم۔ ہا پیستم۔ تو کہ تو چونکہ
 درد سے خالی ہے اس لئے اس طرح
 کی بحثیں تیرے دماغ میں آ رہی
 ہیں۔ خواہ در مسجد۔ حق پرست ہو یا
 باطل پرست وہ اپنی دہن میں لگا رہتا
 ہے۔ وہ عقلی بحثوں میں نہیں پڑتا
 ہے۔

۳۔ غفلت۔ جو دین سے غافل
 اور درد عشق سے خالی ہے وہ لایعن
 منطقی بحثیں کرتا ہے حکم حق۔
 درد مند تو اللہ کے احکام جلالانے میں
 مشہک رہتا ہے حکایت۔ صحابہ
 کرام چونکہ درد حق میں مبتلا رہتے تھے
 اسی لئے ان کو قرآن کے حفظ کا وقت
 نہ ملتا تھا۔ در صحابہ صحابہ میں حافظ
 قرآن کم تھے ایک ایک سورت کے
 معانی میں فکر کے اندر ان کا سب
 وقت لگتا تھا۔ مشہور صحابہ میں صرف
 چار حافظ تھے۔ ابی بن کعب، معاذ بن
 جبل، زید بن ثابت اور یس۔

زانکہ اچوں مغزش در آگند و رسید

کیئکہ جب اس کا گوا بھر گیا اور پک کا

قشر جوز و فستق و بادام ہم

اثرات اور بہت اور بادام کا چھلکا بھی

مغز علم افزود کم شد پوستش

علم کا گوا بڑھا تو اس کا چھلکا گھٹا

وصف مطلوبی چوضہ طالبی ست

محبوبیت کی صفت 'خسیت' کی ضد ہے

چوں کجلی کرد او صاف قدیم

جب قدیم لوصاف کی کجلی پڑی

رُبع قرآن ہر کرا محفوظ بود

جس کو چھٹلی قرآن حفظ تھا

جمع صورت باچنیں معنی ژرف

ایسے گہرے معنی کے ساتھ الفاظ کا جمع ہو جاتا

در چنیں مستی مراعات ادب

ایسی مستی میں ادب کی نگہداشت

اند استغنا مراعات نیاز

بے نیازی میں نیاز مندی کی نگہداشت

جمع ضدین از نیاز اُقناد و ناز

نیاز اور ناز کو جمع کرنا اور متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے

چوں عصا معشوق عمیاں می شود

جیسا کہ لاشی اندھوں کی محبوب ہے

قشر باشد بش رقیق و وا کفید

چھلکے بہت پتلے ہو گئے اور پھٹ گئے

مغز چوں آگند شاں شد پوست کم

جب ان میں گوا بھرا 'بھلکا گھٹا

زانکہ عاشق را بسوز دوستانش

کیئکہ عاشق کو اس کا معشوق جلا دیتا ہے

وحی و برق نور سوندہ نبی ست

وحی اور نور کی کجلی نبی کو جلا دینے والی نبی

پس بسوزد وصف حادث را کلیم

تو کلیم اللہ نے حادث کی صفت کو جلا دیا

جَلِّ فینا از صحابہ می شنود

تو وہ صحابہ سے سنتا تھا کہ وہ ہم میں بڑھ گیا

نیست ممکن جُوز سُلطانے شگرف

بڑے بادشاہ کے علاوہ کسی کے لئے ممکن نہیں ہے

خود نباشد و ر بود باشد عجب

نہیں ہو سکتی 'اگر ہو تو تعجب ہے

جمع ضدین ست چوں گمرد و دراز

گول اور لمبے جیسے ضدین کو جمع کرنا ہے

باز در وقت تحیر امتیاز

پھر تحیر کے وقت امتیاز کو باقی رکھنا ضدین کو جمع کرنا ہے

کور خود صندوق قرآن می شود

کہ باطن قرآن کا صندوق بن جاتا ہے



کے مقام پر بھی۔ عہد معبود کا فرق قائم رکھنا یہ صحابہ کرام ہی کر سکتے تھے۔ چوں عصا۔ قرآن کے معانی اور اسرار حکم کو جاننے بغیر الفاظ کو رٹ لیتا اور ان سے عشق کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھے کو

لاٹھی سے عشق ہوتا ہے اور ایسے حافظ قرآن کی مثال صندوق کی سی ہے جس میں قرآن محفوظ کر دیا۔ جائے تو نہ صندوق کو اس کے معانی اور اسرار کا علم ہے نہ اس شخص کو

۱ زانکہ۔ صحابہ کرام مغز اور معانی

قرآن سے بڑھتے ان کے لئے الفاظ

کی زیادہ اہمیت تھی۔ مغز۔ علم۔ قاعدہ

ہے جب چھل پکنے پر آجاتا چھل اس

میں مغز بھر جاتا چھل چھلکا گھٹ جاتا

چھلکے ہو کر چھٹنے لگتا ہے

۲ وصف مطلوبی۔ محبوب اور محبت

عاشق و معشوق وہ جداگانہ چیزیں ہیں

جب تک یہ دونی ہے وصل حقیقی

حاصل نہیں ہو سکتا۔ وحی۔ آنحضرت پر

وحی نازل ہوئی تو قرآنیت کا وجود حاصل

ہو اور وحی ختم ہوئی۔ چوں کجلی۔ وقت

باری کی کجلی اور صاف بشریت کو ختم کر

دیتی جس طرح قرآن۔ صحابہ کرام میں

وحی الہی نے قرآنیت کی صفت پیدا کر

دی گی لہذا مشاہدہ حق اور استعمال باطل

حفظ قرآن کا موقع نہ دیتا تھا چھٹلی

قرآن بھی حفظ کر لینا ان کے لئے

بڑی بات تھی۔ جمع صورت۔ قرآن

کے سر اور گہرے معنی کو سمجھتے ہوئے

الفاظ کو یاد کر لینا بڑے ہی انسان کا کام

۳ جمع صورت باچنیں مستی۔ صحابہ کرام کو

مشاہدہ حق سے جو مستی حاصل تھی اس

کے ہوتے ہوئے حفظ قرآن کے

آداب کا پابند ہو جانا ہر انسان سے

ممکن نہیں ہے اندر استغنا۔ مشاہدہ

حق کی مستی استغنا پیدا کر دیتی ہے اس

کے ہوتے ہوئے نیاز مندی کی

نگہداشت اور متضاد چیزوں کو جمع کرنا

سے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص

گول اور صاف چیز کو جمع کر لے۔ جمع

ضدین۔ ناز اور نیاز کو جمع کرنا اور مقام

حیرت میں پہنچ کر امتیاز کو باقی رکھنا اور

متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے صفات

خلوئی کا تقاضہ ناز اور

عبودیت کا تقاضہ نیاز۔ تحیر محمود

گفت اگہاں خود صدایق اند پر
کسی نے کہا ہندھے خود بھرے ہوئے صندوق ہیں
باز صندوقے پر از قرآن بہ است
پھر قرآن سے بھرا ہوا صندوق بہتر ہے
باز صندوقے کہ خالی شدہ بار
پھر وہ صندوق جو بوجہ سے خالی ہے
حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد
غلام یہ ہے کہ جب انسان وصل پر پہنچ جائے
چوں بمطلوبت رسید، اے ملیح
اے خوبصورت! جب تو اپنے محبوب تک پہنچ گیا
چوں شدی بر با مہائے آسمان
جب تو آسمان کے بالا خانوں پر پہنچ گیا
جز برائے یاری و تعلیم غیر
سوائے دوسرے کی تعلیم اور مدد کے
آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی
جو روشن آئینہ صاف اور جلی ہو گیا
پیش سلطان خوش نشہ در قبول
بادشاہ کے سامنے خوش اور عزت کے ساتھ بیٹھ کر

از حروف مصحف و ذکر و نذر
قرآن کے حروف اور ذکر اور نصیحت سے
زانکہ صندوقے بود خالی بدست
اس سے کہ خالی صندوق ہاتھ میں ہو
باز صندوقے کہ پر موش دست و مار
اس صندوق سے بہتر ہے جو چھل اور ماروں سے بھرا ہو
گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد
تو اس زمان کے لئے رہنمائی کرنے والے حقیقت ہے
شد طلبگاری علم انکوں قبیح
تو اب راستہ کی جانکاری کی طلب بری ہے
سرد باشد جستجوئے فرد باں
تو بیڑی کی جستجو بے وقعت ہو گئی
سرد باشد راہ خیر از بعد خیر
بھلائی حاصل ہونے کے بعد بھلائی کا راستہ بیکار ہے
جہل باشد بر نہادن صیقلی
اس کو صیقل پرک رکھنا نادانی ہو گی
زشت باشد جستجو نامہ و رسول
خفا اور قاصد کو تلاش کرنا برا ہو گا

۱ گفت کہنے والے نے کہا جو لوگ قرآن کے اسرار اور معانی سے بے بہرہ ہیں اور صرف الفاظ رنٹے ہیں وہ قرآن کے حروف اور ذکر و فکر کی آنتوں کے پر شدہ صندوق ہیں۔ باز۔ جو لوگ محض قرآن کے الفاظ کے حافظ ہیں وہ بھی ان سے بہتر ہیں جو الفاظ سے بھی محروم ہیں۔

۲ کہہ کر موش وہ لوگ جن کے سینے قرآن کے الفاظ سے بھی خالی ہیں ان لوگوں سے بہتر ہیں جن کے سینے خیالات قاصد اور باطل عقائد سے بھرے ہوئے ہیں۔ حاصل۔ غرضیکہ جو لوگ حاصل بحق ہیں ان کو کسی راہنما کی ضرورت نہیں ہے۔ چھل۔ جب مقصود حاصل ہو جائے تو اس کا تپہ معلوم کرنا لغویات ہے۔ جلی۔ جو شخص بالاخانہ پر پہنچ گیا اس کے لئے بیڑی کو تلاش کرنا بیکار ہے۔ جز۔ حاصل بحق اگر اللہ سے قرب کے سبب اور ذرا رخ کا ذکر کرے تو دوسروں کی تعلیم کے لئے کسے آئینہ۔ جب آئینہ خود صاف تو اس کو صیقل کرنا لغو کام ہے۔ پیش سلطان۔ جب محبوب تک رسائی ہو جائے تو پھر قاصد اور نامہ و پیام کی جستجو بیکار بات ہے۔

داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ و خواندودن و
ایک عاشق کا عشق نامہ میں مشغول ہونا اور عشق نامہ کو اپنے معشوق کے
مطالعہ کردن عشق نامہ در حضور معشوق خویش و معشوق آنرا
سامنے پڑھنے کا بیان اور معشوق کا اس کو ناپسند کرنا کیونکہ دلوں
ناپسند داشتن کہ طلب التلیل عند حضور المملول قبیح
کی موجودگی میں راہنما کی طلب بری ہے اور معلوم تک پہنچنے کے
وَالشَّغْلَانِ بِالْعِلْمِ بَعْدَ الْوُصُولِ إِلَى الْعُلُومِ مَذْمُومٌ
بعد علم میں مشغول ہونا یا

آں لیکے رایار پیش خود نشاند

ایک عاشق کو معشوق نے اپنے سامنے بٹھالیا

بیٹھا در نامہ و مدح و ثنا

خط میں اشعار تھے اور تعریف و توصیف تھی

گریہ و افغان و خون و درد خویش

دعا اور فریاد اور غم اور اپنا درد

دوری و رنجوری از ہجران دوست

دوست کے ہجر کی وجہ سے دوری اور بیماری

چمنیں می خواند با معشوق خود

وہ اس طرح اپنے معشوق کے سامنے پڑھتا رہا

گفت معشوق ایں اگر ہر من مست

معشوق نے کہا اگر یہ (دعا دھونا) میری وجہ سے ہے

من لبہ پشت حاضر و توقعہ خواں

میں تیرے سامنے ہوں اور تو قے پڑھتا ہے

گفت اینجا حاضری تما ولیک

اس (عاشق) نے کہا تو اس جگہ موجود ہے لیکن

انچہ میدیدم ز تو پارینہ سال

میں جو تجھ سے پار سال دیکھتا تھا

من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام

میں نے اس چشمہ سے صاف پانی پیا ہے

چشمہ می ینم ولیکن آب س نے

میں چشمہ دیکھ رہا ہوں لیکن پانی نہیں ہے

گفت پس من عیستم معشوق تو

اس نے کہا کہ میں تیرا معشوق نہیں ہوں

عاشقی تو بر من و بر حالتے

تو مجھ پر اور میری ایک حالت پر عاشق ہے

نمہ بیروں کرد و پیش یار خواند

اس نے خط اور معشوق کے سامنے پڑھنے لگا

زاری و مسکینی و بس لایہا

عاجزی اور مسکینی اور بہت سی خوشامدی تھیں

خواری و بیزاری با اہل و خویش

دل اور تل اور لہوں سے بیزاری تھی

ذکر پیغام و رسول از مغز و پوست

پیام اور قاصد اور رطب و یابس کا تذکرہ

تا کہ بیروں شد زہر و حد و حد

حتی کہ احاطہ اور حد اور شد سے تجاوز کر گیا

گاہ وصل ایں عمر ضائع کردن مست

تو وصل کے وقت یہ عمر کو ضائع کرنا ہے

نیست ایں بارے نشان عاشقان

یقیناً یہ عاشقوں کی پہچان نہیں ہے

من می یا بم نصیب خویش نیک

میں اپنا حصہ پورا نہیں پا رہا ہوں

نیست ایں دم گر چہ می ینم وصال

وہ اب نہیں ہے اگرچہ میں وصل دیکھ رہا ہوں

دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام

میں نے آنکھوں اور دل کو پانی سے تازہ کیا ہے

راہ آہم را مگرز و رہرنے

میرے پانی کا راستہ شاید کسی ڈاکو نے کاٹا ہے

من بہ بلغار و مرادت در قنوت

میں بلغار میں ہوں اور تیرا مقصود تو میں ہے

حالت اندر دست نبودانے فتنے

اے نوجوان! حالت قابو میں نہیں ہوتی ہے

۱۔ آں لیکے معشوق کے پاس

بیٹھ کر اس کے لئے لکھے ہوئے خطوط

پڑھنا معشوق کی ناگہری کا سبب ہوتا

ہے۔ چہا۔ معشوق کو جو اس نے خط

میں لکھا اس میں یہ بیانات تھے جو اس

نے معشوق کے پاس بیٹھ کر پڑھنے

شروع کر دیئے۔ گفت۔ معشوق۔

معشوق نے سدا مضمون سن کر کہا اگر

یہ خط میرے نام تھا تو وصل کی حالت

میں اس کا پڑھنا عمر کھنچ کر لے جاتا ہے۔

۲۔ من بہ پشت۔ معشوق کی

حضوری میں خط پڑھنے کی مصروفیت

اور شکوے شکایت عشق سے خالی

ہونے کی علامت ہونے کی۔ شق۔ تو

مخویدار ہو کر سب کچھ بھول جاتا

ہے۔ گفت۔ عاشق نے معشوق سے

کہا تو حاضر ہے لیکن تیرا شائبہ وصل

کیا ہے پہلے لطف صحبت تھا اب وہ

مجھے حاصل نہیں ہے ذلال۔ صاف

پانی۔

تو حال دل پر ہی سن ازدواج تو حیران

خادم کہ سخن گویم آواز دہاں تاید

۳۔ آب نے۔ یعنی تیرا وہ پہلا

رنگ روپ نہیں ہے۔ بلغار اس شہر

اور قنوت شہر میں بہت فاصلہ

ہے۔ عاشقی۔ تو میری ذلت اور اس کی

ایک حالت پر عاشق ہے احوال میں

تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

پس انیم گئی مطلوب تو من
 تو میں ہالکیہ تیرا مطلوب نہیں ہوں
 خانہ معشوقہ ام معشوق نے
 میں معشوق نہیں ہوں معشوق کا گھر ہوں
 ہست معشوق آنکہ او یک تو یود
 معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو
 چوں بیابی اش نمائی منظر
 جب تو اس کو پالے و منظر نہ رہ
 میرا احوال ست نے موقوف حال
 وہ حالات پر حاکم ہوتا ہے نہ کہ حالات کا محکوم
 چوں بگوید حال را فرماں گند
 جب وہ حالات کو حکم دے وہ تابعمداری نہیں
 متہمی نبود کہ موقوف ست او
 جو موقوف ہے وہ متہمی کہ ہے
 کیمیائے حال باشد دست او
 اس کا ہاتھ حال کی کیمیا ہوتا ہے
 گر بخوابد مرگ ہم شیریں شود
 اگر وہ چاہے تو موت بھی میٹھی ہو جائے
 اوس بود سلطان حال اندر روش
 وہ سلوک میں حال پر حاکم ہوتا ہے
 آنکہ موقوف حال است آدمی ست
 جو حال کا محکوم ہے وہ صرف آدمی ہے

جزو مقصوم ترا اندر ز من
 میں زمانہ میں تیرے مطلوب کا جزو ہوں
 عشق بر نقدست و بر صندوق نے
 عشق تو نقدی سے ہے صندوق سے نہیں ہے
 مبتدا و مہمایت او یود
 تیرا مبتدا اور مہمیتا وہ ہو
 ہم ہویدا او یود ہم نیز سر
 ظاہر میں بھی وہی معشوق ہو اور باطن میں بھی
 بندہ آل ماہ باشد ماہ و سال
 مہینے اور سال اسی چاند کے غلام ہیں
 چوں بخوابد جسمہا را جاں کند
 جب وہ چاہے جسموں کو روح بنا دے
 منظر بنشتہ باشد حال جو
 وہ حال ہے جو منظر بیضا ہوتا ہے
 چوں مست او
 جب وہ چاہے ہلاک کرے اسے مست ہوتا ہے
 خار و نشتر و نرس شود
 کانٹا اور نشتر جی نرس اور نرس بن جائے
 نے چو تو محروم از حال و کشش
 تیری طرح حال اور کشش سے محروم نہیں ہوتا ہے
 کہ گہے افزون و گاہے در کمی ست
 کہ کبھی بڑھوتری میں ہے اور کبھی کمی میں ہے

۱۔ پس انیم۔ یعنی میری پوری ذات
 تیری معشوق نہیں ہے بلکہ میری
 ذات تیرے معشوق کا جزو ہے۔
 خانہ۔ یعنی میں تیرا معشوق نہ ہوا بلکہ
 وہ جوانی معشوق تھی جو میری ذات
 میں تھی لہذا میں صندوق تھا اور جوانی
 اس کے اندر کی نقدی کی طرح تھی تو
 عشق صندوق سے نہیں ہوتا بلکہ نقدی
 سے ہوتا ہے۔ ہست۔ یہ مولانا کا
 مقولہ ہے کہ عارضی حسن معشوق بنا
 نے کے قابل نہیں ہے عشق اسی
 ذات سے ہونا چاہیے جو لازماً
 ہے انسان کی ابتدا بھی وہی ہے اور
 منطقی بھی وہی ہے۔ لَکَّه یَنْدَہُ الْخَلْقِ
 ثُمَّ یُجِئْہُ ثُمَّ یَبْہُ تُو جُحُوْنَ۔ اللہ ہی
 شروع میں پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ
 پیدا کرے گا پھر تم اس کے پاس لوٹ
 کر جاؤ گے۔ چوں بیابی۔ اللہ کے
 وصل کے بعد پھر کسی معشوق کا
 متحرک نہ بن وہی ظاہر ہے وہی
 باطن ہے۔ هُوَ الظَّہْرُ وَهُوَ الْبَاطِنُ
 ۲۔ میرا احوال ست۔ عاشق خدا
 احوال پر حاکم ہوتا ہے احوال کا محکوم
 نہیں ہوتا زمانہ اس عاشق کا محکوم ہوتا
 ہے وہ احوال پر حکمرانی کرتا ہے اور
 جسموں کو روح بنا دیتا ہے حال
 اصطلاح میں وہ کیفیت ہے جو قلب
 پر بغیر کسی تکلف اور کوشش کے محض
 خداوندی عنایت سے وارد ہوتی ہے
 جیسے قبض وسط اور ذوق و شوق وغیرہ
 اور یہ کیفیت کسی نفسانی صفت کے
 ظہور کے وقت ذائل ہو جاتی ہے لیکن
 جس کو عشق الہی میں فنا الفنا کا درجہ
 حاصل ہو جائے وہ ان احوال کا محکوم
 نہیں رہتا بلکہ اللہ پر حاکم بڑا جاتا
 ہے منتہی نبود۔ جو شخص احوال کے
 تابع ہے وہ کامل نہیں ہے کیمیائے

حال۔ فنا الفنا کے درجے پر پہنچ کر احوال اس عاشق کے تابع ہو جاتے ہیں جس حال کی اس کو خواہش ہو وہ پیدا ہو جائے گا وہ
 چاہے تو موت جیسی سچ چیز بھی شیریں بن جائے اور کانٹے پھول بن جاتے ہیں غرض کہ وہ صاحب تصرفات ہوتا
 ہے۔
 ۳۔ لویو۔ یعنی زند الفنا کے درجے پر پہنچ کر احوال پر پورا قابو ہو جاتا ہے آنکہ۔ جو احوال کا محکوم ہوتا ہے اس میں قوی
 بشری کا غالب ہوتا ہے اس کو کبھی مردن پھر کبھی ذہل کی کیفیتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

صوفی ہن الوقت باشد در مثال

صوفی مثلاً ' ابن الوقت ہوتا ہے

حالہا مقوف عزم و رائے او

احول اس کے ارادے اور رائے کے تابع ہیں

عاشق حالی نہ عاشق برمنی

تو میرے حال کا عاشق ہے نہ کہ مجھ پر

آنکہ گسے ناقص گہے کال یود

وہ جو کبھی ہنس ' کبھی کال ہو

وانکہ آغل باشد دگر آن وایں

وہ جو کہ غروب ہو جانے والا ہو اور کبھی ایسا اور کبھی ویسا

آنکہ او گامے خوش و گستاخوش ست

وہ جو کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہے

برج مہ باشد و لیکن ماہ نے

وہ چاند کا برج ہو گا لیکن چاند نہیں ہے

ہست صوفی صفا چوں ہن وقت

ہامفا صوفی چونکہ ابن الوقت ہے

ہست صافی غرق عشق ذوالجلال

صوفی صافی اللہ ذوالجلال کے عشق میں غرق ہے

غرقہ نورے کہ او لم یولد ست

وہ اس نور میں غرق ہے جو پیدا شدہ نہیں ہے

رو چنیں عشقے بخوگر زندہ

اگر تو زندہ ہے جا ایسا عشق تلاش کر

منگر اندر نقش خوب وزشت خویش

اپنے اچھے برے نقش کو نہ دیکھو

لیک صافی فارغست از وقت و حال

لیکن کل مفاہت اور حال سے بے نیاز ہوتا ہے

زندہ از رخ مسح آسائے او

اس کی مسک جیسی پھونک سے زندہ ہیں

بر امید حال برمن می تنی

تو حال کی امید مجھ پر بھکا ہے

نیست معبود خلیل آغل یود

وہ خلیل (اللہ) کا معبود نہیں ہے غروب ہو جا۔ نہ ملا ہے

نیست دبر لا احب الایلیں

وہ معشوق نہیں ہے جس غروب کر جانے والا ہے محبت نہیں کرتا ہیں

یک زمانے آب و یکدم آتش ست

ایک وقت پانی اور ایک وقت آگ ہے

نقش بت باشد ولے آگاہ نے

وہ بت کا نقش ہے لیکن باشعور نہیں ہے

وقت را بچوں پدر بگرفتہ سخت

وہ مضبوطی سخت کو باپ کی طرح پکڑے ہوئے ہے

ہن کس نے فارغ از اوقات و حال

وہ کسی کال نہیں ہے وہ اوقات اور حال سے بے نیاز ہے

لم یلد لم یولد آن ایڑ دست

نہ اس نے جنا نہ وہ جنمایا اللہ تعالیٰ کی شان ہے

ورنہ وقت مختلف را بندہ

وہ نہ تو مختلف اوقات کا غلام ہے

بنگر اندر عشق و بر مطلوب خویش

عشق کو اور اپنے معشوق کو دیکھو

ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے

جو احوال اور تجلیات پر قابو نہ پاسکے اور

اس سے خلاق اور کلمات کا فطران

ظہور ہونے لگے صافی۔ اس سے

مراہ اور وقت اور صاحب مقام ہے۔ یہ

وہ سالک ہے جس کو احوال پر قابو

ہے اور اس کو دیر و نفس پر پوری

قدرت حاصل ہوتی ہے اس سے

کلمات کا ظہور نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ

ان باتوں کو سنت اللہ کے خلاف سمجھتا

ہے اور وقت کو ابن الوقت پر بہت

نوریت ہے عاشق حال۔ اب پھر

معشوق کا مقولہ شروع ہوا۔ یعنی

معشوق نے عاشق سے کہا تو میری

ذات کا عاشق نہیں ہے بلکہ میری ایک

کیفیت اور حالت کا عاشق ہے۔

ح آنکہ کہ جو خضر ہو جانے والا

چیز ہے وہ معشوق اور معبود بنانے کے

قابل نہیں ہے لا احب الایلیں۔

حضرت ابراہیم نے چاند اور سورج

کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں ان

زوال پذیر چیزوں کو پسند نہیں کرتا

ہوں۔ آنکہ۔ جن چیزوں کا حسن اور

کمال زوال پذیر ہے ان کو صفات

باری کا صرف مظہر سمجھو یعنی محبوب نہ

بناد۔ صوفی صافی۔ یعنی ابن الوقت

سالک۔ صافی۔ یعنی ابو الوقت

صاحب مقام سالک۔

ح غرقہ نورے۔ ابو الوقت تجلیات

رب میں غرق رہتا ہے جو ہمیشہ اور

داکی جس سے وہ جس لمحے۔ لم یولد اور

لا یزال سے عشق کر۔ وقت مختلف۔

یعنی قابل تغیر مظاہر۔ مگر انسان کی

اپنی ذات کی اچھائی اور برائی طلب

میں مانع نہ آتی چاہے اس کو ہر وقت

عشق اور معشوق حقیقی کو پیش نظر رکھ کر

صدا جہد جہد یعنی چاہیے۔ (شعرا)

تو مگر یاد لہلہ ش بار نیست

بزرگ میاں کا دہا ڈھلا نیست



منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف
 یہ خیال نہ کر کہ تو حقیر ہے یا کمزور
 تو بہرہ حالے کہ باشی می طلب
 تو جس حالت میں ہو طلب جاری رکھ
 کا لب خشکت گواہی می دہد
 کیونکہ تیرے خشک ہونٹ گواہی دیتے ہیں
 خشکی لب ہست پیغامے ز آب
 ہونٹوں کی خشکی پانی کا ایک پیام ہے
 کاس طلبگاری مبارک جہشے ست
 کہ یہ طلب باہرکت حرکت ہے
 اس طلب مفتاح مطلوبات تست
 یہ طلب تیرے مطلوبوں کی کنجی ہے
 اس طلب پہچوں خرو سے درصیاح
 یہ طلب مرنی کی طرح پیچنے میں ہے
 گرچہ آلت نیستت تومی طلب
 خواہ و سائل نہ ہوں ' تو طلب کر
 ہر کر اینی طلبگار اے پسر
 اے بیٹا! تو جس کو طلب گار دیکھے
 کز جوای طالبان طالب شوی
 طلبگاروں کے قرب سے تو طلبگار بن جائے گا
 گر یکے مورے سلیمانے بگست
 اگر ایک چوٹی سلیمان ک جتو کرے
 ہر چہ داری تو زمال و پیشہ
 جو کچھ بھی تو مال اور ہنر رکھتا ہے
 گر یکے گنجے بیابد ناو رست
 اگر کوئی خزانہ اچانک پالے تو یہ ناہ ہے

بنگر اندر ہمت خود اے شریف
 اے بھلا اپنی ہمت کو دیکھ
 آب می بود ہما اے خشک لب
 اے خشک ہونٹوں والے ہمیشہ پانی تلاش کر
 کو باخر بر سر منبع رسد
 کہ وہ بالآخر چشمے پر پہنچ جائیں گے
 کہ ہمت آرد یقین اس اضطراب
 کہ یقیناً یہ اضطراب تجھے ہم تک لے آئے گا
 اس طلب در راہ حق مانع گشے ست
 حق کے راستے میں یہ طلب مانع کو ختم کر دینے والی ہے
 اس سپاہ نصرت و رولیات تست
 یہ طلب تیری کامیابی کے سپاہی اور جھنڈے ہیں
 میزند نعرہ کہ می آید صباح
 اور نعرہ لگا رہی ہے کہ صبح آنے والی ہے
 نیست آلت حاجت اندر راہ رب
 اللہ کے راستے میں وسائل کی ضرورت نہیں ہے
 یار او شو پیش او انداز سمر
 اس کا دست بن جا اور اس کے ہاتھ سر رکھ دے
 وز ظلال غالبان طالب شوی
 اور آئیں پر غالب لوگوں کے سایہ بی تو غالب بن جائے گا
 منگر اندر جستین اوست سست
 تو اس کی جستجو کو حقارت سے نہ دیکھ
 نے طلب بود اول و اندیشہ
 کیا وہ ابتدا میں جستجو اور فکر نہ تھا
 و ر باستد از طلب ہم قاصر ست
 اگر وہ طلب سے رک جائے تو کوتاہی کرنے والا ہے

۱۔ تو بہرہ حالے خواہ طالب تکمیا
 کمزور ہو وہ طلب پیدا کر لے
 کال۔ اس کی کمزوری ہی مطلوب
 تکمیل ہونا بن جائے گی۔ خشکی لب۔
 طلب کا اضطراب اور بے قراری
 لامحالہ مطلوب تک پہنچا دیتی ہے اس
 طلب۔ طلب اور جستجو کامیابی کی
 ضامن ہے۔ اس طلب جس طرح
 مغرب کی اذان صبح کی آمد کی علامت
 ہے اسی طرح جستجو مقصود تک پہنچنے کی
 علامت ہے۔

۲۔ گرچہ (شعر)

داو حق را قابلیت شرط نیست
 بلکہ شرط قابلیت داو لوست
 ہر کرا تھی۔ اگر طالب نہیں ہے تو
 طلب گاروں کے ساتھ لگ جانا
 چاہیے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

۳۔ کز جوای نیکوں کی صحبت
 تاثیر سے خالی نہیں رہتی ہے
 گر یکے اگر کوئی ضعیف اور کمزور
 طالب حق ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھو۔ ہر
 چہ داری۔ دنیاوی دولت بھی طلب اور
 فکر و تدبیر سے ہی حاصل ہوتی ہے
 گر یکے گنجے اگر کسی بزرگ کی
 صحبت سے کچھ حاصل بھی ہو جائے تو
 وہ صرف استعداد ہوگی اگر طلب اور
 جستجو ختم کر دی تو وہ بھی ضائع ہو
 جائے گی۔

چوں بجز اندر طلب بشتافت او
 جبکہ محنت سے وہ طلب میں دوڑا ہے
 یافتی وشد میسر بے ظہر
 تو نے مطلوب پا لیا اور وہ بلا خطرہ کے مل گیا
 تابیلی ہر چہ خواہی بے تعب
 اس خیال سے کہ تو جو چاہے گا بغیر مشقت کے پالے گا
 چونکہ در خدمت شتا بندہ بود
 چنگہ مطلوب کی خدمت میں پہنچنے کے لئے وہ نوازا ہوا ہے
 می طلبو اللہ اعلم بالصواب
 طلب کر اور خدا بہتر جانتا ہے

ہر کہ چیز کے اُخت بيشک یافت او
 جس نے کسی چیز کی طلب کی یقیناً اس کو ملی ہے
 چوں نہادی در طلب پالے پسر
 اے بیٹا! جبکہ تو نے جستجو میں قدم رکھا
 ہیں مہاشائے خولجہ یکدم بے طلب
 اے خولجہ! کسی وقت بھی بغیر جستجو کے نہ رہ
 عاقبت جو بندہ یا بندہ بود
 جستجو کرنے والا بالآخر پا جانے والا ہوتا ہے
 در طلب چالاک شوز اس فتح باب
 طلب میں تیز لاہن اس سے فتح باب

۱۔ ہر کہ چیز سے۔ عربی کا مشہور
 مقولہ من جنو جلد جس نے کوشش
 کی اس نے پایا ہے۔ مہاشائے انسان
 کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بلا محنت
 اور مشقت کے کچھ حاصل ہو سکے گا۔
 عاقبت۔ جو شخص محبوب کی طلب میں
 دوڑتا ہے وہ احوال مطلوب کو پالیتا
 ہے فتح باب۔ یعنی قرب حق کے
 دروازے کی کشادگی۔

حکایت ۲ آل مرد کہ در عہد داؤد علیہ السلام شب و روز دعا و تضرع
 اس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دن رات دعا اور عاجزی
 می کرد کہ بار خدایا مرا روزی حلال بدہ بے رنج کسب
 کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کئی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر

۲۔ حکایت۔ اس حکایت کا
 خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص بہر حال اپنی
 تمنا میں پوری کرنے کی دھن میں لگا
 تھا لہذا اس کا مقصود پورا ہوا۔ بار۔
 بزرگ۔ معظم آں یکے۔ یہ شخص جبکہ
 جبکہ یہ دعا کرتا پھرتا تھا اس کو بغیر
 محنت دولت مل جائے۔ دائم۔ ہمیشہ۔
 ثروت۔ مالدار۔

نزد ہر دانا و پیش ہر غمی
 ہر عقلمند کے پاس اور ہر نبی کے سامنے
 ثروت بے رنج روزی گن مرا
 بغیر محنت کے مجھے مالداری عطا فرما دے
 زخم خوارے سست چلبے منبلے
 اور مار کھانے والا گزرو پہلو ولا ناکارہ
 بار اسپاں و اشتران نتواں نہاد
 گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ نہیں لادا جا سکتا
 روزیم وہ ہم ز راہ کاہلی
 مجھے روزی بھی کاہلی کے راستے سے عطا فرما
 خستم اندر سایہ افضال وجود
 مہربانوں اور سخاوت کے سایہ میں سویا ہوں

آں یکے در عہد داؤد نبی
 ایک شخص داؤد نبی کے زمانہ میں
 اس دعا می کرد دائم کاے خدا
 ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ اے خدا
 چوں مرا تو آفریدی کاہلے
 جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے
 بر خران پشت ریش نامراد
 پہلو زخمی گمراہ گدھوں پر
 کاہلم چوں آفریدی اے ملی
 اے بے نیاز! جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے
 کاہلم من سایہ نسیم در وجود
 میں کاہل زندگی عمر سایہ میں سویا ہوں

۳۔ چوں مرا۔ یعنی میں جس
 اہلیت کا ہوں مجھ سے وہی کام لے
 مجھ پر روزی کمانے کی تکلیف نہ
 ڈال۔ زخم خوار۔ بے نیلے والا۔ سست
 جب کہ گزرو پہلو ولا منبلے۔ ناکارہ۔
 نلی۔ غمی۔ مالدار۔ سایہ نسیم۔ سایہ میں
 سونا راحت طلبی کی علامت ہے
 در وجود۔ یعنی جیسے پیدا ہوا ہوں۔

کاہلان و سایہ خسپاں را مگر
 کاہلوں اور سایہ میں سونے والوں کے لئے شاید
 ہر کرا پائیت جوید روزیئے
 جس کے پاؤں ہیں وہ روزی تلاش کرتا ہے
 رزق را میراں بسوئے آل خوس
 اس غمگین کی طرف روزی بھیج
 اس غمگین کی طرف روزی بھیج
 چوں زمیں راپا نباشد، جو و تو
 چونکہ زمین کے پاؤں نہیں ہیں تیری سخت
 طفل ۲ راپوں پانہاشد مادرش
 بچہ کے چونکہ پاؤں نہیں ہوتے اس لئے اس کی ماں
 روزی خواہم بنا گہ بے تعب
 بغیر محنت کے اچانک روزی چاہتا ہوں
 مدتے بسیار می کرد این دعا
 بہت مدت تک یہ دعا کرتا رہا
 خلق می خندید بر گفتار او
 اس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے
 اس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے
 کہ چینی گوید عجب این سُست ریش
 کہ تعجب ہے یہ بیوقوف کیا کہتا ہے
 کہ تعجب ہے یہ بیوقوف کیا کہتا ہے
 راہ روزی کسب و رنج سُست و تعب
 روزی کا راستہ کتنا تکلیف برداشت کرنا اور تھکنا ہے
 ہر کسے را پیشہ داد و طلب
 اللہ نے ہر ایک کو ایک پیشہ اور طلب دی ہے
 اطلبو الارزاق من اسبابہا
 رزقوں کو ان کے اسباب سے طلب کرو
 شاہ و سلطان و رسول حق کنوں
 شاہ اور سلطان اور اللہ کے رسول اب

روزی بنوشته نوعی ۱ دگر
 تو نے دوسری ہی طرح کے روزی مقدم کی ہے
 ہر کرا پائیت گن بسوزیئے
 جس کے پاؤں نہیں ہیں اس پر رحم فرما
 ابر را می کش بسوئے ہر زمیں
 ہر زمین کی جانب ابر کو پہنچا
 ابر را راند بسوئے او و تو
 ابر کو تھپتھپاتا ہے اس کی طرف لے جاتی ہے
 آید و ریزد وظیفہ بر سرش
 آتی ہے اور غداء اس کے سر پر بہتی ہے
 کہ ندام من ز کوشش جو طلب
 اس لئے کہ مجھے طلب کے میرے پاس اور کوشش نہیں ہے
 روز تا شب شب ہمہ شب تا صبحی
 دن رات تک تمام رات بلکہ چاشت کے وقت تک
 بر طمع خاے و بر پیکار او
 اس کے بیکار لالچ اور اس کی کدھت پر
 یا کسے دادست بنگ بیہشیش
 کیا کسی نے اس کو بے ہوشی کی بھنگ پلا دی ہے
 ہرگز این ۳ نادر نشد و رشد عجب
 یہ انوکھی بات کبھی نہیں ہوئی اور اگر ہو تو تعجب ہے
 از رہ کسب و تعب بارنج و تب
 کمانی اور تھکن سرگرمی اور تکلیف کے راستے سے
 و اذخلو الاوطان من ابوابہا
 وطنوں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو
 ہست داود نعتی ذو فنوں
 صاحب ہنر داؤد نعتی ہیں

۱ نوعی دگر۔ یعنی کاہلوں کی روزی
 بغیر کمانے مقدم ہے۔ ہر کرا۔ یعنی
 جس میں کمانے کی طاقت ہے۔
 پائیت۔ یعنی جو کابل ہے اور اس
 کمانے کی صلاحیت نہیں ہے اور اس
 یعنی جس طرح زمین کے پاؤں نہیں
 ہیں اور تو اس کی غذا ابر کو بھیج کر پہنچاتا
 ہے اسی طرح میرا رزق بغیر محنت کے
 میرے پاس پہنچاؤ۔

۲ طفل۔ بچہ میں چلنے کی
 طاقت نہیں ہوتی تو اس کی ماں کے
 ذریعہ اس کی غذا اس کے پاس پہنچا دیتا
 ہے کہ ندام۔ مجھ میں محض طلب
 ہے اور کوئی ذریعہ اختیار کرنے کی
 طاقت نہیں ہے۔ سُست ریش۔
 بیوقوف۔ بنگ۔ بھنگ۔

۳ این نادر۔ یعنی بغیر کمانے
 روزی حاصل ہونا۔ شاہ۔ یعنی حضرت
 داؤد کو اس قدر فضائل کے باوجود زہ
 بنانے کا پیشہ اختیار کرنا پڑا تب روزی
 ملی۔

دَرِ ہَمہ رَوئے زَمیں اُور اَسْت سیر
 قَمام رَوئے زَمین پَر اِن کا رَوہ ہے
 کہ گَزید سَتش عَندہ تہائے دَوست
 کہ اِن کو دَوست خَدا کی عَمانتوں نے نَخب کر لیا ہے
 مَوج بَخشائِش مَدَد اَندر مَدَد
 اِن پَر بَخشش کی مَوجیں پے پے ہیں
 کَے بَد سَست آواز ہِچوں اَر غَٹوں
 آوازِ رَٹوں باجا کی طَرح کب ہوئی ہے
 آدِی رَا صَوتِ خَوبِش کَر دِنیست
 اِنسان کو اِن کی حَسن آواز فنا کَر دیتی
 سُوئے تَذکیرِش مُغفَل اِیں اِزاں
 اِن کَے دَظ میں لورہ یہ اِس سے غافل
 ہر دو اَندر وَقْتِ دَعوتِ مَحَرش
 دَظوں دَعوت دینے کَے وَقْت اِن کَے ہَمراز تھے
 نُورِ رَویش بے جہات و دَر جہات
 اِن کَے چہرے کا نور بے جہت لور تمام جہتوں میں تھا
 کَر دہ باسَد بَستہ اَندر جَسْتو
 جَسْتو کَے ساتھ واپس کی تھی
 مِی نِیاید باہمہ فیروزِیش
 باوجود تمام نیک بختیوں کَے حَاصل نہیں ہوتی تھی
 خانہ گندہ دَول و گَر دَول رَندہ
 خانہ ویران کَمینہ اور آسماں کا پھنکارا ہوا
 گَنج یابَد تارود پایش فرود
 خزانہ پالے یہاں تک کہ اِس میں اِس کا پاؤں دھسے
 بے تِجارت پُر گُند دامن ز سَود
 لور بغیر کا دہا کیے نفع سے دامن بھر لے

ہست در فرمانِ آواز و حش و طیر
 وحشی جانور لور پرندے ان کے علم میں ہیں
 باچنالِ عَزَّ سَونازے کا ندرِ و سَست
 اِس عَزت لور ناز کَے باوجود جو اِن میں ہے
 مَعجَز اَش بے شَماد و بے عَدَد
 اِن کَے مَعجَزے بے شَماد لور اِن گَنت
 ہِچکس رَا خَود ز آدم تا کَٹوں
 کسی فِطَرت کی آدم سے اب تک
 کہ بہرِ و عَظ بَیمر اَندُ و یست
 کہ ہر دَظ میں وہ وہ سو کو ما ڈالتے
 شِیر و آہو جَمع گَر دَاں زماں
 اِس وَقْت شِیر لور ہرن جَمع ہو جاتے
 کوہ ۲ و صحرا ہم رسائلِ بادِ مَش
 یہ لور ایسے سینکڑوں مَعجَزے اِن کَے تھے
 اِن و صَد چَند اِن مَر اُورا مَعجَزات
 یہ لور ایسے سینکڑوں مَعجَزے اِن کَے تھے
 باہمہ تَمکِیں خَدا رَوزِی اُو
 تمام عَزتوں کَے باوجود اللہ تعالیٰ نے اِن کی رَوزی
 بے زَرہ ۳ باقی ورنجے رَوزِیش
 زَرہ بنانے لور تَکلیف اٹھانے کَے بغیر اِن کی رَوزی
 آچَٹنِیں مَخزول و واپس ماندہ
 ایسا ذیل لور پَچَڑا ہوا
 آچَٹنِیں مُدبِر ہَمی خَواہد کہ اُو
 ایسا بد بخت یہی چاہتا ہے کہ وہ
 ز اَحمقی خَواہد کَے بہ رَکِیش زود
 حَکمت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بغیر تَکلیف کَے فوراً

۱۔ ہست۔ حضرت داؤد کے نفع
 پر چرند پرند جمع ہو جاتے
 تھے۔ چیکس۔ مچن اور نوح کا معجزہ صرف
 حضرت داؤد کو ملتا تھا۔ رٹوں۔ مشہور
 باجا ہے کہ بہر و عظ۔ حضرت داؤد
 جب دَظ میں خوش الحانی سے زبور
 پڑھتے تھے سینکڑوں آدمی وجد میں آ
 کر بیٹھ جاتے اور جتن ہو جاتے
 تھے۔ شیر آہو۔ نفع کو کُن کر شیر لور ہرن
 جمع ہو جاتے تھے اور وجد کَے عالم میں
 ایک دوسرے سے بے خبر رہتا تھا۔
 ۲۔ کوہ۔ حضرت داؤد کے نفع سے
 پہاڑ اور جنگل کی گونج اِن کی ہم آواز ہو
 جاتی تھی۔ رسائل۔ شرکار۔ بے
 جہات۔ یعنی حضرت داؤد کَے
 چہرے کا نور مطلق بھی تھا اور مقید بھی
 تھا۔

۳۔ زَرہ۔ حضرت داؤد کو سبکی
 ز رہیں بنا کر اپنی رَوزی کھاتے تھے۔
 مَخزول۔ رسوا، ذلیل۔ مُدبِر۔
 بد بخت۔ پایش فرود۔ یعنی چلنے
 پھرتے اِس کو خزانہ مل جاتے لور اِس
 میں اِس کا پاؤں دھس جاتے۔ سَود۔
 نفع۔

آنچنین! گئے نیامد در جہاں
ایسا کوئی آہن دنیا میں نہیں ہوا جو کہے
اس ہمی گفتش بتحرک بگیر
کوئی اس سے مذاق میں کہتا یہ لے لے
اس ہمی خندید مارا ہم بدہ
کوئی ہنستا کہ ہمیں بھی دنیا
اُو ازیں تشنیع مردم ویں فسوس
وہ لوگوں کی اس طعنہ زنی اور ملامت سے
تا کہ شد در شہر معروف و شہیر
یہاں تک کہ وہ شہر میں معروف اور مشہور ہو گیا
شد مثل در خام طمعی آں گدا
وہ فقیر بیک لالچ میں ضرب اشل بن گیا
کم نمی کرو از دعا و اہتال
اس نے دعا اور زاری ختم نہ کی

دویدن گا و در خانہ آں دعا کنندہ بالباح قال النبی صلی اللہ
اس عاجزی کے ساتھ دعا کرنے والے کے گھر میں ایک گائے کا دوڑ کر آنا۔ آنحضرت ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُلِحِّينَ فِي الدُّعَاءِ زَمْرًا كَعَيْنِ
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں عاجزی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے کیونکہ
خواست حق سبحانہ و تعالیٰ ست والباح خواہندہ را بہ است از
عاجزی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز ہے اور مانگنے والے کے لئے عاجزی اس سے بھی
اُنچہ میخوہد ازوے و عذر مع گفتن نظم کنندہ و مدد خواستن
زیادہ اچھی ہے جو وہ اس سے مانگا ہے اور ناظم کا عذر کرنا اور مدد چاہنا

تا کہ روزے ناگہاں در چاشتگاہ
یہاں تک کہ ایک دن چاشت کے وقت اچانک
ناگہاں در خانہ اش گاوی دوید
اچانک اس کے گھر میں ایک گائے دوڑ آئی
اس نے دعا کی اور آہ کے ساتھ کر رہا تھا
شاخ زد بشکست در بند و کلید
اس نے سیٹک ملا کٹڈی اور کلک تڑ ڈالا

۱۔ آنچنین۔ یعنی اچانک فرماندہ
جانے کی تمنا تو ایسی ہی ہے جیسے کہ
کوئی آسمان پر بغیر سیرمی کے چڑھ
جانے کی تمنا کرے۔ اس ہمی۔ کوئی
مذاق میں کہتا کہ زوی آگئی کوئی کہتا
کہ اس میں سے ہمیں بھی دینا۔
بغیر۔ خوشخبری دینے والا۔ سالار۔
گاؤں کا سردار۔ چوہری۔ شہیر۔
مشہور۔ انبان۔ تھیلا۔

۲۔ خد شل۔ یعنی یہ فقیر اپنے
بیمکار لالچ کی ضرب اشل بن گیا۔
مستعان۔ وہ جس سے مدد طلب کی
جائے اللہ تعالیٰ الحاج۔ زاری
و عاجزی۔ مع زاری کرنے والا۔

۳۔ عذر گفتن۔ آئندہ اشعار میں
مولانا نے اپنی مثنوی کے اتمام کی دعا
شروع کی ہے۔ بندہ۔ بندہ کندہ۔

مرد برجست و قوائم ہاش بست
 وہ شخص رکا اور اس نے اس کے پاؤں باندھائے
 بے توقف بے تامل بے اماں
 بغیر توقف بے تامل امن دیے بغیر
 تالہا ہاش بر کند در دم شتاب
 تاکہ وہ فوراً اس کی کھال اتار دے
 چوں تقاضا مکنی اتمام اس
 جبکہ تو اس مثنوی کی تکمیل کا تقاضہ کر رہا ہے
 یا تقاضا را بہل بر ما منہ
 یا تقاضے کو چھوڑ دے ہم پر بار نہ رکھ
 زر بخشش در سر اے شاہ غنی
 اے شاہ بے نیاز و پرہ اس کو روپیہ بخش دے
 زہرہ کے دارد کہ آید در نظر
 کب طاقت رکھتے ہیں کہ وہ نظم قوائی جلوہ گر ہوں
 بندہ امر تو انداز ترس و بیم
 ڈر اور خوف سے تیرے غلام ہیں
 ذات بے تمیز و با تمیز را
 باشعور اور بے شعور ذات کو
 گوید و از حال آں یں بیخبر
 کرتا ہے اور یہ اس کے حال سے بے خبر ہے
 واں جماد اندر عبادت اوستاد
 حالانکہ جمادات عبادت میں باہر ہیں
 بے خبر از یک دگر و اندر شکے
 ایک دوسرے سے بیخبر ہے اور شک میں ہے
 نیست آگہ چوں بود دیوار و در
 آگاہ نہیں ہیں تو وہ دیوار کے بارے میں آگاہی کیونکر ہو

گاڈ گستاخ اندراں خانہ بگست
 گائے بے ہاکی سے گھر میں گھس آئی
 پس گلوئی گابو برید آں زماں
 فوراً گائے کو ذبح کر دیا
 چوں سرش برید شد سوائے قصاب
 جب اس کو ذبح کر دیا قصاب کے پاس گیا
 اے تقاضا گردوں پچوں جنیں
 اے پیٹ کے بچکی طرح جہن میں تقاضا کرنے والے
 اہل گرداں رہ نما توفیق وہ
 آسان فرما دے راہنمائی کر دے تو فیض عطا فرما
 چوں ز مفلس زر تقاضہ میکنی
 جبکہ تو مفلس سے روپے کا تقاضا کرتا ہے
 بے تو نظم و قافیہ شام و سحر
 تیری مدد کے بغیر نظم اور قافیہ صبح و شام
 نظم و تجنیس و قوائی اے علیم
 اے ناتا نظم اور تجنیس اور قافیہ
 چوں مسخ کردہ ہر چیز را
 جبکہ تو نے ہر چیز کو تسبیح خواں بنا لیا ہے
 ہر یکے تسبیح بر نوع دگر
 ہر ایک ایک دوسرے قسم کی تسبیح
 آدمی منکرز تسبیح جماد
 جمادات کی تسبیح سے آدمی منکر ہے
 بلکہ ہفتا دو دو ملت ہر یکے
 بلکہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک
 چوں دو ناطق راز حال ہمدگر
 جبکہ دو بولنے والے ایک دوسرے کے حال سے

۱ قوائم۔ پاؤں لہاب۔ چہرا
 کھال۔ اسے تقاضہ چونکہ پہلے
 اشعار میں ریوی صلب کرنے والے
 کی دعا کی مقبولیت کا ذکر تھا اس لئے
 اس قصہ کو چھوڑ کر مثنوی کی تکمیل کے
 لئے دعا شروع کر دی ہے جنین۔
 پیٹ کا بچہ یعنی جس طرح پیٹ میں
 بچہ چھپا ہوا ہے اس طرح باہن میں
 خدا کی جانب سے کامیابی کی تکمیل کا
 تقاضا چھپا ہوا ہے برمانہ یعنی مجھ
 پر مثنوی کے اتمام کا بار نہ ڈال۔ چوں
 ز مفلس۔ یعنی مجھے مثنوی کے معانی
 اور قوائی عنایت فرما دے بے تو۔
 تیری مدد کے بغیر صبح و شام یعنی زمانہ کی
 کیا طاقت ہے کہ وہ کسی سے شعر کہلا
 سکے تجنیس۔ دو لفظوں کا لفظی یا
 معنوی اعتبار سے باہمی مشابہ ہونا۔
 ۲ چوں نک۔ پہلے اشعار میں
 چونکہ نظم قوائی کا اللہ کے حکم کا غلام قرار
 دیا تھا مولانا غیر ذی روح چیزوں
 کے تابع فرمان الہی ہونے کے بیان
 کرتے ہیں۔ ہر یکے دنیا کی ہر چیز
 اللہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہر چیز کے
 تسبیح کرنے کا طریقہ جداگانہ ہے۔
 ۳ آدمی۔ انسان جمادات یعنی
 پتھر وغیرہ کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتا اس
 لئے وہ ان کی تسبیح قوائی کا انکار کر دیتا
 ہے بلکہ مشہور ہے کہ دنیا میں
 مذہبی ۳۲ فرقے ہیں جن میں سے
 ۲۲ گروہ ہیں ایک فرقہ درست ہے۔
 یہ فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی
 تسبیح کرتا ہے دوسرے لوگ اس سے
 واقف نہیں ہوتے ہیں۔ چوں دو
 ناطق۔ دو انسان جو مذہبی اعتبار سے
 ایک دوسرے سے جدا ہیں جبکہ وہ
 باہمی ایک دوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے
 ہیں تو جمادات کی تسبیح کو کیسے سمجھا جا
 سکتا ہے

چوں من از تسبیح ناطق اعظم
جب میں بولنے والے کی تسبیح سے غافل ہوں
ہست سنی رائے کے تسبیح خاص
سنی کی ایک خاص تسبیح ہے
سنی از تسبیح جبری بے خبر
سنی جبری کی تسبیح سے بے خبر ہے
اسی ہمیں گوید کہ آل ضالست دم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے
وال ہمیں گوید کہ اس راچہ خبر
وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کیا پتہ
گوہر ہر یک ہوید امی کند
ہر ایک کی اہل کو ظاہر کر رہا ہے
قہر ۲ را از لطف داند ہر کسے
قہر کو مہر سے ہر شخص جدا سمجھتا ہے
لیک لطفے قہر در پنہاں شدہ
لیکن وہ مہر جو قہر میں پوشیدہ ہے
کم کسے داند مگر ربانی
اس کو سوائے اس با خدا انسان کے کوئی نہیں جانتا ہے
باقیاں ۳ زیں دو گمانے می برند
باقی لوگ ان دونوں میں شک کرتے ہیں

چوں بداند سبجہ صلیت ولم
تو میرا دل بے زبان کی تسبیح کو کیسے سمجھا
ہست جبری راضد آں در مناص
نجات پانے میں جبری کی تسبیح اس کے خلاف ہے
جبرنی از تسبیح سنی بے اثر
جبرنی سنی کی تسبیح سے بے نشان ہے
بے خبر از حال او وز ہر قم
اس کے حال سے اور تم کے علم سے بے خبر ہے
جنگن شاں افگندیز وال از قدر
اللہ تعالیٰ نے تقدیر سے ان میں جنگ پیدا فرمادی ہے
جنس از نا جنس پیدا می کند
جنس کو نا جنس سے واضح کر رہا ہے
خواہ دانا خواہ ناداں یا حسے
خواہ وہ دان ہو خواہ نادان یا کمینہ
یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ
یا وہ قہر جو مہر کے اندر ہے
کش بود در دل محک حلے
جس کے دل میں روح کی کسوٹی ہو
سوئے لاند خود بیک پرمی پرند
اپنے آشیانہ کی جانب ایک بازو سے اڑتے ہیں

در بیان آنکہ علم رادو پر و گمان را یک پرست

اس کا بیان کہ علم کے دو بازو ہیں اور شک کا ایک بازو ہے

علم را دو پر گمان را یک پرست
علم کے دو بازو میں شک کا ایک بازو ہے
مرغ ایک پرزو دافتد سرنگوں
ایک بازو کا پرندہ جلد لوندھا گرتا ہے

ناقص آمد ظن پر واز ابرست
شک اڑنے میں ناقص ہے اور دم کٹا ہے
بازو بر پردے دو گامے یا فزوں
پھر دو قدم یا کچھ زیادہ اڑتا ہے

۱ ناطق۔ بولنے والا صامت۔
خاموش نہ بولنے والا۔ ہست سنی۔ سنی
فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی
پاکی بیان کرتا ہے تو جبری فرقہ اپنے
اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاکی بیان
کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تسبیح کو
نہیں سمجھتے ہیں۔ اس ہی۔ یہ جبری
کہتا ہے کہ سنی گمراہ ہے۔ ہر گمراہ
جہاں جہاں قرین میں انسان کو تم کا
عظم ہوا ہے جس کے معنی ہیں تو کھڑا
ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فعل
انسانی انسان کی قدرت میں ہے وہ
اس کو یہ حکم نہ دیا جاتا ہے جبری عقیدہ
کے خلاف دلیل ہے لیکن جبری اس
دلیل سے بے خبر ہے۔ قدر۔ ازل
میں یہ اختلافات مقدر کر دیئے گئے
تھے کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو سکے۔

۲ قہر از لطف۔ بعض خاص قہر
اور خاص مہر ہیں ایسے قہر اور مہر کو ہر
شخص سمجھ لیتا ہے۔ ایک۔ بعض وہ
مہر میں جو قہر میں پوشیدہ ہوتی ہیں
جیسا کہ باب کا بچہ پر تعلیم کے لئے
تختی کرنا یا اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کو کسی
مرض میں مبتلا کرنا اس طرح بعض قہر
وہ ہیں جو مہر میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ کی جانب سے کافروں کے
لئے دنیاوی نعمتوں میں فراخی پیدا کرنا
اس کو صرف خاصان خدا سمجھتے ہیں۔

۳ باقیوں۔ عام لوگ مہر میں
پوشیدہ قہر اور قہر میں پوشیدہ مہر کے
بارے میں دو طرح کا خیال کرتے
ہیں۔ یعنی اس کی حقیقت میں مشکوک
ہوتے ہیں۔ علم۔ یعنی حقائق تک
پہنچنے میں۔ یعنی کی پرواز مکمل ہے اور
ظن اور شک کی پرواز ناقص اور۔ دم
کٹنا جس پرند کی دم کٹی ہوئی ہوتی ہے
اس کی پرواز صحیح نہیں ہوتی۔

۱۔ اُفت و خیزاں۔ شک و گمان۔
حقیقت تک پہنچنے کے لئے گرتا پڑتا
چلتا ہے۔ آشیائیں گھونسل۔ یعنی
مقصود۔ چوں زطن۔ یعنی جب
انسان مرتبہ یقین تک پہنچ جاتا ہے تو
پھر اس کی پرواز دست ہوتی ہے۔
بعد ازاں۔ یعنی یقین کا مرتبہ حاصل
ہو جانے کے بعد سیدھی اور سچی آزاں
ہوتی ہے انسان ٹھوکر نہیں کھاتا
ہے۔ باہ پر۔ انسان کو معرفت حقیقی
حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی پرواز
جبرئیل کی طرح ہوتی ہے۔

۲۔ گرمہ۔ انسان کو جب علم کا
اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو لوگوں
کی مدح اور قدح سے بے نیاز ہو جاتا
ہے۔ نہ صرف اس میں موثر ہوتی ہے نہ
قدح۔ کوہ پنداری۔ خود گوہ پنداری۔
برگ کہی۔ برگ کاہ ہستی۔ طعن۔
طعن زنی نیزہ بازی۔ بیچ یک ذرف۔
کامل یقین خوشامدیوں اور حاسدوں
کی باتوں سے قطعاً متاثر نہیں ہوتا
ہے۔

۳۔ مطمئن۔ علم کے اعلیٰ مراتب
حاصل ہو جانے پر انسان بہر حال
مطمئن رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگوں
کی مدح اور قدح تو بہر حال میں جلدی
ہی رہتی ہے۔ رنجور شدن۔ اس
ذکایت کا مقصد یہ ہے کہ جن کو علم و
یقین نہیں ہوتا وہ کانوں کے کئے
ہوتے ہیں اور مدح و قدح سے متاثر
ہوتے ہیں۔

باکے پر برئید آشیائیں

ایک بازو سے آشیائیں کی امید پر
شد دو پراں مرغ و پرہا بر کشود
اب وہ پرنده دو بازو کا ہو گیا اور بازو کھول دیئے

نَعْلَمِ وَجْهَهُ مُكَبَّرًا أَوْ سَقِيمًا

نہ اپنے چہرے کے ٹل لاندھا یا پتلا
بے گمان بے فکر ت و بے قائل و قیل
بغیر گمان بغیر فکر۔ اور بغیر چناں و چنیں کے

برہ یزدان و دین مستوی

خدائی راستہ لہ سیدھے دین پر ہے
جان طاق او نگر در جُفتِ شال

اس کی یکتا روح ان کی ساتھی نہیں بنتی ہے
کوہ پنداری و تو برگ کہی

خود کو پہاڑ سمجھتا ہے حالانکہ تو گھاس کا تنکا ہے
او نگر دو درومند از طعن شال

ان کی طعن زنی سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے
گویش با گمرہی گستی تو جُفت

اس سے کہیں تو گمراہی کا ساتھی ہے
نے بطعن طاعناں رنجور حال

نہ طعن زنیوں کی طعن زنی سے رنجیدہ ہوتا ہے
کاخچنیں باشد مگر در گل حال

شاید ہر حالت میں ایسا ہی ہوتا ہو گا

اُفت و خیزاں می رود مرغ گمان

گمان کا پرنده گرتا پڑتا روانہ ہوتا ہے
چوں زطن و راست علمش رُو نمود

جب وہ گمان سے نجات پا گیا اس کا علم رونما ہوا
بَعْدَ اِزْاٰنٍ نَصْطِیْ سَوِیًّا مُسْتَقِیْمًا

اس کے بعد ٹھیک سیدھا روانہ ہوتا ہے
بادو پر برمی پرد چوں جبرئیل

جبرئیل کی طرح دو بازوؤں سے لوچا اڑتا ہو
گر ہمہ عالم بگویندش توئی

اگر تمام دنیا اس سے کہے کہ تو ہی
او نگر دو گر مک تراز گفت شال

وہ ان کی باتوں سے جوش میں نہیں آتا
ور ہمہ گویند اورا گمرہی

اور اگر سب اس سے کہیں کہ تو گمراہ ہے
او نیفتد در گمان از طعن شال

ان کی طعن زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے
بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت

بلکہ اگر سمندر اور پہاڑ بولنے لگیں
بیچ یک ذرہ نیفتد در خیال

وہ ایک ذرہ بھی گمان میں مبتلا نہیں ہوتا
مطمئن و موقن و بے احتیال

مطمئن اور صاحب یقین لہو بے حیلہ ہو گا

مثال رنجور شدن آدمی بونہم تعظیم خلق و رغبت

انسان کا لوگوں کی تعظیم کرنے اور معتقدین کی اس کی طرف رغبت کے وہم سے
مشتریاں بوے و حکایت معلم کودکاں

بیمار پڑنا اور بچوں کے استاد کا قصہ

کو دوکان مکتبے از استاد
 ایک کتب کے بچے استاد کی جانب سے
 مشورت کردند در تعویق کار
 کام کو ٹالنے کے لئے انہوں نے مشورہ کیا
 چوں نمی آید ورا رنجورے
 اس کو کوئی بیماری کیوں نہیں لگتی؟
 سارہیم از جس واز تنگی کار
 تاکہ ہم قید اور کام کی دشواری سے چھوٹ جائیں
 آں یکے زیرک تر ایں تدبیر کرد
 ایک زیادہ ذہین نے یہ تدبیر کی
 خیر باشد رنگ تو بر جائے نیست
 اللہ خیر کرے آپ کی رنگ ٹھیک نہیں ہے
 اند کے اندر خیال افتد ازیں
 اس سے وہ تھوڑا سا وہم میں پڑے گا
 چوں در آئی از در مکتب بگو
 جب تو دروازہ سے کتب میں داخل ہو کہنا
 آں خیالش اند کے افزوں شود
 اس کا وہ وہم تھوڑا بڑھے گا
 آں سوم وال چارم و پنجم چنین
 تیسرا اور چوتھا اور ایسے ہی پانچواں
 تا چوسی ۳ کو دک پیارے ایں خبر
 جب اس بات کو تمہیں بچے پے پے
 ہر یکے گفتش کہ شباش اند کی
 ہر بچے نے اس سے کہا اے ذہین! شباش ہے
 متفق گشتند در عہد و شوق
 مضبوط عہد میں سب متفق ہو گئے

رنج دیدند از ملال و اجتهاد
 تھکن اور محنت کی وجہ سے رنجیدہ ہو گئے
 تا معلم در فتد در اضطراب
 تاکہ استاد پریشانی میں جلا ہو جائے
 کہ بگیرد چند روز او دورے
 کہ وہ چند دن دور رہے
 ہست او چوں سنگ خدا ابر قرار
 وہ تو سنگ خدا کی طرح جما ہوا ہے
 کہ بگوید اوستا چونی تو زرد
 کہ وہ کہے گا استاد آپ زرد کیوں ہیں؟
 ایں اثریا از ہویا از تپے ست
 یہ اثر ہوا یا بخدا کی وجہ سے ہے
 تو برادر ہم مدد کن ایں چنین
 یعنی تو بھی اسی طرح مدد کرنا
 خیر باشد اوستا احوال تو
 اللہ خیر کرے استاد آپ کے مزاج کیسے ہیں؟
 کز خیالے عاقلے مجنوں شود
 وہم کی وجہ سے عقلمند پاگل بن جاتا ہے
 در پے مانم نمایند و حنین
 ہمارے بعد ہم کا اظہار کرے اور دئے
 متفق گویند یا بد مستقر
 بالاتفاق کہیں گے تو وہ جم جائے گی
 باد بخت بر عنایت متنگی
 خدا کرے تیرے نصیب کا اللہ کی مہربانی پڑ نکاؤ ہو
 کہ نگرود اند سخن رایک رفیق
 کہ کوئی ساتھی بات کو نہ بدلے گا

۱ اجتهاد محنت کرنا مشقت برداشت کرنا۔ تعویق کار یعنی استاد کے محنت اور مشقت کرانے کو ٹالنا۔ چوں نمی آید۔ چونکہ وہ قدرتی طور پر بیمار نہیں ہوتا ہے اور کتب میں برابر حاضر ہوتا ہے لہذا ہمیں کوئی فرضی کارروائی کرنی چاہیے۔ برقرار یعنی استاد پتھر کی طرح کتب میں جما ہوا ہے۔

۲ آں یکے۔ سب سے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ وہ استاد سے جا کر کہیے گا کہ آپ کا رنگ پیلا کیوں ہو رہا ہے شاید آپ کو بخدا ہو گیا ہے اس سے استاد کو کچھ وہم پیدا ہو گا پھر دوسرا بچہ بھی یہی کہے تو استاد کی بیماری خیال اور بڑھے گا۔ اسی طرح مسلسل دوسرے بچے کہیں گے اور استاد کو اپنی بیماری کا یقین ہو جائے گا۔ لوستا۔ لوستا کا مخفف ہے۔

۳ تا چوسی۔ تمہیں بچے مسلسل استاد کے رنگ کے زرد ہو جانے کو کہیں گے تو یہ بات استاد کے دل میں جم جائے گی۔ ہر یکے اس تدبیر پر ہر بچے نے اس ذہین بچے کو شباش کہا اور دعا پڑی۔ عہد و شوق۔ مضبوط عہد۔ کہ نگرود اند۔ یعنی سب یہی بات کہیں کوئی بچہ اس بات میں تبدیلی نہ کرے۔

بعد ازاں سوگند دادا و جملہ را تاکہ غمازے نگوید ماجرا
 اس کے بعد اس نے سب کو قسم دی تاکہ کوئی چغلیخوڑ صحیح بات نہ بتائے
 رائے آل کو دک بچر بیدار ہمہ عقل اور درپیش می رفت از رمہ
 اس بچہ کی رائے سب سے بڑھ گئی اس کی عقل گلہ سے آگے چلتی تھی
 آل تفاوت بست در عقل بشر کہ میان شاہداں اندز صور
 انسانوں کی عقل میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ معشوقوں کی صورتوں میں

۱ غماز۔ چغلیخوڑ۔ ماجرا۔ قصہ
 یعنی یہ کہ ہم نے فرضی طور پر یہ سازش
 کی ہے (رمہ۔ یعنی بچوں کی
 جماعت۔ آل تفاوت۔ جس طرح
 اس بچہ اور دوسرے بچوں کی عقل میں
 فرق تھا اسی طرح انسانوں کی عقل
 میں فرق ہے جیسا کہ سب انسانوں کا
 باہر یکساں نہیں ہے باطنی حواس بھی
 ایسا نہیں ہیں۔ نزد معتزلہ۔
 معتزلہ۔ تمام انسانوں کی عقل کو اصل
 فطرت میں یکساں مانتے ہیں اور
 فرق محض تجربہ اور تعلیم کی بنیاد پر مانتے
 ہیں۔

در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت است در اصل فطرت و نزد معتزلہ
 اس کا بیان کہ اصل فطرت میں لوگوں کی عقلوں میں فرق ہے اور معتزلہ کے نزدیک
 مساویست و تفاوت عقول بسبب تجربہ و تحصیل علم است
 سب برابر ہیں اور عقلوں کا فرق تجربہ اور علم حاصل کر لینے کی وجہ سے ہے
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَالَ الرَّجُلِ فَصَاحَةُ لِسَانِهِ
 آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے

زیں قبل فرمود احمد در مقالہ
 اس سلسلہ میں آنحضرت نے گفتگو میں فرمایا
 اختلاف عقولہا در اصل بود۔
 عقولوں کا فرق اصل سے تھا
 بر خلاف قول اہل اعتزال
 معتزلہ کے اس قول کے خلاف
 تجربہ و تعلیم بیش و کم گند
 تجربہ اور تعلیم گھٹا تھے اور بڑھاتے ہیں
 باطل است اس زانکہ رہی کوود کے
 یہ غلط ہے کیونکہ بچے کی رائے
 بگذرد ز اندیشہ مردان کار
 تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے
 برومید اندیشہ زان طفل خرد
 اس چھوٹے بچے سے وہ خیال ظاہر ہوا
 در زبان پنہاں بود حسن رجال
 انسانوں کا حسن زبان میں پوشیدہ ہوتا ہے
 بر وفاق سنیاں باید شنود
 سنیوں کے قول کے مطابق سنا چاہیے
 کہ عقول از اصل دارند اعتدال
 کہ عقلیں اصل میں یکسانیت رکھتی ہیں
 تاکہ را از یکے اعظم گند
 یہاں تک کہ ایک کو ایک سے زیادہ عالم بنا دیتے ہیں
 کہ ندارد تجربہ در مسلکے
 جس کو کسی مسلک کا کوئی تجربہ نہیں ہے
 عاجز آمد کارِ شاں در خطر ار
 ان لوگوں کا کام پریشانی میں عاجز آ جاتا ہے
 پیر باصد تجربہ بوئے نبرد
 جس کی سو تجربہ والے بوڑھے کو خوشبو بھی نہ آتی

۲ در زبان۔ حدیث میں ہو
 السمرۃ یخفی نخت لسانہ یعنی
 انسان کی خوبی اس کی زبان میں چھپی
 ہوتی ہے اعتدال۔ یکسانیت۔ علم
 زیادہ جاننے والا۔

۳ باطل است۔ مولانا فرماتے
 ہیں معتزلہ کا یہ قول باطل ہے
 بگذرد۔ وہ بچہ جس کو کوئی تجربہ ہے
 نہ تعلیم اس کی رائے اور تدبیر تجربہ کار
 لوگوں سے بڑھ جاتی ہے۔ تو معلوم
 ہوا کہ عقلوں کا تفاوت فطری ہے طفل
 خرد وہی کتب کا ذہن بچہ۔

خود افزوں آں بہ کہ آں از فطرت ست عقل کی وہ زیادتی جو فطرت کی طرف سے بہتر ہے
 باز افزوں گوز جہد و فکر ت ست پھر وہ زیادتی ہے جو کوشش اور فکر کی وجہ سے ہے
 تو بگو دادہ خدا بہتر بود یا کہ لنگے را ہوارا نہ رود
 تو بتا ' اللہ کا دیا ہوا بہتر ہوتا ہے یا وہ لنگڑا جو تیز رو گھوڑے کی طرح چلے

در وہم افگندن کود کاں اُستاد را بمکر

مکاری نے بچوں کا استاد کو وہم میں ڈال دینا

روز گشت و آمدن آں کود کاں روز ہمیں ۲ فکر ت سوی مکتب رواں
 دن نکلا اور وہ بچے آئے اسی تدبیر کے مطابق مکتب کی جانب روانہ ہوئے
 جملہ استاد بیروں منظر تار آید اول آں یار مکر تاکہ وہ مکار دست پہلے اندہ جائے
 سب باہر منتظر کھڑے ہو گئے سر امام آمد ہمیشہ پائے را
 زانکہ منبع اوبدست ایں رائے را سر ہمیشہ پاؤں کا پیشوا ہوتا ہے
 اس لئے کہ اس تدبیر کا وہی سرچشمہ تھا کو بود منبع ز نور آسماں
 اے مقلد تو مجو بیشی براں جو آسمانی نور کا سرچشمہ ہے
 اے بچے چلنے والے تو اس سے آگے نہ بڑھ اور آمد گفت اُستاد اسلام
 وہ آیا بولا استاد کو سلام ہے گفت اُستاد نیست رنجے مر مرا
 استاد نے کہا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے نفی کرد لما عُبَّارِ وہم بد
 اندر آمد دیگرے گفت آتخنیں انکار کر دیا لیکن برے خیال کا وہم
 دہرا اند آیا اس نے بھی ایسا ہی کہا اندر آمد دیگرے گفت آتخنیں
 ہم چنیں تا وہم اوقوت گرفت اس پر تھوڑا سا وہم بڑسا
 اسی طریقہ پڑ یہاں تک کہ وہم نے قوت پکڑی وہ استاد اپنے معاملہ میں حیرانی میں پڑ گیا

رنجور شیدن فرعون بوہم از لعظیم خلقاں

فرعون کا لوگوں کی تعظیم کے وہم سے بیمار ہونا

۱۔ خود افزوں۔ عقل کی وہ زیادتی جو فطرتی ہے وہ اس سے بہتر ہے جو کوشش اور تعلیم سے حاصل ہو۔
 تو بگو۔ ظاہر ہے کہ اللہ کا عطیہ بہتر ہے۔ یا کہ عقل کی فوقیت اگر فطرتی نہ ہو بلکہ کسی ہوتو اس کی مثل یہ ہے کہ لنگڑا گھوڑا تیز روی اختیار کرنے۔

۲۔ ہمیں فکر ت۔ استاد کو فریب دینے کی تدبیر۔ بیروں کتب سے باہر۔ یار مکر۔ وہی ذہین لڑکا۔ اے مقلد۔ مولانا کی مرید کو نصیحت ہے۔ گو۔ تعین شیخ۔

۳۔ یادہ۔ کواں۔ ہلا۔ حرف تنبیہ ہے۔ نفی کرد۔ یعنی استاد کے بیمار ہونے کا انکار کر دیا۔

سجدہ خلق از زن و از طفل و مرد
 عورتوں اور بچوں اور مردوں کے سجدوں نے
 گفتن ہر یک خداوند و ملک
 ہر ایک کے مالک اور شہو کہنے نے
 کہ بد عولی الہی شد دلیر
 کہ خدائی کے دہے پر دلیر بن گیا
 عقل جزوی استغش و ہم ست وطن
 وہم اور گمان ناقص عقل کے لئے مصیبت ہے
 بر زمین ۲ گر نیم گزرا ہے بود
 زمین پر اگر آدھے گز کا راستہ ہو
 بر سر دیوار عالی گر روی
 اگر تو پونجی دیوار پر چلے
 بلکہ می افتی ز لرز دل بوہم
 بلکہ وہم کی وجہ سے دل کے لرزنے سے تو گر پڑے گا

۱۔ زد۔ یعنی اڑ کر۔ رنجور کرو۔ یعنی فرعون کو خدائی کے وہم کی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اڑا۔ یعنی فرعون اقلندہ لنگھنے میں اڑا ہانا پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا۔ عقل جزوی۔ عقل ناقص، عقل انسانی اس کے بالمقابل عقل کلی ہے جس سے جبرئیل یا حقیقت محمدیہ مراد لیتے ہیں۔

۲۔ بر زمین۔ وہم کو خلاق مانا جاتا ہے انسان زمین پر تیزی سے بھاگا چلا جاتا ہے اور کبھی نہیں گرتا زمین پر بھاگنے میں جس قدر زمین ان کے استعمال میں آتی ہے مگر اس سے دو گنا راستہ کسی بلند دیوار پر ہو تو اس پر کبھی نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اس کو وہم ہوتا ہے کہ وہ گر جانے کا اور اس وقت وہم کی بناء پر وہ گر پڑتا ہے۔ خشکیں۔ استاد گھر جاتے قوت یہ باتیں سوچ رہا تھا۔

۳۔ ننگ من یعنی وہ یہ سوچتی ہے کہ مر جاؤں تو اس کو مجھ سے نجات ملے۔ بام من۔ طشت از بام افتادن مجاہدہ ہے جس کے معنی ہیں بات کا مشہور ہو جانا۔

رنجور شدن استاد معلم بوہم و خیال

وہم اور خیال کی وجہ سے پڑھانے والے استاد کا بیمار پڑنا

گشت استاخت سست از وہم و ہم
 وہم اور ذر سے استاد بہت سست ہو گیا
 خشکیں بازن کہ مہر لست سست
 بیوی پر غصہ تھا کہ اس کو محبت کم ہے
 بیوی پر غصہ تھا کہ اس کو محبت کم ہے
 خود مرا آگہ نہ کرد از رنگ من
 اس نے مجھے میری رنگت سے آگہ نہ کیا
 او محسن و جلوہ خود مست گشت
 وہ اپنے حسن اور جلوے میں مست ہو گئی ہے
 آمد و در راہ شدی وا گشاو
 گھر آیا اور تختی سے دروازہ کھولا
 بر جہدوی کشانید او گلیم
 اٹھا لوہ اس نے کسلی کھینچی
 من بدیں حالم پر سید او نخست
 میں اس حالت میں ہوں اور اس نے پہلے نہ پوچھا
 قصد داردتا رہد از رنگ من
 اس کا تو ارادہ ہے کہ میری ذلت سے نجات پالے
 پیخبر کز بام من افتاد طشت
 اس سے بے خبر کہ طشت میرے ہالاخان سے گرا ہے
 کودکال اندر پئے آل اوستاد
 بچے اس استاد کے پیچھے تھے

گفت زن خیرست چوں زود آمدی
بیوی نے کہا خیر ہے آپ جلد کیوں آ گئے
گفت گوری رنگ و حال من بہیں
اس نے کہا تو اندھی ہے میری رنگ اور حالت دیکھ
تو درون خانہ از بغض و نفاق
تو گھر کے اندر بغض اور نفاق کی وجہ سے
گفت زن اے خولجہ رنجے نیستت
بیوی نے کہا اے جناب آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے
گفت اے غرّ تو ہنوزی در لجاج
اس شوہر نے کہا اے بیوقوف تو بھی جھگڑے میں ہے
گر تو کور و کر شدی مارا چہ جرم
اگر تو اندھی اور بہری ہو گئی ہے تو ہلکا کیا قصور ہے
گفت اے خولجہ بیارم آئینہ
اس نے کہا اے جناب! میں آئینہ لاتی ہوں
گفت رو روچہ توچہ آئینہ ذات
اس نے کہا جا جاؤ کیا تیرا آئینہ کیا
جانہ خواب مرا زو گستران
جلد میرا بستر بچھا دے
زن توقف کرد مردش بانگ زد
بیوی نے ہیر کی اور مرد اس پر چیخا

کہ مبادا ذات نیکت را بدی
خدا نہ کرے آپ کی نیک ذات کو کوئی تکلیف پہنچے
از غم بیگانگان اے اندر حنین
میرے غم میں دوسرے نہ رہے ہیں
می نہ بنی حال من در احتراق
جلنے میں میری حالت نہیں دیکھتی ہے
وہم و ظن و فکر بے معنیستت
آپ کا وہم اور گمان اور فکر بلا وجہ ہے
می نہ بنی ایں تغیر وار تجاج
اس تغیر اور کچھائی کو نہیں دیکھ رہی ہے
مادرین زنجیم و در اندوہ و گرم
ہم تو اس رنج اور غم اور ضیق میں ہیں
تبادلانی کہ ندارم من گند
تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میری کوئی خطا نہیں ہے
دائماً در بغض و کینت و عننت
تو ہمیشہ بغض اور کینت اور سرشی میں مبتلا ہے
تا کچھسم کہ سر من شد گراں
تاکہ میں سو جاؤ مجھے سر گرنی ہے
کائے عدوز در ترا ایں می سزد
کہ اے دشمن جلدی کرتیرے لئے یہ مناسب ہے

۱۔ بیگانگان۔ یعنی بچے جو غیر ہیں
دور رہے ہیں۔ احتراق۔ جلنا بخارا۔
غر۔ غم کے کسر کے ساتھ نا تجرب۔
کار۔ فین کے فتح کے ساتھ زن
فاحش۔ ارتجاج۔ لرزہ۔ کچھائی۔
۲۔ گرم۔ کاف کے ضم کے
ساتھ آئینہ۔ غم۔ تبدیلی۔ آئینہ دیکھ کر
تھمیں معلوم ہو جائے گا کہ تم پہلے نہیں
ہو اور میرا کہنا درست ہے۔ عننت۔
فساد ہلاکت۔
۳۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔
می سزد۔ یہ تاخیر تیرے لئے مناسب
ہے۔ بچھی۔ بوڑھی یعنی استاد کی
بیوی۔ گفت امکان نے۔ یعنی بیوی
کا بولنا ممکن نہ تھا اور نہ اور برے بھلے سنی
لیکن غلط بات پر اس کا دل چل رہا
تھا۔ جد شود۔ یعنی یہ وہی بیماری حقیقی
بیماری بن جائے گی۔

در جامہ خواب افتادن استاد و نالیدن او بو ہم رنجوری
استاد کا بستر میں لیت جانا اور بیماری کے وہم سے اس کا رونا

جامہ خواب آورد و گسترش عجوز
بوڑھی بستر لائی اور اس کے لئے بچھا دیا
گر بگویم متہم دارد مرا
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ مجھ پر جہت دہرے گا
گفت امکان نے و باطن پر زسوز
بوڑھی کے لئے بولنا ممکن نہیں اور دل میں جلن
ور نگویم جد شود ایں ماجرا
اگر کچھ نہیں بولتی ہوں تو یہ قصہ حقیقی بن جائے گا

فال بد رنجور گردند ہے آدمی را کہ شو دستش غمی

برای فال ' بیدار بنا دیتی ہے اس آدمی کو بھی جس کو کوئی غم نہ ہو

قول پیغمبر ﷺ قبولہ یفرض

پیغمبر ﷺ کی بات ماننا فرض کر دی گئی ہے

گر بگویم اے او خیال بد زند

اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ برا خیال کرے گا

مر مرا از خانہ بیروں می کند

مجھے گھر سے بھگانا چاہتی ہے

جامہ خواب افگند و استاد اوفتاد

اس نے بستر بچھایا اور استاد لیت گیا

کودکوں آنجا نشستند و نہاں

بچے وہاں بیٹھ گئے اور آہستہ سے

کایں ہمہ کردیم وہم زندا نسیم

کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں

ہیں دگر اندیشہ باید نمود

خبر دہا دھری تدبیر کرنی چاہیے

دوم بار در وہم افگندن کودکان استاد را کہ اورا از قرآن

بچوں کا استاد کو دوبارہ وہم میں جلا کر دینا کہ قرآن پڑھنے سے اس کو

خواندن صداع آید و در دسر افزاید

سر میں درد پیدا ہو جائے گا اور سر کا درد بڑھ جائے گا

گفت آل زیرک کہ اے قوم پسند

اس ذہین بچے نے کہا اے دوستو!

چوں ہمی خواندند گفتاے کودکان

جب انہوں نے اس طرح پڑھا تو بولا اے بچو!

در دسر افزاید استاد ز بانگ

آواز سے استاد کے سر میں درد بڑھتا ہے

درس خوانید و کنید آوا بلند

سبق پڑھو اور آواز بلند کرو

بانگ ما استاد را دارد زیاں

ہلکی آواز سے استاد کو تکلیف ہوتی ہے

ار زوایں کو در دیا بدسیر دانگ

کیلیہ مناسب ہے کہ زنی کے لئے اس کے سر میں درد

۱۔ گر بگویم۔ اگر میں یہ کہتی ہوں کہ تم بیدار نہیں ہو تو دل میں یہ سوچے گا کہ مجھے کوئی برا کام کرنا ہے جس کی وجہ سے میں اس کو گھر سے نکالنا چاہتی ہوں۔ باصدا نہیں۔ چونکہ اس تدبیر سے بھی انہیں چھٹی نہیں ملتی تھی۔

۲۔ کایں ہمہ۔ یعنی استاد کو بیدار بنانے کی بنیاد بھی ڈالی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دگر اندیشہ کوئی دھری تدبیر۔ فرح۔ خوشی۔ راحت۔ صداع۔ درد

۳۔ گفت۔ یعنی اسی پہلے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ بچے زور زور سے سبق پڑھیں۔ آواز بلند نہیال۔ نقصان۔ استاد۔ استاد۔ دانگ۔ وہم کا چھٹا حصہ۔ ہر بچہ استاد کو ہر مہینہ ایک دانگ دیتا ہوگا۔

خلاصی یافتن کودکان از مکتب بدیس
مگر و سوالِ مادران از ایشان

اس مکاری کی وجہ سے بچوں کو چھٹکارا
حاصل کرنا اور ماؤں کا ان سے پوچھنا

گفت اے اُستاد است گوید روید
استاد نے کہا وہ ٹیک کہتا ہے۔ جاؤ

سجدہ کردند و بگفتند اے کریم
سب نے سجدہ کیا اور کہا اے جناب!

پس بروں جستند سوئے خانہا
پھر وہ گھروں کی جانب باہر کو بھاگے

مادرانِ شاں خشنگیں گشتند و گفت
ان کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا

ان کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا
وقتِ تحصیلِ ست اکنون و شما

یہ حاصل کرنے کا وقت ہے اور تم
عذر آوردند کاے مادر تو ایست

انہوں نے عذر کیا کہ اے ماں تو ٹھہر
عذر آوردند ایشان در زماں

انہوں نے فوراً عذر کیا
از قضائے آسماں اُستادِ ما

آسمانی قضا سے ہمارا استاد
مادران گفتند مکرست و دروغ

ماؤں نے کہا مکاری اور جھوٹ ہے
ماں نے کہا! یہ ہمارا قصور نہ تھا

گشت رنجور و سقیم س و مبتلا
رنجور اور بیمار اور مبتلا ہو گیا

صد دروغ آرید بہر طمعِ دروغ
چھانچ کے لالچ میں تم سو جھوٹ بول رہے ہو

تابہ بنیم اصلِ این مکرِ شما
تاکہ ہمیں تمہارے اس مکر کی اصل معلوم ہو جائے

بر دروغ و صدقِ ما واقف شوید
ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

رفتن ہادرانِ کودکان بامداد بعیادتِ اُستاد

صبح کو بچوں کی ماؤں کا استاد کی حرا ج پرسی کے لئے جانا

۱۔ گفت۔ ذہن بچے کے کہنے پر
استاد نے کہا ہاں میرے سر میں
تمہاری آوازوں سیدو بڑھ گیا باہر
چلے جاؤ۔ اور ہاؤ۔ یعنی بچے یہ دعا
دیتے ہوئے گھروں کو چل دیئے
پھر مرنے۔ یعنی جس طرح چڑیاں
دانک طرف اڑ کر جاتی ہیں۔

۲۔ کتاب۔ مکتب۔ لہو۔ کھیل
کو۔ بخت۔ سچی۔ جواز۔ تحصیل۔
حاصل کرنا۔ یعنی علم حاصل کرنا۔
ایست۔ ٹھہر۔ تقصیر۔ کوتاہی۔ گناہ
۳۔ سقیم۔ بیمار۔ مبتلا۔ آزمائش
میں پڑا ہوا بیمار۔ دروغ۔ وہی چھانچہ۔
صلح۔ صبح۔ غیبت۔ حرا ج پرسی

پُرسشِ اُستاد ہر گوشہ رِواں

ہر جانب سے روانہ ہو کر استاد کی مزاج پری کے لئے

دردِ سرِ راسِ سر بہ بستہ چوں زناں

عموتوں کی طرح دوسری وجہ سے سر کو باندھے ہوئے

سر بہ بستہ رُو کشیدہ در سجاف

سر کو باندھے ہوئے پردے میں منہ چھپائے ہوئے

جُمَلِ گانِ گشتند ہم لاجول گو

سب لاجول پڑھنے لگے

جانِ تو مارا نبودہ زیں خبر

تیری جان کی قسم ہمیں اس کی خبر نہ تھی

آگہم ایں کو دکاں کردند ہیں

بل ان بچوں نے مجھے بتایا

بودہ در باطن چنیں رنجے ثقیل

اند اس قدر بھاری مرض تھا

اُو زوید رنج خود باشد عمی

تو وہ اپنی تکلیف کو دیکھنے سے اندھا ہوتا ہے

کہ ز مشغولی بشد زیشاں خبر

کہ مشغولیت کی وجہ سے ان کو پتہ نہ چلا

روح والہ کہ نہ پس بیند نہ پیش

کیونکہ عاشق کی روح آگاہ دیکھتی ہے نہ پیچھا

کہ بیز دست و پایش را بضراب

کہ تلوار کی مدان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتی ہے

برگمان آنکہ ہست اُو بر قرار

اس خیال سے کہ وہ ٹھیک ہے

خوں از و بسیار رتہ بے خبر

بے خبری میں اس سے بہت خون بہہ جاتا ہے

بامداداں آمدند آں مادراں

صبح کو مائیں پہنچ گئیں

حفتہ اُستاد ہچو بیمار اُگراں

استاد سخت بیماری کی طرح سویا ہوا تھا

ہم عرق کردہ زبیری لطف

لجوں کی کثرت کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا

آہ آہ می گند آہستہ اُو

چکے چکے آہ آہ کرتا تھا

خیر باشد اوستاد ایں دردِ سر

اے استاد خدا خیر کرے یہ دردِ سر

گفت ۲ من ہم بیخِ بودم ازیں

اس نے کہا میں بھی اس سے بے خبر تھا

من بدم غافل بشغل قال و قیل

میں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھا

چوں بجد مشغول باشد آدمی

جب انسان پورا مشغول ہوتا ہے

از زنانِ مصر و یوسف شد سمر

مصر کی عورتوں اور یوسف کا قصہ ہے

پارہ پارہ کرد ساعد ہائے خویش

انہوں نے اپنے گئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے

اے ۳ بسا مرد شجاع اندر جراب

لڑائی میں بہت سے بہادر ہوتے ہیں

اُو ہماں دست آورد در گیر و دار

وہ پکڑ چکلڑ میں اسی ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں

خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر

وہ خرابی میں مبتلا ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے

۱ بیمار گراں۔ سخت بیمار۔ عرق۔

پسینہ۔ سجاف۔ پردہ۔ جان تو۔ تیری جان کی قسم۔

۲ گفت۔ استاد نے کہا اپنے

بیمار ہو جانے کا مجھے بھی پتہ نہ تھا۔ بچوں

نے بتایا ہے۔ قال و قیل۔ سوال و جواب۔ لطف۔ بھاری۔ چوں بجد۔

استاد نے کہا زیادہ مسروریت میں

بیماری کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ می۔

اندھا۔ سر۔ قصہ یعنی مشہور قصہ ہے

کہ زنانِ مصر حضرت یوسف کے

حسن میں ایسی محو ہو گئی تھی کہ انہوں

نے ترنچ کی بجائے اپنے ہاتھ تراش

لئے تھے۔ عاشق میراں۔

۳ اے بسا۔ بہادر لڑائی میں ایسا

مصرف ہوتا ہے کہ اس کو ہاتھ پاؤں

کٹنے کی خبر ہی نہیں ہوتی اور خون بہہ

جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہاتھ سالم ہے

اور اس سے وہ کام کر لیتا ہے۔

در بیان آنکہ تن روح را چوں لباس است دست آستین
 اس کا بیان کہ جسم روح کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے اور یہ ہاتھ روح کے ہاتھ کی آستین
 دستِ روح و اس پائے موزہ پائے روح

ہے اور یہ پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے

۱۔ لیس۔ لباس۔ لابس۔ لباس
 پہننے والا یعنی روح۔ ملیس۔ مت
 چاٹ۔ لیسیدن مصدر کا صیغہ امر
 ہے دیگر مت۔ یعنی روح کے ہاتھ
 پاؤں جو نظر نہیں آتے ہیں۔ دست
 و پا۔ خواب میں انسان جن ہاتھ پاؤں
 کو دیکھتا ہے وہ اس ہادی جسم کے نہیں
 ہیں کیونکہ یہ تو آنکھ سے نظر آتے ہیں
 وہ جسم مثالی کے ہاتھ پاؤں ہوتے
 ہیں۔ ہادی بدن۔ یعنی جسم مثالی۔

۲۔ روح اولد۔ روح کو جسم مضری
 سے نکلنے کے بعد بہت سے
 معاملات پیش آتے ہیں۔ مرغ۔
 اس مضری جسم میں روح ایک پرند کی
 طرح ہے جو حجرے میں بند ہو۔
 ہاش۔ مضری جسم سے نکلنے پر روح
 بلند پرواز بن جاتی ہے۔

۳۔ حکایت۔ چونکہ موانا یہ سمجھا
 رہے تھے کہ جسم مضری کے نقصان
 سے روح میں نقصان نہیں آتا ہے۔
 اب اس حکایت سے یہ بتاتے ہیں
 کہ ان بزرگ کا ہاتھ کٹ جانے کے
 باوجود بطور کرامت کام کرنے لگتا تھا۔

تا بدانی کہ تن آمد چوں لیس
 خبر دہا تو سمجھ لے کہ جسم لباس کی مانند ہے
 روح را توحید اللہ خوشترست
 روح کے لئے اللہ کی توحید بہت بہتر ہے
 دست و پا در خواب بینی و استلاف
 تو خواب میں ہاتھ اور پاؤں اور ان کا جوڑ دیکھتا ہے
 آن توئی کہ بے بدن داری بدن
 تو وہ ہے کہ اس بدن کے علاوہ بدن رکھتا ہے
 روح ۲ دار دے بدن بس کاروبار
 روح کے بدن کے بغیر بہت سے مشغلے ہیں
 ہاش تا مرغ از قفس آید بروں
 غمہر جا کہ پرندہ حجرے سے باہر آئے
 یک حکایت ۳ گویمت گربشہوی
 اگر تو نے تو میں تمھ سے ایک قصہ بیان کروں
 رو بچولا بس لباس را ملیس
 جا پہننے والے کو تلاش کر لباس کو نہ چاٹ
 غیر ظاہر دست و پائے دیگرست
 ظاہر کے علاوہ اس کے دوسرے ہاتھ پاؤں ہیں
 آل حقیقت وال مداش از گزراف
 اس کو حقیقت سمجھ اس کو لغو نہ سمجھ
 پس مترس از جسم جاں بیروں شدن
 تو جان کے جسم سے نکل جانے سے نہ ڈر
 مرغ باشد در قفس بس بیقرار
 پرندہ حجرے میں بہت بے قرار رہتا ہے
 تاہ بینی ہفت چرخ او راز یوں
 تاکہ تو ساتوں آسمانوں کو اس کا فرمانبرداری دیکھے
 در حقیقت بر حقیقت بگروی
 حقیقتاً تو اصلیت پر گریہ ہو جائے گا

حکایت آل درویشی کہ در کورہ خلوت کردہ بود و بیان خلوت
 اس درویش کا قصہ جو پہاڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا اور لوگوں سے جدلی
 انقطاع و خلوت و داخل شدن دریں منقبت کہ انا
 اور خلوت کی شیرینی کا بیان اور اس فضیلت میں داخل ہو جانا کہ میں اس کا
 جلیس من ذکر نی و انیس من استانس بی
 ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اس کا دست ہوں جو مجھ سے انیت کرے

گر باہمہ چو بے معنی بے ہمہ در بے ہمہ چو بانسی با ہمہ
 اگر تو سب کے ساتھ ہے بلکہ بے معنی ہے سب کے ساتھ ہے

خلوت اور ہوا بود ہم خواب و ندیم
خلوت اس کی دن رات کی ساتھی تھی
بود از انہاں مردوزن ملول
وہ مرد و عورت کے سانوں سے جگ تھا
سہل شد ہم قوم دیگر را سفر
دوسروں کے لئے سفر بھی آسان ہے
عاشق ست آں خوبہ بر آہنگری
وہ خوبہ سرد لوبہ اپنے پر عاشق ہے
میل آزا دروش انداختند
اس کا رجحان اس کے دل میں ڈال دیا ہے
خارخس بے آب و بادے کے زود
گھڑا کرکٹ ہوا لوبہ پانی کے بغیر کب روانہ ہوتا ہے؟
پر دولت برکشا ہچموں ہما
ہماری طرح خوش نصیبی کے پر کھل دے
نوحہ می گن ہچ منشیں از حسیں
رونے رونے سے تھک کر کبھی نہ بیٹھ
جاہلاں آخر بسر بری زند
جاہل آخر میں سر پیٹے ہیں
تانہ باشی تو پشیمان یوم دیں
تاکہ تو قیامت کے دن پشیمان نہ ہو

بود در ویشے باہسارے مقیم
ایک دویش ایک پہاڑ میں مقیم تھا
چوں ز خالق می رسید اورا شمول
چونکہ اس تک اللہ تعالیٰ کی ہوا پہنچی تھی
ہمچناں کہ سہل شد ما را حضر
جیسا کہ ہمارے لئے اقامت آسان ہے
آنچنانکہ عاشقی بر سروری
جیسا کہ تو سرداری پر عاشق ہے
ہر کسے را بہر کارے ساختند
ہر ایک کو ایک کام کے لئے بنایا ہے
دست و پا بے میل جہاں کے شود
بغیر رجحان کے ہاتھ لہ پاؤں کب ملتے ہیں
گر بہ بنی میل خود سوئے سما
اگر تو اپنا رجحان آسمان کی طرف دیکھے
وہ بہ بنی میل خود سوئے زمیں
اگر تو اپنا رجحان زمین کی طرف دیکھے
عاقلاں خود نوجہا پیشیں کنند
عقل مند پہلے سے رو پیتے ہیں
ز ابتداء کار آخر راہیں
کام کے شروع میں انجام کو دیکھ لے

۱۔ خلوت۔ یعنی گوشہ تنہائی اور کا
لوڑھنا بچھونا تھا۔ ندیم۔ ہم مجلس۔
شمول۔ شین کے زبر کے ساتھ شملی
ہوا۔ انہاں۔ نفس کی جمع ہے سانس۔
حضر۔ اقامت سردی۔ سرداری۔
آہنگری۔ لوبہ پن۔

۲۔ ہر کسے۔ حدیث شریف میں
ہے کُلُّ مَسْرُومٍ خَلِقٌ لَّہُ۔ ہر
شخص کے لئے وہ کام سہل ہے جس
کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ دست
و پا۔ انسان کے ہاتھ پاؤں کسی کام
میں تب ہی حرکت میں آتے ہیں
جبکہ اس کام کی دلی خواہش ہوئی
ہے۔ گر بہ بنی۔ عالم بالا کی طرف
میلان سعادت کی علامت ہے۔ لوبہ
نیک کاموں کے صدور کا سبب ہے۔
دنیوی کاموں کی طرف میلان جانی
کاسب ہے۔

۳۔ عاقلاں۔ عقلمند وہ ہے جو جتنی
سے کمال جتنی کے اسباب کی اصلاح
کر لے۔ جاہل جتنی کے بعد رہتا
ہے جو بے سود ہوتا ہے۔ زابتداء۔
دنیوی زندگی میں اگر آخرت کی
رسوائیوں سے نجات حاصل کرنے کا
تو حشر میں نام نہ ہوگا۔ دیدن زرگر۔
سند نے انجام پر نظر کر لی تو پریشانی
سے بچ گیا۔ غریب۔ چھلنی اس نے
سونا تولنے کا کاشا مانگا تھا۔ سند نے
چھلنی سے انکار کیا۔ میزان وہ اس
نے دوبارہ کاشا مانگا تو سند نے کہا
یہ۔ پاس جھاڑو نہیں ہے۔

دیدن زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفق عاقبت گفتن با مستعیر ترازو

سند کا انجام کار کو دیکھنا اور ترازو ماننے والے سے انجام کے مطابق بات کہنا

آں یکے آمد بہ پیش زرگرے
ایک صاحب ایک سند کے پاس آئے
گفت رو خوبہ مرا غر بال نیست
گفت میزماں وہ بریں تسخر مایست
اس نے کہا جناب! جائے میرے پاس چھلنی نہیں ہے
کہ ترازو وہ کہ بر سخم زرے
کہ ترازو دیدے میں سونا تو لوں گا
اس نے کہا ترازو دے دے اسے اسے تسخرے میں نہ پڑ

گفت جا رو بے ندارم دُر دکاں
 اس نے کہا میری دکاں میں جھاڑو نہیں ہے
 مَن ترازوئے کہ میخوایم ہم بدہ
 میں جو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدہ
 گفت بشنوم سخن کر نیستم
 اس نے کہا میں نے بات سن لی ہے میں بہر نہیں ہوں
 ایں شنیدم لیک پیری مرتعش
 میں نے سن لیا لیکن رعش وہا بوزحا ہے
 فہم کردم لیک پیری ناتواں
 میں سمجھ گیا لیکن تو کمزور بوزحا ہے
 واں زر تو ہم قراضہ خرد و مُرد
 تیرا سونا بھی ذرہ ذرہ کترن ہے
 پس بگوئی خولجہ جا رو بے بیار
 پھر تو کیسے گا جنابا جھاڑو لا دیجئے
 چوں بروبی خاک را جمع آوری
 جب تو جھاڑو لگا کر مٹی کو اکٹھا کر لے گا
 تابہ بیزم خاک وز رجوم ازاں
 تاکہ میں مٹی کو چھاؤں اور اس میں سونا تلاش کروں
 من ز اول دیدہ ام آخر تمام
 میں نے شروع میں انجام دیکھ لیا ہے
 ہر کہ اول میں بود اُمی بود
 جو شروع پر نظر کرنے والا ہے اندھا ہے
 ہر کہ اول نگر و پایان کار
 جو شروع میں انجام کو دیکھ لیتا ہے
 حکم چوں بر عاقبت اندیشی ست
 علم چونکہ انجام نبی پر ہے

گفت بس بس ایں مضاحک را ہماں
 اس نے کہا بس بس یہ ٹھونس رہے دے
 خویشتن را کرا مکن ہر سو مجھ
 اپنے آپ کو بہرا نہ بنا ہر طرف گریز نہ کر
 تانہ پنداری کے بے معنیست
 تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ میں مہمل ہوں
 دست لرزاں جسم تو تا متعش
 تیرا ہاتھ لرزتا ہے تیرا جسم نہ اٹھنے والا ہے
 دست از ضعف ست لرزاں ہر زماں
 ہر وقت کمزوری سے تیرا ہاتھ کانپتا ہے
 دست لرزد پس بریزد زر خرد
 ہاتھ کانپے گا سونے کے ریزے گر جائیں گے
 تا بجویم زر خود را در غبار
 تاکہ میں مٹی میں لہنا سونا تلاش کر لوں
 گویم غرباں خواہم اے خری
 مجھ سے کہے گا اے بھلے میں چھلتی چاہتا ہوں
 کے بود غرباں مارا در دکاں
 ہمدی دکاں میں چھلتی کہیں ہو گی؟
 جائے دیگر روا زینجا و اسلام
 یہاں سے دھری جگہ چلا جاؤ و السلام
 ہر کہ آخر میں چہ با معنی بود
 جو انجام کو دیکھنے والا ہے اس قدر معقول ہوتا ہے
 اندر آخر او نگر و شرمسار
 آخر میں وہ شرمندہ نہیں ہوتا ہے
 بادشاہی بندہ درویشی ست
 شاہی درویشی کی غلام ہے

لے کر بہرا سو۔ یعنی میں کانٹا
 مانگتا ہوں تو چھلتی اور جھاڑو کی بات کرتا
 ہے بے معنی۔ لائق۔ بیوقوف
 مہمل۔ مرتعش۔ رعش کا پہلا رخس کی وجہ
 سے ہاتھ ہلرہتے ہیں۔ متعش۔ گر
 کر اٹھ جانے والا۔

ح فہم کردم۔ یعنی میں سمجھ گیا ہوں
 کہ تو سونا تو لے لے کے لئے کانٹا مانگ
 رہا ہے قراضہ یعنی کئی کترن۔ خرد
 مرد۔ ریزہ ریزہ پس۔ یعنی جب وہ
 سونے کے ریزے گر جائیں گے تو
 ان کو سمہنے کے لئے جھاڑو مانگے گا
 اور چھاننے کے لئے چھلتی مانگے
 گا۔ خری۔ لائق۔

ح من ز اول۔ میں پہلے ہی یہ
 ساری باتیں سمجھ گیا ہوں اور تیرے
 معاملہ کا انجام مجھے نظر آ گیا ہے لہذا
 میں نے انجام پر نظر کر کے تجھے
 جہلات دینے تھے۔ ہر کہ جو ابتدا
 کار کو دیکھے اور انجام پر نظر نہ کرے وہ
 اندھا ہے عقلمند وہی ہے جو آغاز میں
 انتہا پر نظر کرے حکم چوں۔ جبکہ ہلدا
 آخر پر پہلے بادشاہی کا انجام ہی دنیا
 سے حمیدت جانا ہے اور درویش
 پہلے ہی سے دنیا سے دستبردار ہو جاتا
 ہے لہذا درویشی بادشاہی سے افضل
 ہے۔

عاقبت بیناں بوند اہل رشاد
ہدایت یافتہ انجام کو دیکھنے والے ہوتے ہیں
درگروا للہ اعلم بالسداد
خوب سمجھ لے، خدایا کو خوب جانتا ہے
اس سخن پایاں ندارد راز گو
اس بات کا اخیر نہیں ہے نہاں بتا
قصہ آں مرد زاہد باز گو
اس زہد مرد کا قصہ پھر کہہ
کن تمام اکنوں حدیث شیخ فرد
آب یکتا شیخ کی بات پوری کر
کاندراں کہسار بودش خواب او خورد
جس کا رہن سہن اور کھانا پینا پہاڑ میں تھا

بقیہ قصہ آن ز اہد کو ہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کو ہی از درخت
پہاڑ میں رہنے والے اس عبادت گزار کا بقیہ قصہ جس نے منت مان لی تھی کہ میں
بازنگیرم و درخت رانفشانم و کسے رانگویم بصریح و کنایت
درخت سے پہاڑی میوہ نہ توڑوں گا اور درخت کو نہ جھاڑوں گا اور کسی سے صاف اور
کہ بیفشال و آں را بخورم کہ باد از درخت افگندہ باشد
اشعار میں نہ کہوں گا کہ تو جھاڑو دے اور اس کو کھاؤں گا جس کو ہوا درخت سے گرا دے گی

۱ اشجار۔ شجر کی جمع ہے درخت۔
ثمار۔ ثمرہ کی جمع ہے پھل۔
وہما۔ ہمیشہ۔ کچنم۔ یعنی میں درخت
سے پھل نہ توڑوں گا۔ کل صین۔ کسی
وقت۔ متعیش۔ قائم کھڑا۔

۲ استثناء۔ وعدہ اور عہد میں لفظ
ان شاء اللہ کہنا۔ گرضہا خواہد۔ یا انشاء
اللہ کا ترجمہ ہے۔

اندراں کہ بود اشجار! و شمار
اس پہاڑ میں درخت اور پھل تھے
قوت آں درویش بود آں میوہا
اس درویش کی خوراک اور پھل تھے
گفت آں درویش یارب باتو من
اس درویش نے کہا اے اللہ! میں نے تجھ سے
خود کچنم میوہ را در کل حصی
میں کسی وقت بھی خود پھل نہ توڑوں گا
جز ازاں میوہ کہ باد اندازدش
اس پھل کے علاوہ جس کو ہوا گرا دے
مدتے بر نذر خود بودش وفا
ایک زمانہ تک یہ اپنے عہد کا پابند تھا
زیں سبب فرمود استثناء ۲ کدید
اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ استثناء کر لو
سیب و امرود و انار بے شمار
بے شمار سیب اور امرود اور انار تھے
غیر آں چیزے نخوردے وانما
ان کے علاوہ وہ کبھی کوئی چیز نہ کھاتا
عہد کردم کہ کچنم در زمن
عہد کیا ہے کہ میں کسی وقت بھی پھل نہ توڑوں گا
نیز غیرے رانگویم کہ بچیں
دوسرے سے بھی نہ کہوں گا کہ توڑ دے
من کچنم از درخت متعیش
میں کھڑے درخت سے نہ توڑوں گا
تا درآمد امتحانات قضا
یہاں تک کہ قضاہ خدوندی سے آزمائش آگئیں
گر خدا خواہد بہ پیمان بر زیند
"اگر خدا نے چاہا" عہد میں لگا لو

زانکہ حکم کار در دست من است
 کیونکہ معاملہ کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے
 ہر زمان دل را دگر میلے دہم
 میں ہر وقت دل میں ایک دوسری خواہش پیدا کرتا ہوں
 کل اصباح لنا شان جلید
 ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے
 در حدیث آمد کہ دل پمخوں پر است
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ دل پر کی طرح ہے
 باد پر را ہر طرف راند گراف
 ہوا پر کو خوب ٹولا ہر طرف لے جاتا ہے
 در حدیث دیگر ایں دل داں پختاں
 دوسری حدیث میں ہے اس دل کو ایسا سمجھو
 ہر زمان دل را دگر رائے بود
 ہر لمحہ دل کی ایک دوسری رائے ہوتی ہے
 پس چرا ایمن شوی بر رائے دل
 تو تو دل کی رائے پر کیوں مطمئن ہوتا ہے
 ۶ شہم ۳ از تاثیر حکم است و قدر
 یہ بھی اللہ کے حکم اور تقریر کی تاثیر کی وجہ سے ہے
 نیست خود از مرغ پر ال این عجب
 کیا اپنے والے پرند سے یہ عجب کی بات نہیں ہے؟
 اس عجب کہ دام بیند ہم و تد
 یہ عجب ہے کہ وہ جال اور کھوٹی دیکھتا ہے
 چشم باز و گوش باز و دام پیش
 آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور کان کھلے ہوئے ہیں اور سامنے جال ہے

اختیار جملگاں پست امن است
 سب کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے
 ہر نفس بر دل دگر دانے نهم
 ہر سانس میں دل پر ایک دوسرا دانہ لگا دیتا ہوں
 کل شیء امرادی لایحید
 کوئی چیز میرے ارادہ سے انحراف نہیں کرتی ہے
 در بیا بانے اسیر صر صر است
 جو میدان میں آمدگی کا پابند ہے
 گد چپ و گد راست با صد اختلاف
 سبیلوں مختلف طریقوں سے کبھی بائیں کبھی دائیں
 کاب جو شاں ز آتش اندر قاز عاں
 جیسا کہ دیکھ میں جوش مانتا ہوا پانی
 آل نہ از وے لیک از جائے بود
 وہاں کی جانب سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے ہوتی ہے
 عہد بندی تا شوی آخر خجل
 تو عہد کر لیتا ہے تاکہ آخر میں شرمندہ ہو
 چاہ می بینی و نتوانی حذر
 تو کنواں دیکھتا ہے اور بچ نہیں سکتا ہے
 گونہ بیند دام و افتد در عطب
 کہ وہ جال نہیں دیکھ پاتا اور ہلاکت میں گرتا ہے
 گر بخواید در نخواستہ می فتد
 خواہ چاہے یا نہ چاہیے پھنس جاتا ہے
 سوئے دامی پرد باپرد خویش
 اپنے ہی بازوؤں سے جال کی جانب پرواز کرتا ہے

۱ پست۔ ماتحت۔ ہر زمان۔
 حدیث میں ہے ان قلوب بنی
 آدم کلفها تین اصعب من اضع
 لروحمن کقلب واحد یصرفہ
 کیف نشاء یعنی انسانوں کے سب
 قلب اللہ تعالیٰ کی وہ انگلیوں کے
 درمیان اس طرح سے ہیں جیسا کہ
 ایک قلب ان کو جس طرح چاہتا ہے
 لٹکا پلٹتا ہے۔ کل اصباح۔ قرآن
 پاک میں ہے کل یوم یوفی
 شانہ یعنی ہر دن اللہ کی ایک نئی شان
 ہے۔ در حدیث آمد۔ حدیث شریف
 سے مغل قلب کونشہ فی فلاج
 تغلظها الریاح کیف نشاء یعنی دل
 کی مثال میدان میں پرزے ہوئے پر
 کی سی ہے جس کو ہوا میں جس طرف
 کوجاتی ہیں پلٹتی ہیں۔

۲ در حدیث دیگر حدیث شریف
 سے قلت المؤمن لفتد غلیفا من
 القلوب۔ مؤمن کا دل ہاڑی سے بھی
 زیادہ جوش کھاتا ہے۔ یعنی ایک حال پر
 نہیں رہتا۔ کبھی اس میں بال آتا ہے
 کبھی بجاؤ آتا ہے قاز خان۔ اور
 کہ گان ترکی لفظ ہے کہڑھلی اور
 دیکھ کو کہتے ہیں جائے بود۔ یعنی
 قاب میں یہ کیفیات اللہ تعالیٰ پیدا
 فرماتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا
 کسی دیگر بزرگ کا قول ہے
 غرقت رہتی بفسخ العزائم میں
 نے اپنے خدا کو لوگوں کی تہذیب سے
 پھینکا۔

۳ ۶ شہم۔ یعنی بغیر انشا باللہ کے
 عہد کرنا اور پھر اس کے ٹوٹنے پر
 شرمندہ ہونا۔ وفد۔ وہ کھوٹی جس میں
 جال کا سرا بانڈھتے ہیں۔ چشم باز۔
 پرند کے سب ہوش و حواس درست
 ہوتے ہیں اور پھر اپنے اختیار سے
 جال میں پھنستا ہے۔



تشبیہ لے بند دام قضا بصورت پہنہاں و اثر پیدا
قضائے خداوندی کے جال کی تشبیہ جو ظاہر میں پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

۱ تشبیہ قضا خداوندی پوشیدہ ہے اور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح عشق کا معاملہ ہے۔ اُنکے گذری۔ بلا۔ یعنی عشق۔ نگار۔ معشوق۔ اُنکے۔ آتش۔ قہاش۔ بصرہ۔ قاف کی جمع ہے گھر کا سلمان ریشین یعنی کپڑا۔

۲ مریش۔ یہ لفظ شین ضمیر سے جو کہ مہتر زاہد کی طرف لوتی ہے اور مرے جو کہ مرا کا لالہ ہے اور جھگڑے کے معنی میں آتا ہے سے مرکب یعنی اس مہتر زاہد سے ہر شخص اختلاف اور نزاع کرتا تھا اس وجہ سے اس کا دل اور زخمی تھا۔ کام۔ مروا۔ مقصد۔ اوبار دار۔ بد بختانہ کیا۔ بزرگ، معظم۔ ہمت۔ بزرگوں کی روحانی توجہ۔

۳ دست باز۔ یعنی اس مہتر زاہد سے کہ نہ ہاتھ میں بیڑی بھی نہ پاؤں میں زنجیر عشق کی ناپید بیڑیاں تھیں۔ موکل مقرر کردہ شخص۔ سپاہی۔ مناس۔ بجاؤں کی جگہ۔ عشقی۔ پوشیدہ سنی۔ برگزیدہ۔ مومن۔ چھینکی جگہ۔ برتو۔ عشق کی زنجیریں لوہے کی زنجیروں سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں اور عشق کا قید خان عام قید خانوں سے زیادہ سخت ہے۔ لوہے کی زنجیر کو لہند کاٹ سکتا ہے اور عام قید خانوں میں کو سہیل لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن عشق کے معاملہ میں یہ ممکن نہیں ہے۔

بگر اندر دلق مہتر زاہد
ایک امیر زاہد کو گذری کے اندر دیکھ
در ہوائے یک نگارے سوختہ
وہ ایک معشوق کے عشق میں تپو ہے
خوار گشتہ درمیں قوم خویش
اپنی قوم میں ذلیل ہو گیا ہے
خان و مال رفتہ شدہ بدنام و خوار
گھر بار جا چکا ہے وہ بدنام اور ذلیل ہو گیا ہے
زاہدے بیند بگوید اے کیا
کسی بزرگ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے بزرگ
کاندریں ادبار زشت افتادہ ام
کہ میں اس بڑی نخوت میں پھنسا ہوں
ہمتے تلو کہ من زیں وار ہم
توجہ دیجئے شاید میں اس نجات پا جاؤں
اس دُعامی خواہد او از عام و خاص
وہ ہر خاص و عام سے یہ دعا چاہتا ہے
دست باز و پایئے بازو بندنے
ہاتھ کھلے ہوئے اور پاؤں کھلے ہوئے اور کوئی قید نہیں ہے
از کدا میں بندی جوئی خاص
تو کس بیڑی سے خلاصی کا جویاں ہے؟
بند تقدیر و قضائے محتفی
تقدیر کی بیڑی اور پوشیدہ تقدیر
گرچہ پیدا نیست آل در کمین ست
اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

سر برہنہ در بلا افتادہ
نگے سر ہے مصیبت میں پڑا ہے
آتش و املاک خود بفر و ختہ
اپنا سالن اور جائیداد سچ چکا ہے
مر ہمیش نایاب و دل ریش از مریش
اور دل اس کے انکار سے زخمی اور اس کا مرہم نایاب ہے
کام دشمن می رود ادبار وار
منہوں دشمن کے مقصود کے مطابق چلن اختیار کئے ہوئے
ہمتے می وار از بہر خدا
خدا کے لئے توجہ دیجئے
مال و زر و نعمت از کف دادہ ام
مال و زر اور نعمت ہاتھ سے دے چکا ہوں
زیں گل تیرہ بود کہ بر جہم
ہو سکتا ہے کہ میں اس کالی کچڑے سے نکل جاؤں
تا کہ یا بدیک دے از عم خلاص
تا کہ تھوڑی دیر کے لئے غم سے نجات حاصل کر لے
نے موکل بر سرش نے آئے
نہ اس کے سر پر کوئی سپاہی ہے نہ بیڑی
وز کدا میں جلس منخواہی مناس
اور تو کوئی قید سے پھٹکا چاہتا ہے؟
کہ نہ بینداں بجز جان صفی
جس کو برگزیدہ ہستی کے علاوہ کوئی نہیں دیکھ سکتا
برتر از زندان و بند آہن ست
لیکن قید خانہ اور بیڑی سے براہ گرتے

زانکہ آہنگر مرآں را شکند

کیونکہ لوہد اس کو توڑ دیتا ہے

اے عجب این بند پہل گراں

تجب ہے یہ پوشیدہ بھاری بیزی

دیدن آں بند احمد را رسد

اس پھندے کو دیکھنے کا امر کو حق ہے

دید بر پشت عیال بلوہب

انہوں نے اہلبہ کی بیوی کی کمر پر دیکھا

جبل و ہیزم را جز آں چشمے پدید

رسی اور گھر کو اس آنکھ سے سوا کسی نے نہ دیکھا

باقیائش جملہ تاویلے ۲ کنند

ان کے ۳۰ سب تاویل کرتے ہیں

لیک ۳ از تاثیر آں پشتش دو تو

لیکن اس کی تاثیر سے اس کی کمر دہری

کہ دُعائے ہمتے تا وارہم

کہ دعا ' توجہ تاکہ میں چھوٹ جاؤں

آنکہ بیند این علامتہا پدید

جو ان علامتوں کو گھلا دیکھتا ہے

داند و پوشد بامر ذوالجلال

وہ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھپاتا ہے

ایں سخن پایاں نذر دآں فقیر

اس بات کا غامض نہیں ہے وہ درویش

مضطرب شدن آن فقیر نذر کنندہ

بگندن امرود از درخت

اس عہد کرنے والے درویش کا درخت سے امرود توڑنے پر مجبور ہو جانا

و گوشال حق تعالی رسیدن بے مہلت برو

اور بغیر تاخیر کے اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشالی کا پہنچنا

خفرہ گر ہم نشت زنداں برگند

کو میل گانے والا قید خانہ کی لٹٹ اکھاڑ دیتا ہے

عاجز از تسکیر آں آہنگراں

اس کے کاٹنے سے لوہد عاجز ہیں

برگلوئے نشت جبل من مسد

جو موج کی رسی گلے میں بندھی ہوئی ہے

تنگ ہیزم گفت بحمالہ خطب

ایندھن کا ٹھنڈا فرمایا ' ایندھن اٹھانے والی ہے

کہ پدید آید بروہر نا پدید

نہیں کے لئے ہر پوشیدہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے

کایں ز بیہوشیست وایشاں ہوشمند

کیونکہ یہ دید بیہوشی میں ہوتی ہے اور ہوشمند میں

گشتہ و ناللاں شدہ در پیش او

ہو رہی ہے اور وہ اس کے سامنے رو رہا ہے

تا ازیں بند نہاں بیروں جہم

تاکہ اس پوشیدہ بیزی سے میں باہر نکل آؤں

چوں نداند و شتی را از سعید

وہ بد بخت اور نیک بخت کی کیوں نہ دیکھ لے گا؟

کہ نباشد کشف راز حق حلال

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راز کھلانا جائز نہیں ہے

از مجاعت شد زبون و تن اسیر

مجھوک سے کمزور ہو گیا اور جسم قیدی تھا

مضطرب شدن آن فقیر نذر کنندہ

بگندن امرود از درخت

اس عہد کرنے والے درویش کا درخت سے امرود توڑنے پر مجبور ہو جانا

و گوشال حق تعالی رسیدن بے مہلت برو

اور بغیر تاخیر کے اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشالی کا پہنچنا

تسکیر۔ توڑنا۔ دیدن آں بند۔

یعنی کھلی بند کو آنحضرت علیہ السلام اور

ولایا بد کہہ سکتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

جو ام جلیل اللہ کی بیوی کی گردن

میں تھی اور اس ٹھنڈے کو جو اس کی کمر پر تھا

دیکھ رہے تھے حملہ اخطب۔ سوائے

تبت میں اہلبہ کی بیوی ام جلیل

بنت حرب کے باہر سے خندہ

الخطب لیس جلیھا خندہ من

مسل آیا ہے یعنی وہ لکڑیوں کا ٹھنڈا

اٹھانے والی ہے اس کے گلے میں

مہر کی رسی سے مختصرین نے اس

کی مختلف جوہلیوں کی ہیں مولانا

فرماتے ہیں تاویلوں کی ضرورت نہیں

آنحضرت کو یہ چیزیں نظر آتی تھیں۔

۲ تاویل۔ مختصرین نے ٹھنڈے

بارگنہ یا چکنوری اور رسی سے جہم کا

طوق مراد لیا ہے مکان میں۔ ان

چیزوں کا دیدار اس وقت ہوتا ہے جبکہ

انسان دنیوی حواس ختم کر کے خود

فراموش اختیار کر لے۔ وایشاں۔ ان

تاویل کرنے والوں کے ظاہری ہوش

وہاں ہیں۔

۳ لیک۔ یہاں سے پھر امیر زاہد

کا حال شروع کیا ہے۔ پیش اور زلمہ

کے سامنے آئے جن کو اللہ تعالیٰ نے

نور بصیرت عطا فرمایا ہے وہ سب

علامتیں دیکھ لیتے ہیں اور شتی سعید

میں فرق کر لیتے ہیں۔ دانہ۔ لیکن

اصحاب بصیرت اللہ کے راز ظاہر نہیں

کرتے ہیں۔ مجاعت۔ مجھوک

گوشال۔ سزا یعنی ان بزرگ کو عہد

کھلی کی یہ سزا ملی کہ چھری کے ازام

میں ان کا ہاتھ کاٹنا۔

ز آتشِ جو عیشِ صُبُوری می گریخت

اس کی بھوک کی آگ سے صبر بھالتا تھا

باز صبرے کرد و نمود را در کشید

پھر صبر کیا اور اپنے آپ کو روکا

طبع را بر خوردنِ آلِ چیر کرد

طبیعت کو اس کے کھانے پر غالب کر دیا

کرد زہد رازِ نذرش بیوفا

زہد کو عہد سے بے وفا بنادیا

گشت اندر نذر و عہد خویش سُست

اپنی منت اور عہد میں کمزور پڑ گیا

چشم او بکشاد و گوش او کشید

جس نے اس کی آنکھیں کھولیں اور کان کھینچے

امتحانہا ہست در راہِ اے پسر

اے صاحبزادے! راہ میں ان کے بہت امتحان ہیں

تائمانی شرمسار و ممتحن

تاکہ تو شرمندہ اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو

بر خطرِ منشین و بیروںِ جہ ہلا

خبردار! خطرے میں نہ پڑ اور باہر نکل

لیکن حق تا خود کرا بد سبق

لیکن دیکھا اللہ تعالیٰ اس کو سبقت کرنے کی توفیق دیتا ہے

نذرہا کردیم در ہر بارہا

بارہا پوشیدہ طور پر منتیں مانیں

عاجزیم و ناتوان و مضطربیم

ہم تو عاجز اور ناتواں اور مجبور ہیں

وائے برما زانکہ رسوائی بُود

ہم پر افسوس ہے کیونکہ رسوائی ہو گئی

بہجر از آں باد امرودے نریخت

ہوا نے پانچ دن تک کوئی امرود نہ گرایا

بر سر شاخِ مرودے چند دید

اس نے ایک شاخ پر کئی امرود دیکھے

باد آمد شاخ را سر زیر کرد

ہوا چلی شاخ کو نیچے جھکا دیا

جوع و ضعف و قوت جذبِ قضا

بھوک اور کمزوری اور قضا کی کشش کی طاقت نے

چونکہ از امرود بن میوہ شکست

جب امرود کے درخت سے پھل توڑا

ہم در اں دم گوشمالِ حق رسید

تو بلا اللہ تعالیٰ کی باریابی سے گوشمال ہوئی

مخلصاں باشند دایم در خطر

مخلصین ہمیشہ خطرے میں ہوتے ہیں

عہد ربااید وفا اے جانِ من

اے جانِ من! عہد کو پورا کرنا چاہیے

یا ممکن نذرے کہ نتوانی وفا

یا وہ عہد ہی نہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے

نذر ربااید وفا در راہِ حق

اللہ تعالیٰ کی راہ میں عہد پورا کرنا چاہیے

عہدہا بستیم بس در کارہا

ہم نے بہت سے کاموں کے عہد کئے

قوتِ آل کو کہ پایاں آوریم

وہ طاقت کہاں ہے کہ ہم پورا کریں

گر نہ فصلت و سنگیر ما شود

اے اللہ اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے

اے اللہ اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے

اے اللہ اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے

اے اللہ اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے

۱۔ بہجر از۔ پانچ دن بھوکا رہنے سے ان میں صبر کی طاقت نہ رہی۔

۲۔ کشید۔ یعنی امرود توڑنے سے اپنے آپ کو باز رکھا۔ طبع۔ یعنی طبیعت غالب آگئی اور صبر مغلوب ہو گیا۔

۳۔ بیوفا۔ ان بزرگ نے عہد کیا تھا کہ کوئی پھل خود توڑ کر نہ کھائے گا۔

۴۔ امرود بن۔ امرود کا درخت۔

۵۔ متان۔ آئیں اپنی خاطر آئی۔

۶۔ مخلصاں۔ مشہور مقولہ سے نزدیک راہ میں جو حیرانی جو بارگاہ کے مقرب ہوتے ہیں ان کی بڑی آزمائش ہوتی ہے۔ ممتحن۔ مبتلا۔

۷۔ ایک۔ عہد کی وفا ضروری ہے لیکن یہ بھی خداوندی توفیق ہی سے ہو سکتا ہے۔ عہدہا۔ یہاں سے مولانا نے اپنے عہدوں کی وفا کی دعا شروع کر دی ہے۔ پایاں۔ یعنی عہدوں کو انجام تک پہنچانا۔ مضطر۔ مجبور۔ گرنہ۔

۸۔ فصلت۔ اگر عہد پورا نہ کرے۔

۹۔ سنگیر۔ لے لے اللہ کا فضل شامل حال نہ ہوگا تو

۱۰۔ اصحاب رسوائی ہوگی۔

نذر ما ربا وفا پیوستہ دار
ہمارے عہد کو وفا سے جوڑ دے
باز گشتم سونے قصہ کاں فقیر
قصہ کی طرف میں پھر پلٹا کہ اس رویش نے
غیرت حق گوشمالش داد زود
اللہ تعالیٰ نے غیرت سے فوراً اس کو سزا دی
جمعے از دزدان بدند آنجا مگر
وہاں چوروں کا ایک گروہ تھا شاید
اتفاقاً دزد چندے ساختند
اتفاقاً چند چور بھاگے

مقیم کردن شیخ ربا دزد
اس رویش کو چوروں کے ساتھ

پیست از دزدان بدند آنجا ویش
وہاں میں ہر کچھ زیادہ چور تھے
شحنہ را غماز آگہ کردہ یود
کٹوال کو خبر نے خبر دیدی تھی
شحنہ ۲ حالی عزم آں کہسار کرد
کٹوال نے فوراً اس پہاڑ کا قصد کیا
پس بفرمود از غضب جلا درا
پھر غصہ سے جلا کو حکم دیا
ہم بدانجا پائے چپ و دست راست
اس جگہ بائیں پاؤں اور داہنا ہاتھ
دست زائد ہم بریدہ شد غلط ۳
غلطی سے شیخ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا
در زماں آمد سوارے بس گزیں
فوراً ایک معزز سوار آیا

عہد ما را از کرم دار استوار
کرم کر کے ہمارے عہد کو مضبوط کر دے
عہد چوں بشکست دردم شد اسیر
جیسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا
زانکہ فرمودست اوفوا بالعقود
کیونکہ اس نے فرمایا عہدوں کو پورا کر
درمیاں آوردہ بے مریم و زر
وہ لاتعداد اور سونا لائے تھے
واندرں کہسار مسکن ساختند
وہاں پہاڑ میں انہوں نے ٹھکانا بنا لیا

داں و بریدن دستش را
نہتم کرنا اور اس کا ہاتھ کاٹنا

بخش می کردند مسروقات خویش
اپنی چوری کا مال بانٹ رہے تھے
مردم شحنہ در افتادند زود
کٹوال کے آدمی جلد آ پہنچے
جملہ را بگرفت و بست آں شیر مرد
اس شیر مرد نے سب کو گرفت کر لیا اور باندھ لیا
دست و پئی ہریک از تن گن جدا
ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں بدن سے جدا کر دے
جملہ را برید و غوغائے نجاست
سب کا کاٹ دیا اور شور برپا ہو گیا
پاش را می خواست ہم کردن سقط
پاؤں کو بھی اس نے بیکار کرنا چاہا
بانگ برزد برعوال کاے سگ بے بین
سپاہی پر چیخا لے کتے! دیکھ خیراد

۱ آسجا۔ یعنی اس عداقت میں۔
بے مر۔ بے حد۔ مسروقات۔ چرائی
ہوئی چیزیں۔ شحنہ کٹوال۔ غماز۔
چلتی و پھرتی۔

۲ شحنہ کٹوال نے سب آدمیوں
کو پکڑ کر باندھ لیا۔ جلا۔ سزاؤں کو
جاری کرنے والا۔ ہم۔ یعنی جلاوٹے
فوراً ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بائیں پاؤں
کاٹ دیا۔ غوغا۔ شور و غل۔

۳ غلط۔ یعنی اس شبہ میں کہ وہ
بھی چور ہے۔ سقط۔ بیکار چیز۔
ہر زماں۔ کوئی مرد غیب جلاوٹپاسی پر
چیخا۔

اِس فِلاں شیخِ ست و ابدالِ اِخدا
 یہ فلاں بزرگ اور خدا کے ابدال میں سے ہے
 اَل عِواں بدریدِ جامہ تیز رفت
 اس سپاہی نے کپڑے پھارے اور تیزی سے بھاگا
 شِخْہ آمد پا برمنہ عذرِ خواہ
 کھنڈے نچے پاؤں معافی مانگنے آیا
 ہِیں بکلِ گنِ مرمر ازیں کارِ زشت
 اس برے کام کی مجھے ضرور معافی دیجئے
 گفْت ۲ می دانم سبب اِس نِیشِ را
 انہوں نے کہا میں اس زخم کا سبب جانتا ہوں
 مَن شِکسْتَم حُرْمَتِ اَیْمَانِ اُو
 میں نے اس کی قسموں کی حرمت کو توڑا
 مَن شِکسْتَم عہد و دانستم بدست
 میں نے اس کو عہد توڑا اور میں جانتا تھا یہاں
 دِست ماہِ پِلی ما و مغز و پوست
 ہمارے ہاتھ اور ہمارے پاؤں اور مغز و پوست
 قِسم ۳ مَن بو اِس تِرا کِردم حلال
 یہ میرا نسیب تھا میں نے تجھے معاف کیا
 وائِکے اُو دانست اُو فرما نروا ست
 وہ جو جانتا تھا کہ وہ حاکم ہے
 اے بسا مرغِ پرندہ دانہ جو
 بسا لوقات دانہ کھاؤں کرنے والے پرندے کے
 اے بسا مرغِ زمعدہ وز مغص
 بسا لوقات پرندہ معدے اور آنتوں کی آغصن سے
 اے بسا ماہی در آبِ دور دست
 بسا لوقات مچھلی گہرے پانی میں

۱ ابدال۔ اولیاء کی ایک خاص
 جماعت ہے۔ جدا۔ یعنی کاٹ کر۔
 عواں۔ سپاہی۔ تفت۔ گرم۔ بکل
 گن۔ معاف کر دے۔

۲ گفْت۔ شیخ نے کہا ہاتھ کٹنے کا
 اصل سبب میں جانتا ہوں۔ ایمان
 یمن کی فتح ہے قسم عہد۔ یمن۔
 دانا ہاتھ۔ بدست۔ پہلے مصرع کی
 آخر میں یعنی براے اور دوسرے کے
 آخر میں بدست بمعنی ہاتھ۔

۳ قسم۔ حصہ۔ فرماں روا۔ یعنی
 خدا تعالیٰ۔ کہ یہ یہ یعنی خلق کی
 خواہش کا گناہ کٹنے کا سبب بنی ہے۔
 مغص۔ پیٹ کا درد۔ آغصن۔ قفص۔
 صاف اور کین دلوں سے تھکا ہے دور
 دست۔ دور دراز گہرے شست۔ چھلکی
 پکڑنے کا کانا۔

اے بسا مستور! در پردہ بدہ
بسا اوقات عورت پردے میں چھپی ہوئی
اے بسا قاضی جرنیک خو
بسا اوقات نیک عادت ' علامہ ' قاضی
اے بسا حاجی نجج رفتہ بعشق
بسا اوقات عشق کی وجہ سے حج میں گیا ہوا حاجی
بلکہ در ہاروت و ماروت آل شراب
بلکہ ہاروت و ماروت کے لئے " نش
بایزید! از بہر ایں کرد استراز
بایزید نے اسی لئے پرہیز کیا
از سبب اندیشہ کرد آل ذولباب
ان عقلمند نے سبب سو چاتو
گفت تا سالے نخو! ہم خورد آب
کہا میں ایک سال تک پانی نہ پیوں گا
ایں کمینہ جہد او بد بہر دس
دین کے لئے یہ دن کی معمولی کوشش تھی

شوی فرج و گلو رسوا شدہ
شرنگہ اور حلق کی بدبختی سے رسوا ہوئی ہے
از گلوئی رشوتے او زرد رو
رشوت خور' حلق کی وجہ سے وہ شرمندہ ہوا ہے
وقت باز آمد شدہ او یار فسق
واپسی کے وقت ' فسق و فجور کا ساتھی بنا ہے
از عروج چرخ شال شد سد باب
آسمان پر چڑھنے سے ان کے لئے مانع بنا
دید در خود کاہلی اندر نماز
کہ انہوں نے اپنے اندر نماز میں سستی دکھی
دید علت خوردن از بسیار آب
زیادہ پانی پینے کو سب سمجھا
آچنخال کرد و خدایش داد تاب
ایسا ہی کیا اور خدائے ان کو طاقت عطا فرمائی
گشت او سلطان و قطب العارفین
وہ شاہ اور قطب العارفین بنے

چوں آیرید شد برای خلق دست
جب خلق کی وجہ سے ہاتھ کاٹا گیا
آچنخیں باشد چو یک در بستہ شد
ایسا یہ ہوتا ہے جب ایک روزانہ بند ہوتا ہے

مرد زابد را در شکوی بہ بست
بزرگ انسان کے لئے شکوے کا روزانہ بند ہو گیا
صد در دیگر براؤ اشکتہ شد
اس پر دوسرے سینکڑوں روزانے کھل جاتے ہیں

کرمیت شیخ قطع و زمبیل باہن او بد و دست در خلوت
نئے شیخ کی کرمیت اور تنہائی میں ان کا دلوں ہاتھوں سے جمبولی بنا

شیخ قطع گشت نامش پیش خلق
لوگوں میں ان کا نام نکٹا شیخ پڑ گیا
گر تو نام اولش خواہی روان
اگر تو ان کا پہلا نام لینا چاہیے

کرد معروفش بدیس آفات خلق
ان کو خلق کے مصائب نے اس نام سے مشہور کر دیا
ہیں برویو الخیر تینا تمیش خواں
جا ابوالخیر تینائی کہہ لے

۱. مستور پوشیدہ۔ جر۔ یہودی
عالم برعالم۔ سبب باب۔ ہوتے کی
لوک مانع۔

۲. بایزید۔ ابطائی گوا یکبار نماز
میں سستی کا احساس ہوا اس کے سبب
پر غور کیا تو پان پینے کی کثرت کو سمجھا
چنانچہ عہد کر لیا کہ ایک سال پانی نہ
پیوں گا۔ ذولباب۔ عقلمند۔ تاب۔
طاقت۔ ایں کمینہ دین کی خاطر
انہوں نے یہ اپنی ہی بات کی تھی جس
کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا
فضل کیا کہ اگر قطب العارفین کا وجہ
دست۔

۳. چوں زابد۔ پھر ان ہی بزرگ
کا تذکرہ شروع کیا ہے کہ چونکہ وہ
جانتے تھے کہ ان کی عہد شکنی کی یہ سزا
سے لہذا انہیں کوئی شکوہ نہ ہوا۔ ایں
چنخیں۔ قدرت ایک ذریعہ بند کرنی
سے سو دیگر ذرائع پیدا فرماتی ہے
قطع۔ یعنی دست بریدہ نکٹا۔ گر تو۔ یہ
بزرگ شیخ قطع کہلانے لگے تھان کا
اصل نام ابوالخیر تھا اور تینات
گاؤں کے بننے والے تھے

کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے جمولی بن رہے ہیں

در عریضم آمدی سر کردہ پیش

تو منہ اٹھائے میری جموپیڑی میں چلا آیا

گفت ازا فرراط مہر و اشتیاق

اس نے کہا کہ اشتیاق اور محبت کی زیادتی کی وجہ سے

لیک مخفی دار اس ۲ رے اے کیا

لیکن اتنے بزرگ! اس کو پوشیدہ رکھ

نے قرینے نے چہپے نے حسے

نہ ساتھی سے نہ دوست سے نہ کسی کینہ سے

مطلع گشتند بر با فیدش

ان کے بننے سے باہر ہو گئے

من گنم پنہاں تو کردی آشکار

میں نے چھپایا تو نے ظاہر کر دیا

کاندریں غم بر تو منکرمی بخند

کو اس غم میں تمہارے منکر ہو گئے ہیں

کہ خدا رسواش کرد اندر فریق

کہ خدا نے لوگوں میں اس کو رسوا کیا ہے

وز ضلالت در گمان بد روند

گمراہی کی وجہ سے بدگمانی میں مبتلا ہوں

کہ دیہمت دست اندر وقت کار

کہ ہم کام کے وقت تجھے ہاتھ دیتے ہیں

رد نگروند از جناب آسمان

آسمانی درگاہ سے مرود نہ بنیں

خود تسلی دادہ ام از ذات خویش

اپنی ذات کے بارے میں تسلی دیدی ہے

در عریش اور ایکے زائر بیافت

جموپیڑی میں ایک ملاقاتی نے ان کو پلا

گفت اور اکاے عدو جان خویش

انہوں نے اس سے کہا اے اپنی جان کے دشمن

اس چرا کردی شتاب اندر سباق

آگے بڑھنے میں تو نے جلدی کیوں کی؟

پس تبسم کر دو گفت اکنون بیا

تو وہ ہنسے اور فرمایا اب آجا

تا نمیرم من لگو اس باکسے

جب تک میں نہ مروں یہ کسی سے نہ کہنا

بعد ازاں قوم دگر از رورش

اس کے بعد دوسرے لوگوں کے گھر کے صحن کے ذریعہ

گفت حکمت راتو دانی کردگار

انہوں نے فرمایا اے خدا تو حکمت کو جانتا ہے

آمد الہامش کہ یک چند بدند

ان کو الہام ہوا ' کچھ لوگ تھے

کہ مگر سالوس بود او در طریق

کہ شاید وہ طریقت میں مکار تھا

من ۳ نحو اہم کال رمہ کافر شوند

میں نے نہ چاہا کہ وہ جماعت منکر ہو

اس کرامت را بکر دیم آشکار

ہم نے یہ کرامت ظاہر کر دی

تا کہ اس بیچارگان بدگمان

تا کہ یہ بدگمان بچارے

من ترابے اس کرامتہا پیش

میں نے تمہیں پہلے ہی سے ان کرامتوں کے بغیر

۱۔ عریش۔ جموپیڑی۔ زنبیل۔
تھیلا جس میں فقراء اپنا کھانا وغیرہ
رکھتے ہیں۔ سر کردہ پیش۔ منہ اٹھائے
جناب۔ جلد۔ سباق۔ بڑھنا۔ فراد۔
زیادتی

۲۔ اس۔ یعنی یہ کرامت کہ تنہائی
میں دونوں ہاتھ ہو جاتے ہیں۔
پانیدش۔ یعنی تنہائی میں وہ دونوں
ہاتھوں سے بنتے ہیں۔ یک چند۔
کچھ لوگ۔ غم۔ یعنی ہاتھ گننے کا غم
منکر۔ یعنی بزرگی کے منکر۔ سالوس۔
مکار۔ طریق۔ طریقت۔ فریق۔
جماعت

۳۔ من نحو اہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ
نے الہام میں فرمایا کہ ہم نے یہ پسند
نہ کیا کہ ہمارے بندے تم سے
بدگمان رہیں لہذا یہ کرامت ظاہر کر دی
ہے۔ رمہ۔ جماعت۔ دست۔ یعنی
کنا ہوا ہاتھ۔ رو۔ یعنی یہ لوگ ابر بد
گمانی کی حالت میں مرے تو ہماری
باگاہ سے مرود ہو جائیں گے۔ ان
ترابہا اور ضرورت کے وقت کنا ہوا
ہاتھ پیدا کرنا ہماری تسلی کے لئے
نہیں ہے۔ تمہیں تو ہماری ذات سے
پہلے ہی تسلی حاصل ہے۔

اس کرامت بہر ایشاں دامت
میں نے تمہیں یہ کرامت ان کے لئے دی ہے
تو ازاں بگذشتہ کز مرگ تن
تم تو اس سے ترقی کر چکے ہو کہ بدن کے مرنے سے
وہم تفریق سر و پائے از تورفت
سر اور پاؤں کے جدا ہونے سے تمہارا وہم ختم ہو گیا

وایں چراغ از بہر آں بہا امت
لہذا یہ چراغ میں نے ان کے لئے رکھا ہے
ترسی از تفریق اجزائے بدن
بدن کے اجزاء کے ٹکڑے ہو جانے سے ڈر
دفع وہم اس پر رسیدت نیک زفت
وہم کے دفع کی اچھی موٹی اسپر تمہیں مل گئی ہے

سبب جرات ساحران فرعون بر قطع دست و پا
فرعون کے جاہلوں کے ہاتھ پاؤں کٹ جانے پر جرات کا سبب

ساحران رانے کہ فرعون لعین
کیا ایسا نہیں ہے کہ فرعون نے ان جاہلوں کو
کہ بیژم دست و پاتاں از خلاف
کہ میں تمہارا دلیاں ہاتھ پاؤں کات دوں گا
اُدھی پنداشت کایشاں در ہمان
وہ سوچتا تھا کہ وہ وہی
کہ بودشاں لرزہ و تخیف و ترس
کہ ان پر لرزہ اور خوف اور ڈر ہو گا
اُوئی ۲ دانست کایشاں رستہ اند
وہ نہ جانتا تھا کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں
سایہ خود راز خود دانستہ اند
اپنے آپ سے اپنے سایہ کو ممتاز کر چکے ہیں
ہاون گرووں اگر صد بارشاں
اگر سو بار بھی آسمان کی بلو کلی
اصل اس ترکیب را چوں دیدہ اند
چونکہ انہوں نے اس بلا کی اصل کو دیکھ لیا ہے
اس جہاں خواہست اندر ظن مایست
یہ دنیا خواب ہے شک میں نہ پڑ

کرد تہدید و سیاست بر زمیں
میدان میں دمگی اور حبیہ کی
پس در آویزم ندامتال معاف
پھر تمہیں دکا دوں گا تمہیں معاف نہ کروں گا
وہم و تخویف اندو دسواں و گماں
وہم اور ڈر اور دسواں اور گمان میں ہیں
از تو ہتہا و تہدیدیات نفس
جان کی دمگیوں اور توہمات سے
بر در پچہ نور دل بنشستہ اند
دل کے نور کی کھڑکی پر جا بیٹھے ہیں
چابک و پخت و کش و برجستہ اند
تیز اور چست اور خوش اور ہوشیار ہو گئے ہیں
خرد کو بد اندیس گلزار شاں
ان کو اس خاکدان میں ریزہ ریزہ کر دے
از فروغ وہم کم تر سیدہ اند
وہم کی زیادتی سے وہ کم ڈرتے ہیں
گر رودر خواب دنے پاک نیست
اگر خواب میں ہاتھ کٹ جائے کوئی پروا نہیں ہے

۱۔ چراغ یعنی کرامت
تو ازاں۔ یعنی تم اسی مقام سے آگے
بڑھ گئے ہو کہ ان جسمانی ہاتھ پاؤں کو
اصل سمجھو اور ان کے فنا ہونے سے
ڈر۔ اسپر۔ سپر۔ اصل۔ نیک
زفت۔ خوب موٹی۔ ساحران۔ فرعون
نے جاہلوں کی جان لینے کی دمگی
دی تھی جبکہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان
لئے تھے زمیں۔ یعنی وہ میدان
جہاں وہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے
آئے تھے

۲۔ کوئی دانست۔ جاہلوں کا دل
نور ایمان سے منور ہو چکا تھا اور وہ اس
جسم اور زندگی کو عارضی سمجھ چکے تھے۔
سایہ نیلوی۔ جسم اور اخروی جسم کی مثل
جسم اور سایہ کی سی ہے۔ ہاون۔ بلو کلی
گلزار۔ اگر کاف کے زیر سے ہے تو
خاکدان کے معنی میں ہو لہذا اگر کاف
کے پیش سے تو چمن کے معنی میں
ہے اصل۔ چونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ
اس جسم عارضی کی اصل در حقیقت
روح ہے لہذا وہ اس عارضی وجود کے فنا
ہونے کے وہم سے بخوف ہیں۔

۳۔ اس جہاں۔ جسم عارضی کو اس
جسم سے تشبیہ کر جو انسان عالم
خواب میں دیکھتا ہے پھر یہ سمجھ لیا ہے
کہ اگر عالم خواب میں نظر آنے والے
جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے
جائیں تو اس سے اصل جسم پر کوئی ضرر
نہیں پہنچتا ہے اسی طرح جسم عارضی
کے ٹکڑے ہو جانے سے اس جسم کو
کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے

۱۔ گار۔ قینچی۔ عمرت داز۔ عوام
 میں مشہور ہے کہ اگر انسان خواب میں
 اپنے آپ کو مردہ دیکھے تو اس کی تعبیر
 عمر کی دلازی ہے۔ گفت پیغمبر۔
 حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص
 نے حضور سے دریافت کیا کہ دنیا کیا
 ہے تو آپ نے فرمایا سونے والے کا
 خواب ہے پھر اس نے دریافت کیا
 کہ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے
 فرمایا ملک جھینکنے کا بقدر فاصلہ ہے۔
 ۲۔ ازروہ تھلید۔ عام انسان تھلیدی
 طور پر دنیا کی ناپائیداری تسلیم کرتا ہے
 اور لولیا، آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ روزہ
 خواب۔ نیند کی حالت صرف شب ہی
 میں نہیں بلکہ دن کی بیداری میں بھی
 خواب ہی ہے حضور نے فرمایا ہے
 لوگ نیند میں ہیں جب مریئے گئے بیدار
 ہو جائے گے۔ سایہ عالم دنیا اور اس
 کے موجودات سب جو باری کی فرغ
 اور سایہ ہیں۔ خواب و بیداری۔ مولانا
 نے دنیا کی بیداری کو خواب بتایا تو شب
 ہوتا ہے کہ جب بیداری خواب سے تو
 اس کے بعد حالت خواب کو کیا کہا
 جائے گا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ
 انسان حالت خواب میں دیکھتا ہے کہ
 وہ بیدار تھا اور اب سویا ہے جس طرح
 خواب میں خواب کو دیکھتا ہے اسی
 طرح اس عالم کی بیداری اور خواب کو
 سمجھو۔
 ۳۔ کوزہ گر۔ خدا جسم کا بنانے والا
 ہے اگر وہ جسم کو فنا کرتا ہے تو جب
 چاہتا ہے پھر بنا دیتا ہے۔ کوہ اندھا
 خطرات سزا سے بچانے کیلئے ہوتا
 ہے اسی طرح جن کو چشم بصیرت
 حاصل ہے وہ دنیا کے خطرات سے
 نہیں ڈرتے ہیں۔ مفاک۔ گڑھ۔

گر خواب اندر سرت برید گازا
 اگر خواب میں پیچی تیرا سر کاٹ دے
 گر بہ بنی خواب در خود را دو نیم
 اگر تو خواب میں اپنے دو ٹکڑے دیکھے
 حاصل اندر خواب نقصان بدن
 خلاصہ یہ ہے کہ خواب میں بدن کا نقصان
 ایں جہاں را کہ بصورت قائم ست
 اس دنیا کو جو بظاہر قائم ہے
 ازروہ تھلید تو کر دی قبول
 تو نے تھلید کے راتے سے تسلیم کیا ہے
 روز در خوابی ملو کایں خواب نیست
 تو دن میں بھی خواب میں ہے نہ کہ یہ خواب نہیں ہے
 خواب بیداریت آلہ ال عہد
 اے معتدا! تو اپنے سونے اور جاگنے کو یہ سمجھ
 او گماں بڑوہ کہ ایں دم خفتہ ام
 وہ سمجھا کہ میں سویا ہوا ہوں
 کوزہ ۳۔ گر گر کوزہ را بشکند
 کہہد اگر کسی پیلہ کو توڑتا ہے
 گور را ہر گام باشد ترس چاہ
 اندھے کو ہر قدم پر کنویں کا ڈر ہوتا ہے
 مرد بینا دید عرض راہ را
 بینا انسان نے راست کی چوڑی دیکھ لی ہے
 پا وزا نویش نہ لرز دہر دے
 اس کا پاؤں اور ان کسی وقت نہیں کپکپاتے ہیں

ہم سرت بر جاست ہم عمرت داز
 تیرا سر بھی اپنی جگہ پر ہے تیری عمر داز ہے
 تندستی چونکہ خیزی بے سقیم
 جب تو اٹھے گا بغیر کسی بیماری کے تندرست ہے
 نیست با کے از دو صد پارہ شدن
 وہ سو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی پڑا نہیں ہے
 گفت پیغمبر کو حلم نام ست
 پیغمبر نے فرمایا ہے کہ سونے والے کا خواب ہے
 سالکاں ایں دیدہ پیدا بے رسول
 سالکوں نے بغیر کسی پیغام دینے والے کے خواب کو کیا ہے
 سایہ فرغ ست اصل جز مہتاب نیست
 سایہ فرغ ہے چاند کے علاوہ کوئی اصل نہیں ہے
 کہ بہ بیند خفتہ کو در خواب شد
 کہ کوئی سویا ہوا دیکھے کہ وہ سو گیا ہے
 پیخبر زان کوست در خواب دوم
 اس سے بے خبر ہے کہ وہ دوسری نیند میں ہے
 چوں بخوابد باز خود قائم گند
 جب چاہے گا اس کو بنا لے گا
 باہنراں ترس می آید براہ
 وہ ہزاروں ڈر کے ساتھ راست طے کرتا ہے
 پس بدانند او مفاک و چاہ را
 تو وہ گڑھے اور کنویں کو جانتا ہے
 رُو ترش کے دارد او از ہر غمی
 وہ کسی غم سے رنجیدہ کب ہوتا ہے؟



خیزا فرعوناً کہ ما آں نیستیم
اے فرعون! کھڑا ہو جا کیونکہ ہم وہ نہیں ہیں
خرقہ مارا بدر دو زندہ ہست
ہماری گڈری پھاڑے سینے والا موجود ہے
بے لباس ایں خواب را اندر کنار
بغیر لباس کے اس خیند کو بغل میں
خوشتر از تجرید از تن وز مزاج
بدن اور مزاج سے جدا ہو جانا خوشگوار

کہ بہر بانگے زغولے بیستیم
کہ چھاوے کی ہر آواز پر ہم نصبریں
ورنہ مارا خود برہنہ تن بہ است
ورنہ ہمارے لئے ننگا بدن بہتر ہے
خوش بگریم اے عدو نالکار
خوشی سے لیں گے اے نالائق دشمن!
نیست اے فرعون بے الہام گنج
نہیں ہے بغیر الہام کے اے احمق فرعون!

۱۔ خیز فرعون۔ پھر مولانا نے
جادوگروں کی بات شروع کی ہے۔
غول۔ چھاوے کی آواز ہے حقیقت
ہوتی ہے خرقہ یعنی یہ جسم غصری جو
روح کا لباس ہے۔ ورنہ اگر اللہ
تعالیٰ جسم غصری نہ عنایت فرمائے گا تو
روحانی وجود ہی بہتر سے بے لباس۔
سبیلے شعر کی ثانی مصرع کی علت ہے
یعنی ہم بغیر جسم کے روح سے بفلک
ہو گئے۔ خوشتر۔ یعنی روحانی زندگی
ہمارے لئے الہام خداوندی کی وجہ
سے خوشتر ہو گئی ہے۔

۲۔ شکایت۔ مولانا نے فرمایا تھا
کہ جن کو چشم بصیرت حاصل ہو جاتی
ہے وہ دنیاوی خطروں میں مبتلا نہیں
ہوتے ہیں۔ اب اس قصہ سے اس
کی وضاحت فرماتے ہیں۔ اُستر۔
خچر۔ غوی۔ گرلو۔

۳۔ گفت۔ لائٹ نے جواب دیا
کہ میں پیش منی سے کام لیتا ہوں اور
انجام پر نظر رکھتا ہوں اس لئے
ٹھوکر میں نہیں کھاتا ہوں یہی صورت
ان لوگوں کی ہو جن کو چشم بصیرت
حاصل ہو جاتی ہے وہ آخرت پر نظر
رکھتے ہیں۔ حاضر۔ یعنی میں موجود
ہوں دیکھ لے میری حالت سے
میری بات کی تصدیق ہو جائے گی۔
از بلندی۔ اونٹ گردن اٹھا کر دیکھ لیتا
ہے عقب پہاڑ کی گھاٹی۔

شکایت ۲۔ کرون اُستر پیش شتر کہ من بسیار در روئے می اُستم
اونٹ سے خچر کا شکایت کیا کہ میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
وتو نمی اُفتی الا بنا در و جواب گفتن آں
اور تو نہیں گرتا مگر بہت کم اور اس کا جواب دینا

گفت اُستر با شتر کاے خوش رفتی
خچر نے اونٹ سے کہا 'اے اچھے ساتھی!
تو نیائی در سر و خوش می روی
تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے اچھی طرح چلا ہے
ایں سبب را باز گویا من ز چیست
مجھے اس کا سبب بتا کہ کس وجہ سے ہے؟
گفت ۳۔ از چشم تو چشم من یقین
اس نے کہا میری آنکھ تیری آنکھ سے یقیناً
بعد ازاں ہم از بلندی ناظرم
اس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھ لینے والا ہوں
گفت چشم من ز تو روشن ترست
اس نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھوں سے زیادہ روشن ہیں
چوں بر آیم بر سر کوہ بلند
میں جب بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتا ہوں

در فراز و شیب و در راہ دقیق
لوچے اور نیچے اور ننگ راستے میں
من ہی آیم بسر در چوں غوی
میں گرلو کی طرح سر کے بل گرتا ہوں
تا بدانم من کہ چوں باید بزیست
تاکہ میں جان لوں کہ کس طرح جینا چاہیے؟
بیگماں روشن ترست و تیز میں
بلاشک زیادہ روشن اور تیز دیکھنے والی ہے
زیں سبب در رو نیستم حاضر
اس جب سے میں منہ کے بل نہیں گرتا ہوں میں موجود ہوں
بعد ازاں ہم از بلندی ناظرست
اس کے علاوہ اونچائی سے دیکھنے والی ہیں
آخر عقبہ بہ بنم ہوشمند
عظمدی سے کھائی کے آخر کو دیکھ لیتا ہوں

۱۔ عمار۔ ٹھوکر کھانا۔ دن۔ یعنی تیری نظر انجام پر نہیں ہے۔ بستوی۔ تیرے لئے اچھا ہر سب یکساں ہے میں ہر چیز میں امتیاز کر لیتا ہوں۔ غرضیکہ اہل اللہ اور عوام کی مثال خیر اور لغت کی ہی ہے۔

۲۔ چوں جنین۔ مولانا نے پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے جاہلوں کو جو جسموں کے دوبارہ حشر کا یقین ہو گیا تھا تو اب مولانا حشر میں جسم کے دوبارہ موجود ہونے کو ثابت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ حکم ہمارے بچے میں یہ کیفیت پیدا کرتا ہے کہ وہ غذا کے اجزا کو جذب کرنے لگتا ہے جس سے اس کا نشوونما ہوتا ہے۔ تا چہل سال۔ چالیس سال کی عمر تک انسان کے جسم میں نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ روح۔ جس طرح اس جسم میں اللہ تعالیٰ جذب کرنے کی قوت فرماتا ہے روح میں بھی اجزاء کو جذب کرنے کی قوت فرمادے گا۔

۳۔ جامع۔ ان اجزاء بدن کو غذا کے ذریعہ جمع کرنے کی طاقت جس طرح اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسی طرح وہ غذا کے واسطے کے بغیر بھی اجزاء بدن کو جمع فرما سکتا ہے اس زمانے۔ انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو زائل شدہ حواس فوراً لوٹ آتے ہیں اسی طرح حشر میں اجزائے بدن فوراً لوٹ آئیں گے۔ عمار کا صیغہ ہے لوٹ آ۔

ویدہ ام را وا نماید ہم آلہ
اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو دکھا دیتا ہے
از عشر وا وفادان وار ہم
ٹھوکر کھانے اور گرنے سے نجات پا جاتا ہوں
وانہ بنی و نہ بنی رنج دام
دانہ کو دیکھ لیتا ہے جل کی تکلیف ک نہیں دیکھتا ہے

فِي الْمَقَامِ وَالنُّزُولِ وَالْمَسِيرِ
ٹھہرنے اور اترنے اور چلنے میں

ببذب اجزا و در مزاج او کند
اس کی طبیعت میں اجزاء کو جذب کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے

تار و پود جسم خود را می کشد
اپنے جسم کا پانا پانا کھتا ہے

حق حریصش کردہ باشد در نما
نشوونما میں اللہ تعالیٰ اس کو حریص کر دیتا ہے

چوں نداند جذب اجزا شاہ فرد
یگنا شاہ اجزا کو جذب کرنا کیوں نہ جانے گا؟

بے غذا اجزات را دند رود
وہ بغیر غذا کے تیرے اجزا کو جن لینا جانتا ہے

ہوش و حس رفتہ را خواند شتاب
وہ گئے ہوئے ہوش و حواس کو فوراً بلا لے گا

باز آید چوں بفر ماید کہ عد
پھر آجائے گا جب وہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لوٹ

پس ہمہ پستی و بالائی راہ
پھر رات کی سب نچائی اور اونچائی

ہر قدم من از سر بینش نہم
میں ہر قدم دیکھ بھال کر رکھتا ہوں

توبہ بنی پیش خود یک دو سہ گام
تو اپنے آگے ایک دو تین قدم دیکھتا ہے

يَسْوَى الْأَعْمَى لَلْيَكْمِ وَالْبَصِيرِ
تمہارے نزدیک اندھا اور بینا برابر ہے

چوں جنین را در شکم حق جاں دہد
جب اللہ تعالیٰ پیٹ کے بچے میں جان ڈالتا ہے

از خورش او جذب اجزا می کند
وہ خوراک سے اجزاء جذب کرتا ہے

تا چہل سالش بچذب جزوہا
چالیس سال تک اجزاء جذب کرنے کا

جذب اجزا روح را تعلیم کرد
اس نے روح کو اجزاء جذب کرنے کی تعلیم دی

جامع آں ذرہا خورشید بود
ان ذروں کو جمع کرنے والا سورج تھا

آں زمانے کا ندر آئی تو ز خواب
جس وقت تو خواب سے نکل کر اپنے اند آئے گا

تا بدانی کال از و عائب نشد
حتیٰ کہ تو جان لے گا کہ وہ اس سے عائب نہیں ہے



۱ اجتماع۔ قیامت میں انسان کے جسم کے بوسیدہ اجزاء اس طرح جمع ہو جائے گے جیسے کہ حضرت عزیر کے گدھے کے اجزاء جمع ہو گئے تھے عزیر ایک جھمبیر تھے جن کا ذکر سورہ بقرہ آیتوں نو کھلی فرماتا ہے غلیٰ فریفة ارض میں ہے یا ایک بیان بہت ہی پرے گزرے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اس کو کیسے آباد کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ابرو ان کے گدھے پر فوراً موت طاری کر دی سو برس تک وہ مردہ حالت میں رہے اور پھر ان کو زندہ کر دیا اس عرصہ میں گدھا بالکل سڑ چکا تھا۔ حضرت حق نے اس کے اجزاء کو جمع کر دیا اور پھر زندہ ہو گیا تو فرمایا اسی طرح میں اسی بہت ہی کو آباد کروں گا۔

۲ خرت۔ یعنی تو اپنے گدھے کو کیسے گل سڑ چکا تھا پھر بھی وہ زندہ کر دیا گیا۔ رست نے۔ حضرت حق کا انسانوں کا ساتھ نہیں ہے۔ پارہ ان پیوند لگانے والا یعنی خدا تعالیٰ۔ حرز۔ سینا۔ روز۔ بچن۔ حشر۔ قیامت کے میدان میں جمع ہوں۔ یوم۔ دین۔ قیامت کا دن۔

۳ حاشیم۔ یعنی میں قیامت میں اجزاء کو کس طرح جمع کروں گا۔ اہتمام۔ فکر میں پڑنا۔ بچنا تک انسان جب سوتا ہے تو اس کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں لیکن انسان سونے سے نہیں ڈرتا ہے کیونکہ اس کو یقین ہے کہ بیدار ہوتے ہی وہ واپس آ جائے گے اسی طرح اگر قیامت کی زندگی کا یقین ہو جائے تو انسان ہمت سے خوفزدہ نہ ہوگا۔ جزع پہلے فٹائے یعنی برغم۔ کرنے کا بیان تھا اس سے متعلق ایک حکایت نقل کرتے ہیں۔

اجتماع اجزاء خیر عزیر علیہ السلام بعد بوسیدش باذن اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے بوسیدہ ہو جانے کے بعد عزیر علیہ السلام کے گدھے کے اجزاء
و در ہماں دم مرگب شدن پیش چشم عزیر علیہ السلام
کا جمع ہو جانا اور فوراً عزیر علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے جڑ جانا

ہیں عزیر پر اور نگر اندر خرت ۲
ہاں اسے عزیر! اپنے گدھے کو دیکھ
پیش تو گرد آورم اجزائش را
میں تیرے سامنے اس کے اجزاء کو جمع کروں گا
دست نے و جز و برہم می نہد
ہاتھ نہیں ہے اور اجزاء کو جمع کر دیتا ہے
در نگر در صنعت پارہ زنی
دیکھ لگانے والے کی کارکنی کو دیکھ
رہسماں و سوزنے نے وقت خرز
سینے وقت نہ ہاگا ہے نہ سونی
چشم بکشا حشر را پیدا بہ میں
آنکھ کھل حشر کو کھلے طور پر دیکھ لئے
تا بہ بنی جا معیم ۳ را تمام
تاکہ تو میرے جمع کرنے کو پورا دیکھ لے
بچناں کہ وقت حفظن ایمنی
جس طرح تو سونے کے وقت مطمئن ہے
بر حواس خود نہ لرزی وقت خواب
سوتے وقت تو حواس کے ختم ہونے پر نہیں لڑتا ہے

جوع ناکردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش
ایک شیخ بزرگوار کا اپنی اولاد کے مرنے پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا
بود شیخ رہنمائے پیش ازیں آسانی شمع بر رُوئے زمیں
اب سے پہلے ایک راہنما شیخ تھے جو روئے زمین پر آسانی شمع تھے

چوں! پیغمبر در میان امتاں
 آمتوں میں پیغمبر کی طرح
 گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش
 آنحضرت نے فرمایا کہ پیرو شیخ
 یک صباحہ گفتش اہل بیت او
 ان سے ان کی گھر والی نے ایک صبح کو کہا
 ما ز ہجر و مرگ فرزندان تو
 آپ کی لولاد کی موت اور جدائی کی وجہ سے ہم
 تو نمی گرنی نمی زار چرا
 آپ کیوں گریں یہ ہزاری نہیں کرتے
 چوں! ترا رحمہ نہ باشد در دروں
 جب آپ کے اندر رحم نہیں
 ما بامید تو ایم اے پیشوا
 اے پیشوا ہمیں آپ سے اس ہے
 چوں بیاریند روز حشر تحت
 جب حشر کے دن تخت آراستہ کریں گے
 در چنجاں روز و شب بے زہنہار
 ایسے بے پناہ روز و شب میں
 دست ما و ماہن تست آل زماں
 اس وقت ہمارا ہاتھ اور آپ کا ہاتھ ہو گا
 گفت پیغمبر کہ روز رستخیز
 پیغمبر نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
 من شفیع عاصیان باشم بجاں
 میں دل و جان سے گنہگاروں کا سفلی ہوں گا
 عاصیاں و اہل کبائر را بچند
 گنہگاروں اور کبیرہ گناہ والوں کو کوشش سے

۱۔ چوں پیغمبر۔ لولیا اللہ بھی نبوت کے کامل اتباع کی وجہ سے امت میں نبیوں کی طرح ہوتے ہیں جو لوگوں کی بخشش کا سبب ہوتے ہیں۔
 ۲۔ زار زباناں۔ جنت۔ صبا۔ صبح۔ گھر والے کی بیوی۔

۳۔ چوں ترا۔ جب تم میں رحم کا مادہ ہی نہیں ہے تو اب ہم آپ سے کیا توقع رکھیں۔ بیامیند۔ فرشتے حشر میں عرش آراستہ کرنے لگے۔

۴۔ بے زہنہار۔ بے لال۔ رستخیز۔ قیامت۔ نقض عہد۔ ازل میں عبودیت کا عہد کیا تھا گناہوں کا ارتکاب اس عہد کو زنا ہے۔

در کشائے روضہ دارالجنناں
 جنت کے باغ کا ہر کھولنے والے
 چوں نبی باشد میان قوم خویش
 اپنی قوم میں نبی کی طرح ہوتا ہے
 سخت دل چونی بگوائے نیک خو
 اے نیک عادت! بتائیے آپ سخت دل کیوں ہیں
 نوحہ می آریم با پشت دو تو
 باوجود دہری کر ہو جانے کے روتے ہیں
 یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا
 اے بزرگ! کیا آپ کے دل میں شفقت کا مادہ نہیں ہے
 پس چه امیدست ماں از تو کنوں
 تو اب ہمیں آپ سے کیا امید ہے
 کہ نہ بگزاروی تو مارا در فنا
 کہ آپ ہمیں ہلاکت میں نہ چھوڑیں گے
 خود شفیع ماتونی آں روز سخت
 تو اس سخت دن آپ ہمارے سفلی کرنے والے ہیں گے
 ما با اکرام تو نیم امیدوار
 ہم آپ کے اکرام کے امیدوار ہیں
 کہ نماوند هیچ مجرم را اماں
 جبکہ کسی مجرم کے لئے اللہ نہ رہے گی
 کے گزارم مجرماں را اشک ریز
 میں مجرموں کو روتا کب چھوڑوں گا
 تا رہانم شاں زا شکنجہ گراں
 تاکہ میں کو بھاری شکنجہ سے چھڑا دوں
 دار ہانم از عتاب نقض عہد
 عہد کے توڑنے کے غصہ سے نجات دلاؤں گا

صالحان اتم خود فارغ اند
میری امت کے نیک خود فارغ ہیں
بلکہ ایشیاں راشفا عتہا یود
بلکہ خود ان کی سفارشیں ہوں گی
بیچ وازر وزیر غیرے برنداشرت
کسی بوجھ اٹھانے والے نے غیر کا بوجھ نہیں اٹھایا ہے
پنکے بے وزیر ست شیخ ست امجوواں
اے جوان جو بغیر بوجھ کے ہے وہ شیخ ہے
شیخ کہ یود پیر یعنی موسپید
شیخ کون ہوتا ہے بوزھا یعنی سفید بالوں والا
ہست آل موئے سیہ ہستی او
وہ کالا بال اس کی ہستی ہے
چونکہ ہستیش نماوند پیر اوست
جب اس کی ہستی نہ رہی وہ بوزھا ہے
ہست آل موئے سیہ وصف بشر
کالا بال بشری صفات میں
عیسی اندر مہمد بردار و نغیر
حضرت عیسیٰ گہولے میں اعلان کرتے ہیں
چوں کیے موسیٰ کال وصف ماست
جبکہ ایک کالا بال جو ہماری صفت ہے
چوں یود مویش سپیدار با خود دست
جب اس کے سفید بال ہوں اگر اس میں خودی ہے

از شفا عتہائے من روز گزند
مصیبت کے دن میری سفارشوں سے
گفت شاں چوں حکم نافذ میرود
ان کی بات چالو حکم کی طرح چلے گی
من نیم و از رخدایم بر فراشت
میں بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے بلند کر دیا ہے
در قبول حق چو اندر کف کمال
وہ اللہ کا مقبول ہونے میں ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں کمان
معنی اس موبداں اے نا امید
اے ناامید! اس بال کے معنی سمجھ لے
تاز ہستیش نماوند تار مو
تازہ ہستی نماوند تار مو
تاکہ اس کی ہستی کا ایک بال کا شمار نہ رہے
گر سیہ موباشد و یا خود دو موسست
خولہ وہ سیاہ بالوں والا ہو یا کچھڑی بالوں والا
نیست آل موسی ریش و موسی سر
وہ داڑھی کا بال اور سر کلہ بال نہیں ہے
کہ جواں ناگشتہ ماتحیم و پیر
کہ ہم جوان ہوئے بغیر شیخ اور پیر ہیں
نیست بروئے شیخ و مقبول خداست
اس میں نہیں ہے وہ شیخ اور خدا کا مقبول ہے
اونہ پیرست و نہ حاصل ایز دست
وہ نہ پیر ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے

۱ فارغ اند۔ یعنی نیک لوگوں کو
اس کی ضرورت نہ ہوگی کہ انہیں
عذاب سے بچانے کے لئے
شفاعت کی جائے۔ ہاں شفاعت
سے ان کے مراتب بڑھیں گے۔
گفت شاں۔ یعنی جناب باری میں ان
کی عرض ضرور مقبول ہوگی۔ وازر۔
بوجھ اٹھانے والا۔ وزیر۔ بوجھ گناہ۔ مس و نیم
وازر۔ گزشتہ اشعار میں انبیاء کو رحمت
اللعلین کہا تھا اور ان کی شفاعت کا
ذکر تھا اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ
شفاعت میں تو دوسرے کی ذمہ داری
اپنے لو پر لینا ہے اور آیات و لا تنزرو
و ولا زرقہ و زرقہ آخری کے منافی ہے
کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ کوئی بوجھ
اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا
سکتا ہے مولانا آنحضرت ﷺ کی زبانی
اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ آیت کا
منفہوم تو یہ ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا
دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا ہے تو بوجھ اٹھانے
والوں نے میرا مرتبہ بلند کیا ہے لہذا
میں دوسروں کو بوجھ اٹھا لوں گا۔
اصل آیت کا یہ منہوم نہیں ہے جو
مولانا نے بیان کیا یہ محض ایک نکتہ
ہے ورنہ آیت کا منہوم یہ ہے کہ مثلاً
زید نے گناہ کیا ہو اور عمر کو اس کی سزا
ملے یہ نہیں ہوگا۔

۲ اندر کف۔ جس طرح کمان
ہاتھ کی تابع ہوتی ہے اسی طرح شیخ
اللہ کی مرضی کے تابع ہے ہستی اور۔
یعنی شیخ اس کو کہتے ہیں جو بوزھا ہو
یعنی اس کے بال سفید ہو گئے ہوں
کالے نہ ہوں مولانا فرماتے ہیں کہ
کالے بال سے سے مرواں کا وجود
اور ہستی ہے یعنی وہ اپنی ہستی کو فنا کر چکا
ہو۔ لام۔ یعنی جس کے بال کالے
اور سفید ملے چلے ہوں۔



گر رہید از بعض اوصاف بشر
اگر وہ بعض بشری اوصاف سے بچا ہے
وَرَسْر موی زو صفش باقی ست
اگر اس کا بال برابر وصف باقی ہے
ماہمہ امیدواران تو نیم
ہم سب آپ کے امیدوار ہیں
لیک با ایں جملہ چوں بے شفقتی
لیکن اس سب کے باوجود آپ بے شفقت کیلئے ہیں
یا مگر خود دل نمی سوزد ترا
یا شاید آپ کا دل نہیں جلتا ہے
یا شاید آپ کا دل نہیں جلتا ہے

عذر گفتن شیخ بہر ناگریستن بہ مرگ فرزندان
اولاد کی موت پرک نہ رونے سے متعلق شیخ کا عذر بیان کرنا

شیخ گفت اورا مپندارے رفت
شیخ نے اس سے کہا اے ساتھی! یہ نہ سمجھ
برہمہ کفار مارا رحمت ست
تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے
برسگانم رحمت و بخشایش ست
میرا کتوں پر بھی رحم اور ترس ہے
آں سگے کہ می گزد گویم دُعا
وہ کتاب جو کافراں کے لئے دعا کرتا ہوں
ایں سگاں را ہم دراں اندیشہ دار
ان کتوں کو بھی ایسا خیال عطا فرما
زاں فرستاو انبیاء را بر زمیں
اس لئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء بھیجے
خلق را خواند سوی درگاہ خاص
وہ لوگوں کو خاص دربار کی طرف بلائے ہیں

کہ ندارم رحم و مہر و دل شفیق
کہ مجھ میں رحم و مہر و دل شفیق نہیں ہے
گرچہ جان جملہ کافر نعمت ست
اگرچہ سب کی جان اللہ کی نعمت کی کافر ہے
کہ چرا از سنگہا شاں مالش ست
کہ پتھروں سے کیوں ان کی پٹائی ہوتی ہے
کہ ازیں خوا رہانش اے خدا
کہ اے خدا اس عادت سے اے بچا
کہ نباشند از خلایق سنگسار
کہ لوگوں سے سنگ نہ بنیں
تا گندشاں رَحْمَةً لِلْعَالَمِینِ
تاکہ ان کو جہاں دلوں کے لئے رحمت بنائے
حق را خواند کہ وا فرکن خلاص
اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ نجات کا عام کردے

یا رقت۔ یعنی دل کی نرمی۔
رفیق۔ یعنی گھروالی جس نے سوال کیا
تھا۔ برہم۔ یعنی ہمیں تو کافروں پر
بھی رحم آتا ہے۔ اگرچہ وہ اللہ کی
نعمتوں کے کافر ہیں۔ برسگان۔
لوگ کتوں کو بلائے ہیں تو ہمیں
کتوں پر بھی ترس آتا ہے۔

۲۔ آں سگے چونکہ کتاب کافراں کے
اس لئے وہ ڈھیلا کھاتا ہے ہم دعا
کرتے ہیں کہ خدا اس کی یہ بدعات
چھڑا دے اور اس میں ایسا خیال پیدا
کر دے جس کے نتیجہ میں وہ سنگسار
نہو۔

۳۔ زاں۔ انبیاء سب کے لئے
رحمت ہوتے ہیں مخلوق کو اللہ کی
طرف ان کے فائدہ کے لئے بلائے
ہیں دوسری طرف اللہ سے ان کے
لئے توفیق کی دعا کرتے ہیں۔

جہد بنماید ازیں سو بہر پند
اس جانب نصیحت کے لئے کوشش کرتا ہے
رحمت جزوی یُود مَر عام را
عام انسانوں میں جزوی رحمت ہوتی ہے
رحمت جزوش قریں گشتہ بگل
اس کی جزوی رحمت کل سے وابستہ ہو گئی ہے
رحمت جزوی بگل پیوستہ شو
تو جزوی رحمت ہے کل کے ساتھ جڑ جا
تا کہ جزوست ۲ اوند اند راہ بحر
جب تک جزوی رحمت ہے سمندر کا تہ نہیں جانتی ہے
چوں نداند راہ یم کے رہ برد
جب وہ سمندر کا راستہ نہیں جانتا ہے راستہ کیسے چلے
متصل گرد وہ بحر انگاہ او
وہ سمندر سے اس وقت وابستہ ہو گا
در گند دعوت بتقلیدے یُود
اگر وہ دعویٰ کرے تو محض تقلیدی ہو گا
گفت پس چوں رحم داری برہمہ
اس نے کہا جبکہ تمہیں سب پر رحم آتا ہے
چو نداری نوحہ بر فرزند خویش
آپ اپنی اولاد پر کیوں نہیں روتے ہیں؟
چوں گواہ ۳ رحم اشک دیدہ است
جبکہ رحم کے گواہ آنکھوں کے آنسو ہیں
شیخ دانا زیں عتابش گرم شد
عقلمند شیخ اس کے اس غصہ سے گرم گئے
زو بزن کرد و بلفشش اے تجوز
بڑھیا کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا اے بڑھی

چوں نشد گوید خدا یا در میندا
جب مفید نہیں ہوتی تو کہتا ہے خداوند خداوند نہ کر
رحمت کلی یُود ہتمام را
مخلوق میں کلی رحمت ہوتی ہے
رحمت دریا ست ہادی سبیل
دیا کی رحمت راستوں کی ہدایت کرنے والی ہے
رحمت کل را تو ہادی بین و رو
کلی رحمت کو تو ہدایتی سمجھ لو چل پڑ
ہر غدیرے را گند اشباہ بحر
ہر تالاب کو سمندر کے مشابہ بتلاوتی ہے
سوی دریا خلق را چوں آورد
دیا کی جانب لوگوں کو کیسے لائے؟
رہ برد تا بحر ہچموں سیل و پو
جبکہ بہاؤ نہر کی طرح سمندر تک راستہ طے کرے
نز عیال و وحی و تائیدی یُود
مشاہدہ اور وحی اور تائیدی خداوندی سے نہ ہو گا
ہچمو چو پانی بگرد این رزمہ
تم اس ریڑھ کے چاروں طرف گزریہ کی طرح ہو
چونکہ فضا و اجل شاں زوبہ نیش
جبکہ موت کے فضا و اجل کے نشتر ملا ہے
دیدہ تو بے نم و گریہ چراست
آپ کی آنکھیں بغیر آنسو اور گریہ کے کیوں ہیں
در سخن یک بارہ بے آرم شد
بات کرنے میں یکبارگی بے قابو ہو گئے
خود نباشد فصل دے ہچموں تموز
موسم خزاں موسم بہار کی طرح نہیں ہوتا ہے

۱ اور میندا یعنی اے خدا تو توفیق کا
دوازا بند نہ کر۔ رحمت جزوی۔ ہر
انسان کے دل میں تھوڑی سی رحمت
ضرور ہوتی ہے ہتمام۔ فکر مند یعنی
شیخ جو امت کا دوسرا ہوتا ہے اس
میں کلی رحمت ہوتی ہے قریں گشتہ۔
رحمت کلی حاصل اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن
شیخ نے چونکہ اپنے آپ کو بالکل اللہ
تعالیٰ سے وابستہ کر دیا ہے لہذا اس کی
رحمت بھی رحمت کلی ہے بگل پیوستہ
شو۔ یعنی کسی شیخ سے اپنے آپ کو
وابستہ کر لے۔

۲ تا کہ جزوست۔ جب انسان
میں جزوی رحمت سے وہ رحمت کلی کو
نہیں پہچانتا ہر کس و ہا کس کہ رحمت کلی
سمجھ بیٹھتا ہے غدیرے۔ تالاب۔
سوئے دریا۔ یعنی رحمت کلی۔ گند۔
اگر آقاس شیخ کچھ کہے گا بھی تو وہ محض
تقلید ہوگی اس کا مشاہدہ نہ ہو گا وحی۔
مزانا و وحی بلکہ الہام مراد لیتے ہیں۔
گفت۔ شیخ کی بیوی نے کہا۔ فضا و
رج کھولنے والا اجل۔ موت۔ نیش۔
نشتر۔

۳ گواہ رحم۔ آنکھ کے آنسووں
سے دل کی رحمت کا پتہ چلتا ہے۔
عتابش۔ بیوی کے اعتراضات۔
بے آرم بے حمل۔ خود نباشد یعنی
سب انسان یکساں نہیں ہیں۔

ایٹلہ۔ دل کی آنکھیں مردوں اور زندوں سب کو دیکھتی ہیں۔ من چونک میں مردوں کو بھی جسم اپنی نگاہوں سے دیکھتا ہوں تو پھر لو کہے کہوں۔ گریہ رونے کی وجہ ہجر و فراق ہے جبکہ میری اولاد میرے گرد کھیل کود رہی ہے تو پھر رونے کی کیا وجہ ہے۔
 ۱۔ خلق۔ عام لوگوں کو مردے خواب میں نظر آتے ہیں مجھے بیداری میں بھی نظر آتے ہیں۔ زیر جہاں۔ نیند کی حالت میں ظاہری حواس بیکار ہو جاتے ہیں تو مردے نظر آنے لگتے ہیں میں بیداری میں اپنے ظاہری حواس کو معطل کر دیتا ہوں تو وہ نظر آجاتے ہیں۔ جس۔ حواس عقل کے پابند ہیں اور عقل روح کے تابع ہے۔ عقل مقید ہوتی ہے جب روح اس سے سواغ زائل ہر دیتی ہے تو پھر اس میں جلا پیدا ہو جاتی ہے روح پر جب تک دنیوی خیالات کا طلبہ ہوتا ہے وہ اور اکات سے محروم رہتی ہے جب دنیوی خیالات کے خس و خاشاک سے صاف ہو جاتی ہے تو اس کو باطنی اور اکات حاصل ہونے لگتے ہیں۔
 ۲۔ آب۔ یعنی روحانی اور اکات۔ حباب۔ بلب۔ چونکہ اگر خداوندی توفیق شامل حال نہ ہو تو نفسانی خواہشات اور اکات سے مانع رہتی ہیں۔ آں۔ اول۔ انسان تیار ہوتا ہے خواہشات مسکرتی ہیں اور عقل روئی ہے۔

جملہ اگر مردن ایشاں ورے اند
 وہ سب لولہ خولہ مردہ ہوں یا زندہ
 من چونک مشاں معین پیش خویش
 میں جب ان کو اپنے سامنے مجسم دیکھتا ہوں
 گرچہ بیروں انداز دور زماں
 اگرچہ وہ زمانے کے پتھر سے باہر نکل گئے ہیں
 گریہ از ہجر اں بود یا از فراق
 رونا تو چوٹ جانے اور جدائی کی وجہ سے ہوتا ہے
 خلق ۲ اندر خواب می بیند مشاں
 لوگ ان کو خواب میں دیکھتے ہیں
 زیر جہاں خود را دمے پنہاں کنم
 میں بھی اپنے آپ کو اس دنیا سے غائب کر دیتا ہوں
 حسن اسیر عقل باشد اے فلاں
 اے فلاں! حواس عقل کے پابند ہیں
 دست بستہ عقل را جان باز کرد
 روح نے جکڑی ہوئی عقل کو آزاد کر دیا
 حسبا و اندیشہ بر آب صفا
 حواس اور افکار نے صاف پانی پر
 دست عقل آں خس بیک سومی برو
 عقل کا ہاتھ اس کوزے کو ایک طرف ہٹا دیتا ہے
 خس بس لبہ بود بر جوچوں حباب
 نہر پر بلنبوں کی طرح کوزا بہت سا تھا
 چونکہ دست عقل نکشاید خدا
 جب تک اللہ تعالیٰ عقل کے ہاتھ نہ کھولے
 آب را ہر دم گند پوشیدہ او
 وہ ہر وقت پانی کو پھپھائے رکھتا ہے

غلب و پنہاں ز چشم دل کے اند
 دل کی آنکھ سے وہ غائب اور پوشیدہ کب ہیں
 از چہ زور و را کنم ہمچوں تو ریش
 تو کس وجہ سے تیری طرح چہرے کو زخمی کروں؟
 با من اندو گرد من بازی گناں
 وہ کھیلتے ہوئے میرے پاس اور میرے چارہ طرف میں
 با عزیز انم وصال ست و عناق
 میرا تو عزیزوں سے وصال اور معانقت ہے
 من بہ بیداری ہی بنیم عیاں
 میں ان کو بیداری میں اچھی طرح دیکھتا ہوں
 برگ حس را از درخت افشاں کنم
 حواس کے پتوں کو درخت سے جھاڑ دیتا ہوں
 عقل اسیر روح باشد ہم بدال
 سمجھ لے عقل روح کی پابند ہے
 کار ہائے بستہ را ہم ساز کرد
 اچھے ہوئے کاموں کو سلجھا دیا
 ہمچو خس بگرفتہ روی آب را
 گنگوں کی طرح پانی کی طرح کو کھیر لیا ہے
 آب ۳ پیدا می شود پیش خرد
 عقل کے سامنے پانی کھل جاتا ہے
 خس چو یک سورت پیدا گشت آب
 کوزا جب بنا پانی کھل گیا
 خس فزاید از ہوا بر آب ما
 کوزا سے پانی پر ہوا ہوں کی وجہ سے کوزا بڑھ جاتا ہے
 آں ہوا خنداں و گریاں عقل تو
 وہ ہوا (خوش) مسکرتی سے اور تیری عقل روئی ہے

چونکہ تقویٰ بست دو دست ہوا
بہ پرہیز نگاہی نے ہوا (ہوئی) کے ہاں ہاتھ باندھ دیے
پس! حواسِ چیرہ محکوم تو شد
غالب حواسِ تیرے محکوم بن جاتے ہیں
حسنِ را بے خواب خواب اندر گند
"عقل حواس کو بغیر نیند کے سلا دیتی ہے
ہم بہ بیداری بہ بیند خوابہا
"ہم بیداری میں بھی خواب دیکھ لیتا ہے

حق کشاید ہرغ دو دست عقل را
اللہ تعالیٰ عقل کے دو ہاتھ کھول دیتا ہے
چوں خرد سالار و مخدوم تو شد
جب عقل تیری سرور اور مخدوم بن جاتی ہے
تا کہ غیبیہا زجاں سر برزند
یہاں تک کہ ان کی ہمتیں روح میں سے سر اٹھاتی ہیں
ہم ز گرووں بر کشاید باہما
آسمان کے مدارے بھی کھل جاتے ہیں

۱۔ پس۔ جب انسان عقل کے تابع ہوتا ہے تو حواس ظاہری اس کے محکوم بن جاتے ہیں۔ جس انسان کو نیند کی حالت میں خواب اسی لئے نظر آتے ہیں کہ حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہیں اور انسان غائب از نظر چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے پھر جب عقل کا غالب ہو جاتا ہے تو وہ بیداری میں بھی حواس کو معطل کر دیتی ہے اور وہ چیزیں اس کو بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں جو کہ وہ خواب میں دیکھ سکتا تھا۔

۲۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حواس ظاہری کے نہ ہوتے ہوئے بھی حواس ظاہری کے مددکات حاصل ہو جاتے ہیں۔ صبر پر ناپید۔ تمیز۔ گری کا مہینہ سے مصحف۔ قرآن پاک۔ راست صحیح بالکل یہ ناپید کی تاکید ہے۔
۳۔ اندیش۔ یعنی یہ خیال کہ ناپید کے گھر میں قرآن کیوں ہے آئیخت۔ یعنی میں اس قدر گھلا ملا نہیں ہوں کہ بے لکھنی سے۔ بال کر سکوں۔ حرق۔ سخی۔ فرن۔ کشادگی۔

قصہ ۲ خواندن شیخ ضریر قرآن را از روی مصحف و در
ایک ناپیدا شیخ کا قرآن پڑھتے وقت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور
وقت خواندن قرآن پینا شدن باذن اللہ تعالیٰ
قرآن پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پینا ہو جاتا

مصحفے در خانہ پیر ضریر
ایک ناپیدا شیخ کے گھر میں قرآن دیکھا
ہر دو زاہد جمع باہم چند روز
دونوں بزرگ چند روز کے لئے اکٹھے ہو گئے
چونکہ ناپیدناست اس درویش راست
کیونکہ یہ درویش تو بالکل ناپید ہے
کہ جز او رانیست اینجا باش بود
کہ اس جگہ تو اور کسی کا رہن سہن ہے
من نیم گستاخ یا آئیخت
میں شوخ یا گھلا ملا نہیں ہوں
یا صبرے بر مرادے برز نم
تاکہ صبر کے ذریعہ مقصد حاصل کر لوں
کشف شد کالصبر مفتاح الفرج
معاملہ کھل گیا کیونکہ صبر کرنا کشادگی کی چابی ہے

دید در بغداد یک شیخ فقیر
ایک فقیر شیخ نے بغداد میں
گشت صیفش در تموز پُرز سوز
جھلتی گری کے زمانے میں اس کا مہمان بن گیا
گفت اینجا ہے عجب مصحف چراست
اس نے دل میں کہا عجب ہے یہاں قرآن کیوں ہے
اندین اندیش ۲ تشویش فرود
اس خیال سے اس کی تشویش بڑھ گئی
اوست تنہا مصحفے آئیخت
"و تنہا ہے قرآن آویزیں ہے
تا پرسم نے خمش صبرے کنم
کہ دریافت کروں یا خاموش رہ کر صبر کروں
صبر کر دو بود چندے در خرج
اس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا

صبر گنج ست اے برادر صبر گن
 اے بیانی صبر خزانہ ہے صبر کر
 تاشفا یابی تو زیں رنج کہن
 تاکہ تو اس پرانے غم سے شفا حاصل کر لے
 صبر تلخ ست ویر او شکر ست
 صبر سونے کشف ہر ترس و ہمت
 صبر کڑوا ہے اس کا بھل شکر ہے
 صبر ہر راز کے کھلنے کا ماہر ہے

صبر کردن لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از
 لقمان علیہ السلام کا سوال سے صبر کرنا جبکہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت داؤد لوہے کے
 آہن راست میگرد از سوال بایں نیت کہ صبر از سوال موجب فرج و راحت ست
 حلقے بنا رہے ہیں ان نیت سے کہ سوال کرنے سے صبر کرنا خوشی اور راحت کا سبب ہے

۱۔ صبر تلخ ست۔ صبر تلخ ست لیکن
 بر شیریں دارد۔ صبر کردن۔ اس قصہ کا
 خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لقمان نے
 صبر کیا تو جہول میں سہل پیدا ہوا تھا وہ
 خود خود حل ہو گیا۔

۲۔ بلی۔ انکار کرنے والا یعنی وہ
 سخت فولاد تھا۔ درمی گزند۔ یعنی
 حضرت داؤد ان حلقوں کو ایک
 دوسرے میں ڈال رہے تھے۔ زرہ۔
 زرہ بنانے والا۔ اس چہ یعنی یہ کیا بتایا
 جدا ہے۔ زرتزدور۔

۳۔ در بپرسی۔ بے صبری سے کام
 لگتا جاتا ہے تن بزد خاموش رہا۔
 صنعت کار گیری۔

رفت لقمان سوی داؤد نبی
 حضرت لقمان داؤد نبی کے یہاں گئے
 جملہ را با یک دگر در می گزند
 سب حلقوں کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے
 صنعت زرا و او کم دیدہ بود
 ان لقمان نے زرہ بننے والے کی کارگیری نہ دیکھی تھی
 کایں چہ شاید بود واپرسم ازو
 کہ یہ کیا بتے گا ان سے پوچھوں
 باز با خود گفت صبر اولی ترست
 پھر اپنے آپ سے کہا کہ صبر زیادہ مناسب ہے
 چوں نہ پرسی زود تر کشف شود
 اگر تو نہ پوچھے گا جلد تجھ پر ظاہر ہو جائے گا
 ورنہ بہ پرسی دیر تر حاصل شود
 اگر تو پوچھے گا در میں حاصل ہوگا
 چونکہ لقمان تن بزد ہم در زماں
 چونکہ لقمان اس وقت خاموش ہو گئے
 پس زرہ سا زید و در پوشید او
 تب انہوں نے زرہ بنایا اور اس کو پہنا
 حلقہ می کرد او ز پولاد آبی ۲
 وہ سخت فولاد کے حلقے بنا رہے تھے
 ز آہن و پولاد آن شاہ بلند
 لوہے اور فولاد سے وہ شاہ عالی
 در تحیر ماندو و سواش فرود
 وہ حیران رہ گئے اور دوسے بڑھ گئے
 کہ چی می سازد حلقہ تو بتو
 کہ وہ مسلسل حلقوں سے کیا بنا رہے ہیں؟
 صبر با مقصود زو تر رہبرست
 صبر مقصد کا تیز ماہر ہے
 مرغ صبر از جملہ پڑاں تر رود
 صبر کا پرند تمام پرندوں سے تیز اڑتا ہے
 سہل از بے صبریت مشکل شود
 تیری بے صبری سے آسان بھی مشکل ہو جائے گا
 شد تمام از صنعت داؤد آن
 وہ کام حضرت داؤد کی کارگیری سے مکمل ہو گیا
 پیش لقمان حکیم صبر خو
 صبر و دانا لقمان کے سامنے

گفت ہاں نیکو لباس ست اے فتی
 فرمایا اے "جان" یہ اچھا لباس ہے
 گفت لہماں صبر نیکو ہمدیست
 لقمان نے فرمایا کہ صبر اچھا ساتھی ہے
 صبر را با حق قرین کردے افلاں
 اے فلاں صبر کو حق کا ساتھی بنلا ہے
 صد ہزاراں کیمیا حق آفرید
 اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کیمیا میں پیدا کی ہیں

در مصافِ خصم دفعِ زخم را
 لڑائی کے میدان میں زخم کی روک کے لئے
 کو پناہ و دفع ہر جا غمیت
 کیونکہ وہ ہر مقام پر غم کی پناہ اور دفع ہے
 آخرِ وَالْعَصْرِ اے آگہ بخوال
 ہوش سے وَالْعَصْرِ کا آخر پڑھ لے
 کیمیائے ہچمو صبر آدم ندید
 صبر جیسی کیمیا آدم نے نہیں دیکھی ہے

بقیہ قصہ ناپینا و مصحف خواندن آل بنظر

ناپینا اور اس کے دیکھ کر قرآن پڑھنے کے قصہ کا بقیہ

مرد مہماں صبر کرد و ناگہاں
 مہمان شخص نے صبر کیا اور اچانک
 نیم شب آوازِ قرآن را شنید
 آدھی رات کو قرآن کی آواز سنی
 کہ ۲ مصحف کورمی خواند درست
 کہ ناپینا قرآن کو دیکھ کر صحیح پڑھ رہے ہیں
 گفت چوں کھری عجب بے چشم و نور
 کہا جبکہ آپ ناپینا ہیں 'بغیر آگ' اور روشنی کے
 اُنچہ می خوانی برآں افتادہ
 جو کچھ آپ پڑتے ہیں 'اسی پر ہوتے ہیں
 بصفت در سیر پیدا می کند
 رفت میں آپ کی انگلی ظاہر کرتی ہیں
 گفت اے گشتہ زجہل تن جدا
 انہوں نے کہا کہ جو جسٹنی جہات سے جدا ہو گیا ہے
 من زحق در خواستم کاے مستعان
 میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے مددگار

کشف گشتش حال مشکل در زمان
 اس پرک مشکل کا حال فوراً کھل گیا
 جست از خواب آل عجائب را بدید
 یہ نیند سے اٹھا اور عجائب دیکھے
 گشت بے صبر و ازوآں حال جست
 بے صبر ہو گیا اور ان سے اس حال کی جستجو کی
 چوں ہمی خوانی و می بینی سطور
 آپ کیسے پڑھتے ہیں اور سطریں دیکھتے ہیں؟
 دست را بر حرفِ آل بہادہ
 ہاتھ کو اس کے حرف پر رکھتے ہیں
 کہ نظر بر حرف داری مستند
 کہ آپ صحیح طور پر حرف پر نظر رکھتے ہیں
 ایں عجب داری تو از صنّع خدا
 تو اللہ تعالیٰ کی کارگیری پر تعجب کرتا ہے
 بر قرأت من حریم صم ہچمو جاں
 مجھے قرآن پڑھنے سے جان کی برابر محبت ہے

۱۔ وَالْعَصْرِ۔ اس سورہ کے آخر
 میں وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا
 بِالصَّبْرِ آیا ہے انہوں نے باہمی حق
 کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی یعنی
 اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی نگہداشت
 ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ حق کی
 نگہداشت ضروری ہے کیسے۔ کیمیا
 تاجے کی حقیقت کو بدل دیتی ہے اس
 طرح صبر مصائب کو ماحول میں
 تبدیل کر دیتا ہے۔
 ۲۔ کہ ۲ مصحف۔ وہ ناپینا دیکھ
 کر قرآن پڑھ رہے تھے اور جو آیت
 پڑھتے تھے اس پر صحیح انگلی رکھتے
 ہوئے پڑھتے تھے۔ بصفت در سیر۔
 ناظرہ خواں عموماً پڑھنے میں آجوں پر
 انگلی رکھتے چلے جاتے ہیں۔
 ۳۔ زجہل تن جدا یعنی مادی جسم
 کی جہاتیں تجھ سے دور ہو چکی ہیں
 پھر خدا کی اس قدرت سے تجھے کیا
 پریشانی ہے مستعان۔ وہ جس سے
 مدد چاہی جائے۔

در دو دیدہ وقت خواندن بے گره
 دہوں آنکوں میں بغیر رکاوٹ کے پڑھتے وقت
 کہ بگیرم مصحف و خوانم عیاں
 جبکہ میں قرآن اٹھاؤں اور دیکھو کہ پرہوں
 اے بہر رنجے بما امید وار
 اے وہ کہ ہر تکلیف میں ہم سے امید ہے
 کہ ترا گوید بہر دم بر تر آ
 جو تجھ سے کہتی ہے کہ ہر سانس میں ترقی کر
 یاز مصحفہا قرأت بایت
 یا قرآنوں سے دیکھ کر تو پڑھنا چاہیے گا
 تا فر و خوانی معظّم ۲ جوہرا
 تاکہ تو خوب پڑھ لے اے بڑے جوہرا
 واکشایم مصحف اندر خواندان
 پڑھنے میں قرآن کھلتا ہوں
 آل گرامی بادشاہ کرد گار
 وہ عزیز کردگار بادشاہ
 در زماں ہچموں چراغ شب نور
 فوراً سر کی کو پیٹ دینے والے چراغ جیسی
 ہر چہ بستاند فرستد اعتیاض
 کیونکہ جو کچھ وہ لیتا ہے بدلہ بھیج دیتا ہے
 در میان ماتے سوبے دہد
 دینے کے دوران خوشی بنے دیتا ہے
 کان غمہارا دل مستے دہد
 غموں کی کان کو مست دل دیدتا ہے
 چوں عوض می آید از مفقود زفت
 جبکہ گم شدہ کا بھاری بدلہ آ جاتا ہے

نیستم حفظ مرا نورے بدہ
 میں حافظ نہیں ہوں مجھے روشنی عطا کر دے
 باز وہ دو دیدہ ام را آل زماں
 اس وقت میری دہوں آنکھیں مجھے لونا دے
 آمد از حضرت ندا کاے مرد کارا
 بارگاہِ خلدندی سے آواز آئی اے بائبل
 حسن ظن ست و امیدے خوش ترا
 یہ تیرا حسن ظن ہے اور اچھی امید
 ہر زماں کہ قصد خواندن باشدت
 جس وقت تیرا پڑھنے کا ارادہ ہو گا
 من درال دم واد ہم چشمت ترا
 میں اس وقت تیری آنکھیں لونا دوں گا
 ہچمنان کرد و ہر آنگا ہے کہ من
 اس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور جبکہ میں
 آل خبیرے کو نشد غافل زکار
 تو وہ خبیر جو کام سے غافل نہیں ہے
 باز بخشد بینشم آل شاہ فرد
 وہ یکساں شاہ میری بیٹائی دوبارہ عنایت کر دیتا ہے
 زیں سبب نبود ولی را اعتراض
 اسی لئے ولی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے
 گر بسوزد باغنت انگورے دہد
 اگر وہ تیرا باغ جلاتا ہے انگور دیدتا ہے
 آل شل بے دست رادستے دہد
 وہ ہاتھ کئے نئے کو ہاتھ دے دیتا ہے
 لا نسلّم ۳ و اعتراض از ما برفت
 ہم نہیں ماننے ہیں کہنا اعتراض ہم سے نصرت ہو گیا ہے

۱۔ مردکار بائبل انسان۔ حسن ظن۔
 حدیث قدسی ہے قسا عند ظنّ
 غلبتی بنی یعنی میں وہی کرتا ہوں جو
 میرا بندہ میرے بارے میں سوچتا
 ہے اگر اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہوگا تو
 خیر حاصل ہوگی برا گمان ہوگا تو
 شر حاصل ہوگا۔

۲۔ معظّم جوہرا۔ اس سے بعض
 صاحبان نے ان تاجینا کی ذات مراد
 لی ہے بعض نے اس کو خوانی کا مفعول
 سمجھ کر قرآن کریم مراد لیا ہے
 کردگار۔ اللہ تعالیٰ۔ بعض لوگ کہتے
 ہیں کہ اس میں کر کے معنی فعل اور گزار معنی
 صاحب سے اعتیاض۔ عوض لینا
 اللہ تعالیٰ عوض ضرور عنایت فرما دیتا ہے
 خواہ وہ تمہاری منشا کے مطابق نہ ہو۔
 گرسوزد۔ مولانا نے اس شعر میں
 اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس
 عوض کا اس کی جنس سے ہونا ضروری
 نہیں جو تم نے لی ہے۔ ماتے۔ مجلس
 فم۔ سو۔ محفل شادی۔ دل مستے۔
 دل کی مستی میں انسان گم کو بھول جاتا
 ہے۔

۳۔ لا نسلّم۔ یہ جملہ مولانا مباحث
 میں فریق ثانی کی بات کے انکار کے
 وقت آ جاتا ہے۔ مفقود۔ گم شدہ۔
 زفت۔ مونا بھاری۔

چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد
جب کہ بغیر آگ کے ہمیں گرمی ملتی ہے
چونکہ بے چشمے بہ بخشد دیدنے
جبکہ وہ بغیر آنکھ کے دیکھ لینا عطا فرما دیتا ہے
بے چراغے چوں دلہد او روشنی
جبکہ وہ بغیر چراغ کے روشنی عطا فرما دیتا ہے

راضیم گر آتش مارا گشدد
میں راضی ہوں اگر وہ ہماری آگ بجھا دے
آچنہیں گوریست چشم روشننے
ایسا اندھا پن روشن آنکھ ہے
گر چراغت شد چہ افعال میکنی
اگر تیرا چراغ بجھ جائے تو کیوں شکایت کرتا ہے

۱ چنگ ہمیں مقصد کی طلب
بے خواہ اس کا سبب کچھ بھی ہو۔ چشم
روشنے۔ آنکھ سے مقصد دیکھنا ہے
جب وہ بغیر آنکھ کے حاصل ہو تو آنکھ
نہ ہونے سے ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا
ہے۔

۲ بشنو۔ اب تک یہ سمجھایا تھا کہ
بعض اولیاء دوائے ہیں کہ مقصود جب
حاصل ہوتا ہے تو سبب کے موجود نہ
ہونے پر شکوہ نہیں کرتے ہیں اب یہ
بتاتے ہیں کہ کچھ بزرگ ایسے ہیں کہ
وہ کسی حالت میں بھی شکوہ پسند نہیں
کرتے ہیں اور اللہ کی قضا کے خلاف
دعا کو بھی حرام سمجھتے ہیں واضح رہے کہ
یہ حالت مغلوب والحال اولیاء کی ہوتی
سے ورنہ انبیاء دعا میں نہ کرتے۔
اصل کمال یہ ہے کہ راضی برضا ہوتے
ہونے دعا کی جائے۔ عام۔ معمول۔
۳ در قضا۔ مصائب کو مرضی خدا
سمجھ کر اس میں لذت حاصل کرتے
ہیں ضربہٴ حسنیب نہیب۔
معتشوق کی مدد شش ہے ان کا مقولہ
ہوتا ہے عزہ ما کی لباس کالا ہوتا
ہے۔ آب میواں یعنی ہر تکلیف ان
کے لئے باعث راحت بن جاتی
ہے۔

صفت بعض اولیاء کہ راضی اند باحکام الہی ولا بہ نکلند
بعض اولیاء کا بیان جو خدائی احکام پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے امر
بخدائے تعالیٰ کہ خدایا اس حکم را بگرداں
نہیں کرتے ہیں کسا سے خدایہ حکم لونا لے

بشنو ۲ انوں قصہ آل رہر واں
اب ان راہنماوں کا قصہ سن
زاویا اہل دعا خود دیگرند
دعا کرنے والے اولیاء میں سے دوسرے ہیں
قوم دیگر می شناسم زاویا
میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو بھی جانتا ہوں
از رضا کہ ہست رام آل کرام
چونکہ رضا ان بھلوں کا معمول ہے
در قضا ۳ ذوقے ہی بنیند خاص
وہ قضا میں خاص مزہ محسوس کرتے ہیں
حسن ظننے بر دل ایشان کشود
ان کے دل میں حسن ظن ایسا طاری ہو گیا ہے
ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود
جو ان کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے
زہر در حلقوم شان شکر بود
ان کے گلے میں زہر شکر ہو جاتا ہے

کہ ندرند اعتراضے در جہاں
جو دنیا میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں
گہ ہی دو زند و گاہے می درند
جو کبھی سیتے ہیں اور کبھی پھاڑتے ہیں
کہ وہاں شاں بستہ باشد از دعا
جن کا منہ دعا سے بند رہتا ہے
بستن دفع قضا شان شد حرام
قضا کے فیصلہ کو روکنے کی وجہ ان پر حرام ہے
کفر شان آید طلب کردن خلاص
خلاصی چاہنا ان کو کفر محسوس ہوتا ہے
کہ نہ پوشند از عزا جامہ کبود
کہ وہ غم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں
آب حیواں گردد ار آتش بود
اگر آگ ہو تو آب حیات بن جاتا ہے
سنگ اندر راہ شان گوہر بود
ان کے راستے کا پتھر جو ہر ہو جاتا ہے

جملگی یکساں بود شال نیک اوبد از چہ باشد این ز حسن ظن خود
 ان کے لئے اچھا ہر سب یکساں ہوتا ہے یہ کیوں ہوتا ہے اپنے حسن ظن سے ہوتا ہے
 کفر باشد نزد شال کرون دُعا کلمے الہ از ما بگرداں این قضا
 دعا کرنا ان کے نزدیک کفر ہوتا ہے کہ اے خدا اس قضا کو ہم سے لانا دے

سوال کردن بہلول آں درویش ولی را

حضرت بہلول کا اس ولی درویش سے دریافت کرنا

گفت بہلول آں یکے درویش را چونی اے درویش واقف کن مرا
 حضرت بہلول نے اس درویش سے کہا اے درویش! تو کیا ہے مجھے بتا دے
 گفت ۲ چوں باشد کسیکہ جاوداں اس نے کہا وہ شخص کیا ہو گا کہ ہمیشہ
 سیل و جُوہا بر مُراوِ او رَوند سیلاب اور نہریں اس کے امراء کے مطابق جاری ہوں
 زیل و جُوہا بر مُراوِ او رَوند سیلاب اور نہریں اس کے امراء کے مطابق جاری ہوں
 زندگی و مرگ سر ہنگام او زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں
 ہر کجا خواہد فرستد تعزیت وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے
 ۳ سالکان ۳ راہ ہم برگام او راہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں
 ہیچ دندانے نہ خندد در جہاں دنیا میں کوئی ذات نہ مسکرائے
 بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ بے رضائے اور نیفتد ہیچ برگ
 اس کی نشاء کے بغیر کوئی پتا نہ جھڑے
 بے مُراوِ او بخنجد ہی رگ اس کے امراء کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے
 گفت اے شہ راست گفستی چمنیں حضرت بہلول نے کہا اے شہ راستم نے سچ کہا ایسا ہی
 چونی اے درویش واقف کن مرا اے درویش! تو کیا ہے مجھے بتا دے
 ۲ چوں باشد کسیکہ جاوداں اس نے کہا وہ شخص کیا ہو گا کہ ہمیشہ
 سیل و جُوہا بر مُراوِ او رَوند سیلاب اور نہریں اس کے امراء کے مطابق جاری ہوں
 زندگی و مرگ سر ہنگام او زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں
 ہر کجا خواہد فرستد تعزیت وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے
 ۳ سالکان ۳ راہ ہم برگام او راہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں
 ہیچ دندانے نہ خندد در جہاں دنیا میں کوئی ذات نہ مسکرائے
 بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ بے رضائے اور نیفتد ہیچ برگ
 اس کی نشاء کے بغیر کوئی پتا نہ جھڑے
 بے مُراوِ او بخنجد ہی رگ اس کے امراء کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے
 گفت اے شہ راست گفستی چمنیں حضرت بہلول نے کہا اے شہ راستم نے سچ کہا ایسا ہی

۱۔ نیک و بد وہ سمجھتے ہیں کہ ہرچہ از دوستی رسد نیکوست دوست کی جانب سے جو آئے وہ اچھا ہی ہے۔ سوال کردن۔ حضرت بہلول نے ایسے ہی بزرگ کے مزاج پوچھے ہی بزرگ کے مزاج پوچھے جو راضی بقضاء خداوندی تھے اور کوئی دعا کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ چونی۔ آپ کے کیسے مزاج ہیں۔

۲۔ گفت۔ اس ولی نے حضرت بہلول کو جواب دیا کہ جس شخص کی نشاء کے مطابق ساری دنیا کا کاروبار چل رہا ہو اور کوئی چیز اس کی نشاء کے خلاف نہ ہو تو ایسے شخص سے مزاج دریافت کرنے کا کیا مطلب ہے زندگی۔ یعنی لوگوں کی موت (حیات) اس کی امراء کے مطابق ہو۔ تعزیت۔ میت کا ریسہ۔ تہنیت۔ مبارکبادی۔

۳۔ سالکان۔ راستہ چلنے والے مسافر اس کے نقش قدم پر چلیں۔ منزل تک نہ پہنچنے والے اسی کے امراء سے منزل سے محروم ہوں۔ ہیچ ہر شخص کی خوشی اس کے حکم سے ہے۔ بے مراد۔ دنیا کی ہر حرکت اور سکون اس کے امراء سے ہے۔ گفت۔ حضرت بہلول نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ ضرور درست ہے لیکن مجھے ذرا تفصیل سے سمجھائیے تاکہ میں پورا مطلب سمجھ جاؤں۔

این و صد چند بنی اے صادق ولیک
 اے بچے! آپ ایسے ہی ہوں سے سیکڑوں گناہیں لیکن
 آسچنان کہ فاضل و مر و فضول ا
 ایسے طریقے پر کہ فاضل اور جاہل
 آسچنانش شرح گن اند کلام
 گفتگو میں اس کی اس طرح شرح کر دیجئے
 ناطق کامل چو خواں باشے بود
 کامل مقرر جب خون والا ہوتا ہے
 تانماند ہیچ مہمان مینوا
 تاکہ کوئی مہمان بے سہلانہ رہے
 پچو قرآن کو بمعنی ہفت توست
 جیسا کہ قرآن پاک جو معنی کے اعتبار سے سات تہوں والا ہے
 گفت ایں بارے یقین شد پیش عام
 انہوں نے کہا یہ تو اب سب کو یقین ہے
 ہیچ برگے در نیفتد از درخت
 درخت سے کوئی پتا نہیں جھڑتا
 از وہاں لقمہ نشد سوائے گلو
 لقمہ نہ سے گلے میں نہیں جاتا
 میل و رغبت کاں زماں آدمی ست
 میلان اور رغبت جو آدمی کب باگ ہے
 در زمینہا و آسمانہا ذرہ
 کوئی ذرہ زمینوں اور آسمانوں میں
 جو بفرمان قدیم نافذش
 بغیر اس کے جلدی ہونے والی آدمی حکم کے
 کہ اشرد برگ درختاں را تمام
 درختوں کے سب پتوں کو کھن گن سکتا ہے

شرح گواں را بیاں گن نیک نیک
 اس کی تشریح کر دیجئے اور صاف صاف بیان کر دیجئے
 از دل واز جاں گند اورا قبول
 اس کو دل و جان سے قبول کر لے
 کہ از اں ہم بہر یابد عقل عام
 کہ اس سے عمام کی عقل بھی حصہ حاصل کر لے
 بر سر خواش زہر آشے بود
 اس کے خون پر ہر قسم کا کھاتا ہوتا ہے
 ہر کے یا بد غذائے خود جدا
 ہر شخص اپنی علیحدہ غذا حاصل کر لے
 خاص را و عام را مطعم دروست
 اس میں خاص اور عام کی غذا ہے
 کہ جہاں در امر یزدان ست رام
 کہ دنیا خدا کے حکم کی فرماں بردار ہے
 بے قضا و حکم آل سلطان تخت
 بغیر عرش کے اس شاہ کے نیلے اور حکم کے
 تا نگوید لقمہ را حق کاڈ خلو
 جب تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے داخل ہو جا
 جہش آل رام امر آل غنی ست
 اس کی حرکت اس بے نیاز کے حکم کی فرما بردار ہے
 پر نجبانہ نگرود پڑہ
 پر نہیں ملتا کوئی چکا گرش نہیں کرتا
 شرح نتواں کرو و جلدی نیست خوش
 جس کی شرح نہیں کی جاسکتی اور ہمت کرنا اچھا نہیں
 بے نہایت کے شود در نطق رام
 لاشہ گفتگو کے تابع کب ہو سکتا ہے

۱۔ مر و فضول۔ ناقابل شخص۔
 ناطق کامل۔ اچھے مقرر کا یہ کمال ہوتا
 ہے کہ اس کی تقریر سے عمام و خواں
 دونوں لطف اٹھاتے ہیں۔ پچو
 قرآن۔ قرآن کی معانی اور مطالب
 سے ہر شخص اپنی فہم کے مطابق پورا
 فائدہ اٹھاتا ہے۔ ممکن ہے
 مولانا نے قزل فقرآن علی منبغہ
 انحراف کے یہ معنی لئے ہوں کہ اس
 میں سات معنی ہیں۔

۲۔ گفت۔ ان ولی نے حضرت
 پہلول کو جواب دیا کہ یہ سب ماننے
 ہیں کہ دنیا کے ذرے ذرے برافندگ
 حکمرانی ہے اور کائنات کی ہر حرکت و
 سکون اس کے حکم سے ہے تو جب
 بندہ بالکل راضی بقضائے الہی ہو
 جائے تو اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اور فعل اس کی
 مراد بن جائے گا اور یہ سمجھ جائے گا کہ
 عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے گویا وہ اس
 بندے کی مرضی کے مطابق ہو رہا
 ہے۔

۳۔ رام۔ فرما بردار۔ سلطان
 تخت۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ میل و رغبت۔
 انسان کی خواہش اور رغبت انسان
 سے اپنے مطابق کام کرتی ہے
 جلدی۔ بہاری ہمت۔ کہ اشرد۔
 درختوں کے سب جو تمنا ہی ہیں ان کی
 شد ناممکن ہے تو غیر تمنا ہی کی تفصیل
 کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

می نگرود جو بہر کردگار
 بغیر خدا کے حکم کے نہیں ہوتے
 حکم اورا بندہ خواہندہ شد
 بندہ اس کے حکم کا چاہنے والا بن گیا
 بلکہ طبع اوہراں شد مستطاب
 بلکہ اس کی طبیعت اس پر خوش ہو گئی
 بلکہ خواہد از پے حکم احد
 بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے چاہتا ہے
 زندگی و مردگی پیشش یکے ست
 اس کے سامنے زندگی اور موت ایک ہے
 بہر یزداں می مردن ز خوف ورنج
 وہ خدا کے لئے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے
 نے برائے جنت و اشجار و جو
 نہ کہ جنت اور جنت کے ہفتوں اور نہروں کے لئے
 نے زیم آنکہ در آتش رود
 نہ کہ اس ڈر سے کہ وہ جہنم میں جائے گا
 بے ریاضت نے بخت و جوی او
 بغیر کسی مجاہدے کہ نہ کہ اس کی کوشش سے
 بچو حلوا و شکر اورا قضا
 اللہ کا حکم اس کے لئے حلوا اور شکر کی طرح ہے
 نے جہاں بر امر و فرمائش رود
 کیا جہاں اس کے حکم اور فرمان کے مطابق نہیں چلے گا
 کہ بگرداں اے خداوند اس قضا
 کہ اے اللہ اس حکم کو واپس لے لے
 بہر حق پیشش چو حلوا در گلو
 اللہ کے لئے اس کے زور و کدکے اے جسا کہ نہ منہ حلوا

اس قدر بشنو کہ چوں کئی کار
 اتنا سن لے کہ جب تمام کام
 چوں اقصائے حق رضائے بندہ شد
 جب اللہ تعالیٰ کا حکم بندہ کی رضا مندی بن گیا
 بے تکلف نے پے مزد و ثواب
 بغیر کسی تکلف کے نہ کہ بلا اور ثواب کے لئے
 زندگی خود نخواہد بہر خود
 وہ اپنی زندگی اپنی خاطر نہیں چاہتا
 ہر کجا امر مقدم را مسلکے ست
 جہاں کہیں قدیم امر کا مسلک ہے
 بہر یزداں می زید نے بہر رنج
 وہ خدا کے لئے جیتا ہے نہ کہ خزانہ کے لئے
 ہست ایمانش برائے خواہ او
 اس کا ایمان اس اللہ کی رضا مندی کے لئے ہے
 ترک کفرش ہم برائے حق بود
 اس کا کفر کو چھوڑنا بھی اللہ کے لئے ہے
 آپچنیں آمد زاصل آں خوبی او
 یہ اس کی عادت اصل سے ایسی ہی آئی ہے
 آنکہاں خند کہ او بیند رضا
 وہ اس وقت ہنستا ہے جبکہ رضا حق دیکھتا ہے
 بندہ کش خودی و خلقت این بود
 وہ بندہ جس کی عادت اور خلقت یہ ہو
 پس چرالا بہ کندا ویا دُعا
 تو وہ کیوں خوشامد اور دعا کرے
 مرگ او و مرگ فرزندان او
 مرگ اور مرگ اس کی اولاد کی موت

۱۔ چوں: جب اللہ کے تمام فیصلوں اور احکام پر بندہ راضی ہو گیا ہے تو اللہ کے تمام احکام اس کا مطلوب بن گئے ہیں بے تکلف۔ یعنی یہ رضا اس کی طبیعتی بات بن گئی ہے اس میں کوئی اجراء و ثواب بھی اس کے مد نظر نہیں ہے۔ زندگی۔ اپنی زندگی بھی اپنی خاطر نہیں چاہتا بلکہ اس لئے چاہتا ہے کہ اللہ کا حکم سبھی سے ہر کجا۔ یعنی جو بھی خدا کا لائی حکم ہے وہی راستہ اس کو پسند ہے خواہ وہ زندگی ہو یا موت۔ ہست ایمانش۔ اس کا ایمان بھی محض مولا کی رضا مندی کے لئے ہے نہ کہ جنت کے لالچ کی وجہ سے اور کفر سے نفرت بھی رضا مولا کی وجہ سے ہے نہ کہ دوزخ کے ڈر سے بچو حلوا۔ اللہ کا ہر حکم اس کو ایسا مرغوب ہے جیسا کہ حلوا مرغوب ہوتا ہے۔ ۲۔ بندہ کش۔ جب احکام خداوندی پر رضا کی یہ کیفیت ہو تو یقیناً یہ کہا جائے گا کہ دنیا کے سب کام اس بندہ کے حکم سے چل رہے ہیں۔

نزع فرزندوں پر اس با وفا
اس وفادار کے لئے ولاد کا نزع
پس لے چرا گوید دعا لا مگر
تو وہ کیوں دعا کرے 'ہاں اگر
آں شفاعت والی دعا نذر رحم خود
وہ سفارش اور وہ دعا اپنے لو پر رحم لے لئے نہیں
رحم خود را او ہماں دم سوختست
اپنے رحم کو اس نے اپنی دقت پھونک دیا ہے
دوزخ اوصاف او عشق است و او
عشق اس کے اوصاف کی دوزخ ہے اور اس نے
ہر طرفی این فروتے کے شناخت
ہر سالک اس فرق کو کب سمجھتا ہے

چوں قطائف پیش شیخ بینوا
ایسا ہے جیسے مفلح بڑھے کے پھل
در دعا بیند رضائے داو گر
وہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی دیکھ لے
می گند آں بندہ صاحب رشید
رہتا ہے وہ ہدایت یافتہ بندہ
کہ چراغ عشق حق از فروختست
جبکہ اس نے عشق کا چراغ روشن کیا ہے
سوخت مر اوصاف خود را مو بمو
اپنے اوصاف کو بالکل جلا دیا ہے
چوں دوقوی گو دریں دولت نساخت
جیسا کہ قوتی جو اس دولت میں نہ دوڑے

قصہ قوتی و کرامت

قوتی اور ان کی کرامت کا قصہ

آں قوتی داشت خوش دیلبہ
قوتی ایک اچھا چہرہ رکھتے تھے
بر زمیں می شد چومہ بر آسمان
زمین پر وہ اس طرح تھے جیسے چاند آسمان پر
در مقامی مسکنی کم ساختہ
وہ ایک جگہ کم ٹھہرتے
گفت در یک خانہ گرباشم دو روز
انہوں نے کہا اگر میں وہ روز ایک گھر میں رہوں گا
عزۃ المسکن احاذیرھا انا
میں اقامت کی عزت سے بچتا ہوں
لا اعود خلق قلبی بالمکان
میرے دل کے اخلاق کو مکان کا عادی نہیں بناتا ہوں

عاشق و صاحب کرامت خولجہ
عاشق اور کرامت والے خولجہ تھے
شب رواں را گشتہ زوروشن رواں
تاریکی میں چلنے لگانے کی بجائے روشنی میں چلنے لگتے ہوئے
کم دو روز اندر دے انداختے
ایک گاؤں میں وہ روز سے لم ڈیرہ ڈالتے
عشق آں مسکن گند درمن فروز
اس گھر کی محبت مجھ میں رشن ہو جائے گی
انقلبی یا نفس سافر للعنا
اے نفس! منتقل ہو جا مشقت کی خاطر سفر کر
کہ یگون خالصی الامتحان
تاکر آزمائش میں خالص بن جائے

۱۔ آپس چرا۔ جب دنیا کے سب کا
اس کی مرضی کے مطابق ہیں تو دعا اور
خوشامد ہے معنی چیز ہے۔ قطائف
لئے ہوئے پھل۔ دعا۔ یہ شخص دعا
بھی جب ہی کرتا ہے جب اس کو یہ
معلوم ہو کہ مولانا کی مرضی یہی ہے۔
۲۔ آں شفاعت۔ ایسا انسان کی
دعا بھی اپنے لو پر رحم کے لئے نہیں
ہوتی ہے محض خدا کی مرضی پر عمل
کرنے کے لئے ہوتی ہے وہ اپنے
رحم سے اسی وقت دستبردار ہو گیا تھا
جبکہ اس نے عشق خداوندی کا دم بھرا
تھا۔ دوزخ۔ ایسا انسان اپنے تمام
اوصاف اور ذلتی خواہشیں عشق کی
بھٹی میں پھونک چکنا ہے ہر
طرفی اس فرق کو کہ دعا بھی اگر ہو تو
محض اللہ کی مرضی کو پورا کرنے کے
لئے ہوتی ذلتی غرض کے لئے نہ ہو
ہر سالک نہیں سمجھ سکتا۔ قوتی جیسے
بزرگ بھی اس کو نہ سمجھ سکے دیلبہ
چہرہ بزم میں۔ جس طرح لوگ چاند
سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرتے
ہیں اسی طرح قوتی سے حاصل کرتے
تھے
۳۔ ذر مقالے قوتی اس خیال
سے کہ کسی مقام پر مسکن سے کومبت
پیدا ہو ہمیشہ سفر میں رہتے تھے۔
غزوة المسکن انسان وطن میں عزیز ہونا
سے سفر میں اچھکی ہونے کی وجہ سے
مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ عزت
مشقت تکلیف فی الامتحان یعنی
آزمائش کے وقت قلب میں صرف
اللہ تعالیٰ کی محبت ثابت ہو۔

چشم اندہ شاہ باز او ہچو باز
آنکہ شاہ کے دید میں کلی ہوئی وہ باز کی طرح تھے
مُنفرد از مَرودن نے از دوئی
مَرودن سے اکیلے تھے مفارقت کی وجہ سے نہیں
خود شفیعے بد دعائش مستجاب
وہ خود سفلیا لہ ہن کی دعا مقبول تھی
بہتر از مادر سہی خراز پد
میں سے زیادہ بہتر لہ باپ سے زیادہ مرغوب تھے
چوں پد ہستم شفیق و مہربان
میں تمہارے لئے باپ کی طرح مشفق لہ مہربانوں
جوو را از کل چرا برمی کفید
جوو کو کل سے کیوں چھا کرتے ہو
عضو از تن قطع شد مردار شد
عضو بدن سے کٹا تو مرد ہو گیا
مردہ باشد نبودش از جاں خبر
مردہ رہتا ہے اس کو جان کا پتہ نہیں رہتا
عضو نو بہریدہ ہم جنبش کند
نیا کٹا ہوا عضو بھی حرکت کرتا ہے
ایں نہ آں کلن ست کو ناقص شود
یہ نہ کل نہیں ہے جو ناقص ہو جائے
چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال
مثال کے لئے ایک بات کہہ دی گئی ہے
شیر مثل او نیا شد گرچہ راند
شیرن جیسا نہیں ہے اگرچہ یہ مثل جلدی ہوئی ہے

روز اند سیر بد شب دَر نماز
دن کو سفر میں رات کو نماز میں
مُنقطع از خلق نے از بد خوئی
خلق سے جھا تھے بد مزاجی کی وجہ سے نہیں
مُشفقے بر خلق و نفع ہچو آب
خلق پر مہربان لہ پانی کی طرح نفع رساں تھے
نیک و بد را مہربان و مُستقر
بھلے لہ برے کے لئے مہربان لہ ٹھکانا تھے
گفت پیغمبر شہرا لے مہاں
پیغمبر نے فرمایا اے سرورِ د
زاں سب کہ جملہ اجزائے مَعدیہ
کیونکہ تم سب میرے اجزا ہو
جوو و از کل قطع شد بیکار شد
جوو کل سے کٹا تو بیکار ہو گیا
تانہ پیوند بہ کل بارِ وگر
جب تک وہ عضو وہاں کل سے نہ جڑے
وہ بچبند نیست آں را خود سَند
اگر وہ حرکت کرتا ہے تو وہ زندگی کی دلیل نہیں ہے
جوو ایں س کل گر برد یکسو رَوَد
اس کل کا جوو اگر کئے ایک طرف چلا جائے
قطع و وصلِ او نیاید در مقال
اس سے جھا ہوا لہ جٹا بیان نہیں کیا جا سکتا
مر علی را بر مثال شیر خواند
حضرت علی کو شیر کی مانند کہا

۱ چشم۔ ہن کے مد نظر ذات ہادی
رہتی تھی لہ وہ باز کی طرح معاف و
اسرا لہی کا شکار کرتے تھے۔ منقطع۔
وہ صرف اللہ کے لئے غلوت کو پسند
کرتے تھے ہنہ نہ بد مزاج تھے نہ
ان میں لوگوں سے مفارقت تھی۔
مُشفقے۔ تمام انسانوں سے ان کا محبت
لہ شفقت کا معاملہ تھا۔ مُستجاب۔
قبول شدہ مُستقر ٹھکانا۔ سہی۔
مرغوب۔

۲ گفت۔ چونکہ پیغمبر کے پیرو
تھے لہ پیغمبر نے امت کو مخاطب کر
کے فرمایا تھا کہ میں تم پر باپ کی طرح
مہربان ہوں۔ جملہ اجزا۔ چونکہ
امت کی حیات لہ بقا ہی سے وابستہ
ہوتی ہے۔ جوو۔ جوو کل سے کٹ کر
بیکار ہو جاتا ہے، عضو بدن سے کٹ
کر مردہ ہو جاتا ہے۔ و بچبند۔ اگر
نئی سے کٹ کر کچھ آہد حیات بھی
اس میں نظر آئیں تو اس کو حیات نہ
کہجواں کی وہ حرکات نہ ہوتی ہیں
جانور کا عضو کٹ کر بھی کچھ دیر تک
ترتیب رہتا ہے۔

۳ جزواں کل۔ نبی سے جو کچھ
وہ خود اپنا نقصان کرے گا نبی میں اس
کے جھا ہونے سے کوئی نقصان نہ پیدا
ہوگا۔ قطع و وصل۔ نبی سے جڑنے لہ
کٹنے کی یہ ایک باتیں مثل ہم نے
دی ہے ورنہ اس حقیقت کو بیان کرنا
عسکن نہیں ہے مر علی۔ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو اسد اللہ کہا جاتا ہے
یعنی ان کو شیر کی مثل قرار دیا گیا ہے
لیکن ان میں لہ شیر میں بہت فرق
ہے۔ مثل لہ مثل۔ میں ہا لکیہ
مشابہت نہیں ہوتی ہے اسی طرح
آنحضرت کے کل لہ امتوں کے اجزاء
ہونے کی یہ مثل بھی ایسی ہی ہے۔



بازگشتن بقصہ وقوتی علیہ الرحمۃ وقوتی رحمۃ اللہ کے قصہ کی طرف رجوع

از مثال و مثل و فرق آں براں
مثلاً اور مثل اور اس کے فرق سے آگے بڑھ
آنکہ اور فتویٰ امام خُلق بُود
وہ (فتویٰ) جو فتویٰ میں مخلوق کے امام تھے
آنکہ اندر سیرمہ رلمات کرد
وہ جنہوں نے پلٹنے میں چاند کو ہرا دیا
باچنیں تقویٰ و او را دو قیام
باوجود ایسے تھے اور وظائف اور نماز کے
در اسفر معظم مُرداش آں بُدے
سفر میں ان کی بڑی مراد یہ ہوتی
ایں ہی گفتمے چوئی رفتے براہ
جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے
یا رب آتہا را کہ بشنا سدولم
اے خدا جن کو میرا دل پہچان لیتا ہے
وانکہ نشاسم تو اے یزدانِ جاں
اور جن کو میں نہیں پہچانتا ہوں تو اے جان کے مالک
حضرتش گفتمے کہ اے صدرِ مہیں
وہ بار خداوندی ان سے کہتا اے صدرِ اعظم!
مہر من داری چہ می جوئی وگر
تم میری محبت کتنے دوسرے کی محبت کیوں تلاش کرتے ہوں
اؤ بگفتمے یا رب اے دانائے راز
وہ جواب دیتے اے خدا اے راز کو جاننے والے!
در میان بحر اگر بنشستہ ام
اگرچہ میں سمندر میں بیٹھا ہوں

جانبِ قصہ وقوتی اے جوان
اے جوان! وقوتی کے قصہ کی جانب
گوئے تقویٰ از فرشتہ می ریزود
تو۔ میں فرشتے سے باری لے جاتے تھے
ہم ز دینداری اودیں رشک خورد
جن کی دینداری پر خود دین نے رشک کیا
طلبِ خاصانِ حق بُودے مُدام
وہ ہمیشہ خاصانِ خدا کے طالب رہتے تھے
کہ دے بر بندہ خاصی زدے
کہ تھوڑی دیر کسی خاص بندہ سے ملیں
گن قرینِ خصلگانم اے اللہ
اے خدا مجھے مخصوص بندہ جس کا ساتھی بنا دے
بندہ و بستہ میاں چوں محلم
ان کے لئے میں غلام کر بستہ اور کواہ کی طرح ہوں
بر منِ محبوبِ شالِ گن مہریاں
ان کو مجھ نادانف پر مہربان کر دے
ایں چہ عشقِ ست وچہ استقامتِ ایں
یہ کیا عشق اور کیسی پیاس ہے؟
چوں خدا بائست چوں جوئی بشر
جبکہ خدا تھا ہے ساتھ ہے انسان کی کیوں کی تلاش کرتے ہو
تو کشودی درلم راہ نیاز
تو نے میرے دل میں نیاز مندی کا راستہ کھول دیا ہے
طمع در آبِ سبو ہم بستہ ام
گھڑیا کے پانی سے بھی میں نے لالچ و وابستہ کیا ہے

۱ آنکہ۔ یعنی وہ علوم ظاہری میں
بھی لادقت تھے اور نیکی میں فرشتوں
سے بڑھے ہوئے تھے۔ سیر۔ یعنی
سیرتِ اللہ۔ ہم ز دینداری۔ یعنی
انتہائی دیندار تھے اور۔ یعنی
وظائف۔ قیام۔ یعنی نوافل نماز۔
عام۔ ہمیشہ۔

۲ در سفر۔ باوجود تمام بزرگوں کی
جسٹو اور ملاقات کے متمنی رہتے
تھے۔ ہی گفتمے۔ یعنی یہ دعا کرتے
تھے۔ پیاس۔ یعنی جن بزرگوں کو میں
جان لوں گا ان کا تو خادم ہوں جو
بزرگ ایسے ہیں کہ میری اور ان کی
جان پہچان نہیں ہے ملاقات کے
بخت ان کو بھی مجھ پر مہربان کر دینا۔
استقامت۔ پیاس پانی کی طلب۔

۳ مہر من۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا میری محبت کے ہوتے ہوئے
اور کیا چاہتا ہے کہ تجھے حق کی معیت
میسر ہے دوسرے کی معیت کی کیا
ضرورت ہے۔ راہ نیاز۔ یعنی مجھ
بزرگوں سے ملنے کی مجھے تمنا ہے ان
بزرگوں کے لئے نیاز مندی۔ بحر۔
یعنی ذاتِ باری۔ سبو۔ یعنی وہ بزرگ
جن سے ملنے کی تمنا ہے۔

۱ داؤد۔ غلط طریقہ پر یہ روایت مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت داؤد کی نوے بیویاں تھیں پھر بھی ان کو سپاہی کی بیوی سے محبت ہو گئی تھی جس کو انہوں نے مختلف طریقوں سے اپنی زوجیت میں لے لیا مولانا نے اسی مشہور غلط قصہ کی بنیاد پر یہ شعر فرمایا ہے۔ حرص۔ یعنی تیرے مقبول بندوں سے عشق تیرے ہی عشق کی حرص کا اثر ہے۔ پیشی۔ یعنی جو روہ سلوک کے مزد ہیں ان کی حرص مقامات میں ترقی کے لئے ہوتی ہے نامردوں کی حرص برے افعال کی طرف ہوتی ہے۔ مردوں۔ وہ سلوک کے مرد۔ نعت۔ یعنی دنیا دار۔
 احتیاج۔ رسوائی۔

۲ آہ۔ حضرت قوتی کی دوسری عیالیاں سے ملاقات کی تمنا کی ہی ہے جیسی کہ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ملاقات کی تمنا کی اور ان کی ملاقات کے لئے سرگروہ بنے۔ مستقی۔ استقامت کی بیماری کا مریض جس کو پانی سے بھی سیرابی نہیں ہوتی ہے۔ مایست۔ سیرابی اللہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس میں جو مقام بھی حاصل ہواں سے اونچے مقام کی طلب جلدی ہوتی چاہیے۔

۳ صدر۔ غلط فہمی سے اگر کسی مقام کو صدر سمجھ ہے ہوتو وہ صدر مقام نہیں ہے ہوتو وہ ایک منال ہے۔ کلیم۔ بات کرنے والا چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر بغیر واسطہ حضرت حق نے گفتگو کی اس لئے ان کا لقب کلیم اللہ پڑ گیا۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ جبکہ حضرت خضر کی تلاش میں چلے تو ان کی قوم نے یہ باتیں ان سے کہیں۔ نیکو پے۔ یعنی حضرت خضر۔

ہمچو! داؤد نو د نعبہ مراست
 حضرت داؤد کی طرح میرے پاس نوے بھینڑیں ہیں
 حرص اندر عشق تو فخرست و جاہ
 تیرے عشق میں لالچ فخر اور مرتبہ ہے
 شہوت و حرص نراں پیشی بود
 مردوں کی شہوت اور لالچ بڑھاؤ ہوتا ہے
 حرص مردوں از رہ پیشی بود
 مردوں کی حرص آگے کے راستہ سے ہوتی ہے
 آں یکے حرص از کمال مردی است
 وہ ایک حرص مردی کے کمال کی وجہ سے ہے
 آہ سزے ہست اینجاس نہاں
 آہ یہاں ایک راہ پوشیدہ ہے
 ہمچو مستقی کز آبلش سیر نیست
 استقامت کے بہار کی طرح جس کو پانی سے سیرابی نہیں ہوتی
 چوں گدشتی زان و گرنوتر رسد
 جب تو اس سے آگے بڑھے گا دھری نئی چیز آئے گی
 بے نہایت حضرتت اس بارگاہ
 بارگاہ احمد دہار ہے

طمع در نعبہ حریم ہم بجاست
 ساتھی کی بھینڑ کا لالچ بھی مناسب ہے
 حرص اندر غیر تو نناگ و سبہا
 تیرے غیر میں لالچ ذات اور تباہی ہے
 و آن حیزاں ننگ و بد کیشی بود
 لکڑیوں کی خواہش ذات اور بد فعلی ہوتی ہے
 در محنت حرص سوائے پس رود
 بھروسے کی حرص کھچلی جانب ہوتی ہے
 و آن دگر حرص احتیاج و سردی است
 دوسری حرص رسوائی اور سستی سے
 کہ سوائے خضرے شود موسیٰ دواں
 کہ حضرت موسیٰ حضرت خضر کی طرف نظر کرتے اور وہ نہ ہوتے
 برہر آنچه یافتی باللہ مالیت
 خدا کی قسم جو تو نے حاصل کر لیا ہے اس پر نہ غم
 آں یکے بالا تر ازوے در رسد
 اس سے اونچی اور چیز ملے گی
 صدر را بگذار صدرت راہ
 صدر کو چھوڑ تیرا صدر راستہ ہے

سیر طلب کروں موسیٰ علیہا اسلام با کمال نبوت و قربت
 قرب اور نبوت کے باوجود حضرت موسیٰ کا حضرت خضر کو تلاش کرنے کا راہ

از کلیم حق بیا موز اے کریم
 اے بھلا کلیم اللہ سے سیکھ لے
 باچنیں جاہ و چنیں پیغمبری
 ایسے رہے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے
 موسیٰ تو قوم خود رشتہ
 اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے
 ہیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیم
 آگاہ کلیم شوق میں کیا کہہ رہے ہیں؟
 طالب خضرم ز خود بینی بری
 میں خضر کا طالب ہوں خود پسندی سے بری ہوں
 در پے نیکو پے سر گشتہ
 ایک نیک صفت کے پیچھے حیران ہو

کیقبادی رستہ از خوف اور رجا
تم شاہ ہو امیدہ بیم سے آزاد ہو
آن تو بائست و تو واقف بریں
تمہارا مطلوب تمہارے پاس ہے تم اس سے واقف ہو
گفت موسیٰ ایں ملامت کم کنید
حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ ملامت نہ کرو
میر دم تا مجمع البحرین من
میں مجمع البحرین تک جاؤں گا
اجعل الخضر لا مری سبیا
میں حضرت خضر کو اپنے معاملہ کا ذریعہ بناؤں گا
ساہبا پر دم بہ پرو بالہا
میں پربال کے ساتھ ساواں اڑتا رہوں گا
میر دم ۲ یعنی نمی ار زد بدال
میں چلتا ہوں گا یعنی یہ چلنا اس محبوب کی برابر نہیں
ایں سخن پایاں ندارد اے عمو
اسے چیلنا اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

چند گروی چند جوئی تاکجا
کب تک گھوڑے کب تک جستجو کر کے کہیں تک
آسمنا چند پیمائی زمین
اے آسمان اکب تک زمین کی پیمائش کرو گے
آفتاب و ماہ رہ کم زنید
سورج اور چاند کا راستہ نہ روکو
تا شوم مصحوب سلطان زمن
تاکہ شاہ زمانہ کا ساتھی ہوں
ذالک او لمضی و نسری حقا
یہ ہو یا ایک عرصہ ہزار تک چلتا اور پھرتا رہوں گا
سالہا چہ بود ہزاراں سالہا
چند سال کیا ہوتے ہیں ہزاروں سال
عشق جاناں کم نداں از عشق ناں
محبوب کے عشق کو روٹی کے عشق سے کم نہ سمجھو
داستان آں دوقی باز گو
ان دوقی کی بات پھر بتا

بازگشتن بقصہ دوقی علیہ الرحمۃ

دوقی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

آں دوقی رحمۃ اللہ علیہ
دوقی رحمۃ اللہ علیہ نے
سال و ماہ رفتم سفر از عشق ماہ
چاند کے عشق میں ساواں اور مینوں میں نے سفر کیا
یا برہنہ رفتہ ام در خاک و سنگ
تشی اور پتھروں میں ننگے پاؤں چلا ہوں
تو نہیں ۳ ایں پایہارا برز میں
تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھو

گفت سافرت مدی فی فقیہ
فرمایا میں نے ایک مدت تک مشرق و مغرب کا سفر کیا
نیخبر از راہ و حیراں در الہ
راستہ سے بیخبر تھا کہ اللہ تعالیٰ میں نحو تھا
زانکہ حیرانم و بیخویش و دنگ
کیونکہ میں نحو اور بے خود اور حیران تھا
زانکہ بر دل میرود عاشق یقین
کیونکہ عاشق واقف دل کے بل پر چلتا ہے

۱ خوف ورجاء حضرت موسیٰ کو
قرب الہی کا وہ رستہ حاصل تھا جس
میں امید و بیم کا وہ قسم ہو جاتا ہے
آن تو یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ کا تقرب
حاصل سے آسانا۔ یعنی اے موسیٰ تم
مرتبہ کے اعتبار سے آسمان ہو زمین
پیوند۔ پریشان ہونا۔ آفتاب و ماہ
یعنی میری اور حضرت کی ملاقات قرآن
اسعدین ہے مجمع البحرین۔ قرآن
کریم میں ہے واذ قال موسیٰ
لنفسہ لا یسرخ حتی یبلغ منجنع
البحرین اے موسیٰ کہتا ہوں کہ
نہ بیوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں
جہاں ملتے ہیں دو دریا یا چلا
جاؤں قرنون۔ جہان مانہارا۔

۲ می روم۔ یعنی جستجو کی یہ
مشقت اس مطلق کے بالقابل پہنچ
سے عشق ناں۔ روٹی کمانے کے
لئے آدمی ملالدا پھرتا ہے خائفین۔
مغرب و مشرق۔ ماہ۔ یعنی ذات
خلاندی۔ حیران یعنی مقام حیرت۔

۳ تو نہیں۔ عاشق کی سیر ایک
وجہ میں جسمانی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ
روحانی ہوتی ہے۔

از رہ و منزل ز کونہ و دراز
 راست اور منزل اور نزدیک اور دور کو
 ایں دراز و کوتہ اوصاف تن ست
 لبا اور مختصر جسم کے اوصاف ہیں
 تو سفر کر دی ز نطفہ تا عقل
 تو نے طغ سے عقل تک سفر کیا
 سیر جاں تپوں بود در دور و دیر
 روح کی سیر مسافت اور زمانہ میں بے کیف ہوتی ہے
 سیر جاں ہر کس نہ بیند جان من
 اے جان من! روح کی سیر ہر شخص نہیں دیکھتا ہے
 سیر سہ جسمانہ رہا کرد او کنوں
 جسم نے جسمانی سیر چھوڑ دی وہ اب
 گفت روزے می خدم مشتاق وار
 قوتی نے فرمایا ایک روز میں مشتاقانہ روانہ ہوا
 تابہ بینم قلرزے در قطرة
 تاکہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں

تاہ بینم قلرزے در قطرة
 تاکہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں

نمودن مثال ہفت شمع سوئے ساحل

ساحل کی جانب سات شمع جیسی نظر آتا

چوں رسیدم سوئے یک ساحل بگام
 جب میں پیدل ایک ساحل کی جانب پہنچا
 بعد ازاں ناگہ چہ دیدم گویمت
 اس کے بعد اچانک میں نے کیلہ کھامیں تجھے بتا ہوں
 ہفت شمع از دور دیدم ناگہاں
 میں نے دور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں
 نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں
 ان میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ
 بود بے گہ گشتہ روز و وقت شام
 دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا
 تابدانی سیر آں افزویمت
 تاکہ تو اس کار از جان لے میں بڑھ کر بیان کرتا ہوں
 اندراں ساحل شتابیدم بدال
 ان کی وجہ سے میں اس ساحل کی طرف لپکا
 بر شدہ خوش تا عنان آسمان
 آسمان کی فضا تک نہایت اونچا تھا

اہل چندانہ دل کی سیر میں قریب
 و بعید کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ تو سفر
 جس طرح انسان کی سیر نطفہ سے
 لے کر عقل آنے کے زمانے تک کی
 ہے اسی طرح روح کی سیر ہے کہ نہ
 اس میں ٹھکن ہوتی ہے نہ صوری منزل
 کا تصور آتا ہے۔

۲ جسم مانع اشتیاق کی سیر واصل
 روحانی ہے جسمانی سیر شخص اس کے
 تابع ہے لہذا جسمانی سیر کے عوارض
 ان پر طاری نہیں ہوتے ہیں۔ سیر
 جاں روحانی سیر کو ہر شخص محسوس نہیں
 کر سکتا جسمانی رفتار اور سیر کو سب
 دیکھ لیتے ہیں۔

۳ سیر جسمانہ عاشق کی سیر
 اگرچہ شکل جسمانی ہوتی ہے لیکن
 در حقیقت وہ روحانی سیر کرتا ہے جو کہ
 بے کیف ہوتی ہے۔ تابہ بینم۔ تاکہ
 دریائے وحدت کو جسم انسانی میں
 مشاہدہ کروں اور آفتاب کو ذرہ میں
 دیکھوں۔ گام قدم۔ عنان۔ فضا

خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت
میں جہوں وہ گیا حیرنی بھی جہوں ہو گئی
کایں! چگونہ شمعہا افروختہ است
کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟
خلق جویان چراغے گشته بود
خلق چراغ کی جبتو میں تھی
چشم بندی بد عجب بر دیدہا
آنکھوں پر عجیب چشم بندی تھی
موج حیرت عقل را از سر گذشت
حیرت کی موج عقل کے لوہے سے گزر گئی
کہ دودیدہ خلق زہنہا دوختہ است
کہ مخلوق کی ذہن آنکھیں ان سے بند ہیں
پیش آں شمعے کہ بر مہ می فرزود
ان شمعوں کے ہوتے ہوئے جو چاند سے بڑھی ہوئی تھیں
بندِ شان میگرد یفہلی من یشیا
ان کی بندش وہ کر رہا تھا جو جس کو چاہے ہدایت دے

شدن آں ہفت شمع یر مثال یک شمع

ان سات شمعوں کا ایک شمع جیسا ہو جانا

باز میدیدم کہ شد آں ہفت یک
پھر میں نے دیکھا کہ وہ سات شمعیں ایک ہو گئیں
باز آں یک بار دیگر ہفت شد
پھر وہ ایک دوبارہ سات ہو گئی
اتصالاتے میان شمعہا
شمعوں میں جوڑے جوڑے
آنکہ یک دیدن کند ادراک آں
ایک نظر جو کچھ محسوس کر لیتی ہے
آنکہ یکدم ۳ بیندش ادراک و ہوش
جس کو علم و ہوش ایک دم دیکھ لیتا ہے
چونکہ پایا نے ندارد رو الیک
چونکہ یہ بات لاشعور ہے جا پرے ہٹ
پیشتر رتم دواں کال شمعہا
میں ہڑتا ہوا آگے بڑھا کہ وہ شمعیں
می شدم بہوش و بیخوش و خراب
میں بے ہوش اور بے خود اور خست ہو گیا
می شکافد نور او جب ۲ فلک
اس کا نور آسمان کا گریبان بھاڑ رہا تھا
مستی و حیرنی من زفت شد
میری مستی اور حیرانی سخت ہو گئی
کہ نیاید بر زبان و گفت ما
جو کہ زبان اور گفتگو میں نہیں آ سکتا
سالہا نتوال نمودن از زبان
زبان سے اس کو سالوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا
سالہا نتوال شنیدن آں بگوش
اس کو کانوں کے ذریعہ سالوں میں نہیں سنا جا سکتا
زانکہ لا اخصی ثناء ما علیک
اس لئے کہ میں تمہاری تعریف کا مگر میرے لئے لاف نہیں کر سکتا
تاچہ چیزست از نشان کبریا
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے کیا چیز ہیں؟
تا بیتام ز تعجیل و شتاب
یہاں تک کہ میں عجلت اور جلدی میں گر پڑا

۱۔ کایں چگونہ دراصل وہ سات شمعیں ان سات لولہا کا نور تھا جس کو صاحب باطن ہی دیکھ سکتا تھا عوام گورہ نظر نہ آتا تھا۔ یفہلی من یشیا۔ یعنی ذات خداوندی۔

۲۔ جب۔ گریبان۔ اتصالاتے۔ ان شمعوں کے باہمی اتصال کی کیفیت ناقابل بیان ہے آنکہ یہ ان کا باہمی اتصال محض دیدنی ہے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ یکدم۔ علم و ہوش میں چیز کو تھوڑی دیر میں سمجھ جانا ہے اس کو سالوں میں بھی سننا ممکن نہیں ہے۔ لا اخصی ان بزرگوں کا نور تجلیات رب تمہیں ان کی تعریف ممکن نہیں ہے۔ تعجیل۔ عجلت۔

ساعتی بہوش و بے عقل اندریں اوفتادم بر سر خاک زمیں
تسوی در بہوش اور بے عقل اس حالت میں میں زمین کی خاک پر پڑا رہا
باز اے باہوش آدم برخاتم در روش گوئی نہ سرنے پاتم
پھر میں ہوش میں آیا اٹھا رفتار میں گویا نہ میرے سر تھا نہ پاؤں

نمودن آل شمعہا در نظر آل شخفت مرد

ان کج کی نظر میں ان شمعوں کا سات مرد ظاہر ہوتا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد نور شاں می شد بسقف لاجورد
دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بن گئے ان کا نور نیلگوں چھت آسمان تک پہنچ رہا تھا
پیش آل انوار نور روز درد از صلابت نورہا را می سترد
ان نوروں کے سامنے دن کا نور بھی ماند تھا شہت کی وجہ سے اور نوروں کا صفایا کر رہا تھا
باز ۲ حیراں گشتم اندر ضلع رب کا کچنیں چوں شد چگونہ ستلے عجب
میں پھر خدا کی کارگیری میں حیران ہو گیا تعجب ہے کہ یہ ایسے ہوا کیسے ہے؟
پیشتر رتم کہ نیکو بنگرم تاچہ حال ست اینکہ میگردو سرم
میں آگے گیا تاکہ اچھی طرح دیکھوں کہ یہ کیا حال ہے کہ میرا سر پکلا رہا ہے؟

باز شدن آل شمعہا ہفت درخت

ان شمعوں کا پھر سات درخت بن جاتا

باز ہر یک مرد شد شکل درخت پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہو گیا
زانہی برگ پیدا نیست شاخ ہتوں کی کثرت سے شاخ نظر نہیں آتی
ہر درختے شاخ برسدہ زدہ ہر درخت نے شاخ سدہ تک پہنچائی ہے
نخ ہر یک رفتہ در قعر زمیں ہر ایک کی جڑ زمین کی گہرائی میں تھی
شاخ شاں از شاخ خنداں روئے تر شاخ شاں کی جڑ شاں کی گہرائی میں تھی
ان کی جڑ شاں سے بھی زیادہ پر رونق اور تازہ تھی

چشم از سبزی ایشاں نیکنخت ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی
برگ ہم گم گشت از میوہ فراخ میوے کی کثرت سے پتے بھی کم ہو گئے تھے
سدہ ۳ چہ بود از خلا بیروں شدہ سدہ کیا تھا ہے خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے
زیر تر از گاو و ما ہی بد یقیں جو یقینا مچھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی
عقل ازاں اشکال شاں زیر و زبر ان کی شکلوں سے عقل ازاں اشکال شاں زیر و زبر تھی

۱۔ باز۔ یعنی ہوش میں آکر میں ان شمعوں کی طرف بے تحاشا بھاگا۔
۲۔ لاجورد۔ نیلا یعنی آسمان۔ سد۔ گدلا۔
۳۔ صلابت۔ وہ نور اس قدر تیز تھا کہ دوسرے نور اس کے بالمقابل پتچ تھے۔

۴۔ باز حیراں میں حیران تھا کہ یہ لہو تعالیٰ کی کیا کارگیری ہے کہ وہ شمعیں انسانی صورت اختیار کر رہی ہیں۔ چشم۔ یعنی ان دونوں کی سبزی اس قدر زیادہ تیز تھی جو آنکھوں کے لئے ایک نعمت تھی۔ زانہی۔ ہے اس قدر کچھے تھے کہ شاخ نظر نہ آتی تھی پھل اس قدر زیادہ تھے کہ ان میں پتے چھپ گئے تھے۔

۵۔ سدہ۔ سدہ انتہی ساتویں آسمان پر ایک چری کے درخت جیسا درخت ہے جو حضرت جبرئیل کی پرواز اور مخلوق کے علم کی انتہا ہے۔ خلا۔ یعنی سدہ انتہی سے بالائی حصہ گاورمانی۔ مولانا نے عوام کے عقیدہ کے مطابق یہ شعر فرمادیا ہے عوام میں یہ ایک غلط عقیدہ قائم ہو گیا ہے کہ زمین ایک گائے کے سینک پر قائم ہے اور وہ گائے مچھلی کی پشت پر کھڑی ہے۔ شاخ شاں۔ جڑ میں تری ولاگی نہیں ہوتی لیکن ان دونوں کی جڑ بھی پر رونق اور تازہ تھی۔

میوہ! کہ برشگا فیدے ز زور پچو آب از میوہ جستے برق نور
زور میں آکر جو پھل پھٹتا تھا پانی کی طرح نور کے کوندے پھل سے ٹپکتے تھے

مخفی بودن آل درختاں از چشم خلق

ان درختوں کا لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونا

۱۔ میوہ۔ پھل خوب پک کر پھٹنے لگتا ہے اس لیے جب۔ لاکھوں انسان وہاں سے گذر رہے تھے لیکن وہ ان درختوں کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ زار زور۔ یہ بھی نہیں تھا کہ ان لوگوں کو سایہ کی ضرورت نہ ہو۔

۲۔ چشم کرہ۔ ان لوگوں کے ان درختوں کو نہ دیکھ سکتے کی وجہ یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نگاہوں پر مہر لگا دی تھی۔ سہا۔ بنات انہیں کا ایک چھوٹا سا ستارہ ہے یعنی وہ معمولی چیز کو دیکھ لیتے تھے لیکن اس قدر منور چیز کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لیک۔ یعنی یہ لوگ اولیاء سے ملنے کی جدوجہد بھی نہیں کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے مہریں زائل کرنے کی تدبیر بھی نہیں کرتے ہیں اور خواہ خواہ امیدوار بھی ہیں۔ سب بوسیدہ۔ یعنی علوم دوسرا خداوندی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور دنیاوی علوم کے حصول میں دست و گریباں ہیں۔

۳۔ گفت۔ اس نور کا ہر حصہ اس کی تمنا کرتا تھا کاش قوم اس کو پہچان لے اور ان کے ذریعہ نجات پر پہنچے۔ بانگ۔ اس نور کی پکار پر غیرت خداوندی کی طرف سے آواز آئی کہ ان کو دعوت نہ دے ان کی آنکھوں پر مہر لگا دی گئی ان کے لئے اب کوئی جائے باہ نہیں ہے مستعد۔ سعادت حاصل کرنے والا۔

صد ہزاراں خلق از صحرا و دشت

جنگل اور میدان سے لاکھوں انسان

از گلیمے سائبال می ساختند

کپڑوں کے سائبال بناتے تھے

صد ثقفو بر دیدہائے پیچ پیچ

ایسی کج آنکھوں پر سواد آف ہے

کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا

کہ چاند کو نہ دیکھیں سہا کو دیکھ لیں

لیک از لطف و کرم نومیدنے

لیکن لطف اور کرم سے نا امید بھی نہیں

پختہ می ریز دچہ سحرست اے خدا

پکے کر رہے ہیں اے اللہ! یہ کیسا جاہد ہے

درہم افتادہ بہ یغما خشک خلق

لوٹ مار میں پیاسے باہم لڑ رہے تھے

و مبدم بالیت قومی یعلمون

ہر وقت کاش میری قوم جان لیتی

سوائے ما آسید خلق شور بخت

بدبخت لوگو! ہلکی طرف آؤ

چشم شال بستیم کلا لاوزر

ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں ہرگز ٹھکانا نہیں ہے

تا ازیں اشجار مستعد شوید

تاکہ تم ان درختوں سے منتفع ہو

اس عجب تر کہ برایشال می گذشت

یہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا کہ ان پر گزرتے

زار زورے سایہ جاں می باختند

سایہ کی تمنا میں جان کی بازی لگاتے تھے

سایہ آل را نمی دیدند پیچ

وہ ان درختوں کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے

ختم! کرہ قہر حق بر دیدہا

اللہ تعالیٰ کے قہر نے آنکھوں پر مہر لگا دی تھی

وزہ را بیند و خورشید نے

زارہ کو دیکھ لیں اور سورج کو نہ دیکھیں

کاروانہا بے نوا ویں میوہا

قافلے مفلس اور یہ پھل

سیب بوسیدہ ہی چیدند خلق

لوگ سزے ہوئے سیب جن رہے تھے

گفت ہر برگ و شگوفہ آل غصون

ان شاخوں کا ہر پتہ اور کلی کہہ رہی تھی

بانگ می آمدز سوائے ہر درخت

ہر درخت کی جان سے آواز آ رہی تھی

بانگ می آمدز غیرت بر شجر

درخت کو غیرت خداوندی کی جانب سے آواز آئی

گر کسی گفت شال زیں سوروید

اگر ان سے کوئی کہتا تھا کہ اس جانب جاؤ

جملہ امیگفتند کایں مسکین مست

سب کہتے تھے کہ یہ بیچارہ مدہوش

مغز ایں مسکین ز سودائے دراز

اس بیچارے کا دماغ طویل وہم سے

اوجب می ماند یارب حال چیست

وہ تعجب میں رہ جاتا اے خدا! یہ کیا حال ہے؟

خلق گونا گوں باندہ رائے و عقل

مختلف قسم کے لوگ جنکڑوں والے اور عقل کے ہوتے ہوئے

عاقلان و زیر کال شاں ز اتفاق

ان میں سے کبھی اور ذہین بالاتفاق

یا منم ۲ دیوانہ و حیراں شدہ

یا میں ہی دیوانہ اور پاگل ہو گیا ہوں

چشم می مالم بہر لحظہ کہ من

میں ہر دم آنکھیں ملتا ہوں کہ میں

خواب ۳ چہ بود بر درختاں میروم

خواب کیا ہوتا ہے میں درختوں پر گھوم رہا ہوں

باز چوں من بنگرم در منکراں

پھر جب میں منکروں کو دیکھتا ہوں

باکمال احتیاج و اختصار

پوری احتیاج اور ضرورت کے باوجود

ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت

درخت کے ایک پتے کے شوق اور حرص میں

در ہر میت ذی درخت و زیں شمار

ان درختوں اور پھلوں سے پیچھے نہتے ہوئے

بازی گویم عجب من بیخوم

پھر میں کہتا ہوں کہ میں عجیب بیخوم ہوں

از قضاء اللہ دیوانہ شد ست

اللہ کے حکم سے دیوانہ ہو گیا ہے

وز ریاضت گشتہ فاسد چوں پیاز

اور بھلہ سے پیاز کی طرح سڑ گیا ہے

خلق را ایں پردہ و اضلال چیست

لوگوں کی عقل پر یہ پردہ اور گمراہی کیسی ہے

یک قدم آں سونمی آرنہ نقل

اس جانب ایک قدم نہیں بڑھاتے ہیں

گشتہ منکرز آتچنیں بانغ و عاق

ایسے باغ کے منکر اور باغیان بن گئے

دیو چیزے مر مرا بر سر زدہ

شیطان نے کچھ مجھ پر مسلط کر دیا ہے

خواب بینم یا خیال اندر زمن

دنیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا خیال محض ہے

میوہا شاں می خورم چون نگریم

میں ان کے پھل کھا رہا ہوں گرویدہ کیسے نہ ہوں؟

کہ ہمی گیرند زیں بُستاں کراں

کہ وہ اس باغ سے کنہہ کر رہے ہیں

ز آرزوئے نیم غورہ جاں سپار

اور کچھ پھلوں کی آرزو میں جان کھوتے ہوئے

میرزند ایں بے نولیاں آہ سخت

یہ بے سہا سخت آہیں بھر رہے ہیں

ایں خلاق صد ہزار اندر ہزار

یہ لوگ لکھو لکھو کما

دست در شاخ خیالی در زم

ایک خیالی شاخ کو کچھ رہا ہوں

۱۔ جملہ دعوت الی اللہ کے جواب میں منکرین کی جانب سے داعی کو یہی جواب ملتا ہے۔ ریاضت۔ چونکہ اس داعی نے مشقتیں برداشت کی ہیں اور بھلہ سے گئے ہیں لہذا دماغ میں خشکی آگئی ہے۔ لہذا داعی کو تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر واضح علامات کے یہ لوگ دعوت کو کیوں نہیں قبول کرتے ہیں۔ عاقلاں۔ دنیا کے معاملات میں سب عقلمند ہیں لیکن اس روحانی چمنستان کے بے عقلی سے منکرین مدہوش ہیں۔

۲۔ یا منم۔ منکرین کے انکار سے داعی میں خواب اپنے بارے میں سوچ پیدا ہونے لگتے ہیں۔

۳۔ خواب۔ وہ داعی پھر سوچتا ہے کہ خواب تو بالکل نہیں ہے کیونکہ میں نفس الامر میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور ان سے نفع اندوز ہو رہا ہوں۔ باز۔ غرضکہ داعی کے سامنے ایک طرف حقیقتیں ہوتی ہیں اور دوسری طرف منکرین کا بالاتفاق انکار تو اس کو شکوک و شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ز اشتیاق۔ یعنی یہ بھی نہیں کہ ان چیزوں کی ان کو طلب و احتیاج نہ ہو۔

ایں خوال استیئس الرئسل لعمو
ہا لے چا نیئر لرئسل پڑہ
ایں قرأت خوال کہ تخفیف کذب
یہ قرأت پڑہ کیونکہ کذب کو تخفیف سے پڑھنا
در گماں افتاد جان انبیاء
انبیاء کی جان شک میں پڑ گئی
جاء ہم بعد الشکک نصرنا
شک میں پڑ جانے کے بعد ان کے پاس ہماری مدد پہنچی
میں خور و میدہ بدل کس روزی ست
کھا اور اس کو دے جس کا مقصد ہے
خلق گویا لے عجباں بانگ پوست
لوگ کہتے تھے ہائے تعجب یہ آواز کیسی ہے؟
کیج کشتیم از دم سو دایاں
ہم ان دیوانوں کی باتوں سے اجس بن گئے
چشم می مالیم و اینجا باغ نیست
ہم آنکھیں ملے ہیں اور اس جگہ باغ نہیں ہے
اے عجب چندیں دراز ایں ماجرا
تعجب ہے اس قدر طویل قصہ
من ہمیلویم چو ایشاں لے عجب
میں بھی ان کی طرح کہتا ہوں تعجب ہے

تَاظُنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا
ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كَلَبُوا
ایں بود کہ خویش بیند محجب
یہ ہے کہ اپنے آپ کو محجوب دیکھے
ز اتفاق منکر سی اشقیاء
بدبخت منکروں کے باہم تعلق ہو جانے سے
ترک ۲ شاں گو بر درخت جاں برآ
ان کو چھوڑ روح کے درخت پر آ
ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزی ست
ہر وقت اور ہر لحظہ غائب کا سکھانا ہے
چونکہ صحرا از درخت و برتہی ست
جبکہ جنگل و درختوں اور پہلووں سے خالی ہے
کہ نزدیک شما باغ ست و خوال
کہ تمہارے نزدیک باغ اور خون ہے
یایا بانمست پا مشکل رہیست
یا تو جنگل ہے یا شکار گزار راست ہے
چوں بود بیہودہ و ہزل و خطا
بیہودہ اور مذاق اور غلط کیسے ہو سکتا ہے؟
آچنین مہرے چرازو صنع رب
اللہ تعالیٰ کی کارگیری نے لکھی مہر کیوں لگادی ہے؟



۱۔ ہیں۔ مولانا نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ منکروں کے انکار سے خودداری میں اپنے اور حقائق کے باہم میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اب اس مضمون کی تائید میں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں قرآن پاک میں ہے: **وَإِذَا نَسِئَسَ الرَّسُولُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كَلَبُوا** اِحقیاء نصرتنا۔ اس آیت میں لفظ کذبوں میں ذکر آتا ہے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت سے وہ اس لفظ کو کَلَبُوا لیل کی تائید کے ساتھ پڑھتی تھیں اس قرأت پر ترجمہ یہاں ہے۔ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو ان کے پاس ہماری مدد پہنچی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس لفظ کو کَلَبُوا پڑھتے تھے اس صورت میں ترجمہ ہوگا کہ ان رسولوں کو یہ دوسرے لگا کہ ان سے مدد کا وعدہ غلط کیا گیا تھا۔ مولانا نے سابق مضمون کی مطابقت میں اس لفظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھ کر ترجمہ کرتے ہیں۔ تعجب۔ یعنی یہ بدگمانی اس وقت ہوتی ہے جب وہ دماغی اپنے آپ کو اللہ کی مدد سے رکھا گیا سمجھنے لگتا ہے۔

۲۔ ترک شان۔ یعنی اس داعی کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ ان منکروں سے قطع نظر کر لے اور خود ان غیبی اسرار و معارف سے فائدہ اٹھا اور ان لوگوں کو فائدہ پہنچانا جن کے مقدر میں فائدہ ہے۔ سحر آموز۔ یعنی اولیاء اللہ سے ہر وقت غائب و غائب کا نظہ ہوتا رہتا ہے۔

۳۔ خلق گویا۔ منکر کہتے ہیں کہ یہاں نہ باغ ہے نہ پھل یہ شخص کیوں ان کی دیکھو دے رہا ہے۔ کس چشم۔ اور وہ منکر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان دیوانے داعیوں نے ہمیں دیوانہ بنا دیا۔ کہ۔ یہ داعی یہ کہتے رہتے ہیں۔ چشم مالیم۔ منکر کہتے ہیں ہم اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ہمیں کچھ نظر نہیں آتا، صرف بیابان اور شکل راستہ ضرور نظر آتا ہے۔ اے عجب۔ داعی کہتے ہیں کہ اس قدر طویل واقعات اور حقائق غلط اور وہم کیسے ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے مہر لگادی ہے جس کی وجہ سے یہ اندھے بہرے ہیں نہ کچھ سکتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔

زیر آواز عبا محمد در عجب
انہیں قسم کے اختلافات سے محمد تعجب میں تھے
زیر عجب تا آل عجب فرقیست ژرف
اس تعجب اور اس تعجب میں گہرا فرق ہے
اے ذوق تیز ترراں ہیں خموش
اے ذوق تیز چلا خبردار! پیپ ہو جا

در تعجب نیز ماندہ بولہب
بولہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا
تاچہ خواہد کرد سلطان شگرف
دیکھو عظیم شہنشاہ کیا کرے گا
چند گوئی چند چوں قحط ست گوش
جبکہ بکھنے والے کان کا قحط سے کتنا کہے گا

یک درخت شدن آل ہفت درخت در نظر او

ان کی نگاہ میں ان سات درختوں کا ایک درخت بن جاتا

گفت را ندم پیشتر من نیکیخت
(ذوقی نے) فرمایا میں سعادت مند آگے بڑھا
ہفت ۱ می شد فردی شد ہر دے
وہ کبھی سات ہو جاتے کبھی ایک
بعد از ان دیدم درختاں در نماز
اس کے بعد میں نے درختوں کو نماز کی حالت میں دیکھا
یک درخت از پیش مانند امام
امام کی طرح ایک درخت آگے
آں ۳ قیام و آں رکوع و آں سجود
" قیام " " رکوع " " سجود
یاد کردم قول حق را آن زمان
اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کا قول یاد آیا
اس درختاں را نہ زانو نے میاں
انہ درختوں کے نہ زانوں ہے نہ کمر
آمد الہام خدا کاے بافروز
خدا کا الہام آیا کہ سے پرورا

باز خدا آن ہفت جملہ یک درخت
پھر وہ سب سات (درخت) ایک ہو گئے
من پخساں می گشتم از حیرت ہے
میرا بھی حیرت سے عجب حال تھا
صف کشیدہ چوں جماعت کردہ نماز
صف بنائے ہوئے جماعت کی طرح ستر و ملن کئے ہوئے
دیگراں اندر پس او در قیام
دوسرے اس کے پیچھے قیام میں
از درختاں بس شکستم می نمود
درختوں سے مجھے بہت عجب معلوم ہوا
گفت والنجم و شجرا ایسجلمان
فرمایا ہے بتلیں اور درخت سجده کرتے ہیں
ہیں چه ترتیب نمازست آچنخاں
اس طرح نماز کی یہ کیا ترتیب ہے؟
اس عجب داری زکار ما ہنوز
تجھے اب تک ہلکتے کام پر تعجب سے

ہفت مرد شدن آل ہفت درخت

ان سات درختوں کا سات مرد بن جاتا

۱۔ زیر آواز عبا۔ اسی قسم کے جھگڑے آنحضرت کے ساتھ قریش نے کئے اس طرف ان کے انکار پر آنحضرت کو تعجب ہوتا تھا دوسری طرف آنحضرت کی دعوت پر بولہب کے تعجب ہوتا تھا۔ اس عجب۔ یعنی دائی کا قوم کے انکار پر تعجب اور مشرکین کا داعی کی دعوت پر تعجب ان دونوں میں انجام کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔

۲۔ ہفت۔ ان سات درختوں کا بھی ایک بننا کبھی سات بن جاتا میرے لئے انتہائی حیرت کا سبب تھا۔ بعد از ان۔ اس کیفیت کے بعد ان سات درختوں نے نماز کی صف بندی کی اور ان میں سے ایک امام بن گیا۔

۳۔ آں قیام۔ درختوں کی نماز پر مجھے بڑا تعجب ہوا پھر مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ یعنی زمین وغیرہ پر پھیلنے والی بتلیں اور درخت اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔ نہ زانو۔ نماز میں کھڑا ہوا ہات ہے اور اتھلیات میں زانو کے بل بیٹھا جاتا ہے ان درختوں کے نہ کمر ہے کہ یہ کھڑے ہو سکیں نہ زانو ہے کہ اس کے بل بیٹھ سکیں تو یہ کیسی نماز ہے۔

بعد! دیرے گشتہ آنہافت فرد
تھوڑی دیر کے بعد وہ درخت سات مرد بن گئے
چشم می مالم کہ آل ہفت ارسلان
میں آنکھیں ملتا تھا کہ وہ سات شیر (مرد)
چوں بہ نزدیکی رسیدم من زراہ
جب میں راستہ سے ان کے قریب پہنچا
قوم گفتندم جواب آل سلام
قوم نے مجھ سے اس سلام کے جواب میں کہا
گفتم آخر چوں مرا بشناختند؟
میں نے دل میں کہا "مجھے کیسے پہچان گئے؟"
از ضمیر من بداستند زود
"وہ میرے دل کی بات فوراً سمجھ گئے
پانجم وادند کائے جان عزیز
انہوں نے مجھے جواب دیا کہ اسے پہچانے
برو لے گورا تحیر با خداست
اس دل پر جس کو خدا کے ساتھ تحیر ہے
گفتم ار سوائے حقائق بشکفید
میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تم کلقت ہو
اس سخن چوں آمد از من در خطاب
جب گفتگو میں میری جانب سے یہ بات آئی
گفت اگر اسے شود غیب از ولی
گفت اگر اسے کوئی نام غائب ہو
کہا اگر ولی سے کوئی نام غائب ہو
بعد ازاں گفتند مارا آرزو
ان کے بعد انہوں نے کہا ہماری تمنا
گفتم آری لیک یک ساعت کہ من
گفتم آری لیک ایک ساعت کہ من
میں نے کہا ہاں لیکن تھوڑی دیر بعد کیونکہ میں

جملہ در قعدہ پے یزدان فرد
اللہ احد کے لئے سب قعدہ میں تھے
تاکیا نندوچہ وارند از جہاں
کون ہیں اور دنیا سے کا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟
کردم ایشاں را سلام از اجناہ
ہوش سے میں نے ان کو سلام کیا
اے دقوتی مفرح و تاج کرام
اے دقوتی بزرگوں کے لئے باعث فخر و شجاعت
پیش ازیں بر من نظر نیند اختند
اس سے پہلے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے
یک دگر را بنگرید نداز فرود
پہنچی نظروں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا
چوں پوشیدست لہ نہا بر تو نیز
یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟
کے شود پوشیدہ راز چپ و راست
دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟
چوں ز حرف و اسم رکی و اقفید
رکی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟
آں شہاں در حال گفتندم جواب
ان شاہوں نے فوراً مجھے جواب دیا
آں ز استغراق واں نر جاہلی
تو وہ استغراق کی وجہ سے سمجھ نہ کہ لاپسی سے
ہست بر تو اقتدا اے خوبرو
تیری اقتدار کو کرنے کی ہے اے حسین!
مشکلاتے دارم از دور ز من
زمانہ کے انقلاب کی وجہ سے کچھ مشکلات رکھتا ہوں

۱۔ بعد دیرے تھوڑی دیر کے بعد
میں نے دیکھا کہ وہ سات درخت
پھر انسان بن گئے اور قعدہ میں ہیں
یعنی التحتیات بیٹھ کر بڑھ رہے ہیں۔
ارسلان۔ شیر۔ چہ۔ وارند۔ یعنی انکا
دنیا میں کس قدر لاپرواہی ہے۔
اجناہ۔ آگاہی۔ مفرح۔ جانے نگر۔
۲۔ بشناختند۔ چونکہ انہوں نے نام
لیا تھا۔ فرود۔ یعنی پہنچی نگاہوں سے
ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ برو لے۔
جس قلب کو اللہ کے ساتھ متقام
حیرت کا قریب حاصل ہوتا ہے اس پر
سب غلطی باتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔
۳۔ پوشیدست۔ میں نے ان بزرگوں
سے کہا کہ اولیاء کی حقیقتوں کی طرف
توجہ دینی ہے اور وہ صرف ان کا اہداف
کرتے ہیں رکی نام کی طرف متوجہ
نہیں ہوتے نہ ان کو اس اہداف ہوتا
ہے تو آپ نے میرا نام دقوتی کیسے
جان لیا۔ آں ز استغراق۔ چونکہ ولی
معرفت حق میں مستغرق رہتا ہے
اس لئے رکی ناموں کا ذہول ہو جاتا
ہے یہ نہیں ہے کہ ان کو باطنی توجہ کے
ذریعہ نام معلوم کر لینے کی قدرت نہیں
ہے۔ اقتدا۔ نماز میں مقتدی بننا۔

تا شود آں حل بہ صحتہائے پاک

تا کہ پاک صحتوں سے وہ حل ہو جائیں

دانہ پر مغز باخاک و ذرم

پر مغز دانہ نے اسرہ منی کو

خوشستن در خاک گلی محو کرد

دانہ نے اپنے آپ کو پالکے منی میں ملا دیا

از پس آں محو قبض او نماوند

اس کے بعد اس کا سناؤ باقی نہ رہا

پیش اصل خویش چوں بخویش شد

جب وہ اپنی اصل کے سامنے بخود ہو گیا

سرچنیں کردند ہیں فرماں تراست

انہوں نے سر اس طرح کیا ہاں جو تیرا حکم ہو

ساعتے باآں گر وہ مچھے

تھوڑی دیر کے لئے اس پر گزیدہ گروہ کیساتھ

ہمدرداں ساعت ز ساعت دست جاں

اسی وقت روح زمانہ سے آزاد ہو گئی

جملہ سملوئے نہماز ساعت خاستست

سارے تغیرات زمانہ سے پیدا ہوئے ہیں

ساعتے بیرون شواز ساعت دلا

اے دل تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جا

چوں ز ساعت ساعتے بیرون شوی

جب تو تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جائے گا

ساعت از بے ساعتی آگاہ نیست

زمانہ بے زمانہ پن سے واقف نہیں ہے

ہر نفر راہر طویلہ خاص او

ہر شخص کو اس کے خاص اصلیل پر

کہ بہ صحبت روید انکورے ز خاک

کیونکہ صحبت سے منی سے انکور آتا ہے

خلوتی و صحبتی کرد از کرم

کرم سے خلوتی نہ ساتھی بنایا ہے

تا نماوندش رنگ و بو و سرخ و زرد

حتی کہ اس کا رنگ، بو اور سرخ و زرد باقی نہ رہا

برگشاو و بسط شد مرگب براند

کھل گیا اور پھیل گیا، سوئی بوجا دی

رفت صورت جلوہ معینش شد

صورت ختم ہو گئی اس کے باطن کا جلوہ نمودار ہو گیا

تفت دل از سرچنیں کردن بخاست

اس طرح سر کرنے سے دل سے ایک شعلہ نکلا

چوں مراقب گشتم و از خود جدا

جب میں مراقب نہ اپنے سے جدا ہوا

زانکہ ساعت پیر گرداند جوان

کیونکہ زمانہ جوان کو بوڑھا بنا دیتا ہے

رست از تلویں کہ از ساعت برست

جس کو زمانہ سے نجات مل گئی وہ تغیر سے نجات پا گیا

تا ز چوٹی وار ہی واز چرا

تا کہ تو چوٹی و چرا سے نجات پالے

چوں نماوند محرم نیچوں شوی

چوں ختم ہو جائے گی تو بے چون کا محرم ہلاذ بن جائے گا

زانکہ آں سو جزو تحیر راہ نیست

کیونکہ اس جانب تحیر کے علاوہ کسی کا راستہ نہیں ہے

بستہ اند اندا جہل جستجو

بند و بند کی دنیا میں ہانڈہ دیا ہے

۱۔ تا شود صحبت میں بڑی تاثیر ہے جو منی اور پانی کی صحبت اختیار کرتا ہے تو انکور بن کر ابھرتا ہے۔ ذرم۔ اسرہ۔ اندوگنیں۔ خوشستن۔ دانہ بالکے منی میں مل گیا اپنا رنگ و بو سب ختم کر دیا۔ قبض۔ سناؤ۔ بسط۔ پھیلاؤ۔

۲۔ پیش اصل۔ یعنی دانہ نے اپنے آپ کو منی میں ملا دیا تو اس کا ظاہر ختم ہو گیا اور اس کے باطن نے جلوہ گری شروع کر دی۔ سرچنیں۔ یعنی آہوں میں سر سے ایسا اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ ہم تمہارا کہنا مانیں گے۔ مچھے۔ مچھتی۔ ہمراہ۔ یعنی مراقبہ کرتے ہی میں دور زمانہ سے باہر نکل گیا۔

۳۔ ہمدرد۔ یعنی عالم کے سارے تغیرات دور زمانہ کی وجہ سے ہیں جو شخص دور زمانہ سے بالاتر ہو جائے اس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ تا ز چوٹی۔ انسان اگر دور زمانہ سے بالاتر ہو جائے تو کم اور کیف سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ چوں نماوند۔ جب انسان چوٹی و چرا سے آزاد ہو جائے تو وہ خدائے نیچوں کا ہمدرد بن جاتا ہے۔ ساعت۔ جو لوگ زمانہ میں مقید ہیں وہ لازماً فی ذات باری کی طرف راہ پاب نہیں ہو سکتے۔ ہر نفر۔ طلب و جستجو میں ہر سالک اور غیر سالک کی ایک حد مقرر ہے۔ موکلان قریب مقرر ہے کہ اس کو اسی مقام پر رکھیں۔ طویل۔ اصلیل یہاں مقام خاص مراد ہے۔

مُنْتَصِب بر ہر طویلہ رانفے ا
 ہر اسٹبل پر ایک چاہک سود مقرر ہے
 از ہوں گراز طویلہ بکسلد
 اگر ہوں کی جہ سے اسٹبل سے نکلے
 در زماں آخر چیمان پُست و خوش
 فورا چست لہ ہوشید سائیں
 حافظاں را اگر نہ بینی اے عیار
 اے کمرے! اگر تو نگہبانوں کو نہیں دیکتا ہے
 اختیارے می گنی و دست و پا
 تو ایک چیز اختیار کرتا ہے اور تیرے ہاتھ پاؤں
 رُوئے در اختیار حافظ بُردہ
 تو نے محافظ کے انکار کا رخ کر لیا ہے

جو بد ستوری نیاید را فضع
 اجازت کے بغیر کوئی نافرمان باہر نہیں آ سکتا
 در طویلہ دیگران سر بر گند
 اور دھروں کے اسٹبل میں گھسے
 گوشہ افسار او گیرند و کش
 اس کی بچاڑی کا سر پکارتے اور کھینچ لیتے ہیں
 اختیار را بہ میں بے اختیار
 اپنے اختیار کم بے اختیار دیکھ لے
 بر کشادست چرا حبسی چرا
 کھلے ہوئے ہیں تو رکا ہوا کیوں ہے؟
 نام تہذیبات ۲ نفس کردہ
 اس کا نام تو نے نفس کی تہذیبات رکھ لیا ہے

۱ رانفے۔ گھوڑے کو سدھانے
 والا۔ رانفے۔ نافرمان سرکش۔ آخر
 چیل۔ آخر چمی گھوڑے کا سائیں۔
 افسد۔ بچاڑی۔ حافظاں۔ اگر
 انسان اپنے اس نگہبان نہیں کو نہیں
 دیکھ سکتا تو اس کے وجود کو اس سے سمجھ
 لے کہ انسان ہر چند کوشش کرتا ہے اور
 ہر طرح سے کوشش کے لئے آزاد ہوتا
 ہے لیکن مقصد تک نہیں پہنچ پاتا ہے
 اس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی شیئی
 بندش ہوتی ہے۔

۲ نام تہذیبات۔ یعنی تم اس
 سے انکار کرتے ہو کہ یہ رکاوٹ محافظ
 نہیں کی وجہ سے چل رہے کہنے لگتے ہو
 کہ انسان کو رکاوٹ نفس کے لہوہ کی
 وجہ سے پیش آ جاتی ہے۔

۳ اے امام۔ یعنی تم اے امام ہو
 جس کی باطنی چشم کھلی ہوئی ہے اور
 امامت کے لئے ایسا ہی شخص
 مناسب ہے جو روشن ضمیر ہو۔ در
 شریعت۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ امام ہے کہ چھٹا نماز کرو۔ چشم
 روشن۔ روشن ضمیر امام بہتر ہے خواہ اس
 کی ظاہری تعلیم نہ ہو۔ قدر
 نجاست۔

پیش رفتن دوقتی با امامت آل قوم دوقتی رحمت اللہ علیہ کا اس قوم کی امامت کے لئے آگے بڑھنا

ہیں نماز آمد دوقتی "پیش شو
 خبردار! نماز کا وقت آ گیا، آگے ہو جا
 تاہزین گروہ از تو روزگار
 تاکہ زمانہ تیری جہ سے باہر بن جائے
 چشم روشن می باید پیشوات
 تیرا امام روشن چشم ہونا چاہیے
 در امامت پیش کردن کور را
 اندھے کو امامت میں آگے بڑھانا
 چشم روشن بہ و گر باشد سفید
 روشن چشم والا بہتر ہے خواہ ان پڑھ ہو
 چشم باشد اصل پرہیز و حذر
 بچاؤ اور پرہیز کی بنیاد آنکھ ہوتی ہے

ایں سخن پایاں نہ وارد تیز دو
 ان باتوں کا خاتمہ نہیں ہے تیز دو
 اے یگانہ ہیں دوگانہ بر گذار
 اے یگانہ دو رکعتیں ہے ادا کر
 اے امام چشم روشن در صلوة
 اے نماز میں روشن چشم والے امام
 در شریعت ہست مگر وہ اے کیا
 اے بزرگ شریعت میں مگر وہ ہے
 گرچہ حافظ باشد و پُست و فقیہ
 وہ اندھا اگرچہ حافظ اور ہوشید اور فقیہ ہو
 کور را پرہیز نبود از قدر
 اندھے کا گندگی سے بچاؤ نہیں ہوتا ہے

بیچ مومن رامبادا چشم کور
خدا کرے کسی مومن کی آنکھ اندھی نہ ہو
زانکہ اند فعل و قولش نیست نور
کیونکہ اس کے فعل اور قول میں نور نہیں ہوتا ہے
کور باطن در نجاست بر سرست
باطن کا اندھا ' باطنی نجاستوں میں ہے
واں نجاست باطن افزوں میشود
باطن کی نجاست بڑھتی رہتی ہے
چوں نجاست باطن شد عیال
جبکہ باطنوں کی نجاستیں واضح ہو جائیں
ایں نجاست نیست بر ظاہر دُرا
یہ نجاست اس کے ظاہر پر نہیں ہے
آں نجاست ہست در الخاق و دیں
وہ نجاست اخلاق اور دین میں ہے
واں نجاست بُولِش از رے تابشام
اس نجاست کی بدبو رے سے شام تک ہے
بر دماغ خور و رضواں بر شود
حور اور رضوان کے دماغ پر چھپا جاتی ہے
مردم اندر حسرت فہم و رست
پوری سمجھ کی حسرت میں میں مرا
چوں سبُو بشکست ریزد آب زو
جب ٹھلیا ٹوٹ جاتی ہے پانی اس سے بہہ جاتا ہے
اندرونے آب ماند خود نہ برف
اس میں نہ پانی ٹھہرے ' نہ برف
ہم شنیدی راست نہادی تو ہم
بھی سنا تو نے صحیح کان نہ ۱۸

اُو پلیدی را نہ بیند در عبور
وہ گزرنے میں گندگی کو نہیں دیکھ سکتا ہے
کور باطن بُوَد کان شرور
باطن کا اندھا پن برائیوں کی کان ہے
کور ظاہر در نجاست ظاہر ست
ظاہری اندھا ' ظاہر نجاست میں ہے
ایں نجاست ظاہر از آبے رُوَد
یہ ظاہری نجاست پانی سے دور ہو جاتی ہے
جز بآب چشم نتوں شستن آں
اس کو آنکھ کے پانی کے سوا نہیں دھوا جا سکتا
چوں نجس خواندہ است کافر را خدا
جبکہ خدا نے کافر کو نجس کہا ہے
ظاہر کا فرملوث نیست زیں
کافر کا ظاہر اس سے ملوث نہیں ہے
ایں نجاست بُولِش آید بیست گام
اس نجاست کی بدبو بیس قدم سے آتی ہے
بلکہ بُولِش آسمانہا بر رُوَد
بلکہ اس کی بدبو آسمان تک جاتی ہے
آنچہ ۳ میگویم بقدر فہم تست
میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کی بقدر ہے
فہم آب ست و وجود تو سبُو
تیری سمجھ پانی ہے اور تیرا وجود ٹھلیا ہے
ایں سبُو رانچ سور اخست ژرف
اس ٹھلیا میں پانچ گہرے سوراخ ہیں
اَر غَضُوا غَضَّة ابصارکم
تو نے اپنی نگاہوں کو پست رکھو کا حکم

۱. عبور گزرتا چلنا پھرنا۔ کوری
باطن اگر انسان دل کا اندھا ہے تو وہ
عجب سم ستر ہے کور ظاہر۔ ظاہری
اندھے پر تو ظاہری نجاست ہوتی ہے
جس کا ازلا آسان ہے لیکن باطن
کے اندھے میں باطنی نجاست ہے
جس کا ازلا بڑا دشوار ہے۔

۲. بُو آب چشم۔ ظاہری نجاست
پانی سے دوری جاتی ہے لیکن باطنی
نجاست صرف آنسوؤں سے دھلتی
ہے۔ کافر۔ خدا نے کافر کو نجس باطنی
نجاست کی جد سے قرار دیا ہے۔ اس
نجاست۔ ظاہری نجاست کی بدبو
تھوڑی دور تک پھیلتی ہے لیکن باطنی
نجاست کی بدبو بہت دور تک پھیلتی
ہے۔ بلکہ باطنی نجاست کی بدبو
دنیا ہی تک نہیں آسمانوں تک پھیلتی
ہے۔ رضوان۔ داروغہ حنت۔

۳. آنچی گویم۔ میں نے جو کہتے
بتائے وہ تیری عقل کی بقدر بتائے
ہیں کوئی پورا سمجھ دہلے گا تو تفصیل
بیان کروں گا مجھے اس کی تمنا ہے۔
فہم۔ انسان کے بدن اور فہم کی مثل
گھڑے اور اس کے پانی کی جھو۔
اس سبُو۔ بدن کے ٹھلیا میں حواس
خمس۔ بمنزلہ پانچ سوراخوں کے ہیں
اگر ٹھلیا کے سوراخ نہ بند کئے جائیں تو
ٹھلیا میں نہ برف رہے گا جس سے
پانی بنتا ہے نہ پانی اس طرح اگر حواس
خمس کی حفاظت نہ کی جائے گی تو فہم
ضائع ہو جائے گی۔ تفسیر غَضُوا۔
قرآن پاک میں ہے قُلِّ لِلْمُؤْمِنِينَ
يَغْضُوا مِنْ قُلُوبِهِمْ لَسَأَلْتَ اَب
مؤمنوں سے کہہ دیجئے وہ اپنی نگاہیں
پست رکھیں۔

از دہانت نطق فہمت را برد
 پیرے من کی گفتگو تیری سمجھ کو برباد کر دیتی ہے
 چنچنیں سور اخبائے دیگر ت
 اسی طرح تیرے دہرے سوراخ
 گرز دیا آب را بیروں گنی
 اگر تو دیا سے پانی باہر نکالے
 بیگہ است ار نے بگویم حال را
 بے موقع ہے دہن میں تجھے حال بتا
 کاں ۲ عوضہا واں بدلہا بحر را
 وہ عوض اور وہ بدلے دیا میں
 صد ہزاراں جانور زومی خورند
 اس میں سے لاکھوں جانور پیتے ہیں
 باز دریا آں عوضہا می گشد
 پھر دیا ان بدلوں کو حاصل کر لیتا ہے
 قصہا آغاز کرویم از شتاب
 جلدی میں ہم نے بہت سے قصے شروع کر دیئے
 اے ۳ ضیاء الحق حُسام الدین را
 اے عقلمند ضیاء الحق حُسام الدین
 تو بنا در آمدی در جان و دل
 تم طے جان میں عدت سے آئے
 چند کرم مدح قوم ماضی
 میں نے گزشتہ قوم کی بہت تعریفیں کیں
 خانہ خود را شناسد خود دعا
 خانہ اپنے مقام کو خود پہچان لیتا ہے
 بہر کتمان مدح از نا محل
 تعریف کو ناہل سے چھپانے کے لئے

گوش چوں ریگ آب فہمت را خورد
 کان ریت کی طرح تیری سمجھ کے پانی کو پی جاتا ہے
 می گشاند آب فہم مضمر ت
 تیری مہیسی ہوئی سمجھ کے پانی کو کھول دیتے ہیں
 بے عوض آں بحر را ہا مہوں گنی
 بغیر بدلے کے اس دیا کو جنگل بنا دے
 مدخل اعوض را و ابدال را
 غوضوں اور بدلوں کے داخل ہونے کا
 از کجا آید ز بعد خر جہا
 خرچ کے بعد کہاں سے آتے ہیں؟
 ابرہام از بروش می برند
 ابرہام بھی پانی اس میں سے باہر لے جاتے ہیں
 از کجا دانند اصحاب رشد
 کہاں سے؟ ہدایت پاتے جانتے ہیں
 ماند بے مخلص درون این کتاب
 اس کتاب مثنوی کا باطن بے مقصد رہ گیا
 کہ فلک و ارکان چو تو شاہے نزا
 کہ آسمان اور عناصر نے تجھ جیسا شہزادہ بنا
 اے دل و جان از قدم تو نخل
 تمہاری تشریف آوری سے دل و جان شرمندہ ہیں
 قصد من زانہا تو بودی ز اقتضا
 تقضائے طبع سے تم ہی ان سے میرا مقصود تھے
 تو بنام ہر کہ خواہی گن شنا
 تو چاہے جس کا نام لے کر تعریف کر
 حق نہاد دست این حکایات و مثل
 اللہ تعالیٰ نے یہ حکایتیں اور مثالیں بنا دی ہیں

۱۔ از دہانت۔ یعنی بیہوشہ گفتگو
 سے بھی فہم برباد ہوتی ہے۔ گوش۔
 کان سے غلط باتیں سنیں گانوں فہم برباد
 ہوگی۔ گرز دیا۔ اولیاء کے حواس خسر
 کے ذریعہ بھی فہم حق کا گھٹاؤ ہوتا ہے
 لیکن وہ اس کا عوض اور بدل حاصل کر
 لیتے ہیں۔ بیگ وقت نہیں ہے دہن
 میں سمجھتا کہ بولیا، کو یہ عوض اور بدل
 کہاں سے حاصل ہوتا رہتا ہے۔

۲۔ کاں عوضہا۔ بڑے دیاؤں کا
 پانی خرچ ہوتا رہتا ہے۔ ابدال۔ بدل
 دیاؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں
 سمندر کا پانی بخدات میں تبدیل ہو کر
 بنتا ہے۔ قصہنا۔ میں نے اس کتاب
 میں قصے بیان کر شروع کر دیئے۔

۳۔ اے ضیاء الحق۔ اس مصرع کا
 تعلق بارہویں شعر کے آخری مصرع
 پر نویس سے ہے درمیان میں ضیاء
 الحق کی تعریف ہے۔ را۔ عقلمند
 بزرگ۔ ناہ۔ یعنی ضیاء الحق کی
 شخصیت ناہ زمانہ ہے۔ نخل۔ چونکہ
 میرادل تیرے شلیان شان نہیں ہے
 اچھا۔ یعنی میری طبیعت کا تقاضہ
 یہی ہے کہ تیرا ذکر حدیث و دیگر
 کتابوں۔ بہر کتمان۔ اصل شخص کو
 مخفی رکھنے کے لئے اس کو کسی مثل
 ذریعہ کر کیا جاتا ہے۔

لیک پذیرد خدا جہد المقل
لیکن اللہ تعالیٰ ہر کی کوشش قبول فرماتا ہے
کزدو دیدہ گور دو قطرہ کفاف
" آٹھی آنکھوں سے " قطرے کافی ہیں
کہ ستودم مجمل اس خوش نام را
کہ میں نے مجمل اس پیدے نام کی تعریف کی ہے
تاخیاش را بدنیاں کم گزد
تاکہ ان کے خیال کو لائقوں سے نہ کاٹیں
در وثاق موش طوطی کے غنود
چوہے کے بل میں طوطی کب سوتی ہے؟
موتے ابرو عیست آں نے ہلال
" وہ اس کی ابرو کا بال ہے نہ کہ چاند
برنویس انکوں دقوتی پیش رفت
اب لکھو کہ دقوتی آگے ہو گئے

گرچہ آں مدح از تو ہم آمد مجمل
اگرچہ وہ تعریف بھی تم سے ٹرنندہ ہے
حق پذیرد کسرہ دار و معاف
اللہ تعالیٰ کلمہ قبول کر لیتا ہے زیادہ سے معاف رکھتا ہے
مرغ و ما ہی دانداں ابہام را
اس اجمل کو پرندہ ' لہہ' مجمل سمجھتے ہیں
تاہر و آہ حسوداں کم و زو
تاکہ حاسدوں کی آہ ان پر نہ لکے
خود خیاش را کجا یابد خسود
ان کے خیال کو حاسد کب پائے گا؟
آں خیال او بود از احتیال
" وہ اس کا بنیادی خیال ہے
مدح تو گویم بروں از پنج ہفت
میں تمہاری تعریف پانچ اور سات سے زیادہ کروں گا

پیش رفتن دقوتی با مامت آں قوم عیبی

اس عیبی قوم کی امامت کے لئے دقوتی کا آگے بڑھنا

مدح جملہ انبیاء آمد مجملین
سب نبیوں کی تعریف گندی ہوگی ہے
گوزہا دریک لگن در ریختہ
پیالوں کو ایک طشت میں ڈال دیا
کیشہازین روے جزیک کیش نیست
اس اعتبار سے مذہب بھی ایک کے علاوہ نہیں ہیں
بر صور و اشخاص عاریت بود
صورتوں اور شخصوں کے لئے عاریت ہوتی ہے

در تحیات سلام صالحین
التحیات اور نیکیوں پر سلام میں
مدحہا نقد جملگی آمینختہ
سب کی ملی جلی تعریف ہو گئی
زانکہ خود ممدوح جزیک بیش نیست
اس لئے کہ خود ممدوح ایک کے علاوہ نہیں ہے
وانکہ ہر مدے بنور حق رود
بجھنے کے ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف جلتی ہے

۱۔ اگرچہ میری تعریفیں تمہارے مرتبہ سے کم ہیں۔ کسرہ رونی کا کلمہ ایک گدا سے اللہ تعالیٰ رونی کا ایک کلمہ بھی قبول فرماتا ہے اور زیادہ مقدار کے صدقہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ کزدو دیدہ اللہ کے یہاں آنکھوں کے دو آنسوؤں کی مقدار ہے جو بڑے سے بڑے مل کی قدر نہیں ہے۔ ابہام یعنی میں نے جو تعریفیں کی ہیں ان سے تصور۔ ضیاء الحق ہیں۔ تاہر۔ ضیاء الحق کا نام سرایت اس لئے نہیں لیا تاکہ حاسدان پر حسد نہ کریں۔

۲۔ خود خیاش۔ ضیاء الحق کا تصور حاسدوں کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ ان کے تصور اور حاسدوں کے دماغوں کی مثال طوطی اور چوہے کے بل کی ہے۔ احتیال۔ ان حاسدوں کے ذہن میں۔ ضیاء الحق کا حقیقی تصور نہیں ہے بلکہ بنیادی ہے جیسا کہ بعض چاند دیکھنے والوں کو اپنی ابرو کا بال چاند کی صورت میں نظر آجاتا ہے۔ یعنی پانچوں حواس ہفت۔ یعنی ساتوں آسمان۔

۳۔ در تحیات۔ التحیات میں جب کوئی سلام علیا و علی و علیہ اللہ الصلوٰۃ علیہم کہتا ہے تو اس میں مجملاً سب انبیاء اور نیک بندوں پر سلامتی کی دعا ہو جاتی ہے۔ ممدوح۔ حقیقی تعریف صرف خدا کی ہے۔ صور۔ اشخاص اور صورتیں چونکہ اسی نور حق سے کسب فیض کرتی ہیں لہذا وہ قابل نہ ہو جاتی ہیں۔



مدجہا جو مستحق را کے کنند
لوگ مستحق کے علاوہ کسی کی کب تعریف کرتے ہیں؟
ہمچو نور تافتہ بر حاطے
جس طرح کہ نور دیوار پڑ پڑتا ہے
لا جرم چوں نور سوائے اصل راند
لا محالہ جب نور اصل کی طرف سمت جائے
یا ز چاہے عکس مائے و انمود
یا کسی گنوں میں چاند کا عکس نمود ہوا
در حقیقت مادح ماہست او
حقیقتاً وہ چاند کی تعریف کرنے والا ہے
مدح اومہ راست نے آں عکس را
اس کی تعریف چان کے لئے ہے نہ کہ عکس کے لئے
گزشتاوت گشت گمراں آں دلیر
کیونکہ وہ جری بدبختی سے گمراہ ہو گیا ہے
زیں بتاں خلقاں پریشاں میشوند
ان بتوں کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں
زانکہ شہوت باخیالے راندہ است
کیونکہ شہوت رانی ایک خیال سے کی ہے
باخیالے میل تو چوں پر بود
خیال کی جانب تیرا جھکاؤ پر کی طرح ہوتا ہے
چوں براندی شہوتے برت بریخت
جب تو نے شہوت رانی کی تو تیرا پر جھڑ گیا
پر نگہدار و چنین شہوت مراں
پر کی حفاظت کر لو ایسی شہوت رانی نہ کر
خلق پندارند عشرت می کنند
لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ عیش کر رہے ہیں

لیک بریند اشت گمراہ می شوند
لیکن فاسد گمان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں
حاط آں انوار را چوں رابطے
نور دیوار ان نوروں کے لئے واسطہ ہے
ضال مہ گم کردوز استاش بماند
گمراہ نے چاند کو گم کر دیا اور تعریف سے رک گیا
سربہ چہ می کردوآں را می ستود
کنویں میں سر جھکایا اور اس کی تعریف کر رہا ہے
گرچہ جہل او بعکسش کردو
اگرچہ اس نے نادانی سے عکس کی طرف منہ کر رکھا ہے
کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا
جب معاملہ غلط ہو گیا کفر ہو گیا
مہ بالابود او پنداشت زیر
مہ چاند لو پر تھا وہ نیچے سمجھا
شہوتے راندہ پریشاں میشوند
شہوت پوری کر کے شرمندہ ہوتے ہیں
در حقیقت دور تر و ماندہ است
در حقیقت اصل سے بہت دور جا پڑتے ہیں
تاہاں پر بر حقیقت بر شود
تاکہ تو اس پر کے ذریعہ حقیقت تک پہنچے
لنگ گشتی واں خیال از تو گر بخت
تو لنگڑا ہو گیا اور وہ خیال تجھ سے بھاگ گیا
تلہر میلست بر د سوائے جنال
سا کہ میلان کا پر تجھے جنوں کی طرف لے جائے
برخیالے پر خود برمی کنند
ایک خیال پر اپنے پر اکڑ رہے ہیں

۱۔ گمراہ۔ اگر کوئی ان صعوبتوں اور
اشخاص کو اصل سمجھ بیٹھے تو گمراہ ہے۔
پھونور۔ دیوار پر جو چاندنی ہے وہ اس
کی اپنی نہیں ہے بلکہ وہ چاندنی ہے۔
اب اگر کوئی دیوار پر چاندنی نہ ہونے
سے چان کی تعریف چھوڑ بیٹھے تو اس
کی گمراہی ہے یا ز چاہے پانی میں
جو عکس ہے اس کی تعریف چاندنی
تعریف ہے۔ گرچہ اگر کوئی بالکل یہ
اصل تعریف اس عکس کی کرے تو اس
کی گمراہی ہے۔

۲۔ کز شقاوت۔ تمام خوبوں کا
مبع تو ذات خداوندی ہے اگر کوئی
تخلوق کو اصل سمجھ بیٹھے تو یہ اس کی
بدبختی ہے۔ زیں بتاں۔ یعنی مجازی
معتقوں کے عشق کا نتیجہ محض شہوت
پرستی ہے خیالے یعنی عارضی حسن
دیوار کی چاندنی جیسا ہے۔

۳۔ باخیالے خیالی معشوق سے
اگر عشق بھی ہو تو وہ حقیقت تک پہنچنے
کے لئے ہو جیسا کہ کہا گیا ہے
لمن جاز قسطر قلب حقیقۃ عشق مجازی
حقیقی عشق کا بل۔ سہرہ یہ جذبہ
عشق ایک پر ہے اس کو حقیقت تک
پہنچانے کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ خلق۔ لوگ
عشق مجازی میں شہوت رانی کر کے
اپنے اس پر کو جو حقیقت تک پہنچانے کا
سبب بن سکتا تھا۔ باکر دیتے ہیں۔

واما شرح این نکتہ شدیم
میں اس نکتہ کی تشریح کا قرض دار ہو گیا ہوں
مہلتم وہ معسر م زان تن زوم
میں مفلس ہوں مجھے مہلت دے سائیے میں خاموش ہو گیا ہوں
باز گشتم زانکہ شد قصہ دراز
میں لوٹا ہوں کیونکہ قصہ طویل ہوا گیا
وقت تنگ و قوم موقوف نماز
وقت تنگ ہے اور لوگ نماز میں کھڑے ہیں

اقتدا کردن آل قوم از پس دقوتی

اس قوم کا دقوتی کے پیچھے اقتدا کرنا

پیش در خداں دقوتی در نماز
نماز میں دقوتی آگے ہو گئے
اقتدا کر دنیاں شاہاں قطار
ان شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی
چونکہ بآکبیر ہا مقروں شدند
جیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے
معنی تکبیر نیست اے امیم
اے امام تکبیر کے معنی یہ ہیں
وقت ذبح اللہ اکبر میکنی
ذبح کے وقت تو اللہ اکبر پڑھتا ہے
گوئی اللہ اکبر وآں شوم را
تو اللہ اکبر پڑھ اور اس بدبخت کا
تن چوں اسماعیل و جاں ہچوں خلیل
جسم اسماعیل کی طرح اور روح خلیل اللہ کی طرح ہے
گشت گشتہ تن ز شہوتہا و آرز
جسم شہوتوں اور حرص سے مراد ہو گیا
چوں قیامت پیش حق صفہا زوہ
قیامت کن کی طرح ان صفوں کے سامنے نہیں بندھے ہوئے ہیں
ایستادہ پیش یزداں اشک ریز
اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوئے آنسو گرا رہے ہیں
قوم ہچوں اطلس آمد او طراز
قوم اطلس کی طرح تھی وہ نقش و نگار جیسے
درپے آل مقتدا رائے نامدار
اس نامدار مقتدا کے پیچھے
ہچوں قرباں از جہاں بیروں و شدند
قربانی کی طرح دنیا سے باہر نکل گئے
کائے خدا پیش تو ما قرباں شدند
کہ ان خدا ہم تیرے سامنے قربان ہو گئے
ہچنیں در ذبح نفس گشتنی
اسی طرح گھنہ زدنی نفس کے ذبح میں
سیر بیرتا وا رہد جاں از فنا
سیرکات دے تاکہ روح ہلاکت سے نجات پا جائے
کرد جاں تکبیر بر جسم نبیل
روح نے شانہ جسم پر تکبیر پڑھ دی
شدہ بسم اللہ بسمل در نماز
بسم اللہ کے ذریعہ نماز میں بسمل ہو گیا
در حساب و در مناجات آمدہ
حساب اور سوال و جواب میں لگے ہیں
بر مثال راست خیز رستخیز
قیامت میں سیدھے کھڑے ہونے والوں کی طرح

۱۔ وام۔ اس نکتہ کی تفصیل پھر کسی وقت بتادی جائے گی۔ معسر۔ تنگ دست موقوف کو مہلت دی جاتی ہے۔ قوم۔ یعنی وہ بھی قوم بمنزل ریشمین کہڑے کے تھی اور دقوتی اس کے نقش و نگار کی طرح تھی۔ چونکہ جیسے ہی ان بزرگوں نے تکبیر تحریر پڑھی دنیا بانیوں سے منقطع ہو گئے۔

۲۔ ہچوں قرباں۔ قربانی کے جانور پر جب تکبیر کہہ کر چھری چلا دی جاتی ہے تو وہ اس دنیا سے منقطع ہو جاتا ہے۔ معنی تکبیر۔ تکبیر تحریر کا مطلب بھی یہی ہے کہ نمازی اور بار خداوندی میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرتا ہے۔ گوئی لہذا جب تم تکبیر کہو تو فوراً نفس مادہ کو ذبح کر ڈالو۔

۳۔ تن چوں اسماعیل۔ تکبیر تحریر کے وقت روح کو بمنزل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بتا کر اور جسم کو بمنزل حضرت اسماعیل ذبح اللہ کے بتا کر گشت گشتہ۔ اللہ اکبر کے ذریعہ جسم شہوت اور حرص کے اعتبار سے مراد ہو جانا چاہیے اور بسم اللہ کے ذریعہ جسم کل سر بریدہ ہو جانا چاہیے۔ چوں قیامت۔ نماز کی جماعت اور حالت کو ایسا سمجھو جیسا کہ قیامت میں حضرت حق کے دربار میں نفس باندھ کر کھڑے ہو گئے اور حساب و کتاب اور وسیلہ و جواب ہوں گے۔ رستخیز۔ قیامت۔

حق! ہمگیوید چہ آوردی مرا
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے
 عمر خود را در چہ پایاں بردہ
 اپنی عمر کس چیز میں ختم کی ہے؟
 گوہر دیدہ کجا فر سووہ
 آنکھ کے گوہر کو کہاں گھسا ہے
 چشم و گوش و ہوش گوہر ہائے عرش
 آنکھیں اور کان اور حواس عرش کے جواہر ہیں
 دست و پا و ادمت چوں بیل و کلند
 میں نے تجھے ہاتھ پاؤں پہاڑوں سے کھائے جیسے
 چمنیں پیغامہائے در دگیں
 اسی طرح کے مدد ناک پیغام
 در ۲ قیام اس گفتمہا وار در جوع
 قیام کی حالت میں یہ باتیں آتی ہیں
 ایستادن را نماندہ قوتے
 کھڑے رہنے کی قوت نہیں رہتی
 قوت ایستادن از رنجلت کاند
 شرمندگی کی وجہ سے کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی
 باز فرماں ۳ در رسد بردار سر
 پھر حکم ۳ ہے سر اٹھا
 سر بر آر داز رکوع او شرمسار
 وہ شرمندگی کی حالت میں رکوع سے سر اٹھاتا ہے
 باز فرماں آیدش بردار سر
 پھر اس کو حکم ۴ ہے ' سر اٹھا
 سر بر آر او دگر رہ شرمسار
 وہ شرمندہ دوبارہ سر اٹھاتا ہے

اندریں مہلت کہ دام مر ترا
 اس وقت میں جو میں نے تجھے دیا
 قوت و قوت در چہ فانی کردہ
 روزی اور طاقت کس چیز میں ختم کی ہے؟
 پنج حس را در کجا پالوہ
 پانچوں حواس کا کس جگہ صفایا کیا ہے؟
 خرچ کردی چہ خریدی تو ز فرش
 تو نے من کو خرچ کیا ' زمین سے کیا خریدا؟
 من بہ بخشیدم ز خوداں کے شدند
 وہ میں نے دیئے خود بخود کہاں ہوئے
 صد ہزاراں آید از حضرت چمنیں
 صدمہ سے لاکھوں آتے ہیں
 وز خجالت شد دو تا اندر رکوع
 شرمندگی سے رکوع میں دوہرا ہو جاتا ہے
 در رکوع آمد ز شرم او ساعتے
 وہ تھوڑی دیر کے لئے رکوع میں ہو جاتا ہے
 در رکوع از شرم تسبیحے بخواند
 شرم سے رکوع میں تسبیح پڑھنے لگا
 از رکوع و پنج حق بر شمر
 رکوع سے اور اللہ تعالیٰ کا جواب شمار کر
 باز اندر رو فتداں خامکار
 پھر وہ ناقص العمل منہ کے بل گر پڑتا ہے
 از سجود و وا وہ از کردہ خسر
 سجدے سے اور اپنے عمل کی بات بتا
 اندر افتد باز در رو ہچو ماد
 پھر ساپ کی طرح منہ کے بل گر پڑتا ہے

۱ حق ہی ٹوید۔ اب نماز میں
 جب تم قیام میں ہو تو گویا اللہ تعالیٰ تم
 سے سوال کرتا ہے کہ تم کو جو زندگی کی
 مہلت دی ہے اس میں تم نے میرا کیا
 کام کیا ہے۔ قوت قوت۔ میں نے
 تجھے روزی اور طاقت دی وہ کس کام میں
 صرف ہوئی ہے۔ چشم و گوش۔ حواس
 خمسہ۔ دئے ہاتھ پاؤں میں نے ہی
 دیئے ان کو کس کام میں لایا ہے۔

۲ در قیام۔ نماز میں قیام کی
 حالت میں جب یہ سوالات سنتا ہے تو
 رکوع میں جانا گویا شرمندگی سے
 جھک جانا ہے۔ ایستادن۔ اب اس
 میں اتنی سکت نہیں رہتی۔ کہ کھڑا رہ
 سکے تو شرمندہ ہو کر جھک کر تسبیح
 پڑھنے لگتا ہے۔

۳ باز فرماں۔ پھر گویا اس کو اللہ کا
 حکم ہوتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب دے تو
 وہ قومہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر
 شرمندگی سے کجہ میں گر پڑتا ہے۔
 باز فرماں پھر کجہ کی حالت میں اس کو
 سر اٹھانے کا حکم ہوتا ہے وہ کجہ سے
 سر اٹھا لیتا ہے لیکن شرمندگی سے پھر
 دوسرے کجہ میں گر پڑتا ہے۔

باز گوید سر بر آرد باز گو
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سر اٹھا اور بتا
قوتِ پا ایستادن نبودش
اس میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں ہوتی ہے
پس نشیند قعدہ زان بارگراں
اس بھاری بوجھ کی وجہ سے وہ قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے
نعمتِ وادم بگو شکرت چہ بود
میں نے تجھے نعمتیں دیں بتا تیرا شکر یہ کیا تھا؟
چوں نہ سرمایہ بود او را نہ سود
چونکہ اس کے پاس نہ سرمایہ تھا ہے نہ نفع

بیان اشارتِ سلام سوئے دست راست در قیامت از
اللہ تعالیٰ کے محاسب کی بیعت کی وجہ سے وہی جانب سلام کا اشارہ اور
ہیبتِ محاسبہ حق تعالیٰ و از انبیاء استعانت و شفاعت خواستن
انبیاء سے مدد اور شفاعت چاہنے کا بیان

رُو بدستِ راست آرد در سلام
سلام میں دینی جانب کو رخ کرتا ہے
انبیاء را او سلامی می کند
وہ انبیاء کو سلام کرتا ہے
یعنی اے شاہل شفاعت کائیں لیم
یعنی اے شاہو! شفاعت کرو، کیونکہ یہ کہینہ
انبیاء گویند روزِ چارہ رفت
انبیاء کہیں گے تدبیر کا وقت جاتا رہا
مرغ بیوتی تو اے بدبخت رو
تو مرغ بے ہنگام ہے اے بدبخت! چلا جا
رُو بگرداند بسوئے دست چپ
وہ بائیں جانب رخ کرتا ہے

سوئے جانِ انبیاء وآں کرام
انبیاء اور بزرگوں کی روح کی جانب
استعانت را طلب کردن مدد
استعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے
سخت در گل ماندہ اش پائے و گلیم
اس کا پاؤں اور کھلی لٹل میں پھنسی ہے
چارہ آنجا بود دست افرازِ زفت
تدبیر اور کافی سلان وہاں میں تھا
ترکِ ماگو خونِ ما اندر مشو
ہمیں معاف کر دہاکی جان کے ورپے نہ ہو
در تہد خویش گویندش کہ نجب
خاندان اور لہلوں میں سے اس سے کہتے ہیں کہ مکہ

۱۔ باز گوید۔ دوسرے جگہ میں پھر
اس کو حکم ملتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب
دے تو اس میں اتنی طاقت نہیں رہتی
کہ وہ کھڑا ہو سکے لہذا قعدہ میں بیٹھ
جاتا ہے۔ نعمت۔ قعدہ کی حالت
میں گویا اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے
کہ ہم نے تجھے نعمتوں کا سرمایہ دیا تھا
اس سرمایہ کا نفع دکھا کہیں ہے چوں
نہ سرمایہ۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ نہ اس
کے پاس سرمایہ ہی ہے نہ نفع تو گھبرا کر
سفاش کرنے والے کی تلاش شروع
کر دیتا ہے۔

۲۔ بیان۔ یعنی اب وہ ناشکی
جانب سلام کرتا ہے تو گویا انبیاء اور
کرسم کا تبین سے اپنی سفاش کی
استدعا کرتا ہے۔

۳۔ یعنی۔ دائیں جانب سلام
کرنے سے گویا اس کا مدعا انبیاء سے
سفاش چاہتا ہے۔ انبیاء انبیاء میں کو
جواب دینگے وقت نکل گیا اب کوئی
تدبیر نہیں جس وقت بے موقع چنچ
اور پکار ہے زوبکر ڈانڈ۔ اب وہ گویا
ماریوں ہو کر جائیں جانب سلام کر کے
اپنے رشتہ داروں سے مدد کا خواہش کرتا
ہے۔

ہیں! جواب خویش گو با کردگار
 خبردار! اپنا جواب اللہ تعالیٰ کو دے
 نے ازیں سونے ازاں سو چارہ شد
 جب نہ اہر سے نہ اہر سے کوئی تدبیر ہوئی
 از ہمہ نومید شد مسکین کیا
 وہ بھلا مسکین ہر طرف سے مایوس ہو گیا
 کز ہمہ نومید گشتم اے خدا
 کہ اے خدا میں سب سے مایوس ہو گیا ہوں
 ہست امیدے کہ عنایت در رسد
 اب امید ہے کہ مہربانی ہو جائے
 در نماز این خوش اشارتہا ہمیں
 نماز میں وہ اچھے اشارتوں کو سمجھ لے
 معنی تسلیم این اے مقتدی
 اے مقتدی! اطاعت کے یہی معنی ہیں
 ہر چہ فرمائی تو منقادیم ما
 تو جو حکم دے ہم تابع رہیں
 بچہ بیروں آر از بیضہ نماز
 بچہ بیروں سے بیضہ نماز
 نماز کے اندے سے بچہ باہر نکل

ما کہ ایم اے خوبہ دست از ما بدار
 ہم کون ہوتے ہیں اے جناب ہمیں معاف کیجئے
 جان آں بیچارہ دل صد پارہ شد
 اس بے چارے کی جان سو ٹکڑوں والا دل بنی
 پس بر آرد ہر دو دست اندر دعا
 تو دعا میں دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے
 اول و آخر توئی و منجہا
 اول اور آخر تو ہی ہے اور تو ہی منجہا ہے
 گرود او ایمن ز جبل من مسد
 وہ اونچھ معلوم کی ری سے محفوظ ہو جائے
 تابدانی کایں بخواید شد یقین
 تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ یقیناً ہو گا
 کہ توئی حق ہادی و ما مہتدی
 کہ اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا اور ہم ہدایت حاصل کر لیں گے
 باقتضائے جرم گو شایم ما
 کہہ دے جرم کی سزا پر ہم راضی ہیں
 سر مزن چوں مرغ بے تعظیم و ساز
 بغیر تعظیم اور ادب کے مرغ کی طرح ٹھوکیں نہ ما

شنیدن آں قوتی در نماز افغان اہل کشتی را در غرق شدن
 نماز کی حالت میں قوتی کا کشتی والوں کی ڈوبنے میں فریاد سننا

آں قوتی در لامت کرد ساز
 قوتی نے لامت شروع کر دی
 وال جماعت در پے او در قیام
 وہ جماعت ان کے پیچھے قیام میں تھی
 تا کہاں چشمش سوئے دریا قنار
 تا کہاں چشمش سوئے دریا قنار
 اچانک ان کی نگاہ ہیا کی جانب پڑی

۱۔ ہیں۔ رشتہ دار بھی اس کو مایوس کر دیتے ہیں نے ازیں سو۔ جب وہ دونوں جانبوں سے مایوس ہو جاتا ہے تو اب دل شکستہ ہو کر وہ پارہ خوردنی میں دست دعا ہلا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ سب جگہ سے مایوس ہو کر تیری طرف رجوع کرتا ہے۔ ہست۔ جب وہ اللہ سے دعا کرتا ہے تو امید بڑنی ہے کہ خدا اس پر رحم کرے اور اس کی گلو خواہی ہو جائے۔ ۲۔ معنی تسلیم ہو کر کسے خدا میں غماز کے جو اشارے ہیں وہ تو ہر نمازی کے لئے ہیں اب جماعت میں مقتدی بننے کا اشارہ یہ سمجھو کہ وہ امام کے حرکات اور سکناات پر ہر تسلیم فرم کرتا ہے و گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت پر عمل پیرا ہونے کا اشارہ ہے۔ ۳۔ باقتضائے جرم یہاں تک کہ وہ اپنی خطاؤں کی سزا پر اظہارِ رضا کرتا ہے۔ بچہ ہم نے نماز کے ارکان کے جو اشارے سمجھائے ان سے نتیجہ نکال کر نماز میں محض ٹھوگے نہ مل۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ اینت۔ زے۔ یعنی مقتدی کی کڑ پتھر تھلور امام نجفی۔ دادا۔ یعنی کشتی والوں کی فریاد۔

در میان موج دید او کشتی
 انہوں نے موجوں میں کشتی دیکھی
 ہم شب و ہم ابرو ہم موجِ عظیم
 رات بھی اور اور بھی اور بڑی موج بھی
 تند بادے ہچو عزرائیل خاست
 ملک الموت کی طرح تیز ہو آئی
 اہل کشتی از مہابت کاست
 کشتی والے خوف سے سڑے ہوئے
 دستہا در نوحہ بر سر میزند
 رونے میں ہاتھ سر پر مار رہے تھے
 با خدا ۳ با صد تضرع آں زماں
 اس وقت سینکڑوں عاجزیوں سے خدا سے
 سر برہنہ در سجود آںہا کہ ہج
 ہنگے سر ' سجدہ میں وہ لوگ بھی آکر کھجی
 گفتہ کہ بیفائدست ایں بندگی
 پہلے وہ کہتے تھے یہ عبادت بیکار ہے
 از ہمہ امید بہیریدہ تمام
 سب سے امید منقطع کر چکے تھے
 ز اہد ۳ و فاسق شد آں دم متقی
 زلہ اور بدیکار نہ اس وقت متقی ہو گئے تھے
 نے زچپ شل چاہہ بود نے ز راست
 ان کے لئے نہا میں سے کوئی تدبیر تھی نہ ہا میں سے
 در دعا ایشان و در زاری و آہ
 وہ عاجزی اور آہ اور دعا میں مصروف تھے
 دیو آں دم از عداوت بین بین
 شیطان اس وقت عدوت کی وجہ سے پریشان تھا

۱ کاست۔ یعنی دبے ہچے ہوئے۔ کافر لفظ مشہور ہے۔ جب دیارِ جنوں نے تو خدایا آیا قرآن نے بھی کہا کہ ایسی حالت میں سب مخلص بن جاتے ہیں۔

۲ با خدا۔ گروہ میں پھنس کر سب کشتی سوار مخلص بن جاتے ہیں اور خدا سے دعا مانگنے لگتے ہیں۔ قبلہ ندید جن لوگوں نے تمام عمر بھی سجدہ نہ کیا ہو وہ سجدے کرنے لگتے ہیں۔ گنت تمام عمر عبادت کو بیکار تاتے رہے تھے۔ دستار۔ دنیا کے تمام ویسے ختم ہو جاتے ہیں تو خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

۳ زلہ۔ نزع کے وقت فرعون بھی ایمان لانے لگا تھا لہذا۔ انسان کی فطرت ہے کہ سب تدبیریں ختم ہو جانے کے بعد خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دو سیاہ آن کی آہوں کا کالا دھواں۔ دیو۔ بدکار چوں کہ شیطان کے پرستار ہیں جب وہ پریشانی کے وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیطان گھبراتا ہے اور ان کو پکار کر کہتا ہے اللہ کی طرف رجوع نہ کرو ورنہ وہ خرابیوں میں مبتلا ہو جاؤ گے تو بے بعد بد عہدی اور گناہ۔ بین بین۔ یعنی تذبذب بعض نسخوں میں تیز بین یعنی شیطان ان کو گھور رہا تھا۔

در قضا و در بلا وز شیتے
 قضا میں اور بلا میں اور تہ میں
 آن سہ تاریکی واز غرقاب بیم
 تین اندھیریاں اور ڈوبنے کا ڈر
 موجہا آشوفت اندر چپ دراست
 جس نے جائیں اور ہائیں موجیں پھلا دیں
 نعرہ و وا ویلہا بر خاستہ
 نعرے اور دہویا بلند کئے ہوئے
 کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند
 کافر اور بدی دین سب مخلص ہو گئے تھے
 عہدہا و نذر ہا کردہ بجاں
 دل و جان سے عہدیں اور نذر مانتے تھے
 روئے شاں قبلہ ندیدار چچ چچ
 ان کے منہ نے قبلہ نہ دیکھا تھا چچ کی وجہ سے
 آں زماں دیدہ در اں صد زندگی
 اس وقت اس میں سینکڑوں زندگیاں دیکھتے تھے
 دوستان و خال و عم و باب و مام
 دوستوں اور ماموں اور چچا اور باپ اور مام سے
 ہچو در ہنگام جاں گندن شقی
 جیسا کہ بدبخت نزع کی حالت میں
 حیلبا چوں مرد ہنگام دعاست
 تدبیریں جب فنا ہوں دعا کا وقت ہے
 بر فلک ز ایشان شدہ دود سیاہ
 ان کی آہوں کا کالا دھواں آسمان پر پہنچ گیا تھا
 بانگ زد کائے سگ پرستان علیین
 پکارا کہ اے کتے کے پرستار! دہرا نقصان ہے

مرگ و حسک الہی انکار و نفاق
 اے انکار اور نفاق والا موت اور مدد
 چشمِ تال تر باشد از بعدِ خلاص
 خلاصی کے بعد کیا تہاری آنکھ نم ہو گی؟
 یاد تال ناید کہ روزے در خطر
 تمہیں یاد بھی نہ آئے گا کہ خطرے کے دن
 ایں ہی آمدنا از دیو لیک
 شیطان کی یہ آواز آ رہی تھی، لیکن
 راست ۳ فرمودست باما مصطفیٰ
 ہم سے مصطفیٰ نے سچ فرمایا ہے
 کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت
 کہ نادان جو کچھ انجام پر دیکھے گا
 کارہا از آغاز گر غیب ست و سر
 کام کا انجام اگرچہ شروع میں پوشیدہ اور ناز ہے
 اولش پوشیدہ باشد و آخرش
 اس کے شروع میں انجام پوشیدہ ہوتا ہے اس کو آخر میں
 گر نہ بنی واقعہ غیب اے عثود
 اسے سرکش! اگر تو غیب کے واقعات نہیں دیکھتا ہے

عاقبت خواہد بدن ایں اتفاق
 انجام کار اس کا اتفاق ضرور ہو گا
 کہ شوید از بہر شہوت دیو خاص
 کیونکہ شہوت پرستی کی وجہ سے تم خاص شیطان بن جاؤ گے
 دست تال بگرفت یزداں از قدر
 قدرت سے خدا نے تہاری دیکھیری کی ہے
 ایں سخن را شنود جز گوش نیک
 اس کو نیک کان کے علاوہ کوئی نہیں سن رہا تھا
 قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا
 جو قطب اور شاہنشاہ اور صفا کے دیا ہیں
 عاقل آل بیند ز اول مرتبت
 عقلمند اس کو پہلے مرتبہ میں دیکھ لیتا ہے
 عاقل اول دید و آخر آن مِصر
 عقلمند نے شروع میں دیکھ لیا اور جہالت پر مصر نے آخر میں
 عاقل و جاہل پہ بیند در عیال
 عقلمند اور نادان آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے
 حزم را سیلاب کے اندر رود
 تو احتیاط کو سیلاب کب بہا لے گیا ہے

۱۔ جسک جیم کے فتح ساتھ دوزخ
 چشم تال۔ یعنی نجات پانے کے بعد
 تم نہ کبھی روئے گے نہ یاد کرو گے کہ
 خدا نے تہاری دیکھیری کی تھی۔ عثود۔
 یعنی صرف نیک لوگ سمجھتے تھے
 کہ یہ شیطان آباد محض نیکی سے
 روکنے کے لئے ہے۔

۲۔ راست۔ اس واقعہ سے
 آنحضرت کے قول کی تصدیق ہو چلی
 ہے کہ جاہل کو جو کچھ انجام میں کرنا
 پڑتا ہے وہ عقلمند ابتداء کار میں کر گزرتا
 ہے کسی شخص نفاق نے بالآخر گریہ و
 زاری کی جو لایا اللہ استقامت میں کر لیتے
 ہیں۔ کانچہ مشہور ہے انچہ ہانا کند
 کند نادان لیک بعد در خرابی بسیار
 ستر اپنی جہالت پر مضر۔ گر نہ بنی۔
 اگر ایک عام آدمی نہیں پیش آنے والی
 بات تو نہیں دیکھ پاتا تو حرم اور احتیاط کا
 تقاضا یہی ہے کہ مصائب میں سمجھنے
 سے ڈرتا ہے اور تو یہ واستغفار کرتا
 رہے۔

۳۔ حزم۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے
 کہ انسان کبھی مطمئن نہ ہو اور ہر وقت
 بلائے ناگہانی سے بچنے کی تدبیر کرتا
 رہے۔ آنجانکہ حزم کے معنی اس
 مثل سے سمجھو کہ مثلاً ایک آدمی جس
 کو شیر چپٹ گیا جو وہ اپنے بھانجی کی
 تدبیر میں سوچتا ہے تم شیر کے حملے سے
 پہلے ہی سوچ لو۔

تصوّراتِ مردِ حازم

مخاطب انسان کے خیالات

حزم ۳ چہ بود بدگمانی در جہاں
 احتیاط کیا ہوتی ہے، دنیا میں بدگمانی
 آنچنانکہ ناگہاں شیرے رسید
 اس طرح کہ اچانک ایک شیر آیا
 اوچہ اندیشد درال برودن بہیں
 اس لے جانے میں وہ کیا سوچتا ہے، غور کر
 دمدم دیدن بلائے ناگہاں
 لمحہ بہ لمحہ ناگہانی بلا دیکھنا
 مرد را بر بود و در پیشہ کشید
 اس نے ایک شخص کو پکڑا اور کچھاد میں سمجھ لے گیا
 تو ہماں اندیش اے استلا ویں
 اے دین کے استلا تو بھی وہی سوچ

میں! گشاد شیر قضا در پیشہا
قضا کا شیر گھاہوں میں تمیٹ کر لے جا رہا ہے
جان ما مشغول کار و پیشہا
ہندی جان ' کام اور پیشوں میں لگی ہے
زیر آب شور رفتہ تابہ خلق
گویا کہ کھدے پانی میں گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں
گنجہا شاں کشف گشے درز میں
گواہین میں گزے ہوئے خزانے پر منکشف ہو جاتے
در لے ہستی فادہ در عدم
ہستی کی تلاش میں عدم میں پھنسے ہیں
وہ سب غم کے ڈر سے بعینہ غم میں مبتلا ہیں

! ہی گشد۔ لیکن ہم غفلت
برتتے ہیں اور شیر قضا سے نجات کی
تدبیر نہیں کرتے۔ آنچنان۔ لوگ فقر
سے ڈرتے ہیں اور اس قدر اس کے
خوف میں مبتلا ہیں جیسا کہ سمند
میں ڈوبتا ہوا خوف میں مبتلا ہوتا ہے
اگر فقر پیدا کرنے والے خدا سے اس
طرح ڈریں تو ان پر زمین کے خزانے
منکشف ہو جائیں اور فقر کا کوئی احتمال
بھی باقی نہ رہے۔ جملہ شاہ۔

دُعا و شفاعتِ دوقی و در خلاصِ آں کشتی

اس کشتی کی نجات کے لئے دوقی کی دعا اور سفارش

چوں دوقی آں قیامت را بید
دوقی نے جب اس قیامت کو دیکھا
گفت یارب منکر اندر فعلِ شاں
فرمایا اے خدا ان کے اعمل کو نہ دیکھ
خوش سلامت شاں بسا حل باز بر
انہیں بہترین سلامتی کے ساتھ معاملہ پر لکھا دے
اے کریم و اے رحیم سمرمدی
اے کریم اور اے لہدی رحم کرنے والے
اے سیدادہ رائیگاں صد چشم و گوش
اے کہ جس نے سنگڑوں آگھیں ہر کان مفت دیے ہیں
پیش ز استحقاق بخشیدہ عطا
سستی ہوتے سے پہلے ہی بخشش کی
اے عظیم از ما گناہان عظیم
اے بزرگسا جملے بڑے گناہوں کو
ماز آرز و حرص خود را سوختیم
ہم نے حرص و ہوس میں اپنے آپ کو جلا ڈالا ہے
رحم او جوشید و اشک او دوید
ان کا رحم جوش میں آیا اور ان کے آنسو بہہ پڑے
دستِ شاں گیراے شبہ نیکو نشان
اے شاہ نیک نشان ان کی دست گیری فرما
اے رسیدہ دست تو در بحر و بر
اے وہ ذات کہ تیرا دست قدرت بحر و بر پر ہے
در گزار از بد سگالان این بدی
پہ عقیدہ لوگ کی اس بدی سے در گزار کر
نے ز رشوت بخش کرده عقل و ہوش
عقل و ہوش بھی رشوت سے نہیں بخشے ہیں
دیدہ از ما جملہ کفران و خطا
ہم سب کی باطنی اور ظاہری گناہوں کو دیکھتے ہوئے
تو توانی عضو کردن در جرم
جرم میں تو ہی معاف کر سکتا ہے
وین دعا را ہم ز تو آموختیم
یہ دعا بھی ہم نے تجھ ہی سے سیکھی ہے

انسانوں کی سب سے عقلی ہے کہ سوہوم غم
کی بنا پر زمین غم میں جتاو جاتے ہیں
اور عقل فقر کے غم کی وجہ سے اپنے لو پر
غم طاری کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی
ہے کہ کوئی شخص زمینگی کی تلاش میں
اپنے لو پر موت طاری کر لے۔
آں قیامت۔ یعنی کشتی کے
ڈوبنے کے احوال۔ شاں۔ یعنی کشتی
میں سوار گنہگار۔ بسا حل۔ سمند کا
کنادہ۔ بحر و بر۔ خشکی اور تری۔
سمرمدی۔ لہدی۔ بد سگال۔ بر نشید۔
سج اے بد اور۔ اللہ تعالیٰ نے
ظاہری اور باطنی خواہ مفت عنایت
فرمائیے ہیں۔ جرم۔ جرم و خطا۔
وین دعا۔ اپنی خطا آپس پر ہمارا دعا
مانگنا بھی تیری تعلیم و عطا ہے۔

حُرمتِ آل کہ دُعا آموختی
 اس کے طفیل کہ تو نے دعا سکھائی ہے
 دستگیر و رہنما توفیق وہ
 دستگیری فرما اور رہنمائی عطا فرما
 چمنیں می رفت بر لفظش دُعا
 چمنیوں کے لفظ میں اس طرح جلدی تھی
 اشک میرفت از دو چشمش و آل دُعا
 ان کی دہوں آنکھوں سے آنسو جلدی تھے اور وہ دعا
 آل دُعائے بیخوداں خود دیگرست
 بیخودوں کی دعا دہری ہی چیز ہے
 آل دُعا حق می کند چوں اوفناست
 جبکہ وہ بیخود مقام فنا میں ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے
 واسط ۲ مخلوق نے اندر میان
 زمین میں مخلوق کا واسط نہیں ہے
 بیدگان حق رحیم و برد بار
 اللہ تعالیٰ کے رحیم اور بردبار بندے
 مہربان۔ بے رشوتاں یاریگراں
 مہربان بے رشوت کے مددگار ہوتے ہیں
 از ترخم دستگیراں شافعاں
 رحم کھانے کی وجہ سے دستگیر اور سفدشی ہوتے ہیں
 ہیں بگو ایں قوم را اے مبتلا
 اے مصیبت زدہ اس قوم کو تلاش کر لے
 رست گشتی از دم آں پہلوان
 اس پہلوان کی دعا سے گشتی نجات پا گئی
 کہ مگر بازوئے ایشاں در حذر
 کہ شاید بچاؤں میں انہیں کی ہاتھ بنے

در چمنیں ظلمت ا چراغ افروختی
 لہی تاریکی میں چراغ روشن کر دیا ہے
 جرم بخش و عفو گن بکشا گرہ
 خطا بخشہ نے اور معاف کر دے اور گنہ کھول دے
 آل زماں چوں مادران با وفا
 اس وقت جیسا کہ با وفا مانوں کے الفاظ میں
 بیخود از وے می برآمد بر سما
 بے خودی میں ان سے آسمان پر پہنچ رہی تھی
 آل دُعاز نیست گفت داورست
 وہ دعا ان کی نہیں خدا کی بات ہے
 آل دُعا و آن اجابت از خداست
 وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے
 بیخبر زان لایہ کردن جسم و جان
 اس خوشگاہ سے جسم و جان بے خبر نہوتے ہیں
 خونے حق دراند در اصلاح کار
 معاملہ کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ کی خواہش قرار لیتے ہیں
 مشفقان و مستحقان عمخوارگان
 مشفق اور غمخوروں کے مددگار ہوتے ہیں
 در مقام سخت و در روز گراں
 سخت جگہ اور بھاری دن میں
 ہیں غنیمت دار شاں پیش از بلا
 خبردار مبتلا ہونے سے پہلے ہی ان کو غنیمت سمجھ
 واپل گشتی را بچید خود گماں
 گشتی ہاتھوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا
 بر برف انداخت تیرے از قدر
 صحیح اندازے سے نشانہ پر تیر چلایا ہے

۱ ظلمت۔ یعنی خطا کاری۔
 چراغ۔ یعنی دعا کی تعلیم۔ چمنیں۔
 جس طرح لہی بچمن ہو کر بچے کے
 لئے دعا کرتی ہے قوتی کی یہی
 حالت تھی۔ بے خود۔ یعنی دعا میں
 ایسے مصروف تھے کہ ان کو اپنا ہوش نہ
 تھا۔ آل دعا۔ انسان بے خود ہو کر دعا
 کرتا ہے تو چونکہ وہ خود فنا فی اللہ ہے
 اس لئے وہ دعا اس کی طرف منسوب
 نہ ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے ہوگی۔
 اجابت۔ قالی کی دعا بھی اللہ کی
 جانب سے ہے اس کی قبولیت بھی
 اللہ کی جانب سے ہے۔

۲ واسط۔ جبکہ وہ دعا کرنے والا
 قالی ہے تو درمیان میں کوئی واسط نہیں
 ہے۔ قالی کے جسم و جان کو دعا کا
 احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ بندگان
 حق۔ خاصان خدا چونکہ خدا کی اطاعت
 سے متصف ہوتے ہیں اور ان کی
 حالت بھ یکی ہو جاتی ہے کہ رحمت
 حق پہنچی جوید۔

۳ از ترخم۔ وہ محض اپنی صفت رحم
 کی وجہ سے سفدش اور دستگیر بن
 جاتے ہیں۔ ہیں۔ لایا۔ اللہ سے دعا
 کا تعلق مصیبت میں مبتلا ہونے پر
 بھی اور مصیبت میں مبتلا ہونے سے
 پہلے بھی رکھنا چاہیے۔ زنت۔ کشتی۔
 کشتی قوتی کی دعا سے بھی کشتی
 والے سمجھے کہ ان کی قوت ہاتھ سے
 ہنہ سے نکلے۔

۱۔ پارہاند اس کی مثال یہ ہے کہ لہزی شکاری کی گرفت سے اپنے پاؤں کے ذریعہ بچی لیکن وہ اپنی مکاری سے بھتی ہے کہ دم کی جگہ سے بچی ہے۔ غرار۔ ہو کے میں جتا۔ کسین۔ شکاری کی گھات دہا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کونجیات کا اصل ذریعہ ہے اس کی حفاظت کرو۔ خیرہ سر۔ بدمانڈ۔ کرام۔ یعنی ہماری نجات کا ذریعہ بندھگان دین ہیں۔ حیلہ باریک۔ یعنی ہم خود جو اپنی نجات کی تدبیریں کرتے ہیں ان کی مثال لہزی کی دم کی سی ہے جس کو اس نے باعث نجات سمجھا تھا۔ استدلال بکر۔ یعنی ہم اپنے استدلال اور تدبیر کو ذریعہ نجات بتاتے ہیں۔ لہکی تقریریں کرتے ہیں جس سے لوگ حیران ہو جائیں۔ طالب۔ یعنی انسان اپنی تدبیر اور مکاری کا بیان کر کے لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتا ہے اور گویا گن کمرعوب کر کے اپنی خدائی جتنا چاہتا ہے۔

۲۔ تا باسوں۔ ان مکاریوں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے یہ نہیں دیکھا کہ خود بجر کے گڑھے میں گرا ہوا ہے۔ درگ۔ جبکہ خود گڑھے میں ہے تو دوسروں کو معتقد بنا کر کیوں گڑھے میں گراتا ہے۔ چوں ہی اگر تجھے خود کوئی اعلیٰ مقام حاصل ہے تو بیشک دوسروں کو معتقد بنا کر اس مقام پر پہنچ۔

۳۔ اے عظیم۔ جبکہ خود انسان چار عناصر اور پانچ حواس اور چھ جہتوں میں پھنسا ہوا ہے یعنی اس کی پہنچ صاف سفلیات تک ہے اور حلویات سے اس کا کوئی علاقہ نہیں ہے تو دوسروں کو اس مقام کی دعوت دینا انہوں انسانیت ہے نغز جائے۔ یہ بطور طنز کے فرمایا ہے۔

پارہاند! رُو بہاں را در شکار
شکار میں لہزیوں کو پاؤں بچاتے ہیں
عشقہا با دم خود بازند کس
وہ دم سے محبت کرتی ہیں کہ اس نے
از ضلالت بوسہا بر دم دہند
تلافی سے دم کو چوٹی ہیں
رُو بہا پار انگہدار از حجر
اے لہزی! پتھر سے پاؤں کا بچاؤ کر
ماچور و باہیم پائے ما کرام
ہم لہزی کی طرح ہیں ہمارے پاؤں بزرگ ہیں
حیلہ باریک ماچوں دم ماست
ہماری نازک تدبیر ہماری دم کی طرح ہے
دم بجدہانیم ز استدلال و مکر
ہم حجت بازی اور مکر کی دم بلاتے ہیں
طلب حیرانی خلقاں شدیم
ہم لوگوں کی حیرانی کے طلب گار بن گئے ہیں
تبا فسوں مالک دلہا شویم
تاکہ فریب کے ذریعہ ہم لوگوں کے مالک بن جائیں
درگویی و در جہی اے قلتباں
اے بے غیرت! تو گڑھے اور کنوں میں ہے
چوں بہ بُستانے ری زبا و خوش
جب تو کسی اچھے اور خوشنما باغ میں پہنچے
اے عظیم جبس چارونچ و شش
اے چار اور پانچ اور چھ کے قیدخانے میں مقیم

وال دم دانند روبا ہاں غرار
وہ ہو کے میں جتا لہزیوں کی جگہ سے بھتی ہیں
میرہاند جان مارا از کسین
ہماری جان کو ہلاکت سے بچلا
رقص گیرند وز شادی بر جہند
ناہتی ہیں اور خوشی سے کہتی ہیں
پا چون بود دم چہ سوادے خیرہ سر
اگر پاؤں نہ ہوتے تو اے بیوقوف دم سے کیا فائدہ ہے
می رہاند ماں ز صد گواں انتقام
ہمیں بیوقوفوں قسم کی سزا سے نجات دیتے ہیں
عشقہا بازیم با دم چپ و راست
ہم دائیں بائیں سے دم سے عشق بازی کرتے ہیں
تا کہ حیران ملداز ما زید و بکر
تاکہ ہم سے زید اور بکر حیران ہو جائیں
دست طمع اندر الوہیت زدیم
ہم نے خدائی میں لالچ کا ہاتھ ڈالا ہے
ایں نمی بینیم ما کاندرا گویم
ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم گڑھے میں ہیں
دست و دار از سبالی دیگران
دوسروں کی مونچھوں سے ہاتھ ہٹا
بعد از اں دلمان خلقاں گیر و کش
اس کے بعد لوگوں کا دامن پکڑ لو کہنچ
نغز جائے دیگران را ہم بکش
کیا اچھی جگہ ہے دوسروں کو بھی لالچ لے



۱۔ اے چو جب تک انسان عالم
سفلی میں پھنسا ہے اس کی مثال اس
گدھے والے کی ہی ہے جو گدھے
کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اس کو
گدھے کی منقحہ سے قریب داتا ہے
گدھے والا دوسروں کو گدھے کی منقحہ
کو بوسہ دینے کی دعوت دے تو کوئی
اچھی بات سے بوسہ ہے یہ بھی بطور
طرز کے کہا گیا ہے نہ ہے پہلے
مصراع میں کسی عجب ہے دوسرے
مصراع میں نہ معنی کمان کا چلے ہے
جس کا ترجمہ ہم نے پھندے سے کیا
ہے یعنی ثبات کا پھندا۔

۲۔ ہر پخلہ جو کچھ تو اپنی تدبیروں
سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ لایا ہوا
دعاؤں سے بدچالوںی حاصل ہو جائے
گا۔ جزو دل یعنی تیرا دل ناقص ہے کل
یعنی لایا کا دل۔ حق ہی گوید۔ چنگ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دل پر نظر
رکتے ہیں لیکن حاصل تیرا دل ہی وہ
ضمیم ہے جو منظور نظر بن سکے۔

۳۔ دل۔ بیٹک دل میں یہی
صفت ہے لیکن جبکہ حقیقتاً دل ہو جو
عالم مجردت کی چیز ہے اگر آب گل
میں جتا ہے تو پھر اس میں اور صفت
میں کوئی فرق نہیں ہے اور صورت منظور
خدا نہیں ہے۔ جو دل۔ جو دل آب گل
سے آگے ہے اس کی مثال اس پانی کی
ہی ہے جو کالی کچڑ میں جتو یا کچڑ
پانی ہے لیکن وہ پانی کی جگہ کام نہیں آ
سکتا اسی طرح آگے دل۔ دل نہیں
ہے۔ زانگ کچڑ میں پانی حقیقی پانی
نہیں ہے اسی طرح آگے دل۔ دل نہیں
ہے۔ آن دے جس دل کے
ہارے میں یہ طے ہے کہ وہ آسمانوں
سے بھی بالاتر ہے تو وہ لایا ہوا
چیمبروں کا دل ہے لہذا اپنے دل کو
منظور خدا نہ سمجھو لایا ہوا سے جزو

بوسہ گاہے یافتی مارا بمر
تو نے اچھی بوسہ نہ پانی ہے ہمیں بھی لے چل
میل شاہی از کجایت خاستت
تو تجھ میں شاہی کی تمنا کہہاں سے آئی ہے؟
بستہ در گردن جانن نہ ہے
تو نے اپنی گردن میں پھندا ڈالا ہے
وقف گن دل بر خداوندان دل
دل ہلاں پر دل کو وقف کر دے
رُوبہا تو سُوئے جیفہ کم شتاب
اے لہزی! تو مراد کی طرف نہ نفع
کہ چو جزوے سُوئے کل خود روی
جبکہ تو جزو کی طرح اپنے کل کی طرف چلا جائے گا
نیست بر صورت کلاں آب گل ست
صورت پر نہیں کیونکہ وہ تو پانی اور مٹی ہے
دل ۳ فرار عرش باشد نے بہ پست
دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں
لیک ازاں آبت نشاید آب دست
لیکن اس پانی سے وضو یا استنجا مناسب نہیں ہے
پس دل خود را مگو کاس، ہم دل ست
تو اپنے دل کو یہ نہ کہہ کہ وہ بھی دل ہے
آں دل ابدال یا پیغمبر ست
وہ ابدال کا دل یا پیغمبر کا دل ہے
در فزونی آمدہ وانی شدہ
رتی میں آ کر بھر پور ہو گیا ہے

اے! چو خربندہ حریف کون خرم
اے کہ جو گدھے والے کی طرح گدھے کی منقحہ کا ہے
چوں ندوات بندگی دوست دست
جبکہ دوست کی غلامی تیرے ہاتھ نہیں آئی ہے
در ہوائے آنکہ گویندت نہ ہے
اس خواہش میں کہ لوگ تجھے وہ کہیں
رُوبہا ایں دُم حیلست را بہل
اے لہزی! تو اس تدبیر کی دم کو چھوڑ دے
در ۲ پناہ شیر کم ناید کیاب
شیر کی پنہ میں کب ہوں گی نہیں ہوتی ہے
تو دلا منظور حق آنکہ شوی
اے پیدے! تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنے گا
حق ہمیں گوید نظر ماں بر دل ست
اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے ہماری نظر دل پر ہے
تو ہمیں گوئی مرا دل نیز ہست
تو کہتا ہے میرے بھی دل ہے
در ۱ گل تیرہ یقین ہم آب ہست
کالی کچڑ میں یقیناً پانی ہے
زانکہ گرا آب ست مغلوب گل ست
کیونکہ اگرچہ پانی ہے لیکن مٹی کے مغلوب ہے
آں دے لے کز آسمانہا بر تر ست
وہ دل جو آسمانوں سے بھی بلند ہے
پاک گشتہ آں زر گل صافی شدہ
وہ پاک ہو گیا ہے مٹی سے صاف ہو گیا ہے



ترکِ گل۔ لایا بلور انبیاء کے دل
عام ناسوت کی آلودگی سے پاک
ہیں۔ سو بحر۔ یعنی بحر وحدت۔ آب
ما۔ یہاں مولانا نے مناجات شروع
کر دی ہے۔ رطین۔ یعنی عالم
ناسوت۔ بحر گوید۔ لایا بلور عوام کے دل
کو اپنی طرف مہجے سکتے ہیں لیکن عوام
کی ناسیت مانع بنتی ہے۔ چنوا۔ یعنی
اپنے دل کی صفائی آبِ گل۔ یعنی عوام
کا دل لولیاہ کے دل سے وابستگی کا
خواب ہے لیکن عالم ناسوت کی لائیں
مانع بنتی ہیں۔ گرد ہاند۔ دل کو مصطفیٰ
بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ لذائذ
دنوی سے علیحدگی اختیار کر لی
جائے۔

ع۔ آل کشیدن۔ مٹی جو پانی کو اپنی
طرف مہجتی ہے اس کی جہ عالم
ناسوت کی لذتیں ہیں۔ ہم چنیں۔
صرف شراب کباب ہی نہیں بلکہ دنیا
کی ہر چیز دل کے منصف ہونے کے
لئے مانع ہے ہر یکے دنیا کی ہر چیز
انسان کو مدہوش بناتی ہے اور شراب کا
کام کرتی ہے چنانچہ دنیا کی محبوب چیز
حاصل نہ ہونے سے وہ آٹھن پیدا
ہوتی ہے جو شرابی کو شراب نے ملنے
سے ہار گئی ہے۔

ع۔ این خلد۔ لذائذ دنیوی نہ
حاصل ہونے سے بدن میں آٹھن
پیدا ہوا اس بات کی دلیل ہے کہ اس
لذت میں شراب کا سا اثر تھا۔ جو
یکند ازہ۔ مناسب ہے کہ دنیا کی
چیزوں کا بقدر ضرورت استعمال کیا
جائے ان کی کثرت نہ کی جائے۔
ترتیبی۔ لایا بلور سے وابستگی سے سر
کسی شخص اس بنا پر ہے کہ تو اپنے
پ کو حاصل بحق سمجھے ہوئے ہیں۔

ترکِ گل کردہ سوع بحر آمدہ
مٹی کو چھوڑ کر سمند کی طرف آ گیا ہے
آبِ محبوبس گل ماندست ہیں
خبر دہا! ہلا پانی مٹی میں پھنسا ہوا ہے
بحر گوید من ترا در خود کشم
سمند کہتا ہے میں تجھے کھینچ تو لوں
لاف تو محروم میدارد ترا
تیری شجی تجھے محروم رکھتی ہے
آبِ گل خولہ کہ در دریا رود
مٹی میں کا پانی چاہتا ہے کہ سمند میں چلا جائے
گر رہا ندپائے خود از دستِ گل
اگر وہ اپنا پاؤں مٹی سے چھڑالے
آں کشیدن اچست از گل آبِ را
مٹی کا پانی کو کھینچنا کیا ہے؟
ہم چنیں ہر شہوتے اندر جہاں
اسی طرح دنیا کی ہر شہوت
خواہ باغ و مرکب و تیغ و مجن
خولہ باغ اور سواری اور نکو اور اصال
ہر یکے زہنا ترا مستی کند
ان میں سے ہر ایک چیز تجھے ہوش کر دیتی ہے
اس ۳ خمارِ عم دلیلِ آلِ شدست
یہ غم کی آٹھن اس کی دلیل ہے
جو باندازہ ضرورت زومگیر
قدر ضرورت کے سا اس کو نہ لے
سر کشیدی تو کہ من صاحبِ دم
تو نے اس لئے سر کشی کی کہ میں خود صاحبِ دل ہوں

رستہ از زندانِ گل بحرے شدہ
وہ مٹی کی قید سے آزاد ہو کر سمند بن گیا ہے
بحر رحمت جذبِ گن ملا از طیس
اسے رحمت کے سمند! ہمیں مٹی سے چوں لے
لیک می لانی کہ من آبِ خوشم
لیکن تو شجی بگھلاتا ہے کہ میں صاف پانی ہوں
ترکِ آں پندار گن در من درآ
اس غرہ کو چھوڑ دے میرے اندر آ جا
گل گرفتہ پائے آبِ و می کشد
مٹی پانی کا پاؤں پکڑتی ہے اور اس کو کھینچتی ہے
گل بماند خشک و اوشد مستقل
مٹی خشک رہ جائے وہ مستقل بن جائے
جذبِ تو نقل و شرابِ ناب را
تیرا پینا اور خالص شراب کو جذب کرنا
خواہ مال و خواہ جاہ و خانماں
خولہ مال اور خولہ مرتبہ اور خولہ گھر اور مال
خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن
خولہ سلطنت اور گھر اور اولاد اور بیوی
چوں نیالی آلِ خمارت میزند
جب تجھے وہ نہیں مٹی ہے تو تھ میں آٹھن پیدا کر دیتی ہے
کہ بدالِ مفقودِ مستی ات بدست
کہ اس گم شدہ سے تجھ میں مدہوشی تھی
تانه گرود غالب و بر تو امیر
تاکہ وہ تجھ پر غالب اور حاکم نہ بنے
حلاکتِ غیرے ندارم واصلم
مجھے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے میں خود حاصلِ حق ہوں

آنچنجاں! کہ آب در گل سرگشد
 یہ ایسا ہی ہے کہ پانی مٹی میں سرکشی کرے
 دل تو ایس آلودہ راپنداشتی
 تو نے اس گندے دل کو دل سمجھ لیا ہے
 خود روا داری کہ آں دل باشد ایس
 کیام تو خود مناسب سمجھتا ہے کہ یہ دل وہ دل ہے
 لطف شیر وانگیش عکس دل ست
 وہ شہد کا لطف دل کے لطف کا عکس ہے
 پس بود دل جوہر و عالم عرض
 تو دل جوہر ہوا ہے اور عالم عرض
 آں دلے کو عاشق مال ست و جاہ
 وہ دل جو مال اور مرتبہ کا عاشق ہے
 یا حیالاتے کہ در ظلمات او
 یا ان خیالات سے مغلوب ہے اندھیرے میں
 دل نباشد غیر آں دریائے نور
 دل دیائے نور کا غیر نہیں ہوتا ہے
 نے دل اندر صد ہزاراں خاص و عام
 لاکھوں خاص اور عام انسانوں میں دل نہیں ہوتا ہے
 ریزہ دل را بہل دل را بخو
 دل کے ریزے کو چھوڑ، دل کو سماش کر
 دل محیط ست اندر سی خطہ وجود
 اس عالم وجود میں دل ایک سمندر ہے
 از سلام حق سلامتہا نثار
 اللہ تعالیٰ کی سلامتی سے سلامتیاں نچھار

کہ منم آب و چرا جویم مدد
 کہ میں تو پانی ہوں، میں کیوں مدد چاہوں
 لا جرم دل ز زہل دل برداشتی
 اسی لئے تو لاجلہ صاحب دل سے دل برداشت ہے
 کہ بود در عشق شیر وانگیش
 جو کہ وہ شہد اور شہد کے عشق میں جتا ہے
 ہر خوشی آں خوش از دل حاصل ست
 ہر مزیدہ چیز کی مزیدہ دل سے حاصل ہوتی ہے
 سایہ دل چوں بود دل را عرض
 دل کا سایہ دل کا مقصد کیسے ہو سکتا ہے
 یا زبون ایس گل و آب سیاہ
 یا اس مٹی اور سیاہ پانی سے مغلوب ہے
 می پرستد شاں برائے گفتگو
 جن کو وہ پوجتا ہے ایسا دل محض کہنے کو دل ہے
 دل نظر گاہ خدا و نگاہ گور
 دل خدا کا رخ نظر ہو، اور پھر اندھا ہو
 دریکے باشد کد امست آں کد ام
 کسی ایک میں ہوتا ہے، وہ کون ہے کون؟
 تا شود آں ریزہ چوں کو ہے ازو
 تاکہ ریزہ اس کی جہ سے پہاڑ بن جائے
 زر ہمی افشانند از احسان وجود
 احسان اور سخلت سے چاندی بکھیرتا ہے
 میکند بر اہل عالم ز اختیار
 کرتا رہتا ہے دنیا والوں پر اپنے اختیار سے

۱۔ آنچنجاں۔ عالم ناسوت میں
 چھٹنے کے باوجود اصل ہونے کا دعویٰ
 تو ایسا ہی ہے جیسا کہ گچ کا پانی اپنے
 آپ کو خالص پانی سمجھے۔ خود روا
 داری۔ تو خود انصاف کر یہ تیرا دل دل
 کہلانے کے قابل ہے تیرا دل تو
 دنیاوی لذتوں کا عاشق ہے اور اس کو
 وہ شہد اور شہد سے لذت حاصل ہوتی
 ہے۔ لطف۔ حالانکہ دنیا کی ہر لذت
 چیز کی لذت دل کے تابع ہو اگر دل
 میں لذت ہے تو اس چیز میں لذت
 ہے ورنہ انہیں تو جو دل کسی چیز کی
 لذت سے لذت حاصل کرے وہ دل
 اصل نہیں ہے۔

۲۔ پس۔ جبکہ اصل دل کی لذت
 ہے اور دوسری چیزوں میں اس سے
 لذت پیدا ہوتی ہے تو دل جوہر ہے اور
 دنیا کی لذتیں ذلتی نہیں ہیں تو دل کا
 مقصد خود اس کی عطا کردہ چیز کیسے ہو
 سکتی ہے۔ آں۔ جو دل دنیا کی
 چیزوں کا عاشق ہو اور دنیا کی لذتوں اور
 اپنی غلط تمناؤں سے مغلوب ہو وہ
 برائے گفتن دل ہے حقیقتاً دل نہیں
 ہے۔ کد ام۔ حقیقی دل لولیاہ کا دل
 ہے۔ ریزہ۔ تیرا دل دل نہیں ہے دل
 کا ریزہ ہے لولیاہ کا دل اصل دل ہے
 ان سے وابستگی کر لے تیرا ریزہ پہاڑ
 بن جائے گا۔

۳۔ دل۔ یعنی لولیاہ کا دل دنیا میں
 ایک سمندر ہوتا ہے جو لوگوں پر زر
 افشانی کرتا ہے۔ از سلام۔ اللہ کی
 جانب سے سلامتیاں اس کو عطا کر
 دی جاتی ہیں اور وہ اپنے اختیار سے دنیا
 والوں کو سلامتی تقسیم کرتا ہے۔



ہر کراہ دامن درست ست و معد
جس کا دامن درست اور تیز ہے
دامن تو آل نیازست و حضور
تیرا دامن نیاز مندی اور حاضری سے
تا ند رو دامن زال سنگہا
تا کہ ان پتھروں سے تیرا دامن نہ پھٹے
سنگ ۲ زیر کردی تو دامن از جہاں
تو نے دنیا میں دامن پتھروں سے بھر لیا
آں خیال سیم و زر چوں زر نبو و
یہ خیالی چاندی اور سونا چونکہ سونا نہ تھا
کے نماید کو دکاں را سنگ سنگ
بچوں کو پتھر پتھر کب نظر آتا ہے
پیر عقل آمد نہ آں مؤئے سفید
پیر عقل ہوتی ہے نہ کہ وہ سفید بال

۱۔ ہر کراہ جو اپنا دست دامن
پھیلائے گا اس کے دامن میں وہ سونا
آجائے گا۔ دامن۔ یہاں دامن سے
کپڑے کا دامن مراد نہیں ہے بلکہ
ولیا کی جناب میں نیاز مندی اور
حاضری مراد ہے۔ ہیں منہ۔ سبیل
شعر میں دست دامن کہا تھا عقلی کا
مطلب ہے کہ فتنہ و فتنہ کرنے
تا بدلی۔ لیکن عقیدت کا تعلق سمجھ کر
کرنا چاہیے۔

۲۔ سنگ۔ دنیا والے اپنے دامن میں
سونا چاندی بھرتا ہے۔ سونا اور چاندی
بھی پتھر ہیں اور اس دنیا دار کا کام
طفلانہ ہے۔ زر نبو۔ اس سونے
چاندی سے دامن چاک ہوتا ہے اور غم
میں اضافہ ہوتا ہے۔ کے نماید۔ دنیا
دار بھی پیر نابالغ ہے جس کو عقل نہیں
ہے جس طرح بچے حقیقی پتھر دامن
میں بھر کر دامن کو پھاڑ لیتے ہیں اور
پتھر کو پتھر نہیں سمجھتے اسی طرح دنیا دار
دنیا کی دولت سمیٹتا ہے جو کہ بے
حقیقت پتھر کی طرح ہے۔

۳۔ پیر۔ یعنی پیر عقلمند تو وہ ہے
جس میں عقل ہو۔ اگر محض بال سفید
ہیں تو اس کو پیر نہیں کہا جاسکتا۔ مو۔
یعنی بزرگی اور پیری میں بالوں کا کوئی
دفع نہیں ہے یکام۔ یعنی کشتی ساحل
پر آگئی۔ طبع کس کس پس۔ فضولی۔
ایسا کام کرنا جس کا اس کو اختیار نہ تھا۔
وہ شخص جو ایسا کام کرے یعنی دعا جس
کی وجہ سے کشتی بٹنی۔ ہر یکے ان
بزرگوں میں سے ہر ایک نے یہی کہا
کہ ہم نے نذہاں سے دعا کی ہے نہ
دل سے۔

انکار کردن آں جماعت بر دُعا و شفاعتِ قوتی ونا پیدا
ان لوگوں کا قوتی کی سفارش اور دعا سے انکار کرنا اور غیب کے پردے میں
شدن در پردہ غیب و حیران شدن قوتی کہ ایشاں
ان کا غائب ہو جانا اور قوتی کا حیران ہونا کہ وہ ہوا میں چلے
یہو اور فتنند یا بز میں پنہاں شدند
گئے یا زمین میں چھپ گئے

چوں رہید آں کشتی و آمد یکام
جب کشتی نجات پاگئی اور مقصود تک پہنچ گئی
چھبے افتاد شاں باہمدگر
ان میں آپس میں کس کس پس ہوتی
ہر یکے با ہمدگر گفتند ہسر
ہر ایک نے دوسرے سے آہستہ سے کہا
شہ نماز آں جماعت ہم تمام
ان لوگوں کی نماز بھی پوری ہو گئی
کیس فضولی را کہ کرد از ما شر
کہ ثروت کج ہے یہ بیکام میں سے کس نے کہا ہے
از پس پشت قوتی مستتر
قوتی کے پیچھے پوشیدہ طور پر

گفت ہر یک من نکر دستم کُنوں
 ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے اب
 گفت مانا! کایں لام ما ز درد
 کہا یقیناً ہمارے اس لام نے درد کی وجہ سے
 گفت آں دیگر کہ اے یاراں یقین
 دہرنے نے کہا کسے دوستوا یقیناً
 او فضولی بودہ اُست از انقباض
 انقباض کی وجہ سے وہ فضول بنا ہے
 چوں نگہ کردم سپس تا بنگرم
 اس کے بعد جب میں نے نگہ ڈالی کہ دیکھو
 یک از ایشان را ریدم در مقام
 موقع پر میں نے ان میں سے ایک کو بھی نہ دیکھا
 نے بچپ نے راست نے بلانذیر
 نہ ہائیں ' نہ دائیں ' نہ اوپر نہ نیچے
 دُرہا بُودند گوئی آب کشت
 گیا موتی تھے ' پانی بن گئے
 در قباب حق شدند آں دم ہمہ
 وہ سب اس وقت اللہ کے قبوں میں چلے گئے
 در تحسیر ماندم کایں قوم را
 میں حیرانی میں پڑ گا کہ اس قوم کو
 آنچنان پنہاں شدند از چشم او
 وہ ان کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے
 سالہا در حسرت ایشان بماند
 وہ سالوں ان کی حسرت میں رہے
 تو بگوئی مرد حق اند نظر
 تو کہے گا مرد خدا ' نگہ میں

ایں دُعائے از بُروں نے از دُرُوں
 یہ دعا ' نہ بظاہر ' نہ بہاں
 بو انفضولا نہ منا جاتے بکرو
 فضولیوں کی طرح دعا کی ہے
 مَر مَرَا ہم مینماید آنچنین
 مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے
 گرد بر مختار مُطلق اعتراض
 اس نے مختار مطلق پر اعتراض کیا ہے
 کہ چو میگویند اس اہل کرم
 یہ اہل کرم کیا کہ رہے ہیں؟
 رفتہ بُودند از مقام خود تمام
 اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے
 چشم تیز من نشد بر قوم چیر
 اس قوم پر میر تیز نگاہ نے قابو نہ پایا
 نے نشان پائے و نے گردے بدشت
 نہ پاؤں کے نشان تھے نہ جنگل میں گرد تھی
 در کدا میں روضہ رفتند آں رمہ
 وہ جماعت کون سے باغ میں چلی گئی
 چوں پو شانید حق بر چشم ما
 اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں سے کیسے چھپا لیا؟
 مثل غوطہ ماہیاں در آبجو
 جیسے کہ مچھلیوں کا نہر کے پانی میں غوطہ
 عمر ہادر شوق ایشان اشک راند
 ایک عرصہ تک ان کے شوق میں روتے رہے
 کے در آرد با خدا ذکر بشر
 خدا کے ساتھ انسان کی یاد کو کب لاتا ہے

۱۔ مانا-تحقیقاً۔ بو انفضول۔ وہ شخص
 جو غیر اختیاری کام کرے۔
 مناقبات۔ دعا۔ انقباض۔ یعنی کشی
 کے ڈوبنے سے اس کو دل گرہی پیدا
 ہوئی۔ اعتراض۔ اللہ کے فعل کے
 خلاف دعا کرنا گویا اللہ پر اعتراض کرنا
 ہے۔

۲۔ چوں نگہ۔ یعنی ذوق نے
 کہا اہل کرم۔ یعنی وہی شخصیت نے
 بچپ۔ یعنی میں نے چاروں طرف
 دیکھا ان کو کہیں نہ پایا آب کشت۔
 یعنی موتی تھے جو دریا میں جا کر گم ہو
 گئے۔ گردے چلنے سے گرد اُٹتی
 ہے۔

۳۔ در قباب یعنی اللہ تعالیٰ کے
 قریب خیموں میں چلے گئے۔
 آنچنان۔ مولانا کا مقولہ ہے یعنی وہ
 بزرگ قوتی کی آنکھوں سے اس
 طرح چھپ گئے جیسا کہ مچھلیاں
 غوطہ مار کر دریا میں چھپ جاتی ہیں۔
 سالہا۔ قوتی ان کے دیدار کی حسرت
 میں سالوں روتے رہے تو بگوئی۔
 قوتی کے ان بزرگوں کے فراق میں
 رونے پر تو یہ اعتراض کریں گا کہ قوتی
 جبکہ بزرگ تھے تو ان انسانوں کی یاد
 میں کیوں روتے تھے۔

کہ بشر دیدی تو ایشاں را نہ جال
کہ تو نے ان کو بشر سمجھا نہ کہ جان
کہ بشر دیدی مرا ایشاں را چو عام
کہ تو نے ان کو عام انسانوں جیسا بشر سمجھا
گفت من از آتشم آدم ز طیں
کہا کہ میں آگ کا ہیں آدم مٹی کا ہے
چند بنی صورت آخر چند چند
صورت کو کتنا دیکھے گا آخر کتنا کتنا
ہیں مہر امید و ایشاں را بچو
خبرہ مایوس نہ ہو لہ ان کو تلاش کر
ہر کشادے در دل اندر بستن ست
ہر کشادگی دل بستگی کی جہ سے ہے
گوو گوئی گو بجاں چوں فاختہ
فاختہ کی طرح دل و جان سے کو لہ کو کہتا رہ
کہ دعا سے راست حق بر استجب
کہ اللہ نے استجب کو دعا سے وابستہ کیا ہے
آں دعائش می رَوَدَا ذوالجلال
اس کی دعا اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے

خرازیں امی تحسپد اینجاے فلاں
اے فلاں اس مقام پر گدھاں لئے سو جاتا ہے
کلرازیں ویراں شد ستاے مردخام
اے ہانس انسان کام اسی جہ سے چلہ ہوا
توے ہماں دیدی کہ ابلیس لعین
تو نے وہی دیکھا جو ملعون شیطان نے
چشم ابلیسانہ را ایک دم بہ بند
شیطان آگہ کو فوراً بند کر کے
اے قوتی باد و چشم ہمچو جو
اے قوتی! نہر جیسی دو آنکوں سے
ہیں بچو کہ رکن دولت جستن ست
خبرہ! تلاش کر کیلکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے
از ہمہ کار جہاں پر داختہ
دنیا کے ہر کام سے فدا ہو کر
نیک بنگر اندریں اے محجب
اے محبوب! اس میں اچھی طرح غور کر
ہر کرا دل پاک باشندہ اعتمال
پہلی سے جس کا دل پاک ہو گیا

۱۔ خزر خسپیدن۔ یعنی دہری
غفلت اور غلطی ہونا کہ بشر۔ یعنی
معرض کی غلطی اور غلطی یہ ہے کہ وہاں
کو صرف بشر سمجھا جاتا ہے جب وہ قالی
نی اللہ تھے تو وہ خواں بشری سے معری
ہود و محض تھے۔

۲۔ توہوں۔ ہر انسان کو محض بشر
کہنا اور اس کے باطنی فضائل کی
طرف نظر نہ کرنا یہ شیطانی نظر ہے
شیطان نے آدم کی صورت ظاہری کو
دیکھا ان کے باطنی اوصاف پر نظر نہ
کی۔ چند بنی۔ ظاہر بنی کو چھوڑ کر
انسان کے باطن کو دیکھا کہ۔ اے
قوتی مولانا فرماتے ہیں معرض کا
اعتراض بالکل غلط۔ ہے۔ اے قوتی تم
اس کی پرمانہ کرو اور ان بزرگوں کے
فرق میں خوب آنسو بہاؤ۔ اس ٹی۔
تلاش اور جستجو ہر کشادگی کا سبب ہے
کو کہ ہارے میں کہتی ہے کہاں
ہے کہاں ہے۔

۳۔ کہ دعا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے یٰ عَزِيزِیٰ مَنْسُجِبْ لَكُمْ بَحْثُ
سے مانع میں قبول کروں گا ترک۔ جو
ان نفسانی پہلوؤں سے خالی ہوتا ہے
تو اس دعا ضرور بارگاہ الہی تک پہنچتی
ہے انتقال۔ یعنی ایک جگہ سے
دوسری جگہ جانا چلنا پھرنا۔

باز شرح کردن حکایت آل طالب روزی حلال بے کسب و
حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بغیر مشقت حلال رزق طلب کرنے والے کی
رنج در عہد داؤد علیہ السلام و مستجاب شدن دعائے او
حکایت کی وہاں تشریح اور اس کی دعا کا قبول ہونا

یا دم آمد آل حکایت کاں فقیر
مجھے وہ نصیب آیا کہ وہ فقیر
وز خدای خواست روزی حلال
لہ خدا سے حلال رزق مانگا تھا
روز و شب میگرد افغان و نفیر
دن ' رات فریاد لہ رزق کرتا تھا
بے شکار و کسب و رنج و انتقال
بغیر شکار لہ کئی لہ تکلیف لہ چلنے پھرنے سے

پیش ازیں گفتیم بعض احوال او
 اس کے کچھ احوال میں نے پہلے بتا دیئے ہیں
 ہم بگو ہمیش کجا خواہد گریخت
 میں تجھ سے وہ قصہ کہوں گا وہ کہی بچے گا
 صاحب گاوش بدید و گفت ہیں
 گائے والے نے اس کو دیکھا اور کہا خبردار
 ہیں چرا گشتی بگو گاؤ مرا
 خبردار بتا تو نے میری گائے کیوں ماری
 گفت من روزی زحق میخواستم
 اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے روزی مانگتا تھا
 سالہا بود ست کار من دعا
 میرا کام سالوں دعا کرتا رہا ہے
 چون بدیدم گاؤ را بر خاتم
 جب میں نے گائے کو کھمبی میں اٹھا
 آل دعائے کہنہ ام شد مستجاب
 وہ میری پرانی دعا قبول ہو گئی

لیکے تعویق آمد و شد پنج تو
 لیکن رکاوٹ آگئی اور شیخ گوئی ہو گئی
 چون زابر فصل حق حکمت بریخت
 جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سہ سے اپنی فیکہ دعا ہے
 اے بظلمت گا و من گشتہ رہن
 اے وہ کہ تیرے ظلم میں گائے پھنس گئی
 بلکہ طرار انصاف اند آ
 اے بیوقوف کتنھ کئے انصاف میں آ
 قبلہ ۲ را از لاپہ می آراستم
 قبلہ کو آہ و زاری سے سجاتا تھا
 تاکہ بفرستاد گاؤے را خدا
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گائے بھیج دی
 روزی من بود کش می خواستم
 میری روزی تمہی جو میں مانگتا تھا
 روزی من بود گشتم نک جواب
 وہ میری روزی تمہی میں نے اس کو ذبح کر لیا۔ جواب ہے

تعویق۔ رکاوٹ۔ ہم۔ یعنی میں
 وہ قصہ ضرور سناؤں گا اس میں بہت سی
 حکمت کی باتیں ہیں۔ اے بظلمت
 یعنی جب گائے اس دعا کرنے
 والے کے گھر میں کھس آئی اور اس
 نے اس کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا تو مالک
 نے آکر کہا۔ طرار۔ صیب تراش۔

ح۔ قبلہ۔ یعنی قبلہ رو ہو کر میں
 بہت رویا ہوں۔ کش۔ کہ اس۔
 مستجاب۔ مقبول۔ ہر دو خصم۔ یعنی دعا
 کرنے والا اور گائے کا مالک۔

ح۔ لہ خشم۔ گائے کے مالک کو
 فقیر کے بیان پر غصہ آیا اس نے اس کو
 گریبان پکڑا اور منہ پر چند لٹا پچے
 مارے کچ۔ احمدق۔ دعا۔ دعا باز۔

جب یارہ خندی دلیل یعنی ایسی دلیل
 جو دوسرے کو ثابت نہ کر سکے اس
 چہ کیا دعا کرنے سے کسی دوسرے کا
 مال حلال ہو جاتا ہے۔ لوند۔ لام کے
 زبر اور دائر کے ذریعے ساتھ پیاک وہ
 جو خدا اللہ سے شرمائے نہ مخلوق سے۔

رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
 دونوں فریق کا حضرت داؤد (ہمارے نبی اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو) کے سامنے جانا

اؤز ۳ چشم آمد گریہاں گرفت
 وہ غصہ آیا اس کا گریبان پکڑا
 می کشیدش تا بداد نبی
 اس کو داؤد نبی کے پاس بھیج کر لے گیا
 حجت پار و رہا گن اے دعا
 اے دعا باز کج گئی تھوڑ
 ایں چہ میگوئی دعا چہ بود مخند
 یہ کیا کہتا ہے دعا کیا ہوتی ہے؟ مذاق نہ اڑا
 چند مشتے زد برویش تا شکفت
 بے تحاشا اس کے منہ پر چند کے پادے
 کہ بیا اے ظالم کج غمی
 کہ آ اے حق بیوقوف ظالم
 عقل در تن آور و با خویش آ
 اپنے جسم میں عقل پیدا کر اور ہوش میں آ
 بر سروریش من و خویش اے لوند
 اے بیباک میرے اور اپنے سر اور داڑھی کا

اندیس لائبے خود خوردہ ام
اس خوشدل میں اپنا بہت خون پیا ہے
سُر بزان بر سنگ لے منکر خطاب
اے بدگوار پتھر ہے سر مد
ژاژ بیید و فشار این مہیں
اس ذیل کی کہوں اور ہٹ دھری دلمو
حُجّت قاطع بگوچہ بُوَد دُعا
فیصل کن دلیل لا دُعا کیا ہوتی ہے
چوں از آن او گنبد بہر خدا
کیسے اس کی مقلبت بنا دگی خدا کے لئے
یک دُعا اَمْلَک بَر و نَدے بکس
دیک دُعا سے جبراً چاندوں پر پلٹے
خستہ گشتہ بوندے و امیر
باشیت اور امیر ہو جاتے
لابہ گویاں کہ تو ماں وہ اے خدا
خوشدل نہ کہتے ہیں کہ اے خدا تو ہمیں دے
اے گشائندہ تو بکشا پند این
اے کھولنے والے اس بند کو کھول دے
جُو لَب نائے نیا بنداز عطا
توہ کوئی عطا رونی کے کوزے کے علاوہ نہیں پاتے ہیں
وین فروشندہ دُعا ہا ظلم جوست
اور یہ دُعا فروش ظالم سے
کے گشد این را شریعت خود سبک
اس کو شریعت لڑی میں کب ہوتی ہے؟
یا ز جنس این شوَد بِلکے ثرا
یا اس جیسی چیز سے تیری ملکیت کا سبب ہو سکتی ہے

گفت من با حق دُعا ہا کردہ ام
اس نے کہا میں نے اللہ سے بہت دعائیں کی ہیں
من یقین دانم دُعا شد مستجاب
میں یقینی طور پر جانتا ہوں دعا قبول ہو جاتی ہے
گفت گرد آسید ہاں اے مسلمین
اس نے کہا اے مسلمانو! جمع ہو جاؤ
اے دُعاتا چند خالی ژاژ را
اے دعا باز! کتنی کہوں کرے گا
اے مسلماناں دعا مال مرا
اے مسلمانو! دعا میرے مال کو
گر چنین بُوَدے ہمہ عالم بدیں
اگر ایسا ہوتا تو تمام لوگ اس
گر چنین بُوَدے گدلیان ضریر
اگر ایسا ہو سکتا تو اندھے بھکاری
روز و شب اندر دُعا اندوشتا
وہ دن رات دعا اور تعریف میں
تا تو ۲ ند ہی ہیکس ند ہد یقین
جب تک تو نہ دے گا یقیناً کوئی نہ دے گا
مکسب کوراں بُوَد لائبہ و دُعا
انہوں کی کمائی کا ذریعہ خوشدل اور دعا ہے
خلق گفتند این مسلماں راست گوست
مسلمانوں نے کہا یہ مسلمان سچ کہتا ہے
این دُعا کے باشد از اسباب ملک
یہ دعا ملکیت کے اسباب میں سے کب ہوتی ہے؟
بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
فروخت اور بخشش یا وصیت یا عطا

۱ مستجاب۔ مقبول۔ فشار۔ گالی۔
بیوہ بات۔ ژاژ۔ ایک کانٹے دار
گھاں ہے ژاژ خاندین کہوں
کنا۔ اے مسلماناں۔ گائے والے
نے مسلمانوں کے جمع سے کہا اس کی
دعا سے میرا مال اس کا کسے ہو گیا۔
گر چنین۔ اگر دعا سے کوئی دھروں
کے مال کا مالک بنا کرتا تو دنیا دعا کر
کے دھروں کے مال کی مالک بن جلیا
کرتی۔ ضریر۔ اندھے فقیر دعا کر کے
صاحب قسمت و دولت بن جلیا
کرتے۔

۲ تا تو۔ یعنی فقر و دعا میں یہ بھی
کہتے ہیں کہ اے خدا جب تک تو نہ
دیگا کوئی کچھ نہ دیکھا توہ افلاس کے اس
بند کو کھول دے۔ مکسب۔ اندھے
فقیروں کی کمائی کا ذریعہ دعا ہے جب
انہیں کوئی رونی کا ٹکڑا دیتا ہے۔ خلق۔
تمام لوگوں نے سارا قصہ سن کر کہا
گائے و لاج کہتا ہے اور یہ فقیر ظالم
ہے۔

۳ اس دعا ایک انسان دوسرے
انسان کی چیز کا مالک محض اللہ سے دعا
کرنے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ بیع۔
انسان مالک جب بننا ہے جب کوئی
دوسرا اس کے ہاتھ اسی چیز فروخت کر
دے یا مفت دیدے یا وصیت کر
دے کہ میرے مرنے کے بعد وہ
مالک ہوگا۔ یا ز جنس میں شاورت۔

در کدالین دفترست این شرع تو
 تیری یہ شریعت کس کتب میں لکھی ہے
 اندر آ در حبس و در زندان او
 قید ہو اس کے جیل خانہ میں آ جا
 او بسوئے آسمان میگرد زو
 وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا
 من دُعاہا کردہ ام زیں آرزو
 میں نے اس تمنا سے دعائیں کیں
 در دل من تو دُعا انداختی
 تو نے میرے دل میں دعا ڈالی
 من ۲ نمیکردم گزافہ آل دُعا
 میں وہ دعائیں خواہ مخواہ نہیں کرتا تھا
 دید یوسف آفتاب و اختران
 حضرت یوسف نے سورج اور ستاروں کو دیکھا
 اعتمادش بود بر خواب و رُست
 ان کو سچے خواب پر بھروسہ تھا
 ز اعتماداں نبودش ہیچ غم
 اس کے بھروسے ان کو کوئی غم نہ تھا
 اعتمادے داشت او بر خواب خویش
 وہ اپنے خواب پر بھروسہ کرتے تھے
 چوں در افکندند یوسف را بچاہ
 جب انہوں نے یوسف کو کنویں میں گرا دیا
 کہ تو روزے شہ شوی اے پہلوان
 اے جوانمرد! تو ایک دن بادشاہ کا وزیر بنے گا
 قائلِ این بانگ نامہ در نظر
 یہ آواز دینے والا نظر نہ آیا

گاؤ راتو باز وہ یا حبس زو
 تو گائے واپس کر یا قید میں جا
 ورنہ گاؤش را بدہ حجت مگو
 ورنہ اس کی گائے دینے حجت بازی نہ کر
 کائے خداوند کریم لطف خو
 کہ اے کریم خدا رحیم مزاج
 واقعہ مارا نداند غیر تو
 ہمارے معاملہ کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے
 ضد امید اندر ولم افراختی
 تو نے میرے دل میں سیکڑوں امیدیں ابھاریں
 ہچو یوسف دیدہ بودم خوابہا
 میں نے حضرت یوسف کی طرح بہت سے خواب دیکھتے
 پیش او سجدہ گناں چوں چاکراں
 اپنے سامنے نوکروں کی طرح سجدہ کرتے ہوئے
 در چہ و زنداں جزاں رامی نجست
 کنویں اور قید خانوں میں کعبہ کعبہ جھونڈی
 از غلامی و ز ملام بیش و کم
 غلامی اور لوگوں کی کم و بیش ملامت سے
 کہ چوشمعی می فروزیدش ز پیش
 جو ان کے سامنے شیخ کی طرح روشن تھا
 بانگ ۳ آمد سمع اورا از الہ
 ان کے کان میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی
 تا بمالی این بخفا بر رُوئے شمال
 یہاں تک کہ اس ظلم کو ان کے منہ پر بندے گا
 لیک دل بشناخت قائل راز اثر
 لیکن دن نے علامت کڈ دیے کہنے والے کو پہچان لیا

۱۔ در کدالین۔ یہ مسئلہ کوئی کتاب
 میں لکھا ہے کہ تو اللہ سے دعا کر سنا
 دوسرے کے مال کا بن جائے۔
 حبس۔ یہ غصہ ہے جس کی سزا
 جیل خانہ ہے۔ اور اس فقیر نے
 لوگوں کی باتوں سے عاجز آ کر آسمان
 کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے
 مناجات شروع کر دی۔
 ۲۔ من نمیکردم۔ یعنی میری دعا کا
 یہ اثر ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ
 دعا ضرور قبول ہوگی۔ اور مجھے خواب پر
 ایسا ہی بھروسہ ہوا جیسا کہ حضرت
 یوسف کو اپنے خواب پر ہوا تھا۔ دید۔
 حضرت یوسف نے خواب میں دیکھا
 تھا کہ ان کو سورج اور ستارے سجدہ کر
 رہے ہیں تو ان کو اس کی تعبیر سے
 یقین ہو گیا تھا کہ وہ اعلیٰ بادشاہ وزیر
 بنیں گے۔ حجب۔ بھائیوں نے کنویں
 میں ڈالا زینا کی وجہ سے قید خانہ بھلا
 لیکن ان کو اپنے خواب پر اعتماد تھا کہ
 ایک دن یقیناً برائی حاصل ہوگی لہذا
 ساری تکالیف ان کی نگاہ میں بچا
 تھیں۔
 ۳۔ بانگ۔ قرآن میں ہے
 وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ
 بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ
 یعنی ہم نے یوسف کو وحی بھیجی کہ تو ان
 بھائیوں کے کرواتوں سے ان کو خبردار
 کرے گا وہ سمجھ نہیں رہے ہیں قائل۔
 یعنی یہ وحی براہ راست آئی تھی اس کے
 آواز سے یوسف سمجھ گئے تھے کہ یہ
 وحی خداوندی ہے

در میان جاں فداش زان بندے اے
 اس آواز سے ان کی جان میں پیدا ہو گیا
 گلشن و بزمے چو آتش بر خلیل
 گلشن اور محفل جیسا کہ خلیل اللہ پر آگ
 او بدال قوت بشادی می کشید
 انہوں نے اس قوت کی وجہ سے خوشی سے برداشت کیا
 در دل ہر مؤمنے تا خسر ہست
 ہر مؤمن کے دل میں خسر تک کے لئے ہے
 نے ز امر و نہی حق شان انقباض
 نہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی میں ان میں انقباض ہو
 خار ریحاں سنگ گوہر می شود
 رکائیا رحمان پتھر گوہر بن جاتا ہے
 گل شکر آں را گوارش می دہد
 ذوق کا گلقدہ اس میں خوشگوار پیدا کر دیتا ہے
 لقمہ را ز انکار اوتے میکند
 اس کے تاکلہ ہونے کی وجہ سے وہ لقمہ کو اکل دیتا ہے
 مست باشد در رہ طاعات مست
 وہ عبادت کی راہ میں پورا مست ہوتا ہے
 بے فتور و بے گمان و بے ملال
 بغیر مستی اور بغیر گمان اور بغیر تکلیف کے
 شد گواہ مستی و سوز او
 اس کی دل سوز مستی کے گواہ ہیں
 زیر ثقل بار اندک خور شدہ
 بوجھ کے بھاری پن کے نیچے کم خوراک ہو گیا
 می نماید کوہ پیشش تار مو
 پہاڑ اس کو ہل نظر آتا ہے

قوت و راحت و مندے
 قوت اور راحت اور سہلا
 چاہ شد بروے بدال بانگ جلیل
 اس عظیم آواز سے ان پر کنواں بن گیا
 ہر جفا کہ بعد از آتش می رسید
 اس کے بعد جو ظلم ہوا
 ہچمانکہ ذوق آں بانگ اُلت
 جیسے کہ است کی آواز کا ذوق
 تا بنا شد در بلا شاں اعتراض
 تاکہ آزمائش میں انہیں کوئی اعتراض نہ ہو
 لقمہ تلخے چو شکر می شود
 کڑوا لقمہ شکر جیسا ہو جاتا ہے
 لقمہ حکمے کہ خنی می نہد
 جس حکم کا لقمہ کھنی پیدا کرتا ہے
 گل شکر آں را کہ بنو دستند
 اس کے لئے گلقدہ کا سہلا نہ ہو
 ہر کہ خوابے دید از روز اُلت
 جس نے است کے دن کا خواب دیکھ لیا ہے
 میکشد چوں اشتر مست اس حوال
 وہ مست لوث کی طرح اس بوسے کو اٹھاتا ہے
 کفک تصدیقش بگرد پوز او
 اس کے منہ کے گرد اعلیٰ کی تصدیق کے جھاگ
 اشتر از قوت چو شیر تر شدہ
 طاقت کی وجہ سے لوث تر شیر بن گیا
 ز آرزوئے ناقہ صدفاقہ برو
 اونٹنی کی تمنا میں اس پر سینکڑوں فالتے ہیں

۱۔ بد سے غنا کا لہجہ ہے یعنی اس آواز سے انہیں حالت اور سہلا حاصل ہو گیا۔ چاہ شد۔ یوسف کے لئے قید خانہ ایسا ہی خوشگوار ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم کے لئے نمرود کی آگ۔

۲۔ ہچمانکہ۔ حضرت یوسف کے لئے وہ وحی خداوندی لکھی تھی ثابت ہوئی جس طرح ہر مومن کے دل میں عہد است کی آواز گونجتی ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے تمام دنیاوی مصائب آسان ہو جاتے ہیں اور احکام خداوندی بجالانے میں اس کو انقباض طاری نہیں ہوتا ہے۔ لقمہ۔ اللہ تعالیٰ کا سخت سے سخت فرمان۔ خوشگوار بن جاتا ہے۔ رحمان۔ ہر خوشبودار گھاس۔ گل شکر۔ یعنی عہد است کا ذوق۔

۳۔ گل شکر۔ جس میں عہد است کا وہ ذوق نہ ہو گا وہ احکام خداوندی کی پابندی نہ کر سکے گا۔ می کشد۔ وہ عہد است کے ذوق کی مستی میں مکم اس طرح برداشت کر لے گا جیسا کہ مست لوث بے تکان بزمے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ کفک۔ مست لوث کے منہ میں جھاگ آتے رہتے ہیں اسی طرح عہد است کے مست کے منہ میں اس کے تصدیقی کلمات مستی کے جھاگ ہیں۔ ز آرزو۔ مستی کی حالت میں ز لوث اونٹنی کی تمنا میں کھانا بھی کم گرو جاتا ہے اور اس میں بہت زیادہ طاقت آ جاتی ہے۔

دَرِ اَلْسَتِ اَنكُو چنیں خواہے ندید
جس نے است میں ایسا خواب نہیں دیکھا ہے
دَرِ بَشْدِ اَندرِ تَرْدُو صَدِ دلہ
اگر مرید بنا بھی تو تذبذب میں سوا دل والا ہے
پائے پیش و پائے پس در راہِ دیں
دین کے راستہ میں ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے
وام ۲۔ دَرِ شَرَحِ اِنِمْ نِکِ گرو
میں اس کی شرح کا مقروض ہوں یہ گروہی ہے
چوں نَدارِو شرحِ ایں معنی کراں
چنگ ان معنی کی شرح کا کناہ نہیں ہے
گفت کورم خواند زین جرمِ آلِ دَعَا
اس نے کہا اس دعا باز نے مجھ سے جرم میں اندھا کہا
مَنْ دَعَا کورانہ کے می کردہ ام
میں نے اندھا چند دعا کب کی ہے؟
کور از خَلْقِا طَمَعِ دَارِو ز جہل
اندھا نادانی کی وجہ سے مخلوق سے طمع کرتا ہے
آں یکے کورم ز کورِاں بَشْمِید
اس نے مجھے اندھوں میں سے ایک اندھا گنا
کورِی عشقِ ستِ ایں کورِی مَنْ
میرا اندھا پن عشق کا اندھا پن ہے
کورم از غَیْرِ خُدا پینا بدو
میں خدا کے غیر سے ناپینا اور خدا کا پینا ہوں

اندریں دنیا نَشْدِ بندہ و مُریدِ
وہ اس دنیا میں بندہ اور مرید بننا
یکِ زماں شکرِ ستش و سَا لے گلہ
ایک وقت اس کے لئے شکر ہے اور ایک سال شکوہ
مِی نہد بِلِصْدِ تَرْدُو بے یقین
بغیر یقین کے ترد کی حالت میں رکھتا ہے
وَر شتابِ ستازِ اَلْمِ نَشْرَحِ شَنُو
اگر جلدی ہے اَلْمِ نَشْرَحِ سِن لے
خَر بَسُوئے مُدْعِیِ گَاوِ رَاں
گائے کے مدعی کی جانب گدھا ہانک دے
بِس بِلِیْسَانِہ قِیاسِ سِتِ اے خُدا
اے اللہ! یہ تو شیطانِ قیاس ہے
جُو بَخَالِقِ گِدیہ کے آورده ام
اللہ کے سوا میں نے کب بھیک مانگی ہے؟
مَنْ ز تو کز تَسْتِ ہر دشوارِ سہل
میں تجھ سے کہ تجھ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے
اُو نِیازِ جانِ و اِخْلَامِ نَدِید
اس نے میری جان کی نیاز مندی اور خلاص نہ دیکھا
حُبِ یَعْمِیِ وِ یَصْمِ سِتِ اے حَسَن
اے بھلے یہ محبت اندھا اور ہر باتاری ہے کا مصدر ہے
مُتَحَصَّنِے عشقِ ایں باشدِ بگو
بتا عشق کا یہی معتقنا ہے

۱۔ مُرید۔ جس شخص نے عہد
است کے معاملہ میں کوئی خواب نہ
دیکھا ہوں میں بندگی اور اولاد تندی کا
ماہ نہیں ہوتا ہے و شد۔ ایسے شخص
میں کچھ املاات مندی بھی اگر ہوتی
سے تو وہ بھی تذبذب کے ساتھ ہوتی
ہے اس کی زبان پر بھی شکر خدا آتا
ہے اس سے زیادہ شکوے کرتا رہتا
ہے۔

۲۔ وام دار۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ عہد است کے ذوق کی مزید تشریح
میرے ذمہ مقروض ہے وہ لیا کروں گا۔
فی الحال مجھ سے کوئی چیز لے کر گروہی
رکھ لے تاکہ قرض کی لیاگی کا
اطمینان ہو جائے۔ و رشتاب۔ اگر
زیادہ جلدی ہے تو اَلْمِ نَشْرَحِ پڑھ
لے یعنی اَلْمِ نَشْرَحِ سورہ میں
اخصصہ کے شرح صدر ہو جانے کا
بیان ہے۔ شرح صدر کے بعد ہر روز
خود صل ہو جاتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ شرح
صدر کرے گا اور یہ مضمون تیری سمجھ
میں خود آ جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ
حضور کی شرح صدر کا یہی مطلب تھا
کتاب میں عہد است کا پورا ذوق تھا
اسی کے ذریعہ اللہ نے آپ کا بوجھ کم کر دیا
تھا اور تمام احکام شری آپ پر آسان ہو
گئے تھے۔ گفت۔ اس فقیر نے کہا۔
آن دعا یعنی گائے کا مالک۔ بس
بلیسان۔ شیطان نے حضرت آدم
کے ظاہرہ کو دیکھا اور اسی بنیاد پر اپنی
افضالیت سمجھا حضرت آدم کے پاس
لوصاف کو اس نے نہ دیکھا اسی طرح
اس شخص نے میرے ظاہرہ فقر کو دیکھ
کر مجھ سے فقیروں میں سے سمجھا
حالانکہ میرا فقر الی اللہ تھا۔

۳۔ ح من دعا۔ اندھے فقیر تو انسان
سے بھیک مانگتے ہیں میں نے تو اللہ
سے بھیک مانگی۔ یعنی اس



عالم نے میرے لوصاف کو نہ دیکھا۔ یعنی چونکہ میں عشق الہی میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ کے عشق نے اندھا
اور بہرا بنا رکھا ہے لہذا میرا دنیا ہونا دنیا کے اعتبار سے ہے نہ کہ خدا کے معاملہ میں۔

۱۔ آنجنال۔ جس طرح حضرت یوسف کو خواب بر بھر دیا تھا اور وہ ان کا سہارا بن گیا اسی طرح مجھے بھی خواب کی بنیاد پر اعتماد تھا کہ ضرور دعا قبول ہو گی۔ اس دعا۔ میری گریہ زاری کیل کو نہ بھی یقینا اس کو قبول ہونا تھا۔ لیکن غافلہ لوگ اس بار سے واقف نہیں ہیں اور میری باتوں کو بکواس سمجھ رہے ہیں۔ حق شان۔ جبکہ لوگوں کو حقیقت حل معلوم نہیں تو ان کا کہنا برحق ہے۔
 ۲۔ خصم۔ یعنی گائے کے مالک نے کہا جات کہ آسمان کی طرف مناضا کر مکاری کیوں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عشق و قرب کی ڈینگیں کیوں مانتا ہے۔ باکدام۔ تیرا منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کے سامنے کرے آں مسلما۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا تیرے جسد میں گرا ہوا تھا۔ گائے خدا۔ اللہ سے عہدہ کی حالت میں یہ دعائیں کر رہا تھا۔
 ۳۔ گردہ ہا کر میں برا بھی ہوں تو اس وقت تو مجھے رسوا نہ کر۔ قدر نیست۔ میری دعاؤں کی اگر لوگوں کو قدر نہیں ہے تیرے سامنے تو بات واضح ہے چوں فرستای۔ جب اسلٹو نے خرواں گائے کو میرے گھر میں بھیج دیا تو میرا ذبح کرنا غلطی نہ تھی۔

تو کہ بینائی ز کور انم مدار
 اسے خدا تو کہ جینا ہے جسے تا جیناؤں میں نہ رکھ
 آنجنال! کہ یوسف صدیق را
 جس طرح کہ یوسف صدیق کو
 مر مرا ہم لطف تو خوابے نمود
 مجھے بھی تیری مہربانی نے ایک خواب دکھایا
 می نداند خلق اسرار مرا
 لوگ میرے بار نہیں جانتے ہیں
 حق شان ست و کہ داند راز غیب
 یہ ان کے مناسب ہے اور غیب کا راز کون جانتا ہے؟
 خصم ۲ گفتش حق بگوائے شد خو
 اس کے مخالف نے اس سے کہا ہے بدعات سے بچتا
 شیدی آری غلط می افگنی
 تو مکر کرتا ہے، غلطی میں مبتلا کرتا ہے
 باکدام میں روئے چوں دل مردہ
 جب کہ تو مردہ دل ہے، کس منہ سے
 غلغلی در شہر افتادہ ازیں
 اس سے شہر میں بڑا شہر بچ گیا
 کالے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
 کہ اسے خدا اس غلام کو رسوا نہ فرما
 توہمی دانی کہ شبہائے دراز
 تو جانتا ہے کہ لمبی راتوں میں
 پیش خلق ایں را اگر خود قدر نیست
 اگر مخلوق کے نزدیک اس کی قدر نہیں ہے
 گاؤ می خواہند از من اے خدا
 اے خدا وہ مجھ سے گائے مانگتے ہیں

دائرم بر گرد لطف اے مدار
 اے مدار! میں تیری مہربانی کے گرد گھومتا ہوں
 خواب بنمودی و گشتنش متکا
 تو نے خواب دکھایا اور وہ ان کا سہارا بنا
 ایں دعائے بخدم بازی نمود
 میری یہ لاکھوں دعا کیل نہ تھی
 ژاژ میدانند گفتار مرا
 میری گفتگو کو بکواس سمجھتے ہیں
 غیر علام سر و ستار عیب
 سوائے راز کے جاننے والے اور عیب کے چھپانے والے کے
 از چہ سوئے آسمان کردی تو رو
 تو نے آسمان کی طرف منہ کیوں کر لیا؟
 لاف عشق و لاف قربت میزنی
 عشق اور قرب الہی کی بکواس کرتا ہے
 روئے سوئے آسمانہا کردہ
 آسمانوں کی جانب منہ کیا ہے؟
 آں مسلمان می نہد رو بر زمین
 وہ مسلمان زمین پر منہ رکھتا تھا
 گردہم ۳ ہم بر سر من پیدا مکن
 اگر میں برا بھی ہوں میرا راز فاش نہ کر
 کہ ہی خواندم تریا صد نیاز
 میں تجھے سینچوں نیاز مندوں کے ساتھ پکارتا تھا
 پیش تو ہچموں چراغ روشنیت
 تیرے نزدیک تو روشن چراغ کی طرح ہے
 چوں فرستای نکرہم من خطا
 جبکہ تو نے بھیجی، تو میں نے غلطی نہیں کی

بیروں شدن داؤد نبی علیہ السلام و شہیدن از ہر دو خصم

حضرت داؤد نبی علیہ السلام کا باہر نکل کر آنا اور دونوں فریق کی بات سنا اور

وسوال کردن از مدعی علیہ وجواب او

مدعی علیہ سے سوال کرنا اور اس کا جواب

چونکہ داؤد نبی آمد بروں

جب داؤد نبی باہر آئے

مدعی گفت اے نبی اللہ داد

مدعی نے کہا ' اے اللہ کے نبی فریاد ہے

گشت گام را پر سش کہ چرا

اس نے میری گائے ذبح کرنا سے پوچھے کہ کیوں؟

گفت داؤدش بگو اے یوالمکرم

اس سے داؤد نے فرمایا اے بھلے مانس

ہیں پراگندہ مگو حجت بیار

خبردار! بیچہ بات نہ کر دلیل بیان کر

گفت اے داؤد یوم ہفت سال

اس نے کہا اے داؤد! میں سات سال تک تھا

اسی ہی جستم زیزداں کاے خدا

میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا تھا کہ اے خدا!

مردوزن بر نالہ من و اقف اند

مرد عورت میری فریاد سے ہٹتے ہیں

تو پرس از ہر کو خواہ اس خبر

آپ جس سے چاہیں یہ بات دریافت کریں

ہم ہویدا پرس وہم پنہاں زخلق

لوگوں سے علی الاعلان اور خفیہ طور پر دریافت کر لیجئے

بعد ازیں جملہ دعا و اس فغاں

اس تمام دعا اور فریاد کے بعد

گفت ایں چونتاس احوال چوں

فرمایا ہاں ' یہ کیا احوال ہیں؟

گاؤ من درخانہ او در فقاد

میری گائے اس کے گھر میں گھس گئی

گاؤ من گشت او بیار گن ماجرا

میری گائے ذبح کی وہ واقعہ بتائے

چوں تلف کردی تو ملک محترم

تو نے محترم ملکیت کو کیوں برباد کیا؟

تابیک سو گردو اس دعوی و کار

تاکہ یہ دعوی اور معاملہ یک سو ہو جائے

روز و شب اندر دعا و در سوال

دن ' رات دعا اور سوال میں

روزہ خواہم خلال و بے عننا

میں خلال روزی بے مشقت چاہتا ہوں

کووکاں اس ماجرا را وصف اند

بچے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں

تا بگوید بے شکنجہ و بے ضرر

تاکہ وہ بغیر دباؤ اور بغیر تکلیف کے بتا دے

کہ چہ میگفت اس گدائے زندہ دلق

کہ یہ چھٹی گدائی والا فقیر کیا کہا کرتا تھا؟

گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں

اپنے گھر میں نے اپنے گھر میں گائے دیکھی

۱۔ گفت۔ حضرت داؤد نے فرمایا

سب احوال بتاؤ۔ تو بیان کن۔ یعنی

اس کو فرمائیے کدوہ بیان کرے۔

۲۔ تابیک سو۔ یعنی میں معاملہ کو

بجھ کر فیصلہ کر سکوں۔ عننا۔ مشقت۔

مرد۔ یعنی یہ میرا قصہ عورت مرد بچے

بہڑھے سب ہی کو معلوم ہے۔

۳۔ بے شکنجہ۔ یعنی بغیر کسی دباؤ

کے ہم ہویدا۔ یعنی اس معاملہ کی

کھلی اور چھپی تحقیقات کر لیجئے۔

چشم من تاریک شد نے بہر لوتا
شادی آں کہ قبول آمد قنوت
میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا نہ کھانے کے لئے
اس خوشی میں کہ دعا قبول ہو گئی
کشم ایں راتا وہم در شکر آن
کہ دعائے من شنید آں غیب داں
میں نے اس کو ذبح کر دیا تاکہ اس شکر یہ میں ہانت ہوں
کہ اس غیب کے جاننے والے نے میری دعا سن لی

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر گشندہ گاؤ
گائے ذبح کرنے والے کے خلاف حضرت داؤد کا فیصلہ

گفت داؤد ایں سخنہا را بشو
حضرت داؤد نے فرمایا ان باتوں کو دل سے دھو دے
تو روا داری کہ من بے چختے
تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر دلیل کے
اینکہ بخسیدت خریدی وارثی
یہ گائے تجھے کس نے بخشی تو نے خریدی تو وارث ہے؟
کسب را ہچوں زراعت داں عمو
اے بچا! کمائی کو کھیتی کی طرح سمجھ
آنچہ کاری بدروی آں آن تست
جو تو بودے کانے وہ تیری ملکیت ہے
رو بدہ مال مسلمان کو ملگو
جا مسلمان کا مال دے نہیں بات نہ کر
گفت اے شہ تو ہم ایں میگوئیم
اس نے کہا اے شاہ! آپ بھی مجھے وہی کہہ رہے ہیں
و ظالم لوگ کہہ رہے ہیں

تضرع کردن آں شخص از داوری داؤد علیہ السلام نزد خدا
اس شخص کا داؤد کے فیصلہ پر خدا کے سامنے فریاد کرنا

پس زول آ ہے براورد و بگفت
تو اس نے دل سے آہ نکالی اور کہا
سجدہ کرد و گفت اے دانائے سوز
اس نے سجدہ کیا اور کہا اے سوزش کے جاننے والے
کے خدائے ہر کجا طاقے و بگفت
اے ہر اس جگہ سے خدا جہاں کوئی طاق اور جگت ہے
در دل داؤد انداز آں فروز
وہ روشنی داؤد کے دل میں ذل دے

۱ لوت۔ مرفن غذا کشتم۔ میں نے گائے اس لئے ذبح کی کہ دعا کی قبولیت کے شکرانے میں اس کو غریبوں میں بانٹ دوں۔ تور داری۔ کیا تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے تیرے حق میں فیصلہ کر کے ایک غلط طریقہ ذبح کر دوں۔ ایں۔ یہ گائے تجھے کس نے بخشی تھی تو نے خریدی تھی کیا تو نے کاشت کی تھی جو پیدا کرنا مالک بنا۔

۲ کسب۔ کمائی اور کھیتی ایک چیز ہے جو بولتا ہے کھیتی اس کی ملکیت ہوتی ہے ورنہ دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرنا ظلم ہے۔ رو۔ غلط باتیں نہ کر اگر تیرے پاس سے تو اس گائے کی قیمت ادا کر دے ورنہ قرض لے لیاں کو دیدے۔

۳ گفت۔ گائے ذبح کرنے والے نے کہا کہ آپ بھی وہی باتیں کرنے لگے جو سب کر رہے تھے اور پھر اللہ کے سامنے اس نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

در دلش نہ آنچہ تو اندر کم
اس کے دل میں ڈال دے جو کہ تو نے میرے دل
اس بگفت و گریہ و رشہ ہائے ہائے
یہ کہا اور ہائے ہائے کر کے رونا شروع کر دیا
گفت ہیں امروزے خواہان گاؤ
فرمایا خبردار اے گائے کے مدنی آج
تا روم من سوئے خلوت در نماز
تاکہ میں نماز میں تہائی میں چلا جاؤں
خوئے دارم در نماز آل التفات
میں نماز میں اس توجہ کی عادت رکھتا ہوں
روزن جانم گشاوست از صفا
صفائی کی وجہ سے میری جان کا سورخ کھلا ہوا ہے
نامہ و باران و نور از روزنم
پیغام اور بارش اور نور میرے سورخ سے
دوزخ است آل خانہ کال بے روزن است
وہ گھر دوزخ ہے جو بے سورخ ہے
تیشہ در ہر بیشہ کم زن پیا
ہر جھادی پر کھلائی نہ ملد
یا نمی دانی کو نور آفتاب
یا تو نہیں جانتا کہ سورخ کا نور
نور این دانی کہ حیواں دیدہ ام
تو اس کو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے

اندر اقلندی بر از اے مفصلم
میں راز ڈالا ہے اے میرے محسن
نال دل داؤد بیروں شد ز جائے
یہاں تک کہ حضرت داؤد کا دل ہڑکنے لگا
مہلتم وہ ویں دعا وی را مکاؤ
مجھے مہلت دے ان دعویوں کو نہ کرید
پرسم این احوال از دانائے راز
پرازوں کے جاننے والے سے یہ احوال دریافت کروں
معنی قرۃ عینی فی الصلوۃ
جو معنی ہیں قرۃ عینی فی الصلوۃ کے
میر سدبے واسطہ نامہ خدا
بغیر واسطے کے خدا کا پیغام پہنچتا ہے
می قد درخانہ ام از معدنم
میری معدن سے میرے گھر میں پہنچتا ہے
اصل دیں اے بندہ روزن کردن است
اے بندے! دین کی اصل سورخ کر لگا ہے
تیشہ زن در کندن روزن ہلا
یہ سورخ کرنے کے لئے کدال ہلا
عکس خورشید بر ونست از حجاب
اس سورخ کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے
پس چہ کرہنا بود بر آدم
تو میرے آدمی ہونے پر کزمننا کیسے صادق ہو گا؟



اس کا ایک عکس ہے۔ نور اس۔ اگر تیری نگاہ میں سر بھی ظاہر نور ہے تو تجھ میں اور حیوانات میں کیا فرق ہے اس ظاہری نور کو تو ہر حیوان دیکھ لیتا ہے تیری کیا خصوصیت ہے۔ کزمننا۔ قرآن پاک میں ہے ولقد کزمننا بنی آدم ہم نے نبی آدم کو عزت بخشی تو اگر انسان میں اور جانور میں کوئی فرق نہیں ہے تو یہ آیت اس پر کیسے صادق آسکتی ہے۔

۱۔ در دلش۔ اے خدا حضرت داؤد
کے دل میں وہی بات پیدا کر دے جو
تو نے میرے دل میں پیدا کی تھی
جس سے میں اس گائے کو ذبح
کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مفصل
محسن۔ اس بگفت۔ گائے ذبح
کرنے والے نے اس گتھ کے بعد
آہ زوری شروع کر دی اور ایسا رویا کہ
حضرت داؤد کا دل بے چین ہو گیا۔
گفت۔ حضرت داؤد نے مدنی سے
کہا آج جاؤ کل فیصلہ ہو گا۔ تارم۔
میں تہائی میں نماز پڑھوں گا اور اللہ
سدا کروں گا تاکہ راز کھل جائے۔
۲۔ خوئے دارم۔ مجھے نماز میں اللہ
تعالیٰ کی طرف وہی توجہ ہوتی ہے جس
کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا ہے
کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں
بے قرۃ عینی فی الصلوۃ
صدر شریف میں ہے جعلت قرۃ
عینی فی الصلوۃ میری آنکھ کی
ٹھنڈک نماز میں رہی گئی ہے
روزن۔ سورخ کا درپچہ کھلا ہوا ہے جس
کے ذریعہ بغیر واسطے کے میرے پاس
خدائی احکام آتے ہیں۔ باران۔ یعنی
باران رحمت۔ معدن۔ یعنی ذات
باری تعالیٰ۔

۳۔ دوزخ۔ جس سورخ کا درپچہ اللہ
تعالیٰ کی جانب کھلا ہوا نہیں ہے وہ
روح دوزخی ہے۔ اصل زمین کی بنیاد
تعلق مع اللہ پر ہے تیشہ لکڑیاں
کائے کے لئے تیشہ چلانا کوئی معنی
نہیں رکھتا اصل کام مجاہدات سے تیشہ
سے روح میں دیر چھیلانا ہے۔ یابی
دانی۔ توجہ روح کا درپچہ ٹھونکنے کے
لئے مجاہدات نہیں کرتا ہے اس کی وجہ
سے یہ ہے کہ تو نہیں سمجھتا کہ اصل نور
ذات باری کا نور ہے سورخ کا نور تو اس

مَنْ نَدَامَ كَرْد خَوِشِ از نور فرق

میں اپنے آپ میں اور نور میں فرق کرنا نہیں جانتا ہوں

بہر تعلیم سب رہ مر خلق را

حلقوں کو رات کی تعلیم دینے کے لئے ہے

حرب خدعہ آیں بود اے پہلواں

اے پہلواں جنگ ہو کہ ہے تکلم ہے

گرد از دریائے راز اگلختے

راز کے دریا سے گرد اڑا دیتے

خواست گشتن عقل خَلقاں مُتَرَق

حلقوں کی عقل نے بل جانا چاہا

کہ ندام در کی اش من شکے

کہ میں اس کی وحدانیت میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

مَنْ اچو خورشیدم درون نور غرق

میں سورج جیسا ہوں نور میں ڈوبا ہوا ہوں

رقم سوئے نماز و آن خلا

میرا اس خلوت اور نماز کی جانب جانا

کثر نہم تار است گردو ایں جہاں

میں نیز عاقدم رکھتا ہوں تاکہ حلقوں سیدھی ہو جائے

نیست ۲ دستورے و گرنہ رستخے

اجازت نہیں ہے ورنہ وہ بہا دیتے

پنجین میلفت داؤد ایں نسق

اس طور پر حضرت داؤد ایسا ہی کہتے رہے

پس گریباش کشید از بس یکے

تو ایک نے پیچھے سے ان کا گریبان کھینچا

۱۔ مَنْ اچو خورشیدم۔ میں ذات باری میں فنا ہوں۔ آپ۔ میں اپنے میں اور ذات باری میں کوئی امتیاز اور دوئی نہیں پاتا ہوں۔ رقم۔ باوجود اس اتحاد کے پھر نوافل اور خلوت میں جانا دوسروں کو تعلیم دینے کے لئے ہے۔ کثر نہم۔ عام لوگوں کی ہدایت کے لئے میں کبھی غیر ضروری بات کرنے لگتا ہوں اور ایسی ہی بات ہے جیسی کہ جنگ کے موقع پر غیر واقعی بات ظاہر کی جاتی ہے۔ حرب خدعہ۔ جنگ میں ایک غیر واقعی چال سے کامیابی ہو جاتی ہے۔

۲۔ نیست۔ وحدت کا راز فاش کرنے کی اجازت نہیں ورنہ حضرت داؤد سے از فاش کر دیتے تو رایے

۳۔ امر بیان کر دیتے کہ دیئے امرہ خشک ہو جاتا۔ پس۔ فوراً غیب نے حضرت داؤد کا گریبان کھینچ کر ان کو امر بیان کرنے سے روکا۔ باخود۔ یعنی حضرت داؤد کی مستی زائل ہوئی۔ محراب۔ یعنی مصلیٰ

۴۔ حق نمودش۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بات واضح کر دی اور گائے ذبح کرنے کی سزا سے واقف کر دیا۔ زود زد۔ یعنی گائے والے نے فوراً ۵۔ تفسیر پر لحن طعن شروع کر دی۔

رهن واؤد علیہ السلام در خلوت تا آنچه حق ست پیدا شود

حضرت داؤد کا تہناتی میں چلا جانا تاکہ جو صحیح بات ہے واضح ہو جائے

لب بہ بست و عزم خلوت گاہ کرد

خاموش ہو گئے اور خلوت خانہ کا قصد کیا

سوئے محرب و دعائے مستجاب

محراب اور مقبول دعا کی جانب

گشت واقف بر سزائے انتقام

و۔۔۔ ن۔۔۔ سے واقف ہو گئے

راز پنهانے کہ حیرانی فرود

وہ پیچھے ہوئے۔ راز جنہوں نے حیرانی بڑھا دی

پوش داؤد پیمبر صف زوند

حضرت داؤد پیغمبر کے راز و صف بست ہو گئے

زود زد آں مدعی تشنغ زفت

اس مدعی نے جلد سخت برا بھلا کہنا شروع کرنا

با خود آمد گفت را کو تاہ کرد

حضرت سنبلیلی بات کو مختصر کیا

در فرو بست و برفت آنکہ شتاب

دروازہ بند کیا اور فوراً روانہ ہوئے

حق ۲ نمودش اُنچہ بنمودش تمام

حق نے ان کو جو چہ دکھایا اس میں سب کچھ دکھا دیا

دید احوالے کہ کس واقف نبود

انہوں نے وہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا

روز دیگر جملہ خصمان آمدند

دوسرے دن سب فریق آئے

پنچناں آں ماجرا با بار زفت

اسی طرح وہ قصہ پھر چلا

زود! گاؤم را بدہ اے نابکار
 اے نابکارا میری گائے جلد سے
 کاچنیں ظلم صریح نا سزا
 کہ ایسا نامناسب صاف ظلم
 گاؤ گشتہ خوردہ بے ترسے ونیم
 گائے ذبح کر کے ڈر اور خوف کے بغیر کھا کر
 کہ ۲ چندیں سال یومِ درِ دعا
 کہ میں کتنے سال سے دعا میں لگا رہا ہوں
 اے رسولِ حق چنیں باشد روا
 اے اللہ کے رسول! کیا یہ جائز ہو سکتا ہے؟

۱۔ زود۔ کہنے لگا کہ فوراً میری گائے
 دے اور خدا سے شرم کر۔ می روڈ۔
 حضرت داؤدؑ کی دعا میں ایسا ظلم
 ہوا ہے۔ تزدیر۔ یعنی خدا سیدہ ہونے
 کی باتیں۔

کہ چندیں۔ یعنی تو یہ کہتا ہے کہ
 میں نے دعا کی اور اللہ نے مجھے گائے
 عنایت دی۔ تشنیع۔ ملامت۔ گن
 بہل۔ معاف کر دے۔

۲۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے
 تیری پردہ پوشی کی ہے تو اب معاملہ کونہ
 کریدہ نہ رسوا ہوگی۔ لاپے من۔
 یعنی میرے معاملہ میں آپ نئی
 شریعت برت رہے ہیں۔ برسگال۔
 بچے کنوں پر پتھر مارتے ہیں۔ برلا۔
 علی الاعلان۔ افضلا۔ لوگوں کو ظلم
 دکھانے کی دعوت دینے لگا۔

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحبِ گاؤ کہ از سرِ گاؤ بگذر
 داؤد علیہ السلام کا گائے کے مالک کے خلاف فیصلہ کرنا کہ گائے کے خیال
 و تشنیع صاحبِ گاؤ برداؤد علیہ السلام
 سے درگزر کرے اور گائے والے کا داؤد علیہ السلام کو ملامت کرنا

گفت داؤد دس خمش گن رو بہل
 حضرت داؤد نے اس سے فرمایا چپ جا چھوڑ
 چوں ۳ خدا پوشید بر تو اے جواں
 اے جواں! جب اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی کی ہے
 گفت واویلا چہ حکم ست ایچہ داؤ
 اس نے کہا ہائے کیا کیا فیصلہ ہے یہ کیا انصاف ہے
 رفتہ است آوازہ عدلت پختاں
 آپ کے انصاف کا تو ایسا شہرہ ہے
 برسگان کور ایں اتم ز رفت
 اپنے گھسے کتوں پر بھی یہ ظلم نہیں ہوا ہے
 چنیں تشنیع می زود بر ملا
 وہ اس طرح علی الاعلان ملامت کرتا رہا

اس مسلمان راز گاوت گن نکل
 اس مسلمان کو اپنی گائے معاف کر دے
 رو خمش گن حق ستاری بدال
 جا چپ ہو جا پردہ پوشی کے حق کو سمجھ
 از پے من شرع نو خواہی نہاد
 میرے لئے آپ نئی شریعت بنائیں گے
 کہ معطر شد زمین و آسماں
 کہ اس سے زمین اور آسمان معطر ہے
 زین تعدی سنگ و کدہ شکافت تفت
 اس ظلم سے پتھر اور پیرا جلد پھٹ گئے
 کا اصلا ہنگام ظلم ست اصلا
 آؤ آؤ ظلم کا وقت ہے

آپنیں ظلم و ستم بر من مکن یا نبی اللہ مگو زیناں سخن
ایسا ظلم و ستم مجھ پر نہ کیجئے اے اللہ کے نبی ایسی باتیں نہ کیجئے

حکم کردین داؤد بر صاحب گاؤ کہ جملہ مال خود بوسے بخش
حضرت داؤد کا گائے والے کو حکم دینا کہ اپنا سارا مال اس کو بخش دے

بعد ازاں داؤد گفتش کاے عثود
اس کے بعد حضرت داؤد نے اس سے کہا ہے سرکش!

ورنہ کارت سخت گروو گفتمت
ورنہ تیرا معاملہ مشکل ہو جائے گا میں نے تجھ سے کہہ دیا

خاک بر سر کرد و جامہ بر درید
اس نے سر پر خاک ڈالی اور کپڑے پہاڑ لئے

یک دے دیگر بدیں تشیع راند
یک دے دیگر بدیں تشیع راند

اس نے پھر یہ ملامت شروع کر دی
گفت چوں سخت نبوداے ناصبور
فرمایا اے بے صبرے چونکہ پردہ پوشی تیرا نصیب نہ تھی

دیدہ ازگاہ صدر و پیشگاہ
تو نے اس وقت صدر اور پیشگاہ کو

زیں سخن داؤد زو شد دشمناک
ان باتوں سے حضرت داؤد اس پر غضبناک ہو گئے

رو کہ فرزندان تو با بخت تو
جا کہ تیری اولاد مع تیری بیوی کے

سنگ بر سینہ ہمی زد با دو دست
وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پر پھر مارتا تھا

خلق ہم اندر ملامت آمدند
لوگوں نے بھی ملامت شروع کر دی

ظالم از مظلوم کے داند کسے
وہ شخص ظالم اور مظلوم میں کب امتیاز کرتا ہے

استم - ستم تو یہ سختی ہے۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے تو پردہ پوشی کی یقین
تیرے نصیب میں نہ تھی اب تو رفت
رفت خود اپنا ظلم ظاہر کرنے پر تیار ہوا ہے
اگر وہ حضرت داؤد کے ابتدائی فیصلے
مان لیتا تو پورا معاملہ نہ کھلتا ہر فیصلے
کے انکار سے معاملہ کھلتا چلا گیا۔
دیدہ - یعنی تو آرام سے تھا اور مال و
دولت سے محروم نہ رہا تھا لیکن تو نے
اس کی قدر نہ کی اور اس کو گروو سمجھا۔
ع زین سخن - جب وہ حضرت
داؤد کے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور دلیا
کرنے لگا تو حضرت داؤد کو ناگوار
گزرنا سبب فیصلہ ہے کہ صرف
گائے کی معافی اور مال بخشنا کافی
نہیں ہے بلکہ تیری اولاد اور بیوی
سب اس کے غلام ہیں۔
ع خلق - جو لوگ جمع ہو گئے تھے
وہ بھی حضرت داؤد کے ان فیصلوں کو
ظلم سمجھتے ہوئے حضرت داؤد کو
لامت کرنے لگے۔ ضمیر - پوشیدہ
سخن - تا بعد

جملہ مال خویش اورا بخش زود
اپنا سب مال اس کو جلد بخش دے

تا نگرود ظاہر ازوے استمت
تا کہ تیرا ظلم اس سے ظاہر نہ ہو

کہ بہر دم میکنی ظلمے مزید
کہ آپ تو ہر دم ایک مزید ظلم کر رہے ہیں

باز داؤدش بہ پیش خویش خواند
پھر حضرت داؤد نے اس کو اپنے سامنے بلایا

ظلمت آمد اندک اندک ور ظہور
تیرا ظلم رفت رفت ظہور میں آیا

اے دروغ از چوں تو خر خاشاک راہ
راست کا کڑا سمجھا ہائے فسوس تجھ جیسے گدھے پر

گفت تا خود را نگر دانی ہلاک
فرمایا: خبر دے اپنا آپ کو تلو نہ کر

بندگان او خدند اے سُد خُو
اے بد مزاج اس کے غلام ہو گئے

می دوید از جہل خود بالا و پست
اپنی نادانی سے اوپر نیچے بھاگ رہا تھا

کز ضمیر کار او غافل بُدند
کیونکہ وہ اس کے پوشیدہ کام سے واقف تھے

گو بود سحرہ ہوا ہچمچوں تھے
جو کہ تھکے کی طرح ہوا کے تابع ہو

کو سرِ نفسِ ظَلُومِ خود بُرد
جو اپنے ظالمِ نفس کا سرِ سلم کر دے
حَصْمِ ہر مظلومِ باشد از جُحُوں
جنوں کی وجہ سے ہر مظلوم کا مخالف ہوتا ہے
تا تو اند زخمِ بر مسکیں زند
جب تک بھی ہو سکے غریب کو کاٹتا ہے
کو نگیرِ و صیدِ از ہمسایگان
وہ پڑوسیوں سے شکار نہیں چھینتا ہے
از کیسِ سگِ سالِ سوئے داؤدِ حَسْت
کیمین گاہ سے کتے کی طرح حضرت داؤد پر روزِ بڑے
کالے نھی مچتے بر ما شفیق
کہ اے منتخبِ نبی! ہم پر مہربان
قہرِ کر دی بیگنا ہے را بلاش
آپ نے بے وجہ ایک بے قصور پر ظلم کیا ہے

ظالم! ارزِ مظلومِ آنکس لے بُرد
ظالم اور مظلوم کا وہ شخص پتہ لگا لیتا ہے
ورنہ آں ظالمِ کہ نفسِ ست اندروں
ورنہ وہ ظالم کہ جس کے اندر نفس ہے
سگِ ہمارہ حملہ بر مسکیں کند
کتا ہمیشہ غریب پر حملہ کرتا ہے
شرمِ شیراںِ راست نے سگِ دلبلاں
مجھ لے شرمِ شیروں میں ہوتا ہے۔ نہ کتے میں
عامہ مظلومِ کشِ ظالمِ پرست
مظلوم کو مارنے والے ظالم پرست عوام
رُوئے در داؤدِ کر دند آں فریق
ان لوگوں نے حضرت داؤد کی طرف رخ کیا
ایں نشاید از تو کیسِ ظلمِ ست فاش
آپ کے لئے یہ مناسب نہیں کیونکہ یہ تو کھلا ظلم ہے

عزمِ کردنِ داؤدِ علیہ السلام بخواندنِ خلقِ برآں صحرا کہ رازِ آشکارا کند
حضرت داؤد علیہ السلام کا لوگوں کو اس جنگل کی طرف بلانے کا ارادہ کرنا جہاں رازِ ظاہر کر دیں

کالِ سرِ ۳ مکتوم او گرو پدید
کہ اس کا پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے
سوئے صحرا و بدالِ ہاموں شویم
جنگل کی طرف اور اس جنگل میں پہنچیں
تا براں سرِ نہاں واقف شوید
تاکہ اس پوشیدہ راز سے واقف ہو جاؤ
شاخہائش لبہ و بسیارِ پُخت
اس کی شاخیں بہت گھنی اور بہت جزی ہوئی ہیں
بُوئے خوں می آیدم از شیخِ او
اس کی جڑ سے مجھے خون کی بو آ رہی ہے

گفت اے یازاںِ زمانِ آں رسید
فرمایا اے دوستو! اس کا وقت آ گیا ہے
جملہ بر خیزید تا بیروںِ رویم
سب اٹھو تاکہ ہم باہر چلیں
مردوزن از خانہا بیروںِ روید
مرد اور عورت گھروں سے باہر چلو
در قلاں صحرا درختے ہست زفت
قلاں جنگل میں ایک موٹا درخت ہے
سختِ راسخِ خیمہ گاہ و شیخِ او
خیمہ گاہ اور اس کا کھوٹا بہت مضبوط ہے

۱۔ ظالم۔ چونکہ انسان کا نفس خود
ظالم ہے لہذا وہ فطری طور پر ظالم کی
حمایت کرتا ہے۔ ہاں اگر انسان اپنے
نفس کا سرِ قلم کر دے تو وہ ظالم اور مظلوم
میں امتیاز کر سکتا ہے۔ سگ۔ نفس
ایک کتا ہے اور کتے کی عادت ہے کہ
غریب اور کمزور پر حملہ کرتا ہے۔
۲۔ شرم۔ حیا اور شرم شیروں میں
ہوتی ہے جو بھی اپنے حملہ کا شکار
چھین کر نہیں کھاتے ہیں۔ عام۔
عوام جو ظالم کی حمایت کے عادی
ہوتے ہیں کتوں کی طرح ان کے
فیصلہ کے خلاف ہو کر ان کی طرف دوڑ
پڑے۔ بلاش۔ بلائی یعنی بلاج۔
۳۔ سرِ مکتوم۔ چھپا ہوا راز۔
ہاموں۔ جنگلِ زفت۔ مظلومِ پخت۔
یعنی شاخیں آپس میں چھٹی ہوئی
ہیں۔ سخت۔ یعنی اس درخت کی
چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور
چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور جڑ جو
خیمہ کی شیخ کی طرح ہے بہت مضبوط
ہے۔

خوش شد دست اندر بن آل خوش درخت
 اس اچھے درخت کی جڑ میں خون ہوا ہے
 مال را برداشت ست اس قلتبان را
 اس دیوث نے مال اڑا لیا ہے
 اس جوان مر خولجہ را باشد پسر
 یہ جوان آقا کا پوتا ہے
 تا کنوں حلم خدا پوشید آں
 اب تک اللہ کے حلم سے اس کو چھپایا
 کہ عیالِ خولجہ را روزے ندید
 کس نے ایک دن بھی آقا کے بچوں کی دیکھ بھل نہ کی
 بے نوا یاں را بیک لقمہ نجست
 محتاجوں کی ایک لقمہ سے دلدادی نہ کی
 تا کنوں از بہر یک گاؤ اس لعین
 یہاں تک یہ مرد ایک گائے کی جڑ سے
 او بخود برداشت پردہ از گناہ
 اس نے خود گناہ سے پردہ اٹھایا
 کافر ۲ و فاسق دریں دور گزند
 اس فتنہ کے زمانے میں کافر اور فاسق
 ظلم مستور ۲ ست در اسرار جاں
 روح کے دلوں میں ظلم چھپا ہوا ہے
 کہ یہ بیندیش کشیدہ شاخہا
 کہ اس ظلم کو سینک نکالے ہوئے دیکھو

۱۔ قلتبان۔ دیوث۔ پسر۔ مولانا نے آئندہ اشعار میں مقبول کو جوان کا دن بتایا ہے اس لئے ہم نے پسر اور فرزند کا ترجمہ پوتا کیا ہے۔ حلم۔ بردباری۔ عیال۔ بال بچے۔ نوروز۔ ایرانیوں کی عید ہے۔ چھپائے۔ یعنی اس پر جو اس کے آقا کے پہلے حقوق تھے۔

۲۔ کافر۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو پردہ داری فرماتا ہے لیکن کافر اور فاسق خود اپنی پردہ داری کرتے ہیں۔

۳۔ مستور۔ پوشیدہ شاخ یعنی سینک۔ از گناہ۔ یعنی بر ملا، علی الاعلان۔ گواہی۔ یعنی ظالم کے ہاتھ پاؤں آخرت میں اس کے خلاف گواہی دیں گے اور دنیا میں بھی گواہی دیتے ہیں۔ ضمیر۔ پوشیدہ ہزار۔

گواہی دادن دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا
 ظالم پر دنیا میں بھی ہاتھ پاؤں اور زبان کا گواہی دینا

پس ہمیں جلاست و پائت بے گزند
 تو اسی جگہ تیرے ہاتھ پاؤں بغیر نقصان کے
 بر ضمیر تو گواہی میدہند
 تیرے ہاتھ پاؤں پر گواہی دیتے ہیں

چوں اے موکل می شود بر تو ضمیر
 باطن تیرے پورے مکمل کی طرح ہو جاتا ہے
 خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو
 خصوصاً غصہ اور گفتگو کے وقت
 چوں موکل می شود ظلم و جفا
 ظلم اور زیادتی مکمل کی طرح ہو جاتی ہے
 چوں ہمی گیر و گواہ سر لگام
 منہ کا گواہ کس طرح لگام پکڑ لیتا ہے
 پس ہماں کس کیس موکل میکند
 تو ہی ذات جو یہ مسلط کرتی ہے
 پس موکلہائے دیگر روز حشر
 تو حشر کے دن دوسرے مکمل
 اے بدہ دست آمدہ در ظلم و کین
 اے وہ کہ جو وہ باتوں سے ظلم اور کینہ میں لگا ہے
 نیست حالت شہرہ گشتن در گزند
 نقصان رسائی میں مشہور ہونے کی ضرورت نہیں ہے
 نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار
 تیرا نفس ہر وقت بیگنوں پر نکالیاں اگل رہا ہے
 جزو و نام سوئے کل خود زوم
 میں آگ کا جزو ہوں اپنے کل کی جانب جاتا ہوں
 ہچمناں ۳ کایں ظالم حق ناشناس
 جیسا کہ حق نہ پہچاننے والے اس ظالم نے
 او ازیں صد گاو بردو صد شتر
 وہ اس کی سو گائیں اور سو اونٹ لے بھاگا
 نیز روزے با خدا زاری نکرد
 اس نے خدا سے ایک دن بھی عاجزی نہ کی

کہ بگو تو اعتقادات وا مکیر
 کہ تو کہہ دے اپنے اعتقاد کو نہ چھپا
 میکند ظاہر سرت را موبموبو
 تیرے راز کو ذرہ ذرہ ظاہر کر دیتا ہے
 کہ ہوید اگن مراے دست و پا
 کہ اے ہاتھ پاؤں مجھے ظاہر کر دے
 خالصہ وقت جوش خشم و انتقام
 خصوصاً غصہ کے جوش اور بلا لینے کے وقت
 تالوائے راز بر صحر ازند
 تاکہ راز کا جھنڈا جنگل میں گار دے
 ہم تو اند آفرید از بہر نشر
 بھی راز کھولنے کے لئے پیدا کر سکتی ہے
 گوہر تپید است حالت نیست ۱۱
 تیرا جوہر کھلا ہوا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے
 بر ضمیر آشنیت واقف اند
 تیرے آہنی باطن سے سب باخبر ہیں
 کہ بہ بینیدم منم ز اصحاب نار
 کہ مجھے دیکھو میں دوزخیوں میں سے ہوں
 من نہ نورم کہ سوئے حضرت شوم
 میں نور نہیں ہوں کہ اللہ کے دہار کی طرف جاؤں
 بہر گاوے کرد چندیں التباس
 ایک گائے کے لئے اس قدر مکر کئے
 نفس نیست اے پدارزوے بہر
 اے بد! نفس ہی ہے اس سے قطع تعلق کر
 یا رے نامدا ازو یک دم بدرو
 کسی وقت بھی وہ کے ساتھ اس سے پارب نہ نکلا

۱۔ موکل۔ وہ شخص جس کے کام
 پر دیکر دیا گیا ہو۔ ظلم و جفا مشہور ہے
 کہ خون سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔
 خاصہ انتقام کے جوش میں قاتل خود
 اقرار کر لیتا ہے۔ جو ذات خود
 دنیا میں تمہارے اعضاء کو تم پر مسلط کر
 کے اقرار کر دیتی ہے وہ حشر میں
 دوسرے مکمل پیدا فرمادے گی جو تم
 سے خود تمہارے جرموں کا اقرار
 کرائیں گے۔ ذہن بہت۔ یعنی بہت
 سے ہاتھ بعض نسخوں میں دوست

۲۔ نیست۔ اس کی کوئی خاص
 ضرورت نہیں ہے کہ تیرا ظلم مشہور ہو
 جب ہی جانا جاسکے تیری افتاد طبع
 سے تیرا ظلم واضح ہو جاتا ہے۔ نفس تو۔
 تیرا نفس خود اپنی ظالمانہ طبیعت اور
 مزاج کو ظاہر کر رہا ہے۔ خود نازم۔
 آتشیں مزاج جنہم کا جزو ہے جو جنہم کی
 طرف جاتا ہے۔

۳۔ ہچمناں۔ اے گائے والے
 نے ایک گائے کا بدلہ لینے کے لئے
 کیسے مکر کئے۔ او حالانکہ اس نے اسی
 گائے ذبح کرنے والے لکھا سب مال
 ملا تھا جو اس کو درش میں ملتا۔ نیز اس
 نے جو ظلم کئے تھے اگر وہ زاری کرتا تو
 اللہ تعالیٰ اس کے آقا سے معاف فرما
 دیتا۔

کالے خدا خصمِ مرا خوشنود گن! گرمشِ کرمِ زیاں تو سود گن

کہ اسے خدا میرے مقابل کو خوش کر دے اگر میں نے اس کا نقصان کیا ہے تو فائدہ کر دے

گر خطا کشتم دیت بر عاقلہ است عاقلہ جانم تو بودی از آنست

اگر میں غلطی سے ملا ہے تو دیت عاقلہ پر ہے است سے تو میری جان کا عاقلہ ہے

سنگ میگردد باستغفار دُر سنگ میگردد باستغفار دُر

توپ کرنے سے پتھر موٹی بن جاتا ہے اسے آزاد جان! نفس کا انصاف یہ ہے کہ

بیروں رفتنِ خلاق بسوئے آلِ درخت

لوگوں کا اس درخت کی طرف باہر جانا

گفت آدشش را سپس بندید سخت

فرمایا اس کے ہاتھ پیچھے کو مضبوط باندھ دو

تا لوائے عدلی بر صحرا زخم

تاک انصاف کا جھنڈا جنگل میں گاز دوں

تو غلامیِ خولجہ زیں رُذ گشتہ

تو غلام سے اس طور پر تو آقا بن بیٹھا ہے

کرد یزواں آشکارا حالِ او

خدا نے اس کا حال ظاہر فرما دیا

با ہمیں خولجہ بچھا بنمودہ است

اس آقا پر اس نے بھی ظلم کیا ہے

ملیکِ وارث باشد آں کل سر بسر

وہ سب کا سب وارث کی ملک ہو گا

شرعِ جستی شرعِ بستان رو نکوست

تو نے شرعی فیصلہ چاہا شرعی فیصلہ لیجا بہت اچھا ہے

ہم پر اینجا خولجہ گویان زہ شہار

اس جگہ آقا "ایمان" کہتا تھا

از خیالے کہ بدیدی سہناک

اس تصور کی وجہ سے جو تجھے خونخاک نظر آیا

چوں بیروں رفتند سوئے آلِ درخت

جب لوگ اس درخت کی جانب باہر نکل گئے

تا گناہ و جرم او پیدا کنم

تاک میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں

گفت اے سنگِ جدِ ایں را گشتہ

فرمایا اے کتے اتنے اس کے دوا کو قتل کیا ہے

خولجہ را گشتی و بردی مالِ او

تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اڑا لیا

آں زنتِ او را کنیزکِ بودہ است

وہ تیری بیوی اس کی لونڈی تھی

ہر چہ ۳ زو زانید مادہ یا کہ نر

جو اس سے پیدا ہوا مادہ ہو یا نر

تو غلامی کسب و کارتِ ملکِ اوست

تو غلام ہے تیری کمائی اور کار وہاں اس کی ملک سے

خولجہ را گشتی باستم زار زار

تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا

کار دازِ اشتابِ کردی زیرِ خاک

تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاز دی

۱ خوشنود گن۔ اللہ تعالیٰ صاحب

حق کو راضی کر کے حقوقِ عباد و معاف

کر سکتا ہے۔ خطا کشتم اگر کزل خطا ہو

ہے تو اس کا بدلہ اور دیت عاقلہ یعنی

رشتہ داروں سے دلویا جاتا ہے۔

است۔ عہد است ہمیں اللہ تعالیٰ

نے فرمایا تھا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا

میں تمہارا رب نہیں ہوں بندوں نے

کہا تھا سلسی یعنی کیوں نہیں آپ

ہمارے رب ہیں۔ سنگ۔ استغفار

بابت تبدیل کر دیتی اور سینات

خشات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

۲ گفت۔ حضرت داؤد نے فرمایا

اس کی مٹھکیں کس دو۔ لولہ جھنڈا

خیدا لیں۔ یعنی گائے ذبح کرنے

والے کا دوا۔ تو غلامی۔ تو اس مقول کا

غلام تھا۔ آں زنت۔ تیری بیوی وہ

اسل اس مقول کی اونڈی تھی۔

۳ ہر چہ۔ لونڈی کی لولہ اس شخص

کی ملکیت ہوتی ہے جس کی وہ لونڈی

مملوک ہے دوش۔ یعنی گائے ذبح

کرنے والا۔ تو غلامی۔ جبکہ تو خود اس

گائے ذبح کرنے والے کا غلام جلتو

تیری ساری کمائی بھی اس کی ملکیت

ہے۔ ہم پر بیجا۔ یعنی تیرا آقا تجھ سے

بیجا چاہ رہا تھا تاکہ تو اس کو قتل نہ

کرے۔ اشتاب۔ شتاب جلدی۔

نک اسر ش با کار در زیر زمین
 یہ اس کا سر مع چھری کے زمین میں ہے
 نام اس سنگ ہم نوشتہ کاروبر
 چھری پر اس کے نام بھی لکھا ہوا ہے
 ہچمناں کروند و چوں بشگا فتند
 انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے کھوا
 دلولہ افتاد در خلق اس زماں
 اس وقت لوگوں میں شوہر ٹچ گیا
 جملہ ۲ از داؤد گشتہ عذر خواہ
 سب حضرت داؤد سے معذرت چاہنے والے بن گئے

باز کاوید اس زمین را ہچمناں
 پھر اسی طرح اس زمین کو کھو
 کرد با خولجہ چمنیں مکر و ضرر
 اس نے آقا کے ساتھ ایسی مکاری اور ضرر رسانی کی
 در زمین آں کارو باسر یاتند
 زمین میں چھری مع سر کے پانی
 ہریکے زقار بہرید از میاں
 ہر ایک نے کمر سے جیو کاٹ ڈالا
 زانکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ
 اس لئے کہ وہ بدگمان اور تباہ ہو گئے تھے

قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را بعد از الزام حجت برو
 دلیل قائم کرنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کا قاتل پر قصاص کا حکم فرمایا

بعد از ان گفتش بیا اے داؤد خواہ
 اس کے بعد انہوں نے اس کا مذاق کرنے والے سے کہا فرمایا
 ہم بدای تیغش بفرمود او قصاص
 اس کی اسی کولہ سے انہوں نے قصاص لینے کا حکم فرمایا
 حلم حق گرچہ مواسا با گندا
 اللہ تعالیٰ کی پودہاری اگرچہ بہت ٹھوڑی کرتی ہے
 خون ۳ نخسید در فندور ہر دلے
 خون نہیں سوتا ہر دل میں پیدا ہوتی ہے
 اقتضائے داوری رب دیں
 بلے کے رب کے انصاف کا تقاضہ
 کال فداں چوں شد چہ شد حاش چہ گشت
 کہ فلاں کا کیا ہوا کیسے ہوا اس کی کیا حالت ہوئی؟
 جوشش خون باشد آن و بستہا
 خون کا جوش ہوتی ہیں وہ جتوئیں

داؤد خود بستاں تو ازیں رو سیاہ
 اس رو سیاہ سے اپنا بلا لے
 کے گند مکرش ز حلم حق خلاص
 اس کا مکر اللہ تعالیٰ کے حلم سے کب بچا سکتا ہے؟
 چونکہ از حد بگذر در سوا گند
 جب معاملہ حد سے گزر جاتا ہے تو وہ رسوا کر دیتی ہے
 میل بخت و جوائے و کشف مشکلے
 جتو کی خواہش اور مشکل کا کھولنا
 سر بر آر داز ضمیر آن و ایں
 اس سر اور اس کے دل میں سر امداد ہے
 ہچمناں کہ جو شد از گلزار گشت
 اس طرح جیسے کہ گلزار سے بویا ہوا جوش ۳۱ ہے
 حاش دلہا و بخت و ماجرا
 دلوں کی حاش اور بخت اور معاملہ

۱۔ ایک سرش مقتول کا سر اور چھری
 اس زمین میں دفن ہے۔ نام۔ اس
 قاتل کا نام چھری پر کندہ ہے۔ زناہ۔
 یعنی کافر مومن بن گیا۔

۲۔ جملہ۔ حضرت داؤد کے جس
 قدر مقرر زمین سے تھے چونکہ وہ بدظنی کر
 کے تباہ ہوئے تھے سب نے عذر
 خواہی شروع کر دیا۔ قصاص۔ یعنی
 قاتل کو مقتول کے عوض قتل کرانا۔ داؤد
 خواہ۔ جس پر گائے والے نے دعویٰ
 کہا تھا۔ بدای تیغش۔ وہی چھری
 جس سے اس نے اس کے دادا کو قتل کیا
 تھا مگر اللہ تعالیٰ کے علم سے پوشیدہ نہ
 تھا۔

۳۔ خون نخسید۔ مشہور ہے کہ خون
 نہیں چھپتا قاتل کے سر پر چھڑ کر پڑتا
 ہے۔ اقتضائے اللہ تعالیٰ کے انصاف کا
 تقاضہ ہر انسان کے دل میں مقتول
 کے بارے میں جتو پیدا کر دیتا ہے۔
 ضمیر۔ دل باطن۔ جوش خون۔ وہی
 مقتول کا خون لوگوں کے دل میں
 جوش ملتا ہے اور دل میں جتو کا تقاضہ
 پیدا کر دیتا ہے۔

چونکہ پیدا گشت سر کار او
معجزہ داؤد شد فاش و دقوا

جب اس کے کارنامہ کا راز ظاہر ہو گیا
حضرت داؤد کا معجزہ مشہور ہو مضبوط ہو گیا

خلق جملہ سر برہنہ آمدند
سر بسجدہ بر زمینہا می زدند

تمام لوگ بیچھے سر آئے
سر کو سجدے میں زمینوں پر رکھتے تھے

ماہمہ کوران اصلی بودہ ایم
وانچہ می فرمودہ نشودہ ایم

ہم سب اصلی اندھے تھے
اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نہ سنا

لیک معذوریم چوں بے دیدہ ایم
لیکن ہم معذور ہیں چونکہ بغیر آنکھوں کے میں

سنگ ۲ باتو در سخن آمد شہیر
پتھر نے آپ سے بات کرنا یہ مشہور ہے

توسہ سنگ و فلاخن آمدی
آپ تین پتھر لہ گوپھن لے کر آئے

سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد
آپ کے تین پتھر لاکھوں ٹکڑے بن گئے

آہن اندر دست تو چوں موم شد
آپ کے ہاتھ میں لوہا موم جیسا ہو گیا

کوہا ۳ باتو رسائل شد شکور
پہاڑ شکر گزری میں آپ کے ہم آواز ہو گئے

صد ہزاراں چشم دل بکشادہ شد
دلوں کی لاکھوں آنکھیں کھل گئیں

واں قوی تر از ہمہ کہ دائم ست
اور وہ سب سے زیادہ قوی جو دائمی ہے

جان جملہ معجزات نیست خود
یہ خود تمام معجزوں کی جان ہے

گشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد
ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

۱۔ داؤد، پھر، مضبوط، نطق۔
حضرت داؤد کے اس معجزے کو دیکھ کر
سب لوگ بیچھے سر روڑ کر ان کے
سامنے سر بسجود ہو گئے۔ باہر۔ چونکہ
ہم کو باطن تھے اس لئے ہم ابتدا
آپ کے فرمان کو نہ سمجھ سکے۔ از تو۔
ہم نے پہلے آپ کے بہت سے معجزے
دیکھے ہیں۔

۲۔ سنگ۔ جب طاوت جاوت
کے مقابلے کے لئے نکلے تھے تو
حضرت داؤد کو ساتھ لے کر گئے تھے
راست میں پتھروں نے حضرت داؤد
سے کہا تھا کہ ہمیں لے کر چلئے
طاوت کو موت کا سبب بنیں گے۔
فلاخن۔ گوپھن جس کے ذریعہ دشمن
پر سنگباری کی جاتی ہے۔ سنگہایت۔ وہ
تین پتھر تھے لیکن پتھرنے پر ان کے
ہزاروں ٹکڑے بن کر جاوت کی فوج
پر لگے آہن۔ حضرت داؤد زہر ہیں
بناتے تھے لہ لوہا ان کے ہاتھ میں آ
کر موم بن جاتا تھا۔

۳۔ کوہا۔ جب حضرت داؤد
زہر پڑھتے تھے تو پہاڑ ان کے ہم آواز
ہو کر زہر کی تلاوت کرنے لگتے تھے۔
صد ہزاراں۔ حضرت داؤد کے ہاتھ پر
لاکھوں کافر مومن بنے۔ غیب۔ یعنی
عالم غیب۔ واں۔ آپ کا سب سے
زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں
کو بادی حیات بخشتے ہیں۔ گشتہ شد۔
قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے
میں تمہاری زندگی ہے۔

ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا

در بیان آنکہ نفس آدمی بجائے آل خونیت کہ مدعی گاؤ
 اس کے بیان کو آدمی کا نفس اس قاتل کی جگہ پر ہے جو ذبح شدہ گائے
 گشتہ بود و آن کشندہ گا و عقل ست و داؤد حق ست یا شیخ
 کا مدعی بنا تھا اور گائے ذبح کرنے والا عقل کی جگہ پر ہے اور حضرت داؤد حضرت
 کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او تو اند ظالم را گشتن
 حق تعالیٰ یا شیخ کی جگہ پر ہیں جو حق کا نائب ہوتا ہے جس کی قوت اور مدد سے ظالم
 و تو نگر شدن بروزے بے کسب و بے حساب
 کو قتل کیا جاسکتا ہے اور ایک دن میں بغیر کمائی اور بغیر حساب کے مالدار ہوا جاسکتا ہے

۱ در بیان۔ پہلے قصہ سے مولانا
 نصیحت کے لئے چوتھے ہیچہ اخذ کر کے
 بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 گائے ذبح کرنے والے کی مثل
 عقل سے اور گائے کا بدلہ لینے والے
 کی مثل نفس ہے حضرت داؤد کی
 مثال اللہ تعالیٰ ہے یا وہ شیخ کامل جو
 اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ نفس خود
 جس طرح گائے کے مدعی کے قتل
 سے عالم زندہ ہوا تو ایسے نفس کو قتل کر
 عالم زندہ ہو جائے گا اس نفس نے
 تیری عقل کو کھینا کر دکھا ہے اور خود قاتل
 بیضا سے اس کو ذرا غلام بنا۔
 ۲ مدعی۔ نفس نے عقل کو کھینا کیا اور
 خود قاتل بن بیضا حالانکہ وہ عقل کا غلام
 تھا۔ منکر تمام لوگ ابتدا گائے ذبح
 کرنے والے کے مخالف ہو گئے
 تھے عقل۔ وہ نوجوان ہے جس نے
 گائے ذبح کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے
 بغیر محنت روزی کا مطالب بنا تھا۔
 روزی۔ غذائے روح اس وقت
 حاصل ہوگی جب تن کشی کرو گے جو
 کہ بمنزل گائے کے ہے۔
 ۳ نفس۔ بدن نفس کے لئے
 ایسا ہی ہے جیسا کہ گائے کے مدعی
 کے لئے گائے تھی۔ خواجہ زادہ جس
 طرح وہ نوجوان گائے کے مدعی کے
 آقا کا لہو تھا اسی طرح نفس کے اعتبار
 سے عقل کو سمجھو۔ نفس۔ نفس عقل کا
 قاتل ہے لہذا حق بنی۔ یعنی نبی کی
 شریعت اور احکام۔ قربان گاؤ۔ یعنی
 بدن کو چھلواتے کہ قربان قربان کرنا۔

نفس خود را گشت جہان از زندہ گن
 اپنے نفس کو بدن جہان کو زندہ کر
 مدعی ۲ گاؤ نفس تست ہیں
 خبردار گائے کا مدعی تیرا نفس ہے
 آل کشندہ گا و عقل تست رو
 وہ گائے ذبح کرنے والا تیری عقل ہے جا
 عقل اسیر ست و ہمی خواہد ز حق
 عقل نفس کی قیدی ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے
 روزی بے رنج او مقوف جنسیت
 اس کی بے مشقت روزی کس چیز پر مقوف ہے؟
 نفس ۳ گوید چوں گشی تو گاؤ من
 نفس کہتا ہے تو میری گائے کو کیوں ذبح کرتا ہے
 خواجہ زادہ عقل ماندہ بے نوا
 عقل جو آقا سے پیدا ہوئی بے سرو سامان ہوگئی
 روزی بے رنج میدانی کہ چیست
 تو جانتا ہے بلا مشقت روزی کیا ہے؟
 لیک مقوف سنت بر قربان گاؤ
 لیکن وہ گائے کی قربانی پر مقوف ہے
 خواجہ راکشت ست اورا بندہ گن
 اس نے آقا کو قتل کیا ہے اس کو غلام بنا
 خویشستن را خواجہ گروست و مہین
 اس نے اپنے آپ کو آقا اور سردار بنا لیا ہے
 برکشندہ گاؤ تن منکر مشو
 جسم کی گائے کو ذبح کرنے والے کا منکر نہ بن
 روزی بے رنج و نعمت پر طبق
 بغیر مشقت روزی اور طبق بھری نعمت
 آنکہ بکشد گاؤ را کاصل بدیست
 یہ کہ وہ گائے کو ذبح کر دے کیونکہ وہ برہائی کی جز ہے
 زانکہ گاؤ نفس باشد نقش تن
 کیونکہ جسم کی صورت نقش کی گائے ہے
 نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
 قاتل نفس آقا اور پیشوا بن گیا
 قوت ارواح ست و از راق نبی ست
 رتوں کی روزی ہے اور نبی کے عطا کردہ رزق ہیں
 گنج قتل گاؤ داں اے گنج گاؤ
 گائے کا ذبح کرنے کو ذبح سمجھئے مرنے کو کھونٹے مارنے

۱۔ دوش۔ مئے مشت سے مدوشی
ظاہری ہونے لگی جودہ میں خدائے
روح حاصل کرنے کی پوری بات
بتاتا۔ افسانہ است۔ یعنی سرور کا سبب
میں نے اپنا فعل بتلایا یہ محض کہنے کی
بات ہے ورنہ ہر چیز خزانہ غیب سے
آئی ہے اس کا سبب ذات خدائی
ہے چشم بر اسباب۔ اگرچہ ہر چیز کا
حقیقی سبب ذات خدائی ہے لیکن
اسباب ظاہری اختیار کرنا میں نے
انبیاء سے سیکھا ہے لہذا میں نے بھی
ظاہری سبب کی طرف دھیان کر لیا
تھا۔ خوش پشیمان۔ یعنی انبیاء کرام
ہست اسباب کے علاوہ ایک ذات
مسبب اسباب ہے انبیاء انبیاء
نے معجزات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ
اسباب ظاہری کے علاوہ بھی اور
اسباب ہیں۔ کیوں۔ رطل جس کی
بلندی مشہور ہے۔

۲۔ بے سبب۔ بغیر کسی ظاہری
سبب کے حضرت موسیٰ کے لئے
دیئے نیل پھٹ گیا۔ چاش۔ غلہ
کا ذخیرہ حضرت موسیٰ کے لئے من و
سلوی اترتا تھا۔ ریگیا۔ حضرت
ابراہیم کے لئے ریت آتا بن گیا تھا۔
پشم۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کے لئے
لون ریشم بن گیا تھا۔ جملہ قرآن۔
قرآن بتاتا ہے کہ بہت سی باتیں بغیر
ظاہری اسباب کے سر ہوتی ہیں۔
مدیش۔ آنحضرت ﷺ کو بغیر ظاہری
اسباب کے عزت حاصل ہوئی اور
ابواب باوجود قبول کے تباہ ہوا۔

۳۔ مرغ۔ ابرہہ جیشی کا ہاتھیوں کا
شکر لایا بیلوں کی کنگریوں سے تباہ ہوا۔
ویل۔ ہاتھی پر کنگری گرنی تھی اور اس
کے بدن کو چٹنی کر دتی تھی۔ دم گاؤ۔
اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سورہ

دوش چیزے خوردہ ام ورنہ تمام
میں نے کل کچھ پی لیا ہے ' ورنہ پوری
دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است
کل میں نے کوئی چیز پی لی ہے یہ کہنے کی بات ہے
چشم بر اسباب ازچہ دو ختم
میں ن اسباب پر نظر کیوں جمائی؟
ہست بر اسباب اسباب وگر
اسباب دنیوی سے لوہے اورے اسباب ہیں
انبیاء در قطع اسباب آمدند
انبیاء قطع اسباب میں ہیں

بے سبب ۲۔ بحر ریشم گاند
انہوں نے با سبب ظاہری کے دیا کو پھاڑا ہے
ریگیا ہم آروشد از سعی شاں
ان کی کوشش سے ریتے آتا بنے ہیں
جملہ قرآن ہست در قطع سبب
پورا قرآن قطع اسباب پر معلق ہے
مرغ ۳۔ باپیلے دوسے سنگ افگند
پرد ہاتھی پر ' تین کنگریاں گراتا ہے
پیل را سوراخ سوراخ افگند
ہاتھی کے سوراخ سوراخ کو ذاتی ہے
دم گاؤ گشتہ بر مقتول زن
ذبح شدہ گائے کی ہر مقتول پر دم
حلق پریدہ جہد از جائے خویش
گلا کتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ پڑے گا

دادے در دست فہم تو زمام
ہاگ تیری سمجھ کے ہاتھ میں دے دیتا
ہرچہ می آید ز پنہاں خانہ است
ورنہ جو چیز آؤی ہے وہ عالم غیب سے ہے
کہ زخوش پشیمان کرشم آمو ختم
اس لئے اچھی آنکھوں والوں سے میں نے ہاتھ لیا ہے
در سبب منکر دریاں افکن نظر
دنیوی اسباب کو نہ دیکھ ان پر نظر ڈال
معجزات خویش بر کیواں زند
انہوں نے اپنے معجزے رطل پر قائم کئے ہیں
بے زراعت چاش گندم یغند
انہوں نے بغیر کھیتی کے۔ یہاں کا ذخیرہ پانا ہے
پشم بزا بریشم آمد کشکشاں
بھیر کی لون کچھ اور ریشم بنی ہے
عز درویش و ہلاک بولہب
مدیش کی عزت اور بولہب کی ہلاکت
لشکر زقت حبش را بشکند
جیش کے بھاری لشکر کو شکست دے دیتا ہے
سنگ مرغے کو بہالا پر زند
پرد کی کنگری جو لوہے کو اترتا ہے
ہشود زندہ ہماں دم در کفن
تاکہ وہ اسی وقت کفن میں زندہ ہو جائے
خون خود جوید زخوں پالائے خویش
اپنے خون بہانے والے سارے خون کا مطالبہ کریں گا



بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کر کے اس کا گوشت یاد مقتول پر ملی تو اس نے زندہ ہو کر قافل کا پتہ بتلایا۔

بچھیں۔ از آغاز قرآن تا تمام
 اسی طرح قرآن کے شروع سے آخر تک
 کشف ایں نز عقل کار افزا شود
 اس کا کشف کار افزا عقل سے نہیں ہوتا ہے
 بند ۲ معقولات آمد فلسفی
 فلسفی معقولات کا پابند ہے
 عقل عقلت مغز و عقل تست پوست
 تیری عقل کی عقل مغز ہے اور تیری عقل چمکا ہے
 مغز جواز پوست وارد صد ملاں
 مغز کا تلاش کرنے والا چمکے سے نفرت کرتا ہے
 چونکہ قشر عقل صد برہاں دہد
 عقل کا چمکا جبکہ سینکڑوں دلائل پیدا کر دیتا ہے
 عقل ۳ دفتر ہاگند یکسر سیاہ
 عقل فزوں کو بالکل سیاہ کر دیتی ہے
 از سیاہی و سفیدی فارغ ست
 کلی عقل سیاہی اور سفیدی سے بے نیاز ہے
 ایں سیاہ و ایں سفید ارقدر یافت
 اس کا لے اور اس سفید نے اگر کوئی مرتبہ پایا ہے
 قیمت ہمیان و کیسہ از زرست
 ہمیانی اور تھیلی کی قدر سونے کی جہ سے ہے
 بچھناں کہ قدر تن از جاں بود
 جس طرح کہ جسم کی قدر جان کی جہ سے ہے
 گر بڈے جاں زندہ بے پرتو کنوں
 اگر بے پرتو کی جان زندہ ہوتی
 ہیں بگو کہ ناطقہ جومی گند
 ہاں کہہ دے کہ قوت گویائی نہر کھو رہی ہے

رفض اسباب ست و علت و السلام
 اسباب و علت کا ترک مذکور ہے والسلام
 بندگی گن تا ترا پیدا شود
 بندگی کر تا کہ تجھ پر ظاہر ہو جائے
 شہسوار عقل عقل آمد صفی
 منتخب انسان عقل کل کا شہسوار ہے
 معدہ حیواں ہمیشہ پوست جوست
 حیوان کا معدہ ہمیشہ چمکے تلاش کرنا ہے
 مغز نغز آں را حلال آمد حلال
 اچھا مغز اس کے لئے حلال ہی حلال ہے
 عقل کل کے گام بے ایقان نہد
 تو کلی عقل بغیر یقین کے کب قدم اٹھائے گی؟
 عقل عقل آفاق وارد پرز ماہ
 کلی عقل دنیا کے اطراف کو چاند سے پر کر دیتی ہے
 نور ماہش بر دل و جاں بازغ ست
 اس کے چاند کی چاندنی دل اور جان پر طلوع کرتی ہے
 زال شب قدر ست کا ختر و ارتافت
 تو اس شب قدر سے پایا ہو جو ستارے کی طرح چمکتی ہے
 بے زراں ہمیان و کیسہ ایتراست
 وہ ہمیانی اور تھیلی بغیر سونے کے ناقص سے ہے
 قدر جاں از پرتو جانناں بود
 جان کی قدر جانوں کے پرتو کی جہ سے ہے
 ہیچ گفتمے کافراں را مہتوں
 تو کبھی وہ خدا کافروں کو کہتا کہ وہ مردے ہیں
 تا بقدر نے بعد ما آ بے رسد
 تاکہ ہمارے ایک قرن بعد اس میں پانی آئے

۱۔ بچھیں۔ قرآن اس کی تعلیم دیتا
 ہے کہ اسباب میں تاثیر مسبب
 لا اسباب کی جہ سے ہے کشف۔
 مسبب الاسباب کا موثر ہونا دنیاوی
 عقل سے سمجھ میں آئے گا اس کے
 لئے مجاہدوں کی ضرورت ہے۔
 ۲۔ بند۔ یعنی فلسفی محض دنیاوی
 عقل میں مقید ہے۔ عقلی۔ برگزیدہ
 یعنی دلی اللہ۔ عقل عقل۔ یعنی وہ نور
 حق جو عقل کو نور بخشا ہے۔ معدہ
 حیواں۔ حیوانات عموماً چمکے کھاتے
 ہیں لہذا جس پر حیوانیت کا غلبہ ہے وہ
 دنیاوی عقل کی طرف مائل ہوتا ہے جو
 کہ بمنزلہ چمکے ہے۔ چونکہ دنیاوی
 عقل سینکڑوں دلائل پیش کر دیتی ہے
 جس سے یقین کا وہجہ حاصل ہو جاتا
 ہے تو عقل کل بدلج لوئی یعنی دلائل پر
 عمل کرتی ہے۔
 ۳۔ عقل۔ یعنی عقل دنیاوی عقل
 عقل۔ یعنی نور حق۔ سیاہی یعنی
 روشنائی۔ سفیدی۔ یعنی کافند۔ نور
 ماہش۔ نور حق انسانوں کے دلوں پر
 طلوع کرتا ہے۔ بازغ۔ چمکنے والا۔
 شب قدر۔ یعنی نور حق۔ قیمت۔ عقل
 کی مثال ہمیانی کی سی ہے اور نور حق
 کی مثال سونے کی سی ہے۔ قدر
 جاں۔ اگر روح پرتو خداوندی نہیں ہے
 تو وہ مدح مردہ ہے اسی لئے قرآن
 نے کافروں کو مردہ قرار دیا ہے۔
 مولانا فرماتے ہیں کہ فی اللیل اگر میری
 باتیں سمجھنے والے نہیں ہیں تو آئندہ
 نسلوں میں لوگ سمجھیں گے۔

گرچہ ابرقمر نے سخن آرے بُود
 اگرچہ ہر دور میں بات کہنے والا ہو گا
 نے کہ ہم توریت و انجیل و زبور
 کیا ایسا نہیں ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور بھی
 روزی بے رنج جوئی و بے حسیب
 بے مشقت اور ان گنت روزی طلب کر
 بلکہ رزقے از خداوند بہشت
 بلکہ بہشت کے مالک کی جانب سے رزق ملے گا
 زانکہ نفع نال دران نال داداوست
 کیونکہ اس روئی میں روئی کا نفع خدا کی دین ہے
 ذوق نہاں نقش نال چوں سفرہ ایست
 نفع پوشیدہ ہے روئی کی صورت و سرخون جیسی ہے
 رزق اجانی کے بری باسعی و جست
 تو وصلی رزق اپنی کوشش و جست سے کب حاصل کر سکتا ہے
 نفس چوں باشخ بیندگام تو
 نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے گا
 صاحب آل گاؤ رام آنگاہ شد
 گائے کا مدی اس وقت فرما تیرا بنا
 عقل گاہے غالب آید در شکار
 چنگھ میں عقل اس وقت غالب آئے گی
 نفس اثر در ہاست بلسد زور فن
 نفس سینکڑوں مگر اور فن و ملا اثر ہا ہے
 گر تو صاحب گاؤ را خوانی زوں
 اگر تو گائے کے مدی کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

لے کرچہ وہ آنے والے بھعد
 خود بھی یہاں بیان کر سکیں گے لیکن
 مشنوی کی باتوں سے ان کو تقویت
 حاصل ہوگی۔ نے کہ۔ پہلی کتابوں
 نے قرآن کی تصدیق کی اسی طرح
 بعد میں آنے والوں کے اقوال کی
 میری مشنوی تصدیق کر دیگی۔ روزی۔
 اب پھر مولانا پہلے مضمون کی طرف
 رجوع کرتے ہیں کہ جس طرح اس
 نوجوان نے خدا سے بغیر محنت کی
 روزی طلب کی تھی تم بھی طلب کرو۔
 بلکہ ایک وقت یہاں آئے گا کہ تمہیں
 بغیر واسطہ فیض خداوندی حاصل
 ہونے لگے گا۔ زانکہ روئی میں جو نفعی
 نفع سے وہ محض اللہ کی عطا سے وہ نفع
 اللہ تعالیٰ روئی کے واسطے کے بغیر بھی
 عطا فرما دیتا ہے۔ ذوق۔ لذت اور
 نفع روئی میں نفعی چیز ہے اور روئی کے
 لئے دسترخوان تو وہ طاقت اللہ تعالیٰ
 بغیر روئی کی ظاہری عقل کے اپنے
 دلایا کو عنایت فرما دیتا ہے۔

ع رزق چلی۔ یعنی روحانی رزق
 شیخ کے ذریعہ حاصل ہوگا جیسا کہ اس
 نوجوان کو حضرت داؤد کے انصاف
 سے رزق حاصل ہوا۔ نفس۔ شیخ کی
 صحبت نفس کو رام کر دیتی ہے۔ ازین
 دندان۔ یعنی جبر لو تیرا۔

ع صاحب آل گاؤ گائے کے
 مدی کی مثال نفس کی سی ہے وہ بے نی
 مطیع بنا جب اس نے حضرت داؤد کا
 فیصلہ سنا اسی طرح نفس شیخ کی صحبت
 سے مطیع ہوگا۔ عقل۔ عقل نفس کا شکر
 جب کرے گی جب شیخ یار بن جائے۔
 زمرہ۔ مشہور ہے اگرچہ غلط ہے کہ
 زمرہ کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا

لیک گفت سالفان یارے بُود
 لیکن پہلے لوگوں کا کہا ہوا سہلا ہوگا
 شد گواہ صدق قرآن اے شکور
 اے شکر گزار قرآن کی صداقت کے گواہ بنے ہیں
 کز بہشتت آورد جبرئیل سیب
 تاکہ جبرئیل تیرے لئے بہشت سے سیب لائیں
 بے صداع باغبان بے رنج کشت
 باغبان کی مدد سہی اور کھیتی کی مشقت کے بغیر
 بدہمت آں نفع بے توسط پوست
 تجھے وہ نفع بغیر چھلکے روئی کی وساطت کے دیگا
 نان بے سفرہ ولی راہ برہ ایست
 بغیر دسترخوان کی روئی ولی کا حصہ ہے
 جز بعدل شیخ کو داؤد تست
 شیخ کے انصاف کے بغیر جو تیرے لئے بہتر نصرت ہوا کے ہے
 از بن دندان شود او رام تو
 تو مجھو تیرا فرما تیرا ہو جائے گا
 کز دم داؤد او آگاہ شد
 جب وہ حضرت داؤد کے حکم سے واقف ہو گیا
 برسنگ نفست کہ باشد شیخ یار
 تیرے نفس کے کتے پر جبکہ شیخ ساتھی ہوگا
 رُوئے شیخ اورا زمرہ دیدہ گن
 شیخ کے چہرہ اس کے لئے آنکھیں نکال ڈالنے کا زمرہ ہے
 چوں خراں سخن کن آسواے حروں
 اے سرکش اس کو گدھوں کی طرح کھینچ کر اس طرف لے جا

ہے تو شیخ کا وجود نفس کو اندھا کرنے میں زمرہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ چوں خراں۔ نفس کو گدھے کی طرح
 کھینچ کر شیخ کے پاس لے جا۔

گرتو خواہی ایمنی از اژدہا
 اگر تو اژدہ سے مطمئن ہوا چاہتا ہے
 خاک شو در پیش شیخ بلصفا
 خاک شو در پیش شیخ بلصفا
 صاحب باطن شیخ کے سامنے خاک بن جا
 صد اذباں در ہر زبانش صد لغت
 نفس کے سونامیں ہیں اور اس کی ہر زبان میں سو بولیاں ہیں
 چوں بز نزدیک ولی اللہ شود
 جب وہ اللہ کے ولی کے نزدیک ہوتا ہے
 مدعی گاؤ نفس آمد فصیح
 مدعی گاؤ نفس آمد فصیح
 گائے کا مدعی نفس زبان داز ہے
 شہر را بفریبہ الا شاہ را
 شہر کے علاوہ شہر کو فریب دیتا ہے
 نفس را تسبیح و مصحف درمیں
 نفس کے جانے ہاتھ میں تسبیح اور قرآن ہے
 مصحف سالوس او باور ملکن
 اس کے مکر کے قرآن پر اعتماد نہ کر
 سونے حوضت آورد بہر وضو
 وہ وضو کرانے کے لئے تجھے حوض کی جانب لاتا ہے
 عقل نورانی و نیکو طالب ست
 عقل نورانی اور بہترین طلبکار ہے
 زانکہ او در خانہ عقل تو بروں
 کیونکہ وہ گھر میں ہے تیری عقل باہر ہے
 زانکہ او در خانہ عقل تو غریب
 کیونکہ وہ گھر میں ہے اور تیری عقل مسافر ہے
 باش تا شیراں سونے بیشہ روند
 باش تا شیراں سونے بیشہ روند
 ٹھہر کہ شیر کچھل میں پھینچیں

دستش از دلمان مکن یکدم رہا
 کسی دقت بھی ہاتھ کو اس کے دامن سے جدا نہ کر
 ناز خاک تو بروید کیمیا
 تاکہ تیری خاک سے کیمیا پیدا ہو
 زرق و دستاش نیاید در صفت
 اس کا مکر اور حیلہ بازی بیان نہیں ہو سکتی ہے
 آل زبان صد گرش کوتہ شود
 اس کی سو گز لمبی زبان جھوٹی ہو جاتی ہے
 صد ہزاراں حجت آردنا صحیح
 غلط قسم کی لاکھوں دلیلیں بیان کرتا ہے
 رہ نتاند زوشہ آگاہ را
 باخبر شاہ کی رہ زنی نہیں کر سکتا
 خنجر و شمشیر اندر استیں
 استین کے اور خنجر اور زنگولہ ہے
 خویش با او ہمسر و ہمسر ملکن
 اپنے آپ کو اس کا ہمراز اور ہم رتبہ نہ بنا
 واند انداز و ترا در قعر او
 اور تجھے اس کے اندر اس کی گہرائی میں پھینک دیتا ہے
 نفس ظلمانی بروچوں غالب ست
 ہر ایک نفس اس پر کیوں غالب ہے
 گرچہ ملک اوست لیکن شد زبوں
 گھر اگرچہ اس کی ملک ہے لیکن وہ مغلوب ہے
 بر در خود سگ یود شیر مہیب
 اپنے صواغے پر کتا خوفناک شیر ہوتا ہے
 ویں سگان کور آبخا بگروند
 یہ اٹھے کتے وہاں مطیع ہو جائیں گے

۱۔ صد زباں۔ نفس بہت ہی بہت
 بنا اور مکارے سے اس کے مکروں کی
 تفصیل ممکن نہیں ہے۔ کوتہ۔ نفس کی
 زبان شیخ کی صحبت میں کوتاہ ہو جاتی
 ہے پھر وہ مکاری کی باتیں نہیں کر
 سکتا۔ مدعی۔ نفس گائے کے مدعی کی
 طرح ہے اس مدعی نے بہت سی
 غلط دلیلیں پیش کر دیں۔ شہر۔ گائے
 کے مدعی کی تقریروں سے تمام لوگ
 دھوکے میں آگئے تھے حضرت داؤد
 فریب میں نہ آئے تھے۔

۲۔ نفس۔ نفس بگلا بکھت ہے
 بظاہر نیک معلوم ہوتا ہے لیکن باطن
 بہت شر ہے مصحف۔ اس کی ظاہری
 حالت دیکھ کر اس کا ہمراز اور ہم رتبہ نہ
 بن۔ سونے حوض۔ نیکی کی دولت دیتا
 ہے لیکن اس میں بھی فریب ہوتا
 ہے عقل نورانی۔ عقل جیسی شریف
 چیز پر کین نفس کا غلبہ اس وجہ سے ہو
 جاتا ہے کہ تو عقل سے بیچارہ ہو گیا
 ہے اور اس کو تو نے اپنے سے دور کر دیا
 اور اپنے اندر نفس کو بسا لیا ہے اب وہ
 نفس کا کتا ہے گھر پر رہ کر شیر ہو گیا
 ہے اور عقل مدعی مدعی پھرتی ہے۔

۳۔ باش۔ عقلیں جب اپنے
 اصلی مقام پر مقیم ہوں گی سب ان کتوں
 پر اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

۱۔ لو۔ نفس بھی دل کی وحی سے مغلوب ہوتا ہے جیسا کہ مدکی گاؤ حضرت داؤد کی قلبی وحی سے مغلوب ہوا اور نہ شہر والے اس کو سچا سمجھ رہے تھے۔ ہر کہ جو نفس کام میں ہوتا ہے وہ اس کی بات کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ شیخ چونکہ داؤد کی طرح ہے وہ اس کے فریب میں نہیں آتا ہے۔ کو مدول۔ شیخ کمال وہ ہے جو جسمیت کو ختم کر کے محسوس بن جائے اور اس طرح سے مظہر خدا بن جائے جس طرح دل مظہر خدا ہے۔

۲۔ خلق۔ عوام باطنی مریض ہیں اور بیماری بیماری کی مددگار ہوتی ہے لہذا عوام ظالم کی حمایت کیا کرتے ہیں۔ ہر نفس۔ دنیا میں بہت سے مکمل اور فریبی ہیں جو شیخ ہونے کے مدتی بن جاتے ہیں اگر انسان میں پہچاننے کی قوت نہیں ہوتی ہے تو وہ ان کے مکر میں پھنس جاتا ہے۔ چوں۔ یہاں حق جنہیں سچے اور جھوٹے ہر کی پہچان نہیں ہے اس بیوقوف پرند کی طرح ہیں جو شکاری کی سیٹی کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ لیتا ہے اور پھنستا ہے۔ نقد۔ ان احمقوں میں کھلے کھولنے کی تمیز نہیں ہے ایسے احمقوں سے گریز چاہیے خواہ کتنا ہی نکتہ رس اور ذہین ہو۔

۳۔ رست۔ ایسے احمقوں کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی اگر ایسے احمق یقین کا دعویٰ کریں تو وہ یقیناً مفلوک ہے۔ انچیں۔ یہاں حق خواہ کتنا ہی ذہین ہو اس کو احمق سمجھ لو اس سے اس طرح بھاگو جس طرح ہرن شیر سے بھاگتا ہے گزینچن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حالت کا مرض عذاب الہی اور اعلان ہے۔

مگر نفس و تن نداند عام شہر
نفس اور جسم کے مکر کو شہر کے عوام نہیں جانتے
ہر کہ جنس اوست یار او شود
جو اس کا ہم جنس ہے اس کا دوست بن جاتا ہے
کو مبدل گشت و جنس تن نماند
جو بدل گیا ہے اور جسم کا ہم جنس نہیں رہا ہے
خلق ۲ جملہ علتی انداز کمیں
تمام لوگ اللہ سے پیدا ہیں
ہر نفس دعویٰ داؤدی گند
ہر کمینہ داؤد ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے
چوں زصیا دے شنید آواز طیر
جب شکاری سے پرند کی بولی سنتا ہے
نقدرا از قلب شناسد غویست
جو کھرے کو کھولنے سے نہ پہچانے گمراہ ہے
رست ۳ و برستہ پیش او کیے ست
آزاد اور گرفتار اس کے نزدیک یکساں ہے
انچیں کس گرز کی مطلق ست
ایسا شخص خواہ پورا ذہین ہے
ہیں از و بگریز چوں آہوز شیر
خبردار اس سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن

او نگر دو جزو وحی القلب قہر
وہ دل کی وحی کے بغیر مغلوب نہیں ہوتا
جزو مگر داؤد کو شیخت بود
مگر سوائے داؤد کے جو تیرا شیخ ہے
ہر کرا حق در مقام دل نشاند
جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی جگہ بھلایا ہے
یار علت می شود علت یقین
یقیناً مرض، مرض کا منکر ہوتا ہے
ہر کہ بے تمیز کف دروے زند
جو بے تمیز ہے اس سے اہست ہو جاتا ہے
مرغ ابلہ می کند آں سوائے سیر
بیوقوف پرند اس جانب اذن بھرتا ہے
ہیں از و بگریز اگرچہ معنویست
خبردار! اس سے گریز کر خواہ وہ نکتہ رس ہو
گریقین دعویٰ کند اور شکے ست
اگرچہ یقین کا دعویٰ کرے وہ شک میں مبتلا ہے
چوںش اس تمیز نبود احمق ست
جب اس کو یہ تمیز نہ ہو وہ احمق ہے
سوائے او مشاب اے داتا دلیر
اے عقلمند بھلا! اس کی جانب نہ جا

گریختن عیسیٰ علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقان و
بیوقوفوں کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی کی بلندی پر بھاگ کر
شخصے درے اور فتن و سوال کردن
جانا اور ایک شخص کا ان کے پیچھے جانا اور سوال کرنا



عیسیٰ ا مریم بکو ہے ی گریخت
 حضرت عیسیٰ (بن مریم) ایک پہاڑ کی طرف بھاگ رہے تھے
 آں یکے در پے دوید و گفت خیر
 ایک شخص پیچھے دھا اور بولا خیریت ہے
 با تمام او آسچنال میتاخت چفت
 جلدی میں وہ اس طرح چست بھاگ رہے تھے
 یک دو میداں در پے عیسیٰ براند
 وہ ایک دو میدان حضرت عیسیٰ کے پیچھے بھاگا
 کرے امرضات حق یک لخط است
 کہ خدا کی خوشنوی کے لئے تمہاری دہر ٹھہریے
 از کہ ایں سوی گریزی اے کریم
 اسے صاحب کرم! اور کو آپ کس سے بھاگ رہے ہیں
 گفت از احمق گریز انم برو
 فرمایا جا میں یہ دونوں سے بھاگ رہا ہوں
 گفت آخر آں مسجانہ توئی
 اس نے کہا آخر آپ وہی مسجانہ نہیں ہیں
 گفت آے آے گفت آں شہ مستی
 انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا وہ شہ نہیں ہیں؟
 چوں بخوانی آں فسوہ بر مردہ
 آپ جب وہ منتر کسی مردے پر پڑھتے ہیں
 گفت آے آں منم گفتا کہ تو
 انہوں نے فرمایا میں ہی ہوں اس نے کہا کہ آپ
 بردمی دروے سبک تا جاں شود
 آپ اس میں آہستہ سے پھونک مارتے ہیں وہ زندہ ہو جاتا ہے
 گفت آے گفت پس اے روح پاک
 انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا تو اے پاک روح

شیر گوئی خون او میخواست ریخت
 گویا شیر ان کا خون بہانا چاہتا ہے
 در پیت کس نیست چہ گریزی چو طیر
 آپ کے پیچھے کئی نکس ہے پرنکی طرف آپ کیل دہری ہیں
 کر شتاب خود جواب او تکلف
 کہ اپنی جلدی میں اس کو جواب نہ دیا
 پس بجد جہد عیسیٰ را بخواند
 پھر کوشش سے حضرت عیسیٰ کو پکھا
 کہ مرا اندر گریزت مشکلی ست
 کیلکہ آپ کے بھاگنے میں میرے لئے اس مشکل دہری ہے
 نے پیت شیر و نہ خوف خصم و بیم
 آپ کے پیچھے نہ شیر ہے نہ دشمن کا ڈر اور خوف
 می رہانم خویش را بندم مشو
 میں اپنے آپ کو چھڑا رہا ہوں مجھے نہ روک
 کہ شو کورو کر از تو مستوی
 کہ آپ کے ذریعہ اندھا بہر اندر دست ہو جاتا ہے
 کہ فسون غیب را ما دستی
 کہ آپ نہیں منتر کے بلدی دلجا ہیں
 بر جہد چوں شیر صید آوردہ
 وہ مردہ شکاری شیر کی طرح کو پڑتا ہے
 نے زر گل مرغان گئی اے خو برو
 اے حسین کیا سٹی سے پرنے نہیں بنا دیتے ہیں
 در ہوا اندر زماں پڑاں شود
 اور فوراً ہی ہوا میں لانے لگتا ہے
 اور نورانی ہوا میں لانے لگتا ہے
 ہر چہ خواہی میکنی از کیست پاک
 آپ جو چاہتے ہیں کر لیتے ہیں پھر کس کا ڈر ہے

۱ عیسیٰ۔ یعنی ابن مریم اس طرح
 پہاڑ کی جانب بھاگے جا رہے تھے
 جیسے گوگیا کوئی شیر ان کے خون کے
 در پے سے ایک شخص ان کے پیچھے
 دھا اور بھاگنے کا سبب پوچھنے کا لیکن
 وہ اس قدر تیز بھاگ رہے تھے کہ اس
 کو جواب نہ دے سکے
 ۲ کرے امرضات۔ اس شخص
 نے بھاگ کر اور ان سے قریب ہو کر
 کہا خدا کے لئے روک جائیے اور میرا
 جواب دید دیجئے۔ گفت۔ حضرت
 عیسیٰ نے فرمایا میں ایک احمق سے
 بھاگ رہا ہوں تو مجھے نہ روک۔ گفت۔
 اس شخص نے کہا آپ کے دم کرنے
 سے تو اندھے بہرے اچھے ہو جاتے
 ہیں آپ احمق کی حماقت سے اس
 قدر خوفزدہ کیوں ہیں؟
 ۳ گفت آے۔ حضرت عیسیٰ
 نے فرمایا کہ تیرا کہا دست ہے
 گفت آں شہ پیچھے بھاگنے والے
 نے کہا آپ تو وہی شہ ہیں جن کو امام
 اعظم آتا ہے جب وہ آپ مردے پر
 پڑھتے ہیں تو وہ شکاری شیر کی طرح
 زندہ ہو جاتا ہے۔ گفت۔ انہوں نے
 فرمایا ہاں میں وہی ہوں جو تو کہتا ہے
 تو اس نے کہا آپ تو مٹی سے پرنے بنا
 کر اڑا دیتے ہیں اس میں پھونکنا
 دیتے ہیں تو اڑنے لگتا ہے۔ گفت۔
 آے۔ انہوں نے فرما دیا تو اس
 نے پھر کہا جب آپ کے پاس ایسے
 معجزات ہیں تو آپ کو کسی سے کیا ڈر
 ہے

کہ نباشد مر ترا از بندگان
جو آپ کے غلاموں میں سے نہ ہو
مُبدِعِ تن خالقِ جاں در سبق
جو کہ جسم کا پیدا کرنے والا اول میں روح کا خالق ہے
کہ یُوَدِ گرووں گریباں چاکِ او
جس کے لئے آسمان گریبان پھاڑے ہوئے ہے
برگر و برکور خواندم شد کسین
بہرے اور اندھے پر پڑھا وہ اچھا ہو گیا
خرقِ رابد رید بر خود تا بناف
اس نے ناف تک پیر بن پھاڑ ڈالا
بر سرِ لاشی بخواندم گشت شی
میں نے ناہجر پر پڑھا وہ چیز ہو گیا
صد ہزاراں بارو در مانے نشد
لاکھوں بار اور کوئی علاج نہ ہوا
ریگ شد کزوے نر وید ہیچ کشت
ریت بن گیا جس سے کوئی کھیتی نہ آگے
سود کرد اینجا نبود آزا سبق
فائدہ کیا اس جگہ وہ نہ چلا
او نشد این را و آں راشد دوا
وہ اس کے لئے دوا نہ ہو اور اس کے لئے دوا بن گیا؟
رنجِ کوری نیست قہر آں ابتلاست
اندھے پن کی بیماری عذاب نہیں ہے وہ آزمائش ہے
آحمقی رنجیست کان زخم آورد
بیوقوفی وہ بیماری ہے جو زخم پیدا کرتی ہے
رحم نبود چارہ جوئی آں شقی
اس بدبخت کی چارہ جوئی رحم سے نہیں ہوتی

باچنیں برہان کہ باشد در جہاں
ایسی دلیلوں کے ہوتے ہوئے دنیا میں کون ہو گا؟
گفت اعیسیٰ کہ بذات پاک حق
حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی پاک ذات کی قسم
خرمن ذات و صفات پاکِ او
اس کی پاک ذات اور صفات کی قسم
کاں فسون و اسمِ اعظم را کہ من
کہ وہ منتر اور اسمِ اعظم جو میں نے
بر گہ سنگیں بخواندم شد شگاف
پتھر پے پھاڑ پر میں نے پڑھا وہ شق ہو گیا
برتن ۲ مردہ بخواندم گشت حی
میں نے مردہ جسم پر پڑھا وہ زندہ ہو گیا
خواندم آل را بر دلِ احمق بہ دو
میں نے محبت سے اس کو بیوقوف کے دل پر پڑھا
سنگِ خارا گشت وزاں خو برنگشت
سنگِ خدا بن گیا اور اس عادت سے نہ بنا
گفت ۳ حکمتِ چہست کا نجا آم حق
اس نے کہا کیا راز ہے کہ وہاں اسمِ اعظم نے
آں ہماں رنجست و ایں رنجے چرا
وہ بھی بیماری سے اور یہ بھی بیماری کیوں
گفت رنجِ احمقی قہر خداست
فرمایا بیوقوفی کی بیماری خدا کا عذاب ہے
ابتلا رنجیست کان رحم آورد
آزمائش وہ بیماری ہے جو رحم لاتی ہے
بر سرِ آرد زخم رنجِ احمقی
بیوقوفی کا مرض سر کو زخمی کرتا ہے

۱۔ گفت۔ اس سوال کرنے والے کے جواب میں فرمایا۔ مدح۔ ایجاد کرنے والا۔ سبق۔ گریبان چاک۔ یعنی عاشق۔ کاں۔ بیشک اس اسمِ اعظم کا یہی اثر ہے کہ اس سے اندھے بہرے اچھے ہو جاتے ہیں۔ ہر کہ پھاڑ اس کی عظمت و ہیبت سے پھٹ جاتے ہیں۔

۲۔ برتن۔ اسمِ اعظم ہر دے پر پڑھا جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ لاشی۔ یعنی اسمِ اعظم پڑھنے سے معدوم موجود ہو جاتا ہے۔ دو۔ محبت۔ سنگِ خارا۔ یعنی احمق پر اسمِ اعظم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ اثر ہوا کہ وہ اور سخت ہو گیا۔ نحو۔ یعنی حماقت کی عادت۔

۳۔ گفت۔ اس سوال کرنے والے نے کہا اس میں کیا راز اور حکمت ہے کہ احمق پر اسمِ اعظم بھی اثر نہیں کرتا۔ گفت۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ حماقت عذابِ الہی سے اور اندھا پن ایک آزمائش ہے آزمائش میں جو مبتلا ہوتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے اور احمق پر جوئے نہ پھائے جاتے ہیں۔ احمقی۔ حماقت پر ہر شخص کو غصہ آتا ہے

انچہ ادایغ اوست مہر او کردہ است
 جو اس کا داغ ہے گویا اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے
 زاحمقاں بگریز چوں عیسیٰ گریخت
 بیوقوفوں سے اس طرح بھاگ جیسے حضرت عیسیٰ بھاگے
 اندک اندک آب را دزد و ہوا
 ہوا پانی کو تھوڑا تھوڑا چرتی ہے
 گرمیت را دزد و سردی وہد
 وہ تیزی گرمی کو چراتا ہے اور سردی پیدا کرتا ہے
 آل گریز عیسوی نرتیم بود
 حضرت عیسیٰ کا بھاگنا خوف سے نہ تھا
 ز مہریر ار پرگند آفاق را
 اگر سردی تمام دنیا کو بھر دے
 ہر کرا گرمی بود از نور حق
 جس کو اللہ تعالیٰ کے نور کی گرمی حاصل ہو

چارہ بروے نیارد برد دست
 کوئی تدبیر اس پر قابو نہیں پا سکتی
 صحبت احمق بے خونہا کہ ریخت
 احمق کی صحبت نے بہت خون بہائے ہیں
 و چنیں دزد ہم احمق از شما
 وہ چنیں دزد ہم احمق از شما
 اسی طرح بیوقوف تم میں سے جراتا ہے
 بچناں کو زیر خود سنگے نہد
 جس طرح کہ وہ اپنے نیچے پتھر رکھتا ہے
 ایمن ست او از پے ۲ تعلیم بود
 وہ محفوظ تھے، تعلیم دینے کے لئے تھا
 چہ غم خورشید با اشراق را
 دن سورج کو کیا غم ہے
 اوچہ غم داروز سردیہائے بق
 اس کو سخت بادش کی سردی کا کیا غم ہے؟

۱۔ انچہ حماقت کا اثر اللہ تعالیٰ کی
 ایک مہر ہے جس پر کوئی تدبیر مہر نہیں
 ہوتی ہے۔ زاحمقاں۔ بیوقوفوں سے
 اسی طرح بھاگو جس طرح حضرت
 عیسیٰ بھاگے تھے۔ اندک۔ جس
 طرح ہوا تھوڑا تھوڑا پانی چرتی رہتی
 ہے اور حوش خشک ہو جاتی ہے اسی
 طرح بیوقوف کی صحبت تیرے اچھے
 اوصاف چرتی رہتی ہے۔ گرمیت۔
 بھلائیوں کے لئے گرم جوشی کو اس کی
 صحبت سردی اور کمال سے تبدیل کر
 دیتی ہے۔

۲۔ پے تعلیم۔ حضرت عیسیٰ کا احمق
 سے بھاگنا دھروں کی تعلیم کے لئے
 تھا۔ ز مہریر۔ اگر تمام دنیا میں سردی
 پھیلی ہوئی ہو تب بھی سورج کو کوئی
 نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر کرا۔ حضرت
 عیسیٰ کو نور حق کی گرمی حاصل تھی کسی
 احمق کی حماقتوں سے وہ متاثر نہیں ہو
 سکتے تھے۔

۳۔ سب۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صبا۔
 پردا ہول۔ وہاں۔ یہاں۔ کو دکاں۔ بچوں کی
 کہانیوں اور افسانوں میں بھی ایک
 نصیحت کا پہلو ہوتا ہے۔ ہزلہا۔
 افسانوں میں عموماً مذاق کی باتیں ہوتی
 ہیں لیکن حکمت کے خزانے کے
 تلاش کرنے والے کے لئے ضروری
 ہے کہ ہر دیرانہ میں خزانہ تلاش
 کرے۔

قصہ اہل سب و حماقت ایشاں واثر نا کردن پندو
 اہل سب اور ان کی بے وقوفی۔ اور انبیاء کی نصیحت کا ان
 نصیحت انبیاء در ایشاں
 پر اثر نہ کرنے کا قصہ

یادم آمد قصہ اہل سب ۳
 مجھے اہل سب کا قصہ یاد آ گیا
 آل سب ماند شہرے بس کلاں
 وہ سب بہت بڑے شہر جیسا تھا
 کو دکاں افسانہا می آ ورنہ
 بچے قصے بیان کرتے ہیں
 ہزلہا گویند در افسانہا
 افسانوں میں مذاق کی باتیں کہتے ہیں
 کز دم احمق صبا شاں شدو با
 احمقانہ باتوں سے صبا ہوا ان کے لئے وبا بن گئی
 در فسانہ بشنودی از کو دکاں
 تو نے بچوں سے قصہ میں سنا ہو گا
 درج در افسانہ شاں صد گونہ پند
 ان کے افسانوں میں سو قسم کی نصیحت درج ہوتی ہے
 گنج می جو در ہمہ ویرانہا
 تو ہر دیرانہ میں خزانے تلاش کر

قدر او چوں قدر سکرہ پیش نے
 اس کا رتبہ سکھہ کے رتبہ سے زیادہ نہ تھا
 سخت زفت و زفت اندازہ پیاز
 پیاز کی طرح بہت بہت ہے
 لیک جملہ سے تن ناشستہ رو
 لیکن سب مل کر تین گندے شخص تھے
 لیک آں جملہ سے خام ہختہ خوار
 لیکن وہ سب تین شخص خاص کی پکلی کھانے والے تھے
 گر ہزاران سب باشد نیم تن
 اگرچہ وہ ہزاروں ہوں آدھا شخص ہونگے
 از سلیمان کو رو دیدہ پائے مور
 سلیمان کے ہارے میں اندھا چوٹی کا پاؤں دیکھنے والا
 گنج و ہورے نیست یک جو سنگ زر
 خزانہ اور اس میں ایک جو کے وزن کا سونا نہیں ہے
 لیک دا منہائے جامہ او دراز
 لیکن اس کے کپڑوں کے داہن بہت لمبے
 من ہی ینم کہ چو قوم اندر چند
 میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کوئی قوم اور کس قدر ہیں
 کہ چو میگویند پیدا و نہاں
 کہ وہ آہستہ اور زور سے کیا کہہ رہے ہیں
 کہ بیژند از درازی دا منم
 کہ لہنی کی جہ سے میرا داہن نہ کاٹ لیں
 خیز بگر یزیم پیش از زخم و بند
 اٹھ کہ ہم بڑکنے جانے اور پٹے سے پہلے بھاگ جائیں
 می شود نزدیک تریا راں ہلہ
 خبردار! اے دوستو! بہت نزدیک آ رہا ہے

بودا شہرے بس عظیم و مہ دلے
 وہ سب بہت بڑا اور عظیم شہر تھا لیکن
 بس عظیم و بس فراخ و بس دراز
 بہت بڑا، بہت وسیع، اور بہت لمبا
 مردم وہ شہر مجموع اندرو
 اس میں دس شہروں کے انسانوں کا مجموعہ تھا
 اندر و نوع خلاق بے شمار
 اس میں بے شمار مخلوق کی قسمیں تھیں
 جان ۲ ناکر وہ بجاناں ہاخصن
 جان کو جاناں کی طرف نہ کر کے ہڑنا
 آن یکے بس ڈورین و دیدہ کور
 ان میں سے ایک اندھی آنکھوں والا اور تک دیکھ لینے والا
 وال دگر بس تیز گوش و سخت کر
 اور بہت تیز کان والا اور سخت بہرا
 وال دگر عور و برہنہ لاشہ تاز
 اور بنگا اور برہنہ، مرل ٹٹو ڈولنے والا
 گفت کور اینک سپاے میرسند
 اندھے نے کہا، یہ سپاہی پہنچ رہے ہیں
 گفت ۳ گر آرے شنیدم بانگِ شل
 بہرے نے کہا میں نے فن کی آواز سن لی
 آل برہنہ گفت ترساں زیں منم
 بنگا بولا، میں اس سے خوف زدہ ہوں
 کور گفت اینک بنزدیک آمدند
 اور گفت، ایک بنزدیک آمدند
 اندھے نے کہا، اب وہ قریب آ گئے ہیں
 گر ہی گوید کہ آرے مشغلہ
 بہرا کہہ رہا تھا، کہ ہاں شہر و غل

۱۔ بودا شہر سے سب بہت بڑا شہر تھا
 لیکن اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ منی
 کے پیالے سے زیادہ تھا۔ سخت
 رفت۔ اور پرنیچے پیاز کے چھلکوں کی
 طرح تھا اور اس میں آبادی تھی۔
 مردم۔ آبادی کی تعداد دوسرے شہروں کی
 آبادی کی تعداد کے برابر تھی لیکن سب
 لوگ اس میں گندے قسم کے تھے۔
 سے خام۔ وہ تینوں بھی عقل کے کچے
 اور کھانے کے کچے تھے۔

۲۔ جان ناکر وہاں ایسے لوگ جن کی
 روح محبوب حقیقی سے وابستہ نہ ہو اور
 لاکھوں بھی ہیں تو آدھا شخص ہیں۔
 آن یکے ایک قسم تو یہی کس آخرت
 کے معاملہ میں اندھے اور دنیا داری
 میں بڑے دورین۔ سلیمان۔ یعنی
 اللہ کے معاملہ میں اندھے پائے
 سہ۔ دنیا کی معمولی سے معمولی بات
 کے بڑے چمکا۔ وہ دگر۔ دوسری قسم
 وہ تھی جو نیک بات سننے میں بہری اور
 بری بات سن لینے میں کانوں کی بہت
 تیز تھی۔ گنج۔ وہ شہر سبازینوی مال و
 دولت کے اعتبار سے خزانہ تھا لیکن
 سبکی اور بھلائی اس میں ذمہ دار نہ تھی۔
 وال دگر۔ تیسری قسم ایسے لوگوں کی تھی
 جن کا ظاہری لباس لسا چڑا لیکن
 تقویٰ کے لباس سے نکلے تھے۔

۳۔ گفت کور۔ بہرا بولا وہ جو کچھ
 باتیں کر رہے ہیں میں سب سن رہا
 ہوں۔ آل برہنہ۔ نکلے نے کہا مجھے
 ڈر ہے کہ میرے ہار داہن نہ کاٹ
 لیں۔ کور گفت۔ اندھے نے کہا میں
 دیکھ رہا ہوں وہ بہت قریب آ گئے ہیں
 مشغلہ شہر و غل۔ ہلہ۔ تنبیہ کا کلمہ
 ہے۔

آل برہنہ گفت آوہ اے دامنم
 تجھے نے کہا ' ہائے میرا دامن!
 شہر را ہستند آمدند
 انہوں نے شہر چھوڑ دیا اور باہر نکل آئے
 اندام دو مرغ فرہہ یعتند
 انہوں نے اس گاؤں میں ایک موٹا مرغ پایا
 کوردید و آل کر آوازش شنید
 اندھے نے اس کو دیکھا اور بہرے نے اس کی آواز سنی
 مرغ مردہ خشک از زخم کلاغ
 مرغ مردہ کوے کی ٹھگوں سے خشک تھا
 پس طلب کردند و دیگے یعتند
 انہوں نے تلاش کیا اور ایک دیگی پالی
 بر سر آتش نہا دندانہ سہ تن
 ان تینوں نے آگ پر رکھا
 آتشش کردند چنداں اے پسر
 اے بیٹا! انہوں نے اس قدر پکایا
 زان ہمی خوردند چوں از صید شیر
 انہوں نے اس کو اس طرح کھلایا جس طرح شیر خشک کو
 ہر سہ زان خوردند بس فرہہ شدند
 تینوں نے اس میں سے کھلایا بہت موٹے ہو گئے
 آنچنان کز فرہی ہر یک جوان
 ایسے کہ ہر ایک جوان موٹاپے کی وجہ سے
 باچنیں گیزی و ہفت اندام زفت
 ایسے موٹاپے اور ساتھیوں موٹے اعضاء کے باوجود
 راہ مرگ خلق ناپیدار ہی ست
 راہ مخلوق کی موت کا راستہ پوشیدہ راستہ ہے

از طمع برزند و من نا ایمم
 لالچ میں کاٹ لیں گے اور میں محفوظ نہیں ہوں
 وز ہزیمت در دے اندر شدند
 اور ہزیمت سے وہ ایک گاؤں میں گھس گئے
 لیکا ذرہ گوشت نے بردے نرشد
 لیکن اس ذرہ برابر گوشت نہ تھا ' اور تھا
 عور بگرفت و بدماں در کشید
 عورت نے اس کو پکڑ لیا اور دامن میں چھپا لیا
 استخوانہا زار گشتہ چوں پناغ
 ہڈیاں دھاگے کی طرح لافڑ تھیں
 بے سرو بے بن سبک بشتاقتند
 جس کے نہ سر تھا نہ تلی ' جلدی دوزے
 مرغ فرہہ رابدیگ اندر زفن
 مرد نے مرغ کو دیگی میں ہنر مندی سے
 کا استخوان شد پختہ خمش بیخبر
 کہ ہڈیاں پک گئیں اس کے گوشت کو پتہ نہ ہوا
 ہر یکے از خوردنش چوں پیل سیر
 اس کے کھانے سے ہر ایک ہاتھی کی طرح پیٹ بھرا ہو گیا
 چوں سہ پیلے بس بزرگ و مہ شدند
 تین موٹے اور بڑے ہاتھیوں کی طرح ہو گئے
 در نجانیدے ز زفتی در جہاں
 بھاری پن سے دنیا میں نہ سہا تھا
 از شکاف در بروں جستند تفت
 تیزی سے دھلاے کے دھڑ سے باہر نکل گئے
 در نظر ناید کہ آل بیجا رہی ست
 وہ دکھائی نہیں دیتا ' کیونکہ لامکان راستہ ہے

۱ آوہ - افسوس - تمنن - مطمئن۔
 شہر - تینوں شہر چھوڑ کر بھاگے اور ایک
 گاؤں میں پہنچے۔ ہزیمت - ہسپانی۔
 نرشد - لافڑ۔ ہزیمت - زخم کلاں۔
 کوے کا ٹھوکے ملنا پناغ کو دھاگا
 مٹھی کا جالا۔ بے بن - یعنی ان کو ایسی
 ہڈی ملی جس کا نہ تھا تھانہ تھا۔
 ۲ بر سر آتش - یعنی اس مردہ مرغ
 کو ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا۔
 آتشش - یعنی اس کو اس طرح پکایا
 کہ ہڈی نکل گئی اور گوشت کچا ہی رہا۔
 زان - اس مردہ مرغ کو انہوں نے اس
 طرح کھلایا جس طرح شیر اپنا خشک
 کھاتا ہے اور اس طرح پیٹ بھرا لیا
 جیسا کہ ہاتھی پیٹ بھرتا ہے۔
 ۳ ہر سہ - تینوں اس مردہ مرغ کو
 کھا کر ہاتھیوں کی طرح بن گئے۔
 آنچنان - ان میں سے ہر ایک ایسا
 پھولا کہ دنیا میں نہیں سارا ہا تھا۔ ہا
 چنیں - لیکن اس موٹاپے کے باوجود
 کڑوں دھلاے سے نکل بھاگے۔ کز۔
 فرہہ ہفت اندام - سر - سینہ - پشت۔
 دلوں ہاتھ دلوں پاؤں - ننگاف۔
 دھلاے - دھلاے۔ کلاں کی دھڑ سے موت
 کا راستہ مراد ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا
 ہے۔ بیجا - لامکانی۔

نک پیاپے کار واہما مُقتفیٰ
 قافلے پے پے آگے پیچھے جا رہے ہیں
 برزخِ اُرِ جوئی نیابی آں شگاف
 اگر تو مدللے میں تلاش کریگا وہ مدد نہ پائے گا
 اے ضیاء الحق حسام الدین عیال
 اے ضیاء الحق حسام الدین واضح طہ پر
 اے پسر ہر مختصر افسانہ نیست
 اے بیانا ہر مختصر افسانہ نہیں ہے

۱۔ مقتفی۔ پیچھے۔ مختفی۔ پوشیدہ
 برزخ۔ گواہوں کا وہ شگاف نظر نہیں آتا
 ہے۔ زفاف۔ دہن کو دوہلا کے پاس
 بھیجنا یعنی انسانوں کی دلِ آخرت کی
 طرف روانگی۔ اے پسر۔ ہر قصہ مختصر
 افسانہ نہیں ہوتا جو معارف کو جانتے
 ہیں اس سے اچھے نتائج نکال لیتے
 ہیں۔ بیگانہ۔ یعنی اللہ کے لئے وہ
 قصہ بیکار نہیں ہوتا ہے۔

شرح آں کور دُور بین وَاں کر تیز شنو وَاں برہنہ دراز دامن
 اس دور تک دیکھنے والے اندھے اور اس تیز سننے والے بہرے اور اس بے دامن والے ننگے کی شرح

کر ۲ اہل راداں کہ مرگِ ماشنید
 بہرا امید کو کچھ کہ اس نے ہماری موت کی خبر سنی
 حرصِ نابینا ست بیند موبمُو
 لالچ اندھا ہے ہاں ہاں دیکھتا ہے
 عیبِ خود یک ذرہ چشمِ کور او
 اس کی اندھی آنکھ اپنا عیب نے زندہ بلکہ بھی
 عورِ می ترسد کہ داماش بُرند
 لگا ڈرتا ہے کہ اس کا دامن کاٹ لینے کے
 مردِ دنیا مفلس ست و ترسناک
 دنیا دار انسان مفلس ہے اور خوفزدہ ہے
 او برہنہ آمد و غریاں رَوَد
 وہ ننگا آیا اور ننگا جائے گا
 وقتِ مرگش کہ بُو دصد نوحہ پیش
 اس کے مرنے کے وقت جبکہ سنگڑوں نے وہی ہوتے ہیں
 آں زماں داند غنی کش نیست زر
 اس وقت لہلہ جان جاتا ہے کہ اس کے پاس مل نہیں ہے

۲۔ کہ۔ اس قصہ میں بہرے
 سے انسان کی تمنا میں مراد ہیں تمنا
 اور امید دوسروں کی موت کی خبر سنی
 ہے اپنی موت کی خبر سے بہری ہوئی
 ہے اور دنیا سے اپنے نکل ہونے کو
 نہیں دیکھتی۔ حرص۔ اس قصہ میں
 اندھے سے مراد انسان کی حرص ہے
 جو اپنے عیب سے اندھی ہے اور
 دوسروں کا عیب خوب دیکھتی ہے۔
 عور۔ ننگے سے مراد وہ شخص ہے جو
 نیک اعمال سے خالی اور آخرت کی
 دولت سے مفلس ہے۔

۳۔ مرد دنیا۔ دنیا دار مفلس سے اس
 لئے کہ دنیاوی دولتِ آخرت میں کوئی
 فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ لا برہنہ۔ دنیا
 دار لگا پیدل اور لہو لہو سے کہ اس سے
 ننگا مرنے گا۔ وقت مرگ۔ جب اس
 دنیا کی دولت کی حقیقت کھل جائے
 گی جس پر چھوڑوں کا خوف کھاتا تھا تو
 اپنے کو پوچھے گا۔ آں زماں۔ جب نہ
 دنیاوی دولت کام آئے گی نہ دنیاوی
 بہتر ہے سمجھے گا کہ کس قدر مفلس اور
 بے بہتر ہے۔

۴۔ عیبِ خود۔ اپنے عیب کو
 عیب نہیں سمجھتا اور
 دوسروں کے عیب کو
 عیب سمجھتا ہے۔

چوں! کنارِ گود کے پُر از سفا
 جیسا کہ بچہ کی گوی جو شیکروں سے بڑی ہوئی ہے
 گریستانی پارہ گریاں شود
 اگر تو اس کا شیکر لے لے تو وہ رونے لگے
 چوں نباشد طفل را دَاشِ دِثار
 چونکہ بچے کو عقل کا لباس حاصل نہیں ہے
 محتشم^۲ چوں عاریت را ملک دید
 مالک نے چونکہ مانگی ہوئی چیز کو ملکیت سمجھا
 خواب می بیند کہ اُورا ہست مال
 خواب دیکھتا ہے کہ اس کا مال ہے
 چوں ز خوابش بر جہاند گوش کش
 جب کان کھینچے والا اس کو نیند سے اٹھاتا ہے
 ہمچنان لرزنی اس عالماں
 اسی طرح کا ان ہنرمندوں کو خوف ہے
 از پے اس عاقلانِ ذوقنون
 انہی ہنرمند عقلمندوں کے لئے
 ہر گھنٹہ کے ترساں ز ذوقی کسے
 ہر گھنٹہ کسی کے چمالینے سے ڈرتا ہے
 گوید سچ او کہ روز گارم می برد
 کہتا ہے کہ وہ میرا وقت برباد کرتا ہے
 گوید از کارم بر آوردند نطق
 کہتا ہے لوگ مجھے بیکار بناتے ہیں
 عورتر ساں کہ منم دامن کشاں
 نکا ڈرتا ہے کہ میں دامن کھینچنے والا ہوں
 صد ہزاراں فضل و اندازِ علوم
 علم کی لاکھوں فضیلتیں جانتا ہے

گو براں لرزاں بود چوں رب مال
 جو ان کے لئے ایسا لڑتا ہے جیسا کہ مالک
 پارہ گر بازش وہی خنداں شود
 اگر تو اس کو شیکرا دو بارہ دیدے سے وہ ہنسنے لگے
 گریہ و خندش ندارد اعتبار
 اس کا رونا اور ہنسا اعتبار نہیں رکھتا ہے
 پس براں مالِ درد غیث می طپید
 اس لئے اس غلطی پر تڑپتا ہے
 ترسد از خوردے کہ بر باید جوال
 چہ سے ڈرتا ہے کہ تجیلا اڑا لے جائے گا
 پس ز ترسِ خویش تسخر آیدش
 تو اپنے خوف سے اس کو ہنسی آتی ہے
 کہ بود شاں علم و عقل اس جہاں
 جن کو اس دنیا کا علم و عقل ہے
 گفت ایزدِ دَرَبے لَا یَعْلَمُونَ
 قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نہیں جانتے
 خویشتن را علم پندار دے
 اپنا علم بہت سمجھتا ہے
 خود ندارد روزگارِ سود مند
 حالانکہ خود مفید وقت نہیں رکھتا ہے
 غرق بیکاریست جانش تا مخلوق
 حالانکہ اس کی جان خلق تک بیکاری میں غرق ہے
 چوں رہانم دامن ز چنگالِ شاں
 ان کے چنگل سے اپنا دامن کس طرح چھڑاؤں
 جان خود را می نداند آلِ ظلوم
 وہ ظالم اپنی جان کو نہیں جانتا ہے

۱۔ چوں۔ کنند۔ اس دنیا اور اس
 حالت میں بچہ کی جیسا ہے جس نے پلو
 میں کنکریاں جمع کر رکھی ہوں اور ان کو
 دولت سمجھ رہا ہوں ان کنکریوں کے
 لئے سے ڈرتا ہوں اور اگر کوئی ایک کنکری
 لے لے تو رونے لگے اور اس کو واپس
 دید تو ہنسنے لگے۔ دثار۔ بالائی لباس۔
 ۲۔ محتشم۔ دنیا اور دولت و شہرت
 والا۔ عاریت۔ دنیا کی دولت اس کے
 پاس عارضی ہے خواب۔ یہ دولت
 کسی سے جیسے کہ کوئی خواب میں
 دولت کو دیکھتا ہے۔ چون۔ جو شخص
 اپنے خواب کے مال پر چھوٹا سے
 زرد ہاتھ بیدار ہونے پر اس کو اپنے اوپر
 ہنسی آئے گی یہی حال آخرت میں
 دنیا دار کا ہوگا۔ از پے۔ دنیا دار عقلمندوں
 کو قرآن نے بے علم کہا ہے
 ہر یکے ہر دنیا دار اپنے علم کے بارے
 میں چھوٹے ڈرتا ہے۔
 ۳۔ گوید۔ دنیا دار عالم کہتا ہے کہ
 لوگ میرا وقت ضائع کرتے ہیں
 جس سے میرے علم کو خطرہ ہوتا ہے
 حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وقت
 اس کے لئے تـ قطعاً غیر مفید
 ہے۔ گوید۔ وہ کہتا ہے لوگ آکر مجھے
 بیکار بناتے ہیں حالانکہ جو اس کی
 مصروفیتیں ہیں وہ خود بیکاری کے
 مرادف ہیں۔ خود۔ یہ دنیا دار علوم
 آخرت سے خالی ہے لیکن سمجھتا ہے کہ
 ہے کہ دوسرے اس کے علوم کو برباد کر
 رہے ہیں۔ صد ہزاراں۔ دنیا کے
 لاکھوں علوم کا عالم ہے لیکن اپنی روح
 کے بارے میں وہ ظالم چلن ہے۔

در بیان جوہر خود چوں خرے
اپنے جوہر کے معانی میں گدھے کی طرح ہے
خود ندانی تو بجزوی یا عجوز
تو خود نہیں جانتا کہ تو بجزوی ہے یا بڑھیا
توروا یا نا روائی میں تو نیک
تو غور کر ' تو خود جائز ہے ' یا ناجائز
قیمت خود را ندانی احمقیست
تو اپنی قیمت نہیں جانتا ' یہ عمارت ہے
شکری سعدی تو یا ناشسته
تو یہ غور نہیں کرتے کہ تو سعد ہے یا میلا
کہ بدانی من یتیم در یوم دیں
کہ تو جان لے کہ قیامت کے دن میں کون ہوں
کہ یہ بخشید جملہ را جان ابد
کہ وہ سب کو ابدی جان عطا کر دے
بنگر اندر اصل خود کو ہست نیک
اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی ہے
کہ بدانی اصل خود اے مردم
اے بڑے شخص! کہ تو اپنی اصل کو جان لے

داندے او خاصیت ہر جوہرے
وہ ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے
کہ ہمیں دانم بجزوی ولا بجزوی
کہ میں بجزوی اور لا بجزوی کو جانتا ہوں
اس روا آں ناروا دانی ولیک
تو یہ جانتا ہے یہ جائز ہے وہ ناجائز ہے لیکن
قیمت ہر کالہ میدانی کہ چہست
تو ہر سودے کی قیمت جانتا ہے کہ کیا ہے
سعد ہا ۲ و نخسہا دانستہ
تو سعادتوں اور نحوستوں کو جانتا ہے
جان جملہ علمہا ینست و این
تمام علوم کی جان حاصل نہیں ہے
جان جملہ علمہا ینست خود
خود تمام علوم کی جان یہ ہے
آں اصول ۳ دیں بدانیستی تو لیک
تو نے دین کے اصول جان لئے لیکن
از اصولیت اصول خویش بہ
تیرے اصول ہونے سے اپنے اصول بہتر ہیں

ازند۔ دنیا کی چیزوں کی اصلیت
کو سمجھتا ہے اپنے جوہر روح کے
بارے میں گدھے پن کا ثبوت دیتا
ہے کہ ہمیں۔ دنیا دار عالم اس کا دعویٰ
کرتا ہے کہ میں مفتی ہوں اور میں
جائز ہوں ناجائز کو جانتا ہوں۔ خود ندانی۔
یعنی اس مفتی کو خود یہ علم نہیں کہ وہ مفتی
ہے یا نادان بڑھیا۔ بجزوی۔ یعنی جائز
و ناجائز کا فتویٰ دینے کے قائل۔
عجوز۔ بوجہی عہدت جو مومنا دلائل سے
ناواقف ہوتی ہے۔ اس۔ یعنی فقیر اتنا
تو جانتا ہے کہ یہ بات جائز ہے اور یہ
بات ناجائز ہے لیکن اس کو اپنا کچھ پتہ
نہیں ہوتا کہ وہ کس حالت میں ہے۔
قیمت۔ دوسروں کے احوال سے
واقف ہونا اور اپنے احوال سے غافل
ہونا حماقت ہے۔

۲ سعد ہا۔ دنیا دار عالم نجوم
ستاروں اور چیزوں کی نحوست اور
سعادت سے واقفیت رکھتا ہے لیکن
اپنے بارے میں وہ کچھ نہیں سمجھتا کہ
خود نیک بخت ہے یا بد بخت ہے۔
جان جملہ۔ تمام علوم کی اصل تو یہ ہے
کہ انسان اپنے بارے میں یہ علم
حاصل کرے کہ قیامت کے دن اس
کا کیا حال ہونا ہے۔

۳ اصول دین۔ دین کے اصول
تو جاننا ضروری ہیں لیکن اس سے زیادہ
یہ ضروری ہے کہ اپنی روح کے بارے
میں غور کرے کہ وہ نیک ہے یا نہیں۔
از اصولیت۔ اصول فقہ کے جانے
سے یہ بہتر ہے کہ انسان اپنی اصل
یعنی روح کو پہچانے۔ خرمی۔ خوشحالی۔
بقا۔ یعنی ابدی زندگی۔ صلح۔
جاننا۔ صلح۔ چھا گاہ۔ فراغ۔ یعنی
فراغ الہالی۔

صفت محمدی شہر سبا و ناشکری ایشان

سپاہر کی خوشحالی اور ان کی ناشکری کا بیان

می رمیدندے ز اسباب بقا
وہ بقا کے اسباب سے بھاگتے تھے
از چپ و از راست از بہر فراغ
دامین اور بائیں سے فراغت کے لئے

اصل شاں بد بود آں اہل سبا
ان اہل سبا کی اصل بدی تھی
داو شاں چنداں ضیاع و باغ و راغ
انکو اللہ نے اس قدر جانیدا اور باغ اور چراگاہ دی



بسکہ می افتاد از پُری ا شمار
 کثرت کی وجہ پھل بہت گرتے تھے
 آن شمار میوہ رہ رامی گرفت
 پھلوں کی بکھیر راستہ روک دیتی تھی
 سئلہ بر سر در درختان شاں
 ان کے ہاتھوں میں سر پر کی نوکری
 باد آں میوہ فشاندے بے کسے
 بغیر کسی شخص کے ' ہوا پھل جھاڑتی
 خوشہ ہائے زلفت تا زیر آمدہ
 سونے خوشے نیچے کو لٹکے ہوئے
 مرد کلخن تاب از پُری زر
 بھٹی جلانے والا سونے کی کثرت سے
 سنگ کلیچہ ۲ کوفتے در زیر پا
 کتے پاؤں کے نیچے قلعے روندتے
 گشتہ ایمن و وہ از دوز دو گرگ
 شہرہ گاؤں چھوڑ بھیزنے سے محفوظ ہو گئے ہے
 جامہ ایشاں اگر چرکیں شدے
 اگر ان کے کپڑے میلے ہو جاتے
 در تنور اند اختدے جامہ را
 وہ کپڑوں کو تنور میں ڈال دیتے
 گر بگویم شرح نعمتہائے قوم
 اگر میں قوم کی نعمتوں کی شرح کروں
 مانع آید از سخنہائے مہم
 تو وہ ضروری باتوں سے مانع بنے گی
 چوں زخدا بُروند ناشکری چنناں
 جب انہوں نے اس طرح کی ناشکری حد سے زیادہ کی

تنگ می شد معبرہ بر رہگذار
 چلنے والوں پر راستہ تنگ ہو جاتا ہے
 از پُری میوہ رہر و در شکفت
 پھلوں کی کثرت سے سفر تعجب میں تھے
 پُرشدے ناخواست از میوہ فشاں
 بغیر خواہش کے پھلوں کے جھڑنے سے بھر جاتی
 پُرشدے زان میوہ دا منہا بے
 ان پھلوں سے بہت سے دامن بھر جاتے
 بر سر و روئے روندہ می زوہ
 چلنے والے کے سر اور منہ کو لگتے
 بستہ بودے بر میاں زریں کمر
 کمر پر زریں بٹی باندھے رہتا ہے
 تخمہ بودے گرگ صحرا از نوا
 غذا کی کثرت سے جنگل کے بھیر یوں کو بدبشمی ہو جاتی
 بوزتر سیدے ہم از گرگ سترک ۲
 سونے بھیزنے سے بکری بھی نہ ڈرتی تھی
 آتش سوزندہ شاں صابون بدے
 جلانے والی آگ ان کا صابون ہوتا
 بعد یک ساعت شدے خوش باصفا
 تھوڑی دیر کے بعد وہ اچھا صاف ہو جاتا
 کہ زیادت می شد آں یوما فیوم
 جو روز یہ روز بڑھ رہی تھیں
 انبیاء بُروند ہر فاسق تقیم
 انبیاء فاسقوں کا حکم لے کر گئے
 غیرت حق کارگر شد در زماں
 اس وقت اللہ تعالیٰ کی غیرت کام میں لگ گئی

۱ پُری۔ کثرت۔ شمار۔ شہرہ کی جمع۔ پھل۔ مہر۔ گزرگاہ۔ راستہ۔ راہگذار۔ سفر۔ شمار۔ بکھیر۔ شکفت۔ تعجب۔ سئلہ۔ نوکری۔ ناخواست۔ بغیر چاہے۔ بکھیر۔ یعنی بغیر جھاڑنے والے کے کھن۔ تاب۔ حمایت۔ کمر۔ بٹی۔ کلیچہ۔ قلعہ۔ تخمہ۔ بدبشمی۔ گشتہ۔ مال۔ خوراک کی کثرت کی وجہ سے۔ چور کو چوری کی ضرورت نہ تھی۔ نہ بھیزنے کو کسی کے پھاڑنے کی۔ ۲ سترک۔ سترگ۔ موٹا۔ چرکین۔ میلان۔ آتش۔ آگ کے ذریعہ کپڑے دھونے کی کوئی خاص ترکیب ہوگی۔ انبیاء۔ یعنی انبیاء کو حکم ہوا کہ وہ ان کو راستہ دہی کا حکم دیں۔

آمدن پیغمبروں پر نصیحت اہل سب

اہل سب کی نصیحت کے لئے پیغمبروں کا آنا

سینر وہ پیغمبر آجنا آمدند

گمراہوں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں را جملہ رہبری شدند

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

مگر ہاں کے سب رہبر بنے

تیسرا پیغمبر وہاں آئے

کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو

کہ خوردا نعمت بہت ہو گئی شکر کر

شکر منعم واجب آمد در خرد

عقلی اعتبار سے انعام دینے والے کا شکر ضروری ہے

ہیں کرم بینید و ایں خود کس کند

ہاں کرم دیکھو اور یہ خون کون کرتا ہے

سر ۲ بہ بخشند شکر خواہد سجدہ

وہ سر عنایت کرتا ہے سجدہ کا شکر چاہتا ہے

شکر نعمت نعمت افزوں تر کند

نعمت کا شکر نعمت کو زیادہ بڑھاتا ہے

قوم گفتہ شکر مارا برد غول

قوم نے کہا ہمارا شکر بھوت لے گیا

ما پچتاں یژ مردہ کشتیم از عطا

ہم بخشش سے ایسے پڑمردہ ہو گئے ہیں

ماکی خواہیم نعمتہا و باغ

ہم نعمتیں اور باغ نہیں چاہتے

نعمت ۳ چہ سیر شد جاں ما ازیں

نعمت کیا چیز ہے اس سے ہماری طبیعت بھر گئی

انبیاء گفتند در دل علتی ست

انبیاء نے فرمایا دل میں بیماری سے

نعمت ازوے جملگی علت شود

اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بن جاتی ہیں

اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بن جاتی ہیں

اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بن جاتی ہیں

اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بن جاتی ہیں

اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بن جاتی ہیں

۱۔ جز کو۔ یعنی تم شکر کے گھوڑے کے بیدار کر کے چلاؤ۔ درخورد عقلاً بھی انعام دینے والے کا شکر یہ ضروری ہے۔ ہیں۔ اللہ کا یہ بھی کرم ہے کہ اس قدر نعمتوں پر محض ایک شکر یہ کا طلب ہے۔

۲۔ سر۔ اللہ نے سر عطا فرمایا ہے تو اس کا شکر یہ ہے کہ اس سر سے اس کو سجدہ کیا جائے۔ یا اللہ نے پاؤں بخشے ہیں تو ان کا شکر یہ ہے کہ اس کے لئے عبادت میں قیام و قعود کیا جائے۔ صد ہزاروں مصائب نعمتوں سے بدل جائے گے غول۔ بھوت شیطاں۔ ماشدیم۔ اہل سب نے کہا ہم تو ان نعمتوں سے مشکل ہیں اور ہمارے لئے اب نہ اطاعت میں لذت رہی نہ گناہ میں۔

۳۔ نعمت۔ یعنی جب نعمت ہمارے لئے باعث زحمت ہے تو ہم شکر کس چیز کا ادا کریں۔ انبیاء انبیاء نے اہل سب سے کہا تمہارا بدل میں مرض پیدا ہو گیا ہے جس نے حق شناسی کو تباہ کر دیا ہے اور تم نعمتوں کو زحمت سمجھنے لگے ہو بیمار کو اگر صحیح غذا بھی دی جاتی ہے تو وہ بیماری میں اضافہ کر دیتی ہے۔

چند خوش پیش تو آمدے مصر
 اے صدی تیرے سامنے بہت سی اچھی چیزیں آئیں
 تو عدوۃ ایں خوشیہا آمدی
 تو ان خوشیوں کا دشمن بن گیا
 ہر کہ او شد آشنا و یار تو
 جو تیرا واقف اور یار بنا
 ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم
 وہ جو تجھ سے بیگانہ بھی ہو
 انہم از تاثیر آل بیماری ست
 یہ بھی اسی بیماری کی تاثیر ہے
 دفع آل علت باید کرد زود
 اس بیماری کو فوراً دفع کرنا چاہیے
 ہر خوشی کا کاید بتونا خوش شود
 جو اچھی چیز تیرے پاس آتی ہے بری ہو جاتی ہے
 کیمیائے مرگ و خشک ست آل صفت
 یہ صفت موت اور بے چینی کی کیمیا ہے
 بس غذائے کہ زوے دل زندہ شد
 بہت سی غذائیں ہیں جن سے دل زندہ ہوتا ہے
 بس عزیزے کہ بناز اشکار شد
 بہت سے پیدے ہیں جو لاد پید میں شکر ہوئے
 آشنائی مع عقل با عقل از صفا
 عقل کی عقل سے شناسائی ظہور سے
 آشنائی نفس باہر نفس پست
 نفس کی ذلیل نفس سے شناسائی
 زانکہ نفسش گرد علت می تند
 کیونکہ اس کا نفس کسی غرض کا پکر کاٹا ہے

جملہ ناخوش گشت و صاف او کدر
 سب ناقص اور ان میں سے صاف مکدر ہو گئیں
 گشت ناخوش ہر چہ بروے کفزدی
 جس چیز پر تو نے ہاتھ دھرا وہ ناکور ہو گئی
 شد حقیر و خار در دیدار تو
 تیری نظر میں وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا
 پیش تو اوبس مہ است و محرم
 وہ تیرے لئے بہت بڑا اور با عزت ہے
 زہر او در جملہ خلقاں ساری ست
 اس کا زہر تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے
 شکر با آل ہم حدت خواہد نمود
 کس کے ہوتے ہوئے شکر بھی گندگی نظر آتی ہے
 آب حیواں گر رسد آتش شود
 اگر آب حیات آتا ہے آگ بن جاتا ہے
 مرگ گردد زال حیات عاقبت
 بالآخر اس کی وجہ سے تیری زندگی موت بن جاتی ہے
 چوں بیامد در تن تو گندہ شد
 وہ جب تیرے جسم میں آتی ہیں گندی ہو جاتی ہیں
 چوں شکارت شد بر تو خوار شد
 جب تیرا شکار بن گئے تیرے نزدیک ذلیل ہو گئے
 چوں شود ہر دم فزون باشد ولا
 جب ہو جاتی ہے ہر لمحہ اتنی بڑھتی ہے
 تو یقین می داں کہ ہر دم کمریست
 تو یقین کر ہر دم کھفتی ہے
 معرفت را زود فاسد میکند
 جان پہچان کو بہت جلد خراب کر دیتا ہے

۱۔ ٹوعد و اسی لئے تم نعمتوں کے دشمن بن گئے ہو۔ ہر کہ اسی بیماری کا پیکر ہے کہ جو تمہارے خیر خواہ ہیں وہ تمہارے نزدیک حقیر اور ذلیل ہیں اور جو بیگانے ہیں وہ تمہارے پیدے ہیں۔ مذہب لوہاں بیماری میں پوری قوم جلا سے شکر با آل اسی بیماری کا اثر ہے کہ تم شکر کو گندگی چیز سمجھتے ہو۔

۲۔ ہر خوشی۔ اس بیماری سے ہر اچھی چیز بری بن جاتی ہے۔ آب حیات زہر کا کام کرتا ہے۔ کیمیا۔ یہ مرض موت اور درد کا سبب ہے اور اس سے آخرت کی زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بس۔ اس بیماری کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے کہ جو شخص تمہاری محبت اور پیدگی دہے سے تمہارا شکر اور گرویدہ ہے تم اس کو ذلیل سمجھتے ہو۔

۳۔ آشنائی۔ جو دوستی عقل کی بنیاد پر ہوتی ہے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جو دوستی نفسانی غرض پر مبنی ہے زانکہ نفسانی دوستی غرض کی وجہ سے ہوتی ہے۔

دوستی با عاقل و با عقل گیر
 عقلمند اور عقل سے دوستی کر
 ہر چہ گیری تو مرض را آلتی
 تو جو بھی لے گا مرض کا آلہ کار ہے
 اور بیگیری مہر دل جنگے شود
 اگر تو دل کی محبت اختیار کرے گا وہ دشمنی ہو جائیگی
 بعد درکت گشت بے ذوق و کشیف
 تیرے پالنے کے بعد وہ بے ذوق اور گندہ ہو جائے گا
 چیز دیگر بجز ایں اے عہد
 اے یاد اں کے علاوہ کچھ کہہ
 باز فرد ازاں شوی سیر و نصیر
 پھر تو کل کو اں سے بھی دل بھرا اور متنفر ہو گا
 ہر حدیث کہنہ پشت نو شود
 ہر پہلی بات تیرے لئے نئی ہو جائے گی
 بشگفاند کہنہ صد خوشہ زگو
 پہلی بات گزشتہ میں سے سنگڑوں خوشے کھلانے کی
 بحر قلزم دید مارا فانقلق
 ہمیں بحر قلزم نے دیکھا تو وہ پھٹ گیا
 کہ بدل از راہ نیضے بنگرند
 جو دل کو نبض کے راستے سے دیکھتے ہیں
 کز فراست ما بعالی منظریم
 کیونکہ فراست کی جہ سے ہم بلند مقام پر ہیں
 جان حیوان بدیشاں اُستوار
 حیوانی روح ان سے ٹھیک ہوتی ہے
 ملہم ما پر تو نور جلال
 اللہ تعالیٰ کا نور ہم پر الہام کرنے والا ہے

گر نخواہی دوست را فردا نصیر
 اگر کل دوست کو کس دوست کو کل نصیر نہیں دیکھنا چاہتا ہے
 از سموم نفس چوں با علتی
 چونکہ تو نفس کی زہریلی ہوا سے بید ہے
 اگر بیگیری گوہرے سنگے شود
 اگر تو موتی لے گا وہ حیر ہو جائے گا
 اور بیگیری نکتہ بیکر لطیف
 اگر تو نیا پاک نکتہ حاصل کریں گا
 کہ من ایں را بس شنیدم کہنہ شد
 کہ میں نے اس کو بہت سنا ہے پہانا ہو گیا ہے
 چیز دیگر تازہ و نو گفتمہ گیر
 فرض کرو کہ دوسری کوئی تازہ اور نئی بات کہہ ہوئی ہو
 دفع ۲ علت گن چون علت خو شود
 کیونکہ بیماری عادت بن جاتی ہے بیماری کو دفع کر
 تاکہ از کہنہ بر آرد برگ نو
 حتی کہ پہلی بات نئے پتے نکالے گی
 ما طیبیانیم و شاگردان حق
 ہم اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور طیب ہیں
 آل طیبیان طبیعت دیگرند
 جسانی طیب دوسرے ہیں
 ما بدل ۳ بے واسطہ خوش بنگریم
 ہم بغیر واسطے سے دل کو خوب دیکھتے ہیں
 آل طیبیان غذایند و شمار
 وہ غذاؤں اور پھلوں کے طیب ہیں
 ما طیبیان فعالمیم و مقال
 ہم قولوں اور فعلوں کے طیب ہیں

۱۔ گر نخواہی۔ اگر یہ دوست بنانا
 چاہتے ہو جس سے کل کلفت نہ ہو
 عقل کی بنیاد پر عقلمند سے دوستی کرو
 سموم۔ انسان جب نفسانی امراض کی
 بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا ہر کام اس
 کی بیماری میں اسانڈ کریگا۔ وہ بگری۔
 نفسانی مریض کا علمی ذوق فنا ہو جاتا
 ہے۔ عہد جسم کے علمی نکتے۔ جی اں کو
 بدلے لگتے ہیں۔ چیز دیگر۔ اگر اور کوئی
 نکتہ بھی بیان کیا جائے گا تو کل کو اں
 سے بھی نصیر ہو جائے گی۔

۲۔ دفع۔ اگر عقلی بیماری کا علاج ہو
 جائے تو پہلی باتوں میں نئے نکتے
 نظر آئیں گے۔ بحر قلزم۔ حضرت
 موسیٰ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔
 طیبیان۔ طبیعت۔ یعنی انسانی مزاج
 کے طیب۔ نبض۔ جسانی طیب
 نبض دیکھ کر مرض کی تشخیص کرتا ہے۔
 ۳۔ ما بدل۔ انبیاء اور اولیاء و اہل واسطہ
 دل کو دیکھ لیتے ہیں۔ فراست۔ مخفی
 علامتوں سے کسی چیز کو پہچان لینا۔
 جان حیوانی۔ جسانی اطبا کا کام مزاج
 حیوانی کو ٹھیک کرنا ہے۔ ما طیبیان۔
 یہ انبیاء کا مقولہ ہے یعنی ہم انسان کو یہ
 بتاتے ہیں کہ تیرا کون سا فعل اور قول
 مہلک ہے اور کونسا نافع ہے۔ ملہم۔
 دل میں بات ڈالنے والا۔

کاچنیں فعلے ترا نفع یؤد و انجان فعلے زره قاطع شود

کہ ایسا فعل تیرے لئے نفع ہو گا اور ایسا فعل راجح سے جدا کرنے والا ہو گا

انچنیں! قولے ترا پیش آورد و انجان قولے ترا نیش آورد

ایسی بات تیرے آگے بڑھائے گی اور ایسی بات تیرے ذمہ نہ دے گی

انچنان و انچنیں از نیک و بد پیش تو بنہیم و بنمائیم جد

ایسا اور ویسا اچھا اور برا ہم تیرے سامنے دکھاتے ہیں اور اچھی طرح دکھاتے ہیں

گر تو خواهی اس گزیر در خواهی آل

اگر تو چاہے اس کو اختیار کر تو چاہے اس کو

واں طیبیاں را یؤد یوئے دلیل

ان طیبیوں کو دلیل سے سراہتا ہے

دست مزدے می نخواہیم از کسے

ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں

ہیں صلا بیماری نا سور را

آگہا! تیرے کی بیماری کے لئے پکار ہے

معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم کا پیغمبروں سے ان پر سلام ہو معجزہ مانگنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی

قوم نے کہا ' اے گروہ مدعی

چوں ۳ شامستہ ہمیں خواب و خورد

جبکہ تم بھی اسی سونے اور کھانے کے پابند ہے

چوں شمار دام اس آب و گلید

جبکہ تم اسی پانی اور مٹی کے جل میں ہو

حُب جاہ و سروری دارد براں

رجہ اور سروری کی محبت اس پر آگہ کرتی ہے

مانخواہیم اس چنیں لاف و دروغ

ہم اس طرح کی شیخی اور جھوٹ نہیں چاہتے

کو گواہ علم و طب نامی

نفع رساں طب اور علم کا کون گواہ ہے؟

ہمچو ما با شید و در وہ می خرید

ہماری طرح بنو اور گاؤں میں کھانا بیو

کے شما صیاد یسرخ ولید

تو تم دل کے یسرخ کے شکاری کہاں ہو؟

کہ شمارد خویش از پیغمبران

کہ اپنے آپ کو پیغمبروں میں شمار کرے

کردن اندر گوش و افتادن بدوغ

سننا اور چھانچ میں گرنا

انچنیں۔ یعنی انسان کو کونے

انفعال و اقوال اللہ سے قریب کرتے

ہیں اور کونے راستے روکتے ہیں۔

انچنان۔ انسانوں کے لئے نیکی

اور بدی کو خوب واضح کر کے بیان

کرتے ہیں۔ گرتہ خوانی۔ اس کے

بعد ہر انسان کو اختیار ہے کہ وہ بدی کا

راستہ اختیار کرے یا بھلائی کا۔ ہاں

طیبیاں۔ ہمسائی طیبیب عقلی دلائل

سے کام لیتے ہیں ہم ذی الہی سے

رہبری حاصل کرتے ہیں۔

دست مزدے تمام انبیاء

کہتے ہیں لا تسئلكم علیہ انحران

انحرانی الا علی اللہ۔ یعنی ہم تم سے

اس کام کی مزدوری نہیں مانگتے ہیں

ہماری مزدوری اللہ کے ذمہ ہے۔

ناسور۔ یعنی دھندلا نظر۔ کو گواہ۔

ان لوگوں نے انبیاء سے کہا اپنے

دعوے پر گواہاؤ۔ ہیں۔ شما کفدانے

انبیاء پر ہمیشہ۔ اسی قسم کا اعتراض کیا

ہے۔ ما لہذا الرسول یا کل الطعم

و تسئسئنی لے الاضواق یعنی یہ کیسے

انبیاء ہیں کہ بازاروں میں چلتے

بھرتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔

اس میں شک۔ یعنی کفدانے انبیاء

سے کہا کہ تم خود جبکہ آب و گلہ سے

بنے ہوئے ہو تو تم دوسروں کی کیا

اصلاح کر سکتے ہو۔ نہت جلد کفدانے

نے یہ بھی کہا کہ بڑا بننے کا شوق

پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے افتاد۔ دن

بدرغ۔ یعنی گھسیا پیڑوں حاصل کرنا۔

ماہ گوری حجابِ رویت ست

اندھے پن کا سرمایہ دید کا پردہ ہے

می نہ بینید اس گہر در دست ما

ہمارے ہاتھ میں اس جوہر کو نہیں دیکھتے ہو؟

ماش گردا نیم گرد و چشمہا

ہم اس کو آنکھوں کے گرد گھما رہے ہیں

کوئی بیند گہر، حبسِ عماست

کہ وہ جوہر کو نہیں دیکھ رہا ہے اندھے پن کا قیدی ہے

کہ برآمد روز و برجہ کم ستیز

دن نکل آیا، اٹھا جا مخالفت نہ کر

گویدت اے کوراز حق دیدہ خواہ

تجھ سے وہ کہے گا اے اندھے اللہ تعالیٰ سے آنکھ مانگ

عینِ جستین کوریش باشد بلاغ

یہ ڈھونڈنا ہی اس کے اندھے پن کا اعلان ہے

کہ صباح ست و تو اندر پردہ

کہ صبح ہو گئی ہے اور تو پردے میں ہے

خامش و در انتظارِ فضل باش

چپ رہ اور اللہ کے فضل کا انتقاد کر

زیرِ شقاوت روئے دل برتابت

اس بدبختی سے تیرے دل کا رخ موز وے

آئینہ پنہاں شد از تو در نمد

آئینہ تجھ سے نمدے میں چھپ گیا ہے

خویش رسوا کردن ست اے سندنو

اسے بد مزاج بنا اپنے آپ کو رسوا کرنا ہے

وین نشانِ مستن نشانِ علت است

اور یہ دلیل طلب کرنا بیماری کی علامت ہے

انبیاء گفتند کایں زان علت ست

انبیاء نے کہا یہ باتیں اسی بیماری کی وجہ سے ہیں

دعویٰ مارا شنیدید و شما

تم نے ہماری دعویٰ سن لیا اور تم

امتحان سب اس گہر مر خلق را

یہ جوہر لوگوں کی آزمائش ہے

ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست

جو یہ کہے کہ گوا کہی ہے اس کی بات خود گوا ہے

آفتابے در سخن آید کہ خیز

سورج کے آگے نہ

تو بگوئی آفتابا گوا گواہ

تو کہے، اے آفتاب! گوا کہی ہے

روز ۲ روشن ہر کہ او جوید چراغ

جو شخص روشن دن میں چراغ ڈھونڈے

ور نمی بینی گمانے بردہ

اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو نے محض ایک گمان کیا ہے

کوری خود را مکن زیرِ گفت فاش

اس گفتگو سے اپنے اندھے پن کو ظاہر نہ کر

فصل بے علت مگر دریا بدت

شاید بے غرض فضل تجھے حاصل ہو جائے

ورنہ ۳ ماندی در چنیں کوری ابد

ورنہ تو ہمیشہ ایسے ہی اندھے پن میں رہے گا

در میان روز گفتن روز کو

دن میں کہنا کہ دن کہی ہے

ضمیر و خاموشی جذوب رحمت است

مہر اور خاموشی رحمت کو کھینچنے والی ہے

۱۔ انبیاء انبیاء نے کافروں سے کہا

کہ تم ہماری نبوت کو ٹکس دیکھتے ہو یہ

تمہارا اندھا پن ہے دعویٰ۔ یعنی

نبوت کا دعویٰ۔ اس گہر۔ یعنی۔ نبوت

و رسالت۔ ماش۔ گردائیم۔ یعنی اپنی

نبوت سب کو دیکھا رہے ہیں۔ ہر کہ

گوید۔ جو شخص ہماری رسالت کو نہیں

دیکھتا ہے اور گواہ طلب کرتا ہے یہ

بات خود اس کی گواہ ہے کہ وہ اندھا

ہے۔ آفتابے۔ اگر آفتاب کسی سے

کہے کہ میں موجود ہوں اور دوسرا کہے

کہ اپنے وجود پر گواہ لاتو یہ اس کہنے

والے کے اندھے ہونے کی دلیل

ہے۔ آفتاب خود اپنے وجود کی دلیل ہے

۲۔ روز۔ جو شخص دن میں چراغ

تلاش کرے وہی بنی۔ یعنی اگر کسی

کو آفتاب رسالت نظر بھی نہ آئے وہ

کم از کم اس قدر کرے کہ یہ گمان کر

لے کہ شاید وہ نکلا ہو اور میں خود

پردے میں ہوں لے مجھے نظر نہیں

آتا ہے۔ فصل بے علت۔ یعنی

فضل خداوندی۔ زیرِ شقاوت۔ یعنی

آفتاب رسالت کا نظر نہ آنا۔

۳۔ ورنہ اگر علی الاعلان مخالفت

کرے گا تو ہمیشہ کے لئے بدبختی میں

جلا ہو جائے گا اور اس کو آئینہ رسالت

میں اپنا چہرہ نظر نہ آئے گا۔ درمیان۔

اگر کوئی شخص دن میں یہ کہے کہ دن

کہی ہے اور وہ خود اپنے اندھے پن کو

ظاہر کر کے رسولی مول لے رہا ہے۔

جذوب۔ کھینچنے والا۔ نشانِ جستین۔

یعنی معجزہ طلب کرنا۔

انصتوا پذیر تابر جان تو
 قصو کو قبول کر لے تاکہ تیری جان پر
 گر نحواہی نکس پیش اس طیب
 اگر تو بھائی کی پلٹ نہیں چاہتا ہے اس طیب کے سامنے
 گفت افزوں را تو بفروش و بخر
 زیادہ گفتگو کر بیچ ڈال ' اور خرید لے
 تا ثنائے تو بگوید فصل ہو
 تاکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تیری ایسی تعریف کرے
 چوں طیبیاں را نگہدارید دل
 جب تم طیبیوں کے دل کی نگہداشت کرو گے
 دفع ۳۱ اس کوری بدست خلق نیست
 اس اندھے پن کو دفع کرنا مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے
 اس طیبیاں را بجاں بندہ شوید
 ان طیبیوں کے دل سے غلام بنو

آید از جاناں جزائے انصوا
 محبوب کی طرف سے قصو کا بدلہ آے
 بر زمیں زن زود سر راے لیب
 اسے ذہن سر کو جلد زمین پر رکھ دے
 بذل جان و بذل جاہ و بذل زر
 جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی
 کہ حسد آرد فلک بر جاہ تو
 کہ تیرے رتبے پر آسمان حسد کرے
 خود بہ بینیذ و شوید از خود نخل
 خود دیکھ لو گے ' اور خود شرمندہ ہو گے
 لیک اکرام طیبیاں از ہدایت
 لیکن طیبیوں کی عزت کا اسباب ہدایت میں سے ہے
 تا بمشک و عنبر آگندہ شوید
 تاکہ مشک اور عنبر سے پر ہو جاؤ

مہتمم داشتن قوم انبیاء را علیہم السلام

قوم کا انبیاء علیہم السلام پر تہمت لگانا

قوم گفتند انہم زرق ست و مکر
 قوم نے کہا یہ سب فریب اور مکر ہے
 ہر رسول شاہ باید جنس او
 ہر شاہ کا قاصد اس کا ہم جنس ہونا چاہیے
 مغز خر خوردیم تا ما چوں شما
 ہم نے گدھے کا بھیجا کھلایا ہے کہ ہم تم جیسے
 کو ہما گو پشہ کو گل گو خدا
 کہہا ہا کہہا پشہ کہہا مٹی کہہا اللہ
 ایں چه نسبت ایں چه پیوندی بود
 یہ کیا نسبت ہے یہ کیا تعلق ہے

کے خدا نائب کند از زید و بکر
 خدا زید ' اور بکر کو کب قائم مقام بناتا ہے؟
 آب و گل گو خالق افلاک گو
 پانی اور مٹی کہہا اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا کہہا؟
 پشہ را داریم ہما
 پشہروں کو ہا کا ہمارا سمجھیں
 ز آفتاب چرخ چه بود ذرہ را
 ذرہ کو آسمان کے سورج سے کیا واسطہ
 تاکہ در عقل و دماغ در رَوَد
 جو عقل اور دماغ میں آئے

انصوا قرآن پاک میں ہے
 و انما نقضی فقرآن فلتصبروا لہ و
 قصوا لعلکم ترخفون یعنی جب
 قرآن پڑھا جائے تو تم کان لگاؤ اور
 خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کر دیا
 جائے۔ گر نحواہی نکس۔ یعنی اگر تو
 مرض کے پٹنے کا خواہش مند نہیں
 ہے طیب۔ یعنی رسول۔ گفت۔
 انبیاء اور رسولوں کے سامنے زیادہ
 گفتگو مناسب نہیں ہے ان کے لئے
 ہر طرح کی قربانی کرنی چاہیے تاکہ
 ثنائے انسان کی قربانیاں پر اللہ تعالیٰ
 ایسی تعریف فرمائے گا کہ آسمان کو اس
 پر حسد آئے گا۔ چوں۔ جب ان انبیاء
 کی دلداری کی جائے گی تو انسان پر خود
 اپنی حقیقت کھل جائے گی۔

دفع۔ رسالت نظر آنے کے
 مرض کا دماغ پر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں
 ہے اور ان لوگوں کی تو قیر کرنا اس مرض
 کے ذبیحہ کا سبب ہے۔ قوم۔ یعنی اہل
 سب کے خدا۔ بھلا انسان کو اللہ تعالیٰ
 اپنا خلیفہ کب بنا سکتا ہے۔ ہر رسول۔
 شاہ اور اس کے قاصد کا ہم جنس ہونا
 ضروری ہے انسان جو آب و گل سے
 بنا ہے اس کو اللہ سے کیا مناسب

ہے
 مع مغز خر۔ گدھے کا مغز کھانے
 سے انسان گدھا بن جاتا ہے۔ پشہ۔
 یعنی انسان۔ ہما۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ کو
 ہما۔ اللہ تعالیٰ اور انسان میں کیا
 نسبت ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت۔
 ایں چه کسی انسان کا اللہ تعالیٰ سے
 تعلق ہونا عقل میں نہیں آ سکتا۔

آج کجا! میں گفت بیہودہ کجا
 یہ بیہودہ گفتگو کب تک؟
 خود کجا کو آسمان کو رسیماں
 یہ خود کہیں سے کہیں آسمان کہیں کجا دھاگا؟
 غالباً ما عقل داریم اس قدر
 غالباً ہم اتنی تو عقل رکھتے ہیں
 اس چندرق ست و چشیدست و دغا
 یہ کیا کمر ہے ' یہ کیا فریب اور دغا ہے
 می نگیر و مغز ما اس داستان
 اس افسانے کو ہادی عقل قبول نہیں کرتی
 گندنا رامی شناسیم از گور
 کہ گندنے کو گاجر سے پہچان لیں

۱۔ تاکجا۔ اکل سہانے انبیاء سے یہ
 کہہ رہے ہیں۔ پندیا کا کیا دھاگا۔
 غالباً ہم میں اتنی عقل تو ہے کہ
 گندنے اور گاجر میں فرق کر لیں۔
 گندنا۔ عربی میں اس کو کراٹ کہتے
 ہیں ایک بدبودار پھل ہے جو کہانی جانی
 ہے حکایت اکل سہانے یہ قصہ عقل
 کیا کہ تہمداری تو وہی مثال ہے جیسا
 خرگوش چاند کا رسول بنا تھا۔ من
 رسول۔ خرگوش نے کہا میں چاند کا
 قاصد اور پیغامبر ہوں اور چاند کا ہمراہ
 ساتھی ہوں۔

حکایت خرگوشاں کہ خرگوشے را بر سالت پیش فیل
 من خرگوشوں کا قصہ کہ ایک خرگوش کو ہاتھی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا
 فرستادند کہ بگو کہ من رسول ماہ آسمانم در پیش تو کہ ازیں
 کہ تو جا کر کہہ کہ میں آسمان کے چاند کا تیرے لئے قاصد ہوں کہ تو پانی کے
 چشمہ آب حذر کن چنانچہ در کتاب گلیلہ و دمنہ آمدہ
 اس چشمے سے پرہیز کر جیسا کہ کلیہ اور دمنہ کتاب میں مذکور ہے

۲۔ گو۔ یہ خرگوش فرضی طور پر چاند
 کا رسول اس لئے بنا تھا کہ تمام جانور
 چشمے پر ہاتھیوں کے آنے سے خشک
 تھے اور سب نے دل کر یا ایک سازش
 کی تھی کہ ہاتھی اس چشمے پر آنا چھوڑ
 دیں۔ غلہ۔ جنگل کے سب جانور
 ہاتھیوں کے ذر سے اس چشمے کے
 پانی سے محروم ہو گئے تھے چونکہ لڑنے
 میں تو کمزور تھے اس لئے انہوں نے
 یہ تدبیر سوچی تھی۔ زال۔ بڑھیا۔
 غرہ۔ جنگی رات کا چاند۔

اس بدال ملد کہ خرگوشے بگفت
 یہ تو ایسا ہے کہ ایک خرگوش نے کہا
 کز ۲ رمہ پیلاں از اں چشمہ زلال
 کیونکہ ہاتھیوں کے جھنڈے سے اس صاف چشمے پر
 جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور
 سب محروم تھے اور ذر کی وجہ سے چشمے سے دور تھے

۳۔ شاہ۔ ہاتھیوں کے بادشاہ
 کو خرگوش نے حکم دیا کہ وہ غم نہ کرے اور
 پھر کہا کہ میں چاند کا قاصد ہوں۔ ماہ
 میگوید۔ میں چاند کی طرف سے
 پیغام لایا ہوں چاند نے کہا ہے کہ یہ
 پانی کا چشمہ میری ملکیت ہے تم اس پر
 نہ آیا کرو۔ مگر کہتا ہے مانو گے تو اٹھ جانا
 دوں گا۔ ستم تکشم۔ یعنی میں نے
 تمہارا عظیم تم کو بتا دیا ہے اور اپنا فرض ادا
 کر دیا ہے۔

از سر گہ بانگ زد خرگوش زال
 ایک بوزے خرگوش نے پہاڑ پر سے آواز دی
 شاہ ۳ پیلاں من رسولم پیش بایست
 اسے ہاتھیوں کے بادشاہ سے کہہ دو جاؤں قاصدوں
 ماہ میگوید کہ اے پیلاں روید
 چاند کہہ رہا ہے کہ اسے ہاتھیوں بھاگ جاؤ
 ورنہ من تاں کو گروانم ستم
 ورنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا ' ظلم
 من رسول ماہم و با ماہ بخت
 میں چاند کا قاصد ہوں اور چاند کا ساتھی
 جملہ نچھیراں بیدند اندر و بال
 تمام جنگلی جانور مصیبت میں تھے
 حیلہ کردند چوں کم بود فور
 چونکہ طاقت کم تھی انہوں نے تدبیر کی
 سوئے پیلاں در شب غرہ ہلال
 ہاتھیوں کو چاند رات میں
 بر رسولان بند و زجر و خشم نیست
 قاصدوں پر پابندی اور ممکن اور غصہ مناسب نہیں ہے
 چشمہ آن ماست زیں یکسو شوید
 چشمہ ہادی ملکیت ہے اس سے ہٹ جاؤ
 گفتیم از گرون برون انداختم
 میں نے بتا دیا اپنا فرض ادا کر دیا

ترکِ ایں چشمہ بگوئید و روید
 یہ چشمہ چھوڑ دو پلے جاؤ
 نیک انشاں آنست کاندر چشمہ ماہ
 دیکھو علامت یہ ہے کہ چاند پانی میں
 کہ بیار اربع عشر اے شاہ پیل
 اے ہاتھیوں کے بادشاہ چھوڑیں کو آ
 آل فلاں شب حاضر آے شاہ پیل
 اے ہاتھیوں کے شہلا فلاں رات کو آجا
 چوں دو ہفتہ از مہ نو بگذیدر
 جب نئے چاند پر دو ہفتے گذر گئے
 چونکہ ز خرطوم پیل آل شب در آب
 اس رات کو جب ہاتھی نے پانی میں سوٹ ڈالی
 پیل ۳ باور کرد ازوے آل خطاب
 ہاتھی نے اس کی بات کا یقین کر لیا
 ترس ترساں باز گشتند آل رمہ
 دو جھنڈ خوف کھا کر داہیں ہو گیا
 مانہ زال پیلان گوئیم اے گروہ
 اے گروہ ہم کو بیوقوف ہاتھیوں میں سے نہیں ہیں

تا زخم تیغ من لمن شوید
 تاکہ میری تلوار کے زخم سے محفوظ ہو جاؤ
 مضطرب گردو ز پیل آب خواہ
 پانی پینے والے ہاتھی سے پریشان رہتا ہے
 تا درون چشمہ یابی زیں دلیل
 تاکہ چشمے میں تو اس کی دلیل حاصل کر لے
 تا درون چشمہ یابی آل دلیل
 تاکہ چشمے میں تو وہ دلیل پالے
 شاہ پیل آمد ز چشمہ می خرید
 ہاتھیوں کا بادشاہ آیا چشمے سے پانی پینے لگا
 مضطرب شد آب و مہ کرد اضطراب
 پانی ہلا ہوا چاند ہٹنے لگا
 چوں درون چشمہ مہ کرد اضطراب
 جب پانی میں چاند ہلا
 بعد ازاں نامدیکے زیشاں ہمہ
 اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ آیا
 کا اضطراب ماہ آرد ماں شکوہ
 کہ چاند کا ہلنا ہم پر وجہ قائم کرے

۱۔ نیک انشاں۔ خوشگوش نے کہا
 میرے سچا ہونے کی علامت یہ ہے
 کہ جب کوئی ہاتھی پانی پیتا ہے تو وہ
 چاند پریشانی میں ہٹنے لگتا ہے۔ کہ
 بیاد اگر یقین نہیں ہے تو چھوڑیں
 شب کو آنا اور میرے اس دعوے کی
 دلیل آنکھوں سے دیکھ لیجئے۔ چوں دو
 ہفتہ۔ جب چاند کے نکلنے پر دو ہفتے
 گزرنے کو ہوں تو ہاتھیوں کا بادشاہ
 چشمہ پر پانی پینے آیا۔ خرطوم۔ ہاتھی کی
 سونڈ۔

۲۔ پیل۔ جب پانی میں چاند کا
 عکس ہلا تو ہاتھی کو خوشگوش کی بات کا
 یقین آ گیا۔ ترس ترساں۔ ڈر کر
 چپ ہاتھیوں کا بادشاہ بھاگا تو سارے
 ہاتھی بھاگ پڑے اور پھر کوئی ہاتھی
 چشمہ پر نہ آیا۔ مانفلاں۔ یہ قصہ بنا کر
 نال سب نے کہا ہم ایسے بیوقوف نہیں
 ہیں کہ ہاتھیوں کی طرح تمہاری
 باتوں میں آجائیں۔

۳۔ انبیاء۔ ان کی اس تقریر پر انبیاء
 نے ان سے کہا کہ ہماری نصیحت سے
 تمہارے انکار کی بیڑیاں لہو سخت ہو
 گئیں۔ اور وہ نے زہر کا کام کیا۔
 ظلمت۔ جب کسی پر غضب خداوندی
 آتا ہے تو نور ہدایت اس کے لئے
 مزید اندھیرے کا سبب بن جاتا
 ہے۔

جواب گفتن انبیاء طعن ایشاں را و مثل آوردن ایشاں شکوں
 انبیاء کا ان کے اعتراض کا جواب دینا اور ان کی ایک مثال بیان کرنا

انبیاء ۳ گفتند آوہ پند ماں
 انبیاء نے فرمایا تمہاری نصیحت نے
 اے دریغا کہ دوا از رنج تاں
 ہٹے تمہاری نصیحت نے مرض کی جگہ سے دوا
 ظلمت افزو دایں چراغ آل چشم را
 یہ چراغ آنکھ کے اندھیرے کو لہو بڑھا دیتا ہے
 سخت تر کرد اے سفیہاں بندتاں
 اے بیوقوفو! تمہاری بڑی کو لہو سخت کر دیا
 گشت زہر جاں قہر آنج تاں
 جان کا زہر تمہارا قاتل قہر بن گیا
 چوں خدا بگماشت پردہ چشم را
 جبکہ اللہ تعالیٰ نے غضب کا پردہ ڈال دیا ہے

کہ ریاست ماں فزون ست از سما
ہادی سرہادی تو آسمان سے بڑھی ہوئی ہے
خلصہ کشتی ز سر گیس گشتہ پر
خصوصاً اس کشتی سے جو گور سے بھری ہوئی ہے
کافابے اندر و ذرہ نمود
جس میں سوچ ایک ذرہ نظر آئے
دیدۂ ابلیس جز طینے ندید
شیطان کی آنکھ نے مٹی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
زاں طرف جمید کورا خانہ بود
اسی طرف گئی جو اس کا مقام تھا
پیش بے دولت بگرد اوز ارہ
بدبخت کے لئے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں
پیش بد بختے نداند عشق باخت
ایک بدبخت کے سامنے جو عشق بازی نہیں جانتا ہے
می نسا و گمراہاں را راہ راست
گمراہوں کو سیدھا راستہ موقوف نہیں آتا ہے
وین مقلب قلب راسوء القصاصت
لہذا یہ ہلکے دل کو پھیرنے والی ہری تقدیر ہے
لعنت و کوری شمار ظلہ شد
لعنت لہذا پن تمہارا ساتھ ساتھ بن گیا
چوں نشاید عقل و جاں ہمزای حق
عقل و روح کو اللہ تعالیٰ کا ہمزای بنانا کیوں نامناسب ہوا
چوں نشاید زندہ ہمزای ملک
زندہ کا اللہ تعالیٰ کا ہمزای بنانا کیوں مناسب نہ ہوا

چہ ارئسی جست خواہیم از شما
ہم تم سے کیا سرہادی چاہیں گے
چہ شرف یا بدز کشتی بحر در
موتیوں کا سمندر کشتی سے کیا شرافت حاصل کریگا؟
اے دریغ آں دیدۂ کور و کبود
اس اندھی لہ تاریک آنکھ پر افسوس ہے
کادے گو بود بیشل و فرید
جیسا کہ آدم جو کہ بیشل لہ یکتا تھے
چشم دیوانہ بہارش دے نمود
شیطان آنکھ نے مہم بہد کو خزاں دکھلایا
اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ
بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں
اے بسا معشوق کا یاد ناشناخت
بہت سے معشوق ہیں جو بغیر جان بچوں کے جا نہیں کیلتے
احتمال را ایں چنین حرماں چراست
بیوقوفوں کی ایسی محرومی کیوں ہے؟
ایں غلط وہ دیدہ را حرمان ماست
آنکھ کو غلط دکھانے والی ہماری محرومی ہے
چوں بت سنگیں شمارا قبلہ شد
جب حجر کا بت تمہارا قبلہ بن گیا
چوں بشاید سنگ تاں انباز حق
تمہارے حجر کا اللہ تعالیٰ کا شریک ہونا ایسے مناسب ہوا؟
پشہ مردہ ہما را شد شریک
مرا ہوا حجر ہما کا شریک بن گیا

۱۔ چہ۔ جس کو اللہ کے تقریب سے
وہ مرتبہ حاصل ہو جو آسمان سے بھی
بلند ہے وہ تمہاری سرہادی کا کیا
خواہشمند ہو سکتا ہے۔ چہ شرف۔
جس سمندر میں موتی بھرے ہوں
اس کو گور بھری کشتی سے کیا شرافت
حاصل ہو سکتی ہے۔ اے دریغ۔ وہ
آنکھ قابل افسوس ہے جس کو آفتاب
ذرہ نظر آئے۔ کادے۔ یہ شیطانی
آنکھ کے گہاں نے حضرت آدم کے
پتلے کی مٹی کو دیکھا اور ان کے باطنی
لوصاف کو نہ دیکھا۔

۲۔ چشم دیوانہ۔ شیطان کو شیطانی
آنکھ نے حقیقت کے خلاف دکھلایا
حضرت آدم جو بمنزلہ بہد تھے اس کو
خرزاں نظر آئے خود ذلیل تھا اس کی نگاہ
ذلیل چیز پر پڑی اے بسا۔ بدبختوں
کو جتنی دولت حاصل نہیں ہوتی۔
ناشناخت۔ ناقدروں کو دولت ملتی ہے
لیکن وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔
حرمان۔ یعنی محنتوں کی محرومی کا سبب
ان کی حرمان بھیبی ہے جو اللہ تعالیٰ
کے حکم سن پر مسلط ہے۔

۳۔ چوں۔ انبیاء نے اہل سہا سے
کہا چونکہ تم بت پرستی میں مبتلا ہو
گئے ہو اس لئے لعنت لہذا ہاں تم
پر مسلط ہو گیا ہے۔ چوں بشاید۔
تمہارے اندھے پن کی یہ علامت
ہے کہ حجر کے بت کو اللہ کا شریک
سمجھ رہے ہو لیکن عقل لہ جان کو اللہ کا
ہمزای سمجھنے میں تمہیں اشکال پیش آ رہا
ہے۔ پشہ مردہ۔ یعنی حجر کا بت۔ ہما۔
یعنی اللہ تعالیٰ۔ ملک۔ اللہ تعالیٰ



آل اُبتِ مُردہ ترا شیدہ شامست
 وہ مردہ بت تمہارا گمراہا ہے
 عاشقِ خوشند و صنعتِ کردِ خویش
 وہ اپنے اور اپنی دستکاری کے عاشق ہیں
 نے دریاں دُمِ دولتے و نعمتے
 نہ اس دم میں کوئی دولت اور نعمت ہے
 گردِ سرگرداں بُو دآں دُمِ مار
 وہ سانپ کی دم سر کے چاروں طرف گھومتی رہتی ہے
 آنچناں ۲ گوید حکیمِ غزنوی
 غزنوی داتا ایسا ہی فرماتے ہیں
 کم فضولی کن تو در حکمِ قَدَر
 تقدیر کے فیصلے میں تو کیوں نہ کر
 شد مناسب عضوہا وابد انہا
 اعضاء اور بدن مناسبت سے بنے ہیں
 وصف ۳ ہر جانے مناسب باشدش
 ہر جانے صفت اس کے مناسب ہوتی ہے
 چوں صفت باجاں قرینِ کردست او
 جبکہ اس نے صفت کو روح کا ساتھی بنایا ہے
 شد مناسب و صفہا در خوب و زشت
 اچھائی اور برائی میں مناسب منتیں پیدا ہوتی ہیں
 دیدہ و دل ہست بین الاصبغین
 آنکھ اور دل دو انگلیوں کے درمیان ہیں
 اصح لطف ست و قہرے در میان
 مہر اور قہر کی انگلی ہے درمیان میں

پشہ زندہ ترا شیدہ خداست
 زندہ مجھ خدا کا بنایا ہوا ہے
 دُمِ ماراں را سرِ مارست کیش
 سانپوں کی دم کا مذہب سانپ کا سر ہے
 نے دریاں سرِ راحتِ دلذتے
 نہ اس سر میں کوئی راحت اور لذت ہے
 لائق اندو در خوردن آں ہر دو یار
 وہ دونوں دوست لائق اور مناسب ہیں
 در الہی نامہ گر خوش بشنوی
 "الہی نامہ" میں اگر تو اچھی طرح سنے
 در خور آمد شخصِ خرابا گوشِ خُر
 گدھے کا جسم گدھے کے کان کے لائق ہے
 شد مناسب و صفہا با جانہا
 اوصاف جانوں کے مناسب ہیں
 بیگماں باجاں کہ حق بترا شدش
 یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو روح کے مناسب پیدا کرتا ہے
 پس مناسب دانشِ بچوں چشمِ ورو
 تو اس کو چہرے اور آنکھ کی طرح مناسب سمجھ
 شد مناسب حرفہا کہ حق نوشت
 جو حروف اللہ تعالیٰ نے لکھے وہ مناسب ہیں
 چوں قلم در دست کاتبِ اے حسین
 اے حسین! جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم
 کلک دل با قبض و بسطے زیں بنان
 ان سر نوشت سے دل کا قلم تنگی اور کشادگی میں ہے

۱ آل اُبت۔ بت جو تم نے خود
 اپنے ہاتھوں سے تراشا وہ اللہ تعالیٰ کا
 شریک ہو گیا لیکن تمہارے نزدیک
 انسان جو اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ اللہ کا ہمراز
 نہیں ہو سکتا۔ عاشق۔ تو تم دراصل
 اپنے اور اپنی مصنوعات کے عاشق
 ہو۔ دُمِ ماراں۔ سانپ کی دم سانپ
 کے سر کی اطاعت کرتی ہے۔ مثل
 مشہور ہے۔ جیسی روح ویسے
 فرشتے گردنہ۔ جس جانب منہ
 جائے گا اسی جانب اس کی دم جائے
 گی۔ دیار۔ یعنی سانپ کی دم اور سر۔
 ۲ آنچناں۔ حکیم سنائی غزنوی
 نے الہی نامہ میں جو باتیں سمجھائی
 ہیں ان کو بیان کر کے یہ بات بتاتے
 ہیں کہ کفار کی محرومی اور ان کی عجیب
 عققل پر تعجب کی ضرورت نہیں ہے
 اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مضمر ہیں
 وہی اپنی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ کم
 فضولی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں
 زیادہ باتیں بنانا بیکار ہیں اس نے ہر
 کام مناسبت سے کیا ہے۔ عضوہا۔
 اللہ تعالیٰ نے سارے اعضاء
 اور بدنوں میں خاص تناسب رکھا ہے
 ہر روح میں اس کے مناسب اوصاف
 پیدا فرمائے ہیں۔
 ۳ وصف۔ ہر جان کے اوصاف
 اس کے مناسب پیدا فرماتے ہیں
 جب اللہ تعالیٰ نے ایک روح کے
 لئے صفت کفر پیدا فرمائی ہے تو وہی
 صفت اس کے مناسب تھی۔ شد
 مناسب۔ قلم تقدیر نے جو حروف
 لکھے وہی اس شخص کے مناسب
 تھے۔ دیدہ و دل۔ انسان کا دل اور آنکھ
 قدرت کی دو انگلیوں کے قبضے میں
 ہیں وہ جس طرف چاہتی ہے ان کا
 رخ موڑ دیتی ہے۔ اصح۔ بہتر۔
 انگلیوں کے درمیان میں قلم دل سے وہ
 ایک قہر کی انگلی ہی دوسری قہر کی انگلی
 ہے۔ بنان۔ بنانا۔ جمع سر نوشت



اے اے قلم بنگر گرا جلاستی
اے قلم اگر تو خلی ہے تو خیل رکھ
جملہ قصد و جہت زیں اصبع ست
تیرا سب لہو اور حرکت اس ہانگی سے ہے
ایں حروفِ حالہات از رخ اوست
تیرے احوالے کے حروف اس کی تحریر کے ہیں
جو نیاز و جزو تضرع راہ نیست
دعا اور عاجزی کے علاوہ کوئی راست نہیں ہے
ایں قلم داند ولے بر قدر خود
اس کو قلم جانتا ہے لیکن اپنے مرتبہ کی بقدر
انچہ در خرگوش و بیل آویختند
وہ جو کچھ خرگوش اور باہمی کیفیت سے متعلق ہوئے

کہ میان اصبعین کیستی
کہ تو کس کی وہ انگلیوں کے درمیان میں ہے
فرق تو بر چار راہ مجمع ست
تیرا فرق مجمع کے چھوٹے پر ظاہر ہونے والا ہے
عزم و فحمت ہم ز عزم و فحمت اوست
تیرا لہو اس کو فحمت کہنا ہی کے لہو سے مدح کرنے سے ہے
زیں تقلب ہر قلم آگاہ نیست
اس گفت سے ہر قلم باخبر نہیں ہے
قدر خود پیدا کند در نیک و بد
اچھائی اور برائی میں اپنا مرتبہ سمجھ لیتا ہے
تا ازل را با حیل آمیختند
حتی کہ حکمت لاری کو دنیوی حیلوں سے ملا دیا

بیان آنکہ ہر کس را نرسد مثل آوردن حصہ در کار الہی
اس کا بیان کہ ہر شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ مثل بیان کرے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے کام کی

کے رسد تا اسں مثلہا ساختن
ان کو کیا حق تھا کہ انہوں نے یہ مثالیں گھڑیں
آن مثل آوردن آنحضرت ست
مثال دینا اس جہاد کا حق ہے
تا بزلف ویا برخ آری مثل
تا کہ تو زلف یا رخداد کی مثل بیان کرے
اژدہا بد سر آو لب می گشود
اژدہا تھا اس کے راز کو ہونٹ کھلانا تھا



پرہیز منکشف ہوا تو جب حضرت موسیٰ کاظم بھی ناقص بنے تو ہم ان نفسانی خواہشوں کی حقیقت جو کہ اصل شیطانی (۱۰۳۸) ہیں کیا سمجھ سکتے ہو۔

اے قلم۔ دل کو ہمیشہ اس کو مد نظر رکھنا چاہیے کہ وہ کس ذات کے قبضہ میں ہے۔ حملہ۔ انسان کے تمام حرکات و سکنات اس انگلی کی وجہ سے ہیں انسان اور انسان میں جو فرق ہے وہ قیامت کے چھوٹے پر ظاہر ہوگا۔ ایں حروف۔ انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں وہ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے ہیں۔ عزم۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے عرفت زتی بفسخ العزم ثم لم یسئلے اپنے پروردگار کو اپنے احوالوں کے رخ ہونے سے بچھانا۔ جزو نیاز۔ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے سے نجات کا راستہ صرف عاجزی اور گریہ ہے۔ تقلب۔ یعنی حالات کا تغیر۔

۲۔ قلم۔ یعنی انسان کا دل۔ اس قلم۔ کچھ لوگ اپنے دل کے احوال سے اپنی اچھائی اور برائی کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ آنچہ اب مولانا نے پھر۔ اہل سب کے قصہ کی طرف رخ کیا ہے اہل سب نے رسولوں اور خدا کی کیلید و دست کے قصہ میں خرگوش اور باہمی سے تشبیہ دی تھی۔ ازل۔ یعنی لاری حکمت۔ حیل۔ یعنی دنیوی حیل۔

۳۔ کے رسد۔ اہل سب کو یہ حق نہ تھا کہ وہ اس طرح کی مثالیں جناب باری تعالیٰ کے لئے گھڑیں۔ آن نخل۔ صحیح مثال وہی دے سکتا ہے جس کو مثال اور جس کے لئے وہ مثال ہے اس سے اس کو پوری واقفیت ہو۔ کل۔ گنجا اگر زلف اور روح کی مثالیں بیان کرے تو لامحالہ غلط ہوں گی کیونکہ وہ خود زلف کی حقیقت سے ناواقف ہے۔ موسیٰ حضرت موسیٰ جیسا نبی اپنے عصا کی حقیقت سے ناواقف تھے وہ اس کو غش لاشی سمجھے حالانکہ وہ اژدہا تھا اس نے ہونٹ چلائے تو ان

چوں چنناں شاہے نداند سر چوب
جبکہ ایسا شاہ لکڑی کے رلا کو نہ سمجھے
چوں غلط شد چشم موسیٰ در مثل
جب مثل کے معاملہ میں حضرت موسیٰ کی آنکھ غلط ہوگئی
آں مثلت راجو اژدہا گند
وہ تیری مثال کو اژدہا جیسا بنا دیتا ہے
ایں مثال آورد ابلیس لعین
ملعون شیطان یہ مثل لایا
ایں مثال آورد قارون ۲ از لجاج
قارون جھگڑے سے یہ مثل لایا
ایں مثال آورد عمرو جہول
بہل عمرو یہ مثل لایا
ایں مثال آورد فرعون از غلط
فرعون غلطی سے یہ مثل لایا
ایں مثال اندیش گشتہ قوم ۳ عا
قوم عا یہ مثل سوچنے والی بنی
ایں مثال آورد ہر بد بخت دیوں
ہر بد بخت کینہ یہ مثل لایا
ایں مثلت راجو زاع و لوم داں
تو اس مثل کو کالو اور او سمجھ

توچہ دانی سر این دام و خوب
تو اس جال اور دانوں کے رلا کو کیا سمجھے گا
چوں گند مویشے فضولی امد خل
تو فضولی چو با اس میں کیا سو رخ بنا سکتا ہے؟
تا پیلخ جز و جزوت بر گند
تاکہ جواب میں تیرے جزو جزو اکھاڑ دے
تا کہ شد ملعون حق تا یوم دیں
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک کے لئے ملعون ہو گیا
تا فر و شد در زمین با تحت و تاج
یہاں تک کہ تخت و تاج کے ساتھ زمین میں جنس گیا
تا کہ پشہ مغز سر خوردش عجول
یہاں تک کہ مخمر نے جلدی سے اس کے سر کا مغز کھالیا
تا کہ اندر آب دریا شد سقط
یہاں تک کہ دریا کے پانی میں بیکار بن گیا
کا ستخواں شال خرد مرد آمد زیاد
کہ ان کی ہڈیاں ہوا سے ریزہ ریزہ ہو گئیں
تا کہ شد در قعر دوزخ سرنگوں
یہاں تک کہ دوزخ کی گہرائی میں لوندھا ہو گیا
کہ از یشال پست شد صد خاندان
کہ ان کی وجہ سے سینکڑوں خاندان تباہ ہوئے ہیں

۱ فضولی۔ بغیر اختیار کے کام کرنے والا۔ مدخل۔ سو رخ سمجھنے کی جگہ آن مثلت۔ غلط مثالیں دینا خود مثال دینے والے کی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے کہا۔ خلیفتی من نار و خلقہ من طین اسے اللہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس آدم کو مٹی سے پیدا کیا اس سے افضل ہوں تو اس کو جہنم کیوں کروں۔ ۲ قارون۔ قارون سے کہا گیا کہ اللہ نے تجھے جو دولت دی اس کے ذریعہ آخرت کا طالب بن تو اس نے کہا انما اوتینا علی علم یعنی یہ دولت میرے علم اور تدبیر سے مجھے حاصل ہوئی ہے اس میں کسی کا کیا دخل ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ عمرو۔ نمود۔ خدائی کا دعویٰ کیا اور کہا قسا انجی و نفیث یعنی لوگوں کی موت اور زندگی میرے قبضہ میں ہے۔ عجول۔ جلد باز۔ فرعون۔ فرعون نے کہا قسا ربکم الاغلسی میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔

سقط۔ بیکار چیز

۳ قوم عا۔ حضرت ہود کے ساتھ ان لوگوں نے غلط باتیں کیں تو آندگی سے ہلاک ہو گئے۔ دیں مثلت۔ یعنی غلط مثالوں اور غلط دلائل سے تو میں تباہ ہوئی ہیں۔ سحر۔ مذاق۔

مشہا زدن قوم نوح باستہزا در زمان کشتی ساختن او
قوم نوح کا حضرت نوح کے کشتی بنانے کے وقت مذاق میں مثل بیان کرنا
نوح اندر باوہ کشتی بساخت
حضرت نوح نے جنگل میں کشتی بنائی
صد مثل گوازیے سحر بتاخت
سینکڑوں مثل دینے والے مذاق کے لئے دھڑے



دریابا نے کہ چاہ و آب نیست
 اس جنگل میں جہاں کنواں در پانی نہیں ہے
 آن یکے میگفت این کشتی بتار
 ایک کہتا تھا کہ اس کشتی کو دوزا
 آں یکے میگفت ونباش کرسپت
 ایک کہتا تھا کہ اس کا ذبہ نیرھا ہے
 آں یکے میگفت پالانش کجاست
 ایک کہتا تھا کہ اس کا پالان کہاں ہے
 آں یکے میگفت کاس مشک تہی مست
 ایک کہتا تھا کہ یہ خالی مشکیزہ ہے
 آں یکے میگفت بیکاری مکر
 ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے
 اویھی گفت این بفرمان خداست
 وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہے

۱۔ آب نیست۔ کشتی کی وہاں
 ضرورت ہوتی ہے جہاں دیا ہو
 پہلی خشک جنگل ہے اس میں نوح
 کشتی پہنچے ہیں بندے ہیں۔ بتار۔ یعنی
 یہ کشتی خشکی میں دوزا کی ہے لہذا
 اس کو جنگل میں دوزا پرش۔ اس کشتی
 کے پر لگا تا کہ اڑ سکے پانی تو موجود
 نہیں کاس میں چلے گی۔

۲۔ آں یکے مذاق میں کوئی
 حضرت نوح سے کہتا کہ اس کشتی کا
 پچھا احد شیوھا ہے کوئی کہتا کہ اس
 کی پشت نیرھی ہے کوئی مذاق میں کہتا
 کہ اس گدھے کا پالان کہاں ہے کوئی
 کہتا کہ اس کا پایہ نیرھا ہے مشک۔
 کوئی کشتی کو مشک بتاتا کوئی اس کو گدھا
 قرار دیتا۔ لایمی۔ حضرت نوح جواب
 میں فرماتے کہ یہ کشتی خدا کے حکم سے
 بنا رہا ہوں اور تمہارے مذاق اڑانے
 سے اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔

۳۔ حکایت۔ حضرت نوح نے
 قوم سے فرمایا تھا۔ اِن تَسْخُرُوْا مَنَا
 نَسْخُرُوْكُمْ كَمَا تَسْخُرُوْنَ یعنی
 جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے
 ہو آئندہ دیکھنا ہم تمہارا مذاق اڑائیں
 گے۔ اہی مناسب سے مولانا نے یہ
 حکایت نقل کی ہے۔ عید۔ جھگڑاؤ۔
 خضر۔ گدھا۔ طققن۔ گھناکھٹ
 گفت اور اس بیچارے کو اس نے چوہ
 سے کہا۔ خیر باشد۔ یعنی خیرت سے
 آجی رات کو تو یہ کیا کام کر رہا ہے اور تو
 کون ہے۔ سنی۔ بزرگ۔

حکایت ۳۔ آں دزد کہ پر سیدند چہ میکنی در نیم شب در زیر
 اس چوہ کی حکایت جس سے دریافت کیا کہ تو آجی رات میں اس دیوار کے

اس دیوار گفت دُہل می زخم

پاس کیا کر رہا ہے اس نے کہا دُہل بچار باہوں

اس مسلک بشنو کہ شب دزد عفید
 یہ مثل سن کہ رات میں ایک سرخس چوہ
 نیم بیدارے کہ اور بخور بود
 ایک وہ پھری نیند دلا جو کہ پیدا تھا
 رفت بر بام و فرود آویخت سر
 وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکایا
 خیر باشد نیم شب چہ میکنی
 خیر تو ہے آجی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟
 در بن دیوار خفرہ می برید
 دیوار کی جڑ میں گڑھا کھود رہا تھا
 طققن آہستہ اش رامی شنود
 اس کی آہستہ کھٹ کھٹ کو سن رہا تھا
 گفت اُورا در چہ کاری اے پدر
 اس سے کہا اے بابا! تو کس کام میں لگا ہے؟
 تو کنی گفتا دُہل زن اے سنی
 تو کون ہے؟ اس نے کہا اے بزرگ بھول جانے دلا ہوں

در چہ کاری گفت می کو بم دُہل
 اس کام میں معروف ہے اس نے کہا اصول بجا رہوں
 گفت فردا بشنودی این بانگ را
 اس نے کہا تو اس آواز کو کل سن لے گا
 من چوہ فتم بشنوی بانگِ دُہل
 میں جب چلا جاؤں گا تو اصول کی آواز سن لے گا
 در غلط افتادہ اے نیم خام
 اے اوس کچرے! تو غلطی میں پڑا ہوا ہے
 آن دروغ ست و کثر و بر ساختہ
 وہ مثل چھوٹی لہر شیری لہر، یعنی ہے

گفت کو بانگِ دُہل اے یوسل!
 اس نے کہا مختلف طریقوں کے اصول کی آواز کہیں ہے
 نعرہ یا حسرتا وا ویلتا
 یا حسرتا دلیلا کا نعرہ
 آن زماں واقف شوی بر جزو کل
 اس وقت تو جزو کل سے واقف ہو جائے گا
 پختہ شو در آتش حق و اسلام
 اللہ کے عشق کی آگ میں پختہ بن و اسلام
 بسر آن کثر را تو ہم شناختہ
 اس شیری کے لہر کو بھی تو نے نہیں پہچانا ہے

جواب آن نسل کہ منکر ان گفتند از رسالتِ خرگوش
 خرگوش کے قاصد بننے کی مثل جو منکروں نے بیان کی اس کا جواب

سر آں خرگوش داں دیو فضول
 اس خرگوش کا راز سمجھ کہ وہ نالائق شیطان ہے
 تا کہ نفس گول را محروم کرو
 یہاں تک کہ اہم نفس کو اس نے محروم کر دیا
 باز گونہ کردہ معنیش را
 تو نے اس کے معنی کو الٹ دیا
 اضطرابِ ماہِ گفتی در ز لال
 صاف پانی میں تو نے چاند کا حرکت کرنا بیان کیا
 قصہ خرگوش و پیل آری و آب
 تو خرگوش لہر ہاچی لہر پانی کا قصہ بیان کرتا ہے
 ایں چہ ماند آخراے کورانِ خام
 اے اندھو عقل کے بچو! یہ کیا مشابہت رکھتا ہے

کہ بہ پیش ۲ نفس تو آمد رسول
 جو کہ تیرے نفس کے سامنے قاصد بن کر آیا
 ز آب حیوانے کہ ازوے خضر خورو
 اس آب حیات سے جو خضر نے پیا
 کفرِ گفتی مستعد شویش را
 تو نے کفر کیا، سزا کے لئے تیار ہو جا
 کہ بتر سانید پیلاں را شغال
 جس سے گیند نے ہاتھوں کو ڈلیا
 تشبیتِ پیلانِ زمہ در اضطراب
 چاند کے ہلنے سے ہاتھوں کا ڈنسا بیان کرتا ہے
 بلہے کہ شد زبوشِ خاص و عام
 اس چاند سے جس کے خاص و عام تعلق ہیں

یوسل۔ مختلف طریقوں والا
 مویچوں والا۔ نعرہ۔ یعنی تیرا سب
 لٹ جائے گا اور تو ولولیا کرے گا تو وہ
 میرے اصول کی آواز ہوگی جو تن سن
 لگا۔ من۔ یعنی جب میں چھٹی کر
 کے چلا جاؤں گا تب تجھے سب کچھ
 معلوم ہو جائے گا۔ در غلط۔ یہ انبیاء کا
 مقولہ ہے کہ تم لوگ غلط مثالیں دے
 رہے ہو ایک غلطی تو یہ ہے کہ وہ مثال
 خود فرضی سے پھر غلطی یہ ہے کہ اس
 افسانے اور فرضی قصہ کی حقیقت نہیں
 سمجھے۔ جواب۔ اب مولانا اس قصہ کا
 واقعی مطلب سمجھاتے ہیں۔ خرگوش۔

اس سے مراد شیطان ہے
 ۲ پیش نفس۔ ہاچی سے مراد نفس
 انسانی ہے۔ آب۔ پانی سے مراد وہ
 آب حیات ہے جو خضر نے حاصل
 کر لیا تھا یعنی شیطان نفس کو گمراہ کر
 کے آب حیات سے محروم کر دیتا ہے
 گول۔ احمق۔ باز گونہ۔ اہل سبائے
 اس قصہ کو الٹ کر خرگوش سے انہما مراد
 لئے۔ کفر۔ انبیاء کو ہو کہ باز خرگوش
 سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ پیش۔ یعنی
 سزا۔ زلال۔ صاف پانی۔ شغال۔
 یعنی لہر۔

ح ایں چہ۔ یعنی اس قصہ میں تم
 نے آسمان کے چاند کو اللہ سے تشبیہ
 دی یہ تشبیہ انتہائی غلط ہے آسمان کا
 چاند اللہ تعالیٰ سے کیا مشابہ ہو سکتا
 ہے۔ جملہ مخلوقات خواجہ چاند ہو یا سورج
 یا دیگر مخلوق وہ خالق کے کیسے مشابہ ہو
 سکتی ہیں۔ تمام جہاں اس کا مخلوق
 ہے



چہ عقول وچہ نفوس وچہ ملک
 کیا عقلیں اور کیا جانیں اور کیا فرشتے
 چہ ملوک وچہ گداچہ کیقباد
 کیا بادشاہ اور کیا فقیر کیا شہنشاہ
 چہ مہ وچہ سال وچہ لیل و نہار
 کیا مہینہ اور کیا سال اور کیا رات اور دن
 چہ خریف و صیف وچہ دے چہ بہار
 کیا جازا اور گری اور کیا خزاں کیا بہار
 ہچو گوئے در خم چوگان او
 جیسا کہ گیند بے کے خم میں
 ایں چہ میگویم مگر ہستم بخواب
 میں یہ کیا رہا ہوں؟ شاید میں نیند میں ہوں
 سرنگوں کر دست اے بدگوہراں
 اے بھلاؤ! ہنڈے کر دیئے ہیں
 آفتابے چوں خراسے در طواف
 سورج پن چکی کے گدھے کی طرح پیکر میں ہ
 خشم دلہا کرد عالمہا خراب
 دلوں کے فصر نے جہانوں کو تہہ کر دیا ہے
 در سیاستگاہ شہرستان ٹو
 لوط کے شہر کی عذاب گاہ کو
 کوفتند آں پیلگاں را استخوان
 ان ہاتھوں کی بنیا توڑ دیں
 پیل رابد رید و نہ پذیرد رفو
 ہاتھی کو ایسا پھاڑا جس کا رفو نہیں ہو سکتا
 یا مصاف لشکر فرعون و روح
 یا فرعون اور حضرت جبرئیل کا معرکہ

چہ مہ وچہ آفتاب وچہ فلک
 کیا چاند اور کیا سورج اور کیا آسمان
 چہ وحوش وچہ طیور وچہ جماد
 کیا وحشی جانور اور کیا پرندے اور کیا پتھر
 چہ بلاد وچہ جبال وچہ بحار
 کیا شہر اور کیا پہاڑ اور کیا سمندر
 چہ آرتاب و آب وچہ باد وچہ نار
 کیا نمی اور پانی اور کیا ہوا اور کیا آگ
 جملہ اندر حکم و در فرمان او
 سب اس کے حکم اور فرمان میں ہیں
 آفتاب آفتاب آفتاب
 سورج کے سورج کا سورج ہے
 صد ہزاراں شہر را خشم شہاں
 شاہوں کے غصہ نے لاکھوں شہر
 کوہ بر خود میثگاند صد شکاف
 پہاڑ خود سینکڑوں ٹکڑے بن جاتا ہے
 خشم مرداں ۲ خشک گرداند سحاب
 مردان خدا کا غصہ اور کو خشک کر دیتا ہے
 بنگرید اے مردگان بے کھوٹ
 اے خوشبو نہ ملے ہوئے مرد دکھ لو
 پیل ۳ خود چہ بود کہ سہ مرغ پراں
 ہاتھی خود کیا ہے کہ تم چار اڑنے والے پرندوں نے
 اضعف مرغال لبائیل ست و او
 لبائیل کڑھ ترین پرندہ ہے اور اس نے
 کیست گونشنید آں طوفان نوح
 کون ہے جس نے طوفان نوح کے بارے میں نہ سنا ہو

۱۔ چہ تراب۔ یعنی چاروں عنصر۔
 خریف۔ موسم سرما۔ فصل خزاں۔
 آفتاب۔ پہلا بمعنی آفتاب حقیقت
 دوسرا بمعنی روشنی تیسرا بمعنی خود شید
 فلک۔ ہستم بخواب۔ یعنی میرا ذات
 حق کو آفتاب سے تعبیر کرتا بھی
 دست نہیں ہے۔ صد ہزاراں۔ اب
 مولانا اہل سہا کی گستاخی پر ان کو تنبیہ
 کرتے ہیں کہ تمہاری تو کیا حقیقت
 ہے انبیاء کی ناراضی بہت سے شہروں
 کی تباہی کا سبب بنی ہے اس کی وجہ
 سے پہاڑ تن ہوئے ہیں سورج پن
 چکی کے گدھے کی طرح ان کا طواف
 کرتا ہے

۲۔ مرداں۔ انبیاء۔ سحاب۔ ابر۔
 دلہا۔ یعنی انبیاء کے دل۔ کھوٹ۔ ایک
 مرکب خوشبو ہے جو مردے کے بدن
 پر مل دی جاتی ہے۔ لوط۔ حضرت لوط
 کی ناموسی سے بستیاں دیران
 ہوئیں۔

۳۔ پیل خود چہ۔ ابر سے
 ہاتھوں کا لشکر۔ لبائیوں کی کنگریوں
 سے ہلاک ہوا۔ نوح۔ حضرت نوح
 کی ناراضی سے قوم پر پانی کا طوفان
 آیا۔ لشکر فرعون۔ حضرت موسیٰ کی
 ناراضی سے قوم فرعون کو جبرئیل نے
 دیا میں فرق کر دیا۔

روح شال بشکست و اندر آب ریخت

حضرت جبرئیل نے ان کو شکست دی اور پانی میں بہا دیا

کیست کوشید احوالِ شمود

کون ہے جس نے شمود کے احوال نہ سنے ہوں؟

چشم بارے در چناں پیلا گشا

اب آنکہ ایسے ہاتھیوں میں کھول

آنچناں پیلان و شاہانِ ظلوم

ایسے ہاتھی اور ظالم بادشاہ

تا ابد از ظلمتے در ظلمتے

ہمیشہ کے لئے ظلم کی وجہ سے اندھیرے میں

نام نیک و بد مگر نشیدہ اید

شاید تم نے نیک اور بد کا نام نہیں سنا ہے

دیدہ رانا دیدہ می آرید ولیک

دیکھتے ہوئے کو ان تصور کر رہے ہو لیکن

گرد و عالم پر بود خورشید و نور

اگر دونوں جہاں سورج اور نور سے پر ہوں

بے نصیب آئی ازاں نورِ عظیم

اس عظیم نور سے تو بہرہ ور نہ ہو گا

تو سہ دورن چاہ رستی ز کاخ

تو محل سے گر کر کنویں میں چلا گیا ہے

جاں کہ اندر وصفِ گرگی ماند او

وہ جان جو بھیڑیے پن میں رہی

لحن داودی بسنگ و گہ رسید

حضرت داؤد کا لہجہ پتھر اور پہاڑ تک پہنچ گیا

آفریں بر عقل و بر انصاف باد

عقل اور انصاف کو شاباش ہے

ذره ذرہ آب شال برمی گینخت

پانی کو ذرہ ذرہ کرتا تھا

وانکہ صرصر عادیاں را می رُوود

اور یہ کہ عاد والوں کو آندھی اچک رہی تھی

کہ بُدندے پیل کش اندر و عا

جو ہاتھیوں کو جنگ میں بد ڈالنے والے تھے

زیرِ چشم دل میشہ در رُجوم

صاحبِ دل کے غم کے ماتحت ہمیشہ سنگدلی میں ہیں

میروند و نیست غوث و رحمت

جا رہے ہیں اور کوئی فریاد اور رحمت نہیں ہے

جملہ دیدند و شمانا دیدہ اید

سب نے دیکھ لیا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہے

چشمِ تاں را وا کشاید مرگِ نیک

موت تمہاری آنکھ کو اچھی طرح کھول دے گی

چوں روی در ظلمتے مانند کور

ق جبکہ تو اندھوں کی طرح اندھیرے میں چلے

بستہ روزن باشی از ماہِ کریم

اس عظیم چاند کی طرف سے تیرا روشن دان بند رہے گا

چہ گند دارد جہانہائے فراخ

وسیع جہانوں کی کیا خطا ہے

چوں بہ بیند روئے یوسف را بگو

بتا وہ یوسف کا چہرہ کیسے دیکھے گی؟

گوش آں سنگیں دلانش کم شنید

ان سنگدلوں کے کان نے نہ سنا

ہر زماں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَادِ

ہر دور میں اور خدا ہدایت کو زیادہ جانتا ہے

۱۔ شمود۔ حضرت صالح کی ٹوٹنی کو

ذبح کرنے کی وجہ سے چچ کے گلاب

سے ہلاک ہوئے۔ عادیاں۔

حضرت ہود کی ہاتھ پائی س تپا

ہوئے۔ پیلاں۔ وہ گنڈ جو طاقتور

ہاتھیوں کی طرح تھے۔ دغا۔ جنگ۔

۲۔ رُجوم۔ سنگدلی۔ ظلمت۔

ظلم۔ ظلمت۔ ہار کی۔ غوث۔ مدد۔

دیدہ را۔ یعنی تم ان تمام دیکھی بھالی

چیزوں کو ان دیکھا، بنا رہے ہو۔ کشاید

نیک۔ اچھی طرح کھول دے گی۔

گرد و عالم۔ جبکہ انسان خود اپنے آپ

کو اندھا بنا لے تو وہ نور سے محروم رہتا

ہے۔ روزن۔ روشن دان۔

۳۔ تو دونوں۔ اگر کوئی خود اپنے

آپ کو کنویں میں گرا لے اور دنیا کی

دست سے محروم ہو جائے تو اس میں

دنیا کا کیا تصور ہے۔ کاخ۔ محل۔

وصفِ گرگی۔ یعنی نفسانی عیوب

حرمِ طبع وغیرہ۔ یوسف۔ یعنی انبیاء

دلایا۔ حسن داؤدی۔ یعنی انبیاء کے

معجزات سے غیر ذی روح تک متاثر

ہوئے ہیں، لیکن سنگدل انسان متاثر

نہیں ہوتا۔ آفریں۔ عقل و انصاف

ہو تو انسان حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اہل

سبا عقل و انصاف سے بے بہرہ

ہیں۔

صَلُّوا رُسُلًا كَرَامًا يَلْسَبَا

انے سیا والوں شریف رسولوں کی تصدیق کرو

صَلُّوْهُمْ هُمْ شَمْسُوس طَالِعَه

ان کی تصدیق کرو وہ طلوع کرنے والے سورج ہیں

صَلُّوْهُمْ هُمْ بُلُوْر زَاهِرَه

ان کی تصدیق کرو وہ روشن چاند ہیں

صَلُّوْهُمْ هُمْ مَصَابِيْحُ الدُّجَى

ان کی تصدیق کرو وہ تاریکی کے چراغ ہیں

صَلُّوْا مَن لَيْسَ اِلَّا يَرْجُوْ خَيْرِكُمْ

اس کی تصدیق کرو جو تمہارے مال کا امیدوار نہیں ہے

پاری گویم ہیں تازی بہل

ہم فارسی بولنے والے ہیں خیر دار! عربی کو رہنے دے

ہیں گواہی ہائے شاہاں بشنوید

آگاہ! بادشاہوں کی شہادتیں سنو

یا بحال ۳۱ اولیناں بنگرید

یا گزشتہ لوگوں کا حل دیکھو

صَلُّوْا رُوْحًا سَبَّأَهَا مَن سَبَا

اس صبح کی تصدیق کرو جس کو قید کیا ہے جس نے بھی قید کیا ہے

يَوْمِنُوْكُمْ مِّن مَّخَازِي الْقَارِعَه

وہ تمہیں قیامت کی رسوائیوں سے امن دلائیں گے

قَبْلَ اَنْ يَّلْقُوْكُمْ بِالسَّاهِرَه

اس سے پہلے کہ تم سے میدان قیامت میں ملاقات کریں

اَكْرَمُوْهُمْ هُمْ مَفَاتِيْحُ الرَّجَا

ان کی عزت کرو وہ امید کی کنیوں ہیں

لَا تَصِلُوْا اِلَّا تَصِلُوْا غَيْرِكُمْ

گمراہ نہ بنو اپنے غیر کو نہ روکو

ہندوی آل ترک باشا آب گل

اب پانی لودھی سے بنے ہوئے اس ترک کا ظالم بن جا

بگرویدند آسمانہا بگروید

آسمان ان کے گرویدہ ہیں تم بھی گرویدہ بنو

یا سونے آخر کھڑے بر پدید

یا آخرت کی طرف احتیاط سے پہلا کرو

بیان معنی حزم و مثال مرد حازم

۱۔ حق کاری کے معنی کا بیان اور پختہ کار انسان کی مثال

از دواں گیری کہ دورست از خطا

تو دونوں میں سے وہ اختیار کر جو لغزش سے دور ہے

نیست آب و دست دیگر پائے سوز

پانی نہیں ہے لود پاؤں جلانے والا ریت ہے

کہ بہر شب چشمہ بنی رواں

کہ تو ہر رات کو بہتا چشمہ دیکھے گا

حزم چہ بود و دو تدبیر احتیاط

پختہ کاری کیا ہوتی ہے دو چیزوں میں احتیاط کی تدبیر

آں یکے گوید دریں رہفت روز

ایک کہتا ہے کہ اس راستہ میں سات روز تک

آں دگر گوید دروغست این بدال

دوسرا کہتا ہے جھوٹ ہے یہ سمجھ لے

۱۔ صَلُّوْا۔ پھر مولانا اہل سہا کو خطاب کرتے ہیں کہ ان شرف رسالوں کا کہنا مان لو یہ عاشقان خدا ہیں ان کی تصدیق کرو۔ یہ مجسم نور ہیں ان کا اتباع قیامت کی رسوائیوں سے بچائے گا۔ قَسَلْ اِنْ۔ الاحوال قیامت کے دن ہمیں ان لوگوں کا سامنا کرنا ہے اگر دنیا میں کہنا نہ مانو گے تو وہاں کام نہ چلے گا۔

۲۔ مَن لَيْسَ۔ یہ رسول میں قدر مخلص ہیں کہ تم سے کسی رہنما کی دولت نہیں مانگتے ہیں لیکن تم خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہو۔ پاری۔ تمہارا ضم کر کے کہ ہم فارسی بولنے والے ہیں ہم عربی زبان نہیں سمجھتے تو لو میں عربی میں نصیحت کرنا بتا کرنا ہوں اور فارسی ہی میں نصیحت کرتا ہوں۔ ہندوی۔ ہندو بمعنی غلام۔ خُزْک۔ معشوق یعنی ذات حق۔ ہیں۔ انبیاء جو کچھ خدا کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں اس کو سنو آسمان تک اس کے تابع فرمان ہے تم بھی اس کے تابع بن جاؤ۔

۳۔ یا بحال۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلے فرمانوں کا انجام دیکھ لو یا آخرت کے معاملہ میں پختہ کاری احتیاط اور ہوشیاری برتو۔ حزم۔ جاہ کے رخ سے پختہ کاری ہوشیاری احتیاط خیال۔ خطلی پن لغزش



خزم آں باشد کہ برگیری تو آب
 ہنچ کاری یہ ہو گی کہ تو پانی لے لے
 گر بود در راہ آب این را بریز
 اگر رات میں پانی ہو اس کو مہا دے
 اے خلیفہ زادگاں دادے کنید
 اے خلیفہ زاد! انصاف کرو
 آں عدوے کز پدرتاں کیں کشید
 وہ دشمن جس نے تمہارے باپ سے کینہ کشی کی
 آں شہ شطرنج دل رلمات کرد
 اس نے دل کے شاہ شطرنج کو مات دیدی
 چند جانبش گرفت اندر نبرد
 معرکے میں چند جگہ اس پر پتھ ڈلا
 آچنیں کروست با آں پہلواں
 اس بہادر کے ساتھ یہ کیا
 مادر و بابائے مارا آں حود
 اس حاسد نے مادی ماں اور باپ کا
 کردشاں آبخا برہنہ خوار و زار
 اس جگہ ان کو نیگا ذلیل اور بد حال کر دیا
 کہ زلشک ۳ چشم او روئید ثبت
 کہ ان کی آنکھوں کے آنسو سے گھاس آگ آئی
 توقیا سے گیر طرّاریش را
 تو اس کی چالاکي کا قیاس کر لے
 اُخذ رانے گل پرستاں از شرش
 اے مٹی کے پھل دیوں اس کے شہر سے بچو

تار ہی از ترس او باشی بر صواب
 تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور تو صحیح راست پر ہو
 ورنہ نباشد وائے بر مرد ستیز
 اگر نہ ہو تو جھگڑا کرتے والے پر آنسوں ہے
 خزم بہر روز میعادے کنید
 قیامت کے دن کے لئے ہنچ کاری سے کام لو
 سوئے زندانش ز علیین کشید
 علیین سے اس کو قید خانہ میں کھینچ لایا
 از بہشتش سحرہ آفات کرد
 اس کو بہشت سے نکالا کر مصیبتوں کا پابند کر دیا
 تا بکشتی در فلگندش روئے زرو
 یہاں تک کہ روئے کے ساتھ اس کو کشتی میں بچھا دیا
 سست سستش منگریدے گیراں
 اے بیگانو! اس کو حقیر نہ سمجھو
 تاج و پیرا یہ بچالاکي رُود
 تاج اور لباس چالاکي سے اچک لیا
 سالہا بگریست آدم زار زار
 آدم سالوں زار زار روئے
 کہ چرا اندر جریدہ لاست ثبت
 کہ کیوں اعمال نامے میں انکار لکھا ہے؟
 کہ چتاں سرور گندز وریش را
 کہ ایسا سرور اس کی وجہ سے دائمی نوجتا ہے
 تیغ لا حوالے زئید اندر سرش
 اس کے سر پر لاجول کی تلوار مار دو

۱۔ از ترس۔ یعنی پانی نہ ملنے کا
 خوف۔ گر بود۔ احتیاط اور حزم کا تقاضا
 یہی ہے کہ آخرت کے لئے اعمال
 صالحہ کا نوش لے لے اگر نعوذ باللہ
 آخرت کا معاملہ افسانہ بھی ہے تو
 اعمال صالحہ کر لینے میں کوئی مضرت
 بہر حال نہیں ہے اور اگر آخرت کا
 معاملہ حقیقت ثابت ہوا تو یہ اعمال
 صالحہ کام آجائیں گے اور اگر قیامت
 حقیقتاً نہ ہوئی اور اعمال صالحہ نہ ہوئے تو
 لاجول تاجی سے لہذا حزم یہی ہے کہ
 نیک کام کر لئے جائیں یہی مضمون
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک
 دہرے کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔
 ۲۔ خلیفہ۔ یعنی حضرت آدم روز
 میعاد۔ روز قیامت۔ زنداں۔ یعنی
 دنیا۔ علیین۔ جنت کے اعلیٰ طبقہ کا نام
 ہے۔ شہ شطرنج دل۔ یعنی حضرت آدم
 ۔ ہند۔ پتھ۔ نبرد۔ جنگ۔ پہلواں۔
 یعنی حضرت آدم۔ مادر۔ یعنی حوا۔
 حضرت آدم۔ ماہ۔ یعنی حوا۔
 ۳۔ کہ زلشک۔ یعنی حضرت آدم
 اپنی اغزش پر اس قدر روئے کہ آنسو
 کرنے سے زمین پر گھاس آگ
 آئی۔ جریدہ۔ مین ثابت۔ یعنی وہ وجود
 آدم جو قبل تخلیق آدم علم الہی میں تھا دفتر
 یعنی لوح محفوظ۔ لا۔ یعنی کہنا نہ ماننا۔
 لاقربا کا حکم۔ طراری۔ جیب تراش۔
 مکاری۔ سرور۔ یعنی حضرت آدم۔
 ریش۔ ریش کندن۔ علم و فضل۔ کنا۔ گل
 پرست۔ تن پرست۔



کوہمی ۱۔ بیند شمارا از کمیں
 کیونکہ وہ تمہیں گھات میں سے دیکھتا ہے
 وانما صیاد ریزد وانہا
 شکاری ہمیشہ دانہ ڈالتا ہے
 ہر کجا دانہ بدیدی اٹھدر
 تو جہاں دانہ دیکھے نفع
 چونکہ دیدی دانہ بگریز اے حمام
 اے کبوتر جب تو دانہ دیکھے بہاگ جا
 زانکہ ہر مرغے کہ ترک دانہ کرد
 کیونکہ جس پرندے نے دانہ چھوڑا
 شاد مرغے کو بہترک دانہ گفت
 وہ پرندہ بھلا ہے جس نے دانہ چھوڑا
 ہم بدال قلع شد واز دام بخت
 اسی دانہ پر کفایت کرنی اور جال سے چھوٹ گیا
 کہ شما اورا نمی بینید ہیں
 خبردار کہ تم اسے نہیں دیکھتے ہو
 دانہ پیدا باشد و پنہاں دعا
 دانہ ظاہر اور مگر چھپا ہوا ہے
 تانہ بندد دام برتو بال وپر
 تاکہ جال تیرے بال و پر نہ باندھ دے
 ورنہ چوں خوردی در افتادی بدام
 ورنہ جیسے ہی تو نے کھلیا جال میں پھنسا
 دانہ از صحرائے بے تیز ویر خورد
 بے مگر جنگل سے دانہ چک لیا
 در ریاض قدس بہرش گل شکفت
 اور قدس کے باغوں میں اس کے لئے پھول کھلے
 ہیج دامے پرو باش رانہ بست
 کسی جال نے اس کے بال و پر نہ باندھے

۱۔ کوہمی بیند۔ چونکہ وہ تمہیں نظر نہیں آتا لہذا اس کے مارنے کے لئے صرف لاجول کی گولہ کا مارے سکتی ہے۔ وانما۔ شیطان بھی اسی طرح شکار کھیلتا ہے کہ نفسانی شہوت کیلئے ڈال دیتا ہے اور خود چھپا ہوتا ہے۔ ہر کجا۔ یہاں ممکن ہے کہ دانہ چک لے اور جال میں نہ پھنسو لہذا دانہ دیکھ کر ہی بہاگ جاؤ۔

۲۔ زانکہ۔ جو شیطان لذتوں سے بچے گا وہ جنت کے باغوں سے غذا میں حاصل کرے گا۔ شاد۔ وہ انسان قابل مبارکباد ہے جو شیطان کے دانوں سے بچ گیا۔

۳۔ باز مرغے۔ اس قصہ میں دو پرندوں کی حالت بیان کی ہے ایک تو وہ جو حرم و لالچ میں عقل کھو بیٹھا اور دانہ کے لالچ میں جال میں پھنس گیا اس کا انجام تو ہے کہ وہ شکاری کے پیٹ میں گیا اور وہ پرندہ ہے جس نے دانہ کا لالچ نہ کیا اور جال سے نجات پا گیا لہذا انسان کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ورنہ وہی حال ہو گا جو لاپٹی پرندہ کا ہوا۔ چالیش۔ چالش۔ جنگ ناز سے چلنا۔ صائد شکاری۔

وَ خَلَّتِ حَالِ آسِ مُرْغٍ كِه تَرَك حَرَمٍ كَرْدِ اَز حَرَصٍ وَ هَوَا
 اس پرندے کے حال کی تباہی جس نے حرم اور لالچ سے پنختہ کاری چھوڑ دی

باز مرغے فوق دیوارے نشست
 پھر وہ پرندہ جو ایک دیوار پر بیٹھا
 یک نظر او سوئے صحرا می گند
 وہ جنگل کی جانب ایک نگاہ کرتا ہے
 ایں نظر با آں نظر چالیش کرد
 اس نظر نے اس نظر سے مقابلہ کیا
 رفت دانہ خورد و اندر دام ماند
 وہ اڑا دانہ کھلیا اور جال میں پھنس گیا
 باز مرغے کاں ترود را گذاشت
 پھر وہ پرندہ جس نے ترود کو چھوڑا
 دیدہ سوئے دانہ و دام بہ بست
 آنکہ دانہ اور جال پر جمادی
 یک نظر حرص بدان می کشد
 اور ایک نظر میں اس کو حرم دانہ کی طرف مینیتی ہے
 ناگہانی از خرد خالیش کرد
 اچانک اس کو عقل سے خالی کر دیا
 صائدش گشت و بخورد و کام راند
 شکاری نے اس کو ذبح کیا اور کھالیا اور مقصد کو پورا کیا
 زان نظر بر گند و بر صحرا گماشت
 اس نے اس سے نظر ہٹائی اور جنگل پر لگا دی

شاد پَرُو بَالِ اَوْ بَخَالِ
 اس کے بال و پر بھلے ہیں اس کے لئے خوبی ہے
 ہر کہ اُوراً مقتدا سازد بَرَسْت
 جس نے اس کو مقتدا بنا لیا نجات پا گیا
 زانکہ شاہِ حازِ ماں آمدش
 کیونکہ اس کا دل پختہ کاروں کا ہاشمہ بہت ہوا
 حَوْمِ زَوْرِ اَضِي وَاوِ رَاضِي زَحْمِ
 پختہ کاری اس سے خوش اور وہ پختہ کاری سے خوش
 بَارِبَا وِرِ دَامِ حَرَصِ اَفَادَةِ
 تو بارہا لالچ کے جل میں چسنا ہے
 بَارِتِ اَلِ تَوَابِ لُطْفِ اَزَاوِ كِرِ
 باز تھے اس مجسم ہر توبہ قبول کرنے والے نے آزاد کر دیا
 پھر تجھے اس مجسم ہر توبہ قبول کرنے والے نے آزاد کر دیا
 كَفْتِ اِنْ عَلِمْتُمْ كُنَّا عَلْنَا كُنَّا
 فرمایا اگر تم اس طرح پنے ہم اس طرح پٹیں گے
 چونکہ جُفْتِ رِبِ خُودِ اَوْرَمِ
 جبکہ ایک جوڑا والے کو اپنے پاس لاتا ہوں
 جُفْتِ كَرِيْمِ اِسِ عَمَلِ رِبَا اِثْرِ
 جُفْتِ كَرِيْمِ اِسِ عَمَلِ رِبَا اِثْرِ
 ہم نے اس کام کا نتیجہ کے ساتھ چوڑ لگا دیا ہے
 چوں اُرْبَايِدِ عَارِتِي اَزِ جُفْتِ شُوِي
 جبکہ کوئی غار گھر جوڑے میں سے نہ کو پکڑ لیتا ہے
 بَارِ دِيكِرِ سُوِي اِسِ دَامِ اَمْدِي
 بار دیگر سوئے اس دام آمدید
 تَمِ پَرِ اِسِ جَلِ كِي طَرَفِ اَنِي
 تم پھر اس جل کی طرف آئے
 بَارِ تَالِ تَوَابِ بَكْشَادِ اَلِ گِرِهِ
 باز تال تواب بکشاد آں گرہ
 تَوْبِ قَبُولِ كَرْنِي دَالِي نِي پَرِ وَهِ گِرِهِ كَهْلِ دِي
 توبہ قبول کرنے والے نے پھر وہ گرہ کھل دی
 بَارِ چُولِ پَرِ وَهْ نِسِيَاں رَسِيْدِ
 باز چوں پروانہ نسیاں رسید
 پَرِ جَبِ بَهْلِ كَا پَرِ وَهْ اَتَا
 پھر جب بھول کا پروانہ آیا

تا امام اَجْمَلِ اَزَاوَالِ شُدِ اُو
 یہاں تک کہ وہ تمام آزادوں کا امام بن گیا
 وِرِ مَقَامِ اَمْنِ وِ اَزَاوِي نَشِصْتِ
 امن اور آزادی کے مقام پر بیٹھ گیا
 تا گِلِسْتَانِ وِ چِمْنِ شُدِ مَنزَلِش
 یہاں تک کہ گلستان اور چمن اس کی منزل بنا
 اَتَجَنَّبِيں كُنْ كَرِ كُنِي تَدْبِيْرِ وِ عَزْمِ
 اگر کرتا ہے تو ایسی تدبیر اور عزم کر
 خَلْقِ خُودِ رَاوِ بَرِيْدِيْنِ دَاوَةِ
 تو نے اپنا گھا کھنے کے لئے دے دیا ہے
 تَوْبِ بِذِ رِفْتِ وِ شَمَارَا شَادِ كِرِ
 توبہ پذیر رفت و شمارا شاد کرو
 اِسِ نِي تَوْبِ قَبُولِ كَرِ لِي وِرِ تَمْبِيْنِ خُوشِ كَرِ دِيَا
 اس نے توبہ قبول کر لی اور تمہیں خوش کر دیا
 نَحْنُ زُوَجْنَا اَلْفِعَالِ بِالْجَزَا
 ہم نے کاموں کا بدلہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے
 اَيِدِ اَلِ بَقْلَشِ دَوَانِهِ لَا جَرَمِ
 آید آں بقتلش دوانہ لا جرم
 اِسِ كَا جُوْزَا لَا مَحَلِ دَوْتَا بَا اَتَا هِي
 اس کا جوڑا لا محل دوتتا ہوا آتا ہے
 چُولِ رَسِدِ جُفْتِ رَسِدِ جُفْتِ وِ كَرِ
 چوں رسد جُفْتِ رسد جُفْتِ وِ كَرِ
 جب جوڑے میں کا ایک آتا ہے دوسرا آ جاتا ہے
 جُفْتِ مِي اَيِدِ پِي اُو شُوِي جُوِي
 جُفْتِ مِي اَيِدِ پِي اُو شُوِي جُوِي
 مادہ اس کے پیچھے نہ کو تلاش کرتی ہوئی آتی ہے
 خَاكِ اِدِ دِيْدَةِ تَوْبِ زَوِيْدِ
 خاک اور دیدہ توبہ زوید
 تَمِ نِي تَوْبِ كِي اَنكَمُوں مِي هَوْلِ مَهْمَكِ دِي
 تم نے توبہ کی آنکھوں میں ہول مہمک دی
 كَفْتِ هِيں بَكْرِيْزِ رُوَايِ سُوْمُنِهِ
 گفت ہیں بگریز روای سومنہ
 فَرِيَا خَبْرَهْ! بَهَاكِ لَهْرِ كَا رِيخِ نِهْ كَرِ
 فرمایا خبرد! بھاگ لہر کا رخ نہ کر
 جَانِ تَالِ رَا جَانِبِ اَتَشِ كَشِيْدِ
 جان تال را جانب آتش کشید
 اِسِ نِي تَمْبَارِي جَانِ كُو اَكِ كِي جَانِبِ سَجَا لِيَا
 اس نے تمہاری جان کو آگ کی جانب سجا لیا

۱۔ تا امام۔ پھر یہ نجات پانے والا
 پرندہ دوسرے پرندوں کا سردار بن جاتا
 ہے۔ ہر کو۔ جو پرندوں ہوشیار پرندہ
 کو امام بنا لے گا اس کو امن اور آزادی
 حاصل ہوگی۔ زانکہ۔ اس پرندہ کا دل
 پختہ کاروں کا شاہ ثابت ہوا۔ چمنیں۔
 انسان کو بھی اس محتلا پرندہ کی طرح
 کام کرنا چاہیے۔

۲۔ توبہ۔ توبہ قبول کرنے والا اللہ
 تعالیٰ۔ لطف۔ مہربانی یہ توبہ کی
 صفت ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ کا حکم
 ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔
 نحن۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے ساتھ
 اس کے بدلے کا جوڑ لگا دیا ہے
 جُفْتِ۔ فرماہ میں سے اگر ایک کو بلاؤ
 گے دوسرا خود تمہارے پاس آ جائے
 گا۔

۳۔ چوں۔ اگر کوئی شخص نہ کو گرفتار
 کر لے اس کی مادہ نہ کی تلاش میں
 خود پہنچ جاتی ہے۔ بارہ گم۔ انسان
 توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور
 توبہ کو توڑ دیتا ہے۔ باز۔ اللہ تعالیٰ پھر
 توبہ قبول کر لیتا ہے۔

م گن اے پروانہ انسیان و شکے
 اے پروانے بھول اور شک نہ کر
 چوں زہیدی شکر آن باشد کہ هیچ
 جب تو بیخ گیا اس کا شکر یہ ہے کہ کبھی
 تاترا چوں شکر گوئی بخشد او
 تاکہ جب تو شکر کرے تو وہ تجھے عطا کرے
 شکر آں نعمت کہ تاں آزاد کرد
 اس نعمت کے شکرے میں کہ ہمیں اس نے آزاد کر دیا
 چند اندر رنجہاد در بلا
 کتنی بار تلیفوں اور عصیت میں
 تا چنین خدمت کنم احساں کنم
 تاکہ میں ایسی خدمت کروں احسان کروں
 چوں خلاصی داد کھت ز امتحاں
 جب اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش سے نجات دے دی
 چوں رہا کردت فرامش کردیش
 جب اس نے تجھے رہائی دیدی تو نے اس کو بھلا دیا

۱۔ پروانہ پروانہ روشنی کا عاشق ہوتا ہے۔ اے پروانہ یعنی وہ شخص جو گناہوں پر فریفتہ ہے اس کو تباہ شدہ قوموں کو دیکھ لینا چاہیے۔ چوں زہیدی۔ توبہ کا شکر یہ توبہ ہے کہ پھر کبھی معصیت کی طرف رخ نہ کیا جائے۔ تاترا۔ شکر مزید نعمت کا سبب ہے۔ نعمت۔ سزا سے رہائی کی نعمت کو ہمیشہ یاد رکھنا ہے۔

۲۔ تا چنین۔ انسان جب توبہ کرتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے کہ میں عبادت کروں گا اور اس میں صفت احسان پیدا کروں گا۔ کہ بودی۔ لیکن جب معصیت سے نجات مل جاتی ہے پھر پہلے کی طرح بدکار بن جاتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت کا منسلک ہے کہ بدکار کی یہ عادت کتے کی عادت کے مشابہ ہے۔

۳۔ سنگ۔ کتے جاڑے میں سردی کی تکلیف سے دبے ہو جاتے ہیں۔ گو۔ جاڑے میں کتا سوچتا ہے کہ اب کی گرمی میں اپنے لئے پتھر کا گھر بنا لوں گا تاکہ آنے والے جاڑے سے محفوظ رہوں۔

حکایت نذر کردن سگاں ہر ز مستاں کہ چوں تا بستاں
 حکایت کتوں کا ہر جاڑے میں منت مانا کہ جب گرمی آئے گی تو ہم
 آید خانہ بسازیم از بہر زمستاں
 جاڑوں کے لئے گھر بنائیں گے

سگ زمستاں جمع کرد اتخواست
 جاڑے میں کتے کی ہڈیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں
 کو بگوید کا مقدر تن کہ منم
 کہ وہ کہتا ہے کہ ایسے جسم کو جیسا کہ میں ہوں
 چونکہ تابستان بیاید من بچنگ
 چونکہ تابستان بیاید من بچنگ
 جب گرمی آ جائے گی میں جنگل سے

زخم سرما خورد گرد اند چناش
 جاڑے کی تکلیف اس کو ایسا سمجھتا جتنا درختی ہے
 خانہ از سنگ باید کردنم
 پتھر کا گھر بنانا چاہیے
 بہر سرما خانہ سازم ز سنگ
 جاڑے کے لئے پتھر کا گھر بنائوں گا

چونکہ اے تابستان بیاید از کشاد
جب گرمی آ جاتی ہے خوشی سے
زفت گردو پاکشد در سایہ
وہ موٹا ہو جاتا ہے سایہ میں پاؤں پھیلا دیتا ہے
گوید او چوں زفت بیند خویش را
جب اپنے آپ کو موٹا دیکھتا ہے وہ کہتا ہے
گویش دل خانہ ساز اے عمود
اس کا دل کہتا ہے اے بچھا گھر بنا لے
استخوان حرص تو در وقت درد
مصیبت کے وقت تیرے حرص کی ہڈیاں
سازم ۲ از توبہ بگوئی خانہ
تو کہتا ہے کہ میں توبہ کا ایک گھر بناؤں گا
چوں رشد درو شدت آل حرص زفت
جب مصیبت جاتی رہی اور تیری وہ حرص موٹی ہو گئی
شکر سم نعمت خوشتر از نعمت بود
نعمت کا شکر نعمت سے زیادہ اچھا ہوتا ہے
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست
شکر نعمت کی روح اور نعمت کھلنے کی طرح ہے
نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ
نعمت غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر آگاہی
نعمت شکرت کند پر چشم و میر
نعمت کا شکر تجھے بے نیاز اور بڑا بنا دیتا
سیر نوشی از طعام و نقل حق
اللہ تعالیٰ کے کھانے اور نقل سے توبہ پیت بھر کر جائے گا

استخوانها پہن گردو پوست شاو
ہڈیاں پھیل جاتی ہیں کھال کھل جاتی ہے
کابلے سیرے غرے خود رایہ
کابل پیٹ بھرا غافل خود رائے ہو جاتا ہے
در کدا میں خانہ نجم اے گیا
اے بزرگ! میں کس گھر میں خطر سکتا ہوں
گوید او درخانہ کے نجم بگو
وہ کہتا ہے بتا میں کسی گھر میں کب سا سکتا ہوں؟
در ہم آید خرد گردو در نور
در ہم برہم ہو جاتی ہیں پلٹ کر چھوٹی ہو جاتی ہیں
در زمستان باشندم کاشانہ
جو جاڑوں میں میرا گھر ہو گا
پنجوسگ سوادے خانہ از تو رفت
کتے کی طرح گھر کا خیال تجھ سے جاتا رہا
شکر بارہ کے سوائے نعمت رَوَد
شکر سواد غلاب کی طرف کب جاتا ہے؟
زانکہ شکر آرد ثراتا کوئے دوست
کیونکہ شکر تجھے دوست کو چہ تک لی جاتی ہے
صید نعمت گن بدام شکر شاہ
شاہ کے شکر کے جہل سے نعمت کا شکار کر
تا کنی صد نعمت ایثار فقیر
تاکہ تو سینکڑوں نعمتیں فقیر کو بخشے
تا رَوَد از تو شکم خواری ووق
یہاں تک کہ تجھ سے شکم پری اور سوال جاتا رہے گا

۱ چونکہ گرمی کے زمانہ میں
جاڑے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے پھر
ہڈیوں اور کھال میں جان پیدا ہو جاتی
ہے زفت۔ گرمی کے زمانہ میں کتا
موٹا ہو جاتا ہے تو سایہ میں آرام سے
سوتا ہے غر۔ غافل۔ گوید۔ لب
اس کتے کے خیالات بدل جاتے
ہیں اور سوٹنے لگتا ہے میں تو ایسا موٹا
ہوں کہ کسی گھر میں نہ سا سکتوں گا۔
استخوان انسان کا حال بھی اسی کتے کا
سا ہے۔

۲ سازم۔ جب انسان مصیبت
میں مبتلا ہوتا ہے تو توبہ کے ذریعہ
آرام گاہ بنانے کی سوچتا ہے۔ چوں
بشد۔ لیکن مصیبت سے نجات پانے
کے بعد پھر اپنی توبہ کو فراموش کر دیتا
ہے شکر نعمت۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں
پر اس کا شکر ادا کرنا نعمت سے بھی
زیادہ اچھا ہے شکر گذار بندہ اللہ تعالیٰ
کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔

۳ شکر۔ شکر اور نعمت میں وہی
نسبت ہے جو جان اور روح میں
ہے۔ نعمت۔ نعمت کا خاصہ تو غفلت
سے ہے شکر کا خاصہ خدا آگاہی ہے۔
صید نعمت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
وَلَكِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ أَزْوَاجًا
کرو گے ہم نعمتوں میں اضافہ کر دیں
گے نعمت۔ شکر۔ اللہ تعالیٰ جس کو
شکر کی نعمت عطا فرمادیتا ہے وہ بڑا اور
بے نیاز بن جاتا ہے دولت کو فقیروں
پر تقسیم کرتا ہے اللہ کی جانب سے ایسی
نعمتیں حاصل کرتا ہے جن کی وجہ
سے وہ تن پوری اور لوگوں کا روزہ
کھانے سے مبرا ہو جاتا ہے۔
وق۔ یعنی وق باب دراز و کھانے۔



نعمت و تباب را شکرے کدید تا سر منحوس خود را نشکند
 اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو تاکہ اپنے منحوس سر کو نہ پھوڑو
 شکرے جذبِ نعمت او فرگند کفر نعمت شخص را کافر کند
 شکر زیادہ نعمت کو کھینچتا ہے کفر کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے

منع کردن منکراں انبیا را علیہم السلام از نصیحت کردن
 منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے روکنا اور جبریلوں
 و محبت آوردن بطریقہ جبریاں و نامعقول گفتن انبیاء علیہم السلام
 کی طرح دلیل بیان کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو نامناسب کہنا

قوم گفتند اے نضو حال بس بود قوم نے کہا 'اے نصیحت کرنے والا! کافی ہوتا
 قفل برد لہائے مابا بہاد حق کس نداند برد بر خالق سبق
 اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر تالے چڑھادے ہیں
 نقش ۲ ما ایں کرد آں تصویر گر تصویر ساز نے ہماری یہی تصویر بنائی ہے
 سنگ را صد سال گوئی لعل شو تو پتھر سے سینکڑوں سال کہے کہ تو لعل بن جا
 سے مومن کیسے بن سکتے ہیں۔
 سنگ اگر کوئی پتھر سے لعل بننے کو کہے پرنے سے نیا بننے کو کہے مٹی کو پانی بن جانے کا حکم دے پانی کو شہد یا دودھ بننے کو کہے کھوٹے کو خالص بننے کو کہے اکسیر اور قیمتی بننے کو کہے یہ سب کہنا بالکل بیکار ہے

خاک را گوئی صفات آگیر تو مٹی سے کہے کہ پانی کی صفات اختیار کر
 نار را گوئی کہ نور محض شو تو آگ سے کہے کہ تو خالص نور بن جا
 قلب را گوئی کہ عین پاک شو تو کھوٹے سے کہے کہ جسم صاف بن جا
 ہج ۳ ازاں اوصاف دیگر گون شوند تبھی ان اوصاف سے وہ بدلیں گے؟
 آب را گوئی غسل شو یا کہ شیر تو پانی سے کہے کہ شہد یا دودھ بن جا
 پتھر را گوئی کہ سونے باورد تو پتھر سے کہے کہ ہوا کی طرف چلا جا
 یا کہ اکسیرے شو و چالاک شو یا یہ کہ اکسیر بن اور تیر ہو جا
 آب کے گرد غسل سے ارجمند اے بالعیب! پانی تب شہد بنے گا؟

خالق افلاک وہم افلاکیاں آسمانوں اور آسمان والوں کے پیدا کرنے والے نے
 خالق آب و تراب و خاکیاں پانی مٹی اور خاک سے پیدا کرنے والوں کے پیدا کرنے والے نے

۱ شکر۔ شکر خرید نعمتوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔ جبریاں۔ وہ فرقہ جو انسان کو اپنے افعال میں مجبور و مضطر قرار دیتا ہے نصوح۔ بہت نصیحت کرنے والا۔ بس بود۔ یعنی اگر ہم اپنے اختیار میں ہوتے تو تمہاری نصیحت بہت کافی تھی۔ قفل۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو اللہ رکون غالب آسکتا ہے
 ۲ نقش۔ جب خدا نے ہمیں منکر بنایا ہے تو اب ہم کسی کی گفتگو سے مومن کیسے بن سکتے ہیں۔
 سنگ۔ اگر کوئی پتھر سے لعل بننے کو کہے پرنے سے نیا بننے کو کہے مٹی کو پانی بن جانے کا حکم دے پانی کو شہد یا دودھ بننے کو کہے کھوٹے کو خالص بننے کو کہے اکسیر اور قیمتی بننے کو کہے یہ سب کہنا بالکل بیکار ہے
 ۳ ہج ازاں۔ جن صفات پر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا فرمایا ہے ان میں تبدیلی ناممکن ہے۔ خالق۔ اللہ نے آسمان میں گھومنے اور صفائی کی صفت پیدا فرمائی ہے پانی اور مٹی میں کدورت اور نشوونما کی صفت پیدا فرمائی ہے

آسمان را داد دوران و صفا
آسمان کو گھومنا اور صفائی عنایت کی
کے اتواند آسمان دردی گزید
آسمان تیری کب اختیار کر سکتا ہے
قسمتے کر دست ہریک را رہے
ہر ایک کے لئے ایک راستہ تقسیم کر دیا ہے

آب و گل را تیرہ رُوئی و نما
پانی اور مٹی کو گند لا پن اور نمو (عطا فرمایا)
کے تو اند آب و گل صفوت خرید
پانی اور مٹی صفائی کب حاصل کر سکتے ہیں؟
کے گہے گرد و بچمدت چوں گہے
تیری کوشش سے پہلا گھاس جیسا کب بن سکتا ہے؟

جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را

جبریوں کو انبیاء علیہم السلام کا جواب دینا

انبیاء گفتند کارے آفرید
انبیاء نے کہا کہ ہاں اس نے پیدا فرمائے
وا فرید او و صفہائے عارضی
اس نے ایسے عارضی اوصاف بھی پیدا فرمائے ہیں
سنگ ۲ را گوئی کہ زرشو بیہ دست
تو پتھر سے کہے کہ سونا بن بیہودہ بات ہے
ریگ را گوئی کہ گل شاماً جزست
توریت سے کہے کہ پھول بن جا وہ عاجز ہے
رنجہا دا دست کانرا چارہ نیست
اس نے ایسے مرض پیدا کئے جن کا کوئی علاج نہیں ہے
رنجہا دا دست کانرا چارہ ہست
یہ دوائیں تو افقت کرنے کے لئے بنتی ہیں
اس ۳ دواہا ساخت بہر لمتلاف
کچھ مرض دیئے ہیں جن کا علاج ہے
بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست
بلکہ عموماً مرضوں کا علاج ہے

و صفہائے کہ نہ تاں زان سر کشید
ایسے اوصاف کہ تم ان سے روگردانی نہیں کر سکتے
کہ گہے مبعوض میگردو رضی
کہ ناپسندیدہ کبھی پسندیدہ بن جاتا ہے
مس را گوئی کہ زرشورہ ہست
تو تانے سے کہے کہ سونا بن اس کا راستہ ہے
خاک را گوئی کہ گل شو جا ز دست
تو مٹی سے کہے کہ پھول بن جا ممکن ہے
آں بمثل گنگلی و فطس و عمی ست
وہ مثلاً گونگا پن ناک کا چپنا پن اور اندھا پن ہے
آں بمثل لقوقہ و درد سرست
وہ مثلاً لقوقہ اور درد سر ہے
نیست اس درد و دواہا از گزراف
یہ درد اور دوائیں لقوقہ نہیں ہیں
چوں بجد جوئی بیاید آں بدست
جب تو کوشش سے تلاش کرے گا ہاتھ آجائے گا

۱۔ کے تو اند آسمان مکدر نہیں ہو سکتا
پانی اور مٹی مصفا نہیں ہو سکتے۔
قسمتے۔ ہر چیز کا ایک حصہ مقرر کر دیا
جس کو وہی حاصل ہوگا تیری کوشش
سے پہلا کب بنے گا۔ انبیاء۔ انبیاء
نے فرمایا صفات و قسم کی ہیں ایک
میں تبدیلی ناممکن ہے اور دوسری میں
تبدیلی ممکن ہے۔ کہ گہے ایک چیز
میں مبعوض ہونے کی صفت ہوتی
ہے پھر وہی چیز محبوب بن جاتی ہے تو
یہ اس کی صفت بدل گئی۔

۲۔ سنگ۔ پتھر اپنا پتھر پن چھوڑ کر
سونا بن جائے یہ ممکن نہیں ہے ہاں
تازہ سونا بن سکتا ہے۔ ریگ۔ ریت
میں گل و گلزار بننے کی صلاحیت نہیں
ہے۔ مٹی گل و گلزار بن سکتی ہے۔
رنجہا۔ اسی طرح بعض امراض لا
علاج ہیں بعض امراض قابل علاج
ہیں پیدا آشی گونگا پن یا چپنی ناک یا
پیدا آشی اندھا پن ناقابل علاج ہے۔
چارہ ہست۔ لقوقہ اور درد سر کا علاج
ہو سکتا ہے۔

۳۔ اس دواہا۔ یہ دوائیں امراض کا
ازالہ کرنی ہیں ان دواؤں اور مرض میں
ہے چوں۔ بجد۔ حدیث شریف ہے
مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ذَاةً إِلَّا قَوْلٌ لَهُ قَوْلُهُ
خدا نے کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی
جس کا علاج نہ ہو۔ تلاش اور جستجو
ضروری ہے۔

مگر زکردن آں منکر ال جہمائے جبریاں را

منکروں کا جبریوں کی ویلیوں کو دہرانا

قوم! گفتند اے گروہ! اس رنج ما
قوم نے کہا ' اے جماعت! ہمارا یہ مرض
سالہا گفتید زیں انسون و پند
تم نے سالوں یہ منتر اور نصیحت کی
گر دوا را اس مرض قابل بدے
اگر یہ مرض دوا کو قبول کرنے والا ہوتا
سُدہ ۳ چوں شد آب ناید در جگر
جب سدہ پڑ جاتا ہے جگر میں پانی نہیں پہنچتا ہے
لا جرم آماں گیر دوست و پا
لا محالہ ہاتھ پاؤں سوج جاتے ہیں

نیست زان رنجے کہ پذیر و دوا
وہ مرض نہیں جو دوا کا اثر قبول کرے
سخت ترمی گشت زان ہر لحظہ نبد
اس سے ہر دم رنگ سخت ہوتی گئی
آخر از وے ذرہ زائل شدے
بالآخر اس سے کوئی ذرہ زائل نہ ہوا
گر خورد دریا رود جائے دگر
اگر دریا بھی پئے وہ دھری جگہ چلا جاتا ہے
تشنگی رانشکند آں استقا
وہ پانی چنا پیاس کو نہیں بجھاتا ہے

باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را

انبیاء کا پھر جبریوں کو جواب دینا

انبیاء گفتند نو میدی بدست
انبیاء نے کہا نا امید ہی ہے
از چنیں محسن نشاید نا امید
ایسے محسن سے نا امید نہ ہونا چاہیے
اے ۳ بسا کاریکہ اول صعب گشت
بہت سے کام ہیں جو ابتداء سخت بنے
بعد نومیدی بے امید ہاست
ماپوی کے بعد بہت ہی امیدیں ہیں
خود گرفتہ کہ شام سنگیں شدید
میں بہتا ہوں کہ تم پتھر بن گئے ہو
چچ مارا باقبولی کار نیست
تمہیں مان لینے سے سرو کار نہیں ہے

فضل و رحمتہائے باری بے حدست
اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں لا انتہا ہیں
دست در فتر اک اس رحمت زنید
اس رحمت کے شکار بند کو دستلوں بنا لو
بعد از ان بکشادہ شد سختی گذشت
اس کے بعد کھل گئے سختی رفع ہو گئی
از پس ظلمت بے خورشید ہاست
اندھیری کے بعد بہت سے سورج ہیں
قفلہا برگوش و بردل بر زوید
تم نے کان اور دل پر قفل چھائے ہیں
کار ما تسلیم و فرماں برد نیست
ہمارا کام ماننا اور حکم بجا لانا ہے

قوم گفتند اہل سہانے کہا کہا اگر
ہم تسلیم بھی کر لیں کہ بعض اوصاف
میں تبدیلی اور بعض مرضوں کا علاج
ممکن ہے تو ہمارا وصف اور مرض
نا قابل علاج ہے سالہا۔ ہمارے
مرض کے لا علاج ہونے کی علامت
ہے کہ سالہا سال سے تم لوگ
تھکتے نہیں مگر ہے ہو لیکن ہمارے دل تو
اور زیادہ سخت ہوتے جا رہے ہیں اگر
یہ مرض قابل علاج ہوتا تو کچھ تو فائدہ
ہوتا۔

ع سدہ۔ جب جگر میں بند لگ
جاتا ہے تو پانی جگر تک نہیں پہنچ پاتا
پانی پیئے سے پانی اور طرف چلا جاتا
ہے اور پیاس نہیں بجھتی ہاتھ پاؤں
پرورم آ جاتا ہے تو پانی بجائے پیاس
بجھانے کے اور مرض میں اضافہ کرتا
سے انبیاء گفتند انبیاء نے اہل سہا
سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
نا امید ہی چیز ہے فراک۔ وہ
تھیلا جس میں شکار کر کے رکھا جاتا
ہے

ع اے بسا۔ بہت سے معاملے
شروع میں دشوار نظر آتے ہیں پھر
آسان ہو جاتے ہیں نا امیدی کے
بعد امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں
تاریکیوں کے بعد روشنیاں نمودار ہو
جاتی ہیں۔ خود گرفتہ۔ ہمیں بھی تسلیم
سے کہ تم سنگدل بن گئے ہو اور تم نے
دل اور کان پر قفل لگائے ہیں۔ چچ۔
لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ تبلیغ رسالت میں
ہمیں تمہارے قبول کرنے اور انکار
سے کوئی بحث نہیں ہے ہم تو اللہ تعالیٰ
کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔



اُو بفر مو دوست ماں ایں بندگی
 اں نے اں اطاعت کا ہمیں حکم دیا ہے
 جاں ابرائے ہر اُو داریم ما
 ہم اں کے حکم کے لئے جیتے ہیں
 ہر ۲ حق رانا گروہ بے ریا
 ہم مخلص لوگ خدا کا حکم
 غیر حق جان نبی ریا نیست
 خدا کے سوا نبی کی جان کا کوئی دوست نہیں ہے
 مُزد و تبلیغ رسالت از دوست
 اں کے پیغامات کی تبلیغ کی مزدوری اں کی جانب سے ہے
 ما بریں در گہ مملو لاں نیستیم
 ہم اں بارگاہ پر تھکے ہوئے نہیں ہیں
 دل فرد بستہ و مملول آں کس بود
 دل گرفتہ اور تھکا ہوا وہ شخص ہوتا ہے
 دلیر و مطلوب باما حاضرست
 ہمارا دلیر اور محبوب ہمارے ساتھ موجود ہے
 در دل مالالہ زار و گلشنی ست
 ہمارے دل میں چین اور گلشن ہے
 دامنما ترو جوانیم و لطیف
 ہم ہمیشہ ترو جوان اور پاکیزہ ہیں
 پیش ما صدر سل و یک ساعت یکلیست
 ہمارے لئے ایک گھنٹہ اور سو سال یکساں ہیں
 آں دراز و کوتہی در جسمہاست
 لمبائی اور چوٹائی جسموں میں ہوتی ہے
 سہ صدونہ سال آں صحاب کہف
 تین سو نو سال صحاب کہف کے

نیست ما از خود ایں گویندگی
 ہمارا کہنا اپنی جانب سے نہیں ہے
 گر بریکے گوید اُو کاریم ما
 اگر وہ حکم دے ہم ریت میں کھیتی بوئیں گے
 می رسانیم ایں رسال با شما
 اور یہ پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں
 با قبول و ردّ خلقش کار نیست
 اں کو توفیق کے ماننے نہ ماننے سے کوئی واسطہ نہیں ہے
 زشت و دشمن رُو شدیم از بہر دوست
 ہم دوست کی خاطر رُو دشمن کے چہرے بدلے گئے ہیں
 تاز بعدِ راہ ہر جا پیستیم
 کہ راستہ کی دہری کی وجہ سے ہر جگہ ٹھہر جائیں
 کز فراق یار در محسبس بود
 جو دوست کی جدائی سے قید میں ہو
 در شمارِ حمتش جاں شاد کرست
 اں کی رحمت کی بکھیر پر جان شکر گزار ہے
 پیری و پڑ مُردگی را راہ نیست
 بڑھاپے اور مر جھانے کے لئے اندر راستہ نہیں ہے
 تازہ و شیرین و خندان و ظریف
 تازہ اور میٹھے اور ہنس کھ اور خوش مزاج ہیں
 کہ دراز و کوتہ از ما منفکے ست
 کیونکہ لمبائی اور چوٹائی ہم سے جدا ہے
 آں دراز و کوتہ اندر جاں کجاست
 دازی اور کوتاہی روح میں کہاں ہے؟
 پیش شال یک روز بے اندوہ و لہف
 اں کے لئے بغیر رنج اور غم کوئی ایک دن تھا

۱۔ جان ما ہم تو اسی لئے زندہ ہیں
 کہ اں کے حکم کی پابندی کریں اگر وہ
 ریت میں چا بونے کو کئے گا تو ریت
 میں چا بوئیں گے۔ خواہ وہ نہائے۔

۲۔ ہر حق۔ چونکہ اللہ کا ہمیں حکم
 ہے کہ تمہیں ہم تبلیغ کریں اں کے لئے
 بغیر ریا کے تمہیں احکام پہنچا رہے
 ہیں۔ با قبول۔ ہمیں اں سے سروکار
 نہیں کہ کوئی ہماری بات قبول کرے یا
 رد کرے۔ مُزد۔ ہم اللہ کے لئے تبلیغ
 کرتے ہیں اور اں کام کی مزدوری
 اں سے لیں گے ہم تو اسی کی خاطر
 لوگوں کی دشمنی مول لے رہے ہیں۔
 ما بریں۔ تبلیغ میں ناکامی ہمارے لئے
 سدا رہائیس۔ دے دل گرفتہ وہ ہوتا ہے
 جو دوست سے مجبور ہو ہمیں ہر وقت
 قربانی حاصل ہے۔

۳۔ دلیر۔ ہمارا محبوب جو حضرت
 حق سے وہ ہمارے ساتھ ہے اں کی
 رحمتیں ہم پر۔ وقت چھماور ہوتی رہتی
 ہیں۔ در دل۔ ہمارے دل اں کی
 محبت سے گلزار ہیں اور ہم ہر وقت ترو
 تازہ رہتے ہیں۔ پیش ما۔ جب
 روحانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو زمانہ
 مکان کی قید سدھائی ہو جاتی ہے جسم
 زمانہ و مکان کا پابند ہوتا ہے۔ رصد۔
 اصحاب کہف پر روحانیت کا غلبہ تھا تو
 ان کے لئے تین سو نو سال ایک روز
 کے برابر تھے۔

وانگہے انمود شال یک روز ہم
 پھر انہیں وہ ایک روز بھی نہ لگا
 چوں نباشد روز و شب با ماہ و سال
 جبکہ دن اور رات مع مہینہ اور سال کے نہیں
 در گلسانِ عدم چوں بخودی ست
 عدم کے چمنستان میں چونکہ بے خودی ہے
 لَمْ یَلْقَ لَمْ یَلْقَ ہر کس کو بخورد
 جس نے نہ کھایا وہ نہ چکھانہ جانا کا مصداق ہے
 نیست موہوم اربدے موہوم آل
 وہ موہوم چیز نہیں ہے اگر وہ موہوم ہوتا
 دوزخ اندر وہم چوں آرد بہشت
 دوزخ بہشت کا کیسے تصور کر سکتی ہے؟
 ہیں گلوئے خود مبرید اے مہاں
 اے بڑا اپنے گئے نہ پھارو
 رہا کے صعب پایاں بردہ ایم
 ہم نے سخت راستے طے کر لئے ہیں
 ہر کہ مارا گشت پیرو باز رست
 جو تھلا جیرو بن گیا وہ رہنی پا گیا
 وانکہ نشید از شقاوت پند ما
 جس نے بدبختی سے ہماری نصیحت نہ سنی
 ہیں بگوئید از نجوم سعد راہ
 آگاہ! نیک بختی کے ستاروں سے راستہ تلاش کرو
 کہ بہ تن باز آمد ارواح از عدم
 کہ روہیں عدم سے پھر جسم میں آئیں
 کے یوز سیری و پیری و ملال
 پیٹ بھر جاتا اور بڑھاپا اور تھکن کہاں ہوتی ہے
 مستی از سخر اقی لطف ایزدی ست
 مستی اللہ تعالیٰ کی مہربان کے جام سے ہے
 کے بوہم آر و جعل انفاس و رد
 کہہذا اخیال سے گلاب کی خوشبو میں کہاں حاصل کر سکتا ہے
 پچھو موہو مان شدے معدوم آل
 تو وہ موہوم چیزوں کی طرح معدوم ہو جاتا ہے
 ہیج تا بدروئے خوب از خوک زشت
 بد صورت سوہ سے حسین چہرہ کہاں چمکتا ہے
 آچنیں لقمہ رسیدہ تا وہاں
 منہ تک ایسا لقمہ پہنچ گیا ہے
 رہ بر اہل خویش آساں کردہ ایم
 ہم نے انہوں کے لئے راستہ آسان کر دیا ہے
 از عذاب نار و در بخت نشست
 آگ کے عذاب سے اور جن نشین ہو گیا
 در عذاب جاو داں شد مبتلا
 وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہو گیا
 زانکہ در ظلمت درید و قعر چاہ
 کیونکہ تم اندھیرے اور کنویں کی گہرائی میں ہو

مکرر رکروں قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام

قوم کا انبیاء پر مکرر اعتراض کرنا

قوم گفتند ار شما سعد خودید
 قوم نے کہا 'اگر تم اپنے لئے نیک بخت ہو
 کس مائید و ضدید و مُرئید
 ہمارے لئے بدبخت اور مخالف اور مرتد ہو

انگہے اسباب کہف نے کا تھا
 کہ ہم اس حالت میں ایک دن یا دن
 کے کچھ حصے میں رہے ہیں۔ چوں۔
 جبکہ روح زمان و مکان سے مقید نہیں
 ہے تو اس کے لئے نیند بڑھایا ہے نہ
 تھکن گفتان عدم۔ یعنی عالم
 ارواح۔ مستی۔ اس عالم کی مستی قرب
 الہی کی ہے۔

لم یلق۔ یعنی جس نے چیز کو
 نہ چکھا ہو وہ اس کا ذائقہ نہیں جان
 سکتا۔ جعل۔ گہرہ و گور کا کیزا۔
 نیست۔ یعنی یہ مستی ذہنی نہیں ہے
 ذہنی کیفیت زائل ہو جاتی ہیں۔
 دوزخ۔ جس طرح دوزخ اور جنت
 میں بعد سے اور دوزخ و جنت کا تصور
 بھی نہیں کر سکتی اسی طرح اہل دنیا اور
 اس مستی میں بعد سے دنیا اور اس مستی
 کو کچھ ہی نہیں سکتا ہے۔ اے مہربان۔
 اہل سب کو خطاب ہے کہ اپنی جاہلی
 مولانا روایت حاصل کرو۔

انہا کے۔ ہدایت کے حصول
 میں جس قدر مصائب ہوتے ہیں وہ
 انبیاء جمیل چمکتے ہیں قوم ان سے پلا
 مجاہدے کے ہدایت حاصل کرنی
 ہے۔ ہر کہ انبیاء کی اطاعت کر لینے
 والے نجات پاتے ہیں اور جو منکر
 ہوتے ہیں وہ ابدی عذاب میں مبتلا
 ہو جاتے ہیں۔ نجوم۔ انبیاء نجوم
 ہدایت ہیں۔ قوم گفتند۔ انبیاء نے
 اپنے آپ کو سعادت کا ستارہ اور یا تھا
 قوم نے کہا کہ تمہاری سعادت
 تمہارے لئے ہوگی ہمارے لئے تو تم
 کس ہو۔

جان! ما فارغ ید از اندیشہا
ہماری جان فکروں سے خالی تھی
ذوقِ جمعیت کو بود و اتفاق
یگانگت اور اتفاق کا جو مزا تھا
طوطی نقل و شکر بودیم ما
ہم نقل اور شکر کھانے والی طوطی تھے
ہر کجا افسانہ غم گستری ست
جہاں کہیں غم اٹھانے کا قصہ ہے
ہر کجا اندر جہاں فال بدیست
جہاں کہیں دنیا میں شگون ہے
در مثال و قصہ و فال شہاست
وہ تمہارے مثال اور قصہ اور شگون کی جگہ سے ہے

در غم افگندید مارا و عینا
تم نے ہمیں غموں اور مشقت میں ڈال دیا
شد ز فال زشت تاں صد افتراق
تمہاری بد شگونی سے سیکڑھل جہانیاں بن گیا
مرغ مرگ اندیش کشتیم از شما
تمہاری جگہ سے موت کو سوچنے والا پرندہ بن گئے
ہر کجا آوازہ مستکری ست
جہاں کہیں برائی کا شہرہ ہے
ہر کجا منحنے نکالے ماخذیست
جہاں کہیں سچ عذاب جائے گرفت ہے
در غم انگیزی شما اشتہاست
غم بڑھانے کی تمہاری خواہش ہے

۱۔ جان! تمہاری نحوست یہ ہے
کہ ہم فکروں سے فارغ تھے تم نے
ہمیں فکر مند بنا دیا۔ ذوق۔ ہم سب
متفق تھے تمہارے وجود سے ہم میں
اختلاف ہو گئے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر
کھلائی جاتی ہے نقل۔ چینیٹا۔
مستکری۔ برائی سچ۔ صورت کا بدل
جانا۔ نکال۔ عذاب۔ ماخذ۔ گرفت
کی جگہ۔ اشتہا۔ خواہش

۲۔ انبیاء۔ انبیاء نے کہا یہ ساری
برائیاں جو تم نے بیان کیں ان کا
سبب ہم نہیں ہیں خود ہم ہو۔ گرتو۔ ہم تو
تمہیں اس عذاب سے ڈرتے ہیں
جو واقعہ تم پر نازل ہونے والا ہے
ہماری مثال تو اس شخص کی ہی ہے جو
ایسے شخص کو بیدار کر دے جس پر
سائب حملہ آور ہو رہا ہو۔

۳۔ کج۔ کو چلا۔ تو بگوئی۔ تمہاری
مثال یہ ہے کہ وہ شخص جس پر سائب
حملہ آور ہے بیدار کرنے والے کو برائی
دینے لگے۔ سرا۔ گھر۔ چوں۔ نبی
آنکھوں سے اس عذاب کو دیکھتا ہے
جو منکروں پر نازل ہونے والے وقت
ہے

باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشاں

انبیاء کا ان کا پھر جواب دینا

از میان جان تاں وارد مدد
تمہاری جان سے مدد حاصل کرتا ہے
اژدہا در قصد تو آیدز سر
اژدہا تیرے ارادے سے سر پر آ جائے
کہ بچہ زود ارنہ اژدہا ہات خورد
کہ جلد بھاگ 'ونہ تجھے اژدھے نے کھلیا
فال چہ برجہ ہمیں در روشنی
بد شگونی کیا ہوتی ہے 'انہ روشنی میں دیکھ
میر ہانم می برم سوئے سرا
چھڑا رہا ہوں گھر کی جانب لے جا رہا ہوں
کو بدید انچہ ندید اہل جہاں
کیونکہ جو کجاں نہ دیکھ لیا ہے یا اہل نے نہیں دیکھا ہے

انبیاء! گفتند فال زشت و بد
انبیاء نے کہا اچھا اور برا شگون
گر تو جائے خفتہ باشی باخطر
اگر تو کسی جگہ خطرے میں سویا ہوا ہو
مہربانے مر ترا آگاہ کرد
کسی مہربان نے تجھے خبردار کر دیا
تو بگوئی فال بد چوں می زنی
تو کہتا ہے کہ کیوں بد شگونی کرتا ہے
از میان فال بد من خود ترا
میں تجھے بد شگونی سے
چوں نبی آگہ کنندست از نہاں
نبی کی طرح جو ان پوشیدہ باتوں سے خبردار کرنے والے ہیں

گرا طیبیے گویدت غوہ مخور

اگر تجھ سے کوئی طیب کہے کچا انگو نہ کھا

تو بگونی فال بد چوں میزنی

تو یہ کہے کہ بدشگونی کیوں کرتا ہے

ور منجم گویدت کا مروز ہیچ

اگر کوئی نجومی تجھ سے کہے کہ آج کوئی

مانگر دی نام و خدیر ازاں

تا کہ تو اس کی وجہ سے شرمندہ اور محروم نہ بنے

صد رہ ۲ ار بینی دروغ اختری

اگرچہ تو سوطرح سے نجومی کا جھوٹ دیکھتا ہے

اس نجوم مانشد ہرگز خلاف

ہمارے ان ستاروں میں کبھی تخلف نہیں ہوا

آں طیب و آں منجم از گماں

وہ طیب اور نجومی گمان کے ذریعے

دود ۳ می بینیم و آتش از کراں

ہم دیکھتے ہیں کہ دھواں اور آگ ایک کنارے سے

تو ہمیں گوئی خمش گن زیں مقال

تو یہ کہتا ہے کہ ان باتوں سے چب رہ

اے کہ نصیح ناصحان راشنوی

اے وہ کہ تو نامحوں کی نصیحت نہیں سنتا ہے

فیعے بر پشت تو بری رود

ایک اڑدہا تیرے پیچھے روز رہا ہے

گویش خاموش ممکنیم ملکن

تو اس کو کہتا ہے چپ رہ مجھے غمگین نہ کر

چوں زندا فعی دہاں برگزوت

جب اڑدہا تیری گردن پر من ملے گا

جب اڑدہا تیری گردن پر من ملے گا

کہ چنیں رنجے بر آرد زود سر

کہ فلاں مرض جلد سر اچھا ہے گا

پس تو ناصح را مؤتم میکنی

تو تو ایک ناصح کو گنہگار ٹھہرا رہا ہے

آپنجاں کارے ملکن اور ہیچ

دیا کام ارادہ سے نہ کرتا

زانکہ نیکنیست روز امروز ہاں

کیونکہ آج اچھا دن نہیں ہے

یکد و بارہ راست آیدی خری

ایک دوبارہ سچ ہو جائے تو تو مان لیتا ہے

خستش چوں مانداز تو در غلاف

ان کی صحت تجھ سے کیسے پوشیدہ ہے؟

می کنند آگاہ و ما خود از عیایں

خبر دیتے ہیں اور ہم مشاہدے سے

حملہ می آرد بسوئے منکراں

منکروں پر حملہ آور ہے

کہ زیان ماست قال شوم فال

کیونکہ بدشگونی کی بات میں ہمارا نقصان ہے

فال بد با تست ہر جامی روی

تو جہاں جائے بدشگونی تیرے ساتھ ہے

اوز با مے بیندش آگہ گند

وہ اس کو بالاخانہ سے دیکھ رہا ہو خبر دہا کرتا ہے

گوید او خوش باش خود رفت اس سخن

وہ کہتا ہے خوش رہ بات ختم ہوئی

تلخ گردد جملہ شادی کزوت

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

۱۔ اگر طیبیے تمہاری مثال اس

مریض کی سی ہے جس کو طیب معر

چیز کھانے سے روکے اور وہ طیب

پر لائے الزام پھر سے مؤتم۔

گنہگار۔ ورنہ منجم تمہاری مثال اس شخص

کی سی ہے جس کو نجومی بری گھڑی

سے بچانا چاہے اور وہ الٹا نجومی پر الزام

پھر سے ہیچ۔ قصد ارادہ۔

۲۔ بصد رہ۔ نجومی کی بات سیکڑوں

بار جھوٹی نکلتی ہے لیکن پھر بھی اس

احتمال سے کہ شاید یہ بات سچ ہو تم

نجومی کا کہنا مان جاتے ہو۔ اس نجومی۔

لیکن ہماری پیشین گوئیاں بالکل سچ

ہوتی ہیں ان کو تم سلیم کرنے کو تیار نہیں

ہو۔ نجومی اور طیب محض گمان سے

بات کہتے ہیں ہم تو مشاہدہ کر کے کہہ

رہے ہیں۔

۳۔ دود۔ انبیاء نے کہا ہم تو عذاب

کا دھواں اور آگ آنکھ سے دیکھ کر بتا

رہے ہیں لیکن تم ہماری ان باتوں کو بد

فالی سمجھ رہے ہو۔ اے کہ منکروں کا

وجود خود فال بد ہے۔ فیعیے۔ تمہاری

مثال یہ ہے کہ عذاب کا اڑدہا

تمہارے دلے سے ایک شخص

یا بالاخانہ سے اس کو دیکھ کر تمہیں آگاہ کر

رہا ہے لیکن تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں

سانپ کی بات سنا کر ممکن نہ کر۔

گوید۔ مجبور ہو کر وہ بتائے والا یہی

کہے گا کہ اچھا بری بات کو رفت

وگذشت کرو اور تم خوش رہو۔ چوں

زند۔ جب وہ اڑدہا اس لے گا پھر

تیری ساری خوشیاں کڑوی ہو جائے

گی۔

۱۔ پس بدو۔ پھر تو بتانے والے سے کیجگا کہ تو میرے غم میں کپڑے پھاڑ کر مجھے آگاہ کرتا تو میں مان لیتا یا لوپر سے میرے پتھر مارتا تو میں آگاہ ہو جاتا۔ اُو بُو یُو۔ وہ جواب میں کہہ دے گا کہ تو میری بات سے آرزو نہ کرنا تھا تو وہ کہے گا کہ میں اب کونسا خوشی ہوں۔ گفت۔ وہ آگاہی دینے والا کہے گا کہ میں نے تو شرافت سے کام لیا تھا تجھے مصیبت سے بچانے کے لئے نصیحت کی تھی۔ لاشی۔ لیکن تو نے کمینہ بن رہا اس نصیحت کی قدرت کی بلکہ اس نصیحت کو ایذا رسائی اور سرکشی کا سبب بنایا۔

۲۔ ایں بُدو۔ کمینوں کا یہی طریق ہے کہ تم ان سے بھلائی کرو۔ تو وہ اس کے بدلے میں تم سے برائی کریں گے نفس۔ انسان کا اس ایسا ہی کمینہ ہے کہ اس کے ساتھ جہاں کرنا اور اس کو مضبوط بنانا مناسب نہیں ہے اس کو مستحسب اور مجاہدوں سے کفر ہو جاتا۔

۳۔ با کریمے۔ کسی شریف سے شرافت برتو گے تو وہ ستر گنا شرافت برتاوے۔ ہائیسے۔ کمینہ پر جو وہ جفا کرے گا تو پھر وہ اطاعت لریگا۔ کافراں کا فریاد ہی کرتے ہیں کہ دنیا میں ان کو اللہ کی نعمتیں ملیں تو کفر بڑھا دوزخ کے عذاب میں خدا : مانیں گے اور نکالیں گے۔ کہ لئیماں۔ کمینے ظالم کے ساتھ ٹھیک چلتے ہیں شریف پر ظلم کرتے ہیں۔ ایتسا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پورا آسمان کو حکم دیا کہ تم دونوں آؤ خولہ خوشی سے خولہ جبر سے تو دونوں نے کہا ہم خوشی سے حاضر ہیں یعنی اس آیت سے معلوم ہوا کہ اطاعت تو اجماع کرنی ہو گی خولہ خوشی سے کر دیا مجبوری سے کفار مجبوری سے اطاعت کریں گے۔

چوں نہ بدریدی گریہاں در فغاں
تو نے نا۔ و فریاد سے گریہاں چاک کیوں نہ کیا تھا
تا مرا آل جد نمودے ایں بدی
تا کہ وہ کوشش یہ برائی مجھے دکھا دیتی
تو بگوئی نیک شادم کردہ
تو کہے گا تو نے اب کیا مجھے خوش کر دیا ہے
تارہانم مر ترا زیں خشک بند
تا کہ میں تجھے سخت قید سے رہائی دوں
مایہ ایذا و طغیاں ساختی
اس کو ایذا اور سرکشی کا سرمایہ بنایا
بَد گند باتو چو نیکوئی گنی
جب تو نیکی کرے وہ تجھ سے بدی کرتے ہیں
کہ لئیم ست و نسا زد نیکویش
کیونکہ کمینہ ہے بھلائی اس کے ساتھ ساتھ نہیں کرتی ہے
ہر یکے را او عوض ہمفصد دہد
وہ ہر ایک کا سات سو گنا بدلہ دے گا
بندہ گرو ترا بس باوفا
وہ تیرا باوفا غلام بن جائے گا
باز در دوزخ ندا شاں دینا
پھر دوزخ میں ہی کی پکارے۔ ہمارے رب ہوتی ہے
چوں وفا بیند خود جانی شوند
جب وفا دیکھنے میں جفا کرتے ہیں

پس ابدو گوئی ہمیں بوداے فلاں
پھر تو اس سے کہے گا اے فلاں ٹھیک تھا
یا بلایم تو سنگے می بڑی
یا لوپر سے تو میرے پتھر مارتا
اُو بگوید زان کہ می آرزو
وہ کہے گا کیونکہ تو رنجیدہ رہتا تھا
گفت من کردم جو امردی و پند
اس نے کہا میں نے شرافت برتی اور نصیحت کی
از لئیمی حق آن شناختی
تو نے کمینہ بن سے اس کو قدرت نہ کی
ایں ۲ بود خوئے لئیماں دنی
اس کمینہ لئیموں کی یہی عادت ہوتی ہے
نفس رازیں صبری گن منخیش
نفس کو مہر کے ذریعہ کڑوا دینا
با کریمے ۳ گر گنی احسان سزد
اگر تو شریف کے ساتھ احسان کرے تو مناسب ہے
بائیسے چوں گنی قہر و جفا
کمینہ پر جب تو ظلم اور قہر کرے گا
کافراں کارند در نعمت جفا
کافر نعمت کی حالت میں جفا کاری کرتے ہیں
کہ لئیماں در جفا صافی شوند
کیونکہ کمینے ظلم میں مخلص بنتے ہیں

حکمت در آفریدن دوزخ دراں جہاں و زنداں دریں
دوزخ کو اس عالم میں اور قید خانہ کو اس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت تاکہ
عالم تا معبد منکراں گردد کہ انتیا طوعا او کرھا
وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ انتیا طوعا او کرھا ہے

۱۔ دوزخ۔ کافر جب دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہو سکے تو فرما ہر داری کرینگے وحشی جانور خوشی سے نہیں آتا تو جہاں میں پھس کر آتا ہے۔
جہاں۔ زنداں۔ جب چور جیل خانہ میں ڈال دیا جاتا ہے تو سبکی شروع کر دیتا ہے۔ یوں۔ جن اور اس کی تخلیق کا باعث عبادت اور اطاعت سے خوشی سے نہ کرینگے تو جبراً کرنی پڑے گی مومن جنت اور دنیا میں اطاعت گزار کی ریکا تو کافر دوزخ میں اطاعت کرے گا۔

۲۔ آدمی۔ انسان میں بہت سے کام کرنے کی صلاحیتیں ہیں لیکن اس کی تخلیق کا اصل منشاء عبادت گزار کی ہے جیسا کہ ایسے میں مذکور ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِی۔ قرآن پاک میں ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ میں نے جن و انسان کو پیدا کیا انسانوں اور جنوں کو مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں از کتاب۔ تصنیف و اشاعت کا اصل مقصد اس فن اور علم کو جاننا ہے جس فن کی وہ کتاب سے آگے تو اس کا تکیہ بنائے گا تو وہ تکیہ بن جائے گی لیکن یہ تیری مٹھی ہوگی اسی طرح اگر انسان عبادت نہ کرے گا دوسرے کاموں میں لگے گا۔ تو یہاں کی مٹھی ہوگی۔

۳۔ گرتو مینے۔ تلوار کا اصل مقصد اس کے ذریعہ فتح پانا ہے وہ کھوٹا بھی بن سکتی ہے لیکن اگر تو اس سے کھوٹنے کا کام لے گا تو بڑی حماقت ہوگی۔ معبد۔ ہر انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے لیکن ہر ایک کا عبادت خانہ جدا ہے شریف کا معبد تو اکرامت کا مقام ہے یعنی میں نے اس کا اکرام کیا اور لئیم کا معبد۔ ۰۔ کا مقام ہے۔ یعنی میں نے اس کو بیمار کیا۔ شریف

مسجد و طاعات شمال پس اذوزخ مست
ان کی مسجد اور اطاعتوں کی جگہ دوزخ ہے
ہست زنداں صومعہ دزد لئیم
کینے چور کا عبادت خانہ قید خانہ ہے
چوں عبادت بود مقصود از بشر
چونکہ انسان کی پیدائش سے مقصود عبادت ہے
آدمی ۲۔ راہست در ہر کار دست
انسان کو ہر کام پر قدرت ہے

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِی
اس نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو بڑھ
گرچہ مقصود از کتاب آں فن بود
اگرچہ کتاب کا مقصد وہ فن ہوتا ہے
لیک از مقصود این باش نبود
لیکن اس کا مقصد یہ تکیہ ہونا نہ تھا
گر تو مینے ساختی شمشیر را
اگر تو تلوار کو کھنٹ بنا لے

گرچہ مقصود از بشر علم و ہدایت
اگرچہ انسان کی تخلیق سے مقصود علم ہدایت ہے
معبد مرد کریم اکرامتہ
شریف انسان کی عبادت گاہ مقام اکرامتہ ہے
مر لئیمال را بزن تا سر نہند
کیمینوں کو پٹ تاکہ اطاعت کریں
لا جرم حق ہر دو مسجد آفرید
۱۱۔ محالہ اللہ تعالیٰ نے وہ مسجدیں بنائیں

پائے بندز مرغ بیگانہ فتح مست
بیگانہ پرندہ کے پاؤں کا پھندا جال ہے
کاند رو ذاکر شود حق را مقیم
اس میں وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرنے والا ہوتا ہے
شد عبادت گاہ گرونگش سقر
مکبرک کی عبادت گاہ دوزخ بنی
لیکن از مقصود این خدمت بدست
لیکن اس کی پیدائش سے اصلی مقصود عبادت ہے

خو عبادت نیست مقصود از جہاں
عبادت کے علاوہ دنیا میں کوئی مقصد نہیں ہے
گر تو اش باش گنی ہم می شود
اگر تو اس کا تکیہ بنا لے تو یہ بھی ہو سکتا ہے
علم بود و دانش و ارشاد و سود
علم اور سمجھ اور ہدایت اور نفع تھا
بر گزیدی بر ظفر لوبیر را
تو نے کامیابی پر بدستی کو ترجیح دی

لیک ہر یک آدمی را معبدیست
لیکن ہر شخص کی ایک عبادت گاہ ہے
معبد مرد لئیم اسقمتہ
سبب انسان کی عبادت گاہ اسقمتہ ہے
مر کریمال را بدہ تا برد ہند
شریفوں کو انعام دے تاکہ پھل دیں
دوزخ آنہارا و لہنہارا مزید
ان کے لئے دوزخ اور ان کے لئے مزید

انعامات الہی کے وقت عبادت گزار بناتا ہے اور کمینہ مصائب میں مبتلا ہو کر مزید یعنی جنت جس کے لئے فرمایا گیا
وَلَلْخَالِقُ مَزِيدٌ لَّهٖ لَمَّا يَرَىٰ تَوْبَتَهُمْ وَيَا لَيْسَ لَكَ فِي الْبَرِّ بَدَلٌ

ساخت اموی قدس در بابِ صغیر تافر دو آرنڈ سر قوم زحیر
حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں چھوٹا دروازہ بنایا تاکہ سرکش قوم سر جھکائے
زراں کہ جباراں بُدند و سر فراز دوزخ آل بابِ صغیر سمت و نیاز
کیونکہ وہ جبار اور منکبر تھے دوزخ وہی چھوٹا دروازہ اور نیاز مندی کی جگہ ہے

۱۔ ساخت۔ موسیٰ نے بیت المقدس میں ایک کھڑکی بنائی تھی تاکہ منکبرین اس میں جھک کر داخل ہوں اور ان کی جگہ کی ہی حالت ہو جائے دوزخ کو ایک چھوٹی کھڑکی سمجھو کہ اس میں داخل ہو کر یہ منکبر عبادت گزار بن جائیں گے۔

۲۔ بیان۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے کھڑکی بنائی تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان منکبروں کے لئے ظالم بادشاہوں کا وجود اور دوزخ بنائی ہے یہ ظالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور دوزخ میں خدا کو یاد کریں گے۔ بعض۔ مکانات کا ماحول بکریوں کا باڑہ اَدْخُلُوا قُرْآنِ پاك میں ہے اَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ یعنی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس کھڑکی میں سجدہ کی حالت میں داخل ہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرے۔ شہاں۔ یہ منکبر بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ساخت۔ ان کی حرب اور عبادت گا گوبر خانہ ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں بادشاہ اور پہلوان کہا جاتا ہے یہ منکران کے سامنے جھکتے ہیں۔

۳۔ لائق۔ ان کے سجدے اللہ تعالیٰ کے لائق نہ تھے کیونکہ ان کو جناب باری سے کوئی مناسبت نہیں یہ بصورت انسان ہیں لیکن انسانیت سے خالی ہیں نیکیوں کی اور ان کی مثال وہی ہے جو گئے اور زکل کی ہے آں سگاں۔ یعنی دنیا دار بادشاہ۔ آں خساں۔ یعنی منکرین۔ شیر۔ یعنی جناب باری تعالیٰ۔ گرب۔ چوہا بلی سے ڈرتا ہے شیر جو کاس سے بد جہا افضل ہے اس سے نہیں ڈرتا۔

بیان ۲۔ آنکہ حق تعالیٰ صورتِ ملوک را سببِ مسخر کردن
اس بیان میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کی صورت ان منکبروں کو تابع بنانے کے
جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام
لئے بنائی ہے جو کہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
بابِ صغیر ساخت بر لبِ قدس جہتِ رکوعِ جباران
بیت المقدس کے احاطے میں چھوٹا دروازہ بنایا تاکہ بنی اسرائیل کے منکبر آتے
بنی اسرائیل وقت درآمدن کہ اَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ
وقت جھکیں کیونکہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حط کہوں کا حکم تھا

آپنجاں کہ حق زخم و استخواں
اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں سے
اہل دنیا سجدہ ایشاں کنند
دنیا دار ان کو سجدہ کرتے ہیں
ساخت سرگیں دانگی محرابِ شاں
ان کے لئے گوبر خانے کو محراب بنایا
لائق ہے ایں حضرت پاکی نہ اید
تم پاک صہد کے لائق نہیں ہو
آں سگاں را ایں خساں خاضع شونند
یعنی ان کتوں کے تابع ہوتے ہیں
گربہ باشد شحہ ہر موش خو
ہر موش خصلت کا کو توں بلی ہوتی ہے

از شہاں بابِ صغیرے ساخت ہاں
بادشاہوں کا چھوٹا دروازہ بنایا
چونکہ سجدہ کبریا را دشمنند
کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے مخالف ہیں
نام آں محراب میر و پہلواں
اس محراب کا نام حاکم اور پہلوان ہے
نیشکر پا کاں شاما خالی نے اید
پاک لوگ گناہیں تم صرف زکل ہو
شیر را عارست گورا بگروند
شیروں کی توہین ہے کہ وہ اس کے گریبہ ہوں
موش کہ بُو د تاز شیراں تر سداو
چوہا کس قابل ہے کہ وہ شیروں سے ڈرے



خوفِ شاں کے ز آفتابِ حق بُود

آفتابِ حق سے انہیں ڈر کہاں ہوتا ہے

رَبِّ اَوْلٰی وَّرْخَوْرِ اِیْنَ لِبَلٰہِاں

ربِ اولیٰ ان بیوقوفوں کے لائق ہے

بلکہ آں آہو تگانِ مُشکِ نَاف

بلکہ وہ آہو قدمِ مشک کی ناف والے ڈرتے ہیں

تَشِ خِداوند و ولی نعمتِ نولیس

تو اس کو آقا اور ولی نعمت لکھ

تَشِ خِداوند و ولی نعمتِ بگو

تو اس کو آقا اور ولی نعمت کہہ

خِشتمِ گیرِ دَمیرِ وہمِ داندِ کہ ہست

حاکمِ فہمِ گراں گاہِ کجے گا کہ وہ کج ہے

بِاَلِیْمِاں تہا ہیدِ گردنِ لَیْم

کینوں کے ساتھ تاکہ تینہ اطاعت کرے

چوں لَیْمِاں نَفْسِ بَدِ کُفْرِاں کُند

تو وہ بد نفس کینوں کی طرح کفر ان کرے گا

اہلِ نِعْمتِ طاعنی اندو ما کرند

بلکہ سرکش اور مکار ہیں

ہستِ شاکرِ خستِ و صاحبِ عبا

خست حال اور گدزی والا شکر گزار ہے

شکرِ می رُویدِ ز بِلّوا و سقم

شکرِ لہوا اور بیماری سے آتا ہے

خوفِ ایشاں از کلابِ حق بُود

ان کو اللہ تعالیٰ کے کتوں سے خوف ہوتا ہے

رَبِّیْ اَلْاَعْلٰی سِت و دِراں مہاں

سربراہوں کا خلیفہ ربی الاعلیٰ ہے

مُوش کے ترسد ز شیرانِ مَصاف

جنگ کے شیروں سے چو باکب ڈرتا ہے

رُو بے پیشِ کاسہ لیسِ اَسدِ یکِ لیس

اسد یک جاننے والے پیلا جاننے والے کے پاس جا

دِیکِ لیسِ کاسہ لیسے را بچو

تو دیک جاننے والا ہے کسی پیلا جاننے والا کو تلاش کر

بِس اَکُن اَر شَرَحے بگویم دور دست

ختم کر اگر میں بھی تفصیل کروں گا

حاصلِ ایں آمد کہ بد گن اے کریم

خاصہ یہ نکلا کہ اسے شریف برائی کر

بِاَلِیْمِاں نَفْسِ چوں اِحساں کُند

جب تو کینے نفس کے ساتھ احسان کریگا

زیں سببِ بد کابلِ محنتِ شا کرند

یہی سبب ہے کہ تھی شکر گزار ہیں

ہستِ طاعنی بگلرِ زریں قبا

سرورِ زریں قبا والا سرکش ہے

شکرِ س کے رُویدِ ز اَملاکِ و نِعَم

نعمتوں اور ملکیوں سے شکر کہاں آتا ہے

۱۔ خوف۔ منکرین بھی اللہ کے کتوں سے ڈرتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ربی الاعلیٰ۔ میرا خدا بلند ہے۔ مہاں۔ بالا اور تر خدا کو ماننا شریفوں کا کام ہے ان منکرین کے لائق اولیٰ رب ہے لہذا یہاں کوئی پوچھتے ہیں۔ رب اولیٰ۔ معمولی وجہ کا خدا۔ موش۔ شیروں سے ڈرنا چوہے کا کام نہیں بلکہ ہرن جیسے شریف اور پاکیزہ جانور کا کام ہے۔ دیک۔ لیس۔ چھٹی روح ویسے فرشتے لہذا ان منکرین کی خدائی کے لائق۔ یہی ظالم اور جاہل ہیں۔

۲۔ بس گن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اب منکرین کے معبودوں کی زیادہ بات نہ کرو ورنہ وہ ناراض ہو گئے اور وہ دلی تکبھیں گے کہ ہم بھی کچھ ہیں جیسا کہ ہمارا اس قدر ذکر کیا جا رہا ہے۔ لَیْم۔ نفس۔ نفس لَیْم۔ زیں سبب۔ جو لوگ محنت اور مشقت کی زندگی گزارتے ہیں عموماً شاکر ہوتے ہیں اور مالدار سرکش ہوتے ہیں۔ بگر۔ بیک لڑ رہا۔

۳۔ شکر۔ نکلا اور بیماری شکر گزاری کا سبب ہے قصہ۔ مولانا نے پہلے سمجھایا تھا کہ فقر اور اتلا سے شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی جائید میں یہ قصہ نقل کرتے ہیں۔ سچ۔ کھوتی۔ سفر۔ دسترخوان چرخ زدن۔ گھومتا۔

قصہ عشقِ صوفی بر سفرہ تہی از خورش

کہانے سے خالی دسترخوان پر ایک صوفی کے عشق کا قصہ

صوفی برتخ روزے سفرہ دید

ایک صوفی نے ایک دن کھوتی پر دسترخوان دیکھا

چرخ می زودجا مہارامی دید

دیکھ کر تھکا اور کپڑے پہناتا تھا

بانگ می زونک نوائے بے ثوا
چونکہ در دو سوز او بسیار شد
جب اس کا درد اور سوز بڑھی
رکھنے وہائے ہوئے می زوند
قیتم اور نعرے ملتے تھے
بوافضولے گفت صوفی را کہ چیست
ایک لغو انسان نے صوفی سے کہا یہ کیا ہے؟
گفت رو رو نقش بے معنیستی
اس صوفی نے کہا جا جا تو بے روح تصویر ہے
عشق نال بے نال خدائے عاشق مست
عشق جو روئی نہ ہوتے ہوئے روئی دعا شق کی غذا ہے
عاشقان را کار نبود با وجود
عاشقوں کو وجود سے واسطہ نہیں ہوتا ہے
بال ۲ نے وگرد عالم می پرند
پر نہیں ہیں اور عالم کے چاروں طرف اڑتے ہیں
آں فقیرے گوز معنی بوئے یافت
وہ فقیر جس نے حقیقت کی خوشبو حاصل کر لی
عاشقان اندر عدم خیمہ زوند
عاشقوں نے عدم میں خیمہ لگایا ہے
شیر ۳ خوراک کے شناسد ذوق لوت
وہ ہا بچہ کھانوں کا ذائقہ کب پہچانتا ہے
آدی کے بو برداز بوئے او
پدی اس خوشبو کا سراغ کب پا سکتا ہے

قطنہا و دروہا رانک ا دوا
یہ قطنوں اور دروہوں کی دعا ہے
ہر کہ صوفی بود با او یار شد
جو بھی صوفی تھا اس کا ساتھی ہو گیا
تا کہ چندیں مست و بیخود می شدند
یہاں تک کہ بہت زیادہ مست و بیخود ہو جاتے تھے
سفره آویختہ از نال تہی ست
لٹکا ہوا دسترخوان روئی سے خالی ہے
تو بجو ہستی کی عاشق نیستی
تو ہستی کی تلاش کر کیونکہ تو عاشق نہیں ہے
بند ہستی نیست ہر گو صادق ست
جو صادق ہے وہ وجود کا پابند نہیں ہے
عاشقان را ہست بے سرمایہ سود
عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہوتا ہے
دست نے وگوئے زمیڈاں می برند
ہاتھ نہیں سے اور میدان سے گیند لے جاتے ہیں
دست بیریڈہ ہمیں زمیل یافت
ہاتھ کھنا ہوا ہونے پر جھولی بنا تھا
چوں عدم بیک رنگ و نفس واحدند
عدم کی طرح یکساں اور ایک جان ہو گئے ہیں
مر پری را بوئے باشد لوت پوت
پری کے لئے خوشبو اتسام کا کھان ہوتا ہے
چونکہ خوئے اوست ضد خوئے او
کیونکہ اس کی عادت اس عادت کے خلاف ہے

۱۔ تک۔ یعنی یہ دسترخوان چنگ
اس صوفی کے وہد میں آگئے۔
کسکح۔ دونوں کانوں کے زمر کے
ساتھ قبضہ بوافضول۔ یہ وہ نقش
بے معنی۔ یعنی بے جان بت۔ تو بجو
ہستی۔ یعنی تو طالب وجود ہستی یعنی
یعنی عاشق طالب عدم ہوتا ہے لہذا
ہم روئی کے ت ہونے کے طالب و
عاشق ہیں اور بھوک صدیقین کا
مطلوبہ ہوتا ہے عاشق۔ عاشق
کی غذا عشق ہے جو روئی حو نہیں ہے
لیکن اس کے لئے روئی کا کام دیتا
ہے عاشقان۔ عاشق ہر چیز کے فنا
کا طالب ہوتا ہے اسی فنا سے اس کو نفع
پہنچتا ہے۔

۲۔ بال نے۔ جس طرح عاشقوں کا
نفع بغیر سرمایہ کے ہے اسی طرح وہ
بغیر پروں کے پرواز کرتے ہیں اور
بغیر ہاتھ کے ہاتھ کا کام کرتے ہیں
آں فقیرے۔ نئے شیخ کا پہلے قصہ۔
گذر چکا ہے کہ ہاتھ نہ ہوتے ہوئے
وہ زمیل بنے تھے۔ عاشقان۔ عاشق
ہر چیز کو ختم کر دیتا ہے امتیاز و جہالت
میں ہوتا ہے عدموں میں یکسانیت
ہے لہذا عاشقان خدا کی یک رنگ
ہیں۔

۳۔ شیر خوراک ہر شخص اپنے سے
مناسب بات کو سمجھتا ہے وہ
اعتراض کرتا ہے بوافضول نے صوفی
پر اسی لئے اعتراض کیا کہ وہ فنا کے
ذوق سے باواقف تھا شیر خور بچہ
سرف ۳۳ کے مزے سے واقف
ہے وہ اس کی لذت کو سمجھ سکتا ہے
کھانوں کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا۔
پری کی غذا محض خوشبو سے انسان
کھانوں کا عادی ہے وہ محض خوشبو
سے پیٹ بھر جانے کو نہیں سمجھ سکتا۔



یابد از بوئے آل پری بوئے کہ اش
 پری اس کی خوشبو سے لسی است حاصل کئی ہے کہ اس کو
 پیش اقبطی خون بود آل آب نیل
 قبطی کے لئے نیل کا پانی خون ہے
 جاوہ باشد بحر اسرائیلیاں
 دریا اسرائیلوں کے لئے راست ہوتا ہے
 بادبد بر عادیاں گرز و تبر
 ہوا قوم عاد پر گرز اور کھانا تھی
 گلستاں ۲ باشد برابر اہیم نار
 آگ حضرت ابراہیم پر جن ہوتی ہے
 بر سمندر باشد آتش خانداں
 سمندر پر آگ خاندان ہوتی ہے
 نرد عاشق درد و غم حلوا بود
 عاشق کے لئے درد اور غم حلوا ہوتا ہے
 تو نیابی آل ز صد من لوت خوش
 تو سو من اچھی خوراک سے نہیں پاسکتا ہے
 آب باشد پیش سبطی جمیل
 اچھے سبطی کے لئے پانی ہے
 غرقہ گم باشد فرعون عموال
 ظالم فرعون کے لئے ڈوبنے کی جگہ ہوتا ہے
 لیکن بدبر ہود و بر قومش ظفر
 لیکن حضرت داؤد اور ان کی قوم کے لئے فتح تھی
 لیک بر نمرود باشد زہر مار
 لیکن نمرود پر سانپ کا زہر ہوتی ہے
 لیک باشد برد گر مرعائ زیاں
 لیکن دوسرے پرندوں کے لئے تباہی ہوتی ہے
 لیکن حلوا بر تحساں بلوا بود
 لیکن کینوں کے لئے حلوا مصیبت ہوتا ہے

مخصوص ۳ بوون یعقوب علیہ اسلام پشیدن جام حق
 حضرت یوسف کے چہرے سے خدائی پیلا پینے اور حضرت
 تعالیٰ از روئے یوسف و کشیدن بوئے حق تعالیٰ از بوئے
 یوسف کی خوشبو سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو حاصل کرنے میں حضرت یعقوب کی
 یوسف و حرمان برادران و غیر ہم ازیں ہر دو صفت
 خصوصیت اور بھائیوں وغیرہ کا ان دونوں خوبیوں سے محرم رہنا

انچہ یعقوب از رخ یوسف چشید
 حضرت یعقوب نے جو کچھ حضرت یوسف کے رخ سے چکھا
 وانچہ دروے بودا اندر وے بدید
 اور جو کچھ ان یوسف کے اندر تھا انہوں نے دیکھا
 اور جو کچھ ان یوسف کے اندر تھا انہوں نے دیکھا
 ایں ز عشقش خویش در چہ می گند
 ایں کے عشق سے اپنے آپ کو کنویں میں گرا رہے ہیں
 وانچہ او از بوئے او اندر کشید
 اور جو کچھ انہوں نے ان کی خوشبو سے باطن حاصل کیا
 خاص او بود او با خواں کے رسید
 وہ ان کی خصوصیت تھی بھائیوں کو کب حاصل ہوا؟
 وال بکلیں از بہرا وچہ می گند
 وہ کینہ دہی سے ان کے لئے کنہاں کھول رہے ہیں

پیش قبطی۔ اشیاء کے احوال ہر
 شخص کے اعتبار سے جداگانہ ہیں
 جس شخص کے مناسب جو حاصل ہوا
 اسی کو سمجھ سکتا ہے۔ قبطی۔ فرعون کی نسل کا
 آدمی۔ سبطی۔ اسرائیلی۔ جاوہ۔
 دریائے نیل حضرت موسیٰ اور ان کی قوم
 کے لئے راست بنا فرعون اور اس کا لشکر
 اسی میں ڈوب گیا۔ باد۔ آندھی سے
 قوم عاد برباد ہوئی حضرت ہود اور ان
 کی قوم کے لئے فتح کا سبب بنی۔
 ۲ گلستاں۔ آگ حضرت ابراہیم
 کے لئے گلزار بنی۔ نمرود کے لئے
 باعث ہلاکت بنی۔ سمندر۔ ایک پرندہ
 ہے جو آگ میں برودش پاتا ہے۔
 درد۔ درد و غم عاشقوں کی غذا ہے کہینے
 حلوا بھی اس طرح کھا جاتے ہیں
 جس سنگ کو بدتر تھی اور چلتی ہے۔
 ۳ مخصوص۔ اس قصہ سے یہ بتانا
 مقصود ہے کہ چیزوں کے احوال
 مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف
 ہیں حضرت یوسف کا چہرہ حضرت
 یعقوب کے لئے کچھ تاثیر رکھتا تھا
 دوسروں کے لئے اس کی تاثیر دوسری
 تھی۔ انچہ۔ جو خوبیاں حضرت یوسف
 میں تھیں وہ حضرت یعقوب کو نظر
 آئیں بھائی نہ دیکھ سکے۔ ایں۔
 حضرت یعقوب یوسف کے غم میں
 اپنے آپ کو ہلاک کئے دیر ہے تھے
 ان کے بھائی ان کو کنویں میں ڈال کر
 مارنے کی فکر کر رہے تھے۔

سُفْرَةَ اَوْ پُوشِ اِيسِ اِز نَالِ تَهِي سَتِ
 ان يوسف کا دسترخوان ان کے لئے روٹی ہے خالی ہے
 رُوئے نَاشِستِه نہ بیند رُوئے و حُور
 بن دہلا منہ حور کا منہ نہیں دیکھتا ہے
 عِشْقِ بَاشِد لُوتِ پُوتِ جَانِهَا
 عشق جانوں کے لئے قسم قسم کا کھانا ہے
 جُوعِ ۲ یوسف بُو دَمَرِ یَعْقُوبِ رَا
 حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی بھوک تھی
 اَنکِه پَسْتِد پیرِ مَن رَا مِ شِتَافَتِ
 جس نے پیر من حاصل کیا تھا وہ دوزخ تھا
 دَانکِه صَد فَرَسَنگِ زَاں سُو بُو د اُو
 وہ جو اس جانب سے سینکڑوں فرسخ تھا
 اے بَسَا عَالِمِ زِدَانِش بے نَصِیبِ
 بہت سے عالم ہیں جو سمجھ سے محروم ہیں
 مَسْتَمِعِ ۳ اِز وَوے ہَمی یَابِدِ مَشَامِ
 سننے والا اس کی خوشبو حاصل کر لیتا ہے
 زَانکِه پیرِ اَمَن بَد سِتِش عَارِیہ اَسْتِ
 کیونکہ اس کے پاس لباس عاری ہے
 جَارِیہ پِیشِ نَخَاسِ سَر سَرِیَسْتِ
 غلام فروش کے لئے وہ لٹری تھوڑی دیر کے لئے ہے
 قَسْمَتِ حَقِّ سَتِ رُوْزِی خَوَاهِ نِے
 قسمتِ حق سب روزی خواہ نے
 اَللہ تَعَالٰی کِی تَقْسِیمِ ہِے نَہ کِی رُوْزِی چَاپِنے وَا لے کِی
 یَکِ جِیَا لے نِیکِ بَاغِ اَل شُدِہ
 ایک اچھا خیال اس کے لئے گلزار بن گیا
 اَیْکِ اِچْا خِیَالِ اِسِ کِے لَئے گِلزَارِ بِنِ گِیَا

پیش یعقوب ست پر گو مشتملست
 حضرت یعقوب کے لئے بھرا ہوا ہے کیونکہ وہ خواہشمند ہیں
 لَا صَلْوَةَ گُفْتِ اِلَّا بِالْحَضُورِ
 آنحضرت نے فرمایا کہ نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہے
 جُوعِ اِزِی رُوْیَسْتِ قُوْتِ جَانِهَا
 اس لئے بھوک جانوں کی غذا ہے
 اِسِ لَئے بھُوکِ جَانُوں کِی عِذَا ہِے
 بُوئے نَاشِ مِی رَسِیدِ اِز دُورِ جَا
 ان کو ان کی روٹی کی خوشبو وہ سے پہنچ رہی تھی
 بُوئے پیرِ اَمَن یوسف مِی نِیَا فَتِ
 حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو محسوس نہیں کر رہا تھا
 چُونکِه بَد یَعْقُوبِ مِی بُو سِیدِ بُو
 چونکہ وہ حضرت یعقوب تھے وہ خوشبو سمجھ رہے تھے
 حَافِظِ عِلْمِ سَتِ اَل کَسِ نِے حَیْبِ
 وہ عالم علم کا نگہبان ہے نہ کہ محبوب
 گِر چہ بَاشِدِ مَسْتَمِعِ اِز جِئْسِ عَامِ
 خواہ سننے والا عوام میں سے ہو
 چُولِ بَد سَتِ اَل نَخَاسِ جَارِیہ اَسْتِ
 جیسے کہ غلام فروش کے ہاتھ میں لٹری ہوتی ہے
 دَر گُفِ اُو اِز بَرَاے مَشْتَرِی سَتِ
 اس کے قبضہ میں خریدار کے لئے ہے
 ہر یَکِے رَا سُوئے دِیگِر رَاہِ نِے
 کسی کے لئے دوسرے کی جانب راستہ نہیں ہے
 یَکِ جِیَا لے زِشْتِ رَاہِ اِيسِ زَوَہ
 ایک برا خیال اس کے لئے ماہرن بن گیا
 اَیْکِ بَرَا خِیَالِ اِسِ کِے لَئے مَاهِرِنِ بِنِ گِیَا

۱۔ سفرہ اور حضرت یوسف کے
 چہرے کا دسترخوان حضرت یعقوب
 کے لئے الوداد برکات سے پر تھا
 بھائیوں کے لئے خالی تھا۔ روئے
 ہنست۔ جن لوگوں کے دل
 نجاست سے پر ہیں ان کو اولاً نظر
 نہیں آتے ہیں اسی لئے کفار کو خدا کا
 دیدار نہ ہوگا نماز میں کیفیات اس شخص
 کو محسوس آئیں گی جو قلب کو مصطفیٰ کر
 کے حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھے
 گا۔ جانہا۔ عاشقوں کی جانوں کے
 لئے عشق غذا ہے۔ جوع۔ مشہور
 مقولہ ہے اَلجُوعُ مَطْعَانُ الصَّالِحِیْنِ
 بھوک صالحوں کی غذا ہے۔
 ۲۔ جوع۔ حضرت یعقوب میں
 حضرت یوسف کی طلب صادق تھی
 اسی لئے انہیں وہ سے ان کی خوشبو
 محسوس ہوگی۔ آنکہ پستہ۔ وہ شخص جو
 حضرت یوسف کی تمیض حضرت
 یعقوب کے پاس لے کر آیا وہ طلب
 صادق سے خالی تھا اس کو اس تمیض
 میں کوئی خوشبو معلوم نہ ہوئی۔ وانکہ۔
 حضرت یعقوب تمیض سے سینکڑوں
 میل کے فاصلہ پر تھے ان کو اس کی
 خوشبو محسوس ہوگی۔ اے بسا۔ جو عالم
 بے عمل ہیں ان کی مثل حضرت
 یوسف کی تمیض لانے والے کی سی
 ہے۔ مستمع۔ عالم بے عمل کے وعظ
 اور علم سے وہ جاہل جن میں طلب
 صادق ہوتی ہے قائمہ اٹھا لیتے ہیں۔
 پیرا من۔ بے عمل عالم کے پاس علم
 ایک عاری چیز ہے اس کی مثل اس
 غلام فروش کی سی ہے جس کے پاس
 فروخت کرنے کے لئے کوئی لٹری

ہو وہ اس سے بے بہرہ رہتا ہے خریدار اس سے قائمہ اٹھاتا ہے نخاسی۔ برفروش۔ قسمت حق۔ تمام تقسیم اللہ کی جانب
 سے ہے جس کا جو حصہ اس کو ملتا ہے طالب کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ یک جہا۔ ایک شخص کے نصیب میں وہ
 خیالات ہوتے ہیں جو اس کے لئے موجب راحت ہوتے ہیں دوسرے کے وہ خیالات ہیں جو اس کو جہا کرتے ہیں۔

وہیں خیالے عالمے برہم زدہ
اس خیال نے جہاں کو تہ و بالا کر دیا
وز خیالے دوزخ و جائے گداخت
اور ایک خیال سے دوزخ اور کھیلنے کی جگہ بنا دی
پس کہ داند جائے گلشنہائے او
اس کی بھٹیوں کا راستہ کون جانتا ہے؟
کز کد میں رکن جاں آید خیال
کہ جان کے کونے گوشے سے یہ خیال آتا ہے
کون اور انیسٹ کردہ کون حق
اللہ تعالیٰ کے وجود نے اس کے وجود کو فنا کر دیا ہے
بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال
تو ہر برے خیال کا راستہ بند کر دیتا
کہ بود مرضا دو در بند عدم
جو عدم میں محفوظ اور گمات کی جگہ ہو
قبضِ اعلیٰ اس بود اے شہریار
بے شک اے اندھے کا پکڑنا یہ ہوتا ہے
نیلیختے کہ تھی جان دست
وہ نیک بخت ہے جس کی جان تھی ہے
وال یکے پہلوئے او اندر عذاب
اور ایک اس کی پہلو میں عذاب میں ہے
وال عجب ماندہ کہ اس در حبس کیست
اور وہ عجب میں ہے کہ یہ کس پھندے میں ہے
ہیں چرا ز روی کہ اینجا صد دو است
خبردار تو کیوں پہلا ہے یہاں سینکڑوں دوا میں ہیں

آں خیالے از اثر باغے شدہ
وہ خیال نتیجہ کے اعتبار سے باغ ہو گیا
آں خدائے کز خیالے باغ ساخت
وہ خدا تعالیٰ جس نے ایک خیال سے باغ بنا دیا
پس کہ داند راہ گلشنہائے او
اس کے باغوں کا راستہ کون جانتا ہے؟
دیدہ بان دل نہ بیند در مجال
دل کا محافظ تک وہ میں نہیں دیکھتا ہے
جز مگر آں دل کہ دار دعون حق
سوائے اس دل کے جس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو
گر بدیدے مطلعش راز احتیال
اگر تدبیر سے اس کے آنے کی جگہ کو دیکھ سکتا
کے رسد جاسوں را آنجا قدم
جاسوں کا وہاں قدم کب پہنچتا ہے
دامن فضلش بکف گن کور وار
انصوں کی طرف اس کی رحمت کے دامن کو پکڑ لے
دامن او امر و فرمان دست
حکم اور فرمان اس کا دامن ہے
آں یکے در مر غرار و جوئے آب
ایک ہمنستان اور پانی کی نہر میں ہے
او عجب ماندہ کہ ذوق او ز چیست
وہ عجب میں ہے کہ اس کا لطف کس چیز میں ہے
ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہ است
خبردار تو کیوں خشک ہے یہاں چشمے ہیں

آں خیالے نیک خیال کے نتیجہ
میں انسان کو راحت و آرام حاصل ہوتا
ہے بد خیال عالم کی تباہی کا سبب بنتا
ہے آں خدائے۔ یہ خیالات کی تقسیم
اور عطا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔
پس کہ داند انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ
کون سے خیالات آرام دہ ہیں اور کون سے
خیالات تباہ کن ہیں۔ دیدہ بان۔
انسان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کے
دل میں خیالات کس راہ سے آتے
ہیں۔ کن۔ گوشہ

ح۔ جز مگر انسان اپنے لئے اچھے
برے خیالات کو خدا کی مدد سے پہچان
سکتا ہے کیونکہ یہ خیالات اللہ تعالیٰ
کے بنائے ہوئے ہیں انسان کے
ساختہ نہیں ہیں۔ مطلعش۔ یعنی
خیالات کے آنے کی راہ کے رسد
خیالات کے آنے کی راہ عدم میں ہے
اور جاسوں مقید بوجود ہے تو عدم تک
اس کی رسائی ناممکن ہے۔ مرصا۔
گمات کی جگہ۔ دامن۔ ان خیالات
کی راہ اگر معلوم کرنی ہے تو اللہ کے
فضل کا دامن اللہ کے احکام میں ان
سے راستہ ہو جا۔

ح۔ آن یکے اب اللہ کی تقسیم
پھر ذکر شروع کیا ہے نیک بخت اور بد
بخت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تو
باغ اور مہروں سے لطف اندوز ہے
اس کے پاس ہی ایک شخص گری اور
پاس کی تکلیف برداشت کر رہا ہے
عجب۔ تکلیف اٹھانے والا راحت
اٹھانے والے پر متوجہ ہے اور
راحت اٹھانے والا تکلیف اٹھانے
والے پر۔ ہیں۔ راحت پانے والا
تکلیف اٹھانے والے سے کہتا ہے
کہ تو بھی اور آ جا کیوں تکلیف اٹھاتا
ہے وہ کہتا ہے کہ میں اور نہیں آ سکتا
ہوں یہی مومن اور کافر کا حال ہے۔



ہمنشینا ہیں! بیا اندر چمن
اسے ساتھی! خبر وہ چمن میں آجا
ہیں بیا جاناں کہ پائت دستہ نیست
خبر وہاں سے آجا کیونکہ تیرے پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہیں
یک مثل آمد دریں معنی بگفت
اسی سلسلہ میں ایک کہبت کہی گئی ہے
اندر اس معنی بگویم قصہ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سناتا ہوں

گوید اے جاں من نیارم آمدن
وہ کہتا ہے دوست! میں نہیں آ سکتا
گویدش نے نے تینا نم تو باہست
وہ اس سے کہتا ہے نہیں نہیں مجھ میں سکت نہیں تو ٹھہر جا
بو کہ یابی زیں بیاں سر نہفت
شاید کہ تو اس بیان سے چپے ہوئے راز کو محسوس کر لے
گوش بکشاتا بری زان حصہ
کان کھول لے تاکہ تو اس میں سے حصہ پالے

حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات و نماز با حق
ایک حاتم کے اس غلام کا قصہ جو اللہ تعالیٰ کی نماز اور سرگوشی سے بہت محبت رکھتا تھا

در زمانے بود امیرے از کرام
ایک زمانہ میں بڑے لوگوں میں سے ایک حاتم تھا
میر شد محتاج گرما بہ سحر
صبح کو حاتم کو تمام کی ضرورت ہوئی
طاس و ایزار و گل از اتوں بگیر
طاس اور تہ بند اور ملتان مٹی اتوں سے لے لے
سُنقر آں دم طاس و ایزار نکو
سُنقر نے فوراً طاس اور ایزار بند
مَسجدے بر رہ بدو بانگ صلا
راتے میں مسجد تھی اور بلائے کی آواز
بود سُنقر سخت موع در نماز
سُنقر نماز کا بہت فریفت تھا
تو بریں دُکاں زمانے صبر کن
آپ اس دکان پر تھوڑی دیر ٹھہریں
رفت سُنقر میر در دُکاں نشست
سُنقر چلا گیا آقا دکان پر بیٹھ گیا

بود سُنقر نام او را یک غلام
اس کا ایک غلام سُنقر نام کا تھا
بانگ زد سُنقر ہلا بردار سر
اس نے پکارا سُنقر! خبردار اٹھ جا
تا بگرما بہ رَویم از نا گویر
تاکہ ضرورت کی وجہ سے ہم حمام میں جائیں
بر گرفت و رفت با او دو سُنقر بدو
لے لیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلا
آمد از گوش سُنقر بر صلا
صاف طہ پر سُنقر کے کان میں آئی
گفت اے میر من اے بندہ نواز
بولتا ہے میرے آقا! اے بندے پرورد
تا گزارم فرض و خوانم کم لیکن
تاکہ میں نماز پڑھا کروں اور کم لیکن پڑھ لوں
منتظر از بادہ پندار مست
تھم ہو کر غم کی شراب سے مست

۱۔ ہیں بیا۔ تیرے پاؤں میں
بھڑکی نہیں ہے چلا آئے اس سے کہتا
ہے کہ تو بھی اصرار نہ باٹھہر با غرضیکہ
دونوں اپنی اپنی جگہ قائم ہیں نہ یہ اس
کا کہنا سنا ہے نہ وہ اس کا ہر ایک تقسیم
خداوندی کے مطابق اپنا اپنا حصہ
حاصل کر رہا ہے۔ قصہ اس قصہ کا
خلاصہ یہ ہے کہ آقا مسجد میں نہیں
پہنچے۔ رہا تھا اور غلام باہر نہیں نکل رہا تھا
یہی حال موسیٰ اور کافر کا ہے۔

۲۔ سُنقر۔ اس امیر کے غلام کا نام
سُنقر تھا۔ محتاج۔ یعنی اس کو نہانے کی
حاجت ہو گئی۔ بردار سر۔ یعنی
بسترے سے اٹھ چلے۔ طاس۔ طشلا۔
ایزار۔ ازار۔ تہ بند۔ گل۔ یعنی ملتان
مٹی جس کو لے کر نہایا جاتا تھا۔ اتوں۔
زر سرخ اس امیر کی اونڈی کا نام تھا۔
۳۔ دو دو۔ دو دو۔ دو دو۔ بانگ
صلا۔ دعوت کی آواز یعنی نماز۔
موع۔ فریفت م عین۔ یعنی سحہ
البین۔ بادہ پندار۔ یعنی وہ اپنے غم
میں مست تھا۔

کر دیک ساعت توقف بزدگان
 تھوڑی دیر دکان پر توقف کیا
 از نماز و وردہا فارغ شدند
 نماز اور وظیفوں سے فارغ ہو گئے
 میر سنقر راز مانے چشم داشت
 آقا ایب وقت تک سنقر کا منظر رہا
 گفت می نگرا روم اے ذوقنوں
 اس نے کہا اے ہنرمند وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے
 نیستم غافل کہ در گوش منی
 میں غافل نہیں ہوں تو میرے کان میں ہے
 تاکہ عاجز گشت از تیباش مرد
 حتی کہ آقا اس کی ٹال منول سے عاجز آ گیا
 تا بڑوں آیم ہنوز اے محترم
 اے محترمہ تاکہ میں ابھی باہر نکلوں
 کیست و امیدارو آنجا کت نشاندا
 کون روکتا ہے وہاں تجھے کس نے بٹھا دیا ہے؟
 بستہ است اوہم مرا از اندروں
 اسی نے مجھے اندر باندھا ہے
 می نہ بگذار مرا کاہم بڑوں
 " مجھے نہیں تیرا ہے کہ میں باہر نکلوں
 او بدیں سو بست پائے ایں رہی
 اسی نے اس جانب اس غلام کو پابستہ کر دیا ہے
 خاکیاں را بحر نگذارو دروں
 سمندر خشکی کے جانوروں کو اندر نہیں آنے دیتا ہے
 حیلہ و تدبیر اینجا بطل ست
 اس جگہ کوئی حیلہ نہ تدبیر بیکہ ہے

میر از بہر دل آں زندہ جاں
 آقا نے اس زندہ روح کی خاطر سے
 چون امام و قوم بیروں آمدند
 جب امام اور لوگ باہر آئے
 سنقر آں جاماند تا نزدیک چاشت
 سنقر چاشت کے وقت تک وہاں رہا
 گفت اے سنقر چرنائی بروں
 بولا اے سنقر! تو باہر کیوں نہیں آتا ہے
 صبر کن نک آدم اے روشنی
 صبر کر اے روشنی! میں بھی آیا
 ہفت نوبت صبر کرو و بانگ کرو
 اس نے سات بار صبر کیا اور آواز دی
 پانخش ۲ ایں بود می نگزار دم
 اس کا یہی جواب تھا مجھے نہیں چھوڑتا ہے
 گفت آخر مسجد اندر کس نماند
 بالآخر اس نے کہا مسجد میں کوئی نہیں رہا
 گفت آنکہ بستہ است از بڑوں
 اس نے کہا وہی جس نے تجھے باہر باندھا دیا ہے
 آنکہ نگذارو ترا کائی دروں
 جو تجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ تو اندر آئے
 کند نگذارو کتریں سو پانہی
 وہ جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو اس طرف قدم اھرے
 ماہیاں ۳ را بحر نگذارو بروں
 سمندر مچھلیوں کو باہر نکلتے نہیں دیتا
 اصل ماہی ز آب و حیواں از گل ست
 مچھلی کی اصل پانی سے ہے اور حیوان کی مٹی سے ہے

۱ زندہ جاں۔ یعنی سنقر۔ وردہا۔
 یعنی دو اور دو خانکف جو نماز کے بعد
 بڑھے جاتے ہیں۔ چشم داشت۔
 نظر رہا۔ در گوش منی۔ یعنی میں تیری
 آوازیں رہا ہوں۔ تیباش۔ ٹال منول۔
 ارتقا۔

۲ پانخش۔ یعنی سنقر ہر مرتبہ حاکم
 سے یہ کہتا تھا کہ وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔
 گفت۔ حاکم نے کہا مسجد میں تو کوئی
 شخص نہیں رہا سب باہر آ گئے تھے
 کون روک رہا ہے۔ گفت آنکہ۔
 سنقر نے جواب دیا جو ذات تجھے اندر
 آنے سے روک رہی ہے وہی مجھے
 باہر نکلتے سے روک رہی ہے۔ رہی۔
 غلام۔

۳ ماہیاں۔ ایک ہی سمندر سے
 جو مچھلیوں کو باہر نکلتے سے روکتا ہے اور
 خشکی کے جانوروں کو اندر آنے سے
 روکتا ہے۔ اصل۔ ہر چیز اپنی جنس کو
 چھٹی ہے غیر جنس کو دفع کرتی ہے
 دریا اور پھل ایک جنس سے لہذا دریا
 مچھلی کو کھینچتا ہے خشکی کے جانوروں کی
 اصل مٹی ہے پانی مٹی کو غیر جنس
 ہونے کی وجہ سے دفع کرتا ہے۔

قفل ازفت ست و گشاینده خدا
 قفل ہماری ہے اور کھولنے والا اللہ تعالیٰ ہے
 ذرہ ذرہ گر شود مفتاحها
 ایک ایک ذرہ اگر کھینچیں بن جائیں
 چوں فراموش شود تدبیر خویش
 جبکہ تجھ سے تیری تدبیر فراموش ہو جائے
 چوں فراموش خودی یادت کنند
 جب تو خودی کو فراموش کر دے گا وہ تجھے یاد کرے گی
 گر تو خواہی حزی و دل زندگی
 اگر تو آزادی اور دل کی زندگی چاہتا ہے
 از خودی بگذر کہ تالیابی خدا
 خودی سے گزر جانا کہ تو خدا کو پالے
 گر ترا باید وصال راتیں
 اگر تجھے بچوں کا وصال دکھ ہے

دست در تسلیم زن و اندر رضا
 تسلیم اور رضا پر دستگاہ حاصل کرو
 این کشایش نیش از جو کبریا
 یہ کشاویگی بجز خدا کے ممکن نہیں ہے
 بخت یابی اے جواں از پیر خویش
 اے جوان اتوا اپنے پیر سے نصیب حاصل کر لے گا
 بندہ گستی دانگہ آرادت کنند
 تو غلام بن جائے گا تو وہ تجھے آزاد کریں گے
 بندگی گن بندگی گن بندگی
 غلامی کر غلامی کر غلامی
 فانی حق شو کہ تالیابی بقا
 حق میں فنا ہو جا تا کہ تو بقا حاصل کرے
 محوشو واللہ اعلم بالیقین
 تو مت جا اور اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ جانتا ہے

نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران قولہ تعالیٰ حتی اذا استیأس الرُّسُل
 انبیاء علیہم السلام کا منکروں کے قول اور پذیرائی سے ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کا قول ہے یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے

انبیاء گفتند در خاطر کہ چند
 انبیاء نے دل میں کہا کہ کتنا
 چند کو تیمم آہن سردے زغے
 کتنی سے ٹھنڈے ہوئے لوہے کو ہم کب تک کوئیں؟
 دم خر پیوون آخر تا چند
 گدھے کی دم ٹانہا آخر کب تک
 جبش خلق از قضا و وعدہ است
 مخلوق کی حرکت قضا اور وعدہ الہی سے ہے

میدیم این را و آنرا وعظ و پند
 ہم اس اور اس کو وعظ اور نصیحت کریں؟
 درد میدان در قفس ہیں تاجکے
 ہاں بنجرے میں پھونک بھرنا کب تک؟
 چوں نیفزاید جوئے جو رشخند
 جبکہ سائے مذاق کے اس میں ایک جو کا فائدہ نہیں ہے
 تیزی دندان ز سوز معدہ است
 دانتوں کی تیزی معدہ کی سوز سے ہے

۱ قفل۔ جس مغفرت کا قفل
 بہت سخت ہوتا ہے یہ صرف اللہ کے
 فضل سے کھلتا ہے لہذا تم راضی برضا
 خداوندی ہو جاؤ تب یہ قفل کھلے گا
 یہ ممکن نہیں ہے کہ ممکن کی وجہ کی
 طرف کشش ہو سکے چوں انسان
 جب اپنی تدبیر سے یہ قفل نہ کھول
 سکے تو شیخ کی طرف رجوع کرے
 مرید کو جب خود فراموشی حاصل ہو
 جاتی ہے تب شیخ اس کو یاد کرتا ہے
 جب مرید شیخ کا غلام بن جاتا ہے تو
 شیخ اس کو علائق دنیوی سے آزادی عطا
 کر دیتا ہے کہ تو خودی۔ اگر نہیں
 آزادی کی تمنا ہے اور دل کی زندگی
 چاہتے ہو عبادت اور اطاعت اختیار
 کرو۔

۲ از خودی۔ خودی کو چھوڑ کر فانی
 اللہ حاصل کرنے پر بقاء و اہم حاصل
 ہے۔ گزرا۔ صدیقین سے
 وصال اس وقت حاصل ہو گا جب
 انسان اپنے آپ کو چھوڑ کر اللہ کو امید
 خدایا اب مولانا نے انبیاء اور منکرین
 کا تذکرہ پھر شروع کیا ہے انبیاء
 منکرین کے انکار سے انبیاء حق کی
 اصلاح سے مایوس ہو جاتے تھے۔
 ۳ چند۔ انبیاء نے مایوس ہو کر یہ
 سوچا کہ ان منکروں کو نصیحت کرنا تو ایسا
 ہی بیکار ہے جیسا کہ ٹھنڈے لوہے کو
 کونسا یا سوزخ اور بنجرے میں پھونک
 بھرنا۔ وہ ان لوگوں کو نصیحت کرنا
 بیکار اور فحاشی اڑانے کا سبب ہے۔
 جنبش۔ پھر سوچا یہ سب اللہ تعالیٰ کی
 قضا و قدر سے ہے جب تک اللہ سے
 کشش نہ ہو ان کی عبادت ناممکن ہو
 ہوگی لگتی ہے تو دانت چلتے ہیں۔



انفس اول بان میں اللہ کی ذات
حکمران ہے جو کچھ ہے کہ عالم ہالاک
طرف سے ہے ایک۔ لیکن تضاد
قدر کے پیش نظر عمل دسی ترک نہیں
کی جاسکتی ہے ہمیں تو پیغام پہنچانے
کا حکم سے خود وہ مفید ہو یا نہ وہ۔ نبی
حیستی۔ یعنی یہ تو مرنے کے بعد پتہ
طے گا کہ انسان مجہنمی سے یا جنتی لیکن
زندگی میں اس کو عمل کرتے رہنا
چاہیے۔ چوں کہ دنیا کے تمام
کاروبار توقع اور امید پر مبنی ہیں تاجر
دیوبانی سفر کرتا ہے قطع نفع مومہ کی امید
پر کرتا ہے۔

۲۔ تو نمیدانی۔ تاجر سندری سفر
کرتا ہے تو اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ
وہ ڈونے گا یا پار ہو جائے گا۔ من
نخواہم۔ اگر کوئی تاجر یہ کہے کہ جب
تک مجھے نہ تجھے نہ یقین نہ ہو جائے تو
میں تجارت کے لئے سندری سفر نہ
کروں گا۔ امید خشک۔ یعنی مومہ

امید۔
۳۔ چچ۔ اس طرح کا تاجر کبھی
تجارت نہیں کر سکتا۔ دوز۔ یعنی ڈونا
اور پار ہونا۔ تاجر سندھ اس طرح کا
ڈرنے والا تاجر نہ نفع کما سکتا ہے نہ
نقصان۔ بل۔ پہلے مصرع میں
نقصان اٹھانے کا انکار کیا تھا اب
فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا تاجر نقصان
میں سے نفع سے محروم رہنا اور ذلیل
ہونا نقصان ہے۔ چونکہ جبکہ دنیا کے
سارے کاروبار مومہ نفع کی بنیاد پر
چلتے ہیں تو دین کا کاروبار اس کو زیادہ
حق ہے کہ مومہ نفع کی بنیاد پر کیا
جائے۔ نیست۔ عبارت رحمت اور
قبولیت کی امید پر کرنا ضروری ہیں۔

نفس اول راند بر نفس دوم
پہلے نفس نے دوسرے نفس پر حکم چلایا
لیکن ہم میدان و خر میراں چوتیر
لیکن کبھی بھی لئے اور تیر کی طرح گدھے کو ہانکتا رہ
تو نمیدانی کزیں دو کیستی
تو نہیں جانتا کہ ان میں تو کون ہے؟
چوں کہی بر پشت کشتی بار را
جب تو کشتی پر مال لادتا ہے
تو نمیدانی کزیں ہر دو کئی
تو نہیں جانتا کہ تو ان لا میں کونسا ہے

گر بگوئی تا ندانم من کیم
اگر تو کہے کہ جب تک میں نہ جانوں کہ میں کون ہوں
من دریں رہ نلاجیم یا غرقہ ام
میں اس راستے میں نہ چپے ولا ہوں یا ڈوبنے ولا

من نخواہم رفت این رہ باگماں
میں اس راستے پر گمان کے ساتھ نہ جاؤں گا
چچ ۳ بازار گائے ناید ز تو
تجھ سے کوئی تجارت نہ ہو سکے گی
تاجر ترسندہ طبع شیشہ جاں
ڈرنے والا تازک دل تاجر

بل زیاں دارو کہ محروم ست و خوار
بلکہ نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ وہ محروم اور ذلیل ہے
چونکہ بر بوک ست جملہ کارہا
چونکہ تمام کاروبار امید پر ہے
نیست دستور عدس جاقرع باب
اس جگہ دستور عدس کی اجازت نہیں ہے

ماہی از سر گندہ باشد نے زوم
پھلی ہری جانب سے سزئی ہے نہ کہم کی جانب سے
چونکہ بلیغ گفت حق شد ناگزیر
چونکہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کر فرمایا لہذا ضروری ہے
جہد گن چند انکہ بینی حیستی
کوشش کر حتی کہ تو جان لے کہ تو کیا ہے
بر توکل می کنی آل کار را
اس کام کو تو توکل کی بناء پر کرتا ہے
غرقہ اندر سفر یا ناجئی
سفر میں ڈوبنے ولا ہے یا نہ چپے ولا ہے

در نخواہم تاخت بر کشتی ویم
میں کشتی اور سندھ پر نہ جاؤں گا
کشف گرداں کز کدا میں فرقہ ام
واضح کر دے میں کس فرقے مس سے ہوں

بر امید خشک ہمچوں دیگران
دوسروں کی طرح خالی امید پر
زانکہ در غیب ست ستر این دوزو
کیونکہ ان دونوں دھنوں کا راز غیب میں ہے
در طلب نے سودا رونے زیاں
طلب میں نہ نفع کاتا ہے نہ نقصان

نور او یابد کہ باشد شغلہ خوار
نور وہ حاصل کرتا ہے جو شغلے کو نکلنے والا ہوں
کار دین اولیٰ کزیں یابی رہا
تو دین کا کاروبار یہ حق ہے کہ تو اس سے بکدوش ہو جائے
جز امید اللہ اعلم بالصواب
سوائے امید کے خدا بہتر جانتا ہے

بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست ورجا

اس کا بیان کہ مقلد کا ایمان امید و بیم میں ہے

داغی! ہر پیشہ امید ست و یوک
ہر پیشے کی محرتک امید لہر تمنا ہے
بامدادوں چوں سوئے دکال رَوَد
صبح کو وہ جب دکان کی جانب جاتا ہے
یوک روزی نبودت چوں میروی
تجھے روزی کی امید نہ ہو تو کیوں جانے؟
خوف حرمان ازل در کسب لوت
روٹی کمانے میں ازلی محرومی کے ڈرنے
گوئی! آئے خوف حرمان ہست پیش
تو کہتا ہے کہ ہاں محرومی کا ڈر پیش نظر ہے
ہست در کوشش امیدم پیشتر
کوشش میں مجھے زیادہ امید ہے
پس چرا درکار دیں اے بدگماں
اے بدگماں! پھر دین کے کام میں کیوں
یا ندیدی کابل ایں بازار ہا
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اس بازار والے
زیں دکال رفتن چکال شمال رونمود
اس دکان سے جانے نے ان کو کیسی کان دکھائی
آتش آتر ارام چس خلخاں شد
ان کے لئے آگ پازیب کی طرح فرما تیرا دینی
از دم آل مرده زندہ شدہ
ان کے پھونک مارنے سے مرہ زندہ ہوا

گرچہ گردن شازل کوشش شد چو دُوک
اگرچہ گردن کی گردن کوشش میں تلکے کی طرح ہو گئی ہے
بر امید و یوک روزی میر و د
کمالی کی امید لہر تمنا پر جاتا ہے
خوف حرمان ہست تو چونی قوی
محرومی کا ڈر ہے تو تو قوی کیوں ہے؟
چوں نکرودت سست اندر جستوت
تجھے تیری جستو میں ست کیوں نہ کیا؟
ہست اندر کابل ایں خوف بیش
لیکن سستی میں یہ ڈر زیادہ ہے
دارم اندر کابل افزوں خطر
سستی میں مجھے زیادہ خطرہ ہے
وامنت می گیرد ایں خوف زیاں
یہ نقصان کا خوف تیرا دامن پکڑ لیتا ہے؟
ورچہ سووند انبیاء اولیا
انبیاء اولیا، کس قدر نفع میں ہیں
اندریں بازار چوں بستند سود
اس بازار میں انہوں نے کس قدر نفع میں ہیں
بحر ایں را رام چوں شمال شد
سمندر بوجہ اٹھانے والے کی طرح ان کا فرما تیرا دینی
ابر آترا سامبانے آمدہ
ابر ان کے لئے سامبان بنا

۱۔ دائمی۔ انسان جو ہمیشہ کرتا ہے وہ
مخلص امید پر کرتا ہے اور اس میں اتنی
مضبوطیتیں جمیلاتا ہے کہ اس کی گردن
تلکے کی طرح ہو جاتی ہے۔ بامدادوں۔
صبح سویرے نفع کی امید پر دکان
کھولتا ہے جس کو کہ اگر نفع کی امید
نہ ہو تو کبھی دکان نہ کھولے۔ خوف
حرمان۔ یہاں بھی محرومی اور نقصان کا
لا محالہ خوف ہے لیکن انسان کی
مستعدی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے تو
دین کے معاملہ میں محرومی کے خوف
سے کتنی کیوں برتری جائے۔ لوت۔
کھانا۔ روزی۔
۲۔ گوئی۔ دنیاوی معاملات میں تو
خود کہتا ہے کہ کام کرنے میں جو محرومی
کا خوف ہے سستی برتے اور کام نہ
کرنے میں اس سے زیادہ محرومی کا
خوف ہے۔ ہست۔ دنیاوی
معاملات میں انسان کہتا ہے کہ کوشش
میں بہر حال امید ہے اور سستی میں تو
بہت خطرات ہیں۔ پس۔ جب
دنیاوی معاملات میں یہ تقریر ہے تو
دین کے معاملات میں یہ تقریر کیوں
نہیں کی جاتی ہے یا ندیدی۔ دین
کے معاملات میں کوشش کر کے
کامیاب ہونے والوں کی مثالیں دنیا
میں بہت ہیں۔
۳۔ زیں دکال۔ دنیا کی دکان سے
انبیاء اور اولیاء نے وہ نفع کھلیا ہے کہ
جب وہ اس دکان سے لوٹے ہیں تو
ان کو روپے ہی نہیں بلکہ سونے چاندی
کی کانٹیں ملی ہیں۔ آتش۔ اس دنیا کی
دکان سے حضرت ابراہیم نے وہ نفع
کھلیا کہ آگ گھڑا اور زبور بن گئی۔
بحر۔ حضرت موسیٰ کی دیوانے نعل
نے نمالی کی۔ از دم۔ حضرت عیسیٰ
کے پھونک مارنے سے مرہ زندہ
ہوئے۔ ابر۔ آنحضرت ﷺ پر ابر نے
سایہ کیا۔



آہن! آنرا رام ہچوں موم شد
لوہا ہن کے لئے موم کی طرح فرما ہوا تھا
باد آنرا بندہ و محکوم شد
ہوا ہن کی غلام اور محکوم ہوئی
شد برال در دفع دشمن چوب مار
دشمن کھن کرنے کے لئے لنگڑی ہن کے لئے سہا بی
عکبوتے شد مرایں را پردہ دار
کڑی ہن کے لئے پردہ کرنے والی بنی

بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ ان لله تعالیٰ اولیاء اخفیاء
اس کا بیان کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے کچھ پوشیدہ ولی ہیں

قوم دیگر سخت پہنہاں میروند
کچھ دوسرے لوگ جو بہت پوشیدہ ملتے ہیں
شہرہ خلاقان ظاہر کے شوند
وہ ظاہری مخلوق میں کب مشہور ہوتے ہیں؟
ہم کرامت شاں ہم ایشاں در حرم
ان کی کرامت بھی اور وہ خود بھی حرم میں ہیں
یا نمیدانی کر مہائے خدا
کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کرم ہیں
شش جہت عالم ہمہ اکرام اوست
عالم کی شش جہت میں اس کے اکرام ہیں
چوں کرے گویدت آتش در آ
جب کریم تجھے کہے کہ آگ میں آ جا
کوز آتش زرگس و نرس گند
کیونکہ وہ آگ سے نرس اور نرسین بنا دیتا ہے
در حقیقت آتش از ہیئت چوماست
وہ حقیقت آگ خوف سے پانی کی طرح ہے
شہرہ خلاقان ظاہر کے شوند
وہ ظاہری مخلوق میں کب مشہور ہوتے ہیں؟
بر نیفتد بر کیا شاں یک نفس
ان کی بزرگی پر ایک دم کے لئے نہیں پڑتی
نام شاں رانشوند ابدال ہم
ابدال بھی ان کا نام نہیں سنتے ہیں
گو ترا میخواند اس سو کہ بیا
جو تجھے پکارتے ہیں کہ اس طرف آ جا
ہر طرف کہ بنگری اعلام اوست
تو جس طرف دیکھے اس کی نشانیاں ہیں
اند آ زود و مگو سوزد مرا
جلد اند آ جا اور نہ کہہ کہ وہ مجھے جلا دے گی
و زمیانش غنچما سر برزند
اس کے اند سے غنچے کھلتے ہیں
گازر دستارخوان انبیاست
وہ انبیاء کے دستارخوان کا ہوتی ہے

حکایت ۳ مندیل در ستور انداختن اس بن مالک و تا سوختن او
حضرت اس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بدل کو تھو میں ڈالنے اور اس کے نہ جلنے کا قصہ

۱ آہن۔ حضرت داؤد کے لئے
لوہا موم بند۔ باد۔ حضرت سلیمان کا
تخت ہوا کا مٹھوں پر لئے بھرتی تھی۔
چوب۔ حضرت موسیٰ کی لنگڑی اڑ رہا
بنی۔ عکبوت۔ آنحضرت کے لئے غار
ثور میں کڑی نے جلاتا جس کی جب
سے آنحضرت کو دشمن نہ پکڑ سکے
بیان۔ انبیاء نے جو نفع کمائے ان کو
ذکر کرنے کے بعد اولیاء کے نفعوں کا
ذکر شروع کیا ہے تو ہم دیگر اولیاء کی
ایک جماعت وہ ہے جس کو ابدال تک
نہیں پہچان سکتے تو عوام ان کو کیا
سمجھتے۔ انہیں داند۔ جو انبیاء کے
نفع ہیں وہ ان کو حاصل ہیں۔

۲ در حرم۔ یعنی وہ اولیاء اور ان کی
کرامتیں اللہ کے حرم میں پوشیدہ
ہیں۔ یا نمیدانی۔ دین کے بارے
میں تیری سستی اس لئے ہے کہ تجھے
یہ خبر نہیں کہ حضرت حق کی رحمتیں تجھے
اپنی طرف بلاتی ہیں۔ شش۔ یعنی
تیرے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر
نیچے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔ اعلام۔
علم کی جمع نشانی۔ چون کرے شعر
عاشقان ماگھاتش می پسند لطف دوست
تنگ چشم گر نظر پر چشمہ کوڑ کسم
کہ وہ کریم آگ کو گلزار بنائے گا اور
اس میں پھول کھلیں گے۔ پانی۔
گازر۔ دھوبی۔

۳ حکایت اس واقعہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ انبیاء اولیاء کے حکم سے
آگ پانی کا کام کر دیتی ہے۔



از انسؑ فرزند مالک آمدہ است
 انسؑ مالک کے بیٹے کی بات منقول ہے
 او حکایت کرد کز بعد طعام
 انسؑ نے بیان کیا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد
 چرخ کن و آلودہ گفت اے خادمہ
 پیلا اور سنا ہوا فرمایا اے لوڈی
 در شور پُرز آتش در فلند
 آگ بھرے تھو میں ڈال دیا
 جملہ مہماناں دہاں یراں شدند
 سب مہمان اس معاملے میں حیران ہو گئے
 بعد یک ساعت بر آورد از تنور
 تھوڑی دیر کے بعد اس نے تنور سے نکالا
 قوم گفتند اے صحابی عزیز
 لوگوں نے کہا اے معزز صحابی!
 گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں
 انہوں نے کہا اس لئے کہ مصطفیٰ نے ہاتھ اور منہ
 اے دل ترسندہ از نار و عذاب
 اے آگ اور عذاب سے ڈرنے والے دل
 چوں جمادے را چنینش تشریف داد
 جب بے جان کو اس نے اتنی شرافت دیدی
 مرگلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد
 کعبہ کے ڈھیلے کو جب اس نے قبلہ بنا دیا
 بعد ازاں گفتند با آل خادمہ
 اس کے بعد انہوں نے اس خادمہ سے کہا
 چوں فلندی زود آں از گفت دے
 ان کے کہنے سے تو نے جلدی سے کیوں ڈال دیا

کہ بمہمانی او شخصے شدہ است
 کہ ایک شخص من کا مہمان بنا
 دید انسؑ دستارِ خواں را زروق قام
 حضرت انسؑ نے دسترخوان کو پیلا دیکھا
 اندر فلن در تنوش یک دمہ
 ایک دم اس کو تنور میں ڈال دے
 آل زماں دستارِ خواں را ہوشمند
 فوراً دسترخوان کو اس ہوشمند نے
 انتظارِ دودِ گندوری بدند
 دسترخوان کے دھوئیں کے منتظر تھے
 پاک و اسپید و ازاں و ساخ دور
 پاک اور سفید اور اس میل پکیل سے دور
 چوں نسوزید و مُتقی گشت نیز
 وہ کیوں نہ جلا اور صاف بھی ہو گیا
 بس بمالید اندر یں دستارِ خواں
 اس دسترخوان سے بہت پونچھا ہے
 باچناں دست و لے گنِ اقتراب
 ایسے ہاتھ اور ہونٹ سے نزدیک ہو جا
 جان عاشق را چہا خواهد گشاد
 عاشق کی جان کو کس قدر کشادگی دیکھا؟
 خاکِ مرداں باش اے جاں در نبرد
 اے جان! معرکہ میں مردانِ حق کی خاک بن جا
 تو گلوئی حال خود یا ۴ شہمہ
 یہ سب کچھ ہوتے ہوئے تو اپنا حال نہیں بتاتی
 گیرم او بر دست در اسرارے
 میں نے مانا کہ ان کو رازوں کا پتہ لگ گیا تھا

۱ زروق قام۔ یعنی سامان کی چکنائی
 وغیرہ اس پر لگی ہوتی تھی۔ یک دمہ۔ فوراً
 فوراً ہر تھو۔ خادمہ نے اس کو فوراً تنور
 میں ڈال دیا۔ گندوری۔ رندوں کے
 وزن پر دسترخوان۔ ساخ۔ دھن کی
 جمع۔ تمکیل۔ منقی۔ صاف۔ گفت۔
 حضرت انسؑ نے فرمایا چونکہ اس سے
 بہت سی مرتبہ اس شخص نے ہاتھ
 منہ پونچھا ہے اس لئے اس کو آگ
 نہیں جلا سکتی ہے
 ۲ اے جو آگ کے عذاب سے
 ڈرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ لولیا اور علماء
 کی دست بوسی کر لے تاکہ آگ اس کو
 نہ ستائے۔ چول جماد۔ جب بے
 جان دسترخوان اس قدر فیض حاصل کر
 سکتا ہے تو اندازہ لگاؤ کہ عاشق کی جان
 کو کیا فیض حاصل نہ ہوگا۔ مرگلوخ۔
 کعبہ کو ہلا جو ایشٹ پتھر ہونے کے
 اس قدر عزت و عطا کی گئی ہے تو انسان کو
 اس سے زیادہ شرافت حاصل ہو سکتی
 ہے۔ بعد ازاں اب پھر اصل قصہ کی
 طرف رجوع کیا ہے
 ۳ چوں۔ یعنی حضرت انسؑ کو اس
 راز سے واقف تھے لیکن تو واقف نہ تھی
 تو نے ان کے کہنے پر بلا تامل
 دسترخوان کیوں آگ میں ڈال دیا۔
 گفت۔ لوڈی نے جواب دیا کہ مجھے
 بزرگوں پر پورا بھروسہ ہے وہ کوئی غلط
 بات نہیں کہہ سکتے۔

آنچنین دستارِ خوانِ قیمتی چوں فلندی اندر آتشِ اے ستی

ایسا قیمتی دستارِ خوانِ اے بی بی! تو آگ میں کیسے ڈال دیا؟

گفت دارم بر کریمیاں اعتمید از عباد اللہ دارم بس اُمید

اس نے کہا مجھے بزرگوں پر اعتماد ہے میں اللہ کے نیک بندوں سے بہت امید رکھتی ہوں

در رو اندر عین آتش بے قدم بلا ہجک آگ میں چلی جا

تو بند کیا ہوتا ہے اگر وہ مجھے کہیں

اندر اہتم از کمالِ اعتقید کے اعتقاد کی وجہ سے اندر کھس جاؤں

سُردِ اندازم نہ ایں دستارِ خوان میں اپنا سر ڈال دوں نہ صرف یہ دستارِ خوان

راہِ رازِ کریم کے بھروسے پر اے برادرِ خود بریں اکسیر زن

اے بھائی! اپنے آپ کو اس اکسیر سے رٹو دے

کم نباید صدقِ مرد از صدقِ زن آن دلِ مردے کہ از زن کم بود

مرد کا وہ دل جو عورت کے دل سے کم ہو

مرد کے اعتقاد کی سچائی عورت کی سچائی ہے وہ ایسا دل ہے جو پینٹ سے کم ہے

۱۔ میزور۔ تہ بنداز۔ اند۔ چونکہ مجھے نیک اعتقاد ہے میں آگ میں کود پڑوں گی نہ۔ یعنی دستارِ خوان تو معمولی چیز ہے میں خود آگ میں سرگھسا دوں گی اسے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ مردوں کا اعتقاد اس خاصہ سے کم نہ ہونا چاہیے۔ اکسیر۔ یعنی انبیاء پور لولیا۔ اہتم۔ انسان کا پیٹ ڈیکل حصہ ہے۔

۲۔ قصہ۔ چونکہ انبیاء پور لولیا کی صحبت کو اکسیر قرار دیا تھا اب ایسا واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اس کا اکسیر ہونا ثابت کریں۔ آنحضرت ﷺ کے فیض سے اس قبشی کا رنگ پور روپ بدل گیا۔

۳۔ کارواں۔ قافلہ۔ قرب۔ قربہ کی جمع ہے۔ مشکیزہ۔ مرگ۔ یعنی انہوں نے اپنی موت کو دعوت دی تھی۔ مغیث۔ فریادیں۔ عون۔ مدد۔

قصہ ۲ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کارواں ۳ عرب را کہ از

آنحضرت ﷺ کو عرب کے قافلہ کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پیاس سے

تشنگی و بے آبی در ماندہ بودند و دل بمرگ نہادہ و شتران

پور پانی نہ ہونے سے عاجز ہو گیا تھا اور مرنے کے قریب تھا اور اونٹ

و خلق زبان را از تشنگی بیروں انداختہ

اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے

اندر آں وادی گروہے از عرب خشک شد از قحط باران شاں قرب

اس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی خشکیاں بادش کے قحط کی وجہ سے خشک ہو گئی تھی

در میان آں بیاباں ماندہ کار وانے مرگ بر خود خواندہ

اس جنگل میں وہ کیا تھا وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی

ناگہانے آں مغیث ہر دو کون مصطفیٰ پیدا شد از رہ بہر عون

اچانک دنوں جہان کے فریادوں سے

مصطفیٰ مدد کے لئے رات سے نمودار ہو گئے

دید آنجا کاروانے بس بزرگ
 انہوں نے وہاں ایک بڑا قافلہ دیکھا
 اُشترِاں شاں را زباں آویختہ
 ان کے لٹوں کی زبانیں لگی ہوئی
 رَحْمَش آمد گفت ہیں زوتر روید
 ان کو رحم آیا فرمایا آگاہا جلد ہوا
 کہ یہاں بر شترِ مشک آورد
 کہ ایک جھٹی لٹت پر مشک لا رہا ہے
 اَل شترِبان سیہ ربا شتر
 اس جھٹی لٹت والے کو مع لٹت کے
 سُوئے کُتبان آمدند اَل طالبان
 وہ تلاش کرنے والے نیلوں کی جانب پہنچے
 بندہ می شد سیہ با اُشترے
 جھٹی غلام مع لٹت کے جا رہا تھا
 پس بدو گفتند می خوقد ترا
 انہوں نے اس سے کہا تجھے جاتے ہیں
 گفت من نشام اُورا کیست او
 اس نے کہا ان کو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟
 سید و سرور محمد نور جاں
 سید اور سرور محمد جو جان کا نور ہیں
 نوعہا تعریف کردندش کہ ہست
 انہوں نے ان کی اس طرح کی تعریف کی جو تھی
 کہ گروہے را زوں کرد او بسحر
 اس نے ایک جماعت کو جاہو سے مغلوب کر دیا ہے
 کَشکشانش آوریدند اَل طرف
 وہ اس کو کھینچ جان کر کے لہر لے آئے

برتف اریگ ورہ صعب و سترگ
 ریت کی گرمی اور بڑے سخت رات پر
 خلق اندر ریگ ہر سو بخت
 لوگ ریت میں ہر جانب بکھڑے آئے
 چند بارے سوئے اَل کُتبان دوید
 چند بار ان نیلوں کی جانب دوڑا
 سوئے میر خود بزودی می برد
 اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے
 سوئے من آرید با فرمان اَل مُر
 تھی سے میرے پاس لے آؤ
 بعدیک ساعت بدیدند آچنخال
 تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیا ہی دیکھا
 راویہ پر آب چوں ہدیہ برے
 ہدیہ لے جانے والے کی طرح مشک بھرے ہوئے
 اِس طرف فخر البشر خیر اُوری
 انسانوں کے فخر و مخلوق کے بہترین اس جانب
 گفت او اَل ماہ رُوئے قند خُو
 انہوں نے کہا وہ چاند جیسے چہرے شکر جیسی عدت والے ہیں
 بہتر و بہتر شفیع حجرِ ماں
 سب سے بالا اور سب سے اعلیٰ کناہگاروں کے شفیع
 گفت مانا او مگر اَل ساحرست
 اس نے کہا ہاں وہ شاید وہی جاہوگر ہے
 من نیامیم جانب او نیم شہر
 میں اس کی جانب آجی باشت نہ جاؤں گا
 او فغال برداشت در تشنِج و تف
 اس نے برا کہنے اور گرم مزاجی میں شہر شروع کر دیا

۱۔ سخت۔ گرمی۔ صعب۔ سخت۔
 کُتبان۔ کٹیپ کی جمع ہے۔ یلدا
 سیہ۔ جھٹی۔ میر۔ آقا۔
 ح۔ فرمان۔ رخ۔ علم۔ آچنخال۔
 یعنی جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا
 تھا می شد می رفت۔ راویہ۔ پانی کی
 پکھال۔ گفت۔ یعنی غلام نے کہا۔
 گفت او۔ صحابہ نے کہا۔
 ح۔ نوہما۔ یعنی صحابہ نے وہ
 تعریف کی جو نفس الامری
 تھی۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ وہ
 وہی شخص ہے جو جاہوگر کہلاتا ہے۔ کہ
 گرد ہے اس جاہوگر نے اپنے جاہو
 سے ایک جماعت کو اپنے تابع بنا
 لیا ہے۔ شہر۔ باشت۔ تشنِج۔ برا بھلا
 کہتا۔ تف۔ گرمی

گفت انوشید آب و بردارید نیز
 انہوں نے فرمایا پانی پی لو اور لے بھی لو
 اشتران و ہر کے زال آب خورد
 لہنوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا
 ابر گردوں خیرہ شد از رشک او
 آسمان کا ابر اس کے رشک سے حیران ہو گیا
 سرد گردو سہ چندیں ہاویہ
 اتنی لہنوں کی سحرش ٹھنڈی ہو جائے
 گشت چندیں مشک پر بے اضطراب
 بغیر پریشان ۔ اتنی مشکیں بھر جائیں
 می رسید از امر او از بحر صل
 اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اہل سمندر سے پہنچ رہی تھی
 واں ہوا گردو ز سردی آبہا
 ہوا ٹھنڈک سے پانی بن جاتی ہے
 آب رویانید تکوین از عدم
 اللہ کی بجاہ نے عدم سے پانی پیدا کر دیا
 در سبب از جہل بر چھیدہ
 تو نادانی سے سب سے چھٹ گیا ہے
 سونے میں روپوشہا زال مالکی
 اس جہ سے تو ان آڑوں کی طرف مال ہے
 ربنا وربنا ہامی کنی
 اے ہمارے رب اے ہمارے رب بہت کرتا ہے
 چوں ز صنعم یاد کردی اے اعجب
 تعجب ہے تو نے میری کارگیری کو کیسے یاد کیا؟
 تنگرم سونے سبب وال خدعتہ
 سب اور اس فریب کی جانب کروں گا

چوں کشیدندش بہ پیش آل عزیز
 جب وہ اس کو ان معزز کے سامنے کھینچ لائے
 جملہ رازاں مشک او سیراب کرد
 انہوں نے اس مشک سے سب کو سیراب کر دیا
 راویہ پر کرد و مشک از مشک او
 راویہ اور بکھال اس کی مشک سے بھر لی
 اس کے دیدست کزیک راویہ
 یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک بکھال ہے
 اس کے دست کزیک مشک آب
 یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشک پانی سے
 مشک خورد و پوش بود و موج فضل
 مشک آڑ تھی اور اللہ کے فضل کے موج
 آب از جوش ہمیگردد ہوا
 پانی اس کے جوش سے ہوا بن جاتا ہے
 بلکہ بے اسباب و بیروں زیں حکم
 بلکہ بغیر اسباب کے اور ان حکمتوں کے علاوہ
 توز طفلی چوں سہیہا دیدہ
 چونکہ تو نے بچپن سے اسباب پر نظر رکھی ہے
 باسہیہا س از مسیب غافل
 تو اسباب کی وجہ سے سب پیدا کرنے والے سے غافل ہے
 چوں سہیہا رفت بر سمری زنی
 جب اسباب فنا ہو جاتے ہیں تو پھینتا ہے
 رب میگوید برو سونے سبب
 اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے سب کی طرف جا
 گفت زیں پس من ترا بنعم ہنہ
 بندہ کہتا ہے اس کے بعد صرف تجھ پر نظر رکھوں گا

۱ گفت انوشید انوشید حضرت علیؑ نے
 پیاسوں سے کہہ کر برارید۔ برتنوں میں
 بھی پانی بھرا۔ اور۔ آنحضرتؐ کی
 برکت سے پانی اتنا بڑھ گیا کہ ابر کو
 مشکیزہ پر رشک آنے لگا۔ اس کے
 رشک کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ غیر معمولی
 تھا۔

۲ مشک خورد۔ حاصل یہ پانی
 مشک کا تھا۔ مشک تو ایک آڑ اور پردہ
 تھی اصل پانی نہیں چشمہ سے آ رہا تھا
 اور اس کی قدرت کا مظاہرہ ہو رہا
 تھا۔ آب۔ اس کی قدرت کا یہ حال
 ہے کہ پانی کو ہوا میں اور ہوا کو پانی میں
 تبدیل کرتی رہتی ہے۔ بلکہ اس کی
 قدرت تو بغیر اسباب کے اشیاء کو عدم
 سے وجود میں لاتی ہے۔ تو طفلی۔
 چونکہ انسان بچپن سے اشیاء کے وجود
 کو اسباب سے متعلق کرتا ہے اس
 لئے مشک کو آڑ اور سب بنا دیا گیا۔

۳ ہا سہیہا۔ چونکہ ہم مسبب
 الاسباب یعنی ذات خداوندی سے
 غافل ہیں اس لئے اسباب کی طرف
 مائل ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب سب
 اسباب منقطع ہو جاتے ہیں تب
 انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور
 اس کو پکارتا ہے۔ رب میگوید۔ جب
 اسباب سے مایوس ہو کر خدا کی طرف
 رجوع کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ تعجب
 سبب کیوں میری طرف متوجہ ہو رہا
 ہے۔ گفت۔ بندہ کہتا ہے میری توجہ
 ہے میں اب اسباب پر سہانا کروں
 گا۔

گویش اِرْثُوَالْعَفْوَا كَارِثُت

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا رِثُوَالْعَفْوَا تیرا کام ہے

لیک من آل ننگرم رحمت گنم
لیکن میں اس کا خیل نہیں کرتا رحمت کرتا ہوں

ننگرم عہد بدت بدہم عطا
میں تیرے بڑے عہد کو نہیں دیکھتا بخشش کرتا ہوں

از من آید جملہ احسان و وفا
میری طرف سے سراسر احسان اور وفا ہے

حاصل ۲ آنکہ در سبب پیچیدہ
خاصہ یہ ہے کہ تو سبب میں الجھا ہے

قافلہ حیراں شدند از کارِ او
ان کے کانٹے سے قافلہ حیراں ہو گیا

کردہ رُو پوش مشک خردا
آپ نے ایک چھوٹی مشک کو آڑ بنایا

اے تو اندر توبہ و میثاق سُست

اے وہ کہ تو توبہ اور عہد میں کمزور ہے

رحمتتم پرست بر رحمت تنم
میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں

از گرم این دم چو میخوانی مرا
گرم کی جگہ سے جبکہ توبہ مجھے پکارتا ہے

وز تو بد عہدی و تقصیر و خطا
تیری جانب سے بد عہدی اور کوتاہی اور خطا ہے

لیکن معذوری ہمیں را دیدہ
لیکن تو معذور ہے تو نے ہی دیکھا ہے

یا محمد چیست این اے بحرِ خو
اے محمد اے دریا فصلت! یہ کیا ہے؟

غرق کردی ہم عرب ہم گردا
آپ نے عربوں کو بھی اور گردوں کو بھی اس میں ڈبو دیا

مشک آل غلام پر شدن از غیب بمعجزہ رسول خدا

آنحضرت ﷺ کے معجزے سے اس غلام کی سخت کا بھرا جانا

و سفید شدن آل غلام سیاہ باذن اللہ تعالیٰ

اور خدا کے حکم سے اس غلام کا سفید ہو جانا

اے غلام! کنوں توبہ میں مشک خود

اے غلام اب تو اپنی مشک کو بھرا ہوا دیکھ لے

آں سیہ حیراں شد از برہان او
وہ جھٹی ان کے معجزے سے حیراں ہو گیا

چشمہ دید از ہوا ریزاں شدہ
اس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہ رہا تھا

زال نظر روپوشا ہم بر درید
اس نے اس نظر سے پردوں کو چاک کر دیا

تاگوئی در شکایت نیک و بد

تاکہ تو شکایت میں برا بھلا نہ کہے

می دمید از لا مکان ایمان او
غیب سے اس کا ایمان اگنے لگا

مشک او رو پوش فیض آل شدہ
اس کی مشک اس کی آڑ بن گئی تھی

تا معین چشمہ غیبی بدید
یہاں تک کہ اس نے غیبی چشمہ کا جلدی پانی دیکھ لیا

۱ گویش۔ اس توبہ کرنے

والے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم

جانتے ہیں انسان عہد میں بہت

کمزور ہے توبہ کر کے پھر وہی کرنے

لگتا ہے جس سے توبہ کی تھی۔ رِثُوَا

لِعَفْوَا لہ قرآن پاک میں ہے جہنمی

کہیں گے کہ سبب ہمیں دنیا میں

لوٹا دے تو ہم نیک کام کریں گے۔ اللہ

تعالیٰ فرمائے گا۔ اگر وہ لوٹا دے

چاہیں پھر پلٹ جائیں گے۔ قر

من۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے کام احسان

اور وفا ہے خواہ بندہ بد عہدی اور گناہ

کرے۔

۲ حاصل۔ بات کا خلاصہ یہ ہے

کہ انسان نے چونکہ اصل ذات کا

مشاہدہ نہیں کیا لہذا اس کی اسباب

سے وابستگی قابل معافی ہے۔ قافلہ

مشکیزے کے پانی کی کثرت کو دیکھ

کر قافلہ حیراں ہو گیا۔ غرق کردی۔

آپ نے قافلہ دلوں کو خواہ وہ عربی

تھے یا کردی سب کو سیراب کر دیا۔

۳ اے غلام۔ سب کو سیراب

کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے

غلام سے کہہ دیا۔ معجزہ

میدمید۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے

دل میں ایمانی کیفی پیدا فرما دی۔

چشمہ۔ اب اس کی باطنی آنکھیں

روشن ہو گئی تھیں۔ زوال نظر۔ اس جھٹی

کی نظر کے سامنے اسباب کی کوئی

حقیقت باقی نہ رہی تھی۔ معین۔

جدی۔

شد فراموشش ز خولجہ وز مقام
 اس سے ٹھکانا اور آقا فراموش ہو گیا
 زلزہ افگند در جانش الہ
 خدانے اس کی حالت میں بے چارے پیدا کر دی
 کہ بخولیش آ باز رواے مستفید
 کہ اے طالب فیض ہوش میں آ جا اور واپس جا
 ایں زماں در رہ در آچالاک و چست
 اب ہوشیاری اور چستی سے رہ ہدایت پر آ جا
 بوسہائے عاشقانہ بس بداد
 بہت سے عاشقانہ بو سے آئے
 آں زماں مالید و کردا او فرخش
 اس وقت ملے اور اس کو بابرکت بنایا
 ہچو بد رو روز روشن شد شبش
 چودھویں کے چاند کی طرح اور اس کی رات روشن دن بن گئی
 گفتش اکنوں رو بدہ واگوئے حال
 انہوں نے اس سے فرمایا بگاڑ چلا جا حاصل بیان کر دے
 پائے می شناخت در رفتن زوست
 چلنے میں ہاتھ پاؤں میں امتیاز نہ لیتا تھا
 سوائے خولجہ از نواحی کارواں
 قافلہ کی جانب سے آقا کی جانب
 کال غلامش دیر می آہنہ زود
 کیونکہ اس کا غلام تاخیر سے آیا تھا نہ کہ جلدی سے

چشمہا پر آب کرد آں دم غلام
 اس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا
 دست و پایش ماند از رفتن براہ
 اس کے ہاتھ پاؤں راست چلنے سے در ماندہ ہو گئے
 باز بہر مصلحت باز کشید
 آنحضرت نے پھر اس کو مصلحت کہینا
 وقت حیرت نیست حیرت پیش تست
 یہ حیرت کا وقت نہیں ہے حیرت پیش آنے والی ہے
 دستہائے ۲ مصطفیٰ بر زو نہاد
 اس نے مصطفیٰ کے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے
 مصطفیٰ دست مبارک بر رخش
 مصطفیٰ نے بابرکت ہاتھ اس کے چہرے پر
 شد سپید آں زنگی و پور حبش
 وہ زندگی حبش کی اولاد سفید ہو گیا
 یوسف شد در جمال و درد لال
 حسن اور ناز و انداز میں یوسف بن گیا
 لایمی شد بے سرو بے پایے دست
 وہ اندھا دھن اور مست روان ہو گیا
 پس بیامد با دو مشک پر رواں
 وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا
 خولجہ برزہ منتظر بنشتہ بود
 آقا راستے پر منتظر بیٹھا تھا

۱۔ چشمہا اس غلام کی آنکھوں میں
 آنسو آگئے اور اس کو آقا اور گھر فراموش
 ہو گیا۔ ماند۔ چونکہ مقام حیرت میں پہنچ
 گیا تھا۔ باز کشید۔ آنحضرت اس کو
 مقام حیرت سے مقام حیرت میں
 لائے۔ پوش تست۔ جبکہ اور مقامات
 ملے ہو گئے۔

۲۔ دستہائے اس نے حضور ﷺ
 کا دست مبارک چمکرائے چہرے
 پر ملا اور دست بوی کی۔ فرزند مبارک
 زینبا صہبت۔ پور۔ بوزن نور پور۔
 بد۔ چودھویں کا چاند شبش۔ یعنی
 اس کا رنگ جو رات کی طرح سیاہ تھا
 دن کی طرح منور ہو گیا۔

۳۔ لایمی شد وہ خوشی کی مستی میں
 اس طرح روانہ ہوا کہ اس کو اپنے تن
 من کی خبر نہ تھی۔ نواحی۔ ناحیہ کی جمع
 سے۔ طرف کندرو۔ در آمد۔ چونکہ
 قافلہ میں گیا تھا اس لئے تاخیر سے
 واپس آ رہا تھا۔

دیدن خولجہ غلام خود را سفید رو و شناختن کہ اوست و با غلام
 آقا کا اپنے غلام کو سفید چہرے ملا دیکھنا اور نہ پہنچانا کہ وہ وہی ہے اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے
 گفتن کہ تو غلام مرا کشتہ و خون اوترا گرفتہ و خدا تر لبدست من انداخت
 غلام کو قتل کیا ہے اور اس کے خون نے تجھے گرفتہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے ہاتھ میں ڈال دیا ہے

خولجہ از دُورِش بدید و خیرہ اماند
آتا نے اس کو وہ سے دیکھا کہ حیران رہ گیا
راویہ ما اشتر ما ہست ایس
یہ ہادی پکھال اور ہاما ہی لوٹ ہے
آں یکے بد ریست م آیدز دُور
وہ ایک چوہویں کا چاند ہے جو وہ سے آرہا ہے
گو غلام ما مگر سر گشتہ شد
ہاما غلام کہتا ہے شاید آہلہ ہو گیا ہے
یا مگر ۲ اورا بکشت ایس بد گھر
یا شاید اس بد ذات نے اس کو قتل کیا
چوں بیاد پیش گفتش کیستی
جب وہ سامنے آیا اس سے کہا تو کون ہے؟
تو غلام راچہ کردی راست گو
میرے غلام کا تو نے کیا کیا؟ سچ بتا
گفت گر گشتم بتو چوں آدم
اس نے کہا میں نے قتل کیا ہے جو میں تیرے پاس کیا آیا ہوں
گفت نے نے در نگیر دبا منت
اس نے کہا نہیں نہیں تیری بات مجھے دت نہیں لگتی
گو غلام من بگفت اینک منم
میرا غلام کہتا ہے اس نے کہا یہ میں ہوں
دیدہ ام صدرے و بدے گشتہ ام
میں نے صدر کا دید کیا ہے اور میں بد بن گیا ہوں
ہی چہ میگوئی غلام من کجاست
خبردار! کیا کہتا ہے میرا غلام کہتا ہے؟
گفت ۳ اسرار تریا آں غلام
اس نے کہا اس غلام کے ساتھ تیرے ملا

از تحیر اہل آں وہ را بخواند
حیرانی سے اس گاؤں والوں کو بلایا
پس کجا شد بندہ زنگی جبیں
تو کالے چہرے والا غلام کہہ گیا؟
میزند بر نور روز از رُوش نور
اس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے
یا بدو گر گے رسید و گشتہ شد
یا اس کو بھیڑنا ملا اور ملا گیا
اشترش آورد اینجا از قدر
اور تقدیر سے اس کو لوٹ یہاں لے آیا
از یمن زادی ویا تر کیستی
تو یمن سے پیدا ہوا ہے یا ترک ہے؟
گر بگشتی و انما حیلست جو
اگر تو نے قتل کیا ہے صاف کہہ دے حیل نہ دھونڈ
چوں پپائے خود دریں خوں آدم
اپنے پاپوں سے خواہ خون کے معلق میں کیوں حاضر ہو گیا ہوں؟
راست باید گفت سر دست ایس منت
سچ کہنا چاہیے یہ تیرا مکر بیکار ہے
کرد دست فضل یزداں روشنم
اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے منور کر دیا ہے
صاحب فضل و قدرے گشتہ ام
مرتبہ اور بزرگی والا بن گیا ہوں
ہیں نخواہی راست از من جزو بر راست
خبردار! تو سوائے سچی بات کے میرا ہاتھ سے نہیں سچ سکتا
جملہ وا گویم یکا یک من تمام
میں سب ایک ایک پورے بیان کئے دیتا ہوں

۱۔ حیرہ۔ حیران۔ رلیہ۔ مشکیزہ
پکھال۔ رنگی جبیں۔ کالے رنگ
والا۔ میزندہ اس کے چہرے کا نور دن
کی روشنی پر غالب رہا ہے۔ سر گشتہ۔
آہلہ۔

۲۔ یا مگر۔ شاید اس نے اس غلام کو
ملا ڈالا ہے اور تقریر خود لوندی سے اس کو
لوٹ یہاں لے آیا ہے۔ از یمن۔
ترکی اور یمنی لوگ گھبرے رنگ کے
ہوتے ہیں۔ دریں خوں۔ قتل کر کے
خود آتا تو اپنا خون کرتا ہے۔ سر
دست۔ یعنی جالا کی نہ چلگئی۔ صدر۔
یعنی اسخندہ۔

۳۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ
اگر وہ تمام سہار کی باتیں تجھے سناؤں جو
کہ میرے خریدنے کے بعد سے
تیرے لوز میرے درمیان ہو میں تو
تجھ کو یقین آ جائے گا کہ میں تیرا وہی
غلام ہوں۔

تا با کنوں باز گویم ماجرا
اب تک کا قصہ بھرائے دیتا ہوں
گرچہ از شہدیزا من صبحے کشو
اگرچہ میری سیانی سے صبح نمودار ہو گئی ہے
فارغ از رنگ سب و از ارکان خاک
عناصر اربعہ اور رنگت سے خالی ہے
آب نوشاں ترک مشک و خم کنند
پانی پینے والے مشک اور مٹکے کو چھوڑ دیتے ہیں
غرقہ سوریائے پتھوند و پختہ
وہ بے مثل اور لامحدود دنیا میں غرق ہیں
یار بنیش شونہ فرزند قیاس
مشا کا یار بن گماں کا پابند نہ ہو
بہر ف حکمت را دو صورت گشتہ اند
حکمت کی وجہ سے دو صورتوں کے بن گئے ہیں
در پے ہم پہچو دُنبال و سر اند
دو اور سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں
وہیں خرد بگذاشت پر و فر گرفت
اس عقل نے پروں کو چھوڑا اور شان و شوکت پائی
ہر دو خوش رو پشت ہمہ گیر شدند
دونوں بخوبی ایک دوسرے کے رو پشت بن گئے
ہر دو آدم را معین و ساجدے
لہذا دونوں آدم کے مددگار اور سجدہ کرنے والے ہیں

ز ال زمانے کہ خریدی تو مرا
جب سے تو نے مجھے خریدا ہے
تا بدانی کہ ہمانم در وجود
تاکہ تو جان لے کہ میں وجود میں وہی ہوں
رنگ دیگر شد و لیکن جان پاک
رنگت بدل گئی ہے لیکن پاک جان
تن شناساں زود ما را گم کنند
جسم کو پہچاننے والے جلد ہمیں گم کر دیتے ہیں
جاں ۲ شناساں از عدو ہا فارغند
روح کو پہچاننے والے کنتی سے بے نیاز ہیں
جاں شود از راہ جان جانرا شناس
روح بن جا اور روح کی راہ سے روح کو پہچان
چوں ملک با عقل یک سر رشتہ اند
فرشتے اور عقل کی طرح جو ایک رشتہ میں منسلک ہیں
آں ملک با عقل چوں یک گوہرند
چونکہ فرشتے اور عقل ایک اصل سے ہیں
آں ملک چوں مرغبال و پر گرفت
فرشتے نے پرند کی طرح بال اور پر اختیار کر لے
لا جرم ۳ ہر دو مناصر آمدند
لا محالہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار بنے
ہم ملک ہم عقل حق را واجدے
فرشتے بھی اور عقل بھی خدا کا اداک کرنے والے ہیں

۱ شہدیزا۔ تاریک رات یعنی کالا
رنگ۔ صبح۔ یعنی میرا رنگ گواہ ہو گیا۔
رنگ۔ رنگت بدل جانے سے روح
اور جان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا روح
رنگ وغیرہ سے مبرا ہے۔ تن
شناساں۔ اب مولانا نے یہ مضمون
شروع فرمادیا کہ جس طرح اس غلام
کے آقا کی نظر محض جسم و رنگ پر تھی
اس لئے وہ اس کو نہیں پہچان رہا تھا اسی
طرح جو ظاہر میں اور جسم شناس ہیں وہ
لولیاء کو نہیں پہچانتے ہیں وہ لولیاء کو
نہیں پہچانتے جس کو یہاں ہوتی
ہے وہ منظر مشک پر نظر نہیں کرتا۔

۲ جاں شناساں۔ جو جان کو
پہچانتے ہیں وہ تعدد اور شخص سے
بے نیاز ہوتے ہیں وہ دیائے
وحدت میں ڈوبے ہوئے ہوتے
ہیں۔ جاں شوی۔ روح کی پہچان۔ روح
کے ذریعہ ہوتی لہذا اپنی روح کے
ذریعہ لولیاء کو شناخت کروان کو اپنا
دست بچھو اور اس آقا کی طرح نہ بنو
جس نے اپنے غلام کو گمان سے غیر
سمجھا۔ چوں۔ اپنی روح کو لولیاء کی
روح کا غیر نہ سمجھو دونوں روحوں میں
وحدت سے محض ان کے فرق و گواہی
سے بظاہر اختلاف ہے جیسا کہ
حقیقت ملکہ اور حقیقت عقل ایک
سے دونوں کو جداگانہ صورتیں عطا کر
دینے میں کچھ حکمتیں ہیں۔ آں
ملک۔ حقیقت ملکہ نے بال و پر
اختیار کر لئے لہذا اس میں پرواز کی
قوت آگئی عقل نے دراک حقائق کی
شان و شوکت حاصل کر لی۔

۳ لا جرم۔ چونکہ فرشتے اور عقل
میں حقیقی وحدت ہے لہذا ایک
دوسرے کا مددگار ہے اور ان دونوں
میں اس طرح کا اتحاد ہے جیسا کہ

ایک چیز کی رو اور پشت میں اتحاد ہوتا ہے ہمہ ملک۔ اسی اتحاد کی وجہ سے دونوں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں متحد ہیں اور
دونوں کے لئے مددگار اور سجدہ کن بن گئے۔

۱۔ نفس و شیطان جس طرح فرشتے اور عقل میں اتحاد ہے اسی طرح نفس اور شیطان میں اتحاد ہے اسی لئے دونوں آدم کے دشمن اور حامد ہے۔ آنکہ نفس اور شیطان نے حضرت آدم کا صرف جسم دیکھا تو سجدے سے انکار کر دیا عقل اور فرشتے نے ان کے نور باطنی کو دیکھا تو ان کے سامنے سجدہ کیا۔ آں دو دیدہ عقل اور فرشتہ کی آنکھیں اس نور سے روشن ہو گئیں نفس اور شیطان کی آنکھوں نے صرف مٹی دیکھی۔ اس بیان۔ یعنی عقل اور فرشتہ کی وحدت اور شیطان اور نفس کی وحدت کا بیان نہیں ہو سکا چونکہ تم اس کے سمجھنے کے لال نہیں ہو۔ چوں نشاید تمہارے سامنے اس بیان کی تشریح ایسی ہی ہے جیسا کہ یہودی کے سامنے انجیل کی تلاوت یا شیعہ کے سامنے حضرت مرثد کے فضائل کا بیان یا بہرے کے سامنے سادگی بجا۔

۲۔ ایک۔ کسی میں اہلیت سے تو اسی مجمل بیان سے شرح و تفصیل سمجھ جائے گا جو مجمل باتیں میں نے کہہ دی ہیں وہ اس کے لئے کافی ہیں۔ مستحق و تفصیل اور تشریح کا مستحق اور لال ہوتا ہے وہ تو بے زبان چیزوں کو دیکھ کر ان سے حقائق کا لہراک کر لیتا ہے اہل چیز استحقاق اور طلب و حاجت ہے اگر وہ موجود ہے تو خود تفصیل ہو جاتی ہے آگے مولانا نے اسی مضمون کو واضح کیا ہے۔

۳۔ آں نیاز۔ حضرت مریم کو حاجت اور ضرورت ہوئی تو اللہ نے بچہ کو ذریعہ تشریح کر لیا اور حضرت عیسیٰ کو وہ میں ان کی پاکہ اسی کے شاہد بن گئے۔ مجرور۔ جس طرح مسی

بُود آدم را عَدُو و حاسدے
آدم کے دشمن اور حامد تھے
وآنکہ نورِ مَوْثَمَن دید او خمید
جس نے لذت رکھا ہوا نور دیکھا وہ جھک گیا
وہیں دو را دیدہ ندیدہ غیر طیں
ان دونوں کی آنکھوں نے مٹی کے سوا کچھ نہ دیکھا
چوں نشاید بر جہود انجیل خواند
چونکہ یہودی کو انجیل نہیں سنائی جا سکتی
کے تو اں بر بَط زدن در پیش گر
وہ بہرے کے آگے سادگی کہاں پہنچی جا سکتی ہے؟
ہائے وہوئے کہ بر آدم بس سست
جو میں نے ہائے اور ہوئی وہ بہت ہے
نطقے گرود مَشْرَح باز سوخ
اچھی طرح تشریح کرنے والا گویا بن جاتا ہے

نفسِ اشیطان بُود ز اول واحدے
نفس اور شیطان شروع سے ایک تھے
آنکہ آدم را بدن دید او رمید
جس نے آدم کو محض جسم سمجھا وہ بدک گیا
آں دو دیدہ روشناں بودہ ازیں
وہ دونوں آنکھیں اس سے روشن ہو گئیں
اسں بیان کنوں چو خر برتخ بماند
اب یہ بیان برف پر گدھے کی طرح نہ گیا
کے تو اں باشیعہ گفتن از عمر
شیعہ سے حضرت عمر کی بات کب کہی جا سکتی ہے؟
لیک ۲ گر در وہ بگوشہ یک کس سست
لیکن اگر گدھوں کے گوشہ میں ایک شخص بھی ہے
مستحق شرح را سنگ و کلوخ
شرح کے لائق کے لئے پتھر اور ڈھیلا

در بیان آنکہ حق تعالیٰ ہر چہ داد و آفرید از سموات و ارض و اعمیان و
اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے آسمان اور زمین اور جوہر اور
اعراض ہمہ را با استدعا و حاجت آفرید و خود را محتاج چیزے دیگر باید
عرض سب درخواست اور حاجت کی بنا پر کئے ہیں اور اپنے آپ کو دوسری چیزوں کا محتاج بنانا
کردن تا بد بد کہ لَعْنٌ تُجِيبُ الْمُضْطَرُّ اِنَّا دَعَاؤُهُ وَضَطْرُّ اِرْكَوَاهِ اسْتِحْاقِ سِست
پا پے تاکہ وہ دعا کرے کہ اس نے فرمایا کون ہے جو مجھ کو دعا دے جب کہ وہاں کو پکارے اور مجھ کو اس لئے مستحق ہونے کا گواہ بنائے

آں ۳ نیازِ مریمی بُودست و درو
۳۔ حضرت مریم کی نیاز مندی اور درد تھا
کہ ایسے بچے نے بات کرنی شروع کر دی
جَزْوِ اُوْبے اُو برائے اُو بگفت
تیرا ہر جزو پوشیدہ طور پر بولنے والا ہے
ان کے جزو نے بغیر ان کے کہان کے لئے گفتگو کی



مریم کے درد بدن بھی اور گواہ بنے اسی طرح تمہارا ہر جزو تمہارا گواہ ہے قیامت میں تمہارے اعضا تمہارے اعمال کی گواہی دیں گے۔

منکری را چند دست و پا نہی
 تو انکار کے کتنے ہاتھ پاؤں لگائے گا
 ناطقہ ناطق تراوید و بخت
 بولنے والے کی قوت ناطقہ نے تجھے دیکھا اور وہ سوئی
 تا بیابد طالبے چیزے کہ جست
 تاکہ طلبگار ہر وہ چیز پالے جس کو وہ دھونڈے
 از برائے دفع حاجات آفرید
 حاجتیں پوری کرنے کے لئے پیدا کیا
 مایہ اش در دست واصل مرحمت
 اس کا سرمایہ اور رحم کی جزو ہے
 ہر گجا فقرے نوا آنجا رود
 جہاں فقر ہوتا ہے سلمان وہاں پہنچتا ہے
 ہر گجا کشتے ست آب آنجا رود
 جہاں کھیتی ہے پانی وہاں پہنچتا ہے
 تا بجوشد آبت از بالا و پست
 تاکہ تیرے اوپر پور نیچے سے پانی جوش ملے
 کے رواں گرود زبستان شیر او
 اس کا وہ پستان سے کہاں جلدی ہوتا ہے؟
 تا شوی تشنه و حرارت را گرو
 تاکہ تو پیاسا بنے اور حرارت میں بھنے
 بانگ آب بجویوشی اے گیا
 اے معزز! تو نہر کے پانی کی آواز سے گا
 آب را گیری سوائے اومی کشیش
 تو پانی لیتا ہے اور اس کو اس کی جانب لے جاتا ہے

دست و پا شاید شونت اے رہی
 اے غلام! تیرے ہاتھ پاؤں گلا نہیں گے
 ورا نباش مستحق شرح و گفت
 اگر تو تشریح اور گفتگو کا مستحق نہیں ہے
 ہر چہ روید از پے محتاج رُست
 جو بچو اگے محتاج کے لئے اگے
 حق تعالیٰ کایں سموات آفرید
 حق تعالیٰ نے جو ان آسمانوں کو پیدا کیا
 ہر کہ جو یا شد بیابد عاقبت
 جو جستجو کرتا ہے بالآخر پا لیتا ہے
 ہر گجا دروے ووا آنجا رود
 جہاں دروہوتا ہے وہاں پہنچتی ہے
 ہر گجا مشکل جواب آنجا رود
 جہاں مشکل ہوتا ہے جواب وہاں جاتا ہے
 آب کم جو تشنگی آور بدست
 پانی کی تلاش نہ کر چسپاں پیدا کر
 تانہ زاید طفلک نازک گلو
 جب تک نرم گلے والا بچہ پیدا نہیں ہوتا
 روے بدیں بالا و پستیہا بدو
 جا اس نشیب و فراز میں روز
 بعد ازاں از بانگ زنبور ہوا
 اس کے بعد ہوا کی بجز کی آواز سے
 حاجت تو کم نباشد از کشیش
 تیری ضرورت گھاس سے کم نہ ہونی چاہیے

اور نباشی اگر تو تشریح کا مستحق نہیں
 ہے تو بڑے سے بڑا مقرر بھی ست پڑ
 جائے گا اور تشریح نہ کرے گا۔ ہر چہ
 اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے وہ
 مخلوق کی ضرورت پوری کرنے کے
 لئے بنایا ہے حق تعالیٰ۔ آسمانوں کی
 تخلیق بھی مخلوق کی ضرورت اور
 احتیاج کی وجہ سے ہے۔ ہر کہ جبکہ
 تمام چیزوں کی تخلیق احتیاج کی وجہ
 سے ہوئی جو بھی محتاج ہو گا اور اس میں
 طلب ہوگی وہ ضرور مقصود حاصل کر
 لے گا۔ مایہ اش۔ رحمت کی اصل اور
 سرمایہ انسان کا درد ہے۔ ہر گجا۔ جہاں
 ضرورت ہوتی ہے وہاں ضرورت کی
 چیز پہنچ جاتی ہے درد ہوتو وہ حاصل ہو
 جاتی ہے فقیر ہوتو مسلمان مل جاتا ہے
 جواب مشکل کے پاس پہنچ جاتا ہے
 اور پانی کھیتی کے پاس پہنچتا ہے۔
 ۲ آب کم جو۔ پانی کی تلاش نہ کر
 چسپاں پیدا کر پانی خود بخود تیرے پاس
 پہنچ جائے گا۔ تانہ زاید۔ جب بچہ پیدا
 ہو جاتا ہے اور اس کو ۱۰۰ھ کی
 ضرورت ہوتی ہے تو قدرت اس کی
 ماں کے پستان میں ۱۰۰ھ پیدا فرما
 دیتی ہے۔

۳ روے۔ تو بھی بھاگ دوڑ کر پیاس
 اور بدن میں گرنی پیدا کر۔ بعد ازاں۔
 جب ضرورت پیدا کرے گا غیب
 سے پانی کی آواز آنے لگی کی عرضند
 مطلوب کی فکر میں نہ پڑو اس کی
 حاجت پیدا کر و مطلوب خود حاصل ہو
 جائے گا۔ حاجت تو گھاس کو جب
 پانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان خود
 اس تک پانی پہنچاتا ہے اسی طرح تم
 حاجت پیدا کر لو خود قدرت مطلوب کو
 تم تک پہنچا دے گی۔



گوش گیری آب را تو می گشی
تو پانی کا کان پکڑتا ہے اور اس کو تو کھینچتا ہے

سُوے زرع خشک تیا بد خوشی
خشک کھیتی کی جانب تاکہ وہ تازگی حاصل کرے

زرع اچھا را کش جو ابر مضمست
جان کی کھیتی کے لئے جس میں جو ابر چھپے ہوئے ہیں

ابر رحمت پرز آب کو درست
رحمت کا پابل کوڑ کے پانی سے بھرا ہوا ہے

تاسقاهم ربهم آید خطاب
تاکران کو ان کے رب نے برابر کیا کی بشارت آئے

تشنه باش الله اعلم بالصواب
چھاسا بن ' اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آمدن زنی کافرہ با طفل شیر خوارہ نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ایک کافر عورت کا وہ بچے کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا
وناطق شدن عیسی وار بمعجزه رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور اس کا حضرت عیسیٰ کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے بولنا

ہم ازاں ۲ وہ یک زنی از کافراں
اسی گاؤں سے ایک عورت کافروں میں سے

سوئے پیغمبر دواں شدز امتحان
امتحان کے لئے پیغمبر کی طرف دہڑی

پیش پیغمبر در آمد با خمار
اور جہنی لوزہ کر پیغمبر کے سامنے آئی

کوو کے دو ماہہ زن را در کنار
د مہینے کا بچہ عورت کی گود میں تھا

گفت کوو ک سلم الله علیک
بچے نے کہا آپ پر اللہ کا سلام ہو

یا رسول الله قد جتنا الیک
اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس آئے ہیں

مادرش از خشم گفتا ہی خموش
اس کی ماں غصہ سے بولی خبردار! چپ

کیت افگند اس شہادت ۳ را بگوش
یہ شہادت کس نے تیرے کان میں ڈال دی

اس کیت آموخت لے طفل صغیر
اس نے نھے بچے یہ تجھے کس نے سکھایا

کہ زبانت گشت در طفلی جریر
کہ تیری زبان بچپن میں تیرے بن گئی

گفت حق آموخت وانکہ جبرئیل
اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے سکھایا پھر جبرئیل نے

در بیای با جبرئیل من رسل
میں بیان کرنے میں جبرئیل کا ہم زبان ہوں

گفت کو گفتا کہ بالائے سمرت
اس نے کہا وہ کہاں ہے کہا تیرے سر پر

می نہ بنی گن بدلا منظر
تو نہیں دیکھ رہی ہے اپنی نگاہ لوہر کر

ایستادہ بر سر تو جبرئیل
تیرے سر پر جبرئیل کھڑے ہیں

مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
وہ میرے لئے سینکڑوں طریقے صدانہماں گئے ہیں

۱۔ زرع۔ روٹیوں کی کھیتی کے لئے
ابر رحمت کوڑ کا پانی لئے ہوئے موجود
بچے کی ضرورت پیدا کر تو سفاهم
ربہم کا بیجا تمہارے پاس آجائے
گا۔ سفاهم قرآن پاک میں ہے
و سفاهم ربہم غربا طہوراً اور
پلانی ان کو ان کے خدا نے پاک
شراب۔

۲۔ ہم ازاں۔ وہ غلام جس کا پانی
آنحضرت نے لیا تھا جب اپنے گاؤں
میں پہنچا اور آنحضرت کی باتیں اور
معجزے کا اس نے ذکر کیا تو ایک
عورت آنحضرت کے پاس آئی اس
کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ گفت۔ وہ
بچی آنحضرت کے معجزے سے بول پڑا
اور اس نے آنحضرت کو سلام کیا اور
آنحضرت کو اللہ کا رسول کہہ کر رکالا۔

۳۔ شہادت۔ یعنی آنحضرت کے
بارے میں اللہ کا رسول ہونے کی
گواہی۔ اس۔ یہ بات تجھے کس نے
سکھائی کہ تو آنحضرت کی رسالت کی
گواہی دے رہا ہے۔ جریر۔ تیز زبان
نفسیح۔ عرب کے مشہور شاعر کا نام۔
رسل۔ ہمزبان۔ دلیل۔ راہنما۔

بر سرت تباں چو بدرِ کاملے

تیرے سر پر مکمل چوہوں کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں

زائِ اعلوٰ م می رہاند زیں سفول

اس بلندی کے ذریعہ وہ مجھے پستی سے چھڑا رہے ہیں

چہست نعت باز گود شو مطیع

صاف بتا تیرا کیا نام ہے اور فرمانبردار بن

عبدِ عزّی پیشِ حق عبدِ عزیز

ان چند نالائقوں کے نزدیک عبدِ اعزّی ہے

حق آنکہ وادت اس پیغمبری

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری دی ہے

درسِ بلغ گفت چوں اصحابِ صدر

صد نعتیوں کی طرح پوری تقریر کی

تا دماغِ طفل و ما در بوشید

یہاں تک کہ بچہ اور ماں نے خوشبو سونگھی

جاں سپرون بہ بریں بوئے حنوط

اس حنوط کی خوشبو پر جان دے دینا بہتر ہے

جامد و نامیش صد مروق زند

بے جان و جاندار اس پر سنکڑوں شادیاں بجاتے ہیں

جامد و نامیش صد صدق زند

بے جان اور جاندار اس کی سنکڑوں تصدیق کرتے ہیں

مرغ و ماہی مرد ار حارس شود

پرندہ اور مچھلی اس کے پہرے دار ہوتے ہیں

گفت می بنی تو گفتا کہ بے

اس نے کہا تو دیکھ رہا ہے کہا کہ ہاں

می بیا موز و مرا وصفِ رسول

وہ مجھے رسول کی صفات بتا رہے ہیں

پس رسولش گفت اے طفلِ رضیع

پھر رسول نے اس سے فرمایا اے دودھ پیتے بچے

گفت نامم پیشِ حق عبدِ عزیز

اس نے کہا کہ اللہ کے نزدیک میرا نام عبدِ عزیز ہے

من زعزّی پاک بیزار و بری

میں عزّی سے پاک 'بیزار اور بری ہوں

کودک دو ماہہ ہچچوں ماہ بدر

چوہوں سات کے چاند جیسے دو مہینے کے بچہ نے

پس حنوط آں دم زحمت در رسید

پھر اسی وقت جنت سے حنوط آئی

ہر دو می گفتند کز خوفِ سقوط

دونوں خوشبو کے زوال کے ڈر سے کہہ رہے تھے

آنکہ تعریفش شہنشاہِ خود کند

وہ جس کی تعریف خود شہنشاہ کرے

آں کہے راکش معرفِ حق بود

وہ جس کی تعریف کرنے والا 'اللہ تعالیٰ ہو

آں کہے راکش خدا حافظ بود

وہ جس کا خدا نگہبان ہو

۱۔ علو۔ بلندی۔ سفول۔ پستی۔
رضیع۔ دودھ پیتا بچہ۔ حیر۔ نامرد۔
درسِ بلغ یعنی آنحضرت کی صفت کا
مکمل بیان۔ صاحب صد یعنی صد
نشین ملد۔

۲۔ حنوط۔ ایک مرکب خوشبو سے
جان سپرون۔ یعنی ان کو خوشبو اس قدر
پسند آتی کہ اس کے ختم ہو جانے کے
ذر سے جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔
شہنشاہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ مروق۔ خوشی
کا آک۔

۳۔ آں کہے۔ جس ذات کی خدا
تعریف فرمائے دینا کی ہر چیز اس کی
تعریف کی تصدیق کرتی ہے۔ جامد۔
بے جان۔ نامی۔ جاندار۔ صدق۔
اس نے سچ بولا۔ حارس۔ محافظ۔

ربودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام را و بردن بہو او

باز کا آنحضرت ﷺ کے موزے کو ہوا میں لے اڑنا اور

نگوں کردن و از موزہ مارے سیاہ افتادن

اوندھا کرنا اور موزے سے سیاہ سانپ کرنا

اندیس بودند کا واز ا صلا
لوگ اس اتفاق میں تھے کہ اذان کی آواز
خواست آئے و وضو را تازه کرو
پانی مانگا اور تازہ وضو کیا
ہر دو پاشست و بموزہ کرد رائے
دونوں پاؤں دھوئے اور موزے کا ارادہ کیا
دست سوتے موزہ برداں خوش خطاب
اس خوش خطاب نے موزے کی جانب ہاتھ کیا
موزہ را اندر ہوا برد او چو باد
وہ موزے کو ہوا کی طرح فضا میں لئے ازا
ورقباد از موزہ یک مار سیاہ
موزے سے ایک کالا ساپ گرا
پس عقاب آل موزہ را آورد باز
پھر باز اس موزے کو واپس لایا
از ضرورت کردم اس گستاخیے
میں نے یہ گستاخی مجبوزا کی
وائے کو گستاخ پائے می نہد
انہوں اس پر جو گستاخی سے پاؤں رکھے
پس رسولش شکر یہ گفت و گفت ما
پھر رسول نے اس کا شکر یہ ادا کیا اور فرمایا ہم
موزہ بر بودی و من در ہم شدم
تو موزہ اچک لے گیا اور میں بگرا
گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا ہے
گفت دور از تو کہ غفلت از تو درست
اس نے کہا یہ بات آپ سے بعید ہے کیونکہ آپ غفلت سے مراد ہیں

مصطفیٰ بشنید از راہ علما
لوہچائی سے مصطفیٰ نے سنی
دست و زور اشدت اوزال آب سرد
اس ٹھنڈے پانی سے ہاتھ اور منہ دھویا
موزہ را بر بود یک موزہ ربائے
ایک موزہ نے اڑنے والا موزہ لے ازا
موزہ را بر بود از دستش عقاب
باز ان کے ہاتھ سے موزہ اچک لے گیا
پس نگوں کرد او ازاں مارے قباد
پھر اس کو اس نے لوندھا کیا اس میں سے ساپ گرا
زاں عنایت اشد عقابش نیک خواہ
اس مہربانی کی وجہ سے باز آپ کا خیر خواہ بنا
گفت ہیں بستان و رسوئے نماز
بولا ہاں لے لیجئے اور نماز تو چاہیے
از ادب دارم شکستہ تاخیزیے
میں ادب کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی شاخ رکھنا ہوں
بے ضرورت کشش ہوا فتویٰ دہد
بغیر ضرورت کے جب کس کو خواہش نفسانی فتویٰ دیدے
اس جفا دیدیم و بود آں خود وفا
یہ ظلم سمجھے اور وہ وفا داری تھی
تو غم بردی و من در غم شدم
تو نے غم بنایا اور میں غم ٹمکن ہوا
دل در اں لحظہ بخود مشغول بود
لیکن دل اس وقت اپنے مشغول تھا
دیدم آل غیب را ہم عکس تست
میرا غیب کو دیکھ لینا بھی آپ کا پر تو ہے

۱ آواز علما۔ یعنی حضور کے دل
میں نماز کے لئے الہام ہوا یا موزن کی
اذان کی رائے۔ یعنی موزہ پہننے کا ارادہ
کیا۔ موزہ زبا۔ یعنی عقاب۔

۲ عنایت۔ یعنی عقاب کا موزہ
اچک لے جا جانا۔ شکستہ۔ یعنی اس
گستاخی کی وجہ سے شرمندہ ہو کر مرجھا
گیا ہوں جیسے ٹوٹی ہوئی شاخ مرجھا
جانی ہے۔ ضرورت کے
وقت گستاخی قابل گرفت نہیں ہے
نفسانی خواہش سے گستاخی
افسوسناک ہے۔

۳ اس۔ یعنی موزہ لے ازاں۔
در ہم شدم۔ میں بگراؤں۔ یعنی ساپ
گفت۔ یعنی شخصہ کی غفلت خود
بینی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ تنزل
اختیاری کی وجہ سے بھی۔ یہ غم۔ مجھ پر
موزے میں ساپ کے ہونے کا
انکشاف آپ کے کشف کا عکس اور پر
تو ہے۔

مار در موزه بہ پیغم در ہوا
 میں نفا سے موزے میں سانپ دیکھ لوں
 عکس نورانی ہمہ روشن بود
 نورانی پہ تو پورا روشن ہوتا ہے
 عکس عبداللہ ہمہ نوری بود
 اللہ کے نیک بندے کا پر تو بالکل نور ہوتا ہے
 عکس ہر کس را بجاں اے جاں میں
 ہر شخص کے پر تو کو سمجھ لے اے جان دیکھ لے

وجہ عبرت گرفتن از ایس حکایت و یقین داشتن ان مع العسر یسرا
 اس حکایت سے عبرت کرنے کا پہلو اور یقینی علم پر جاننا کہ تنگی کے ساتھ سہولت ہے

عبرتست ایس قصہ اے جاں مر ترا
 اے جان تیرے لئے یہ قصہ باعث عبرت ہے
 تاکہ زیرک باشی و نیکو گماں
 تاکہ تو ہوشیار اور نیک گمان بن جائے
 دیگر اں گردند زر و از بیم آل
 دوسرے اں کے ڈر سے پہلے پڑ جائیں
 زانکہ از گل گر تو برگش می گنی
 کیونکہ اگر تو پھول کی چٹیاں کر دے
 گوید از خارے چرا افتم بغم
 وہ کہتا ہے میں کانٹے سے غم میں کیوں پڑوں؟
 ہر چہ از تو یا وہ گرود از قضا
 قضا کی وجہ سے جو چیز تجھ سے تم ہو جائے
 مَا الصَّوْفُ قَالَ وَجَدَانُ الْفَرَحِ
 تصوف کیا ہے ' کہا خوشی محسوس کرنا
 آں عقالش راعقبا بے واں کہ او
 اس سزا کو وہ باز سمجھ لے جو
 تاشوی راضی تو در حکم خدا
 تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو جائے
 چوں بہ بنی واقعہ بد ناگہاں
 جب تو اچانک کوئی برا واقعہ دیکھے
 تو چو گل خنداں گہ سود و زیاں
 تو نفع اور نقصان کے وقت پھول کی طرح کھلے
 خندہ نگذار و نگرود مُشغی
 وہ مسکراتا نہیں چھوڑتا ہے اور نہ مرجھائے گا
 خندہ رامن خود زخار آورده ام
 میں نے اپنی مسکراہٹ کانٹے سے لی ہے
 تو ع یقین داں کہ خریدت از بلا
 تو یقین کر لے کہ اں نے تجھے مصیبت سے نجات دی ہے
 فی الفواد عند راتیان الترح
 دل میں رنج آنے کے وقت
 در ز بود آں موزہ رازاں نیک خو
 ان نیک خصلت سے موزہ اڑا لے گیا

۱۔ عکس۔ اولیاً اللہ کی صحبت سے کشفِ باطنی حاصل ہوتا ہے تاکہ ایک دل لوگوں کی صحبت دل کو لئے نور بنا دیتی ہے عکس۔ اللہ کے نیک بندوں کا پر تو نورانی ہوتا ہے اور خدا سے بیگانوں کا پر تو ظلمانی ہوتا ہے۔

۲۔ جب موزے کے واقعہ سے یہ نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ انسان کی پریشانی راحت کا سبب بنتی ہے تاکہ اچانک جو حادثہ پیش آئے اس سے اللہ کے ساتھ بدگلی چاہیے دیگر اں۔ عام لوگوں کے لئے جو واقعہ پریشانی کا سبب بنے اس کو بھی تو خنداں پریشانی سے قبول کر۔ زانکہ اگر پھول کی چٹیاں علیحدہ علیحدہ بھی کر دی جائیں تو اس کی مسکراہٹ ختم نہ ہو گی۔

۳۔ گوید۔ پھول یہی سمجھتا ہے کہ میری ہر چیز عدم سے وجود میں آئی ہے لہذا کسی جزو کے عدم کی طرف لوٹنے سے ناخوشی مناسب نہیں ہے۔ خار۔ یعنی مصیبت عدم۔ یادو۔ گم۔ یعنی کسی چیز کے فوت و جانے کو کسی مصیبت سے نجات کا سبب سمجھو۔ یا تصوف۔ تصوف کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس بات کا عادی و جائے ہرچ از دست می رسد نیکوست ز فرح۔ خوش۔ ترخ۔ رنج۔

تارہاند پاش را از زخم مار
تا کہ آپ کے پاؤں کو سانپ کے زخم سے بچائے
گفت لا تأسوا علی ما فاتکم
فرمایا جو تم سے جاتا رہے اس پر غم نہ کرو
گفت ہرچہ آں فوت شد عملکم مشو
فرمایا جو چیز فوت ہو جائے اس پر عملیں نہ بن
گر بلا آید ترا لذہ مبر
اگر تمھ پر مصیبت آئے غم نہ کرو
کال ۲ بلا دفع باہائے بزرگ
کیونکہ وہ مصیبت بڑی مصیبتوں کے لئے دفع ہے
راحت جاں آمدے جاں فوت مال
اے عزیز! مال کا فوت ہونا جانا کی حفاظت ہے

اے اٹک عقلے کہ باشد بے غبار
قابل مبارکباد ہے وہ عقل جو بے غبار ہے
ان فی السرحان ولذی شاتکم
اگر بھیڑیام آجائے اور تمہاری بکری ہلاک کر دے
زندہ گر شد کہنہ آید باز نو
کیونکہ اگر پرانی جاتی رہی سے نئی پھر آجائے گی
ور زیاں بنی غم آل ہم مخور
اگر تو نقصان دیکھے اس کا غم نہ کھا
واں زیاں منع زیاںہائے سترگ
اور وہ نقصان بڑے نقصانوں کا مانع ہے
مال چوں جمع آمدے جاں شد وبال
اے عزیز! جب مال جمع ہو جاتا ہے اس کا وبال ہو جاتا ہے

۱۔ اے اٹک۔ یعنی عقل قابل
مبارکباد ہے جو قضا پر راضی اور اس پر
شکوک و شبہات کا غبار بالکل ن
رہے۔ گفت۔ قرآن میں فرمایا گیا
کے کسی فوت شدہ چیز پر غم نہ کرو۔ ان
آئی۔ اس کا تعلق قرآنی آیت سے
نہیں ہے سرحان۔ بھیڑیا۔

۲۔ کال بلا۔ انسان کی ایک
مصیبت بت سی بڑی مصیبتوں سے
نجات کا سبب بنتی ہے۔ راحت
جاں۔ مال کی تباہی جان کی راحت کا
سبب بن جاتی ہے۔ استدعا۔ اس
قص سے یہ ثابت کیا ہے کہ مال تبا
ہونے سے جان بچی ورنہ جان کی
لاکت ہوتی۔

۳۔ تلود۔ جانوروں کی زبان سیکھنے
والے لے کہا کہ انسانوں کی تمام باتیں تو
دنیا داری کی ہیں شاید۔ جانوروں کی
باتیں آرت سے متعلق ہوں تو میں
انے عبرت حاصل کر لوں گا۔ وود۔
عبادت کا معمول۔ ہنگام گذر۔ موت
کا وقت۔

استدعائے آل مرد از موسیٰ علیہ السلام زبان بہائم و
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا چوپایوں اور پرندوں کی زبان سیکھنے کی درخواست

طیور و قبول کردن موسیٰ با امر حق

اور ان کا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کو قبول کر لینا

گفت موسیٰ رایکے مرد جوان
ایک نوجوان نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا
تا بود س کز بانگ حیوانات وود
ہو سکتا ہے کہ حیوانات اور پرندوں کی آواز سے
چوں زبانہائے بنی آدم ہمہ
چونکہ تمام لوگوں کی زبانیں
نو کہ حیوانات را وود وگر
ہو سکتا ہے کہ حیوانات کا کوئی دوسرا معمول
گفت موسیٰ رو گذر گن زیں ہوس
حضرت موسیٰ نے فرمایا جا اس میں سے وہ گزر کر

کہ بیا موزم زبان جانوراں
کہ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے
عبرتے حاصل کنم در دین حق
اللہ کے دین میں کوئی عبرت حاصل کر لوں
در پئے آبست و نان و دمدمہ
روٹی، تھو پانی اور نمک کے لئے ہیں
باشد از تدبیر ہنگام گذر
ہو، مرنے کے وقت کی تدبیر کا
کاس خطر دارد بے در پیش و پس
کیونکہ یہ آگے اور پیچھے بہت سے خطرے رکھتا ہے

نہ از کتاب و از مقال و حرف و لب

نہ کتاب اور گفتگو اور حرف اور نون سے
گرم تر گرد وہمی از منع مرد
روکنے سے انسان اور مصر ہو جاتا ہے

ہر چ چیزے بود از تو چیز یافت
جو کچھ بھی تھا اس نے آپ سے کچھ پلا
لائق لطفت نباشد اے جواد
اے نئی آپ کی مہربانی کے مناسب نہیں ہے

یاس باشد ک مرا منع شوی
اگر آپ مجھے منع کریں گے تو مایوسی ہوگی
سخرہ کرد سستش مگر وہ رجم
شاید ملعون شیطان نے اس کو بہکایا ہے

ورنیا موزم دس بد می شود
اگر نہیں سکھاتا تو اس کا دل بیا ہوگا
رد نہ کر دیم از کرم ہرگز دعا
کرم سے ہرگز دعا نہ نہیں کی ہے

دست خاید جاہبا ابر و رد
ہاتھ چبائے گا کپڑے پھاڑے گا
عجز بہتر مایہ پر میزگار
عاجزی پر میزگار کے لئے بہت اچھا سرمایہ ہے

کہ بتقوئے ماند دست نارساں
تا رسا ہاتھ پر میزگاری میں رہتا ہے
کہ ز قدرت صیر ہا پدرو شد
کہ قدرت کثرت بہت سے صبر نصحت ہو جاتے ہیں

از بلائے نفس پر حرص و غمماں
حرص اور غموں سے کبھرے نفس کی مصیبت سے

عبرت او بیداری از یزداں طلب

عبرت اور آگاہی خدا سے مانگ
گرم تر شد اوز آں منعش کہ کرد
وہ اس روکنے سے اور زیادہ سرگرم ہو گیا

گفت اے موسیٰ چون نور تو بتافت
اس نے کہا اے موسیٰ جب سے آپ کا نور ہوا ہے
مرا محروم کردن زیں مراد
اس مقصد سے مجھے محروم کرنا

ایں زماں قایم مقام حق توئی
اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں
گفت ۲ موسیٰ یارب ایں مرد سلیم
حضرت موسیٰ نے فرمایا اے خدا اس بھولے انسان کو

گر بیا موزم زیاں کارش بود
اگر میں سکھا دوں وہ اس کے لئے نقصان نہ ہوگا
گفت اے موسیٰ بیا موزش کہ ما
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس کو سکھا دے کیونکہ ہم نے

گفت یا رب او پشیمانی خورد
موسیٰ نے فرمایا اے خدا وہ شرمندہ ہوگا
نیست ۳ قدرت ہر کسے راسازوار
قدرت ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے

فقر زیں رو فخر آمد جا و داں
اسی لئے فقر بیش فخر سے
زاں غنا و زان غنی مرود شد
اسی لئے مالدار اور مالدار مرود ہوا ہے

آوی را عجز و فقر آمد اماں
آوی کے لئے عجز اور فقر باعث امن ہے

۱۔ عبرت کتاب اور گفتگو سے حاصل نہیں ہوتی خدا کا عطیہ ہے اللہ سے مانگ۔ گرم۔ حضرت موسیٰ کے انکار سے اس کا اصرار اور بڑھ گیا اس لئے کہ یہی انسان مزاج ہے۔ گفت۔ وہ حضرت موسیٰ سے اصرار میں یہ باتیں کہنے لگا۔

۲۔ گفت۔ اس کے اصرار سے عاجز آ کر حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے۔ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو سکھا دو۔ گفت یارب۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اگر اس کو سکھا دوں گا تو وہ اس کے نتائج سے شرمندہ ہو گا اور افسوس کرے گا۔

۳۔ نیست۔ باختیار اور با قدرت ہونا ہر شخص کے لئے بغیر نہیں ہوتا ہے قدرت کا نہ ہونا انسان کو پر میزگار بناتا ہے فقر میں انسان کو بہت سے گناہوں پر قدرت نہیں ہوتی اسی لئے وہ باعث فخر ہے مالدار اپنی مالدار کی ذریعہ بہت سے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے اس لئے مرود ہو جاتا ہے۔

۱۔ آل غم۔ مالدار میں غلط قسم کی
تمنا میں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے وہ
فکر میں مبتلا رہتا ہے اور اس کی عادت
ایسی بڑھتی ہے کہ کچھ چیز اس کو مافی
عی نہیں آتی۔ بایست۔ خواہش۔

اختیار۔ یعنی اب تو وہ جانوروں کی
باتیں سمجھنے سے عاجز ہے اس کو
قدرت اور اختیار عطا کر دے۔
اختیار انسان کا اختیار ہی اس کو جبر
سزا کا مستحق بناتا ہے منظر کے فعل کا
کوئی اختیار نہیں ہے عبادت میں
چونکہ بندہ کے اختیار کو دخل ہے اس
لئے اس میں خوبی ہے آسمان کی
گردش اضطراری ہے لہذا نہ اس پر
ثواب کا ترتیب ہے نہ لعاب کا۔
حساب۔ اللہ تعالیٰ جس وقت محاسب
کرنے لگا تو انسان کے اختیاری
افعال کا محاسب ہوگا۔

۲۔ جملہ کائنات میں سے ہر چیز
اللہ کی تسبیح خواہ ہے لیکن یہ ان کی
اضطراری تسبیح ہے لہذا اس پر ان کو کوئی
ثواب نہ ملے گا۔ مزدند۔ مزدوری
کے قابل۔ تنج۔ جب تک انسان
کے پاس کموار نہ ہو نہ عازری بن سکتا
ہے نہ ڈاکو مل جائے تو پھر عازری
ہونے کا ثواب یا ڈاکو ہونے کا عذاب
مرتب ہوگا۔

۳۔ زانکہ۔ انسان کو کرامت کی
فضیلت اسی لئے حاصل ہوتی ہے
کہ اس میں برائی کی بھی قدرت
ہے اور بھلائی کی بھی۔ کرمانہ۔
قرآن قاک میں مذکور ہے کہ م
نے بنی آدم کو عزت بخشی
مومنوں۔ نیک عمل کرنے والے
دوسروں کے لئے بھی راحت کا
سبب ہیں۔ کافر۔ کافر دوسروں
کے لئے بھی مصیبت ہیں۔

آل غم آیدز آروز ہائے فضول
بیکار آرزوؤں سے غم پیدا ہوتا ہے
آرزوئے گل بود گل خوارہ را
مٹی کھانے والے کو مٹی کی تمنا ہوتی ہے
کہ بدیاں خو کردہ است آل صید غول
جن کی اس شیطان کے قیدی نے عادت ڈال لی ہے
گل شکر نگوار دآں بیچارہ را
اس بے چارے کو گلقدہ گولہ نہیں دیتا ہے

وحي آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ بیا موزش
اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی آتا کہ اس کو کچھ
چیزے کہ استدعا می کند بعضے را ازال
تموذا سا سکھا " جس کی " درخواست کرتا ہے

گفت یزدان تو بندہ است او
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اس کی مراد پوری کر دے
اختیار آمد عبادت را نمک
اختیار عبادت کا نمک ہے
گردش اورانہ اجر و نے عتاب
اس کی گردش کا نہ ثواب ہے نہ عذاب ہے
جملہ عالم خود تسبیح آمند
تمام عالم خود تسبیح پڑھنے والے ہیں
تبیغ درد ستش نہ از عجزش بکن
اس کے ہاتھ میں کموار دیدے اس کا عجز ختم کر دے
زانکہ مع کرمانا شد آدم ز اختیار
اختیار کی وجہ سے بنی آدم کرمانا کا مصداق بنا
مومنوں کان غسل ز نبور وار
مومن شہد کی کمی کی طرح شہد کی کان ہیں
زانکہ مومن خورد بگزیدہ نبات
کیونکہ مومن نے اچھے ہونے کھائے ہیں

برگشاد اختیار آل دست او
اختیار میں اس کا ہاتھ کھول دے
ورنہ می گردد بنا خواہ اس فلک
ورنہ بغیر ارادہ کے یہ آسمان بھی طواف کر رہا ہے
کا اختیار آمد ہنر وقت حساب
کیونکہ حساب کے وقت اختیار معیار ہے
نیست آل تسبیح جبری مزدمند
لیکن وہ جبری تسبیح اجر کا سبب نہیں ہے
تا کہ عازی گردد او یارا ہرن
تاکہ وہ عازی بنے یا ڈاکو
نیم زنبور غسل نیمیش مار
اس کا نصف شہد کی کمی، نصف ساپ ہے
کافراں خود کان زہرے پچھو مار
کافر زہر کی کان میں ساپ کی طرح ہیں
تا چونکلے گشت رستی او حیات
یہاں تک کہ شہد کی کمی کی طرح اس کا حساب حیات بنا ہے



باز کافر خورد شربت از صدید
 ہم ز قوتش زہر شد دروے پندید
 پھر کافر نے پیپ کا شربت پیا
 اس کی غذا سے بھی اس میں زہر پیدا ہو گیا
 اہل الہام خدا عین الحیات
 اہل تسویل ہوا سخم الہمات
 خدا کے الام کے آب حیات کا چشم ہیں
 خواہش نفسانی کے طمع والے موت کا زہر ہیں
 در جہاں ایں مدح و شہابش وز ہے
 ز اختیارست و حفاظ و آگہے
 دنیا میں یہ تعریف اور شہابش اور وہ وہ
 ز اختیار اور مروت اور آگاہی کی وجہ سے ہے
 چونکہ قدرت چونکہ در زنداں روند
 تمام لوہاش جب قید خانے میں جائیں گے
 چونکہ قدرت رفت کلسد شد عمل
 چونکہ قدرت جاتی رہی عمل کھٹا ہو گیا
 قدرتت سرمایہ سودست ہیں
 آگاہ نفع کا سرمایہ تیری قدرت ہے
 آدمی بر خنگ ۲ گزمننا سوار
 انسان کرنا کے گھوڑے پر سوار ہے
 باز موسے داد پند اورا بمہر
 حضرت موسیٰ نے محبت سے پھر اسے نصیحت کی
 ترک ایں سود ابقو و زحق تیرس
 اس جنون کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر
 ہیں برو درو بر خود کم طلب
 خیردا اپنا درو سر نہ مول لے

۱۔ در جہاں۔ دنیا میں جس قدر تعریفیں ہیں وہ انسان کے اختیاری افعال پر ہیں۔ جملہ دنیاں۔ ہفت آسمانوں میں جا کر روزِ قیامت کے لئے لیکن وہ ان کی انظر اری عبادت ہوگی جو غیر معتبر ہے۔ ہیں۔ انسان کو اس وقت کی قدر کرنی چاہیے جس میں اس کو اختیار حاصل ہے وہی اس کے نفع کا سرمایہ ہے جب قدرت باقی نہ رہے گی اس وقت کی تنگی بیکار ہے۔

۲۔ خنگ۔ سفید گھوڑا سفید۔ رک۔ اڑاک عقل۔ عنان۔ بانگ۔ کہ مراد۔ یعنی اگر تو جانوروں کی بولی جان گیا تو شرمندہ ہو گا۔ ہیں۔ جانوروں کی بولی جانا تیرے لئے درد سبب ہے۔ تعب۔ مشقت۔

۳۔ قانع۔ پہلے وہ مصر تھا کہ سب جانوروں کی بولی جان جائے اس پر راضی ہو گیا کہ صرف اپنے گھر کے مرغ اور کتے کی بولی جان لے

قلع ۳ شدن آل مرد طالب بتعلیم زبان مرغ خانگی و
 اس طالب انسان کا گھریلو مرغ اور کتے کی زبان سیکھنے پر قانع
 سنگ و اجابت کردن موسیٰ علیہ السلام اورا
 ہو جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مان جانا

گفت بدے نطق سنگ کو بردوست
 اس نے کہا کہ در کم کتے کی بولی جو ہلادہ پر ہے
 نطق مرغ خانگی کاہل پرست
 گھریلو مرغ کی بولی جو پہلے سے

گفت موسیٰ ہیں تو دانی زورسید
حضرت موسیٰ نے فرمایا تو جان لے گا اس اللہ سے اجازت آئی
بامداداں از برائے امتحان
صبح کو آزمائش کے لئے
خادمہ سفرہ بیفشاند و قناد
خادمہ نے دسترخوان جھانا اور گرا
در ربود آثر اُخرو سے چوں گرو
مرغ اس کو گروی چیز کی طرح اچک لے گیا
دانہ گندم ۲ توانی خورد و من
تو گیہوں کا دان کھا سکتا ہے اور میں
گندم و جو را و باقی خوب
گیہوں اور جو اور باقی دانے
اس لب نانے کہ قسم ماست آل
یہ روٹی کا ٹکڑا جو ہلا حصہ ہے

نطق ایں ہر دو شود بر تو پدید
ان دونوں کی بولی تجھے معلوم ہو جائے گی
ایستاد او منتظر بر آستیاں
وہ چوکت پر منتظر گھڑا ہو گیا
پارہ نان بیات آثار زاد
پاسی روٹی کا ٹکڑا کھانے کا بقیہ
گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو
کتنے نے کہا جا ' تو نے ہم پر ظلم کیا
عاجزم از دانہ خوردن در وطن
وطن میں دانہ کھانے سے عاجز ہوں
می توانی خورد و من نے اے طروب
اے مست اتو کھا سکتا ہے اور میں نے کھا سکتا
می زبانی ایں قدر را از سگاں
اتنے کو بھی تو کتوں سے اچک لیتا ہے

جواب خروس سگ را

مرغ کا کتنے کو جواب

پس خروش گفت تن زن غم مخور
پھر مرغ نے اس کو چپ ہو جا غم نہ کر
اسپ ایں خواجہ سقط خواهد شدن
اس آٹا کا گھوڑا مر جائے گا
مر سگاں را عید باشد مرگ اسپ
گھوڑے کا مرنا کتوں کی عید ہوتی ہے
اسپ را بفروخت چوں بشنید مرد
مرد نے جب سنا گھوڑا فروخت کر دیا
روز دیگر ہمچنان ناں را رُود
دوسرے دن بھی اسی طرح سے روٹی لے اٹا

کہ خدا بد بد عوض زیں بہ دگر
کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوسرا بدلہ دے گا
روز فرد اسیر خورد کم گن خون
کل تو پیٹ بھر کر کھانا غم نہ کر
روزی وافر ۳ بود بے جہد و کسب
بغیر محنت اور کمائی کے بہت خوراک ہوتی ہے
پیش سگ شد آں خروسک دوئے زرد
وہ بیچارہ مرغ بکتے کے آگے شرمندہ ہوا
آں خروس و سگ برو لب بر کشود
وہ مرغ اور کتنے نے اس پر لب کشائی کی

۱۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ اللہ کی جانب سے مجھے اس
کے کھانے کی اجازت آگئی ہے تو
اب جان جائے گا۔ امتحان۔ اس
آزمائش کے لئے کہ روٹی کھینچا گیا ہے
یا نہیں۔ نان بیات۔ پاسی روٹی۔
چوں گرو۔ یعنی جس طرح رہن دکھتے
والا رہن کی چیز پر قبضہ کرتا ہے۔

۲۔ دانہ گندم۔ کتنے نے کہا تو نے
مجھے کھلم کیا۔ روٹی میرا حصہ تھی تو دانہ
چک سکتا ہے میں صرف روٹی کھا سکتا
ہوں۔ در وطن۔ جنگل میں کتا ہر چیز
کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ خوب۔
دانے۔ طروب۔ مست۔ لب نان۔
روٹی کا کنارہ۔ سقط۔ قاف کے سکون
کے ساتھ۔ چو پایہ کا مرنا۔ حزن غم۔

۳۔ وافر۔ بھر پور۔ روئے زرد۔
چونکہ مرغ کی پیشگوئی کے مطابق
کتنے کمرہ گھوڑا کھانے کا نہلا تو مرغ
شرمندہ ہوا۔

ظالمی و کا ذبی وبے فروغ

تو ظالم ہے اور تو جھوٹا ہے اور بے اعتبار ہے

کوہ اختر گوئی محرومی زراست

تو اندھا نجومی ہے سچائی سے محروم ہے

کہ سقط شد اسپ او جائے دگر

کہ اس کا گھوڑا دوسری جگہ مر گیا ہے

آں زیاں انداخت او بر دیگران

ان نے وہ نقصان دہروں پر ڈال دیا

مر سگاں را باشد آں نعمت فقط

وہ صرف کتوں کے لئے نعمت ہو گا

یافت از عم و ز زیاں آں دم محیص

اس وقت بھی وہ رنج اور نقصان سے نجات پا گیا

اے امیر کا ذباں باطبل و گوس

اے نقارے اور گھنٹے کے ساتھ جھنڈوں کے سردار

دوغی اے نااہل دوغی دوغی دوغ

اے نااہل! تو چھاپو ہے تو چھاپو ہے چھاپو چھاپو

لیکن فرد ایش غلام آید مْصاب

لیکن کل کو اس غلام بند پڑے گا

بر سنگ و خواہندہ ریزند اقربا

کتوں اور مانگنے والوں سے اس کے رشتہ دار بہا یٹکے

رست از خسران و رخ ۳۱ را بر فروخت

نقصان سے بیچ گیا اور چہرے کو روشن کر لیا

رستم ارز سے واقعہ اندر زمن

زمانے میں تین حالتوں سے بیچ گیا

دیدہ سوء لقطا را دو ختم

بری قضا کی آنکھ سی دی ہے

کائے خروس عشوہ اور چندیں دزوغ

کہ اے مرغ! مکار اس قدر جھوٹ

اسپ کش گفستی سقط گرو گجاست

وہ گھوڑا جس کے بارے میں تو نے کہا تھا کہ وہ مرے گا کہل ہے!

گفت اورا آں خروس باخبر

اس باخبر مرغ نے اس سے کہا

اسپ را بفروخت بحست او از زیاں

گھوڑے کو فروخت کر دیا اور نقصان سے بچ گیا

لیک فردا استرش ۲ گرو سقط

لیکن کل کو اس کا خچر مرے گا

زود استر را فرودشید آں خریص

ال لاپٹی نے فوراً خچر بیچ ڈالا

روز ثالث گفت سگ ہا آں خروس

تیسرے دن کتنے نے اس مرغ سے کہا

تا بکے گوئی دروغے بے فروغ

تو نہ چلے والا جھوٹ کب تک بونے گا

گفت او بفروخت استر راشتاب

کہا اس نے خچر جلدی سے بیچ دیا

چوں غلام او بمیرد نانہا

جب اس کا غلام مرے گا روئیاں

ایں شنید آں غلامش را فروخت

سنا اور اس نے اس غلام کو بیچ ڈالا

شکر بامی کرد و شاد یہا کہ من

شکر پیے اور کرتا تھا اور خوشیاں کہ میں

تا زبان مرغ و سنگ آمو ختم

جب سے میں نے مرغ اور کتے کی بولی سیکھ لی ہے

۱ عشوہ۔ مگر فریب۔ اختر گو۔ ستاروں کی باتیں کرنے والا نجومی اگر اندھا ہو تو وہ ستاروں کے رفتار نہیں دیکھ سکتا اس لئے اس کی پیش گوئیاں غلط ہوتی۔

۲ استر۔ خچر۔ فقط۔ چونکہ مرغ اس کو نہ کھا سکے گا۔ محض۔ چھٹکارا نجات باطبل۔ یعنی ڈنکے کی چوٹ جھوٹ بولنے والا۔ دوغ۔ چھاپو۔ المصاب بیمار۔

۳ رخ۔ یعنی نقصان سے بچنے پر سر خود ہو گیا۔ سر واقعہ۔ گھوڑے خچر اور غلام کا نقصان۔ دیدہ۔ یعنی اب بری تقدیر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

نخل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سہ وعدہ
تین وعدوں کے جھوٹے ہو جانے سے مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا

روز دیگر آں سگ محروم گفت
دوسرے دن اس محروم کتے نے کہا
چند چند آخر دروغ و مکر تو
تیرا مکر اور جھوٹ آخر کس قدر
گفت حاشا از من و از جنس من
اس نے کہا مجھ سے اور میری قوم سے بعید ہے
ماخروساں چوں مؤذن راست گو
ہم مرغ مؤذن کی طرح سچ بولنے والے ہیں
پاسبان آتاہیم از دروں
ہم اند سے سورج کے نگہبان ہیں
پاسبان آفتاب انداولیا
لوہیا سورج کی نگہداشت کرنے والے ہیں
اصل ما را حق پے بانگ و نماز
ہماری نسل اللہ تعالیٰ نے نماز کی لڑائی کے لئے
گرینا ہنگام سہو ماں - رود
اگر بے وقت ہم سے بھول ہو جائے
گفت ناہنگام حسی علی الفلاح
بے وقت جی علی الفلاح کہنا
آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط
وہ جو بے گناہ اور غلطی سے پاک ہے
آں غلامش مرد پیش مشتری
اس کا وہ غلام خرید کے پاس مر گیا
او گریزانید ماش را ولیک
اس نے اپنا مال بیچا لیکن

کائے خروس ترا خا کو طاق او بخت
اے کواہی مرغ! اکہرا اور دہرا کہاں ہے؟
خود نہ پڑ و جز دروغ از و کر تو
تیرے گھونٹے سے سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں آتا ہے
کہ بگردیم از دور غے سخن
کہ ہم کسی جھوٹ میں مبتلا ہوں
ہم رقیب آفتاب و وقت جو
ہم سورج پر نظر رکھنے والے وقت کی چوکیوں کے والے ہیں
گر گئی بالائے ماٹشے نگوں
اگر تو ہم پر طشت لوندھا کر دے
در بشر واقف ز اسرار خدا
انسانوں میں خدا کے رازوں سے واقف ہیں
داد ہدیہ آدمی را در جہاز
سلمان میں آدمی کو ہدیہ میں دی ہے
در اذال آں مقتل مامی شود
اذان میں وہ ہمارے قتل کا سبب بنتی ہے
خون ما را می گند خوار و مبارک
ہمارے خون کو ذلیل اور جائز کر دیتا ہے
آں خروس وحی جاں آمد فقط
وہ صرف روح کی وحی کا مرغ ہے
خود زیان مشتری آں یکسری
وہ بالکل خرید کا نقصان بنا
خون خود را بخت آں دریاب نیک
اس نے اپنا خون بھلیا اس کو خوب سمجھ لے

۱ طاق و بخت۔ وہ بہت سی پیشگوئیاں جو تونے کی تھیں۔ وکر۔ پرند کا گھونٹا۔ سخن۔ آزمائش میں پڑا ہوا۔ ماخروساں۔ مرغ صبح صادق کے وقت ہوتا ہے۔ پاسبان۔ مکرگ۔ اگر تیرا کٹھری میں بھی آتو اس کو صبح صادق کا احساس ہو جاتا ہے۔ اولیا۔ جس طرح مرغ آسمانی سورج کا پاسبان ہے اسی طرح لوہیا حق تعالیٰ کے پاسبان ہیں اور انسانوں میں جو اسرار خداوندی ہیں ان کو پہچان لیتے ہیں۔

۲ جہاز۔ سلمان یا حضرت نوح کی کشتی یعنی مرغوں کو خدا نے صبح کے نماز کے وقت کی۔ اطلاع دینے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ گرینا ہنگام۔ جو مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ آنکہ۔ معصوم۔ مرغ سے غلطی ہو جاتی ہے معصوم صرف انبیاء ہیں باجبرئیل جو وحی لاتے تھے۔

۳ آں غلامش۔ مالک نے مرغ سے غلام کے مرنے کی پیشگوئی سن کر اس غلام کو جلد فروخت کر ڈالا اور وہ خرید کے پاس جا کر مر گیا۔ او۔ اس مالک نے اپنا مال بیچا اور نقصانات سے بچ گیا لیکن نتیجہ میں اس کی جان ہلاک ہوئی۔

جسم و مال ماست جانہارا فدے
 بہارا جسم اور مال جانوں کا ندیہ ہے
 مید ہی تو مال و سر رومی خری
 تو مال دے دیتا ہے اور سر بچا لیتا ہے
 می گریزدانی زواور مال را
 اللہ تعالیٰ سے تو مال کو چھپاتا ہے
 آل زیانے نیست سود تو بود
 وہ نقصان نہیں ہے تیرا نفع ہوتا ہے

یک ازیاں دفع زیانہامی شدے
 ایک نقصان بہت سے نقصانات کا دفع ہو جاتا
 پیش شاہاں در سیاست گستری
 بادشاہوں کے دربارہ انصاف کرنے میں
 اجمی ۲ چوں گشتہ اندر قضا
 چونکہ قضا خداوندی کے معاملہ میں تو بیگانہ ہے
 زانکہ مالت بر تو گر صدقہ شود
 کیونکہ تیرا مال اگر تجھ پر قربان ہو جائے

۱۔ یک زیان۔ ایک نقصان قضا قدر
 میں بہت سے نقصانوں کا دفع ہوتا
 ہے۔ پیش شاہاں۔ دنیاوی عدالتوں
 میں انسان مال خرچ کر کے جان
 بچاتا ہے۔

۲۔ اجمی۔ بیگانہ جہتی۔ حسین۔ دینا۔
 لوت زفت۔ قیمتی غذا لنگ۔ لنگر
 خام بنا تجربہ کار۔

۳۔ ریخت۔ اگر مال ضائع ہو جاتا تو
 جان بچ جاتی۔ ریاضتہائے۔ یعنی
 مجاہدوں کی محنت۔ سالک۔ سلوک
 معرفت سے کرنے والا چونکہ فنا جسم
 میں بقائے روح سمجھتا ہے اسی لئے
 ریاضتوں میں بدن کو گھلاتا ہے۔

خوبہ	آل	مرگ	از	خروس	خبر وادان
دینا	کی	مرنے	کے	آقا	کا

گاؤ خواہد کشت وارث در حسین
 اس کے غم میں وارث گائے ذبح کرے گا
 روز فردا تک رسیدت لوت زفت
 کل کو تجھے ضرور چکنی غذا ملے گی
 در میان کوئے باید خاص و عام
 ہر خاص و عام گلے میں پائے گا
 برسگان و سائلاں ریز و سبک
 کتوں اور بھکاریوں پر بہائے گا
 بد قضا گردان اس مغرور خام
 اس متکبر کا تجربہ کار کی قضا کو لوٹانے والا تھا
 مال افزوں کرد و خون خویش ریخت ۳
 اس نے مال بڑھا لیا اور اپنا خون بہایا
 کال بلا برتن بقائے جہانہاست
 اس لئے کہ جسم کی تکلیف جانوں کی بقا ہے
 چوں کند تن را سقیم و ہالکے
 تو جسم کو بیمار اور فنا کیوں کرے

لیک فردا خواہد او مردن یقین
 لیکن وہ کل کو یقیناً مرے گا
 صاحب خان بخوہد مردورفت
 گھر کا مالک مرے گا اور جائے گا
 پار ہائے نان و لالنگ و طعام
 روٹی کے ٹکڑے اور لنگر اور کھانا
 گا و قربانی و نانہائے تنگ
 قربان کی گائے اور بلی چپاتی
 مرگ اسپ و استر و مرگ غلام
 گھوڑے اور سچر کا مرنا اور غلام کا مرنا
 از زیان مال و درد آل گریخت
 یہ مال کے نقصان اور اس کی تکلیف سے بھاگا
 اس ریاضتہائے درویشاں چراست
 یہ درویشوں کے مجاہدے کیوں ہیں؟
 تا بقائے خود نہ بیند سالکے
 جب تک سالک اپنی بقا نہ سمجھے

دست آ کے جبد بایشاد و عمل
 اندر عمل میں ہاتھ کب بے
 آنکہ بدید بے امید و سودہا
 جو بغیر امید اور نفع کے دیتا ہے
 یا ولی حق کہ خوئے حق گرفت
 یا اللہ کا دست جس نے اللہ کے اخلاق حاصل کر لئے ہیں
 کو غنی ست و جز او جملہ فقیر
 کیونکہ بے نیاز سے لوہاں کے علاوہ سب محتاج ہے
 تانہ بیند کوو کے کہ سیب ہست
 جب تک بچہ نہ دیکھ لے کہ سیب ہے
 انہمہ بازار بھر ایں غرض
 یہ تمام بازار والے اسی غرض سے
 صد متاع خوب عرض می کنند
 سینکڑوں عمدہ سامان پیش کرتے ہیں
 یک سلائے نشوئی اے مردوین
 اے دیندار! تو ایک سلام بھی نہ سنے گا
 بے طمع نشیدہ ام از خاص و عام
 میں نے کسی خاص و عام سے بغیر لالچ کے نہیں سنا ہے
 جز سلام حق تو ہیں آل را بگو
 سوائے اللہ تعالیٰ کے سلام کے تو ضرور اس کی جستجو کر
 از دہان آدی خوش مشام
 صحیح انداز آدی کے منہ سے
 ویں سلام باقیوں بر بوئے آل
 بقیہ لوگوں کا سلام بھی اسی کی خوشبو کی وجہ سے
 زان سلام او سلام حق شد دست
 اس کا سلام تو اللہ تعالیٰ کا سلام بن گیا ہے

تانہ بیند وا وہ را جانش بدل
 جب تک کہ دیکھے ہوئے کا بدلہ جان کے لئے نہ سمجھ لے
 آل خدایت آل خدایت آل خدا
 وہ خدا ہے، وہ خدا ہے، وہ خدا ہے
 نور گشت و تابش مطلق گرفت
 جو نور بن گیا ہے اور مطلق چمک حاصل کر لی ہے
 کے فقیرے بے عوض گوید کہ گیر
 محتاج بغیر بدلے کے کب کہتا ہے کہ لے لے
 او پیاز گندہ راندہد ز دست
 وہ بدبو دار پیاز کو نہیں چھوڑتا ہے
 برد کاہنا شستہ بر بوئے عوض
 بدلے کی امید پر دکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں
 واندرون دل عوضہای تنند
 اور دل میں بدلوں کی فکر کرتے ہیں
 کہ نگیر و آخرت آل آستین
 جو بالآخر تیری آستین نہ چلاے
 من سلامے اے برادر و السلام
 ایک سلام بھی اے بھائی و السلام
 خانہ خانہ جا بجا و کو بکو
 گھر گھر، جگہ جگہ، اور کوپے کوپے
 ہم پیام حق شنودم ہم سلام
 میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام بھی اور سلام بھی
 من ہمی نوشم بدل خوشتر ز چاں
 میں دل سے سنتا ہوں جو جان سے زیادہ پیارا ہے
 کاش اندر دود مان خود ز دست
 کیونکہ اس نے اپنے خاندان کو آگ لگا دی ہے

۱۔ دست۔ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ
 عوض اور بدلہ کے لالچ میں کرتا ہے
 آنکہ بے غرض کام کرنا اللہ تعالیٰ کی
 صفت ہے یا ولی۔ چونکہ اولیاء اللہ
 اخلاق خداوندی حاصل کر لیتے ہیں
 لہذا ان کے کام بھی غرض سے خالی
 ہوتے ہیں۔ کوئی۔ اللہ کے کام بغیر
 غرض کے اس لئے ہیں کہ وہ بے نیاز
 ہے اور انسان کے کام غرض پر اس لئے
 مبنی ہیں کہ وہ فقیر و محتاج ہے۔ تانہ
 بیند بچہ بھی جب تک چھاموش نہیں
 دیکھ لیتا اپنی چیز نہیں دیتا ہے
 انہمہ۔ دنیا کے سادے کا بدبو
 دار غرض کے بنیاد پر چلتے ہیں۔
 صد متاع۔ سامان تاجراے عمدہ قسم
 کے سامان کا ہر کوبدلے کے لالچ
 میں دکھاتے ہیں۔ یک سلائے۔ دنیا
 میں جو کسی وقت ایک سلام بھی کرتا
 ہے کسی نہ کسی وقت اس کا بدلہ لینے
 کے لئے دامن پکڑتا ہے۔ نجو۔ اللہ کی
 جانب سے جو سلام پہنچتا ہے وہ غرض
 سے خالی ہوتا ہے۔

۲۔ از دہان۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی
 زبان سے اللہ کا پیام و سلام سنا ہے
 میں اسی سلام کی توقع پر عوام کا سلام
 دل و جان سے قبول کرتا اور سنتا ہوں
 کہ شاید ان میں کوئی اس طرح کا
 سلام ہو۔ زان سلام۔ اہل اللہ کا
 سلام اللہ کا سلام اس وجہ سے ہو گیا
 ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو فنا کر دیا
 ہے۔ من ہمی نوشم بدل خوشتر ز چاں
 سبب وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہیں
 اس لئے ان کی زبانوں پر اسرار
 خداوندی ہوتے ہیں۔

مردہ است از خود شدہ زندہ برب
 فانی بالذات ہے باقی با اللہ ہے
 مردن اتن در ریاضت زندگی ست
 ریاضت میں جسم کا مرنا زندگی سے
 گوش بہبادہ بد آں مرد خلیث
 گوشت انسان کان لگائے ہوئے تھا
 زال بود اسرار حقش در دو لب
 اسی لئے اس کے لبوں ہونوں میں خدائی اسرار ہوتے ہیں
 رنج این تن روح را پائندگی ست
 اس جسم کی تکلیف روح کی استواری ہے
 می شنید او از خروشش این حدیث
 یہ بات وہ اپنے مرغ سے سن رہا تھا

دویدن آں شخص بسوئے موسیٰ
 اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف پہلو کے لئے ہونا جبکہ اس نے اپنی موت کی خبر سنی

چوں شنید بہار واں شد و تیز تفت
 جب اس نے یہ سنا تیزی اور تندگی سے ہوا
 روہمی تالیید بر خاک اوز تیم
 وہ خوف سے زمین پر چہرہ رگڑ رہا تھا
 گفت رو بفروش خود را و برہ
 گفت رو بفروش خود را و برہ
 فرمایا جا اپنے آپ کو بیچ ڈال اور چھٹکارا پالے
 بر مسلماناں ۲ زیاں انداز تو
 تو مسلمانوں کو نقصان پہنچا دے
 من درون خشت دیدم این قضا
 میں نے اس قضا کو اینت میں سے دیکھ لیا ہے
 عاقل اول بیند آخر را بدل
 عقلمند شروع میں دل سے انجام کو دیکھ لیتا ہے
 باز زاری کرد کائے نیکو خصال ۳
 وہ پھر روایا کہ اس نیک عادت
 از من آں آمد کہ بودم نا سزا
 مجھ سے ہی ہوا کیونکہ میں نالائق تھا
 گفت تیرے جست ازشت اے پسر
 فرمایا اے بیٹا تیرے گناہوں سے نکل گیا
 برو موسیٰ کلیم اللہ رفت
 حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے معاذ سے پر گیا
 کہ مرا فریاد رس زیں اے کلیم
 کہ اے کلیم! اس معاملے میں میری مدد کیجئے
 چونکہ استا گشتہ برج زچہ
 چونکہ تو ماہر بن گیا ہے کنویں سے کوہ نقل
 کیسہ وہمیا نہارا کن دو تو
 کیسہ وہمیا نہارا کن دو تو
 ہیانوں اور تھیلی کو دوکنا کر لے
 کہ در آئینہ عیاں شد مر ترا
 جو آئینہ میں تھے پر ظاہر وہی ہے
 اندر آخر بیند از دانش مقل
 عقل کا کواہ آخر میں دیکھتا ہے
 مرد مرا بر سر مزن بر رو ممال
 میرے سر پر نہ ماریے منہ پر نہ ملیئے
 تا سزا یم را تو وہ حسن الجزا
 مجھ کو سزا دے تو وہ حسن الجزا
 نیست سنت کا ید آں واپس بسر
 نیست سنت کا ید آں واپس بسر
 سنت الہی نہیں ہے کہ وہ وہاں واپس آئے

۱۔ مردن اتن در ریاضتوں اور مجاہدوں سے جسم کو فنا کیا جاتا ہے تو روح زندہ اور قوی ہوتی ہے اللہ کو یہ دعا ہی لئے حاصل ہوتا ہے گوشت۔ جانوروں کی بولی سیکھ لینے والے نے مرغ سے جب اپنی موت کی خبر سنی تو گھبرا کر حضرت موسیٰ کے پاس بھاگ کر گیا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ کا لقب ہے کیونکہ وہ طور پر ان کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ہوتی تھی۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے طنزاً فرمایا کہ دوسری چیزوں کو فروخت کر کے جس طرح تو نقصان سے بچا ہی طرح اپنے آپ کو بھی فروخت کر دے۔

۲۔ بر مسلماناں۔ مرنے والی چیزیں دوسروں کے ہاتھ فروخت کر کے تو نے ان کو نقصان پہنچایا اور اپنی تھیلی بھری۔ من دون۔ یہ ہاتھیں جبکہ بالکل پردہ خفا میں تھیں میں ہی وقت سمجھ گیا تو اپنے برے انجام کو لب سمجھا ہے۔ نقل۔ ناوار مغلس

۳۔ خصلت کی جمع ہے عادت مر مر۔ یعنی مجھے اب زیادہ شرمندہ نہ کیجئے۔ من۔ میں تو نالائق تھا مجھ سے نالائقی سرزد ہوئی۔ آپ مجھ نالائق کو اچھا بدل عطا کر دیں۔ نیست سنت۔ یعنی عام طور پر سنت الہی یہی ہے کہ قضاء قدر نہیں ملتی ہے۔

لیک در خواہم ز نیکو داری! ہاں بہترین انصاف والے سے میں درخواست کروں گا چونکہ ایماں بردہ ہاشی زندہ جب تو ایماں کو ساتھ لے جائے گا تو زندہ ہے ہم در اندام حال بر خولجہ بکشت اسی وقت آقا کا حل درگوں ہو گیا شورش مرگ ست نے ہیضہ طعام سوت کی مٹی ہے نہ کہ کھانے کی بد ہضمی چار کس برودتا سوتے و شاق اس کو چار آدمی گھر تک لے گئے پند موسیٰ ۲ نشنوی شوخی کین تو حضرت موسیٰ کی نصیحت نہیں سنتا ہے گستاخی کرتا ہے شرم ناید تیغ راز از جان تو تیری جان لینے سے تلوار کو شرم نہیں آتی ہے

تا کہ ایماں آں زماں با خود بری تا کہ تو اس وقت اپنے ساتھ ایمان لے جائے چونکہ با ایماں روی پائندہ جبکہ تو ایمان کے ساتھ جائے گا ٹھیک رہے گا تاوش شورید آوردند طشت یہاں تک کہ اس کا دل متلایا لوگ طشت لائے قے چہ سوت دروایے بد بخت خام اے بد بخت ناقص! قے تیرے لئے کیا مفید ہے ساق می مالید او بر پشت ساق وہ پنڈلی پر پنڈلی رگڑتا تھا خویشتمن بر تیغ پولادی زنی اپنے آپ کو ولاد کی تلوار پر ملاتا ہے آن تست اس اے برابر آن تو اے بھائی! یہی تیرا حصہ ہے تیرا حصہ ہے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس شخص کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرتا

گفت موسیٰ در مناجات آں سحر اس صبح کو حضرت موسیٰ نے دعا میں عرض کیا بادشاہی کن بروبخشا کہ او شہزادی بہت اس کو بخش دے کیونکہ اس نے گفتش ۳ اس علم نے در خوردتست میں نے اس سے کہا تھا کہ یہ علم تیرے لائق نہیں ہے دست رابر اژدہا آں کس زند اژدہے پر وہ شخص ہاتھ ڈالے سر غیب آں را سرزد آموختین غیب کا راز سیکھنا اس کے لئے مناسب ہے

کالے خدا ایماں از و مستال مبر کہ اے خدا اس کا ایمان نہ لے نہ چین سہو کرد و خیر روئی و غلو غلظی ہو شوخی ہو زیادتی کی ہے دفع پیندا رید گفتتم را و ست میری بات کو اس نے بال منول ہو کزہ سمجھا کہ عصارا دستش اژدہا کند جس کا ہاتھ لائھی کو اژدہا بنا دے کہ تواند لب ز گفتن دو سخن جو بولنے سے بہت سی سکے

۱۔ دہری انصاف تاکہ یعنی تو مومن مرے تیرا مومن مرنا ہی اصل زندگی حاصل کرنا ہے ہم وہاں دم۔ حضرت موسیٰ اس سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ اس کو کھلی شروع ہوگی۔ طشت۔ تاکہ وہ طشت میں قے کرے قرش خراب نہ ہو۔ شوخ۔ موت کی قے سے آرام حاصل نہیں ہوتا بد ہضمی کی قے باعث سکون ہوتی ہے۔ چار کس۔ یعنی چار پائی پڑھ ل کر چار آدمی اٹھا کر لے گئے۔ ساق۔ پنڈلی سے پنڈلی رگڑنا نزع کی کیفیت سے کنایا ہے۔

۲۔ پند موسیٰ۔ مولانا کا مقولہ ہے کہ قضا و قدر سے نکلنا اپنی موت مول لینا ہے۔ آن تست۔ ایسے لوگوں کو یہی انجام دیا ہے۔ مناجات۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا۔ بادشاہی۔ یعنی اس گنہگار کی خطا پر اس کی گرفت نہ فرما اپنی شہنشاہی کا مظاہرہ فرما کر اس کو معاف کر دے۔

۳۔ گفتش۔ مناجات میں حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔ فقہ میری بات کو اس نے نالنے پر محمول کیا۔ دست۔ یعنی خطرے میں پڑنا۔ شخص کا کام نہیں ہے۔ سانپ پر حضرت موسیٰ جیسا شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے خدائی رازوں سے وہ واقفیت حاصل کرے جس میں ضبط کی طاقت ہو اور بہت نہ ہلائے۔

در خورِ دریا نشد جز مرغِ آب
 دریا کی پرند کے سوا دریا کے لائق نہیں ہے
 فہم کن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
 سمجھ جا ' اور اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے
 او بد ریا رفت و مرغابی نبود
 وہ دریا میں گھس گیا اور دریا کی پرندہ نہ تھا
 گشت غرقہ دست گیرش اے وودو
 ڈوب گیا اے خدا اس کی ڈھیری فرما

۱۔ در خور۔ پانی میں گھسنا آبی جانور کا کام ہے۔ لودریا۔ یہ شخص لال نہ تھا اور اس سے واقفیت حاصل کر کے جا گیا۔ وودو۔ بہت محبت کرنے والا خدا کا نام ہے۔ حضرت موسیٰ کی دعا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم نے اس کو ایمان عطا کیا اگر تم چاہو تو ہم اس کو دوبارہ زندگی بخش دیں۔ بلکہ اور صرف اسے ہی نہیں ہم تمام مردوں کو تمہاری دعا سے زندگی بخش دیں۔

اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو ' اللہ تعالیٰ کا قبول فرما لینا

گفت بخشیدم بدو ایماں نعم
 فرمایا میں نے اس کو ایمان بخشا
 ورتو خواهی این زماں زندگ کنم
 اگر تو چاہے تو میں اس کو ابھی زندہ کر دوں
 این زماں زند کنم بہر تو ما
 ہم تیرے لئے ابھی زندہ کر دیں

گفت موسیٰ این جہان مردن است
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ فنا کا جہان ہے
 آں جہاں انگیز کا نجا روشن است
 اس جہان میں اٹھالے کیونکہ وہ روشن جگہ ہے

ایں فنا جا چوں جہان بود نیست
 یہ فنا کی جگہ چونکہ ہمیشہ رہنے کا جہان نہیں ہے
 باز گشت عاریت پس سود نیست
 عارضی واپسی ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے

در نہا نخانہ لیلینا فحضرؤن
 ان پر اب رحمت نازل فرما
 لیلینا فحضرؤن کے نقلی مقام میں

سوو جاں باشد رہاند از و بال
 جان کا نفع ہے اس کی وبال سے رہائی دے دیتا ہے
 جان سپردی اتن بخد مت جانبری
 جب تو جسم کو خدمت میں لگا دے گناہات پا جائے گا

سربنہ کشران وہ اے کامیار
 اے کامیاب لطافت کر شکر ادا کر
 تو نکر دی او کشیدت زامر کن
 تو نے خود نہیں کی اسے تجھے کن کے حکم کے زور سے بچا ہے

در ریاضت ۳ آیت بے اختیار
 اور اگر بلا ارادہ تجھ سے ریاضت ہو جائے
 چوں حقت داداں ریاضت شکر کن
 جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کر دی تو شکر یہ ادا کر

چوں حقت داداں ریاضت شکر کن
 جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کر دی تو شکر یہ ادا کر

۲۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ دنیا تو فنا کی جگہ ہے یہاں اگر آپ دوبارہ بھی زندہ کریں تو آخر فنا سے عالم آخرت کی زندگی دائمی ہے وہ اس کو بخش دیجئے اور دوسرے مردوں پر جو عدم کے تہ خانے میں ہیں آپ کے ہاں میں حاضر ہیں ان پر ہم فرمادیجئے۔ لیلینا۔ قرآن پاک میں مردوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے وَإِنْ كُنْتُمْ لَمْ تَجْمَعُوا لَنَا مَنَحْضَرُونَ۔ یقیناً تمام مخلوق ہمارے سامنے حاضر ہونے سے تاملنا۔ مولانا اس قصہ کے نتیجے میں فرماتے ہیں یہ کچھ لوگ کہ جسم اور مال کا نقصان جان کا نفع اور وبال سے رہائی کا سبب بنتا ہے۔ پس۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدے کر کے جسم کو گھٹائے تاکہ روح کا بڑھلا حاصل ہو۔

۳۔ در ریاضت۔ جس طرح عمارت مجاہدے کر کے جسم کو گھٹانے کا نتیجہ روح کی بلیدگی ہے اسی طرح انسان کو قدرتی طور پر جسمانی تکالیف پہنچتی ہیں وہ بھی اختیاری مجاہدوں کا کام کرتی ہیں ان پر انسان کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور کن۔ جو جسمانی مصائب

تکلم خود بخود ہی پہنچتے ہیں وہ ریاضت اور مجاہدے کا کام کرتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے مجاہدے میں لگا دیا ہے لہذا مصائب مزید شکر کا سبب ہیں۔

۱۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بھی سمجھایا ہے کہ اس عورت کے قدرتی مصائب اس کے مراتب کی بلندی کا سبب تھے۔ وعظیٰ۔ یعنی اس قصہ سے نصیحت حاصل کر لے۔ بیش۔ یعنی اس کا بچہ چھ مہینے سے زیادہ زندہ رہتا تھا۔ یا۔ تین چار مہینے میں مر جاتا۔ نہ۔ ہم اس عورت نے یہ شکوہ کیا کہ نو ماہ کی مصیبت جھیلی ہوں اور صرف تین چار ماہ بچے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تو اس قزح۔ دھنک مکھن تموڑی دیر کے لئے نمودار ہوتی ہے۔ نصیر۔ ناہنجیاد۔ دوندیر۔ ڈانے والا اور۔

۲۔ صحت۔ اس عورت کے متواتر میں بیچے اس طرح مرتے تھے کہ مصائب کا کام کایام اور اس پر اسرار غیب نمودار ہونے لگے۔ تا شبے۔ ایک مدت اسرار غیب اس طرح نمودار ہوئے کہ اس نے خواب میں جنت دیکھی۔

۳۔ لامین۔ جنت کے ممکن ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَعْدُو ثَٰلِثِ یَعْبَادِیَ لِصَٰحِبِیْنَ عَلَا حُزْنٍ اُولَٰئِکَ لَئِن سَمِعْتَ ظَا ظِلْزَمَ عَلٰی قَلْبِ جَنِّ مِیْنِ لَیْ اٰیۃۃۃ لَکَ بَعْلُوۡکَ لَئِنۡ سَمِعْتَ ظَا ظِلْزَمَ عَلٰی قَلْبِ جَنِّ مِیْنِ لَیْ اٰیۃۃۃ لَکَ جَن کوئی کسی آنکھ نے دیکھا کسی کان نے سنا وہ کسی انسان کے دل میں گزریں گفت نور اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے نور کو چرخ بخش انسانوں کی قوم کے لئے فرمادیا ہے اس طرح جنت کا ذکر جہ جنت کی حقیقت ہم سے ہلا تر ہے۔ مثل میم۔ کے کسرہ کے ساتھ کسی چیز کی مثل وہ چیز ہوتی ہے جو تمام صفات میں اس کے برابر ہو مثل کے لئے یہ ضروری نہیں ہے معمولی سی مشابہت بھی اگر ہے تو اس کو مثل کہا جاسکتا ہے۔

حکایت ۱۔ آل زن کہ فرزندش نمی زیست بحق تعالیٰ بنا لید
اس عورت کی حکایت جس کی اولاد نہیں جیتی تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا
و جواب آمدن کہ اس عوض ریاضت و بجائے مجاہدہ نست
اور جواب آیا کہ یہ تیری ریاضت کا بدلہ اور مجاہدہ کے قائم مقام ہے

تا نگردی خستہ از نقص و ضرر
تا کہ تو نقصان اور تکلیف سے خستہ دل نہ ہو
بیش از شش مہ نمودے عمرور
لیکن وہ چھ ماہ سے زیادہ عمر والا نہ رہتا
نالہ کرد آل زن کہ افعال اے الہ
وہ عورت روئی کہ اے خدا فریاد ہے
عمتم زور روز قوس قزح
میری نعمت دھنک مکھن سے زیادہ جلدی جانے والی ہے
زیں شکایت آل زن از ووندیر
وہ عورت اس تکلیف کے ہولناک زور سے
آتش در جان او افتاد و تفت
شورش اور آگ اس کی جان میں لگ گئی
باغک سبزے خوشے بے ضنح
جو لیک سر سبز عمد بے ضنح باغ تھا
سبز گفتم خلد دارا المصیف را
میں نے ہانگی مہمان خانے کو سبز کہ دیا
گفت نور غیب را یزداں چراغ
اللہ تعالیٰ نے نہیں نور کو چراغ فرمایا ہے
تا برد بو آنکہ او حیراں بود
تا کہ جو حیراں ہے وہ کچھ سرخ پالے

اس حکایت بشنو و وعظی شمر
یہ حکایت سن اور نصیحت حاصل کر
آل زنی ہر سال زائیدے پسر
وہ عورت ہر سال لڑکا جنتی
یا سہ مہ یا چار مہ کشتہ تباہ
تین مہینے یا چار مہینے میں تباہ ہو جاتا
نہ مہم بارست و سہ ماہم فرح
میرے لئے تو مہینے تکلیف اور تین مہینے خوشی ہے
پیش مردان خدا کر دے نصیر
ناسان خدا کے سامنے شکایت کرتی
پیست ۲ فرزند اس چنیں در گور رفت
اس طرح میں بیچے قبر میں گئے
تا شبے بنمود اورا جنتے
یہاں تک کہ اس کو ایک رات جنت نظر آئی
باغ گفتم نعمت بے کیف را
میں نے بے کیف نعمت کو باغ کہہ دیا
ورنہ لا عین سوات چہ جائے باغ
میں سے کہ اگر یہ سورت چہ ہوا ہے کہ کسی نے اس کو نہیں دیکھا
مثل نمود اس مثال آل بود
مثل ہے یہ اس کی مثل ہے



حاصل آں را دید آں زن مست شد
 خاصہ یہ ہے اس عورت نے اس کو کچھ عورت مست ہوئی
 وید در قصرے انبشتہ نام خویش
 اس نے ایک محل پر اپنا نام لکھا دیکھا
 بعد از اں گفتند کایں نعمت و راست
 اس کے بعد انہوں نے اس سے کہا کہ یہ نعمت اس کی ہے
 خدمت بسیار می بايست کرد
 بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے
 چوں تو کابل بودی اندر التجا
 چونکہ تو دعا کرنے میں ست خمی
 گفت یارب تا بعد سال و فرزوں
 اس نے عرض کیا اے خدا سو سال اور زیادہ تک
 اندراں باغ او چو آمد پیش پیش
 اس باغ میں جب وہ زیادہ آگے آئی
 گت از من گم شد از تو گم نشد
 اس نے عرض کیا مجھ سے گم نہ ہوئے تجھ سے گم نہ ہوئے
 تو نکر دی؟ فصد واز بینی دوید
 تو نے فصد نہ کر لی اور ناک سے نکلا
 مغز ر میوہ بہ است از پوستش
 مغز ر میوہ بہ است از پوستش
 بر پھل کا مغز اس کے چھلکے سے بہتر ہے
 مغز نگرے دارد آخر آدمی
 آخر آدمی بھی عمہ مغز رکھتا ہے

در آمدن حمزہ رضی اللہ
 عنہ در حرب بے زرہ
 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا
 لڑائی میں بغیر زرہ کے آنا

در جوانی حمزہ عم مصطفیٰ
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ جوانی میں

باز رہ می شد مدام اندر و غنا
 بیش جنگ میں زرہ پہن کر آتے

۱۔ قصر محل۔ صلیقہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔
 خدمت۔ یہ بھی ہاتھ پیچی کا مقولہ ہے کہ اس مکان کے حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ عبادت کی ضرورت ہے۔ چوں۔ یہ مکان تجھے ملنا تھا اور چونکہ تو عبادت میں ذرا کامل تھی خدا نے تیرے لئے مصیبتیں مقدر کر دی ہیں تاکہ وہ عبادت کے قائم مقام بن جائیں۔ بے دو چشم۔ یعنی جب تک سرور ہی کی دیکھنے والی آنکھیں میسر نہ آجائیں انسان انسان نہیں بنتا ہے۔

۲۔ تو نکر دی۔ جس قدر مصائب ہیں ان میں حکمتیں ہیں اور وہ مصائب بسا اوقات انسان کے لئے فائدہ کے لئے نازل کئے جاتے ہیں۔ اس طرح سمجھو کہ کسی شخص میں خون کی زیادتی تھی لیکن وہ فصد نہیں کھلوا رہا تھا قدرت نے اس کی تیسر جلدی کر دی جس سے وہ فصد سے بچ گیا۔

۳۔ مغز۔ ہر پھل میں مغز ہوتا ہے جو چھلکے سے افضل ہے اس طرح انسان میں ایک مغز ہے جو روح ہے اور ہر چھلکا ہے جو جسم ہے اگر انسان آدم کی اولاد ہے تو اس کو اپنے باپ کی طرح روح کا مربی اور طالب بنا چاہیے۔ مدام اس حکمت سے یہ بتاتا ہے کہ حفاظت کی چیز روح ہے جسم نہیں۔ عم۔ چچا۔ خدام۔ ہمیشہ۔ وغنا۔ جنگ۔

در آمدن حمزہ رضی اللہ
 عنہ در حرب بے زرہ

در جوانی حمزہ عم مصطفیٰ
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ جوانی میں

باز رہ می شد مدام اندر و غنا
 بیش جنگ میں زرہ پہن کر آتے

اندر آخر چونکہ درغز و آمدے
 آخر عمر میں جب وہ جہاد میں آتے
 اندر آخر حمزہؓ چوں در صف شدے
 آخر عمر میں جب حضرت حمزہؓ صف میں آتے
 سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش
 سینہ کھلا ہوا، جسم برہنہ آگے آگے
 خلق پر سید کاے عم رسولؐ
 لوگوں نے دریافت کیا کہ اے رسولؐ کے چچا!
 ز تو لا تلقوا ابائیکم الی
 کیا آپ نے "نہ ذلوا تم اپنے آپ کو
 پس چرا تو خویش را در تہلکہ
 پھر کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں
 چوں جواں بودی وزفت و سخت زہ
 جب آپ جوان اور بھاری اور سخت کمان تھے
 چوں شدی پیر و ضعیف و منحنی ۲
 جب آپ بوڑھے اور کمزور اور کبڑے ہو گئے
 لا ابالی وار باتیغ و سناں
 بے پردہائی کے ساتھ کمزور اور نیزہ لے کر
 تیغ حرمت می ندارد پیر را
 کمزور بوڑھے کا احترام نہیں کرتی ہے
 کے روا باشد کہ شیرے ہچو تو
 کب مناسب ہو گا کہ آپ جیسا شیر
 زیں نسق غمخورگان بے خبر
 بے خبر، ہمدرد اس طرح کی

بے زہ خود را بصفہا برزدے
 بغیر زہ کے اپنے آپ کو صفوں سے بھڑا دیتے
 بے زہ سرمست درغز و آمدے
 جہاد میں بغیر زہ کے مت ہو کر آتے
 در فلندے در صف شمشیر خویش
 اپنے آپ کو تلواروں کی صف میں ڈال دیتے
 اے ہز بر صف شکن شاہ فحول
 اے صفوں کو شکست دینے والے شیر بہادوں کے بادشاہ
 تہلکہ خواندی ز پیغام خدا
 ہلاکت میں "اللہ کے پیغام میں نہیں بڑھا ہے؟
 می در اندازی چنیں در معرکہ
 ڈالتے ہیں اس طرح میدان جنگ میں؟
 تو نمی رفتی سوئے صف بے زہ
 تو آپ صف کی جانب بغیر زہ کے نہیں جاتے تھے
 پردہائے لا ابالی می زنی
 تو بے پردہائی کا ناگ لاپتے ہیں
 می نمائی دار و گیر و امتحاں
 جنگ، اور زہ آزمائی کرتے ہیں
 کے بود تمیز تیغ تیرا
 تمہارے تیغ کو تمیز کہی ہے
 کشتہ گردو زار بردست عدو
 دشمن کے ہاتھ سے بری طرح قتل ہوا؟
 پند میداند اور از عبر ۳
 عبرتوں سے ان کو نصیحت کرتے تھے

۱۔ بصفہائے یعنی دشمن کی صفیں۔
 ہز ہز۔ بھڑانے والا شیر۔ فحول۔ قتل کی
 جمع ہے "نہ ذلوا" بعض مفسرین
 نے اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا
 ہے کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت
 میں نہ ڈالو۔ بعض مفسرین نے تہلکہ
 کے معنی ترک جہاد کے لئے ہیں جیسا
 کہ بخاری شریف کی ایک روایت بتلی
 ہے اس صورت میں آیت کا مطلب
 یہ ہوگا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو تباہ
 نہ کرو۔
 ۲۔ منحنی۔ کوزہ پشت۔ لا ابالی۔ بے
 پردہ۔ اسنان۔ بھلا۔ تیغ۔ یعنی تلوار
 کاٹنے میں بڑے چھوٹے میں فرق
 نہیں کرتی ہیں۔
 ۳۔ از عبر۔ عبرت کی باتوں سے
 نصیحت کرتے تھے

جواب حمزہ رضی اللہ عنہ مرآا خلق را
 ان لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جواب

مرگ۔ یعنی آنحضرت کے فیض سے قبل میں اس موت کو موت سمجھتا تھا اب اس موت کو ابدی زندگی کا سبب سمجھتا ہوں۔ وہاں رخصت کرتے۔ شہر فانی دنیا یعنی اب دنیاوی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں بالکل حقیر نظر آتی ہے۔ لہذا ہوں۔ جس میں عالم غیب کا میدان دیکھا ہوں۔ جس میں خیرہ و خیرہ اللہ کے لود کے سپاہی مقیم ہیں۔ شکر۔ میں آنحضرت کی ذات کا شکر گزار ہوں جن کی وجہ سے مجھے یہ عالم غیب کے امر و نظر آتے ہیں۔ جو شخص شہادت اور موت کو

ہلاکت سمجھتا ہوں کے لئے لا املقوا کا حکم ہے۔ آنکہ مردان۔ جو شخص موت اور شہادت کو امر و عیبی کا دوا نہ کھلتا سمجھتا ہے اس کے لئے سارغوا کا حکم ہے۔ سارغوا الی مغفرة من ربکم قرآن پاک میں ہے۔ وسارغوا الی مغفرة من ربکم فورم جلدی کرنا ہے رب کی جانب سے مغفرت کی طرف فضلا۔ یعنی یہ موت خودان نعمت کی طرف ہوتی ہے لوگوں کے لئے جو اس کو شکر مہربانی سمجھتے ہیں۔ فلا جو لوگ موت کو مصیبت سمجھتے ہیں ان کے لئے بلا ہے۔

۳ ہرک جو موت کو یوسف کی طرف محبوب سمجھتا ہے وہ اس پر جان قربان کر دیتا ہے جو اس کو بھینڑا سمجھتا ہے وہ بھاگتا بھول کر لوہتا ہے۔ مرگ موت ہر شخص سے وہی معاملہ کرتی ہے جس کی وہ موت سے توقع رکھتا ہے جو اس کو دوست رکھتا ہے اس کے ساتھ دوستوں کا معاملہ کرتی ہے جو اس کو دشمن سمجھتا ہے اس کے ساتھ وہ دشمنی کا معاملہ کرتی ہے۔ پیش ترک۔ موت کی مثال آئینہ کی ہے۔

گفت حمزہ چونک بودم من جوان حضرت حمزہ نے فرمایا جبکہ میں جوان تھا سوئے مردوں کس بر غیبت کے رود موت کی طرف رغبت سے کون جاتا ہے؟ لیک از نور محمد من کنوں لیکن اب محمد کے نور سے از برون حس ز لشکر گاہ شاہ وہاں سے بالاتر شد کی لشکر گاہ کو خیم و خیم طناب اندر طناب نیچے ہی نیچے ملتا ہیں ہی ملتا ہیں ہیں آنکہ مردن پیش کش تہلک است جس کی جگہ میں مرنا ہلاکت ہے آنکہ مردن پیش او شد فتح باب جس کے لئے مرنا باب رحمت کا کھلنا بن گیا ہے الہذر اے مرگ بیناں سارغوا ذرا اے موت سمجھنے والو! بازی لے جاؤ الصلا اے لطف بیناں افرحوا دہوت ہے اے مہربانی سمجھنے والو! خوش ہو جاؤ ہر کہ ا یوسف دید جاں گردش فدا جس نے یوسف سمجھا اس نے جان قربان کی مرگ ہر یک اے پسر ہر رنگ دوست اے بیٹا! ہر شخص کی موت اس کے ہر رنگ ہے پیش ترک آئینہ را خوش رنگی است ترک کے سامنے آئینہ خوش رنگ ہے

مرگ اے دیدم وداع ایں جہاں اس دنیا کو چھوڑنا موت سمجھتا تھا پیش اثر دہا برہنہ کے شود اثر دہوں کے آگے کون لگا ہوتا ہے؟ نیستم ایں شہر فانی را زیوں میں اس فانی شہر کا پابند نہیں ہوں پر ہمی بینم ز نور حق سپاہ اللہ کے لود کے سپاہیوں سے مجرا ہوا دیکھتا ہوں شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب اس کا شکر ہے جس نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا ہے امر لا املقوا بگیر دو بدست وہ ذرا کا حکم ہاتھ میں تھامے سارغوا آیدم اورا در خطاب اس کے لئے خالص جلد کرو کا خطاب آیا ہے الہجر اے حشر بیناں سارغوا جلدی کرو! اے حشر سمجھنے والوں پھرتی کرو الہلا اے قہر بیناں اتر حوا مصیبت ہے! اے قہر سمجھنے والو! غم کرو ہر کہ گر گش دید بر گشت از پدا جس نے اس کو بھینڑا سمجھا وہ ہلاکت سے برگشتہ ہوا پیش دشمن دشمن و برو دوست دوست دشمن کے سامنے دشمن دوست کے لئے دوست ہے پیش رنگی آئینہ ہم رنگی است جہش کے سامنے آئینہ بھی جہش سے

انسان جیسا خود سے یہاں اس کے لئے آئینہ ہے اگر ترک دشمن ہے تو آئینہ بھی اس کے لئے دشمن ہے اگر جہش ہر رنگا ہے تو آئینہ اس کے لئے کالا اور بھلا ہے۔

آنکے امی ترسی زمرگ اندر فرار
تر جو بھاگنے میں موت سے ڈرتا ہے
زشت روئے تست نے رخسار مرگ
تیرا چہرہ بھلا ہے نہ کہ موت کا رخسار
از تو رستست ارکو یست ار بدست
وہ تجھ سے اکی ہے خولہ اچی ہے خولہ بری ہے
گر بخارے خستہ خود کشتہ
اگر تو کانٹے سے زخمی ہوا ہے تو نے خود بویا ہے
لیک نبود فعل ہمرنگ جزا
لیکن عمل جزا کا ہمرنگ نہیں ہوتا ہے
مزد ۲ مزدورانی نمی ماند بکار
مزدوروں کی ضروری کام کے مشابہ نہیں ہے
آں ہمہ سختی وز درست و عرق
وہ سب سختی اور طاقت اور پینہ ہے
گر ترا آید ز جائے تہمت
اگر تجھ پر کسی جگہ تہمت لگے
تو ہی ۳ گوئی کہ من آزادہ ام
تو کہتا ہے کہ میں بے قصور ہوں
تو گنا ہے کردہ شکل دگر
تو نے دوسری صورت کا گناہ کیا ہے
لوڑنا کرد و جزا صد چوب بود
اس نے زنا کیا اور سزا سو دے ہوئے
نے جزائے آں زنا بود ایں بلا
کیا اس زنا کی سزا یہ بلا نہیں ہے؟

ترست از خویش ستاے جاں ہوشدار
اے جان بچھ لے تیرا ڈر خود اپنے آپ سے ہے
جان تو ہنچوں درخت و مرگ برگ
تیری جان درخت کی مانند ہے اور موت پتا ہے
ناخوش و خوش بر ضمیرت از خود دست
تیرے دل پر بری اور اچی تیری جہ سے ہے
ور حریر و قزوری خود رشتہ
اور اگر تو زمین اور پشینہ کے کپڑے میں جوتے خود کاٹا ہے
ہنچ خدمت نیست ہمرنگ عطا
کوئی خدمت گزراہی بخشش کے ہمرنگ نہیں ہے
کال عرض ویں جو ہرست و پاندار
کیونکہ وہ عرض ہے اور یہ پاندار جوہر ہے
ویں ہمہ سیم ست و زرست و طبق
یہ سب چاندی ہے اور سونا ہے اور طبق ہے
کرد مظلومت دعا در مخلص
مظلوم نے مصیبت میں تیرے لئے بددعا کی ہے
برکے من تہمت نہنہادہ ام
میں نے کسی پر تہمت نہیں رکھی ہے
وانہ کشتی وانہ کے ماند میر
توے دان بویا ہے دان پھل کے مشابہ کب ہوتا ہے
گوید او من کے زونج کس را بعوود
وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی کے دے کب مدے ہیں
چوب کے ماند زنا را در جزا
دے زنا سے سزا میں کہاں مشابہ ہیں؟

آنکے جو موت سے ڈرتا ہے تو وہ
وہ اسل اپنے آپ سے ہی ڈرتا ہے
زشت اگر انسان خود بھیا تک ہے تو
موت اس کو بھیا تک نظر آئے گی
انسان اور موت کی مثل اور
توں کی سی ہے جیسا اور خست ہوگا دے
ہی پتے ہو گئے۔ لہذا تو موت کی
اچھائی اور برائی خود انسان کی اچھائی
اور برائی پر موقوف ہے کہ بخارے
موت ہی نہیں بلکہ جو برائی اور بھلائی
انسان کو پیش آتی ہے وہ خود اس کی
کاشت اور پالنت ہوتی ہے لیکن انسان
کے افعال کی جزا اور سزا صحت کے
اعتبار سے افعال سے مشابہ نہیں ہوتی

۲ مزدورانی میں انسان کا کام کی جو
اجرت ملتی ہے وہ بھی کام سے مشابہ
نہیں ہوتی ہے اس کا عمل عرض ہوتا
ہے مزدوری جوہر ہوتی ہے عمل محنت
اور مشقت، دہتا ہے مزدوری اور پیسہ
ہوتی ہے گزراہ اگر انسان دنیا میں
کسی بڑے سے مجسم ہوتا ہے تو وہ کسی
ایسے مظلوم کی بددعا کا نتیجہ ہوتا ہے جس
پر اس نے ظلم کیا ہو تو۔ ہی گوئی سا کرتا
یہ کہنے لگے کہ میں نے تو کسی پر تہمت
نہیں چھری تھی مجھے سزا اور تہمت
کیوں ملی تو یہ تیری غلطی ہے تو دانہ
سے اور اس کا پھل پاتا ہے تو دانہ
پھل میں ظاہری کوئی مشابہت نہیں
ہے لہذا کرد زنا کی سزا سو دے
ہیں تو زنا اور سو دوں میں کوئی مشابہت
نہیں ہے



۱۔ ماد کے مانند ایک چیز جو ہماری چیز پر مرتب ہوتی ہے ان میں ظاہری مشابہت ضروری نہیں ہے حضرت موسیٰ کے عصا کا نتیجہ سانپ ہے وہوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ حد۔ حد پر وہ ان کا ترتیب ہے ان میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے یا شد۔ انسان کے نطفہ کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی یاد دہنگ ہوتا ہے بھی سانپ کی طرح مٹوئی تو جب نطفہ سے سانپ بن سکتا ہے تو انھی سے سانپ بننے میں کیا تعجب ہے۔

۲۔ بیچ۔ نہ نطفہ اور بچہ میں مشابہت ہے نہ گنے اور شکر میں۔ چوں بیچ سے انسان کی عبادت کا ثمرہ اور نتیجہ بہشت ہے جو حق۔ انسان اللہ کی جو حمد و ثنا کرتا ہے وہ پرندوں کی شکل میں جنت میں اس کے لئے ہوں گی حمد و ثناء جو جنت میں شکل پرندہ نہیں اگرچہ ان میں اس قدر مناسبت ہے کہ حمد و ثناء بھی ہوتی چیز ہے اور پرندے کے نطفہ پر بھی بادلوں ہوا کا غالب ہے لیکن وہوں میں صحت کوئی مشابہت نہیں ہے چوں زرت۔ انسان جو کافر کرتا ہے وہ جنت میں درختوں کی صورت میں نمودار ہوگا۔

۳۔ آب۔ انسان کے صبر کا پانی پانی کی نہر کی صورت اور انسان کا جذبہ محبت و دودھ کی نہر کی شکل کرے گا۔ ذوق۔ عبادت کا ذوق شہد کی نہر اور عشق الہی کی مستی اور شوق شراب کی نہر بنے گا۔ ایں سببہاں نہروں کے سبب ان نہروں کے مشابہت نہیں ہیں۔ ایں سببہاں چاروں نہروں کے سبب جس طرح بندوں کے اختیار میں تھے یہ وہ نہروں بھی بہتی کے اختیار میں ہو گئی جس طرف جائے گا وہوں ہو جائے گی۔

درد کے مانند دوا را اے حکیم
اے حکیم! درد دوا کے مشابہت کہیں ہے
چوں بیفکندی شد آں شخصے سنی
جب ذللا تو وہ خوبصورت انسان بنا
زاں عصا چونست ایں اعجاب تو
پھر تیرا یہ تعجب انھی پر کیوں ہے؟
بیچ ماند نیشکر مر قندارا
تکن، شکر سے کوئی سے مشابہت رکھتا ہے؟
شد وراں عالم سجود او بہشت
اس جہاں میں اس کا سجدہ بہشت بن گیا
مرغ جنت ساختش رب املق
رب املق نے اس کو جنت کا پرندہ بنا دیا
گرچہ نطفہ مرغ بادست و ہوا
اگرچہ پرندہ کا نطفہ باد اور ہوا ہے
کشت ایں دست آں طرف نخل زبات
اس ہاتھ نے اس طرف کبھ اور پودا بو دیا
جوئے شیر خلد مہر تست و ود
جنت کی دودھ کی نہر تیری محبت اور دوستی ہے
مستی و شوق تو جوئے خمر میں
اپنی مستی اور شوق کو شراب کی نہر سمجھ
کس نداند چوئش جائے آں نشاند
کوئی نہیں جانتا کہ ان کو ان کی جگہ کیوں بنادیا ہے
چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
چاروں نہروں نے بھی تیری تابعداری کی

ماد کے اماند عصا را اے حکیم
اے حکیم! سانپ انھی سے مشابہت کہیں ہے؟
تو بجائے آں عصا آب منی
تو نے اس عصا کی بجائے منی کا نطفہ
یار شد یا ما رشد آں آب تو
تیرا وہ نطفہ یاد بنا یا سانپ بنا
بیچ ۲ ماند آب آں فرزند را
نطفہ اس بیٹے سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟
چوں سجودے یار کوئے مرد کشت
جب کسی نے سجدہ یا رکوع بویا
چونک پرید از دہانش حمد حق
جب اس کے منہ سے اللہ کی تعریف نکلی
حمد و تسبیح نماوند مرغ را
تیری حمد اور تسبیح پرندے کے مشابہت نہیں ہے
چوں زرت رست ایشار و زکات
جب ایشار اور زکات تیرے ہاتھ سے آئی
آب ۳ صبرت آب جوئے خلد شد
تیرے صبر کا پانی جنت کی نہر کا پانی ہے
ذوق طاعت گشت جوئے املق
عبادت کا ذوق شہد کی نہر بنا
ایں سببہاں آں اثرہا را نماوند
یہ اسباب ان نتیجوں کے مشابہت نہیں ہیں
ایں سببہاں چوں بہ فرمان تو بود
یہ اسباب چونکہ تیرے حکم میں تھے



ہر طرف خواہی روئش میکنی
جس طرح تو پاپے ان کو جلدی کرتا ہے
چوں امنی تو کہ در فرمان تست
جبکہ تیری منی تیرے حکم میں ہے
می دود بر امر تو فرزندہ تو
تیرا لڑکا تیرے حکم پر ہوتا ہے
آں صفت در امر تو بود ایں جہاں
اس دنیا میں یہ سب تیرے حکم میں تھا
آں درختاں مر ترا فرماں برند
وہ درخت تیرا حکم بجا لائیں گے
چوں بامر تست اینجا ایں صفات
چونکہ اس جگہ یہ صفات تیرے حکم میں ہیں
چوں ز دستت زخم بر مظلوم رست
جب تیرے ہاتھ سے مظلوم پر زخم لگا
چوں ز خشم آتش تو در دلہا زوی
چونکہ تو نے لوں میں غصہ سے آگ نکالی
آتش ۳ اینجا چو آدم سوز بود
اس جگہ تیری آگ چونکہ انسان کو جلانے والی تھی
آتش تو قصد مردم میکند
تیری آگ انسانوں کا قصد کرتی ہے
آں سخہائے چومارو کثومت
وہ تیری باتیں 'سانپ لہ بچھو' جی
اولیاء را دشتی در انتظار
تو نے دوستوں کو انتظار میں رکھا

آں صفت چوں بد چنانش میکنی
وہ صفت جی طرح بھی ویسا ہی تو ان سے کرتا ہے
نسل آں در امر تو آئند چست
اس کی نسل تیرے حکم میں چست ہے
ک منم جزوت کہ کردیش گرو
کہ میں تیرا جزو ہوں، جو تو نے گروی رکھا تھا
ہم در امر تست آں جوہا رواں
وہ جلدی نہریں بھی تیرے حکم میں ہیں
کال درختاں از صفات با برند
کیونکہ وہ درخت تیری صفاتوں کی جگہ سے پھلدار ہیں
پس در امر تست آنجا آں جزات
تو تیرے وہ بدلے اس جگہ تیرے حکم میں ہیں
آں درختے گشت ذال ز قوم رست
وہ درخت بنا اس سے تمہارا آگ
مایہ نار جہنم آمدی
تو جہنم کی آگ کا سرمایہ بنا
انچہ ازوے زاد مروا فروز بود
جو کچھ اس سے پیدا ہوا وہ انسان کو جلانے والا تھا
نار کردے زاو بر مردم زند
جو آگ اس سے پیدا ہوئی انسانوں پر بھڑکتی ہے
مارو کثوم گشت و میکیر دومت
سانپ لہ بچھو نہیں لہ تیرا دم کھوتی ہیں
انتظار رستخیزت گشت بار
قیامت کا انتظار تیرے لئے بار ہے

۱۔ چوں منی۔ انسان کو اپنے نطفہ پر
اختیار ہے اسی طرح اس کا ثمرہ یعنی
اولاد بھی حکم کے تابع ہوتی ہے
دود۔ اولاد باپ کے حکم کے مطابق عمل
کرتی ہے اور چست ہے کہ ہم باپ کے
جزو سے پیدا ہوئے ہیں جو اس نے
رحمہار میں رکھا تھا۔

۲۔ آں صفت۔ جن صفات سے وہ
نہریں نہیں چونکہ وہ اختیاری تھیں لہذا
نہریں پر بھی حکمتی کو اختیار حاصل ہوگا۔
درختاں۔ جنت کے درخت بھی چونکہ
انسان کی اختیاری صفاتوں سے بنے
ہیں لہذا وہ بھی اختیار میں ہوں گے۔
چوں ز دستت۔ جس طرح جنت کی
اشیا انسان کی نیکیوں سے بنتی ہیں اسی
طرح دوزخ کے عذاب انسان کے
گناہوں سے بنتے ہیں۔ ز قوم۔ تمہارا
پھل جو جہنمیوں کو کھلایا جائے گا۔
ز خشم۔ غصہ جہنم کی آگ کا سرمایہ بنا
ہے۔

۳۔ آتش۔ انسان کے غصہ کی آگ
انسانوں کو جلاتی ہے تو دوزخ کی آگ
بھی انسانوں کو جلائے گی سخہائے۔
انسان کی وہ باتیں جو دوسروں کے لئے
سانپ لہ بچھو کا کام کرتی تھیں دوزخ
کے سانپ لہ بچھو بنیں گی۔ اولیاء
انسان دنیا میں دوستوں کو دوسروں کے دے
کر منتظر بناتا تھا تو اس انتظار سے اس
کے لئے حشر میں وہ انتظار پیدا ہوگا جو
فیصلہ کی تاخیر سے اس کے لئے انتہائی
پریشانی کا سبب ہوگا۔



۱۔ دھندلے دھندلوں سے چھوٹے دھندے
کر کے ان کو تظلم کی تکلیف میں مبتلا
کرنا تھا تو حساب کے انتظار میں خود
پریشان ہو گا۔ آفتاب۔ سورج سوا
نیز سبکی بلندی پر اس کے سر پر ہو گا۔
کاسماں۔ عبادت کے چھوٹے دھندے
کر کے آسمان والوں کو منتظر بنانا تھا۔
رہ رزم۔ یعنی رولہ عبادت پر چلوں گا۔
خشم۔ انسان کا غصہ دوزخ کا جج ہے
لہذا انسان کے لئے ہلاکت کا جہل
چھوٹا۔ جہل۔

۲۔ گشتن۔ انسان غصہ کی آگ کو
دین کے نور سے بجھا سکتا ہے
نورک۔ حدیث شریف میں ہے کہ
مومن جب پل صراط پر سے گزرنے کا
تو جہنم کہیں گے اے مومن تو جلد گزر جا
تیر نور نے میری آگ بجھادی ہے۔
مولانا فرماتے ہیں کہ ہم شکر گزار ہیں
کہ اے مرشد تیرے نور دین نے
ہمارے غصہ کی آگ کو بجھا دیا ہے۔
گرتو۔ اگر کوئی شخص اپنی طبعی بربادی
سے غصہ کی آگ کو بجھانا چاہے گا تو وہ
راکھ میں دب جائے گی یا نکل نہ بچے
گی۔ ریز فاش۔ چونکہ وہ بالکل نہیں
سمجھی ہے کسی وقت نمودار ہو جائے
گی۔ نور دین۔ دین کے نور کو اس آگ
کو بجھانے کا پانی جھماکار وہ حاصل ہو
جائے تو پھر ایک سے خطر نہیں ہے۔
ح۔ آب۔ پانی آگ کو بجھاتا ہے
لئے اس کی پیدوار کو جلا دیتی ہے۔
فرزعلی۔ یعنی نباتات۔ مرغلبیوں۔
یعنی وہ پھل اللہ جو دین کے نور میں فرق
ہیں۔ مرغ خاک کی۔ لیکن یہ سمجھو کہ حقیقی
فل اللہ ہر پانی بظاہر یکساں ہیں لیکن
دونوں متضاد ہیں ایک پانی ہے تو دوسرا
تیل جو آگ کو بھیا دیتا ہے۔

وعدہ ۱۔ فرودا وپس فرودائے تو
تیرا کل ۔ اور پروں کا وعدہ
منتظر مانی دریاں روز دراز
اس لیے دن میں تو منتظر رہے گا
کاسماں را منتظر می داشتی
اس لیے تو آسمان کو منتظر رکھا
خشم تو خشم سعیر و دوزخ ست
تیرا غصہ آگ اور دوزخ کا جج ہے
گشتن ۲۔ ایں نار نبود جز بنور
اس آگ کو بجز نور کے نہیں بجھایا جا سکتا
گر تو بے نور آوری حلے بدست
اگر تو بغیر نور کے بد ہادی اختیار کرے گا
آں تکلف باشد و روپوش ہیں
خبردار وہ تکلف اور ڈھکن ہو گا
تاناہ بینی نور دین ایمین مباش
جب تک تو دین کا نور نہ دیکھ لے مطمئن نہ ہو
نور آبے دان و ہم بر آب چس
نور کو پانی سمجھو اور پانی سے وابستہ ہو جا
آب ۳۔ آتش راکشد کاش بخو
پانی آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ آگ عادتاً
سوئے آں مرغابیاں رو روز چند
کچھ دن ان مرغابیوں کی طرف جا
مرغ خاک کی مرغ آبی ہم تن اند
خاک اور آبی پرندے یکساں جسم کے ہیں

انتظار حشرت آمد وائے تو
تیرا حشر کا انتظار بنا تجھ پر انہوں ہے
در حساب و آفتاب جاں گداز
حساب اور جان کو بچھلانے والے سورج میں
تخم فرودا رہ روم می کاشتی
تو نے کل کو رولہ رومی اختیار کر لیا گا کا بیج بویا
ہیں بکاش ایں دوزخ تدا کاسی نخست
آگھ اپنی اس دوزخ کو بجھا دے کیونکہ یہ جہل ہے
نورک اظفا نلر نائحن الشکور
تیرے نور نے ہادی آگ بجھادی ہم شکر گزار ہیں
آشت زندہ ست و در خاکستر ست
تیری آگ زندہ ہے اور راکھ میں وہی ہے
نار رانکشد بغیر نور دین
آگ کہ دین کے نور کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا
کاش پنہاں شود یک روز فاش
کیونکہ وہی ہوئی آگ ایک دن کھل جائے گی
چونکہ داری آب از آتش مترس
جب تو پانی رکھتا ہے آگ سے نہ ڈر
می بسوز و نسل و فرزندان او
اس کی نسل اور اولاد کو جلا دیتی ہے
تا ترا در آب حیوانی کشند
تاکہ وہ تجھے آب حیات میں لے جائیں
لین ضد انند و آب و روغن اند
لیکن ایک دوسرے کی ضد ہیں اور پانی اور تیل ہیں



ہر یکے ابر اصل خود را بندہ اند
 ہر ایک اپنی اصلیت پر چلانے والا ہے
 بچپناں کہ وسوسہ و وحی آست
 جیسا کہ وسوسہ اور است کا الہام
 ہر دو دلا لان بازار ضمیر
 دونوں دل کے بازار کے دلال ہیں
 گرتو صراف دلی فکرت شناس
 اگر تو دل کا صرف ہے اپنے فکر کو پہچان
 ورنہ دانی اس دو تفکر از گماں
 اگر تو ان سے ان دماغ کو نہ سمجھ سکے
 تانماند در تفکر جان تو
 تاکہ تیری جان فکر میں نہ پڑے

احتیاطے گن بہم ملندہ اند
 احتیاط کر دوں ہا ہی مشابہ ہیں
 ہر دو معقول اند لیکن فرق ہست
 دونوں عقلی ہیں لیکن دونوں میں فرق ہے
 رزحہا رامی ستائندے اے امیر
 اے امیر! دونوں سامان کی تعریف کر رہے ہیں
 فرق گن سررد و فکرت چونخاس
 برہنہ کی طرح اپنے دونوں فکر کے بھید میں فرق کر
 لا خلابہ گوئی و مشابہ و مراں
 ہموکانہ ہو کہہ دے اور جلدی نہ کر اور آگے نہ بڑھا
 غبن ناید بر تو و بر خان تو
 تجھ پر اور تیرے گھر پر ٹونان آئے

۱ ہر یکے حقیقی شیخ اور مہر شیخ
 اپنے اپنے راستہ پر چلاتے ہیں۔
 بچپناں۔ دونوں کی مثال وسوسہ اور
 الہام ہے دونوں عقلی اور غیر محسوس
 چیزیں ہیں لیکن دونوں میں بہت بڑا
 فرق ہے۔ یعنی الہام راستہ۔
 یعنی عہد آست کی قسم کا الہام ہر دو۔
 وسوسہ اور الہام دونوں دل کے بازار
 میں آ کر اپنے اپنے سامان کی تعریف
 کرتے ہیں تاکہ انسان ان کی طرف
 راغب ہو جائے۔ نخاس۔ غلام
 فروش۔ الاخاب۔ ہموکانہ ہو۔ یہ جملہ
 خریدار اس وقت بولتا ہے جبکہ چیز کی
 اچھائی برائی کا فوری فیصلہ نہ کر سکا
 اپنے لئے اختیار لے لے کہ تمہیں دن
 تک مجھے اختیار ہے کہ میں اس
 معاملہ کو باقی رکھوں یا نہ کروں۔

حیلہ دفع مغبون ۲ شدن در بیخ و شری
 خرید و فروخت میں ہموکانہ کما
 جانے کے ذریعہ کی تدبیر

آں یکے بارے پیمبر را بگفت
 ایک صحابی نے پیغمبر سے عرض کیا
 مگر ہر کس گو فروشد یا خرد
 جو شخص بیچتا ہے یا خریدتا ہے اس کی مکاری
 گفت در بیعے کہ ترسی از غرار
 فرمایا کہ جس معاملہ میں تو ہو کے سے ذرے
 کہ تانی ۳ ہست از رحمن یقین
 کیونکہ آتہ روی یقیناً خدا کی جانب سے ہے
 پیش سگ چوں لقمہ نال افکنی
 تو جب کتے کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈالتا ہے

کہ منم در بیعہا باغبین جفت
 کہ میں معاملات میں ٹونے سے دو چار ہوتا ہوں
 ہچو سحرست وز راہم می برد
 جادو کی طرح ہے اور مجھے گمراہ کر دیتا ہے
 شرط گن سہ روز خود را اختیار
 تمہیں دن کے لئے اپنے خرید کی شرط کر لے
 ہست تجلیت ز شیطان لعین
 تیری جلد بازی ملعون شیطان کی جانب سے ہے
 بو گند آنکہ آخورد اے مقبضی
 اے خوش چین! وہ سونگھتا ہے پھر کھتا ہے

۲ مغبون۔ وہ شخص جو معاملے
 میں نقصان میں ہو۔ یارے
 حدیث شریف میں ہے کہ مقد بن
 حیان مسمی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت
 ﷺ سے عرض کیا کہ میں کاروباری
 ہوں اور معاملے میں ہموکانہ کما جاتا
 ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم
 معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا کرو۔ لا
 حلابۃ ولی الخیار ثلاثۃ لکم ہموکانہ
 ہو مجھے تین دن تک کا اختیار ہے۔
 غرور ہموکانہ۔

۳ تانی۔ توقف جلد بازی نہ
 کرنا۔ حدیث شریف میں ہے
 الثانی من الرحمن واللعنۃ من
 الشیطان یعنی توقف کرنا اللہ کی
 جانب سے اور جلد بازی کرنا شیطان
 کی جانب سے ہے پیش سگ۔
 کتے کو لقمہ ڈالو تو وہ جلدی سے نہیں
 کھاتا بلکہ اس کو ٹھکتا ہے۔



رو ببولش خوش بعقل من مشق
جاں کو پرگی ہونی عقل سے اچھی طرح سگھ لے
تانشش روزاں زمین و چرخہا
چھ دن میں یہ زمین اور آسمان
صد زمین و چرخ آوردے بروں
سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دینا
تا چہل سالش گند مرد تمام
اس کے چالیس سال میں پورا مرد بنانا ہے
از عدم پڑاں گند چرخہا کس
عدم سے پچاس شخص روان کر دے
بے توقف زندہ کر دے مردہ را
مردے کو بلا توقف زندہ کر دیتے
بے توقف مردم آرد تو بتو
بے توقف نہ بہ تہ انسان پیدا کر دے
کہ طلب آہستہ بایدے شکست
اس لئے کہ طلب آہستہ اور مسلسل چاہیے
نے نجس گردونہ گندہ می شود
وہ نہ تو ناپاک ہوتی ہے نہ گندہ
اس تانی بیضہ دولت چوں طیور
یہ آہستہ روی انڈا ہے اور دولت پرندوں کی طرح ہے
گرچہ از بیضہ ہمی آید پدید
اگرچہ وہ انڈے سے پیدا ہوتا ہے
مُرغہا زانید اندر انتہا
آخر میں پرندہ جنیں
بیضہ کنجشک را دورست رہ
چریا کے انڈے سے لیکن دونوں میں بہت فرق ہے

اوا بہ مینی بُوکند ما با خرد
وہ ناک سے سونگتا ہے م عقل سے
باتاشی گشت موجود از خدا
خدا کی جانب سے آہنگی کے ساتھ موجود ہوئے
ورنہ قادر بود کز کن فیکون
ورنہ وہ قادر تھا کس فیکون کے ذریعہ
آدی را اندک اندک آں ہمام
وہ شہنشاہ آدی کو رفتہ رفتہ
گرچہ قادر بود کاندیک نفس
اگرچہ وہ قادر تھا کہ ایک دم میں
بود عیسے را دے کزیک دُعا
حضرت عیسیٰ کی ایسی پھونک تھی کہ ایک دعا سے
خالق عیسے نہ بتواند کہ او
کیا حضرت عیسیٰ کا پیدا کرنے والا نہیں کر سکتا کہ وہ
اس تانی از لے تعلیم تست
یہ آہستہ روی تیری تعلیم کے لئے ہے
جو یکے کوچک کہ دائم می رود
وہ چھوٹی سے نہر جو ہمیشہ جاری رہتی ہے
زیں تانی زاید اقبال و سرور
یہ آہستہ روی اقبال مندی اور خوشی پیدا کرتی ہے
مُرغ کے مانند بہ بیضہ اے عقید
اے سرکش! پرندہ انڈے سے کب مشابہ ہے؟
باش تا اجزائے تو چوں
ظہر کہ تیرے اجزاء انڈوں کی طرح
بیضہ مار ارچہ ماند در شبہ
سانپ کا انڈا اگرچہ مشابہت میں یکساں ہے

۱۔ اور جس طرح کتاناک سے
سونگتا ہے ہمیں عقل کے ذریعہ اس
بات کو پرکھنا چاہیے مشق۔ پرگی
ہوتی۔ باتالی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و
آسمان کو چھ روز میں آہستہ آہستہ بنایا
ہے۔ کن۔ یعنی امر خداوندی جس
سے چھ روزوں میں آجالی ہے۔

۲۔ آدی انسان کے قوی چالیس
سال میں مکمل ہوتے ہیں۔ گرچہ خدا
کو یہ قدرت ہے کہ ایک لمحہ میں
سینکڑوں مکمل انسان پیدا کر دے۔
یوہ عیسیٰ۔ ایک پھونک سے مکمل
انسان کو زندہ کر دیتے تھے اس باتی۔
اللہ کے عمل میں آہنگی انسانوں کی
تعلیم کے لئے ہے کہ وہ بھی کاموں
میں یہی طریق اختیار کریں۔ بے
شکست۔ مشکل۔ جو یک۔ چھوٹی
سی نہر جو آہستہ آہستہ مسلسل جاری
رہتی ہے۔ بھی نجس اور گندہ نہیں
ہوتی۔ زیر۔ آہستہ روی سے اقبال
اور سرور حاصل ہوتا ہے اور یک سختی کی
دولت حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ مرغ آہستہ روی سے نیک
سختی کی دولت پیدا ہوتی ہے یہ ایسا ہی
ہے جیسا کہ انڈے سے پرندہ پیدا
ہوتا ہے حالانکہ دونوں میں کوئی صورتی
مشابہت نہیں ہے۔ بیضہ مار۔ جس
طرح عمل اور اس کے نتیجہ میں
مشابہت ضروری نہیں ہے اسی طرح
یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ بظاہر وہ عمل
صورت میں یکساں ہوتے ہیں لیکن
ان کے نتائج مختلف ہوتے ہیں جیسا
کہ سانپ اور چریا کا انڈا۔

دانی اے عاقل کہ ماند سین اپہ شین
اے فتنہ تو جانتا ہے کہ سین شین کے مشابہ ہے
وانہ آبی بدانہ سبب نیز
بہی کا بیج بھی سبب کے بیج سے
برگہا ہمرنگ باشد در نظر
بچے دیکھنے میں ایک رنگ کے ہوتے ہیں
برگہائے جسمہا مانند اند
بچے یعنی جسم باہمی مشابہ ہیں
خلق در بازار یکساں میرویم
لوگ بازار میں یکساں جاتے ہیں
بچنناں در مرگ یکساں میرویم
اسی طرح موت کے بازار میں یکساں جاتے ہیں
اس سخن پایاں ندارد باز گو
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے پھر کہہ

در نوشتن لیک در نقلہ بہین
لکھنے میں ' لیکن نقطہ پر غور کر لے
گرچہ ماند فرقیہا داں اے عزیز
اگرچہ مشابہ ہے لیکن اے عزیز! بہت فرق سمجھ
میوہا ہریک بود نوع دیگر
ہر ایک کا پھل دوسری قسم کا ہوتا ہے
لیکن ہر جانے بریعی زندہ اند
لیکن ہر جان مختلف پیداوار کے ساتھ زندہ ہے
آں یکے در ذوق و دیگر درو مند
لیکن ان میں سے ایک شوق سے دوسرا تکلیف سے
نیم در خسران و نیمے خسر ویم
ہم میں سے نصف نونے میں ہیں اور نصف شاہ ہیں
از بلائ و از ہلاک و کار او
حضرت بلال اور ہلال اور ان کے کارنامے کی بات

وفات یاھن بلال رضی اللہ عنہ باشادی و طرب
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی اور مستی کی حالت میں وفات پانا

چوں بلال از ضعف شد پھچوں ہلال
جب حضرت بلال کمزوری سے چاند کی طرح ہو گئے
بجفت ۳ او ویدش بگفتا وا حرب
ان کی بیوی ان کو دیکھا کہا ہائے لٹ گئے
تا کنوں اندر حرب بوزم ززیست
اب تک میں زندگی سے مصیبت میں تھا
اس ہی گفت درخش در عین گفت
وہ یہ کہ رہے تھے اور گفتگو کے درمیان ان کا چہرہ
تاب رو و چشم پر انوار او
چہرے کی رونق اور ان کی پر نور آنکھیں

رنگ مرگ افتاد بر روئے بلال
حضرت بلال کے چہرے پر موت کے آثار آ گئے
پس بلاش گفت نے نے وا طرب
تو حضرت بلال نے ان سے کہا نہیں خوشی ہے
توچہ دانی مرگ چہ عیش ست و چست
تو کیا جانے موت میں کس قدر عیش ہے اور کیا چیز ہے؟
زرگس و گلبرگ ولالہ می شکفت
زرگس اور گلاب کی پتیوں اور لالہ کی طرح کھل رہا تھا
می گواہی داد بر گفتار او
ان کے قول پر گواہی دے رہی تھیں

۱۔ سین اور شین۔ بی کا بیج اور سبب
کا بیج بظاہر یکساں ہیں لیکن نتیجے
مختلف ہیں۔ برگہا۔ بظاہر درختوں
کے بیجے یکساں نظر آتے ہیں۔ لیکن
ان پر پھل مختلف آتے ہیں۔ جسمہا۔
اسی طرح انسانوں کے جسم یکساں
ہیں لیکن اعمال کے نتائج روح پر
مختلف مرتب ہوتے ہیں۔

۲۔ بچنناں۔ اسی طرح نیک اور بد
کی موت یکساں نظر آتی ہے لیکن
موت کے نتائج ہر شخص پر مختلف
مرتب ہوتے ہیں بچوں ہلال۔ یعنی
پہلی رات کے چاند کی طرح زور اور
کمزور ہو گئے۔ رنگ مرگ۔ موت
کے آثار۔

۳۔ بجفت۔ بیوی و حرب۔ یعنی
میں لٹ گئی۔ وا طرب۔ یعنی خوشی کا
وقت ہے ززیست۔ زندگی
مصائب کا سبب تھی موت عیش و
عشرت کا سبب ہے۔ اس ہی
گفت۔ یعنی حضرت بلال کے
حالات ان کی بات کی گواہی دے
رہے تھے اور موت کے بہترین آثار
ان پر مرتب ہو رہے تھے۔

۱۔ جن کا دل سیاہ ہے؟ بلال گویا
 رو دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
 اس کی تعادلت کی دلیل نہیں ہے آنکھ
 کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی فضیلت
 ظاہر ہے اندھا دوسیاہ سے اور پتلی والا
 چاند کا آئینہ ہے خود کہ یعنی بلال کو
 آنکھ کی پتلی جیسا افضل وہی ذات
 گرامی سمجھ سکتی تھی جس کو خود تمام
 انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل ہے جو
 آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں حاصل
 ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام۔
 چوں۔ حضرت بلالؓ کے حقیقی
 اوصاف کو آنحضرت ﷺ اور صحابہ سمجھ
 سکے

۲۔ پس۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 کے علاوہ دوسرے لوگ ان کے صحیح
 مرتبہ کو حقیقی طور پر نہیں جان سکتے
 صرف تقلیدی طور پر ان کو جانتے
 ہیں۔ فضال۔ خصلت کی نوع ہے
 عادت۔ فضال۔ جدائی یعنی موت۔

۳۔ عربیے۔ یعنی آپ عنہا
 رخصت ہو کر مسافر بن رہے ہیں۔
 تبار۔ خاندان۔ غریبی دنیا مسافرت کی
 جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
 ہے۔ حلقہ۔ مومنین کے بارے میں
 فرمایا گیا ہے لینی قہد صلیق عند
 ملک مقبلیز۔ یعنی وہ مختصر
 شہنشاہ کے پاس سچائی کی جگہ میں
 ہونگے۔ حلقہ۔ وہ مقام جس میں
 مومنین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا
 ہے اگر وہ اپنی نظر بلند کھے اور پستی کی
 طرف نہ دیکھے۔ اندھا۔ اس حلقہ
 میں اللہ کی خاص تعلق ہوگی۔

ہر رسی دل خود یہ دیدے ذرا
 ہر یہ دل ان کا کالا دیکھا
 مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
 نایما انسان رو سیاہ ہوئے
 خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
 آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
 چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
 جبکہ ان بلال کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
 پس ۲۔ جز او جملہ مقلد آمدند
 ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
 گفت خفتش افرق اے خوش نصال
 ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
 گفت خفت امشب غریبے ۳۔ میروی
 بیوی نے کہا آج کی رات مسافر بن کر رہے ہو
 گفت نے نے بلکہ امشب جان من
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
 گفت اے جان و لہم و اکسرتا
 انہوں نے عرض کیا اے میری جان اور دل افسوس ہے
 گفت رؤیت را گجا یتیم ما
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 حلقہ خاص بتو پیوستہ است
 اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
 اندراں حلقہ ز رب العالمین
 اس حلقہ میں رب العالمین کا

مردم دیدہ یہ آمد چرا
 آنکھ کی پتلی کالی کیوں واقع ہوئی ہے؟
 مردم دیدہ بود مرآت ماہ
 آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
 در جہاں جز مردم دیدہ فزا
 دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟
 پس بغیر او کہ در زکش رسید
 تو اس آنکھ کی پتلی کے سوا کون ان جلال کے رنگ کو پہنچ سکتا ہے
 در صفات مردم دیدہ بلند
 بلند آنکھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں
 گفت نے نے اوصال متاں فصل
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں یہ جدائی وصال ہے
 از تبار و خویش غائب میشوی
 خاندان اور اپنوں سے غائب ہو رہے ہو
 میرسد خود از غریبی در وطن
 خود مسافرت سے وطن میں جا رہی ہے
 گفت نے جان من یا دولتہ
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان بڑی خوش نصیبی ہے
 گفت اندر حلقہ خاص خدا
 فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں
 گر نظر بالا کنی نے سوئے پست
 اگر تو لوہر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب
 نوری تابد چور حلقہ نکمیں
 نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ گنہوں کے حلقہ میں گیند



گفت ویران گشت این خانہ ادرغ گفت اندر مہ نگر منگر بمغ

انہوں نے عرض کیا فسوس ہے یہ گھر ویران ہو گیا فرمایا چاند کو دیکھ اور کو نہ دیکھ

حکمت ویران گشتن سن بمرگ

موت کی وجہ سے جسم کے برباد ہونے کی حکمت

کرد ویراں تا کند معمور تر قوم لبہ بود و خانہ مختصر

ویران کیا تاکہ زیادہ آباد کرے لوگ زیادہ تھے اور گھر مختصر تھا

من چو آدم بودم اول حبس کرب من شروع میں حضرت آدم کی طرح بے چینی میں تھا

من گدا بودم دریں خانہ چو چاہ میں اس کنویں جیسے گھر میں فقیر تھا

قصر ہا خود مر شہاں رامانسست قلعے شاہوں کے لئے مانوس ہیں

انبیاء راتنگ آمد ایں جہاں بنمود فر انبیاء کے لئے یہ جان تنگ ہو گیا

مردگان را ایں جہاں بنمود فر مردوں کو اس جہاں نے شان و شوکت دکھائی

گر بودے اتنگ ایں افعال زچست اگر وہ تنگ ہو ہوتا تو یہ چیخ پکار کیوں ہے؟

در زمان خواب چوں آزاد شد نیند کی حالت میں جب آزاد ہو جاتا ہے

ظالم از ظلم طبیعت باز رست ظالم طبیعت کے ظلم سے چھوٹ گیا

ظالم طبیعت کے ظلم سے چھوٹ گیا ایں زمین و آسمان بس فراخ

یہ زمین اور آسمان جو بہت وسیع ہیں چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دنیا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

۱ خانہ یعنی جسم۔ مہ۔ یعنی

روح۔ مغ۔ یعنی جسم ویران۔ ویرانی

کے بعد نئی تعمیر ہوتی ہے۔ قوم۔ یعنی

میں اب معارف اور اسرار کا خزانہ بن

گیا تھا اس جسم میں اس کی گنجائش نہ

تھی۔ چو آدم۔ حضرت آدم تہائی سے

گھبرائے تب حضرت ہوا اور اس کی

پیدائش ہوئی۔ نسل جانم۔ یعنی روح

کے ثمرات۔ خانہ۔ چو چاہ جسم

اندھیرے کنویں کی طرح ہے۔

۲ قصر۔ میں جب تک گدا تھا

اس فقیر جسم میں میری روح رہ سکتی تھی

اب جبکہ معارف اور اسرار کی وجہ سے

شاہ بن گیا ہوں تو قصر بلند کی ضرورت

ہے۔ آسمان انبیاء بھی اسی وجہ سے دنیا

کو ترک کر کے آخرت کی طرف روانہ

ہو جاتے ہیں۔ مردگان۔ جو مردوں

ہیں ان کے لئے یہ دنیا شان و شوکت

والی ہے۔ دنیا اہل دنیا کے لئے وسیع

اور اہل باطن کے لئے بہت تنگ

ہے۔

۳ گر بودے۔ اگر دنیا تنگ

نہیں ہے تو پھر اس کے باشندوں

میں شور و غل کیوں ہے اور یہ

بڑھاپے میں کیوں جھکے جاتے ہیں

جسٹان اور مکان کی تنگی سے ہوتا ہے اس

دنیا کی تنگی کا احساس اس وقت ہوتا

ہے جب انسان سوتا ہے اور اس کی

روح آزاد ہو جاتی ہے۔ چشم بند۔ دنیا

جو حقیقتاً تنگ ہے محض نظر بندی کی

وجہ سے وسیع معلوم ہوتی ہے اس کی

سرسبز اور سرسبز باغیچے ہیں۔

تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ و تشبیہ خواب کہ
دنیا کی تشبیہ جو بظاہر وسیع اور حقیقتاً تنگ ہے اور خواب کی تشبیہ کہ
خلاصی ست از تنگی
وہ تنگی سے نجات ہے

پہچو گریب دنیا کو وسیع بھی اور
تنگ بھی بتایا اس کو مثالوں سے
سمجھاتے ہیں صام جو گرم ہوتا ہے تو
باد جو وسعت کے وہاں طبیعت
تنگ ہوتی ہے تو وہ وسیع بھی ہے اور
تنگ بھی تنگیدہ۔ تنگیدن اور تنگیدن
گرم ہونا تنگیدہ۔ تنگیدن پر مشرورہ
ہونا۔ پاک وسیع جنگل میں اگر کوئی
تنگ جوتہ کہن کر چلے تو وہ جنگل وسیع
بھی ہے اور اس کے لئے تنگ بھی
ہے۔ یہی حال دنیا کا ہے کہ وسعت
کے باوجود تنگ ہے۔
۲ ہر کہ وسیع جنگل میں تنگ
جوتے والے کو جوتہ کیسے گا تو سمجھ گیا کہ
بہت آرام سے نے حالانکہ وہ یہ نہیں
جانتا کہ وہ ظالموں کی طرح ہے جو
بظاہر خوش نظر آتے ہیں مگر ان کی روح
رہ و فعاں کرنی ہے۔ خواب۔ انسان
بہت نیند میں ہوتا ہے تو گویا اس کے
پاؤں سے تنگ جوتہ اتر جاتا ہے۔
اولیاء۔ اولیاء کی روح حالت بیداری
میں اس طرح آزاد رہتی ہے جس
طرح خواب کی روح نیند کی حالت میں
ان کی مثال اصحاب کہف کی ہے
جو دنیا کے ظالموں سے نیند میں تھے اور
آخرت کے اعتبار سے بیدار تھے۔
۳ خواب۔ اولیاء حالت بیداری
میں خواب دیکھتے ہیں اور ملک عدم کی
سیر کرتے رہتے ہیں جس کا کوئی
دروازہ نہیں ہے۔ خانہ تنگ۔ حضرت
بلال نے فرمایا زندگی کی حالت میں
روح اس جسم میں نیز ہی میزھے
رہتی ہے۔ چنگلو کہ وہ شخص جس
کے ہاتھ پاؤں نیزھے میزھے ہوں
وہاں کاپینے کا لیٹرن۔

پہچو گرما بہ کہ تنگیدہ بود
حمام کی طرح جو گرم ہو
گرچہ گرما بہ عریض ست و طویل
اگرچہ حمام چوڑا اور لمبا ہے
تاہرول نائی نہ بکشاید دل
جب تک تو باہر نہیں آتا ہے تیرا دل نہیں کھلتا
یا کہ کفش تنگ پوشی اے غموی
یا کہ اے گروہ تو تنگ جوتہ پہنے
آں فراخی بیابان تنگ گشت
جنگت کی وہ وسعت تنگ ہو جائے گی
ہر کہ ۲ دید او مرثرا از دور گفت
جس سے تجھے وہ سے دیکھ کہا
او نمیداند کہ تو چوں ظالماں
وہ نہیں سمجھتا کہ تو ظالموں کی طرح
خواب تو مآں کفش بیروں کردنت
تیری نیند اس جوتے جسم کو اتار دینا ہے
اولیاء خواب ملک ستاے فلاں
اے فلاں! اولیاء کے لئے نیند سلطنت ہے
خواب ۳ می بینند و پنجا خواب نے
وہ خواب دیکھتے ہیں اور وہاں نیند نہیں ہے
خانہ تنگ و دروں جاں چنگلوک
گھر تنگ ہے اور اند جاں لیٹرن ہے
اندر آئی جانن تنگیدہ بود
تو اند آئے تیری جان پر مشرورہ ہوتی ہے
زال پیش تنگ آیدت جان و کلیل
اس گری سے تیری جان تنگ اور ماجر آ جاتی ہے
پس چہ پر سود آمد فراخی منزلت
تو جگہ کی وسعت سے تجھے کیا فائدہ ہے؟
در بیابان فراخی می روی
اور وسیع جنگل میں تو چلے
بر تو زنداں آمد آں صحرا و دشت
وہ جنگل اور میدان تیرے لئے قید خانہ ہو گا
گو دراں صحرا چولالہ بر شگفت
وہ اس جنگل میں لائے کی طرح کھلا ہے
از بروں در کلاشنی جاں در فعاں
باہر سے چمن میں ہے جان فریاد میں ہے
کہ زمانے جانن آزاد از تن ست
کیونکہ اس وقت تیری جان جسم سے آزاد ہے
پہچوں آں اصحاب کہف اندر جہاں
جس طرح دنیا میں اصحاب کہف
در عدم در می روند و باب نے
وہ عدم میں چلے جاتے ہیں اور دروازہ نہیں ہے
کرد ویراں تا کند قصر ملوک
اس کو ویران کیا تاکہ شاہوں کا محل بنائے

چترنگلو کم چوں جنین اندر رحم
 میں لہزن ہوں جیسا کہ رحم میں تھ
 گر بنا شد درد زہ برما درم
 اگر پیری ماں کو درد زہ نہ ہو
 مادر طبعم زرد مرگ خویش
 میری ماہ طبیعت اپنی موت کے دم سے
 تلخ درد آں برہ در صحرائے سبز
 تاکہ وہ بھیڑ کا بچہ سرسبز میدان میں چکے
 درد زہ ۲ گر رنج آستان بود
 مددہ اگرچہ حاملہ کے لئے موجب تکلیف ہوتا ہے
 حاملہ گریاں زہ کاین المناص
 حاملہ درد زہ سے روتی کہ بچاؤ کی جگہ کاں ہے
 ہرچہ زیر چرخ ستند اُمہات
 جو نامیں آسمان کے نیچے ہیں
 ہر یکے ۳ از درد غیرے غافل اند
 ہر ایک دوسرے کے درد سے غافل ہے
 اُنچہ کوسہ داند از خان کساں
 جو چنگی داڑھی والا لوگوں کے گم کے بدلے میں جانتا ہے
 اُنچہ صاحب دل بداند حال تو
 صاحب دل جو کچھ تیرے حال کے بدلے میں جانتا ہے
 اُنچہ بیند در جہینت اہل دل
 صاحب دل جو چہ تیری پیشانی میں دیکھتا ہے

نہ مہ گشتم شد ایں نقلاں مہم
 مجھے تو مینے دگئے ہیں کہ نقل ضروری ہے
 من دریں زنداں میں آوزم
 میں اس قید خان میں آگ میں ہوتا
 می گندزہ تا رہد برہ زمیش
 زہ میں ہے تاکہ بھیڑ کا بچہ بھیڑ سے نکل آئے
 ہیں رحم بکشا کہ گشت آں برہ گبز
 ہاں رحم کو کھول کیونکہ وہ بھیڑ کا بچہ فریب ہو گیا ہے
 بر جنین اشکستن زنداں بود
 بچے کے لئے قید خان کا ٹوٹنا ہوتا ہے
 واں جنین خنداں کہ پیش آمد خلاص
 اور وہ بچہ ہنستا ہے کہ چہ نکارا در پیش سے
 از جما دواز بہیمہ وز نبات
 جمادات اور حیوانات اور نباتات سے
 جز کسانے ک نبی و عاقل اند
 سوائے ان کے جو خیرباد اور عقلمند ہیں
 بلم از خان خودش کے داند آں
 بسی داڑھی والا اپنے گم کے بدلے میں بھی کب جانتا ہے؟
 توز حال خود ندانی اے عمو
 اے چچا تو خود ویسا اپنی حالت کو نہیں جانتا ہے
 کے ب مینی در خود اے از خود نخل
 اس اپنے آپ سے شرمند تو خود اپنے ہارے میں کب جانتا ہے

۱ جنین۔ بچہ ماں کے پیٹ میں
 نیز حامیز ہا رہتا جسٹے نہ۔ یہ
 مدت گل ہے گریا شد۔ بدن پر
 موت کی تکلیف ایسی ہی ہے جس
 طرح بچہ پیدا ہونے میں ماں کو مددہ
 کی تکلیف ہوتی ہے آوز۔ آگ
 برہ۔ بھیڑ کا بچہ یعنی روح۔ پیش۔
 بھیڑ یعنی جسم آن ہر وہ موت کے بعد
 روح ملا مائی کی سیر کرتی ہے۔
 ۲ درد زہ۔ موت کی تکلیف جسم کو
 ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے قید سے
 آزاد ہوتی ہے۔ المناص۔ بچاؤ کی
 جگہ۔ اُمہات۔ یعنی جمادات اور
 حیوانات اور نباتات میں سے چلنے
 والی مائیں۔
 ۳ ہر ایک۔ ہر انسان اپنے دم
 میں جتنا سے اور ہی سے ہنبر ہے۔
 نبیہ۔ کوسہ۔ مختصر داڑھی والا جو نمونا
 ذہن ہوتا ہے یعنی لولیا مانند ہمارے۔ بسی
 داڑھی والا جو نمونا ہے قوف ہوام
 سے اُنچہ۔ لولیا۔ اللہ دوسروں کے
 احوال سے اس قدر واقف ہوتے ہیں
 کہ خود انسان اپنے احوال سے اتنا
 واقف نہیں ہوتا۔ اُنچہ۔ لولیا۔ ماں کے
 پیٹ کے بچے کے احوال سے بھی
 واقف ہوتے ہیں۔

بیان آنک ہرچہ غفلت و کالی و تاریکی ست ہمہ از
 اس کا بیان کہ جو کچھ غفلت اور سستی اور تاریکی ہے سب جسم کی وجہ
 تن ست کہ ارضی و سفلی ست
 سے ہے کیونکہ ماضی اور سفلی ہے

بہند او اُسرارِ رابے ہیچ بُد
 وہ یعنی طوط پر اسرار کو دیکھتا ہے
 نے شبہ نے سایہ باشد نہ دلگ
 نہ رات ہو گی اور نہ سایہ اور نہ زوال
 از زمیں باشد نہ از اُفلاک و مہ
 وہ زمین کی وجہ سے نہ آسمانوں اور چاند سے
 نے ز آتشہائے مستحکم یود
 نہ کہ روشن کرنے والے شعلوں سے
 عقل باشد درِ اِصابتہا فقط
 درگی میں صرف عقل ہوتی ہے
 جاں ز حقیقت جملہ در پریدن ست
 جان بلکہ پن سے اپنی ازان میں ہے
 رُوئے زرد از جنبشِ صفرا یود
 زرد چہرہ سفید کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے
 باشد از سودا کہ رُو او ہم یود
 سودا کی وجہ سے ہوتی ہے کہ چہرہ کالا ہوتا ہے
 لیکن جو علت نہ بیند اہل پوست
 لیکن کھال والے علت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں
 از طبیب و علت اور اچارہ نیست
 طبیب اور بیماری سے اس کو مفر نہیں ہے
 پائے خود بر فرقِ علتہا نہاد
 اس نے علتوں کے سر پر اپنا پاؤں رکھا دیا ہے
 علتِ اُخری ندارد و کین او
 آخری علت اس سے دشمنی نہیں رکھتی ہے

عقلت از تن یود چوں تن روح شد
 غفلت جسم کی وجہ سے مٹی جب جسم روح بنا
 چوں زمیں بر خاست از جو فلک
 جب زمین آسمان کی فضا سے نکل جائے
 ہر گجا سایہ ست و شب یا ساگیہ
 جہاں کہیں سایہ اور رات یا سائے کی جگہ ہے
 وود پیوستہ ہم از ہیزم یود
 وہاں ایندھن سے وابستہ ہوتا ہے
 و ہم ۲ اُفتد در خطا و در غلط
 وہم ۱ خطا اور غلطی میں مبتلا ہوتا ہے
 ہر گرانی و کسل خود از تن ست
 ہر گرنی اور سستی کی جسم کی وجہ سے ہے
 رُوئے سُرخ از کثرتِ خونہا یود
 سرخ چہرہ خونوں کی کثرت سے ہوتا ہے
 رُو سفید از قوتِ بلغم یود
 سفید چہرہ بلغم کی قوت سے ہوتا ہے
 در حقیقت ۳ خالق آثار اوست
 در حقیقت آثار پیدا کرنے والا وہ ہے
 مفر کو از پوستہا آوارہ نیست
 مفر جو چمکوں سے جا نہیں ہے
 چوں دُوم بار آدمی زاوہ بزاد
 جب انسان " " بارہ پیدا ہوا
 علتِ اولیٰ نباشد و سن او
 پہلی علت اس کا دین نہیں ہوتی

۱ غفلت انسان کی سب غفلتیں
 مادی بدن کی وجہ سے ہیں۔ چوں۔
 چونکہ زمین فلک کے درمیان میں
 ہے لہذا اس کے جس حصہ پہ سورج
 پڑتا ہے وہاں دن ہوتا ہے و ہندسات
 اب اگر زمین اس دائرہ سے خارج ہو
 جائے اسی طرح اگر مجاہدات کے
 ذریعہ جسمانی حجاب رفع کر دیا جائے
 تو روح ہمیشہ نمود رہے اور اس پر
 غفلت کے آثار طاری نہ ہوں۔
 ذلکہ۔ سورج کا زوال۔ اور۔ وہاں
 کثیف جسم کثیف سے پیدا ہوتا ہے
 اس طرح کذبات جسم سے پیدا ہوتی
 ہیں روح ان کا مخزن نہیں ہے۔
 مستلزم جسم روشن کرنے والا۔

۲ وہم۔ وہم وہاں کی مانند ہے
 جو غلطی میں پڑتا ہے عقل نور محض
 سے رُو۔ خون چہرے کی سرخی کا
 سبب صفرا زردی کا سبب بلغم سفیدی کا
 سبب سودیاسی کا سبب ہے تو جس
 طرح چہرے کے یہ حالات اسباب
 کی وجہ سے ہیں اسی طرح روح میں
 کدورتیں اسباب کی وجہ سے پیدا
 ہوتی ہیں ہر وہ سورج ہے۔

۳ در حقیقت۔ آثار کی تخلیق بھی
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیکن ظاہر بین
 فلسفی اس کو علت اور سبب کا نتیجہ قرار
 دیتا ہے مفر۔ وہ مفر جو استعمالی سے
 اس میں غلطی واقع ہوتی ہے علم شفی
 اور الہامی غلطی سے ہر اے وہم بار۔
 پیدا ہونے کی بعد جب انسان
 مجاہدات کے ذریعہ بارہا اسل سیات
 حاصل کر لیتا ہے تو اسباب پر لات مد
 دیتا ہے سبب لا اسباب ہی کو سبب
 حقیقی سمجھتا ہے علت مادی فلاسفہ خدا
 کو علت قرار دیتے ہیں متکلمین اور
 اہل مذہب خدا کو قائل بتقدیر مانتے ہیں

علت سے معلول کا صدور انطوری ہوتا ہے علت آخری ظاہری سبب کو کہہ کر اس کو سبب حقیقی سے غفلت نہیں ہوتی ہے

۱۔ می پرو۔ وہ ملا علی کی سیر کرتا رہتا ہے۔ سراسر روح چول روح جس طرح روحیں اور عقلیں لامکان میں رہتی ہیں اسی طرح یہ بھی لامکانی بن جاتا ہے۔ پس عقول۔ اس کمال روح کے سامنے ہماری عقول پتھ ہیں۔ تشبیہ اس مضمون میں یہ ثابت کرنا ہے کہ روح کمال کا الہام بمنزلہ نص کے ہے۔

۲۔ مجتہد۔ وہ شخص جو قرآن و حدیث میں مذکور احکام سے ان چیزوں پر حکم لگاتا ہے جن کا حکم قرآن و حدیث میں موجود نہیں ہے اس کے پاس اگر کوئی قرآن کی آیت یا حدیث بطور نص کے موجود ہوتی ہے تو وہ اس کے ذریعہ حکم بیان کرتا ہے ورنہ کسی نص پر قیاس کو کے حکم جاری کرتا ہے۔ روح قدسی۔ روح قدسی کا احساس بمنزلہ نص کے ہے اور ہمارا عقلی ادراک بمنزلہ قیاس کے جو نص سے کم ہے۔ عقل۔ عقل نے روح سے استفادہ کیا ہے تو روح اس سے کمتر کہے ہو سکتی ہے۔ جان و عقل۔ روح عقل میں سمور ہے اور عقل کی تدبیر روح کی تاثیر سے ہے۔

۳۔ نوح۔ اگر روح نے عقل میں تاثیر بھی کر دی ہے تب بھی عقل کھدھ کی ہمسری مناسب نہیں ہے اس میں وہ اسباب و علامات کہیں ہیں جو روح میں ہیں۔ عقل۔ عقل یہاں لوقات روح کی تاثیر کو روح سمجھتی ہے یہ اس کی غلطی ہے تاثیر اور روح میں وہی فرق ہے جو سمور اور اس کے نور میں ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ نور اور چیز ہے اور سمور دوسری چیز ہے تو سالک صرف نور پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ سمور تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

با عروس صدق و صفوت در تنق
خلوص اور سچائی کی لہن کے ساتھ وہ پردہ بے مکاں باشد چوں ارواح و نہی
بے مکان ہو جاتا ہے جیسا کہ روحیں اور عقلیں
می فتد چوں سایہ در پاپائے او
سایہ کی طرح اس کے پاؤں پڑتی ہیں

می پرد چوں آفتاب اندر افق
وہ افق میں سورج کی طرح اڑتا ہے
بلکہ بیروں از افق وز چرخها
بلکہ وہ افق اور آسمانوں سے باہر
پس عقول ماست سایہای عمو
پس عقول ہماری عقلیں سایہ ہیں
اے پتھ! ہماری عقلیں سایہ ہیں

تشبیہ نص با قیاس

نص کی قیاس کے ساتھ تشبیہ

اندر ان صورت نیندیشد قیاس
وہ اس صورت میں قیاس نہیں کرتا ہے
از قیاس آنجا نماید عبرتے
قیاس سے اس مقام پر تعبیر کرتا ہے
واں قیاس عقل جزوی تحت اس
اور ہاں عقل کا قیاس اس سے کم ہے
روح اورا کے شود زیر نظر
روح اس کے ماتحت کب ہو سکتی ہے؟
زاں اثر آل عقل تدبیرے کند
اس اثر سے وہ عقل تدبیر کرتی ہے
کویم و کشتی و طوفان نوح
سمندر کہیں کشتی اور نوح کا طوفان کہیں ہے؟
نور خور از قرص خور دورست نیک
سورج کا نور سورج کی تکیہ سے بہت دور ہے
تا ز نورش سوائے قرص افکنند شد
یہاں تک کہ اس کے نور سے تکیہ کی جانب روانہ ہوا

مجتہد برگہ کہ باشد نص شناس
مجتہد جبکہ نص سے واقف ہوتا ہے
جوان نیاید نص اندر صورتے
اگر کسی صورت میں اس کو نص نہیں ملتی ہے
نص وحی روح قدسی داں یقین
قدسی روح کے الہام کو تو نص سمجھ
عقل از جاں گشت با ادراک و فر
عقل روح سے باہم و شوکت ہی
لیک جاں در عقل تاثیرے کند
لیکن روح عقل میں اثر کرتی ہے
نوح ۳ وادار صد متے زودر تو روح
اگر روح نے نوح کی طرح تجھ میں اثر کیا ہے
عقل اثر را روح پندارد ولیک
عقل تاثیر کو روح سمجھ جاتی ہے لیکن
زاں بقرصے سالکے خور سند شد
سالک من نور کی وجہ سے تکیہ پر خوش ہوا



نیست دائم روز و شب او آفل است
 مستقل نہیں جد و شب مر و غروب کر جانے والا ہے
 غرقہ آل نور باشد و انما
 وہ ہمیشہ اس نور میں غرق رہتا ہے
 وارہید او از فراق سینہ کوب
 وہ سینہ پینے والی جدائی سے نجات پا گیا
 یا مُبدل گشت گر از خاک بود
 اگر وہ خاک سے تھا تو تبدیل ہو گیا ہے
 کہ زند بروے شعاعش جاو وال
 کہ اس پر اس کی شعاع ہمیشہ پڑے
 آپچناں سوزد کہ ناید زوشمر
 ایسی جل جائے کہ اس سے چھل نہ پیدا ہو
 مار رابا او کجا ہمرا ہی است
 سانپ کی اس کے ساتھ ہمرا ہی کہل ہو سکتی ہے
 اندریں یم ماہیاں رامی گُشنند
 جو اس سمند میں مچھلیوں کو مار رہے ہیں
 ہم ز دریا تاسہ شاں رسوا گُند
 لیکن صیا سے ان کی گھبراہٹ ان کو رسوا کرتی ہے
 مارا را از سحر ماہی میکُشد
 جو سانپ کو تمہیر سے مچھلی بنا دیتی ہیں
 تاشوی چوں ماہیا دریم رواں
 تاکہ مچھلیوں کی طرح سمند میں چلے
 بحر شاں آموختہ سحر حلال
 کہ سمند نے ان کو حلال جاو سکھا دیا ہے

زانکہ اس نورے کہ اندر اسافل است
 اس لئے کہ یہ نور جو عالم سفل میں ہے
 وانکہ اندر قرص وارو باش و جا
 وہ جو نگہ میں قیام ہو جگہ رکھتا ہے
 نے سحابش رہ زقد نے خود غروب
 نہ ہر اس کے لئے مانع بنتا ہے نہ خود ڈوبتا
 آپچنیں گس اصلش از افلاک بود
 ایسے شخص کی اصل آسمانوں سے ہوتی ہے
 زانکہ خاکی را نباشد تاب آل
 کیونکہ خاکی میں اس کی طاقت نہیں ہوتی ہے
 گر زند بر خاک دائم تاب خور
 اگر زمین پر ہمیشہ سورج کی شعاع پڑے
 دائم اندر آب کار ماہی است
 ہمیشہ پانی میں رہنا اور مچھلی کا کام ہے
 لیک در گہ مارہائے پرفن اند
 لیکن پہاڑوں میں بہت سے پرفن سانپ ہیں
 مگر شاں گر خلق را شید اگُند
 ان کی مکاری اگرچہ لوگوں کو فریفت کرتی ہے
 واندریں یم ماہیاں تو سن اند
 اس سمند میں توئی مچھلیاں ہیں
 گرتو ماری شو قرین ماہیاں
 اگر تو سانپ ہے مچھلی کا ساتھی بن جا
 ماہیاں قعر دریائے جلال
 دریائے جلال کی گہرائی کی مچھلیاں

۱۔ اندر سافل۔ دنیا میں جو آخر قدرت
 ہیں وہ فانی ہیں۔ وانکہ جس کا وصول
 ذات تک ہو جائے گا وہ دائمی نور میں
 مستغرق رہے گا۔ نے سحابش۔ اب
 نہ اس کی جسمانی کیفیتیں نور سے مانع
 ہوں گی مظاہر قدرت کا فنا ہونا اس
 کے لئے فراق کی سینہ کوبی کا سبب
 بنے گا۔ آپچنیں۔ ایسا شخص وہی ہوگا
 جو لاہوتی ہوگا یا اگر وہ ناسوتی ہے تو اس
 نے مچھلیوں کے ذریعے اپنے ناسوتی
 ہونے کو ختم کر دیا ہے۔ انکہ خاکی اور
 ناسوتی اولت کی شعاعوں کی تاب
 نہیں لاتا اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر
 سورج زمین پر ہمیشہ پڑے تو وہ
 برداشت نہ کرے گی اور اس میں
 اگانے کی طاقت ہی نہ رہے گی۔

۲۔ دائم۔ مچھلی چونکہ آبی چیز ہے وہ
 دائمی طور پر پانی کو برداشت کر سکتی
 ہے۔ سانپ مچھلی کی چیز ہے وہ ہمیشہ
 سمند میں نہیں رہ سکتا ہے اس طرح
 لاہوتی اور ناسوتی کو سمجھو۔ مگر شاں۔
 کبھی ناسوتی لاہوتی بننے کی کوشش
 کرتے ہیں لیکن بحر وحدت ان کو رسوا
 کر دیتا ہے۔

۳۔ واندریں یم ماہیاں۔ ایسے لاہوتی
 انسان ہیں جو ماسویوں و لاہوتی بنا
 رہتے ہیں۔ گرتو۔ اگر تو ناسوتی ہے تو
 لاہوتیوں کی صحبت اختیار کر وہ تجھے
 دریائے وحدت میں تیرا سکھا دیں
 گے۔ ماہیاں۔ یہ لاہوتی لایاہ جاو
 کرتے ہیں جس سے ماہیت تبدیل
 ہو جاتی ہے لیکن ان کا جاو حلال جاو



بس اجمال از تاب ایشاں حال شد
 بہت سے محل ان کی طاعت سے واقع بن گئے ہیں
 زہر آنجا رفت و شکر شد یقین
 وہاں زہر گیا ہے اور یہاں شکر بن گیا ہے
 خاک زر شد سنگ گوہر پائے سر
 خاک سنا پتھر جوہر پاؤں سر ہو گیا ہے
 تاقیامت ۲ گر بگویم زین کلام
 اگر میں یہ بات قیامت تک بیان کروں

کس آنجا رفت و نیکو فال شد
 تمہوں وہاں پہنچا ہے اور نیک بخت جن گیا ہے
 سن نگ آنجا رفت گوہر شد شمشین
 وہاں پتھر گیا ہے اور قیمتی جوہر بن گیا ہے
 می نہ بیند جز بشر چشم بشر
 انسان آنکھوں کو سوائے بشر کے کچھ نہیں دیکھتی ہے
 صل و قیامت بگذرویں نا تمام
 سو قیامتیں گذر جائیں گی اور یہ نا تمام رہے گی

آداب المُستَمِعِيفِ وَالْمُرْتَلِّينِ عِنْدَ قِيَصِ الْحِكْمَةِ مِنْ لِسَانِ الشَّيْخِ

شیخ کی زبان سے حکمت کے فیض کے وقت سننے والوں اور سریدوں کے آداب

برملولان ایں مکرز کردن ست
 عقلوں پر یہ مکرز کرنا ہے
 شمع از برق مکرز بر شود
 شمع مکرز نور سے لوہی ہوتی ہے
 گر ہزاراں طالب اندو یک ملول
 اگر ہزاروں طالب ہوں اور ایک رنجیدہ
 ایں ۳ رسولان ضمیر وراز گو
 یہ دل کے پیغام رساں امر بیان کرنے والے
 نخوتے دارند و کبرے چوں شہاں
 وہ شاہوں کی سی نخوت اور بڑائی رکھتے ہیں
 تا او بہا شال بجا گد ناوری
 جب تک تو ان کے لب بجا نہ آئے
 کے رسانند آں لانت را بتو
 تجھے وہ لانت کب پہنچائیں گے؟

نزد من عمرے مکرز بردن ست
 میرے نزدیک وہ ہا زندگی حاصل کرنا ہے
 خاک از تاب مکرز زر شود
 مٹی مکرز گرمی سے سونا بن جاتی ہے
 از رسالت بازمی ماند رسول
 پیغام پہنچانے سے رسول رک جاتا ہے
 مستمع خواهند اسرائیل خو
 حضرت اسرائیل کی عادت دلا سننے والا چاہتے ہیں
 چاکری خواهند از اہل جہاں
 دنیا داروں سے خدمت گاری چاہتے ہیں
 از رسالت شکان چگونہ بر خوری
 ان کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اٹھائے گا؟
 تانباشی پیش شال رابع دو تو
 جب تک کہ ان کے سامنے رکوع میں دھرنہ ہو جائے

۱۔ ایں حال۔ بہت سی باتیں ہاتوں کو
 اپنے تصرفات سے ممکن بنا دیتے
 ہیں۔ زہر۔ ان کی صحبت میں برے
 اخلاق اچھے اخلاق میں تبدیل ہو
 جاتے ہیں۔ می نہ بیند۔ لیکن مکرز
 ان کو صرف بشر سمجھتے ہیں۔

۲۔ تاقیامت۔ ان اہل اللہ کی صحبت
 کی تاثیر کا اثر میں قیامت تک۔ بیان
 کروں تو وہ قسم نہ ہوگا۔ برطواں۔ جو
 لوگ میری اس طرح کی باتوں سے
 ملول ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مکرز
 بیکار مضمون ہے لیکن انہی مضامین کا
 اعادہ مجھے نئی زندگی بخشتا ہے۔ شرح۔
 روشنی کی شکر شرح کوئی زندگی بخشتی
 ہے۔ خاک۔ سوج کی شعاعوں
 کے مکرز ہونے سے زمین میں سونے
 کی کان پیدا ہو جاتی ہے۔ گر
 ہزاراں۔ ہزاروں کی شکل ایک مکہ
 سے مکہ ہو جاتی ہے اور مضامین
 عالیہ کی آمد نہ ہو جاتی ہے۔ رسول۔
 یعنی عالی مضامین بیان کرنے والا
 بزرگ۔

۳۔ ایں۔ یعنی اولیاء اللہ اور کو پیغام
 دیتے ہیں اور اسرائیلی سناتے ہیں۔
 اسرائیل خود حضرت اسرائیل ہر وقت
 صور بچھو ٹکنے کے لئے اللہ تعالیٰ پر قسم
 سننے کے لئے منتظر ہیں۔ نخوت۔ ان
 اولیاء کا شہانہ مزاج ہوتا ہے اور
 سریدوں کی اصلاح کے لئے ان سے
 خدمت گزاری کے خواہ۔ راجع
 ہیں۔ تا۔ سرید کے لئے ایں ذکر و فکر
 کافی نہیں ہے شیخ کے آداب بجالانا
 بھی ضروری ہے۔ شکان۔ شیخ کی پوری
 اطاعت ہوتی ہے تب وہ کہیں نسبت
 کی لانت مرید کے سپرد کرتا ہے



ہر سیرا دل خود سید دیدے ورا
 ہر سیرا دل ان کا کالا دیکتا
 مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
 مردم دیدہ بود مرآت ماہ
 نابینا انسان رو سیاہ ہوئے
 آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
 خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
 در جہاں جز مردم دیدہ فزا
 آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
 چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
 دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟
 جبکہ ان بال کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
 پس ۲ جز او جملہ مقلد آمدند
 پس بغیر او کہ در رنگش رسید
 ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
 تو اس آنکھ کی پتلی کے ساتھ ان بال کے تک لگانے کے لیے
 انکھ کی پتلی کے ساتھ سب مقلد ہیں
 گفت جفتش المفرق اے خوش خصل
 ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
 ان کی بیوی نے کہا آج کی رات سفر بن کر جا رہے ہو
 گفت جفت امشب غریبے ۳ میروی
 گفت نے نے بلکہ امشب جان من
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
 گفت اے جان و دم و احسرتا
 انہوں نے عرض کیا اے میری جان اور دل افسوس ہے
 انہوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان بڑی خوش نصیبی ہے
 گفت اندر حلقہ خاص خدا
 انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
 فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں
 حلقہ خاص بتو پیوستہ است
 اگر تو وہاں کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب
 گر نظر بالا کنی نے سوئے پست
 نوری تابد چوہ حلقہ نکس
 نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ بخوشی کے حلقہ میں گمبند
 اس حلقہ میں رب العالمین کا

لہ جن کا دل سیاہ ہے؟ بلال کو سیاہ رو
 دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
 اس کی حدت کی دلیل نہیں ہے
 آنکھوں کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی
 فضیلت ظاہر ہے مانند حمار سیاہ سے اور
 پتلی والا چاند کا آئینہ سے خود کہ یعنی
 بال کو آنکھ کی پتلی جیسا افضل
 وہی ذات گرامی سمجھ سکتی تھی جس کو خود
 تمام انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل
 ہے جو آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں
 حاصل ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 کرام۔ چوں۔ حضرت بلال کے
 حقیقی لوصاف کا آنحضرت ﷺ اور صحابہ
 سمجھ سکے

۲۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے
 علاوہ دوسرے لوگ ان کے صحیح مرتبہ کو
 حقیقی طور پر نہیں جان سکتے صرف
 تھلیدی طور پر ان کو جانتے ہیں۔
 خصل۔ عصلت کی جمع ہے
 عادت۔ فصال۔ جدائی یعنی موت۔
 ۳ فریے۔ یعنی آپ عثمان رضعت
 ہو کر سفر بن رہے ہیں۔ تہ۔
 خانمان۔ غریبی دنیا مسافرت کی
 جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
 ہے۔ حلقہ۔ موٹین کے ہارے میں
 فرمایا گیا ہے فی قعد صندق
 عند ملک مقدر۔ یعنی وہ
 مقصد رہنمائی کے پاس چنانچہ کی جگہ
 میں ہو گئے۔ حلقہ وہ مقام جس میں
 موٹین کو جگہ ملے گی ہر موٹن دیکھ سکتا
 ہے اگر وہ اپنی نظر بند رکھے پستی کی
 طرف نہ دیکھے اندر۔ اس حلقہ
 میں ہند کی خاص چمکی ہوگی۔



اَسپ داند بانگ و بُوئے شیر را
 گھوڑا شیر کی آواز اور بُو کو جانتا ہے
 بِل عَدُوِّ خولیش را ہر جانور
 بلکہ ہر جانور اپنے دشمن کو
 روز خفاشک نیارد بر پرید
 چمگاز دن میں نہیں از سکتی ہے
 از ہمہ محروم تر خفاش بود
 از ہمہ محروم چمگاز ہے
 سب سے زیادہ محروم چمگاز ہے
 نے تو اندر مصافحہ زخم خورد
 نہ تو میدان میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے
 آنکہ آل خورشید از احسان وجود
 پھر بھی وہ سورج احسان اور سخاوت کی وجہ سے
 آفتابے کے بگرداند خفاش
 سورج اپنا رخ کب مٹاتا ہے؟
 غلبت لطف و کمال او بود
 اس کا انتہائی کرم اور کمال ہے
 دشمن ارگیری بحدّ خولیش گیر
 اگر تو دشمن بنائے تو اپنے رجبہ کے اعتبار سے بنا
 قطره ۳ باقلزم چو استیزہ گند
 قطرہ جب سمند سے دشمن لے
 حیلت آواز سبالتش نکدرد
 اس کی تدبیر اس کی موٹپوں سے آگے نہیں برہمتی ہے
 با عدو آفتاب این پد خطاب
 یہ گفتگو تو سورج کے دشمن سے تھی
 اے عدو آفتابے کز فرش
 اے اس سورج کے دشمن جس کی شان و شوکت سے

گرچہ حیوان ست لا نادرا
 اگرچہ جانور ہے مگر بہت کم
 خود بدانند از نشان واز اثر
 علامت اور نشان سے پہچان لیتا ہے
 شب بڑوں آید چو دزدان جرید
 رات کو اکیلے چوروں کی طرح نکلتی ہے
 کہ عدو آفتاب فاش بود
 کیونکہ وہ دشمن سورج کی دشمن ہے
 نے بنفیریں تاندش مقہور کرد
 نہ نفرت کی وجہ سے اس کو مغلوب کر سکتی ہے
 برن دزد اندز قہرش تار و پود
 غصہ سے اس کا تانا بانا نہیں پھاڑتا ہے
 از برائے غصہ وہ قہر خفاش
 چمگاز کے غصہ اور غضب کی وجہ سے
 ورنہ خفاش کجا ملع شود
 ورنہ چمگاز کہاں اس کو روک سکتی ہے؟
 تلوود ممکن کہ گردانی اسیر
 تاکہ یہ ممکن ہو کہ تو اس کو قابو میں کر لے
 ابلہ است اورش خود برمی کند
 وہ بیوقوف ہے اپنی دماغی نوجنتا ہے
 حجر و خلق قمر چوں برورد
 چاند کا گاما اور سینہ وہ کیسے پھاڑ سکتی ہے؟
 اے عدو آفتاب آفتاب
 اے سورج کے سورج کے دشمن!
 می بلرزد آفتاب و اخترش
 سورج اور اس کے ستارے لہڑتے ہیں

الانامل بہت کم ہے کہ گھوڑا شیر کی بو
 کو نہ پہچانے۔ بل۔ ہر جانور اپنے
 دشمن کو پہچان جاتا ہے۔ جو یہ تھا۔
 خفاش۔ چمگاز سب سے زیادہ
 بد بخت ہے کہ سورج سے اس کی دشمنی
 ہے حالانکہ اس سے اس کو کوئی مفرت نہیں
 اسی طرح سب سے زیادہ بد بخت وہ
 ہے جو حقیقی آفتاب یعنی دلی سے دشمنی
 برتے۔ مصافحہ میدان جنگ۔
 مقہور مغلوب۔

۱ آنگ۔ سورج کا کرم ہے کہ وہ
 اس چمگاز کو خاکستر نہیں بناتا ہے اس
 طرح اولیاء کا کرم ہے کہ وہ منکرین کا
 جلاوہ برپا نہیں کرتے ہیں۔ قضا۔ یعنی
 رخ۔ دشمن۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں
 کہ اولیاء کے ساتھ دشمنی برتی ہے
 دشمنی اگر کی جائے تو ایسے شخص
 سے کی جائے جس کو انسان مغلوب
 کر سکے

۳ قطرہ۔ اولیاء کے ساتھ عام انسان
 کی دشمنی ایسی ہے جیسے کہ قطرہ سمند
 سے دشمنی کرے جو محض اس کی حماقت
 ہے۔ حیلت۔ عوام کی دشمنی اولیاء کو
 کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ قمر۔
 یعنی دلی کمال۔ باعد۔ چمگاز جو
 آسمانی سورج کی دشمن ہے اس کی
 بات تو ہم نے بتا دی دلی کا دشمن تو
 آفتاب کے آفتاب کا دشمن ہے
 آفتاب آفتاب۔ دلی آفتاب حقیقی
 یعنی اللہ تعالیٰ کا آفتاب ہے۔

تو عَدُوٌّ اَوْ نَهْ نَصَمٌ تُوَدِي
 تو اس کا دشمن نہیں ہے، اپنا دشمن ہے
 اے عَجَب از سوزِ شت اَوْ کَم شُوْد
 تعجب ہے اگر تیرے جلنے سے وہ کم ہو جائے
 رَحْمَتِش نَعْنِ رَحْمَتِ اَدَمِ يُوْد
 اس کی رحمت انسان کی رحمت نہیں ہے
 رَحْمَتِ مَخْلُوْقٍ بِاَشَدِّ غَضَبٍ نَاك
 مخلوق کی رحمت، غصہ سے ملی ہوتی ہے
 رَحْمَتِ بَنِي اِيْمَانٍ دَا اَعْمَلِ
 اے بیٹا بے مثال کی رحمت کو میں سمجھ

چہ غم آتش را کہ تو همیزم شدی
 آگ کو کیا فکر ہے جبکہ تو ایندھن ہو گیا ہے
 یاز درد و غصه ات پر غم شود
 یا تیرے درد، غصہ سے وہ غمگین ہو
 کہ مزاج رحم آدم بود
 انسان کی رحمت کی ملاوت غم ہوتا ہے
 رحمت حق از غم و غصه است پاک
 اللہ کی رحمت غم و غصہ سے پاک ہے
 ناید اندر و اتم از وے جز اثر
 ک سوائے نشان کے وہ سمجھ میں نہیں آتی ہے

۱۔ تو عدو۔ ولی کا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور
 یہ دشمنی خود اس کی اسے ساتھ دشمنی
 ہے اے عجب۔ اللہ تعالیٰ سے انسان
 کی دشمنی اللہ میں کوئی نقصان نہیں پیدا
 کر سکتی۔ رحمتش۔ جس طرح اللہ کا
 جلال بے پایاں ہے اسی طرح اس کی
 رحمت بھی خاص رحمت ہے۔ کہ
 مزاج۔ انسان کا رحم غم سے ملا جلا ہوتا
 ہے کسی مجبور کو دیکھ کر انسان پر غم طاری
 ہوتا ہے پھر اس کی رحمت ابھرتی
 ہے

۲۔ رحمت مخلوق۔ انسانوں کی رحمت و
 شفقت غصہ سے ملی جلی ہے اللہ تعالیٰ
 کی رحمت ان تمام باتوں سے پاک
 ہے۔ رحمت ہے چوں۔ جس طرح
 اللہ کی ذات کی حقیقت تک رسائی
 ناممکن ہے اسی طرح اس کی صفات
 بھی عقل سے بالاتر ہیں صرف ان
 صفتوں کو ان کے اثرات سے سمجھا جا
 سکتا ہے
 ۳۔ فرق۔ کسی چیز کو مثال اور آئینہ ہے
 جانتا اور بات ہے اور حقیقت و ماہیت
 کو بانٹنا اور بات ہے۔ اوصاف
 کمال۔ حضرت حق تعالیٰ کی صفات
 کمال۔ غفل۔ ہماری عقلوں میں
 ان صفات کی حقیقت کو سمجھنے کی
 صلاحیت نہیں ہے جس طرح بچہ
 جماع کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے
 طمٹ۔ حیض۔ جماع۔ جز کہ کوئی۔
 بچہ کو جماع کی حقیقت اس طرح
 سمجھائی جاسکتی ہے کہ اس سے کہا
 جائے کہ وہ ایسا مزیدار ہے جسا کہ حلوا
 کے بود۔ لیکن ظاہر ہے کہ جماع کی
 حقیقت اور کچھ ہے اور حلوے کی
 حقیقت کچھ اور ہے

فرق ۳ میان داستن چیزے بمثال و تقلید و میان داستن ماہیت آل چیز
 کسی چیز کو مثال اور علم تقلیدی سے جاننے میں اور اس چیز کی حقیقت کے جاننے میں فرق

ظاہرست آثار میوه رحمتش
 اس کی رحمت۔ پھل کے آثار ظاہر ہیں
 بیچ ماہیات او صاف کمال
 کمالی اوصاف کی ماہیتیں
 طفل ماہیت نداند طمٹ را
 بچہ جماع کی حقیقت نہیں جانتا ہے
 طفل را بود زوطی زن خبر
 بچہ کو عورت سے جماع کرنے کی لذت کی خبر نہیں ہے
 کے بود ماہیت ذوق جماع
 جماع کی لذت کی حقیقت کب ہوتی ہے؟
 لیکن نسبت کرد از روئے خوشی
 لیکن لذت کی حیثیت سے نسبت دیدی

لیک کہ داند جز او ماہیتش
 لیکن اس کی حقیقت سوائے اس کے اور کون جانتا ہے
 کس نداند جز باآثار و مثال
 کوئی شخص سوائے نشانات اور مثال کے نہیں جانتا ہے
 جز کہ گوئی ہست چوں حلوا خرا
 سوائے اس کے کہ تو کہدے کہ تیرے لئے حلوا جیسا ہے
 جز کہ گوئی ہست آل خوش چوں شکر
 سوائے اس کے تو کہدے وہ شکر جیسا خوش ذائقہ ہے
 مثل ماہیات حلوا اے مطاع
 اے جناب! حلوے کی ماہیوں جیسی
 ہاتو آل عاقل کہ تو کو دکوشی
 اس نظر نہ تیرے لئے چونکہ تو بچہ کی طرح ہے



تا بدانند کُودک آں را از مثال
تا کہ بچہ آں کو مثال سے سمجھ لے
پس اگر گوئی بدانم دُور نیست
پس اگر تو کہے کہ میں جان گیا تو بھی بعید نہیں ہے
گر کے ۲ گوید کہ دانی نوح را
اگر کوئی کہے کہ تو نوح کو جانتا ہے
گر بگوئی چوں ندانم کال قمر
اگر تو کہے کہ میں کیوں نہیں جانتا ہوں کیونکہ چاند ہیں
کُود کان خرد در کتتا بہا
چھوٹے بچے مکتبوں میں
نام او خوانند در قرآن صریح
ان کا نام صاف طور پر قرآن میں پڑھتے ہیں
راست کُودانیش تو از رُوی وصف
سچ ہے کہ تو ان کو اوصاف کے اعتبار سے جانتا ہے
ور بگوئی من چه دانم نوح را
اگر تو کہے میں حضرت نوح کو کیا جانوں؟
من ۳ گجاد استن او از گجا
میں رکھوں اور ان کا جانا کہاں
مور لنگم من چه دانم فیل را
میں لنگڑی چوٹی ہوں میں ہاتھی کو کیا جانوں؟
ایں سخن ہم راست ست از رُوی آں
یہ بات بھی صحیح ہے اس لئے کہ
عجز از ادراکِ مہیتِ عمو
اے بچہ! ماہیوں کے ادراک سے عجز
زانکہ مہیات و سیر سیر آں
کیونکہ مہیوں اور ان کے راز کا راز

گرداند مہیت باعین حال
اگر اس کی واقعی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے
ور بگوئی کہ ندانم زُور نیست
اور اگر تو کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو بھی جھوٹ نہیں ہے
واں رسولِ حق و نورِ روح را
اس اللہ کے رسول اور روح کے نور کو
ہست از خورشید و مہ مشہور تر
جو سورج اور چاند سے زیادہ مشہور ہیں
واں لہلالِ جملہ در محرابہا
اور تمام لہلالِ محرابوں میں
قصہ اش گویند از ماضی فصیح
ان کا گذشتہ قصہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں
گر چه مہیت نشد از نوح کشف
اگر چه حضرت نوح کی حقیقت واضح نہیں ہوئی ہے
آں گزیدہ حق و محض روح را
اس اللہ کے برگزیدہ اور خالص روح کو
ہمچو اوئے داند اُورا اے فتی
اے نوجوان! ان کو جیسا ہی جان سکتا ہے
پشہ کے داند اسرافیل را
پنچر حضرت اسرافیل کو کیا جانے؟
کہ بملہیت ندانیش اے فلاں
اس فلاں کی حقیقت کے اعتبار سے تو انکو نہیں جانتا ہے
حلت عامہ بود دریاب تو
عمام کی حالت ہوتی ہے تو حاصل کر لے
پیش چشم کالماں باشد عیاں
کالموں کی آنکھ کے سامنے کھلا ہوا ہوتا ہے

۱ تا بدانند۔ جب حقیقت کو سمجھانا
مشکل ہوتا ہے تو اس چیز کو مثالوں
سے سمجھایا جاتا ہے۔ پس۔ یہ علم جو
مثال سے حاصل ہوا ہے اس کو
آگ چیز کا علم بھی کہا جا سکتا ہے۔
چونکہ مثال سے بہر حال کچھ علم حاصل
ہوا ہے اور اس چیز کا جہل بھی کہا جا
سکتا ہے کیونکہ حقیقت تو نامعلوم
ہے۔

۲ گر کے۔ اگر کسی کو حضرت
نوح کا علم ان کی بعض صفات سے
حاصل ہے اور کما حقہ ان کی حقیقت
معلوم نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا بھی صحیح
ہے کہ میں حضرت نوح کو جانتا
ہوں اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ میں
ان سے واقف نہیں ہوں۔ قمر۔ یعنی
حضرت نوح۔ کتاب۔ مکتب مدرسہ۔
کشف۔ مکشوف۔ معلوم۔ گزیدہ۔
برگزیدہ۔

۳ من گجا۔ یعنی میں اس قابل
کہاں کہ ان کی حقیقت سے
ناواقف ہو سکوں۔ عجز۔ اب مولانا
صحیح فرماتے ہیں کہ حقیقت سے
ناواقفیت عوام کے شیلان شان ہے
انسان کو چاہیے کہ اپنے اندر وہ
صلاحیت پیدا کرے جس کے ذریعہ
چیزوں کی حقیقت معلوم کر سکے۔
زانکہ کامل لوگ مہیوں اور ان کے
راز کے راز سے بھی واقف ہوتے
ہیں مہیات سے اعیان ثابت مراد
ہیں اور مہیات سے مراد اسما الہی ہیں
اور مہیات کے سر سے مراد حقیقت
الہیہ ہے۔

درو جود از سیر حق و ذات اُد
 اللہ تعالیٰ اور اس کی ذات کے بارے میں وجود میں
 چونکہ آل مخفی نماںد از محر ماں
 جبکہ محرموں سے وہ پوشیدہ نہیں رہتا
 عقل ۲۔ بخشی گوید ایں دورست و کو
 بحث کرنے والی عقل کہتی ہے یہ بعید ہے کہ کہاں ہے؟
 قطب گوید مرتراے سُست حال
 قطب تجھے کہتا ہے کہ اے ست حال
 واقعاتے کہ کنونت برکشود
 وہ واقعات جو تجھ پر اب کھلے ہیں
 چوں ۳۔ رہانیدت زده زنداں کرم
 جب تجھے کرم خداوندی نے وہ قید خانوں سے آزاد کر دیا ہے
 چوں خلاصی یافتی از صد بلا
 جب تو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات پا گیا ہے
 سہل گیرش تا نگردد مُشکلت
 اس کو آسان سمجھ تا کہ وہ تیرے لئے مشکل نہ بنے
 سُوئے بحیث خویش تازاے بواحسن
 اے بواحسن! اپنی بحث کی جانب آ
 نسبت اثبات بانفی از نخست
 نسبت اور نفی کی نسبت کا شروع سے
 اثبات اور نفی کی نسبت کا شروع سے

۱۔ وجود۔ اللہ کی ذات اور اس کی
 صفات عقل اور کچھ سے دور تر ہیں پھر
 بھی کمال اولیا میں سے واقف ہوتے
 ہیں۔ ذات دھٹ۔ جبکہ اولیاء
 ذات و صفات احدیت کا علم حاصل کر
 لیتے ہیں تو کائنات کی ذات و صفات
 ان پر کئی عقلی رہ سکتی ہے۔
 عقل۔ بحثی۔ یعنی فلسفی کی
 عقل یہ کہتی ہے کہ ذات و صفات
 کے بارے میں جو الفاظ ہیں وہ حقیقی
 معنی پر محمول ہونا چاہیے لہذا انہیں
 قبول کی جائے گی اور ان کو قبول معنی
 میں سمجھنا ضروری ہے۔ قطب۔ ولی
 جو واقف حال سے کہتا ہے کہ چونکہ
 یہ باتیں فلسفی کی عقل سے بالاتر ہیں
 لہذا اس کو محال نظر آتی ہیں۔
 واقعاتے۔ فلسفی کی عقل کا حال تو یہ
 ہے کہ جب تک چیز وقوع میں نہ
 آئے اس کو محال قرار دیتا ہے جب
 اس کا وقوع ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتا
 ہے۔ زمین کہتے کہتے کہ وہیل سمجھا جاتا تھا
 اور آسمان کو متحرک مانا جاتا تھا اب
 زمین کو متحرک مانا گیا ہے۔

۳۔ چوں۔ رہبانیت۔ جب
 انسان مجاہدے کرتا ہے تو وہ پانچوں
 ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس
 کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور کشف
 شہود کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تیرے
 سداں تھا جس میں بنی اسرائیل
 چالیس سال تک سرگرداں رہے۔
 چوں خلاصی۔ جب اللہ کے کرم نے
 سینکڑوں مصیبتیں مٹا دیں تو افلاس
 اور فقر کی مصیبت کو بھی ڈال دے گا
 جب حواس اور حواسوں سے آزادی مل
 گئی تو کشف و شہود بھی میسر آ جائے
 گا۔ بحث خویش۔ یعنی نفی اور اثبات
 کی بحث میں سخن۔ یعنی باتوں کے

جمع و تفریق میان نفی و اثبات یک چیز از رُوئے نسبت و اختلاف جہت

ایک چیز کے بارے میں اقرار اور انکار کا جمع ہونا اور نہ ہونا جہت اور نسبت کے اختلاف کی وجہ سے ہے



ہر ایک کی بحث۔ بواحسن۔ اس سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے ہر مخاطب مراد سے جمع و تفریق نفی اور اثبات ایک جگہ
 جمع بھی ہو جاتے ہیں اور ان میں تفریق بھی ہے حیثیت اور جہت بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے ایک ہی چیز کے ایک
 حیثیت اور جہت سے معلوم عدوی حیثیت اور جہت سے معلوم ہے۔

نہی آل ایک چیز و اثبات رواست
ایک ہی چیز کی نفی اور اثبات درست ہے
عَلَمِيَّتْ اِذْ رَمِيَّتْ اِلْتِمَاتِ اسْت
تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نہ پھینکا نسبت کے اعتبار سے
آل تو اقلندی چو بروست تو بود
تو نے پھینکا جبکہ تیرے ہاتھ سے ہوا
زورِ آدمِ زاہد را حدے بود
انسان کی طاقت کی ایک حد ہے
مُشْتِ مُشْتِ تَسْتِ وَاَقْلَنْدَنْ زِمَا سْت
مثنی تو تیری مثنی ہے اور پھینکا تھا ہے

يَعْرِفُونَ الْاَنْبِيَاءَ اَضْدَادُهُمْ
انبیاء کو ان کے مخالفین پہچانتے ہیں
بچھوں فرزندان خود دانند شان
ان کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں
ليک از رشک و حسد نہاں کنند
لیکن رشک اور حسد سے چھپا جاتے ہیں
پس چو يعرفِ گفت چوں جائے دگر
پس جبکہ وہ پہچانتا ہے 'فرمایا دوسری جگہ کیوں
اَنْهَمْ تَحْتِ قُبَانِي كَلْمُونِ
وہ میری قبائلی کے نیچے چھپے ہوئے ہیں
ہم ۳ بہ نسبت گیر اس مثنوح را
اس کلمی ہونے کی بات کو بھی تو نسبت کی وجہ سے سمجھ لے
زیرِ نمطِ بسیار آمد در خمیر
اس طرح کی بات حدیث میں بہت آئی ہے

چوں جہت شد مختلف نسبت و توانست
جب جہت بدل گئی نسبتیں وہ ہو گئیں
نہی و اثبات ست ہر دو مثبت است
نفی اور اثبات ہے دونوں درست ہیں
تو نیفکندی کہ قوت حق نمود
تو نے نہیں پھینکا چونکہ طاقت اللہ نے دی ہے
مُشْتِ خَاکِ اِشْکَسْتِ لَشْکَرِ كِ شُود
مُشْتِ خَاکِ اِشْکَسْتِ لَشْکَرِ كِ شُود
ایک مثنی مثنی ایک لشکر کی شکست کا سبب ہو سکتی ہے
زیرِ دو نسبتِ نفی و اثبات رواست
ان دو نسبتوں کی وجہ سے اس کی نفی اور اثبات درست ہے

مِثْلَ مَا لَا يَشْتَبِهَ اَوْلَادُهُمْ
اس طرح جس طرح کان کو اپنی اولاد میں شبہ نہیں ہوتا ہے
مَنْکَرَا اِلْبَصْدِ وِ لَيْلِ وِ صَدِّ نِشَا
منکر لوگ دیلوں اور سینکڑوں ملا توں سے
خوشستن را برندانم می زیند
اپنے آپ کو ہم نہیں جانتے 'کا صدقہ بتاتے ہیں
گفت لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي فَلَرُ
ان کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا پس رہنے دے فرمایا
جُو کہ یزداں شان نداندز آزمون
ان کو خدا کے سوا آزمائش سے کوئی نہیں جانتا ہے
کہ بدانی و قدانی نوح را
کہ تو نوح کو جانتا بھی ہے اور نہیں جانتا ہے
کال بہ نسبت باشد اے جاں معتبر
اے جان! کہ وہ نسبت کی وجہ سے حیر ہوتی ہے

۱۔ مازنیٹ۔ جنگ بد میں
آنحضرت نے ایک مثنی مثنی و مثنوں کی
طرف چھٹکی جس سے دانہ سے اور
شکست یاب ہو گئے چونکہ آنحضرت
نے اپنے ہاتھ سے وہ مثنی پھینکی تو
پھینکنے کی نسبت آنحضرت کی طرف کی
گئی اور چونکہ اس پھینکنے نے وہ کام کیا
جو آنحضرت کا دلہنی نہ تھا اس لئے پھینکنے
کی آنحضرت سے نفی کر دی گئی۔

۲۔ یغور فون۔ انبیاء کے بارے
میں فرمایا گیا ہے جو اولیاء پر بھی صادق
ہے کہ منکرین ان کو ایسا ہی جانتے
ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں
پھر فرمایا گیا ہے کہ اولیاء میرے دامن
میں چھپے ہوئے ہیں ان کو میرے سوا
کوئی نہیں جانتا ہے۔ چونکہ جانا اور
نہ جانا ہے چونکہ جانا اور نہ جانا وہ
حیثیتوں سے ہے لہذا دونوں باتیں
درست ہیں۔

۳۔ ہم بہ نسبت۔ حضرت نوح
کو جانا اور نہ جانا بھی اسی اعتبار سے
سمجھ لے زیرِ نمط۔ حیثیت اور
جہت بدل جانے سے دو متضاد حکم
بہت ہی چیزوں پر لگائے گئے ہیں۔
مسئل۔ کسی کی فنا کا مسئلہ بھی اسی
نوعیت کا ہے کہ مختلف حیثیتوں کے
اعتبار سے اس کو فانی اور باقی کہا جاتا
ہے۔

مسئلہ فنا و بقائے درویشِ کامل

کمال درویش کی فنا اور بقا کا معاملہ

گفت قائل در جاں درویش نیست

ایک کھنے والے نے کا دنیا میں کوئی درویش نہیں ہے

ہست از رُوئے بقائے ذاتِ او

اس کی ذات کی بقا کے اعتبار سے وہ

چوں زبانہ شمع پیش آفتاب

جیسا کہ شمع کا شعلہ صبح کے بالمقابل

ہست باشد ذاتِ اوتا تو اگر

اس کی ذات موجود ہوتی ہے کہ حتیٰ کہ اگر تو

نیست باشد روشنی ندید ترا

معدم ہوتا ہے تجھے روشنی نہیں دیتا ہے

دروا و صد من شہید یک و قیہ زخل

۱۰ سو من شہد میں ایک لوقیہ سر کہ

نیست باشد طعمِ خن چوں می پشی

جب تو چکھے گا سر کہ کا مزہ معدوم ہو گا

پیش شیر کے آہوئے بیہوش شد

ایک ہرن شیر کے سامنے بے ہوش ہو گیا

ایں قیاسِ ناقصاں بر کارِ رب

اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ناقصوں کا یہ قیاس

نبض عاشق بے ادب برمی جہد

عاشق کی نبض بلا لحاظ ادب تڑپتی ہے

بے ادب تر نیست زوکس در جہاں

دنیا میں اس سے زیادہ بے ادب کوئی نہیں ہے

در بود درویش آل درویش نیست

اور اگر درویش ہو گا تو وہ درویش نہیں ہے

نیست گشتہ وصف او در وصفیت ہو

اس کا وصف اہل کے وصف میں نیست ہو گا

نیست باشد ہست باشد و حساب

نہیں ہے ہوتا ہے لیکن حساب میں ہے ہوتا ہے

بر نہی پنبہ بسوزد زان شرر

روٹی رکھتے وہ اس شعلہ سے جل جائے گی

کردہ باشد آفتاب اورا فنا

صبح نے اس کو فنا کر دیا ہوتا ہے

چوں در آفگندی و دروے گشت خل

جب تو نے ذال دیا اور وہ اس میں حل ہو گیا

ہست یک و قیہ فزوں چوں میکشی

جب تو وزن کرے گا ایک لوقیہ بڑھا ہوا ہے

ہستیش در ہست اورو پوش شد

اس کی ہستی اس کی ہستی میں چھپ گئی

جوشش عشق ست نرترکِ ادب

ادب کو ترک کرنے کی وجہ سے نہیں عشق کا جوش ہے

خولیش را در کفہ شد می نہد

اپنے آپ کو شاہ کے پلڑے میں رکھتی ہے

با ادب تر نیست زوکس در نہاں

در پر وہ اس سے زیادہ با ادب کوئی نہیں ہے

۱۔ در بود یعنی اگر وہ موجود ہے تو اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہے اور اس کو بقا باللہ حاصل ہے۔ چون زبان دن میں صبح کے سامنے اگر شمع روشن کرو تو اس پر متضاد حکم لگ سکتے ہیں چونکہ آفتاب کی روشنی کے سامنے اس کی روشنی ماند پڑ گئی ہے تو کہہ سکتے ہو کہ وہ روشن نہیں ہے اور اس حیثیت سے کہ اس کی لور روٹی رکھو وہ جل جائے گی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ روشن ہے۔

۲۔ در و صد۔ اگر دو سو من شہد میں ایک سر کہ ملا دو تو کہہ سکتے ہو کہ سر کہ معدوم ہے چونکہ اس کا کوئی مزہ چکھنے میں معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ سر کہ موجود ہے اس لئے کہ وزن کر کے تو وہ دو سو من ایک سر ہو گا۔ لوقیہ چالیس درہم کا وزن ہمزہ کو حذف کر کے قیہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

۳۔ پیش۔ ہرن جب شیر کے سامنے بیہوش ہو گیا تو وہ فانی بھی ہے اور باقی بھی ہے اس قیاس۔ فنا و بقا میں یہ مثالیں جو دی گئی ہیں وہ حضرت حق کی شہانِ شان نہیں ہیں لیکن ان کا بیان کرنا عشق و محبت کے جوش میں ہوا ہے ترکِ ادب مقصود نہیں ہے نبض عاشق۔ عشق الہی کا دعویٰ ایک وجہ میں برابری کا دعویٰ ہے اس لئے کہ عاشق و معشوق میں لا محالہ کوئی نسبت ہونی ہے اور ممکن واجب کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ بے ادب۔ عاشق و عشق کی مستی میں گستاخانہ باتیں بول جاتا ہے لیکن وہ گستاخی اس وقت گستاخی ہے جب اس کی نسبت عاشق کی طرف ہو لیکن چونکہ اس کو فنا کا وجہ حاصل ہے اور وہ باتیں اس کی ذات سے منسوب نہیں ہیں لہذا وہ گستاخی نہیں ہے۔



ہم یہ نسبت اداں وفاق اے منتخب
اے برگزید جمع ہونا بھی نسبت کی وجہ سے سمجھ
بے ادب باشد چو ظاہر بنگری
جب تو دیکھے گا وہ بظاہر بے ادب ہو گا
چوں بہاٹن بنگری دعویٰ کجاست
جب تو حقیقت کو دیکھے گا دعویٰ کھل ہے؟
مات ۲ زید زید اگر فاعل بود
”زید سر گیا“ زید اگرچہ فاعل ہے
اُو زوئے لفظ نحوی فاعل ست
وہ نحوی اصطلاح کے اعتبار سے فاعل ہے
فانے چہ کو چنان مقہور شد
وہ فاعل گیا و ایسا مطلوب ہے

اس دو ضد با ادب با بے ادب
با ادب ’ اور بے ادب ان دو ضدوں کا
کہ بود دعویٰ عشقش ہم سری
کیونکہ اس کا عشق کا دعویٰ برابری ہے
اُو ودعویٰ پیش آں سلطان فناست
وہ اور اس کا دعویٰ شاہ کے سامنے معدوم ہیں
لیک فاعل نیست کو عاقل بود
لیکن وہ کرنے والا نہیں ہے، کیونکہ وہ بیکار ہے
ورنہ او مفعول و موش قاتل ست
ورنہ وہ مفعول ہے اور موت اس کی قاتل ہے
فاعلیہا جملہ ازوے دور شد
تمام فاعل اس سے دور ہو گئی ہے

۱ ہم یہ نسبت اس کا با ادب ہونا
اور بے ادب ہونا بھی نسبت کے
اختلاف سے صحیح ہے اگر وہ باتیں اس
کی ذات کی طرف منسوب ہوں تو
بے ادب ہے، اگر ذات باری کی
طرف ہوں تو یہ با ادب ہے۔ چوں
بہاٹن۔ چونکہ اس کو فنا فی الذات کا
مرتبہ حاصل ہو گیا ہے لہذا اس کا اپنانہ
کوئی دعویٰ ہے نہ کوئی ذات۔

۲ مات زید۔ نحوی ترکیب کے
اعتبار سے مات فعل ہے اور زید اس کا
فاعل ہے یہ محض لفظی بات ہے ورنہ
زید میں موت کی حالت میں فاعلیت
اور کرنے کی صلاحیت کہاں ہے وہ
راصل مفعول اور مقتول ہے۔ موت
اس کی قاتل ہے۔ فاعلے فنا کے
بعد فاعل بننے کی صلاحیت ہی باقی
نہیں ہے لہذا فعل کی اس کی طرف
نسبت نہیں کی جاسکتی۔

۳ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ وہ وکیل اپنی جان سے
قطع نظر کر کے بادشاہ کے سامنے
پیش ہوا اسی طرح عاش اپنی ذات و
صفات سے قطع نظر کر لیتا ہے۔
صدرش۔ یعنی وہ غلام صدر جہاں کے
دربار سے روپوش ہو گیا۔ کہستان۔
ایک شہر کا نام ہے۔ خلاعت۔ مرض یا
فراق سوزنا۔

قصہ ۳ وکیل صدر جاں کہ متہم شد و از بخارا گریختہ از
صدر جہاں کے وکیل کا قصہ جو متہم ہو گیا تھا اور جان کے ڈر سے بخارا سے بھاگ گیا
بیم جاں، باز عشقش گریباں گرفت کہ کار جاں بہر
تھا پھر عشق نے اس کا گریبان پکڑا کہ محبوب کے لئے جان کا معاملہ
جاناں سہل باشد عاشقان را
عاشقوں کے لئے آسان ہوتا ہے

در بخارا بندہ صدر جہاں
بخارا میں صدر جہاں کا ایک غلام
مدت وہ سال سرگرداں بکشت
وہ سال تک لا لا پھرا
از پس وہ سال او از اشتیاق
وہ سال کے بعد و عشق کی وجہ سے
گفت تاب فرتم زیں یس نماند
اس نے کہا اس کے بعد جدائی کی طاقت مجھ میں نہیں رہی ہے
متہم شد گشت از صدرش نہاں
متہم و گیا، اس کے ہمارے غائب ہو گیا
کہ خراسان گہ کہستان گاہ دشت
کبھی خراسان میں کبھی کہستان میں کبھی جنگل میں
گشت بے طاقت ز یام فراق
جدائی کے زمانہ سے بے بس ہو گیا
صبر کے داند خلاعت را نشاند
صبر، فراق کے ڈر کو کہہ کر فرد کر سکتا ہے؟

از افریق این خاکہا شورہ شود
 فراق سے یہ زمینیں شور بن جاتی ہے
 پاؤ جاں افزا و خم کرد و با
 روح پرور ہوا ' ناموافق و با بن جاتی ہے
 باغ چوں بخت شود وازا لمرض
 جنت جیسا باغ بہاری کا گھر بن جاتا ہے
 عقل و راک از فراق دو ستار
 دوستوں کی جدائی ہے ' حساس عقل

دوزخ از فرقت چنان سوزاں شدہ است
 دوزخ فراق سے اس قدر جلانے والی بن گئی ہے
 گر بگویم از فراق چوں شرار
 آگ میں پتنگاریوں جیسے فراق کے متعلق کہوں
 پس ز شرح سوز او کم زن نفس
 لہذا اس کی سوز کی تشریح نہ کر
 ہر چیز ازوے شاد گردی در جہاں
 تو دنیا میں جس چیز سے خوش ہو
 زانچہ گشتی شاد بس گس شاد شد
 جس چیز سے خوش ہوا ہے بہت سے خوش ہو چکے ہیں
 از تو ہم بچید تو دل بروے منہ
 وہ تجھ سے بھی نکل بھاگے گی اس سے دل نہ لگا
 ہچو مریم گوئی پیش از فوت ملک
 ہچو مریم گوئی پیش از فوت ملک

آخر ازوے بخت و ہچوں باد شد
 بالآخر اس سے د چیز چلی گئی اور ہوا جیسی ہو گئی
 پیش از ازاں کو بچید از تو تو بچہ
 اس سے پہلے کہ وہ تجھ سے بھاگے تو اس سے بھاگ جا
 نفس را کثوڈ بالر حمن منک
 نفس سے ہیں تجھ سے اللہ کی پنہ چاہتا ہے

۱۔ از فراق۔ زمین پانی کی جدائی
 سے شجر بن جاتی ہے اور پانی روٹی کی
 جدائی ہے گدلا اور گندہ بن جاتا ہے۔
 با۔ ہوا صفائی کی جدائی سے ناموافق
 اور با بن جاتی ہے۔ آتش آگ
 ایندھن کی جدائی سے راکھ بن جاتی
 ہے۔ باغ۔ موسم بہار کی جدائی باغ کو
 ہر مرض کا گھر بناتی ہے اور مرض کی جد
 سے اس کے پتے زرد ہو کر گرنے
 لگتے ہیں۔ عقل۔ دوستوں کی جدائی
 عقل کو ایسا مہوت کر دیتی ہے جس
 طرح تیر انداز کمان ٹوٹ جانے سے
 مہوت بن جاتا ہے۔

۲۔ دوزخ۔ خدا کی رحمت کی جدائی
 میں جہنم پر سوز بنی ہوئی ہے بید کا
 درخت طاقت کے فراق سے لڑتا
 ہے۔ گر بگویم۔ فراق کے اثرات کا
 بیان قیامت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔
 پس۔ فراق کے اثرات کی تفصیل میں
 پڑنے کی بجائے الامان الامان کہنا
 چاہیے۔

۳۔ ہرچہ دنیا کی خوشگن چیز فراق
 کا داغ دینے والی ہے زانچہ دنیا کی
 خوشگن چیزوں نے بہت سوں کو فراق
 میں مبتلا کیا ہے۔ پیش از ازاں۔ اس چیز
 کے جدا ہونے سے پہلے ہی اگر تو اپنا
 دل اس سے ہٹا لے گا تو فراق کی
 تکلیف نہ ہوگی۔ ہچو مریم۔ جس
 طرح مریم نے خدا کی پنہ حاصل کی
 تھی تو بھی دنیا کی خوشگن چیزوں سے
 خدا کی پنہ حاصل کر لے اور ان کے
 فوت ہونے سے قبل ہی خدا کی
 طرف رجوع کر لے۔

پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر مریم بوقت
 حضرت جبرئیل کا آدمی کی صورت میں غسل اور برہنگی کی حالت میں حضرت
 غسل و برہنگی و پنہا گرفتن او بحق تعالیٰ
 مریم کے سامنے رہنا ہوتا ہے اور ان کا اللہ تعالیٰ سے پنہ مانگنا

دید مریم صورتے بس جانفزا
حضرت مریم نے ایک روح ہمد صہت دیکھی
پیش او ہر دست از روئے زمین
ان کے سامنے زمین سے نکل آئے
از زمیں ہر دست خوبے بے نقاب
ایک حسین بے نقاب زمین سے نمودار ہوا
گزرہ ۲ بر اعضائے مریم او قناد
حضرت مریم کے اعضاء پر لکھی طاری ہو گئی
صورتے کہ یوسف اردیدے عیال
وہ ایسی صورت تھی کہ حضرت یوسف اس کو دیکھ لیتے
ہمچو گل پیشش بروید او ز گل
وہ زمین سے پھول کی طرح ان کے سامنے آگ آئے
گشت مریم بیخود و در بیخووی
حضرت مریم بے اختیار ہو گئیں اور بیخووی میں
زانکہ سہادت کردہ بوداں پاک جیت
کیونکہ ان پاکدامن نے عادت ذل رکھی تھی
چوں جہاں را دید ملکہ بیقرار
چونکہ انہوں نے دنیا کو بے نگاہ ملک سمجھ لیا تھا
تا بگاہ مرگ حصے باشدش
تاکہ موت کے وقت وہ ان کا قلم بنے
از پناہ حق ہمارے بہ ندید
انہوں نے اللہ کی پناہ سے زیادہ بہتر کوئی قلم نہیں دیکھا
چوں بدید آں غم زبائے عقل سوز
جب انہوں نے وہ عقل سوز لائیں دیکھیں
شاہ و لشکر خلقہ در گوشش شدہ
شاہ اور لشکر اس کے حلقہ بہ گوش بن گئے تھے

جانفزائے لڑبائے در خلا
فلوت میں جو بڑی روح پرورد لہ لہا تھی
چوں مہ و خورشید آں روح الامیں
جبرئیل چاند لہ سورج جیسے
آسچنال گز شرق روید آفتاب
جس طرح مشرق سے سورج نمودار ہوتا ہے
کو برہنہ بود ترسید از فساد
کیونکہ وہ ننگی تھیں لہ خرابی سے ڈریں
دست از حیرت مدیدے چوں ذناب
موتوں کی طرح حیرت سے ہاتھ کاٹ لیتے
چوں خیالے کہ بر آرد سر ز دل
جس طرح خیال دل سے سر اجاتا ہے
گفت حکیم در پناہ ایزدی
فرمایا میں خدا کی پناہ میں آتی ہوں
در ہزیمت درخت درون سوسے مغیب
ماجری میں غیب کی طرف رجوع کرنے کی
حازمانہ ساخت زان حضرت حصار
پختہ کاری سے اس دہار کو قلعہ بنا لیا تھا
کہ نیابد خصم راہ مقصدش
تاکہ شیطان اپنے مقصد کا راستہ نہ پائے
یورتگہ نزدیک آں دژ بر گزید
اس قلعہ کے نزدیک انہوں نے قیامگاہ منتخب کی
کہ از وی شد جگر ہاتیر دوز
جس سے جگر زخمی ہوتے تھے
خسروان ہوش بیہوش شدہ
عقل کے شہنشاہ بیہوش ہو گئے تھے

۱۔ در خلا۔ حضرت مریم نے لوگوں سے گوشہ تہائی اختیار کر لیا تھا۔ روح الامیں۔ حضرت جبرئیل زمین سے نمودار ہوئے تھے بے نقاب۔ حضرت جبرئیل بے حجاب اس طرح نمودار ہوئے۔ جس طرح مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے۔

۲۔ گزرہ۔ حضرت جبرئیل کے نمودار ہونے سے حضرت مریم گھبرا گئیں اور ہنہ تھیں سمجھیں کوئی خرابی پیش نہ آجائے۔ صورت۔ حضرت جبرئیل ایسی حسین صورت میں نمودار ہوئے کہ اگر حضرت یوسف ان کو دیکھتے تو ان کے حسن سے بہوت ہو کر اس طرح اپنا ہاتھ کاٹ لیتے جس طرح ان کے حسن سے بہوت ہو کر زمان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ گفت۔ حضرت مریم نے گھبرا کر فرمایا تھا۔ قیسی انخوذ بلو حصن۔ میں خدا کی پناہ پلائی ہوں۔

۳۔ زانکہ۔ حضرت مریم کی یہ عادت تھی کہ ہر پریشانی میں وہ خدا کی پناہ چاہ لیتی تھیں۔ بے قرار۔ ناپائیدار۔ حازمانہ۔ پختہ کاری۔ حصار۔ قلعہ۔ یورتگہ۔ قیام کی جگہ۔ دژ۔ قلعہ۔ لغزہ۔ یعنی حضرت جبرئیل کے ناز و ادا شاہ و لشکر۔ یا شاعر حضرت جبرئیل کی تعریف میں ہیں۔

صد ہزاراں شاہ مملوکش برق ا
 لاکھوں بادشاہ غلامی کی وجہ سے اس کے مملوک ہو گئے تھے
 زہرہ نے مر زہرہ را تا دم زند
 زہرہ کے پتے نہیں کہ دم سے
 من چہ گویم چوں مرا بروخت است
 میں کیا بتاؤں جبکہ اس نے مجھے چھٹی کر دیا ہے
 دود آں نارم ولیم من برو
 میں اس آگ کا دھواں ہوں میں اس کی نشانی ہوں
 خود نباشد آفتابے را دلیل
 سورج کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی
 سایہ کہ بود تا دلیل او بود
 سایہ کیا ہوتا ہے جو اس کی دلیل بنے
 ایں جلالت در دالت صادق است
 یہ بڑی اپنی دالت میں سچی ہے
 جملہ ۳ اوراکات بر خربائے لنگ
 تمام اوراکات نکلنے لگے گدھوں پر سوار ہیں
 گر گریز دس نیابد گردشہ
 اگر شاہ بھاگے کوئی اس کی گرد نہیں پا سکتا
 جملہ ۴ اوراکات را آرام نے
 جملہ اوراکات کو سکون نہیں ہے
 آں یکے دہے چو بازے می پرد
 ایک خیال باز کی طرح اڑتا ہے
 وال دگر چوں کشتی بابا دباں
 اور دوسرا بادبان والی کشتی کی طرح ہے

صد ہزاراں بدر را دادہ بدق
 لاکھوں چوہویں کے چاندوں کو اس نے گھٹاؤ میں مبتلا کر دیا تھا
 عقل گلش چوں بہ بیند کم زند
 جب اس کو عقل گل دیکھ لے گا وہاں چھوڑ دے
 و ماہم را دمگہ او سوخت است
 اس کے مظاہر نے میرا گلا جلا دیا ہے
 دوزاں شہ باطل ما عبروا
 اس شہ سہرے لوگوں نے جو تعبیر کی ہے وہ باطل ہے
 جز کہ نور آفتاب مستطیل
 سورج کے لئے نور کے سوا
 ایں بستش کہ ذلیل او بود
 اس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اس کا تابع ہو
 جملہ اوراکات پس او سابق است
 تمام اوراکات پیچھے ہیں وہ آگے ہے
 او سولہ باد پراں چوں خدنگ
 وہ تیر کی طرح اڑنے والی ہوا پر سوار ہے
 ور گریزند او بگیرد پیش رہ
 اور اگر لوگ بھاگیں تو وہ شہ آگے کا راستہ روک دے
 وقت میدانست وقت جام نے
 میدان کا وقت ہے جام کا وقت نہیں ہے
 وال یکے چوں تیر مغفر می درو
 اور ایک تیر کی طرح خود کو پھلاتا ہے
 وال دگر اندر ترا جمع ہر زماں
 اور دوسرا ہر وقت تردد میں ہے

۱۔ برق۔ غلامی۔ دق۔ گھاٹو۔
 کمزوری۔ زہرہ نے اس کے ذہن سے پتے
 زاکے پیش سے ستارے کا نام ہے۔
 عقل گل۔ عقل گل۔ من چہ گویم۔
 یہاں سے مولانا نے حضرت جبرئیل
 کی حسن کے ذکر سے اللہ کے جمال
 کی طرف گریز کیا ہے۔ دمگہ۔ گھاٹو
 صنعت۔ دور۔ یعنی میں اور تمام مخلوق
 اس کے آثار ہیں اور اثر موثر کے وجود
 کی دلیل ہوتا ہے لہذا میں اس کے
 وجود دلیل ہوں اس کے علاوہ ذات
 باری کی جو تعبیرات ہیں وہ صحیح تعبیریں
 نہیں ہیں۔

۲۔ خود۔ سورج کا وجود کسی دلیل کا
 محتاج نہیں ہے۔ آفتاب آمد دلیل
 آفتاب سایہ مولانا نے اپنے آپ کو
 دھواں قرار دے کر خود کو دلیل کہا تھا اب
 فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے
 سایہ کی کیا حقیقت ہے کہ وہ سورج کی
 دلیل بن سکے جملہ اوراکات۔ یعنی وہ
 تمام اوراکات سے اوراوا ہے۔

۳۔ جملہ اوراکات۔ ہلاری دلیل
 اوراوا کی وجہ باری سے ہی نسبت
 سے جو خربائے اور ہوا پر سوار کی نسبت۔
 خربائے اس کو بھی نہیں پکڑ سکتا۔
 گر گریزند۔ ذات حق انسان سے
 قریب بھی ہے اور اس کے اوراک
 سے بعید بھی ہے۔ جملہ اوراکات۔
 انسان کے جس قدر اوراکات ہیں وہ
 کوئی بھی اس کی حقیقت تک پہنچ کر
 مطمئن نہیں ہے پھر بھی جستجو جلدی
 ذہنی ضروری ہے۔ آں یکے انسان
 کے اوراکات مختلف ہیں کسی کا اوراک
 تیز سے اور کسی کا اوراک موانع
 اور حیلات کو دور کرنے اور ہٹانے والا
 ہے۔ ہاں اگر ایک کے ہم خیال کی
 روانی کشتی کی سی ہے تراجم تردد



چوں شکارے امی نماید شاں ز دور
 جب ان کو کوئی شکار سے نظر آتا ہے
 چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند
 جب وہ غائب ہو جاتا ہے سب حیران ہوتے ہیں
 منتظر چشمے بہم یک چشم باز
 اس طرح پر چشم کہ ایک آنکھ کھلی ہوئی ایک آنکھ بند
 چوں بماند دیر گویند از ملال
 جب وہ دیر تک کھلی رہتا ہے تھک کر کہتے ہیں
 مصلحت ۲ آنست تا یک ساعت
 مصلحت یہ ہے کہ تھوڑی دیر
 گر نبودے شب ہمہ خلقاں ز آرز
 اگر رات نہ ہوتی تمام لوگ حرص کی وجہ سے
 از ہوں وز حرص سود اند و خشن
 ہوں اور نفع کمانے کے لئے حرص سے
 شب پدید آید چون رخ رحمت
 رحمت کے خزانے کی طرح رات ہو جاتی ہے
 چونکہ ۳ قبضے آیدت اے را ہرو
 اے سالک! جب تجھ پر قبضہ طہی ہو
 زانکہ در خرجی درال بسط و کشاد
 کیونکہ تو اس قبضہ میں بسط میں صرف کرتے ہیں ہے
 گر ہمارہ فصل تابستان بدے
 اگر ہمیشہ گرمی کا موسم ہو
 ملبش را سوختے از بنخ و بن
 اس کی کپڑوں کو جڑ اور بنیاد سے ایسا جلا دیتی
 گر تر شروست آل وے مشفق ست
 اگر وہ خزاں تر شرو ہے تو مہربان بھی ہے

جملہ حملہ می فزاید آل طیور
 وہ سب پرندہ حملہ کرتے ہیں
 ہچو پندہاں سوائے ہر ویراں شوند
 انہوں کی طرح ہر دیرانے میں چلے جاتے ہیں
 تاکہ پیدا گردد آل صید نیاز
 تاکہ وہ نیر مندی کا شکار نظر آ جائے
 صد بود آل خود عجب یا خود خیال
 تعجب سے وہ شکار تھا یا خود خیال تھا
 قوتے گریند و زور از راحت
 آرام کے ذریعہ قوت اور طاقت پیدا کر لیں
 خوشستن را سوختندے زا ہتر از
 بھاگ دوڑ میں اپنے آپ کو جلا ڈالتے
 ہر کے داداے بدن راستوختن
 ہر شخص جسم کو بھونک ڈالتا
 تا ہند از حرص خود یک ساعت
 تاکہ تھوڑی دیر کے لئے حرص سے نجات پا جائیں
 آل صلاح تست آئس دل مشو
 وہ تیری بھلائی ہے مایوں دل نہ بن
 خرج را و خلے ببايد ز اعتدال
 خرچ کے لئے ذخیرے میں سے آمد چاہیے
 سوزش خورشید در بستاں زدے
 سورج کی گرمی باغ کو بھونک دیتی
 کہ دگر تاز لکشتے آل گہن
 کہ وہ پرانا کبھی تر و تازہ نہ بننا
 صیف خندانست و لٹا مخرق ست
 گرمی کا موسم مسکرانے والا ہے لیکن جلانے والا ہے

۱ شکار۔ کوئی چمکی۔ آل طیور۔
 یعنی حواسِ بندگان۔ یعنی اس چمکی کے
 اور اک سے محروم ہو کر بیٹھ جاتے
 ہیں۔ منتظر۔ انسان شکار پر تیر وغیرہ
 چلانے کے وقت ایک آنکھ بند کر لیتا
 ہے ایک آنکھ سے نشانہ باندھتا ہے۔
 کلید۔ یعنی کھلی۔ چوں۔ یا وہی میں
 سوختے لگتا ہے کہ وہ کوئی چمکی بھی یا شخص
 غیر آدمی خیال تھا۔

۲ مصلحت۔ ان حالات میں
 سالک اور مجاہد کے لئے مناسب ہے
 کہ وہ آرام کرے تاکہ اس میں طاقت
 پیدا ہو جائے۔ گر نبودے۔ اللہ تعالیٰ
 نے رات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ
 انسان اس میں آرام کر لے اور تھکن
 دور کر لے۔ ہتر از۔ حرکت کرنا۔ از
 ہوں۔ اگر رات نہ ہوتی تو کھلی کے
 لالچ میں ہر وقت مصروف کار رہ کر
 بدن کو تلو کر لیتا۔ شب۔ صلیت کا وجود
 انسانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔
 ۳ چونکہ۔ قبض کی حالت میں
 وہ تمام قوائے باطنی جمع ہو جاتے ہیں
 جو وسط کی حالت میں خرچ ہو رہے
 تھے۔ آئس۔ مایوں۔ دخل۔ آمدنی۔
 اعتدال۔ جمع کرنا۔ گر ہمارہ۔ موسمی
 تغیرات رحمت خداوندی ہیں۔
 ملبش۔ کھیت کیاری۔ دے۔ خزاں کا
 موسم اگر چہ ناگوار ہے لیکن اس میں
 بھی خوبی ہے۔ صیف۔ موسم گرما میں
 اگر چہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے لیکن
 پھول بھی کھلتے ہیں۔

تازہ باش و چیس میفکن بر جبین
 بازہ رو پیشانی پر شکن نہ ڈال
 غم جگر را باشد و شادی ز ششش
 غم جگر کے لئے ہے اور خوشی پیچہ پورے سے ہے
 چشم عاقل در حساب آخرست
 عقلمند کی نظر آخرت کے حساب پر ہے
 ویر ز قصاب آخرش بیند تلف
 اور یہ تصلاً سے بالآخر اپنی ہلاکت دیکھتا ہے
 بہر لحم ما ترازوے نہہاد
 اس نے ہلکے گوشت کیلئے ترازو تیار کر لی ہے
 بے عوض دادست و از محض عطا
 مفت عنایت کی ہے اور خاص عطیہ ہے
 چونکہ حق گفت کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ
 جبکہ اللہ نے تجھ سے فرمایا اس کا رزق کھاؤ
 کال گلو گیرت نباشد عاقبت
 اس لئے کہ انجام میں وہ تیرا گلا پکڑنے والا نہ ہوگا
 کو خورندہ لقمہائے راز شد
 جو امر کے لقمے کھانے والا بنا
 در فطام او بے نعمت خوری
 اس کا دودھ پھرانے میں بہت سی نعمتیں کھائے گا
 از حکیم غزنوی بشنو تمام
 حکیم غزنون سے سنا لے
 آل حکیم غیب و فخر العارفین
 اس امر کے والد اور عارفوں کے فخر نے
 زانکہ عاقل غم خورد و کودک شکر
 کیونکہ عقلمند کھاتا ہے بچہ شکر کھاتا ہے

چونکہ قبض آمد تو دروے بسط ہیں
 جب قبض طاری ہو تو اس میں بسط کا مشاہدہ کر
 کو دکاں خندان و دانایاں ترش
 بچے خوش ہیں اور عقلمند غمگین ہیں
 چشم کودک ہموخر در آخرست
 بچے کی نظر گدھے کی طرح آخور پر ہے
 او در آخر چرب می بیند علف
 وہ آخور میں لذیذ گھاس دیکھتا ہے
 آل بھلف تلخ است کیں قصاب داد
 جو گھاس تصالی نے دی ہے وہ کڑوی ہے
 روز حکمت خور علف کال را خدا
 چا دانائی کی گھاس کھا جو خدا نے
 فہم ناں کردی نہ حکمت اے رہی
 اے بندے! تو روٹی سمجھتا نہ کہ حکمت
 رزق حکمت بہ بود در مرتبت
 رتبے میں حکمت کا رزق بہتر ہوتا ہے
 ایں وہاں بستی دہانے باز شد
 تو نے یہ من بند کیا تو ایسا من کھلا
 گرز شیر ایں دیوتن را و ابری
 اگر تو اس جسم کے شیطان کو دودھ پھالے گا
 ترک جو شے کردہ ام من نیم خام
 میں نے وہ کچھ کو جوش نہیں دیا ہے
 در الہی نامہ گوید شرح ایں
 اس کی شرح الہی نامہ میں بیان کیا ہے
 غم خور و نان غم افزایاں مخور
 غم کھالے اور غم بڑھانے والوں کی روٹی نہ کھا

۱ چونکہ قبض۔ اگر سالک پر قبض
 کی کیفیت طاری ہو تو اس سے بھی
 غمگین نہ ہونا چاہیے اس کو مفید سمجھے
 کو دکاں۔ بسط کی کیفیت بھی ایک
 طفلانہ حرکت ہے اس کے زیادہ
 خواہشمند نہ ہو۔ چشم کودک۔ بچہ
 عارضی خوشیوں سے خوش رہتا ہے۔
 چشم عاقل۔ عقلمند کے پیش نظر
 آخرت رہتی ہے تو وہ اس کے حساب
 و کتاب سے مشغول رہتا ہے۔

۲ آل علف۔ دنیوی لذتوں کو
 تصالی کی گھاس سمجھو۔ اصل خوراک
 دین کا تقصد اور اہل یقین کا طریقہ
 ہے۔ کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ۔ تم اس کا رزق
 کھاؤ اس رزق سے مراد حکمت ہے۔
 کہ دنیوی غذا میں۔ رزق
 حکمت۔ یہ رزق ایسا ہے جس پر کوئی
 اخروی مواخذہ نہیں ہے۔

۳ ایں وہاں۔ حضرت سعدی
 نے فرمایا ہے شعر

اندروں از طعام خالی وہ
 تا در نور معرفت بینی
 گر دنیوی لذتیں ترک کرنے سے
 امر اور خداوندی کا رزق حاصل ہونے
 لگے گا۔ ترک۔ میں نے یہ مضمون پورا
 نہیں سمجھایا اگر پورا سمجھنا ہو تو الہی نامہ
 پڑھ لو جو حکیم سنائی غزنوی رحمت اللہ
 علیہ کی تصنیف ہے غم خور۔ انسان کو
 آخرت کی فکر کرنی چاہیے شکر کھانا
 طفلانہ حرکت ہے۔

قند شادی! میوہ باغ غم ست
 خوشی کی شکر غم کے باغ کا میوہ ہے
 غم چو بنی در کنارش گش بعشق
 تو جب تم دیکھے اس کو محبت سے بغل میں لے لے
 عاقل از انگورے بیند ہی
 عقلمند اور میں شرب دیکھتا ہے
 جنگ میگردند حمالاں پریر
 برسوں بوجھ اٹھانے والے جھگڑ رہے تھے
 زانکہ زان زنجش ہی دیدند سود
 کیونکہ انہوں نے اس تکلیف کو مفید سمجھا تھا
 مزد حق ۲ کو مزد آں بے مایہ کو
 کہیں اللہ تعالیٰ کی مزہدی کہیں اس مظلوم کی مزہدی
 پنج زرے کہ چو خسی زیر ریگ
 سونے کا ایسا خزانہ کہ جب تو خسی کے نیچے سوئے گا
 پیش پیش آں جنات میرود
 وہ تیرے جنات کے آگے آگے چلے گا
 بہر ۳ روز مرگ اس دم مردہ باش
 موت کے دن کے لئے اس وقت مردہ بن جا
 صبر می بیند ز پروہ اجہاد
 صبر مجاہد کے ہرے میں سے دیکھتا ہے
 عم چو آئینہ ست پیش مجہد
 مجاہد کرنے والے کے لئے غم آئینہ جیسا ہے
 بعد ضد رنج آں ضد دگر
 مقابل رنج کے بعد دھرا مقابل

ایں فرح ز غم ست آں غم مر ہم ست
 = خوشی ز غم ہے اور غم مر ہم ہے
 از سر زوہ نظر کن در دمشق
 دمشق کو نیلے پے سے دیکھ
 عاشق از معدوم شی بیند ہی
 عاشق 'معدوم' میں موجود کو دیکھتا ہے
 تو مگش تا من گشم حملش چو شیر
 تو نہ اٹھا تاکہ میں شیر کی طرح اس کا بوجھ اٹھا لوں
 حمل را ہریک زدیگری زود
 اس لئے بوجھ کو ایک دھرے سے اچکتا تھا
 ایں وہ گنجیت مزدو آں تسو
 یہ تجھے مزہدی میں خزانہ دے گا وہ کوڑی
 با تو باشد آں نباشد مردہ ریگ
 وہ تیرے پاس ہو گا وہ مہرٹی مل نہ ہو گا
 مونس گور و غیر بی می شود
 مسرت اور قبر میں غم خود ہو گا
 تاشوی با عشق سرمد خولہ تاش
 تاکہ تو سرمدی عشق کا ساتھی بنے
 روعے چوں گلنار و زلفین مراد
 مقصود کا گلنار جیسا چہرہ اور دو زلفیں
 کاندراں ضد می نماید روعے ضد
 کہ اس ضد میں اس کی ضد کا چہرہ نظر آتا ہے
 رو وہد یعنی کشادو کر وفر
 نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت

۱۔ قد شادی آخرت کا غم خوشی کی قند
 عنایت کرے گا دنیا کی خوشی تو زخم ہے
 دمشق۔ ملک شام کا مشہور شہر ہے
 اور نیلا ایک پتھر نیلا ہے جو دمشق
 کے قریب ہے جو شخص دمشق کے حسن کا
 قائل نہیں ہوتا اس کو کہا جاتا تھا کہ اس
 نیلے پر چڑھ کر دمشق کا منظر دیکھ لے تو
 حسن کا قائل ہو جائے گا۔ مائل عقلمند
 انسان ہر چیز کے آغاز سے انجام کو دیکھ
 لیتا ہے تم بھی غم امر ہرے سے مسرت فرماؤ
 دیکھو جو حمالاں مزہد بوجھ کی مصیبت
 انجام یعنی مزہدی کے لالچ میں
 بہاشت کرتا ہے

۲۔ مزد حق۔ جب بے مایگان
 سے مزہدی حاصل کرنے کے لئے
 مشقت اٹھائی جاتی ہے اللہ کی جانب
 سے جو مزہدی ملے گی اس کے لئے
 کیوں نہ مشقت بہاشت کی جائے۔
 تسو چار جو کے ذن کا سکہ تھا۔
 ایسا خزانہ دگا جو قبر میں کام آئے گا۔ مرد
 ریگ۔ ہلاکت کا مل۔ پیش نیکیاں
 مردے سے پہلے ہی راحت رسائی
 کے لئے قبر میں لٹائی جاتی ہیں۔

۳۔ بہر روز مرگ۔ غم ہے فنا
 قبل ان تم فوٹا۔ یعنی موت سے قبل
 ہی دنیا اور اس کی لذتوں کو خیر ہاد کہہ
 دو۔ خولہ تاش۔ ایک آقا کے دو
 غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا
 خولہ تاش کہلاتا ہے۔ گلنار۔ انار کی
 درخت کی ایک قسم ہے جس پر پھل
 نہیں آتا۔ صرف پھولوں سے لہو
 جاتا ہے۔ مجاہد کرنے والا غم میں
 خوشی دیکھتا ہے۔ ضد۔ رنج اور
 خوشی دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں
 جب ایک ضد یعنی رنج نمودار ہوتا ہے
 تو اس کے بعد کشادگی اور خوشی نمودار ہو
 جاتی ہے ان مع العسر یسوا۔ مشک
 کئی کے ساتھ فرامی ہے



ایں دو وصف از پنچہ دست بہ میں
ان دونوں باتوں کو اپنے ہاتھ اور پنچے سے سمجھ لے
پنچہ را گر قبض باشد دایما
اگر منہی ہمیشہ بند رہے
زیں دو وصفش کار و ملکب منتظم
اس کے ان دونوں وصفوں سے کاروبار باقاعدہ ہے
بعد قبض مشت بسط آید یقین
منہی بند کرنے سے یقیناً فراخی آتی ہے
یا ہمہ بسط او یوبہ چوں مجتلا
یا ہمہ وقت کھلی رہے اور مصیبت میں رہے گا
چوں پر مرغ ایں دو حال او را مہم
جس طرح چہندے کے ہاؤس کے لئے بیٹوں ہاتھ ضروری ہیں

۱۔ ایں دو وصف۔ یعنی خشکی کے بعد کشادگی آنے کو اپنے ہاتھ کی منہی سے سمجھ لو ہاتھ کی منہی بند رکھو گے تو فارغ البالی اور کشادگی میسر آئے گی۔ پنچہ۔ ہاتھ کی منہی کا نہایت کھلا رہنا چاہیے نہ بند رہنا۔ زیں دو وصف۔ منہی کا نہ ہر وقت بند رکھنا مناسب ہے اور نہ ہر وقت کھلنا جس طرح کہ پرندہ کی پرواز اسی وقت صحیح رہتی ہے جبکہ بازو ہر وقت کھلیں اور ہر وقت بند ہوں۔

گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام کہ من رسول
حضرت جبرئیل کا حضرت مریم سے کہنا ان دونوں پر سلام ہو کہ میں اللہ تعالیٰ
حکم آشفته و پنہاں از من مشو
کا قاصد ہوں مجھ سے پریشان نہ ہو اور نہ چھپ

چونکہ ہریم مضطر بشد یکذماں
جب تھوڑی دیر کے لئے حضرت مریم تڑپیں
بانگ بروے زد نمودار کرم
کرم خداوندی کے جلوے نے انہیں پکلا
از سر افرازان عزت سر ملکش
بانگ عزت کے معززین سے سر نہ پھیرنے
ایں ہمی گفت و ذبالہ نور پاک
وہ یہ کہہ رہے تھے اور پاک نور کی شعاع
از وجودم می گریزی در عدم
آپ میرے وجود سے علیحدہ کیوں بھاگتی ہیں؟
خود بنس و بنگاہ من در نیستی ست
میرا سامن اور گھر ملک عدم میں ہے
مریما بنگر کہ نقش مشکلم
اے مریم! دیکھ میں ایک مشکل نقش ہوں
چوں خیالے در دولت آمد نشست
خیال جب تمہارے دل میں آیا بیٹھ گیا
پنچناں کہ بر زمیں آں ماہیاں
جیسے کہ خشکی پر مچھلیاں
کہ امین حضرت تم از من مرم
کہ میں خدا کا امین ہوں مجھ سے نہ بھاگیں
از پنچیں خوش حرماں دم در ملکش
اپنے بہترین بازووں سے سراپہ نہ ہو
از لبش می شد پیاپے بر سماک
ان کے ہونٹوں سے پھوٹے پھوٹے سماک پرتھکتے رہتی تھی
در عدم من شاہم و صاحب علم
میں آخرت کا شاہ اور علمبردار ہوں
یک سوارہ نقش من پیش سستی ست
تھوڑی دیر کے لئے میری صورت جناب کے سامنے ہے
ہم ہلا لم ہم خیال اندر لم
میں چاند بھی ہوں اور میں دل کے اندر خیال بھی ہوں
ہر گجا کہ میگریزی باتو ہست
جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ ہے

۲۔ چونکہ حضرت مریم حضرت جبرئیل کے اچانک روضا ہو جانے سے ایسی تڑپیں جیسا کہ مچھلی خشکی پر تڑپتی ہے۔ امین۔ حضرت جبرئیل کو روح الامین کہا جاتا ہے۔ حضرت۔ دوبار خداوندی۔ مرم۔ نہ بھاگ۔ سر افرازان۔ باعزت۔ موبالہ۔ چراغ کی جلی۔ سماک ایک ستارہ کا نام ہے۔ عدم۔ عالم آخرت۔

۳۔ بنس و بنگاہ۔ بنس۔ سامن۔ بنگاہ۔ سامن رکھنے کی جگہ سستی۔ معزز۔ عورت۔ ہم ہلا لم۔ یعنی میرا شہودی وجود بھی ہے اور مثالی وجود بھی ہے اور مثالی مثل خیال کے سے خیال کے سامن بھاگ کر نہیں بھاگ سکتا۔

جو خیالے اے عارضی باطلے
 سوائے عارضی باطل خیال کے
 من چو صبح صادق صادم از نور رب
 میں اللہ تعالیٰ کے نور سے صبح صادق کی طرح ہوں
 ہیں ممکن لاجول عمراں زادہ ام
 اے عمران کی بیٹی! مجھ پر لاجول نہ پڑو
 مر مرا اصل و غذا لاجول بود
 میری اصل اور غذا لاجول ہے
 تو ہمیں گیری پناہ از من بحق
 آپ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہ رہی ہیں
 آں پناہم من کہ مخلصہات بود
 میں وہی پناہ ہوں جو آپ کی نجات کی جگہ ہے
 آفتے سے نبود بتر از ناشاخت
 نہ بچانے سے زیادہ بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے
 یارا را اغیار پنداری ہمیں
 تو مشوق کو غیر سمجھ رہا ہے
 ایں چنین لطفے کہ دارد یار ما
 اس مہربانی کے ہوتے ہوئے ادا یار رکھتا ہے
 ایں چنین نخلے کے لطف یار ماست
 تجھ کا ایسا درخت جو ادا کے پاد کی مہربانی ہے
 ایں چنین مشکیں کہ لطف میر ماست
 ایسی خوشبو دار چیزیں جو کہ ادا کے آقا کی نہیں ہیں
 ایں چنین لطفے چونیلے میرود
 ایسی مہربانی جو نخل دیا کی طرح جلدی ہے
 خوں ہمیں گوید من آبم ہیں مرز
 خون کہتا ہے کہ میں پانی ہوں خبردار! مجھے نہ بہا

کو بود چوں صبح کاذب آفلے
 جو صبح کاذب کی طرح غائب ہو جانے والا ہے
 کہ نگرود گرد روزم ہیج شب
 کہ میرے دن کے پاس کوئی رات نہیں آتی ہے
 کہ ز لاجول ایں طرف افتادہ ام
 کہ ز لاجول سے ہی اس طرف آیا ہوں
 نور لاجولے کہ پیش از قول بود
 نور لاجول کا وہ نور جو لفظ سے پہلے ہے
 من نگاریدہ پناہم در سبق
 میں ازل میں اسی کی پناہ کی تحریر ہوں
 تو اعوذ آری و من خود آں اعوذ
 آپ اعوذ پڑھتی ہیں میں خود ہی اعوذ ہوں
 تو بر یاری ندانی عشق باخت
 تو مشوق کے پاس ہے اور مشق بازی نہیں جانتا
 شادی را نام بہادی عمی
 تو خوشی کو غمی کا نام دیتا ہے
 تو گریزانی ازو اے بیوفا
 اے بے وفا تو اس سے بھاگتا ہے
 چونکہ ما زدیم نخلش وار ماست
 جبکہ ہم بچہ نہیں اس کا تجھ کا درخت ادا کے لئے سولہ ہے
 چونکہ بے عقلمیں آں زنجیر ماست
 جبکہ ہم بے عقلی کریں وہ ادا کی بیڑیاں ہیں
 چونکہ فرعونیم چوں خوں می شور
 جبکہ ہم فرعون ہیں خون جیسی ہو جاتی ہے
 یوسف ہم گزگ از تو ام اے پدستیز
 میں یوسف ہوں اے ٹھکڑاوا تیری جد سے بھینڑیا ہوا

۱۔ جو خیالے عارضی باطل خیال
 سے جدائی ممکن ہے صبح کاذب۔ یہ
 صبح نمودار ہو کر غائب ہو جاتی ہے۔
 صبح صادق۔ یہ صبح نمودار ہو کر غائب
 نہیں ہوتی ہیں۔ من۔ لاجول کے
 معنی ہیں کہ طاعت صرف اللہ کی ہے تو
 جو چیز خود اللہ کی طاعت سے نمودار ہوئی
 ہوا اس پر لاجول پڑھنا بیکار ہے۔
 ۲۔ لاجول۔ یعنی خدائی طاعت
 قول۔ یعنی لاجول پڑھنے والے کا
 تلفظ۔ نگاریدہ اللہ کی پناہ کی تحریر سے
 پناہ پکڑنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔
 آں پناہم۔ جبکہ میں خود تمہاری پناہ اور
 بیوفا کی جگہ ہوں اور ادا سے وہی چیز
 تمہا نگد ہی ہو تو پھر مجھ پر اعوذ
 پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ بود۔ وہی
 تجھ سے سمانی میں جا میں۔
 ۳۔ آفتے۔ مولانا حضرت
 جبرئیل کو نہ پہچانے کا بیان کر رہے
 تھے یہاں سے خدا کو نہ پہچانے کا
 مضمون شروع فرمایا ہے۔ فرماتے
 ہیں کہ نہ پہچانا سب سے بڑی
 مصیبت ہے۔ مخاطب تیرا محبوب
 حقیقی تیرے پاس ہے اور تو اس کو نہیں
 پہچانتا ہے۔ اس سے محبت کرتا ہے۔
 یار۔ خدا کے ساتھ تیرا معاملہ غیروں کا
 سا معاملہ ہے۔ ایں چنین۔ خدا کی
 اس قدر مہربانیوں کے ہوتے ہوئے
 اس سے گریز بڑی بے وفائی ہے۔ ایں
 چنین۔ یعنی اللہ کی رحمت کے اسباب
 ادا کی ہاں فرمائی کی وجہ سے رحمت کے
 اسباب بن گئے ہیں۔ مشکیں خوشبو
 دار چیز۔ سیرا۔ آقا۔ زنجیر۔ زلف۔ یعنی
 نعشیں زنجیریں بن جاتی ہیں۔ خون۔
 جو پانی بن گیا تھا وہ کہتا ہے مجھے ضائع
 نہ کر اور پانی بنا کر مجھ سے فائدہ اٹھا
 لے

تو نمی آ بینی کہ یار بُرد بار
 چونکہ با اوضد شہدی گزرد چومار
 تو نہیں دیکھتا ہے کہ بردار دوست
 جب تو اس کی ضد بنا وہ سانپ جیسا بن جاتا ہے
 لحم او و لحم او دیگر نشد
 برقرار اولست آنساں کہ بد
 اس کا گوشت اور چربی نہیں بدلی
 پیسے ہی کی طرح ہے جیسا کہ تھا

عزم کردن آل وکیل از عشق کہ رُجوع کند بہ بخارا لا ابالی وار
 محبت کی وجہ سے اس وکیل کا ارادہ کر لینا کہ لاپرواہ ہو کر بخارا میں واپس آ جائے گا

سمع مریم را بہل افروختہ
 حضرت مریم کی شمع جلتی چھوڑ
 سخت بے صبر و در آتشدان تیز
 سخت بے مبری اور تیز بہنی میں
 ایں بخارا منبع دَاش بُود
 بخارا عقل کا مخزن ہوتا ہے
 کہ بخارا میروداں سوختہ
 کیونکہ وہ دل جلا بخلا کر جا رہا ہے
 کہتا تھا صدر جہاں گن می گریز
 بس بخارا نیست ہر کاش بُود
 جو اس طرح کا ہو وہ بخاری ہے
 تا بخواری در بخارا ننگری
 بخارا کو ذلت سے ہرگز نہ دیکھنا
 راہ ندید جزر و مدہ مشککش
 اس کی مشکلات کا مدوجزر راستہ نہیں دیتا ہے
 وائے آن کس را کہ یُردی رفسہ
 اس شخص پر حسرت ہے جس کی ہمتیاں اس کو ہلاک کرتی ہے

اے خنک آل را کہ ذلت نفسہ
 خوش نصیب ہے وہ جس کا نفس فرمانبردار ہو گیا ہے
 فرقت صدر جہاں در جان او
 صدر جہاں کی جدلی جو اس کی جان میں تھی
 گفت ۳ بر خیزم ہمانجا واروم
 اس نے کہا میں اٹھتا ہوں اسی جگہ واپس ہوتا ہوں
 وارش آنجا بیفتم پیش او
 اسی جگہ واپس جاتا ہوں اس کے سامنے کرتا ہوں
 گویم آفلندم بہ پشت جان خویش
 میں کہوں گا میں نے اپنی جان تیرے سامنے اذالی سے

۱۔ توئی۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ اگر دوست سے دوستی نہ ہو تو وہ دشمنی پر اتر آتا ہے۔ لحم۔ یعنی اس دوست کا جسم جو تمہارا دشمن بن گیا ہے۔ اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا تمہاری نازیبا حرکات کی وجہ سے اس کے مزاج میں تغیر آیا ہے۔ لا ابالی۔ لا پرواہ آن سوختہ۔ یعنی وکیل۔ بخارا۔ یہ بخارا سے بنا ہے جو جمع علوم کے معنی میں ہے۔ منبع۔ چشمہ دَاش۔ علم و عقل۔ بخارالی۔ بخارالی۔ لہذا بخارالی اور بخاری وہ شخص ہوگا جس میں علم و دانش ہوگی۔

۲۔ پیش شیخ۔ شیخ کا دل بھی ان معنی کے اعتبار سے بخارا ہے لہذا اس کی عزت کرو۔ بخاری۔ شیخ کے دل میں اس وقت جگہ پاؤ گے جبکہ خواری اور ذلت اختیار کرے۔ رفسہ۔ یعنی اس کی گستاخی، زفت۔ یعنی شہوت۔ آئینہ باتیں۔ مکان۔ اعضاء۔

۳۔ گفت۔ یعنی وکیل نے کہا۔ ہمانجا۔ یعنی بخارا تک۔ اندیش۔ معشوق جو کچھ بھی عاشق کے پاس میں سوچے وہ عاشق کے نزدیک بھلا ہی ہے۔ پیش۔ بھیڑ۔

گشتی اور مردہ بہ پشت اے قمر

اے چاند تیرے سامنے مقتول اور مردہ ہونا

آز مودم من ہزاراں بار پیش

میں نے لاکھوں بار پہلے آتما لیا

عَنْ لِي يَا مُنْتَبِي لَحْنُ النُّشُورِ

اے میری تمنا! میرے دوبارہ زندہ ہونے کا گانا گا

اِبْلَعِي يَا اَرْضُ دَمْعِي قَدْ كَفِي

اے زمین میرے آنسو نگل جا جو کافی ہیں

عُدَّتْ يَا عَيْدِي اِلَيْنَا مَرْحَبًا

اے میری عید! ہماری طرف لوٹ آئی ہے! مرحبا

گفت اے یاراں رواں گشتم و دواع

اس نے کہا اے دوستو! میں چلا اوداع

و مبدم در سوز بریاں می شوم

میں دہم سوز میں بھن رہا ہوں

گر چہ دل چوں سنگِ خدا میکند

اگر وہ اپنا دل سنگِ خدا کی طرح بنا رہا ہے

مَسْكِنِ يَارِسْتِ و شہرِ شاہِ من

وہ میرے یار کا وطن اور میرے شاہ کا شہر ہے

بہ کہ شاہِ زندگاں جائے و گر

دوسری جگہ زندوں کا شاہ ہونے سے بہتر ہے

بے تو شیریں می نہ بینم عیشِ خویش

میں تیرے بغیر اپنی زندگی میٹھی نہیں سمجھتا ہوں

اُبْرُكِي يَا نَاقِي تَمَعِ السُّرُورِ

اے میری لوتھی بیٹھ جا! سرورِ ملق ہو گیا ہے

اِشْرَبِي يَا نَفْسُ وُذًا قَدْ صَفَا

اے نفس! وہ دوتی پی لے جو صاف ہو گئی ہے

نِعْمَ مَا رُوِّحْتَ يَا رِيحَ الصَّبَا

اے بادِ صبا! بہت عمدہ خوشبو ہے جو تو نے مہکا لی ہے

سُوئے آلِ صَدْرِي كَمِ مِيرِ سَتِ مَطَاعِ

اس صدر کی جانب جو سردار اور واجبِ الاطاعت ہے

ہرچہ بادا بادِ آنجا می روم

جو چمھ ہونا ہے ہو! میں وہاں جاتا ہوں

جانِ مَنْ عَزَمَ بَخَارًا مِي كُنْدِ

میری جان بخدا کا قصد کر رہی ہے

پیشِ عاشقِ اِسِ بُوْدُ حُبِ الْوَطَنِ

عاشق کے لئے یہی وطن کی دوستی ہے

پرسیدن معشوقے از عاشق کہ از شہر ہا کلام بہتر ست

ایک معشوق کا عاشق سے دریافت کرنا کونسا شہر بہتر ہے

و انبوه ترو پر نعمت ترو دلکشتر و جواب دادن عاشق اورا

اور زیادہ آباد اور زیادہ نعمتوں سے پر اور زیادہ دلکش اور اس کو عاشق کا جواب دینا

گفت معشوقے بعاشق کاے فتی

ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان!

پس کد میں شہر زانہا خوشتر ست

ان میں سے کونسا شہر بہتر ہے

تو بغربت دیدہ بس شہر ہا

تو نے مسافت میں بہت سے شہر دیکھے ہیں

گفت آل شہرے کہ وہاں بہتر ست

اس نے کہا وہ شہر جس میں معشوق ہے

۱۔ کشتہ۔ معشوق کے

قدموں میں مر جانا دوسری جگہ کی

شہنشاہ سے بہتر سے غنسی۔ تو گا۔

منبتی۔ میری تمنا۔ انشور۔ دوبارہ زندہ

ہونا۔ تم اسرور۔ سرورِ مکمل ہو گیا ہے

یعنی سفر کے لمبائی سے سرورِ مکمل ہو گیا

لہذا میرے لوت تو بیٹھ جاتا کہ میں

تیرے اوپر بیٹھ کر معشوق کی طرف

کوچ کروں۔

۲۔ ابلعی۔ یعنی اے زمین فراق

میں جو میرے آنسو بہ رہے ہیں تو

ان کو نگل لے۔ وہ دوتی۔ گفت۔

وکیل نے کہا۔ و ذاع۔ رخصت

مطاع۔ جس کی اطاعت کی جائے۔

آنجا۔ یعنی بخدا۔

۳۔ میکند۔ یعنی صدر جہاں نے

اگرچہ دل اپنا دل سنگِ خدا کی طرف

بنا لیا ہے۔ لب الوطن۔ عاشق کے

نزدیک وطن کی محبت کے یہ معنی ہیں

کہ جہاں اس کا محبوب ہو اس شہر سے

محبت کرے۔ غربت۔ مسافت۔

ہر کجا باشد شہ مارا بساط ۱ جہاں ہمارے شاہ کا ذرا ہو
ہست حصرا گر بود سم الخیاط وہ جنگل ہے خولہ سوئیں کا ناکہ ہو
ہر کجا کہ یوسفی باشد چو ماہ جہاں چاند جیسا یوسف ہو
باتو ۲ دوزخ سخت ست اے جاں فزا لے دوزخ پر دوزخ تیرے ہوتے ہوئے دوزخ جنت ہے
شد جہنم باتو رضوان و نعیم تیرے ساتھ جہنم رضوان اور نعمت بن گئی
ہر کجا تو باہنی من خوشدلم جہاں تو میرے ساتھ ہیں بخش دل ہو
خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود دوزوں جہاں سے زیادہ اچھی وہ جگہ ہے
بس درازست ایں سخن از انتظار ی بات بہت لمبی ہے انتظار کی وجہ سے
عاشق صدر جہاں شد بیقرار صد جہاں کا عاشق بے قرار ہو گیا ہے

۱ بساط۔ بستر یعنی محبوب کے بڑاؤ کی جگہ۔ ہست صحرا۔ یعنی وہ جگہ خولہ کتنی ہی تنگ ہو لیکن وہ عاشق کے لئے وسیع صحرا ہے۔ سم الخیاط۔ سوئی کا سوزن۔ ہر کجا۔ اگر معشوق کنویں میں بھی ہو تو عاشق کے لئے وہی جنت ہے۔

۲ ج باتو۔ محبوب کے ساتھ تکلیف وہ مقام بھی راحت کا سبب ہے۔ جہنم۔ محبوب کی موجودگی میں دوزخ بھی جنت ہے۔ اور محبوب کے فراق کی حالت میں جہنم بھی دوزخ ہے۔ کہ ترا۔ یعنی محبوب کو عاشق سے تعلق ہو۔ اور۔ یعنی دلیل کو۔ انہر۔ لیاقت۔ درنگ۔ یعنی حالات کا جائزہ لے لے

۳ چوں۔ ہم نے چوں کو استفہام کا قرار دیکر ترجمہ کیا ہے اگر اس کو شرط مانا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا جب تو بخدا کو جا رہا ہے تو تو دیوانہ ہے۔ پست چشم۔ یعنی تیز نگاہ بہت سے جاسوسوں کی آنکھ

منع کردن دستاں اُورا از مراجعت بہ بخارا و تہدید کردن والا اُبابلی
دوستوں کا اس کو بخدا واپس ہونے سے منع کرنا اور ڈرانا اور اس کا کہنا
گفتن اُو

کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے

گفت اُو را نصیحے کالے بیخبر اس سے ایک نصیحت کرنے والے نے کہا۔ بے خبر!
عاقبت اندیش اگر داری ہنر اگر تو لیاقت رکھتا ہے 'انجام سوچ لے
در نگر پس را بعقل و پیش را عقل سے آگے پیچھے دیکھ لے
چوں ۳ بخارا می روی دیوانہ بخدا کو کیوں جاتا ہے تو دیوانہ ہے
لائیق زنجیر و زنداں خانہ قید خانہ اور بیڑی کے لائق ہے
اُو ہمی جوید ثرلہا پست چشم اُو ہمیں آکھوں سے تلاش کر رہا ہے
وہ تجھے میں لوہا چبا رہا ہے

میکند او تیز از بہر تو کاروا
 وہ تیرے لئے چھری تیز کر رہا ہے
 چوں رہیدی و خدایت راہ داد
 جبکہ تو فنا گیا اور خدا نے تجھے موقع دیا
 بر تو گروہ گوں موکل آمدے
 اگر تیرے پاس وہ قسم کے سپاہی پہنچے
 چوں موکل نیست بر تو ہج کس
 جب کہ تجھ پر کوئی شخص مقرر نہیں ہے
 عشق پنہاں کردہ بود اورا اسیر
 مخفی عشق نے اس کو چھپا لیا تھا
 ہر موکل را موکل مخفی ست
 ہر سپاہی پر ایک چھپا ہوا سپاہی ہے
 ششم شاہ عاشق بر جانش نشست
 شاہ عشق کا غصہ اس کی جان پر نازل ہوا ہے
 می زند او را کہ ہیں اورا بزن
 وہ اس کو مارتا ہے کہ ہاں اس کو بد
 ہر کہ بینی در زیانے می رود
 جس کو تو دیکھے کسی تباہی میں جا رہا ہے
 گراز و واقف بدے انغال زوے
 اگر وہ اس سے واقف ہے تو فریاد کرتا
 رہتے بر سر بہ پیش شاہ خاک
 شاہ کے سامنے سر پر خاک ڈالتا
 میر ۳ دیدی خویش را اے کم ز مور
 اے چوٹی سے کم تو نے اپنے آپ کو سردار سمجھا ہے
 غزہ گشتی زیں دروغیں پر و بال
 تو معنوی پر و بال سے مغرور بن گیا ہے

او سگ قحطست و تو انبان آرد
 وہ قحط زدہ کتا ہے اور تو آنے کی بھڑی ہے
 سوئے زنداں میروی چونت قناد
 تو قید خانہ کی طرف جا رہا ہے تجھے کیا پڑی ہے
 عقل پایستہ کز ایشاں کم زدے
 عقل کا تقاضہ ہے کہ تو ان سے نہ ملتا
 از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
 حیرا اگر پیچھا کیوں بندھ گیا؟
 آل موکل رانی دید آں نذیر
 وہ ڈرانے والا اس سپاہی کو نہیں دیکھتا تھا
 ورنہ او در بند سگ طبعی ز چہست
 ورنہ کتے پن کا پابند کیوں ہے؟
 بر عوانی وسیہ رویش بست
 اس کو سپاہ گری اور رو سپاہی سے وابستہ کر دیا ہے
 زان عوانی نہاں افغان من
 ان مخفی سپاہیوں سے میری فریاد ہے
 گرچہ تنہا با عوانے میر و و
 اگرچہ وہ اکیلا ہے کسی سپاہی کے ساتھ جا رہا ہے
 پیش آل سلطان سلطاناں شدے
 شاہوں کے شاہ کے سامنے چلا جاتا
 تا اماں دیدے ز دیو بہمناک
 یہاں تک کہ خوفناک شیطان امن پا جاتا
 زان ندیدی آل موکل را تو کور
 اسی لئے تجھ اندھے نے وہ سپاہی نہیں دیکھا ہے
 پر و بالے گو کشد سوئے و بال
 وہ پر و بال جو تجھے مصیبت کی طرف کھینچ رہے ہیں

۱۔ کاد۔ چھری۔ انہاں۔ تھیلا۔
 آرد۔ آتا۔ وہ گول۔ دس طرح۔
 موکل۔ یعنی سپاہی۔ کم زدے۔ عقل کا
 تقاضہ تھا کہ تو ان سپاہیوں سے گریز
 کرتا۔ چوں موکل۔ یعنی تو بغیر سپاہی
 کے قیدی بن گیا ہے۔ عشق مولانا
 فرماتے ہیں کہ اس وکیل کو عشق نے
 قید کر رکھا تھا جس کو ڈرانے والا نہیں
 دیکھ رہا تھا۔ ہر موکل۔ مولانا فرماتے
 ہیں جس طرح اس وکیل پر ایک نبی
 موکل مسلط تھا اسی طرح سے ہر سپاہی
 پر ایک نبی سپاہی مسلط ہوتا ہے جو
 اس کو کتے کی طرح کنگھنا بنا دیتا ہے۔
 ۲۔ شاہ عشق۔ یعنی اللہ تعالیٰ عوانی۔
 سپاہی پن۔ زان۔ مولانا ان نبی
 سپاہیوں سے پہلو چاہتے ہیں۔ ہر
 ک۔ انسان اپنی تباہی اسی مخفی سپاہی
 کی وجہ سے کرتا ہے۔ گر۔ انسان اس
 برباد کرنے والے سپاہی سے فاصل
 ہے ورنہ وہ اللہ سے بھاگتا اور اپنی
 نجات چاہتا۔
 ۳۔ میر۔ انسان اپنے آپ کو آزاد
 سمجھتا ہے اسی لئے اس میں سپاہی کو
 نہیں دیکھ پاتا ہے۔ غرور۔ انسان
 زوال پذیر دولت اور رجبے سے
 دھوکے میں پڑتا ہے اور وہی دولت اور
 رتباں کو تباہ کرتا ہے۔

۱۔ پر سبک۔ اگر انسان دولت اور غرور سے نجات پا جائے تو وہ عالم بالا کی طرف پرواز کر سکتا ہے۔ گوشت۔ گوش تو۔ عاذل۔ ملائکہ۔ قفس۔ یہ قفسوں کی تخفیف ہے یونانی لفظ ہے ایک پرندہ کا نام ہے اسی کو فارسی میں آئردن کہتے ہیں اس پرندہ کی چونچ میں بہت سے سوراخ ہیں جب یہ بولتا ہے تو ہر سوراخ سے ایک ہرور پیدا ہوتا ہے حکمانے موسیقی کا فن اسی پرندے سے لیا ہے اس کی عمر ایک ہزار سال کی ہوتی ہے اور اس میں ہر ماہ نہیں ہوتا ہے جب یہ پرندہ اپنی عمر طبعی کو پہنچ جاتا ہے تو لکڑیاں جمع کر کے اپنے چاروں طرف جمالیاتا ہے اور ایک راک شروع کر دیتا ہے جس سے ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے اور یہ پرندہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے پھر کسی موسم کی بارش سے قدرت اس راکھ سے اٹھا بنا دیتی ہے اور اس میں سے پھر یہ پرندہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ حنیف۔ لام ابو حنیفہ اور لام شافعی کامل عاشق تھے اور دہر کے بھی ماہر تھے لیکن درد عشق کا انہوں نے بھی دہر نہیں دیا تو معلوم ہوا یہ کیفیت کتنی نہیں ہے تو مکن۔ عاشقوں کو موت سے نہیں ڈرایا جاسکتا وہ خود اپنی موت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ عاشقان۔ عاشقوں کی صرف وہی موت نہیں ہے جو زندگی ختم ہونے پر آتی ہے بلکہ ان کی موت کی بہت سی قسمیں ہیں سرخ موت ہے جو لہس کشی سے حاصل ہوتی ہے سبز موت ہے جو پیوندگی گری سے حاصل ہوتی ہے ایک سیلا موت ہے جو مخلوق کی لذت سے حاصل ہوتی ہے اس لئے فرمایا گیا ہے مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا یعنی مرے پہلے مر جاؤ۔

پہر سبک اے دارد رہ بالا گند
بلکہ پر رکھتا ہے لوپر جاتا ہے
جہد گن پر را گل آلودہ مکن
کوشش کر ہوں کو منی میں نہ سان
پند داد القصد عاشق را عسے
القصد عاشق کو بہت نصیحت کی
چوں گل آلودش گر لبہا گند
جب مٹی میں سن جاتے ہیں بھاری پن دکھاتے ہیں
لیکن گوشت گر شد و پندم کہن
لیکن ترسکان ہرے ہو گئے ہر مری نصیحت پائی ہو گئی ہے
عاذل بید رو ہچوں قفقسے
قفس سے بیدو ملامت کرنے

لا ابالی گفتن عاشق ناصح و عاذل را از سر عشق
عاشق کا عشق کی وجہ سے لاپرواہی کے ساتھ ناصح اور ملامت گر کو جواب دینا

گفت ناصح تمش گن چند چند
اس نے کہا اے ناصح چپ ہو جا اس قدر
سخت تر شد بند من از پند تو
تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہے
آں طرف کہ عشق می افزود درد
جس پہلو سے عشق نے درد بڑھایا ہے
تو مکن تہدید از گشتن کہ من
تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں
عاشقان را ہر زمانے مرد نیست
عاشقوں کی ہر گھڑی ایک موت ہے
اوس دو صد جاں دارد از جان ہدی
وہ نور ہدایت سے ۱۱۰ جاںیں رکھتا ہے
ہر یکے جاں راستاند دہ بہا
ہر ایک جان کے دس عوض لیتا ہے
گر بریز و خون من آں دوست رو
وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے
پند کم وہ زانکہ بس سخت ست بند
نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے
عشق را شناخت دانشمند تو
اسے دانشمند تو عشق کو نہیں جانتا ہے
بو حنیفہ ۲ و شافعی درد سے نکرود
ابو حنیفہ اور شافعی نے سبق نہیں پڑھایا
تشنہ زارم بخون خویشستن
اپنے دن کا بہت پیاسا ہوں
مردن عشاق خود یک نوع نیست
عاشقوں کی موت ایک قسم کی نہیں ہے
واں دو صد رامی کند ہر دم فدا
وہ دن ۱۱۰ کو ہر وقت قربان کرتا ہے
از نئے بر خواں تو عشر امثالہا
اس کے دس گناہ قرآن میں پڑھ لے
پائے کو باں جاں بر افشائیم برو
میں ناچتا ہوا اس پر جان نثار کر دوں

۳۔ عاشق سینکڑوں جاںیں رکھتا ہے اور ہر وقت ایک جان قربان کرتا ہے اور اس کو ہر جان قربان کرنے پر دس جاںیں حاصل ہوتی ہیں۔ عشر۔ قرآن میں ہے مَنْ جَاءَهُ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مِثْلِهَا یعنی جس نے ایک نیکی کی اس کو دس نیکی دس حاصل ہوتی ہیں۔ گر بریزد اگر محبوب عاشق کو دل کر دے تو اس کے لئے انتہائی خوشی کا موقع ہے۔

آزمودم امرگ من در زندگی ست
میں نے آزما لیا میری موت زندگی میں ہے
اقتلونی اقتلونی یا ثقات
اے مستعد! مجھے قتل کر دو مجھے قتل کر دو
یا منیر الخلد یا روح البقاء
اے روشن روا اے بقا کی جان
لی حبيب حبه يشوي الحشا
میرا ایک محبوب ہے جس کی محبت ہالمن کو جانے والی ہے
پاری گو گرچہ تازی خوشترست
فادی میں کہہ اگرچہ عربی بہتر ہے
یوئے آل ولبر چوپڑاں می شود
جب اس دلبر کی خوشبو مہکتی ہے
بس کنم دلبر در آمد در خطاب
میں ختم کرتا ہوں دلبر نے بات شروع کر دی
چونکہ عاشق توبہ کروا کنوں بہترس
چونکہ اب ڈر سے عاشق نے توبہ کر لی
گرچہ ۳ ایں عاشق بخارا میرود
اگرچہ یہ عاشق بخلا کو جا رہا ہے
عاشقال راشد مدرس حسن دوست
محبوب کا حسن عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے
خامش اندو نعره تکرارِ شال
وہ چپ ہیں اور ان کی تکرار کی آواز
درس شال آشوب و چرخ و زلزله
ان کا سبق شہد اور رقص اور جوش ہے

چوں رہم زیں زندگی پابندگی ست
جب میں اس زندگی سے نجات پا جاؤں گا تو ہمیشگی ہے
ان فی قتلنی حیاتا فی حیات
پیشہ میرے قتل میں زندگی و زندگی ہے
اجتذب روحی و جلدی باللقا
میری روح کو جذب کر لے اور مجھے ملاقات بخش دے
لو یسا یمشی علی عینی مشا
اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے چلے
عشق را خود صد زبان دیگرست
خود عشق کی بھری سینکڑوں زبانیں ہیں
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود
یہ سب زبانیں حیران ہو جاتی ہیں
گوش شو واللہ اعلم بالصواب
کان بن جا اور اللہ دست بات زیادہ جانتا ہے
گو چو عیاراں گند بردار درس
وہ مکالوں کی طرح سولی پر عشق کا سبق پڑھائے گا
نے بدرس ونے باستا میرود
لیکن سبق اور استاد کے لئے نہیں جا رہا ہے
دفتر و درس و سبق شال روئے اوست
ان کی کتاب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہے
میرود تا عرش و تخت یار شال
عرش اور ان کے دوست کے تخت تک جا رہی ہے
نے زیادات ست و باب و سلسله
انہ کہ زیادات اور باب اور سلسله

۱۔ آزمودم۔ عاشق کی یہ زندگی
در اصل موت ہے اور موت ہی حقیقی
زندگی ہے۔ ثقات۔ فقہ کی جمع ہے
یعنی معتمد علیہ۔ خلد۔ رخسارہ۔ حشا۔
باطن۔ پاری۔ چونکہ اہل وطن فارسی
داں ہیں لہذا فارسی میں اظہار خیال کر
اگرچہ فصاحت و بلاغت میں عربی
زبان بڑھی ہوئی ہے عشق۔ داستان
عشق کے اظہار کے لئے سینکڑوں
زبانیں ہیں لیکن ان کو سمجھنے والے کم
ہیں۔

۲۔ یوئے۔ معشوق کی صفات کا
بیان کسی زبان سے بھی ممکن نہیں ہو
سکتا۔ بس کنم۔ اب میں اپنی تقرری
ختم کرتا ہوں عاشق کی زبان سے
عشق کی داستان سنو۔ چونکہ عاشق
اگر داستان عشق بیان کرنے سے کسی
مجبوری سے توبہ بھی کر لے تو اس کا
اعتبار نہیں وہ پھر اپنی توبہ سے توبہ کر لیتا
ہے اور سولی پر داستان عشق بیان کرنی
شروع کر دیتا ہے عیاراں۔ دھوکے
باز۔

۳۔ گرچہ اس عاشق کی بخلا کی
طرف رواں گئی۔ درس۔ سبق اور استاد
کے لئے نہیں ہے یہ تو جان قربان
کرنے جا رہا ہے۔ عاشقال۔ عاشق
کا استاد و حسن دوست ہے اور اس کی
کتاب معشوق کا چہرہ ہوتا ہے۔
تکرار۔ سبق کا دہرائی۔ آشوب۔ شور
غوغلا۔ چرخ۔ رقص۔ زیادات۔ امام
محمد کی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔
باب۔ کتاب کا نام ہے۔ فقہ کے
ابواب۔ سلسلہ کتاب کا نام ہے۔ لا
انتہا چیزوں کا ایک دوسرے پر موقوف
ہو کر موجود ہونا سلسلہ حدیث۔



۱۔ بعد۔ ٹھنکریا لے ہاں۔ اور کسی چیز کا اپنے آپ پر مقوف ہونا ایک چیز کا کسی چیز پر مقوف ہونا جو خواہ اس چیز پر مقوف ہو۔ کیس۔ تحصیل یعنی اگر کوئی یہ مسئلہ پوچھے کہ تعلیمی کوتاہی میں رکھتے وقت تعلیمی کی رقم گن کر نہ دی گئی وہاں ہی کے وقت کی کمی کی شکایت کر کے زیادہ رقم کا دعویٰ کرنے لگے تو لانت رکھنے والا ذمہ دار ہو گا یا نہیں۔ گو۔ یعنی مسائل فقیر دریافت کرنے والے کو کمال ہول جو بیدیدے کہ اللہ کے خزانے تعلیمی میں نہیں آسکتے ہیں اور اس کو ہل دے۔ خلع۔ عہدت کا اپنے شوہر سے مل کے عوض میں جدائی کا مطالبہ کرنا۔ مبارک۔ نیابت یعنی بیوی اور شوہر کی باہمی تاحاتی کی وجہ سے جدائی۔ بدبین۔ یعنی اگر فقہ کے ظاہری مسائل پر بحث ہو رہی ہے تو بھی اس کو روحانی احوال پر محمول کر لے میاں بیوی کی جدائی کے مسئلہ کو جسم اور روح کی جدائی کے معنی پہنا لے

۲۔ ذکر ہر چیز ہے۔ یعنی ہر چیز کا ذکر عاشق میں ایک خاصیت پیدا کرتا ہے اور اس سے عاشق بہت سے معنی اخذ کر لیتا ہے کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے اور اس سے عاشق اپنے مقصود کی طرف پہنچ جاتا ہے چنانچہ بہت سے اولیاء کے قصے مشہور ہیں کہ معمولی الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہیں ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے مشہور ہے بجاؤں والاب مستی کفہ یعنی رہت کی آواز سے وجد کی کیفیت پیدا ہو جانے سے وہ بخدار بخدا میں بہت سے علوم ہنر ہیں جو تم سکھ سکتے ہو لیکن مکمل جب بنو گے کہ خولوی جو لادرم

سلسلہ اس قوم بعد ا مشکبار
اس قوم کا سلسلہ مشک برمانے والے ٹھنکریا لے ہاں ہیں
مسئلہ کیس اور پرسد کس ترا
اگر کوئی تجھ سے تعلیمی کا مسئلہ پوچھے
گروم خلع و مبارا میرود
اگر خلع اور مہدات کی بات چل رہی ہے
ذکر ۲ ہر چیز سے وہ بہت خاصیت
ہر چیز کا ذکر ایک خاصیت پیدا کرتا ہے
در بخارا در ہنر ہا با لغی
تو بخدا میں بہت سے ہنروں کو پہنچنے والا ہے
آں بخاری غصہ دانش نداشت
اس بخدا کو جانے والے کو علم کا اچھو نہ لگا تھا
ہر کہ در خلوت بہ بینش یافت راہ
جس نے خلوت میں بصیرت کا راستہ پالیا
با جمال ۳ جاں چو شد ہم کلسہ
جو روح کے حسن کا ہم پیلہ بن گیا
دید بر دانش بود غالب فرا
آنکھوں سے دیکھ لیتا عقل پر غالب رہتا ہے
زانکہ دنیا راہمی بیند عین
کیونکہ وہ دنیا کو اسل اور حقیقت سمجھتے ہیں
در اس عالم کو واحد سمجھتے ہیں



عشق میں سے بجا اختیار کرو۔ غصہ۔ گلے کا اچھوٹا، یعنی اس وکیل کو صرف علم العین کی فکر نہ تھی بلکہ وہ مشاہدہ اور عین العین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر کہ در خلوت جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ محض ذکر اسما و صفات کا معنی نہیں دیتا ہے۔ ۳۔ با جمال۔ جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اس کے لئے خبریں اور عقلی دلائل بیکار ہو جاتے ہیں۔ دید۔ خبر کی نسبت مشاہدہ سے حاصل ہونے والا علم تقویٰ رہتا ہے اس وجہ سے عوام پر دنیا کا غالب رہتا ہے۔ کیونکہ ان کو دنیا کا مشاہدہ حاصل ہے اور آخرت کا علم محض خبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے وہاں جہانے۔ یعنی عالم آخرت۔ دین۔ واحد۔

باز رو سُوئے حدیثِ آلِ جِوَالِ کز غمِ صدرِ جہاں شد ناتواں
اس نوجوان کے قصہ کی طرف واپس لوٹ کیونکہ وہ صدرِ جہاں کے غم سے کمزور ہو گیا ہے

رُوئے نہادِ آلِ عاشقِ سُوئے بخارا

اس عاشق کا بخارا کی جانب رخ کرنا

رُو نہادِ آلِ عاشقِ خونباہِ ریز
اس خون بہانے والے عاشق نے رخ کیا
ریگِ ہاموں اپیش او ہچوں حریر
جنگلِ کلاہت اس کے لئے ریشمین کپڑے کی طرح تھا

آں بیباں پیش او چوں گلستاں
وہ جنگل اس کے سامنے جن کی طرح تھا
در سمر قندست قند آتما لبش
قد اگر چہ اسر قد میں ہے لیکن اس کے ہونٹوں نے
اے بخارا عقل افزا بودہ
اے بخارا تو عقل بڑھانے والا تھا
بدر می جویم از انم چوں ہلال
نہ ہر مہر ملت کے پہاڑوں کا تھا جس سے ہلالِ جبرہ ہو گیا

چوں سوادِ آلِ بخارا را بدید
جب اس نے اس بخارا کے اطراف کو دیکھا
ساعتِ اُفتاد بہوش و دراز
تصویری دیر وہ لبا لہر بے ہوش پڑا رہا
بر سر و رویش گلابے میزدند
لوگوں نے اس کے منہ پر عرقِ گلاب چھڑکا
او گلستانے نہانی دیدہ بود
اس نے ایک مخفی باغ دیکھا تھا
تو فسردہ سج در خورِ ایندم نہ
تو ٹھنڈا ہوا اس بات کے لائق نہیں ہے

دل طپاں سُوئے بخارا گرم و تیز
چلتے ہوئے دل کے ساتھ بخارا کی جانب تیزی سے
آبِ جیچوں پیش او چوں آبِ بگیب
جیچوں کا پانی اس کے سامنے تالاب کی طرح تھا

می فناد از خندہ او چوں گلستاں
وہ سرت سے پھول چنے والے کی طرح گرتا تھا
از بخارا یافت وال شد مذ پیش
بخارا سے حاصل کی وہی اس کا مذہب ہو گیا
لیک از من عقل و دیں بر بودہ
لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین چھین لیا
صدر می جویم دریں صفِ نعال
ان جوتیوں کی صف میں میں صدر کو تلاش کر رہا ہوں

در سوادِ غم بیاضے شد پدید
غم کی سیاہی میں سفیدی نمودار ہو گئی
عقل لو پزید در بستانِ راز
اس کی عقل امر کے بانچہ میں پرواز کر گئی
از گلابِ عشق او عاقل بدند
وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے
عات عشقش ز خود بیریہ بود
عشق کی عادت گری نے اس کو اپنے آپ سے جدا کر دیا تھا
باشکر مَقْرُوں نہ گرچہ نئی
تو شکر سے وابستہ نہیں ہے اگرچہ تو گناہ ہے

۱۔ ہاموں۔ محرو۔ جنگل۔ حریر۔
ریشمین کپڑے۔ جیچوں۔ دریا کا نام
ہے۔ آبِ بگیب۔ تالاب۔ گلستاں۔
پھول چنے والا۔ مذہب۔ یعنی اس کو
بخارا کے قد کی عادت ہو گئی تھی اسے
بخارا۔ وہ عاشق بخارا کو خطاب کرتا
ہے۔ بدر۔ چوہویں کا چاند۔ ہلال۔
پہلی رات کا چاند جو کمزوری میں
ضربِ اشل ہے۔ صفِ نعال۔ یعنی
میری جگہ تو جوتیوں کی صف ہے اور
صدر جہاں کا مقام بلند ہے تو وصال
کی نسبت مشکل ہے۔

۲۔ سواد۔ شہر کے اطراف گلاے
بہوش کر ہوش میں لانے کے لئے
عرقِ گلاب چھڑکا جاتا ہے۔ عاقل۔
لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ مرض کی
بے ہوشی تھی بے بلکہ عشق کی بہوشی
ہے یہ بہوشی تو معشوق کی خوشبو سے
رغ ہوئی ہے نہ کہ عرقِ گلاب سے
عات۔ یعنی اس کو عشق کے حملے نے
بہوش بنا دیا تھا۔

۳۔ تو فسردہ۔ مولانا مخاطب کو
خطاب کرتے ہیں کہ تجھ میں بہوشی
کے راز سے واقفیت کی قابلیت نہیں
ہے تو بظاہر انسان ہے لیکن تجھ میں
اس کا مادہ نہیں ہے۔

رخت اعقلت با تو هست و عاقلی کز جنودا لَم تروها غافل
 عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے اور تو صاحب عقل ہے کیونکہ تو ان لشکروں سے جن کو تم نے نہیں دیکھا غافل ہے
 ایں سخن پایاں ندارد تیز راں تا رود سُوئے بخارا آں جوان
 اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تیزی سے چل تاکہ وہ جوان بخارا کی جانب روانہ ہو

در آمدن آں عاشق لایابی در بخارا و تخذیر کردن دوستاں اور از پیداشدن

اس بے نیاز عاشق کا بخارا میں آنا اور دوستوں کا اس کو نمودار ہونے سے ڈرنا

اندو آمد در بخارا شادماں شہر معشوق خود و دارالامان
 وہ خوش خوش بخارا میں آ گیا اپنے معشوق کے شہر اور دارالامن میں
 ہچموں آں مستے کہ پزد بر اشیر مہ کنارش گیرد گوید کہ گیر
 اس مست کی طرح جو آسمان پر پرواز کرے چاند اس سے بغل گیر ہو لہ کہے کہ تو بھی بغل گیر ہو
 ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز پیش از پیداشدن منشیں گریز
 جس نے بھی اس کو بخارا میں دیکھا کہا اٹھ جا ظاہر ہونے سے پہلے مت بیٹھ بھاگ جا
 کہ ترائی جوید آں شہ خشمگین تا گشد از جان تو وہ سالہ کیس
 کیونکہ وہ غضبناک بادشاہ تھے تلاش کر رہا ہے تاکہ تیری جان سے وہ سالہ انتقام لے
 اللہ درمیا در خون خویش تکیہ کم گن بر دم افسون خویش
 خدا کے لئے اپنے خون کے دہے نہ ہو اپنے دم کرنے اور منتر پر بھروسہ نہ کر

شخصہ صدر جہاں بودی و راو تو معد جہاں کا کو قال تھا اور عقلمند تھا
 ہم مشیرش بودی و ہم محترم ہم مشیر بھی تھا اور باعزت بھی تھا
 غدر کردی وز جزا بگریختی تو نے غداری کی اور سزا سے بھاگ گیا
 از بلا بگریختی بصد حیل تو سودیروں سے مصیبت سے بھاگ لگا تھا
 اے کہ عقلت بر عطار و دق گند اے وہ کہ تیری عقل عطار پر نکتہ چینی کرتی ہے

عقل و عاقل را قضا احمق گند عقل اور عقلمند کو قضا احمق بنا دیتی ہے

۱۔ رخت۔ تو اپنی عقل پر بھروسہ کرتا ہے اور اس لیے غافل ہے قرآن پاک میں ہے۔ وَقَدْ نَزَّلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا اور اس نے وہ لشکر اتارا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے۔ یہ اگرچہ فرشتوں کی جماعت کے بارے میں فرمایا گیا ہے لیکن مولانا نے اس سے لشکر عشق مراد لیا ہے۔ تخذیر۔ ڈرانا۔ دارالامن۔ امن کی جگہ اشیر۔ آسمان۔ گیر۔ یعنی معشوق سے کہے کہ بغل گیر ہو جا پیدا مگدن۔ یعنی یہ ظاہر ہونے سے پہلے کہ تو بخارا میں آ گیا جہ سالہ کیس۔ ۱۵ سالہ دشمنی۔

۲۔ اللہ اللہ۔ یعنی خدا کے لئے۔ تکیہ۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ لوگ تجھے بچا لیں گے نہ یہ سمجھ کہ خود اپنی تدبیر سے بچ سکے گا۔ شخ۔ کٹوال مہندس انجینئر۔ بگریختی۔ یعنی سزا سے بچ کر تو بھاگ گیا۔

۳۔ از بلا۔ یعنی سزا سے بچ کر بھاگ گیا تھا تب یہ قوی یا موت کا خیال ہی ہے عطار و دق۔ دیر فلک۔

نخس ۱ خرگوشی کہ باشد شیر جو
تو وہ نخوس خرگوش ہے جو شیر کی جستجو کرے
ہست صد چندیں فسونہائے قضا
قضا کے سینکڑوں حیلے ہیں
صدرہ و مخلص بود از چپ و راست
دائیں بائیں سینکڑوں راستے تیرے بچاؤ کی چنگھیں ہوتی ہیں

زیر کی و عقل و چالاکی گو
تیری نہایت اور عقل اور چالاکی کہاں گئی؟
گفت اذاً جاء القضا ضاق القضا
فرمایا: جب قضا آتی ہے قضا تنگ ہو جاتی ہے
از قضا بستہ شود گر اثر دہاست
قضا سے بندھ جاتا ہے خولہ اثر دہا ہو

۱ نخس۔ جو خرگوش شیر کی جستجو کرے تو وہ اپنی موت کو تلاش کرتا ہے۔ یہ حدیث نکس ہے کی کا مقولہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو بھاگنے کا موقع نہیں رہتا قضا تنگ ہو جاتی ہے از قضا۔ اثر دہا ہے کی جب موت آتی ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اس کو باندھ دیا ہو۔ عاذلاں۔ عاذل کی جمع سے ملا تکر۔ مستقی۔ استقاء کا مراد یعنی جس کی کبھی پیاس نہیں بجھتی۔ کشد۔ پانی پینا اس کے لئے سخت مسخر ہوتا ہے۔ کند۔ یعنی وہ پانی اس کو تباہ کرتا ہے اور مرض میں اضافہ کرتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں پانی پینے سے پھول جاتے ہیں۔

۲ گویم۔ اس مریض سے اگر باطن کے احوال دریافت کرو تو وہ تمنا کرے گا کاش پیٹ میں دیا بھدی ہوتا۔ بطون۔ اندرون۔ خیک۔ خشک۔ مستطاب۔ پاکیزہ۔

۳ دست۔ استقاء کی بیماری میں ہاتھ اور پیٹ وغیرہ پھول جاتے ہیں۔ ذیل۔ ذھول۔ گل۔ پھول کی تروتازگی پانی سے ہے تو گویا وہ پانی کا عاشق ہے۔ روح الامین۔ اس سے مراد حضرت جبرئیل ہوتے ہیں لیکن یہاں محبوب صدر جہاں مراد ہے چوں۔ زمین۔ زمین اور پیٹ کا بچہ خون پیتا ہے عاشق بھی خون جگر پیتا ہے۔

جواب گفتن عاشق عاذلاں و تہدید کنندگان را
عاشق کا ملامت گروں اور ڈرانے والوں کو جو دینا

گفت من مستقیم آبم گشد
اس نے کہا میں استقاء کا بیمار ہوں پانی مجھے کھینچتا ہے
چچ مستقی نہ بگریزد از آب
کوئی استقاء کا بیمار پانی سے نہیں بھاگتا ہے
گریبا ملد مرادست و شکم
اگرچہ میرے ہاتھ اور پیٹ پھول جائیں
گویم ۲ انگہ کہ پرسند از بطون
جب اندھن کے بدلے میں مجھ سے پوچھے تو میں کہوں گا
خیک اشکم گو بدر از موج آب
میرے پیٹ کی خشک کھدک پانی کی موج سے پھٹ جائے
من بہر جائے کہ یضم آب جو
میں جس جگہ نہر کا پانی دیکھتا ہوں
دست ۳ چوں دف و شکم ہچوں ذیل
ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ ذھول کی طرح ہے
گر بریزد خونم آں روح لا میں
اگر وہ روح الامین میرا خون بہا دے
چوں زمین و چوں جنیں خونخوارہ ام
میں زمین اور پیٹ کے بچے کی طرح خون پینے والا ہوں

گرچہ میدانم کہ ہم آبم گشد
اگرچہ میں جانتا ہوں کہ پانی ہی مجھے مہ ذالے گا
گر دو صد بارش کند مات و خراب
اگرچہ وہ اس کو سو بار مسلسل اور تباہ کرے
عشق آب از من نخواہد گشت کم
پانی کا عشق مجھ میں سے کم نہ ہو گا
کاشکے بحر زواں بویے دوروں
کاش میرے اندر سمند جلدی ہوتا
گر بمیرم ہست مرگم مستطاب
اگر میں مر گیا تو میری پاکیزہ موت ہو گی
ر شکم آید بودے من جائے او
مجھے رشک آتا ہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا
طبل عشق آب می گویم چو گل
میں پھول کی طرح پانی کے عشق کا ذھول پیسند ہا ہوں
جرعہ جرعہ خون خورم ہچوں زمیں
میں زمین کی طرح گھونٹ گھونٹ خون پی جاؤں
تا کہ عاشق گشتہ ام اس کارہ ام
جب سے میں عاشق بنا ہوں میرا یہی کام ہے

۱۔ من پشیمانم میں اپنے محبوب
صدر جہاں سے بھاگ جانے پر شرمندہ
ہوں۔ گو محبوب سے کہہ کہ میرے سوا
اپنا غصہ ادا لے گا۔ میسر۔ ہمیں۔
گائے گائے کا خوب خود سب عید قربان
میں قربان ہونے کے لئے ہوتا ہے گاؤ
موسیٰ قرآن پاک کے اس قصہ کی طرف
اشارہ ہے کہ موسیٰ نے ایک گائے ذبح کر
کے اس کا کچھ حصہ مقتول پر ملا تھا تو وہ
مقتول زندہ ہو گیا تھا۔ ہمارے مرنے کو
موت نہ سمجھو تو دوسروں کی زندگی سے
جزو اس طرح میں مقتول ہو کر ہر عاشق
کی حیات کا سبب بن گیا۔ افسوس ہوا
قرآن میں ہے فَقَطَّأَ خَضِرُوهُ بَعْضَهَا
یعنی ہم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ
مقتول کو اس گائے کے بعض سے
یا یا کر ایسا لب، عاشق تسلیم کرتا ہے
کہ تم جو تم کو جزو لگانے کے ہے جلاوت
کے ذریعہ بنا کر تو تہلکی نظری وہ جس جو
حاصل کے ذریعہ غیر محسوس ہیں۔ زندہ ہو
جائے گی۔ جو بعض عاشق جسم کے تغیرات
بتا کر اس کی غلطی سے ثابت کرتا ہے۔ جہاں
سے کفنی کی فنا سے گھبرا گیا تو بات
افسلی جسم کے تغیرات یہ ہیں کہ اس کی
سائنس اس طرح ہوتی ہے کہ نباتاتی
فنا و حیات سے حاصل کرتا ہے۔ جو
اپنی حیات چھوڑ کر نباتیت اختیار کر لیتے
ہیں پھر جن اپنی نباتات سے حاصل
کرتا ہے۔ جو کہ نباتات اپنی نباتیت چھوڑ
کر حیوانیت اختیار کر لیتے ہیں پھر انسان
اپنی ذرا ذرا حیوانیت سے حاصل کرتا ہے۔
جو کہ حیوانیت اپنی حیوانیت چھوڑ کر جسم انسانی
بن جاتا ہے۔

شب ہمیں جو شرم در آتش ہمچو دیک
میں رات کو آگ میں دیک کی طرح جوش
من پشیمانم ۱ کہ مگر اشم
میں شرمندہ ہوں کہ میں نے مگر برپا کیا
گو براں برجان مستم ششم خویش
کہوے میری مست جان پر اپنا غصہ جلدی کر دے
گاؤ اگر تشید و گر چیزے خود
گائے اگر سوتی ہے اور اگر کوئی چیز کھاتی ہے
گاؤ موسیٰ داں مرا جان دادہ
مجھے حضرت موسیٰ کی گائے سمجھ جس نے جان عطا کی
گاؤ موسیٰ بود قرباں گشتہ
حضرت موسیٰ کی گائے قربانی شدہ تھی
برجہید آل گشتہ ز اسپیش زجا
اس کی چوٹ سے مرہ جگہ سے اٹھ گیا
یا کر لیبی ۲ اذبحوا ہذا البقر
اسے میرے بزرگوا اس گائے کو ذبح کر

روز تاشب خوں خورم مانند ریگ
دن سے رات تک ریت کی طرح خون پیتا ہوں
از مراد و ششم او بگر ششم
میں نے اس کے غصہ اور مقصد سے گزر کیا
عید قرباں اوست عاشق گاوش
و عید قرباں ہے اور عاشق ہمیں ہے
بہر عید و ذبح او می پر ورد
عید اور ذبح کے لئے وہ پیدہش پانی ہے
جزو جزوم شمر ہر آزا وہ
میرا جزو جزو ہر ہر آزا کا حشر ہے
کترس جزوش حیات گشتہ
اس کا معمولی جزو مقتول کی زندگی تھی
ور خطاب اضربوہ بعضہا
اس کو اس کے بعض سے مار کے حکم کے مطابق
ان ارفتم حشر ارواح النظر
اگر تم نظری دلوں کی زندگی چاہتے ہو
وز نما مردم حیواں سرزوم
وہ نباتیت سے مرا ہیوان بن گیا
پس چہ رسم کے زمر دن کم شدم
تو میں کیا دلوں میں مرنے سے کب گھٹا؟
تاہر آرم از ملائک بال ویز
تا کہ فرشتوں میں ہو کر بال و پر نکالوں
کل شیء ہالک الا وجہہ
کیونکہ ہر اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے
آنچہ اندر وہم ناید آل شوم
وہ جو عقل نہیں آ سکتا وہ ہو جاؤں گا
بار دیگر از ملک قرباں شوم
دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہوں گا

پس عدم گرم عدم چوں ارغنون! پھر عدم بن جاؤں گا عدم ارغنون ہا ہے کی طرح
مرگِ داں آں کا اتفاق است ست موت کو سمجھ لے کیونکہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے
ہچمو نیلوفر بروزیں طرف جو نیلوفر کی طرح اس نہر کے کنارے پر آگ جا
مرگِ او آبست و او جو یائے آب اس کی موت پانی ہے اور وہ پانی کا جویاں ہے
اے فسر وہ عاشق نمکس نمند اے بھیکے ہوئے نمندے والے گھٹھرے ہوئے عاشق!

سوئے تیغ عشقش استنگ زماں لطف کے لئے ہا مت لذت اس کے عشق کی تلوار کی جانب
جوئے دیدی کوزہ اندر جوے ریز تو نے نہر دیکھ لی ' پیل نہر میں بہا وے
آب کوزہ چوں در آب جو شود حالے کا پانی جب نہر کے پانی میں مل جاتا ہے
وصف او فانی شود ذآش بقا اس کا وصف فانی اور اس کی ذات باقی بن جاتی ہے

گویدم کہ انا الیہ راجعون مجھ سے کہتا ہے کہ ہم سب اس کی طرح لوٹنے والے ہیں
کاب حیوانی نہاں در ظلمت ست کہ آب حیات ' تلوار کی میں پوشیدہ ہے
ہچمو مستستی حریص و آب جو استفادہ کے مریض کی طرح پانی کا حریص اور تاش کنہا
می خورد واللہ اعلم بالصواب اس کو پیتا ہے اور اللہ زیادہ بہتر جانتے والا ہے
گوز بیم جاں ز جاناں می رمد کہ وہ جان کے ڈر سے محبوب سے بھگتا ہے

صد ہزاراں جاں نگر و ستک زماں لاکھوں جانوں کو تالیاں بجاتا ہوا دیکھ
آب را از جوئے کے باشد گریز پانی نہر سے کب گریز کرتا ہے
محو گردد دروے و چوں او شود اس میں فنا ہو جاتا ہے اور اس جیسا ہو جاتا ہے
زیں پس نے کم شود نے بد لقا اس کے بعد نہ وہ گھٹتا ہے نہ بد صورت بنتا ہے

رسیدن آں عاشق بمعشوق چوں دست از جاں بشت
عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا جبکہ اس نے جان سے ہاتھ دھو لئے

خویش را بر نخل سے او آوتم میں نے اپنے آپ کہاں کے کھجور کے درخت پر لٹکا دیا
ہچمو گوئے سجدہ گن برزوئے و سر سر اور چہرے کے گل سمجھ لے کتا ہوا گیند کی طرح
بر رُخ چوں زعفران اشک رواں زعفرانی چہرے پر آنسو بہاتا ہوا
عذر آں را کہ از و بگرتم اس معذرت میں کہ میں اس سے بھاگا تھا
جاپ آں صدر شد با چشم تر پریم آنکھوں کے ساتھ اس صدر جہاں کی طرف ملتا ہو گیا
رفت آں بیدل سوئے صدر جہاں وہ بیدل ' صدر جہاں کی جانب چلا

۱ ارغنون۔ ایک بلبہ کا نام ہے جس کا موجد افلاطون ہے۔ مرگ۔ موت۔ منزل اس تاریکی کے ہے جس کو عبور کر کے آب حیات حاصل ہوتا ہے۔ نیلوفر۔ گھاس اسی کے کنارے پر پیدا ہوتی ہے اور وہ پانی کی بہت حریص ہوتی ہے۔ مرگ۔ استفادہ کا مریض پانی کا حریص ہوتا ہے اور وہی پانی اس کی موت کا سبب بنتا ہے۔ اے فسر وہ عاشق تو عشق کا ڈھونڈ کر رہا ہے اور پھر جان کے ڈر سے محبوب سے بھاگتا ہے۔ یہ نہیں دیکھتا کہ لاکھوں عاشقوں کی جانیں خونی میں اس کی تیغ عشق کے سامنے چالیاں بجا رہی ہیں اور مرنے کی مشتاق ہیں۔

۲ جوئے۔ جب دیائے احدیت نظر آجائے اپنے فطرۃ حیات کو اس میں ذل وے تو اس کا اپنا تشخص ختم ہو جائے گا اور وہ باقی بقیائے حق ہو جائے گا پھر اس میں نہ کی آئے گی نہ کوئی تعمیر پیدا ہوگا۔

۳ بر نخل۔ چونکہ میں اس سے بھاگا تھا اب اس کے قدم پر قربان ہو جاؤں گا ہچمو وہ گیند کی طرح لڑھکتا ہوا رہتا ہوا صدر جہاں کی جانب روانہ ہوں زعفران۔ فراق میں اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

ہم کفن اہم تیغ اندر دست او
 کفن بھی اور تلوار بھی اس کے ہاتھ میں
 جملہ خلقاں منتظر سرور ہوا
 تمام لوگ سروں کو لوہے کئے ہوئے منتظر تھے
 ایں زماں ایں احمق یک لخت را
 اب اس پورے احمق کے ساتھ
 ہچو پروانہ شرر را نور دید
 اس نے پروانے کی طرح پتھریوں کو نور سمجھا
 لیک شمع عشق چوں آں شمع نیست
 لیکن عشق کی شمع اس شمع کی طرح نہیں ہے
 او بعکس شمعہائے آتشی ست
 وہ آگ کی شمعوں کے بالعکس ہے
 چونکہ بود او عاشق و سر مست او
 کیونکہ وہ اس کا عاشق اور متولا تھا
 کش بسوزد یا بر آویزد و را
 کہ وہ اس کو جلانے گا یا اس کو پھانسی دے گا
 آں نماید کہ زماں بد بخت
 صدر جہاں وہ کرے گا جو زمانہ کسی بد بخت سے کرتا ہے
 احمقانہ در فدا از جاں برید
 بے ہوشوں کی طرح گرا اور جان کھوئی
 روشن اندر روشن اندر روشنیست
 روشن ' و روشن و روشن ہے
 می نماید آتش و جملہ خوشی ست
 آگ نظر آتی ہے اور سراپا خوشی ہے

۱ ہم کفن۔ یعنی مرنے کی پوری تیاری کر لی گئی۔ سرور ہوا۔ یعنی سر اچھا دے ہوئے کش۔ یعنی صدر جہاں اس کو کس قسم کی سزا دے گا۔ ایں زماں۔ اب اس کو کس کی سزا ملے گی جو زمانہ کسی بد بخت کو دیتا ہے۔ ہچو۔ تماشا کی یہ کہہ رہے تھے کہ یہ احمق بھی پروانہ کی طرح ہر گزور سمجھا۔

۲ لیک۔ لیکن ان کا یہ سمجھنا غلط تھا وہ شمع عشق کو معمولی شمع سمجھ رہے تھے جس کی تازہ نور نظر آتی ہے معمولی شمع پر قربان ہونے سے سوزش پڑا ہوتی ہے اس شمع پر قربان ہونا مجسم خوشی ہے مسجد۔ مسجد کے واقعہ سے مولانا سمجھتے ہیں کہ عوام جس چیز کو ہلاکت کا سبب سمجھتے ہیں وہ کامیابیوں کا سبب ہوتی ہے

۳ رے۔ یہ وہ شہر ہے جس کی طرف منسوب ہو کر لام نحر الدین رازی کہلاتے ہیں۔ تیمم ہو جاتے۔ آخر میں۔ صبح ستلوں کی موت ہے۔ خود شستن۔ مخاطب کو نصیحت ہے کہ اس کہانی سے عبرت حاصل کر لے صبح قیامت نزدیک ہے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ یعنی بد مزاج نہ رہیں تکلیف نہ کرنا آتی ہیں۔

صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود و آں عاشق مرگ
 اس مسجد کی بات جو مہمان کو مدد داتی تھی اور اس لاپرواہ موت
 جوئے لا ابالی کہ در آں مسجد مہمان شد
 کی جستجو کرنے والے مہمان کا بیان

یک حکایت گوش کن ابے نیک پے
 ایک نیک فصلت! ایک قصہ سن
 ہچکس دروے نختے شب زبیم
 کوئی شخص رات کو اس میں نہ سوتا کہ ڈر کی وجہ سے
 ہر کہ دروے بیخبر چوں کور رفت
 جو بے خبر اندھے کی طرح اس میں چلا گیا
 خوشستن رانیک ازیں آگاہ کن
 اپنے آپ کو اس سے اچھی طرح باخبر کر لے
 ہر کسے گفتے کہ پریائند شند
 ہر شخص کہتا کہ بد مزاج پریاں ہیں
 مسجدے بد بر کنار شہر رے
 رے شہر کے کنارے پر ایک مسجد تھی
 کہ نہ فرزندش شدے آں شب تیمم
 اس رات میں اس کے بچے تیمم نہ ہو جاتے
 صمدم چوں اختر آں در گور رفت
 صبح ہوتے وہ ستلوں کی طرح قبر میں چلا گیا
 صبح آمد خواب را کوتاہ کن
 صبح ہو گئی نیند کو مختصر کر
 اندر و مہماں کشاں با تیغ گند
 اس میں مہمان کو کند تلوار سے مد ڈالنے والی

آں دگر گفتمے کہ سحرست او طلسم
کوئی کہتا ہے کہ جادو اور طلسم ہے
آں دگر گفتمے کہ بر نہ نقش فاش
دورا کہتا کہ کھلا اعلان لگا دے
شب حُشپ اینجا اگر جاں بایدت
اگر تو جاں بھلی چاہتا ہے یہاں رات کو نہ سونا
واں یکے گفتمے کہ شب قفلے نہید
ایک کہتا کہ رات کو تالا دے

کہ رصدا باشد عذو جان و جسم
جو جان اور جسم کے دشمن کی طرح گھات میں رہتا ہے
بر درش کالے مہماں اینجا مباح
اس کے صدارے پر کہ اے مہمان! یہاں نہ ظہیر
ور نہ مرگ اینجا کمیں بلشایدت
و نہ اس جگہ موت تجھ پر گھات لگائے گی
عاقلے کاید شمارہ کم وہید
کوئی انجان آئے تو تم داخل نہ ہونے دو

۱۔ سحر۔ کوئی کہتا مسجد میں کوئی جادو
نے جو مار ڈالتا ہے۔ گفتمے۔ یعنی مسجد
کے متولی کہ کہتا ہے کہ اس مسجد پر
رات کو سونے کی ممانعت کا اعلان لگا
دے۔ واں یکے کسی کی یہ رائے
ہوتی کہ مسجد پر تالا ڈال دو۔ صیت۔
شہرت۔ گفتمے۔ اس مہمان نے دل
میں یہ سوچا کہ اگر مر بھی گیا تو صرف
اتنا نقصان ہے جیسا کہ خزانہ میں
سے ایک بے ضائع ہو جائے انسان کا
جسم محمود میں بجز لہجہ کے ہے۔

۲۔ صحت۔ اگر جسم ہلاک بھی ہو
جائے گا تو کیا مضائقہ ہے اصل تو
روح ہے جو باقی رہے گی۔ تخت۔
قرآن میں فرمایا گیا ہے وَنُقِضَتْ فِيهِ
مِسْنُ رُوْحِي یعنی آدم میں میں نے
اپنی روح پھونک دی تو اگر جسم فنا بھی
ہو گیا تو اللہ کی پھونک باقی رہے گی۔
چہید۔ یعنی میں جسم سے جدا ہو کر
صرف حق رہوں گا جب تک کہ
اس کے صور کا تجھ اس عالم میں نہ آئے
گا جب تجھ صمد ہو گا تب پھر وہ حق
حق میرے نائے تن سے وابستہ ہو
جائے گا۔ تارید۔ میں تجھ حق کو تن
سے اس لئے جدا رکھنا چاہتا ہوں
کیونکہ اس کو ہر حق کے لئے یہ
صدف جسم تنگ ہے۔

۳۔ چل۔ قرآن پاک میں یہود کو
خطاب کر کے فرمایا گیا قَسَبُوا
لَهُمْ مَوْتٌ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ تم
موت کی تمنا کرو اگر سچے ہو یہود
چونکہ دھوے میں جمونے تھے اس
لئے انہوں نے تمنا کی میں اللہ کی
عبت اور ولایت میں سچا ہوں لہذا
موت کا تمہاری ہوں۔ تہدید۔ جسمی
وینا۔

آمدن مہمان در اں مسجد

ایک مہمان کا مسجد میں آنا

کو شنیدہ بود آں صیت عجب
جس نے وہ عجیب شہرت سنی تھی
زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
کیونکہ وہ بہت بہادر اور جاں باز تھا
روز گیر از گنج جاں یک حجبہ
فرض کر لے خزانہ سے ایک حجبہ ضائع ہو گیا
نقش کم ناید چون باہیستم
صحت کی کمی نہ ہو گی جب میں باقی ہوں
نفخ حق باشم زنائے تن جدا
میں اللہ تعالیٰ کی پھونک ہوں گا بدن کی بانسری سے علیحدہ
تار ہداں گوہر از تنگس صدف
حق کی وہ جو ہر تنگ سیپ سے رہائی پائے
صالحم جاں راہر افشام بریں
میں سچا ہوں اس فرمان پر جان غدا کروں گا

تایکے مہماں در آمد وقت شب
حتی کہ ایک مہمان رات کو آ گیا
از برائے آزمون می آز نمود
امتحان کے لئے وہ آزما رہا تھا
گفت کم گیرم سر و اشکبہ
اس نے کہا میں سر اور معصہ کو کبہ بھتا ہوں
صورت ۲۲ شن گو برو من کیسینم
جسم کی صورت کو کہہ دے مٹی جائے اور میں کون ہوں
چوں نفخت بودم از لطف خدا
جب میں اللہ تعالیٰ کے مہربانی سے نجات تھا
تاہیقت بانگ فحش ایں طرف
جب تک کہ اس کے صور کی آواز اس طرف نہ آئے
چل ۲۲ تا موفونوت گفت صافس
جبکہ اس نے فرمایا ہے موت کی تمنا کرو اے چو!

ملاست اہل مسجد مہمان عاشق را از شب خفتن در آنجا و تہدید کردن

مسجد والوں کا عاشق کو رات میں اس جگہ پر سونے میں ملامت کرنا اور ڈرانا

تاکو بدجا نستانت ہچو کسب ا
 تاکہ جان نکالنے والا تجھے کھلی کی طرح نہ کوئے
 کاندیس جاہر کہ خفت آمد زوال
 کہ اس جگہ جو سویا ہے اس پر زوال آیا ہے
 دیدہ ایم و جملہ اصحاب نہی
 دیکھا ہے کہ سب عقلمندوں نے
 نیم شب مرگ ہلاہل آمدش
 اس کو آدھی رات میں قاتل موت آئی ہے
 نے یہ تقلید از کسے بشیدہ ام
 نہ کہ تقلید ہم نے کسی سے سنا ہے
 آں نصیحت در لغت ضد غلول
 خیر خواہی لغت میں خیانت کی ضد ہے
 در غلولی خان و سگ پوستی
 خود غرضی میں خیانت اور کتا پن ہے
 می نمایمت مگر از عقل و داد
 ہم تجھے کر رہے ہیں عقل اور انصاف سے دو گرائی نہ کر

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا محسب
 لوگوں نے اس سے کہا خبردار! یہاں نہ سونا
 کہ غریبی و نمیدانی تو حال
 اس لئے کہ تو مسافر ہے اور طو حالت نہیں جانتا ہے
 اتفاقے نیست این مابا رہا
 اتفاقاً نہیں ہے یہ ہم نے بہت سی مرتبہ
 ہر کہ آں مسجد شے مسکن شدش
 وہ مسجد جس کا ایک رات مسکن بنی ہے
 از یکے تاپا نصداں را دیدہ ام
 ایک سے پانچ سو تک ہم نے یہ دیکھا ہے
 گفت الین النصیحة آں رسول
 رسول ﷺ نے دین خیر خواہی ہے فرمایا ہے
 ایں نصیحت راتی در دوستی
 یہ خیر خواہی دوستی میں سچائی ہے
 بے خیانت ایں نصیحت از و داد
 یہ نصیحت بغیر خیانت کے دوستی کی وجہ سے

۱۔ کسب۔ کاف کے ضم کے
 ساتھ کھلی۔ کھلی۔ نہیہ کی جمع ہے
 عقل

۲۔ ہلاہل۔ جمن میں ایک پہاڑ
 ہے جس میں ایک گھاس اتنی ہے جو
 قاتل ذہر ہے پھر ہلاہل مطلقاً قاتل
 ذہر اور قاتل کے معنی میں آنے لگا
 ہے۔ ایں را یعنی اس مسجد میں
 سونے والے کا مرنا۔ انصیہ۔
 غلوس۔ غلول۔ خیانت۔ و داد۔
 دوستی اور انصاف

۳۔ مذم۔ ملامت۔ مہبل۔
 ست۔ بے حس برگ۔ ستر و سلمان
 پول۔ نقدی۔ لڑیں ہل۔ یعنی دنیا
 طلبی۔

جواب گفتن عاشق ناصحان و ملامت گویان را
 عاشق کا نصیحت کرنے والوں اور ملامت گروں کو جواب دینا

از جہان زندگی سیر آدم
 زندگی کی کس دنیا سے پیٹ بھر چکا ہوں
 عافیت کم جوئے از منبل براہ
 میں بے حس آدمی سے اور زندگی میں عافیت کی تمنا نہ کر
 منبلے ام لا ابالی مرگ جو
 میں وہ بے حس ہوں جو لا پر موت کا تلاش کرنے والا ہے
 عالم بر زخمیا برمی تنم
 میں عاشق ہوں زخموں کے چکر کاٹا ہوں
 منبلے چسح کزیں پل بگذرو
 وہ بے حس چلاک ہوں جو اس پل سے گذر جائے

گفت او اے ناصحان من بے مذم
 اس نے کہا اے نصیحت کرنے والوں میں بغیر کسی ملامت کے
 منبلے ام زخم جو و زخم خواہ
 میں بے حس زخم کو تلاش کرنے والا اور زخم کا خواہشمند ہوں
 منبلے نے کو خود خود برگ جو
 میں وہ بے حس نہیں ہوں جو سلمان تلاش کرے
 منبلے بے زخم نلساید تنم
 میں وہ بے حس ہوں کہ بغیر زخم کے میرا جسم آہ نہیں پاتا ہے
 منبلے نے کو بکف پول آ ورو
 میں وہ بے حس نہیں ہوں جو نمی میں رو پیچ کر لے

آں نہ کو برہر مکانے برزند
 نہ وہ کہ جوہر مکان پر ما ما پھر سے
 مرگ شیریں گشت و قلم زیں سرا
 اس ہر لے سے عقل و محبت میرے لئے شیریں ہوگی ہے
 آں قفص کو ہست عین باغ در
 وہ بجز جو میں باغ میں ہے
 جوق مرغال از بروں گرد قفص
 پرندوں کا جھنڈ باہر بجز کے چاروں طرف
 مرغ را اندر قفص زان سبزہ زار
 بجز کے اندر پرند کے لئے سبزہ زد کی جہ سے
 سر زہر سوراخ بیروں میکند
 وہ ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے +
 چوں دل و جانش چنیں بیروں بود
 جب اس کا دل اور جان اس طرح باہر کی مشاق ہو
 نے چتاں سہ مرغ قفص در اندہاں
 وہ بجز کے اس پرند کی طرح نہیں ہے جو میں میں ہو
 کے بود اورا دریں خوف و حزن
 اس کو اس ڈر اور رنج میں کب ہو گی
 او ہی خواہد کزیں ناخوش حفص
 وہ چاہے گا کہ اس ناگہل زنبیل کی بجائے

یکل جہد از کون و کانے ابرزند
 بلکہ دنیا کو کوہ جائے اور کان پر پہنچ جائے
 چوں قفص ہشتن پریدن مرغ را
 جیسا کہ پرندے کے لئے بجز چھوڑنا اور از جانا
 مرغ می بیند گلستان و شجر
 پرند باغ اور درخت دیکھ رہا ہے
 خوش ہمی خوانند ازادی قفص
 آزادی کے قصے خوشی سے پرند رہے ہیں
 نے خورش مانند ست و نے صبر و قرار
 نہ بھوک رہی اور نہ صبر و قرار رہا
 تا بود کایں بند از پا برگند
 کہ شاید اس بیزی کو پاؤں سے نکال دے
 آں قفص را در کشائی چوں بود
 اس بجز کے کا صاف کھلتا کیسا ہو گا؟
 گرد بر گردش بخلقہ گر بگاں
 اور اس کے اور گرد بلیں حلقہ کئے ہوں
 آرزوئے از قفص بیروں شدن
 بجز سے باہر نکلنے کی آواز
 صد قفص باشد بگرد این قفص
 اس بجز کے چاروں طرف سو بجز کے ہوں

۱۔ کانے۔ یعنی معرفت خداوندی
 کی کان۔ قلم۔ یعنی اس دنیا سے
 عقل ہونا۔ چو قفص۔ یعنی جس طرح
 سے پرند کو بجز چھوڑ کے از جانا
 شیریں ہوتا ہے باغ اور۔ یعنی وہ
 باغ
 ۲۔ قفص۔ قفسے کی جمع ہے۔
 نے خورش۔ پرند کو بجز کے میں زند
 اچھا لگتا ہے اور نہ اس کو صبر و قرار ہوتا
 ہے۔ چوں۔ جب پرند یہ کاحل ہوتا
 بجز کے کار و بار ہونے سے اس کو کس
 قدر خوشی ہوگی۔
 ۳۔ نے چناں۔ البتہ وہ پرند جو
 بجز کے چاروں طرف بلیان
 دیکھے تو وہ وہ بخلقہ بجز کے ہی میں بند
 رہنا پسند کرے گا۔ قفص۔ فاسکون
 کے ساتھ زنبیل۔ جمولا ضرورت۔
 شعری کی جہ سے فاء پر زہر دے دیا
 گیا ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور
 حکیم ہے چونکہ وہ محض علوم عقلیہ
 سے واقف تھا اور آخرت کا اس کو کوئی
 علم نہ تھا لہذا وہ دنیا میں جینے کا مثنوی
 تھا۔

بیان آنکہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود کہ فن او
 اس کا بیان کہ جالینوس کا عشق اس دنیاوی زندگی پر اس جہ سے
 ہم اینجا بکار می آید و ہنرے نور زیدہ است کہ در آن بازار
 تھا کہ اس کا فن اس جگہ کام آتا تھا اور اس نے وہ ہنر نہ اختیار کیا تھا
 بکار آید آنجا خورد ابوعمام یکساں می بیند والامر یومئذ للہ
 جو اس بازار میں کام آئے وہاں وہ اپنے آپ کو عمام کے برابر سمجھتا تھا اور عم اس دن خدا کے لئے ہے

آنچنان کہ گفت جالینوس راد۱
 جیسا کہ حکیم جالینوس نے کہا
 راضیم کرمن بماند نیم جاں
 کہ میں راضی ہوں اگر آدھی جان بھی رہے
 گر بہ می بیند بگرد خود قطار
 قطار میں اپنے چاروں طرف بلیاں دیکھتا ہے
 یا عدم دیدست غیر ایں جہاں
 یا اس نے اس جہاں کے علاوہ کو معدوم سمجھا ہے
 چوں چنین کش میکشد بیروں کرم
 جیسا کہ پیٹ کا بچہ کہ اس کو کرم خود بندی باہر کو کھینچتا ہے
 لطف رویش سوائے مصدر میکند
 مہربانی اس کا رخ نکلنے کی جگہ کی طرف کرتی ہے
 کہ اگر بیرون نیم زیں شہر گام
 کہ میں اگر اس شہر سے قدم باہر رکھوں گا
 یا درے بودے دریں شہر و خم
 یا اس گندے شہر میں بکڑکی ہوتی
 یا چو چشم سوزنے را ہم بدے
 یا سونیں کے ٹکڑے کی برابر میرے لئے راستہ ہوتا ہے
 آنچنین ہم غافل ست از عالمے
 "بھی دنیا سے اسی طرح غافل ہے
 او نداند گور طوباتے کہ ہست
 "وہ نہیں سمجھتا کہ وہ رطوبتیں جو ہیں
 آنچنان کہ چار عنصر در جہاں
 جس طرح سے دنیا میں چاروں عنصر
 آب و دانہ و قفس گریافتہ است
 اگر پتھر سے پانی اور دانہ موجود ہے
 از ہوائے ایں جہاں و از مراد
 اس دنیا کی محبت اور مرد میں
 کہ زگون اشترے ینم جہاں
 تاکہ شجر کی دیر سے دنیا کو دیکھوں
 مرغش آئس گشتہ بودست از مطار
 اس کا پتہ روح پرورد سے باہر ہو گیا ہے
 در عدم نا دیدہ او خشر نہاں
 اس نے عدم میں چھپا ہوا خشر نہیں دیکھا ہے
 می گریزد او سپس سوائے شکم
 " پیٹ کی جانب پیچھے کو بھاگتا ہے
 او مقرر پشت مادر می کند
 " وہ ماں کی کمر میں ٹھکانا بناتا ہے
 اے عجب دیگر نہ ینم ایں مقام
 ہائے عجب پھر یہ جگہ نہ دیکھوں گا
 کہ نظارہ کردے اندر رحم
 کہ میں رحم میں سے نظارہ کرتا
 کہ ز بیرون رحم دیدہ شدے
 کہ رحم کے باہر کی چیز دیکھ لی جاتی
 ہچوں جالینوس اونا محرے ۳
 " ہچوں جالینوس کی طرح نادانف ہے
 آل مدد از عالم بیرونی است
 " بیرونی دنیا کی مدد سے ہیں
 صد مدد دارو ز شہر لامکان
 لامکان کے شہر سے سینکڑوں مددیں پاتے ہیں
 آل زباغ و عرصہ در تافتہ است
 " باغ اور میدان سے رونما ہوا ہے

۱ راد۔ عقلمند۔ ہول خواہش۔
 محبت۔ کون اشترے یعنی ذلیل
 مقام۔ آئس۔ باہر مطار۔ اڑنے کی
 جگہ ازان

۲ جنیں۔ ماں کے پیٹ کا بچہ
 پس۔ واپس۔ مصدر۔ نکلنے کی جگہ
 مقرر۔ قیام گاہ۔ گام۔ قدم۔ نیم۔
 ناموافق۔ مقام۔ چشم سوزن۔ سونیں
 کا ٹکڑا۔

۳ تا محرم۔ ہوا قف راز۔
 رطوبات۔ یعنی پیٹ کے بچے کی غذا
 جو رطوبتیں ہیں وہ ماں کی فن غذاؤں
 سے حاصل ہوتی ہیں جو باہر سے
 اسے حاصل ہوتی ہیں۔ لامکان۔
 عالمہ کا عالم ملکوت

جانہائے انبیاء بیند باغ
انبیاء کی جائیداد باغ کی پختی ہیں
پس ز جالینوس و عالم فارغند
اس لئے وہ جالینوس اور دنیا سے بے نیاز ہیں
وز جالینوس ایں گفت افتریست
اگر یہ بات جالینوس پر بہتان ہے
ایں جواب آسکس آمد کایں بگفت
پھر یہ اس کے لئے جواب ہے جس نے یہ کہا ہے
مرغ ۲ جانش موش شد سوراخ جو
اس کی جان کا پند سوراخ ڈھونڈنے والا چوہا بن گیا
زال سبب جانش وطن دید و قرار
اسی لئے اس کی جان نے وطن اور ٹھکانا دیکھا
ہمدریں سوراخ بتائی گرفت
اسی سوراخ میں اس نے تعمیر سازی کی
پیشہائے کہ مرا ورا در مزید
وہ پیشے جو اس کے لئے انسانے میں
زانکہ دل برگند از بیروں شدن
کیونکہ اس نے بہر نفعی سے دل بھیر لیا
عنکبوت ۳ ار طبع عققاد اشے
سحری اور عقاد کا مزاج رکھی
گڑبہ کردہ چنگ خود اندر قفص
لی نے اپنا بچہ بچرے میں اڈل دیا
حصب و قونج و مالخویا
چیکہ اور قونج اور مالخویا

زس قفص در وقت نقلان و فراغ
اس بچرے سے نقل اور فارغ ہونے کے وقت
بچو ماہ اندر فلکها بازغ اند
وہ چاند کی طرح آسمان پر روشن ہیں
پس جوایم بہر جالینوس نیست
تو میرا جواب جالینوس کے لئے نہیں ہے
کہ نبودش دلے با نور بخت
کیونکہ اس کا دل نور کا ساتھی نہیں ہے
چوں شنید از گزربگاں او عز جو
جب اس نے بیوں سے گھیر لو سنا
اندریں سوراخ دنیا موش وار
چو ہے کی طرح اس دنیا کے سوراخ میں
در خور سوراخ دانائی گرفت
سوراخ کے مناسب عقل اختیار کی
اندریں سوراخ کار آید گزید
اس سوراخ میں کام آئیں اس نے اختیار کئے
بستہ شد راہ رہیدن از بدن
اور بدن سے نجات کا راستہ بند ہو گیا ہے
از لعابے خیمہ کے افراشته
عقاب سے خیمہ کب بلند کرتی
نام چکش صرع و سرسام و مغص
اس کے بچہ کا نام مرگی سرسام اور پچش ہے
سکتہ و سڈہ و جدام و ما شرا
سکتہ اور سڈہ اور کٹھ اور منہ کا دم ہے

۱۔ جانہائے انبیاء اور اولیاء دنیا
میں مدھے ہوئے آخرت کے باغات
کی سیر کر لیتے ہیں تو وہ جالینوس کی
خواہش اور عالم سے بے نیاز اور فارغ
الہال ہیں۔ آخرت یعنی جہات میں
لے جالینوس کی نقل کی ہے اگر وہ
مجھوت ہے تو میرا کام جالینوس کے
لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے
جو اس عقیدے کا ہے اور اس کا دل نور
سے منور نہیں ہے۔

۲۔ مرغ جانش۔ جس کے دل
میں نور نہیں وہ ایسا چوہا ہے جس نے
بیوں کی آواز سن لی اور بھٹ کی جستجو
کر سے زان اسی لئے وہ اس دنیا کو
پسند کرتا ہے جو چوہے کے بھٹ کی
طرح ہے۔ ہمدریں۔ وہ اس دنیا میں
دنیا کے ہنر سیکھنے پر اور دنیا کو سونپنے
پر اکتفا کرتا ہے۔ پیشہائے۔ وہ وہی
پیشے اختیار کرتا ہے جو اس کی دنیا
بتا میں۔ زانکہ۔ چونکہ اس کو عالم
آخرت کی طرف رغبت نہیں ہے۔

۳۔ عنکبوت۔ اس کی مثال کمزری
کی ہی ہے جو اپنے لئے ایک کڑوہ جلا
تختی ہے۔ کرب موت اپنے پیچھے
بصورت امراض اس سے وابستہ کرتی
ہے۔ صرع۔ مرگی۔ سرسام۔ وہ مرض
ہے جس میں دماغ پر دم آجاتا ہے اور
مریض ہلکی ہلکی باتیں کرتا ہے
مغص۔ پچش۔ حصب۔ کسر قونج۔

آنتوں کا درد جو سدہ پنہ جانے سے
ہوتا ہے۔ مالخویا۔ دیوانگی کی ایک قسم
ہے۔ سکتہ۔ دماغی مرض ہے جس میں
مریض بالکل مردے کی طرح ہو جاتا
ہے۔ سڈہ۔ آنتوں میں کسی چیز کا جم
جانا۔ جدام۔ کولہجہ۔ ماشرہ۔ چہرے کا
دم جو خون کے جوش کی وجہ سے پیدا
ہوتا ہے۔



میزند بر مرغ قہر و بال او

جو وہ پرند لہر اس کے بال و پر پر چلائی ہے

مرگ چوں قاضی وار بجوری گوا

موت قاضی کی طرح ہے لہر مرض گوا ہے

کہ ہمیں خوف خراتا حکم گاہ

کہ وہ تجھے عدالت میں بلاتا ہے

گر پذیر شد و گرنہ گفت خیز

اگر اس نے مان لیا تو وہ مہلت ملی ورنہ کہے گا اٹھ جا

کہ زنی بر خرقہ تن پارہا

تاکہ تو جسم کے پتھروں کو بچند لگا لے

چند باشد مہلت آخر شرم دار

آخر مہلت کتنی ہو گی شرم کر

پیش از انکہ آنچنان روزے رسد

اس سے قبل کہ ایسا دن آئے

برگند زان نور دل یکبارگی

اس نور سے یک لخت دل کو ہناتا ہے

کال گوا سوئے قضا میخواندش

کیونکہ وہ گواہ اس کو موت کی طرف بلاتا ہے

کش کشاں تا پیش قاضی شرمسار

شرمندگی کی حالت میں قاضی کے سامنے کھینچا لہا میں کے

کو بہ مسجد آمد آن شب میہماں

جو اس رات کو مسجد میں مہمان بن کر آیا

گر پہا مرگ ست مرض پتنگال او

موت ملی ہے لہر مرض اس کا بچہ ہے

گوشہ گوشہ می دوو سوئے دوا

وہ دوا کی جانب بھر بھر دوتا ہے

چوں پیادہ قاضی آمد اس گواہ

یہ گواہ قاضی کے پیادے کی طرح آیا ہے

مہلتے خواہی تو از وے دگریز

تو بچاؤ کے لئے اس سے مہلت مانگتا ہے

بجستن مہلت دوا و چارہا

مہلت طلب کرنا دوا لہر تدبیریں ہیں

عاقبت آید صباح خشم وار

بالآخر وہ کسی صبح کو غضبناک ہو کر آتا ہے

عذر خود از شہ بخواہ اے پر حسد

اے حاسدا! بادشاہ سے عذر خواہی کر لے

وانکہ در ظلمت براند بارگی

لہر جو اندھیرے میں گھوڑا دوڑاتا ہے

میگریزد از گواہ و مقصدش

وہ گواہ لہر اس کے مقصد سے بھاگتا ہے

ناگہاں گیرند اورا خوار و زار

اس کو ذلیل لہر عاجز بنا کر اپنا یک پکڑیں گے

زیں گذرگن جانب آن شخص راں

اس کو چھوڑ اس شخص کی جانب چل

۱۔ مرگ۔ موت ملی ہے لہر یہ
مرض اس کے بچے ہیں۔ مرگ۔
موت فیصلہ کرنی ہے رنجوری۔
بہاری کی نوعیت پر فیصلہ ہوتا ہے۔
پیادہ۔ موت مرض کے ذریعہ اپنی
طرف بلاتی ہے حکم گواہ عدالت
محلکہ۔ مہلتے۔ تو دوا کرنے کے لئے
مہلت چاہتا ہے اگر مرض نے
مہلت دیدی تو دوا کے ذریعے بچنے
کی کوشش کرتا ہے لہر اگر اس نے
مہلت نہ دی تو وہ فوراً موت کے سپرد
کرتا ہے نیز۔ یعنی اٹھ لہر موت کی
جانب چل۔ کہ زنی۔ مرض کی وجہ
سے جو تیرے بدن کو نقصان پہنچا ہے
تو دوا کے ذریعہ اس کو درست کرنا چاہتا
ہے۔

۲۔ عاقبت۔ انجام کا مرض کا پیادہ
آئے گا لہر پھر وہ مہلت نہ دے گا۔
غذو۔ لہذا مناسب ہے کہ اس دربار
میں حاضری کے لئے قبل از وقت
تیاری کرنی چاہیے۔ ظلمت۔ یعنی
خواہشات نفسانی کی ظلمت۔ ہلکے۔
گھوڑا۔ برگند۔ خواہشات کا انہماک
نور خداوندی سے جدا کر دیتا ہے۔
گواہ۔ یعنی مرض۔ مقصدش۔ مرض کا
مقصود موت ہے۔

۳۔ ناگہاں۔ لیکن موت سے فرار
ممکن نہیں ہے قاضی۔ یعنی موت۔
زیر۔ اب دوبارہ اس مسجد کے مہمان
کا قصہ شروع کرتے ہیں۔ جلدی۔
بہاری۔ گو۔ یعنی موت کے ہاتھوں
گروی۔

ملائت کردن اہل مسجد مہمان را از شب خفتن دران مسجد

مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر ملامت کرنا

قوم گفتندش ملکن جلدی برو

لوگوں نے اس سے کہا بہاری نہ دکھا چلایا

تاگروو جامہ و جانت گردو

تاکہ تیری جان لہر کیزے گروی نہ ہو جائیں

آں از دُور آساں نماید بہ نگر
 وہ دور سے آساں نظر آتا ہے، اچھی طرح دیکھ لے
 بس گساں کاویخت خود را از نخست
 بہت سنان میں جنہوں نے شروع میں اپنے آپ کو لگا دیا
 پیشتر از واقعہ آساں بود
 واقعہ سے پہلے آساں ہوتا ہے
 چوں در آید اندرون کار زار
 جب میدان جنگ میں آ جاتا ہے
 چوں نہ شیری ہیر امنہ تو یائے پیش
 جبکہ تو شیر نہیں ہے، رہا! اے قدم نہ رکھ
 وراز ابدالی ۲ و میش شیر شد
 اگر تو ابدال میں سے ہے، تیری بھیڑ شیر ہو گئی ہے
 کیست ابدال آنکہ او مُبدل شود
 ابدال کون ہے؟ وہ جو تبدیل ہو جائے
 لیک مسّت شیر گیری وز گماں
 لیکن تو نیم مسّت ہے، لہ گمان سے
 گفت حق زاہل نفاق ناسدید
 اللہ تعالیٰ نے کفر و منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے
 در میان ہمدگر مردانہ اند
 ایک دوسرے کے لئے بہاہ ہیں
 گفت ۳ پیغمبر سپہدارِ غیوب
 غیب کے پہ سالار پیغمبر نے فرمایا
 وقت لافِ غزو مستان کف زنند
 جہاد کی کئی بگھلتے وقت مستوں کی طرح سینہ ٹھوکتے ہیں
 وقت ذکرِ غزو شمشیرش وراز
 جہاد کے ذکر کے وقت اس کی تلوار صاف ہے

کہ باخر سخت باشد زہگند
 کہ انجام کار راستہ شود ہو گا
 وقت پیچا پیچ دستاویزِ جست
 پیچیدگی کے وقت سہلا دھونڈنا
 در دلِ مردم خیالِ نیک و بد
 انسانوں کے دل میں اچھے برے کا خیال
 آں زماں گروہ برآں کس کار زار
 اس وقت اس شخص پر کام دھند ہو جاتا ہے
 کال اجل گر گست و جان تست پیش
 کیونکہ موت بھیڑیا ہے، لہ تیری جان بھیڑ ہے
 ایمن آ کہ مرگ تو سر زمر شد
 مطمئن ہو کر آ کیونکہ تیری موت سرگول ہو گئی ہے
 خورش از تبدیل یزداں خل شود
 اللہ تعالیٰ کے تبدیل کرنے سے اس کی شراب مرگ ہو جائے
 شیر پنداری تو خود راہیں مراں
 اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے، خبردار! آگے نہ بڑھ
 بآسُہم ما بینہم بآسُ شدید
 ان کی بہادری آپس میں سخت بہادری ہے
 در غزا چوں عورتیں خانہ اند
 جہاد میں گھر کی عورتوں کی طرح ہیں
 لا شجاعۃ یافنی قبل الحروب
 اے نوجوان الزانیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے
 وقت جوش و جنگ چوں کف می خندند
 جوش اور جنگ کے وقت جھاگ کی طرح گر پڑتے ہیں
 وقت گزرفر تیغش چوں پیاز
 کزفر کے وقت اس کی تلوار پیاز کی طرح

۱ آں۔ یعنی مسجد کا سونا۔ بس
 کساں۔ ناخبرہ کا مصیبت میں
 پھنس کر بچنے کی تدبیر کرتا ہے جو
 دشواں ہوتی ہے۔ بیشتر۔ مصیبت کے
 آنے سے پہلے اچھا برا سوچا جاسکتا
 ہے۔ چوں۔ ناخبرہ کا مصیبت میں
 پھنس کر پریشان ہوتا ہے۔ چوں نہ
 شیری۔ موت بھیڑیا ہے، اگر تو شیر ہے
 تو اس کا مقابلہ کر سکتا ہے، اگر تو بھیڑ
 ہے تو وہ پھاڑ کھائے گا۔

۲ از ابدال۔ اولیاء اللہ، موت
 سے خائف نہیں ہوتے ہیں۔
 ابدال۔ اولیاء اللہ ہیں جن کی بری
 صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو
 چکی ہیں۔ خمر۔ یعنی بری صفات سر کہ
 یعنی اچھی صفات مسّت شیر گیری۔ وہ
 مسّت جس کا نشہ اٹھوا ہو۔ پاکسم۔
 قرآن پاک میں منافقوں کے
 بارے میں فرمایا گیا ہے بلسُہم بینہم
 شدید نخسہم جبینا و قلوبہم
 شسی۔ آپس میں ان میں بڑی دھماک
 سے تو ان کو اکٹھا سمجھتا ہے، اور ان کے
 دل متفرق ہیں۔ غزال۔ جنگ۔ جہاد
 ۳ گفت۔ یہ حدیث کتابوں
 میں منقول نہیں ہے۔ اشجاء۔
 شجاعت کا پتہ میدان جنگ میں چلتا
 ہے۔ کف زنند۔ یعنی سینہ ٹھوکتے کر
 بہادری جاتے ہیں۔ کف۔ جھاگ
 دوسرے مصرعے میں۔ کسرا آگے
 بڑھ کر حملہ کرنا۔ فر۔ پیچھے ہٹ کر حملہ
 کرنا۔ چوں پیاز۔ یعنی نرم

وقت اندیشہ دل او غزو جو
خیل کے وقت اس کا دل جنگجو ہے
من عجب دارم ز جو یائے صفا
مجھے صفائی کے اس طالب پر تعجب ہے
عشق چوں دعویٰ جفا دیدن گواہ
عشق دعویٰ ہے تکلیف برداشت کرنا گواہ ہے
چوں گواہت خواہد اس قاضی مزنج
جب یہ قاضی گواہ مانگے تو رنجیدہ نہ ہو
آں جفا با تو نباشد اے پسر
اے صاحبزادے! وہ سختی تجھ پر نہیں ہے
برآمد چوبے کہ آں را مردزد
اس شخص نے نمندے پر جو لکڑی مادی
گر بزد ہر آسپ را آں کیند گش
اگر سزا دینے والے نے گھوڑے کو ملا
تاز سسکسگ وارہد خوش پے شود
تاکہ ست رفتاری سے نجات پا جائے خوش رفتار ہو جائے
آں یکے میزد یتیمے را بقرہ
ایک شخص غصہ سے ایک یتیم کو ملتا تھا
وید مردے آسپناش زار زار
ایک شخص نے اس کو ایسا زار زار دیکھا
گفت چنداں آں یتیمک را زودی
اس نے کہا تو نے اس یتیم بچے کو اتنا ملا
گفت اورا کزد مے جان دوست
اس نے کہا اے پیارے! میں نے اس کو کب ملا ہے
مادرار گوید ترا مرگ تو یاد
اگر تجھے مل کہے ' خدا کرے تو مرے

پس ایک سوزن تہی شد حیک او
پھر ایک سوئیں سے اس کی منگ خالی ہو گئی
گورمد در وقت صیقل از جفا
جو صیقل کے وقت تکلیف سے بھاگ جائے
چوں گواہت نیست شد دعویٰ تباہ
جب تیرے پاس گواہ نہیں ہے تو دعویٰ برباد ہے
یوسہ وہ بر مار تالیابی تو گنج
سانپ کو چوم لے تاکہ تو خزانہ پائے
بلکہ با وصف بدی اندر تو در
بلکہ اس بری صفت پر ہے جو تیرے اندر ہے
بر نمد آں را نزد بر گرد زد
وہ نمندے پر نہیں مادی ' گرد پر مادی ہے
آں نزد بر آسپ زد بر سسکسکش
اس نے گھوڑے کو نہیں ملا اس کی ست رفتاری کو ملا
شیرہ را زنداں کنی تامے شود
تو شیرہ کو قید کرتا ہے تاکہ شراب بن جائے
قند بود آں لیک بنمودہ چوند ہر
وہ شکر تھا لیکن زہر جیسا نظر آتا تھا
آمد و بگرفت زودش در کنار
کہ وہ آیا اور فوراً اس کو بغل میں لے لیا
چوں نتر سیدی ز قہر ایزدی
تو خدا کے قہر سے کیوں نہ ڈرا
من براں دیوے زدم گواندر دست
میں نے اس شیطان کو ملا ہے جو اس کے اندر ہے
مرگ آں خو خواہد و مرگ فساد
تو وہ عادت کی موت اور فساد کی موت چاہتی ہے

۱۔ پس۔ پھونک بھری ہوئی منگ
میں ایک سوئیں چھوڑ دی جائے تو ہوا
خارج ہو جاتی ہے یعنی ادنیٰ تکلیف کو
برداشت نہیں کرتے ہیں۔ من
عجب۔ جو شخص صفا قلب چاہتا ہے
اس کے لئے مجاہدے ضروری ہیں۔
عشق۔ خدا سے عشق و محبت ایک
دعویٰ ہے اور مجاہد اس کا گواہ ہے۔ دعویٰ
بغیر گواہ کے ناقابل اعتبار ہے۔
یوسہ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے اس کو
مانوس کر کے خزانہ تک پہنچا جاسکتا
ہے۔ آں جفا۔ مجاہدے کی جفا و اصل
اس برائی پر ہے جس کے ازالہ کے
لئے مجاہدہ کر لیا جاتا ہے۔

۲۔ برآمد۔ محسوسات میں اس کی
مثال یہ ہے کہ کبیل بھاڑنے کے
لئے اس پر لکڑی مادی چلتی ہے تو وہ
اصل کبیل پر نہیں بلکہ گرد پر مادی
چلتی ہے۔ گرد۔ ست گھوڑے پر
بشر ملا جاتا ہے تو اصل اس کی سستی
پر ملا جاتا ہے۔ سسکسگ۔ ست۔
رفتاری۔ شیرہ۔ آگور کے شیرہ کو مٹکے
میں اسی لئے بند کیا جاتا ہے کہ اس
سے شراب بنے۔ آں یکے استاویچہ
کو ملتا ہے تو بظاہر ظلم ہے حقیقتاً اس
میں اس کی اصلاح ہو رہی ہے۔

۳۔ گفت۔ اس شخص نے استا کو
ڈانٹا تو استا نے یہی کہا کہ مقصد اس
بچہ کو ماننا نہیں ہے بلکہ اس شیطان کو
ماننا ہے جو اس میں گمسا بیٹھا ہے۔
مادر۔ ماں بچہ کو قوتی ہے اور مرنے کی
بد عادت جیتی ہے تو اس کا مقصد اس کی
بری عادت کی موت ہوتی ہے۔

آں گرو ہے جو لوگ مجاہدت کی کٹی سے بھاگتے ہیں وہ انسانیت کو تباہ کرتے ہیں۔ عاقلانہ فن منافقوں کو فن کے دوستوں نے جہاد میں شریک ہونے سے روکا تو یہ لوگ باہر و بن کر رہ گئے آئندہ اشعلہ میں سوانا بن لوگوں کی مصاحبت اور ہر اسی سے روکتے ہیں۔ غرہ گھمنڈ۔ ذالافونیکم خبالا۔ قرآن پاک میں ان منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے لَوْ خَرَجُوا فِیْکُمْ مَلَا فِیْکُمْ اِلَّا خِبَالًا سَاکِرُوْهُمْ مِمَّا لَمْ یُنْفَعُوْا لَیْسَ بِہُمْ فِیْہِمْ نَفْعٌ لِّمَنْ یُّعٰیۡشُ اِنْ سَازَکَ سَاکِیۡ۔ گروہ حق۔ یعنی ان کی بات ہی نہ کرو ان سے قطع نظر کرو۔ غازیوں۔ یعنی ان کی بزدلی جہادوں کو بھی ناکام بنا دے گی۔

۲ خورشیدین۔ منافق جب صفوں میں سے بھاگیں گے بہادروں کے دل ٹوٹیں گے۔ پس۔ ٹھوڑے بہادر بزدلوں کے مجمع سے بہتر ہیں۔ بست۔ اگر چھنے گئے ٹھوڑے سے بیٹھے باہام ہوں تو وہ زیادہ باہاموں سے جن میں سے بھی ہوں بہتر ہیں۔ نقص۔ گروے اور شیریں باہام اگرچہ صورت میں یکساں ہیں لیکن ان کے باطن میں بہت فرق ہے یہی حال مومنوں اور منافقوں کا ہے۔ ۳ گہر۔ چونکہ کانروں کو اگر زندگی کے بارے میں مشکوک شبہات ہیں اس لئے ان کے دل ہمیشہ خولڑا رہتے ہیں۔ میر۔ چونکہ یہ آخرت کے بارے میں اندھے ہیں لہذا آخرت کی راہ طے کرنے میں سست ہیں اندھا ڈرتے ڈرتے قدم بڑھاتا ہے۔ چوں نغاند۔ جو شخص راستہ سے ناواقف ہوتا ہے وہ تیزی سے منزل طے نہیں کر سکتا معمولی سے اندیشہ سے ٹھہر جاتا ہے۔

آبِ مَرْدِیْ وَاَبِ مَرْدَاں رَہِ مَخْتَنَدِ
انہوں نے انسانیت اور انسانوں کی آبروریزی
تاجتیں حیز و مَخْتَنَدِ مَانَدَنَدِ
یہاں تک کہ وہ ایسے ہمدرد اور مخلص نہ گئے
باجنپہا دَرِ صَفِ ہِجَا مَرَدِ
ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کی صف میں نہ جا
کَزِ رِفَاقِ سُسْتِ بَرِ گَرْدَاں وَرَقِ
تاکہ تو ست ساتھیوں سے حق پلٹ لے
عازیاں نِیْمَغَزِ ہِجْمُوں کَہ شَوْنَدِ
غازی نکلنے کی طرح بیکار ہو جائیں گے
پس گریزند و دلِ صَفِ بَشَلْتَنَدِ
پھر بھاگیں گے اور صف کا دل توڑ دیں گے
بہ کہ باہلِ نَفَاقِ آیدِ کُشَرِ
بہتر ہیں نسبت اس کے کہ منافقوں کے ساتھ اجتماع ہو
بہ زبیرے رَہِ آہِ مِخْتَنَدِ
بہت سے گروے طے ہوویں سے بہتر ہیں
نَقْصِ اِزَاں اُقْتَادِ کَہ ہَمَلِ نَے اِنَدِ
خرابی اس وجہ سے واقع ہوئی کہ باطن میں یکساں نہیں ہیں
مِی زَیْدِ وِ رَشکِ زَحَالِ اَنجَمَاں
میں جی رہا ہے اس جہان کے حال کے شک میں
گامِ خَرَسَاں مِی نَہِدَا عُمِی دَلِے
اندھے دل والا ڈرتے ہوئے قدم رکھتا ہے
بَا تَرُو دَہَا وِ دَلِ پَرِ خُوں رُو دِ
مشکوک اور پر خون دل کے ساتھ چلتا ہے

آں گرو ہے کز ادب بگرے تختند
وہ لوگ جو ادب حاصل کرنے سے بھاگے
عادلانِ شال ازوغا وا راندند
علامت کرنے والوں نے انہیں جنگ سے باز رکھا
لاف و غرہ ژاژ خارا کم شنو
کہاں کرنے والے کی شیخی اور گھمنڈ کو نہ سن
ز انکد ز افونیکم خبالا گفت حق
کیونکہ تہی نے ہم میں زیادہ خلیاں ڈالتے ہیں فرمایا ہے
کہ گرایشال پشما ہمرہ شوئند
کیونکہ وہ اگر تمہارے ساتھ ہوں گے
خورشیدین ۲ رابا شہام صف کتند
وہ اپنے آپ کو تمہارے ساتھ ہم صف کریں گے
پس سپاہے اند کے بے اس نفر
تو تمہارے سپاہی اس جماعت کے بغیر
ہست بادام کم خوش بیخت
خوش ڈالتے تمہارے باہام چنے ہوئے
تلخ و شیریں گریں بصورت دیکشی اند
گڑا اور شہما اگرچہ بظاہر ایک چیز ہیں
گہر ۳ ترساں دل بودگو ازگماں
کانر خولڑا دل والا ہوتا ہے کیونکہ وہ گمان
میرود و درہ نداند منزلی
وہ راستہ چلتا ہے منزل کو نہیں جانتا ہے
چوں نداند رہ مسافر چوں رود
جب مسافر نہیں جانتا ہے وہ کیسے راستہ طے



او گند از بیم آنجا وقف و ایست
 وہ اسی جگہ خوف سے توقف لہ لگا کر دیتا ہے
 کے رَوَد ہر ہائے و ہوور گوش او
 تو ہر ہائے و ہواں کے کان میں کہیں پہنچتی ہے
 زانکہ وقت ضیق و بیم اند آفلاں
 کیلئے وہی خوف کے وقت غائب ہو جانے والے ہیں
 گرچہ اند لاف سحر بابل اند
 اگرچہ وہ شیخی ملنے میں بابل کا جلاہ ہیں
 تو ز طاووساں مجو صید و شکار
 تو سہروں سے صید و شکار کا طالب نہ بن
 دم دہد از تا مقامت برگند
 وہ فریب دیتی ہے تاکہ تجھے بلند مقام سے ہٹا دے

ہر کہ گوید ہائے ایں سوراہ نیست
 جو کوئی کہہ دے کہ ہائے اس طرف راستہ نہیں ہے
 در بداند! رہ دل باہوش او
 اگر اس کا باہوش دل راستہ جانتا ہے
 پس مشو ہمراہ ایں اشتر دلاں
 تو ان لوت کے دل والوں کا ہمراہی نہ بن
 پس گریزند و خرا تنہا بلند
 وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے تنہا چھوڑ دیتے
 تو زر عنایاں مجو ہیں کار زار
 خبر دہا تو ہار نیوں سے جنگ کی توقع نہ رکھ
 طبع طاووسیت و سواست گند
 تیری موہلی طبیعت تیرے اندر دو سے ذاتی ہیں

۱۔ وہ بداند راہ سے واقف کسی کے
 شہ ڈالنے سے مست نہیں پڑتا ہے
 پس مشو۔ لہذا ان منافقوں کو شریک
 سفر نہ کرنا چاہیے۔ اشتر دلاں۔ لوت
 ڈر پوک ہوتا ہے آفلاں۔ آفل کی
 جمع ہے غائب ہو جانے والا۔ سحر
 بابل۔ بابل کے جلاوٹی تاثیر سخت مانی
 جاتی ہے۔ رعنا۔ نازک انعام۔ طبع
 طاووسیت۔ انسان کی طبیعت کی رنگینی
 انسان میں شلوک و شہادت پیدا کرتی
 ہے اور اس کو بلند مقام سے نیچے کر

دیتی ہے۔
 ۲۔ گفتن۔ جنگ ہد کے موقع پر
 شیطان نے سراقہ نجدی کی صورت
 میں ظاہر ہو کر اہل و غیرہ کو غلبایا
 تھا۔ جیش۔ یعنی جنگ ہد کے لئے
 لشکر جمع کر لو۔ صدکم۔ یعنی سو پرایک
 کا اضافہ ہوس۔ متر۔

۳۔ جلاؤ لکم۔ قرآن پاک میں
 ہواذ ذین لہم الشیطان
 اغمنا لہم و وقال لا غالب لکم
 لکوم من نفس و فنی جز لکم فلما
 انراء ب الفتنان نکص علی
 عقبہ و قال فنی ہری منکم فنی
 لوی صلا نروون فنی انصاف اللہ۔
 اور جب شیطان نے ان کی حرکتوں کو
 ان کو اچھا کر کے رکھ لیا اور کہا آج
 لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو تم پر
 غالب آسکے اور میں تمہارا پشت پناہ
 ہوں پھر جب وہاں جمائیں آئے
 سامنے آئیں تو وہ اٹنے پاؤں چلنا بنا
 اور کہا مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔
 میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں
 دیکھتے ہو میں ہند سے ڈرتا ہوں۔

گفتن ۲ شیطان قریش را کہ بجنگ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آئید کہ
 شیطان کا قریش کو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کے لئے کہنا کہ آؤ میں مددیں کروں گا
 من یاریہا کنم و قبیلہ خود را بیاری خوانم و گریختن او در ملاقات صنفیں
 اور اپنے کبر کو مدد کے لئے بلاؤں گا اور دونوں صفوں کی ٹڈ بھینز کے وقت اس کا بھاگ جانا

دم و مید و گفت گرد آرید جیش
 متر پھونکا اور کہا لشکر جمع کر لو
 تیخ و بنیاد از زمینش بر کنیم
 زمین سے اس کی تیخ و بنیاد اکھڑ دیں
 خواند فسون کفنی جاز لکم
 اس نے متر پڑھا کہ میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں
 کرد با ایشاں بحیلت گفتگو
 تو ان سے چالاکی سے گفتگو کی

پہچو شیطان کر و سادس بر قریش
 شیطان کی طرح جس نے قریش پر دوسوں کے ذریعہ
 تاکہ در احمد ہزیمت اقلنیم
 تاکہ احمد کی صفوں میں ہم کھلت ڈال دیں
 چونکہ شیطان در سپہ شد صدکم
 جب شیطان سپاہوں میں ایک سو ایک ہاں بن گیا
 چوں سپہ گرد آمدند از گفت او
 جب اس کی بات سے سپاہی جمع ہو گئے



کہ بیارم من قبیلہ خویش را
کہ میں اپنے خاندان کو لے آؤں گا
من شہرا عون دیار یہا گنم
میں تہمدی مد اور امانتیں کروں گا
چوں قریش از گفت او حاضر شدند
قریش جب اس کی باتوں کی وجہ سے جمع ہو گئے
دید شیطان از ملائک اسپے
شیطان نے فرشتوں کا ایک لشکر دیکھا
آل جنودا لم تر وھا صف زوہ
اس لشکر نے جس کو تم نے نہ دیکھا
پائے خود واپس کشیدہ می گرفت
اپنے پاؤں واپس کھینچ کے روکتا تھا
کہ اخاف اللہ مالی منه عون
میرا اللہ تعالیٰ سزا دہی رہی اس کی جانب سے کلمہ نہیں ہے
گفت ۲ حارث اے سراقہ شکل ہیں
حارث نے کہا اے سراقہ کی شکل والے ہائیں!
گفت ایں دم من ہمی ینم حرب
اس شیطان نے کہا اب میں خنجر دیکھ رہا ہوں
می نہ بنی غیر اس لیک اے توشنگ
اس کے علاوہ تو کچھ نہیں دیکھ رہا ہے لیکن اے شوخ
دی ہمی گفتے کہ پابندوں ۳ خدم
کل تو کہتل تھا کہ میں ذمہ دار ہوں
دی زعمیم ایش بودی اے لعین
اے ملعون! کل تو لشکر کا سردار تھا
تا بخوردیم آل دم تو و آمدیم
یہا تک کہ ہم تیرا جھانسا کھا گئے اور ہم آ گئے

تا کہ در ہجرا بود پشت شما
تا کہ جنگ میں تہمدی طاقت ہو
تا سپاہ دشمنان تال بشکنم
تا کہ تہمدی دشمنوں کے لشکر کو شکست دیدوں
ہر دو لشکر در ملاقات آمدند
اور دونوں لشکروں میں مد بھیڑ ہوئی
سوئے صف مؤمنان اندر رہے
مومنوں کی صف کی جانب آتا ہوا راستہ میں
گشت جان او زیم آتشکدہ
اس کی جان خوف سے بجنی بن گئی
کہ ہمی ینم سپاہے بس شگفت
کہ میں عجیب فوج دیکھ رہا ہوں
اذہبوا ایسی اری مالا تررون
بھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو
دی چرا تومی نلفتی آچنیں
کل تو نے اس طرح کیوں نہ کہا؟
گفت می بنی جعا شیش عرب
اس حارث نے کہا تو عرب کے غریبوں کو دیکھ رہا ہے
آل زمان لاف بوداں وقت جنگ
وہ شیخی کا وقت تھا یہ جنگ کا وقت ہے
کہ بودتاں فتح و نصرت دمبدم
کہ تمہیں دم بدم فتح اور نصرت ہو گی
وین زمان نامرد و ناچیز و مہمیں
اب نامرد اور ناچیز اور ذلیل ہے
تو بتوں رفتی و ما ہیزم شدیم
تو بجنی میں گیا اور ہم ابیدن بن گئے

۱۔ ہجرا۔ جنگ۔ عون۔ مد۔
چوں قریش۔ جنگ بد میں جب
دونوں صفوں میں ہاتھ مل گئے تھے تو
یہاں بھی مسلمانوں کی مدد کے لئے۔
زائد کی جماعت نازل ہوئی تھی۔
جنودا لم تر وھا۔ قرآن پاک میں
جو قذول جنودا لم تر وھا اور
اس کے لئے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا
یہ آیت اگرچہ غزوہ خندق کے سلسلہ
میں ہے مولانا نے بطور اقتباس غزوہ
بد کے بارے میں استعمال فرمایا
ہے۔

۲۔ گشت۔ حارث۔ شیطان
نے حارث بن ہشام کو سراقہ کی شکل
میں آکر بھوکا تھا۔ حرب۔ ماہ کے فتنہ
سے تھی۔ جعا شیش۔ جھوٹوں کی جمع
ہے گدا فقیر۔ شنگ۔ شریر شوخ۔

۳۔ پابندوں خدم۔ میں ذمہ دار
ہوں۔ زعمیم ایش۔ لشکر کا سردار۔
تا بخوردیم ہم تیرے کمر میں پھنس کر
میدانِ بلا میں آ گئے۔ توں۔ بجلی۔
حمام۔ بیہوش ہونے کا

از عتابش خشمگین شد آں لعین!

وہ ملعون اس کے غصہ سے غضبناک ہو گیا

چوں زگفت اوش درد دل رسید

چونکہ اس کی گفت گو سے اس کو دل کا درد ہوا

خون آں بیچارگاں زیں مکر ریخت

اس مکاری سے ان بیچاروں کا خون بہا دیا

پس بگفت اینی بری منکم

تو بولا میں تم سے بیگانہ ہوں

پس گریزاں شد چوہیت تاختش

پھر بھاگ گیا جبکہ اس پر بیت طاری ہو گئی

در دو صورت خویش را نمودہ اند

انہوں نے دو صورتوں میں اپنے آپ کو دکھلایا ہے

بہر حکمتہاش دو صورت شدند

اس اللہ کی حکمتوں کی وجہ سے دو صورت ہو گئے ہیں

مانع عقل ست و حصم جان و کیش

جو عقل کے لئے مانع اور جان و کیش کا دشمن ہے

پس بسورائے گریزد در فرار

پھر بھاگتا ہوا سورخ میں گھس جاتا ہے

سر زہر سورخ می آرد بروں

اور ہر سورخ سے سر باہر نکالتا ہے

واندراں سورخ رفتن شد نحوس

اور سوراخوں میں گھس جانے سے نحوس ہو گیا ہے

چوں سر قنفذ را آمد شد ست

سیکی کے سر کہ طرح اس کی آمدت ہے

کو سر آں خار پشتک را بماند

کیونکہ وہ سیکی کے سر کی مانند ہے

چونکہ حارث با سراقہ گفت اس

جب حارث نے سراقہ سے یہ بات کہی

وست خود خشمیں زدست او کشید

غصہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چمڑا لیا

سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت

شیطان نے اس کے سینہ پر دو ہتھ مارا اور بھاگ گیا

چونکہ ویراں کرد چندیں عالم او

جب اس نے آتی دنیا ویران کر دی

کوفت اندر سینہ و انداختش

اس کی چھاتی بیٹی اور اس کو گرا دیا

نفس و شیطان ہر دو یک تن بودہ اند

نفس اور شیطان دونوں ایک تھے

چوں فرشتہ و عقل کایشاں یک بند

جیسے کہ فرشتہ اور عقل کہ وہ ایک تھے

دشمن داری چنین در سر خویش

تو اپنے اند ایسا دشمن رکھتا ہے

یک نفس حملہ کند چوں سوسمار

وہ گموہ کی طرح ایک دم حملہ کرتا ہے

در دل او سورانجا دار و گنوں

دل میں انسان کے دل میں بہت سے سوراخ ہوتے ہیں

نام ۳۱ پنہاں گشتن دیواز نفوس

شیطان کا نام انسانوں سے چھپ جانے

کہ نحوش چوں نحوس قنفذ ست

اس کا گھس جانا سیکی کے گھسنے کی طرح ہے

کہ خدا آں دیوارا نحاس خوا

اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو نحاس کو نحاس کہا ہے

۱۔ لعین یعنی شیطان جو بصورت سراقہ تھا۔ خشمیں۔ خشمگین۔ چونکہ۔ جب بد میں ان کو تباہ کر چکا تو پھر یہ کہنے لگا کہ میرا تمہارا کیا واسطہ ہے نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ نفس اور شیطان ایک ہی طاقت کے نام ہیں تو نفس کا ہونکا دینا شیطان ہی کا ہونکا دینا ہے۔

۲۔ چوں۔ فرشتہ اور عقل بھی وہاں ایک چیز ہے نام علیحدہ علیحدہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کی وجہ سے ان کو دو صورتوں میں نمودار فرمایا ہے۔ دشمن جس طرح ہم نے شیطان کی دشمنی کا قصہ سنایا ایسا ہی دشمن خود تیرے اندر نفس موجود ہے۔ ایک نفس۔ وہ دشمن یکبارگی گموہ کی طرح حملہ کر کے بھٹ میں گھس جاتا ہے۔ ہر دل انسان کے دل میں اس کے رہنے کے بہت سے سوراخ ہیں۔

۳۔ نام پنہاں۔ چونکہ شیطان کا کام ہونکا دے کر گھس جانا اور چھپ جانا ہے اسی لئے قرآن میں اس کو نحاس کہا گیا ہے جس کے معنی بہت چھپنے والا ہے۔ قنفذ۔ سیکی جوئی سے چھپنا ایک جنگلی جانور ہے اس کے بدن پر لمبے لمبے خد ہوتے ہیں خطرے کے وقت وہ اپنے خد کھڑے کر لیتا ہے اور اپنا منہ اندر کو گھس لیتا ہے۔ خار پشتک۔ اسی قنفذ کو کہا جاتا ہے۔

می نہاں گرد و سر آں خلد پشت

اس سبکی کا سر چھپ جاتا ہے

تا چو فرصت یافت سر آرد برون

جب اس نے موقع پایا سر باہر نکلا

گر نہ نفس از اندرون را بہت زدے

تو نفس اللہ سے تیری راہزنی نہ کتا

زال عوان مقتضی کہ شہوت ست

اس تقاضہ کرنے والے سپاہی کی وجہ سے جو کہ شہوت ہے

زال عوان سر شدی دزد و تباہ

اس پوشیدہ سپاہی کی وجہ سے تو چور اور تباہ بنا

در خبر بشنو تو ایں پند نکو

حدیث میں تو اس نیک نصیحت کو سن لے

طعم طراقی ایں عذو مشو گریز

اس دشمن کی شان و شوکت کی باتیں نہ سن بھاگ جا

بر تو او از بہر دنیا و نبرد

تجھ پر اس نے دنیا اور دشمنی کی خاطر

چہ عجب ۳ گر مرگ را آساں کند

کیا عجب ہے اگر وہ موت کو آسان کر دے

سحر کا ہے را بضرعت کہ کند

جادو کارگیری سے جتنکے کو پہاڑ بنا دیتا ہے

زشتہا را نغز گردید بفسن

فریب سے برائیوں کو بھلا کر دیتا ہے

آدمی را خر نماید ساعت

ایک گھڑی میں آدمی کو گدھا بنا دیتا ہے

وہدم از بیم صیادے درشت

فورا سخت شکاری کے ڈر سے

زیں چنیں مکرے شود بارش زوں

ایسے مکر سے اس سے سانپ مغلوب ہو جاتا ہے

رہزناں را بر تو دستے کے بدے

رہزنیوں کو تجھ پر کب قابو ہوتا

دل اسیر حرص و آرز و آفت ست

دل حرص اور لالچ اور مصیبت کا قیدی ہے

تا عواناں را بقبر تست راہ

یہاں تک کہ سپاہیوں کو تیرے لو پر ظلم کا موقع ملا

بین جنیبکم لکم أعدا عدو

کہ تمہارا بے پروا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں میں ہے

کو چو ابلیس ست درج و ستیز

کیونکہ وہ جھگڑے اور لڑائی میں شیطان کی طرح ہے

آں عذاب سردی را سہل کرد

اس دائمی عذاب کو آسان کر دیا ہے

اوز سحر خویش صد چنداں کند

وہ اپنے جادو سے اس سے سو گناہ کر دیتا ہے

باز کو سے را چو کاہے می تند

پھر پہاڑ کو جتا جیسا کر دیتا ہے

نغز ہا را زشت گرداند بظن

بدگمانی سے بھلائیوں کو برا بنا دیتا ہے

آدمی ساز و خرے راز آیتے

فن سے گدھے کو آدمی بنا دیتا ہے

۱۔ صیاد۔ شکاری۔ تاج۔ سبکی موقع

پاکر حملہ کرتا ہے اور ایسا مکر کرتا ہے کہ

سانپ بھی اس سے عاجز آ جاتا ہے

گرنہ انسانی ہری نفسانی خواہش کی

وجہ سے ہی اس پر بے لگ نگاہ آ

جاتے ہیں۔ زہن عوان۔ انسان کے

اندروں جو سپاہی ہے جس کو شہوت کہا جاتا

ہے وہ انسان کو برائیوں پر مجبور کرتا ہے

وہ چوری کرتا ہے تب ہی چوری

سپاہیوں کو اس پر ظلم کرنے کا موقع ملتا

۲۔ در خبر۔ حدیث شریف میں

ہے تمہارا سب سے بڑا دشمن

تمہارے دونوں پہلوؤں کے نہج

میں ہے۔ طعم طراقی۔ نفس اور شیطان

ایک ہی چیز ہیں ان کی شان و شوکت

پر توجہ نہ کر۔ دونوں بڑے جھگڑا

ہیں۔ بظن۔ یہ دنیا کے لالچ میں پھنسا

کر انسان کو ایسا گمراہ کرتے ہیں کہ وہ

آخرت پر دائمی عذاب کو سہل سمجھنے لگتا

۳۔ چہ عجب۔ اس نفس سے یہ بھی

بعد نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے

اس کی ابدی موت کو آسان کر دے وہ

اپنے جادو سے اس طرح کے سیکڑوں

کام کر جاتا ہے۔ سحر۔ جادو جتنکے کو پہاڑ

اور پہاڑ کو جتا جیسا بنا دیتا ہے اسی طرح

شیطان تھوڑی عبادت کو بہت زیادہ

اور بہت سے گناہوں کو بہت تھوڑا کر

کے دکھا دیتا ہے۔ زشتہا۔ شیطانی

فریب میں انسان بھلائیوں کو برائی

اور برائیوں کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے۔

آدمی شیطان نیکیوں کو بد اور بد کو مخالط

میں ڈال کر نیک ظاہر کر دیتا ہے۔



ہر نفس قلب حقائق می کند

ہر وقت حقیقتوں کو تبدیل کر دیتا ہے

ان فی الوسواسِ سِحْرًا مُسْتَمِرًّا

بیک دوسوں میں مستقل جادو ہے

سلاخاں ہستند جادوئے گشا

وہاں جادو کا توڑ کرنے والے جادوگر بھی ہیں

نیز روئیدست تریاق اے پسر

اسے صاحبزادے! وہاں تریاق بھی اگا ہے

کہ زہر ہرم من بٹو نزدیک تر

کیونکہ میں تجھ سے زہر سے زیادہ نزدیک ہوں

گفت من سحرست و دفع سحر او

میری باتیں جادو ہیں اور اس کے جادو کا توڑ ہیں

سِحْرًا حَقِّ گفْتَ اَلْخَوْشِ پهلواں

جادو ہے اس اچھے سرواڑے نے صحیح فرمایا

مایہ تریاک باشد در جہاں

اور دنیا میں تریاق کا سرمایہ ہوتا ہے

کز ہمہ اغراض نفسانی جداست

جو تمام نفسانی غرضوں سے جدا ہے

نوش گن تریاق مرشد چست و تیز

چستی اور تیزی سے مرشد کا تریاق پی لے

سوئے پنج پیر کامل نقب زن

کامل شیخ کے خزانے کی طرف سوراخ کرے

جاپ مہمان و مسجد بازاراں

مہمان اور مسجد کی طرف پھر چل

قصہ مہمان بگوو آں ماجرا

مہمان کا قصہ اور وہ سرگذشت بیان کر

کارا سحر نیست گو دم میزند

جادو کا یہ کام ہے کہ وہ پھونک ملتا ہے

آنچنین سلاخ درون تست بر

ایسا جادوگر تیرے اندر پوشیدہ ہے

اندرائ عالم کہ ہست ایں سحر ہا

جس دنیا میں یہ جادو ہیں

اندرائ صحرا کہ رست ایں زہر تر

جس جنگل میں یہ تازہ زہر اگا ہے

گویدت تریاق از من جو سپر

تریاق تجھ سے کہتا ہے مجھ سے ڈھال لے لے

گفت او سحرست ویرینی تو

اس کی گفتگو جادو ہے اور تیری بتائی ہے

گفت پیغمبر گران فی الیساں

پیغمبر نے فرمایا ہے شک بیان میں

لیک سحرے دفع سحر سلاخاں

لیکن وہ جادو جو جادوگروں کے جادو کا توڑ ہے

آں بیان اولیاء و اصفیاست

وہ اولیاء اللہ اور برگزیدہ لوگوں کا بیان ہے

حاصل آں کز زہر نفس دوں گریز

خلاصہ ہے کہ کہینہ نفس کے زہر سے بھاگ

ایں طلسم سحر نفس اندر شکن

نفس کے جادو کے اس طلسم کو توڑ دے

بس درازست ایں سوئے آغازاں

یہ بہت لمبی بات ہے شروع کی طرف چل

زیں گذر گن باز تا مسجد بیا

اس کو چھوڑ پھر مسجد کی طرف آ

۱۔ کار سحر۔ جس طرح جادو بظاہر تبدیل حقائق کرتا ہے اسی طرح شیطان حقائق کو نفس الامر میں بدل ڈالتا ہے۔ آنچنین۔ نفس اللہ سے ڈال کر انسان میں جادوگری کرتا ہے۔ اندر۔ نفس کی اس جادوگری کا یہ علاج ہے کہ بزرگوں سے تعلق پیدا کر لے۔ اندر۔ اللہ تعالیٰ نے جو مرض پیدا فرمایا ہے اس کا تریاق بھی پیدا فرما دیا ہے۔

۲۔ گویدت۔ وہ لایا ہوا اللہ تجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ گفت۔ اور تجھ سے کہتا ہے میں کہ نفس کی باتیں جادو اور ویرانی ہیں ہماری باتیں نفس کے جادو کا توڑ ہیں۔ گفت۔ آنحضرت نے گفتگو کو جادو سے تعبیر فرمایا ہے۔

۳۔ لیک۔ بیان بھی جادو ہے لیکن اصل جادو وہ ہے جو جادوگروں کے جادو کا توڑ کر دیتا ہے اور وہی دراصل تریاق ہے۔ آں بیان۔ یہ تریاق اولیاء اور بزرگان دین کا بیان ہے جو تمام نفسانی غرضوں سے پاک ہوتا ہے۔ پنج پیر۔ یعنی مرشد کے باطنی علوم سے تعلق پیدا کر لے۔

مکرر کردن عاذلاں پندرا براں مہمل مسجد مہماں گش
مہماں کو مد ڈالنے والی مسجد کے مہماں کو ملامت گروں گا مکرر نصیحت کرنا

ہیں ملکن جلدی! برواے بوالمکرم مسجد و ملا ملکن زیں مہتمم

خبردار اے بھلے آدمی! بھاری نہ دکھا ہمیں اور مسجد کو مہتمم نہ بنا

گر بگوید دشمنی از دشمنی آتشے درما زند فرداونی

اگر دشمنی سے کوئی دشمن کہہ دے گا تو کہتے کل کو ہمیں آگ میں پھونک دے گا

کہ بتا سناید اُورا طلبے بر بہانہ مسجد او بُد سلجے

کہ اس کا کسی ظالم نے گھلا گھوٹا ہے مسجد کے بہانے سے وہ اچھا خاصہ تھا

تا بہانہ قتل بر مسجد نہد چونکہ بدنام ست مسجد او جہد

تاکہ موت کا بہانہ مسجد پر رکھ دے چونکہ مسجد بدنام ہے وہ چھوٹ جائے گا

تہمتے بر ملنہ اے سخت جاں کہ نہ ایم ایمن ز مکر دشمنیاں

اے جفاکش! ہم پر تہمت نہ رکھ کیونکہ ہم دشمنوں کے مکر سے مطمئن نہیں ہیں

ہیں برو جلدی ملکن سوو اپیز کہ تیناں ۲ پیوود گرووں را بگیز

خبردار! بھاری نہ کر خیالی پلاؤ نہ پکا کیونکہ آسمان کو گز سے نہیں ناپا جا سکتا

چوں تو بسیاراں بلا فیہ ز بخت ریش خود برگند یک یک لخت لخت

تجھ جیسے بہت سوں نے نصیب دہی کی شنی مادی ہے ہر ایک نے اپنی داڑھی کا ایک ایک بال نوجا ہے

ہیں برو کوتاہ گن ایں قیل ۲ وقال خویش و ما را در میفلکن در و بال

خبردار! چلا جا اس بحث و مباحث کو مختصر کر اپنے آپ کو اور ہمیں مصیبت میں نہ پھنسا

۱۔ جلدی۔ بھاری بگوید۔ یعنی قاضی کے یہاں شکایت کر دے گا۔ ۲۔ کہتے۔ تاسانید۔ تاسانیدن۔ گھا کھوٹنا۔ یہ شعر اور اگلا شعر چغزل خور کا مقولہ ہے۔

۳۔ کہتال۔ جس طرح آسمان کی گزوں سے پیمائش کرنا۔ بیہودہ خیال ہے اسی طرح تیرا مسجد میں سونے کا خیال۔ بیہودہ ہے۔ چوں تو نصیحت کرنے والوں نے مہماں سے کہا کہ تجھ جیسے بہت سوں نے اپنی خوش نصیبی کی شنی مادی ہے اور پھر شرمندہ ہوئے ہیں۔

۴۔ قیل وقال۔ بحث و مباحث۔ حارس۔ نگہبان۔ رکھو لا۔ کوس محمودی۔ یعنی سلطان محمود غزنوی کا نفاذ۔ حکیم۔ پائے ام۔

جواب گفتن مہماں ایشاں را و مثل آوردن بدفع حارس

مہماں کا ان کو جواب دینا اور مثال دینا کہتی کے رکھ والے کی

رکشت ببانگ و ف از رکشت آل اشترے را کہ کوس

ذھول کی آواز سے اس لوث کو کہتی سے بھاگانے کی جس کی پشت پر

محمودی بر پشت اوردندے

رکھ کر محمودی نفاذ سے کو بچاتے تھے

گفت اے یاراں ازاں دیواں نیم کہ ز لاجولے ضعیف آید حکیم

اس نے کہا: ستوا میں ان بھوتوں میں سے نہیں ہوں کہ ایک لاجول سے میرا قدم کمزور پڑے

کود کے کو حارس کشتے ابدے

ایک بچہ جو کھیتی کا دکھلا تھا

تازمیدے مرغ غلام طبلک ز کشت

حتی کہ پرند اس ذلی سے کھیتی سے اڑ جاتے

چونکہ سلطان شاہ محمود کریم

جب شاہ سلطان محمود کریم

با سپاہے ہچھو استارہ اشیر

ایسے لشکر کے ساتھ جو آسمان کے ستاروں کی طرح تھا

اشترے بد کو بدے شمال کوس

ایک لوث تھا جو نقادہ اٹھانے والا تھا

بانگ کوس و طبل بروے روز و شب

رات دن نقادہ اور ڈھول اس پر

اندرائ مزرع در آمد آل شتر

وہ لوث اس کھیت میں آ گیا

عاقلے گفتن مزن طبلک کہ او

ایک ٹھنڈے نے اس سے کہا ذلی نہ بجا کیونکہ وہ

پیش اوجہ یود تبوراک تو طفل

اس کے سامنے تجھ لڑکے کی ذلی کیا ہے

عاقلم من کشتہ و قربان لا

میں عاشق ہوں اور لا کا مقتول اور قربان ہوں

خود تبوراک سب اس تہدید ہا

یہ دلوے ذلی ہیں

لے حریفان من از انہا نیستم

اے دوستو! میں ان میں سے نہیں ہوں

من چو اسمعیلیا نم بے حذر

میں اسمعیلیوں کی طرح نڈر ہوں

طبلکے در دفع مرغال میزدے

پرندوں کو اڑانے کے لئے ایک ذلی بجاتا تھا

کشت از مرغال بد بخوف گشت

کھیتی شریر پرندوں سے بے خوف ہو جاتی

برگذر ز دآں طرف خیمہ عظیم

گذا وہاں اس نے بڑا خیمہ لگایا

نہ و فیروز صفدر ملک گیر

بلکہ نہ کھلمب مغول کو چاک کرنے والا ملک کوچ کرنے والا

بخشی بد پیشتر و ہچھوں خروس

آگے چلے والا بخیتی نسل کا تھا مرغ کی طرح

می زدند اندر رجوع و در طلب

بجاتے تھے روانگی اور واپسی پر

کودک آں طبلک بزد در حفظ بر

دیکھوں کی حفاظت کے لئے بچے نے وہ ذلی بجاتی

بخشی طبل ست وبا آنت خو

نقادے کا لوث ہے اور اس کو اس کی عادت ہے

کہ گشدا و طبل سلطان بیست کفل

کیونکہ وہ بادشاہ کا بیس گنا نقادہ اٹھاتا ہے

جان من نوسگہ طبل بلا

میری جانب معصیت کے نقادہ کی نقادہ خانہ ہے

پیش انچہ دیدہ است اس دیدہا

اس کے سامنے جو کچھ ان آنکھوں نے دیکھا ہے

کز خیالاتے دریں رہ بیستم

کہ خیالات کی وجہ سے اس راستے سے باز ہوں

بل چو اسماعیل آزام ز سر

بلکہ حضرت اسماعیل کی طرح سر سے بے نیاز ہوں

۱ کشت کھیتی۔ طبلک۔ چھوٹا
طبل۔ ذلی۔ اشیر۔ آجر۔ آجرام فلکیہ
آسمان۔ صفدر۔ صف۔ شکن۔ بخیتی۔
اس نسل کا لوث جو سخت نصیر نے عربی
لوثی اور کئی لوث سے بنائی تھی یہ مرغ
رنگ کا عظیم البٹ لوث ہوتا ہے
جمال۔ اٹھانے والا۔ حزرع کھیت۔
نہ۔ گھیل

۲ عاقلے ایک ٹھنڈے نے بچہ کو
سجھایا کہ اس لوث کے بھاگنے کے
لئے ذلی بجاتا بیکار ہے یہ نقادے کا
لوث ہے اور نقادہ سننا اس کی عادت
ہے تبوراک کھٹکھا جو باغ میں
چڑیوں کو اڑانے کے لئے باندھا جاتا
ہے ذلی۔ کفل۔ حصہ۔ عاقلم۔ یہ
عاشق کا مقولہ ہے لا۔ یعنی عدم۔
نوسگہ۔ نقادہ خانہ

۳ خود۔ یعنی تہداری یہ دھمکیاں
جو مسجد میں سونے پر مجھ دے دے
ہوں مصائب کے مقابلہ میں جو
میں جمیل چکا ہوں شاہی نقادہ کے
مقابلہ میں ذلی جیسی ہیں۔ کز۔
خیالاتے۔ مسجد کے سونے میں جو
خیالات تم پیش کر رہے ہو۔
اسماعیلیاں۔ یعنی وہ عاشقان خدا جو وہ
خدا میں حضرت اسماعیل کی طرح
جان دیدنے سے نڈر کریں۔

فَارِغْ غَمِّ از طمطراقِ اوازِ ریا
 میں شان و شوکت اور دکھاوے سے خالی ہوں
 گفتم پیغمبرِ گرجانی السلف
 پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اچھا کیا قرض
 ہر کہ بیند مر عطارا صد عوض
 جو دینے میں سو بدلے دیکھتا ہے
 بج ملے اور بازار زان گشتند بند
 تمام لوگ بازار میں اسی لئے پہنچے ہیں
 زرد و انبا نہا نشسته منتظر
 ہر شخص وہیہ قہیلوں میں لئے منتظر بیٹھا ہے
 چوں بہ بیند کالہ و در رخ پیش
 جب کسی سلمان کو نفع میں بڑھا ہوا دیکھتا ہے
 گرم زان مانند دست با آں گوندید
 پر گرم اس لئے رہا ہے کہ اس نے نہیں دیکھا
 چہ نہیں علم و ہنر ہائے و حرف
 یہی حال علم اور ہنروں اور پیشوں کا ہے
 تا بہ از جاں نیست جان باشد عزیز
 جب تک وہ جان سے زیادہ پیدے نہ ہو جان پر لگی ہوتی ہے
 لعبت مرده بود جاں طفل را
 مرده گویا بچے کی جان ہوتی ہے
 ایں تصویریں خلیل لعبت ست
 یہ تصویر اور یہ خلیل گویا ہے
 چوں طفلی رست جاں شد و وصال
 جب جان بچھن سے نجات پاگئی واصل ہو گئی

قُلْ تَعَالَوْاْ گفتم جانم رابیا
 اس نے نقل نغوا میری جان کے لئے کہا ہے کہ آ جا
 بِالْعَطِيَّةِ مَنْ تَيَقَّنَ بِالْخَلْفِ
 دینے میں جس نے اجر کا یقین کیا
 زود و ر بازو عطار ازیں غرض
 اس غرض سے دینے کی بازی جلد کھیلتا ہے
 تلخو سود افتاد مال خود و مند
 تاکہ جب نفع ہو اپنا مال دیدیں
 تاکہ سود آید ببدل آید مضر
 خرچ کر دینے پر مضر ہے تاکہ نفع آئے
 سن روگرد عشقش از کالائے خویش
 اپنے سلمان سے اس کا عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے
 کالہائے خویش را رخ و مزید
 اپنے سلمان کا نفع اور بڑھاؤ
 چوں ندید افزوں از انہا در شرف
 جبکہ اس نے فضیلت میں ان سے زیادہ کچھ نہ دیکھا
 چوں بہ آمد نام جاں شد چیز لیز
 جب وہ بہتر ہوں جان کا نام ناچیز ہو جاتا ہے
 تا گشت او در بزرگی طفل را
 جب تک کہ بڑائی میں بچہ پیدا کرنے والا نہ بن جائے
 تا تو طفلی پس بدانت حاجت ست
 جب تک تو بچہ ہے اس کی تجھے ضرورت ہے
 فارغ از حس ست و تصویر و خیال
 حس اور تصویر اور خیال سے فارغ ہو گئی

۱۔ طمطراق۔ شان و شوکت۔ نقل
 نغوا۔ آواز۔ کہہ دینے۔ آواز۔ آیات
 قرآن میں گئی جگہ آئی ہے اور بزرگ آ
 جاؤ۔ کا خطاب مختلف لوگوں کے لئے
 ہے لیکن اس عاشق نے اپنے لئے
 قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خطاب
 میری جان کے لئے ہے کہ تو آ جا
 جاؤ۔ انسان جو کچھ کسی غریب کو چاہے
 بسا اوقات اس کے دینے میں اس
 کے پیش نظر صرف اس غریب کی
 حاجت کو ملحوظ رکھتا ہے اور بسا
 اوقات اس کے پیش نظر یہ بھی ہوتا
 ہے کہ خدا مجھے اس کا عوض اور بدلہ
 آخرت میں عطا فرمائے گا یہ دوسری
 صورت پہلی صورت سے بہتر ہے
 حدیث شریف میں ہے جَسُوْ
 بِالسَّلْفِ مَنْ تَيَقَّنَ بِالْخَلْفِ یعنی
 قرض دینے میں اس شخص نے جو
 کرم کیا جس نے آخرت کے اجر کا
 یقین کر کے قرض دیا۔ ہر کہ جس
 شخص کو اجر خروی بریقین ہوتا ہے وہ
 بہت جلد عطا بخش کرتا ہے۔
 ۲۔ جملہ دنیاوی کاموں میں بھی نفع
 کی خاطر لوگ اپنا مال خرچ کرتے
 ہیں۔ زہر تاجر کسی میں روپیہ بھرے
 ہوئے نفع کی خاطر خرچ کرنے کا
 خطر دہتا ہے چوں بہ بیند کالہ
 آئی کہ جب نفع نظر آتا ہے تو اپنا سرمایہ
 خرچ کرنے میں اس کو کئی مال نہیں
 رہتا ہے گرم۔ اپنا مال جمع کرنے میں
 اس وقت تک ہر کرم ہے جب تک کہ
 اس نفع کی امید نہیں ہے۔
 ۳۔ بچھن۔ علم و ہنر میں جب
 انسان کو شرف نظر آتی ہے تو انسان جان
 پر کھیل کر حاصل کرتا ہے لیز۔ بیخ
 سے یعنی بچہ لے لیتا۔ کھلنا۔ گزرا۔ تانہ
 گشت۔ یعنی انسان جب اہل چیز

سے بچھرتا ہے تو اپنی چیز پر اتنا فکر لیتا ہے طفل لڈ پکے جھنڈا اس تصویر یہ تصورات کی دنیا جب تک ہی پیدائی ہے
 جب تک وصال حاصل نہیں ہے وصال کے بعد یہ چیزیں بے حقیقت ہیں۔

۱۔ نیست۔ یہ حقائق محرم ہمارے ہی کی
 سمجھ میں آسکتے ہیں جس کا فقدان
 ہے وفات۔ یعنی وہ لوگ جو میرے
 اس بیان کے موافق ہوں۔ مال تین۔
 یہ پھر اس عاشق مہمان کا مقولہ شروع
 ہوا ہے۔ اللہ قرآن پاک میں ہے
 اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
 قَنَسَهُمْ اللّٰهُ تَعَالٰى لِيُزَيِّنَ لِمَنْ
 كِي جَانِمْ خَرِيْدِيْ هِيْنَ۔ برفہا۔ یعنی
 انسان کو اپنی جان اور مال اس وقت
 تک بیاد سے بے تک اس کو ان کی
 اس قسمت کا یقین نہیں ہے جو اللہ
 تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

۲۔ ویں شب۔ حقیقی چیز کے
 بارے میں گمان ترقی کر کے یقین کا
 مرتبہ حاصل کر لیتا ہے لیکن بعض
 انسان صرف اجر اخروی کے بارے
 میں گمان کے حد پر رہتے ہیں اور ان
 کو یقین کا حد حاصل نہیں ہوتا۔
 حالانکہ دنیاوی امور میں ہر گمان ترقی
 کر کے یقین تک پہنچ جاتا ہے۔
 یوں رسد۔ سولانا کی تحقیق کے مطابق
 ابتدا کی چیز کا ظن حاصل ہوتا ہے پھر
 وہ ترقی کر کے علم بنتا ہے پھر علم ترقی
 کے لئے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا
 ہے۔ مستحق آدمی۔ علم۔ کسی چیز کے
 قوع اور لائق میں سے کسی ایک
 جانب کو عقلاً ترجیح حاصل ہو جائے تو
 ظن کہا جاتا ہے۔ ظلم سے مراد وہ جازم
 اتقاد ہے جو واقعہ کے مطابق ہو یقین
 اس علم ثابت کو کہیں گے جس کے
 انزال کی کوئی دلیلی باقی نہ رہے عیاں
 مشاہدے کو کہا جاتا ہے تو ابتدائی حد
 ظن ہے گا۔ پھر علم کا مرتبہ ہے اور
 اس کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور
 یقین کے بعد مشاہدے کا مرتبہ ہے۔

نیست! محرم تا بگویم بے نفاق
 محرم نہیں ہے تاکہ بغیر تصنع کہہ دوں
 مال و تن برف اند ریزان فنا
 مال اور جسم برف ہیں جو فنا ہے پگھل رہے ہیں
 برفہا زان از ثمن اولیستت
 تیرے لئے برف عوض سے زیادہ بہتر ہے
 ویں عجیب ظن ستہ تولا کہ میں
 اے ذلیل! تجھ میں یہ عجیب ظن ہے
 ہر گمان تہنہ یقین ست اے پسر
 اے بیٹا! ہر گمان یقین کا پیاسا ہے
 چوں رسد در علم پس بر پا شود
 جب وہ علم کے حد میں پہنچتا ہے قائم ہو جاتا ہے
 زانکہ ہست اندر طریق مفتتن
 چونکہ آگے ہوئے طریقے میں
 علم بویائے یقین باشد بدال
 سمجھ نے علم یقین کا طالب ہوتا ہے
 اندر ۳ الہکم بخوایں رائنوں
 سوہ قہکم میں اس کو تلاش کر لے
 می کشد دانش بہ بنیش اے علیم
 اے علم والے! علم مشاہدے کی طرف لے جاتا ہے
 دید زاید از یقین بے امتہال
 مشاہدہ یقین سے بغیر توقف کے پیدا ہوتا ہے

تن زدہ واللہ اعلم بالوفاق
 میں خاصوں ہو گیا اور خدا سہاقت کرنے والوں کو زیادہ جانتا ہے
 حق خریدارش کہ اللہ اشتری
 اللہ تعالیٰ ان کا خریدار ہے کیونکہ اللہ نے خرید لیا ہے
 کہ توئی در شک یقینے نیستت
 کیونکہ تو شک میں ہے تجھے یقین نہیں ہے
 کہ نمی پرد بہ بستان یقین
 جو یقین کے بارے کی طرف پروا نہیں کرتا ہے
 می زند اندر تزید بال و پر
 جو بڑھانے کی طرف بال و پر بڑھ پڑاتا ہے
 مریقین را علم اوپو یا شود
 اس کا علم یقین کی طرف ہوتا ہے
 علم کمتر از یقین و فوق ظن
 علم یقین سے کم اور ظن سے اوپر ہے
 وال یقین بویائے دیدست و عیاں
 اور یقین دید اور مشاہدے کا طالب ہے
 از پس کلا پس لو تعلمون
 کلا کے پیچھے لو تعلمون کے پیچھے
 گر یقین بودے بدیدندے بحیم
 اگر ان میں یقین ہوتا تو وہ اس کا مشاہدہ کر لیتے
 آنچناں کر ظن ہمی زاید خیال
 جس طرح ظن سے خیال پیدا ہوتا ہے

۳۔ اند۔ انہا کہ۔ سوہ نکار میں فرمایا ہے کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا لو تعلمون علم یقین
 تسرون فبحیم ثم تسرونها عن یقین۔ تم ضرر جان لوگے پھر تم ضرر جان لوگے کہ تم یقین ظن پر جان لوگے تو
 ضرر دوزخ کو دیکھ لوگے پھر تم عین یقین سے اس کو دیکھ لوگے۔ اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ شک اور ظن کے بعد علم کا
 صحابہ علم کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور علم یقین کے بعد مشاہدے کا مرتبہ ہے۔ یعنی کلا سوف
 تعلمون ثم کلا سوف تعلمون۔ پس۔ کلا لو تعلمون۔ یعنی کلا سوف

اندر اَلْهٰكُم بِيَانِ اِيں بھين
 سوہ اَلْهٰكُم ميں اس كا بيان ديكھ لے
 از گماں و از يقين بالا ترم
 ميں گمان اور يقين سے بالاتر ہوں
 چوں دہانم خور و از حلوائے او
 جبکہ میرا من اس كا حلوا کھا چکا ہے
 پانہم گستاخ چوں خانہ روم
 ميں جب گھر كو جاتا ہوں تو بدلے والے سے قدم رکھتا ہوں
 آنچہ گل را گفت حق خندانش کرد
 جو کچھ اللہ نے پھول سے کہا اور اس كو گفتہ كر ديا
 آنچہ زد بر سر و قدش راست کرد
 وہ جو سر پر نازل كي اور اس كا قد سيدھا كر ديا
 آنچہ نے را كرد شيرين جان و دل
 وہ جس نے گنے كي جان اور دل كو شيرين كر ديا
 آنچہ لبر و را چنناں طرّار ساخت
 جس نے ابرو كو ايما كو كيلا بنيا
 مر زباں را داد صد فسونگري
 جس نے زبان كو سو چاند سكهائے
 چوں در زراد خانہ باز شد
 جب اس خانہ كا دروازہ کھلا
 بر دم زو تير و سودايش کرد
 اس نے ميرے دل پر تير ملا اس كو بخون بنا ديا
 عاشق آنم کہ ہر آن آن اوست
 ميں اس كا عاشق ہوں کہ ہر ملكيت اس كي ملكيت ہے
 من نلامم و ز بلانم بچو آب
 ميں شئي نہیں مانتا ہوں اور اگر مانتا ہوں تو پاني كي طرح

کہ شورا علم ايقين عين ايقين
 کہ علم ايقين عين ايقين ہو جاتا ہے
 وز ملامت بر نميگردد سرم
 ملامت سے ميراسر نہیں چکراتا ہے
 چشم روشن گشتم و بينائے او
 ميں روشن چشم اور اس كو ديكھنے والا بن گیا ہوں
 پانہ كرزانم نہ كورانہ روم
 نہ پاؤں كو لڑاتا ہوں نہ اندھا جند چلتا ہوں
 بادل من گفت صد چنداش کرد
 ميرے دل سے کہا اور اس كو سو گنا كر ديا
 وانچہ ازوے نرگس و نرسين نخورو
 اور وہ جو اس سے نرگس اور نرسين نے حاصل كي
 وانچہ خاكي يافت زو نقش چگل
 اور وہ جس سے خاكي نے چگل كا نقش حاصل كر ليا
 چہرہ را گلگونہ و گلنار ساخت
 چہرے كو سرخ اور گلنار بنيا
 وانکہ كال را داد زر جعفري
 جس نے كال كو جعفري سونا عطا كيا
 غمزہائے چشم تير انداز شد
 آنكھ كے غمزے تير انداز بنے
 عاشق شکر و شکر خايش کرد
 شکر اور شکر خوري كا عاشق كر ديا
 عقل و جان جانداريك مرجان اوست
 عقل اور جان اس كے لب سے جاندار ہے
 نيست در آتش كشي ام خطر اب
 آگ بجھانے ميں مجھے كوئي پریشاني نہیں ہے

۱۔ كرسو۔ یعنی تسرون النجيم
 ۲۔ تسرونها عين ايقين۔ بالاتر۔
 یعنی مشاہدے كا حجب حاصل ہے۔
 ملامت۔ سب كي شيو شك سے اس
 كا ازالہ نہیں ہو سكه گا۔ چوں
 دہانم۔ جبکہ مجھے مشاہدہ حاصل ہو گیا
 ہے پانہم۔ جبکہ انسان كو اپنے مكان
 كے بارے ميں علم مشاہدہ حاصل ہوتا
 ہے وہ كسي شك و شبہ كي بنياد اس
 ميں داخل ہونے سے نہیں رك سكتا۔
 آنچہ۔ اللہ تعالیٰ كي جو تجليات ان
 چيزوں پر پڑي ہیں وہ مجھ پر پڑ چكي
 ہیں۔

۳۔ بر سر۔ اب مجھ ميں سرد كي
 سيدھا ئي اور نرگس كا سا مشاہدہ اور
 نرسين جيسی خوشبو پيدا ہو گي ہے
 نے۔ ميرادل گنے كي طرح شيرين
 ہے۔ چگل۔ ترڪستان كا مشہور شہر
 ہے جس كے باشندوں كا حسن اور تير
 اندازي مشہور تھی طرّار۔ تيز زبان گره
 كٹ۔ زر جعفري۔ جعفر بركي كے
 زمانے كا سونا خالص تھا۔ زراد خانہ۔

اسلمہ خانہ

۴۔ بر دم۔ جبکہ اس قدر تجليات مجھ
 پر ہیں تو اب ميں اس كا عاشق ہوں۔
 کہ ہر آن۔ تمام ملكيتیں اللہ كي ہیں
 اور ہر جان و عقل اس كے ہونٹ كا
 عطیہ ہے۔ مرجان۔ مونگا پہاں لب
 معشوق مراد ہے۔ در بلانم۔ اگر ميں
 شئي بگھڑوں تو وہ بھی دائمي ہے

چول نباشم سخت دُپُشت من اوست

میں گلزار کیوں نہ ہوں جبکہ وہ میری پشت پناہ ہے

سخت رُو باشد نہ نیم اُورا نہ شرم

وہ ہیکل ہو گا ' ایں کو نہ ڈر ہو گا نہ شرم

گشت رُویش خصم سوز و پرہہ در

اس کا چہرہ دشمن کو جلانے والا پرہہ ہی کرنے والا ہوتا ہے

یک سوارہ کوفت بر جیش شہاں

اس نے بادشاہوں کے لشکروں کو تنہا شکست دی ہے

یک تنہ تنہا بزد بر علمے

تنہا ایک جہاں پر ٹوٹ پڑا ہے

اُوتر سد از جہاں پُر کلوخ

وہ ڈھیلوں بھرے جہاں سے نہیں ڈرتا ہے

سنگ از صنحِ خدائی سخت شد

پتھر خدائی کارگیری سے سخت ہوا ہے

زانبے شاں کے بترسد آنقصاب

قصابی ان کی کثرت سے کب ڈرتا ہے

خلق مانند رمہ او ساعی سمت

مخلوق ریوڑ اور وہ ان کی بھلائی کے لئے کوشاں ہے

لیک شاں حلفظ بود از گرم و سرد

ہاں وہ اچھے برے سے ان کا نگہبان ہوتا ہے

واں ز مہرست آنکہ دارد برہمہ

وہ اس محبت کی وجہ سے ہے جو اس کی سب پر ہے

گر خرا غمگین کنم غمگین مشو

اگر میں تجھے غمگین کروں ' تو غمگین نہ بن

تا کت از چشمِ بدایں پنہاں کنم

تا کہ تجھے ہموں کی نگاہ سے پوشیدہ کر دوں

تا کہ تجھے ہموں کی نگاہ سے پوشیدہ کر دوں

چول بند زہم چول حفیظ مخزن اوست

میں کیسے چرا سکتا ہوں جبکہ وہ خزانہ کا محافظ ہے

ہر کہ از خورشید باشد پُشت گرم

جو سورج کی جگہ سے گرم کر دلا ہو

ہمچو رُوئے آفتاب بخذر

نذر سورج کے چہرے کی طرح

ہر پیہر سخت رُو بند در جہاں

دنیا میں ہر پیہر بہادر ہوا ہے

رُو نگر دانید از ترس و غم

اس نے کسی غم اور ڈر سے مت نہیں سوزا ہے

سنگ باشد سخت رُو چشم شوخ

پتھر سخت رو ' اور نذر ہوتا ہے

کال کلوخ از زشت زن یک لخت شد

ڈھیلا اینٹ پاتھنے والے سے مجسم ہوا ہے

گوسفنداں اگر بڑوں انداز حساب

بکریاں اگرچہ شد سے باہر ہوں

کَلِّکُم رَاعِی نَبی چول راعی سمت

تم سب روڑ ہو ' نبی گاہ بان کی طرح ہے

از رمہ چوپاں نترسد در بیزد

مقابلے میں گڈریہ ریوڑ سے نہیں ڈرتا ہے

گرزند ۳ بانگے ز قہر او بر رمہ

اگر وہ فصہ سے ریوڑ پر چینتا ہے

ہر زماں گوید بگو شم سخت تو

نی خوشی ہر وقت میرے کان میں کہتی ہے

من خرا غمگین و گریاں زماں کنم

میں تجھے غمگین اور رونے والا اس لئے بتاتی ہوں

میں تجھے غمگین اور رونے والا اس لئے بتاتی ہوں

۱ چول بند زہم۔ جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہے تو اب مجھ میں نہ خوف ہے نہ کسی کا ڈر ہے۔ ہر پیہر۔ انبیاء کو چونکہ قرب الہی حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ نذر ہوتے ہیں شاہوں کے لشکروں پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ سنگ انبیاء۔ پتھر کی طرح ہیں اور مخالفین و ذمیوں کی طرح ہیں۔ کلوخ۔ ڈھیلے کی سختی انسان کی۔ کارگیری ہے پتھر کی سختی خدا کی کارگیری ہے۔

۲ گوسفنداں۔ مخالفین۔ بکریاں ہیں اور انبیاء۔ بمنزلہ قصاب کے قندم۔ نبی بمنزلہ چوہے کے ہے جو بکریوں کی حفاظت کرتا ہے صرف سرکشی کے وقت وہ قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے یہی حل ہر ذمہ دار کا ہے اور نہ اگر بکریاں سرکشی کریں تو قصابی ان سے خوف نہیں کھاتا

۳ گزند اگر نبی قوم پر ناراض بھی ہوتا ہے تو اس کا سبب قوم کی محبت ہوتی ہے ہرزہاں۔ یہاں سے مولانا نے پھر عاشق کا مقولہ شروع کیا ہے کہ مجھے اللہ بشارت دیتا ہے کہ تم سے ممکن نہ ہوا اس میں تیرے مفاد مضر ہیں تاکہ تاکہ کرنا

تلخ گردانم زغمہا خُوئے تو
 نموں کی جہ سے میں تجھے بد مزاج بتاتی ہوں
 نے! تو صیادی نہ جو یائے منی
 کیا تو میرا شکلی اور میرا طالب نہیں ہے
 حیلہ اندیشی کہ دَر من دَر رسی
 تو تدبیر سوچتا ہے کہ مجھ تک پہنچے
 چارہ می جوید پئے من درد تو
 تیرا درد میرے وصل کی تدبیر تلاش کرتا ہے
 من تو انم ہم کہ بے ایں انتظار
 میں یہ بھی کہ سنتا ہوں کہ بغیر اس انتظار کے
 تا ازیں گردابِ دَوراں دارھی
 تاکہ تو زمانے کے اس بھنور سے نکل جائے
 لیک ۲ شیرینی و لذاتِ مقرر
 لیکن منزل کی مٹھان اور لذتیں
 ہرچہ آساں یافتی آساں وہی
 تو جو آسانی سے پاتا ہے آسانی سے دے دیتا ہے
 آنکھ از شہر وز خویشاں بر خوری
 اپنی اور شہر سے تو اس وقت قائمہ اٹھائے گا
 وز بلاہا رُو مگرداں اے جواں
 اے جواں! مصیبتوں سے منہ نہ موز

تا بگرد چشم بد از رُوے تو
 تاکہ نظر پہ کو تیرے چہرے سے داپہں کر دوں
 بندہ و آفگندہ رائے منی
 تو میرا بندہ اور میری رائے کا تابع نہیں ہے؟
 دَر فراق و جستن من بیکسی
 تو میری جدائی اور جستجو میں بیکس ہے
 می شہوم دوش آہ سَر و تو
 میں کل رات تیری ٹھنڈی آہ سن رہا تھا
 رہ دہم بنمایمت راہ گزار
 راست دیدار تجھے آنے کا راست دکھا دوں
 بر سر رنج وصالم پانہی
 میرے وصل کے خزانے پر قدم رکھ دے
 ہست بر اندازہ رنج سفر
 سفر کی تکلیف کے اعلیٰ کے مطابق ہیں
 درد مشکل یاب را بر جاں نہی
 مشکل سے حاصل ہونے والی چیز کا درد دل پر رکھتا ہے
 کز غریبی رنج و محسجا بڑی
 جبکہ مسافت کی تکلیف اور مشقتیں اٹھالے گا
 بشنو ایں تمثیل و قدر خود بدال
 یہ مثال سن لے اور اپنا مرتبہ پہچان لے

۱ نے تو۔ عاشق کہتا ہے کہ خدا مجھ سے فرماتا ہے کہ جب تو میرا عاشق ہے تو تجھے میری مرضی پر راضی رہنا ہے۔ حیلہ۔ تو میرے وصل کی تدبیر میں کرتا ہے اور وصل کے لئے تکلیف میں مبتلا ہو کر ٹھنڈی آہیں بھرتا ہے۔ من تو انم۔ میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ تکلیف اٹھائے بغیر تجھے اپنا وصل عطا کر دوں۔

۲ لیک۔ تجھے جو تکلیف پہنچ رہی ہیں وہ تیرے لطف کے لئے ہیں۔ سفر میں انسان زیادہ تھکتا ہے۔ لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہرچہ جو مقصد بلاحت حاصل ہوتا ہے اس کی انسان قدر نہیں کرتا۔ آنکھ۔ ظن اور عزیزوں کی لذت سفر کی تکلیفوں سے بڑھتی ہے۔ وز بلاہا۔ لہذا وصل کے حاصل کرنے میں جس قدر زیادہ مصائب برداشت کرے گا اسی قدر وصل کی لذت میں اضافہ ہوگا۔

۳ تمثیل۔ اس مثال سے یہ سمجھنا مقصود ہے کہ مصائب اور محالہات سے ہی تکمیل ہوتی ہے۔ کدبانو۔ گھر کی مالک۔

تمثیل ۳۔ گر تختن مومن و تعجیل و بے صبری او دَر بلا باضطراب
 مصیبت میں مومن کے بھاگنے اور اس کی عجلت اور بے صبری کی مثال دینا چاہئے
 و بیقراری نخود و دیگر حوانج دَر جوش دیگ و بر دیگ بر دویدن
 اور دھری چیزوں کے دیگ کے جوش میں بے قراری کے ساتھ اور دیگ کے اوپر کو بھاگنے
 تا بیروں جہد و منع کردن کدبانو اورا
 کے ساتھ تاکہ وہ باہر کو نکل پڑے اور بی بی کے اس کو روکنے کے ساتھ

می جہد بالا چو شد ز آتش زبوں!

لوپر کو اچھلتا ہے جب آگ سے عاجز آجاتا ہے
بر سر دیگ و بر آرد صد خرّوش

دیگ پر ' اور سینکڑوں چھپیں ملتا ہے

پوں خریدی پوں نگوئم میکنی

جبکہ تو نے مجھے خریدا ہے کیس مجھے لوندا کرتی ہے

خوش بخوش و بر مجہ ز آتش گئے

خوب جوش کھا اور آگ چلانے والے سے نہ بھاگ

بلکہ تاگیری تو ذوق و چاشنی

بلکہ اس لئے کہ تجھ میں ذائقہ لذت پیدا ہو جائے

بہر خواری نیستت این امتحان

یہ آزمائش حیرت ذلیل کرنے کے لئے نہیں ہے

بہر این آتش بدست آل آخور

وہ پانی پینا ہی آگ کے لئے تھا

تا ز رحمت گردد اہل امتحان

تا کہ رحمت کے ذریعہ وہ آزمائش کے قابل بن جائے

تا کہ سرمایہ وجود آید بدست

تا کہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آ جائے

چوں نروید چہ گداز و عشق دوست

جب وہ نہ پیدا ہو تو دوست کا عشق کس چیز کو پھلانے گا

در نخود بنگر کہ اندر دیگ پوں

پنے کو دیکھ کر ' وہ دیگ میں کیسا

ہر زمانے می بر آید وقت جوش

جوش کے وقت ہر وقت باہر کو لھتا ہے

کہ چرا آتش بمن درمی زنی

کہ تو کیوں مجھ میں آگ لگائی ہے

می زند کفلیز کدبانو کہ نے

بی بی کفلیز چلائی ہے ' کہ نہیں

زاں نجو شام کہ مکروہ منی

میں تجھ اس لئے جوش نہیں دے ہی ہوں کہ تو مجھے پسند ہے

تا غذا گروی بیامیزی بجاں

تا کہ تو غذا بنے ' جان میں کھل مل جائے

آب می خوردی بہ بستاں سبز وتر

تو سبز و تر رہ کر باغ میں پانی پیتا تھا

رحمتش سابق بدست از قہر زاں

اس کی رحمت قہر سے ہی لئے پہلے ہے

رحمتش بر قہر زاں سابق شد دست

اس کی رحمت اس کے قہر سے ہی لئے پہلے ہے

زانکہ بے لذت نروید لحم و پوست

کیونکہ گوشت و پوست بغیر لذت کے پیدا نہیں ہوتا ہے

زاں ۳ تقاضہ گر بیاید قہر ہا

اگر اس عشق کے تقاضے سے مصیبتیں آئیں

باز لطف آید برائے عذر او

پھر اس کی عذر خواہی کے لئے مہربانی آتی ہے

باخود گوید چریدی در بہار

وہ اپنے سے کہتی ہے تو نے موسم بہار میں خوب چھا ہے

۱۔ زبوں۔ یعنی آگ کی گرمی سے

عاجز ہو کر اچھلتا ہے صد خرّوش۔

ہانڈی میں کھدا بھر کی آوازیں آتی

ہیں۔ کہ چرا۔ گویا زبان حال سے

مالک سے کہتا ہے کہ تو مجھے خرید کر لائی

تھی اب تو مجھے ذلیل کر رہی ہے۔

کفلیز۔ کفلیز۔ آتش کن۔ آگ

چلانے والا۔ زان۔ یعنی میں تیرے

بھلے کے لئے تجھے جوش دے رہی

ہوں۔ تاغدا۔ تجھے اس لئے جوش

دے رہی ہوں کہ تو انسان کی غذا بن

کر انسان کی جان بن جائے۔

۲۔ آب۔ یعنی تجھے اس مقصد

کے لئے اگلیا گیا تھا۔ رحمتش۔

حدیث قدسی سے رَحْمَتِي سَبَقَتْ

غَضَبِي یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

کہ میری رحمت میرے غضب سے

پہلے ہے تو رحمت غضب سے ہی

لئے پہلے ہے کہ اس رحمت کی وجہ

سے اس کی پرورش ہو کر وہ امتحان کے

قابل بن جائے۔ تا کہ۔ رحمت ہی

کے سبب انسان کے وجود کی تکمیل

ہوتی ہے۔ زانکہ۔ رحمت کے ذریعہ

جو گوشت و پوست بنا ہے اگر وہ نہ ہو تو

عشق کس چیز کو کھلانے گا۔

۳۔ زان۔ اگر عشق کی بنیاد پر

انسان پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ ان

مصائب میں ثابت قدم اور امتحان

میں پورا اترتا ہے تو پھر خدا کی مہربانی

اس سے عذر خواہی کرتی ہے اور اس کو

قرب و وصال کی بشارت دیتی ہے۔

باخود۔ گھر کی مالک اپنے سے کہتی ہے

کہ تو نے رحمت خداوندی سے فیض

حاصل کیا ہے تو مرغ بھی بخوشی

برداشت کر۔

تا کہ امہمان باز گردو شکر ساز
تا کہ مہمان شکر یہ ادا کہتا ہوا لوٹے
تا بجائے نعمت منعم رسد
تا کہ تیرے پاس نعمت کی بجائے نعمت دینے والا آجائے
من خلیم تو پسر پیش بچک
من ظیل اللہ ہوں تو فرزند ہے چھری کے سامنے
سر بہ پیش قہر نہ دل برقرار
امینان قلب کے ساتھ تکلیف کے سامنے رکھتے
سریرم لیک ایں سر آل سریرت
میں سر کاٹ رہی ہوں لیکن یہ سرور سر ہے
لیک مقصوم ازاں تعلیم تست
لیکن اس سے میرا مقصد تیری تعلیم ہے
اے نخود می جوش اندر ابتلا
اے چنے آزمائش میں جوش کما
انداں بستان اگر خندیدہ
اگر تو اس باغ میں مسکلا ہے
گر جدا ۳ از باغ آب و گل شدی
اگر تو پانی اور مٹی کے باغ سے جدا ہو گیا ہے
شو غذا و قوت اندہ شہا
خیلات کی غذا اور قوت اندہ شہا
از صفائش زستہ واللہ نخست
خدا کی قسم تو پہلے اس کی صفات کے ذریعہ سے آگاہ ہے
ز ابر و خورشید وز گردوں آمدی
اب اور سورج اور آسمان کے ذریعہ تو آیا ہے

پیش شد گوید ز ایثار تو باز
بادشاہ کے سامنے تیرے ایثار کو کھل کر بیان کرے
جملہ نعمتہا برود بر تو حسد
اور تمام نعمتیں تجھ پر حسد کرنے لگیں
سریرنہ ائی ارنی اذ بحک
سر رکھنے میں لے خواب میں دکھانے کے میں تجھے ذرا کر رہا ہوں
تا بیرم خلقت اسماعیل وار
تا کہ اسماعیل کی طرح میں تیرا گھاکاٹ دوں
کز بریدہ گشتن و گشتن بریرت
جو کتنے اور سرے سے بری ہے
اے مسلمان بایدت تسلیم جست
اے مسلمان! تجھے سر رکھ دینا چاہیے
تانہ ہستی و نہ خود ماند ترا
تا کہ تجھ میں اپنی ہستی اور خودی باقی نہ رہے
تو گل بستان جان و دیدہ
اب تو جان اور آنکھ کے باغ کا پھول ہے
لقمہ گشتی و اندر احیا آمدی
تو لقمہ بن گیا ہے اور زندوں کے اندر آ گیا ہے
شیر بودی شیر شورر پیشہا
تو دودھ تھا اب کچھلوں کا شیر بن جا
ور صفائش بازو چالاک و جست
پھر تیزی اور چستی سے اس کی صفات کی طرف لوٹ جا
پس شدی اوصاف و گردوں بر شدی
پھر تو اوصاف میں داخل ہو گیا اور آسمان بالا ہو گیا

۱ تا کہ۔ یعنی بھی لڑنے کا صحیح ہے۔
مہمان ہے۔ اللہ کے انوار اور
قربانی کی جائے گی تو وہ شاہ کے دربار
میں جا کر تعریف کرے گا۔ بجائے
یعنی پر شکر گزاری سے نعمتوں ہی سے
نہیں۔ شرم سے وصال ہو گا اور یہ اتنی
بڑی نعمت ہے کہ دوسری نعمتیں اس
کے مقابلے میں لچ ہیں۔ من عظیم۔
بی بی کہتی ہے کہ جب تو میرا ہے تو
میری طرح ہر حالت میں شکر گزاری
کر حضرت اسماعیل نے حضرت
ابراہیم کی اطاعت کی تھی۔ قہی قرآن
پاک میں حضرت ابراہیم کا مقولہ
منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا اے
اسماعیل! میں نے خواب میں دیکھا
ہے کہ میں تجھے ذرا کر رہا ہوں اس پر
حضرت اسماعیل نے فرمایا تھا کہ جو
آپ کو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے اور
وہ اپنے آپ کو ذرا کرانے پر آمادہ ہو
گئے تھے۔ سریرم۔ میں تجھے بنا کر
رہی ہوں لیکن یہ بظاہر فنا ہے اور
حقیقت بقا ہے۔

۲ لیکن۔ یہ سر ارچہ نفس الامر
میں کٹ نہیں رہا ہے۔ باہر
ظاہری طور پر سر کاٹنے سے روضا و
تسلیم کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ اے
نخود! اس ابتلا کے نتیجہ میں تیری اپنی
ہستی اور وجود ختم ہو جائے گا پھر بقا
باللہ حاصل ہوگا۔ اندھا بننے کی پہلا
حالت اگرچہ اس کے لئے خوشگن تھی
لیکن ابتلا کے بعد کی حالت اس سے
بدتر تھا۔ بہتر ہے خدا بن جانے کے
بعد وہ انسانی جان و دل کے باغ کا
گل ہو جائے گا۔

۳ سر گر جلد لب چناتری کر کے
نباتات سے حیوانات میں داخل ہو گیا
کیونکہ جز حیوان بن گیا ہے۔ شب

خدا انسانی بن کر انسانی افکار کی غذا بن جا۔ شو خدا۔ چنانچہ انسانی افکار کی غذا بن جاتا ہے
انسانی جزو ہو جانے کی وجہ سے اپنے وجود سے اعلیٰ وجود حاصل کر لیتا ہے۔ از صفائش۔ چنانچہ
انسانوں کی صفات کی پیداوار تھا خدا بن جانے کے بعد وہ پھر انسانی صفات اختیار کر لیتا ہے۔
ز ابر۔ نباتات کی پیداوار میں ان تینوں چیزوں کے اثرات ہیں۔

می روی اندر صفات اُمستطاب
 لب تو پاکیزہ صفات میں داخل ہو رہا ہے
 نفس و فعل و قول و فکر تہا ہدی
 روح اور فعل اور قول اور فکر بن گیا
 راست آمد اقتلون فی یاقہات
 سچ ثابت ہوا اے محمد لوگو مجھے قتل کر دو
 راست آمد ان فی قتل حیات
 سچ ثابت ہوا جبکہ میرے قتل میں زندگی ہے
 تابدیں معراج شد سوائے فلک
 یہاں تک کہ وہ آسمان کی جانب اس بلندی پر پہنچا
 از جمادی بر شد و شد جانور
 جمادیت سے بلند ہو گیا اور جامع بن گیا
 گفتہ آید در مقام دیگرے
 دوسرے مقام پر کیا جائے گا
 تا تجارت میکند وای رَوَد
 تاکہ تجارت کرے اور واپس جائے
 نے تلخی و کراہت دُز و وار
 نہ کہ چھوٹی کی طرح کراہت اور ناگہلی سے
 تاز تلخیہا فرو شویم شرا
 تاکہ تجھ سے کراہتیں دور ہوں
 سردی و افسردگی بیروں نہد
 پھر سردی اور غم کو باہر نکال دیتا ہے
 پس ز تلخیہا ہمہ بیروں شوی
 پھر تلخیوں سے پہلی طرح جدا ہو جائے گا

آمدی در صورت باران و تاب
 تو ہدیش اور دھوپ کی صورت میں آیا
 جزو شمس و ابر و انجم ہا ہدی
 تو صبح اور اور اور ستاروں کا جزو تھا
 ہستی حیواں شد از مرگ نبات
 نبات کی موت سے حیوانات وجود میں آئے
 چوں چنین بر دیت مارا بعد مات
 جبکہ ہماری ہڈ کے بعد اس طرح کی جیت ہے
 فعل و قول اصدق شد قوت ملک
 سچا قول و فعل فرشتے کی بھڑی بنا
 آنچناں کاں طمعہ شد قوت بشر
 اسی طرح کہ وہ لقمہ جو انسان کی غذا بنا
 ایں سخن را ترجمہ پہنا ورے
 اس بات کا مفصل بیان
 کارواں دائم ز گردوں می رسد
 قافلہ ہمیشہ آسمان سے آتا ہے
 پس بر و شیریں و خوش با اختیار
 پس تو اپنے اختیار سے عمدگی اور خوشی سے جا
 زان سے حدیث تلخ میگویم شرا
 میں تجھے کڑوی بات اس لئے کہتی ہوں
 ز آب سرد انگور افسردہ زہد
 خشک پانی سے غمراہا انگور جوڑ دینے لگتا ہے
 تو ز تلخی چونکہ دل پر خون شوی
 تو چونکہ کراہت سے پر خون دل والا ہوتا ہے

۱۔ صفات مستطاب۔ عمدہ صفات
 یعنی انسانی صفات۔ ہستی حیوان۔
 حیوان نباتات سے خواہاں حاصل کر
 لیتا ہے لہذا نباتات کی موت ان کی
 ترقی کا سبب بنتی ہے قتلون فی۔ یہ
 منصور علاج کا قول ہے انہوں نے
 فرمایا کہ اے یارو مجھے قتل کر دو کہ
 میرے قتل ہونے میں ہی میری زندگی
 ہے جبکہ ثابت ہو گیا کہ موت ترقی کا
 سبب ہے لہذا ان کا قول سچ ثابت
 ہوا۔ نزد خطرناک کی وہ بازی جس
 میں مقابل کے سب مہرے پٹ
 جائیں صرف شاہ باقی رہ جائے یہ
 نصف مات ہے۔ مات۔ بازی میں
 شاہ خطرناک کا اس طرح گھر جانا کہ وہ
 زنج ہو جائے یہ پہلی ہل ہے راست
 آمد۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ موت
 کے بعد اسی زندگی سے ثوابت ہو گیا
 کہ قتل ہی میں زندگی مضمر ہے
 ۲۔ فعل و قول۔ سچا فعل و قول
 فرشتے کی غذا بن کر بلندی حاصل کر
 لیتا ہے۔ آنچناں۔ اسی طرح نباتات
 انسان کا جزو بن کر بلندی حاصل کر
 لیتی ہے ایں سخن۔ یعنی یہ کیوں کہ لوہی
 فنا کے بعد اہل مقام حاصل کر لیتی
 ہے۔ کارواں۔ انسانی مخلوق کے
 قافلے عالم بالا سے دنیا میں کادبار
 کے لئے آتے ہیں اور تلخ نقصان کما
 کراہتیں جاتے ہیں تو اصل مقام
 عالم بالا ہے۔ پس۔ جب دنیا سے
 جانا ہی ہے تو خوشی ہے سرخورد ہو کر چل۔
 ۳۔ زان۔ بی بی نے تے سے یہ
 بھی کہا کہ میں تجھے تلخ باتیں اس
 لئے کہتی ہوں تاکہ تیری ہی دور ہو
 جائے۔ ز آب۔ جب کچھ کادہخت
 افسردہ ہو جاتا ہے تو خشک پانی اس کو دیا
 جاتا ہے اس سے اس میں جوڑ آ جاتا
 ہے۔ اس کی افسردگی اور سردی ختم ہو



ہر کس او اندر بلا صلہ نشد
جو مصیبت میں صلہ نہ بنا
فارغ آئی گر بٹو ریزند خل
اگر تجھ پر سر کہ الیس اور تو بے فکر رہے
سگ شکاری نیست اور اطوق نیست
جس کے گلے میں پٹنیں ہے وہ شکاری کتا نہیں ہے

مقبل اس درگہ فلاخر نشد
اس قابل فخر درگہ میں مقبول نہ بنا
آں زماں شیریں شوی ہچوں عسل
اس وقت تو شہد کی طرح بیٹھا ہو گا
خام و نا جو شیدہ جز بے ذوق نیست
کیا اور خوش بندیا ہوا سوائے بذاائقہ کے کچھ نہیں ہے

۱۔ ہر کہ مصائب پر مبر مقبولیت کا
سبب ہے فارغ انسان میں جب
یہ برداشت پیدا ہو جائے کہ کس باتوں
سے اس میں کئی پیدا نہ ہو تو وہ شہد کی
طرح شیریں بن جاتا ہے۔ سگ۔
کتا۔ بے کی مصیبت جمیل کر شکاری
بناتا ہے انسان مصائب کے ذریعہ
بخت ہو کر خوش بذاائقہ بنتا ہے۔

۲۔ آں نخود۔ جب چنے کو یہ
احساس ہو گیا کہ مصائب جمیل کا
ذریعہ ہیں تو وہ مصائب برداشت
کرنے پر خندہ پیشانی سے راضی ہو
گیا۔ تو دریں۔ تیری تکلیف رسائی
میری جمیل کا سبب ہے تیری ایذا
رسائی اب میرے لئے راحت کا
سبب ہے۔ ہچو۔ ہاچی ہندستان کا
جانور ہے دوسرے ملک میں بچ کر
جب وہ خواب میں ہندستان کو دیکھتا
ہے تو مست ہو کر سرکش ہو جاتا ہے
پھر اس کو لہا سٹ پر لاتا ہے۔
۳۔ تاک۔ یعنی ان مصائب اور
عجیبوں کے ذریعے سے میں آغوش
رحمت میں دہلیاب ہو جاؤں۔ آں
کتا۔ اس بی بی نے چنے سے کہا کہ
میں بھی دہلی اجزاء سے بنی ہوں۔
چوں۔ میں نے تکالیف اور مصائب
برداشت کئے جب کچھ سنی ہوں۔

مسمیل صابر دہلزا مومن چوں او بر سر بلا واقف شود
مومن کے صلہ ہونے کی مثال جبکہ وہ مصیبت کے راد سے واقف ہو جائے

آں انخود گفت چنیں ستے ستی
اس چنے نے کہا اے بی بی اگر ایسا ہے
تو دریں جوش چو معماری منی
چونکہ تو اس جوش دینے میں میری تعمیر کرنے والی ہے
ہچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ
میں ہاچی کی طرح ہوں میرے سر پر زخم اور داغ
تا کہ ۳ خود را درد ہم در جوش من
تاکہ میں اپنے جوش کھانے میں خودی کو دیدوں
زانکہ انسان در غنا طاعنی شود
کیونکہ انسان بے فکری میں سرکش بن جاتا ہے
پیل چوں در خواب بیند ہندرا
جب ہاچی خواب میں ہندستان کو دیکھتا ہے

عذر گفتن کد باو بانخود و حکمت در جوش داشتن کد بانو نخود را
بی بی کا چنے سے عذر کرنا اور بی بی کا چنے کو جوش دینے کی حکمت بیان کرنا

آں ستی گوید و را کہ پیش ازیں
۴۔ بی بی اس سے کہتی ہے کہ اس سے پہلے
چوں پوشیدم جہاز آذری
جب میں نے آہنی لباس پہنا
من چو تو بوم ز اجزائے زمیں
میں تیری طرح زمین کے اجزاء میں سے تھی
پس پذیرا گشتم و اندر خوری
جب میں مقبول اور لائق بنی

مُدّتے اے جو شیدہ ام اندر زَمَن مُدّتے دیگر درون دیگِ تن

ایک مدت تک میں نے زمنے میں جوش کھلیا ہے
زین دو جوشش قوتِ حسہا شدُم
ان دو جوشوں سے میں حسوں کی طاقت بنی ہوں
درِ جمادی گفتے زان می روی

میں نے ہولے کی حالت میں کہتی تھی کہ اس سے نکل ہو رہی ہے
چوں شدی تو روح پس بارِ دگر
جب تو روح ہو گئی پھر دوبارہ
از خدا ۲ می خواہ تازیں نکلجا

خدا سے دعا کر تاکہ ان نکلتوں سے
زانکہ از قرآن بے گمرہ شدند
اس لئے کہ بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ ہوتے ہیں
مر رسن رانیست جرے اے عنفود
اے سرکش! دی کا کوئی قصور نہیں ہے
جانب آں عاشق بیخوشی راں
اس بے خود عاشق کی جانب چلا

باقی قصہ مہمان آں مسجد مہمان گش و شبّات و صدقِ عزم او
اس مہمان کو مدد اٹانے والی مسجد کے مہمان کا قصہ اور اس کے ملاہ کی سچائی اور جماد کا قصہ

آں ۳ غریبے شہر سرِ بالا طلب
اس شہر کے پوہیسی عالم بالا کے طالب نے
مسجد اگر کر بلائے من شوی
اے مسجد اگر تو میری کربلا بنے گی
ہیں مرا بگذار اے بگزیدہ یار
اے ختج دوست! خبر دہا مجھے اجابت دے
گر شدید اندر نصیحت جبرئیل
اگر تم نصیحت کرنے می جبرئیل ہو
گفت می جسم دریں مسجد بشب
کہا میں رات کو اسی مسجد میں سووں گا
کعبہ حاجت روائے من شوی
تو میری حاجت کو پورا کرنے والا کعبہ بنے گا
تار سن بازی گنم منصور وار
تاکہ منصور علاج کی طرح دلدردن کا تھیل کھیلوں
می نخواستہ غوث در آتش خلیل
تو آگ میں خلیل اللہ مد نہیں چاہتا ہے

۱ مدّتے ایک عرصہ تک خدائی مصائب اٹھائے اور بدنی مجاہدے کئے ہیں۔ ہاں۔ ان مصائب کے بعد میرے حواس باطنی بیدار ہوئے ہیں اور میں صاحب روح بن کر تیری استاد بنی ہوں۔ وہ جمادی۔ یعنی میں جب جمادیت سے ترقی کر رہی تھی تو کہتی تھی کہ یہ ترقی اس لئے ہے کہ میں انسان کا علم و صفت بنوں۔ معنوی۔ یعنی انسان۔ چوں شدی۔ اب جبکہ روح۔ بن گئی ہوں تو روح حیوانی سے بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہیے۔

۲ از خدا ترقیوں کے اس ذکر سے یہ شبہ ہوا کہ ان کے ذکر سے اللہ کے ساتھ اتحادِ ذالی تک ترقی نہ سمجھ لی جائے اس لئے فرماتے ہیں کہ خدا سے دعا کرتا کہ توحیح مطلب سمجھ سکے اور گمراہ نہ ہو جائے اللہ کے ساتھ اتحادِ ذالی کا عقیدہ گمراہی ہے۔ زانکہ جس طرح قرآن نے کچھ کچھ فہم گمراہ ہوتے ہیں مشہوری سے بھی ہو سکتے ہیں۔ مر رسن اس میں قرآن کا قصور نہیں بلکہ ان کی کور باطنی کا قصور ہے۔

۳ آں۔ وہ مہمان اس شہر میں مسافر تھا اور عالم آخرت کا طالب تھا۔ کربلا۔ حضرت لام حسین رضی اللہ عنہ کا مشہد ہے۔ حاجت روا چو نکلاں کا صل مقصد فانی الذات تھا۔ منصور۔ حضرت طاج کو سولی دی گئی۔ گر شد ممکن ہے یہ ہوا ہو کہ حضرت ابراہیم کو جب نمرود نے آگ میں ڈالا تو حضرت جبرئیل نے آگ کو دکنے کی خواہش ظاہر کی ہو۔

جبرئیل رو کہ من آفر وختہ
 اے جبرئیل! جا کہ میں جلا ہوا
 جبرئیل گرچہ یاری میکنی
 اے جبرئیل! اگرچہ تو مدد کر رہا ہے
 اے برادر من بر آذر چاہم
 اے بھائی! میں آگ پر تیز رہتا ہوں
 جان حیوانی فزاید از علف
 حیوانی جان جو چارے سے بڑھتی ہے
 گر نکشتے ہیزم او مٹم بدے
 اگر وہ ایندھن نہ بنتی تو پھلتی
 باد سوزان ست اس آتش بدال
 سمجھ لے یہ آگ مشتعل ہوا ہے
 عین آتش در اشیر آمد یقیں
 اصل آگ یقیناً کہ آتش میں ہے
 لا جرم پر تو نپاید اضطراب
 لامحالہ پر تو بے چینی کی وجہ سے ناپائید ہے
 قلت ۳۱ تو برقرار آمد بساز
 تیرا نہ سکون کی وجہ سے برقرار ہے
 زانکہ در پر تو نپاید کس شبہات
 اس لئے کہ سایہ میں کوئی شخص لگاؤ نہیں پاتا ہے
 ہیں وہاں بر بند فتنہ لب گشاد
 خبر وہ منہ بند کر لے فتنہ لب کشائی کی ہے
 فتنہ زادو کرد عالم را خراب
 فتنہ پیدا ہو گیا ہے اور اس نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے
 چوں مراتب گرد دلہا تنگ شد
 جب حقیقتیں دلوں کے چادوں طرف تنگ ہو گئی ہیں

بہترم چوں اعود و عنبر سوختہ
 بہتر ہوں جیسا کہ جلا ہوا عمد اور عنبر
 چوں برادر پاسداری میکنی
 اور بھائی کی طرح میری حفاظت کر رہا ہے
 من نہ آں جانم کہ گرد و بیش و کم
 میں وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ بڑھ سکے
 آتشے بود اوچو ہیزم شد تلف
 آگ ہے وہ ایندھن کی طرح ختم ہو جاتی ہے
 تا ابد معمور و ہم علمر بدے
 ابد تک آباد اور آباد کرنے والی بھی ہوتی
 پر تو آتش بودنے عین آں
 آگ کا پر تو ہے نہ کہ بعینہ آگ
 پر تو و سایہ و است اندر زمیں
 زمین میں اس کا پر تو اور سایہ ہے
 سوائے معدن باز میگردد شتاب
 جلد معدن کی طرف لوٹ جاتا ہے
 سایہ ات کوتہ دے یک دم دراز
 تیرا سایہ کبھی چھوٹا ہے کبھی صاف ہے
 عکسها واگشت سوائے امہات
 عکس اصلوں کی طرف لوٹ جاتا ہے
 خشک آر اللہ اعلم بالرشاد
 تغافل برت خدا مانتی کو زیادہ جانتا ہے
 شرق و غرب افتاد اندر اضطراب
 مشرق اور مغرب بے چینی میں مبتلا ہو گئے ہیں
 ہر یکے باد دیگرے در جنگ شد
 ہر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں لگ گیا ہے

۱۔ چوں نمود اگر اور عنبر کے طے
 پر خوشبو مہکتی ہے جبرئیل۔ جبرئیل
 سے اس جان کو نصیحت کرنے والے
 مراد ہیں اور طیل سے مراد خوردہ مہمان
 ہے اے برادر۔ مہمان نصیحت
 کرنے والے سے کہتا ہے کہ میری
 روح حیوانی روح نہیں ہے جس میں
 کھنوا اور بڑھتا رہتا ہے جان
 حیوانی۔ حیوانی روح غذا سے بڑھتی
 ہے اور صرف ایک شعلہ ہے جو
 ایندھن کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ گر نکشتے اگر نسانی جان آتش
 شہوت اور غضب کا ایندھن نہ بنے تو
 وہ خوب پھلے پھولے خود گئی منور بنے
 اور دوسروں کو بھی منور بنائے۔ باد۔
 مولانا آتش غضب و شہوت کے فانی
 ہونے کو حسی آتش کے فانی ہونے
 سے سمجھاتے ہیں کہ یہ دنیا کی آگ
 کہ آتش کا پر تو ہے پر تو اور سایہ
 ناپائید ہوتا ہے معدن۔ یعنی کرۃ
 آتشی۔

۳۔ قلت تو اس دنیا کی آگ کا
 آتش کرہ کا پر تو اور ناپائید ہوتا اس
 طرح سمجھا جیسا کہ انسان کا قد اور اس
 کا سایہ عکسہا۔ پر تو اور سایہ اصل کی
 طرف لوٹ جاتے ہیں۔ مولانا کی
 مثنوی پر کچھ لوگوں نے اعتراضات
 کئے یہاں سے مولانا اس کی طرف
 رخ کرتے ہیں۔ فتنہ۔ اعتراضات
 کا فتنہ چوں مراتب۔ مثنوی کے
 عالی مضامین تک لوگوں کی رسائی
 نہیں ہے اس لئے جنگ و جدل میں
 مبتلا ہو گئے ہیں۔

گفتگو بسیار شد خاش خدم مسئلہ تسلیم کردم تن زوم
 بیان بہت ہو گیا میں چپ ہو گیا میں نے بات مان لی میں خاموش ہو گیا
 اور تو گوئی موجب فتنہ چہ بود باز گویم گوش گن پچوں غم فرود
 اگر تو کہے کہ تینے کا سب کیا تھا چنگ غم بڑھا ہوا ہے پھر بتاتا ہوں سن

ذکر خیال بد اندیشی قاصر فہماں

کم سمجھ لوگوں کی بد اندیشی سے خیال کا ذکر

پیش از اں کاس قصہ تا مخلص رسد
 اس سے پہلے ہی کہ یہ قصہ خاتمے تک پہنچے
 من نمی رنجم ازیں لیک این لکد
 میں اس میں رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں لیکن یہ دوستی
 خوش بیاں کرد آل حکیم غزنوی
 اس غزنوی ملنا نے بہت اچھی بات کہی ہے
 کہ زقرآں گرنہ بیند غیر قال
 کہ اگر قرآن میں سوائے لفظوں کے کچھ نہ دیکھیں
 کز شعاع آفتاب پُرز نور
 کیونکہ نور سے بھرے ہوئے سورج کی شعاعوں سے
 خربطے سناگاہ ار خر خانہ
 گدھوں کے طویں سے ایک آہن نے اچانک
 کاس خن پست است یعنی مثنوی
 یہ بات یعنی مثنوی گھٹیا بات ہے
 نیست ذکر و بحث اسرار بلند
 بلند اسرار کی بحث اور ذکر نہیں ہے
 از مقامات تبث تا فنا
 خلوت سے فنا تک کے مقامات
 شرح وحد ہر مقام و منزلی
 ہر مقام اور ہر منزل کی شرح اور حد ہوتی
 دود و گندے آمد از اہل حسد
 حاسدوں کی جانب سے دھواں اور بدلوں پیدا ہو گئی
 خاطر سادہ ولے رلے گند
 کسی سادہ دل کی طبیعت کا بیچھا کرے گی
 بہر محو باں مثال معنوی
 منکروں کے لئے ایک باہمی مثال
 اس عجب ثبوز اصحاب ضلال
 تو گمراہوں سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے
 غیر گرمی می نیابد چشم کور
 اندھی آنکھ گرمی کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتی
 سر بڑوں آورد چوں طعنے
 طعنہ باز کی طرح سر اہل
 قصہ پیغمبرست و پیروی
 پیغمبر اور ان کی پیروی کا قصہ ہے
 کہ دو اند اولیا زان سو سمند
 کہ اولیاء اس طرف گھڑا اٹھائیں
 پایہ پایہ تا ملاقات خدا
 حج حج اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک
 کہ بہ پرزور بر پرد صاحب دلے
 تاکہ پردوں کے ذریعہ صاحب دل اس سے پرواز کرتا

۱ گفتگو یعنی اعتراض اور
 جوابات۔ غم فرود۔ چونکہ مجھ طبعاً بہت
 خسوس ہے اس لئے فتنہ کا سبب بیان
 کرنے پر مجبور ہوں ورنہ خاموشی
 اختیار کر لیتا۔ کاس قصہ۔ یعنی مسجد
 کے مہمان کا قصہ۔

۲ من نمی رنجم۔ مجھے معترضین
 پر عقلاً کوئی رنج نہیں ہے لہذا میں
 جواب نہ دیتا لیکن یہ خیال ہے کہ اگر
 جواب نہ دوں گا تو معترضین کی
 وہلتیاں سادہ دل لوگوں کو گرہ لگا دیں
 گی۔ حکیم غزنوی۔ حکیم سنائی رحمت اللہ
 علیہ۔ محو باں۔ وہ لوگ جو نور معرفت
 سے محروم ہیں۔ کہ زقرآں۔ یعنی
 گمراہوں کی پہنچ محض قرآن کے
 لفظوں تک ہے۔ کز شعاع۔ ان کی
 مثال چمکاؤں کی سی ہے جو سورج کے
 نور سے محروم ہے اور صرف گرمی کا
 احساس کرتی ہے۔

۳ خربطے۔ بڑی تلخ۔ آہن۔
 طعنا۔ یعنی طعن کرنے والا۔ کہ وہ اند۔
 اس میں اصحاب معرفت کی توجہ کی
 کوئی چیز نہیں ہے۔ از مقامات۔ یعنی
 مثنوی میں اولیاء اور فضول قائم کر
 کے تصوف کے مراتب کا ذکر ہونا
 چاہیے تھا اور سالک کے لئے ہر منزل
 اور مقام کی نشاندہی ہونی چاہیے تھی۔
 تبث۔ لوگوں سے اقطار۔ خلوت۔

جملہ اسر تا سر فسانہ است و فسوں
 سب سراسر افسانہ اور گو کہ دھندا ہے
 چوں کتاب اللہ بیاد ہم بران
 جب اللہ کی کتاب آئی اس پر بھی
 کی اساطیرست و افسانہ نرشد
 کہ پائی کہتیں اور افسانہ ہے
 کو دکان خرد ہمیش می کنند
 اس کو چھونے بچے سمجھتے لیتے ہیں
 ذکر آدم گندم و ابلیس و مار
 آدم گہیں شیطان اور سانپ کا ذکر ہے
 ذکر نوح و کشتی و طوفان تن
 نوح کشتی اور جم کے طوفان کا ذکر ہے
 ذکر اسمعیل ذبح جبریل
 اسمعیل ذبح اور جبریل کا ذکر ہے
 ذکر یوسف ذکر زلف پر خمش
 یوسف کا ذکر ہے ان کی بل کھائی ہوئی زلف کا ذکر ہے
 ذکر بلقیس و سلیمان و سبا
 بلقیس اور سلیمان اور سبا کا ذکر ہے
 ذکر طالوت و شعیب و صوم او
 طالوت اور شعیب اور اس کے بھڑے کا ذکر ہے
 ذکر حمل مریم و نخل و مخاض
 مریم کے حمل کبوتر اور بھڑہ کا ذکر ہے
 ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب
 صالح ان کی ٹوٹی اور پانی کی تقسیم کا ذکر ہے
 ذکر الیاس و عزیز و موت او
 الیاس اور عزیز اور ان کی موت کا ذکر ہے

کو دکانہ قصہ بیرون و درون
 اللہ اور باہر سے بچکانہ قصہ
 اس چنیں طعنہ زنداں کافراں
 ان کافروں نے اس طرح کے طعنے دیئے
 نیست کھتے و تعمقے بلند
 کوئی تحقیق اور بلند گہرائی نہیں ہے
 نیست جز ہر پسند ۲ و ناپسند
 اس میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ احکام کے سوا کچھ نہیں ہے
 ذکر ہود و یاد و رابراہیم و نار
 ہود اور یاد اور ابراہیم اور آگ کا ذکر ہے
 ذکر کنعان و سر از خط یافتن
 کنعان اور حکم سے من موڑنے کا ذکر ہے
 ذکر قصد کعبہ و اصحاب قبیل
 کعبہ کے ارادے اور ہاتھی والوں کا ذکر ہے
 ذکر یعقوب و زلیخا و غمش
 یعقوب اور زلیخا اور اس کے غم کا ذکر ہے
 ذکر داؤد و زبور و اوریہ
 داؤد اور زبور اور اوریہ کا ذکر ہے
 ذکر یونس ذکر لوط و قوم او
 یونس کا ذکر ہے لوط اور ان کی قوم کا ذکر ہے
 ذکر زکریا و یحییٰ و ریاض
 زکریا اور یحییٰ اور باغوں کا ذکر ہے
 ذکر ادریس و مناجات و جواب
 ادریس اور ان کی سرگشتی اور جواب کا ذکر ہے
 ذکر قارون و زمیں رفتن فرو
 قارون اور زمین میں دھنسنے کا ذکر ہے

۱۔ جملہ۔ معترضین نے کہا کہ اس
 مثنوی میں تو صرف قصے اور کہانیاں
 ہیں اور یہ مثنوی ظاہری و باطنی اعتبار
 سے طفلانہ قصوں سے لبریز ہے۔
 چوں کتاب اللہ معترضین نے قرآن
 پر بھی اسی طرح کے اعتراضات کئے
 تھے کہ وہ محض سبیلے قصے ہیں اس میں
 کوئی بلند پایہ مضمون نہیں ہے۔
 ۲۔ ہر پسند۔ یعنی حلال و حرام۔
 یافتن۔ یعنی ان کی حکم عدولی کا بیان۔
 ذکر۔ یعنی قرآن میں ان چیزوں کا ذکر
 ہے جو آئینہ و تیرہ شعروں میں مذکور
 ہیں۔

ذکر یٰؤب و صّوری و ربلا
 اوب اور مصیبت میں ان کے صبر کرنے کا ذکر ہے
 ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا
 موسیٰ اور رحمت طور اور عصا کا ذکر ہے
 ذکر عیسیٰ و عروجش بر سما
 عیسیٰ اور ان کے آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے
 ذکر فصل امد و خلق عظیم
 امد کی فضیلت اور اس کے بلند اخلاق کا ذکر ہے
 ظاہرست او ہر کے پئے می برد
 یہ سب ظاہر ہے اور ہر شخص جانتا ہے
 گفت اگر آساں نماید ایں بچو
 فرمایا اگر تجھے یہ آسان نظر آتا ہے
 چہیان و انسیان و اہل کار
 جن اور انسان اور کام کے لوگ
 ذکر اسرائیلیاں و ربیہ لآ
 نجر ہے میں اسرائیلیوں کا ذکر ہے
 خلع نعلین و خطابات و عطا
 جوتے اتارنے اور خطابات اور بخشش کا ذکر ہے
 ذکر ذوالقرنین و حضرت و ارمیا
 ذوالقرنین اور خضر اور ارمیا کا ذکر ہے
 کہ قمر از معجز آتش شد دو نیم
 کہ چاند دن کے معجزے سے دو ٹکڑے ہو گیا
 کو بیایاں کو کہ شود دروے خرد
 وہ بیان کہہاں ہیں جن میں عقلیں کم ہو جائیں؟
 آتخنیں یک سورہ گوایے سخت گو
 اسے بھاری بات کرنے والے ایسے ایک سورت
 گو یکے آیت ازیں آساں بیار
 کہ دے اس آسان کی ایک آیت لے آئیں

۱ ظاہرست۔ یہ ساری باتیں سب کو معلوم ہیں قرآن میں وہ مضامین کہیں ہیں جن سے عقلیں دنگ ہو جائیں۔ گفت۔ معترضوں کے جواب میں قرآن نے کہا ہے کہ اگر قرآن تمہیں ایسا ہی آسان نظر آتا ہے تو تمام جن و انس اور دیگر مدعا کر لیا کر ایک آیت قرآن بھی بنا دو۔

۲ اِنَّ لِلْقُرْآنِ لَفْظًا لِّمَنْ يَفْهَمُ مَعْنٰیہِ لفظی ترجمہ اور معنی ہیں پھر ان معنی میں معنی ہیں اسی طرح وہ سات سات معنی تک یہ سلسلہ ہے ان معانی کے کچھ مرتبوں تک فہم و فراست کے نقولت کے اعتبار سے مجتہدین اور علماء کی پہنچ سے اور کچھ مراتب سے صرف علم اللہ کا تعلق ہے واضح رہے کہ اسرار و حکم کے بیان میں وہی معنی معتبر ہونگے جو الفاظ قرآن اور ظاہر کے خلاف نہ ہوں۔

تفسیر حدیث اِنَّ لِلْقُرْآنِ لَفْظًا لِّمَنْ يَفْهَمُ مَعْنٰیہِ

اس حدیث کی تفسیر کہ قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اس کے باطن کا

بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ

باطن ہے سات باطنوں تک

حرف قرآن رابداں کہ ظاہرست
 سمجھ لے کہ قرآن کے لفظ اس کا ظاہر ہیں
 زیر آں باطن یکے بطن دیگر
 اس باطن کے نیچے ایک اور باطن ہے
 زیر آں باطن یکے بطن سوم
 اس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے
 بطن چارم از بے خود کس ندید
 قرآن کا چوتھا باطن کسی نے نہیں دیکھا
 زیر ظاہر باطن بس قلبرست
 اور ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے
 خیرہ ۳ گرد اندر و فکر و نظر
 جس میں فکر و نظر خیرہ ہو جاتی ہے
 کہ درو گرد خرد یا جملہ گم
 کہ اس میں تمام عقلیں کم ہو جاتی ہیں
 جو خدائے بے نظیر و بے ندید
 لائیل اور لائیک خدا کے سا

۳ خیرہ گرد۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسے سارے تک پہنچ جاتے تھے کہ وہرے صحابین میں خیرہ ہو جاتے تھے۔ بطن سوم۔ معانی کی اس تہ میں سب کی عقلیں کم ہو جاتی ہیں۔ بطن چہارم۔ معانی کی چوتھی منزل تک عقل انسانی کی رسائی نہیں ہے۔

۱۔ حدیث مفصّلہ۔ یہی حدیث جو عنوان میں مذکور ہے اور جو عظمیٰ سے محفوظ ہے تو قرآن۔ قرآن محض الفاظ کہ نہ سمجھو بلکہ قرآن ان تہ بہ تہ معانی اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔ دیو بخش ظاہر پر نظر کرنا شیطانی کام ہے۔ ظاہر قرآن۔ قرآن کے الفاظ اور ان میں پوشیدہ معانی کی مثال انسان کی صورت اور اس کے باطنی اور روحانی اوصاف کی سی سمجھو۔ مردار۔ ایک انسان خواہ وہ تمہارا کتنا ہی قریبی عزیز ہو تم اس کے باطنی اوصاف سے غافل رہتے ہو۔

۲۔ بیان۔ مولانا نے یہ سمجھایا کہ باوجود قرب کے انسان کے باطنی احوال عوام سے مخفی رہتے ہیں تو اب اس خیال کی تقلید کرتے ہیں کہ اولیاء اپنے آپ کو چھپانے کے لئے جنگوں اور پہاڑوں میں چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی خلوت تھی اپنے آپ کو چھپانے کے لئے نہیں ہے ان کے اوصاف تو بہر حال عوام پر عیسے رہتے ہیں بلکہ لوگوں کو ترک دنیا کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

۳۔ کہ۔ کوئی پہاڑ۔ فراز صد۔ یعنی اولیاء عوام میں رہتے ہوئے بھی ان سے سو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں ان کے اوصاف تک عوام کی پہنچ نہیں ہے۔ پس۔ جبکہ ان میں اور عوام میں سے بزرگوں پہاڑوں اور عوام کی دھڑکی جلتوں کو چھینکی کیا ضرورت ہے۔ کز پیش۔ ان کے بلند مقام تک تو آسمان کی تک پہنچ بھی نہیں ہے۔ تعزیت۔ شاعرانہ تخیل ہے کہ آسمان نے کالائیاں لباس ہی تم میں پہنا ہے کہ وہ ایام کے مراتب تک پہنچ سکا۔

می شمر تو زیں حدیث اے معصوم
تو اس محفوظ حدیث سے گن لے
دیو آدم را نہ بیند جو کہ طیس
شیطان نے آدم کو سائے مٹی کے کچھ نہ دیکھا
کہ نقوشش ظاہر و جانش ہی ست
کہ اس کے نقش ظاہر ہیں اور اس کی روح پوشیدہ ہے
یک سر موئے نہ بیند حال او
اس کی حالت کا ہال بار نہیں دیکھ سکتے ہیں

چنچیں تافت بطن اے ذوالکرم
اے بچے اسی طرح سات باطن تک
توز قرآن اے پسر ظاہر نہیں
اے بیٹا تو قرآن کے صرف ظاہر کو نہ دیکھ
ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست
قرآن کا ظاہر آدمی کے وجود کی طرح ہے
مردا صد سال عم و خالی او
سو سال تک انسان کے چچا اور ماموں

بیان ۲ آنکہ رفتن انبیاء و اولیاء علیہم السلام بکوشہا و غارہا
اس کا بیان کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا پہاڑوں اور غاروں میں جانا اپنے
جہت پنہاں کردن خویش نیست و جہت خوف و تشویش خلق نہ بلکہ
آپ کو پوشیدہ کرنے کے لئے ہے اور نہ مخلوق کے پریشان کرنے اور ڈر کی وجہ سے ہے بلکہ دنیا سے
جہت ارشاد خلق ست و راہ نمودن و تحریض انقطاع از دنیا بقدر ممکن
بقدر امکان منقطع رہنے کے بارے میں لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی اور براہین دہانہ کرنے کے لئے ہے

تاز جسم مرد ماں پہنہاں شوئند
تاک لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں
گام خود بر چرخ ہفتقم می نہند
اپنا قدم ساتویں آسمان پر رکھتے ہیں
کوز صد دریا و گہ آں سو بود
وہ جو سو دریاؤں اور پہاڑوں سے اور ہو
کز پیش گزہ فلک صد فعل رہ بخت
جس کے پیچھے مائیں آسمان کے پیر سے سرفراز تھے ہیں
تعزیت جامعہ پوشیدہ آں زماں
اس وقت اس نے مائی لباس پہن لیا

آنکہ گویند اولیاء در گہ ۳ بوند
لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اولیاء پہاڑوں میں ہوتے ہیں
پیش خلق ایشان فراز صد گہ اند
مخلوق کے سامنے ہے مگر پہاڑوں کی بلندی پر ہیں
پس چرا پنہاں شود گہ جو بود
تو کیوں چپے پہاڑوں کو کیوں تلاش کرے
حاجتش نبود بسوئے گہ گر بخت
اس کو پہاڑوں کی جانب بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے
چرخ گرید و ندید او گرد جاں
آسمان گویا اور اس نے روح کی گرد کو بھی نہ دیکھا



دیدہا را گردِ او روشن گند
اس کی گرد آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے
کوہہا را مردیٰ او بر گند
اس کی بہانہ پیازوں کو اکھاڑ دیتی ہے
چوں برآمد موسیٰ از اقصائے دشت
جب حضرت موسیٰ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے
ان کی تشریف آوری سے کہ طور رقص کرنے لگا

تفسیر قولہ تعالیٰ یاجبال اویسی معہ والطیر

اللہ تعالیٰ کے قول اے پہاڑ اور پرندو اس کے ساتھ جوہلی بنو کی تفسیر

رُوئے داؤد از فرشِ تاباں شدہ
حضرت داؤد کا چہرہ اس اللہ کی شان سے روشن ہوا
کوہ با داؤد گشتہ ہمز ہے
پہاڑ حضرت داؤد کے ساتھی بنے
یاجبال اویسی امر آمدہ
اے پہاڑ! جوہلی بنو کا حکم آیا
گفت داؤد تو ہجرت دیدہ
اللہ نے فرمایا اے داؤد تو نے ہجر دیکھا ہے
اے غریب فرود بے مونس شدہ
اے اکیلے سفر! تو بے یاد بنا ہے
مطرباں خواہی و قوال وندیم
تو گویے اور قول 'اور ہم مجلس چاہتا ہے
تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ 'تیرے لئے قوالی اور شہنائی بجائیں

کوہہا اندر پیش نالاں شدہ
پہاڑ ان کے پیچھے روئے
ہر دو مطرب مست در عشق شہے
دونوں گانے والے شہ کے عشق میں مست تھے
ہر دو ہم آواز و ہم پردہ شدہ
دونوں ہم آواز اور ہم ساز ہو گئے
بہر من از ہمدماں بہریدہ
میرے لئے تو ساتھیوں سے کٹا ہوا ہے

آتش شوق از دولت شعلہ زدہ
تیرے دل سے شوق کی آگ بھڑکی ہے
کوہہا را پشت آرو آں قدیم
وہ قدیم اللہ تیرے سامنے پہاڑوں کو لاتا ہے
جملہ پشت باد پیمائی کنند
سب تیرے سامنے نفوس سرنی کریں
بے لب و دندان ولی رانا لہاست
تو ولی کے نالے بغیر ہونٹ اور دانتوں کے ہیں
ہر شے در گوشِ حش میرسد
ہر بات کو اس کے حس کے کان میں پہنچتا ہے
اے تحک جاں کو بچپیش بگرود
وہ جان قابلِ بیکار ہے جو اس کی بے نیابتوں کی گریہ ہو

تا بدانی نالہ چوں کہ را رواست
تا کہ تو سمجھ لے کہ جب پہاڑ کا نالہ ہو سکتا ہے
نغمہ اجزائے آل صافی جسد
اس صاف جسم کے اجزاء کا نغمہ
ہمنشینان نشوود او بشوود
ہمنشین نہیں بنتے 'نتا ہے

۱۔ دیدہ۔ ان کے ہاتھی بوساف
ایسے ہیں کہ ان کی گرد بھی آنکھوں کو
روشن کر دیتی ہے اور ان کی امت مراد
پہاڑوں کو بلا دیتی ہے۔ موسیٰ حضرت
موسیٰ کے قدم میں سنت لڑم سے کہ
طور رقص کرنے لگا تھا۔ یا جبلی۔
حضرت داؤد کے ہارے میں
پہاڑوں اور پرندوں کو حکم ہوا تھا کہ وہ
ان کے ہر نغمہ بنیں۔

۲۔ ہمز۔ حضرت داؤد اور پہاڑ اللہ
کے عشق میں ہم نغمہ بن گئے تھے
پردہ۔ ناگ۔ گفت۔ حضرت داؤد
سے فرمایا تھا تو میرے فریق میں جگلا
بجا دو سنتوں سے جدا ہے۔

۳۔ مطرباں۔ فریق کا نام فرد کرنے
کے لئے محفل اور قوالی کی ضرورت ہے لہذا
میں پہاڑوں میں یہ کیفیت پیدا کیے
دیتا ہوں۔ سرنائی۔ سونائی یعنی خوشی
کی نغمہ شہنائی۔ باد پیمائی۔ چونکہ
مضامیر میں چھوٹک سے آواز پیدا
ہوتی ہے لہذا اس کے بجائے کو باد
پیمائی کہا جاتا ہے۔ تابانی۔ پہاڑوں کو
نالے میں جگلا کرنے میں یہ بھی
حکمت ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ بے لب و
دندان بھی نالہ ہوتا ہے جو لایا اسکے
کے نالوں کو ان کے کان سنتے ہیں تم
نہیں سن سکتے لیکن ان کی اس کیفیت
پر یقین کرنا سمجھائی سعادت ہے۔

بنگزد ادر نفس خود صد گفتگو
ہم نشین او نبرده هیچ بو
وہ اپنے نفس میں بیگزدوں گفتگو میں دیکھتا ہے
ہو اس کے ہم نشین کو کچھ پہ نہیں ہے
صد سوال و صد جواب اندر ولت
میرسد از لامکاں تا منزلت
تیرے دل میں بیگزدوں سوال اور بیگزدوں جواب
لامکان سے تیرے مقام تک پہنچتے ہیں
بشنوی تو نشود زان گوشہا
گر نزدیک تو آرد گوش را
تو سنتا ہے وہ ان کانوں سے نہیں سنتا
اگرچہ وہ کانوں کو تیرے قریب لے آئے
گیرم اے کر خود تو آں را نشنوی
چوں مِشائش دیدہ چوں نگروی
اے بہرے میں مانتا ہوں تو اس کو نہیں سنتا ہے
جب تو نے اس کی ایک مثل دیکھی گویہ کیوں نہیں ہوتا

جواب طعنہ زرنده بر مثنوی از قصور فہم خود
اپنی کجھ کی کتابی کی جہ سے مثنوی پر اعتراض کرنے والوں کا جواب

اے سبک طاعن تو عو عو میکنی
طعن قرآن را بوں شومی کنی
اے طعن دینے والے کتے! تو بھوں بھوں کرتا ہے
قرآن پر طعن کے لئے راست بناتا ہے
ایں نہ آں شیرست کز وے جانبری
یا ز پنجه قہر او ایمان بری
یہ وہ شیر نہیں بنے جس سے تو جان بچا سکے
یاں پنچہ قہر او ایمان کو بچا سکے
تا قیامت میزند قرآن جدا
اے گروہ جہل را گشتہ فدا
قیامت تک کے لئے قرآن آواز دے رہا ہے
یہ گروہ جہل را گشتہ فدا
مر مرا آسانہ می پنداشتید
تخم طعن و کافری می کاشتید
تم نے مجھے ایک آسانہ سمجھا
طعنے اور کفر کا بیج بویا ہے
خود بدیدید آنکہ طعنہ می زدید
کہ شما فانی و آسانہ بدید
تم جو طعن زنی کرتے تھے تم نے خود دیکھ لیا
کہ شما فانی و آسانہ بدید
من کلام حق و قائم بذات
قوت جان جان و یا قوت زکات
میں اللہ کا کلام اور اللہ کی ذات سے قائم ہوں
روح کی روح کی غذا اور پاک یا قوت ہوں
نور خورشیدم فتادہ بر شما
لیکن از خورشید ناگشتہ جدا
میں صبح کا نور ہوں جو تم پر پڑ رہا ہے
لیکن صبح سے جدا نہیں ہوا ہے
نک منم یبوع آں آب حیات
تا رہانم عاشقان را زیں ممت
یہ میں اس آب حیات کا چشمہ ہوں
تا رہانم عاشقان را زیں ممت
تا کہ عاشقوں کو اس موت سے نجات دیدوں

۱۔ بنگزد اولیاء کے روحانی
مکالمات جاری رہتے ہیں۔ پاس
بیٹھنے والے ان سے بے خبر رہتے
ہیں۔ لامکان۔ عالم غیب۔ زان
گوشہا۔ روحانی مکالمہ حسی کانوں سے
نہیں سنا جاسکتا۔ گیرم۔ عوام بہرے
ہیں جو ان کو نہیں سنتے ہیں لیکن جبکہ وہ
مختلف کرکات دیکھ چکے ہیں تو ان کو
ان کا معتقد و جانا چاہیے۔

۲۔ عو عو۔ کتے کے بھونکنے کی
آواز۔ طعن قرآن۔ یعنی مثنوی جو کہ
بہ زبان پہلوی قرآن ہے اس پر
اعتراض و اصل قرآن پر اعتراض ہے
لیکن برہ راست قرآن پر اعتراض
کرنے کی ہمت نہیں اس لئے بیجا
کی یہ صحت اختیار کی گئی ہے کہ
مثنوی پر اعتراضات کئے جائیں۔
بروں شو۔ مخلص۔ گریز گھل۔ ایں۔
لیکن قرآن پر اعتراض کرنا آسان
بات نہیں ہے یہ صریحی کفر ہے۔
تا قیامت۔ قیامت تک یعنی قرآن کا
اطمان ہے کہ قرآن کو آسانہ اور اساطیر
کہنے والے خود تہوہ و بہادوں کے اور
ان کا جو خود آسانہ بن کر رہ جائے گا۔
۳۔ من۔ کلام اللہ کی ذلی صفت
ہے جو ذات ہادی کے ساتھ قائم
ہے۔ نور خورشید۔ ذات خداوندی
بجز اول صبح کے اور صفات بجز اول
کے ہیں جو صبح کی ذات کے ساتھ
قائم ہیں۔ یبوع۔ چشمہ یعنی قرآن
آب حیات کا ایسا چشمہ ہے کہ جو
اس سے سیراب ہو جائے گا۔ اس کو
ابدی زندگی حاصل ہو جائے گی۔

گر چہاں! گند آرتاں تنگینے
جرعہ بر گورتاں حق رتختے
اگر تہادی جس لسی گندگی نہ اچھاتی
اللہ تعالیٰ تہادی قبر پر ایک گھونٹ پیا دیتا
نے بگیرم گفت ویند آں حکیم
دل نگر و انم بہر طعن سقیم
نہیں میں اس دانا کا قول اور نصیحت اختیار کرتا ہو
ہر کزہ طعنے کی وجہ سے دل نہیں پھیرتا ہوں

مثل زدن در رمیدن گزہ لپ از خوردن آب بسبب
سائسوں کے سینے بجائے سے گھونٹ کے پچھیرے کے پانی
شخولیدن سائیسال
سے بھرنے کی مثال دینا

آنکہ فرمودست او اندر خطاب
جو گفتگو میں انہوں نے فرمایا
می شخولیدند ہر دم آں نفر
وہ جماعت ہر وقت سیٹی بجا رہی تھی
آں شخولیدن بکرہ می رسید
وہ سیٹی بجاتا پچھیرے کو پہنچتا تھا
مادش پرسید کائے گزہ چرا
اس کی ماں نے دریافت کیا اے پچھیرے کیوں
گفت گزہ می شخولند ایں گروہ
پچھیرے نے کہا یہ لوگ سیٹی بجاتے ہیں
پس دم می لرزد از جامی رود
تو میرا دل لڑتا ہے بے قابو ہو جاتا ہے
گفت مادر تاجہاں بودست ایں
ماں نے کہا جب سے یہ دنیا بستی ہے
ہیں تو کار خویش گن اے از جہند
اے اہل مندا خبردار! تو اپنا کام کر
وقت تنگ و میرود آب فراخ
وقت تنگ ہے اور پانی تیزی سے جا رہا ہے
گزہ لپ از خوردن آب بسبب
مادر ہمیں خور وند آب
پچھیرا اور ماں پانی پی رہے تھے
بہر اسپاں کہ ہلازیں آب خور
گھونڈوں کے لئے کہ پانی کی طرف متوجہ رہو
سر ہمیں برداشت وز خود می رمید
وہ سر اٹھا لیتا تھا اور خود بخود بھاگتا تھا
می رمی ہر ساعت زیں استقا
تو پانی پینے سے ہر وقت بھاگتا ہے؟
ز اتفاق بانگ شاں دارم شکوہ
مجھے ان کی آواز کے اکٹھا ہونے سے ڈر لگتا ہے
ز اتفاق نعرہ خوم می رسد
ان کے نعروں کے سنے سے مجھے ڈر لگتا ہے
کار س افزایاں بدند اندر زیں
فضول کام کرنے والے زمین میں ہوئے ہیں
رود کایشاں ریش خود برمی کنند
عقربند وہ خود اپنی داہمی کوچیں کے
پیش از آن کہ ہجر گردی شاخ شاخ
اس سے پہلے کہ فراق میں تیرا جوڑ جوڑ جدا ہو جائے

۱۔ گر چہاں! اگر مگر میں قرآن پر
اعتراض نہ کرتے تو ان کی قبروں پر بھی
رحمت کا نزول ہوتا۔ نے اب مولانا
فرماتے ہیں کہ معترضین کے
اعتراضات سے میں مثنوی لکھنا بند
نہ کروں گا اور اعتراضات کی طرف توجہ
نہ دوں گا۔ مثل۔ پچھیرے کو اس کی ماں
نے سمایا تھا کہ سیٹیوں سے نہ بدک
پانی پینے میں مشغول رہ اسی طرح
میں اعتراضات سے قطع نظر کر کے
اپنے کام میں لگا رہوں گا۔ یعنی
تکلیف شکی غرتوی۔

۲۔ گزہ۔ پچھیرا جس پر سولہی نہ
کی جاتی ہو۔ شخولیدن۔ سیٹی بجانا۔ بہر
اسپاں۔ سائیس گھونڈوں کو پانی پلاتے
وقت سیٹی بجاتے ہیں تاکہ وہ پانی
پینے میں مشغول رہیں۔ آں۔ یعنی
سیٹی بجائے سے پچھیرا چونک کر پانی
سے بھاگتا تھا۔ استقا۔ سیرابی
حاصل کرنا۔

۳۔ کار افزاں کام کو پھیلاوے میں
ڈالنے والے بیکار کام کرنے والے
ریش کندن۔ اپنا نقصان کرنا۔
شرمندہ ہونا۔ آب فراخ۔ یعنی زندگی
کی نہر۔ ہجر۔ یعنی موت کی وجہ سے
تیرا جوڑ جوڑ جدا ہو جائے۔

آب گش تا بردہد از تو نبات
پانی ذل تا کہ تیرے پوسے پھل دیں
می خوریم اے تشنہ غافل بیا
ہم پیتے ہیں اے غافل پیاسا آ جا
سُوئے جو آور سبُو در جوئے زن
نھلیں نہر کی جانب لا اور نہر ڈلوے
کُور را تقلید باید کار بست
اندھے کو تقلید کو کام میں لانا چاہیے
تا گراں بینی تو مشک خویش را
تا کہ تو اپنی مشک کو بھاری دیکھے
رست از تقلید خشک آ نگاہ دل
اس وقت دل خشک تقلید سے نجات پا جائے گا
لیک داند چوں سبُو بیند گراں
لیکن سمجھ لیتا ہے جب ٹھلیا کو بھاری دیکھتا ہے
کاس سبک بود گرہ شد ز آب ذفت
اس لئے کہ یہ ہلکی تھی بھاری پانی سے بھاری ہو گئی
بادی زبا یدم تقلم فرود
اب ہوا مجھے نہیں پھسلانی ہے میرا بوجھ بڑھ گیا
زانکہ نبود شاں گرانی و قوی
کیونکہ ان میں بھاری پن اور قوتیں نہیں ہوتی ہیں
کہ زیبا کز نیابد او حدَر
کہ مخالف ہوا سے اس کا بچاؤ نہیں ہوتا ہے
لنگرے در یوزہ گن از عاقلان
عقلوں سے لنگر مانگ لے
از خزینہ دُر آں دریائے جود
اس سخاوت کے دریا کے موتیوں کے خزانے سے

شہرہ کاریز کے است پر آب حیات
آب حیات سے بھری مشہور نہر ہے
آب خضر از جوئے نطق اولیا
ولیا کی گفتگو کی نہر سے خضر والا پانی
گرنہ بینی آب کورانہ بفسن
اگر تو اندھے پن سے پانی کو نہیں دیکھتا دبیر کے ساتھ
چوں شنیدی کاندریں جو آب ہست
جب تو نے سن لیا کہ اس نہر میں پانی ہے
جو فرو برد مشک آب اندیش را
پانی میں مشک کرنے والی مشک کو نہر میں ڈلوے
چوں گراں دیدی شوی تو مستدل
جب تو بھاری دیکھ لے گا تو صاحب دلیل بن جائے گا
گرنہ ۲ بیند کور آب جو عیاں
اگرچہ اندھا نہر کے پانی کا مشاہدہ نہیں کرتا ہے
کہ ز جو لدر سبُو آ بے برقت
کیونکہ نہر سے ٹھلیوں میں پانی پہنچ گیا
زانکہ ہر بادے مراد می رُود
کیونکہ ہر ہوا مجھے پھسلا دیتی تھی
مر سفیہاں را رُباید ہر ہوا
بیوقوفوں کو ہر ہوا پھسلا دیتی ہے
کشتی ۳ بے لنگر آمد مرد شر
شرے آئی بے لنگر کی کشتی ہے
لنگر عقل ست عاقل را اماں
عقل کے لئے عقل کا لنگر باعث ان ہے
او مدد ہائے خرد چوں در رُود
جب وہ عقل کی مددیں حاصل کر لیتا ہے

۱ کاریز۔ یوزن فالیز پانی کی نالی
کو کہتے ہیں جو اس طرح بنی جلی
تھی کہ زمیں میں سے پانی اس کے
ذریعہ سے سطح زمین پر پہنچے لگتا تھا اور
باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا تھا
یہاں کاریز سے سطح اور بزرگ مراد
سے آب خضر یعنی آب حیات۔
گرنہ بینی۔ اگر تجھے اس دلی کی کوئی
کرامت نظر نہیں آتی ہے تو بے
دیکھے ہی تعلق پیدا کر لے پھر تجھے
اس کی بزرگی کا یقین آ جائے گا۔ اگر
اندھے کو نہر کا پانی نظر نہ آئے تو اس کو
چاہیے کہ اس نہر میں ٹھلیا ڈبو کر دیکھے
پانی سے بھر جائے گی تو پانی کے
ہونے کا یقین آ جائے گا۔ از تقلید۔
پہلے تو اس کا فعل محض دیکھا دیکھی تھا
اب اس کے دل کو یقین حاصل ہو
جائے گا۔

۲ گرنہ بیند۔ اندھے کو ٹھلیا بھر
جانے سے پانی کا یقین ہو جائے گا۔
زانکہ اس کو اپنا بھاری پن اور اپنی
مشک کا بھرا ہوا ہونا اس وقت معلوم ہو
گا جب وہ دیکھے گا کہ نفسانی ہوا اس کو
نہیں مارا سکتی اور وہ بھاری بھر کم بن
گیا۔ مر سفیہاں۔ جو لوگ بیوقوف
ہیں اور بزرگوں سے فیضیاب نہیں
ہیں ان کی ٹھلیا ہلکی ہوتی ہے خواہش
کی ہوا ان کو اڑائے پھرتی ہے
۳ کشتی۔ شر کا تعلق کشتی کے
لنگر کی طرح ہے جو کشتی کو با مخالف
کے ساتھ ہو جانے سے روکتا ہے اور
عاقلان۔ چونکہ تجھ میں عقل کو لنگر
نہیں ہے تو بزرگوں کی عقل سے نہ
لنگر حاصل کر لے اور خزینہ یعنی شیخ
کا لقب۔

زیرِ اچھیں لدا دل پُرفن شود
اس طرح کی مد سے دل صاحب تدبیر ہو جاتا ہے
زانکہ نور از دل بریں دیدہ نشست
کیونکہ نور دل سے وہ آنکھوں میں آتا ہے
دل چو بر انوارِ عقلی برزند
جب دل عقلی نوروں پر قابو پا لیتا ہے
پس بدال کا بے مبارک ز آسماں
پھر جان لے کہ آسمان سے ہدایت پانی
ماچو آں گزہ ہم آب جو خوریم
ہم بھی اس پتھر کی طرح نہر کا پانی پئیں گے
پیرو ۲ پیغمبرانی رہ سپر
تو پیغمبروں کا پیرو ہے رات طے کر
آں خداوندان کہ رہ طے کردہ اند
جن آقاؤں نے رات طے کیا ہے
باز گواں باکباز و شیر مرد
پھر بتا اس پاکباز شیر مرد کو

بجہد از دل چشم ہم روشن شود
دل سے آگے بڑھتا ہے آنکھیں بھی روشن ہو جاتی ہیں
تا چو دل شد دیدہ تو عاقل ست
جب دل ضائع ہو گیا تیری آنکھ بیکہ ہے
زاں نصیبی ہم بدو دیدہ دہند
وہ دونوں آنکھوں کو بھی اس سے حصہ دے دیتا ہے
وہی دلہا باشد و صدق بیباں
دلوں کی وہی نور بیان کی سچائی بنتا ہے
سوئے آں دواں طاعن سنگریم
اس طعنہ دینے والوں کے دلوں کی طرف نظر نہ کریں گے
طعنہ خلاق ہمہ بادی شمر
لوگوں کے طعنہ کو بالکل ہوائی سمجھ
گوش بابانگ سگاں کے کردہ اند
انہوں نے کتوں کے بھونکے پر کب کان دھرا ہے؟
اندرائ مسجد چہ بشمودش چہ کرو
اس مسجد میں اس کو کیا نظر آیا اس نے کیا کیا؟

بقیہ قصہ مہمان و مسجد مہمان کش

مہمان اور مہمان کو قتل کرنے والی مسجد کے قصے کا بقیہ

خفتہ ۳ در مسجد خود اورا خواب کو
وہ مسجد میں لیٹ گیا اس کو نیند کہیں
خواب مرغ دلایاں باشد ہمے
ہندوں نہ مچھلیوں کی نیند ہوتی ہے
نیم شب آواز با بہولے رسید
اسی رات کو خوفناک آواز آئی
چنگ گزرت اس چھیں آواز سخت
اس طرح کہ سخت آواز پانچ مرتبہ

مرد غرقہ گشتہ چوں خسد بخو
ڈوبا ہوا انسان نہر میں کیسے سوئے؟
عاشقان را زیر غرقاب غمے
عاشقوں کے لئے غم کے ڈباؤ پانی میں
کایم آیم برسرت اے مستفید
اے فائدہ مند! میں آتا ہوں میں آتا ہوں تیرے سر پر
می رسید و دل ہم شد نخت نخت
آئی وہ دل کلے کلے ہو جاتا تھا

۱ زیرِ چشمیں۔ یہ مدد پہلے دل کو حاصل ہوتی ہے پھر اس سے آنکھیں منور ہوتی ہیں۔ زانکہ نور حسی اور نور باطنی کا اصلہ تعلق دل سے ہوتا ہے اس سے آنکھ میں منظر ہوتا ہے اس لئے جب حرکت قلب بند ہو جاتی ہے تو آنکھوں کی روشنی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ پس بدال۔ تجلیات۔ رب کا نزول دل پر ہوتا ہے ماچو۔ جبکہ آسمانی پانی کا نزول دل پر ہوتا ہے تو ہمیں اس پتھر کی طرح پانی پینے میں لگا رہنا چاہیے اور معررت حسین کی بیٹیوں سے نہ بد کہنا چاہیے۔

۲ پیرو۔ سالک پیغمبروں کا پیرو ہے تو جس طرح پیغمبروں نے طعنہ زنی کی وجہ سے اپنا کام نہیں چھوڑا سالک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیے۔ بانگ سگاں۔ یعنی مخالفوں کے اعتراضات۔

۳ خفتہ۔ یعنی وہ عاشق مسجد میں لیٹ گیا لیکن اس کو نیند نہ آئی اس لئے کہ وہ عشق میں ڈوبا ہوا تھا اور ڈوبے ہوئے کو نیند سے کیا واسطہ۔ خواب۔ عاشق کی نیند تو اس طرح کی ہے جیسے اڑتے پرندے کی یا تیرنی پھلکی کی۔ مستفید۔ فائدہ اٹھانے والا۔

تفسیر آیه **وَاجْلِبْ عَلَيْهِم بِخِلِكَ وَرَجَلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي**

اس آیت کی تفسیر اور ان پر اپنے سوا اور پیادے چڑھا اور ان کے ساتھ سا جھا لگا

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدَّتْهُمْ وَمَا يَعِدُهُم الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے وعدہ کر اور نہیں وعدہ کرتا ہے ان سے شیطان مگر دھوکے کا

۱۔ تفسیر۔ نبی آواز نے اس مہمان کو صرف ڈر لیا اور اس کا ڈرانا غیر واقعی تھا اسی طرح شیطان سالک کو ڈراتا ہے جو محض دھمکی ہوتی ہے آئندہ اشعار میں اس کی تفصیل ہوگی۔ تو جو۔ جب انسان دینداری اختیار کرنے کا عزم کرتا ہے تو شیطان اس کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے۔ بیٹوں۔ دین کے کاموں میں لگے گا تو کمائی سے محروم ہو کر مفلس بن جائے گا۔ مفلس کا نہ کوئی دوست رہتا ہے اور نہ کوئی مددگار وہ پشیمان اور ذلیل بن جائے۔

۲۔ واگریزی۔ دینداری کا ارادہ کرنے والا گمراہی کی طرف لوٹ پڑتا ہے اور دنیا میں لگ جاتا ہے کہ ہلا۔ اور دل میں سوچنے لگتا ہے کہ سبکی کرنے کا بہت وقت ہے آئندہ سبکی کر لوں گا مرگ۔ پرزی کی موت سے کچھ تنبیہ ہوتی ہے اور پھر دین کی طرف دوڑتا ہے اور علم و حکمت سے کام لے کر کہتا ہے کہ میں فقر کے خوف سے دین سے منہ موڑوں گا۔

۳۔ باز۔ شیطان پھر اس کو دھوکے دیتا ہے۔ باز بگریزی۔ انسان پھر اس کے دھوکے میں آکر دین سے منہ موڑتا ہے۔ سالہا۔ سالہا سال انسان اسی تکلیف میں گزارتا ہے اور معصیت کی تارکی میں بسر کرتا ہے۔

دیو بانگت برزند قدر نہباد

جسم کے اندر شیطان، تجھے آواز دیتا ہے

کہ اسیر رنج و درویشی شوی

کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائے گا

خوار گردی و پشیمانی خوری

ذلیل ہو جائے گا اور پریشانی اٹھائے گا

واگریزی ۲ در ضلالت از یقین

یقین سے گمراہی میں لوٹ جاتا ہے

راہ دیں یویم کہ مہلت پیش ماست

دین کے راستہ پر بیٹھو پڑوں گا کیونکہ مہلت ہلکے سامنے ہے

می گشد ہمسایہ راتا بانگ خاست

پرزی کو کھینچ رہی ہے حتیٰ کہ آواز بلند ہوئی

مردہ سازی خوشستن رایک زماں

تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مردہ بنا لیتا ہے

کہ من از خوف نیام پائے کم

کہ میں ڈر کی وجہ سے ست رفتار نہ رہوں گا

کہ بترس وباز گرد از تیغ فقر

کہ افلاس کی تلوار سے ڈر اور باز آ جا

آں سلاح علم فن را بفلکنی

علم اور فن کے ہتھیار پھینک دیتا ہے

در چتیں ظلمت نمود افکنندہ

ایسی ہی تاریکی میں تو متیم ہے

تو چو عزم دین کنی با اجتہاد

جب تو کوشش سے دین کا غصہ کرتا ہے

کہ مر و زال سو بیندیش اے غوی

کہ اے گمراہ! اس طرف نہ جا، سوچ لے

بینوا گردی زیاراں وا بری

تو مفلس بن جائے گا یادوں سے چھوٹ جائے گا

تو زیم بانگ آل دیو لعین

تو اس ملعون شیطان کی آواز کے ڈر سے

کہ ہلا فرد او پس فردا مر است

کہ ہل کل اور برسوں میرے لئے ہے

مرگ را بینی کہ او از چپ و راست

تو موت کو دیکھتا ہے کہ وہ بائیں دائیں سے

باز عزم دین کنی از نیم جاں

جان کے ڈر سے تو پھر دین کا ارادہ کرتا ہے

پس سلاح از علم سازی و حکم

پھر تو علم اور حکمتوں کے ہتھیار بنا دیتا ہے

باز ۳ بانگے برزند بر تو زکر

وہ پھر مکاری سے تجھے پکارتا ہے

باز بگریزی زراہ روشنی

پھر تو نور کے راستہ سے داہیں بھاگ پڑتا ہے

سالہا اورا بانگے بندہ

تو آواز کی وجہ سے سالوں سے اس کا غلام بنا رہا ہے

بیت۔ شیطانی آواز نہ دین کی
رہ پر چلے دیتی ہے نہ غذا روحانی
کھانے دیتی ہے۔ تہا جہاں۔ ان کی
روحوں پر کسی ہی ماری طاری ہے
جیسی کی کہ کافروں کی روحوں پر مرنے
کے بعد طاری ہو گی۔ اس۔ شیطانی
آواز کے جب یہ اثرات میں تو خدائی
آواز کے اثرات اس سے بہت
بڑھے ہوئے ہونگے۔ بیت۔ خدائی
آواز اگرچہ شیطانی آواز سے بڑھی
ہوتی ہے لیکن تم پر اس کے اثرات اس
لئے مرتب نہیں ہوتے کہ تم اس کے
اثر نہیں ہو جس طرح کہ باز کی آواز
کی بیت لاجلہ مکزی کی آواز کی بیت
سے بڑھی ہوئی ہے لیکن اس سے کبھی
متاثر نہیں ہے۔

۲ زانگ اگر تم خدائی آواز کے
اثر ہوتے تو محالہ اس سے متاثر
ہوتے جس طرح کہ کبک اس کی آواز
سے متاثر ہوتی ہے کبھی چونکہ باز کا
شکار نہیں ہے لہذا وہ متاثر نہیں ہوتی
بے عنکبوت۔ تم خود منزل کبھی کے
ہو اس لئے مکزی شیطان کی آواز تم پر
اثر انداز ہے۔ بانگ شیطان۔ خدائی
آواز کے اثر لولیا، ہند ہیں لہذا ان پر
وہ اثر انداز ہے مکزی شیطان کی آواز کا
ان پر کوئی اثر نہیں ہے اسی لئے قرآن
میں شیطان کو خطاب کر کے فرما دیا
گیا ہے اِن عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ
عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ بِشَکِّیْرِے
بندوں پر تیرا کوئی دبدبہ نہیں ہے۔
تانیازد۔ یہ امتیاز اسی لئے رکھا گیا
ہے کہ لولیا، اللہ اور غیر لولیا، اللہ باہمی
متاثر ہیں۔

۳ رسیدن۔ خدائی اور شیطانی
آواز کے اثرات کے بعد اس آواز
کا ذکر کرتے ہیں جو مہمان نے مسجد
میں سنی اس آواز نے اس کو خوفزدہ نہ

بند کردست و گرفتہ خلق را
بانہ دیا ہے اور گھا دیا دیا ہے
کہ روان کافراں زائل قبور
جس طرح کہ مردہ کافروں کی جان
بیت بانگ خدائی چوں بود
تو خدائی آواز کی بیت کیا ہو گی؟
مرگس را نیست زال بیت نصیب
اس بیت میں کبھی کا حصہ نہیں ہے
عنکبوتوں می گس گیرند و بس
مکزیوں صرف کبھی پکڑتی ہیں

کر د فرد اردنہ بر گبک و عقاب
دبدبہ رکھتی ہے نہ کہ چکور اور شاہین پر
بانگ سلطان پاسبان اولیاست
شاہ کی آواز لولیا کی محافظ ہے
قطرہ از بحر خوش با بحر شور
میںے سمندر کا قطرہ کھلے سمندر سے

رسیدن ۳ بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد را

مسجد کے مہمان کو آدھی رات میں جاو کی آواز کا پہنچنا

کہ زلفت از جہدال آل نیک بخت
اس سے وہ نیک بخت جگہ سے نہ ہلا
تاؤہل ترسد کہ زخم اُورا رسید
دھول ڈرے کیونکہ چوٹ اس پر پڑی ہے
قسمتوں از عید جاں شد زخم چوب
جان کی عید میں سے تمہارا حصہ لکڑی کی چوٹ سے

بیت! بانگ شیاطین خلق را
شیطانوں کی آواز کے ڈرنے مخلوق کو
تلختاں نو مید شد جاں شاں ز نور
یہاں تک کہ نورانی سن کی جان اس طرح نامید ہو گی ہے
اس شکوہ بانگ آل ملعون بود
یہ اس ملعون کی آواز کا دبدبہ ہے
بیت بازست بر کبک نجیب
باز کا خوف شریف چکور کو ہے
زانکہ ۲ نبود باز صیاد گس
کیونکہ باز کبھی کا شکار نہیں ہوتا
عنکبوت دیو بر چوں توڈ باب
شیطان کی کبھی خیمہ سی کبھی پر
بانگ دیواں گلہ بان اشقیاست
شیطانوں کی آواز بد بختوں کی گھ بان ہے
تانیازد بہم بینا و کور
تاکہ بینا اور تانیازد آپس میں نہ مل جائیں

بشوقا کنوں قصہ آل بانگ سخت
اب اس سخت آواز کا قصہ سن
گفت چوں ترسم چو دست اس طبل عید
اس نے کہا میں کیوں ڈھول جبکہ یہ عید کا تقاضا ہے
اے ڈہلہائے تمہی بے قلوب
اے خالی ڈھولو بے دہا

کیا۔ طبل۔ عید۔ موت کی علامت اللہ کے لئے خوشی کا سبب ہیں۔ دھول۔ یعنی اہل دنیا جو نور باطنی سے خالی
ہیں۔ عید جاں۔ یعنی موت جو اہل اللہ کی خوشی کا باعث ہے وہ اہل دنیا کے لئے تکلیف کا سبب ہے۔

ماچو اہل عید! خنداں ہچو گل
ہم چونکہ عبد ہالے ہیں پھول کی طرح سکر رہے ہیں
دیگ دولت باچگو نہ می پزد
دولت کے شوبے کی دیگ کس طرح پکتی ہے
گفت چوں ترسد ولم از طبل عید
اس نے کہا میرا دل عید کے نغمے سے کیوں ڈرے
مرد جان بدولان بے یقین
بے یقین! بدلوں کی جان مری ہے
ملک گیرم یا پرد ازم بدن
ملک فتح کروں یا جسم کو خالی کر دوں
حاضرم اینک اگر مردی بیا
میں حاضر ہوں اگر تو پہلے ہے آ جا
زر ہی ریزید ہر سو قسم قسم
طرح طرح کا سونا ہر طرف بکھرنے لگا
تا نگیرد زر ز پڑی راہ در
کہ سونا کثرت کی وجہ سے ہوتے کاراستہ بند نہ کرے
مرد حیراں شدز تقدیر الہ
اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مرد حیراں ہو گیا
تا سخر گہ زر بہ بیروں می کشید
لہر موج تک سونا باہر نکلتا رہا
پنحوال س و تو برہ بارہ دگر
تھیلے لہر تو برے سے دوبارہ
کورسی و ترسانی واپس خزاں
واپس بھاگنے والوں کے اندھے پن اور خوف کے لئے
دردی ہر کور دون زر پرست
ہر کیئے زر پرست اندھے کے دل میں

شد قیامت عید و بیدیناں دُہل
قیامت عید ہے اور بے دین ڈھول ہیں
بشنو! کنون اس دُہل چوں بانگ زد
اب سن! اس ڈھول نے جب آواز دی
چونکہ بشنو آں دُہل آں مرد و دید
جب اس ڈھول کو اس دیدہ دہنے سنا
گفت باخود ہیں ملرزاں دل کزریں
اس نے اپنے آپ سے کہا خبر ملو! دل کو نہ رازا کیونکہ اس سے
وقت آں آمد کہ حیدر وار من
وہ وقت آ گیا ہے کہ میں حیدر کی طرح
بر جہید و بانگ برزد کائے کیا
وہ کوا اور چنچا اے پہلوان!
در زماں ۲ شکست ز آواز آں طلسم
وہ طلسم آواز سے فوراً ٹوٹ گیا
ریخت چنداں زر کہ ترسید آں پسر
اس قدر سونا بہا کہ وہ لڑکا ڈرا
پر شد آں مسجد زر ہر جا نگاہ
ہر جگہ سے وہ مسجد سونے سے بھر گئی
بعد ازاں برخاست آں شیر عنید
اس کے بعد وہ بہادر شیر اٹھا
دن میکرد وہی آمد بزور
دن کرت لہر سونا نکلا
گنہما بہباد آں جانباز ازاں
اس سے اس بہادر نے خزانے بھرے
اس زر ظہیر بخاطر آمدست
یہ ظاہری سونا دل میں آیا ہے

۱۔ اہل عید۔ عید کا نغمہ بچتا ہے تو
عید منانے والے خوش ہوتے ہیں۔
بشنو۔ اس طلسم کے ڈھول نے جب
خونگاک آواز دی تو اس دلی کو کس قدر
فائدہ پہنچا۔ دیگ دولت ہا۔ یعنی
دیگ دولت شہر ہا۔ چگونہ۔ یعنی اہل
عید کے لئے کس قسم کے کھانے تیار
کرتی ہے۔ حیدر۔ حضرت علیؑ کا
لقب ہے حیدر وار یعنی بہادرانہ کیا۔
پہلوان۔

۲۔ دہلی۔ اسی مہمان کی آواز
سے وہ طلسم ٹوٹ گیا اور زر پاشی شروع
ہو گئی۔ ریخت۔ اتنا سونا برتا کہ اس کو
دولت سے کاراستہ بند ہو جانے کا خیال
پیدا ہو گیا۔ غید۔ اگرتا سے ہے تو
یعنی حاضر اور مہیا ہے اور اگر نون
سے غید ہے تو سرکش اور باہر کے معنی
میں ہے۔

۳۔ باجواں۔ بھرا جس میں سامان
بھر کر لوٹ پر لادھا جاتا ہے۔ تو برہ۔
وہ تھیلا جس میں دانہ بھر کر گھوڑے
کے منہ پر باندھ دیا جاتا ہے۔ کوری۔
یعنی بہر کوری۔ اس اس قصہ میں جو
سونا برتنے کی بات آئی ہے اس سے
اہل ظاہر اور دنیا دار زر پرست دنیاوی
سونا سمجھے گا۔ حالانکہ اس سے مراد انوار
و برکات خداوندی ہیں۔

کو دکال لے آسفاہا را بشکند
 بچے ٹھیکروں کو توڑتے ہیں
 اندھاں بازی چہ گوئی نام زر
 اس کھیل کو میں جب تو سونے کا پیم لے گا
 بیل زرِ مضروبِ ضربِ ایزدی
 بلکہ ضلّیٰ نکل کا ڈھلا ہوا سک
 آل زرے کس زر از آل زرتاب یافت
 وہ سانا کس سونے نے اس سے مدق حاصل کی ہے
 آل زرے کہ دل از و گردو غنی
 وہ سنا کہ دل اس کی جہ سے غنی ہے
 شمع ۲ بود آل مسجد و پروانہ او
 مسجد شمع تھی اور وہ پروانہ تھا
 سوخت پریش را و لیکن ساختش
 اس نے اس کے پر جلائے لیکن اس کو بنا دیا
 ہچو موی بود آل مسعود بخت
 وہ نیک بخت حضرت موی کی طرح تھا
 چوں ۳ عنہ جہا برو موقور بود
 چونکہ ان پر خاندی عنایتیں بھرود تھیں
 مرو حق را چوں بہ بینی اے پسر
 اے بیٹا جب تو مرد خدا کو دیکھتا ہے
 تو ز خود می آئی داں در تو است
 تو اپنے لوہے پر جاتا ہے اور وہ تجھ میں ہے
 او درخت موی ست و پر ضیا
 وہ حضرت موی کا درخت ہے اور پر نور ہے

نام زر بہند و در دامن کتند
 سونا کہتے ہیں اور دامن میں کر لیتے ہیں
 آل گند در خاطر گودک گذر
 بچے کے خیال میں وہی آئے گا
 گو نگرود کلسد آمد سمرمدی
 جو کھانا نہیں ہوتا ہے ' دانگی ہے
 گوہر و تابندگی و آب یافت
 جوہر اور چمک اور مدق پائی ہے
 غالب آید بر قمر در روشنی
 مدق میں ' چاند پر غالب آ جائے
 خوشتن در باخت آل پروانہ خو
 وہ پروانہ مزاج اپنا جان پر ٹھیل گیا
 بس مبارک آمد آل انداختش
 اس کا جان پر کھیلنا بہت مبارک ہوا
 کاشے دید او بسوئے آل درخت
 کہ انہوں نے اس درخت کی جانب آگے دیکھی
 ناری پنداشت آل خود نور بود
 وہ آگ سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ خود نور تھا
 تو گماں داری برو نار بشر
 تو اس پر انسانی آگ کا گمان کرتا ہے
 نار و خار و ظن و باطل اس سوست
 آگ اور کانٹا اور گمان اور باطل اسی جانب ہے
 نور خواں نارش مخواں بارے میا
 نور کہہ اس کو نار نہ کہہ ' اب آ جا

۱ گودکال۔ جس طرح بچے
 ٹھیکروں کو سونا سمجھتے ہیں اسی طرح
 اہل دنیا اس سونے کو جو حقیقتاً ٹھیکرا
 ہے سونا سمجھتے ہیں۔ اندھاں۔ بچوں
 کے سامنے جب سونے کا ذکر کرو
 گے تو وہ ٹھیکرے مرالے گے اسی
 طرح دنیا داروں کے سامنے سونے کا
 ذکر کرو گے تو وہ دنیاوی سونا سمجھیں
 گے۔ بل زر۔ اس سونے سے مراد
 تجلیات رب ہیں۔ مضروب۔ ٹھپکا
 ہوا۔ ضرب۔ نکل۔ دل۔ دل اس
 چاندی سونے سے اور جڑیں بنتا ہے
 جب اس پر رب کی تجلی پڑتی ہے تب
 اس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔

۲ شمع۔ اس مہمان کے لئے
 مسجد بمنزل شمع کے ہوئی اور یہ اس کا
 پروانہ تھا۔ سوخت پریش۔ ابتدا اس
 ظلمت کی آواز سے دہشت ہوئی تھی۔
 انداختش۔ لیکن جب اس نے جان
 نثاری سے کام لیا تو اس پر تجلیات کا
 نزول ہوا۔ ہچو موی۔ اس مہمان کے
 لئے یہ آواز ایسی ہی ثابت ہوئی جیسی
 کہ حضرت موی کے لئے وہ آگ تھی
 جو درخت کے پاس انہیں نظر آئی تھی
 وہ آگ نہ تھی اور تھا۔

۳ چوں۔ حضرت موی پر اللہ تعالیٰ
 کی بھرپور عنایتیں تھیں ان کو آگ کی
 ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے نور بہ شکل
 نار و خار فرمایا کہ درخت سے لہر حسیہ
 ہوں۔ مردحق۔ جب کوئی عام انسان
 کسی ولی کو دیکھتا ہے تو اس کو اس میں
 صرف بشری اوصاف نظر آتے ہیں۔
 تو ز خود۔ اس ولی میں اوصاف بشری کا
 نظر آتا خود اس کی طبیعت کا عکس ہے
 چونکہ وہ خود صرف انکی اوصاف سے
 متصف ہے لہذا اس کو صرف وہی
 نظر آتے ہیں حالانکہ وہ ولی

ان سے پاک اوصاف ہوتے ہیں اور حضرت موی پر اللہ درخت سمجھو جس پر بظاہر آگ تھی۔ لیکن وہ اصل نور
 تھا۔ بارے میا اس ولی سے اتصال پیدا کرتے تھے۔ یہاں کی حقیقت کھلی۔

نے فِطام ایں جہاں نارے نمود
کیا اس دنیا کا چھوڑنا نار نظر نہیں آتا
پس بدانکہ شمع دین برمی شود
بس تو جان لے کہ دین کی شمع بلند ہوتی ہے
اسنماید نور و سُوزد یار را
یہ دنیاوی شمع نور نظر آتی ہے اور یار کو جلا دیتی ہے
۲ چو سازندہ دلے سو زندہ
یہ بظاہر سازگار جیسی ہے لیکن جلانے والی ہے
شکل شعلہ نور پاک ساز دار
شعلہ کی شکل ہے ساز کرنے والی پاک نور ہے
اسن سخن را نیست پیلانے پدید
اس بات کا خاتمہ نظر نہیں آتا ہے

ملاقات آں عاشق بصد ر جہاں

اس عاشق کا صدر جہاں سے ملنا

آں بخاری نیز خود بر شمع زد
اس بخاری نے بھی اپنے آپ کو شمع سے بجز ادا
آہ سوزاش سونے گردوں شدہ
اس کی گرم آہ آسمان پر پہنچ گئی تھی
گفت بان خود در سحر گہ کاے احد
اس نے صبح کے وقت اپنے آپ سے کہا ہے خدا
او گناہے کرد و ماییدیم لیک
اس نے قصور کیا اور ہم نے دیکھ لیا لیکن
خاطر مجرم زما ترساں شود
خطا واد کا دل ہم سے خوف کھاتا ہے
من بترسانم و توح دیا وہ را
میں بے شرم اور لغو آدمی کو ڈراتا ہوں

۱ نے فِطام۔ ایک چیز کا بظاہر نار
اور حقیقتاً نور ہونا اس بات سے بھی
کچھو کہ سالک کو ترک دینا نار معلوم
ہوتی ہے لیکن جب وہ راہ سلوک پر
چل پڑتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ
ترک دینا حاصل نور سے ہے۔ پس
بدانکہ شمع دین یعنی عشق روشن ہوتا
ہے لیکن وہ دوسری آگ کی طرح
نہیں ہے دوسری آگیں بظاہر نور ہیں
لیکن قریب ہوں تو جلا ڈالتی ہیں اور
عشق کی آگ دور سے آگ ہے لیکن
عاشقوں کے لئے پھول ہے

۲ اس چوسا زعفر۔ دنیا کی آگ
بظاہر پگھلی ہے لیکن جلانے والی ہے وہ
آگ جب حاصل ہو جاتی ہے تو دل
روشن ہو جاتا ہے شکل شعلہ۔ عشق
کی آگ بظاہر شعلہ ہے لیکن طبیعت
کے موافق پاک نور سے جڑی رہا آتا
جہاں پر یہ حقیقت کھلتی ہے

۳ آں بخاری۔ جس طرح سے
مسجد کے مہمان نے اپنے آپ کو شمع
عشق پر قربان کرنے کی ضمان لی تھی
اس طرح صدر جہاں کے اس عاشق
نے بھی اپنے آپ کو شمع عشق کا پرانہ
ہٹا دیا تھا۔ کہد۔ محنت مشقت۔ آہ۔
صدر۔ جہاں کے عشق میں جوہ طلی
ہوئی آہیں بھرتا تھا وہ صدر جہاں کے
دل میں محبت کا سبب بن گئیں۔
گفت۔ صدر جہاں نے اپنے دل
میں خدا سے کہا لو گناہ ہے اس نے
اپنی خطا کی طرف دھیان کیا تھاری
رحمت اور محبت پر غور نہ کیا اور ڈر کر
بھاگ گیا۔ خاطر مجرم۔ خطا واد اپنے
دل کے چور کی وجہ سے ہم سے ڈرتا
ہے لیکن اس کے خوف میں بھی
سینکڑوں امیدیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔
من بترسانم۔ ہم غدروں کو ڈراتے
چوسا جو خود را ہے اسے کیا ڈراتا
و توح بے شرم۔ یاہ۔ یہ وہ

۱۔ بہر دیگ اے سرد آذر می رود
نصفی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے
جس کا ہل اوپر سے نکلے
خائفاں را ترس بر دارم ز حلیم
ڈرنے والوں کا بردباری کے ذریعہ خوف دور کرتا ہوں
ہر کسی کے لئے مناسب شہرت دیتا ہوں
زال بر دید بر گہاش از چوب سخت
اس سے اس کے پتے گتے ہیں جس طرح سخت کڑی سے
در درخت و در نفوس و در نہا
درختوں میں اور نفسوں میں اور عقولوں میں
اصلہا ثابت و فرغہا فی السما
ان کی جز قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان پر ہیں
چوں نرود در دل صدر جہاں
تو صدر ہل کے دل میں کیوں نہ لگے گا؟
زانکہ از دل تا دل آمد روز نہ
کیونکہ دل سے دل تک سہارا ہے
نے جدا و دور چوں دو تن بود
نہ کہ وہ جسموں کی طرح دور دور جدا ہوتے ہیں
نور شاں ممزوج باشد در مساع
ان کی روشنی پھیلاؤ میں ملی ہوئی ہوتی ہیں
کہ نہ معشوقش بود جو یائے او
جب تک کہ اس کا معشوق اس کا طالب نہ ہو
عشق معشوقاں خوش فر بہ گند
معشوقوں کا عشق ان کو سونا تازہ بناتا ہے

۲۔ بر فلک برہاست ز اشجار وفا
دفا کے درختوں کے آسمان پر پھل ہیں
چوں برست از عشق بربر آسمان
جبکہ آسمان پر عشق کا پھل آگاہ ہے
موج می زد در دلش عفو گند
خطا کی معافی اس کے دل میں موجیں مارتی تھی
کہ ز دل تا دل یقین روزن بود
دل سے دل تک یقینا رلا ہوتی ہے
متصل نبود سقاں دو چراغ
دو چراغوں کے دیو لے ملے ہوئے نہیں ہوتے ہیں
بچ ۳۔ عاشق خود نباشد وصل جو
تکلی عاشق خود بخود وصل کا طالب نہیں ہوتا؟
لیک عشق عاشقاں تن زہ گند
لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لاف بناتا ہے

۳۔ چنگ عاشق ہم نے یہ بتایا تھا
کہ صدر جہاں کے دل کی محبت اس
دیکھ کے دل کی محبت کا اثر تھا تو سر
سری بات تھی غور کیا جائے تو حقیقت
یہ ہے کہ عاشق کے دل کی محبت
معشوق کے دل کی محبت کا اثر اور غمروہ
ہے عاشق کے دل میں محبت جب
نہی پیدا ہوتی ہے جبکہ پہلے معشوق
کے دل میں محبت پیدا ہو چکی ہو۔

۴۔ بہر حال
عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے لیکن عشق کے اثرات چونکہ دونوں پر جدا گانہ ہیں عشق
عاشق کو کمان بنا دیتا ہے اور معشوق کو تروتازہ بناتا ہے تو اس سے شبہ ہو جاتا ہے کہ معشوق کے دل میں
عشق نہیں ہے۔

۵۔ بہر حال
عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے لیکن عشق کے اثرات چونکہ دونوں پر جدا گانہ ہیں عشق
عاشق کو کمان بنا دیتا ہے اور معشوق کو تروتازہ بناتا ہے تو اس سے شبہ ہو جاتا ہے کہ معشوق کے دل میں
عشق نہیں ہے۔

۱۔ دل تو سب سے بھی بچھو کہ بندے
کے دل میں عشق آگئی کا ظہور اس محبت
کا اثر ہے جو اس بندے کی خدا تعالیٰ
میں ہے۔ آج۔ تالی ہمیشہ دونوں
ہاتھوں سے بچتی ہے۔ تھنہ پیسا ساگر
پانی کا طالب ہے تو پانی بھی پیئے
والے کا طالب ہے۔
۲۔ جذب۔ پیاسے کی پیاس پانی کے
دل کے جذبہ کا اثر ہے۔ حق۔
حکمت۔ جس طرح خالق و مخلوق
میں باہمی محبت و عشق کا رشتہ ہے اسی
طرح کائنات میں آپس میں بھی
جذبہ و عشق ہے۔ جملہ اجزاء دنیا کی
اشیا جزا جزا ہیں اور ہر ایک اپنے
جوڑے کا عاشق ہے کہہ رہا۔ ایک
پتھر ہے جو گھاس کے تنکے کو اپنی
طرف کھینچتا ہے۔ آسمان۔ اسی طرح
آسمان اور زمین میں باہمی عشق و
محبت ہے۔ آہن۔ مقلاتیس اور
لوہے میں باہمی کشش ہے۔
۳۔ آسمان۔ آسمان اور زمین میں ذن
و شوہر کا عاشق و جذب ہے۔ آسمان
بمزلہ شوہر اور زمین بمزلہ بیوی کے
ہے۔ آسمان جو کچھ زمین کے سپرد کرتا
ہے زمین اس کی جان کی طرح ہر دوش
کرتی ہے۔ آسمان ہی زمین کو گرمی تری
لوری پہنچاتا ہے۔ برج خاکی۔ آسمان
کے مختلف حصے زمین کو مختلف قسم کے
فائدے پہنچاتے ہیں۔ آسمان کا خاکی
کی برج زمین کو خاک عنایت کرتا
ہے۔ آبی برج پانی عطا کرتا ہے۔ ہوائی
برج اور کو بھیجتا ہے۔ ماری برج صحت
کے ذریعہ زمین کو گرماتا ہے۔

اندراں دل دوستی میداں کہ ہست
سمجھ لے کہ اس دل میں بھی محبت ہے
ہست حق را بے گماں مرے بتو
یقیناً اللہ تعالیٰ کو تجھ سے محبت ہے
ازیکے دست تو بے دست دگر
تیرے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے بغیر
آب ہم نالد کہ کوآں آنخوار
پانی بھی رہتا ہے کہ پیئے والا کہہا ہے
ما از آن او و او ہم زان ما
ہم اس کے ہیں اور وہ بھی ہمارا ہے
کردہ مارا عاشقان ہمدگر
ہمیں ایک دوسرے کا عاشق بنا دیا ہے
جُفت جُفت و عاشقان جُفت خویش
جوڑ جوڑ ہیں اور اپنے جوڑے کے عاشق ہیں
راست ہچھوں کبر با و برگ کاہ
بالکل اسی طرح جیسے کہہا اور گھاس کا تنکا
باتوام چوں آہن و آہن رُبا
میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے لوہا اور مقلاتیس
ہرچہ او انداخت ایں می پرورد
جو وہ ڈالتا ہے یہ پاتی ہے
چوں نماوند تری و نم بدہد او
جب تری اور نمی نہیں رہتی وہ عطا کرتا ہے
بُرج آبی تریش اندر دہد
آبی برج اس میں تری پیدا کرتا ہے
تا بخارات و خم را برگشد
یہاں تک کہ ناموافق بخارات کو کھینچ لیتا ہے

چوں دریں دل برق مہر دوست جست
جب اس دل میں دوست کی محبت کی بجلی کوئی
وراد دل تو مہر حق چوں شد دو تو
جب تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت دوگنی ہوگئی
ہجج بانگ کف زدن آیدید
جھیلی بجائے کی آواز کبھی باہر آتی ہے
تشنہ می نالد کہ اے آب گوار
پیسا رہتا ہے کہ ہائے خوشگوار پانی
جذب آب است ایں عطش در جان ما
ہماری جان میں یہ پیاس پانی کی کشش ہے
حق حکمت در قضا و در قدر
قضا و قدر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت سے
جملہ اجزائے جہاں زان حکم پیش
اس لڑی حکم کی وجہ سے دنیا کے تمام اجزاء
ہست ہر جزوے بعالم جُفت خواہ
دنیا میں ہر چیز جوڑے کی خواہشمند ہے
آسمان سل گوید زمیں را مرجبا
آسمان زمین کو کہتا ہے خوش آمدید
آسمان مرد و زمیں زن در خورد
عقلاً آسمان شوہر اور زمین بیوی ہے
چوں نماوند گرمیش بفرستد او
جب اس میں گرمی نہیں رہتی وہ بھیجتا ہے
بُرج خاکی خاک ارضی را مدد
خاکی برج زمین کی خاک کے لئے مدد ہے
بُرج باد می ابر سوئے او برد
بادی سرج اس کے جانب اور لے جاتا ہے

بُرج آتش گرمی خورشید ازو
 آتشی ہفت کی سوچ کی گرمی اس سے ہے
 ہست اسرگرداں فلک اندر زمن
 زمانے میں آسمان سرگرداں ہے
 دیں زمین کذبانو یہاں گند
 لہ یہ زمین بیگم پن کئی ہے
 پس زمین و چرخ را داں ہوشمند
 پس زمین لہ آسمان کو ہوشمند بچھ
 گرتے از ہم ایں دو دلبری مزند
 اگر یہ دونوں دلبر ایک دوسرے سے مزا نہیں اڑا ہے
 بے زمیں کے گل بر وید و ارغواں
 زمین کے بغیر گل لہ ارغون کب آتا ہے
 بہر آں میل ست در مادہ زفر
 اسی لئے مادہ میں ننگی جانب جھکاؤ ہے
 میل اندر مردوزن حق زان بہباد
 مرداد عورت میں اللہ تعالیٰ نے اس لئے میلان رکھا ہے
 میل ۳ ہر جزوے جزوے ہم نہد
 ہر جزوے میں دوسرے جزوے کی طرف میلان رکھا ہے
 شب چتیس بار و زاند اعتناق
 گلے لگانے میں سات دن کے ساتھ اس سے طرح ہے
 روز و شب ظاہر دو ضد و دشمن اند
 بظاہر رات لہ دن دو مخالف لہ دشمن ہیں
 ہر یکے خواہاں دگر را ہچو خویش
 ہر ایک دوسرے کو اپنی جان کی طرح چاہتا ہے
 زانکہ بے شب دخل نبود طبع را
 کیونکہ رات کے بغیر طبیعت کو آمدنی نہیں ہوتی ہے

ہچو تابہ سُرخ ز آتش پیش و زو
 تو سے کی طرح آگ سے اس کی دودھ پشت سرخ ہے
 ہچو دل مرداں گرد و مکتب بہر زن
 شوہروں کی طرح بیوی کے لئے کمانی کے گرد
 بر ولادات و رضا عیش می تند
 بننے اور اس کو دودھ پلانے میں لگی ہے
 چونکہ کار ہوشمنداں می کفند
 کیونکہ وہ ہوشمندیوں سے کام کرتے ہیں
 پس چرا چوں جفت در ہم می خزند
 تو جوڑے کی طرح ایک دوسرے میں کیوں جھکتے ہیں؟
 پس چه زاید ز آب و تاب آسماں
 آسمان کی آب و تاب سے کیا آتا ہے
 تلوود تکمیل کار ہمدگر
 تاکہ ایک کا کام دوسرے سے مکمل ہو سکے
 تا بقایا بد جہاں زیں اتحاد
 تاکہ اس اتحاد سے دنیا بقا حاصل کر لے
 ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد
 دونوں کے اکٹھا ہونے سے تولید ہوتی ہے
 مختلف در صورت لہما اتفاق
 بظاہر مختلف ہیں لیکن باہمی اتفاق ہے
 لیکن ہر دو یک حقیقت می تند
 لیکن دونوں ایک حقیقت پر عمل کرتے ہیں
 از بے تکمیل فعل و کار خویش
 اپنے فعل اور کام کے مکمل کرنے کے لئے
 پس چه اندر خرج آرد و زہا
 تو دن میں کیا خرچ کریں گے؟

۱ ہست سرگرداں۔ جس طرح شوہر
 بیوی کے لئے کمانی میں سرگرداں رہتا
 ہے اسی طرح آسمان زمین کے لئے
 سرگرداں ہے۔ دیں زمین۔ یہ زمین
 آسمان کے لئے وہی کام کرتی ہے جو
 بیوی شوہر کے لئے کرتی ہے۔ بچھ
 چھتی ہے اس کو دودھ پالنی ہے۔ پس
 زمین۔ زمین اور آسمان چونکہ فی حد
 چیزوں کی طرح عمل کرتے ہیں ان کو
 بھی حساس سمجھو۔

۲ گرتے ایک دوسرے سے لطف
 اندر نہیں ہے آپس میں کیوں گھسے
 رہتے ہیں۔ بے زمیں۔ جیسا کہ
 بیوی کے بغیر شوہر لا ولد ہوتا ہے اسی
 طرح اگر زمین نہ ہوتی تو آسمان
 پیداوار سے محروم ہوتا۔ بہر آں۔ نزدادہ
 میں ایک دوسرے کی طرف میلان اور
 جھکاؤ اسی لئے ہے کہ ہر ایک کے کام
 کی تکمیل دوسرے کے بغیر ممکن نہیں
 ہے۔ اتحاد۔ بقا۔ عالم عورت اور مرد
 کے اتحاد سے ہے۔

۳ میل ہر جزوے۔ عالم کے اجزا
 میں باہمی میلان تو اللہ کا سبب ہے۔
 شب۔ رات اور دن بظاہر دو مختلف
 چیزیں نظر آتی ہیں لیکن ان میں باہمی
 اتحاد ہے۔ کار خویش۔ رات اپنی
 کاموں کی تکمیل میں دن کی محتاج اور
 دن اپنے کاموں کی تکمیل میں رات کا
 محتاج ہے۔ زانکہ انسان رات کو سوتا
 ہے تو اس کے قویٰ جمع ہوتے ہیں
 جن کو وہ دن میں صرف کرتا ہے اور
 رات کی آمدنی نہ ہوتی دن کا خرچ کیسے
 چلے۔

جذب ہر عنصرے جنس خود را کہ در ترکیب آدمی مختبس شدہ بغیر جنس
ہر عنصر کا اپنی اس جنس کو کھینچتا جو دوسری جنس کے ساتھ آدمی کے بدن میں پھنسی ہوئی ہے

۱۔ جذب۔ حیوانی جسم چار عنصروں
خاک، آب، باد، آتش سے مرکب ملتا
جاتا ہے ان عنصروں میں سے ہر ایک
کا کہ ہے جو ان کا خزن اور معدن
ہے انسان کے جسم کے چاروں عنصر
ہر وقت اپنے اپنے کہ کی طرف لوٹنا
چاہتے ہیں ان عناصر کا متفرق ہو جانا
موت ہے زندگی کیا ہے عنصر میں
ظہور و غیب موت کیا ہے انہی اجزا کا
پریشاں ہونا۔ (چکلیست)

خاک گوید کہہ خاک انسان کے
خاک اجزا کو اپنی طرف آجانے کی
دعوت دیتا ہے۔

۲۔ گوید۔ انسانی بدن کا خاک عنصر
اس خاک کہ کو جواب دیتا ہے کہ
اگرچہ مجھ پر مرکز سے جدا رہتا وہ پھر ہو
رہا ہے لیکن میں مجبور ہوں ابھی اسی
جسم کا پابند ہوں سے اشیر۔ یعنی کہہ
نار۔ زکشیہا۔ یعنی ان چاروں
عنصروں کی باہمی کشش۔ رس۔
رکی۔ علت۔ بیماری عناصر کی جلدی کا
سبب بنتی ہے جس سے موت واقع ہو
جاتی ہے۔

۳۔ چار مرغ۔ یہ چاروں عنصر زندگی
میں پابستہ پرتوں کی طرح ہیں
موت اور بیماری ان کے پاؤں کھول
دیتی ہے اور یہ عناصر اپنے مراکز کی
طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ اسباب۔
یعنی چاروں کر سے فرمہا۔ بدن کے
چاروں عنصر۔ حکمت۔ ان عناصر کی
پرواز کے لئے حکمت خداوندی موت
کے وقت تک مانع نہیں ہوتی ہے۔

ترک جاں گو سونے ما آہمچو گردو
جان کو چھوڑ دے گرد کی طرح ہماری جانب آ جا
بہ کہ زان تن وار ہی زیں سو پری
بہتر ہے کہ اس جسم کو چھوڑ دے اس جانب اڑ آ
گرچہ ہمچوں تو ز ہجران خستہ ام
اگرچہ تیری طرح فریق سے غمگین ہوں
کالے تری باز از غربت سونے ما
کہ اے تری مسرت سے ہماری جانب لوٹ آ
کہ زناری راہ اصل خویش گیر
کہ تو آگ سے ہے اپنی اہل کا راستہ اختیار کر
از کششہائے عناصر بے رسن
عنصروں کی بغیر رسی کی کھینچ جان کی وجہ سے
تا عنصر ہمد گرد را و اہلد
تاکہ عنصر ایک دوسرے کو چھوڑ دے
مرگ و نجورسی و علت پاکشا
موت اور بیماری اور تکلیف پاؤں کھولنے والی ہے
مرغ ہر عنصر یقین پرواز کرو
ہر عنصر کا پندہ یقینا اڑ جائے گا
ہر دے رنجے نہد در جسم ما
ہر وقت ہمارے جسم میں مرض پیدا کرتی ہے
مرغ ہر جزویے باصل خود پرو
ہر جزو کا پاندہ اصل کی جانب اڑ جائے
جمع شال دار و بصحت تا اجل
موت تک ان کو صحت کے ساتھ جمع رکھتی ہے

خاک گوید خاک تن را باز گردو
جس کی مٹی کو مٹی کہتی ہے واپس آ جا
جنس مائی پیش ما اولی تری
تو ہماری جنس ہے تیرا اہل کے سامنے رہنا بہتر ہے
گوید ۲۔ آری لیک من پابستہ ام
وہ کہتی ہے ہاں لیکن میں پابند ہوں
تری تن را بخویند آہیا
پانی جسم کی تری کو تلاش کرتے ہیں
گرمی تن را ہی خواند اشیر
کہہ نار بھی جسم کی گرمی کو پکارتا ہے
ہست ہفتا دو دو علت در بدن
بدن میں بہتر بیدیاں ہیں
علت آید تا بدن را بکسلد
بیداری آتی ہے تاکہ جسم کو متفرق کر دے
چار مرغ اندا اس عناصر بستہ پا
یہ عناصر چار پاؤں بندھے پند ہیں
پائے شال از ہمد گرد چوں باز کرو
جب اس نے ایک دوسرے کے پاؤں کو کھول دیا
جذبہ ایں اصلہا و فرعہا
ان اصلوں اور فرعوں کی کشش
تاکہ ایں ترکیبہا را بر وردو
تاکہ ان بندھنوں کو توڑ دے
حکمت حق مانع آید زیں عمل
اللہ تعالیٰ کی حکمت اس عمل سے مانع رہتی ہے

گوید اے اجزا اجل مشہور نیست
 وہ حکمت کہتی ہے اے اجزا موت معلوم نہیں ہے
 چونکہ جزوے بگبوید اور تفاق
 جبکہ ہر جزو رفاقت چاہتا ہے

پرزون پیش از اجل تاں سو نیست
 موت سے پہلے تمہارا بجز پھڑکا مفید نہیں ہے
 چوں بود جان غریب اندر فراق
 تو مسافر جان کا فراق میں کیا حال ہو گا؟

منجذب شدن جان نیز بعالم ارواح

جان کا بھی عالم ارواح کی جانب کھینچنا

گوید اے اجزائے پست فرسیم
 وہ کہتی ہے کہ اے میرے ذمئی پست اجزاء
 میل تن در سبزہ و آب رواں
 جسم کا میلان سبزے اور بتے پانی کی جانب
 میل جاں اندر حیات و درجی ست
 جان کا میلان زندگی اور حقی و قیوم کی جانب ہے
 میل جاں در حکمت ست و در علوم
 جان کا میلان اور علوم کی جانب ہے
 میل جاں اندر ترقی و شرف
 جان کا میلان ترقی اور شرافت کی طرف ہے
 میل و عشق آل شرف ہم سوئے جاں
 شرافت کا میلان اور عشق بھی جان کی جانب ہے
 گر بگویم شرح میں بیحد شود
 اگر میں اس کی شرح کروں لامحدود ہو جائے گی
 حاصل آنکہ ہر کہ او طالب بود
 خلاصہ یہ ہے کہ جو طالب ہو گا
 آدمی حیواں نبائی و جماد
 آدمی حیوان نہایت اور جماد
 بے مراداں بر مرادے می کنند
 ہمارا مرادے می کنند
 ہر مرادے عاشق ہر بے مرادے
 ہر معشوق ہر مرادے عاشق کا عاشق ہے
 وال مراداں جذب ایشال میکنند
 وہ محبوب ان کو کھینچتے ہیں

غربت من تلخ تر من عرشم
 میری مسافت زیادہ کڑوی ہے میں عرش ہوں
 زراں بود کہ اصل او آمد ازراں
 اسی لئے ہے کہ اس کی اصل وہاں سے آئی ہے
 زانکہ جان لامکاں اصل وے ست
 کیونکہ اس کی اصل لامکاں جان ہے
 میل تن در باغ باغ ست و کرم
 جسم کا میلان باغ چمن اور گندہ کی بیلوں کی جانب ہے
 میل تن در کسب اسباب علف
 جسم کا میلان چارے کے اسباب حاصل کرنے کی طرف ہے
 زیں سیکب را و سیکبون را بدال
 اس کوہ محبت کرتا ہے اور وہ سیکبہ کرتے ہیں سے کچھ لے
 مشنوی ہشاد من کاغذ شود
 مشنوی اسی میر کاغذ ہو جائے گی

مشنوی ہشاد من کاغذ شود
 مشنوی اسی میر کاغذ ہو جائے گی
 جان مطلوبش بر و راغب بود
 مطلوب کی جان کی طرف راغب ہو گی
 ہر مرادے عاشق ہر بے مرادے
 ہر معشوق ہر مرادے عاشق کا عاشق ہے
 وال مراداں جذب ایشال میکنند
 وہ محبوب ان کو کھینچتے ہیں

مشنوی ہشاد من کاغذ شود
 مشنوی اسی میر کاغذ ہو جائے گی
 جان مطلوبش بر و راغب بود
 مطلوب کی جان کی طرف راغب ہو گی
 ہر مرادے عاشق ہر بے مرادے
 ہر معشوق ہر مرادے عاشق کا عاشق ہے
 وال مراداں جذب ایشال میکنند
 وہ محبوب ان کو کھینچتے ہیں

مشنوی ہشاد من کاغذ شود
 مشنوی اسی میر کاغذ ہو جائے گی

مشنوی ہشاد من کاغذ شود
 مشنوی اسی میر کاغذ ہو جائے گی

مشنوی ہشاد من کاغذ شود
 مشنوی اسی میر کاغذ ہو جائے گی

مشنوی ہشاد من کاغذ شود
 مشنوی اسی میر کاغذ ہو جائے گی

۱۔ لیک۔ دونوں عشقوں کا اثر لگتا ہے
عاشق کا عشق اس کو لافروہ کزور بناتا ہے
عے معشوق کا عشق اس میں حسن کا
اضافہ کرتا ہے معشوق کا عشق اس کے
رخساروں کو گلند بناتا ہے عاشق کا
عشق اس کو جاتا ہے کھریا۔ کھریا
میں بھی عشق ہے لیکن بے نیازی
کے ساتھ لہذا وہ اپنی جگہ پر قائم رہتی
ہے تنکے میں بھی عشق ہے جو اس کو
کھریا کی طرف مٹھا کراتا ہے۔
۲۔ اس۔ یعنی کائنات کے باہمی عشق
کے ذکر کو چھوڑ کر صد جہاں کے
عاشق کا ذکر کرو اس کے عشق کا اثر
صد جہاں پر پڑے گا اس عاشق کی
آہوں کا اثر صد جہاں پر ہو گا وہ اس
پر مہربان ہو گیا۔ لیک۔ لیکن صد
جہاں کے عشق کے لئے اس کی
عزت و آبرو معشوق کی تلاش میں مانع
تھی۔ حمتش۔ صد جہاں کی رحمت تو
اس کی مشتاق تھی لیکن اس کی سلطنت
عشق کے لئے مانع بن رہی تھی۔
۳۔ عقل۔ کھش دونوں میں
تھی لیکن کس کی کشش دوسرے کی
کشش کا اثر تھی اس میں عقل حیران
ہے۔ جلدی۔ بہلادی۔ ناواشی۔ یعنی
ناواقف۔ ہستی تو ناواقف ہے۔ لب۔
۴۔ بندم۔ حضرت حق تعالیٰ اپنی
محبوبیت کے اظہار کے لئے
عاشقوں میں جذبہ عشق پیدا کرتا ہے
لیکن یہاں تک تقریر ہے کہ عوام اس سے
اللہ تعالیٰ کی احتیاج اور ضرورت کا نتیجہ
نکل لیں گے لہذا اس کا بیان
مناسب نہیں ہے۔ وہاں کھندہ۔
حضرت حق تعالیٰ اجابت نہیں دیتا
ہے کہ اس امر کی وضاحت کی جائے
کیست مجھ سے مراد ہے کون سے
وہی ذات ہے جو انسان کے چختہ عزم
کو گدتی ہے۔

لیک ۱۔ میل عاشقان لافروہ گند
لیکن عاشقوں کا عشق ان کو لافروہ کرتا ہے
عشق معشوقاں دو رخ افروختہ
معشوقوں کے عشق نے دونوں رخساروں کو روئے ہیں
کھریا با عاشق بشکل بے نیاز
کھریا لافروہی کے ساتھ عاشق ہے
۲۔ رہا گن عشق آل تہنہ دہاں
اس کو چھوڑ اس پناہ کا عشق
دو ویاں عشق و غم آشکدہ
اس عشق کا ہوں لہر بستی کا غم
لیک از ناموس و بوش و آبرو
لیکن عزت اور فخر اور آبرو کی وجہ سے
رحمتش مشتاق آل مسکین شدہ
اس کی رحمت اس مسکین کی مشتاق ہو گئی
عقل ۳۔ حیراں کایں عجب اورا کشید
عقل حیران ہے تعجب ہے کہ یہ اس کو کھینچ رہا ہے
ترک جلدی گن کزیر ناواشی
بہلادی چھوڑ کیلکہ تو اس سے ناواقف ہے
لب یہ بندم ہر دمے زینساں سخن
میں اس طرح کی باتوں سے ہر وقت ہونٹ بند کرتا ہوں
کایں سخن را بعد ازیں مدقول کنم
کہ اس بات کو میں اس کے بعد ذہن کر دوں گا
کیست آل رکت میکشدے منتقنی
اے ذہیرہ اندوڑا وہ کون ہے جو تجھے کھینچتا ہے؟

میل معشوقاں خوش و بافر گند
معشوقوں کا عشق ان کو حسین اور باشکوت بناتا ہے
عشق عاشق جان او را سوختہ
عاشق کے عشق نے اس کی جان جلا ڈالی ہے
کاہ می کوشد وراں راہ وراز
تھا اس عشق میں ہزار راستے ملے کرتا ہے
تافت اندر سینہ صدر جہاں
صد جہاں کے سینے میں چمک اٹھا
رفتہ در مخدوم او مشفق شدہ
مخدوم کو پہنچا وہ مہربان ہو گیا
شرم می آید کہ وا جوید ازو
اس کو شرم آتی تھی کہ وہ اس کی جستجو کرے
سلطنت زیں لطف مانع آمدہ
سلطن اس مہربانی سے مانع بنتا
یا کشش زان سو بدیں جانب رسید
یا کشش اس جانب سے اس جانب پہنچا ہے
لب یہ بند واللہ اعلم بالحقنی
ہونٹ بند کر لے لہر اللہ راز کو زیادہ جانتا ہے
توبہ آرم ہر زمان صد بار من
۵۔ وقت ۶۔ توبہ ۷۔ توبہ کرتا ہوں
واں کشندہ میکشد من چوں کنم
۸۔ کھینچنے والا کھینچتا ہے میں کیا کروں؟
آنکہ می نکذارت کہ دم زنی
۹۔ ہے جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو دم مٹے



صد عزیمت! میکنی بہر سفر
تو سفر کے لئے سو پختہ ارادے کرتا ہے
زاں بگرداند بہر سواں لگام
وہ لگام کو ہر جانب اس لئے سوز دیتا ہے
اسپ زیرک سارزاں نیکو پے بست
سمجھد گھوڑا اس لئے عمدہ رفتار پر ہے
اودلت را بردو صد سودا بہ بست
اس نے تیرے دل کو دو سو خیالات سے وابستہ کر دیا
چوں شکست اوبال آں رائے نشت
جب اس نے پہلی رائے کا بازو توڑ دیا
چوں قضائش جبل تدبیرت شکست
جب اس کے فیصلے نے تیری تدبیر کی ری توڑ دی

می کشاند مر ترا جائے وگر
وہ تجھے دھری جگہ کھینچ لے جاتا ہے
تاخبر یا بدز فارس اسپ خام
تا کہ ناخبر یہ کار گھوڑا سولہ کو جان جائے
کوہمی داند کہ فارس بروے سمت
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس پر سولہ موجود ہے
بے مرادت کرد و پس دل را شکست
تجھے نامراد کیا لہو پھل دل کو توڑ دیا
چوں نشد ہستی بال اشکن درست
تو باز توڑنے والے کی ذات کیسے ثابت نہ ہوئی؟
چوں نشد بر تو قضائے او درست
تو اس کا فیصلہ تیرے لئے کیسے ثابت نہ ہوا؟

۱۔ صد عزیمت انسان سینکڑوں پختہ ارادے کرتا ہے لیکن پھر اس ارادے کو پورا نہیں کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ روکنے والی کوئی خاص ذات ہے۔ نراں۔ اللہ تعالیٰ ان عزائم کو اس لئے کھینچ کر لاتا ہے کہ لوگوں کو اس کی معرفت حاصل ہو جائے۔ مشہور مقولہ ہے عرفیہ رتبہ بیضیخ العزائم میں نے اپنے خدا کو ارادوں کے سچ ہونے سے سمجھا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ دل میں سو ارادے پیدا فرماتا ہے پھر ان میں ناکام بھی بنا دیتا ہے۔

۲۔ چوں شکست۔ جب پہلا ارادہ سچ ہو جائے تو انسان سمجھتا ہے کہ کوئی ذات سچ کرنے والی ہے۔ چوں قضائے۔ جب انسان کی تدبیر ناکام ہوتی ہے تو اس کو قضاء خداوندی اور خدا کی وجود کا یقین ہو جاتا ہے۔ عزائم کی جمع ہے پختہ ارادے۔

۳۔ عزیمت۔ یعنی کبھی ارادے کی تکمیل ہو جاتی ہے وہ اس لئے کہ انسان بالکل مایوس نہ ہو جائے اور ارادے نہ نیت کو بالکل نہ چھوڑ بیٹھے۔ دیکھا کہ ارادے سے اگر بالکل ارادہ نہ چھوڑ دیا تو ارادے کے سچ ہونے سے جو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ نہ ہوگی۔

فسخ عزائم و تسخما چہیت باخبر کردن آدمی را از انکہ مالک و
ارادوں کا سچ کرنا اور ان کو منسوخ کرنا انسان کو باخبر کرنے کے لئے ہے کہ مالک اور
قبر اوست و گاہ گاہ عزم اورا فسخ نا کردن و نافذ داشتن تا
ظاہر موجود ہے اور کبھی کبھی اس کے ارادے کو نہ توڑنا اور جاری رکھنا اس لئے ہے کہ
طبع اورا بر عزم کردن دارد تا با ز عزمش بشکند تا تنبیه بر تنبیه بود
اس کی طبیعت کو ارادہ کرنے کا عادی بنائے تاکہ پھر اس کے ارادے کو توڑے اور تنبیہ پر تنبیہ ہو جائے

عزمہا ۳ و قصدہا درما جرا
معاملے میں ارادے اور قصد
تا بطمع آں دل نیت کند
تاکہ اس کے لالچ میں تیرا دل ارادہ کرے
ور بگلی بے مرادت داشتے
اگر وہ تجھے لنگہ نامراد رکھنا
ورزکا ریدے امل ار غوریش
اگر وہ اپنے اندھے پن سے امید کا سچ نہ دیتا
گاہ گاہ ہے راست می آید ترا
کبھی کبھی تیرے لئے ٹھیک ہوتے ہیں
بار دیگر نیت را بشکند
دوبارہ وہ تیرے ارادے کو توڑ دیتا ہے
دل شدے نو امید امل کے کاشتے
دل ناسید ہو جاتا امید کا سچ کب ۲۵۱؟
کے شدے پیدا برو مقہوریش
تو اس پر اپنا عاجز ہونا کب ظاہر ۲۵۲؟

۱ عاقلاں۔ اہل عقل باوجود اولاد کی چنگلی کے پھر محرومی سے ذات خداوندی کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ بے مرادوی۔ مقصد سے محرومی بہشت کی ماہر بنتی ہے اس لئے حدیث شریف میں ہے خُطْبُ الْجَنَّةِ بِالْمُحْكِرَةِ جنت کو ناپسند یہ گیوں سے گھیر دیا گیا ہے نہ یعنی جنت میں جانے کے وہ اسباب ہیں جو انسان کو ناگوار کرتے ہیں۔ پس۔ اپنی محرومی سے انسان اس ذات کو پہچانتا ہے جس کے اولاد سے مراد محض حاصل ہوتی ہے یعنی ذات خداوندی۔ پس۔ اہل عقل کی نامرادی چری اور اضطرابی عاشقان حق کی کسر کسی اور نامرادی اختیار سے۔

۲ عاقلاں۔ اہل عقل مجبوری کے بندے ہیں عاشقان خدا اس محرومی میں وصل حق کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔ لفظ قرآن پاک میں ہے ثُمَّ لَسْتُمْ لَهَا لِسَاءٌ وَهِيَ ذُلٌّ فَتَال لَهَا وَلَا تَرْضَى لِيَأْطُوْعَا وَتَكْرَهَا۔ یعنی پھر حضرت حق تعالیٰ آسمان پر مستوی ہوا اور وہ ایک اولاد تھا پھر اس سے اور زمین سے کہا تم دونوں فرما تمہاری گروہنشی سے یا جبراً کھڑھا کی مصداق ہے یہ عاشقوں کی اطاعت طوعاً و عناداً ہے۔

۳ نظر کردن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کچھ لوگ اطاعت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جیسے کہ کفار جو جنگ میں قید ہو کر آئے اور پھر اسلام لاکر اطاعت خداوندی میں لگے۔ جو حق۔ جماعت۔ نفیر۔ آہ و آکا۔ شیر۔ آنحضرت ﷺ۔ زیر پر۔ یعنی وہ قیدی آنحضرت ﷺ کو زندہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ تاہمی۔ وہ لوگ آنحضرت پر غضبناک تھے۔

باجبر گشتند از مولائے خویش
اپنے مولا سے باجبر ہوتے ہیں
حُفَّتِ الْجَنَّةُ شَتْوًا خوش مرشت
اسے خوش مزاج جنت کو گھیرا گیا ہے سن لے
پس کسے باشد کہ کام آور و راست
تو کوئی تو ہو گا جس کا مقصود پورا ہوتا ہو گا
لیک کو خود آں شکست عاشقان
لیکن عاشقوں کی اسی گلشنی کہوں ہے
عاشقانِ اشکستہ بصد اختیار
عاشق سو اختیاروں کے باوجود شکست پا ہیں
عاشقانِ شکر و قندی اند
اس کے عاشق شکر اور قند کھانے والے ہیں
اِیْتَا طَوْعًا مہارِ بیدلاں
عاشقوں کی مہر تم دونوں خوشی سے آدے

عاقلاں از بے مراد یہائے خویش
سمجھدار لوگ اپنی نامرادی کی وجہ سے
بے مرادی شد قلاؤ و وز بہشت
نامرادی بہشت کا پیشرو بنتی ہے
چوں مرادات ہمہ اشکتہ پاست
جبکہ سب انسانوں کے مقاصد شکست پا ہیں
پس شدند اشکتہ پاش ایں صادقان
پس یہ سچے انسان اس کی وجہ سے شکست پا ہوتے ہیں
عاقلاں اشکتہ اش از اضطراب
اہل عقل مجبوری سے اس کے شکست پا ہیں
عاقلاں ۲ بندگان بندی اند
عقل مند اس کے قیدی غلام ہیں
اِیْتَا کَرَّةً مہارِ عاقلاں
تم دونوں جبراً اور اہل عقل کی مہر سے

نظر کردن ۳ پیغمبر علیہ السلام باسیراں و تبسم کردن و گفتن کہ
آنحضرت ﷺ کا قیدیوں کو دیکھنا اور مسکراتا اور فرماتا کہ مجھے اس قوم پر
عَجَبْتُ مِنْ قَوْمٍ يُجْرُونَ إِلَى الْجَنَّةِ بِالْسَّلَابِ وَالْأَغْلَالِ
تعجب آتا ہے جو جنت کی جانب بیڑوں اور طنپوں کے ذریعہ تہمتی جاتی ہے

دید پیغمبر کے جوق اسیر
پیغمبر نے قیدیوں کی ایک جماعت دیکھی
دید شاں در بند آں آگاہ شیر
اس بیدار شیر نے ان کو قید میں دیکھا
تاہمی خائید ہر یک از غضب
حتی کہ ہر ایک غصے سے چپا رہا تھا
کہ ہمیں بڑوند وایشان در نفیر
کہ وہ ان کو لے جا رہے ہیں اور وہ رو رہے ہیں
می نظر کردند دروے زیر زیر
وہ قیدی نیچی نظروں سے ان آنحضرت کو دیکھ رہی تھی
بر رسول صدق دندانہا و لب
دانت اور ہونٹ سچے رسول پر



زہرہ نے باآں غضب کہ دم زنتد
 باوجود اس غصہ کے کسی کی پلاقت نہ تھی کہ دم ہلے
 میں گشاند شاں موکل اسوئے شہر
 سپاہی ان کو شہر کی جانب لے جا رہا تھا
 نے فدائے می ستاند نے زرتے
 "فدایہ لیتا ہے نہ بوجہ
 رحمت عالم ہی گویند و او
 اس کو رحمت عالم کہتے ہیں" لہ "ہ
 باہزار انکار می رفتند راہ
 وہ ہزار انکار کے ساتھ راست طے کر رہے تھے
 چارہا۳ کر دیم و اینجا چارہ نیست
 ہم نے بہت تدبیریں کیں اور یہاں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہے
 ما ہزاراں مرد کار الپ ارسلان
 ہم ہزاروں بہادر شیر
 آتچنیں در ماندہ ایم از کجرو نیست
 ہم ایسے عاجز میں یہ ہمارا بیجا پنا ہے
 تخت ما را بر درید آل سخت او
 ہمارے نصیبے کو اس کے نصیبے نے چاک کر دیا
 کار او ۳ از جادوئی گشت زفت
 اس کا معاملہ جادوئی کی وجہ سے بھاری پڑ گیا ہے

زانکہ در زنجیر قہر وہ من اند
 کیونکہ وہ قہر کی دس سیر ہونی زنجیر میں تھے
 می برداز کافرستان شان بقہر
 ان کو کافرستان سے جبراً لے جا رہا تھا
 نے شفاعت میر سدا ز سرورے
 نہ کسی سہرا کی سفارش آتی ہے
 عالمے را می برد خلق و گلو
 ایک جہاں کا گناہ خلق کا گنا ہے
 زیر لب طعنہ زناں بر کار شاہ
 شاہ کے کام پر چپکے چپکے ملن زنی کرتے ہوئے
 خود دل اس مرد کم از خارہ نیست
 خود اس شخص کو دل 'پتھر سے کم نہیں ہے
 بادوسہ عمریاں وسست و نیم جاں
 وہ تین گھنٹوں 'ست لہ کز ہوں کے ساتھ ہیں
 یاز اختر باست یا خود جادوئی ست
 یا ستوں کی جہ سے یا جادو گئی ہے
 تخت ماشد سرنگوں از تخت او
 ہمارا تخت اس کے تخت سے لاندھا ہو گیا
 جادوئی کر دیم ما ہم چوں زرفت
 ہم نے بھی جادو کیا وہ کیوں نہ چلا؟

۱ موکل۔ سپاہی۔ کافرستان۔ یعنی
 ان کا وطن۔ نے فدائے۔ آنحضرت
 قیدیوں کا نذد یہ قبول کر رہے تھے اور
 نہ روپیہ پیسہ اور نہ آنحضرت کے پاس
 کوئی سفارش پہنچ سکی رہی تھی۔
 رحمت عالم۔ وہ قیدی دل میں یہ بھی
 کہہ رہے تھے کہ ان کو لوگ رحمت
 عالم کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگوں کا گنا
 کاٹ دے ہیں۔ ہا ہزار انکار۔ وہ دل
 دل میں آنحضرت پر طعن زنی کر رہے
 تھے

۲ چارہا۔ ہم نے اپنی کامیابی کی
 بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر
 کارگر نہیں ہوئی۔ خارہ ایک قسم کا پتھر
 ہے جو بہت سخت ہوتا ہے۔ مرد کار
 بہادر۔ الپ ارسلان۔ الپ بہادر
 ارسلان درندہ شیر۔ ہا۔ یعنی چند
 بے برد سلان کزور لوگوں سے
 شکست کھا کر قیدی بنے ہوئے جا
 رہے ہیں۔ آتچنیں۔ اس کی جہ
 تھاری غلطی ہے یا ہم پر ستوں کی
 نوبت سے یا جادو ہوا ہے

۳ کارہ۔ پتھر طے میں کہتے تھے
 کا گراں کا جادو چلا ہے ہم نے بھی
 جادو کیا وہ کیوں نہ چلا۔ ان تستغثوا
 فقد جاءکم الفتح وان تنصروا
 فہو خیر لکم وان تعوفوا نعدو لکن
 نعسی عنکم فتکم شینا ولو
 کفرت وان اللہ مع المؤمنین۔
 "یعنی اے مکہ والو اگر تم فتح مانگتے تھے
 کہتے تھے کہ تو حق پر ہواں کوچ ہو تو
 فتح آگئی اب اگر تم باز رہ گئے تو
 تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم ملے
 سے اور اگر تم ملے تو ہم بھی پیش گئے
 اور تمہارا حجاج تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکے
 کا قول وہ کتنا ہی زیادہ ہولور بیشک اللہ
 مہمانوں کے ساتھ ہے"

تفسیر اس آیت ان تستغثوا فقد جاءکم
 الفتح اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو بیشک فتح ہو گی ' معترضین کہتے تھے
 کہ از ما و محمد آنکہ برحق ست فتح و نصر تشن بدہ و اس سخن بدال میگفتند کہ
 کہ ہم میں اور محمد میں جو حق پر ہے اس کی فتح لہ مدد کر لہ وہ یہ بات اس لئے کہتے تھے
 گمان داشتند خود برحق اند و طلب حق بے عرض انکوں محمد منصور شد
 کہ ان کا گمان تھا کہ وہ خود حق پر ہیں لہ اب حق کا بے عرض طلب گار محمد فاتح بن گیا

از بتاں! واز خدا در خواستیم
ہم نے بتوں اور خدا سے درخواست کی
وانکہ حق و راست ست از ماو او
ہم میں اور اس میں سے جو حق اور سچائی پر ہے
ہم نے یہ دعا دہو بہت کیے
کہ اگر حق ست او پیداش کن
کہ اگر وہ برحق ہے اس کو نمایاں کر دے
چونکہ وا دیدیم او منصور بود
جبکہ ہم نے کھلا دیکھ لیا کہ وہ فاتح رہا
اس ۲ جواب ماست کا نچہ خواستید
یہ ہمارے لئے جواب ہے کہ جو تم نے چاہا
باز اس اندیشہ را از فکر خویش
وہ پھر اس خیال کو اپنے فکر سے
کایں تفکر ماہم از ادبار رُست
کہ ہمارا یہ خیال بھی بدبختی سے پیدا ہوا ہے
خودچہ شد گر غالب آمد چند بار
اگر وہ چند مرتبہ غالب ہو گیا تو کیوں ہوا؟
ماہم از یام بخت اور شدیم
ہم بھی زمانے سے نصیب ور ہوئے ہیں
باز می گفتند اگرچہ او شکست
وہ پھر کہتے کہ اگر اس نے شکست کھائی ہے
زانکہ بخت نیک او را در شکست
کیونکہ نیک نصیب نے اس کو شکست میں
کو با شکستہ نمی مانست هیچ
وہ کبھی شکست خوردہ کی طرح نہیں بنا
کہ بکن ما اگر ناراستیم
کہ اگر ہم غلط ہیں تو ہمیں جز سے اکھاڑ دے
نصرتش وہ نصرت او را بخو
اس کی مدد کر، اس کا مددگار بن
پیش لات و پیش عزوی و منات
پیش لات کے آگے عزوی اور منات کے آگے
گر بنا شد حق زبون ماش کن
اور اگر وہ حق پر نہیں ہیں ہم سے مغلوب کر دے
ماہمہ ظلمت بدیم او نور بود
اور ہم سب تاریکی تھے، وہ نور تھا
گشت پیدا کہ شما ناراستید
واضح ہو گیا کہ تم غلط ہو
کوری کردند و دفع از ذکر خویش
بے فروغ بناتے تھے اور اپنی یاد سے دفع کرتے تھے
کہ صواب او شود در دل درست
تاکہ ان کی حقانیت دل میں بیٹھ جائے
ہر کسے را غالب آرد روزگار
زمانہ کسی کو بھی غالب کر دیتا ہے
بارہا بروے مظفر آمدیم
کئی بار اس پر فتح مند ہوئے ہیں
چوں شکست یابود اوزرشت و پست
وہ ہماری شکست کی طرح بری اور ذلیل نہ تھی
داو صد شادی پنہاں زیر دست
سو پشیدہ خوشیاں قبضے میں دیریں
کہ نہ عم بودش دراں نے پیچ پیچ
کیونکہ اس کو اس میں نہ کوئی غم ہوا نہ پریشانی

۱۔ از بتاں۔ کفار کہتے تھے کہ ہم نے بتوں اور خدا سے دعائیں مانگی تھیں کہ جو حق پر ہو اس کو فتح دے دے۔ پیش۔ لات اور منات اور عزوی بتوں کے نام ہیں۔ چونکہ اب جبکہ مسلمانوں کو فتح ہو رہی ہے تو یقیناً یہ لوگ حق پر ہیں۔

۲۔ اس۔ مسلمانوں کی فتح مندی ہماری دعاؤں کی قبولیت ہے۔ باز۔ پھر اس خیال کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرتے کہ اگر غلبہ حقانیت کی دلیل ہے تو ہم بھی کئی بار غالب آچکے ہیں۔

۳۔ باہی گفتند پھر اپنے اس خیال کی تردید کرتے اور سوچتے کہ ہماری شکست اور مسلمانوں کی شکست میں بہت فرق ہے ہم شکست سے پست ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی شکست کھانا کہ اور ابھرتے ہیں۔ زانکہ مسلمان شکست سے پست ہمت نہیں بنتے ہیں بلکہ ان میں قوت ایمانی اور بڑھ چلی ہے۔ کہ آنحضرت شکست سے کبھی شکست خاطر نہیں ہوئے۔

چوں انسان مومنان مغلوبی ست

چونکہ مومنوں کی پہچان مغلوب ہونا ہے

گر تو مُشک و عنبرے را بشکنی

اگر تو مُشک اور عنبر کو توڑے گا

و شکستی ناگہاں بسرگین خُر

اگر تو اچانک گدھے کی لید کو توڑے گا

کہ گند خود مُشک باسُرگیں قیاس

مُشک کو لید پر کوئی قیاس کرے گا؟

لیک در اشکست مومن خوبی ست

لیکن مومن کی شکست میں بھلائی ہے

علکے از فیح ریحکاں پر کنی

ایک جہان کو خوشبو کی مہک سے بھر دے گا

خانہا پر گند گردد سُر سُر

سارے مکانات بدبو سے بھر جائیں گے

آب ربا بول و اطلس باپلاس

پانی کو پیشاب پر اور اطلس کو ٹاٹ پر کوئی قیاس کرے گا

بِسْر آنکہ بے مُراد باز کشتن رسول علیہ اسلام از حدیبیہ حق تعالیٰ

اس کا رد کہ بغیر مقصد پھانسی ہوئے آنحضرت کے حدیبیہ سے واپس آنے کو اللہ تعالیٰ

لقب آں فتح کرد کہ اِنَّا فَخْنَا لک فَحَامِنَا بِصُورَتِ غَلَقِ بُود

نے فتح کا لقب دیا کہ بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی بظاہر بندش تھی اور

و بمعنی فتح چنانچہ شکستن مُشک بظاہر شکستن ست و بمعنی

حقیقتاً فتح جیسے کہ مُشک کی شکستی بظاہر شکستی ہے اور حقیقتاً اس کے

درست کردن ست مُشکی اُورا و تکمیل فوائد اُوست

مُشک پن کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کے فائدوں کو مکمل کرنا ہے

وقت برکشت حدیبیہ رسول

حدیبیہ سے واپسی پر رسول

ناگہاں ۳ اندر حق شمع رسل

رسولوں کی شمع کے حق میں اچانک

آمدش پیغام از دولت کہ رو

دولت کی جانب سے ان کو پیغام آیا کہ چلے جائیے

کاندریں خواری بنقدت فتہاست

اس ذلت میں آپ کی فوری فتوحات ہیں

نک فلاں قلعہ فلاں بقعہ تراست

یہ فلاں قلعہ فلاں علاقہ آپ کا ہے

۱۔ چوں نشان۔ مسلمان کی بے پرو

سلمانی اس کے ایمان کی علامت ہے

اور مومن کی شکست اس کے اعمال و

اخلاق کی اصلاح کر دیتی ہے۔ گرتو۔

مولانا مسلمانوں کی شکست میں مضمر

خوبی کو ایک مثال سے سمجھاتے ہیں

کہ مُشک و عنبر کی ڈلی کو اگر توڑ دیا جائے

تو اس کی خوشبو زیادہ مہکے لگتی ہے۔

سُر۔ مہک۔ لٹ۔ سُر میں خُر۔ کافروں

کی شکست کی مثال یہ ہے کہ گدھے

کی لید کو اگر کرید دیا جائے تو اس کی

بدبو اور پھیل جاتی ہے۔ کہ گند۔

مسلمانوں کی شکست اور کافروں کی

شکست کو ایک سمجھنا ایسا ہے جیسے کہ

کوئی لید اور مُشک کو ایمانی اور پیشاب کو

یا اطلس اور ٹاٹ کو ایک سمجھے۔

ع اِنَّا فَخْنَا۔ مسلمانوں کی

شکست چونکہ مزید تقویت کا باعث

ہے اسی لئے قرآن نے حدیبیہ کی

ناکامی کو فتح قرار دیا تھا۔ حدیبیہ

آنحضرت اور صحابہ کی جماعت مدینہ

سے عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ سے

لئے روانہ ہوئی۔ مکہ کے قریب

حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔

مکہ کے کھلمکھ میں داخلہ سے منع

آئے تو حضور صلح کر کے بغیر عمرہ گئے

واپس آئے تھے صلح بظاہر مسلمانوں

کی شکست تھی لیکن حقیقتاً یہ فتح تھی

جیسے کہ آئندہ کے واقعات نے ثابت

کر دیا تھا۔

۳۔ ناگہاں۔ حدیبیہ سے ناکام

واپسی کو قرآن نے فتح مبین سے تعبیر

کیا ہے آمدش۔ حضور کو حکم ہوا کہ عمرہ

کے بغیر واپس ہو جائے اور اس ناکامی

سے شجاعت ہو۔ کہ گدھے کی لید کو

بہت سی فتوحات کا سبب بنے گی۔

۱۔ راز میں کائنات۔



۱۔ فقر یعنی قریظ اور نبی انصیر یہود کے دو قبیلے تھے جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھے ان کی معاہدہ شکنی کی وجہ سے آنحضرتؐ ان کو حدیبیہ کے واقعہ سے پہلے ہی چلا وطن کر چکے تھے نبی انصیر ۳۲ میں اور نبی قریظ ۵۰ میں فرقہ خندق کے فوراً بعد چلا وطن کر دیئے گئے تھے۔ حدیبیہ کا واقعہ یہاں کا ہے البتہ ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور خیبر میں حج ہولاب اگر مولانا کی مراد حج خیبر ہے تو مولانا کا فرمانا سیرت کی کتب کے مطابق ہے ورنہ مخالف ہے۔

۲۔ درناشد اگر فتوحات اور غنیمتیں نہ بھی ہوں تب بھی یہ جماعت وہ ہے جس کو رہنما کا وہ مقام حاصل ہے کہ جس میں بھی اسی طرح خوشگوار ہوتا ہے جس طرح خوشی حضرت راہبہ بصریہ نے فریلا کہ سالک کو رضا کا مقام اس حدت حاصل ہوتا ہے جبکہ غم بن اس کے لئے ایسا ہی خوشگوار ہو جیسا کہ خوشی بہر غم یعنی غم ان کو اس لئے خوشگوار نہیں ہے کہ وہ کسی خوشی کا پیش خیمہ ہے۔ قمر چاند ذات ان کو اس قدر پیدنی ہوئی ہے کہ اس کے زوہل اور تخت شاہی حاصل ہو جانے سے ڈرتے ہیں۔ وہ فقیری نہ یہ لوگ فقر میں شہنشاہی اور خرمی میں باد کے لطف اٹھا۔ تہ ہیں۔ ہر جگہ جگہ کنوئیں کی گہری میں ان کو میت حق حاصل ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر ہے۔

۳۔ تفسیر۔ اس حدیث کی تفسیر سے مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل معیت حق سے بے نیچائی نیچائی میں خود کوئی فضیلت اور بڑائی نہیں ہے۔ معراج یونس۔ حضرت یونس کو پھنسی

ہنگر! آخر چونکہ وا گردید تفت
دیکھ جب وہ جلدی سے واپس آئے
قلعہ ہام گرداں دو بقعہا
ان دونوں کے علاقوں کے آس پاس کے قلعے بھی
ورنہ باشد آں تو ہنگر کایں فریق
اگر یہ بھی نہ ہو تو دیکھ لے یہ لوگ
زہر خواری را چو شکرمی خوردند
وہ ذلت کے زہر کو شکر کی طرح کھاتے ہیں
بہر عین غم نہ از بہر فرج
صرف غم کے لئے نہ کہ خوشی کے لئے
آنچنان شاداند اند قعر چاہ
وہ کنوئیں کی گہری میں ایسے خوش ہیں
در فقیری ہر یکے صد شہر یار
ہر ایک فقیری میں سینکڑوں شاہوں کی طرح ہے
ہر کجا دلیر بود خود ہم نشین
جہاں کہیں محبوب خود ساتھی ہو

بر قریظہ بر نصیر ازوے چہ رفت
ان کی جانب سے قریظہ اور نصیر پر کیا گزری
شد مسلم وز غنائم نفعہا
فتح ہو گئے اور غنیمتوں کے سبب نفعے ہوئے
برغم ورنج اند مقنون و عشیق
رنج و غم کے شیدا اور فریفتہ ہیں
خار غمہارا چو اشترمی چزند
غموں کے کانٹے کو لذت کی طرح چرتے ہیں
اس تافل پیش ایشاں چوں درج
یہ تنزل ان کے لئے مراتب کی طرح ہے
کہ بھی ترسند از تخت و گماہ
کہ تخت و تاج کے حاصل ہونے سے ڈرتے ہیں
در خزان فاقہ صد ہچو بہار
فاقے کی خرمی میں سینکڑوں بہاروں کی طرح ہے
فوق گردون ست نے زیر زمیں
وہ آسمان پر ہے نہ کہ زمین کے نیچے

تفسیر ۳ حدیث آنحضرت ﷺ کہ لَا تَفْضِلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى

آنحضرت ﷺ کی تفسیر کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو

گفت پیغمبر کہ معراج مرا
پیغمبر نے فریلا کہ میری معراج
آن من بر چرخ و آن اوشیب
حالانکہ میرا مقام آسمان پر اور ان کا مقام پستی میں ہے
قرب نے بالانہ پستی رفتن مست
قرب نہ ہو پر جانا ہے نہ نیچے جانا ہے
نیست بر معراج یونس اجتبا
یونس کی معراج سے پسندیدہ نہیں ہے
زانکہ قرب حق بر و نست از حسیب
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کا قرب اس حساب سے بالاتر ہے
قرب حق از حبس ہستی رستن مست
اللہ کا قرب وجود کی قید سے چھوٹتا ہے

کے پیٹ میں سندن کی گہری میں معراج حاصل ہوئی۔ آن من۔ حضور کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی۔ قرب حق۔ قرب حق حاصل ہوتے ہوئے بے نیچائی نیچائی کوئی چیز نہیں ہے۔ قرب اللہ تعالیٰ کا قرب بلندی اور پستی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ترک پستی سے ہوتا ہے۔

نیست اراچہ جائے بالایست وزیر
 فنایت کے لئے کیا اونچائی کیا نیچائی
 کارگاہِ بختِ حق در نیسی ست
 اللہ کے خزانہ کا کارخانہ فنایت میں ہے
 حاصل این اشکست ایشان اے کیا
 غلام یہ ہے اے بزرگ! ان کی شکست
 آنچنان شاداند در ذلک و تکلف
 وہ ذلت اور جہاں میں اس طرح خوش ہیں
 بزرگ بے برگی نہ از عاوست
 پوری بے سرد سامانی کا سامان اس کی جاگیر ہے
 آل کیے گفت ارخان مست آل فرید
 ایک نے کہا ' اگر وہ یکتا ایسا ہے
 چونکہ او مبدل شد ست و شادیش
 جبکہ اس کی تبدیلی ہو چکی ہے اور اس کی خوشی
 پس بقہر دشمنان چوں شاد شد
 تو وہ دشمنوں کے مطلوب ہونے سے کیوں خوش ہوا ہے؟
 شاد شد چہ جاش کہ بر شیران نر
 اس کی جلد خوش ہوئی کیونکہ بہادر شیروں پر
 پس بدستیم کو آزاد نیست
 تو ہم جان گئے کہ وہ آزاد نہیں ہے
 ورنہ چوں خند کہ اہل آن جہاں
 ورنہ کیوں ہنستا جبکہ اس جہاں والے
 اس ہی گفتند در زیر زباں
 وہ آہستہ سے یہ کہہ رہے تھے
 تا موکل نشود در ما جہد
 تاکہ سپاہی نہ سن لے اور ہم پر کوب پڑے

نیست دانے زود دانے دورست و دیر
 فنایت کے لئے نہ جلدی ہے نہ دور اور دیر ہے
 غرہ ہستی چہ دانی نیست چہ ست
 تو ہستی کے گاموں میں چلو کیا سمجھے کہ فنایت کیا ہے؟
 می نماید هیچ با اشکست ما
 ہماری شکست سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے
 بچو ما در وقت اقبال و شرف
 جس طرح ہم اقبال مندی اور بڑائی میں
 فقر و خواری افتخارست و علو ست
 فقر اور ذلت ' فقر اور بڑائی ہے
 چوں بخندید او چو مارا بستہ دید
 تو وہ کیوں ہنسا جبکہ اس نے ہمیں بندھا ہوا دیکھا؟
 نیست زس زندان وزس آزادیش
 اس قید اور اس آزادی سے متعلق نہیں ہے
 چوں ازس فتح و ظفر پر باد شد
 اس فتح اور کامیابی سے کیوں مغرور بنا ہے؟
 یافت آساں نصرت و دست و ظفر
 آسانی سے فتح اور قابو اور ظفر پالی
 جز بد نیاد لحوش و دل شاد نیست
 دنیا کے سوا کسی چیز سے خوش دلی اور مسرور نہیں ہے
 بر بد و نیک اند مشفق مہرباں
 اچھے اور برے پر مشفق اور مہربان ہیں
 آل اسیراں با ہم اند بحث آل
 وہ قیدی آپس میں اس کی بحث میں
 اس سخن در گوش آل سلطان نہد
 یہ بات اس بادشاہ کے کان میں رکھ دے

۱۔ نیست۔ جب مقام فنا
 حاصل ہو جائے تو زمان مکان کی لوری
 بخت سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔
 کارگاہ۔ فنایت۔ کے بعد اسرار
 خداوندی ظاہر ہوتے ہیں جو شخص
 ہستی میں پھنسا ہے وہ فنایت کو نہیں
 سمجھ سکتا۔ حاصل۔ یہاں سے مہربان
 قیدیوں کا مقولہ شروع ہوتا ہے انہوں
 نے کہا ہماری اور مسلمانوں کی شکست
 میں بہت فرق ہے آنچنان۔ وہ
 شکست میں بھی اس قدر خوش ہوتے
 ہیں جس طرح کہ ہم فتح میں۔
 بزرگ۔ بے سرد سامانی ان کا سامان
 ہے فقر اور ذلت میں فقر سمجھتے ہیں۔
 ۲۔ آل کیے آنحضرت کی فنایت
 بر اس شخص نے اعتراض کیا کہ اگر ان
 کو مقام فنایت حاصل ہے اور وہ اللہ
 کے مقرب ہیں تو ہماری جہاں پر کیوں
 خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں بالکل
 تبدیلی آگئی ہے اور ان کی خوشی ہماری
 قید اور جہاں آزادی سے متعلق نہیں ہے
 تو پھر ہمیں قید میں دیکھ کر کیوں غم
 اور اپنی کامیابی پر کیوں مغرور ہیں۔
 ۳۔ شاد شد۔ یقیناً ان کی خوشی اسی
 بنا پر ہے کہ ہم جیسے شیروں پر انہوں
 نے رخ پالی ہے۔ پس۔ اس بات
 سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہستی سے
 آزاد نہیں ہیں اور وہ ایک دنیا دار ہیں۔
 اہل آن جہاں۔ اللہ والے تو سب
 انسانوں پر مہربان ہوتے ہیں خواہ
 انسان بھلے ہوں یا برے ہوں۔
 اس۔ یہ باتیں وہ قیدی آہستہ آہستہ
 آپس میں کر رہے تھے تاکہ سپاہی نہ
 سن پائے۔

آگاہ! شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشان بر شہادت او
فشا ہن کی طعن زنی سے آنحضرت ﷺ کا واقف ہو جانا

رفت در گوشے کہ بدآں من لدن
اس کان میں پہنچ گئی جو کہ اللہ کی جانب سے تھا
آنکہ حفوظ بود یعقوبش شنید
اس نے جو محفوظ تھا اس کو یعقوب نے محسوس کیا
نشوند آں سر لوج غیب داں
غیب کے جاننے والے کی لوج کے راز کو نہیں سنتے ہیں
آمدہ سرگرد او گرداں شدہ
راہ آیا لہ اس نے ان کے گرد پھر لگائے
آں نہ کاگشتان او باشد دراز
نہ کہ وہ جس کی انگلیاں لمبی ہوں
کہ بہل دزدی ز احمد سرستاں
کہ چھٹی چھوڑ احمد سے راہ حاصل کر
ہیں بمسجد رو بجو رزق ماہ
خبردار! مسجد میں جا، اللہ سے روزی مانگ

گرچہ نشنید آں موکل این سخن
اگرچہ اس سپاہی نے یہ بات نہ سنی
یوئے پیراہان یوسف را ندید
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو نہ محسوس کی
آں شیاطین بر عنان آسمان
وہ شیاطین آسمان کی بلندی پر
آں محمد خفته و تکیہ زدہ
محمد سوتے ہوئے لہ تکیہ لگائے ہوئے ہیں
آں خور و حلوا کہ روزیش سست باز
حلوا وہ کھاتا ہے جس کی روزی کشادہ ہو
نجم ثاقب گشتہ حارِس دیوراں
نوشے والا ستارہ نگہبان اور شیطان کو بھاگنے والا بن گیا
اے دویدہ سوتے دکاں از پگاہ
اے صبح سے دکان کی جانب دوڑے ہوئے

فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیر آں اسیراں را

آنحضرت علیہ السلام کا ان قیدیوں کے دل کی بات سمجھ جانا

گفت آں تخدمہ نبوم از نبرد
فرمایا میرا بننا، جنگ کے معاملہ میں نہ تھا
مردہ کشتن نیست مردی پیش ما
مردے کو مارنا ہمارے نزدیک بہادری نہیں ہے
چونکہ من پافشرم اندر مصاف
جب میں میدان جنگ میں قدم جما لوں
من شمارا بستہ می دیدم چہیں
میں تمہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا

پس رسول آں گفت شاں را فہم کرد
پس رسول ان کی وہ گفتگو سمجھ گئے
مردہ اندایشاں و بوسیدہ فنا
وہ مردہ ہیں لہ فنا سے گلے ہوئے ہیں
خود کیند ایشان کہ مہ گرد و شگاف
وہ کیا ہیں، بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے
انگہے کا زاد بودید و مکیں
جس وقت کہ تم آزاد لہ مقیم تھے

۱۔ آگاہ آنحضرت نے ان کی یہ
خفیہ باتیں سن لیں اس لئے کہ آپ
کے کان اس جہان کے کان نہ تھے
بلکہ وہ خدائی کان تھے جن کے لئے
آہستہ بات اور بلند آواز کی بات
یکساں ہے۔ یوئے، جن لوگوں کو
قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے وہ
صفات حق سے متصف ہو جاتے
ہیں۔ حضرت یوسف کی قیصر کی
خوشبو اس محافظ کو نہ پہنچی جو قیصر کے لئے
جا رہا تھا، جو دور ہونے کے حضرت
یعقوب کو پہنچ گئی۔ آں شیاطین۔
لوج محفوظ کے سر شیاطین آسمانوں
پر پہنچ کر بھی نہیں سن پاتے ہیں
آنحضرت اپنی جگہ رکھتے ہوئے سن
لیتے تھے۔

۲۔ آں خور۔ یعنی حلوا دست
ہلائی سے نہیں ملتا ہے مقدر سے ملتا
ہے یہی حال امرا و خاندانی کا ہے۔
نجم ثاقب۔ جب شیاطین آسمانی
راہ معلوم کرنے کے لئے آسمان پر
چڑھتے ہیں تو ستارے ان پر ٹوٹتے
ہیں اور وہ ان کو بھگا دیتے ہیں۔ ز احمد
امرا و خاندانی حضور سے حاصل کرو۔
اے دویدہ، روزی دینے والا اللہ تعالیٰ
جس دکان نہیں پہنچتا اس سے روزی
مانگو۔

۳۔ فہم کرو۔ یعنی آنحضرت کو بطور
وحی کے ان کی گفتگو کا علم ہو گیا۔ نبرد۔
یعنی میں جنگ کے معاملہ میں نہیں
سکرا رہا تھا۔ مردہ۔ یعنی یہ کفار و
حقیقت مردہ ہیں لہ مردے کو مارنا
کوئی بہادری ہے کہیں پر خوشی کی۔ کا
کازلو۔ یعنی جبکہ وہ جنگی قیدی نہ تھے
لہ اپنے وطنوں میں مقیم تھے۔

اے! بنازیدہ بملک و خاندان
اے وہ جو سلطنت اور خاندان پر نازاں ہیں
نقشِ تن راتا قفاوا از بام طشت
جب سے جسم کا طشت بام سے گرا ہے
فنگرم در غورہ می بینم عیاں
میں انگور کا کچا خوشہ دیکھتا ہوں تو شراب دیکھ لیتا ہوں
ہنگرم سر عالمی بینم نہاں
میں عالم فریب کو دیکھتا ہوں تو ایک پوشیدہ جہاں دیکھ لیتا ہوں
من شمارا وقت ذرات اکت
میں نے تمہیں اکت کی چیزوں کے وقت
از حدوث آسمان بے عمد
بے ستون کے آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں
من شمارا سرنگوں می دیدہ ام
میں نے تمہیں لوندھا دیکھا ہے
نوندیدم تا کنم شادی بدال
میں نے نئی بات نہیں کہی کہ اس پر خوشی منادوں
بستہ ۳ قہر خشی وانگہ چہ قہر
مخفی قہر میں بندھے ہوئے پھر قہر بھی کیا؟
اس چنیں قندے پر از زہر اعدو
اگر دشمن زہر سے بھری ہوئی ایسی شکر
بانشاط آن زہری کردید نوش
تم خوشی سے وہ زہر پی رہے تھے
من نمی کردم غزا از بہر آن
میں اس لئے جہاد نہیں کرتا
کایں جہاں حیفہ است و مردارِ حیف
یہ دنیا مراد ہے اور سستا مردار

نزد عاقل اشرے بر نزد باں
یہ عقلمند کے نزدیک سیرھی پر لوث ہے
پیش چشم گلن آت آت گشت
ہر آنے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی ہے
ہنگرم در نیست شی بینم عیاں
میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھ لیتا ہوں
آدم و حوا نرستہ از جہاں
جبکہ آدم اور حوا دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے
دیدہ ام پاستہ و منکوس و پست
پابزنجیر اور لوندھا اور ذلیل دیکھا ہے
انچہ دانستہ بدم افزوں نشد
جو کچھ میں جان چکا تھا اس سے نہ بڑھا
پیش ازاں کز آب و گل پالیدہ ام
اس سے پہلے کہ میں نے آب و گل سے پرورش پائی ہے
ایں ہمی دیدم دراں اقبالِ تاں
یہ تو میں تمہارے مقصد میں دیکھ رہا تھا
قندمی خوردید دروئے درج زہر
تم شکر کھا رہے تھے اور اس میں زہر داخل تھا
خوش بنوشد چت خسد آید برو
خوشی سے کھائے تو اس پر کیا حسد ہو سکتا ہے؟
مرگ تاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش
تمہاری موت نے مخفی طور پر دونوں کان بند کر دیئے تھے
تا ظفر یاہم فرو گیرم جہاں
کہ فتح مند دنیا پر قبضہ کروں
بر چنیں مردار چوں باشم حریف
ایسے مردار پر میں کیسے لالچی بن سکتا ہوں؟

اے اسے خاندان اور سلطنت پر ناز
کرتا ایسا ہی تلخ پیدار ہے جس طرح
کہ لوث کا سیرھی پر نکاح۔ نقشِ تن
جب سے کہ میں جسم کی مارت سے
آزاد ہو گیا ہوں ہر آنے والے واقعہ کو
اس طرح دیکھ لیتا ہوں ہے کہ وہ
میرے سامنے ہے۔ ہنگرم ہنگور سے
بننے والی شراب کو اس کے کچے خوشہ
میں دیکھ لیتا ہوں۔ کسی چیز کے
معدم ہونے کی حالت میں اس کے
وجود کو دیکھ لیتا ہوں۔

۲ ہنگرم پہلے اشعار میں ہونے
والی باتوں کے بارے میں علم کی
وسعت کا بیان تھا اس شعر میں گزشتہ
واقعات پر علم کی وسعت کا بیان ہے
یعنی ازلی واقعات پر بھی میرا علم محیط
ہے۔ من شہلا ازل میں جبکہ حضرت
آدم کی پست سے ان کی اولاد کو
چوڑیوں کی شکل میں نکال کر ان سے
عہد اکت لیا گیا تھا میں نے اس
وقت تمہیں لوندھا دیکھ لیا تھا۔ از
حدوث۔ کائنات کے بارے میں جو
علم مجھے ازل میں حاصل ہوا تھا
کائنات کے وجود کے بعد اس میں
کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ من شہلا میں نے
اسے عالم ہوسوت میں آنے سے قبل
ہی تمہیں لوندھا دیکھا تھا۔ نوندیدم۔
تمہاری شکست میرے لئے کوئی نئی
بات نہیں ہے جس پر میں خسوں۔

۳ بستہ۔ میں نے ازل ہی میں
تمہیں قہر الہی میں مبتلا دیکھا تھا اور قہر
بھی ایسا جس کو تم مہر سمجھتے ہو۔ اس
چشم ساگر کی کا دامن وہ شکر کھائے
جس میں زہر ہو تو اس پر حسد کا کوئی
موضع نہیں ہے مرگ۔ تمہاری
روحانی موت ہے تمہارے کان
بہرے کر دیئے ہیں۔ من نمی کردم میرا
جہاد ملک گیری کے لئے نہیں ہے
کایں جہاں۔ اس دنیا کی مثل
سڑے ہوئے مردار کی ہی ہے

سنگ لے نیم تا پُرچم مُردہ کنم
میں کتا نہیں ہوں کہ مردگی دم کے بل تو چوں
زائے ہمیں کردم صفوف جنگ چاک
میں نے جنگ کے صفوں کو اس لئے چاک کیا ہے
زائے نمی بزم گلوہائے بشر
میں انسانوں کے گلے اس لئے نہیں کاٹتا ہوں
زائے ہمیں بزم گلوئے چند تا
میں چند انسانوں کا گلا اس لئے کاٹتا ہوں تاکہ

گرشما ۲ پروانہ وار از جہل خویش
اگر تم نے اپنی نادانی سے پروانوں کی طرح
من ہمیں رانم شمارا ہچمو مست
میں مست کی طرح تمہیں ہناتا ہوں
آنکہ خود را فتحہا پند اشتید
جس کو تم نے اپنی فتوحات سمجھا
یکد گر راجد جدی خواندید
تم ایک دوسرے کو بڑے سردار سے بلاتے تھے
قہر می کردید و اندر عین قہر
تم ظلم کرتے تھے اور عین ظلم میں

بیان آنکہ طاعنی در عین قہری مقہورست و در عین منصور می ماسور
اس کا بیان کہ سرکش عین غلبہ ہیں مغلوب ہے اور عین فتح مندگی میں قیدی ہے

دُزد قہر خولجہ کرد و زر کشید
چور نے خولجہ کو مغلوب کیا اور سونا اکٹھا کیا
گر ز خولجہ آں زماں بگر سخنے
اگر وہ اس وقت خولجہ کے پاس سے بھاگ جاتا
او دراں مشغول خود والی رسید
وہ اس میں مشغول تھا کہ خود حاکم آ گیا
کے برو والی خشر انکسختے
تو حاکم اس پر کب قیامت برپا کرتا؟



اس سے ملنے آ گیا۔ بگر سخنے اور دُزد خولجہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا تو حاکم کی مزا سے بچ جاتا اور مغلوب نہ ہوتا۔

۱۔ سنگ بچم۔ کتا مردہ کھاتا ہے
پُرچم۔ دم کے بال۔ عیسیٰ۔ میرا کام
لوگوں کو حیات ابدی عطا کرنا ہے
زوں۔ میرا جنگ کرنا بھی عالم سے
فساد کو رفع کرنے کے لئے ہے۔
بہرہ۔ میں اپنی شان و شوکت کے
لئے جہاد نہیں کرتا ہوں۔ گلوئے
چند۔ مسفدین کو ختم کر کے عالم میں
اسن پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

۲۔ گرشما۔ حدیث شریف ہے
مَنْ لِي كَسْفَل رَجُلٍ لَمْ يَسَوْفَ قَدْ نَارًا
فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَلَّ
لِنَفْسِهِ رَهْلِبَهُ التَّوَابِ اللّٰهُ يَفْعَلُ
لِي النَّارَ بَعْنَ فِيهَا وَجَلَّ يَحْجَرُ
هُنَّ وَيَغْلِبُهُ فَيَقْضِيَنَّ فِيهَا فَمَا
اَخَذَكُمْ يَحْجَرُكُمْ عَنِ النَّارِ وَتَقْتَمُ
تَقْضِيَنَّ فِيهَا۔ یعنی میری مثال اس
فحش کی سی ہے جس نے آگ روشن
کی پس جب آگ نے اپنا ماحول
روشن کر دیا تو پروانوں اور ان جانوروں
نے جو آگ میں گرتے ہیں اس میں
گنا شروع کر دیا اور آگ روشن
کرنے والے نے ان کو روکنا شروع
کر دیا اور وہ اس پر غالب آتے ہیں
پھر آگ میں جا گرتے ہیں۔ پس
میں تمہاری کمر پکڑتا ہوں کہ تم کو آگ
سے بھاؤں اور تم اس میں گھے پڑتے
ہو آنگ۔ جس کو تم اپنی فتح سمجھتے ہو۔
یہی تمہاری نخوت ہے تم ایک
دوسرے اور دوسرے کے منہ میں جانے
کی دعوت دیتے ہو۔

۳۔ قہری۔ کردید۔ یعنی تمہارا ظلم
خود اپنے اوپر ظلم تھا اور تم خود اس سے
مغلوب ہو۔ بیان اس مثال سے یہ
سمجھایا ہے کہ چور خولجہ کو مغلوب کر رہا
تھا اور اس میں خود اس کی مغلوبیت
تھی۔ ماسور۔ قیدی۔ والی۔ یعنی حاکم

۱۔ قاہری۔ چہرہ کا خوبہ پر غالب آنا
 ہی اس کی مغلوبیت کا سبب بن گیا۔
 سر لو۔ چہرے نے خوبہ کو گل کیا تھا اس
 کے بدلے میں حاکم نے اس کو گل کرا
 دیا۔ تو وہ قصاص جان کے بدلے
 میں جان لینا اسے کہ اللہ تعالیٰ
 قصداً کفار کو غلبہ عطا فرماتا ہے تاکہ
 وہ غلبے کے غرور میں مبتلا ہو کر جہل میں
 آجھنسیں۔ چہرہ غلبہ قاصد۔ یعنی
 قصداً منہزم پسپا۔

۲۔ ہیں۔ جبکہ غلبہ کا غرور جاہلی کا
 سبب بناتا ہے تو اس غرور میں مبتلا ہو کر
 پسپا کا پیچھا نہ کرنا چاہیے منہزم۔
 سرخوں تک کٹا۔ جوں۔ جب غلبہ
 کا لہو کدے کر تھے میدان میں لے
 آئے گے تو پھر تھوڑے رخت حمل ہوگا۔
 عقل۔ ایسا غلبہ خوشی کا سبب نہیں
 ہے بلکہ۔ سرم۔ فنون۔ ہنرمندیوں
 - زبون۔ حدیث شریف ہے۔ الا
 خیر نکم بغل الحجة کل ضعیف
 فنضعف لولا انفسو علی اللہ
 لا یزہ۔ یعنی کیا ہمیں مستحقوں کا پتہ نہ
 بتا دے ہر وہ کمرے جس نے کمزوری
 اختیار کی ہو وہ اللہ کے جہر سے تم
 کھائے تو اللہ اس کی قسم ضرور پھری کر
 دے گا۔

۳۔ از کمال۔ اہل جنت کی کمزوری
 کمال ہو چیدی اور اپنے افعال سے
 بدلتی کی بنا پر ہوتی ہے۔ کمزوری
 بھی عقل کی کمی سے آتی ہے بھی
 بزدلی کی وجہ سے بھی مذہب پر یقین
 نہ ہونے سے اہل جنت کی کمزوری
 ان وجوہ سے نہیں ہے ہر وہ
 حدیبیہ کے موقع پر میانوں کی ظاہری
 مغلوبیت اور کفار مکہ کے قلب کی
 حکمت قرآن پاک میں بیان کی
 فرمائی گئی ہے۔ ولولا رجال
 المؤمنون ونساء المؤمنات لم
 یظفروہم ان نظوہم فصبحکم منہم

قاہری ۱۔ دُز و مقہوریش بود
 چہ کا قلب اس کی مغلوبیت تھی
 غالبی بر خوبہ دام او شود
 خوبہ پر غلبہ اس کا جل بن جاتا ہے
 اے کہ تو بر خلق چیرہ گشتہ
 اے کہ تو مخلوق پر غالب آ گیا ہے
 آل بقاصد منہزم کردست شماں
 اس نے قصاص جان کو پسپا کیا ہے
 ہیں ۲۔ عنماں درکش پئے اس منہزم
 اس پسپا کا پیچھا کرنے سے باگ تھا
 چوں کشانندت بدیں شیوہ بدام
 جب تھے اس طریقہ پر جہل میں سمجھ لائیں گے
 عقل لایں غالب شدن کے گشتہ شلا
 اس غالب آنے سے عقل کب خوش ہوتی ہے؟
 تیز چشم آمد خرد پینائے پیش
 پیش بین عقل تیز آنکھوں والا ہے
 گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون
 پیغمبر نے فرمایا حکمتوں کی وجہ سے ہیں
 از کمال ۳۔ حزم و سوء انطن خویش
 پوری ہوشیاری اور اپنے ساتھ بدگئی کی وجہ سے ہے
 در فرہ وادان شنیدہ در کمون
 غلبہ دینے کے بدلے میں وہ پرہ سے ہوئے تھے

مفردۃ بغیر علیہم لیلہ جل اللہ فی رحمۃ من یشاء لو ترئلو العلینا البین کفرؤا منہم علیہا الیا اور اگر
 شہر کہ میں کچھ مسلمانوں مردوں مسلمانوں محمد میں نہ تو میں تو ان کے حال سے واقف نہ تھا اور تم ان کو پہل کر ڈالتے اور
 نادانستہ کون کی طرف سے نقصان پہنچ جاتا تھا ابھی سوال۔ کیسے کر دیا جاتا ہے خدا نے صلح حدیبیہ کے وقت اس حکمت سے
 لڑائی نہ دے دی کہ خدا اس عرصہ میں جس کو چاہتا تھا پندرت اسلام میں داخل کرے اگر کہہ کہ خدا نے مسلمان کہیں
 کوئل گئے ہوتے تو اول تک کو جس جس نے کفر کیا سب کو ہی ہذاک عذاب کی سزا دیتے۔ کمون۔ پرہ ٹھکنے کی جگہ۔

دست کوتاہی ز کفار لعین
ملعون کفار سے ہاتھ روکنا
قصہ عہد حدیبیہ بخوال
حدیبیہ کی صلح کا قصہ پر
نیز اندر ۲ غالی ہم خویش را
نلبے میں بھی اپنے آپ کو
مَارَمِيتَ اِذْ رَمِيتَ اَمْدَ خَطَابِ
تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا خطاب آیا
زائ نمی خدم من از زنجیر تاں
میں تہائی زنجیر سے اس لئے نہیں بنتا ہوں
زائ ہمی خدم کہ بازنجیر و غل
میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ زنجیر اور طوق کے ساتھ
اے عجب کز آتش بے زہنہار
کس قدر عجیب بات ہے کہ بے پنہ آگ سے
از سوئے دوزخ بزنجیر رگراں
بھاری زنجیر کے ساتھ دوزخ سے
ہر مقلد ۳ را دریں رہ نیک و بد
ہر مقلد کو اس راست میں اچھلتی سے یا بھلتی سے
جملہ در زنجیر نیم وا و تلا
سب خوف اور آزمائش کی زنجیر میں
می کشند اس را پیکار وار
اس راست پر جنگی طریقہ پر کھینچتے ہیں
جہد گن تانور تو رخشاں شو
جہدہ کر تاکہ تیری روشنی چمک اٹھے

۱ خلاص یعنی ان مومنوں کے چہرے
کے لئے جو کہ میں تمہیں تھے کفار
حدیبیہ کے بارے میں قرآن پاک
میں ہے وَ هُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَكُمْ
عَنْكُمْ وَ يُدَبِّدُكُمْ عَنْهُمْ بِطَلْحِ بْنِ
يَعْقُوبَ وَ لَقَدْ كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ لَمَّا
تَغْلَبُوْا بَاصِيْرًا۔ یعنی وہ خدا ہی تو ہے
جس نے تمہیں کافروں پر فتح دی پیچھے
ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور
تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا اور
اس وقت جو کچھ کرتے تھے کفار سب
دیکھتا تھا۔

۲ نیز اندر غلبہ کے وقت بھی
آنحضرت اپنے آپ کو عاجز سمجھتے تھے
اور غلبہ محض تائید خداوندی سے جانتے
تھے مَارَمِيتَ۔ جنگ بدر میں جبکہ
آنحضرت نے ایک مٹی مٹی چھین لی اور اس
کفار مغلوب ہوئے تو اس بارے
میں قرآن میں فرمایا اَلَيْدُ مَارَمِيتَ
اِذْ رَمِيتَ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ یعنی
جبکہ تم نے مٹی چھین لی تو تم نے نہیں
چھین لی اللہ تعالیٰ نے چھین لی۔ زائ۔
پہری کسی اس جہ سے نہ مٹی کہ تم پاپہ
زنجیر تھے خدم میں تو اس لئے بنا
تھا کہ میں تمہیں قید کر کے جنت کی
طرف لے جا رہا تھا اے عجب۔ اس
پر توجہ کر رہا تھا کہ باوجود دشمنی کے
تمہیں آگ سے بچا کر جنت کے
سبزہ زار میں لے جا رہا ہے۔

۳ ہر مقلد۔ جب تو قیامت شامل
حال ہوتی ہے تو وہ انسان کو خوشی باجبراً
وہ راست پر لے آتی ہے۔ جملہ
عام انسان خوف اور ڈر سے راہداریت
پر چلتے ہیں لہذا اللہ اپنی خوشی اور
بصیرت سے راہداریت پر چلے ہیں۔
پیکار وار۔ یعنی جبراً واقف۔ یعنی جن
کو بصیرت قلبی اور نور باطن حاصل ہو
کیا ہے۔ جہد کن۔ انسان جہاد



کرے تو اس کو نور باطنی حاصل ہو جاتا ہے جس سے راہداریت اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔

کو دکاں ارامی بری مکتب بزور
 تو بچوں کو کتب میں جبراً لے جاتا ہے
 چوں شود واقف بمکتب می وود
 جب وہ جان جاتا ہے کتب میں دھا جاتا ہے
 می رود کو دک بمکتب پیچ پیچ
 بچ کتب میں پیچ و تاب سے جاتا ہے
 چوں کند در کیسہ دانگے دست مزد
 جب ایک دانگ مزدی حیلی میں ڈال لیتا ہے
 جہد کن تا مزد طاعت در رسد
 کوشش کر تاکہ بندگی کی مزدوری مل جائے
 ایتیا کرہ مقلد گشتہ را
 مقلدوں کے لئے تم دونوں جبراً آؤ ہے
 ایں محبت حق زہیر ۲ علیہ
 یہ خدا کا دست کسی فرض سے ہے
 ایں محبت دایہ لیک از بہر شیر
 یہ تا کا عشق ہے لیکن وہ کی خاطر
 طفل را از حسن او آگاہ نے
 بچے کو اس کے حسن سے واقف نہیں ہے
 واں دگر خود عاشق دایہ بود
 اورا خود تا کا عاشق ہوتا ہے
 پس ۳ محبت حق باتید و بترس
 لالچ اور ڈر سے اللہ کا دست
 واں محبت حق زہیر حق کجاست
 وہ اللہ کے کئے اللہ کا دست کہاں ہے
 گر چہ نہیں دگر چہل چہل طالب مست
 خواہ ایسا ہے خواہ دیا ہے جبکہ وہ طلب گار ہے

زانکہ ہستند از فوائد چشم کور
 اس لئے کہ وہ فائدوں سے اندھے ہیں
 جانش از رفتن شکفتہ می شود
 اس کی مدح جانے سے کھلتی ہے
 چوں ندید از مزد کار خویش پیچ
 کیونکہ اس نے اپنے کام کا کوئی پیمانہ نہیں دیکھا ہے
 انگہے بخواب گرد شب چو دزد
 تب چھ کی طرح رات کو جاگتا ہے
 بر مطعیاں انگہت آید حسد
 تب تجھے فرما رہوں پر حسد ہو گا
 ایتیا طوعاً صفا بسرشتہ را
 غلوں کی مرشتوں کے لئے طوعاً و صفا ہی ہے
 واں دگر را بے غرض خود خلعت
 اس دوسرے کی خود بے غرض دیتی ہے
 واں دگر دل دادہ بہر ایں سیر
 وہ دوسرا اس پرہم نقیض کا دلدادہ ہے
 غیر شیر اورا از و دخواہ نے
 اس کے دودھ کے علاوہ اس کو کچھ مرغوب نہیں ہے
 بے غرض در عشق یک رایہ بود
 بلا کسی غرض کے عشق میں ایک رائے ہوتا ہے
 فتر تقلید می خواند بدلس
 تقلید کی کتاب کو جس کے ساتھ پڑھ رہا ہے
 کہ ز اغراض وز علیتہا جداست
 جو غرضوں اور علیتوں سے جدا ہے
 جذب حق اورا سوائے حق جاؤب مست
 اللہ تعالیٰ کی کشش اس کو اللہ کی جانب کھینچنے والی ہے

۱ کو دکاں۔ مقلد۔ بچوں کی طرح
 ہیں جن کو اپنے عمل کی مزدوری نظر
 نہیں آتی ہے۔ چوں شود۔ جبکہ جب
 کتب جانے پر انعام ملے تو کتب
 کے جانے کی خوبی میں اس کی رات
 کی نیند اڑ جاتی ہے۔ تا مزد۔ اگر عمل کا
 ثواب آنکھوں سے نظر آنے لگے تو
 پھر عبادت گزروں کو دیکھ کر رشک
 آنے لگتا ہے۔ ایضا۔ مقلد کی اطاعت
 جبری ہے۔ اللہ صفا کی اطاعت دل و
 جان سے ہے۔

۲ زہیر علیہ۔ مقلد کی عبادت
 اپنی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔ واں دگر۔
 اللہ کی عبادت محض عشق کی بنیاد پر
 ہوتی ہے۔ ایں محبت۔ عام انسان کی
 مثال اس پیچ کی سی ہے جو اتنا سے
 دودھ کے لالچ میں محبت کرتا ہے۔
 واں دگر۔ بالغ مرد و عورت کے عشق کی
 بنیاد پر گردیدہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی
 مثال ہے۔

۳ پس۔ جو لوگ جنت کے لالچ
 یا دوزخ کے ڈر سے اللہ کے عاشق
 ہیں وہ تقلیدی ستن پڑھ رہے ہیں۔
 واں۔ ایسے عاشق جو شخص ذات کی وجہ
 سے اللہ کے عاشق ہوں اور ان کے
 عشق میں کوئی غرض نہ ہو۔ بہت نادر
 ہیں۔ گر چہ نہیں۔ عاشق خواہ مقلد ہو یا
 منظور دل والا اللہ ہی کی کشش اس کو
 اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

گر محبتِ حق بُود لِغَيْرِهِ كَرِيهٌ يَنْالُ دَائِمًا مِنْ خَيْرِهِ

خوہ ماہوی اللہ کے لئے اللہ کا دوست ہے تاکہ ہمیشہ اس کی خیر حاصل کرے

يَا مَحَبَّتُ حَقُّ يُوَدِّ لِعَيْنِهِ لَا سِوَاهُ خَائِفًا مِنْ يُنِيهِ

یا اس کی ذات کی وجہ سے اس کا دوست ہے وہ اس کے سوا کسی سے نہیں اس کے فراق سے ڈرتا ہے

ہر دو را این جستجو ہذاں سرست

یہ دو کی جستجوئیں کی جانب سے ہیں

اِسْ كَرَفَاتِي دَل زَاں دَلْبَرَسْت

یہ دل کی مجھری اس کی دلبر کی جانب سے ہے

جَذِبِ ۲ مَعشُوقٍ عَاشِقٍ رَا مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُهُ الْعَاشِقُ وَلَا يَرُجُوهُ

مَعشُوقِ كَا عَاشِقٍ كُو جَذِبَ كَرْنَا اِسْ طَرِيقَهُ پَر كُو عَاشِقُ نُو اِسْ كُو جَانَتَا هُو لُو نُو اَكَلِي اَمِيْدُ رَكْتَا هُو

وَلَا يَخْطُرُ بِبَالِهِ وَلَا يَظْهَرُ مِنْ ذَلِكَ الْجَذِبُ اَثَرٌ فِي الْعَاشِقِ

لُو نُو اِسْ كُو دَلِّ مِيں آتَا هُو لُو اِسْ كَشْشُ كَا اَثَرُ عَاشِقِ مِيں كَمُو ظَاهِرُ نِيْمِيں هُو تَا هُو

اِلَّا الْخَوْفُ الْمَمْزُوجُ بِالْيَاسِ مَعَ دَوَامِ الطَّلَبِ

سوائے خوف سے ملی ہوئی ملائسی کے مع طلب کی بیگلی کے

گر نبودے جذبِ آلِ عاشقِ نہاں

اگر اس عاشق کی پوشیدہ کشش ہوتی

کے دواں باز آمدے سوتے وطاق

وہ قید کی جانب کب بھاگا آتا؟

میلِ عاشقِ بادِ وصدِ طبلِ و نغیر

عاشق کا میلان و سونفادوں اور نغیروں کے ساتھ ہے

لیک عاجز شد بخاری ز انتظار

لیکن بخدی انتظار میں عاجز آ گیا ہے

تا کہ پیش از مرگ بیند روئے دوست

تاکہ مرنے سے پہلے محبوب کا چہرہ دیکھ لے

زانکہ دید دوست ست آبِ حیات

کیونکہ دوست کا دیدار آبِ حیات ہے

دوست نبود کہ نہ میوشش نہ برگ

وہ دوست نہ ہوگا کیونکہ نہ اس پر پھل ہیں نہ پتے

آمدیم اینجا کہ در صدرِ جہاں

ہم یہاں آ گئے کہ صدرِ جہاں میں

باشکیبا کے بدے او از فراق

وہ جدائی سے بے سیر کب ہوتا

میلِ ۳ معشوقاں نہانست و سیر

معشوقوں کا میلان پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے

یک حکایت ہست اینجا ز اعتبار

عبرت کے لئے یہاں ایک قصہ ہے

ترکِ آلِ کریم کو در جستجو ست

ہم نے وہ چھوڑ دیا کیونکہ وہ تلاش میں ہے

تا زہد از مرگ و یا بد او نجات

تاکہ موت سے چھٹکارا لے اور نجات حاصل کر لے

ہر کہ دید او نباشد دفعِ مرگ

جس کا دیدار موت کا ذمہ نہ ہو

۱۔ اگر خوہوہ عشق میں مقلد ہے

اور اس کی جنت کا امیدوار بن کر اس کا

عاشق بنا ہے خوہوہ اس کی ذات کا عشق

ہے اور وہ صرف اجہر سے ڈرتا ہے اور

صرف وصال کا طالب ہے دلوں کی

طلب منجاب اللہ ہے اور دلوں کا

عشق خدا کا پیدا کردہ ہے

۲۔ جذبِ معشوق۔ معشوق کی

کشش ایسی ہوتی ہے کہ عاشق کو وہ

محسوس نہیں ہوتی ہے اور عاشق میں

اس کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے

آمدیم۔ جبکہ معشوق عاشق کی کشش

کرتا ہے تو اب سنوں۔ بخدی کے

لئے اگر قصدِ جہاں معشوق کی طرف

سے کشش نہ ہوتی تو وہ بخدی عاشق

کیسے سزا کی طرف کھیلتا۔

۳۔ میلِ معشوقاں۔ میلان

دلوں طرف ہوتا ہے لیکن معشوق کا

پوشیدہ میلان ہوتا ہے اور عاشق کا کھلم

کھلا ہوتا ہے۔ ایک حکایت۔ اس

موقع پر ایک اور قصہ سننا چاہتا تھا

لیکن بخدی عاشق کو کب تک منتظر

رکھوں اس کی خواہش سے کہ موت

سے پہلے معشوق کا چہرہ دیکھ لے

تا کہ معشوق۔ کا دیدار آبِ حیات

ہے اس کے بعد موت نہیں آسکتی۔

ہر کہ جس معشوق کا دیدار موت کا

دافع نہ ہو وہ حاصلِ معشوق ہی نہیں

ہے۔

کلے آل کلاست لے مشتاقِ مست
 لے مست مشتاق! کام تو حاصل ہ ہے
 خُدا نشانِ صدقِ ایماں لے جواں
 لے جواں! ایماں کی چال کی علامت ہے
 گر خُدا ایماں تو لے جاں چُھیں
 لے جاں! اگر تیرا ایماں ایسا نہیں ہے
 ہر کہ اندک کار تو خُدا مرگِ دوست
 جس دوست کی موت تیرے کام میں ہو
 چوں کہراہت رفت آل خود مرگ نیست
 جب ناگہری ختم ہو گئی تو وہ موت ہی نہیں ہے
 چوں کہراہت رفت مُردن نفع شد
 جب ناگہری جاتی رہی موت مفید ہوئی
 دوست حقِ مست کسے و کش گفت او
 دوست اللہ ہے لہ وہ جس کو اللہ نے کہہ دیا ہے
 گوش دارا کنوں کہ عاشقِ میرسد
 اس سن ' کہ عاشق پہنچتا ہے

کانداں کلا رسد مرگت خوش مست
 کو اس کام میں اگر تجھے موت آجائے تو بہتر ہو
 آنکہ آید خوش تر امرگ اندراں
 کہ تجھے اس میں مر جانا اچھا لگے
 نیست کامل رو بجو اکمال دیں
 تو وہ کامل نہیں ' جا ایماں کی تکمیل چاہ
 بردل تو بے کراہت دوست دوست
 کسی ناگہری کے بغیر وہ تیرا دوست ہے
 صورتِ مرگِ مست و نقلاں کر نیست
 بظاہر موت ہے لہ حقیقتاً نقل ہوتا ہے
 پس درست آمد کہ مُردن دفع شد
 تو ثابت ہو گیا ' کہ موت دفع ہو گئی
 کہ توئی آن من و من آن تو
 کہ تو میرا لہ میں تیرا ہوں
 بستہ عاشقِ اورا بحبلِ مینِ حسد
 عشق نے اس کو موچ کی رسی سے باندھا ہے

۱۔ کار عشق کا صحیح کارنامہ تو یہی ہے کہ اس میں موت آجائے۔ شہد صحیح ایماں کی علامت یہی ہے کہ اس میں جان قربان کرنا اچھا معلوم ہو۔ گر خُدا تیرا ایماں میں یہ کیفیت نہیں چاہتا وہ تیرا ایماں ہے اس کی تکمیل کرنی چاہیے ہر کہ تم اپنا صحیح دوست اسی کو سمجھو گے جو تمہارے لئے جان دیدے۔

۲۔ چوں کہراہت۔ جبکہ وصال کے شوق میں مرنا آسان ہو جائے تو پھر وہ موت موت ہی نہیں ہے محض ایک نقل مکانی ہے۔ مردن دفع شد۔ موت تو ایک ناگہر چیز ہے جب ناگہری ختم ہو گئی تو موت موت نہ رہی دوست صحیح معنی میں تو دوست اللہ کا ہے لہذا دنیا میں دوست دوست ہے جو اللہ والا ہو۔ خُبل مینِ حسد۔ موچ کی رسی۔

۳۔ چوں بید۔ جب اس بخدا کی عاشق نے صدرِ جہاں کو دیکھا تو بے حس و حرکت ہو گیا اور خشک لکڑی کی طرح زمین پر گر پڑا لہذا سر سے پاؤں تک ٹھنڈا پڑ گیا۔ ہرچہ ہوش میں لانے کی سب تدبیریں بے کار ہوئیں۔ کارناہ۔ عاشق تو بونے معشوق سے ہوش میں آتا ہے۔

رسیدن بخاری عاشق در بندگی صدر جہاں

عاشق بخاری کا صدر جہاں کی خدمت میں پہنچنا

گو سیا پزیدش از سن مرغِ جاں
 گیا اس کے جسم سے مرغِ جاں پرواز کر گیا
 سر دشد از فرقِ سر تانا خنش
 سر کی ماتک سے اس کے ہاتھ تک ٹھنڈے پڑ گئے
 نے بخنبد و نے آمد در خطاب
 وہ نہ حرکت میں آیا نہ بولا
 جو کہ بونے آل شہِ باقر و نور
 اس پر شوکت لہ منور شاہ کی خوشبو کے علاوہ

چوں بید او چہرہ صدرِ جہاں
 جب اس نے صدرِ جہاں کا چہرہ دیکھا
 ہچو چوب خشک افتاد آل تنش
 اس کا جسم خشک لکڑی کی طرح گر پڑا
 ہرچہ کردند از بخور و از گلاب
 انہوں نے جو کچھ بھی دھونی لہ گلاب سے کیا
 کار ناوید در بخارا ہر بخور
 بخارا میں کوئی دھونی کا آم نہ ہوگی

شاہ اچوں دید آں مُز عفر رُوئے اُو
 بادشاہ نے جب اس کا زعفرانی چہرہ دیکھا
 گفت عاشق دوست جوید تیز واقفت
 بولا عاشق معشوق کو تیزی اور گرمی سے تلاش کرتا ہے
 عاشق تھی وَحَق آنست کُو
 تو اللہ کا عاشق ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ
 صد چو تو فانی ست پیش آں نظر
 اس کی نگاہ کے سامنے تجھ جیسے سیکندروں فانی ہیں
 سایہ ۲ و عاشقی بر آفتاب
 تو سایہ ہے اور سورج پر عاشق ہے
 چونکہ سر بر زرد مشرق قرص خور
 جبکہ سورج کی نکیانے مشرق سے سر نکلا

از در دل چونکہ عاشق آید دُروں
 دن کے دروازے سے جب عشق اند آ جاتا ہے
 پچھو شیرے خورد با آہو دو چار
 جیسے کہ شیر ہرن کے آنے سامنے ہوا
 پچھو زور پشہ پیش شند باد
 جیسے کہ چمچر کی طاقت تیز ہوا کے بالقابل

پس فرود آمد ز مرکب سُوئے اُو
 تو اس کی جانب سہلی سے اتر آیا
 چونکہ معشوق آمد آں عاشق بر رفت
 جب معشوق آیا وہ عاشق چلا گیا
 چوں بیاید از تو نبود تارِ مو
 جب آئے تو تیرے بدن کا بال بھی نہ رہے
 عاشقی بر نفی خود خوارجہ مگر
 اسے خوبیا شاید تو بھی اپنی فنا کا عاشق ہے
 شمس آید سایہ لا اگر دو شتاب
 سورج لگا ہے تو سایہ فوراً فنا ہو جاتا ہے
 بز ستارہ ملد و نوز شب اثر
 نہ کسی ستارے کا نشان رہا نہ رات کا
 عقل زحت خویش انداز و بروں
 عقل اپنا جیہ بستر باہر لا ذاتی ہے
 گشت آہو بیخبر افتاد زار
 تو ہر بہش ہو کر بحالت زار گرا
 فہم کن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالسَّاد
 سمجھ لے اور اللہ دہنگی کو زیادہ جانتا ہے

داو ۳ خواستن پشہ از دست باد حضرت سلیمان علیہ السلام
 پچھر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہمد میں ہوا کی فریاد کرنا
 وز سلیمان گشت پشہ داد خواہ
 اور پچھر نے حضرت سلیمان سے انصاف چاہا
 بر شیطین و آدمی زاد و پری
 شیطانوں اور انسانوں اور پریوں کا
 کیست آں گم گشتہ کش فہلت بگشت
 وہ کونسا گمراہ ہے جس کو آپ کی عنایت نے تلاش نہیں کیا

پشہ آمد از حدیقہ وز گیاہ
 باغ اور گھاٹوں سے پچھر آیا
 کائے سلیمان معدلت می گستری
 کہ اے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں
 مرغ و ماہی در پناہ عدل تست
 پرند اور مچھلیاں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں

۱۔ شاہ صفد جہاں نے جب اس کی یہ حالت اور اس کا زرد چہرہ دیکھا تو سہلی سے اتر کر اس کے پاس آیا۔ گفت۔ صد جہاں نے کہا عشق کا معاملہ بھی عجیب ہے عاشق معشوق کو ڈھونڈتا ہے اور اس کے سامنے آنے پر فنا ہو جاتا ہے۔ عاشق تھی۔ خدا کے عاشق کا بھی یہی حال ہونا چاہیے کہ عاشق کو فنا کا حصہ حاصل ہو۔ صد چلو۔ اپنی اس فنا کو بھی کچھ نہ سمجھ رہا ہزاروں فانی ہیں۔

۲۔ سایہ وصال کے وقت فنا لازمی ہے سایہ ہوا اور سورج پر عاشق ہو تو سورج کے نمودار ہوتے ہی سایہ غائب ہو جائے گا۔ چونکہ محبوب سورج ہے اور عاشق ستارہ اور شب ہے سورج کے نمودار ہونے سے شب اور ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور دل۔ عشق کا تقاضہ ہے جنون جنون اور عقل میں میرے پچھو شیرے عشق شیرے اور عقل ہرن سے پچھو زور۔ عشق تیز آمدگی ہے اور عقل پچھر ہے۔

۳۔ داو اس قصہ سے پچھر کی ہوا کے مابلہ میں بے بسی کو ظاہر کرنا ہے حدیقہ باغ سلیمان۔ حضرت سلیمان کی جن و انس پر حکومت تھی اور ہوا بھی ان کے حکم کے تابع تھی۔ کیست۔ تفصیل مشکل ہے مختصر یہ کہ ہر چیز آپ کے اہل کی طالب ہے۔

داد وہ اما کہ بس زاریم ما
 اما انصاف کیجئے کیجئے ہم عاجز ہیں
 مشکلات ہر ضعیفے از تو خل
 ہر کمزور کی نظیں آپ سے حل ہوتی ہیں
 شہرہ مادر ضعف و اشکتہ پری
 ہماری شہرت کمزوری اور نونے ہوئے پروں میں ہے
 اے تو در اطباق قدرت منتهی
 اے وہ کہ آپ قدرت کے مرتبوں کی انتہا پر ہیں
 داد وہ مارا از غم گن جدا
 ہمارا انصاف کیجئے غم سے جدا کر دیجئے
 پس سلیمان گفت لے انصاف جو
 تو حضرت سلیمان نے فرمایا اے انصاف کے طالب!
 کیست آن ظالم کہ از باد بروت
 وہ ظالم کون ہے کہ جس نے غم سے
 اے عجب در عہد ما ظالم کجاست
 تعجب ہے اہل زمانے میں ظالم کہاں ہے
 چونکہ ما زاریم ظلم آل روز مرد
 جب ہم پیدا ہوئے اس دن ظلم مر گیا
 چوں آمد نور ظلمت نیست شد
 جب نور آیا تاریکی معدوم ہوئی
 نک شیاطین کسب و خدمت میکنند
 یہ شیاطین کام لہ خدمت کر رہے ہیں
 اصل ظلم ظالمناں از دیو بود
 ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطان سے تھی
 ملک زان دادوست مارا گن فکان
 خدا کی قدرت کن فکان نے ہمیں ملک ہی لئے دیا ہے

بے نصیب از باغ و گلزاریم ما
 ہم باغ لہ چمن سے بے نصیب ہیں
 پشہ باشد در ضعیفی خود مثل
 پتھر خود کمزوری میں ضرب اٹل ہے
 شہرہ تو در لطف و مسکین پردری
 آپ کی شہرت مہربانی لہ غریب پردی میں ہے
 منتهی ما در کمی و گمراہی
 ہم کمزوری لہ گمراہی میں انتہا پر ہیں
 دستگیر اے دست تو دست خدا
 اسدہ کہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ہماری دستگیری کیجئے
 داد و انصاف از کہ میخواہی بگو
 بتا تو کس سے فریاد لہ انصاف چاہتا ہے؟
 ظلم کروست و خراشیدہ است روت
 ظلم کیا ہے لہ تیرا چہ زخمی کیا ہے؟
 کونہ اندر جس و در زنجیر ماست
 جو ہماری قید لہ زنجیر میں نہیں ہے؟
 پس بعہد ما کہ ظلمے پیش برود
 تو ہمارے زمانے میں کون ہے جس نے ظلم کیا ہے؟
 ظلم را ظلمت بود اصل و عضد
 ظلم کی اصل لہ بازو تاریکی ہے
 دیگران بستہ باصفادند و بند
 دوسرے بیڑوں لہ قید میں بندھے ہوئے ہیں
 دیو در بندست اتم چوں نمود
 شیطان بند ہے ظلم کیسے ہو؟
 تا نالد خلق سوائے آسمان
 تاکہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے

۱۔ داد۔ چھرنے ہوا کے ظلم کی یہ
 تفصیل کی کہ وہ ہی باغ و گلزار میں
 نہیں ٹھرنے دیتی۔ اطباق۔ طبق کی
 جمع سے مرتبہ یعنی آپ کو ہر چیز پر اٹلی
 سے اٹلی اقدار حاصل ہے لہ ہماری
 کمزوری لہ عقارت پر ب اٹل
 ہے۔

۲۔ اسد دست تو۔ نبی کا ہاتھ خدا کا
 ہاتھ ہے۔ باد بروت۔ غم و تکبر۔ کونہ
 حضرت سلیمان نے سرکش شیطانوں
 کو قید کر دیا تھا۔

۳۔ چوں۔ عدل نور ہے لہ ظلم
 تاریکی ہے۔ نک۔ شیاطین لہ جن
 حضرت سلیمان کی خدمت گہری
 کرتے تھے۔ دنگاں۔ جو سرکش
 ہے۔ قیدی ہیں اسفلا صدق کی جمع ہے
 بیڑی اس ظلم کا سرچشمہ شیاطین ہیں
 اور وہ قید ہیں۔ کن فکان۔ یعنی ہمار
 خداوندی۔

تا ببالا بر نیاید دودہا لے تاکہ وہیں ہو پر نہ جائیں
تاکہ لڑو عرش از نلہ تقیم تاکہ تقیم کی فریاد سے عرش نہ لرزے
تا نہاودیم از ممالک مذہبے اسی لئے ہم نے ممالک میں ایک قانون بتایا ہے
منگر اے مظلوم سُوئے آسمان اے مظلوم تو آسمان کی طرف نہ دیکھ
اے مظلوم تو آسمان کی طرف نہ دیکھ
گفت ۲ یقہ وادمن از دست باد چھرنے کہا میری فریاد ہوا کے ہاتھوں سے ہے
ماز ظلم او بہ تنگی اندریم ہم اس کے ظلم سے تنگی میں ہیں
ہم اس کے ظلم سے تنگی میں ہیں
ظلم او بر ما صریح ست و عیال اس کا ظلم ہم پر صاف اور کھلا ہوا ہے
او ما و انصاف ماستاں ازو اس سے ہمارا عدل اور انصاف کیجئے

امر کردن سلیمان علیہ اسلام یقہ مظلّم ۳ را
مظلّم چمر کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم دینا کہ مدی علیہ کو
پا حاضرِ خصم بدیوانِ حکم
پکھری میں حاضر کرے

پس سلیمان گفت اے زیبا دوی پھر حضرت سلیمان نے فرمایا اچھی سمجھنا ہٹالے
حق بمن گفت ست ہاں اے دادور حق بمن گفت ست ہاں اے دادور
انہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ خبر دے اے منصف انہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ خبر دے اے منصف
تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور
جب تک دونوں فریق پکھری میں نہ آجائیں جب تک دونوں فریق پکھری میں نہ آجائیں

۱ دودہا۔ یعنی مظلوموں کی فریادیں۔ تاکہ وہیں ہو پر نہ جائیں۔ ہوا علی مضرپ ہو جاتا ہے۔ عرش۔ مظلوم کی آہ عرش کو لرزادیتی ہے۔ مذہب۔ یعنی قانون انصاف۔ یارب۔ یعنی مظلوم کو فریاد میں یارب کہنا۔ آسمانی شدہ۔ شہد برحق اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔
۲ گفت۔ چھرنے کہا ہوانے ہم پر ظلم کیا ہے۔ خون۔ یعنی اپنا خون جگر پیچے ہیں۔ صریح۔ اس ظلم کے ثبوت کے لئے کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔
۳ مظلّم۔ ظلم سنے والا فریادی۔ دیوان۔ پکھری۔ مدی۔ ججینا ہٹ۔ مشو۔ یعنی مدی کا بیان مدعی کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔ تا نیاید۔ مدی اور مدعی دونوں کی یہ بات سننے سے حق واضح ہوتا ہے۔

خصم! تنہا گر بر آرد صد نصیر
 ایک فریق اگر سو چیچ پکا کرے
 من نیارم روز فرماں یافتن
 میں اللہ کے حکم سے من نہیں موڑ سکتا
 گفت قول تست بر بان درست
 اس نے کہا آپ کا فرمانا صحیح دلیل ہے
 بانگ زو آں شہ کہ اے بادِ صبا
 ان شہ نے آواز دی اے بادِ صبا
 ہیں مقابل شوخصمت زو برو
 خبر وہ اپنے مدی کے روبرو مقابل ہو جا
 باد چوں بشنید آمد تیز تیز
 ہوانے جب سنا وہ بہت تیز آئی
 پس سلیمان گفت اے پشہ کجا
 حضرت سلیمان نے فرمایا لو مجھ کہاں جاتا ہے
 گفت لشمرگ من از نو و اوست
 اس نے کہا ہے شہ اس کے وجود سے میری موت ہے
 او چو آمد من کجایا بم قرار
 جب وہ آگئی میں کہاں ٹھہروں؟
 چنیں جو یائے درگاہ خدا
 اسی طرح اللہ کے مبارک کی جستجو کرنے والا
 گرچہ وصلت بقا اند بقاست
 اگرچہ تیرا وہ وصل بقا ہوتا ہے
 سایہائے کہ بود جو یائے نور
 وہ سایے جو نور کے جویاں ہوں
 عقل کے ماند چو باشد سر وہ او
 عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اس کو جو میں لانا موجود ہو

ہاں وہاں بے خصم قول او مکیر
 خبر وہ خبردار! بغیر دوسرے فریق کے اس کی بات نہ مان
 خصم خود را رویا و رسوئے من
 مجھ اپنے مدی علیہ کو میرے پاس لا
 خصم من با دست و اودر حکم تست
 میرا مدی علیہ ہوا ہے لہذا وہ آپ کے حکم میں ہے
 پشہ افعال کرد از ظلمت بیا
 پشہ نے تیرے حکم کی شکایت کی ہے؟
 پاشش گوو بلکن دفع عدو
 اس کا جواب دے اور دشمن کی ممانعت کر
 پشہ بگرفت آں زما راہ گریز
 اس وقت پشہ نے راہ فرار اختیار کی
 باش تاہر ہر دوران من قضا
 ٹھہر تاکہ میں دونوں کا فیصلہ کروں
 خود سیاہ این روز من از دو اوست
 میرا یہ دن اس کے دھوئیں سے کالا ہے
 کو بر آرد از نہاد من و مار
 کیونکہ وہ مجھے بد ذاتی ہے
 چوں خدا آید شود جویندہ لا
 جب خدا آجاتا ہے وہ فنا کی جستجو کرتا ہے
 لیک ز اول آں بقا اندر قناست
 لیکن شروع میں وہ بقا فنا میں ہے
 نیست گرد چوں کند نورش ظہور
 فنا ہو جاتے ہیں جب اس کا نور ظاہر ہوتا ہے
 کل شیء ہالک الا وجہہ
 اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

۱۔ خصم۔ مدعا علیہ کی غیر حاضری
 میں مدعی کے قول پر فیصلہ نہیں کیا جا
 سکتا۔ من نیارم۔ چونکہ فریقین کی
 موجودگی ضروری ہے تو مدعا علیہ کو حاضر
 کر۔ گفت۔ پشہ نے حضرت
 سلیمان کی بات تسلیم کرتے ہوئے
 عرض کیا کہ مدعا علیہ آپ کے زیر فرمان
 ہے اس کو حاضری کا حکم دیدیتے
 ہانگ زو۔ حضرت سلیمان نے ہوا کو
 طلب کر لیا۔ زو گریز۔ جب
 ہوا تیزی سے چلی پشہ بھاگ نکلا۔
 ۲۔ پس سلیمان۔ حضرت سلیمان
 نے پشہ سے کہا تو یہاں ٹھہر تاکہ
 دونوں کی موجودگی میں فیصلہ کیا جا
 سکے۔ ہوا۔ اس کا وجود و ہوا۔
 یعنی اس کا ظہور نہاد۔ بنیاد اصل۔
 و مار۔ ہلاکت۔ چنیں۔ جس طرح ہوا
 کا وجود پشہ کی فنا ہے اسی طرح اصل
 حق و اصل کی فنا ہے۔
 ۳۔ گرچہ وصل سے اگرچہ بقا
 باللہ حاصل ہوتی ہے لیکن اس سے
 پہلے مقام فنا طے کرنا پڑتا ہے۔
 سایہائے۔ ممکن کا وجود عقل اور سایہ
 ہے ذات باری نور ہے نور کے ظہور
 کے وقت سایہ معدوم ہو جاتا ہے۔
 سر وہ۔ جو میں اانے والا۔ کسل
 شہ۔ ذات باری کے علاوہ ہر شے
 فنا ہے۔

ہاںک آدیش و جہش ہست نیست ہستی اندر نیستی خود طرف ایست
 اس کی ذلت کے سامنے یہ فانی فانی اور ہاتی ہے
 اندریں محضر خرد ہا شد ز دست چوں قلم اینجا رسیدہ شد شکست
 اس مقام میں عقلیں ہاتھ سے جلتی رہیں جب قلم اس جگہ پہنچا ٹوٹ گیا

نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را تا بہوش باز آید
 معشوق کا اپنے بے ہوش عاشق کو نوازنا تاکہ وہ ہوش میں آ جائے

باز گرم جانب صدر جہاں در نوازش عاشق خود را نہاں
 میں پھر صدر جہاں کی طرف پلٹتا ہوں جو وہ پردہ عاشق کو نواز رہا ہے
 بر رخس می کرد اشک تر نثار اس کے چہرے پر تر آنسو نچھاور کر رہا تھا
 اس کا سر اٹھایا گو میں رکھا
 می کشید از متبہشی اش در بیاں
 اس کو بے ہوشی سے باتوں کی طرف لایا
 بانگ ز در گوش اوشہ کاے گدا
 شہ نے اس کے کان میں کہا ' اے فقیر!
 جان تو کاندہ فرام می طہید
 تیری جان جو میری جدائی میں تڑپ رہی تھی
 اے بدیدہ در فرام گرم و سرد
 اے وہ کہ جس نے میرے فراق میں گرم و سرد کیجھے
 مرغ خانہ اشترے را بے خرد
 گھریلو مرغ بے عقلی سے ایک لوت
 چوں بخانہ مرغ اشتر پانہاد
 جب مرغ کے ذہب پر لوت نے پاؤں رکھا
 خانہ مرغ ست عقل و ہوش ما
 ہماری عقل اور ہوش مرغ کا ذہب ہے
 ہوش حضرت صاحب طالب ناطقہ خدا
 ہوش حضرت صاحب ہے جو اللہ کی لہنگی کا طالب ہے

۱۔ ہاںک آمد۔ فانی فی اللہ موجود بھی ہے معدوم بھی وہ اپنی ذلت کے اعتبار سے معدوم ہے اور چونکہ اس کو بقایا اللہ حاصل ہے اس لئے موجود ہے اس ہاںک میں ہستی اور نیستی کا اجتماع ان کو ہے۔ اندریں محضر۔ یعنی وجود و عدم کا اجتماع اور عظمت باری کا بیان۔ در نوازش۔ صدر جہاں وہ پردہ اس پر عنایت کر رہا تھا۔ بر رخس۔ اس بیہوش کے دستاروں پر صدر جہاں کے آنسو گر رہے تھے می کشید۔ اس کو بے ہوشی سے ہوش میں لارہا تھا تاکہ وہ باتیں کرنے لگے۔

۲۔ بانگ ز در صدر جہاں نے اس کے کان میں کہا کہ میں تیرا مطلب زرد لایا ہوں دامن پھیلا۔ جان تو فراق میں تیری جان بے چین تھی اب جبکہ میں مدد کو آیا ہوں تو وہ کیوں بھاگ گئی ہے۔

۳۔ مرغ۔ مولانا اب اس قصہ سے نتیجہ نکالتے ہیں اور اس سے پہلے سمجھاتے ہیں کہ انسان کے عشق خداوندی میں جہلا ہونے کی یہ مثال ہے کہ یا مرغ لوت کو اپنا مہمان بنالایا جب اس لوت نے اس کے گھر میں قدم رکھا تو گھر پران ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ یہی حال انسان اور عشق الہی کا ہے کہ جب وہ مہمان بن کر آتا ہے تو خانہ مرغ جو عقل و ہوش میں ہیں وہ ختم اور فنا ہو جاتے ہیں۔ ہوش صاحب۔ ہوش یا مثل حضرت صاحب کی سی ہے جس نے اللہ کی ناطقہ طلب کی اور عشق یا مثل ناطقہ کی ہے جس نے قوم کا گھاس پانی سب ختم کر دیا تھا۔



ناقہ چوں سر کرد اور آب و گلش
جب اس کے پانی اور مٹی میں ٹوٹی نے سر اهدا
کرد فصل عشق مانساں را فصول
عشق کی بڑائی نے انسان کو بیہوش بنا دیا
جلیل ست او اندر میں مشکل شکار
وہ اس مشکل شکار کے معاملے میں جہل ہے
کے کنار اندر کشیدے شیر را
وہ شیر کو بغل میں کب لیتا
ظالم ست او بر خود و بر جان خود
وہ اپنے اوپر اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے
جہل او مر علمہا را او ستلا
اس کی ناہانی علموں کی استلا ہے
دست او گرفت کایں رفتہ دمش
اس نے اس کا ہاتھ پکڑا کی اس کا گیا ہا سانس
چوں بمن زندہ شود آل مردہ تن
جب وہ مردہ جسم میرے ذریعہ سے زندہ ہوگا
من گنم اورا ازیں جاں محتشم
میں اسے اس جان سے معزز بناؤں گا
جان نامحرمنہ بیند روعے دوست
ناحرم جان دوست کو چہرہ نہیں دیکھ سکتی
در دم سے قصاب و اراں دوست را
میں قصاب کی طرح اس دوست میں پھونک بھرتا ہوں
گفت سے جان ر امیدہ از بلا
اس نے کہا اے مصیبت سے بھاگنے والی جان

نے گل آنجا ماندو نے جان و دلش
نہ وہاں مٹی رہی اور نہ اس کی جان اور دل
زیں فزوں جوئی ظلوم مست و جہول
اسی بڑھی ہوئی جستجو کی وجہ سے وہ بڑا ظالم اور جہال ہے
می گشد خرگوش شیرے در کنار
خرگوش شیرے کو بغل میں دباتا ہے
گر بدانتے و دیدے شیر را
اگر وہ شیر کو جان لیتا اور دیکھ لیتا
ظلم میں کز عدلہا گوئی برد
ظلم کو دیکھ جو انسانوں سے بازی جیت رہا ہے
ظلم او مر عدلہا را شد ریشاد
اس کا ظلم انسانوں کے لئے ہدایت ہے
آنگے آید کہ من دم بخشمش
اس وقت آئے گا جب میں اسے سانس بخشوں گا
جان من باشد کہ رو آرد بمن
وہ میری جان ہوگی جو میری طرف متوجہ ہوگی
جان کہ من بخشمش بہ بیند بخشمش
جو جان میں دوں گا وہ میری بخشش دیکھے گی
جو ہمان جاں کا وصل او از کوئے دوست
سوائے کس اس جان کے جس کی اصل اس کے کوچے کی ہے
تاہلد آل مغز نغزش پوست را
تاکہ اس کا نفیس مغز کھل کو چھوڑ دے
وصل را ما در کشادیم الصلا
ہم نے وصل کا دروازہ کھول دیا ہے موت ہے

۱۔ کہہ کر آن پاک میں ہے فنا
عَرْضًا الْأَمَّةَ عَلٰی السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ فَلَمَّ يَحْمِلْنَهَا وَاشْفَقْنَا
مِنْهَا وَحَمَلْنَا الْإِنْسَانَ بِهٖ كَانِ
ظَلَمْنَا جَهْلًا لَا يَمْنَعُ لَنَا
آسمانوں اور زمینوں پر پریشانی کی انہوں
نے اس کا اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس
سے ڈر گئے۔ انسان نے اس لمانت کو
اٹھالیا یقیناً وہ بڑا ظالم اور نہل تھا مولانا
نے اس شعر میں اس آیت کی طرف
اشعار کیا ہے اور لمانت سے عشق الہی
مر لویا ہے۔ جہل۔ انسان کی ناہانی تو
یہ ہے کہ وہ اس مشکل کام میں پھنس گیا
اور انسان اور عشق الہی میں جتلا ہونے
کی مثال یہ ہے کہ کوئی خرگوش شیرے کو
بغل میں اٹھانے کی کوشش کرے۔
ظالم است۔ عشق الہی کرنے میں
انسان ظالم ہے اور اپنے آپ کو فنا کرتا
ہے لیکن یہ ایسا ظلم ہے جو انسانوں
سے بڑھا ہوا ہے۔

۲۔ دست او صد جہاں نے اس
بیہوش کا ہاتھ پکڑ کر کہا کس کا سانس
تب لوٹے گا جب میں اس کو اس
عطا کروں گا۔ جہل۔ جب وہ
میرے سانس سے زندہ ہوگا تو پھر اس
کی روح میری طرف متوجہ ہوگی۔
بخشمش۔ میری عطا کردہ جان میں
میری اہلی بخششیں قبول کرنے کی
صلاحیت ہو گیا۔ جان نامحرمنہ اس کی
اہلی جان نامحرمنہ وہ میرا چہرہ نہیں
دیکھ سکتی تھی۔

۳۔ در دم۔ قصائی ذبح شدہ جانور
میں پھونک بھرتا ہے تاکہ گوشت
پوست سے جدا ہو جائے۔ صد جہاں
نے کہا میں بھی اس میں پھونک
بھروں گا تاکہ یہ آکاش بشریت سے
پاک ہو جائے۔ گفت۔ صد جہاں
نے اپنے وصل کا اعلان کر دیا۔



اے زہمتِ ما ہمارہ ہستیت

اے تیری ہستی ہمیشہ ہماری ہستی سے ہے
راز ہائے کہنہ میگویم شنو
پرانے راز کہتا ہوں

بر لبِ جوئے نہاں برمی دم
وہ بات مخفی نہر کے کنارے پر آتی ہے

بہر رازِ یفعل اللہ مایشا

اس راز کے لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے
اندک اندک مردہ جُمیدن گرفت

مردے نے تمہوڑا تمہوڑا بننا شروع کر دیا
سبزہ پوشد سر برآرد از فنا

سبزہ پہن لیتی ہے 'عدم' سے سر اٹھاتی ہے
یوسفال ز ایند رُخ چول آفتاب

آفتاب جیسے چہرے والے یوسفوں کو بھتا ہے
در رحم طاوس و مرغِ خوش سخن

رحم میں سور خوش اللہ بند
گلستاں شد بر خلیل خوش کلام

خوش کلام خلیل اللہ پر گلستان بن گئی
گشت از درہائے منکر ز امر ہو

اللہ کے حکم سے وہ خوفناک اڑھلا بن گئی
ناقہ کاں ناقہ ناقہ زاو زاو

اس ٹوٹی کو جتا جس نے ٹوٹی کو جتا
علیٰ زاو و بزاید دمبدم

عالم کو نہیں جتا کہ دمبدم جن رہی ہے
یکدو چرخے زد بخود اندر فنا

اس نے ایک وہ پار قص کیا کہ سجدے میں گر پڑا

اے خودِ ما بخودتی و مستیت

اے! ہمارا وجود تیری بے خودی اور مستی ہے
باتو بے لب این زماں من نو بنو

میں اس وقت تجھ سے بغیر ہونوں گے تازہ تازہ
زال کہ آل لبہا ازیں دم می رمد

کیونکہ وہ ہونٹ اس بات سے گریز کرتے ہیں
گوش بے گوش دریں دم برگشا

بے گوئی کے کان اس بات میں کھول
چول صلائے وصل بشیدن گرفت

جب وصل کی ہمت سنی شروع کی
نے کم از خاک ست کز عشوہ صبا

وہ مٹی سے گیا گزائیں ہے کہ باد صبا کے تازہ انداز سے
کم ز آب نطفہ نبود کز خطاب

وہ نطفہ سے کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے
کم ز باد سے کہ شد از امر گن

وہ ہوا سے کم نہیں ہے کہ وہ کن کے حکم سے بن گئی
کم ز نارے نیست کز امر سلام

وہ آگ سے کم نہیں کہ سلامتی کے حکم سے
کم ز چوبے نیست در دفع عدو

وہ لکڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی ممانعت کے لئے
کم ز سنگ کوہ نبود کزو لاد

وہ پہاڑ کے ٹھہرے کم نہیں جن سداوت کے طریقہ پر
زیں ہمہ بگذر نہ آل مایہ عدم

اس سب کو چھوڑ کیا عدم کی مادہ نے
بر جبید و بر طپید و شاد شاد

وہ کوہ اور اچھل پڑا 'لوہ خوشی خوشی

۱۔ اے خود۔ تیری مستی اور بیہوشی
ہماری ہے۔ ہے اور تیری ہستی ہماری
ہستی سے قائم ہے۔ ہاتو۔ اب میں
تجھے اسرار کی تعلیم دیتا ہوں۔ زانکہ
لیکن یہ اسرار مادی ہونوں سے نہیں
سنائے جاتے ہیں یہ باطنی اسرار
ہیں۔

۲۔ گوش۔ اب تو وہ کان کھول جو
ان کانوں کے علاوہ ہیں۔ بفعل۔
یعنی مشیتِ خداوندی کے اسرار۔
جُمیدن۔ یعنی یہ خوشخبری ان کمر دے
میں جان پڑنے لگی۔ نے کم۔
بہر حال یہ مدعاوش عاشق مٹی سے تو
گیا گزانا تھا جبکہ باد صبا کے کرشموں
سے اس میں جان پڑ جاتی ہے تو اس
میں معشوق کے غمزوں سے جان
کیوں نہ پڑتی۔ کم ز آب نطفہ نطفہ
مٹی، حکمِ خداوندی سے حسین ترین
بچے پیدا کرتا ہے۔

۳۔ کم زیادے مشہور ہے کہ
پرنسوں میں مذکر کی ہوا مونث کے رحم
میں پختی ہے جس سے نطفہ بنتا ہے۔
کم ز نارے۔ آگ نہیں آواز سے
حضرت ابراہیم پر لگوار بنی۔ کم ز
چوبے ایک کرشمہ سے حضرت موسیٰ
کا عصا اڑا دیا۔ کم ز سنگ۔ کرشمہ
خداوندی سے پتھر سے حضرت صالح
کی ٹوٹی پیدا ہو گئی۔ زیں ہم۔ ان
جزئیات کو چھوڑ سادے عالم کو دیکھ
ایک کرشمہ سے عدم سے وجود میں آ
گیا۔ بر جبید۔ غرضیکہ صد جہاں
کے کرشمہ سے وہ مدعاوش ہوش میں آ
گیا قص کرنے کا اور سجدے میں گر گیا۔

بشکفید از رُوئے او شاد شد در وصال از بند ہجر آزاد شد
وہ اس کا چہرہ دیکھ کر کل گیا اور خوش ہو گیا دل میں فراق کی قید سے آزاد ہو گیا

باخویش آمدن عاشق بیہوش و رُوئے باز آوردن
بے ہوش عاشق کا ہوش میں آنا اور معشوق کی تعریف

یہ ثنا و شکر معشوق

اور شکر کی طرف متوجہ ہونا

۱۔ گفت۔ اس مدہوش نے ہوش
میں آ کر صدر جہاں کو خطاب کیا اور کہا
آپ کی ذات میرے لئے عقدا ہو گئی
تھی خدا کا شکر ہے کہ وہ کوہ قاف سے
واپس آگئی۔ طواف۔ طواف کی جگہ۔
اے تو۔ آپ پر عشق عاشق ہے اور
آپ عشق کے محبوب ہیں۔ خلعت۔
شاہی عطا کا لباس۔ انعام۔ ریزن۔
یعنی منہ کا سرخ صفوت۔ یعنی قلب
کی صفائی۔ ز آرزو۔ یعنی اس آرزو
میں بیہوش ہوا ہوں کہ آپ کے کان کو
اپنا دوغم سنا سکوں۔

۲۔ آں سمعی۔ کان کے شوق میں
مدہوشی اس لئے طاری ہوئی تھی کہ
آپ کے کان کی مہربانیاں یاد آتی تھی
اصفائے۔ کان دھرنا۔ توجہ کرنا۔ عشوہ۔
میری ناقص جان جو مگر کرتی تھی وہ
میں آپ سے کہتا تھا اور آپ اس کو سن
لیتے تھے۔

۳۔ قلبہائے۔ معنوی احوال
آپ کو سنا تھا آپ ان کو صحیح احوال کی
طرح قبول کر لیتے تھے۔ حلما۔ میری
بتلونی حالت پر آپ ایسی بردباری
برتتے تھے کہ اس پر سینکڑوں
بردباریاں قربان ہیں۔ اولاً۔
بخار صدر جہاں سے اپنے احوال
بیان کرتا ہے۔ اول۔ یعنی میں اپنے
انجام و آغاز سے بے خبر ہو گیا۔

شکر کہ باز آمدی زان کوہ قاف
شکر ہے کہ تو کوہ قاف سے واپس آ گیا
اے تو عشق عشق و اے لخواہ عشق
اے وہ کہ تو عشق کا عشق اور عشق کا محبوب ہے
گوش خواہم کہ نہی بر روز نم
میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے منہ پر کان رکھ دیں
بندہ پرور گوش کن اقوال من
بندہ پرور یا میری باتیں بھی سن لیجئے
زارزوائے گوش تو ہو شرم پرید
آپ کے کان کی آرزو میں میرے ہوش اڑے ہیں
داں تبسمہائے جاں افزائے تو
وہ آپ کی جان بڑھانے والی مسکرائیں
عشوہ جان بد اندیش مرا
میری بلاندیش جان کے کمر کو سنا
پس پذیرفتی تو چوں نقد درست
کمرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کئے ہیں
حلما در پیش حلیت ذرہ
بہت سی تبدیلیاں آپ کی بردباری کے سائیکہ ہیں
اول و آخر بہ پیش من بجست
تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

گفتے عقداے حق جل بلطف
بولتا اے خدائی عقدا۔ جان کی طواف گاہ ہے

اے سرافیل نیامت گاہ عشق
اے عشق کے میدان حشر کے اسرائیل
اویس خلعت کہ خواہی دانم
سب سے پہلی خلعت جو آپ مجھے دیں
گرچہ میدانی بصفوت حال من
اگرچہ باہن کی منفی کی جسے آپ میرا حل جانتے ہیں

صد ہزاراں بار اے صدر فرید
اے یکتا صدرا لاکھوں بار
آں سمعی ۲ تو و آں اصفائے تو
وہ آپ کا سنا اور آپ کا کان دھرنا
آں نیوشیدن کم و پیش مرا
وہ میرے کم و پیش کو سنا

قلبہائے من کہ آں معلوم تست
میرے کھوئے سکے جو آپ جانتے تھے
بہر گستاخ و شوخ غرہ
ایک گستاخ اور شوخ ہے ہوئے کے لئے
اولاً بشنو کہ چوں ماندم ز شست
اولاً سنیئے کہ جب میں کند سے نکل گیا

تانیا بشنو تو اے صدرِ وِ دُورِ
 دہرے سینے ' اے محبوب صد
 ثلاثاً تا از تو بیروں رفتہ ام
 تیرے حب سے کہ میں آپ کے پاس سے بہر لگا ہوں
 رابعاً چوں سوخت ما را مزرعہ
 چوتھے جب میرا کھیت جل گیا
 خامساً در ہجرت اے صدرِ جہاں
 پانچویں ' اے صدر جہاں! تیرے فراق میں
 سادساً از شش جہت بے رُوئے تو
 چھٹے ' تیرے چہرے کے بغیر چھ جانبوں سے
 سابع از ثامن ندانم ضالہ ۲ ام
 مجھے ساتویں اٹھویں میں تیز نہ رہی میں گشودہ ہوں
 ہر کجایابی تو خون بر خاکہا
 زمینوں پر جہاں بھی آپ خون پائیں گے
 گفت رعدست وایں بانگ و حنین
 میری گفتگو اور یہ آواز اور دنا ' کڑک ہے
 من میان گفت و گریہ می تنم
 میں بولنے اور رونے کے درمیان کشمکش میں ہوں
 گر بگویم فوت می گردد بُکا
 اگر بتانا ہوں ' دنا چھوٹا ہے
 می ۳ فتد از دیدہ خون دل شہا
 اے شہا! آنکھوں سے دل کا خون بہ رہا ہے
 ایں بکفت و گریہ در شد آں نحیف
 یہ کہا اور وہ لافز رونے لگا
 از دلش چنداں بر آمد ہائے و ہو
 اس کے دل سے ایسی ہائے و ہو نکلی
 کہ بے جستم ترا ثانی نبود
 کہ میں نے بہت ڈھونڈا آپ کا کوئی ثانی نہ تھا
 گوینا ثلاث ثلاثہ گفتہ ام
 گویا کہ میں تین میں سے تیرے کا قاتل ہو گیا ہوں
 می ندانم خامسہ از رابعہ
 میں پانچویں کو چوتھے سے متاثر نہیں کر سکتا
 از حواسِ خمسہ بوم در زیاں
 میں پانچوں حواس سے ' نقصان میں تھا
 گوینا بارید بر من غم دو تو
 گویا مجھ پر دہرا غم برس
 خوں ہی گرید فلک از نالہ ام
 میرے رونے سے آسمان خون کے آنسو رہتا ہے
 پے بری باشد یقین از چشم ما
 کھوج لگا لیجئے وہ یقیناً ہماری آنکھ کا ہو گا
 زابر خواهد تلبارو بر زمیں
 وہ ابر سے چاہتا ہے کہ زمین پر پڑے
 یا بگریم یا بگویم چوں گنم
 رادوں یا بات کروں کیا کروں
 و ر بگویم چوں گنم شکر و شنہا
 اگر رادوں شکر یہ اور تعریف کیسے کروں
 ہیں چہ افتادست از دیدہ مرا
 دیکھ آنکھوں سے مجھ پر کیا اتنا پڑی ہے
 کہ بزد بگریست ہم دوں ہم شریف
 کہ اس پر بذیل بھی اور شریف بھی رونے لگا
 حلقہ کرد لیل بخارا گرد او
 کہ بخدا دلوں نے اس کے گرد حلقہ کر لیا

۱ وِ دُور۔ دست۔ ثالث ثلاثہ
 یعنی میں عیسائیوں کے شرک میں
 مبتلا ہو گیا۔ مزرعہ۔ یعنی اعمال کی
 کھیتی۔ خامسہ۔ یعنی اپنے حواس کھو
 بیٹھا۔

۲ ضالہ۔ بھٹکا ہوا۔ گفت۔ اس
 نے کہا کہ میری بات اور آواز اور بکا ہنزلہ
 کڑک کے ہے جو میری آنکھوں کے
 ابر سے آنسو بہانا چاہتی ہے۔ من
 میان۔ میں دنا ہوں تو زبانی شکرے
 سے محروم ہو جاتا ہوں ' شکوہ کرتا ہوں تو
 پھر رو نہیں سکتا۔

۳ می فتد۔ دیکھئے اب میری
 آنکھوں سے خون کے میری آنکھوں
 سے خون کے آنسو کرنے شروع ہو
 گئے ہیں۔ نحیف۔ لافز۔ دوں۔ کہینہ

خیرہ اگویاں خیرہ گریاں خیرہ خندہ
 بہت دلتے ہوئے بہت دتے ہوئے بہت ہستے ہوئے
 شہر ہم ہمرنگ اوشد اشک ریز
 شہر بھی آنسو بہاتے ہوئے اس جیسا ہو گیا
 آسمان میکفت آل دم باز میں
 اس وقت آسمان زمین سے کہہ رہا تھا
 عقل حیراں کہ چہ عشقت و چہ حال
 عقل حیراں ہی کہ عجب عشق ہے عجب حال ہے
 چرخ ۲ بر خواندہ قیامت نغمہ را
 آسمان نے قیامت نامہ پڑھ لیا ہے
 یا دو عالم عشق را بیگانگی
 عشق کو دلوں جہاں سے اجنبیت ہے
 سخت پہاں ست و پیدا حیرت
 وہ ایک سخت پوشیدہ چیز ہے جس کی حیرتی کھلی ہوئی ہے
 غیر ہفتادو دو ملت کیش او
 بہتر ملتوں کے علاوہ اس کا مذہب سے
 مطرب ۳ عشق اس زند وقت سماع
 عشق کا گویا سماع کے وقت یہ بجاتا ہے
 پس چہ باشد عشق دریائے عدم
 تو عشق کیا ہے فنا کا صیا ہے
 بندگی و سلطنت معلوم شد
 غلامی اور حکومت اگر محسوس ہوئی

مردوزن خرد و کلاں حیراں شدند
 مرد و عورت چھوٹے اور بڑے حیراں ہو گئے
 مردوزن در ہم شدہ چوں رستخیز
 قیامت کی طرف مرد و عورت گنڈے ہو گئے
 گر قیامت راندیدستی بہ میں
 اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی ہے تو دیکھ لے
 کہ فراق او عجب تریا وصال
 کہ اس میں ہجر زیادہ عجب خیر ہے یا وصل
 تا حجرہ بر دریدہ جلمہ را
 ککشاں نے کپڑے پھاڑ لئے ہیں
 اند و ہفتاد و دو دیوانگی
 اس میں بہتر دیوانگیاں ہیں
 جان سلطانان جاں در حسرت
 جہاں کے شہنشاہوں کی جان اس کی حسرت میں ہے
 تخت شاہاں تخت بندی پیش او
 اس کے سامنے شاہوں کا تخت کاٹھ کا ہے
 بندگی بند و خداوندی صداع
 غلامی قید اور آقا کی مدد سے ہے
 در شکستہ عقل را آنجا قدم
 وہاں عقل کے پاؤں شکستہ ہیں
 زیں دو پر وہ عاشقی مکتوم شد
 ان دلوں پر یوں میں عاشقی چھپ گئی

۱۔ خیرہ اس کی یہ حالت تھی
 کبھی شکوے کرتی کبھی روتا کبھی ہنستا
 ان جوانانہ حرکات پر سب حیراں تھے۔
 شہر۔ اس کی یہ حالت زلزلہ دیکھ کر پورا
 شہر رونے لگا۔ دخیل۔ قیامت کے
 میدان میں مردوزن سب باہم مخلط
 ہو جائیں گے۔ آسمان۔ آسمان زمین
 سے کہتا تھا کہ اگر قیامت نہ دیکھی ہو
 تو۔ اس کا نمونہ سے دیکھ لے کہ
 فراق۔ یعنی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس
 عاشق کا ہجر زیادہ صفاک ہے یا
 وصال زیادہ صفاک ہے۔

۲۔ چرخ۔ آسمان قیامت کا بیان
 پڑھ کر اس حالت پر اس کو مطرب کر رہا
 تھا۔ حجرہ۔ ککشاں۔ باد عالم۔ یہاں
 سے مولانا نے عشق کے صفات بیان
 کرنے شروع کئے ہیں یعنی عشق کے
 احوال دلوں جہاں کے احوال سے جدا
 ہیں۔ اند۔ دنیا کے ہر پاگل میں
 ایک قسم کی دیوانگی ہوتی ہے عاشق میں
 بہتر دیوانگیاں ہوتی ہیں۔ سخت۔ عشق
 خود ایک پوشیدہ چیز ہے لیکن اس کے
 آثار بہت کھلے ہوئے ہوتے ہیں
 انبیاء و جواہر پندہ یوں کہ اس کی تمنا
 کرتے رہے غیر ہفتادو عشق کا
 مسلک مذہب دنیا کے تمام مسلکوں
 اور مذہبوں سے جداگانہ ہے یہ شاہی
 تخت کو پاؤں کی بڑی خیال کرتا ہے۔
 تخت۔ بندہ چلنے سے قیدی کا
 پاؤں کاٹ میں پھسلا جاتا تھا۔

۳۔ مطرب۔ عشق عشق کی یہ صدا
 ہے کہ غلامی اس کے لئے قید ہے اور
 آقا کی اس کے لئے مدد ہے۔
 پس۔ ہم نے جو حال بیان کیا ہے تو
 عشق مجازی کی کیفیات میں اس کے
 عاشق خداوندی ہوتو اس کی صفات کو
 اس پر قیاس کر لو لیکن اس کے معاملے



میں عقل کام نہیں کرتی ہے لہذا قیاس بھی نہ کر سکو گے۔ بندگی۔ کوئی انسان بندگی اختیار کرتا ہے کوئی تخت سلطنت پسند کرتا
 ہے لیکن یہ دلوں ہاتھ عشق کے لئے پروردہ حیات میں عشق ان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

تاز مَستاں پروہا بر داشتے
 تاکہ عاشقوں کے پروے اٹھا۔ دتا
 پروہ دیگر برُو بستی پداں
 سمجھ لے اس پر ایک ہمرا پروہ تو نے ڈال دیا
 خون بخوں شستن محالست و محال
 خون کو خون سے دھوا محال ہ محال ہے
 روز و شب اندر قفص درمی دم
 دن رات پنجرے میں پھونک بھر رہا ہوں
 دوش ایجاں برجہ پہلو خفتہ
 اے جان! تو کل رات کس پہلو پر سوئی تھی؟
 اولاً برجہ طلب کن محرمے
 پہلے اٹھ کسی محرم راز کو تلاش کر
 اللہ اللہ اشترے برزرو ہاں
 اللہ اللہ گویا بیڑی پر لٹت ہے
 یا جمیل اشتر خواند آسماں
 آسمان پکارتا ہے اے عمدہ پروہ پوشی کرنے والے
 تاہمی پوشیش او پیدا خرست
 کہ تو اس کو چھپاتا ہے وہ زیادہ ظاہر ہے
 سر برآرد چوں علم کاینک منم
 وہ عشق جھنڈے کی طرح سر اٹھاتا ہے کہ میں رہوں
 کائے مدغ چوش می پوشی بیوش
 اے بدو! تو اس کو کیسے چھپاتا ہے چھپا

کاشکے لہ مستی زبانی داشتے
 کاش عشق زبان رکھتا
 ہرچہ گوئی آیدم ہستی ازاں
 اے انسانی وجود کی گفتگو تو جو کچھ بتاتی ہے
 آفت ادراک آں قال ست و حال
 اس عشق کے علم کے لئے قول اور حال جابجی ہے
 من ۲ چوبا سودا یانش محرم
 میں چونکہ اس عشق کے سودا یوں کا محرم راز ہوں
 سخت و مست و بخود و آشفته
 تو بہت ست اور مہوش اور پریشان ہے
 ہاں وہاں ہمشدار بر ناری دے
 خبر دہا خبر دہا سانس نہ لے
 عاشق و مستی و بکشاہ زباں
 تو عاشق اور مست ہے اور زبان کھولے ہوئے ہے
 چوں ۳ زراز و ناز او گوید زباں
 جب زبان اس عشق کا راز اور انداز بیان کرتی ہے
 سترچہ در پیشم و پنبہ آذرست
 پروہ پوشی کیسی لہن اور دہلی میں آگ ہے
 چوں بکوشم تا برش پنہاں کنم
 میں جب کوشش کرتا ہوں کہ اس عشق کے دہلی کی چھپوٹوں
 رعم انعم گیر دم ناگہ دو گوش
 وہ عشق میری دہلی کے لئے میرے دہلیوں کا پکارتا ہے

۱ کاشکے۔ کوئی دھرا عشق کی
 حقیقت نہیں بیان کر سکتا اگر عشق کے
 خود زبان ہوتی تو وہ اپنا اور عاشقوں کا
 حال بیان کر سکتا ہرچہ گوئی۔ انسان
 عشق کے جو لوصاف گناتا ہے اس
 سے اس کی معرفت کی بجائے اور
 جہالت پیدا ہوتی ہے آفت۔ انسان
 کا قول اور فعل تو اس کی حقیقت سمجھنے میں
 مانع ہے لہذا اس کے ذریعہ اس کی
 حقیقت کواضح کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ
 کوئی خون کو خون کے ذریعہ دھوئے۔

۲ من چہ مولانا فرماتے ہیں
 چونکہ میں عاشقوں کا محرم راز ہوں لہذا
 عشق کی حقیقت سمجھانے کی کوشش
 کرتا ہوں لیکن وہ کوشش لکی زبانوں
 ہے جس طرح پنجرے میں پھونک
 بھرتا زبانوں ہوتا ہے سخت۔ اب
 مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے
 فرماتے ہیں کہ تیرا عشق کی حقیقت کو
 بیان کرنے کا دعویٰ تیرے پرانہ
 خیال ہے جو شب کی بے چینی کے
 اثرات ہوتے ہیں۔ پہلے اپنے آپ
 کو تعبیر کرتے ہیں کہ عشق کی حقیقت
 کے بیان کو چھوٹے پہلے کوئی محرم تلاش کر
 بھر اس سے بات کرنا۔ ماری۔ نہ آری
 بعض کسوں میں ناہدے ہے۔
 عاشق۔ مولانا اپنے آپ کو فرماتے ہیں
 کہ عاشق اور مست ہے اور پھر زبان
 چلاتا ہے یہ تو اس قدر حیرت انگیز بات
 ہے جیسے کہ لٹ بیڑی پر چڑھے۔

۳ چوں۔ جب میری زبان عشق
 کے راز و انداز کا بیان شروع کرتی ہے تو
 آسمان خدا کو پکارتا کہ ان رازوں کے کھلی
 رہنے کی دعا کرتا ہے۔ جمیل اشتر۔
 بہترین پروہ پوش۔ ستر۔ عشق کے راز
 کو چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی
 چنگاری کو روٹی میں چھپائے۔ چوں



بکوشم۔ جب میں عشق کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور سر اٹھاتا ہے اور مجھے لیل کرنے کے لئے میرے دہلیوں کا
 پکار کر کہتا ہے کہ مجھے چھپا کر دیکھو کیسے چھپا سکتا ہے دم انعم۔ ناک کا خاک آلودہ ہوا لیل ہوتا۔

گویمش! رو گرچہ بر جو شیدہ
 میں اس سے کہتا ہوں جا تو اگرچہ جوش میں ہے
 گوید او محبوبوںِ تخب ست اس تم
 وہ کہتا ہے کہ میرا یہ جسم مکے میں مقید ہے
 گویمش زان پیش کہ گردی گرد
 میں اس سے کہتا ہوں اس سے پہلے کہ تو گردی ہو چھپ جا
 گوید از جام لطیف آشام من
 وہ کہتا ہے کہ میں لطیف آشام جام کے ذریعہ
 چوں بیاید شام و دزد جام من
 جب شام ہو جائے گی اور وہ میرا جام چائے گی
 زان عَرَب بہاد نام سے مُدام
 اسی لئے عربوں نے شراب کا نام عام رکھا ہے
 عشق جوشد بادہ تحقیق را
 عشق تخلیق کی شراب کو جوش دیتا ہے
 چوں بجوئی تو بتوفیق حسن
 جب تو اچھی توفیق کے ذریعہ سماں کرے گا
 چوں بیفزایدے توفیق را
 جب وہ عشق توفیق کی شراب کو بڑھاتا ہے
 آب گردد ساقی دہم مست آب
 پانی ساقی بن جاتا ہے اور پانی ہی مست بن جاتا ہے

بچھو جاں پیدائی و پوشیدہ
 تو جان کی طرح ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے
 چوں مے اندر بزم خنک میز نم
 شراب کی طرح میں مجلس میں تھیلیں بجاتا ہوں
 تانیاید آفت مستی برد
 تاکہ اس پر مستی کی مصیبت نہ آجائے
 یارِ روزم تا نمازِ شام من
 دن کا شام کی نماز تک تیرا ساتھی ہوں
 گویمش دادہ کہ نامہ شام من
 میں اس سے کہوں گا اور اس دینے کو کہ میری شام نہیں ہوتی ہے
 زانکہ سیری نیست مے خور رلمد ام
 کیونکہ شراب نوش کو کبھی سیری نہیں ہوتی ہے
 او بود ساقی نہاں صدیق را
 وہ دوست کے لئے مخفی ساقی ہوتا ہے
 ہادہ آب جاں یودا بریق تن
 تو شرابِ روح کے لئے آبِ حیات اور جسمِ باہم بن جائے گا
 قوت مے بشکند ابریق را
 شراب کی تیزی جام کو توڑ دیتی ہے
 خود بگو اللہ اعلم بالصواب
 خود کہہ دے اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے



اب مولانا نے پھر عشق کے لوصاف بیان کرنے شروع کر دیے ہیں فرماتے ہیں عشق ہی حقیقت تک پہنچاتا ہے اور وہ
 عشق عاشق کے لئے ساقی بنتا ہے۔ چوں بخوئی اگر تو اللہ کی توفیق سے عشق کی جستجو کرے گا تو وہ تیری روح کے لئے آب
 حیات کا کام کرے گا اور تیرا بدن اس کے لئے جام بن جائے گا۔

۳ چوں بفراید۔ جب عشق توفیق کی شراب کو جوش دے دیتا ہے تو پھر ابریق بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور وہ علائق جسمانی
 سے آزاد ہو جاتا ہے۔ آب گردد ساقی یہ کیفیت ہوگی کہ عشق اور عاشق معشوق میں اتحاد ہو جائے گا پانی اور ساقی اور مست
 ایک ہو جائیں گے خود گویا اگر تیری سمجھ میں آیا تھا نہ اتنے تو تو دینے کو اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دے۔

۱ گویمش۔ میں اس عشق سے
 کہتا ہوں کہ آپ کو جوش آ گیا ہے
 آپ اس وقت طے جائے اور خود
 آپ نے آپ کو پوشیدہ کر لیا ہے
 تو جان کی طرح پوشیدہ بھی ہیں اور
 ظاہر بھی۔ گوید وہ عشق کہتا ہے کہ میرا
 اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں
 ہے میری مثال اس شراب کی ہی ہے
 جو مکے میں مقید ہے اور اس کے آثار
 سر مخفل نہیں ہیں میں بھی روح میں
 مقید ہوں لیکن آثار کھلے ہوئے
 ہیں۔ خنک۔ تم۔ گویش میں اس
 عشق سے کہتا ہوں کہ مصیبت میں
 پھلنے سے پہلے چھپ جاؤ نہ میری
 ہستی کوئی ظلم ڈھائے گی اور مجھ پر
 مصیبت آجائے گی اور وہ میری
 مصیبت تیری مصیبت ہے گوید۔
 تو وہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ تم تو
 میرے لطیف جام سے سیراب ہو
 میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا تمہارے
 ذریعہ میری روحانی نہ ہوگی تم کم ظرف
 نہیں ہو کہ پی کر بہک جاؤ۔ روز یعنی
 زندگی۔ شام۔ یعنی موت کا وقت۔

۲ چوں بیاید۔ عشق نے شام تک
 ساتھ نہ چھوڑنے کی بات کہی تھی تو
 گو یا وہ شام کے بعد جدا ہو جائے گا
 اب مولانا فرماتے ہیں کہ شام کا وقت
 جب جام عشق کو مجھ سے جدا کرنے
 لگے گا تو میں اس سے کہوں گا کہ ابھی
 شام نہیں ہوئی ہے مجھ سے جام نہ
 چلے زان عرب۔ شراب کو عربی زبان
 میں مدام کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے
 کہ شرابی اس سے سیر نہیں ہوتا ہے اور
 اس کی بھٹکی کا خواہشمند رہتا ہے تو
 جب شراب ظاہری کی یہ مصیبت سے
 تو شراب عشق سے کہے سیری ہو سکتی
 ہے مدام۔ ہمیشہ عشق جوشد۔

پرتو اساقی ست کاند شیرہ رفت
شیرہ بر جوشید رقصا گشت نقت
ساقی کا عکس ہے جو شیرے میں پہنچا
شیرہ جوش ملنے لگا تیز باپنے لگا
اندیس معنی پرس آل خیرہ را
کہ چنیں کے دیدہ بودی شیرہ را
اس بیہوش سے یہ بات صیانت کر
توے شیرے کو ایسا بھی دیکھا تھا
بے تفکر پیش ہر دہندہ ہست
آنکہ باگر دندہ گروہندہ ہست
بغیر سوچے ہر جانے والے کے پیش نظر ہے
کہ ٹھوسے والے کے لئے کوئی گھمانے والا ہے

حکایت آل عاشق دراز باجر بسیار امتحاں

لے بجر والے بہت امتحان میں جتا عاشق کا قصہ

یک جوان نے برز نے مجنون بدست
روز و شب بخواب و بخور آمدست
ایک جوان ایک عورت پر عاشق ہوا تھا
شب و روز بغیر نیند اور بغیر کھائے رہتا تھا
بیدل شو ریدہ ہم مجنون دست
می نداش روزگار وصل دست
بے دل اور پریشان تیز دیوانہ اور مست
صل کا زمانہ اس کے ہاتھ نہ آتا تھا
بس شکنجہ کرد عشقش برز میں
خود چرا دا روز اول عشق کیں
اس کو عشق نے زمین پر شکنجے میں کس دیا تھا
عشق از اول چرا خونی بود
نہ معلوم عشق ابتدا ہی سے کیوں دشمنی رکھتا ہے
عشق شروع سے خونی کیوں ہوتا ہے؟
چوں فرستلے رسولے پیش زن
آں رسول از رشک گشتے راہزن
جب وہ عورت کے پاس کوئی قاصد بھیجتا
وہ قاصد رشک سے رقیب بن جاتا
ور بنوے زن نبشتے کا تبش
نامہ را تصحیف خواندے تا بش
اگر اس کا منشی عورت کو لکھتا
اس عورت کا نائب خط کو غلط پڑھ کر سناتا
ور صبا سے را پیک کردے در وفا
از غبارے تیرہ گشتے آل صبا
اگر وفا کے بارے میں وہ صبا کو قاصد بناتا
وہ صبا غبار سے کالی بڑ جلی
رُقعہ گر بر پر مرغی دُوختے
پد مرغ از نقت رُقعہ سُوختے
اگر وہ خط پرند کے پروں پر بیٹا
خط کی گری سے پرند کے پر جل جاتے

۱۔ پرتو گھوڑے کے شیرے کے تمام
خواس ساقی کا پرتو ہیں ساندیریں ساگر
کوئی انگار کرے تو اس سے صیانت
کر کہ گھوڑے کے شیرے میں یہ خواص
کہاں سے آئے ہیں ہیں۔ بے
تفکر۔ ہر انسان کھلے طور پر جانتا ہے
کہ کوئی کام کام کرنے والے کے
بغیر وجود میں نہیں آتا تو لامحلہ ایک
ذات ہے جو ان تمام چیزوں میں
متصرف ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ذات
ہے حکایت اس قصہ سے بھی یہ بتاتا
ہے کہ اسباب میں ہیبت بھی اللہ
تعالیٰ کے تصرف سے ہے ورنہ
اسباب خود کوئی چیز نہیں ہیں۔ یک
جوان نے ایک عورت پر عاشق
ہو گیا لیکن اس کو کسی طرح وصل میسر
نہ آتا تھا۔ بس شکنجہ عشق نے اس کو
طرح طرح کی سزا میں دی۔
۲۔ خود چرا عشق عاشق کس لئے
سناتا ہے تاکہ ہر بولواہوں حسن پرستی کو
شعرا نہ ہالے اور نالہ اس میدان کو
چھوڑ کر بھاگ جائے۔ چوں
فرستلے وہ عاشق کسی کو قاصد بناتا
تو وہ قاصد اس کا رقیب بن جاتا۔ اور
گر وہ پیام محبت تحریر کرنا بھیجتا تو اس
معتوق کا منشی اس کو غلطی پڑھ کر سناتا۔
۳۔ صبا اگر وہ صبا کے ذریعہ
پیغام بھیجتا تو وہ صبا اگر وہ بوجالی اور
صحیح پیغام نہ پہنچاتی۔ رقعہ اگر کوئی
کے پروں سے ہانڈھ کر خط بھیجتا تو
سورس سے کبوتر کے پر جل جاتے۔



لاہائے اچارہ را غیرت بہ بست
 تدبیر کے راستے غیرت نے بند کر دیے
 یود اول مونس غم انتظار
 پہلے انتظار غم کا ٹکسلا تھا
 گاہ گفتمے کایں بلائے بے دواست
 کبھی وہ کہتا کہ یہ لا علاج مرض ہے
 گاہ ہستی زو بر آوردے سرے
 کبھی ہستی اس میں سر اہدتی
 گاہ فریادش بگردوں بر شدے
 کبھی اس کی فریاد آسمان پر پہنچتی
 چونکہ بروے سرد گشتے اس نہاد
 جب یہ مزاج اس پر ٹھنڈا پڑ جاتا
 چونکہ بابے برگی غربت بساخت
 جبکہ مسافرت کی بے سرو سامانی سے اس نے ساز کیا
 خوشہائے فکرش بریکاہ شد
 اس کی فکر کے خوشے بغیر تھکے کے ہو گئے
 اے بسا طوطی گویائے تمش
 بہت سے طوطی کی طرح چپکنے والے خاموش ہیں
 رو بگور ستاں دے خامش نشین
 تھوڑی د کے لئے قبرستان میں جا خاموشی سے بیٹھ
 لیک اگر یگرنگ بینی خاک شاں
 لیکن اگر تو ان کی قبر کو یکساں دیکھتا ہے
 حتم و حتم زندگان یکساں یود
 زندوں کا گوشت اور چربی یکساں ہوتی ہے

لشکر اندیشہ را رایت شکست
 سوچ کے لشکر کا جھنڈا توڑ دیا
 آخرش بشکست کہ ہم انتظار
 آخر میں وہ درہم برہم ہو گیا کون انتظار بھی
 گاہ گفتمے نے حیات جان ماست
 کبھی کہتا نہیں ہماری جان کی زندگی ہے
 گاہ او از نیستی خوردے برے
 کبھی وہ نیستی کا پھل کھاتا
 گہ خیال دلبرش ہمدم بدے
 کبھی مشوق کا خیال اس کا ساتھی ہے
 جوش کر دے گرم چشمہ اتحاد
 اتحاد کا گرم چشمہ جوش ملتا
 برگ بے برگی بسوئے او بتاخت
 بے سرو سامانی کا سلمان اس کی طرف بڑھتا
 شبرداں را رہنما چوں ماہ شد
 وہ رات کے مسافروں کا چاند کی طرح رہنما ہو گیا
 اے بسا شیریں روان رو ترش
 بہت سے خوش و دل ٹٹلین ہیں
 آل خموشان سخن گورا ہمیں
 ان بولنے والے خاموشوں کو دیکھ
 نیست یکساں حالت چالاک شاں
 ان کی چالاک حالت یکساں نہیں ہے
 آل یکے غمگین و گر شاداں یود
 لیکن ایک غمگین اور خوش ہے

لاہائے غرضیکہ کوئی سب اور
 تدبیر کام نہ دیتی تھی اور پیغام رسانی
 کے جس قدر اسباب تھے وہ سب
 ناکارہ ہو گئے تھے۔ پورے پہلوں کے
 لئے مشوق کا انتظار غم کا مونس بنا ہوا
 تھا آخر میں وہ انتظار بھی ختم ہو گیا اور
 اس پر بالکل مایوسی طاری ہو گئی۔ گاہ
 گفتمے۔ کبھی وہ عشق کو بلانے بے
 دریاں سمجھتا کبھی کہتا کہ یہی تو مدار
 زندگی ہے۔

۲ گاہ ہستی۔ کبھی اس پر خوبی کا
 غلبہ ہوتا اور خواہشات پیدا ہوتیں کبھی
 بالکل فنا کا حجاب اختیار کرتا اور اپنے وجود کو
 بھلا بیٹھتا۔ کبھی تنہائی کی وحشت
 میں گریہ و زاری کرتا کبھی محبوب کے
 خیال سے دل بہلاتا۔ چونکہ کبھی
 اپنے وجود کو فراموش کر دیتا تو محبوب
 سے اتحاد کا چشمہ جو ٹھنڈے لگا۔
 چونکہ اب بے سرو سامانی اس کے
 لئے موجب راحت بن گئی تھی۔
 خوشہائے جنکس کا عشق خواہشات
 کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو
 وہ عاشقوں کا آئینہ بن گیا۔

۳ اے بسا۔ مولانا اہل اللہ اور
 مدعیان ولایت کا فرق سمجھتے ہیں
 بہت سے وہ لوگ بظاہر طوطی کی طرح
 خوش بیان ہیں لیکن ان کا باطن بالکل
 خاموش ہے کچھ وہ لوگ ہیں جن کی
 روح خوش و تروتازہ ہے بظاہر ترش و
 ہیں مد۔ حقیقی دلی اور بطنی کا
 ظاہر ایسا ہی یکساں ہے جس طرح
 کہ قبرستان کی قبریں یکساں ہیں اور
 حقیقت میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ
 مردوں میں ہے ہر قبر والے کی حالت
 جداگانہ ہے۔ حتم۔ مردوں میں کیا
 زندوں میں بھی بظاہر یکسانیت ہے
 لیکن اندرونی حالات مختلف ہیں۔



تو چہرہ دانی تانوشی قال شال

تو کیا سمجھے جب تک ان کی بات نہ سن لے

بشنوی از قال ہائے و ہوے را

تو زبان سے ہائے وہو کو سن لیتا ہے

نقش ما یکساں بھدہا متصف

پہلی صورتیں یکساں ہیں متضاحضات سے متصف ہیں

چنیں یکساں یود آوازہا

اسی طرح آوازیں بھی یکساں ہوتی ہیں

بانگ ۲ اسپاں بشنوی اندر مضاف

میدان جنگ میں تو گھیزوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از جھد و دیگر از تباط

ایک دشمنی سے ہے اور دوسری تعلق کی

ہر کہ دور از حلت ایشاں یود

جو ان کے احوال سے دور ہو

آں درختے جلد از زخم تبر

ایک درخت کھڑے کی چوٹ سے ہلتا ہے

بس غلط گشتم زدیک مردہ ریگ

میں بہت سی مرتبہ بیکار دیگ سے غلطی میں پڑ گیا

جوش ۳ و نوش ہر گست گوید بیا

تجھ سے ہر شخص کا جوش لورز اللہ کہتا ہے آجا

گرنداری دیدہائے رو شناس

اگر تو پہچاننے والی آنکھیں نہیں رکھتا ہے

آں دماغے کہ برال گلشن تند

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

زانکہ چہنہان ست بر تو حال شال

کیوں کہ تجھ پر ان کی حالت مخفی ہے

کے بہ بینی حلت صد توے را

تو سینکڑوں تہوں کی حالت کو کب دیکھ سکتا ہے

خاک ہم یکساں رواں شال مختلف

مٹی بھی یکساں ہیں ان کی رو سے مختلف ہیں

آں یکے پر درد و آں پر نازہا

ایک درد سے بھری ہے اور ایک نازوں سے بھری ہے

بانگ مرعائ بشنوی اندر مطاف

چکر کائے میں تو پرندوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از رنج و دیگر از نشاط

ایک رنج سے ہوتی ہے دوسری خوشی سے

پیشش آں آواز ہا یکساں یود

اس کے لئے وہ آوازیں یکساں ہوتی ہیں

واں درخت دیگر از باد سحر

دوسرا درخت صبح کی بھلا سے

زانکہ سر پوشیدہ میژو شید دیگ

کیونکہ دیگ منہ ڈھکے ہوئے جوش مار رہی تھی

جوش صدق و جوش تزویر و ریا

سچائی کا جوش اور طمع سازی اور ریا کا جوش

رو دماغے دست آور یو شناس

یا کوئی خوشبو پہچاننے والا دماغ حاصل کر

چشم یعقوبان ہمو روشن کند

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

۱۔ تو چہ دانی۔ انسان اور انسان میں

فرق جب ظاہر ہوتا ہے جب وہ بولتا

ہے بشنوی۔ بولنے سے بھی پوری

حقیقت واضح نہیں ہوتی ہے اصل

حالت کا پتہ لگانا مشکل ہے نقش۔

انسانوں کی صورتیں یکساں ہیں۔

لیکن اوصاف میں بہت فرق ہے جسم

یکساں ہیں رو سے مختلف ہیں۔

چنیں۔ آوازیں۔ بھی یکساں معلوم

ہوں گی لیکن ان آوازوں میں مخفی درد

اور نمانکیاں سے فرق ہے۔

۲۔ بانگ۔ گھیزوں اور چوٹیوں کی

آوازوں میں بھی یکسانیت ہوتی ہے

لیکن ان آوازوں کی باطن کی کیفیات

میں فرق ہے ہر کہ جو شخص اصل

حالت سے واقف نہ ہو گا وہ آوازوں کو

یکساں سمجھے گا۔ آں درخت۔ درختوں

کا ہلنا بھی یکساں ہے لیکن ایک کے

ہلنے کا سبب کھڑے کی چوٹ ہے

اور دوسرے کے ہلنے کا سبب بادِ صبا

سے بس غلط۔ سر پوش سے ڈھکی

ہوتی دیگ کے جوش مدنے سے صدمکا

ہوتا ہے۔

۳۔ جوش۔ ہر انسان کا جوش و خروش

تجھے دعوت دیتا ہے۔ گرنداری۔ اگر

انسان میں خود اقرار کرنے کی

حالت نہیں ہے تو کسی صاحب

بصیرت سے مشورہ کر لے۔ آں

دماغے۔ پہچاننے کے لئے اس آدمی

کا سہارا لے لے جو اس گلشن کا دماغ

رکھتا ہو اور وہ عاشقوں کا نور دیدہ ہو۔

یعقوبان۔ عاشقان۔



ہیں اے بگو احوال آں خستہ جگر کز بخاری دور ماندیم اے پسر
خبرداں اں خستہ جگر کے احوال بنا کیونکہ اے لڑکے! ہم بخاری سے دور جا پڑے

یا ہن عاشق معشوق را و بیان آنکہ جویندہ یا بندہ
عاشق کا معشوق کو پالینا اور اس کا بیان کو جستجو کرنے والا
یُود کہ مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَّ صَدَقَ رَسُولُ
پانے والا ہوتا ہے جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور کوشش کی اس نے اس کو
اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
پا لیا رسول اللہ ﷺ نے کچھ فرمایا ہے جو شخص ایک ذرہ کے وزن
خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ
کی نیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ براہ شکر کرے گا وہ اس کو دیکھے گا

۱۔ ہیں۔ اس قصہ کی جید سے ہم
بخاری کے قصہ سے دور بہ بڑے سبب
اس کا ذکر کرنا چاہیے۔ یا ہن۔ اس
قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حق
تعالیٰ اسباب ظاہری کے بغیر بھی
مقصد پورا فرمادیتا ہے اور عالم اسباب
میں سبب پیدا کرنے والا حق تعالیٰ
ہی ہے لیکن انسان کی کوشش شرط ہے
اور انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی
ہے۔ چوں خیال۔ یعنی اس کا وجود
ایک خیالی چیز بن گیا تھا۔ عاقبت۔
انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی
ہے۔

۲۔ چوں۔ محبوب کی جستجو میں جب
تم اس کے کوچے پر پھرنا دیکھو گے تو
ضرور اس کا دیدار کر لو گے چاہیں۔
مٹی کھودتے رہو گے تو کنویں سے
ضرور پانی نکل آئے گا۔ جملہ تمام
دنیا کا یہ عقیدہ ہے خواہ تو انکار کرے کہ
کھیتی کا پھل ضرور ملتا ہے اور جو پھل
بے ہوا کاٹتا ہے۔

۳۔ سنگ۔ لوہے پر پتھر مارو گے تو
سنت اللہ سے کہاں ستاگ پیدا ہو
جائے گی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اس کے
خلاف بہت کم ہوتا ہے۔ آنک۔ جو
بد بخت ہوتے ہیں وہ سنت الہی کو
پیش نظر نہیں رکھتے تاہم ان لوگوں باتوں
کی طرف حیا کرتے ہیں۔

کال جواں در جستجو بدہفت سال
وہ جوان سات سات سال تلاش میں رہا
سایہ حق بر سر بندہ یود
بندے پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے
گفت پیغمبر کہ چوں کوئی درے
پیغمبر نے فرمایا! جب تو صراطِ مستقیم کا
چوں ۲ نشینی بر سر کئی کسے
اگر تو کسی کے کوچے کے سرے پر بیٹھے گا
چوں زچا ہے میکنی ہر روز خاک
جب تو کنویں سے روز مٹی نکالے گا
جملہ دلتند این اگر تو نگروی
سب جانتے ہیں خواہ تو نہ مانے
سنگ ۳ آہن زروی آتش بجست
تو نے لوہے پر پتھر مارا آگ نکل
آنکہ روزی نیستش بخت و نجات
جس کا مقصد نصیب اور نجات نہیں ہے

از خیال وصل گشتہ چوں خیال
وصل کے خیال سے خیال کی طرح ہو گیا
عاقبت جویندہ یا بندہ یود
انجام کار تلاش کرنے والا پانے والا ہوتا ہے
عاقبت زال در بزوں آید سرے
انجام کار اس صراط سے سر باہر نکلے گا
عاقبت بنی تو ہم زہی کسے
انجام کار کسی کا چہرہ دیکھ لے گا
عاقبت اندر سی در آب پاک
انجام کار پاک پانی میں پہنچ جائے گا
ہر چه می کارش روزے بدروی
جو تو بونے گا ایک دن کائے گا
۰۔ ایں باشد در نہ باشد نادرست
یہ ہو گا اگر نہ ہو تو ہم ہے
ننگر و عقلش مگر دنا درات
اس کی عقل ہمہ کے ساتھ نہیں رکھتی ہے

کال افلاک گس کشت کرد روز نداشت

کہ اس فلاں نے کھیتی کی اور پھل نہ پلا

بلعم باعور و ابلیس لعین

بلعم باعور اور ملعون شیطان

صد ہزاراں ۲ انبیاء ور ہیراں

لاکھوں نبی اور راہبر

اسی دو راگید کہ تاریکی دہد

ان دو کو اس نے بجزا جو تاریکی پیدا کرتے ہیں

بس کسا کہ ناں خور و دل شاد او

بہت سے وہ ہیں کہ جو خوش دلی سے دینی کھاتے ہیں

پس تو اے ادبار رو ہم ناں مخور

تو اے منوں صحت تو بھی دینی نہ کھا

صد ہزاراں خلق تا نہامی خورند

لاکھوں انسان دینی کھاتے ہیں

تو بدال ۳ تاہر کجا افتادہ

تو اس ناہ میں کیوں مکس گیا

اسی جہاں پر آفتاب و نور ماہ

یہ دنیا ہو پ اور چاند کی روشنی سے بھری ہوئی ہے

کہ اگر حق ست پس کو روشنی

کہ اگر صحیح ہے تو روشنی کہاں ہے؟

جملہ عالم شرق و غرب آل نور یافت

شرق اور مغرب میں تمام جہاں نے نور محسوس کیا

چہ رہا گن رو با یوان و کرم

کنویں کو چھوڑ مہلات اور باغات میں جا

ہیں مگو کاینک فلانے کشت کرد

خبردار! یہ نہ کہہ کہ فلاں نے کھیتی کی

وال صدف برد و صدف گوہر نداشت

وہ سیپ لے گیا اور سیپ میں موتی نہ تھا

سود نامہ شاں عبادتہا و دین

ان کو عبادتیں اور دین مفید نہ پڑا

ناید اندر خاطر آں بد گماں

اس بدگمان کے دل میں نہ آئے

درویش ادبار جزاں کے نہند

بد نفسی اس کے دل میں اس کے علاوہ کیا رکھے؟

مرگ او گرود بگیرد در گلو

وہ فنا کی موت بنتی ہے اور ان کا گلا پڑتی ہے

تا نیفتی ہچو او در شور و شر

تا کہ اس کی طرح شور و شر میں مبتلا نہ ہو

زور می یابند و جاں می پرورند

طاقت حاصل کرتے ہیں اور جان کی پرورش کرتے ہیں

گر نہ محرومی و ابلہ زاوہ

اگر تو محروم اور بے قوف کا بچہ نہیں ہے

تو ہشتہ سر فرد بردہ بچاہ

تو سر کا لٹکائے ہوئے کنویں میں گھسا ہے

سر زچہ بردار و بنگر اے دنی

اے کینیا کنویں سے سر اٹھا اور دیکھ

تا تو در چاہی نخواید بر تو تافت

جب تک تو کنویں میں ہے وہ تجھ پر نہ چمکے گا

کم ستیز اینجا بدال کالج شووم

یہاں کج بختی نہ کر سمجھ لے چنا لو پین بختی ہے

در فلاں سال و ملخ کشتش بخورد

فلاں سال میں وہ ٹڈی اس کی کھیتی کھا گئی

۱۔ کال سادہ باتوں کی یہ مثالیں ان کے پیش نظر ہوئی ہیں کہ فلاں شخص نے کھیتی کی وہ حمل گئی اس کو کھنٹا اس نے صاف میں غوطہ لگایا سیپ نکلا اس میں موتی نہ نکلا بلعم اور شیطان نے عبادتیں کیں ان کی کھیتی فاقہ نہ ہو۔

۲۔ صد ہزاروں۔ وہ بد بخت لاکھوں انبیاء اور اولیاء کو نہیں دیکھتا کہ عبادت سے ان کو کتنے بڑے رتے ملے۔ اس دو۔ بلعم اور شیطان کو پکڑے ہوئے ہے یہ اس کی بد بختی کی علامت ہے بس کسا۔ ناہ اور اتفاقات کی مثالیں لاکر عبادتوں سے گریز کرتا ہے اگر ناہ ہی دلیل ہے تو اتفاقاً یہ بھی ہوا ہے کہ دینی کھانے سے انسان مرے تو دینی کھانا کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔

۳۔ تو بدال۔ تاہا لائق حالوں کو پیش رکھنا بڑی بد بختی ہے اس جہاں۔ ناہ چیزوں سے استدلال کرنے والے کی مثال ہے کہ عالم میں وہ پ اور چاندنی جیسی ہوئی ہو اور ایک شخص کنویں میں منہ جھکائے ان کا انکار کرتا ہے جملہ عالم اس کے لئے یہی جواب ہے کہ عالم تو نور سے بھرا ہے خود اس سے محروم ہے لکن شووم کج بختی اور حکمراہ لو پان بد بختی کی دلیل ہے۔

پس چرا کارم کہ اینجا خوف هست
 تو میں کھتی کیوں کروں کہ یہاں خوف ہے
 ہیں! ممکن استیزہ روز کارگن
 خبردار! جھڑنا نہ کر جا جا کام کر
 ہر کہ استیزہ گند برسر قند
 جو کج بخشی کرتا ہے سر کے بل کرتا ہے
 وانکہ او نگذاشت کشت و کار را
 اور جس نے کھتی اور کام کو نہ چھوڑا
 زیں بیایں بگذر زمانے باز راں
 تھوڑی دیر کے لئے اس بیان سے گذر جا پھر چل
 چوں درے میکونفت او از سلوتے
 جب وہ لا پہلے سے ہوا نہ کھکھاتا رہا
 بست لگ نیم عس اوشب باغ
 وہ رات کو کتول کے ڈر سے باغ میں کھس گیا
 گفت سازندہ سبب را آل نفس
 اس وقت اس نے سبب اسباب سے کہا
 باشناسا تو سہیہا کردہ
 نامعلوم کو تو نے سبب بنا دیا
 بہر آں کر دی سبب ایں کار را
 تو نے اس لئے اس کو اس کام کا سبب بنایا
 در شکست پائے بخشد حق پرے
 اللہ تعالیٰ پاؤں ٹونے کے بدلے میں پر عبادت کرتا ہے
 ہر چہ آں بر تو کر لیت بود
 "ہر چیز جو تجھے ناکہل ہوتی ہے

پس چرا افشائیم ایں گندم زد دست
 میں ہاتھ سے اس گندم کو کیوں بکھیروں؟
 با تو گل کشت گن بشنو سخن
 تو گل کے ساتھ کھتی کر بات سن لے
 آنچنال کو بر نخیز دتا ابد
 اس طرح کہ قیامت تک نہیں اٹھ سکتا
 پر گند کورسی تو انبار را
 وہ تیرے اندھے پن پر ابد بھر لے گا
 جانب احوال آں عاشق جواں
 اس جوان عاشق کے احوال کی جانب
 عاقبت دریافت روزے خلوتے
 انجام کار اس نے ایک روز محبوب کی خلوت حاصل کر لی
 یار خود ریافت با شمع و چراغ
 اس نے اپنے بار کو شمع اور چراغ کے ساتھ پایا
 اے خدا تو رحمت گن بر عس
 اے خدا! کتول پر رحمت نازل فرما
 از در دوزخ بہشتم برودہ
 تو دوزخ کے ہوا سے مجھے بہشت میں لے گیا
 تاندام خوار من یک خار را
 تاکہ میں ایک کانٹے کو بھی ذلیل نہ سمجھوں
 ہم زعفر چاہ بکشاید درے
 کنویں کے اندر بھی وہ ہوا کھول دیتا ہے
 چوں حقیقت بنگری رحمت بود
 جب تو حقیقت کو دیکھتا ہے وہ رحمت ہوتی ہے

۱۔ ہیں۔ انسان کو کج بخشی چھوڑ کر
 مل میں لگ جانا چاہئے اور اللہ کے
 بھروسے پر عمل کرنا چاہئے یقیناً وہ اس
 کے فوائد سے مستفید ہوگا۔ ہر کج
 بخشی کرنے والا اس طرح کتول سے منہ
 کرتا ہے کہ قیامت تک نہیں سنبھاتا
 ہے۔ زیں ہیں۔ یعنی انسان کو اس
 کے عمل کا پھل ضرور ملتا ہے۔
 سلوتے۔ یعنی بے فکری، خلوت۔
 یعنی محبوب کے ساتھ تنہائی۔
 عس۔ کتول یعنی وہ عاشق کتول
 کے ڈر سے باغ میں چھسنے کے لئے
 کھس گیا وہاں اس کی محبوبہ مع شمع
 کے موجود تھی۔

۲۔ گفت۔ چونکہ کتول وصال کا
 سبب بنا اس لئے اس نے کتول کو
 دعا میں دیں۔ سازندہ سبب۔ سبب
 بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ ناشناسا۔ غیر
 معروف یا معلوم۔ دوزخ۔ یعنی
 فرق۔ بہشت۔ یعنی وصال۔
 بہر آں۔ کتول کو سبب وصال بنا کر تو
 نے یہ تنبیہ کی ہے کہ کسی چیز کو انسان
 ذلیل نہ سمجھے کسی نہ کسی وقت وہ مفید
 ہو سکتی ہے۔

۳۔ در شکست۔ جب اللہ کا کرم
 ہوتا ہے تو پاؤں کا ٹوٹنا پر حاصل ہو
 جانے کا سبب بن جاتا ہے۔ یعنی اللہ
 تعالیٰ ایک ضد کو دوسری ضد کے حصول
 کا سبب بنا دیتا ہے۔ کنویں کی گہرائی
 نجات کا سبب بن جاتی ہے۔ ہر چہ۔
 قرآن پاک میں ہے عسی ان تکثر
 ہوا فیشنا وهو خیر لکم یعنی بسا
 اوقات تم ایک چیز کا ناپسند کرتے ہو اور
 وہی تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔



اے تو ہمیں اے کہ بر درختی یا بچاہ
 تو مراہیں کہ منم فتاح راہ
 یہ نہ دیکھ کہ تو درخت پر یا کنویں میں ہے
 تو مجھے دیکھ میں راستے کی کجی ہوں
 گر تو خواہی باقی اس گفتگو
 اے اخی در دفتر چارم بگو
 اگر تو اس گفتگو کا بقیہ چاہتا ہے
 اے بھیا! چوتھے دفتر میں تلاش کر لے

اے تو ہمیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ منم۔ تمام راستوں کی کشادگی کا ذریعہ اور سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ گر تو خواہی۔ اس بات کا بقیہ قصہ دفتر چہارم میں مذکور ہوگا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۶۲۲۳۵۰۶

فہرست مثنوی مولانا روم دفتر چہارم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱-	مقدمہ	۶	۱۹-	شرح انما المؤمنون اخوة	۵۵
۲-	آغاز مثنوی	۱۷	۲۰-	بقصہ قصہ بنای مسجد اقصیٰ	۶۰
۳-	تمامی حکایت آل عاشق کہ از عس بگریخت	۲۰	۲۱-	قصہ آغاز خلافت عثمان	۶۲
۴-	حکایت آل واعظ	۲۳	۲۲-	در بیان آنکہ حکمای طبعی گویند	۶۵
۵-	سوال کردن شخص از عیسیٰ	۲۷	۲۳-	تفسیر ایں حدیث کہ مثل ائمتنی	۶۷
۶-	قصہ خیانت کردن عاشق	۲۷	۲۴-	قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس	۶۹
۷-	قصہ صوفیہ کہ بخانہ آمد	۳۱	۲۵-	کرامات نورش عبداللہ	۷۲
۸-	حکایت بر سبیل تمثیل	۳۱	۲۶-	باز گردانیدن سلیمان رسولان بلقیس را	۷۳
۹-	معشوق راز پر چادر نہاں کردن	۳۳	۲۷-	قصہ عطارے کہ سنگ تر از وئے او	۷۵
۱۰-	گفتن زن کہ او در بند جہاز نیست	۳۵	۲۸-	دلداداری کردن و فواعتن سلیمان مرآں رسولان را	۷۷
۱۱-	بیان آنکہ غرض از بصیرت و سبوح و عظیم گفتن	۳۶	۲۹-	دیدن دردیشی جماعت مشائخ را	۸۰
۱۲-	مثل آنکہ دنیا کلشن و تقویٰ حمام	۳۸	۳۰-	تیبہ کردن او کہ ایں زر بدین ہیزم	۸۱
۱۳-	قصہ آن دباغ کرد در بازار عطاران	۴۰	۳۱-	تخریب کردن سلیمان رسولان را	۸۳
۱۴-	معالجہ کردن برادر دباغ دباغ را	۴۳	۳۲-	سبب ہجرت سلطان ابراہیم	۸۴
۱۵-	عذر خواستن عاشق گناہ خود را	۴۵	۳۳-	حکایت آل مردقشہ	۸۶
۱۶-	رد کردن معشوق عذر عاشق را	۴۶	۳۴-	در بیان تائے کہ از مقعدش	۸۸
۱۷-	گفتن جمودے امیر المؤمنین علی را	۴۹	۳۵-	در بیان تحمل کردن از ہر بے ادبی	۸۹
۱۸-	قصہ مسجد اقصیٰ و خروپ زستن	۵۳	۳۶-	تہدید فرستادن سلیمان پیش بلقیس	۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۷	پیدا کردن سلمان بلقیس را	۹۲	۵۸	بیان آنکہ حصول علم و مال و جاہ	۱۳۷
۳۸	بقیہ قصہ سلطان ابراہیم	۹۳	۵۹	بیان تفسیر آیہ شریفہ	۱۳۹
۳۹	بقیہ قصہ اہل سہادت و دارشاد سلیمان مرآں بلقیس را	۹۵	۶۰	در بیان آنکہ ترک الجواب جواب	۱۵۲
۴۰	آزاد شدن بلقیس از مملکت و مست شدن	۹۷	۶۱	در تفسیر این حدیث نبوی	۱۵۳
۴۱	چارہ کردن سلیمان در احضار تخت	۱۰۱	۶۲	چالش عقل بانفس	۱۵۷
۴۲	قصہ یاری خواستن حلیمہ از ہتان	۱۰۲	۶۳	بنشستن آن غلام قصہ شکایت	۱۵۹
۴۳	حکایت آن پیر عرب کہ ولادت کرد	۱۰۳	۶۳	حکایت آن فقیہ بادستار بزرگ	۱۶۱
۴۴	خبر یافتن جد مصطفیٰ عبدالمطلب از گم کردن حلیمہ مصطفیٰ را	۱۰۷	۶۵	نصیحت و نیامر اہل دنیا را	۱۶۲
۴۵	نشان خواستن عبدالمطلب	۱۱۱	۶۶	بیان آنکہ عارف را غذا نیست	۱۶۶
۴۶	بقیہ قصہ دعوت سلیمان بلقیس را با ایمان	۱۱۲	۶۷	خطاب با مغروران دنیا گرفتاران نفس	۱۶۷
۴۷	مثل قانع شدن آدمی بدینا	۱۱۳	۶۸	تفسیر آیہ فَاَوْجِسْ فِي نَفْسِهِ	۱۶۹
۴۸	بقیہ دعوت سلیمان بلقیس را	۱۱۷	۶۹	زجر کردن مدعی را از دعوی و امر کردن	۱۷۱
۴۹	بقیہ قصہ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را	۱۱۹	۷۰	بقیہ قصہ آن نوشتن غلام رقہ را	۱۷۳
۵۰	قصہ شاعر و صلہ دادن	۱۲۳	۷۱	حکایت ال مداح کہ از جہت ناموس	۱۷۵
۵۱	باز آمدن شاعر بعد چنان سال	۱۲۳	۷۲	در یافتن طیبیان الہی امراض دل	۱۸۰
۵۲	ناستن بدرائی اس وزیر دون	۱۳۰	۷۳	مژدہ دادن بایزید قدس سرہ	۱۸۱
۵۳	نشستن دیو بر مقام سلیمان	۱۳۲	۷۴	جواب سلطان بایزید قدس سرہ	۱۸۳
۵۴	در آمدن ہر روز سلیمان در مسجد اقصیٰ	۱۳۳	۷۵	زادن شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ	۱۸۵
۵۵	آموختن پیشہ گورکنی قاتل از زاغ	۱۳۶	۷۶	رجوع حکایت کمی اجرائے آن غلام	۱۸۶
۵۶	قصہ صوفی کہ در میان گلستان شریز انونہادہ	۱۴۱	۷۷	آشفتن آن غلام از نارسیدن جواب نامہ	۱۸۹
۵۷	قصہ رستن خروب در گوشہ مسجد اقصیٰ	۱۴۲	۷۸	کژوزیدن باد بر تخت سلیمان	۱۸۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۹-	شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دادن بایزید را	۱۹۲	۱۰۱-	نہی کردن موسی جادوئی و سحر را از خود	۲۳۲
۸۰-	رقعہ دیگر نوشتن آن غلام	۱۹۳	۱۰۲-	بیان آنکہ ہر حس مدرک را از آدمی	۲۳۳
۸۱-	ستودن پیغمبر عاقل را	۱۹۳	۱۰۳-	حملہ آوردن ایں جہانیاں و تاخت بردن	۲۳۹
۸۲-	قصہ شخصیکہ با شخصی مشورت می کرد	۱۹۶	۱۰۴-	بیان آنکہ خاکی آدمی زاد	۲۴۱
۸۳-	امیر گردانیدن رسول جوان ہذیلی را	۱۹۸	۱۰۵-	باز گفتن موسی اسرار فرعون را	۲۴۳
۸۴-	اعتراض کردن معترضے بر رسول	۲۰۱	۱۰۶-	در بیان آنکہ در توبہ و استغفار بازست	۲۴۳
۸۵-	جواب گفتن پیغمبر ایں اعتراض کنندہ را	۲۰۶	۱۰۷-	گفتن موسی مرفر فرعون را	۲۴۵
۸۶-	قصہ سبحانی نا اعظم شانی گفتن	۲۰۸	۱۰۸-	شرح کردن موسی آن چار فضیلت را	۲۴۷
۸۷-	سبب فصاحت و بسیار گفتن	۲۱۲	۱۰۹-	تفسیر کُتِّ کُنْزًا مَخْفِيًّا فَاعْرِفْ اَنْ اَعْرِفَ	۲۴۸
۸۸-	بیان کردن رسول سبب تفصیل و اختیار کردن	۲۱۳	۱۱۰-	غره شدن آدمی بہذکاوت و تصورات طبع خویش	۲۵۰
۸۹-	علامت عاقل تمام و نیم عاقل	۲۱۵	۱۱۱-	تمامی شرح کردن موسی با فرعون فضیلت چہارگانہ	۲۵۱
۹۰-	قصہ آگیری و سیادان و آن سہ ماہی	۲۱۷	۱۱۲-	بیان ایں خبر کہ کَلِمُوا النَّاسَ عَلٰی قَلْبِ عَقُولِهِمْ	۲۵۲
۹۱-	سرحدیث حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ	۲۱۸	۱۱۳-	معنی حدیث مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ الصَّفْرِ	۲۵۳
۹۲-	واقف شدن آن ماہی عاقل و سخر پیش رفتن	۲۲۰	۱۱۴-	مشورت کردن فرعون با آسیہ خاتون	۲۵۴
۹۳-	قصہ آن مرغ گرفته کی وصیت کرد	۲۲۱	۱۱۵-	قصہ باز پادشاہ و کم ہیز زن	۲۵۷
۹۴-	چارہ اندیشیدن آن ماہی	۲۲۳	۱۱۶-	قصہ آن زن کہ طفل او بر ندادن غویہ بود	۲۶۰
۹۵-	بیان آنکہ عہد کردن اجس	۲۲۵	۱۱۷-	در بیان حدیث رسول خُزَّيْمَةُ الْمُؤْمِنِ فَاِنْ نُزِرَتْ اِلَيْهِمْ تَلَوْنِي	۲۶۴
۹۶-	در بیان آنکہ وہم قلب عقل است	۲۲۶	۱۱۸-	مشورت کردن فرعون با وزیرش	۲۶۵
۹۷-	مجادبات موسی کہ صاحب عقل بود	۲۲۷	۱۱۹-	ترتیب سخن ہامان با فرعون	۲۶۶
۹۸-	بیان آنکہ عمارت در دریائی است	۲۳۰	۱۲۰-	نومید شدن موسی از ایمان آوردن فرعون	۲۶۹
۹۹-	جواب دادن موسی فرعون را	۲۳۱	۱۲۱-	منازعت کردن امیران عرب	۲۷۰
۱۰۰-	جواب فرعون موسی را	۲۳۱	۱۲۲-	سیل آمدن و قضیب انداختن امرا و غالب شدن مصطفیٰ بر امیران	۲۷۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۳-	در تہامی حدیث موسیٰ و تفریح و توبیح فرعون	۲۷۲	۱۳۲-	در تفسیر حدیث انی لا استغفر اللہ	۳۱۸
۱۲۴-	در بیان آنکہ شناسائے قدرت حق تعالیٰ نہ پرسد	۲۷۳	۱۳۳-	بیان آنکہ عقل جزوی تا بگور پیش نہ بیند	۳۱۹
۱۲۵-	بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دہری	۲۷۵	۱۳۴-	بیان آیتہ یٰٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ لَا تُقَدِّمُوا	۳۲۲
۱۲۶-	تفسیر آیتہ کریمہ ما خلقنا السموات	۲۸۰	۱۳۵-	قصہ شکایت استر با شتر	۳۲۵
۱۲۷-	وحی کردن حق تعالیٰ بموسیٰ	۲۸۳	۱۳۶-	تصدیق کردن استر جوابہائے اشتر را	۳۲۸
۱۲۸-	خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود	۲۸۵	۱۳۷-	لاپہ کردن قبلی مرہی را	۳۳۰
۱۲۹-	گفتن جبرئیل خلیل را	۲۸۸	۱۳۸-	در خواستن قبلی دعائے خیر و ہدایت از سہلی	۳۳۵
۱۳۰-	مطالبت کردن موسیٰ - حضرت عزت	۲۹۱	۱۳۹-	حکایت آن زن پلید کار	۳۴۰
۱۳۱-	بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی	۲۹۳	۱۴۰-	باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۴۲
۱۳۲-	مثال دیگر ہمدریں معنی	۲۹۵	۱۴۱-	سخت شدن کار بر قبلیاں	۳۴۴
۱۳۳-	حکایت آن پادشاہزادہ کہ بادشاہی حقیقی بوسہوی نمود	۲۹۸	۱۴۲-	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدن	۳۴۶
۱۳۴-	عروس خواستین پادشاہ از بہر پسر	۳۰۱	۱۴۳-	بیان اطوار و منازل خلقت آدمی	۳۴۸
۱۳۵-	اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را	۳۰۳	۱۴۴-	بیان آنکہ خلق دوزخ گرسنگان اند	۳۵۱
۱۳۶-	جادوئی کردن کیمیر کابلی شاہزادہ را	۳۰۴	۱۴۵-	رفتن ذوالقرنین بکوبہ قاف	۳۵۴
۱۳۷-	مستجاب شدن دعای پادشاہ در خلاص پسر	۳۰۶	۱۴۶-	بیان آنکہ مور کے بر کاغذ میرفت	۳۵۵
۱۳۸-	در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است	۳۰۸	۱۴۷-	باز التماس کردن ذوالقرنین از کوبہ قاف	۳۵۶
۱۳۹-	حکایت آن زاہدے کہ در سال قحط خندن و شاد	۳۱۳	۱۴۸-	نمودن جبرئیل خود را بمصطفیٰ	۳۵۸
۱۴۰-	در بیان آنکہ مجموع عالم صورت عقل کل است	۳۱۴	۱۴۹-	در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ	۳۶۵
۱۴۱-	قصہ فرزندان عزیر				



مقدمہ

قونیہ کا سفر:

۱۴ دسمبر ۱۹۷۶ء سے مولانا نے رومؒ پر ایک سہ روزہ سیمینار کی حکومت قونیہ میں منعقد کر رہی تھی اس کا دعوت نامہ حکومت ہند کی معرفت مجھے موصول ہوا ہے میں نے اس دعوت نامہ کو منظور کیا اور حکومت ہند نے آمد و رفت کے مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔

میں نے یہ بھی طے کیا کہ میرا یہ سفر صرف قونیہ تک کا نہ ہو بلکہ اس سفر میں دیگر مقدس مقامات کی زیارت بھی کروں اور اس کے مصارف میں خود برداشت کروں۔ چنانچہ دہلی، بمبئی، تہران، استنبول، قونیہ، مصر، سعودیہ عربیہ اور عراق کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ بن کر میرے پاس آ گیا۔

میں ۱۰ کی صبح کو دہلی سے بمبئی کے لئے روانہ ہوا اور ۱۰ کا پورا دن بمبئی میں گزار کر ۹ بجے شب کے جہاز سے تہران کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جہاز کراچی ہوائی اڈے پر ٹھہرتا ہوا تقریباً ۱۲ بجے شب تہران ہوائی اڈے پر جا اترا۔ ۱۱ کا سارا دن تہران اور اس کے اطراف شوش، رے، شاہ عبدالعظیم اور مشہور مقامات کے دیکھنے میں گزارا۔ شب ایک انٹر کونٹیننٹل ہوٹل میں گزار کر ۱۲ کی صبح کو ۴ بجے کے جہاز سے استنبول کیلئے روانہ ہو گیا۔ ۱۲ کو استنبول کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا اور دیگر جامعات اور آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ۱۳ کی صبح کو بھی بعض مقامات دیکھے اور بعد ظہر استنبول سے قونیہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پرواز کے بعد جہاز قونیہ کے ہوائی اڈے پر جا اترا۔ قونیہ پہنچ کر میں سیمینار کے دفتر استقبال میں پہنچ گیا۔ میزبانوں نے میرا قیام درگاہ ہوٹل میں کرا دیا۔ یہ ہوٹل بہت ہی آرام دہ تھا اس کے سامنے وسیع سڑکیں اور چمن زار تھے اور ان کے دوسری

جانب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس تھا اور مزار اقدس کے قریب ہی نہایت شاندار شاہ سلیم کی مسجد تھی۔

میں ۱۳ کو قونیہ پہنچ گیا جبکہ سیمنا ۱۵ کی صبح سے شروع ہو رہا تھا۔ میں نے ۱۴ کو آرام کیا اور ۱۵ سے سیمنا میں شرکت شروع کر دی۔ یہ سیمنا تین روز مسلسل چلا اس میں زیادہ تر مستشرقین شریک تھے اور اس کی تمام کارروائی ترکی زبان میں ہو رہی تھی مقالات زیادہ تر ترکی اور انگریزی میں تھے۔

میں نے ۱۶ کو اپنا مقالہ پڑھا یہ فارسی میں تھا اور اس کا موضوع روح اور بقائے عالم تھا اور اس کے آخر میں میں نے علامہ اقبال کے وہ اشعار ذکر کئے تھے جن میں علامہ نے مولانا روم اور ان کے بعض خیالات کا ذکر کیا ہے۔ قونیہ کے قیام۔ سیمنا کی شرکت کے علاوہ میرا معمول مولانا رومؒ کے مزار پر حاضری اور قونیہ کے مشہور مقامات کی سیر رہی۔ مولانا صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ مشہور مفسر علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی فاتحہ پڑھی اور شب کے اوقات میں مثنوی کے ترجمہ اور تفسیر میں مصروف رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دفتر پنجم کا بیشتر حصہ میں نے اسی ہوٹل میں مکمل کر لیا۔ حضرت مولانا کے مزار پر حاضری کے وقت میں نے ان تمام اشخاص کی قبروں پر بھی فاتحہ پڑھی جن کا ذکر مولاناؒ اپنی مثنوی میں کرتے ہیں۔ سلطان ولدؒ مولانا حسام الدین چلبیؒ زرکوب رحمہم اللہ ان سب بزرگوں کی قبریں مولانا کے مزار مبارک کے قریب ہی ایک گنبد کے نیچے ہیں۔

میں نے مولانا کے میوزم میں مثنوی کا ایک قدیم نسخہ بھی دیکھا جو سلطان ولد کی طرف منسوب ہے۔ مثنوی کے مشہور نسخوں میں اختلاف ہے۔ مثنوی کا پہلا شعر عام نسخوں میں اس طرح ہے۔

بشنواز نے چوں حکایت میکند وز جدایہا شکایت می کند

اس نسخہ میں یہ شعر اس طور پر ہے۔

بشنواں نے چوں شکایت میکند از جدایہا حکایت می کند

اسی طرح مثنوی کے مروج نسخوں اور اس نسخہ میں ابتدائی ۱۶ شعروں میں جو اختلافات ہیں میں نے ان کو نوٹ کیا۔ اس موضوع پر انشاء اللہ عنقریب رسالۃ جامعہ میں ایک مفصل مضمون شائع ہو جائے گا۔

یہ موقع نہیں ہے کہ میں قونیہ کے دوران قیام کے واقعات تفصیل سے لکھوں۔ خصوصاً مواویہ فرقہ کے رقص کی روداد تفصیل طلب ہے۔ قونیہ کے آٹھ روز قیام کے بعد میں استنبول کے لئے روانہ ہو گیا اور وہاں سے ۲۳ دسمبر کو سہ پہر کے وقت میں مصر پہنچ گیا۔

قاہرہ میں تقریباً ایک ہفتہ مقیم رہا۔ قدیم اور جدید قاہرہ کو دیکھا۔ جامع الازہر دیکھی اور اس کے شیخ علامہ عبدالحلیم محمود سے ملا دیگر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ حسین دیکھا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ امام شافعیؒ امام لیث بن سعدؒ زابعہ بصریہؒ حضرت زینبؒ حضرت عائشہؒ حضرت نفیسہؒ کے مزاروں اور مسجدوں میں حاضری دی۔ جامع محمد علی اور قلعہ دیکھا۔ اہرام اور ابوالہول دیکھا۔ قاہرہ کا مشہور میوزیم دیکھا اور ۳۰ دسمبر کو مصر سے روانہ ہو کر جدہ جا اترا۔ جناب محمد انعام الرحمان صاحب تدوینی فرسٹ سکریٹری انڈین امیسی میرے منتظر تھے۔ شب میں ان کے یہاں قیام کر کے ۳۱ دسمبر روز جمعہ صبح سویرے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ عمرہ سے فارغ ہوا اور جمعہ کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کی۔ سارے دن طواف اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ شام کو جناب انعام الرحمن مجھے جدہ واپس لے آئے۔ شب میں قیام کرنے کے بعد میں نے یکم جنوری سے ۱۹ کو مدینہ طیبہ کے لئے روانگی شروع کر دی ظہر کے بعد روانہ ہوا۔ عصر اور مغرب کی نمازیں راستہ میں ادا کیں اور عشاء کی نماز کے وقت میں مقام بدر میں پہنچ گیا۔ مسجد عریش میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اور شہداء بدر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد مدینہ طیبہ کا گنبد خضراء جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ کی آخری آرام گاہ ہے، نظر آنے لگا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر محبت مکرم مولانا انعام کریم صاحب مہاجر مدنی کی قیام گاہ پر پہنچا۔ موصوف میری آمد کے منتظر تھے۔ کافی رات گزر چکی تھی۔

تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا اور شب کے آخری حصہ میں روضہ اقدس پر حاضری دی۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آ گیا۔

مدینہ طیبہ کے دس روزہ قیام میں اکثر وقت مسجد اور روضہ اطہر پر گزارنا۔ احباب اور بزرگوں سے بھی ملاقاتیں کرتا رہا۔ عصر کے بعد مخدومی حضرت مولانا زکریا صاحب قبلہ کی مجلس میں حاضر ہو جاتا تھا۔ بالآخر زندگی کے یہ دس روز انہی سعادتوں میں گزار کر جدہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں نے طے کیا تھا کہ میں جدہ میں قیام نہ کروں گا بلکہ سیدھا مکہ معظمہ پہنچوں گا۔

۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کی شام کو مدینہ ایر پورٹ سے روانہ ہو کر جدہ پہنچا اور جدہ سے سیدھا مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بیت اللہ شریف میں حاضری دی۔ عمرہ سے فراغت ہوئی اور پھر شب کا اکثر حصہ طواف اور نوافل میں گزار کر ۱۱ کی شام کو جدہ واپس آ گیا۔ ۱۲ کی شام کو جدہ سے عراق کے لئے روانہ ہو گیا۔

عراق کے ہوائی اڈے پر جناب شفاعت احمد صاحب سیکنڈ سکرٹری انڈین امیسی اور امیسی کے ایک دوسرے کارکن ہوائی اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے میرا قیام بغداد میں کسی ہوٹل کی بجائے فیض حسینی میں کرانا مناسب سمجھا۔ میں نے بھی اس کو پسند کر لیا۔ دجلہ کے کنارے اچھی جگہ تھی۔ اب میں بغداد شریف کے مشہور مقامات کی زیارتوں میں مصروف ہو گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف کے مزارات پر حاضر ہوا۔ شیخ جنید بغدادیؒ، شیخ معروف کرخیؒ، شیخ شہروردیؒ، امام غزالیؒ رحمہم اللہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر کوفہ پہنچ کر مسجد کوفہ میں نماز پڑی۔ حضرت عقیل ابن ابی طالب کے مزار پر حاضری دی۔ مختار ثقفی کی قبر بھی دیکھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام شہادت بھی دیکھا۔

وہاں سے رخصت ہو کر مدائن کسریٰ پہنچا اور کسریٰ کے قلعہ کی اس محراب کو بھی دیکھا جس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے وقت شگاف پڑ گیا تھا۔

مدائن کسریٰ سے میں نجف اشرف پہنچا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ چند گھنٹے وہاں گزار کر بلا معلیٰ پہنچا۔

حضرت امام حسینؑ شہید کربلا کے مزار پر حاضر ہوا۔ حضرت عباس علمداد حضرت علی اصغرؑ حضرت علی اکبرؑ اور حضرت قاسمؑ اور کربلا کے دوسرے ۷۲ شہداء پر فاتحہ کی شہادت حاصل کی۔

۱۸ کی شام کو بغداد سے روانہ ہو کر کراچی پہنچا اور پانچ روز عزیز مکرم جناب حکیم محمد سعید صاحب کے پاس گزار کر دہلی واپس آ گیا۔

اس سفر کی تفصیلی واقعات انشاء اللہ سفر نامہ کی صورت میں پیش کروں گا۔

دفتر سوم کے بارے میں:

خدا کے فضل و کرم سے دفتر سوم میرے سفر سے پہلے ہی اس مرحلہ پر آچکا تھا کہ اگر سفر نہ ہوتا تو میں اس کا دسمبر ہی میں اجراء کر دیتا لیکن یہی طے کیا کہ سفر سے واپسی پر ۲۸ مارچ کو ہی حسب سابق یوم رومی کے موقع پر اس کا اجراء کرایا جائے۔ میرے سفر کے دوران ہی ہندوستان میں پارلیمنٹ کے انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ واپسی پر انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی اور ان انتخابات کے نتیجے میں ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو گیا۔ کانگریس جس کی کوششوں سے ہندوستان آزاد ہوا تھا اور وہی تیس سال سے ہندوستان پر حکومت کر رہی تھی اس کی ناعاقبت اندیشوں کی وجہ سے اس کو مکمل شکست ہو گئی اور نظام حکومت یکسر بدل گیا۔ ایسے حالات میں یہ ممکن نہ ہو سکا کہ ۲۸ مارچ ۷۷ء کو یوم رومی منایا جاسکے اور دفتر سوم کا اجراء عمل میں آسکے مجبوراً اس کی فروختگی شروع کر دی گئی۔

اب جبکہ میں دفتر چہارم کے مقدمہ کی یہ چند سطور لکھ رہا ہوں دفتر چہارم کتابت کے مرحلہ سے گزر کر طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے، خدا سے توقع ہے کہ چند ماہ بعد اجراء عمل میں آجائے گا۔

میں بفضلہ تعالیٰ دفتر پنجم کا اکثر حصہ لکھ چکا ہوں اور اب اس کی کتابت شروع کر رہا ہوں۔
دفتر چہارم سے متعلق:

طی الارض۔ زمین کا لپٹ جانا اولیاء اللہ کے لئے بسا اوقات زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کر لیتے ہیں ان کا جسم ان کے دل کی خاصیت قبول کر لیتا ہے جس طرح دل ایک سیکنڈ میں لاکھوں میل پہنچ جاتا ہے۔ ایک مومن کا دل لاکھوں میل دور ہوتے ہوئے ایک سیکنڈ میں کعبہ اللہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کا جسم بسا اوقات بطور کرامت بڑی سے بڑی مسافت کو ایک لمحہ میں طے کر لیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کی رفتار کی یہ حالت ہوتی تھی گویا کہ آپ کے لئے زمین لپٹتی چلی جا رہی ہے۔ مولانا نے ایک شعر میں فرمایا ہے۔

دل بکعبہ می رود در ہر زماں جسم طبع دل بگیرد ز امتنان
دل ہر لمحہ کعبہ میں پہنچ جاتا ہے اللہ کے کرم سے جسم دل کی خاصیت حاصل کر لیتا ہے
لطائف عشرہ:

دس لطیفے صوفیاء کے نزدیک انسان کی ترکیب دس جزوں سے ہے جن کو وہ لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ ان دس لطیفوں میں سے پانچ کا تعلق عالم ملکوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، خفی، اور پانچ کا تعلق عالم ناسوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ نفس، آگ، پانی، مٹی، ہوا، مکمل مومن وہ ہے جس کے یہ دسوں اجزاء ذکر الہی میں منہمک رہیں۔

تجدد امثال:

ہر چیز کا اسی جیسا ہر آن نیا ہو جانا، حکماء صوفیہ ہر چیز کا منبع و مخرج اور مرجع ذات واحد کو مانتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز ہر آن اسی ذات واحد سے کسب فیض کر رہی ہے، ہر چیز کے تمام قویٰ اور وجود کا منبع ذات واحد ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز فانی ہے اس کے قویٰ اور وجود ہر آن فنا ہو رہا ہے اور جدید قوت اور وجود اس ذات واحد سے حاصل کر رہی ہے تو گویا کائنات کی ہر چیز

ہر آن اپنے موجودہ وجود اور قوت کو فنا کر دیتی ہے اور اسی جیسا ایک جدید وجود اور قوت حاصل کر لیتی ہے۔ محسوسات میں اس کی مثال اس طور پر سمجھ لی جائے کہ بجلی کے ایک منبع سے وابستہ تمام قمقمے ہر آن ایک نیا کرنٹ منبع سے حاصل کرتے ہیں اور ان میں ہر آن پہلا کرنٹ ختم ہو کر نیا کرنٹ مرکز سے پہنچ جاتا ہے اور آیت **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** ہم سب خدا ہی کے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زباں از غیب جانے دیگرست

مولانا رومؒ نے فرمایا۔

حاصل اندر یک زماں از آسماں

می رود می آید ایدر کارواں

مسئلہ سماع:

یعنی مزامیر اور آلات کے ساتھ گانا سننا۔ یہ مسئلہ بزرگوں میں ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے۔ مولانا۔ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

نعمات کا سماع دل میں ورقت اور نرمی پیدا کرتا ہے اور اس جذبہ کو ابھارتا ہے جو دل میں پیوست ہوتا ہے۔ اگر کسی کو تعلق مع اللہ ہے اور اس کے دل میں عشق خداوندی جاگزیں ہے تو سماع سے اس کا یہ جذبہ مزید قوت حاصل کر لیتا ہے اور آتش عشق تیز ہو جاتی ہے لیکن اگر دل میں شہوانی جذبات ہیں تو سماع فسق و فجور کی دعوت دیتا ہے۔ اسی لئے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ اہل کے لئے سماع کو جائز اور نااہل کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے سماع کے بارے میں شیخ ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ مبتدی سالک کے لئے حرام ہے اور منتہی کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس شخص نے پھر دریافت کیا کہ پھر کس کے لئے سماع جائز ہے تو فرمایا متوسط صاحب دل کے لئے جائز ہے۔ شیخ

اکبر نے ایک دوسرے مقام پر ذکر فرمایا ہے کہ سماع اگرچہ جائز ہے لیکن بزرگوں کے نزدیک اس سے بچا رہنا بہتر ہے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل نہ تھے اور اس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ ب بہر حال موجود زمانے میں عرسوں کے موقع پر عوام کے مجمع میں مزامیر کے ساتھ قوالی سننا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

مسجد اقصیٰ:

یہ مسجد بیت المقدس میں واقع ہے۔ آنحضرت ﷺ کی معراج یہاں سے ہی شروع ہوئی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے ۱۶، ۱۷ مہینے اسی کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں۔ اس اعتبار سے اس کو مسلمانوں کا قبلہ اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کا ہمیشہ یہی قبلہ رہا۔ حضرت داؤد کے بعد حضرت سلیمان نے اسی جگہ ہیکل کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المقدس کا علاقہ اسلامی قلمرد میں شامل ہوا۔

مسجد حرام:

مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کا ایک خاص علاقہ مسجد حرام کہلاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس کی کوئی خاص چہاردیواری نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کے اندر کی آبادی کو منتقل کر کے اس کی چہاردیواری بنوائی۔ پھر مختلف دوروں میں اس مسجد کی توسیع ہوتی رہی ہے۔

حلیمہ سعدیہ:

یہ نبو سعد قبیلہ کی خاتون ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بچپن میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔ لہذا یہ آنحضرت ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ آنحضرت ﷺ آپکا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ یہ تشریف لائیں تو آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر ان کے لئے بطور فرش کے بچھادی۔

بایزید بسطامیؒ:

بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کا اصل نام طیفور تھا۔ اسی لئے ان کا تصوف کا سلسلہ طیفور

یہ کہلاتا ہے۔ طریقت اور تصوف کے دیگر سلسلے بھی ان تک پہنچتے ہیں۔ ریاضتوں اور مجاہدوں اور کرامات میں یکتا اور فرد تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ میں آپ کا وہی مقام ہے جو فرشتوں میں حضرت جبرئیلؑ کا۔ شہر بسطام میں ۱۴ شعبان ۲۳۲ھ کو وفات پائی۔ ابو الحسن خرقانیؒ:

ان کی اگرچہ بایزید بسطامیؒ سے ملاقات نہیں ہوئی ان کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن بطور اویسیت ان کو فیض انہیں سے حاصل ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ ہے۔ سلطان آپ کا بہت معتقد تھا۔ ان کی وفات ۱۰ محرم الحرام ۲۴۴ھ کو خرقان میں ہوئی۔ شق صدر:

یعنی آنحضرت ﷺ کے سینہ کو چاک کیا جانا۔ یہ واقعہ آنحضرتؐ کی زندگی میں کئی بار پیش آیا ہے۔ مولانا نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے یہاں پیش آیا تھا۔ حضرت حلیمہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی آنحضرتؐ کی برکات کی وجہ سے آپ کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھیں۔ اسی زمانہ میں ایک روز آنحضرت ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو زمین پر لٹا کر آپ کا مبارک سینہ چاک کیا، قلب کو نکالا اور اس کو چیر کر اس میں سے منجمد خون کا ایک ٹکڑا نکالا اور پھر قلب مبارک کو ایک سنہرے طشت میں رکھ کر دھویا اور اس کو سینہ مبارک میں رکھ کر پھر سینہ کو سی دیا۔ ساتھ کھیلنے والے بچوں نے جب یہ سارا قصہ دیکھا تو وہ دودھ کر حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ حضرت حلیمہ دودھ دوتی ہوئی آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں اور آنحضرتؐ کو گود میں اٹھالیا۔ پھر حضرت حلیمہ آپ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے لگیں اور چاہا کہ بہت جلد آپ کو لے جا کر آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیں۔ اس واقعہ کے وقت آنحضرت ﷺ کی عمر چار سال کی تھی۔

دوسری بار شق صدر کا واقعہ جب پیش آیا تو آنحضرتؐ کی عمر مبارک دس سال کی تھی۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں اور محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔
تیسری بار یہ واقعہ آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی راوی ہیں۔
چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی بعثت ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے سلسلہ
میں احادیث کی کتابوں میں مشہور اور متواتر روایات موجود ہیں۔
حطیم:

آنحضرتؐ کے بچپن میں ایک بار مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی چاروں طرف کے
پہاڑوں کے پانی کے بہاؤ نے بیت اللہ کی تعمیر کو برباد کر دیا تب قریش میں مشورہ ہوا کہ بیت اللہ
کی از سر نو تعمیر کی جائے۔ لیکن یہ بھی طے ہوا کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف پاک کمائی صرف کی
جائے گی اس بناء پر چندہ ناکافی ہو تو طے ہوا بیت اللہ کی اصل ابراہیمی بنیادوں کو چھوڑ کر تعمیر کو
چھوٹا کر لیا جائے۔ چنانچہ بیت اللہ کی تینوں دیواریں تو اصل بنیادوں پر اٹھائی گئیں اور ایک دیوار
اصل بنیاد سے ہٹا کر اندر کی جانب تعمیر کی گئی۔ بناء ابراہیمی کا یہ حصہ جو تعمیر سے باقی رہ گیا اس
کو حطیم کہا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ کی تمنا تھی کہ اپنے زمانہ میں بیت اللہ کو از سر نو حضرت ابراہیمؑ کی
بنیادوں پر تعمیر کرائیں لیکن دینی مصلحتوں کی بناء پر آپ نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل نہ فرمائی۔
حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں آنحضرتؐ کی یہ تمنا پوری کی اور حطیم کے
حصہ کو بھی بیت اللہ کے اندر شامل کر لیا۔ لیکن جب وہ عبد الملک ابن مردان کے ہاتھوں شکست کھا
کر شہید ہو گئے تو حجاج ابن یوسف ثقفی نے ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرا دیا اور پھر بیت اللہ کو اسی
حالت میں کر دیا جس حالت میں آنحضرتؐ کے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ آج بھی حطیم کا حصہ بیت
اللہ کی عمارت سے باہر ہے۔

ہابیل و قاتیل:

یہ دونوں حضرت آدمؑ کے لڑکے ہیں۔ قاتیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام

اقلیما تھا۔ ہابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام لبودا تھا۔ اس زمانہ کی شریعت کے اعتبار سے قابل کی شادی لبودا کے ساتھ ہونی چاہیے تھی جو اتفاقاً بد صورت تھی۔ اور ہابیل کی شادی اقلیما سے ہونی چاہیے تھی جو حسین تھی۔ اس رشک و جلن میں قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا تاکہ اس کی منسوبہ سے اس کی شادی ہو جائے۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو مجملاً ذکر کیا ہے۔ قابیل نے جب ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ہابیل نے کہا میں تیرے قتل کے ارادہ سے ہاتھ بھی نہ اٹھاؤں گا۔ چنانچہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اب دنیا میں جو بھی ناجائز قتل ہوتا ہے اس کا گناہ قاتل کے علاوہ قابیل کو بھی ہوتا ہے چونکہ قتل کی یہ رسم اس دنیا میں سب سے پہلے اس نے جاری کی ہے۔

سجاد حسین

۱۰ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ م ۲۹ اپریل ۱۹۷۷ء

☆.....☆.....☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ اے ضیاء الحق حسام الدین چلیسی مولانا کے وہی خلیفہ ہیں جو مثنوی کی تحریر کا سبب بنے ہیں۔ کہ گذشت۔ چاند کا نور باسام پر پڑتا ہے۔ ہمت۔ مرید کی توجہ حق کے معارف کی کشش کا باعث ہوتی ہے۔ مرتجی۔ وہ شخص جس سے امید وابستہ ہو۔ گردن۔ مثنوی کے معارف کا رخ تو جھر چاہتا ہے اور کومڑ دیتا ہے۔

۲۔ مثنوی۔ بظاہر مولانا احسام الدین مثنوی کی کشش کا سبب ہیں لیکن حقیقتاً اس کی کشش منجانب اللہ ہے۔ مبدل ظاہری سبب چونکہ کشندہ۔ یعنی حضرت حق۔ ناپدید ہے جو اسباب بصیرت ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ مثنوی کے بیانات منجانب اللہ مولانا حسام الدین ہیں لہذا مثنوی طوالت انہی کی جانب سے سمجھی جائے گی۔

۳۔ بچوں نہیں۔ جبکہ فنا کے بعد بقا اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو بندہ کی مرضیات بحیثیت اللہ کی مرضیات بن جاتی ہیں۔ کَانَ اللّٰہُ۔ یعنی مقام فنا۔ کَانَ اللّٰہُ۔ بقا اللہ کے بعد انسانی فعل خدائی فعل متصوّر ہوتا ہے۔

کہ گذشت از مہ بنورت مثنوی

کہ تیرے نور سے مثنوی چاند سے بڑھ گئی ہے
می گشد این را خدا داند گنجی
خدا جانے اس کو کہیں لے جائے گی؟
می کشی آل سو کہ تو دانستہ
اس کو اس جانب کھینچ رہا ہے جس کو تو جانتا ہے
ناپدید از جا بلے کش نیست دید
پوشیدہ اس نادانف کے لئے ہے جس کی نظر نہیں ہے

گرفروں گروو تو اش افزودہ
اگر وہ بڑھتی ہے تو تو نے اس کو بڑھایا ہے
می دہد حق آرزوئے متقین
اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی تمنا پوری کرتا ہے
تا کہ کَانَ اللّٰہُ لَہُ آمَد جِوَا

یہاں تک کہ کَانَ اللّٰہُ لَہُ بَد آیا

اے ضیاء الحق حسام لدیں توئی

اے ضیاء الحق حسام الدین! تو ہی ہے
ہمت عالی تو اے مرتجی
اے امیر گھا! تیری بلند ہمت
گردن این مثنوی را بستہ
تو نے اس مثنوی کی گردن باندھ رکھی ہے
مثنوی ۲ پویاں کشندہ ناپدید
شی روز رہی ہے کھینچنے والا پوشیدہ ہے

مثنوی را چوں تو مبدا بودہ
جبکہ مثنوی کی ابتدا تو ہے
چوں سو نہیں خواہی خدا خواهد نہیں
تو جیسا چاہتا ہے خدا ویسا چاہتا ہے
کَانَ لَہُ بودہ در ما مضی

تو پہلے کَانَ اللّٰہُ بنا

در دُعا و شکر کفہا بر فراشت
دعا وہ شکرے میں ہاتھ اٹھائی تھی
فضل کرو و لطف فرمود و مزید
اس نے فضل فرمایا مہربانی کی اور اضافہ کر دیا
آنچنال کہ قُرب مَز و سجدہ ہاست
جیسا کہ سجدوں کی اجرت اللہ سے نزدیکی ہے
قُرب جاں شُدہ سجدہ ابدانِ ما
ہمدے جسموں کا سجدہ روح کے قرب کا سبب بنا
نَز برائے بَوش و ہامی و ہو یُود
نہ کہ شان و شوکت کی اور وہ لوہ کی جہ سے
حکَم دادی ہیں بکُش مامی کشیم
تو نے حکم دیا کہ ہاں کھینچ ہم کھینچے ہیں
اے امیر صبر و مفتاحِ افراج
اے مہر کے امیر اور کشاکی کی کھینچی؟
حج رُبُ الیْتِ مَرَدانہ یُود
بیت اللہ کے مالک کا حج مردوں کا ہوتا ہے
کہ تو خورشیدی وایں دو و صفہا
کہ تو سورج ہے اور یہ دونوں اس کی سنتیں ہیں
تَبِخْ خورشید از ضیاء باشد یقیں
سورج کی تلوار یقیناً روشنی کی ہوتی ہے
آن خورشید ایں فرو خواں از نُبَا
سورج کی ملکیت ہے اس کو قرآن میں پڑھ لے

مشنوی! از تو ہزاراں شکر داشت
مشنوی تیرے ہزاروں شکرے ادا کرتی تھی
وَر لَب و کفَشِ خُدا شکر تو وید
خدا نے اس کے ہاتھ لادرت میں تیرا شکر یہ دیکھا
زانکہ شا کر را زیادت و عُدہ ہاست
کیونکہ شکر کرنے والے کے لئے زیادتی کھدے ہیں
گفت و لَسْجُد و اقْرَب یزدانِ تا
ہمدے خدا نے فرمایا ہے اور سجدوں کو اور قرب ہو جا
گر زیادت ۲ می شو زیں رُو یُود
اگر مشنوی میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس جہ سے ہے
باتو ما چوں رز بتابستاں خویشم
ہم تجھ سے اس طرح خوش ہیں جیسا کہ تلوار تل ہو ہم کہ میں
خوش بکُش ایں کارواں راتا نَحْج
اس قافلہ کوچ تک عمرگی سے لے جا
حج زیارت کردنِ خانہ یُود
حج خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے
زماں ۳ ضیاء کفتم حُسام لَدین ترا
اسے دین کی تلوار میں نے تجھے روشنی اس لئے کہا ہے
کایں حُسام و ایں ضیاء یکست ہیں
کیونکہ یہ تلوار اور یہ روشنی یقیناً ایک ہے
نور از آن ماہ باشد ویں ضیا
نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا
نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا



ضیاء و القمر نورًا - اللہ تعالیٰ نے چاند کی روشنی کو نور اور سورج کی روشنی کو ضیا سے تعبیر فرمایا ہے۔
نبا۔ ہے قرآن پاک۔

۱ مشنوی۔ مشنوی چونکہ حسام
المدین سے فیض حاصل کر رہی ہے تو
گویا اس کے لہذاں اس کے ہاتھ میں
جو شکر گزری میں اٹھے ہوئے ہیں۔
مزید شکر پر مزید احسان کا وعدہ ہے
چنانچہ فرمایا گیا لَنْ نَسْجُدَ لَكَ
لَا نَنْسُكَ لَكَ لَوْ اَكْرَمْتَ شَكَرَكَ
گے ہم ضرور زیادہ دیں گے۔ و لَسْجُدْ
و اقْرَب لَوْ سَجَدَ لَكَ قُرْبَتِ حَامِل
کہ یعنی سجدہ قریب خداوندی کا سبب
ہے قُرب حال۔ جسمانی سجدہ
روحانی اقرب کا سبب ہے۔

۲ گزیرت۔ مشنوی کی طہالت
کا سبب مولانا حسام المدین کا جذب
ہے نہ کہ عوام میں اس کی پسندیدگی۔
بَوش۔ با کے زیر کے ساتھ نشان
شوکت۔ باتو۔ تابستاں یعنی موسم بہار
میں تلوار کی پھلیں خوب پھلتی ہیں اس
طرح مشنوی کے نشوونما کا سبب مولانا
حسام المدین ہیں۔ خوش بخش جس
طرح کارواں حج کے لئے جاتا ہے
اور اس کے لئے ایک امیر حج ہوتا ہے
جواں کی رہنمائی کرتا ہے اسی طرح
ان معارف کا کارواں رب کعبہ کی
زیارت کے لئے رہا ہے اور مولانا
حسام المدین اس کے سالار ہیں۔
حج۔ جو قافلہ حج کو جاتا ہے اس کا
مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے
لیکن اس قافلہ کا مقصد رب کعبہ کی
زیارت ہے۔

۳ زماں ضیاء۔ ضیا روشنی کو کہتے ہیں
اور حسام قافلہ تلوار کو کہتے ہیں تہذیب
ذات سورج ہے اور یہ دونوں اس کی
صفتیں ہیں۔ سورج کی تلوار روشنی کی
ہوتی ہے جس سے وہانہ میرے کو کاٹتا
ہے لہذا تم جس طرح حسام ہو اسی
طرح ضیاء ہو۔ نور قرآن پاک میں
ہے هُوَ لَيْسَ جَعَلَ لِّلشَّمْسِ

شمس اراقرا قرآن ضیا خواندے پد
 اسے بابا سورج کو قرآن نے ضیا فرمایا ہے
 شمس چوں عالی تر آمد خود زماہ
 چونکہ سورج کا چاند نے اونچا ہے
 بس کس اندر نورِ مہ منہج ندید
 بہت سے لوگ چاند کے نور میں دیکھ نہیں دیکھ پاتے ہیں
 آفتاب اعراض را کامل نمود
 سورج سلمان کو مکمل دکھاتا ہے
 تاکہ قلب و نقد نیک آید پدید
 تاکہ کھٹا اور کھرا خوب ظاہر ہو جائے
 نسا کہ نورش کامل آید در زمیں
 یہاں تک کہ اس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے
 لیک بر قلاب مبعوض مست سخت
 لیکن وہ دھوکے باز کو سخت ناپسند ہے
 پس سجد و جان صرف است قلب
 تو کھٹا صرف کی جان کا دشمن ہوتا ہے
 انبیا با دشمنان برمی تنند
 انبیاء دشمنوں کے ساتھ جھڑتے ہیں
 کاس چرانے را کہ ہست اذوردار
 کہ اس چہرے کو جو ہوش ہے
 دزد و قلاب است خصم نور و بس
 چھ لہو طع سدا روشنی کا دشمن ہے
 روشنی بر دفتر چارم بریز
 چوتھے دفتر پر روشنی ڈال

واں قمر را نور خواند این را نگر
 اور اس چاند کو نور فرمایا ہے اس پر غور کر
 پس ضیاء از نور افزوں واں بجاہ
 پس مرتبہ میں ضیا کو نور سے بڑھا ہوا سمجھ
 چوں بر آمد آفتاب آل شد پدید
 جب سورج نکل آتا ہے وہ راستہ نظر آ جاتا ہے
 لاجرم بازار ہا در روز بود
 لاجلہ بازار دن میں لگتے ہیں
 تاؤد از غبن و از حیلہ بعید
 تاکہ ٹوٹے اور مکر سے بچاؤ ہو
 تاجراں را رحمتہ للعالمین
 تاجروں کے لئے رحمتہ للعالمین بن کر
 زانکہ زوشد کلبد اؤرا نقد و رخت
 کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا نقد اور سلمان کھٹا ہوتا ہے
 دشمن درویش کہ بود غیر کلب
 کتے کے ساتھ درویش کی جان کا دشمن کون ہوتا ہے؟
 پس ملائک رب سلّم می زند
 تو فرشتے خدا سلامت رکھنے کا نعرہ لگاتے ہیں
 از پف و دمہائے دوزداں دوزدار
 چھوٹوں کی پھونک اور سانس سے وہ رکھ
 زیں دو اے فریاد رس فریاد رس
 اے فریاد کو پہنچنے والے ان دونوں سے فریاد کو پہنچ
 کافتاب از چرخ چارم کرد خیز
 کیونکہ سورج چوتھے آسمان سے طلوع کر رہا ہے

۱ شمس۔ جس طرح سورج
 اضافہ میں بڑھا ہوا ہے تو تم چونکہ ضیاء
 ہو لہذا تم بھی اضافہ میں بڑھے
 ہوئے ہو۔ بس کس۔ چاند کی روشنی
 میں بہت سے لوگوں کو راستہ نظر نہیں
 آگاتا سورج کی روشنی میں نظر آ جاتا
 ہے منج۔ راست۔ آفتاب۔ سورج
 ہر حال کے کھونے اور کھرے پن کو
 واضح کر دیتا ہے اسی لئے بازاروں میں
 لگتے ہیں۔

۲ تاکہ سورج کی روشنی میں کھٹا
 کھرا نظر آ جاتا ہے اور خریدار دھوکے
 سے بچ جاتا ہے رحمتہ تاجروں کے
 لئے سورج کی روشنی رحمت کامل ہے
 اسی طرح مولانا حسام الدین چونکہ
 ضیاء ہیں لہذا وہ بھی سالکوں کے لئے
 رحمت ہیں۔ لیک۔ جس طرح
 دھوکے باز سورج کی روشنی سے نفرت
 کرتے ہیں اسی طرح بدلتی شیوخ
 مولانا حسام الدین سے نفرت کرتے
 ہیں۔

۳ پس۔ کھٹا مال پر کھٹا لکی
 جان کا دشمن ہوتا ہے دشمن۔ اسی
 طرح جو دنیا کے کتے ہیں وہ بزرگوں
 کے دشمن ہوتے ہیں انبیاء انبیاء کا
 مقابلہ دنیا والوں سے ہوتا ہے جو ان
 کے دشمن ہوتے ہیں فرشتے ان انبیاء
 کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہتے
 ہیں۔ کاس۔ یعنی فرشتے دعا کرتے
 ہیں کہ جو چہاں ہدایت ایٹالے کر
 آئے ہیں اس کو دشمن نہ بنا سکیں۔
 روشنی۔ مولانا دعا فرماتے ہیں کہ اب
 جبکہ خوش بیان کا آفتاب چرخ چہدم
 سے طلوع کر رہا ہے تو اے خدا اس
 چہار دفتر پر انوار معرفت کی روشنی ڈال



ہیں ز چارم! نوردہ خورشید وار
ہاں چوتھے دفتر سے سورج کی طرح روشنی عطا فرما
ہر کش افسانہ بخواند افسانہ است
جس نے اس کو قصہ سمجھا وہ خود قصہ ہے
آب نیل ست و تقبیطی خون نمود
دیہ نیل پانی ہے اور تقبیطی کو خون نظر آتا
دشمنِ ایں ۲ حرف ایں دم در نظر
اس وقت اس مثنوی کا دشمن ہماری نظر میں
اے ضیاء الحق تو دیدی حال او
اے ضیاء الحق تم نے اس کی حالت دیکھی ہے
دیدہ غیبت چو غیب ست اوستاد
تمہاری غیب کو دیکھنے والی آنکھ غیب کی طرح ماہر ہے
ایں حکایت را کہ تقدیر وقت ماست
یہ حکایت جو ہمارا ما حاضر ہے
ناکساں را ترک گن بہر کساں
نالائقوں سے لائقوں کی خاطر قطع نظر کر لو
ایں حکایت گر نہ شد آسجا تمام
یہ قصہ اگر اس جگہ (دفتر سوم) میں مکمل نہیں ہوا ہے
تا بتا بدبر بلاد و برویار
تاکہ وہ ملکوں اور شہروں پر چمک اٹھے
وانکہ دیدش نقد خود مردانہ است
اور جس نے اس کو اپنی دولت سمجھا وہ مرد ہے
قوم موسیٰ را نہ خون بود آب بود
حضرت موسیٰ کی قوم کے لئے پانی تھانہ کر خون
شد ممشل سرنگوں اندر سقر
مذبح میں سرنگوں بنا ہوا ہے
حق نمودت پلح افعال او
اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے کارناموں کا جواب دکھایا جانے
کم مباد ازیں جہاں ایں دید و داد
خدا کرے یہ مشاہدہ اور عطا اس دنیا سے ناپید نہ ہو
گر تماش می کنی اینجا رواست
اگر تم اس کو اس جگہ پورا کرو تو مناسب ہے
قصہ را پایاں برد مخلص رساں
قصہ کو پورا کرو اور انجام کو پہنچا دو
چار میں جلد ست آرش در نظام
یہ چوتھا دفتر ہے اس کو لڑی میں پورا

۱۔ ز چارم۔ یعنی دفتر چہارم سورج کو
بھی چوتھے آسمان پر مانا جاتا
ہے۔ ہر کش۔ جو اس مثنوی کو افسانہ
سمجھے وہ خود مثنوی کو افسانہ اور مہمل
ہے۔ آب نیل۔ ایک چیز جو
مخصوصوں کے اعتبار سے جداگانہ حکم
رکھتی ہے۔ دیہ نیل حضرت موسیٰ
کے لئے پانی تھا اور تقبیطوں کے لئے
خون تھا۔ اسی طرح یہ مثنوی بعض
لوگوں کے لئے افسانہ ہے اور بعض
لوگوں کے لئے کچھ نہ معرفت ہے۔

۲۔ ایں حرف۔ یعنی مثنوی۔ ستر۔
جہنم۔ اے ضیاء الحق مولانا حسام
الدین کا کشف تھا کہ مثنوی کے منکر
ایمان سے محروم ہیں۔ پانچ۔ جواب۔
دیدہ۔ مولانا حسام الدین کے کشف
کی طرف اشارہ ہے۔ ایں۔ یعنی اس
عاشق کا قصہ جو دفتر سوم میں اوصاف
چھوڑا تھا۔ ناکساں۔ یعنی مثنوی پر
اعتراض کرنے والے۔ چار میں
جلد۔ یعنی مثنوی کا چوتھا دفتر۔

۳۔ تمہا۔ یہ عاشق رات کو
معتشوق کے فراق میں کھوم رہا تھا
رات میں اس نے کتوال کو دیکھا تو
اس سے ڈر کر وہ ایک باغ میں گھس گیا
وہاں دیکھا کہ اس کی معتشوقہ موجود
ہے تو وہ اس کتوال کو دعائیں دینے
لگا۔ عسی۔ انسان کی چیز کو اپنے لئے
ناپسند کرتا ہے اور اسی میں اس کی
بہتری ہوتی ہے۔

تمہا ۳ حکایت آں عاشق کہ از عسس بگریخت در باغ مجہول
اس عاشق کی حکایت کا باقی قصہ جو انجام باغ میں کتوال سے بھاگا اور
و معتشوق در آں باغ یافت و عسس را از شادی دعائے خیر میکرو
اس نے معتشوق کو اس باغ میں پایا اور خوشی کی وجہ سے کتوال کے لئے دعائے خیر کرتا تھا
ومی گفت کہ عسی ان تگرہوا شینا و هو خیر لکم
اور کہتا تھا کہ بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے

اندریں بودیم کال شخص از عسس رابر اندر باغ از خوف او فرس
ہم یہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے کتوال کی وجہ سے
فرس کے نام سے گھنٹا باغ میں گھس دیا

یو داند باغ آل صاحب جمال
 وہ سینہ باغ میں تھی
 سایہ او را نبود امکان دید
 اس کے سایہ کو بھی دیکھنے کا امکان نہ تھا
 جو یکے لقیہ کہ اول از قضا
 سوائے ایک ملاقات کے جو شروع میں حقد سے
 بعد ازاں ۲ چند آنکہ می کوشید او
 اس کے بعد اس نے جتنی بھی کوشش کی
 نے بہ لاپہ چارہ بوش نے بمال
 نہ خوشامد سے اس کی کوئی تدبیر تھی نہ مل سے
 عاشق ہر پیشہ و ہر مطلبے
 ہر مقصد اور ہر پیشہ سے شہت کے
 چوں بدال آسیب در جست آمدند
 جب اس معاملہ میں وہ بڑھنے لگتے ہیں
 چوں در افتادند اندر جستجو
 وہ جب جستجو میں لگ جاتے ہیں
 چوں در افگندش بجست جوئے کار
 جب اس کو معاملہ کی جلا کر دیا
 ہم ۳ براں بومی تنند و می روند
 وہ اسی خوشبو کے صپے ہوتے ہیں اور چلتے ہیں
 ہر کسے را ہست امیدے برے
 ہر شخص کے لئے امید کا پھل ہوتا ہے
 باز در بستندش و آل در پرست
 پھر اس کا موازہ بند کر دیتے ہیں وہ کا پجاری
 چوں در آمد خوش در آل باغ آنخوال
 جب وہ نوجوان خوشی سے اس سے باغ میں آیا

کز غمش این در عنایا بدہشت سال
 جس کے غم میں یہ آٹھ سال سے مصیبت میں تھا
 ہچو عنقا وصف او را می شنید
 عنقا کی طرح اس کی خوبیاں سنتا تھا
 بردے افتاد و شد او را لرزا
 اس سے ہو گئی تھی اور وہ اس کی لرزا ہو گئی تھی
 خود مجالش می نداد آل شد خو
 اس کو اس بد مزاج نے موقع نہ دیا
 سیر چشم و بے طمع بود آل نہال
 وہ بونا سیر چشم اور بے طمع تھا
 حق بیالود اول کارش لے
 ابتدا کار میں اللہ تعالیٰ اس کے ہونٹ آلودہ کر دیتے ہیں
 پیش پاشاں می نہد ہر روز بند
 ان کے پاؤں میں ہر روز بیڑی ڈال دیتے ہیں
 بعد ازاں در بست و کاہیں جست او
 اس کے بعد وہ بند کر دیتا ہے اور مہر کا مطالبہ کرتا ہے
 بعد ازاں در بست کہ کاہیں بیار
 اس کے بعد موازہ بند کر دیا کہ مہر لا
 ہر دے را جی و آس می شوند
 ہر سانس میں امید اور ناامید ہوتے ہیں
 کہ کشادندش در آل روزے درے
 حتیٰ کہ اس معاملہ میں ایک دن اس کے لئے موازہ لکھ لیتے ہیں
 بر نماں امید آتش پاشد دست
 اسی امید پر جم بین ہوتا ہے
 خود فرو شد یا بخش ناگہاں
 اچانک اس کا پاؤں خزانے میں ٹھنسن گیا

۱۔ عنقا۔ مشقت۔ سایہ۔ محبوبہ کا
 وجود اور کناریہ اس کا سایہ بھی نہ دیکھ
 سک رہا تھا۔ عنقا۔ لوگوں نے عنقا کی
 صرف خوبیاں سنی ہیں کسی نے اس کو
 دیکھا نہیں ہے۔ لقیہ۔ ملاقات۔
 کے بعد آٹھ سال تک ملاقات کا کوئی
 موقع نہ ملا۔ بند خو۔ یعنی محبوب۔ لاپ۔
 خوشامد۔ بہل۔ یعنی معشوقہ۔
 عاشق۔ عاشق کا یہی معاملہ ہوتا ہے وہ
 ابتداء پھنساتا ہے پھر تڑپاتا ہے
 در بست۔ یعنی وصال کا موازہ بند ہو
 جاتا ہے۔ کاہیں۔ مہر یعنی عشق کے
 مصائب جھیلنا۔

۲۔ ہم براں۔ ابتداء ہونٹوں کو جو
 چسکا لگا ہے اس کی وجہ سے امید و نیم
 میں جھٹارتے ہیں۔ سادگی۔ امیدوار۔
 آس۔ مایوس۔ ہر کسے ہر شخص
 مقصود حاصل کرنے کی فکر میں آتش
 زہر پارہتا ہے۔ چوں۔ جب وہ
 عاشق کو قول کے ڈر سے بھاگ کر
 باغ میں گھسا تو اس کو محبوبہ کا دیدار ہو
 گیا۔ فرو شد۔ یعنی محبوبہ کا دیدار حاصل
 ہو گیا۔

مرعس را ساخته یزداں سبب
 اللہ تعالیٰ نے کقول کو سب بتا دیا
 بیند آں معشوقہ را اُو با چراغ
 وہ اس معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چلنے لگے
 پس قمریں میکرد از ذوق آں نفس
 اس وقت وہ ذوق عشق سے بلاتا تھا
 گریزیاں کردم عس را از گریز
 اگر میں نے بھاگ کر کقول کا نقصان کیا ہے
 از عوانی مر ورا آزاد گن
 اس کو سپاہی پن سے آزاد کر دے
 سعد دانش ایں جہان و آں جہاں
 اس جہان اور اس جہان میں اس کو نیک بخت بنا دے
 گرچہ خوی آں عواں ہست اے خدا
 اے خدا اگرچہ اس کقول کی عادت ہے
 گر خبر آید کہ شہ جرے نہاد
 اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے جرم قائم کیا
 و خبر آید کہ شہ رحمت نمود
 اور اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے رحم کیا
 ماکی در جان او افتد ازاں
 اس سے اس کی جان غم میں مبتلا ہو جاتی ہے
 صد چنہیں اوبار ہا ۳ دارد عواں
 سپاہی اس طرح کی سیکڑوں خریدیں رکھتا ہے
 او عواں را در دعا در می کشید
 وہ کقول کو دعا میں شامل کر رہا تھا
 برہمہ زہر و بر او تریاق بود
 برہمہ زہر اس کے تریاق تھا
 وہ کقول سب پر زہر اس کے تریاق تھا

تازہ نیم او دود در باغ شب
 تاکہ اس کے ڈر سے رات کو باغ میں دھڑ جائے
 طلب انگشتری در جوی باغ
 باغ کی گئی تنہر میں گھٹی جلاش کر رہی ہے
 بنا شانائے حق دعائے آں عس
 اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ کقول کے لئے دعا کو
 پیست چنداں سیم و زر بروے بریز
 بیس گنا سونا اور چاندی اس بے بہا دے
 آنچناں کہ شام اورا شاد گن
 جیسا میں خوش ہوں اس کو خوش کر دے
 از عوانی و سگی اش وار ہاں
 سپاہی پن اور کتے پن سے اس کو نجات دیدے
 کہ ہمارہ خلق را خواہد بلا
 کہ ہمیشہ مخلوق کی مصیبت کی تمنا کرتا ہے
 بر مسلماناں شود او زفت و شاد
 مسلمانوں پر وہ پھولتا اور خوش رہتا ہے
 از مسلماناں فگند او را بخود
 مسلمانوں سے کسی پر بخشش و عطا کی
 گیردش قونج زیں غم در زماں
 فوراً اس غم سے اس کے درد قونج ہو جاتا ہے
 زیں بلا فریاد رس اے مستعالم
 اے مہنگرا! اس مصیبت سے فریاد رہی کر
 کز عواں اورا چنناں راحت دسید
 کیونکہ کقول سے اس کو ایسی راحت ملی تھی
 آں عواں پیوند آں مشتاق بود
 وہ کقول اس عاشق کا دوست تھا

۱۔ بیند وہ اپنی معشوقہ کو دیکھتا ہے
 کہ وہ چراغ لے ہوئے تنہر میں اپنی
 گھٹی تلاش کر رہی ہے۔ قمریں۔
 ساگی۔ ہانڈا یعنی اللہ کی تعریف کے
 ساتھ کقول کو دعا میں دینے لگا۔
 کقول اگر اس کو گرفتار کر لیتا تو رشتہ
 میں کچھ حاصل کرتا۔ از عوانی۔ پولیس
 کے آدمیوں میں ظلم و ستم کا مادہ ہوتا
 ہے۔ سگی۔ سپاہیوں میں کتوں کی سی
 رنگی ہوتی ہے۔ کہ ہمارہ پولیس کو
 خواہش ہوتی ہے کہ لوگ جرائم میں
 مبتلا ہوں تاکہ ان سے منافع حاصل
 کر سکے

۲۔ گر خبر آید اگر پولیس کو معلوم
 ہوتا ہے کہ بادشاہ نے کسی قوم کو مجرم
 قرار دیا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے اور
 بادشاہ سے معاف کرنے سے پولیس
 رنجیدہ ہوتی ہے۔ فگند۔ یعنی وہ جرم
 معاف کر دیا ہے۔

۳۔ اوبار۔ بھلائی کے گروہی۔ لو
 عواں۔ چونکہ کقول کی وجہ سے اس کو
 محبوب کا دیدار میسر آیا تھا اس لئے اس کو
 دعا میں دے رہا تھا۔ برہمہ۔ کقول
 وہ روں کے لئے باعث مصیبت تھا
 لیکن اس کے لئے باعث راحت
 بنا۔ پیوند۔ عزیز و اقربا دوست۔

پس ابد مطلق نباشد در جہاں
پس دنیا میں بالکل کئی برا نہیں ہے
در زمانہ هیچ زہر و قند نیست
زمانے میں کوئی زہر اور شکر نہیں ہے
مریکے را پاؤگر را پائے بند
مَرِیکے کے لئے پاؤں ہے دوسرے کے لئے پاؤں کی پیری
زہر مارے آل مار را باشد حیات
سائگ کا زہر سانپ کی زندگی ہے
خلقِ آبی را بُوَد دریا چو باغ
پہریائی مخلوق کے لئے دریا باغ جیسا ہے
چمنیں برمی شمر اے مرد کار
اے کام کے آدمی! اسی طرح شمار کر لے
زید اندر حق آل شیطان بُوَد
زید اس کے حق میں شیطان ہے
آں بگوید زید صدیق و سنی ست
وہ کہتا ہے زید بہت سچا اور بھلا ہے
زید یک ذاتست برآں یک جہاں
زید ایک ذات ہے جو ایک پر بہشت ہے
گر سچ تو خواهی کو ترا باشد شکر
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے لئے شکر ہو
منگر از چشم خودت آں خوب را
اس محبوب کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ
چشم خود بر بند زان خوش چشم تو
اس اچھی آنکھ والے سے اپنی آنکھ بند کر لے
بلکہ زو گن عاریت چشم و نظر
بلکہ آنکھ اور نگاہ اس سے مانگ لے

بد بہ نسبت باشد اس را ہم بدال
برا نسبت سے ہوتا ہے اس کو بھی سمجھ لے
کہ یکے را پاؤگر را بند نیست
کہ ایک کے پاؤں اور دوسرے کے لئے قید نہیں ہے
مَرِیکے را زہر و دیگر را چو قند
مَرِیکے کے لئے زہر ہے اور دوسرے کے لئے شکر ہے
نسبتش با آدمی باشد مَمات
اس کی آدمی کے ساتھ نسبت موت ہے
خلقِ خاکی را بُوَد آں مرگ و داغ
خسکی کی مخلوق کے لئے وہ موت اور داغ ہے
نسبت اس را زیک تلصد ہزار
اس کی نسبت ایک سے لاکھ تک
در حق شخص دگر سلطان بُوَد
دوسرے کے حق میں شاہ ہے
دیں بگوید زید گبر و گشتنی ست
اور یہ کہتا ہے کہ زید کافر اور گردن زونی ہے
اُو بریں دیگر ہمہ رنج و زیاں
اور وہ دوسرے کے لئے جسم رنج اور بربادی ہے
پس و را از چشم عشاقش نگر
تو اس کو اس کے عاشقوں کی نظر سے دیکھ
میں چشم طلباں مطلوب را
مشتوق کو عاشقوں کی آنکھ سے دیکھ
عاریت گن چشم از عشاق او
اس کے عاشقوں سے آنکھ مانگ لے
پس ز چشم او بروی او نگر
پھر اس کی آنکھ سے اس کے چہرے کو دیکھ

۱۔ پس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی بری چیز یہ سمجھو جو بری نہیں ہے کسی خاص نسبت سے اس میں برائی ہوتی ہے۔ زہر و قند۔ یہ دونوں چیزیں بھی مفید اور مضر خاص خاص نسبت سے ہیں۔

۲۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر سانپ کے لئے باعث زندگی ہے انسان کی موت کا سبب ہے۔ خلق۔ پانی، آبی جانور کی زندگی ہے خاکی گنے لئے موت ہے۔ ہم چمنیں۔ کسی چیز کا نسبت کے اعتبار سے صرف مفید اور مضر ہونا ہی نہیں ہے بلکہ نسبت کے اعتبار سے اس کے مفید اور مضر ہونے کے ہزاروں مدارج ہیں۔ زید۔ زید کسی کے اعتبار سے سلطان ہے۔ آں۔ جس کے لئے زید سلطان ہے وہ زید کی تعریفیں کرے گا جس کے لئے وہ شیطان ہے وہ اس کا کافر اور گردن زونی کہے گا۔

۳۔ گر۔ اگر تو زید کو اپنے لئے شکر بنانا چاہتا ہے تو اس کے عاشقوں کی نظر سے اس کو دیکھ پھر تجھے اس سے کوئی شکوہ نہ رہے گا۔ منگر۔ سچا را چشم چمنوں باید دید۔ چشم خود محبوب کو اپنی نگاہ سے نہ دیکھ اس کے عاشقوں کی نگاہ سے دیکھ بلکہ محبوب کا عاشقوں کی نگاہ سے بھی نہیں بلکہ خود اس کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

گفت كَانَ اللَّهُ لَهُ زَيْسٌ ذُو الْجَلَالِ

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ اس کا ہو گیا

تَارِدٌ أَوْ مِنْ بَاشْمٍ وَدَسْتِ دُوشِ

تاکہ اس کی نثر نصیبی بد نصیبوں سے نجات پا جائے

سُوِي مَجْبُوتٌ حَبِيبٌ سَتٌ وَخَلِيلٌ

تیرے محبوب کی جانب وہ محبوب اور دوست ہے

مشغولی! ایمن زسیری و ملال

تاکہ تو نفرت اور انتہاس سے محفوظ ہو جائے

میں اس کی آنکھ اور ہاتھ اور اس کا دل ہو جاتا ہوں

ہر چہ مکروہ است چوں اوشد دلیل

میرا پسندیدہ ہے جب وہ راہنما ہوتا ہے

۱۔ مشغولی۔ جب انسان محبوب کو

محبوب کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہ متعلق

باخلاق اللہ ہو جائے گا اور اسے

احساس کوخفا کر دے گا تو اس کو کان اللہ

لہ کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اس

میں بقا اللہ کی کیفیت پیدا ہو جائے

گی۔ چشم لو۔ حدیث میں ہے۔ فَانَا

اَجِبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ

وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ۔ یعنی جب

میں اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں

تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس

سے وہ سنتا ہے اور جس سے وہ سنتا

ہے اور اس کی چوہائی بن جاتا ہوں

جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ہر چہ

نا پسندیدہ چیز جب کسی مرغوب چیز کا

ذریعہ بن جاتے تو وہ بھی مرغوب

ہو جاتی ہے کوہاں معشورہ کے

وصال کا ذریعہ تھا ہندلوہ محبوب ہو گیا۔

۲۔ واعظ۔ منقول ہے کہ یہ واعظ

ایک تاجر تھا ڈاکوؤں نے اس کا مال لوٹا

تو اس نے خدا سے دعا میں اور گریہ و

زلزلی شروع کر دی اس پر اس کو ہاتف

نبی نے کہا مال کے لٹ جانے پر تو

اس قدر گریہ زاری کرتا ہے اور عمر کے

برباد ہونے کا کوئی خیال نہیں۔ اس

حجیبہ سے یہ تاجر اللہ تعالیٰ کی طرف

متوجہ ہو گیا تھا۔ قاطعان راہ۔ ڈاکو۔

دست۔ چونکہ یہ ڈاکو اللہ تک پہنچنے کا

سبب بنے تو وہ اس کو محبوب ہو گئے

تصور وہ ان کا دعا گو ہو گیا تھا۔

۳۔ برہم۔ یعنی دینا کے برے

انسانوں کے لئے دعا خیر کرتا تھا اور

تنبیوں کے لئے دعا نہ کرتا تھا۔ مرد۔

لوگوں نے اعتراض کیا کہ برے لوگ

دعا کے مستحق نہیں ہیں تم ان کے لئے

دعا کیوں کرتے ہو۔ گفت۔ اس نے

جواب دیا کہ ان لوگوں کا مجھ پر بہت

حکمتِ آل واعظ کہ در آغاز ہر وعظ و تذکیرے دعائے خیر بر

اس واعظ کی حکایت جوہر وفظ اور نصیحت کے شروع میں ظالموں

ظالموں و سخت دلائل حیثیوں و مفسدوں و بے اعتقادوں کر دے

اور سخت دلوں اور خبیثوں اور مفسدوں اور بے اعتقادوں کے لئے دعائے خیر کرتا تھا

آل یکے واعظ چو بر تخت آمدے

ایک واعظ جب تخت پر آتا

دست برمی داشت یارب رحم راں

ہاتھ اٹھاتا تھا اے خدا رحم فرما

برہمہ سحر گنان و اہل ضیر

سب مذاق اڑنے والوں اور نقصان پہنچانے والوں پر

می نکر دے او دُعا بر اصفیا

وہ برگزیدہ لوگوں کے لئے دعا نہ کرتا

مرورا گفتند کایں معبود نیست

لوگس نے اس سے کہا یہ معمول نہیں ہے

گفت نیکوئی از بہا دیدہ ام

اس نے کہا میں نے ان سے بھلائی دیکھی ہے

اس لئے میں نے ان کو دعا دینا اختیار کیا ہے

۴۔ برہم۔ یعنی دینا کے برے

انسانوں کے لئے دعا خیر کرتا تھا اور

تنبیوں کے لئے دعا نہ کرتا تھا۔ مرد۔

لوگوں نے اعتراض کیا کہ برے لوگ

دعا کے مستحق نہیں ہیں تم ان کے لئے

دعا کیوں کرتے ہو۔ گفت۔ اس نے

جواب دیا کہ ان لوگوں کا مجھ پر بہت



احسان ہے جس ان کے مظالم سے پریشان ہو کر رہیاب ہو اور ان کے مظالم نے مجھ تکلی میں لگا دیا ہے

تجربہ و ظلم وجود چنداں ساختند
 انہوں نے ایسا ظلم اور خباثت کی
 ہر گہیے کہ رُو بدنیہ کر دے
 جب کبھی میں دنیا کا رخ کرتا
 کرومے از زخم آں جانب پناہ
 تکلیف سے میں اس جانب ہند پکڑتا
 چوں سبب ساز صلاح من شدند
 جب وہ میری کمی کا سبب بنانے والے ہوئے
 بندہ می نالد بحق از در دوش
 بندہ خدا کے سامنے درد اور زخم سے آواز دہی کرتا ہے
 حق ہی گوید کہ آخر رنج و درد
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخر تکلیف اور مدد دے
 ایں گلہ زان نعمتے کن کت زند
 یہ شکوہ اس نعمت کا کہ جو تجھے راز سے بھٹکائے
 در حقیقت ہر عذو دار دی تست
 حقیقتاً ہر دشمن تیری وہا ہے
 کہ از و اندر گریزی در خلا
 کیونکہ تو اس کی وجہ سے تنہائی کی طرف بھاگتا ہے
 در حقیقت دوستانت دشمنند
 حقیقتاً تیرے دوست دشمن ہیں
 ہست حیلے کناش اُسُرسِت ۳
 ایک جانور ہے جس کا نام اُسُر ہے
 تاکہ چوبش میزنی بہ می شود
 تو اس کے لکڑی مانا رہے گا وہ بہتر ہوگا
 نفسِ مومن اُسُرسِتِ آمد یقین
 مومن کا نفس یقیناً اُسُر ہے

کہ مرا از شر بخیر انداختند
 کہ مجھے برائی سے بھلائی میں لانا لا
 من زایش زخم و ضربت خوردم
 میں ان سے تکلیف اٹھاتا اور مدد کھاتا
 باز آوردندم گر گال براہ
 بھینز کے پیچھے لوہے لگا دیتے
 پس دعا مثل بر من مستلے ہوشمند
 تو اے ہوشمند! ان کو دعا دینا میرا فرض ہے
 صد شکایت می کنند از در خویش
 اپنی تکلیف کی سو شکایتیں کرتا ہے
 مر ترا لایہ گناں و راست کرد
 تجھے خوشدل کرنے والا اور سیدھا کر دیا ہے
 از در ما دور و مطرودت کنند
 تجھے ہٹانے سے دور اور مردود کرے
 کیمیائے نافع و دلجوی تست
 تیرے لئے مفید کیمیا اور پسندیدہ ہے
 استعانت جوئی از لطف خدا
 اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مدد چاہتا ہے
 کہ ز حضرت دور و مشغولت کنند
 کیونکہ تجھے خدا کے ہاں سے دور بے نیاز کرتے ہیں
 گو بزخم چوب زفت و لُمرست
 جو لکڑی کی مد سے مونا اور قوی ہوتا ہے
 اوز زخم چوب فرہ می شود
 وہ لکڑی کی چوٹ سے مونا ہوگا
 کو بزخم ورنج زفت ست و سمن
 جو چوٹ اور رنج سے قوی اور مونا ہوتا ہے

۱۔ ہر گہیے جب میں ان کے
 ساتھ دنیا میں لگتا تھا تو یہ اس قدر ظلم
 کرتے تھے کہ میں خدا کی طرف
 رجوع کرتا تھا۔ بارہ تو ان کا ظلم مجھے
 دنیا سے ہٹا کر اللہ کی راہ کی طرف لگا
 دیتا تھا۔ بندی نالد۔ تالاب مولانا
 فرماتے ہیں کہ جب انسان کسی رنج
 اور مصیبت کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے تو
 اللہ فرماتا ہے کہ اس مصیبت کا شکوہ
 یہاں ہے یہ مصیبت تو تجھے میری طرف
 متوجہ کر رہی ہے۔

۲۔ ایں۔ شکوہ تو میری اس نعمت
 سے ہونا چاہیے جو تجھے مجھ سے بے
 نیاز بناتی ہے۔ در حقیقت۔ چونکہ دشمن
 اللہ کی طرف رجوع کا سبب بنتا ہے تو
 وہ حاصل تیرے لئے نافع۔ اور کیمیا
 ہے۔ دوستانت۔ انسان کے دوست
 اس کے حقیقی دشمن ہیں کیونکہ وہ خدا
 سے غافل بناتے ہیں۔

۳۔ اُسُر۔ اُسُرسِت و سمن مجھ مضمون
 خدا پرست۔ اسی کو درد میں ہی کہا جاتا
 ہے اس پر اگر لاکھی ماری جاتی ہے تو وہ
 بدن کو زیادہ مضبوط اور مونا کر لیتا ہے۔
 لُمرست۔ قوی۔ نفس مومن۔ مومن کی
 روح مصائب جمیل کو زیادہ قوی ہوتی
 ہے۔ سمن۔ مونا۔

۱۔ زیر سبب۔ چونکہ انبیاء کی روح کو زیادہ مضبوط بنانا ہے لہذا ان کو زیادہ مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پست۔ کچے چمڑے پر وہاں میں لگا کر جب اس کو مالیدہ کیا جاتا ہے تو وہ تری بن کر بہت مضبوط ہو جاتا ہے اور ہم طاغی۔ طائف کی بنی ہوئی تری مشہور تھی۔ دھن۔ کچے چمڑے پر تیز وہاں میں نہلی جائیں تو وہ سڑا سڑا آئی۔ کو بھی کچے چمڑے کی طرح سمجھو جو فاسد رطوبتوں کی وجہ سے بد صورت اور پوسل ہے۔

۲۔ تلخ و تیز۔ انسانی بدن کی اصلاح کے لئے بھی تلخ و تیز چمڑے اور عبادت کی ماش کی ضرورت ہے تب وہ پاک اور صاف بنے گا۔ اورگی تانی۔ اگر انسان اپنے اختیار سے چمڑے نہیں کر سکتا ہے تو اسے آسانی مصائب پر صبر کرنا چاہیے وہ مصائب اس کے لئے چمڑوں کے قائم مقام بن جائیں گے کہ بلائے انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کی طرف سے اس کا لہذا اس کی تطہیر کی تدبیر ہے۔ چوں صفا۔ جب آسانی مصائب سے انسان اپنی باطنی صفائی محسوس کرتا ہے تو وہ مصیبت اس کے لئے شریں بن جاتی ہے یہی کڑوی دوا کا حال ہے۔ برویند۔ پھر اپنی تخریب میں اپنی تعمیر سمجھتا ہے اور دلتی سے قتل تک کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس عوا۔ یہ حکمت خداوندی ہے کہ ظالموں کو ان کے ظلم کی پاداش میں عذاب بنا دیتی ہے اور ان کے سخن کی طلب کو نیک بندوں کے لئے درجہ کی ترقی کا سبب بنا دیتی ہے۔ رحم ایمان کا تقاضا پر رحم ہے جو سبھی میں نہیں رہتا ہے اور اس میں غلظت اللہ سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو کفر اور گمراہی کی جڑ ہے۔

زیر اس سبب بر انبیاء نچ و شکست
اسی وجہ سے انبیاء پر سب سے تلخ
تاز جانہا جان شاں شد زلفت تر
حتی کہ ان کی روح تمام رطوبتوں سے زیادہ قوی ہو گئی
پوست از دا رُو بلا گش می شود
چرا وہاں سے مصیبت جھیلنے والا بن جاتا ہے
وَرَنہ تلخ و تیز مالیدی دَرُو
اگر تو تلخ اور تیز مسالے اس پر نہ ملتا
آدمی را پوست ناند بوغ داں
آدمی کو بغیر دہانت کی کمال سمجھ
تلخ و تیز و ماش بسیارہ
اس کو تلخ اور تیز وہاں سے اور بہت مل
ور نمی تانی رضادہ اے عیار
اے کھرے اگر تو نہیں کر سکتا ہے تو راضی ہو جا
کہ بلائے دوست تطہیر شہاست
کیونکہ دوست کی مصیبت تمہاری پاکیزگی ہے
چوں صفا بیند بلا شیریں شود
جب صفائی دیکھتا ہے مصیبت شیریں ہو جاتی ہے
بَرُو بیند خویش را در عین مات
وہ بعینہ ہد میں اپنی جیت سمجھتا ہے
اس سماعواں در حق غیرے سوو شد
یہ سپاہی دوسرے کے لئے مفید بنا
رحم ایمانی از و بریدہ شد
ایمانی رحم اس سے منتقل ہو گیا
کار گاہ چشم گشت و کس وری
وہ غصہ اور کینہ کا کارخانہ بن گیا

از ہمہ خلق جہاں افزوں ترست
دنیا کی تمام مخلوق سے زیادہ ہوتی ہے
کہ ندیدند آں بلا قومے دگر
کیونکہ وہ مصیبت کسی دوسری قوم نے نہیں دیکھی ہے
چوں آدم طاغی خوش می شود
طائف کی تری کی طرح عمدہ ہو جاتا ہے
گندہ گشتے ناخوش او ناپاک بو
گندہ اور برا اور بدبودار ہو جاتا
از رطوبت ہاشدہ زشت و گراں
جو رطوبتوں سے بھدا اور بھاری ہو رہا ہے
تا شود پاک و لطیف و با مزہ
تاکہ پاک اور پاکیزہ اور شاندار ہو جائے
کہ خدا رنجت دہد بے اختیار
کہ خدا تجھے مجھوا تکلیف میں مبتلا کرے
عِلْم او بالائے تدبیر شہاست
اس کا علم تمہاری تدبیر سے بڑھا ہوا ہے
خوش شود دار و چو صحت میں شود
جب صحت کو دیکھتا ہے تو وہاں اچھی لگتی ہے
پس بگوید اُقْتُلُونِی یا ثِقَات
تو کہتا ہے اے بھروسہ والا مجھے قتل کر دہ
لیک اندر حق خود مرود شد
لیکن اپنے حق میں مرود ہو گیا
کین شیطانی برو پیچیدہ شد
شیطانی کین اس پر ت گیا
کینہ داں اصل ضلّاں و کافری
کینہ کو گمراہی اور کافری کی جڑ سمجھ

سوال کردن شخصی از عیسیٰ کہ یا روح اللہ در وجود از ہمہ صعبہا
ایک شخص کا حضرت عیسیٰ سے دریافت کہ اس روح اللہ وجود میں سب سے زیادہ
صعب تر چیست و جواب گفتن عیسیٰ علیہ السلام
سخت کیا چیز ہے اور حضرت عیسیٰ کا جواب دینا

۱۔ ہیشیار۔ عقلمند۔ ہستی۔ وجود
صعب تر۔ زیادہ سخت کہ لڑاں۔
غضب خلودندی سے دوزخ بھی
کا پختی ہے۔ گفت۔ خدا کے غضب
سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ انسان
اپنی ذات غصیبہ پر قابو پالے۔

۲۔ نظم غیظ۔ غصہ کو پی جانا خط
ماں۔ اس کا حکم نامہ۔ دوش۔
قرآن پاک میں مومنوں کی صفت میں
بیان فرمایا گیا ہے۔ وفکاظطنین
لفیظ وفطالین عن الفسف۔ اور
جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو
معاف کرتے ہیں۔ سنی۔ دماغ۔ چہ
امید۔ حدیث شریفہ ہے۔ فسین
لا یؤخّم لا یؤخّم۔ جو شخص دوسروں پر
رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۳۔ اگرچہ انتقام قائم کرنے
کے لئے سپاہیوں کا وجود ضروری اور
یہی بات ان کے لئے اور گمراہی کا
سب سے کسا ہے۔ وجود ضروری سمجھ کر
ظلم پر جرأت کرتے ہیں۔ لیکن اس
کی ضرورت ان کے لئے تعریف کا
سب نہیں ہو سکتی ہے۔ بہت سی گندی
چیزوں کو بھی دنیا کو ضرورت ہے۔ لیکن
اس ضرورت کی وجہ سے ان کو پاک
قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہمیں۔
پیشاب۔ ماہ معین۔ جاری پانی۔
قصبہ خیانت یعنی اس عاشق کا اس
میں سے بوسہ کنار کا ارادہ کرنا۔ سادہ
مرد۔ یعنی بھولا عاشق۔

گفت عیسیٰ رایکے ہیشیار اسر
ایک بیدار مغز نے حضرت عیسیٰ سے کہا
گفتش اے جاں صعب تر خشم خدا
انہوں نے اس سے فرمایا جان خدا کا غصہ سب سے سخت ہے
گفت زیں خشم خدا چہ بود ماں
اس نے کہا خدا کے غصہ سے بچاؤ کی کیا صورت ہے؟
کظم غیظت است اے پسر خط اماں
اے بیٹا! غصہ کا پی جانا ان کا فرمان ہے
پس عوان کہ معدن این خشم گشت
تو سپاہی جو اس غصہ کی کان بن گیا ہے
چہ امیدتیش برحمت جزو مگر
اس کو رحم کی کیا امید ہے؟ سوائے اس کے
گرچہ عالم رازیشاں چارہ نیست
اگرچہ دنیا کو آن سے بے نیازی نہیں ہے
چارہ نبود ہم جہاں راز ہمیں
دنیا کو پیشاب سے بھی بے نیازی نہیں ہے
باز گو احوال آں خستہ جگر
اس خستہ جگر کے احوال پھر بیان کر

قصید خیانت کردن عاشق و بانگ زدن معشوق
عاشق کا خیانت کرنے کا ارادہ کرنا اور معشوق کا چیخ پڑنا

چونکہ تنہائیش بدید آں سادہ مرد
چونکہ اس سادہ لوح انسان نے اس کو اکیلا دیکھا
زود او قصید کنار و بوسہ کرد
جلد اس سے بغل گیر ہونے اور اس کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا

کہ مرد گستاخ اُوب را ہوش دار
گستاخی سے آگے نہ بڑھ اوب کا خیال کر
آب حاضر تشنہ ہچموں منے
پانی موجود ہے پیاسا مجھ جیسا ہے
کیست حاضر چیست منع زیں گشاد
کون موجود ہے؟ اس بے تکلفی سے کون منع ہے؟
اہلی وز عاقلان نشوود
تو اہل ہے اور تو نے عقلمندوں سے کچھ نہیں سنا ہے
باد جبانیست اینجا باد راں ۲
یہاں کوئی ہوا کو چلانے والا ہوا کو حرکت دینے والا ہے
زود بریں باد و ہمی جباندش
اس ہوا پر لگتا ہے اور اس کو حرکت دیتا ہے
باد بیزن تا جبانی نجست
جب تک تو پٹھان ہلائے وہ حرکت نہیں کرتی ہے
بے تو و بے باد بیزن سرنگرد
تیرے بغیر اور پٹھے کے بغیر نہ ہوتی
تابع تصریف جان و قالب است
وہ مدح اور جسم کے تصرف کے تابع ہے
گاہ دم راہجو و دشنامے گند
کبھی سانس کو ہجو اور گالی بنا دیتا ہے
کہ ز جڑوے گل ہمی بیند نہا
کیونکہ عقلیں جڑوے گل سمجھ لیتی ہیں
وردیش زیں لطف عاری می گند
تاگھ کے مہین میں اس کو اس لطف سے خالی کر دیتا ہے

بانگ ایروے زد بہیت آل نگار
وہ معشوق کڑک کو اس پر چینی
گفت آخر خلوت ست و خلق نے
اس نے کہا آخر تنہائی نہیں چاہتا ہے
کس نمی جُبد درینجا جزو کہ باد
یہاں ہوا کے سوا کوئی نہیں چلتا ہے
گفت اے شیدا کہ ابلہ بودہ
اس نے کہا اے دیوانے! تو بیوقوف ہوا ہے
باد را دیدی کہ می جُبد ہداں
تو نے ہوا کو دیکھا ہے کہ وہ حرکت کرتی ہے کچھ لے
مروحہ تصریف صنع ایزدش
اللہ تعالیٰ کی کارگیری کے تصرف کا پٹھان
جزو بادے کہ حکم مادرست
تموڑی سی ہوا جو ہمارے ماتحت ہے
جہش ایں جزو باداے سادہ مرد
اے سادہ مزاج انسان! ہوا کے اس جزو کی حرکت
جہش باد نفس کاندرب است
سانس کی ہوا کی حرکت جو ہونٹ میں ہے
گاہ دم رامدح و پیغامے گند
کبھی وہ روح جسم سانس کو مدح اور پیغام بناتا ہے
پس ہداں احوال دیگر بادہا
تو دوسری ہواؤں کے احوال سمجھ لے
باد را حق گہ بہاری می گند
اللہ تعالیٰ کبھی ہوا کو بہاری بنا دیتا ہے

۱ بانگ۔ یعنی معشوق نے اس
عاشق کو اس پہاکی پر ڈانٹا۔ گفت۔
عاشق نے کہا تنہائی ہے اور میں وصل
کا پیاسا ہوں صبر کی طاقت کہاں
ہے گشاد۔ خوشی کا سیلاب۔ اے
شیدا معشوق نے کہا۔ بدعا دیدی۔
جب تو ہوا کو چلتا دیکھ رہا ہے تو مجھ
لے کہ ہوا کو چلانے والا موجود ہے۔
۲ راں۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن
پاک میں فرماتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي
يُرْسِلُ الرِّيحَ بَشْرًا تَنْفِثُ
بِهِ رَحْمَةً۔ یعنی وہی قادر مطلق ہے جو
باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا
ہے کہ لوگوں کو بارش کی آمد کی خوشخبری
دیں۔ مروحہ۔ پٹھان۔ جو۔ انسان
کے پاس جزوی ہوا ہے وہ بغیر چلانے
والے اور پٹھے کے حرکت نہیں کرتی
ہے تو اسی طرح گل ہوا کو کچھ وہ
قدرت کے پٹھے کے بغیر کب حرکت
کرے گی۔ باد نفس۔ یہاں بات کی
دوسری مثال ہے کہ ہوا بغیر چلانے
والے کے نہیں چلتی ہے۔ سانس کی
ہوا کو بھی روح اور جسم حرکت میں
لاتے ہیں۔

۳ گاہ۔ کبھی روح اور جسم سانس
کی ہوا میں اچھالی اور برائی کا تصرف
کرتے ہیں کبھی حس کو گالی بنا دیتے
ہیں کبھی تعریف کے الفاظ بنا دیتے
ہیں۔ نہا۔ عقلیں۔ باد۔ عالم کی ہوا
میں بھی اللہ کے تصرفات ہیں۔ کبھی
اس کو باد بہاری بنا دیتا ہے کبھی باد
سوم۔ عاری۔ ننگا۔ خالی



برگروہ عادۃ صرصر می گند
 قوم عاد پر آمدی بنا دیتا ہے
 می گندیک باد راز ہر و سموم
 ایک ہوا کو وہ زہر لہر لو بنا دیتا ہے
 بادِ دم را بر تو بہناد او اساس
 سانس کی ہوا کو اس نے تیری بنیاد بنا دیا
 دم نمی گرو دخن بے لطف و قہر
 سانس مہربانی لہر قہر کے بغیر کام نہیں بنتا ہے
 مروحہ جنباں پئے انعام کس
 پگھا کسی کی نعمت رسائی کے لئے ہوتا ہے
 مروحہ تقدیر ربانی چرا
 خلق تقدیر کا پگھا کیوں
 چونکہ جزو بادِ دم یا مروحہ
 چونکہ سانس یا پگھے کی جزوی ہوا
 ایں شمال و ایں صبا و ایں دیور
 یہ شمالی ہوا لہر یہ پورا لہر یہ پچھوا
 پک کفِ گندم ز انبارے ہیں
 ڈھیر میں سے ایک ٹٹھی گیہوں دیکھ لے
 کلن باد از بروج بادِ آسماں
 آسمان کے ہوائی بروج سے کل ہوا
 بر سرِ خرمن بوقتِ انتقاد ۳
 گہانے کے وقت کھین پر
 تا جدا گرو ز گندم کلہا
 تاکہ گیہوں سے بھوسا جا ہو جائے
 چوں بماند دیر آں بادِ و زال
 جب چلنے والی ہوا میں دیر ہوتی ہے

باز بر ہودش معطر می گند
 پھر ہود کے لئے اس کو خوشبودار بنا دیتا ہے
 مرصبا را می کند محرم قدم
 پورا کو پاکت آمد بنا دیتا ہے
 تا گئی ہر باد را بروے قیاس
 تاکہ تو ہر ہوا کو اس پر قیاس کر لے
 برگروہ شہد و برقوے مست زہر
 وہ ایک قوم پر شہد لہر ایک قوم پر زہر ہے
 وز برائے قہر بر پشہ و مکس
 مچھر لہر مکھی پر قہر کے لئے ہوتا ہے
 پرنبا شد ز امتحان وز ابتلا
 امتحان لہر آزمائش سے پر نہ ہو گا؟
 نیست لا مفیدہ یا مصلحہ
 نہیں ہے مگر خراب کرنے والی یا ٹھیک کرنے والی
 کے بود از لطف و از انعام دور
 مہربانی لہر انعام سے دور کب ہو گی؟
 فہم گن کاں جملہ باشد ہمچنین
 سمجھ لے کہ سب ایسے ہی ہوں گے
 کہ جہد بے مروحہ آں بادراں
 اس ہوا چلانے والے کے بچھے کے بغیر کب چلتی ہے؟
 نے کہ فلا حال زحق جویند باد
 کیا کاشفک خدا سے ہوا نہیں مالتے ہیں؟
 تا بانبارے رود یا چاہنا
 تاکہ گیہوں ڈھیر میں جائے یا کھیتوں میں
 جملہ را بینی بحق للہ گناں
 تو سب کو خوشامد کرتے ہوئے دیکھتا ہے

۱۔ عاد قوم عاد کے لئے دید آمدی
 بنی لہر اس نے ان کو ہلاک کیا۔
 حضرت ہود کے لئے وہ خوشبودار بنی۔
 سموم۔ لو۔ محرم۔ مہلک ہارم سانس
 کی ہوا سے تم دوسری ہوا کی باتیں سمجھ
 لو۔ دم۔ انسان کے سانس کی ہوا میں
 بھی وہ موثر ہے کہ کسی کے لئے اس کو
 شہد بنا دیتا ہے لہر کسی کے لئے زہر
 اسی طرح عام ہوا کو سمجھ لو کہ اس کو کسی
 کے لئے انعام بنا دیتا ہے کسی کے
 لئے اس کو قہر بنا دیتا ہے۔

۲۔ مروحہ قدرت کا پگھا جو اس
 ہوا کو حرکت دیتا ہے اس میں بھی
 قوموں کا امتلا اور امتحان ہے۔ چونکہ
 جبکہ سانس اور پگھے کی ہوا میں راحت
 رسائی یا ایذا رسائی ہے تو لامحالہ کل ہوا
 میں بھی یہ تاثیر ہوگی لہر اس کی یہ
 تاثیریں اللہ کے بچھے کی پیدا کردہ
 ہیں۔

۳۔ انتقاد۔ یعنی دانوں کو بھوسے
 سے جدا کرتا۔ فلا حال۔ کاشفک۔
 کلاہا۔ بھوسہ۔ چاہنا۔ یعنی غلہ کی
 کھیتیں

پچھنیں در طلق آں بادِ وِلاَد

اسی طرح دردِ زہ میں وہ پیدائش کی ہوا

گر نمی داندش رانندہ او سست

اگر لوگ نہیں جانتے کہ کوئی اس کا چلانے والا ہے

اہل کشتی ہچمناں جو یائے باد

اہلِ کشتی ہچمناں جو یائے باد

پچھنیں بر درو دندناہا زیاد

اسی طرح ہاتھوں کی جھیں میں دم کے ذریعہ

از خدا لائے گناں آں جُدیاں

خدا سے لشکری خوشامد کرتے ہیں

رُقعہ تعویذ می خواہند نیز

نیز تعویذ کا کاغذ مانگتے ہیں

پس ۲ ہمہ دانستہ اندایں را یقین

تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں

پس یقین در عقل ہر دانندہ ہست

پس ہر جانکد کی عقل کو یقین ہے

گر تو او را می نہ بینی در نظر

اگر تو اس کو نظر سے نہیں دیکھتا ہے

تن بجاں جُبد نمی بینی تو جاں

جسمِ خود کے ذریعہ حرکت کرتا ہے تو نہیں دیکھتا ہے

گفت ۳ لو گر اہلہم من در ادب

اس نے کہا اگر میں اب کے سلسلے میں بیوقوف ہوں

گفت ادب ایں بود کہ خود دیدہ شد

اس نے کہا ادب تو یہ تھا جو دیکھ لیا گیا

گر نیابد بانگ درو آید کہ داو

اگر نہ آئے درد کی آواز آئے کہ فریاد ہے

بادر اپس کردن زاری چه خوست

تو ہوا کے سامنے عاجزی کا کیا مطلب

جُملہ خواہائش ازاں رُب العباد

اس ربِ العباد سے اس کے خواہیں ہیں

دفع میخوا ہی بسوز و اعتقاد

سوز اور اعتقاد کے ساتھ مدافعت چاہتا ہے

کہ بدہ بادِ ظفر اے کامراں

کہ اے کار ساز کامیابی کی ہوا چلا دے

در شکنجہ طلق زن از ہر عزیز

عشرت کے دردِ زہ کی تکلیف کے وقت ہر عزیز ہے

کہ فرستد بادِ رُب العاَمیں

کہ دونوں جہان کا رب ہوا کو بھیجتا ہے

ایشک با جُبندہ جُبانندہ ہست

کہ ہلنے والی ہوا کا کوئی چلانے والا ہے

فہم کن آں را باظہار اثر

اثر کے ظاہر کرنے سے تو اس کو سمجھ لے

لیکن از جُمدن تن جاں بدال

لیکن جسم کے ٹپنے سے روح کو سمجھ لے

زیر کم اندر وفا و در طلب

تو جستجو اور وفا داری میں عقلمند ہوں

آں دگر را خود ہمیدانی تولد

وہم سے کو تو جھگڑاؤ خود جانتا ہے

۱۔ طلق۔ دردِ زہ۔ ولادت کے

وقت اللہ تعالیٰ بر رحم اور کرم سے پھیلا

دیتا ہے تب ہسانی ولادت ہوتی

ہے گرنی داند۔ جب کہ یہ تصور ہوتا

ہے کہ اس ہوا کا چلانے والا خدا ہے تو

اس کے سامنے گریہ و زاری کی جہلی

بے فائدہ محض ہوا کے سامنے کون گریہ

زاری کرے۔ اہل کشتی۔ کشتی والے

بھی بادِ موافق کے لئے خدا سے دعا

مانگتے ہیں۔ دردِ دندناہ۔ ہاتھوں میں

درد کے وقت لوگ بزرگوں سے دم

کراتے ہیں۔ جُدیاں۔ فوج کامیابی

کی ہوا کی دعا کرنی ہے۔

۲۔ پس ہم۔ من تمام واقعات

سے معلوم ہوا کہ سب لوگ ہوا کا

چلانے والا خدا کو مانتے ہیں۔ پس۔

یقین سب عقلمندوں کا یقین ہے کہ

حرکت والے کرنے کے لئے کوئی

ذات حرکت میں لانے والی ہے۔ گر

تو۔ اگر تو حرکت دینے والے کو نہیں

دیکھ سکتا ہے تو اس کے حرکت دینے

سے اس کے موجود ہونے کو سمجھ لے

تن بجاں۔ انسان کے جسم کو روح

حرکت دیتی ہے لیکن انسان اس روح

کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔

۳۔ گفت۔ عاشق نے کہا کہ

اگر اب کے سلسلے میں مجھ سے حماقت

ہوتی ہے تو اس سے مدد نہ کیجئے اور

میری دعا داری اور جستجو کی قدر کر کے

مجھے مغرب بنا لیجئے۔ ادب ایں بود۔

محبوب نے کہا کہ تیرے ادب کی

حالت تو یہ بھی جو دیکھ لی گئی اب رہا تیرا

دعا اور جستجو کا دعویٰ تو اس کو بھی اس پر

قیاس کیا جاسکتا ہے۔ لذت کی بیخ

ہے جھگڑاؤ۔



خود ادب ایں بود و آں دیگر دفین
خود ادب تو یہ تھا دوسری پوشیدہ باتیں
زیں بتر باشد کہ دید ہمیش یقین
اس سے بتر نہیں کی کیلک ہم نے یقین کے ساتھ اس کو کچھ لیا ہے
ہر چہ زیں کوزہ تراود بعد ازین
اس پیلے سے جو نکلتا ہے اس کے بعد
اس پیلے سے جو نکلتا ہے اس کے بعد

قصہ اے صوفی کہ بخانہ آمد وزن را بیا بریگانہ دید
اس صوفی کا قصہ جو گھر پر آیا اور اس نے بیوی کو ایک اجنبی کے ساتھ دیکھا

صوفی آمد بسوئے خانہ روز
ان میں ایک صوفی گھر میں آیا
خانہ یک در بود وزن با کفش روز
گھر کا ایک دھارہ تھا اور بیوی موہنی کے ساتھ تھی
اندر اں یک حجرہ از و سواں تن
اس ایک حجرے میں بدن کی خواہش کی وجہ سے
ہر دو در مانند نے حیلت نہ راہ
دونوں عاجز ہو گئے نہ تدبیر تھی نہ راستہ
سوئے خانہ باز گردد از دکال
نکان سے گھر کر لوٹ آئے
از خیالے کرد باخانہ رجوع
کسی خیال سے گھر واپسی کر دی
ایں زماں تاخانہ نامہ اوز کار
اس وقت کام سے فداغ ہو کر گھر نہیں آیا ہے
گرچہ سقا سست ہم بد ہد سزا
اگرچہ "خدا پرہ پوش ہے سزا بھی دے دیتا ہے
زانکہ تخم سست و برویانہ خدائش
کیونکہ "سچ ہے اور خدا اس کو اگا دیتا ہے
آمد آخر زماں پشیمانی حیا
بالآخر اس شرمندگی سے حیا پیدا ہو جائے

۱۔ قصہ صوفی اس عاشق نے جس
طرح اپنے جرم کے باوجود ڈھٹائی
ثبوت دیا اس طرح صوفی کی اس بیوی
کی حالت ہے۔ خانہ یعنی گھر کا
ایک دھارہ تھا یہ ممکن نہ تھا کہ موہنی
کو وہ دوسرے دھارے سے نکال
دی۔ کفش روز۔ موہنی۔ حریف۔ ہم
پیشہ دوست دشمن۔ سواں تن۔ یعنی
جسمانی شہوت۔ معبود۔ یعنی صوفی کا
اس وقت گھر واپس آنے کا دستور نہ
تھا۔

۲۔ قاصد۔ صوفی جان بوجھ کر
بے وقت گھر پر آیا۔ مروع۔ خوفزدہ
یعنی اس کو بیوی کی بد چلتی کا اندیشہ
تھا۔ اعتماد۔ بیوی کا یقین تھا کہ صوفی
دکان سے شام کو ہی لوٹتا ہے۔ گرچہ
حضرت حق اسان کی پردہ پوشی کرتا
ہے لیکن کبھی سزا کے طہ پر سزا بھی کر
دیتا ہے۔

۳۔ چند گاہ۔ خدا کی ستاری اس
لئے ہوتی ہے کہ شاید بندہ شرمناک خود
برائی کو چھوڑ دے۔ حکایت۔ اس کا
خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عموماً چہل
مرتبہ خطا پر پردہ پوشی کرتا ہے اور سزا
کے بار بار کرنے پر گرفت کرتا ہے۔

حکایت بر سبیل تمثیل

مثلاً حکایت

داد زدے را کجلا در و عواں
ایک چہ کو جلا اور سپاہی کے سپرد کیا
اولیں پارست جرمم زہ شہار
میری خطا پہلی بار ہے ' معاف کیجئے
بار اول قہر راند در جزا
پہلی مرتبہ بدلے میں قہر فرمائے
باز گیرد از پے اظہار عدل
پھر عدل ظاہر کرنے کیلئے گرفت کرتا ہے
آں مہیشگرود اس منذر شود
وہ خوشخبری دینے والی اور یہ ڈرانے والی بن جائے
سہل بگذشت آں و سہلش می نمود
جو آسانی سے گزر گئی اور اس کو آسان نظر آئی

کہ سپودانم ز جو ناید درست
کہ ٹھیکیا نہر سے ہمیشہ سالم نہیں ہوتی ہے
کہ منافق را گند مرگ فنا
جس طرح اچانک موت منافق کو کرتی ہے
دست کردہ آں فرشتہ سوی جاں
فرشتہ نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا
خُشک شد او و حریفش زابتلا
وہ اور اس بار مصیبت میں مبتلا ہونے سے خشک ہو گئے
از شما کینہ کشم لیکن بصر
میں تم سے بدگمانی کا لیکن سہ کے ساتھ
تاگرود مطلع زیں حال گس
تاکہ اس حالت سے کوئی واقف نہ ہو
اندا کہ ہمچو بیماری وق
آہستہ آہستہ دیکھا کہ اس کی بیماری

چوں عمر آں شاہ و میر مومنال
جبکہ مومنوں کے شاہ اور امیر عمر نے
بانگ زواں دزد کاے میر دیار
وہ چہ چیخا کہ اے ملک کے حاکم!
گفت امیرش حاش للہ کہ خدا
اس سے امیر نے فرمایا ' خدا بچائے کہ خدا
بارہا پوشد بے اظہار فضل
وہ فضل کے اظہار کے لئے بارہا پردہ پوشی کرتا ہے
تا کہ ۲ اس ہر دو صفت ظاہر شود
تاکہ دونوں صفتیں ظاہر ہو جائیں
بارہا رن نیز آں بد کردہ بود
صوفی کی بیوی نے بھی بارہا وہ بدی کی تھی
آں نمی دانست عقل پیوست
وہ کبیرہ عقل والی نہ جانتی تھی
آچنانش ۳ تنگ آورد آں قضا
اس کو قضا نے ایسا تنگ کیا
نے طریق و نے رفیق و نے لمان
نہ راستہ اور نہ ساتھی اور نہ لان
آچنان کہ زن وراں حجرہ خفا
جیسا کہ عورت اس خلوت کے حجرے میں
گفت صوفی بادل خود کائے دو گبر
صوفی نے اپنے دل میں کہا کہ اے دو کافر!
لیک نادانستہ آرم اس نفس
لیکن اس وقت ناواقف بن جاؤں گا
از شما کینہ گشد پنہاں محق
حقہ تم سے خفیہ بدگمانی کا

۱ جلا اور غصہ جو مجرموں کو سزا دیتا ہے۔ دیار۔ یعنی ملک۔ اولیں۔ یہ میں نے پہلی بار چوری کی ہے معاف کر دیجئے۔ بارہا۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت فضل کے اظہار کے لئے پردہ پوشی کرتا ہے اور پھر اظہار عدل کے لئے گرفت کرتا ہے۔

۲ تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنی دونوں صفتوں کے اظہار کے لئے ہے اللہ کا فضل انسان کو خوشخبری دینے والا ہے اور اس کا عدل مجرم کو خوف دلانے والا ہے۔ بارہا۔ یعنی اس سے پہلے بھہ گنہگار پہلی تھی اور اللہ کی ستا دہی نے اس کی پردہ پوشی کی تھی لیکن وہ یہ نہ سمجھی کہ غلطی ہر بار معاف نہیں کی جاتی ہے۔

۳ آچنانش۔ اس بیوی کو قضا خداوندی نے اس طرح لاچار کر دیا جس طرح اچانک موت منافق کو کرتی ہے اور اس کو توبہ کا موقع بھی نہیں دیتی ہے۔ فنا۔ فنا (۲) اچانک۔ نے طریق۔ موت کے منافق کو لاچار کرنے کا بیان ہے۔ حجرہ خفا۔ وہی حجرہ جس میں وہ چھپے ہوئے تھے کینہ کشم۔ یعنی تم دونوں سے بدگمانی کا لیکن سہ کے ساتھ ہوں گا۔ نادانستہ۔ یعنی تمہارے اس فعل کو ان دیکھا بتاؤں گا تاکہ شہود شہ نہ ہو اور عدل والوں کو اس کا پتہ نہ ملے۔ از شما۔ حق کی پہلی سرینش کو گھلا دیتی ہے اور سرینش کو اس کا احساس نہیں۔

مردِ دق باشد چون آہر لفظ کم
مذوق برف کی طرح ہر لفظ گفتا ہے
ہچمو گفتارے کبھی گیرندش او
بجو کی طرح جس کو گرفتار کرتے ہیں وہ
نیست در سوراخ گفتارے عمو
اسے پچا جھٹ میں بجو نہیں ہے
اسی ہی گویند و بندش می نہند
وہ یہ کہتے ہیں اور اس کو پکارتے ہیں
پنج پنہاں خانہ آل زن را شود
اس عورت کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی
نے تنورے کہ دو پنہاں شود
نہ کوئی تنور کہ اس میں چھپ جائے
ہچمو عرضہ پہن روز رستخیز
حشر کے دن میدان کی طرح پات
گفت یزہل صفآں جلے حرج ۳
اس سگی کی جگہ کے لئے خدا نے فرمایا

لیک پندارو بہر دم بہترم
لیکن ہر وقت سمجھتا ہے کہ میں اچھا ہوں
غرۃ آل گفت کایں گفتار گو
وہ اس بات سے دھوکے میں ہے کہ بجو کہاں ہے؟
گشتہ او مغرور خریز گفتگو
وہ اس گفتگو سے اور زیادہ دھوکے میں پڑ گیا
او خوش و آسودہ کرمن غافل اند
وہ خوش اور مطمئن ہے کہ مجھ سے غافل ہیں
سج ۲ و ولیر و رہ بالا شود
خانہ اور ڈیوہی اور لوہر کا راستہ نہ تھا
نے جوالے کہ حجاب آل شود
نہ کوئی بوا کہ اس کا پردہ بن جائے
نے گودنے پشتہ نے جائے گریز
نہ گڑھا اور نہ دیوار نہ بھانگے کی جگہ
بہر محشر لا تری فیہا عوج
محشر کے لئے تو اس میں کبھی نہ دیکھے گا

۱۔ برف آہستہ آہستہ پگھل کر
ختم ہو جاتی ہے گفتارے بجو کے
شکاری بجو کے بھٹ کے پاس آپس
میں زور زور سے کہنے لگتے ہیں کہ بجو
بھٹ میں نہیں ہے۔ بھون کی باتوں
سے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور گرفتار
ہو جاتا ہے۔ پچا۔ اس گھر میں بیوی
کے چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔

۲۔ سمج۔ پہاڑ کی کھنڈ خانہ
بالا۔ زینہ۔ جوال۔ بوا گو۔ گڑھا۔
پشتہ۔ یعنی دیوار۔ گریز۔ قرآن پاک
میں ہے۔ یسئلونک عن
فجالت فقل یسفھا زینی نسفا
قیلنہا قفما صفتھا لا تری فیہا
عواجل ولا آتھا۔ اور اسے محشر سے
پہاڑوں کے بارے میں دریافت
کرتے ہیں تو کہہ دو میرا پردہ گاراں کو
ازادے گا اور زمین کو ہموار میدان کر
دے گا کہ جس میں تو نہ تو موز دیکھے گا
اور نہ عوج۔

۳۔ حرج۔ سگی۔ گناہ۔ عوج۔
نیز۔ چاہ۔ یعنی بیوی نے اس
سوچی کو چاہا از حدی تا کہ صوفی اس کو
مرد کی بجائے عورت سمجھے اور وہ اسے
کھول کر اس کو نکال دیا۔ زیر چاہ۔
چاہ میں وہ مرد نہ چھپ سکا اور اس
طرح اس کا سر دہانا ڈھیر تھا جیسا کہ
سیرمی پر لٹ پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر
ہوتا ہے۔ از تعجب۔ چونکہ صوفی نے
غلط کر لیا تھا کہ اس واقعہ کو نہ دیکھ سکتا
وہے گا تو تعجب سے بیوی سے
دریافت کیا یہ کون عورت تھی۔

معشوق را زیر چاہ پنہاں کردن جہت تلمیس و بہانہ
تلمیس اور بہانہ اور حرج کے لئے معشوق کو چاہ کے
دگر کہ ان کینہ کن عظیم
میں چاہا، کیونکہ یہ لفظ تمہارا کرنا ہے

چادر خورا برو افگند زود
اس نے جلدی سے اس پر چاہ ڈال دی
زیر چاہ مرد رسوا و عیاں
چاہ میں مرد رسوا اور کھلا ہوا
از تعجب گفت صوفی چیست این
صوفی نے تعجب سے کہا یہ کیا ہے؟
مردار زن کردو در را بر کشود
مرد کو عورت بٹپا اور دودھ کھل دیا
سخت پیدا چوں شتر بر نزد باں
پورا ظاہر جیسا کہ سیرمی پر لٹ
ہرگز اس را من ندیدم کیست این
میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا یہ کون ہے؟

مَرُورا از مال و اقبال ست بہر
 جس کا مال اور خوش نصیبی میں حصہ ہے
 در نیاید زود نا دانا نہ
 ناہنگی میں جلدی سے اند نہ آ جائے
 تاہر آرم بے سپاس و منتہ
 تاکہ میں بغیر شکر گزری اور احسان کے کروں
 نیک خاتونے ست حق داند کہ کست
 جلی بی بی ہے خدا جانے کون ہے
 خوب وزیرک چاہک و ملکب کینست
 خوبصورت اور عقلمند اور چست اور کماؤ ہے
 اتفاقا دختر اندر ملکب ست
 اتفاق لڑکی کتب میں ہے
 می گنم اورا بجان و دل عروس
 میں اس کو جان و دل سے لہن مینا لوں گی
 قوم خاتون ملدا و مستشم
 بی بی کی قوم ملدا اور باعزت ہے
 یک دراز چوب و در دیگر زعاج
 ایک ہٹ لکڑی کا اور دو سرہٹ ہاتھی دانت کا
 ورنہ سح ننگ آید نمائد ار تیاہ
 ورنہ شرم آہ گی آسوی ہو گی
 چوں شود ہم جنس یا قوت و خام
 یا قوت اور سنگ مرمر ہم جنس کہاں ہیں؟
 عجیب باشد نزد اصحاب شناس
 پہچان دہوں کے نزدیک عیب ہے
 کے شود ہم از عنقاد باگس
 عنقاد کسی کا ہزار کب ہوا ہے؟

گفت خاتونست از اعیان شہر
 اس نے کہا شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک بی بی ہے
 در بہ بستم تا کے بیگانہ
 میں نے دواہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی غیر
 گفت صوفی چہستش ہیں خدمتے
 صوفی نے کہا ہیں اس کا کام کیا ہے؟
 گفت میلش ۲ خویش و پیوستگی ست
 اس نے کہا اس کی خواہش اینایت اور رشتہ ہے
 یک پسر دارد کہ اندر شہر نیست
 اس کے ایک لڑکا ہے جو شہر میں نہیں ہے
 خواست دختر را بہ بیند زیر دست
 اس نے چاہا کہ لڑکی کو چھپ کر دیکھ لے
 باز گفت ار آرد باشد یا سیوس
 پھر اس نے کہا وہ آتا ہے یا بھوی
 گفت صوفی ما فقیر و زاد کم
 صوفی نے کہا ہم فقیر ہیں اور مل کم ہے
 کے بود ایں کفو ایشاں در زواج
 یہ لڑکی نکاح میں ان کا جوز کہاں ہے؟
 گفتو باید ہر دو بخت اندر نکاح
 نکاح میں دونوں کا جوز ہونا چاہیے
 کے بود ہمرنگ فقر و احتشام
 دولتندی اور فقر ہمرنگ کب ہوتے ہیں؟
 جامہ نیے اطلس وی نیے پلاس
 آوا کپڑا اطلس اور آواہار مات
 با کپتر باز کے شد ہم نفس
 باز کپتر کا ساتھی کب ہوا ہے؟

۱۔ اعیان شہر۔ شہر کے بڑے
 لوگ۔ مَرُورا۔ یعنی بہت مالدار اور
 باعزت عورت سے ذر۔ میں نے
 دواہ بند کر دیا تھا تاکہ چاہک کوئی گھر
 میں نہ آجائے اور اس کی بے پروگی اور
 بے عزتی نہ ہو۔ گفت۔ صوفی نے کہا
 وہ لڑکی معزز عورت ہے تو وہ کس کام کو
 آئی گی۔ مجھے بتانا کہ جلد اس کا کام
 کروں۔

۲۔ میلش۔ بیوی نے کہا وہ رشتہ
 لے کر آئی گی۔ خواست۔ اس کے
 آنے کا مقصد ہماری لڑکی کو بیکنا تھا۔
 باز گفت۔ چونکہ لڑکی مدرسگی تھی اور وہ
 لڑکی کو بند کیے کی تو کہنے لگی خولہ بی بی کی
 صورت کسی ہی ہو میں تو اس کو اپنی
 لہن بناؤں گی۔ گفت صوفی صوفی
 نے بیوی سے کہا لڑکی بہت غریب
 گھرانے اور لڑکائی گھرانے کا ہے
 یہ بے جوڑ بات ہے یہ ایسا ہی ہے کہ
 دو روئے کا ایک کوا لڑکا چکا اور ایک
 کوا لڑکی دانت کا ہو۔

۳۔ ورنہ۔ اگر میں بیوی یکساں
 نہ ہوں تو اختلاف ہوتا ہے۔ اریاح۔
 راحت مانا۔ کہ بود۔ یہ جوز تو ایسا ہی
 ہے جیسا کہ فقیر اور دولت مندی کا جوز
 بابا قوت اور سنگ مرمر کا جوز۔ جامہ۔
 اٹلس۔ میں ناٹ کا پونڈ عقلمندوں کے
 نزد یک ہوا ہے۔ با کپتر۔ کپتر اور باز کا
 عزیز اور کسی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

گفتن زن کہ او در بندِ جہان نیست مُرادِ اوست و صلاح ست

بیوی کا کہنا کہ وہ جہیز کے فکر میں نہیں ہے اس کا مقصد پردہ پوشی اور نیکی ہے

و جواب گفتنِ صوفی آلِ سِرِّ پوشیدہ را

اندر صوفی کا اس پوشیدہ اور از کا جواب دینا

گفت گفتن من چہ میں عذرے و او

اس بیوی نے کہا میں نے اس طرح کا عذر کیا اور اس نے

ماطلو لیم از قماش و زر رو سیم

ہم تو کپڑے اور سونے اور چاندی سے اکتا گئے ہیں

ماز مال و زر ملول و تخمہ ایم

ہم مل سونے سے اکتائے ہوئے اور پیٹ بھرے ہیں

قصیدۃ ما سترست و پاکسی و صلاح

ہمارا مقصد پردہ پوشی اور پاکسی اور نیکی ہے

باز صوفی عذرِ درویشی بگفت

صوفی نے پھر افلاس کا عذر کیا

گفت زن من ہم مُکَرَّر کردہ ام

بیوی نے کہا میں بھی دہرا چکی ہوں

اعتمادِ اوست ریح تریز کوہ

اس کا املاہ پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہے

اوہمی گوید مُرادِ عفت است

وہ یہی کہتی ہے کہ میرا مقصد پاکدہی ہے

گفت صوفی خود جہاز و مالِ ما

صوفی نے کہا اس نے ہمارا سالن اور مال

خانہ تنگے مقامِ یک تنے

تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ

گفت نے من نیستم اسباب جو

کہا، نہیں میں سالن کی جستجو میں نہیں ہوں

فارغیم و تخمہ از مالِ عظیم

ہم بے نیاز ہیں اور زیادہ دولت سے پیٹ بھرے ہیں

ما بخص و جمع نے چوں عامہ ایم

ہم عوام کی طرح لالچ اور جوڑنے میں نہیں ہیں

در دو عالم خود بدال باشد فلاح

دونوں جہان میں اسی سے نجات ہے

وآں مُکَرَّر کردانہ یو د نہفت

اور اس کو دہرا تاکہ چھپا نہ رہے

بے جہازی را مُقَرَّر کردہ ام

بے سرد سالن کو واضح کر چکی ہوں

کہ زصد فقرش نمی آید شکوہ

۶ افلاس سے بھی اس کو ڈر نہیں ہے

از شما مقصود صدق و ہمت است

تم سے میرا مقصود سچائی اور ہمتی توجہ ہے

دید و می بیند ہویدائے خفا

دیکھ لیا ہے اور صاف بغیر کسی پوشیدگی کے دکھتی ہے

کہ ڈر و پشہاں نماوند سوزنے

کہ جس میں ایک سو میں بھی نہ چھپ سکے

گفتن زن۔ عورت نے کہا کہ

وہ لوگ جہیز کے طالب نہیں ہیں وہ تو

پردہ پوشی اور نیکی کے طالب نگار ہیں اور

صوفی نے اس کو طنزاً جواب دیا۔

ماطلو لیم۔ بیوی نے کہا وہ عورت کہتی تھی

کہ ہم تو دولت سے عاجز آگئے ہیں

ہمارے یہاں جو دولت ہے وہی

بھاری پڑھ رہی ہے۔ ماز مال۔ بیوی

نے کہا وہ عورت یہ بھی کہہ رہی تھی کہ

ہم عوام کی طرح سال کے لالچی اور

حریص میں ہیں۔

ح قصیدہ۔ ہم تو ایسی لڑکی چاہتے

ہیں جو پردہ کشیں اور نیک ہو دونوں

جہانوں میں انہما چیزوں سے بھلائی

حاصل ہوتی ہے۔ باز صوفی۔ صوفی

نے پھر اپنی تنگدستی کا اظہار کیا تاکہ

بات بچھپی نہ دے۔ گفت زن۔ بیوی

نے صوفی سے کہا میں اپنی غربت

خوب بیان کر چکی ہوں لیکن وہ اپنی

بات پر چمکی ہوئی ہے اور ہماری غربت

سے نیکی سمجھ رہی ہے۔ لایمی گوید۔ وہ

برابر یہی کہتی ہے کہ ہم تمہارے مال

کے پیش نظر رشتہ نہیں کر رہے ہیں

بلکہ تمہاری سچائی اور دعاؤں کی وجہ

سے کر رہے ہیں۔

۳ گفت صوفی۔ صوفی نے اب

تک تو ایسا طرز کا ام اختیار کر رکھا تھا

جس سے بیوی یہ نہ سمجھے کہ وہ اس کی

خیاالت سے باخبر ہو گیا۔ جلب سکندہ

گفتگو میں اس نے ایسے طرز یہ

فخرے استعمال کئے جس سے

ظاہر ہو جائے کہ وہ بیوی کی بد چلتی

سے واقف ہو گیا ہے۔ خانہ۔ یعنی

اس نے یہ تو دیکھ ہی لیا ہے کہ ہمارا گھر

ایسا مختصر ہے کہ اس میں سونے بھی نہیں

چھپ سکتی ہے۔



اُو زما بہ داند اندر ایتصحاح
 نصحت کچلنے میں وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
 وزپس و پیش و سر و دُنبال ستر
 اور پردہ پوشی کا آگاہ دیکھا اور سر اور پیر
 وز صلاح و ستر او واقف ترست
 نیکی اور پردہ پوشی سے وہ زیادہ واقف ہے
 وز صلاح و ستر او خود عالم ست
 اور اس کی نیکی اور پردہ پوشی کو وہ بی بی خود جانتی ہے
 چوں بر او پیدا چو روزِ روشنت
 چونکہ اس بی بی پر روز روشن کی طرح واضح ہے
 لاف کم بانی چو رسوا شد خطا
 جب غلط کاری رسوا ہو گئی ہے تو شچی نہ بکھارے
 ایں بدستت اجتهاد و اعتقاد
 یہی اجتهاد اور اعتقاد تیرے پاس ہے
 وام مکر اندر دغا بکشودہ
 تو نے دغا بازی میں مکر کا جہل پھیلا یا ہے
 شرم داری وز خدای خویش نی
 تو شرح کرتا ہے اور اپنے خدا سے نہیں کرتا ہے

باز استرو پاکی و زہد و صلاح
 پھر پردہ پوشی اور پاکی اور زہد اور نیکی
 بہ زما می داند او احوال ستر
 پردہ پوشی کے احوال وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
 بے جہازی خود عمیاں ہچمچوں خود ست
 بے سروسامانی سوج کی طرح خود ظاہر ہے
 ظاہراً او بے جہاز و خادم ست
 ظاہر ہے کہ وہ لڑکی بغیر جہیز اور خادم کے ہے
 شرح ۲ مستوری زبیا شرط نیست
 اس لڑکی کی پردہ پوشی کی شرط تکیا پ کی جانب ضروری نہیں ہے
 ایں حکایت را بدارا گفتم کہ تا
 یہ قصہ میں نے اس لئے کہہ دیا ہے تاکہ
 مر ترا ہم اے بد عویٰ مستزاد
 اے بلند بانگ دعوے والے تیر بھی
 چوں زن صوفی تو خان بودہ
 صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خان ہے
 کہ زہر ناشستہ روی گپ زنی
 کہ ہر بہن کے بارے میں تو گیس مانتا ہے

۱۔ اہل سب ہی پاکی اور نیکی کی بات
 تو اگر اس کو نصیحت حاصل کرنی چاہو وہ
 ہم سے بھی زیادہ جانتی ہے سی داند۔
 اس کو ہلکے پردے کا حل تو بہت
 اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ بے
 جہازی۔ ہماری بے سروسامانی اور نیکی
 اور پردے سے اچھی طرح واقف ہو
 نیکی کے ظاہر لڑکی کا بے جہیز اور بغیر
 خادم کے ہونا ظاہر تھا اس لیے نیکی
 اور پردہ پوشی سے بھی واقف ہو گئی ہے۔
 ۲۔ شرح مستوری۔ لڑکی کی پردہ
 پوشی کو باپ کیا بیان کرے اس سے وہ
 خود واقف ہو چکی ہے اور یہ بات روز
 روشن کی طرح اس پر کھل گئی ہے اس
 حکایت۔ باغ والی مشوقہ نے عاشق
 کو یہ قصہ سنا کر کہا کہ یہ قصہ میں نے
 تجھے اس لئے سنایا ہے کہ جب تیری
 بے ادبی کھل گئی ہے تو وفا داری وغیرہ
 کے دعوے نہ کر۔ مر ترا۔ اس مشوقہ
 نے اس عاشق سے کہا کہ تیری
 حالت اسی صوفی کی بیوی کی سی ہے
 اور صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خان
 ہوتے ہوئے مر اور دغا کا جہل بھارہا
 ہے اور ہر عیب سے اپنے آپ کو بری
 ظاہر کر رہا ہے تو لوگوں سے شرماتا ہے
 اور خدا سے نہیں شرماتا ہے۔

بیان ۳ آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن حق را چست
 اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر اور سمیع اور علیم کہنے کا مقصد کیا ہے

کہ یود دید ویت ہر دم نذیر
 تاکہ اس کا تجھے دیکھنا ہر وقت نذیر ہے
 تا بہ بندی لب ز گفتار شنع
 تاکہ تو بری گفتگو سے ہوتے بند کر لے

از پے آں گفت حق خود را بصیر
 اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بصیر ہی لئے فرمایا ہے
 از پے آں گفت حق خود را سمیع
 اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سمیع ہی لئے فرمایا ہے

۳۔ بیان۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے
 مشوقہ کو تمہارا زور یا اور اس کو یہ محسوس نہ
 ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور وہ
 علیم ہے اس کے احاطہ علمی سے کوئی
 واقعہ باہر نہیں رہ سکتا وہ بصیر ہے اس کی
 بصارت سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی
 ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کی
 بحث شروع کر کے کی جاتا چاہتے ہیں
 کہ اسماء صفاتی جن صفات سے بنے
 ہیں وہ صفت حضرت حق تعالیٰ میں

بدیہ نام موزون ہے۔ سمیع اللہ کا نام سمیع ہے وہ سمیع کچھ نہیں جانتا ہے کہ انسان اپنی زبان سے کوئی بری بات نہ
 نکالے یہ سمجھے کہ اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے۔

از پئے آل گفت حق خود را علیم
 اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو جاننے والا اسی لئے فرمایا ہے
 نیست لہنہا بر خدا اسم اعلم
 یہ نام خدائی محض شناخت کے لئے نہیں ہیں
 اسم مشتق ست زا اوصاف قدیم
 یہ نام قدیم صفات سے بنے ہیں
 ورنہ ۲ تخر باشد و طنز و دہا
 ورنہ مذاق اور طنز اور شکر ہو گا
 یا علم باشد حی نام و قح
 یا کسی بے شرم کا نام حیاء ہو
 طفلك نوزادہ را حاجی لقب
 نئے پیدا ہوئے ننھے بچے کا حاجی لقب
 گر گویند اس لقبہا در مدح
 لیکن اگر تعریف کے موقع پر یہ القاب بیان کریں
 تخر و طنزے یو داں یا جنوں
 مذاق اور طنز یا پاگل پن ہو گا
 من ہمی دانستمت پیش از وصال
 میں ملنے سے پہلے ہی تجھے سمجھ گئی تھی
 من ۳ ہمی دانستمت پیش از لقا
 میں تیرے بارے میں ملاقات سے پہلے جان گئی تھی
 چونکہ چشم سرخ باشد در عمش
 جب آنکھیں دکھنے میں میری آنکھیں سرخ ہوں

تائید لشی فسادے توز بیم
 تاکہ بڑ کر تو کوئی ہری بات نہ سوچے
 کہ سیہ کا نور دارو نام ہم
 کیونکہ جیشی کا نام کافور بھی ہوتا ہے
 نے مثال علت اولی سقیم
 اللہ تعالیٰ علت اولی کی طرح نام نہیں ہے
 گز را سلع ضریراں را ضیا
 بہرے کو سننے والا اور اندھوں کو روشنی والا کہنا
 یا سیاہ و زشت را نام صبیح
 یا کالے اور بد صورت کا نام حسین ہو
 یا لقب غازی نہی بہر نسب
 یا غازی لقب نسب کی وجہ سے تو رکھنے مناسب ہے
 چوں ندارد آل صفت نبود صحیح
 جبکہ اس میں وہ خوبی نہیں ہے تو درست نہیں ہے
 پاک حق عاصا یقول الظالمون
 اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو ظالم کہتے ہیں
 کہ نکو روئی و لیکن بد خصال
 کہ تو اچھی صورت والا ہے لیکن بد عادت ہے
 گز ستیزہ را سخنی اندہ شقا
 کہ تو جھگڑانلو ہونے کی وجہ سے بد بختی میں پختہ ہے
 دانش زان درد گر کم ینممش
 میں اس کا درد سے جان جاتی ہوں اگر چہ اس کو کم نہیں کہتی ہوں

۱۔ اسم علم۔ وہ نام ہوتا ہے جو محض
 مسکمی کی شناخت کے لئے رکھا جاتا
 ہے قطع نظر اس سے کہ اس مسکمی میں وہ
 صفت موجود ہے یا نہیں جس سے وہ
 اسم بنا ہے۔ جیسے۔ جس کے رہنے
 والے کا نام کافور رکھا جاتا ہے حالانکہ
 اس جیشی میں نہ کافور کی سی سفیدی ہے
 نہ خوشبو۔ اسم مشتق است۔ اللہ تعالیٰ
 کے اسموں کی قدیم صفات سے بنے
 ہیں جن میں ان صفات کے معانی
 موجود ہیں سمجھ صفت جمع سے بنا ہے
 اور اس میں قوت سلع موجود ہے اس
 طرح عظیم صفت علم سے بنا ہے اللہ
 تعالیٰ صفت علم سے متصف
 ہے۔ مثل۔ فلاسفہ حضرت حق
 سبحانہ کو علت اولیٰ قرار دیتے ہیں اور
 اس سے صرف معلول تول کا ثبوت
 بطریق وجوب مانتے ہیں۔ مولانا
 فرماتے ہیں کہ حضرت حق علت اولیٰ
 کی طرح نہیں ہے کہ اس سے صرف
 معلول تولی کا تعلق ہو اور وہ بھی بر سبیل
 وجوب بلکہ تمام اشیاء کا صرف وہی
 خالق ہے اور اپنی تمام صفات سے
 متصف ہے اور وہ تمام کائنات کی
 علت ہے اور اس کی صفات کا تعلق
 بھی تمام کائنات سے ہے

۲۔ درد اگر اللہ تعالیٰ کو اس صفت
 سے متصف نہ مانا جائے جس سے
 اسم وصفی بنا ہے تو یہ محض تمسخر ہو گا
 بہرے کو مسخر کہنا اندھے کو ضیاء کہنا
 مذاق ہے۔ جیسا۔ حیاء اور وحش۔ بے
 حیاء۔ صبیح۔ حسین۔ طفلك۔ باپ
 کے حاجی یا غازی ہونے کی وجہ سے
 کسی بچہ کا نام حاجی یا غازی محض
 پہچان کے لئے رکھ دینے میں کوئی
 حرج نہیں ہے۔ گر گویند۔ اگر یہی
 الفاظ اس بچہ

کی تعریف میں بولے جائیں جس میں وہ صفت نہیں ہے تو یہ محض ایک مذاق ہو گا۔
 ۳۔ من ہمی۔ معشوقہ نے اس عاشق سے کہا میں ملاقات سے پہلے سمجھ گئی تھی کہ تو کاشقی ہے۔ چونکہ
 کسی چیز کا مشاہدہ ہی علم کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اس چیز کے آثار سے بھی علم حاصل ہوتا ہے
 آنکھیں دکھنے میں جب سرخ ہو جاتی ہیں اگرچہ سرخی کو انسان نہیں دیکھتا ہے لیکن درد سے سمجھ جاتا
 ہے کہ آنکھیں سرخ ہیں۔

تو گماں بُردی ندارم پاسباں
تو نے خیال کیا کہ میرا کوئی تمہیں نہیں ہے
کہ نظر نا جاگے مالیدہ اند
کہ بے سوج نظر بازی کرتے ہیں
رانگاں دانستہ اند آں سعی را
انہوں نے اس قیدی کو مفت جانا
کہ منم حارس گزافہ کم نگر
کہ میں تمہیں ہوں بیہودہ نگاہ نہ ڈال
کہ نباشد حارس از دُنبالہ ام
کہ میرے پیچھے تمہیں نہ ہو گا
داندا آں بادے کہ برمن می دزد
وہ اس ہوا کو بھی جانتا ہے جو مجھ پر چلتی ہے
نیست غافل نیست غائبے سقیم
اے بہارا وہ نہ غافل ہے نہ غائب ہے
من بدل کوریت می دیدم عیاں
میں دل کے ڈربو تیرے اندھے پن کا مشاہدہ کرتی تھی
من بدل کوریت می دیدم ز دور
میں نے دل کے ذریعہ سے تیرے اندھے پن کو کھلیا تھا
کہ پُرت دیدم ز جہل و پیچ پیچ
کیونکہ میں نے تجھے نادانی اور پیچ پیچ سے پردہ کھلیا تھا
کہ تو چوئی چوں یود او سرنگوں
کہ تو کیسا ہے؟ جبکہ وہ اندھا ہے

تو مرا چوں برہ دیدی بے شبان
تو مجھے بلا گذرے والی بکری کا بچہ سمجھا
عاشقال از درد زان نالیدہ اند
عاشق درد میں ہی جہ سے روکتے ہیں
بے شبان دانستہ اند آں قطعی را
انہوں نے اس بہنی کو بے محافظ سمجھا
تاز غیرت تیر آمد بر جگر
یہاں تک کہ غیرت خداندی سے جگر پر تیز لگا
کم از برہ کم از بزغالہ ام
میں بکری اور بھینز کے بچے سے کم کب ہوں
حارسے دارم کہ منلکش می مسزد
میں وہ تمہیں رکھتی ہوں جس کو حکمت سزا دے
سرد بوداں بادیا گرم آں علیم
وہ جانتا ہے کہ وہ ہوا ٹھنڈی تھی یا گرم
نفس شہوانی ندارد نورِ جاں
شہوت والا نفس روح کا نور نہیں رکھتا ہے
نفس شہوانی زحق کزست و کور
شہوت والا نفس اللہ تعالیٰ سے بہرا اور اندھا ہے
ہشت ۳ سالت زان پیر سیدم پیچ
اسی جہ سے آٹھ سال سے میں نے تجھے نہیں پوچھا
خود چہ پرسم زانکہ او باشد تبوں
جو بھی میں ہوا اس کے بارے میں کیا پوچھوں

مثل آنکہ کلخن و تقویٰ حمام و تو انکراں سرگیس کشانند
اس کی مثال کہ دنیا بھی اور تقویٰ حمام اور مالدار ایلے ڈالنے والے ہیں

۱۔ تو مرا معشوق نے اس عاشق سے کہا کہ تو نے مجھے بے رکھو والا۔ بکری کا بچہ سمجھا اور مجھے بغیر تمہیں جانے کے جانا۔ کہ نظر۔ نظر بازوں کا ردنا لھنا ان کے گناہ کی سزا ہے ظمی۔ یعنی معشوقہ۔ سب۔ قیدی عورت۔ غیرت۔ یعنی غیرت خداندی۔ حارس۔ تمہیں۔ بز۔ بکری کا بچہ۔ بز۔ غلہ۔ پیاز کی بکری

۲۔ حارسے۔ یعنی میرا محافظ وہ خدا ہے جو عظیم و خمیر ہے وہ اس ہوا کو بھی جان لیتا ہے جو میرے پور سے گزرتی ہے۔ نفس شہوانی۔ تیرا نفس شہوت پرست ہے جس میں روح کا کوئی نور نہیں ہوتا ہے اور وہ اللہ کے معاملہ میں اندھا بہرا ہوتا ہے۔

۳۔ ہشت۔ تو آٹھ سال سے میرے فراق میں ہے چونکہ میں بھٹی تھی کہ جہل اور نادانی سے پرے چلنا میں نے تیری کوئی پروا نہیں کی۔ خود۔ جو شخص خود تباہی کی بھٹی میں گرا ہوا اس کے احوال معلوم کرنا بے فوٹی ہے۔ تون۔ بھٹی کا واحد لگا۔ مثل۔ حمام میں پانی گرم کرنے کے لئے بھٹی بٹکی جلی ہے جس میں گوبر اور گوزا کرٹ جلا یا جاتا ہے حمام کے خدمت گار اس بھٹی میں گوبر وغیرہ لاکر ڈالتے ہیں اور گند سے جے ہیں حمام میں نہانے والے اپنے بدن کا میل پھیل صاف کر کے نکلتے ہیں تو دنیا کا مال بھٹی کے ایندھن کی طرح ہے اور دنیا دار بھٹی روشن کرنے والوں کی طرح اور متقی حمام میں نہانے والوں کی طرح ہیں۔



شہوتِ دنیا مثالِ کلخنِ ست
 دنیا کی ریخت بہتی جیسی ہے
 لیک اسمِ متقی زیں توں صفاست
 لیکن اس بجلی سے متقی کا حصہ صفائی ہے
 اکتیاءِ مانندہ سیرگیں کشاں
 مادوں کو اپنے لانے والوں کی طرح
 اندر ایشاں حرصِ بہادہ خدا
 اللہ تعالیٰ نے ان میں حرص رکھ دی ہے
 ترکِ ایں توں گیر و در گرما بہ راں
 اس بجلی کو چھوڑ لو حمام میں جا
 ہر کیلے ہوتوں ست اوچوں خلامِ ست
 جو بجلی میں ہے وہ خلام جیسا ہے
 ہر کہ در حمام شد سیمائے او
 جو شخص حمام میں چلا گیا اس کی علامت
 تونیاں را نیز سیمائے آشکار
 بجلی والوں کی علامت بھی ظاہر ہے
 ورنہ بنی زوش بولیش را بگیر
 اگر تو اس کا چہرہ نہیں دیکھتا ہے اس کی بولے لے
 گزنداری ۳ بود آرش در سخن
 اگر تجھے سہلکنا نہیں آتا اس سے بات کر
 پس گویدت تونی صاحبِ ذمب
 سونے کا مالک یعنی اللہ کہتا ہے
 حرصِ توچوں آوش ست اندر جہاں
 دنیا میں تیری حرص آگ کی طرح ہے
 پیش عقل ایں مذہب جو سرگیں ماتحتِ ست
 عقل کے نزدیک یہ سنا گور کی طرح ماما ہے

کہ ازو حمام تقویٰ روشن ست
 جس سے پرہیزگاری کا حمام روشن ہے
 زانکہ در گرما بہ است و در تقاست
 کیونکہ وہ حمام میں ہے اور پرہیزگاری میں ہے
 بہر آتش کردن گرما بہ واں
 حمام کو گرمانے کے لئے سمجھ
 تلوود گرما بہ گرم و بانوا
 تاکہ حمام گرم ہو اور رونق ہو
 ترکِ توں را عین آں گرما بہ واں
 بجلی کو چھوڑنا بعینہ حمام سمجھ
 مرؤرا کہ صبرست و حازم ست
 اس شخص کے لئے جو صابر اور مستیاط ہے
 ہست پیدا بر زرخ زیبائے او
 اس کے حسین چہرے پر ظاہر ہے
 از لباس واز دُخان واز غبار
 کپڑوں اور دھوئیں اور غبار سے
 بوعصا آمد برائے ہر ضریر
 ہر اندھے کی لاشی ہے
 از حدیث نو بدال راز کہن
 نئی بات سے پانا نہ سمجھ لے
 بست سلتہ چرک بر دم تا شب
 میں رات تک گور کے میں نوکرے گم لے گیا ہوں
 باز کردہ ہر زبانہ صد وہاں
 ہر شعلہ نے سو منہ پہیلا رکھے ہیں
 گرچہ چول سرگیں فروغِ آتش ست
 اگرچہ وہ گور کی طرح آگ کی چمک دلا ہے

۱ نیک۔ متقی اس دنیا کے حمام
 سے پاک و صاف بن کر نکلتا ہے
 گرما بہ حمام۔ اندر ایشاں۔ دنیا
 داروں میں دولت کی حرص نہ ہوتی تو یہ
 بجلی گرم نہ ہوتی۔ ترک۔ ایک
 مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ بجلی کا رخ
 نہ کرے حمام میں داخل ہو۔

۲ ہر کہ۔ دنیا داروں نے اللہ
 تقویٰ کو دنیا کے کاموں سے فارغ کر
 دیا ہے ورنہ ان کو خود معروف ہونا پڑتا تو
 گویا دنیا دار متقیوں کے خدمت گزار
 اور غلام ہیں۔ در حمام شد۔ تھوڑے کے
 آثار چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔
 تونیاں۔ دنیا داروں کے احوال ان کی
 علامتوں سے پہچان لئے جاتے
 ہیں۔ ورنہ اگر تم میں یہ استعداد نہیں
 ہے کہ دنیا داروں کے چہرے سے ان
 کے احوال پڑھ لو۔ جو لیس۔ یعنی ان
 کی علامتوں سے ان کے احوال سمجھ لو۔
 ۳۔ اندھا چونکہ نہیں دیکھ سکتا ہے وہ
 خوشبو سے چیز کی حقیقت سمجھ لیتا

۴۔ گزنداری۔ اگر تم ان کی
 علامتوں سے ان کے احوال سمجھنے کی
 استعداد نہیں رکھتے ہو تو ان کی گفتگو
 سے ان کے احوال سمجھ لو۔ ہر کہ۔
 گوید۔ مادلا دنیا دار کہے گا کہ آج
 میں نے میں نوکرے کو برکھلیا۔ حرص
 تو۔ حرص سے بھی ایسے ہی شعلے پیدا
 ہوتے ہیں جیسا کہ گور کے ایلوں
 سے پیش عقل۔ کلند کو برہوسونے
 کو برابر سمجھتا ہے کیونکہ وہ بھی آتش
 حرص کو اس طرح فروغ دیتا ہے جس
 طرح گور آگ کو فروغ دیتا ہے
 اور اس کا آتش حرص کو فروغ دینا دنیا
 داروں کی کشش کا سبب ہے

چرک تر را الاق آتش گند
تر گور کو آگ کے قابل بناتا ہے
تاہون حرص اقد صد شرر
تا کہ لالچ کی بھٹی میں سو چنگھریاں پیدا ہوں
چست یعنی چرک چندیں بردہ ام
کیا ہے؟ یعنی اتنا گور حاصل کیا ہے
درمیان تونیاں زیں فخر ہاست
بھٹی والوں میں اس پر بڑا فخر کیا جاتا ہے
من کشیدم بست سئلہ بے کرب
میں نے آسانی سے میں نوکرے کمائے
بُوئے مشک آرد برو رنجے پدید
مشک کی خوشبو اس میں مرض پیدا کر دے گی
زیں زیاں ہرگز نہ بنی سود تو
اس نقصان کی بجائے تو کبھی نفع نہ حاصل کرے گا

آفتابے کہ دم از آتش زند
سورج جو آگ کا دم بھرتا ہے
آفتاب آں سنگ را ہم کرد زر
سورج نے پتھر کو بھی سونا بنایا ہے
آنکہ گوید مال گرود آوردہ ام
جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے
اس سخن گرچہ کہ رسوائی فزاست
یہ بات اگرچہ رسوائی میں اضافہ کرنے والی ہے
کہ توشش سئلہ کشیدی تابشب
کہ تو نے رات تک چھ نوکرے حاصل کئے
آنکہ ۲ دتوں زاد و پاکی را ندید
جو بھٹی میں پیدا ہوا لہذا اس نے پاکی نہیں دیکھی
گر بتوں لباز خواہی بود تو
اگر تو بھٹی کا شریک بنے گا

۱ آفتاب۔ سورج کی گرمی ہی تو
گور کو خشک کر کے آگ سے ملنے
والا بناتا ہے سورج ہی پتھر کا گرما
کراس کی رنگوں میں سونا پیدا کرتا
ہے تا کہ وہ صاحب حرص کی۔ بھٹی میں
پانچ کر حرص کی چنگھریوں کو فروغ
دے آگ۔ جو دنیا لہذا یہ کر رہا ہے کہ
اس نے مال جمع کیا ہے تو اس نے
حاصل آتش حرص کے لئے گور جمع
کیا ہے۔ اس سخن۔ گور جمع کرنا
اگرچہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے لیکن
بھٹی والوں میں یہ فخر ہے وہ فخر یہ
ایک دوسرے کے مقابلہ میں کہتے
ہیں کہ تو نے چھ نوکرے گور جمع کیا
ہے تو میں نے بیس نوکرے جمع کئے
ہیں یہی دنیا والوں کی حالت ہے۔

۲ آنگ۔ جس شخص کا نشوونما
بھٹی کے ماحول میں ہوا ہے اس کے
لئے گور کی بدبو خوش کن ہوگی اگر تم
اس کو مشک تنگھاؤ گے تو اس سے
اسے تکلیف پہنچے گی۔ گمراہوں اگر تم
بھی اس کے ساتھ بھٹی کے کاروبار میں
شریک ہو جاؤ گے تو سوائے نقصان
کے کچھ مفادہ حاصل نہ کر سکو گے۔ دنیا
والوں کی صحبت میں تمہاری بھی وہی
حالت ہو جائے گی جو ان دنیا والوں
کی ہے۔

۳ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ جیسی صحبت ہوتی ہے
اسی طرح کی عادتیں پڑ جاتی ہیں۔
دباغ۔ کچا چھرا رنگنے والے عطار۔
عطر فروش۔ راول حکیم سخی۔ عظیم۔ نیم
روز۔ ۱۲۔ ۱۳۔

قصہ ۳ آں دباغ کہ در بازار عطا راں از بوئے عطر بیہوش شد
اس کھل رنگے والے کا قصہ جو عطر فروشوں کے بازار میں عطر کی خوشبو سے بیہوش ہو گیا

تا خرو آنچه ورا درکار ہد
تا کہ جو اسے دکھاتا تھا وہ خریدے
چونکہ در بازار عطاراں رسید
جیسے ہی وہ عطر فروشوں کے بازار میں پہنچا
تا بگر دیدش سرو برجا فتاد
یہاں تک کہ اس کا سر چکر لیا لہذا وہیں گر گیا
نیم روز اندر میان را بگند
دوپہر میں سڑک کے درمیان

آں کے دباغ در بازار شد
ایک چھرا رنگے والا بازار گیا
ناگہاں افتاد بیہوش و خمید
اچانک بے ہوش ہو کر گر گیا لہذا جھک گیا
بُوئے عطرش روز عطاران را
سخی عطاروں کی طرف سے اس کو عطر کی خوشبو لگی
ہمچو مردار افتاد و بے خبر
مردے کی طرح گر گیا لہذا بیہوش



جمع آمد خلق بروے آں زماں
 اس وقت لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے
 زں یکے کف بردل اومی براند
 ایک اس کے دل پر ہاتھ پھیرتا تھا
 اونی وانست کاندہ مرتعدہ
 وہ یہ نہ جانتا تھا کہ چراگاہ میں
 آں یکے دستش ہی مالید و سر
 ایک اس کا ہاتھ لہر لہر ملتا تھا
 آں بخور و غود و شکر زد بہم
 ایک دہنی لہر لہر اگر لہر شکر ملاتا تھا
 وائل شدہ خم تا نفس چوں می کشد
 دہرا جھکا ہوا تھا کہ وہ سانس کیسے لے رہا ہے
 وائل دگر نبضش گرفتہ از خرد
 دہرا عقلمندی سے اس کی نبض پکڑے ہوئے
 تاکہ مے خور دست یا بنگ و خیش
 تاکہ معلوم کر سانس نے شرب پی سے یا بنگ خیش
 پس خبر بردند خویشاں را شتاب
 تو انہوں نے فوراً رشتہ داروں کو خبر دی
 گس نمی داند کہ چوں مصروع گشت
 کوئی نہیں سمجھ رہا ہے کہ کیوں بیہوش ہوا ہے
 یک بردار داشت آں دباغ زفت
 اس پہلا رنگنے والے کا ایک مونا بھائی تھا
 اند کے سرگین ۳ سنگ در آستیں
 تھوڑا سا کتے کا پانڈہ آستین میں
 گفت من ز نجش ہمید انم ز چہست
 بولا میں اس کا مرض جانتا ہوں کس وجہ سے ہے؟

جملگاں لاجول خواں در ماں اگناں
 سب لاجول پڑھتے ہوئے علاج کرتے ہوئے
 وز گلاب آں دیگرے بروے فشاند
 دہرا اس پر گلاب چھڑکتا تھا
 از گلاب آمد ورا آں واقعہ
 یہ حادثہ اس کو گلاب سے پیش آیا ہے
 وائل دگر کہنگل ہی آورد خرد
 دہرا مٹ تر کر کے لاتا تھا
 وائل دگر از پوششش می کرد کم
 دہرا اس کے کپڑے کم کرتا تھا
 وائل دگر بو از دہانش می شمند
 دہرا اس کے منہ کی خوشبو سونگھتا تھا
 منتظر تا نبض او چوں می جہد
 منتظر تھا کہ اس کی نبض کیسی چل رہی ہے
 خلق در ماند اندر بہیشیش
 لوگ اس کی بیہوشی کے سبب میں عاجز آ گئے
 کہ فلاں افتادہ است آنجا خراب
 کہ فلاں اس جگہ بے ہوش پڑا ہے
 یا چہ شد گورا قتاد از بام طشت
 یا کیا ہوا ہے کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے
 گور پزد دانا بیامد زو تفت
 چالاک اور بھعدار وہ جلد سر گرمی سے آیا
 خلق را بشکافت و آمد با حنین
 لوگوں کو چرا دانا ہوا آیا
 چوں سبب دانی دوا کردن جلی ست
 جب تو سبب جان لے داکرنا آسان ہے

۱۔ درماں۔ علاج۔ مرتعدہ۔ چراگاہ
 یہاں عطاردوں کا بازلر مراد ہے
 واقعہ یعنی بے ہوشی۔ کہنگل۔ کاہ اور
 گل سے مرکب ہے وہ مٹی جس میں
 بھوسہ یا کوئی گھاس ملا کر اس سے
 دیواروں کو لپیٹا جاتا ہے۔ تر۔ تر مٹی
 سونگھانے سے بیہوش کو افادہ ہوا جاتا
 ہے۔ بخور۔ دھونی پوشش۔ کپڑے کم
 کر دینے سے فرحت کے سبب
 بیہوش ہوش میں آجاتا ہے۔ دہانش۔
 تاکہ من کو سونگھ کر سمجھ لے کہ بیہوشی کی
 نشا اور چیز کی وجہ سے ہے یا نہیں ہے۔

۲۔ دال دگر۔ نبض کے ذریعہ سے
 بیہوشی کے سبب کا علم ہو سکتا ہے۔
 بنگ۔ بھنگ۔ خیش۔ گھاس۔
 بھنگ۔ خویش۔ یعنی دباغ کے
 رشتہ دار۔ مصروع۔ مرگی کا بیہوش پے
 ہوش۔
 ۳۔ سرگین۔ سنگ۔ کتے کا پانڈہ۔
 حنین۔ رونے کی آواز۔ جلی۔ دوا۔
 یعنی مرض کا سبب معلوم ہو جانے پر وہ
 آسان ہو جاتی ہے اور اگر مرض کی
 تشخیص نہ ہو تو علاج بہت مشکل ہوتا
 ہے۔

۱۔ گفت۔ اس کو باغ کے بھائی نے سوچا کہ حاصل اس کا دماغ بد ہو گا عادی ہے چونکہ یہ رات دن سڑے ہوئے چیزے رکتا ہے۔ باحدث۔ جبکہ اس کو بد ہو کی عادت ہے تو خوشبو اس کو اچھا تہہ کرے گی۔ جائیوں۔ یونان کا مشہور طبیب سے اس نے کہا ہے کہ مریض کے مزاج کے موافق دوا تجویز کرو۔

۲۔ کز۔ عموماً خلاف عادت حادث سے مرض پیدا ہوتا ہے تو مزاج کے مطابق دوا دینے سے زائل ہو جائے گا۔ مٹھا۔ جس چیز کی عادت ہو۔ جعل۔ گہرہذا گہرہ ذے کو اگر گلاب سٹھاؤ گدہ بیہوش ہو جائے گا۔ ولری اوست۔ گہرہ ذے کا علاج گوبر سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ الخیثات۔ قرآن میں ہے
 الْخَيْثَاتُ لِلْخَيْثِثِ وَالْخَيْثِثُونَ
 لِلْخَيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ
 وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ عَامِلُو مَفْسَرِينَ
 نے فرمایا ہے کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے۔
 مولانا نے الخیثات سے بری عادتیں اور الطیبات سے پاکیزہ اخلاق مراد لئے ہیں۔ ناصح۔ بد طبیعت لوگوں کی نصیحت میں ناصح بھی باتیں سناتے ہیں جو ان کی عادت کے مطابق نہیں ہیں لہذا ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی ہے۔

چوں سبب معلوم نہ ہو مشکل ست

جب سبب معلوم نہ ہو مشکل ست

چوں بدالستی سبب را سہل شد

جب تو نے سب جان لیا آسان ہو گیا

گفت ایما خود ہستش اندر مغز و رگ

اس نے دل میں کہا اس کے دماغ اور رگ میں ہے

تامیایا اندر حدث او تا یشب

یہاں تک کہ وہ بدو میں رات تک

باحدث کردست عادت سال و ماہ

اس نے سالوں اور مہینوں بدو کی عادت ڈالی ہے

پس چنیں گفت ست جائیوں مہ

تو اسی لئے جائیوں اعظم نے کہا ہے

کز ۲ خلاف عادتست آن رنج او

کیونکہ اس کا مرض عادت کے خلاف ہونے سے ہوا ہے

چوں جعل گشت است از سرگیں کشی

وہ گوبر جمع کرنے سے گہرہ ذے کی طرح ہو گیا ہے

ہم ازاں سرگیں سنگ دارہی اوست

کتے کے پاخانے سے ہی اس کی دوا ہے

الخیثات ۳ الخیثین را بخوال

الخیثات اور الخیثین کو پڑھ

ماصحان اؤرا بعنبر یا گلاب

نصیحت کرنے والے عنبر یا گلاب سے اس کا

دارہی رنج دور و صد حمل ست

مرض کی دوا اور اس میں سو احتمال ہیں

واش اسباب دفع جہل شد

اسباب کا جانتا ناواقیت کا ذمہ ہو گیا

توئے بر تو بھی آں سرگیں سنگ

تخت کے پاخانے کی بو = = =

غرق و باغی ست او روزی طلب

چہرے رکتے میں ڈوبا ہوا ہے لہذا کھانے والا

بوءے عطرش لاجرم ساز و تباہ

اس کو عطر کی خوشبو اچھا تہہ کر دے گی

انچہ عادت و انشت بیمار آتش وہ

جس چیز کی پیدا کو عادت تھی وہ دے

پس دوائے رنجش از معتاد و جو

تو اس کے مرض کی دوا اس کی عادی چیزوں سے کر

از گلاب آید جعل را بیہوشی

تو گہرہ ذے کو گلاب سے بے ہوشی ہو گی

کہ بدال اؤرا ہی معتاد و خوست

کہ اس ہی کی اس کو عادت اور خو ہے

ژوو پشت ایس سخن رلباز وال

اس بات کے ظاہر اور باطن کو خوب سمجھ لے

می دوا سازند بہر فتح باب

علاج کرتے ہیں ہدایت کے دوازے کی کشادگی کیلئے



مرخیشیاں را نساؤ طبیات
بھی باتم خیشوں کے موافق نہیں پڑتی ہیں
چوں ز عطر وحی کز گشتند و گم
وہ جب وحی کے عطر سے نیر سے لہر بہوت ہو گئے
رنج و بیماریست مارا ایں مقال
ہمارے لئے یہ گفتگو مرض اور بیماری ہے
گریبا غازیذ نصیح آشکار
اگر تم نے علی الاعلان نصیحت شروع کی
ماہر لہو و لعب فرہ گشتہ ایم
ہم کھیل کود سے مومنے ہوئے ہیں
ہست قوت مادروغ و لاف و لاغ
ہماری غذا بھوت اور شخی اور مذاق ہے
رنج را صد تووا قزوں می کنند
مرض سو گنا اور زیادہ کرتے ہیں
گند کفر و شرک ایشاں بیحدست
ان کے شرک اور کفر کی گندگی بیحد ہے

در خود و لائق نباشد اے ثقات
اے مہتمم یا تمہیں کے مناسب ملائ نہیں ملتی ہیں
بُد فعاں شاں کہ تطیرنا بکم
ان کا نفرو تھا ہم تم سے بدفالی پکڑتے ہیں
نیست نیکو وعظ تاں مارا بقال
تمہارا وعظ ہمارے لئے اچھی فال نہیں ہے
ما کنیم آل دم شمارا سنکسار
تب ہم تمہیں سنگد کر دیں گے
در نصیحت خویش را نسرشتہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو نصیحت سے وابستہ نہیں کیا ہے
شورش معدہ ست مارا زیں بلاغ
ہمیں اس تبلیغ سے متلی ہوتی ہے
عقل را دار و بافیوں می کنند
عقل کا علاج لظون سے کرتے ہیں
ہیں کہ دباغ او فتادہ بیخودست
خبردار! وہ چڑا رگنے والا ہے ہوش سے

معالجہ کردن برادر دباغ را بخفیہ بیوئے سرگیں
کتنے کے پانخانہ کی بو سے پوشیدہ طور پر چڑا رگنے والے کے بھائی کا چڑا رگنے والے کا علاج کرنا

خلق ۳ را می راندازوے آنجواں
اس نوجوان نے لوگوں کو اس سے بھگا دیا
سر بگوشش برد ہچوں را زگو
اس نے نہ کہنے بلکہ لہر اس کے کان کے قریب کیا
کو بکف سرگیں سگ ساسیدہ بود
اس لئے کہ اس نے ہتھیلی پر کئے کا پانخانہ ملا تھا
چونکہ بوی آل حدث را وا کشید
جب اس نے اس ناپاکی کی بو سونکی

تا علاش را نیند آں گساں
تاکہ وہ لوگ اس کا علاج نہ دیکھ سکیں
پس نہاد آں چیز بر بینی او
پھر اس نے وہی چیز اس کی ناک پر رکھ دی
دار ہی مغز پلیداں دیدہ بود
ناپاک دماغ کا علاج اس کو سمجھا تھا
مغز ششش بوی ناخوش را مزید
اس کا گنا دماغ بدو کے لائق تھا

۱ مرخیشیاں۔ عمدہ نصیحتیں شیخوں
کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں۔
چوں۔ جبکہ وحی کا عطر ان کے دماغ
کے موافق نہیں ہے تو وہ اس سے
گھبراتے ہیں اور ان کو وہ وعظ و
نصیحت گراں گزرتی ہے گریبا
غازیبا انبیاء کو جسکیل دینی شروع کر
دیتے ہیں۔

۲۔ تا۔ کفاد نے انبیاء سے کہا کہ
ہمارے پرورش کھیل کود میں ہوتی ہے ہمارا
مزاج نصیحت سے میل نہیں کھاتا
ہے۔ بلاغ۔ جیسی مذاق۔ شوشر۔ یعنی
اس نصیحت سے ہمارا جی متلاتا ہے۔
رنج۔ ان کفاد پر افسوس ہے۔ یہ اپنے
مرض میں اور افسانے کرتے ہیں
عقل کا علاج لظون سے کرتے ہیں
جو خود عقل کو خراب کرتی ہے۔
مولانا فرماتے ہیں ان کفاد کی حالت
کو چھوڑ دو دباغ بیہوش پڑا ہے اس کے
قصص کی تکمیل کرو۔

۳ خلق را۔ دباغ کے بھائی نے
لوگوں کو وہاں سے ہنار دیا تاکہ کوئی اس
کے معالجہ سے واقف نہ ہو سکے۔ بر
بگوشش۔ اس نے اپنا سرکان کی
طرف کیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ کان
میں کوئی دعا پڑھ رہا ہے اور چپکے سے
اس کی ناک پر کئے کا پانخانہ ملا۔

لجے سماعت۔ جب اس دباغ نے بدبو محسوس کی تو اس کو ہوش آنا شروع ہو گیا لوگ حیران ہو گئے کہ جب منتر تھا کہ کان میں پھونکتے ہی اس کو ہوش آنے لگا۔ جنبش۔ بدکاروں کو برزگوں کے قصص ناول تو ان کو مزہ نہیں آتا ہے بلکہ زنا اور عشق و محبت کی داستان سے خوش ہوتے ہیں۔ ہر کردار جھلی ہاتھیں جس کے مانع کے حقائق نہ ہوں تو یقیناً اس نے بری باتوں کی عادت ڈال لی ہے۔

ع مشرکوں۔ قرآن پاک میں جَنَّاتٍ مِّنْ تَحْتِهَا نَاجِسَاتٌ مُّشْرِكٌ جَنَّاتٍ مِّنْ تَحْتِهَا نَاجِسَاتٌ مُّشْرِكٌ کی تشریح مانگنے ماحول میں ہوئی ہے اسی لئے قرآن نے ان کو نجس کہا ہے کرم۔ جو کیزا گور میں پیدا ہوا ہے بڑھکھانے سے اس کا مزاج نہ بدلے گا۔ چوں۔ حدیث شریف ہے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْفَخْلَ فِي ظُلْمَةِ ثُمَّ رَشَّ عَلَيْهِمْ مِنْ نُّوْرِهٖ لَمَّا نَبَّحَ مِنْ رَيْكِ النَّوْرِ لَقَدْ فَتَنَسِي وَمِنْ اَخْطَا هَذِهِ عَوِي بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا ہے پھر ان پر اپنا نور چمکا تو جس پر وہ نور پڑا اس نے ہدایت پائی اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔

۳۔ ام مصر۔ مصری لوگ اٹلے کو گور میں باکریاں سے بچھان لیتے تھے یہ ان کا ایک عجیب و غریب طریقہ تھا تو گندے ماحول میں کسی بھلے کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی تعجب نیز ہے ایک۔ گندے ماحول میں پیدا شدہ نیک انسان بڑا راسخ عمل ہوتا ہے۔ تو ہاں۔ معشوقہ نے عاشق سے کہا تو بھی اس دباغ کی طرح ہے اسی لئے گندے اخلاق کا عادی ہے۔ از فرات۔ فرات کی گری سے تو زرد پتہ بن گیا لیکن بچتہ پھل نہ بنا۔

سماعتے اشد مُردہ جبیدن گرفت
تھویدیر گزری کہ مردے نے حرکت کرنی شروع کردی
کایں بخواند افسوں بگوش او امید
کہ اس نے منتر پڑھا اس کے کان میں پھونکا
جنبش اہل فساد آں سو بود
مفسدوں کی حرکت اس جانب کو ہوتی ہے
ہر کرا مشک نصیحت سو نیست
جس کو نصیحت کے مشک سے فائدہ نہیں ہے
مشرکوں آرازاں نجس خواندست حق
اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو ہی لئے نجس کہا ہے
کرم گوز ادست از سر گیس ابد
وہ کیزا جو گور سے پیدا ہوا ہے کبھی
چوں نزد بروے نثار ریش تور
کیونکہ اس پر نور کے چمکاؤ کل چھینا نہیں لگا ہے
ور زرش نور حق فیکش واد
اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نور کے چمکاؤ میں حصہ دیا
لیک نے مرغ حسین خانگی
لیکن گھریلو کینہ مرغ نہیں
تو بدال مانی کز اس نور تہی
تو بھی اس دباغ کی طرح ہے کہ اس نور سے خالی ہے
از فراقت زر و شد ز خسار و زو
فراق میں تیرا رخصت اور چہرہ زرد ہو گیا ہے

خلق گفتند اس فسونے بد شکفت
لوگوں نے کہا یہ منتر بھی عجیب تھا
مردہ بود افسوں بفریادش رسید
وہ مردہ تھا منتر اس کی مدد کو آ گیا
کہ زنا و غمزہ و ابرو بود
جہاں زنا اور ناز اور ابرو کا اشلہ ہو
لاجرم بلوی بد خو کرد نیست
لاجرم بدلو کی عادت ہے
کاند رون پشک زاند از سبق
کیونکہ وہ لڑل سے پیشین میں پیدا ہوئے ہیں
می گمرواند بغیر خوبی خود
اپنی عادت عہد کی نہیں ڈال سکتا
او ہمہ جسم ست نے دل چوں قشور
وہ چمکوں کی طرح مجسم جسم ہے نہ کہ دل
ہمچو رسم ۳ مصر سر گیس مرغ زاد
تو مصریوں کے رواج کے مطابق گور نے مرغ پیدا کیا
بلکہ مرغ وانش و فرزانگی
بلکہ عقل و دانش کا مرغ
زانکہ بنی بر پلیدی می نمی
کیونکہ تو نجاست پر ناک رکھتا ہے
برگ زردی میوہ ناپختہ شو
تو پتلا پتہ ہے تو کچا پھل ہے



گوشت از سختی چنہیں ماندست خام

گوشت سختی کی وجہ سے اسی طرح کچا ہے

کم نشد یک ذرہ خامیت از نفاق

نفاق کی وجہ سے تیری خای ایک ذرہ کم نہ ہوئی

گر ہزاراں بار جوشی اے عشو

اے سرکش! خواہ ہزاروں بار جوش کھائے

غورہا اکنوں مویزند و تو خام

خوشے منقی بن گئے اور تو کچا ہے

دیگ ز آتش شد سیاہ و دود قام

دیگ آگ سے کالی اور دھوئیں کی طرح ہو گئی

ہشت سالت جوش دادم در فراق

میں نے آٹھ سال فراق میں تجھے جوش دیا

خامی و ہرگز نخواہی سخت تو

تو کچا ہے اور ہرگز نہ کچے گا

غورہ تو سنگ بستہ از سقام

بیماری سے تیرا انگوٹوں کا کچھا پتھر اکیا ہے

عذر ۲ خواستن عاشق گناہ خورا بتلیس و روپوش و فہم

مکاری اور بتلیس سے عاشق کا خطا کی عذر خواہی کرنا اور معشوقہ کا

کردن معشوق آل رانیز

اس کو بھی سمجھ جاؤ

تا بہ یلتم ت حریفی یا سیر

تا کہ سمجھ لوں کہ تو یاد مجلس ہے یا پردہ نشین

لیک باشد کے خبر ہچو عیاں

لیکن خبر مشاہدہ کی طرح کب ہوتی ہے

چہ زیانست ار بکرم ابتلاش

کیا نقصان ہوا اگر میں نے اس کو آزما لیا؟

می کنم ہر روز در سود و زیاں

نفع اور نقصان میں روز کرتا ہوں

نشدہ ظاہر از ایشاں معجزات

حتی کہ ان سے معجزے ظاہر ہوئے

ایکہ چشم بدز پشمان تو دور

اے وہ محبوبا کہ تیری آنکھوں سے چشم بدد رہے

گفت عاشق امتحان کرم مکیر

عاشق نے کہا معاف کر ' میں آزما رہا تھا

من ۳ ہی دانست بے امتحان

میں تجھے بغیر امتحان کے بھی جانتا تھا

آفتابی نام تو مشہور و فاش

تو سورج ہے تیرا نام مشہور اور ظاہر ہے

تو منی من خویشتن را امتحان

تو میں ہوں ' میں اپنا امتحان

انبیاء را امتحان کردہ عدات

دشمنوں نے انبیاء کا امتحان لیا ہے

امتحان چشم خود کرم بہ نور

میں نے روشنی کے ذریعہ اپنی آنکھ کا امتحان کیا

۱۔ ایک۔ تیری مثال تو یہ ہے کہ

دھوئیں سے دیگ تو کالی پڑ گئی لیکن

گوشت کچا رہا۔ ہشت۔ میں نے

تجھے آٹھ سال تک آتش فراق سے

جوش دیا لیکن تیری خای میں کوئی

پختگی نہ پیدا ہوئی۔ خامی۔ اگر ہزار

مرتبہ بھی تجھے جوش دیا جائے گا پھر بھی

تیری خای اور نہ ہوگی۔ غورہ۔ آنکھ کا جو

خوشہ پتھر آجائے پھر گرمی سے بھی

نہیں پکتا ہے مویز۔ آنکھ پختہ ہو

جانے کے بعد سختی نہیں ہے۔

۲۔ عذر۔ اب عاشق نے نہ کاری

سے عذر خواہی کی اور اپنے فعل کی تلافی تو

جسبہ شروع کر دی۔ گفت۔ عاشق

نے کہا میں نے بوسہ لینے کا ارادہ اس

لئے کیا تھا کہ تجھے آزماؤں کلو تیری پر

راخی ہوتی ہے یا پاک دامن ہے۔

حریف۔ یاد۔ سیر۔ مستور۔ پردہ

نشین۔

۳۔ من۔ اگرچہ میں تجھے نیک

ہی سمجھتا تھا لیکن مزید اطمینان کے

لئے ایسا کر رہا تھا۔ آفتابی۔ تیری نیکی

روز روشن کی طرح ظاہر ہے آزمانے

سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔

انبیاء۔ دشمنوں نے انبیاء کو آزما لیا اور ان

سے معجزے طلب کئے تو ان کی نبوت

اور پختہ ہو گئی۔ تو منی۔ تجھ اور مجھ میں

اتحاد ہے۔ تیرا امتحان دراصل میرا

امتحان سے اس میں تیرے گلے نہ کی

کوئی بات نہیں ہے۔ امتحان۔ میں

نے دراصل اپنی آنکھ کو آزما لیا اس میں

تیری نہ راخی اپنے موقع ہے۔



۱۔ ایں جہاں عالم خراب میں تو
خزان اگر خزان کی جستجو کی جائے تو اس
میں کوئی عیب نہیں ہے۔ زوں۔ یہ
میری بہو کی اس لئے بھی کہ امتحان
کے بعد دشمنوں کے سامنے تیری سنگی
کا اظہار کر سکوں۔ تاز بانم۔ یعنی جب
میں زبان سے تیری تعریف کروں تو
آنکھ چشم دید گواہی دے۔

۲۔ گر شدم اگر میں نے آپ کی
آبرو بڑی کی ہے تو کلوہ حاضر ہے کلوہ
کفن پہنے ہوئے ہوں مجھے قتل کر
دیتے۔ جز۔ کلوہ سے قتل کر دیتے
جدلی کے ذریعہ قتل نہ کیجئے۔ بدست
خود۔ اور اپنے ہاتھ سے قتل کرنا
دوسرے سے قتل نہ کرانا کیونکہ میں
تمہارے ہاتھ کا ملوک نہیں ہوں۔ لا
جدلی۔ خدا کے لئے جدلی کی بات نہ
کر لو جو چاہے کہہ سکن۔ یعنی میں
اپنے اور غدر بھی بیان کر سکتا ہوں لیکن
وقت تنگ ہے۔

۳۔ پستہا۔ عاشق کہتا ہے کہ
معذرت میں کچھ ظاہری باتیں میں
نے کہنی ہیں۔ لیکن باہمی حقیقت کا
پورا اظہار نہیں کر سکا ہوں۔ گر
خطائے اگر یہ میری غلطی بھی ہے تو
اب اس کو معاف کر دے۔ چوں۔
اب میں اپنے فعل پر عداوت کا اظہار
کرتا ہوں مجھے معاف کر دے کہ
سوئے۔ یعنی چاہتی میرے ساتھ ہے
اور تو جھوٹا ہے۔

ایسا جہاں ہمو خرابہ است و تو گنج
یہ دنیا کھنڈہ کی طرح ہے اور تو خزانہ ہے
زناں پختاں بے خردگی کرم گزاف
میں نے اس لئے ایسی لہ بے عقلی کی
تاز بانم چوں ترا نامے نہد
تاکہ میری زبان جب تیرا نام لے
گر شدم ۲ در راہ حرمت را بنرن
اگر میں تیری رحمت کا ڈاکو نظر ہوں
جو بشمشیر خود اے شاہم مکش
اے میرے شہلا بھائی تلوہ کے علاوہ کسی چیز سے قتل نہ کر
جو بدست خود مہر م پاو سر
میرے پاؤں اور سر اپنے ہاتھ سے کاٹنا
از جدائی بازی رانی سخن
تو پھر فراق کی بات کر رہی ہے
و سخن آبادم ایندم راہ شد
بات کر سنے کا اب رات نکل آیا
پوستہا ۳ و مغز آمد دہیں
ہم نے چلے بیان کر دیئے اور مغز چپا رہ گیا
گز خطائے آمد از ما در وجود
اگر ہم سے کوئی غلطی وجود میں آئی ہے
احتیال کرم مرا معذور دار
میں نے احتیال کیا مجھے معذور سمجھو

گر فخص کرم از گنجت مرنج
اگر میں نے تیرے خزانہ کی تلاش کر لی تو رنجیدہ نہ ہو
تاز نم با دشمنان ہر بار لاف
تاکہ دشمنوں کے مقابلہ میں بڑھ کر بات کہہ سکوں
چشم ازیں دیدہ گواہی ہاوید
آنکھ اس چشم دید کی گواہیاں دے
آمد اے مہ بشمشیر و کفن
اے چاند! میں کلوہ اور کفن لے کر آیا ہوں
بیش ازیں از دوری ایم ماہم مکش
اے میرے چاند! اس سے زیادہ فراق سے مجھے نہ مار
کہ ازیں دستم نہ از دست دیگر
کیونکہ میں اس ہاتھ کا ہوں نہ کہ دوسرے کے ہاتھ کا
ہرچہ خواہ کن و لیکن ایں ممکن
تو لو جو چاہے کر یہ نہ کر
گفت امرکال نیست چوں بریگاہ شد
لیکن بات کا موقع نہیں ہے چونکہ بے وقت ہو گیا ہے
گر بمائیم ایں بماند چنہیں
اگر ہم اس طرح رہے وہ بھی اس طرح نہ جائے گا
چشم می داریم در غنوائے و دود
اے محبوب! ہم معافی کی توقع رکھتے ہیں
چوں ز فعل خویش گشتم شرمسار
جبکہ میں اپنے فعل سے شرمندہ ہوں

رد کردن معشوق عذر عاشق را و تلمیسیں اورا
معشوق کا عاشق کے عذر اور تکرار کو رد کر دینا

در جوابش برکشاد آں ماہ لب
اس کے جواب میں اس چاند نے لب کشائی کی
کہ سوئے ماروز و سوئے تلمیسیں
کہ ہماری جانب دن اور تیری جانب رات ہے

حیلے! ہائے تیرہ اندر داوری
 غلط حیلے انصاف کے موقع پر
 ہرچہ در دل داری از مکر و رموز
 تو جو کچھ مکر اور اشدے دل میں رکھتا ہے
 گر بہ پوشش زندہ پروری
 اگر ہم اس کو بندہ پروری کی وجہ سے چہار ہے ہیں
 از پید آموز کا دم در گناہ
 بپ سے بیکہ لئے کیلکہ حضرت آدم گنہ کے بد سے
 چوں ۲ بدید آل عالم لا سرار را
 جب انہوں نے اس رازوں کے جاننے والے کو دیکھا
 بر سر خاکستر لذہ نشست
 " غم کی راکھ پر بیٹھ گئے
 رَبَّنَا إِنَّا ظَلَمْنَا كَفْت وُس
 بس انہوں نے اے خدا ہم نے ظلم کیا کہا
 دیدہ جانداران پنہاں پنچو جاں
 انہوں نے روح کی طرح پوشیدہ فرشتوں کو دیکھا
 کہ ہلا ۳ پیش سلیمان مور بارش
 کہ خبر دیا سلیمان کے سامنے چوٹی بن جا
 جزو مقام راتی یکدم مایست
 سچائی کے مقام کے علاوہ بالکل نہ ٹھہر
 کور اگر از چند پالودہ شود
 اندھا اگر صحت سے پاک و صاف بن جائے
 آدما تو نیستی کو راز نظر
 اے آدم! تم نظر کے اندھے نہیں ہو
 عمر ہا باید بنار گاہ گاہ
 عمریں چاہئیں بہت کم ہے وہ بھی بھی

پیش بینایاں چرا می آوری
 عقلمندوں کے سامنے تو کیوں پیش کرتا ہے؟
 پیش ما رسوا و پیدا پنچو روز
 ہمارے سامنے دن کی طرح کھلے اور ظاہر ہیں
 تو چرا بے رُوئی از حد می بری
 تو کیوں حد سے زیادہ بے لگائی کر رہا ہے؟
 خوش فرود آمد بسوئے پارگاہ
 خوشی سے جتوں کی جگہ از آئے
 بر دوپا استاد استغفار را
 تو معافی کے لئے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے
 وز بہانہ شاخ تاشانے نجست
 اور بہانے کے لئے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلائے ننگل
 چونکہ جانداروں بدید از پیش و پس
 جبکہ فرشتوں کو آگے پیچھے دیکھا
 دُور باش ہر یکے تا آسماں
 ہر ایک کا " شاخ نیزہ آسمان تک تھا
 تانہ بشگافد ترا ایں دُور باش
 تاکہ تجھے یہ " شاخ نیزہ نہ بھار دے
 بیچ لالا مرد را چوں چشم نیست
 انسان کا کوئی غلام آنکھ جیسا نہیں ہے
 ہر دمے او باز آلودہ شود
 " ہر بر وقت گنہ ہو جائے گا
 لیک إذا جاء القضاء عمی البصر
 لیکن جب قضا آتی ہے نظر اندھی ہو جاتی ہے
 تاکہ بینا از قضا اقتد بچاہ
 کہ آنکھوں والا گناہ میں بہت کم جتا ہوتا ہے

۱ حیلے عقلمندوں کے سامنے عقلی
 دلائل پیش کرنا بیوقوفی ہے۔ ہرچہ
 تیرے ہر مکر سے ہم واقف ہیں۔ کر
 اگر ہم بندہ نوازی کی وجہ سے چشم پوشی
 کر رہے ہیں تو تجھے بے حیالی سے
 کام نہ لینا چاہیے۔ از پید انسان کو
 اپنے باپ حضرت آدم سے معافی کا
 طریقہ دیکھنا چاہیے۔

۲ چوں۔ حضرت آدم سے جیسے
 ہی غلطی کا ارتکاب ہوا تو حیلہ بہانہ
 کرنے کی بجائے فوراً معافی کے
 لئے کھڑے ہو گئے اور غم کے خاکستر
 پر بیٹھ گئے۔ ہر بہانہ۔ بہانہ بازی میں
 ایک بہانہ سے دوسرے بہانہ کی
 طرف منتقل نہ ہوئے۔ جانداروں۔
 یعنی ملائکہ اور باش۔ دو شاخ نیزہ اچو
 چادش ہاتھ میں لے کر بائبلہ کے
 آگے چلتا تھا۔

۳ کہ حلا۔ فرشتے کہتے تھے کہ
 سلیمان یعنی خدا کے سامنے چوٹی
 یعنی حقیر بن جاؤ ورنہ نیزہ ہلاک کر
 دے گا۔ لالا غلام۔ چوں چشم۔ چونکہ
 انجام پر نظر کر کے معافی کے لئے آمادہ
 کر دے کہ۔ یعنی جسے چشم بصیرت
 حاصل نہیں ہے اگر وہ تو یہ بھی کرتا ہے
 تو اس پر قائم نہیں رہتا ہے۔ آلودہ۔
 حضرت آدم کو چشم بصیرت حاصل تھی
 لیکن قضا خداوندی کے سامنے مجبور
 ہو گئے اور گناہ کر بیٹھے۔ عمر ہا چشم۔
 بصیرت والا گناہ میں بہت کم جتا ہوتا
 ہے۔

کہ مر اورا افتادن طبع و خوست
 کیونکہ گناہ کا مزاج اور عادت ہے
 از من ست اس بودن یا ز آلودگیست
 یہ بدلو مجھ میں سے ہے یا سنے کی جہ سے ہے
 ہم ز خود داند نہ از احسان یار
 ہوا اپنی جانب سے کبھی گانہ کوست کے احسان سے
 بہتر از صد ما درست و صد پدر
 سینکڑوں ماؤں اور سینکڑوں باپوں سے بہتر ہیں
 و اس دو چشم حس خوشہ حسین اوست
 اور جس کی یہ دونوں آنکھیں اس کی خوش چہین ہیں
 صد گره زیر زبانم بستہ اند
 جنہوں نے میری زبان کے نیچے سینکڑوں گہرے ہیں لگا دی ہیں
 بس گراں بند یست اس معذور دار
 معذور رکھ یہ بہت بھاری بیزی ہے
 کاس سخن درست و غیرت آسیا
 کیونکہ یہ بات ہوتی ہے اور اللہ کی غیرت چکی ہے
 توتیلی دیدہ توستہ شود
 پتہ آنکھ کا توتیا ہوتا ہے
 کز شکستن روشنی خواہی شدن
 اس لئے کہ تو ٹوٹنے سے روشنی بنے گا
 حق گند آخر در ستش کو غنی ست
 بالآخر اللہ تعالیٰ اس کو دست کر دے گا وہ بے نیاز ہے

کور ارا خود اس قضا ہمراہ اوست
 اندھے کی یہ قضا خود اس کے ساتھ ہے
 در حدث افتد ناند بوی چست
 وہ ناپاکی میں گرتا ہے نہیں سمجھتا کہ بدلو کس چیز کی ہے
 در کے بروے کند مشکے شمار
 اگر کوئی اس پر مشک چمکے
 پس اورو چشم روشن اے صاحب نظر
 اے صاحب نظر! وہ روشن آنکھیں
 خاصہ چشم دل کہ آں ہفتاد پووست
 خصوصاً دل کی آنکھ جس کی ستہ نہیں ہیں
 اے دریغا ہرناں بنشستہ اند
 ہائے افسوس! اے بیٹھے ہوئے ہیں
 پای بستہ چوں رود خوش را ہوار
 عمو گھوڑا پاؤں بندھا ہوا کیسے اچھا چل سکتا ہے؟
 اس سخن اشکتہ می آید دلا
 اے دل! یہ بات ٹوٹی پھوٹی ہو رہی ہے
 در سے اگرچہ خرد و اشکتہ شود
 مولیٰ خولہ ریزہ ریزہ اور ٹوٹا ہوا ہو
 اے دراز اشکت خود بر سر مزین
 اے مولیٰ! اپنے ٹوٹنے پر سر نہ چین
 پچھنیں اشکتہ بستہ گفتی ست
 اسی طرح ٹوٹا ہوا جوڑ کر کہتا ہے

۱۔ کہہ اگر چشم بصیرت نہیں ہے تو
 پھر اس کا اندھا پن ہر وقت اس کو
 معصیت میں مبتلا کرتا رہتا ہے
 وحدت۔ پھر اس کی یہ حالت ہوتی
 ہے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اس معصیت
 کا سبب اندھونی ہے یا برونی۔ وز
 کے اندھے پر مشک چھلا کر تو بھی
 یہی سمجھے گا کہ وہ میرے بدن کی خوشبو
 ہے کسی کا کوئی احسان نہیں ہے
 ۲۔ ہیں۔ خدا کی کو آنکھیں عطا
 فرمادے تو وہ اس کی تربیت کرنے
 میں سینکڑوں ماں باپ سے بھی بہتر
 ہیں ہر مضر اور برائی سے اس کو بچا سکتی
 ہیں۔ خاصہ دل کی آنکھیں جسمانی
 آنکھوں سے بدرجہا افضل ہیں۔
 اسد یغنا۔ یہاں پہنچ کر مولانا پر ایک
 کیفیت طاری ہو گئی ہے اور باوجود
 اس درد کے بیان کے اس کو کافی سمجھتے
 ہیں فرماتے ہیں کہ افسوس اہل ہر کے
 بیان کے لئے بہت سے مبالغہ آمیز
 گئے ہیں۔ پائے بستہ۔ نیز وہ
 گھوڑے کے اگر پاؤں باندھ دیئے
 جائیں تو اس کی خوش رفتاری ختم ہو
 جاتی ہے اس سخن۔ اہل رو حکم بمنزل
 مولیٰ کے ہیں اور اللہ کی غیرت ان
 کے لئے بمنزل چکی کے ہے غیرت
 خداوندی ان کو چسپ ذاتی ہے
 ۳۔ در۔ مولیٰ ان لوٹ لگی جائے
 اور پس جائے تو بھی اس کا سر نہ
 آنکھوں کو روشن کر دیتا ہے اسی طرح
 اہل رو حکم اگر پوسے طور پر بیان نہ ہو
 سکیں تو بھی فائدہ سے خالی نہیں
 ہیں۔ اے در۔ موتیوں کا لوٹ جانا
 زیادہ قابل افسوس نہیں ہے کیونکہ
 پھر حال وہ مفید رہتے ہیں۔
 چھینے دیکھے ٹوٹنے ہوئے اہل رو
 حکم کو جوڑ کر کہتا ہی ہے خدا ان کو صحیح
 حالت میں کر دے گا۔



گندم از بشکت وز ہم دشکت
گپوں اگر ٹونا اور ریزہ ریزہ ہو گیا
تو ہم اے عاشق چو جرمت گشت فاش
اے عاشق تو بھی جبکہ تیری خطا واضح ہو گئی
آنکہ فرزندان خاص آمدند
جو حضرت آدم کی خصوص لواد ہیں
حالت خود غرضہ کن حجت مجو
اپنی ضرورت پیش کہ دلیل نہ عاقل کر
سخت روئی گرو رشد عیب پوش
اگر ہنالی اس کی عیب پوش بنی ہے
آں ۳ ابو جہل از پیغمبر معجزے
اس ابو جہل نے پیغمبر سے معجزہ
از ستیزہ خواست ابو جہل لعین
ملعون ابو جہل نے مجھ سے چاہے
معجزہ جست از نبی ابو جہل سگ
ابو جہل کتے نے نبی سے معجزہ طلب کیا
لیک آں صدیق خود معجز خواست
لیکن صدیق نے کوئی معجزہ نہ مانگا
کے رسد ۳ ہچو توئی راکز منی
تجھ جیسے کہ کب حق پہنچتا ہے

برود کاں آمد کہ تک نان درست
دکان پر آیا کہ یہ اب تم روئی ہے
آب و روغن ترک گن اشکتہ باش
پتی چڑی بات چھوڑ شکستہ بن
فحہ انا ظلمنا می دمنند
وہ بیشک ہم نے ظلم کیا کام بھرتے ہیں
ہچو ابلیس لعین سخت رو
ذہین ملعون شیطان کی طرح
در ستیز و سخت روئی تو بکوش
تو بھگت اور ذہنائی میں کوشش کر
خواست ہچوں کینہ در ترک غزے
کینہ در ترک غز کی طرح مانگا
معجزات از مصطفی شاہ مہمیں
معجزہ شاہ اعظم مصطفی سے
دید و نغز و دش از اں لا بہ شک
اس نے دیکھا اس نے اس میں جو شک کے کھانڈا کیا
گفت ایں رو خود نہ گوید جز کہ راست
اس نے کہا یہ جہ و بروج کے کچھ نہیں رہتا ہے
امتحان ہچو من یارے کنی
کہ مجھ جیسے دوست کا امتحان کرنے

۱ گندم۔ یہ گپوں پس جانے
کے بعد بھی مثنوی ہے آنا بن کر روئی
پکانے کے کام میں آجاتا ہے۔ تو ہم۔
عاشق کا فرض ہے کہ وہ اپنی خطا پر
نعمت کا اظہار کرے اور پتی چڑی
باتیں نہ بنائے۔ آنکہ صحیح لولاد کا
فرض ہے کہ وہ اپنی بہترین سیرت
اختیار کرے۔ حضرت آدم نے اپنی
خطا پر ظالمنا کہا شروع کر دیا تھا
یہی نبی آدم کے لئے بھی مناسب
ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے اپنی غلطی
پر اسرار شروع کر دیا تھا۔ سخت روئی۔
یعنی شیطان کا یہ کہنا حلقہ من نذر
و خلقہ من طین۔ تو نے مجھے آگ
سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے اگر
تیرے نزدیک اس شیطان کا عیب
چھپانے والا بنا ہے تو بھی ایسا کر بھر
دیکھایا تا تیرا انجام مٹی وہی ہوگا جو اس

۲ آں ابو جہل۔ ابو جہل نے
آنحضرت سے معجزہ طلب کیا تھا اس پر
آنحضرت طلب کیا تھا اس پر آنحضرت
سے شق اتمر کا معجزہ رو دنا ہوا تھا۔ غز۔
ترکوں کو ایک خون ریز قوم ہے۔ دید۔
ابو جہل کو معجزہ دیکھنا بھی مفید نہ ہوا۔
لیک۔ حضرت ابو بکر صدیق نے کبھی
معجزہ طلب نہ کیا اور کہا کہ یہ منہ بھی
جھوٹ نہیں بولتا ہے اور تصدیق کر
دی۔

۳ کے رسد۔ غرضیکہ امتحان لینا
عاشقوں کا کام نہیں ہے یہ تو مخالفت
کی دلیل ہے۔ لفظ۔ اس یہودی کی
بات کا منشا بھی یہی تھا کہ حضرت علی
اللہ تعالیٰ کو آزمائش میں آتے ہیں تو انہوں نے ہی
جواب دیا کہ ہمیں اللہ کو آزمائش کا کوئی
حق نہیں ہے۔

کفتن جہودے امیر المؤمنین علیؑ را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ
ایک یہودی کا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ اگر آپ کو اللہ کی حفاظت پر بھروسہ
داری از سر اس کو شک خود را بیند از جواب آں حضرت علی رضی اللہ عنہ اورا
ہے تو اس کو اپنے قلعہ پر سے اپنے آپ کو گرا دیتے اور اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا



کوز تعظیم خدا آگہ نمود
 جو خدا کی تعظیم سے واقف نہ تھا
 حفظ حق را واقفی اے ہوشمند
 اے ہوشمند! آپ اللہ کی تمہائی سے واقف ہیں
 ہستی ما را ز طفلی و منی
 بچپن اور نطفہ کی حالت سے ہمارے وجود کا
 اعتمادے گن بحفظ حق تمام
 اللہ تعالیٰ کی تمہائی پر عمل بھروسہ کیجئے
 و اعتقاد خوب با برہان تو
 اور دلیل کے ساتھ آپ کے اچھے اعتقاد کا
 مانگرو و جانت زیں جرأت گرو
 تاکہ تیری جان اس جرأت سے بچس نہ جائے
 آزمایش پیش آرد ز ابتلا
 امتحان کے ذریعہ آزمائش کرے
 امتحان حق کند اے گنج گول
 اے امتحان بے خوف! اللہ کا امتحان کرے
 پیش آرد ہر دمے بابتدگان
 ہر وقت بندوں کو
 کہ چہ داریم از عقیدہ در سرار
 کہ ہم غلطی کیا عقیدہ رکھتے رہیں
 امتحان کردم دریں جرم و خطا
 اس غلطی اور خطا میں میں نے امتحان لیا ہے
 وہ کرا باشد مجال اس کرا
 ہاں یہ مجال کس کو ہے
 ہست عذرت از گناہ تو برتر
 تیرا عذر گناہ سے بھی برتر ہے

مرتضیٰ را گفت روزے یک عنود
 ایک سرکش نے ایک روز مرتضیٰ سے کہا
 بر سر بائے و قصرے بس بلند
 بالاخانہ اور بہت بلند قلعہ پر
 گفت آری او حقیقت مست و غنی
 فرمایا ہاں وہ تمہیں ہاں ہے اور بے نیاز ہے
 گفت خود را ہیں در فلکن تو ز بام
 اس نے کہا ہاں اپنے آپ کو بالاخانہ سے گرا دیجئے
 تا یقین گردد مرا ایقان تو
 تاکہ مجھے آپ کے یقین کا یقین ہو جائے
 پس ۲ امیرش گفت خاش گن برو
 تو امیر سے اس سے کہا خاشوش ہو جا چلا ہا
 کے رسد مر بندہ را گو با خدا
 بندے کو کیا حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
 بندہ را کے زہرہ باشد کز فضول
 بندہ کیا مجال ہے کہ وہ بیہوشی سے
 آل ۳ خدا را می رسد کو امتحان
 یہ خدا کا حق ہے کہ وہ آزمائے
 تا بما ما نماید آشکار
 تاکہ ہمیں اپنے آپ کو نمایاں کر کے دکھا دے
 بیچ آدم گفت حق را کہ ترا
 حضرت آدم نے کبھی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ ترا
 تا بہ بنم عنایت حلیمت شہنا
 اے شہنا تاکہ میں تیری بے پناہی کی ابتدا دیکھ لوں
 عقل تو از بس کہ آمد خیرہ سر
 چونکہ تیری عقل گستاخ ہے

۱ عنود۔ سرکش۔ برسر بائے
 یعنی حضرت علیؑ سے کہا کہ اگر تمہیں
 یہ یقین ہے کہ اللہ تمہاری حفاظت کرتا
 ہے تو کسی بلند قلعہ یا مکان سے اپنے
 آپ کو گرا کر دیکھو۔ حضرت
 علیؑ نے فرمایا ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ
 میرا محافظ ہے۔ منی۔ یعنی نطفہ۔
 خود را۔ یہودی نے کہا کہ اپنے آپ کو
 بلند جگہ سے گرو تاکہ مجھے بھی اس کا
 یقین آجائے کہ تمہیں اپنے اعتقاد پر
 بھروسہ ہے۔

۲ پس۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ
 اللہ تعالیٰ کو آزماؤ اللہ تعالیٰ کی جناب
 میں گستاخی ہے جو تباہی کا سبب بن
 جاتی ہے۔ ابتلا۔ آزمائش۔ گنج گول۔
 گول جنس۔

۳ آل خدا۔ آزمانے کا حق خدا
 کو ہے تاکہ وہ بندوں کو یہ دکھا دے کہ
 تمہارا عقیدہ حقیقہً حائل کیا ہے حضرت
 آدم نے جب غلطی کی تو یہ نہیں فرمایا
 کہ میں نے تو ابے خدا تیرے علم کو
 آزمانے کے لئے غلطی کی ہے۔ تا بہ
 بنم۔ حضرت آدم نے غلطی کی کہ وہ
 نہیں کہا کہ میں نے تو غلطی اس لئے
 کی ہے کہ تیری بے پناہی کو آزماؤں۔
 خیرہ سر۔ بیہوش۔

آنکھ اُو فراشت سَقفِ آسمان
وہ ذات جس نے آسمان کی چھت بلند کی ہے
اے ندانستہ تو شر و خیر را
اے وہ کہ تو شر اور خیر کو نہیں جانتا ہے
امتحان خود چو کر دی اے فلاں
اے فلاں! جب تو نے اپنا امتحان کر لیا
چوں بداستی کہ شکر دانہ
جب تو جان لے گا کہ تو شکر کا دانہ ہے
پس بدال بے امتحانے کہ آگہ
پس جان لے کر امتحان لے بغیر خدا
ایں بدال بے امتحان از علم شاہ
یہ جان لے کر بغیر امتحان کے جبکہ تو اللہ کے علم میں
ہج عاقل افگند در شمیں
کیا کوئی عقلمند جیسی موتی پھینکتا ہے
زانکہ گندم را حکمے آگہے
کیونکہ کوئی باخبر دانا گیہوں کو
شیخ را کہ پیشوا در ہبرست
" شیخ جو پیشوا اور رہبر ہے
امتحان گرنی در راہ دیں
اگر تو دین کے راستہ میں اس کا امتحان کرے گا
جرات جہلت شود غریان و فاش
تیری بیباکی اور جہالت غلی اور خلد ہو جائے گی
گر بیاید ذرہ سجدہ کوہ را
اگر ذرہ پہاڑ کو تھلے
کز قیاسے خود ترازومی سجد
کیونکہ وہ اپنے اندازے سے ترازو بناتا ہے

تو چہ دانی کردن اُورا امتحان
تو اس کا امتحان لینا کیا جائے؟
امتحان خود را کن آنکہ غیر را
پہلے اپنا امتحان کر پھر دوسرے کا کرنا
فارغ آئی ز امتحان دیگران
تو دوسرے کے امتحان سے بے نیاز ہو جائے گا
پس بدانی کابل شکر خانہ
تو تو جان لے گا کہ تو شکر خانہ جنت کا لال ہے
شکرے نفرستد نا جانگاہ
بے موقع تیرے لئے شکر نہیں بھیجے گا
چوں سَری نفرستد در پارگاہ
سرور ہے تجھے جو تیروں کی جگہ نہ بھیجے گا
در میان مُستراح پُر چمیں
نجات سے بھرے ہوئے بیت الخلاء میں
ہج نفرستد بانبار کہے
جیسی بھوسے کے انبار میں نہیں ڈالتا ہے
گر مریدے امتحان کرد او خرسست
اگر مرید اس کو آزمائے تو وہ مرید گدھا ہے
ہم تو گردی محتج اے بے یقین
اسے شکلی! تو خود امتحان میں پڑ جائے گا
او برہن کے شود زیں افتتاش
" اس تفتیش سے نکلا کب ہو گا؟
بَر دَر دَواں مگہ ترا زوش اے فتی
اے فوجوان اس پہاڑ سے اس کی ترازو ٹوٹ جائے گی
مرد حق را در ترازومی گند
اللہ تعالیٰ کے دلی کو ترازو میں رکھتا ہے

۱۔ آنکھ ایک عاجز بندہ اللہ کا کیا
امتحان لے سکتا ہے۔ اے ندانستہ۔
انسان کو خود اپنے بارے میں کچھ معلوم
نہیں پہلے خود اس کو اپنا امتحان لینا
چاہیے۔ امتحان خود جب انسان خود اپنا
امتحان لے گا تو اس کو دوسروں کے
امتحان لینے کی فرصت نہ ملے گی۔

۲۔ چوں بداستی۔ جب تو جان
لے گا کہ تو جنت کے قابل ہے تو سمجھ
جائے گا کہ تو جنتی ہے پس بدال۔
اللہ تعالیٰ امتحان کے بعد انعام کا حق
قرار دیتا ہے۔ ایں بدال۔ اللہ تعالیٰ
بغیر امتحان کے کسی باعزت کو ذلیل
نہیں کرتا ہے۔

۳۔ ہج عاقل۔ قیمتی موتی کو کوئی
عقلمند بھی پانچاں میں نہیں پھینکتا ہے تو
اللہ تعالیٰ نیکوں کو دوزخ میں کیسے بھیج
دے گا۔ مستراح۔ بیت الخلاء۔
زانکہ۔ گیہوں کو کوئی عقلمند بھوسے میں
نہیں ڈالتا ہے۔ شیخ جبکہ بڑوں کا
امتحان لینا بڑی بات ہے تو مرید کا شیخ
کا امتحان لینا گدھا پن ہے۔
امتحان۔ شیخ کا امتحان لے گا تو مرید
خود ذلیل ہو جائے گا۔ افتتاش۔
تفتیش کرتا۔ گر بیاید۔ مرید شیخ کے
ساتھ ایک ذرہ ہے کز قیاسے۔
مرید اپنے اندازے سے ترازو بناتا
ہے شیخ اس ترازو میں کیسے ہا سکتا ہے
احوال و ترازو ٹوٹ جائے گی۔

چوں گلنجد او بمیزان خرد
 جب کہ وہ عقل کی ترازو میں نہیں ماتا ہے
 امتحان! بچوں تصرف داں درو
 امتحان لینا اس میں تصرف کرنے کی طرح سمجھ
 چہ تصرف کرد خوالد نقشہا
 نقشہ کیا تصرف کر ٹھیک سے
 امتحانے گر بدانت و بدید
 اگر ان نقشہ نے امتحان لینا جانا اور سمجھا ہے
 چہ قدر باشد خود اس صورت کہ بست
 یہ صورت جو اس نے قائم کی ہے خود کیسی ہوگی
 موسمہ اس امتحان چوں آمدت
 جبکہ اس امتحان کا تجھے موسمہ آیا
 چوں چنیں دسواں دیدی زود زود
 جب تو ایسے موسمے محسوس کرے بہت جلد
 سجدہ گہ را تر گن از لشک زواں
 سجدوں کی جگہ کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دے
 آل زماں رکت امتحان مطلوب شد
 جس وقت امتحان کرنا تیرا مقصود بنا
 ہیں چو دسواں آمدت در امتحان
 خبر دلا جب زمانے کے سلسلہ میں تجھے دوسرا آئیں
 مانگہ دارو ترا آل ممتحن
 تاکہ وہ امتحان لینے والا تجھے محفوظ رکھے
 اے ضیاء الحق حُسام لدین بیا
 اے ضیاء الحق حُسام الدین آ جا
 پس ترازوئے خرد را بر درو
 تو عقل کی ترازو کو توڑ ڈالتا ہے
 رو تصرف بر چنناں شاہے مجو
 جا ایسے شاہ پر تصرف نہ کر
 بر پختاں نقاش بہر ابتلا
 ایسے نقاش پر آزمانے کے لئے
 نے کہ ہم نقاش آں بروے کشید
 کیا نقاش ہی ان کو اس پر نقش نہیں کیا ہے؟
 پیش صورتہا کہ در علم و یست
 ان صورتوں کے بالمقابل جو اس کے علم میں ہیں
 بخت بدواں کاملہ و گردن زردت
 تو سمجھ کہ بد نصیبی آئی اور اس نے تیری گردن ملدی ہے
 با خدا گردو درآ اندر سجود
 خدا سے رجوع کر اور سجدے میں گر
 کہ خدا یا وارہانم زیں گماں
 کہ اے خدا مجھے اس گمان سے نجات دیدے
 مسجد دین تو پر خروب شد
 تیرے دین کی مسجد خروب گھاس سے بھر گئی
 باز گردو رو بخت آں زماں
 پلٹ جا اور فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لے
 از گمان و امتحان انس و جن
 انس و جن کے گمان اور امتحان سے
 قصہ داؤد برگو و پنا
 حضرت داؤد اور تعمیر کا قصہ سنا

۱ امتحان۔ شیخ کا امتحان لینا گویا
 شیخ پر تصرف کرنے کا ہے شیخ نے ہی اس
 کو کشف و تصرف سکھایا ہے اور اس
 میں قوت تصرف اور کشف شیخ کے
 نقشہ ہیں نقشہ نقاش کا کیا امتحان
 لے سکتے ہیں۔ امتحانے۔ اگر کشف
 کے ذریعہ اس کے مقام کو آزمانا ہے تو
 یہ کشف بھی شیخ ہی کا دیکھا کر دے۔
 ۲ چہ قدر۔ یہ کشف شیخ کے
 کشف کے بالمقابل بیچ ہے۔
 موسمہ شیخ کو آزمانے کا موسمہ بھی
 دل میں آنا مرید کی تہائی کا سبب
 ہے۔ چوں چنیں۔ جب مرید کے
 دل میں پیدا ہوں تم کے دسواں پیدا
 ہوں تو مرید کو فوراً توہ کرینی چاہیے اور
 اللہ تعالیٰ سے اپنی اس گستاخی کی
 معافی مانگی چاہیے۔

۳ آل زماں۔ جب مرید میں
 ایسے سادہ آئیں تو وہ کچھ لے لے لے
 کے دین پر تہائی کے آثار نمودار ہو گئے
 ہیں۔ خروب۔ ایک گھاس و جس کا
 مکان پر اگنا مکان کی بربادی کی
 علامت ہے۔ اے ضیاء الحق۔ چونکہ
 پہلے اشعار میں مولانا نے فرمایا تھا کہ
 تیرے دین کی مسجد میں خروب گھاس
 اگ آئی ہے تو اب مولانا کا ذہن مسجد
 اقصیٰ کی طرف منتقل ہو گیا جس میں
 خروب گھاس اگ آئی تھی۔ پنا۔ یعنی
 حضرت داؤد کا مسجد اقصیٰ تعمیر کرنے کا
 قصہ۔



قصہ مسجد اقصیٰ و خروب رستن و عزم کردن داؤد علیہ السلام
 مسجد اقصیٰ اور خروب رستن کا بیان اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حضرت سلیمان
 پیش از سلیمان پر بنائے آل مسجد و مقوف شدن آل
 سے پہلے اس مسجد کو تعمیر کرنے کا قصد اور اس کا رک جانا

۱۔ چوں۔ حضرت سلیمان سے
 پہلے حضرت داؤد نے مسجد اقصیٰ کی
 تعمیر کا ارادہ کیا۔ وہی۔ اللہ تعالیٰ نے
 حضرت داؤد کو مسجد اقصیٰ کی تعمیر سے
 روک دیا اور فرمایا کہ ہماری تقدیر میں تم
 اس کو تعمیر نہ کر سکو گے۔

۲۔ گفت۔ حضرت داؤد نے اللہ
 تعالیٰ سے عرض کیا میری کیا خطا ہے
 کہ مجھے مسجد کی تعمیر سے روکا جا رہا
 ہے۔ بے جرم سے۔ حضرت داؤد
 جب خوش الحالی سے زبور پڑھتے تھے
 تو بہت سے سننے والے جاں بحق ہو
 جاتے تھے۔

۳۔ گفت مغلوب۔ حضرت داؤد
 نے فرمایا کہ میں زبور پڑھتے وقت
 جوش اور فتنہ خداوندی میں مغلوب
 ہوتا ہوں۔ اور دست قدرت سے
 میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے
 ہیں۔ جو شاہ کا مجنون ہوتا ہے وہ
 قاتلِ رحم اور قاتلِ فانی ہوتا ہے اس پر کوئی
 مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ گفت۔ اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا اے مغلوب تو بلکہ
 معدوم نہیں ہے صرف اے لوصاف
 کو اللہ کے لوصاف میں گم کر دینے
 کے اعتبار سے معدوم ہے۔ انصوا
 ۔ یہ سن لے آنکھیں۔ جو اس طرح
 کا معدوم ہو وہ تو اشرف الموجودات
 ہے۔

کہ بسازد مسجد اقصیٰ بسنگ
 کہ مسجد اقصیٰ کی پتھر سے تعمیر کریں
 کہ زومتت بر نیاید ای مکان
 کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ مکان تعمیر نہ ہو گا
 مسجد اقصیٰ بر آری اے گزریں
 مسجد اقصیٰ کو اے منتخب! بلند کرے

کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز
 کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ مسجد نہ بنا
 خون مظلوماں بگردن برود
 مظلوموں کے خون گردن پر لئے ہیں
 جاں بدادند و شدند آنرا شکار
 جان دیدی اور وہ اس کے شکار بن گئے
 بر صدائے خوب جاں پرداز تو
 تیری نین جان کو مشغول کرنے والی آواز کی وجہ سے
 دست من بر بستہ بود از دست تو
 میرا ہاتھ تیرے ہاتھ سے بندھا ہوا تھا
 نے کہ الْمَغْلُوبُ كَالْمَعْدُومِ بُوْدُ
 کیا ایسا نہیں ہے کہ مغلوب معدوم کی طرح ہوتا ہے؟

جز بہ نسبت نیست معدوم انصوا
 معدوم ہونا محض نسبتی ہوتا ہے، سنو
 بہترین ہستہا افتاد و زفت
 وہ تو فریب اور بہترین موجودات میں سے ہے

چوں ادرآمد عزم داؤدی بہ سنگ
 جب داؤدی ارادہ سخت ہو گیا
 وحی کردش حق کہ ترک این بخواں
 اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ یہ چھوڑ
 نیست در تقدیر ما آنکہ تو این
 ہماری تقدیر میں یہ نہیں ہے کہ تو اس

گفت ۲ جرم چیست اے دانلی راز
 انہوں نے کہا اے اللہ! میری کیا خطا ہے
 گفت بے جرمے تو خونہا کردہ
 فرمایا تو نے بغیر کسی کی ہی جرم کے بہت خون کئے ہیں
 کہ ز آواز تو خلقے بے شمار
 کیونکہ بے شمار لوگوں نے تیری آواز سے
 خوں بسے رفت ست بر آواز تو
 تیری آواز پر بہت خون ہوئے ہیں
 گفت ۳ مغلوب تو بوم مسبت تو
 انہوں نے عرض کیا میں تجھ سے مغلوب اور تیرا مست تھا
 نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم بود
 کیا ایسا نہیں کہ شہ کا مغلوب قابلِ رحم ہوتا ہے؟
 گفت اے مغلوب معدومیت کو
 اللہ نے فرمایا اے مغلوب! تیرا معدوم ہونا کہاں ہے؟
 آنچنین معدوم کو از خویش رفت
 ایسا معدوم جو اپنے آپ سے جدا ہو گیا ہو

در حقیقت در فنا اورا بقاست
 حقیقتا فنا میں اس کی بقا ہے
 جملہ اشباح ہم در تیر اوست
 تمام اجسام بھی اس کی قدرت میں ہیں
 نیست مضطر بلکہ مختار ولاست
 وہ مجبور نہیں ہے بلکہ دوستی کی وجہ سے با اختیار ہے
 کا اختیارش گردد اینجا صفتقد
 کہ اس کا اختیار اس جگہ کم ہو جائے
 کے بکشتے آخر او محو از منی
 تو وہ خودی ہی محو نہیں ہوتا؟
 لذت او فرغ محو لذت است
 اس کی لذت محو کی لذت کی شاخ ہے
 لذتے بود او و لذت گیر شد
 وہ بھی ایک لذت تھی جس لذت کو اس نے حاصل کر لیا
 در بحار رحمتش معدوم گشت
 وہ اس کی رحمت کے سمندوں میں معدوم ہو گیا
 بیچ بروے چربد اندر گاہ بود
 کوئی سخاوت کے وقت اس پر غالب آسکتے
 بے گمان و بے نفاق و بے ریا
 بغیر گمان اور بغیر نفاق اور بغیر ریاکاری کے
 بے زمان و بے چنین و بے چناں
 بغیر زمان اور بغیر ایسے اور دیسے کے
 دم مزن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
 دم نہ مار اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

اوپر نسبت ماصفات حق فناست
 اس کو خدا کی صفات کی نسبت سے فنا حاصل ہے
 جملہ ارواح در تدبیر اوست
 تمام روہیں اس کے انتظام میں ہیں
 آنکہ او مغلوب اندر لطف ماست
 جو ہماری مہربانی میں مغلوب ہے
 مفتہای ۲ اختیار آنت خود
 خوا اختیار کا اخیر یہ ہے
 اختیارش گر نبودے چاشنی
 اگر اس کا اختیار لذت نہ ہوتا
 در جہاں گر لقمہ و گر شربت است
 دنیا میں خولو کوئی لقمہ یا کوئی گھونٹ ہے
 گرچہ از لذات بے تاثیر شد
 اگرچہ وہ لذتوں سے بیگانہ ہو گیا ہے
 ہر ۳ کہ او مغلوب شد مرحوم گشت
 جو مغلوب ہوا وہ مرحوم ہو گیا
 نے چناں معدوم کز اہل وجود
 ایسا معدوم نہیں کہ موجود میں سے
 بلکہ والی گشت موجودات را
 بلکہ وہ موجودات کا والی بن گیا ہے
 بے مثال و بے مکان و بے نشان
 بے مثال کے اور بے مکان اور بے نشان کے
 بے شکل و بے سوال و بے جواب
 بغیر شکل اور بغیر سوال اور بغیر جواب کے

۱۔ او۔ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی صفات میں فنا کر دیا ہے تو اس کی فنا تو دراصل بقا ہے۔ جملہ اب اس فانی فی اللہ اور باقی باللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ تمام روہیں اس کے زیر تصرف ہیں اور تمام اجسام اس کے زیر تکلیف ہیں۔ اشباح۔ یعنی اجسام۔ آنکہ جو ہم میں فنا ہو گیا وہ مضطر نہیں ہے بلکہ وہ محبوب ہونے کی وجہ سے با اختیار رہے والا ہوتی۔

۲۔ مفتہای۔ بندہ کا اہلی وجہ کا اختیار تو یہی ہے کہ وہ ہماری مرضیات میں کم ہو جائے۔ اختیارش۔ اس کو اگر اس اختیار میں لطف نہ آتا تو اپنے آپ کو کیوں فنا کرتا۔ منی۔ خودی۔ وہ جہاں۔ دنیا کی تمام تر لذتیں خولو کھانے کی ہوں یا چینی کی وہ اس پر ہی مبنی ہیں کہ اس چیز کی لذت کو منادیا جائے۔ گرچہ۔ فانی فی اللہ اگرچہ دنیاوی لذتوں کو منادیتا ہے لیکن یہ ترک لذت اس کے لئے لذت بن جاتی ہے۔

۳۔ ہر کوا۔ جو صفات باری سے مغلوب ہو گیا اور وہ اللہ کی رحمتوں کے سمندر میں غرق ہو کر رحمتوں کا مستحق ہو گیا ہے۔ نے چناں معدوم لیکن وہ ایسا معدوم نہیں ہے کہ کوئی بھی موجود اس پر غالب آسکے۔ بلکہ ایسا فانی فی اللہ موجودات پر تکلیف بن جاتا ہے۔ بے مثال۔ اب نہ اس کی کوئی مثال ہے نہ اس کا مکان ہے اور نہ نشان وہ لازمی ہے اور کم و کیف سے بھی جدا سے اس معاملہ میں نہ کوئی اشکال اور نہ سوال و جواب کا موقع ہے بس خاموشی اختیار کر لے۔



شرح نَمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ وَالْعُلَمَاءُ كَفَسٌ وَاجْتِبَاءُ خَاصَّةٌ

اسی کی شرح کہ مومنین ' بھائی بھائی ہیں اور علماء ایک جان کی طرح ہیں اتحادِ داؤد و سلیمان و سایر انبیاء علیہم السلام کہ اگر یکے خصوصاً حضرت داؤد اور سلیمان اور بقیہ انبیاء کا اتحاد ان پر سلام ہو کہ اگر تو ان میں سے ایک کا منکر ہو ازیشاں را منکر شوی ایمان تو بیچ نہی درست نباشد و تو تیرا کسی نبی پر ایمان درست نہ ہو گا اور یہ اتحاد کی علامت گئی اسی علامت اتحاد است کہ اگر یکے خانہ ازاں ہزار خانہ ویراں گئی ہے کہ اگر ہزار گھروں میں سے تو ایک کو ویراں کرے گا تو سب ویراں ہمہ ویراں شود و یک دیوار قائم تماند کہ لا تفرق بین احدی ہو جائیں گے اور ایک دیوار بھی قائم نہ رہے گی کیونکہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں مِّن رُّسُلِهِ وَالْعَقْلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ و اِسْ خُودِ اِزْ اِشَارَاتِ گزشت تفریق نہیں کرتے ہیں عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور یہ تو اشارہ سے بڑھ گیا ہے

۱۔ انما قرآن پاک میں سے قضا
للمؤمنون اخوة یعنی مومنین آپس
میں بھائی بھائی ہیں اور مشہور مقولہ
ہے العلماء کفَسٌ و اجنبیہ یعنی
علماء ایک جان ہیں یہ اخوة اور اتحاد
ایمان کی وحدت کی بنیاد پر ہے قرآن
پاک میں فرمایا گیا ہے لا تفرق بین
احد من رسلہ ہمہ اس کے رسولوں
میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے
ہیں اس بنا پر یہ حکم ہے کہ ایک نبی کا
کفر تمام انبیاء کا کفر ہے۔

۲۔ مثنوی خیر۔ یعنی اس خبر سے کہ تم
مسجد اسی کی تعمیر نہ کر سکو گے۔ اور۔
حضرت سلیمان مومنان۔ یعنی
مومنین اگرچہ کئی میں متحد ہیں لیکن
ان میں وحدت ایمانی ہے۔ جاں
یکے روح انسانی جو ایک لطیفہ ربانی
ہے اور روح حیوانی کے علاوہ ہے۔
۳۔ غیر ہم۔ حیوانات میں صرف
روح حیوانی ہے جو اطبا کے نزدیک
ایک جسم لطیف بخلدی ہے جو غذا ہوا
سے پیدا ہوتی ہے چونکہ یہ بخلد ہے
اس لئے مولانا نے اس کو روح ہاد کہا
ہے۔

پس خطاب آمد بدادؤد از خدا
تو خدا کی جانب سے حضرت داؤد کو خطاب ہوا
دل مدار اندر تفکر زیں ۳ خبر
اس بات سے دل کو فکر میں مبتلا نہ رہے
گرچہ برناید مجہد وز ور تو
اگرچہ وہ مسجد تیری کوشش اور طاقت سے نہ بنے گی
رگچہ برناید مجہدت ایں مقام
اگرچہ تیری کوشش سے یہ جگہ نہ بنے گی
کردہ او کردہ تست اے حکیم
اے داؤد! اس کا کیا ہوا تیرا کیا ہوا ہے
مومنان معدود لیک ایماں یکے
مومنین متحد ہیں لیکن ایمان ایک ہے
غیر ۳ فہم و جاں کہ درگاؤ و خرسٹ
عقل اور جاں جو عقل اور گدھے میں ہے اس کے علاوہ

کالے گزیریں پیغمبر نیلو لقا
کہ اس فخرِ طیبہ ایک صورت
رہ مدہ درخود ملال و غم مخور
رخ کو اپنے اندر راست نہ دے اور غم نہ کر
لیک مسجد را بر آرد پور تو
لیکن تیرا لڑکا اس کو بنائے گا
لیک پور تو گنداں را تمام
لیکن تیرا لڑکا اس کو کھل کرے گا
مومنان را اتصاے داں قدیم
مومنین کا باہمی قدیم اتحاد سمجھ
جسم شاں معدود لیکن جاں یکے
ان کے جسم چند ہیں لیکن جاں ایک ہے
آدی را عقل و جاں دیگرست
انسان کی عقل اور جاں دوسری ہے

ہست جانے در ولی و در نبی
ولی اور نبی میں اور جان ہے
تو مجوایں اتحاد از روح باد
تو یہ اتحاد ہوائی روح میں نہ تلاش کر
وَر گشد بار این نگرود آں گراں
اگر یہ بوجھ اٹھائے تو وہ بوجھ نہیں ہوتی
از حسد میر و چو بیند برگ او
اگر اس کا سزا دہلاں رکھتی ہے تو حسد سے مرنے ہے
مُتحد جانہائے شیران خداست
خدا کے شیروں کی جان حمد ہے
کال یکے جاں صد بود نسبت بحکم
کیونکہ جسم کی نسبت سے وہ ایک سو بن جاتی ہے
صد بود نسبت بضمخ خانہا
گھروں کے سخن کے اعتبار سے سو بن جاتا ہے
چونکہ بر گیری تو دیوار از میاں
جبکہ تو درمیان سے دیوار اٹھا دے
مومنان باشند نفس واحدہ
مومن ایک جان بن جائے گے
زانکہ نبود مثل سہ باشد اس مثال
کیونکہ یہ مثل نہیں ہے مثل ہے
تا بہ شخص آدمی زاد دلیر
بہاد آدمی کے وجود کے اعتبار سے
اتحاد از رہی جلبازی نگر
بہاد کی اعتبار سے اتحاد سمجھ

باز غیر عقل و جان آدمی
پھر انسان کی عقل اور جان کے علاوہ
جان حیوانی ندارد اتحاد
حیوانی جان اتحاد نہیں رکھتی ہے
گر خورد اس نال نگرود شیر آں
اگر یہ روٹی کھانے میں دوسری کا پیت نہیں بھرتا
بلکہ اس شادی کند از مرگ او
بلکہ یہ اس کے مرنے سے خوشی منائی ہے
جان گرگان و سگاں ہر یک جداست
بھینر لالہ اور کتوں کی جان ہر ایک جداگانہ ہے
جمع سہ کفتم جانہا شاں من با سم
میں نے ان کی جانوں کے لئے اسم جمع کا لفظ بولا
ہمچوں آں یک نور خورشید سما
جیسا کہ آسمان کے سورج کا ایک نور
لیک یک باشد ہمہ انوار شاں
لیکن ان سب کا نور ایک بن جاتا ہے
چوں نماند جانہا را قاعدہ
جبکہ جانوں کی بنیاد نہ رہے گی
فرق و اشکالات آید زیں مقال
اس گفتگو سے اختلاف اور اشکال پیدا ہوتے ہیں
فرقہا بیحد بود از شخص شیر
شیر کے وجود میں بہت فرق ہیں
لیک در وقت مثال اے خوش نظر
لیکن اے خوش نظر! مثال کے وقت

اور نبی انبیاء اور اولیاء کی روح انسانی
ایک قوی تر لطیفہ آ پائی ہے۔ جان
حیوانی۔ روح حیوانی ہر حیوان میں
جداگانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک روح
حیوانی اگر غذا حاصل کرتی ہے تو
دوسری روح کو وہ غذا نہیں پہنچتی ہے
ان میں سے اگر ایک گراں پار ہوتی
ہے تو دوسری کو اس سے گرتی نہیں
ہوتی ہے۔ بلکہ ایک روح حیوانی کی
خوشی دوسری کے رنج کا سبب ہے۔
شیران خدا یعنی اولیاء اور انبیاء۔

۲ جمع کفتم۔ ہم نے انبیاء اور
اولیاء کی روح کے لئے جمع کا صیغہ بولا
سے حالانکہ وہ ایک سے اس کا تعدد
عص جسوں کے تعدد نہ نسبت سے
ہے۔ بچو۔ سورج کی وجہ سے جبکہ
مختلف سمتوں اور مکانات پر پڑتی ہے تو
اس میں تعدد ہے ورنہ وہ ایک چیز
ہے۔ قاعدہ۔ بنیاد یعنی جسم۔ زیں
مقال۔ یعنی روح انسانی کو سورج کے
نور سے تشبیہ دینے سے بہت سے
اشکالات پیدا ہو جائے گے۔

۳ مثل۔ مثل اور شاں میں یہ
فرق ہے کہ مثل شی وہ کہلان ہے جو
اس شے سے ہر بات میں متحد ہو اور
مثل کا ہر صفت میں یکساں ہونا
ضروری نہیں ہے اگر ایک ضروری نہیں
ہے اگر ایک وصف میں بھی اتحاد ہے
تو اس کو اس شے کی مثال کہہ سکتے
ہیں۔ فرقہا۔ بہاد شخص کی شیر مثال
ہے حالانکہ دونوں میں بہت سی باتوں
میں فرق ہے۔ صرف بہاد کی میں
یکسانیت ہے۔



کال دلیر آخر مثال شیر بود
 کہ وہ بہاد شیر کی مثال ہے
 متحد نقشے ندارد این سرا
 یہ دنیا کوئی چیز روح کے ساتھ متحد نہیں رکھتی ہے
 ہم مثال ناقصے دست آدم
 نیز ایک ناقص مثال بیان کرتا ہوں
 شب بہر خانہ چراغی نہند
 رات کو ہر گھر میں چراغ رکھتے ہیں
 آل چراغ این تن بود نورش چو جال
 وہ چراغ یہ جسم ہے اس کی روشنی جان کی طرح ہے
 وال فتیلہ پنج دار داز حواس
 وہ بتی پانچ حواس رکھتی ہے
 بے ۲ خور و بے خواب نرید نیم دم
 بغیر کھانے اور سونے آدھا بل بھی نہیں جی سکتا
 بے فتیل در و غش نبود بقا
 اس کی بغیر بتی اور تیل کے بقا نہیں ہے
 زانکہ نور علتی اش مرگ جوست
 کیونکہ اس کی بہار روشنی موت کی منتفضی ہے
 جملہ سہسہائے بشر ہم بے بقاست
 انسان کے تمام حواس فانی ہیں
 نور حس و جان ناپایان ما
 ہمارے فانی حس اور جان کا نور
 لیک مانند ستارہ و ماہتاب
 لیکن ستاروں اور چاند کی طرح

نیست مثل شیر در جملہ حدود
 تمام باتوں میں شیر کی مثل نہیں ہے
 تاکہ مثلے و انما مر ترا
 تاکہ تجھے مثل دکھا دوں
 تاز حیرانی خورد را و خرم
 تاکہ عقل کو پریشانی سے نجات دوں
 تا بنور آں ز ظلمت می رہند
 تاکہ اس کی روشنی کی بنیاد پر سے ظلمت حاصل کر لیں
 نیست محتاج فتیل و این و آل
 جو بتی اور اس اور اس کا محتاج نہیں ہے
 جملگی بر خواب و خورد ارد اساس
 ان سب کی کھانے اور سونے پر بنیاد ہے
 با خورد با خواب نرید نیز ہم
 کھانے اور سونے کے ساتھ بھی نہیں جیتا ہے
 بافتیل و روغن اوہم بیوفا
 بتی اور تیل کے ہوتے ہوئے بھی بے وفا ہے
 چوں زید کہ روز روشن مرگ اوست
 کیسے جنے کیونکہ روشن دن اس کی موت ہے
 زانکہ پیش نور روز حشر لاست
 کیونکہ حشر کے دن کے نور کے سامنے معدوم ہے
 نیست کھلی فانی ولا چوں گیا
 گھاس کی طرح بالکل فانی اور معدوم نہیں ہے
 جملہ مخواند از شعاع آفتاب
 سورج کی شعاع سے سب عموماً

۱۔ نیست مثل۔ بہاد شیر کی مثل
 نہیں ہے مثال ہے متحد۔ اس دنیا
 میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو روح کی
 مثل ہو تاکہ اس کے ذریعہ روح کو
 سمجھایا جاسکے ہم مثال۔ اگرچہ کوئی
 چیز روح کی مثل نہیں ہے جس کے
 ذریعہ اس کو سمجھایا جائے لیکن ایک
 ناقص مثال پیش کی جاتی ہے۔ آل
 چراغ۔ جسم کو منزلہ چراغ کے اور روح
 کو اس کی روشنی جیسا سمجھو روشنی جب
 ہو سکے گی۔ جبکہ چراغ میں بتی ہو تیل
 ہو اسی طرح جسم غذا وغیرہ کا محتاج
 ہے۔ فتیلہ۔ چراغ کی بتی۔ حواس۔
 یعنی حواس خمسہ اساس۔ بنیاد۔ یعنی
 حواس خمسہ۔ جب کام کرتے ہیں جبکہ
 حواس ضروری پورے ہونے پر بھی
 مقوف ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے
 کہ حواس گھمی پورے ہوتے رہیں
 تب بھی وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ زانکہ۔
 جس طرح چراغ باوجود بتی اور روغن
 کے سورج نکلنے پر اپنے وجود کو گویا
 معدوم کر دیتا ہے اسی طرح جب
 موت کا وقت آتا ہے تو یہ روح حیوانی
 اور حواس معدوم ہو جاتے ہیں ان کے
 لئے موت کا وقت ایسا ہی ہے جیسا
 کہ چراغ کے لئے دن کا نکلنا۔
 جملہ سہائے۔ جس طرح
 روح حیوانی کا بقا نہیں ہے اسی طرح
 روح انسانی کا بھی بقا نہیں ہے حشر
 میں کھلی رتب کے سامنے اس کا بھی بقا
 نہ رہے گا۔ لا۔ یعنی معدوم۔ چوں
 گیا۔ اس روح انسانی کی فنا گھاس
 پھوس کی فنا کی طرح کی نہیں ہے
 لیک۔ روح انسانی کی فنا ایسی ہے
 جیسی کہ ستارہ کی فنا سورج کی موجودگی
 میں ہوتی ہے



۱۔ آنچنانکہ روح انسانی کی فنا کی
دوسری مثال ہے کہ پسو کے کانے کا
دوسرا پ کے حملہ کے وقت محو ہو جاتا
ہے۔ ایک۔ تیری جانب۔ محو۔
تیسری مثال یہ ہے کہ روح انسانی کی
محبت لکھی ہے جیسا کہ نیک شہد کی
کھین کے ڈر سے پانی میں محو ہو جاتا
ہے۔ میکل۔ شہد کے محاب کی بڑی
کھیں اس قدر تعاقب کرتی ہیں کہ
پانی میں اگر غوطہ لگایا جائے تو وہ انتظار
کرتی ہیں کہ باہر نکلے پھر کاشیں۔

۲۔ آب مولانا رومی کی بات
کی طرف متکل ہو کر فرماتے ہیں کہ
سواں حل شہد کی کھین کا سا ہے
ان سے۔ جو ذکر اللہ کے پانی کے
ذریعہ ہو سکتا ہے بعد ازاں۔ جب
انسان ترقی کرتا ہے تو خود اس کی
طبیعت ذکر اللہ کی صفائی حاصل کرتی
ہے اور طبیعت سواں کو دور کرنے لگتی
ہے اور اس کو جس دم بعد از غرضی وغیرہ کی
ضرورت نہیں رہتی ہے کہ بسراپ
خود سواں کی طبیعت میں وہ خاص پیدا
ہو جاتے ہیں جو نکل میں تھے۔

۳۔ بس کسانے۔ جس طرح
روح انسانی بالکل فانی نہیں ہے اسی
طرح بہت سے بزرگ وہ ہیں جن کی
موت فنا محض نہیں ہے بلکہ ان کے
لئے موت کے معنی یہ ہیں کہ وہ
صفات باری میں مستغرق ہیں۔ وہ
صفات۔ اللہ کی صفات میں وہ اسی
طرح معدوم ہیں جس طرح ستارہ
سورج کے سامنے معدوم ہوتا ہے۔
گزر قرآن۔ قرآن پاک میں ہے ان
کَثَّ الْأَصْنَعَةُ وَالْحِنَةُ فَلَمَّا هُمْ
جَمِيعٌ لَّنِنَا مُحْضَرُونَ۔ بس ایک
زور کی آواز ہوگی تو ایک دم سے سب
لوگ ہمارے حضور میں لا حاضر کئے
جائے گے محضرون۔ حاضر کئے جائے
گے کا لفظ اس بات کو پاتا ہے کہ
روحیں موجود ہیں معدوم نہیں۔

آنچنانکہ اسوز و درد زخم کیک

جیسا کہ پسو کے زخم کی سوش لہ

آنچنانکہ عور اندر آب بست

جیسا کہ نیک پانی میں گھس جائے

میکلند ز نبور بر بالا طواف

شہد کی کھیں اور پکر کاتی ہیں

آب ذکر حق و زبور ایں زماں

اللہ کی یاد پائی ہے اور شہد کی کھیں اس وقت

دم بخور در آب ذکر و صبر کن

ذکر حق کے پانی میں سانس گھونٹ لے اور صبر کر

بعد ازاں تو طبع آں آب صفا

اس کے بعد اس صاف پانی کی طبیعت

آنچنان کہز آب آں زبور شمر

جس طرح وہ شہد کی کھیں پانی سے

بعد ازاں خواہی تو دور از آب باش

اس کے بعد اگر تو چاہے پانی سے جدا ہو جا

بس کسانے کز جہاں بگذشتہ اند

بہت سے وہ لوگ جو دنیا سے چلے گئے ہیں

در صفات حق صفات جملہ شاں

ان سب کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات میں

گزر قرآن نقل خواہی اے حروں

اے سرکش! اگر تو قرآن سے ثبوت چاہتا ہے

مُحْضَرُونَ معدوم نبود نیک میں

اچھی طرح سمجھ لے حاضر کئے ہوئے معدوم نہیں ہوتے

محو گردد چوں در آید مارا لیک

محو ہو جاتا ہے جب سانپ تیری جان آ جائے

تا در آب از زخم ز نبورال برست

تاکہ پانی میں شہد کی کھین کے کانے سے نجات ملے

چوں بر آرد سر ندرندش معاف

وہ جب سر اجاتا ہے اس کو معاف نہیں کرتی ہیں

ہست یاد ایں فلان و آں فلاں

اس فلاں لہ اس فلاں کی یاد ہے

تا رہی از فکر و سواں کھین

تاکہ تو فکر اور پرانے خیالات سے نجات پالے

خود بگیری جملگی سر تا پیا

سر سے پاؤں تک خود اختیار کر لے گا

میگر یزد از تو ہم گیر و حذر

بھاگتی ہے تجھ سے بھی ڈرے گی

کہ بسر ہم طبع آبی خوبہ تاش

کیونکہ باطن کے اعتبار سے تو پانی کی طبیعت کا خوبہ تاش ہے

لا نیندو در صفات آہستہ آمد

معدوم نہیں ہیں اور وہ اللہ کی صفات میں غرق ہیں

ہمچو اختر پیش آں خور بے نشان

اسی ہی بلبلان ہیں جیسا کہ ستارے سورج کے سامنے

خواں جمیع ہم لنینا محضرون

پڑھ لے وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں

تا بقائے روحہا دانی یقین

تاکہ تو روحوں کے پائی رہنے کو یقینی طور پر جان لے



روح محبوب از بقایش در عذاب
 اس کی بقا سے رکی ہوئی روح عذاب میں ہے
 زیں چراغ حسن حیواں المرواد
 خلاصہ یہ ہے کہ اس حیوانی حس کے چراغ سے
 روح خود را متصل کن اے فلاں
 اے فلاں! اپنی روح کو وابستہ کر دے
 صد چراغیت از مرندار بیستند
 تیرے سو چراغ خولہ وہ مریں یا قائم رہیں
 زان ۳ ہمہ جنگند این اصحاب ما
 اسی لئے ہمارے یہ سب ساتھی لڑتے ہیں
 زانکہ نور انبیاء خورشید بود
 کیونکہ انبیاء کا نور سورج سے تھا
 یک بمیردیک بماند تا بروز
 ایک بجھ جاتا ہے ایک دن تک رہتا ہے
 جان ۳ حیوانی بود حتی از عدے
 حیوانی روح غذا سے زندہ رہتی ہے
 گر بمیرد این چراغ وطی شود
 اگر یہ چراغ بجھ جائے اور لپٹ جائے
 نور آں خانہ چوبے ۶ نہم پیاست
 جب اس گھر کی روشنی اس کے بگھر بھی قائم ہے
 این مثال جان حیوانی بود
 یہ روح حیوانی کی مثال ہے
 بازار ہندوی شب چوں ماہ زاد
 پھر رات کی تاریکی سے جب چاند نکلا

روح واصل در بقا پاک از حجاب
 جو روح بقابلہ میں حاصل بحق ہووے پورے سے پاک ہے
 گفتمت ہاں تا نجوئی اتحاد
 میں نے تجھے بتا دیا خبر وہ اتحاد کا طالب نہ بننا
 زود با ارواح قدس سالکان
 بہت جلد سالکوں کی پاک روحوں کے ساتھ
 بس جدا یندو یگانہ نیستند
 آپس میں بہت جدا ہیں اور ایک نہیں ہیں
 جنگ کس نشنید اندر انبیا
 کسی نے انبیاء میں لڑائی کی بات نہیں سنی ہے
 نور حسن ما چراغ و شمع و دود
 ہمارے حواس کا نور چراغ اور شمع اور دھواں ہے
 یک بود پرشمرده دیگر با فروز
 ایک ٹٹھٹاتا ہے دوسرا روشن ہے
 ہم بمیرد او بہر نیک و بدے
 وہ اچھائی اور برائی کے ساتھ مر بھی جاتی ہے
 خانہ ہمسایہ مظلم کے شود
 پردی کا گھر ہاریک کب ہو گا
 پس چراغ حسن ہر خانہ جداست
 تو حس کا چراغ ہر گھر کا جدا ہے
 نے مثال جان ربانی بود
 نہ کہ ربانی روح کی مثال
 در سمر ہر روز نے نورے فتاد
 ہر سواری پر روشنی پڑی

۱ روح محبوب۔ روح حیوانی کو
 بقابلہ حاصل نہیں ہے لہذا وہ عذاب
 میں ہوگی جو روح انسانی بقابلہ حاصل
 کرے گی اس کو عدت باری حاصل
 ہوگی۔ زیں چراغ حسن۔ روح حیوانی
 سے اتصال اور اتحاد عذاب کا سبب
 ہے۔ روح خود۔ اپنی روح کو سالکوں
 کی روح سے وابستہ کر لو تو دیدار رب
 حاصل ہوگا صد چراغیت۔ روح
 حیوانی سے قطع نظر کریں روحوں میں
 کوئی یکاگت نہیں ہوتی ہے۔

۲ زان۔ چونکہ عوام روح انسانی
 سے محروم ہیں ان میں صرف روح
 حیوانی سے جس میں یکاگت نہیں
 ہے اسی لئے باہمی مختلف اور جنگ
 و جدل میں رہتے ہیں انبیاء کی روح
 روح انسانی سے جس میں وحدت
 ہے۔ زانکہ انبیاء کی رو میں خورشید
 وحدت کا نور ہیں جو باہمی متحد ہیں۔
 نور حسن ما۔ روح حیوانی وہی چراغ
 والی روشنی ہے۔ یک بمیرد۔ چونکہ ان
 میں اتحاد نہیں ہے اس لئے کوئی انسان
 دوسرے انسان کے اصول سے متاثر
 نہیں ہوتا ہے۔

۳ جان حیوانی۔ روح حیوانی
 غذاؤں سے زندہ ہے اور پھر اس کے
 لئے فنا ہے۔ گر بمیرد۔ روح حیوانی کی
 مثال چراغ کی روشنی کی سی ہے اگر
 ایک چراغ بجھ جائے تو دوسرے گھر کا
 چراغ جلتا رہتا ہے۔ نور آں خانہ۔ جب
 ایک گھر کے چراغ کے بجھنے سے
 دوسرے گھر پر اندھیرا نہیں ہوتا ہے تو
 معلوم ہوا کہ دونوں جدا گانہ ہیں۔ اس
 یعنی چراغ کی مثال۔ ہاں۔ روح انسانی
 کی مثال چاند کی روشنی کی سی ہے جب
 چاند طلوع کرتا ہے گھروں میں نور پڑتا
 ہے تو سب گھروں میں نور پھیلتا ہے تو
 ان سب گھروں کے نور میں وحدت
 ہے۔



۱۔ تلوود۔ روح انسانی میں چونکہ وحدت ہے اس لئے شیخ کامل اپنی زندگی میں چاند کی طرح ہر مرید کو اپنی عطا کرتا رہتا ہے۔ باز۔ جب وہ شیخ اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے تو سریدوں میں استغناء کی وہ چمکی سی کیفیت نہیں رہتی ہے۔ اس مثال میں نے ذات مقدس اور اس کے نور کی مثال سورج اور اس کی روشنی سے دی ہے یہ مثال ہے جو تمام حیثیتوں سے مثال لہ کی طرح نہیں ہوتی ہے تیرے لئے یہ مثال ہدایت کا کام کرے گی اور دشمن یعنی فلسفی کے لئے جو اسرار معرفت میں قیاس کو دخل دیتا ہے ہرن سے کی اور اس کو مزید گمراہ کر دے گی۔ عنکبوت۔ فلسفی کی مثال کڑی کی سی ہے جو خود اپنے لو پار اپنے لعاب سے نور کو پکڑ کر لیتا ہے۔

۲۔ الغاب۔ کڑی اپنے لعاب سے اپنے آپ کو روشنی سے محروم کرتی ہے اسی طرح منکر اور معترض اپنے اعتراضات کے ذریعے اپنے لوہاک کھنڈ سے محروم کر دیتا ہے۔ گرن اسپ۔ گھوڑے پر قائمہ سے سولہ سو گاتو فائدہ اٹھائے گا اور اس کے باؤ پکڑنے کی کوشش کرے گا تو لات کھائے گا یہی مثال کلیم حق اور اسرار معرفت کی ہے کہ اس پر شیخ طریقہ سے غور کرے تو فائدہ اٹھاوے اور مقرر زمانہ تکھاؤ گے تو تباہی ہی ہوگی۔

۳۔ اسپ تو سن۔ سرکش گھوڑا یعنی نفس۔ آہنگ۔ رلہ حق رلہ سلوک کو آسان اور تعمیر نہ سمجھ اس راستہ میں بہت صبر و استقامت کی ضرورت ہے جو نفس پر بہت مشاق و کراں ہے۔ بنا۔ یعنی مسجد اقصیٰ کی تعمیر۔ منی۔ وہ مقام پاک ہے جہاں حاجی ہی جہاد کرتے ہیں۔

کہ نملقد نورِ ایں بے آں دگر
کیونکہ اس کا نور اس دھڑے کے بغیر نہیں رہتا ہے
ہست در ہر خانہ نورِ او قنق
ہر گھر میں اس کا نور مہمان ہے
نورِ جملہ جاہنا زایل شود
تمام جانوں کا نور زائل ہو جاتا ہے
مر ترا ہادی عدو را رہزلے
تیرے لئے ہادی ہے دشمن کے لئے رہزن ہے
پرد ہائے گندہ را بر بافد او
گندے پردے بنتا ہے

از لعاب ۲ خویش پردہ نور کرد
اپنے لعاب سے اس نے نور پر پردہ ڈال دیا
گردن اسپ را بگیرد بر خورد
اگر گھوڑے کی گردن پکڑ لے گا فائدہ اٹھائے گا
کم نشیں بر اسپ ۳ تو سن بے لگام
سرکش گھوڑے پر بے لگام نہ چڑھ
اندیس آہنگ منکر سست و پست
اس راستہ کو سست اور پست نہ سمجھ
باز گرد و قصہ مسجد بگو
واپس چل اور مسجد کا قصہ کہہ

بقیہ قصہ بنائے مسجد اقصیٰ از دست سلیمان علیہ السلام
حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے قصہ کا بقیہ

چوں سلیمان کرد آغاز بنا
چوں کعبہ ہمایوں چوں منی
جب حضرت سلیمان نے تعمیر ابتدا کی
جو کعبہ کی طرح پاک اور منی کی طرح بابرکت ہے



در پناہش دیدہ می شد کز فر
 اس کی تعمیر میں شان و شوکت نظر آتی تھی
 در بنا ہر سنگ کز گہ می شکست
 تعمیر میں جو پتھر پہاڑ سے ٹوٹا تھا
 ہچو از آب و گل آدم کدہ
 آدم کے مجسمہ کے پانی لہ مٹی کی طرح
 سنگ بے شمال آسندہ شدہ
 پتھر اٹھانے والوں کے بغیر آنے لگے
 حق ہی گوید کہ دیوار بہشت
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کی دیواریں
 چوں درو دیوار تن با آگہی ست
 جیسے کہ جسم کے درو دیوار حساس ہیں
 ہم درخت و میوہ ہم آب زلال
 درخت می لہ پھل بھی صاف پانی بھی
 زانکہ جنت رانہ ز آلت بستہ اند
 کیونکہ جنت کو لڑلوں سے تعمیر نہیں کیا ہے
 ایں پناز آب و گل مردہ بدست
 یہ عملت مردہ پانی لہ مٹی سے بنی ہے
 ایں باصل خویش ماند پر خلک
 یہ اپنی اصل کی طرح پر غل ہے
 ہم سریر و قصر و ہم تاج و شایب
 تخت لہ قلعہ بھی لہ تاج لہ کپڑے بھی
 فرش بے فرش پیچیدہ شدہ
 فرش بغیر فرش کے پٹنا ہوا ہو گا

نے فسردہ چوں بناہائے دگر
 دوسری عملوں کی طرح فطری ہوئی نہ تھی
 فاش سیر و ابی اہمی گفت از نخست
 وہ پہلے ہی سے ”مجھے لے چلو“ علی الاعلان کہتا تھا
 نور زان گہ پارہا تاباں شدہ
 پہاڑ کے ان ٹکڑوں سے نور چمکتا تھا
 وال درو دیوارہا زندہ شدہ
 وہ لہ دیواریں زندہ ہو گئیں
 نیست چوں دیوارہا بیجان وزشت
 لہ دیواریں کی طرح بے جان لہ مجھے ہی نہیں ہیں
 زندہ باشد خانہ چوں شاہنشہی ست
 چونکہ وہ شاہنشاہی گھر ہے زندہ رہے گا
 باہشتی در حدیث و در مقال
 بہشتی کے ساتھ بات چیت لہ گفتگو میں ہوں گے
 بلکہ از اعمال دینت بستہ اند
 بلکہ تیرے لئے دین کے اعمال سے بٹلا ہے
 آل بنا از طاعت زندہ شد ست
 وہ عملت زندہ عبادت سے بنی ہے
 وآں باصل خود کہ علم ست و عمل
 وہ اپنی اصل کے ساتھ مشابہ ہے جو علم لہ عمل ہے
 باہشتی در سوال و در جواب
 بہشتی کے ساتھ سوال و جواب میں ہوں گے
 خانہ بے کتاس رو بیدہ شدہ
 گھر بغیر جھاڑو دینے والے کے جھڑا ہوا ہو گا

۱۔ سینو و لہی۔ مجھے لے چلو یعنی وہ
 پہاڑ کا پتھر خود بول پڑتا تھا کہ مجھے
 لے جا کر تعمیر میں لگاؤ۔ ہچو۔ جسم
 طرح آدم کے مجسمہ کی مٹی اور پانی پر
 نور تھا اسی طرح اس مسجد اقصیٰ کے
 پتھر پانی لہ مٹی پر نور تھے

۲۔ سنگ۔ حضرت سلیمان کے
 معجزے سے وہ پتھر خود بخود تعمیر میں
 لگنے کے لئے آنے لگے لہ اس مسجد
 کے درو دیوار میں زندگی پیدا ہوئی۔
 بہشت۔ بہشتی درو دیوار میں بھی زندگی
 ہوگی قرآن پاک میں ہے ان اللذ
 الاخرة لہی الخیوان بے شک
 آخرت کا گھر زندہ ہے۔ چوں۔
 انسان کا جسم پانی مٹی سے بنا ہے لہ
 اس میں زندگی ہے تو جنت کے درو
 دیوار میں زندگی کیوں نہ ہوگی۔

۳۔ ہم درخت۔ جنت کی ہر چیز
 میں حیات لہ زندگی ہوگی لہ وہ
 جنتیوں سے گفتگو کرے گی۔
 زالت۔ جنت کی تعمیر انسانوں کے
 نیک عملوں سے ہوگی۔ ایں بٹلا۔
 دنیاوی مکانات مردہ مٹی پانی سے بنے
 ہیں لہذا وہ مردہ ہوتے ہیں۔ جنت
 زندہ عبادتوں سے تعمیر ہوگی تو اس میں
 زندگی ہوگی۔ ہم سر پہ۔ جنت کے
 تخت و قلعہ لباس و تاج سب زندہ
 ہوں گے فرش۔ چونکہ وہاں کے
 فرش میں بھی زندگی ہوگی لہذا وہ خود
 پوچھے گا لہ لپٹ جائے گا۔ خانہ
 چونکہ گھر میں بھی زندگی ہوگی لہذا وہ خود
 اپنے آپ کو صاف کرے گا۔



۱۔ تخت۔ جنت کا تخت خود بخود چلے گا۔ حلقہ جنتی کی خواہش کے مطابق جہاز سے کیڑیجیوں اور وہ وہ خود مطرب اور قوال کا کام کرنے لگیں گے۔ خانہ دل۔ جہاز دینے والے کے بغیر جنتی گھر کے صاف ہو جانے پر تعجب نہ کرو خود اپنے دل کو دکھو گناہوں سے آلودہ رہتا ہے اور توبہ سے خود بخود صاف ہو جاتا ہے۔ مذہب ہم صل کی زندگی کی پوری کیفیت سمجھانے کے زبان کا سر ہے۔

۲۔ چول سلیمان۔ مسجد اقصیٰ کے محل ہو جانے پر حضرت سلیمانؑ روانہ صبح کو مسجد میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو راجح کی ہدایت کرتے۔ پند و نصیحت حضرت سلیمانؑ لوگوں کو کبھی زبان سے نصیحت فرماتے اور کبھی عملی طور پر عبادت کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کرتے۔ پند فعلی۔ عمل نصیحت زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۳۔ واندراں۔ عملی نصیحت میں لہجہ کا حکم بھی نہیں رہتا ہے لہذا آندراں پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ ناصح فعل۔ وہ ناصح جس کا عمل دوسروں کی نصیحت کا سبب بنتے۔ قول۔ جو شخص زبانی نصیحت کرے مہتر۔ آنحضرت ﷺ کے منبر کے تین حصے تھے۔ بوکرہ خطبہ کے درمیان میں آنحضرت ﷺ سے لوہے کے حصے پر بیٹھتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے دوسرے حصے پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ بروہم حضرت عمرؓ نے اپنے درمیان میں منبر کے تیسرے آخری حصے پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔

تخت ۱۔ او سيار بے خمال شد
اس کا تخت بغیر کسی اٹھانے والے کے چلے والا ہو گیا
خانہ دل میں زغم ژولیدہ شد
دل کے گھر کو دکھ جو گناہوں کے غم سے الجھا ہوا ہے
ہست در دل زندگی دار الخلود
دل میں جنت کی زندگی ہے
چونکہ گشت آں مسجد اقصیٰ تمام
جب مسجد اقصیٰ ٹھکل ہو گئی

چول ۲۔ سلیمان در شدے ہر بامداد
جب حضرت سلیمانؑ ہر صبح کو آتے
پند داوے کہ بگفت دلجن و ساز
کبھی گفتو گو لہجہ اور بیجا سے نصیحت کرتے

پند فعلی خلق را جذاب تر
عملی نصیحت لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے
واندراں ۳۔ وہم امیری کم بود
اور اس میں حکمت کا وہم نہیں رہتا ہے

حلقہ ۱۔ در مطرب و قوال شد
حلقہ اور در مطرب اور قوال ہو گیا
بے کتاس از توبہ رویدہ شد
بغیر جہاز کے توبہ سے صاف ہو جاتا ہے
در زبانی چوں نمی آید چہ سود
جبکہ میری زبان سے آتا نہیں ہو سکتی تو کیا فائدہ؟
ز اہتمامات سلیمان والسلام
حضرت سلیمانؑ کے اہتمام سے اور سلام ہو
مسجد اندہ بہر ارشاد عباد
مسجد کے اندہ بندوں کی ہدایت کے لئے
کہ بفعل اعنی رکوع پر نیاز
کبھی فعل یعنی پر نیاز رکوع کے ذریعہ
کہ رسد در جان ہر باگوش و کر
کیونکہ وہ کان والے اور ہرے کے دل میں پہنچتی ہے
در حشم تاثیر آں محکم بود
ماخوذوں میں اس کی تاثیر مضبوط ہوتی ہے

قصہ آغاز خلافت عثمان و خطبہ وے در میان آنکہ ناصح
حضرت سلیمانؑ کی خلافت کی ابتداء کا قصہ اور ان کا خطبہ اس بات میں کے حال اپنے

فَعَالٌ بِفَعْلٍ بِأَزْ نَاصِحٍ قَوْلٌ بِقَوْلٍ

عمل سے نصیحت کرنے والا زبانی بات کے ذریعہ نصیحت کرنے والے سے بہتر ہے

قصہ عثمانؓ کہ بر منبر برفت
حضرت عثمانؓ کا قصہ کہ منبر پر پہنچے
منبر مہتر کہ سہ پایہ بدست
منبر مہتر کہ سہ پایہ بدست
رہارہ کا منبر جو تین درجوں کا تھا
برسوم پایہ عمر در دور خویش
حضرت عمرؓ اپنے لئے در میں تیسرے حصے پر
چوں خلافت یافت بشتابید تفت
جب خلافت پائی تیزی سے عمل کیا
رفت بو بکر و دوم پایہ نشست
ابوبکرؓ چلے اور دوسرے حصے پر بیٹھ گئے
از برائے حرمت اسلام و کیش
اسلام اور مذہب کی حرمت کے لئے بیٹھے

دُورِ اَعْمَالِ اَمَد و بِالائے تَحْت
حضرت عثمان کا زندہ آہلہ تخت کے پورے
پس سُوَاشِ کَرْدِ شَخْصِ بُو اَفْضُول
ان سے ایک ساہو لرح شخص نے دریافت کیا
پس تو چوں جستی ازیشاں برتری
تو آپ نے ان سے برتری کیوں چاہی؟
گفت اگر پایہ سُوم را بسپر م
انہوں نے فرمایا اگر میں تیرے حج پر تھیروں
وَر دُوم پایہ شوم من جائے بُو
اور اگر میں دوسرے حج پر جگہ تلاش کروں
ہست ۲ ایں بالا مقام مُصْطَفَا
یہ اونچا حج مصطفیٰ کی جگہ ہے
بَعْد اِز اَل بَر جَائے خُطْبے اَن و دُود
اس کے بعد وہ مہربان خطبہ پڑھنے کی جگہ
زہرہ نے کس را کہ گوید ہیں بخواں
کسی کی ہمت نہ تھی کہ کہے پڑھئے
ہمیت ۳ بنشستہ بُد بر خاص و عام
ہر خاص و عام پر بیت چینی ہوئی تھی
ہر کہ بینا ناظرِ نورش بدے
جو بینا تھا وہ اس کے نور کو دیکھنے والا تھا
پس ز گرمی فہم کردے چشم کور
گرمی کی وجہ سے اندھا بھی سمجھ رہا تھا
لیک ایں گرمی کشاید دیدہ را
لیکن یہ گرمی آنکھ کو کھول دیتی ہے
گر میش را فحجرتے و حالے
اس کی گرمی میں ایک ٹھنڈی نور ایک حالت ہے

بر شد و بنشست آل محمود بخت
پڑھے اور وہ خوش نصیب بیٹھ گئے
کاں دو نشستند بر جلی رسول
کہ وہ دونوں رسول کی جگہ پر نہ بیٹھے
چوں برتبت تو ازیشاں کمتری
جبکہ آپ رتبے میں ان سے کم ہیں
وہم آید کہ مثالِ عزم
شبہ ہے گا کہ میں عمر جیسا ہوں
گویم مثل ابو بکر ست او
لوگ مجھے کہیں گے کہ وہ ابو بکر جیسا ہے
وہم مثلی نیست با آل شہ مرا
میرے حقائق ان شہ جیسا ہونے کا وہم نہیں ہو سکتا
تلقب عصر لب خاموش بود
عصر کے قریب تک خاموش تھے
یا بروں آید مسجد آل زماں
یا اس وقت مسجد سے باہر نکل آئے
پرخشد از نور خدا آل صحن و بام
اللہ تعالیٰ کے نور سے صحن اور بلا خانہ پر تھا
اندھا بھی اس نور سے گرم ہو رہا تھا
کہ برآمد آفتابے بے فتور
کہ کھل سوج نکل آیا ہے
تابہ بیند عین ہر بشیدہ را
تا کہ آنکھ ہر سنی ہوئی بات کو دیکھ لے
زاں پیش دل را کشادے فصیح
اس گرمی سے دل میں ایک کشادگی اور وسعت ہے

۱۔ دورِ اعمال۔ حضرت عثمان نے
پھر آنحضرت ﷺ والے حج پر بیٹھنا
شروع کیا۔ یعنی حضرت ابو بکر اور
حضرت عمر کمتری۔ صحابہ کے
مراتب میں حضرت عثمان کا تیسرا
مرتبہ ہے۔ حضرت عثمان نے
فرمایا کیا اگر تیرے حج پر بیٹھوں گا تو
لوگ سمجھیں گے کہ میں عمر جیسا
ہوں۔ دوسرے حج پر بیٹھوں
گا تو لوگ حضرت ابو بکر جیسا سمجھیں
گے۔

۲۔ ہستاب میں نے آنحضرت
کے حج پر اس لئے بیٹھنا شروع کر دیا
کہ مجھ کو جیسا کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا
ہے۔ وہ یعنی حضرت عثمان۔
خاموش۔ حضرت عثمان منبر پر خاموش
بیٹھے رہے اور پھر یہ کہہ کر نیچے اتر
آئے تھے کہ تمہارا میر فعل ہو یہ اس
سے بہتر ہے کہ وہ قول ہو۔

۳۔ ہمیت۔ حضرت عثمان منبر پر
خاموش بیٹھے تھے اور کسی کی یہ مجال نہ
تھی کہ ان سے خطبہ دینے کو کہے یا
انھ کو چلا جائے اور اس وقت وہ مظہر
نور خداوندی بنے ہوئے تھے۔ ہر کہ
چاہا۔ وہ لوگ جن میں اس نور کے
مشاہدہ کی صلاحیت تھی وہ اس کا
مشاہدہ کر رہے تھے بقیہ لوگ بھی اس
کے اثرات محسوس کر رہے تھے۔
پس۔ اندھا۔ سورج کی گرمی سے
سورج کے طلوع کو سمجھتا ہے۔ لیک۔
لیکن اس نور کی گرمی انسان کو بینا بنا
دیتی ہے۔ گرمیش۔ اس نور کی گرمی
سے اگرچہ ایک بے چینی محسوس ہوتی
ہے لیکن دل میں اس سے کشادگی اور
وسعت پیدا ہوتی ہے۔

از فرج گوید کہ من بینا شدم
وہ خوشی سے کہتا ہے کہ میں بینا ہو گیا ہوں
پارہ راہ است تا بینا شدن
بینا ہونے تک تھوڑا سا راستہ ہے
صد جنیں واللہ اعلم بالصواب
اس سے ۲ گنا اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے
شرح او کے کار بوسینا بود
اس کی تشریح کہنا شیخ بوسینا کا کام کہہ چکا
کہ بجنابند بکف پردہ عیال
کہ ہاتھ سے مشابہ کے پردے کو ہٹا دے
تیغ الہی گند ستمش جدا
خدا کی تلوار اس کے ہاتھ کو جدا کر دے گی
آں سرے کز جہل شرہامی گند
اس سر کو چو جہالت سے شرارتیں کتا ہے
ورنہ خود ستمش کجا و آں کجا
ورنہ اس کا ہاتھ کہہ لور وہ پردہ کہہ
ایں بتقدیرست یعنی گر بندے
یہ فرضی بات ہے یعنی اگر ہوتا
صد ہزاراں سال گویم اندک ست
اگر میں لاکھوں سال کی مسافت کہوں تو کم ہے
حق چو خواہدی رسد دیک زمان
جب خدا چاہتا ہے فوراً پہنچ جاتا ہے
می رساند قدرش در ہر زمان
اس کی قدرت ہر وقت پہنچاتی ہے

کور اچوں شد گرم از نور قدم
جب قدم نور سے اندھا گرم ہو جاتا ہے
سخت خوشی مستی ولے اے یو آسن
تو بہت اچھا مست ہے لیکن اے بھلے ماں
ایں نصیب کور باشدز آفتاب
سورج سے تا بینا کا یہ حصہ ہے
وانکہ ۲ او آں نور را بینا بود
وہ شخص جو اس نور کو دیکھنے والا ہے
گر شود صد تو کہ باشد ایں زباں
اگر زبان سوگنا ہو جائے تو یہ کون ہوتی ہے؟
وائے بروے گر بساید پردہ را
اس پر انہوں ہے اگر وہ پردے کو ہٹائے
دست چہ بود خود سرش را بر کند
ہاتھ کیا ہوتا ہے خود اس کے سر کو کاٹ دے گی
ایں بتقدیر سخن لفظم ترا
یہ میں نے تجھ سے فرضی بات کہہ دی
خالہ ۳ را خالیہ بدے خالو بدے
خدا کے اگر خلیہ ہوتا وہ خالو ہوتی
از زباں تا چشم کو پاک از شک ست
زبان کے کتکے کے مشابہت کہ شک سے پاک ہے
ہیں مشو نو مید نور از آسمان
خبردار ہوں نہ ہو آسمان سے لور
صد اثر در کانہا از اختراں
ستلوں کے سینکڑوں اثرات کانوں میں

۱۔ کہہ۔ جس میں مشابہہ کی
صلاحیت نہیں ہوتی وہ بھی جس وقت
اس نور سے مشابہہ ہوتا ہے تو اپنے آپ
کو بینا سمجھے لگتا ہے سخت۔ جس کو
مشابہہ حاصل نہیں ہے وہ خوشی میں
مست ہو کر سمجھتا ہے کہ مشابہہ حاصل
ہو گیا اس کو خطاب ہے کہ تھوڑی سی
لور منت کر لے تب اس مقام پر پہنچے
گا۔ ایں نصیب۔ یہ تو اس شخص کی
حالت تھی جس کو مشابہہ حاصل نہیں
جس کو حاصل ہوتا ہے اس کی حالت
اس سے سو گنی ہوگی۔

۲۔ دانک اس نور کے مشابہہ
سے جو کیفیت حاصل ہوگی اس کی
تشریح شیخ بوسینا بھی اپنی عقل اور
فلسفہ کے زور سے نہیں کر سکتا۔ گر
شور۔ مقام مشابہہ مجاہدہ سے حاصل
ہوگا مشابہہ کا پردہ دلائل سے نہ ہٹے
گا۔ ہائے۔ جو شخص نبوت کے واسطے
کے بغیر محض عقلی دلائل سے وصول الی
اللہ کی کوشش کرے گا اس کے لئے
ہلاکت ہے۔ ایں۔ یہ بات کا اگر کوئی
شخص عقل کے ہاتھ سے پردے کو
ہٹانے کی کوشش کرے گا تو خدا کی تلوار
اس کا ہاتھ کاٹ دے گی۔ یہ بات میں
نے بطور فرض کے کہہ دی ہے ورنہ یہ
ہاتھ سے پردہ ہٹانے کی کوشش ممکن
نہی نہیں ہے۔

۳۔ خالہ۔ یہ اسی طرح کی فرضی
بات ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ
اگر خدا کے نصیب ہوتا تو وہ خالو بن
جاتی۔ لہذا زبان۔ زبانی دلائل سے
مشابہہ تک پہنچنے میں اگر میں لاکھوں
سال کا فاصلہ بتاؤں تو وہ بھی کم ہے۔
ہیں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ
مشابہہ کی تھلی سے گھبرا کر اس کی
کوشش نہ چھوڑ بیٹھنا جب اللہ تعالیٰ
اس فاصلہ

کم کرنا چاہیں گے تو فوراً کم ہو جائے گا چنانچہ ستلوں زمین سے فاصلہ لاکھوں سال کی مسافت کا ہے لیکن قدرت ان کی
روشنی فوراً زمین تک پہنچاتی ہے۔ صدائے سخن اور چاند کی شعاعیں کانوں میں ابیرے جواہر پھلتی ہیں اور وہ اثرات ان
سکانوں تک فوراً پہنچتی جاتے ہیں۔

۱۔ اختر گروں۔ جب چاند سورج وغیرہ اپنی روشنی سے زمین کی تاریکیوں کو ہٹاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں ان سے بہت زیادہ مضبوط ہے۔ چرخ۔ آسمان کا زمین سے مانچ سوسال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن زمین پر اثر انداز ہونے میں وہ فاصلہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہزاروں۔ زحل ستارہ جو کہ ساتویں آسمان پر ہے اس میں ہر زمین میں ساڑھے تین ہزار سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن ہر وقت زمین پر اثر انداز ہے۔ ہمیشہ۔ اللہ کی یہ قدرت ہے کہ اس زحل کے اثرات کو جبکہ وہ زمین کی طرف لوٹ رہے ہوں وہ ہم پر ہم کر دے آفتاب حق کے سامنے ان اثرات کی جو سایہ کی طرح ہیں کیا حقیقت ہے۔

۲۔ وز نفوس پہلے یہ کہا تھا کہ آسمان کے ستارے ہم پر اثر ڈال رہے ہیں اب فرماتے ہیں کہ جس طرح ستارے اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء اور اولیاء کا جو ستاروں پر اثر انداز ہے قوام وہ چیز جو کسی چیز کی مانی بنائے۔ حکماء۔ فلاسفانسان کو چھوٹا جہان اور دنیا کو بڑا جہان مانتے ہیں اور صوفیا انسان کو بڑا عالم اور دنیا کو چھوٹا عالم مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ فلاسفہ کی نظر انسان کے ظاہر پر ہے۔

۳۔ پس بصورت۔ یعنی انسان تمام کائنات عالم کے نمونوں کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے عالم کبریٰ۔ چونکہ حقیقت اسما الہی اور حقائق کونیہ کا جامع ہے شاخ۔ یعنی عالم کبریٰ۔ یعنی انسان۔ گزردہ۔ اگر انسان کی تخلیق قدرت کا نشانہ ہوتی تو عالم کو پیدا کیا جاتا۔

اختر حق در صفتا تش ریح ست
انہ تعالیٰ کا ستارہ اپنی صفات میں مضبوط ہے
در اثر نزدیک آمد باز میں
اثر کرنے میں زمین کے نزدیک ہے
و مبدم خاصیتش آرو عمل
اس کی خاصیت ہر وقت عمل کر رہی ہے
طول سایہ چھست پیش آفتاب
سورج کے سامنے سایہ کی دہائی کیا چیز ہے؟
سوائے اختر ہائے گروں می رسد
آسمان کے ستاروں کی جانب پہنچتی ہے
باطن ماگشتہ قوام سما
ہذا باطن آسمان کی ماہیت بتانے والا ہے

اختر گروں ظلم راناح ست
آسمان کا ستارہ تاریکیوں کو ہٹا کرتا ہے
چرخ پانصد سالہ راہ اے مستعین
اے اللہ کے طالب! آسمان پانچ سوسال کی مسافت پر
سہ ہزار سال و پانصد تازحل
زحل ستارے تک ساڑھے تین ہزار سال کا راستہ ہے
در ہمیش آرو چو سایہ در یاب
آنے میں اس کو سایہ کی طرح وہم برہم کر دے
وز نفوس پاک اخترش مندو
پاک نفوس کی جانب سے مد ستاروں کی طرح
ظاہراً آل اخترال قوام ما
بظاہر وہ ستارے ہمارے وجود کا باعث ہیں

در بیان آنکہ حکمائے طبعی گویند آدمی عالم صغیرست و
اس بیان میں کہ حکماء غلط کہتے ہیں کہ آدمی عالم صغیر ہے اور خدائی حکماء
حکمای الہی گویند آدمی عالم کبیرست زیرا کہ علم آل حکماء بر
کہتے ہیں کہ پنی عالم کبیر ہے کیونکہ ان حکماء کا علم آدمی کی صحت
صورت آدمی مقصور بود و علم لہنہا بر باطن آدمی موصول
۱۔ محصر تھا اور ان کا علم آدمی کے باطن سے وابستہ ہے

پس صورت عالم صغری توتی
صحت کے اعتبار سے تو چھوٹا جہان ہے
ظاہراً آل شاخ اصل میوہ است
بظاہر نہیں پھل کی جڑ ہے
گر ثبوتے میل و امید شمر
اگر پھل کی خواہش اور امید نہ ہوتی
تو باطن بہر شمر شد شاخ ہست
حقیقتاً نہیں پھل کے لئے وجود میں آئی ہے
کے نشاندے باغبان شیخ شجر
تو باغبان درخت کے جڑ کب بنتا



۱۔ آل شجر تو گویا عالم انسان سے پیدا ہوا ہے۔ مصطفیٰ زحدریٹ شریف
وقا حبل لبواہ الفحمد یوم واما
الفیضۃ نختہ اعم و من فوئتہ ولا
فخر یعنی میں قیامت کے روز ہوائے
حمد اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے
حضرت آدم اور ان کے علاوہ تمام انبیاء
ہوں گے اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے یہ
اسی لئے فرمایا ہے کہ آدم اور ان کی اولاد
کی تخلیق سے مقصود آنحضرت ﷺ کی
ذلت ہے۔ لہذا جہنم

۲۔ بہر اس لئے جہنم مقصود
آنحضرت ﷺ کی تخلیق تھی اسی لئے
آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اگرچہ
آخر میں بھیجا گیا ہوں۔ لیکن جہنم
مقصود اصلی میں ہوں لہذا میں پہلے
ہوں کسی چیز کی علت غائی و جوہ خلدی
میں اگرچہ مؤخر ہوتی ہے لیکن جوہ غیبی
میں وہ اس چیز سے پہلے وجود ہوتی
ہے۔ جہنم جہنم حقیقت آدم کا نظریہ
حقیقت محمدیہ ﷺ سے ہوا ہے کہ
برائے۔ حضرت آدم سمجھتا تھا کہ اس لئے
بنے کہ ان کی پشت میں نور محمدی تھا۔
رفتہ ان کو معراج اسی لئے کرنی گئی
تاکہ وہ نور محمدی سے فیض حاصل کر
سکیں۔ پس حضرت آدم

۳۔ اول فکر ہونے والی ہر چیز کا
فکر اور تصویروں کے وجود خلدی سے
پہلے ہوتا ہے مگر رہنے کے لئے اور
دست پھل کے لئے وجود میں آتا
ہے تو ان کے تصورات ان کے وجود
خلدی سے پہلے ہوتے ہیں۔
حاصل۔ یہاں سے مولانا نے پھر
۱۔ ان مضمون کی طرف رجوع کیا ہے
کہ ذکر اور مشاہدہ کے فاصلہ سے
۔ دل کو گھبراتا نہ چاہیے قدرت ان
فصلوں کو کم کر دیتی ہے ایسا۔ اب
کے مفازہ اگر کامیابی ہوتی ہے تو راء
کا فاصلہ خلدی و عدم ہوجاتی ہے

پس بمعنی آل شجر از میوہ زاد

پس دخت حقیقتاً پھل سے پیدا ہوا ہے

مصطفیٰ زریں گفت کلام و انبیاء

مصطفیٰ ﷺ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ حضرت آدم اور انبیاء

بہر ۱۲ ایں فرمودہ است آل ذوفنون

اسی لئے ان جامع کمالات نے فرمایا ہے

گر بصورت من ز آدم زادہ ام

اگرچہ بظاہر میں آدم سے پیدا ہوا ہوں

کز برائے من بدش سجدہ ملک

کہنہ فرشتوں کا آپ کو سجدہ میرے لئے ہی تھا

پس زمین زائید در متنا پدر

پس حقیقتاً باپ تجھے سے پیدا ہوا

اول ۳ فکر آخر آمد در عمل

ابتدائی فکر عمل وجود میں آخر میں آتا ہے

حاصل اندر یک زماں از آسماں

خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے تمہارے ہفتہ میں

نیست برائیں کارواں ایں رہ دراز

اس قافلہ پر یہ راستہ نہ نہیں ہے

دل بکعبہ میرود در ہر زماں

ہر وقت میں دل کعبہ کو جاتا ہے

ایں دراز و کوتہی مر جسم راست

یہ درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے

یہ درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے

گر بصورت از شجر بودش ولاد

اگرچہ بظاہر دخت سے اس کی پیدائش ہے

خلف من باشند در زیر لبوا

میرے پیچھے جہنم کے نیچے ہوں گے

رمز سخن الاخرون السابقون

”ہم آخر میں ہیں اور پہلے ہیں“ کا اشارہ

من بمعنی جد جد افتادہ ام

میں حقیقتاً پر دادا واقع ہوا ہوں

وز پے من رفت بر ہفتم فلک

اور میرے لئے ہی وہ ساتویں آسمان پر گئے

پس زمیوہ زاد در معنی شجر

اور لفظاً دخت پھل سے پیدا ہوا

خاصہ فکرے گو بود وصف ازل

خصوصاً وہ لفظ جو اول کی صفت ہو

میر دو می آید ایدر کارواں

اب قافلہ آتا جاتا ہے

کے مفازہ زفت آید با مفاز

کامیابی کے ہوتے ہوئے جگہ کب بھاری پڑتا ہے

جسم طبع دل بگیر وز امتناں

جسم احسن خلدی صلہ کی طبیعت اختیار کرتا ہے

چہ دراز و کوتہ آنجا کہ خداست

جہاں خدا ہے وہاں صلا و کلام کیا ہوتا ہے؟

جہاں خدا ہے وہاں صلا و کلام کیا ہوتا ہے؟



دل انسان کا دل ہر دوں میل کا صلہ ملے کر کے کعبہ میں آتی جاتا ہے۔ جسم اللہ کا کرم بہتو جسم بھی دل کی رفتار اختیار کر
لیتا ہے اور بزرگوں سے طبعی الاروض کی کرامت ظاہر ہوجاتی ہے اس لئے ہمارے راستہ کی صافی اور کٹاہی جسم کے لئے ہے
روح کے لئے نہیں ہے۔

چوں اِخْدَامِ جِسْمِ رَا تَبْدِیلِ کَرْد
جب خدائے جسم کو بدل دیا
صَدَا مِیْدِ سِتِ اِیْنِ زَمَانِ بَرْدَارِ گَامِ
اب سو امیدیں ہیں قدم پر
گِرِچَہِ پَیْلَہِ چِشْمِ بَرہَمِ مِی زَنِی
گرچہ تو پلکیں ہچکا رہا ہے

رَشْتِ بَے فَرَسَخِ و بَے مِیْلِ کَرْد
اس کا چلنا بے فرسخ اور بے میل کر دیا
عَاشِقَانِہِ اے فِئِی اِخْلِ الْکَلَامِ
عاشقوں کی طرح ہے لہذا تم بنانا چھوڑو
دَر سَفِیْنِہِ خَفْتِہِ رَہِ مِی کُنِی
تو کشتی میں سوتا ہوا سفر کر رہا ہے

تفسیر ایں حدیث کہ مَثَلُ اُمِّی کَمَثَلِ سَفِیْنِہِ نُوحٍ مَن
اس حدیث کی تفسیر کہ میری امت کی مثل حضرت نوح کی کشتی کی سی ہے جو
تَمَسَّکَ بِہَا نَجَا و مَن تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ

اس سے وابستہ ہوا وہ بچا اور جو اس سے چھڑا وہ ڈوبا

بہر ایں ا فرمود پیغمبر کہ مَن
اسی لئے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میں
مَا و اَصْحَابِیْمِ چوں کشتی نوح
ہم اور ہمدے ساہی حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہیں
چونکہ باطنی تو دُور از زشتی
جبکہ تو شیخ کے ساتھ ہے برائی سے دور ہے
دَر پَنَاہِ جَانِ جَانِ بَخْشِہِ تُو نِی
تو جان بچنے والے کی جان کی پناہ میں ہے
مُکَلِّسِ از پیغمبر لَیَامِ خَوِیْشِ
اپنے زمانے کے پیغمبر سے جدا نہ ہو
گِرِچَہِ اَشِیْرِی چوں موی رہے بَدِیْلِ
گرچہ شیر ہے جب تو بغیر رہنا کے ساتھ طے کرے گا
ہیں مِر لَآ کہ پلڑہائے شیخ
خبردار شیخ کے ہر دم کے بغیر پہاڑ نہ کر
یک زَمَانِہِ مَوْجِ لَطْفِشِ بِلَا تَسْتِ
ایک وقت اس کی مہربانی کی موج تیرا بازو ہے

بچو کشتی اَمِ لَطُوفَانِ زَمَنِ
زمانہ کے طوفان میں کشتی کی طرح ہوں
ہر کہ دست اندر زَندِ یا بَدِ قُتُوحِ
جو سہا پڑ لے گا نجات پا جائے گا
رُوزِ و شَبِ سِیَارِی و دَر کَشْتِ
تو دن رات چل رہا ہے اور تو کشتی میں ہے
کَشْتِہِ اِنْدَرِ خَفْتِہِ رَہِ مِی رُوِی
تو کشتی میں سویا ہوا ہے راستے طے کر رہا ہے
تَکْلِیہِ کَمِ لَگْنِ بَرْنِ و بَرگَامِ خَوِیْشِ
اپنی تدبیر اور اپنے قدم پر بھروسہ نہ کر
بچو رُو بہ دَر ضَلَالِی و ذَلِیْلِ
لہزی کی طرح گمراہی میں ہیں اور ذلیل ہے
تَابِہِ بِنِی عَوْنِ لَشْکَرِہِ ہَا ئِہِ شِیْخِ
تاکہ تو شیخ کے لشکروں کی مدد دیکھے
آتَشِ قَهْرِشِ دِی تَحْمَالِ تَسْتِ
کسی وقت اس کے قہر کی آگ تیری بار بردار ہے

۱۔ چوں خدائے معراج میں انبیاء کے لئے یہی صورت پیش آتی ہے۔ فرسخ۔ تین میل کا فاصلہ۔ صدرا۔ میدست۔ مجاہدہ کرنے والے کو قیل و قال کو ترک کر کے عمل میں لگ جانا چاہیے۔ خدا سے امید ہے کہ وہ مشاہدہ کی منزل تک پہنچا دے گا۔ گرچہ۔ سالک بھی آنکھیں بند کر کے نقل کرے تو منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ چشم۔ پلکیں۔ سفینہ۔ کشتی انسان کشتی میں بیٹھا ہوا ہو تو اگر وہ سوجھی جائے تب بھی منزل تک پہنچ جائے گا۔

۲۔ بہر ایں۔ ان حضور اور صحابہ کرام کی سیرت پر عمل کر کے ایک انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ قُتُوحِ۔ کامیابی۔ چنگ۔ سالک کے لئے شیخ کی صحبت حضرت نوح کی کشتی کا کام کرنی ہے۔ سید۔ طے والا۔ جان بَخْشِہِ۔ یعنی شیخ۔ پیغمبر۔ یعنی اس زمانہ کا شیخ۔

۳۔ گرچہ۔ سالک خواہ کیسا ہی سلوک بغیر شیخ کے مشکل ہے۔ پلڑے۔ یعنی شیخ کی توجہ۔ عاون۔ شیخ کی توجہات سے منزل طے ہو گی۔ یک زمانہ۔ شیخ بھی اپنی صفت ہر دم کے ساتھ تربیت کرتا ہے۔ کبھی صفت جلال کے ساتھ تو شیخ کی تری اور ترقی دونوں مدارج کی ترقی کا سبب ہوتی ہے۔

۱۔ قبر و شیخ کی محبت اور غصہ طوں کے اثرات مرو کے لئے مفید ہیں لہذا اثر کے اعتبار سے ایک دوسری کی ضد نہیں ہے چل خاک۔ یعنی خاک اپنے قبر سے مرید کو متواضع بناتا ہے اور اس میں اخلاق حسہ کا سبزہ اگاتا ہے۔ پرباد۔ یعنی شان و شوکت طا۔ گیز۔ موافقہ صفت جلد۔ یعنی خاک سلاخی ایک مرید کی اس روحانی شہابی کو شیخ دیکھتا ہے۔ مغز۔ شیخ کے ساتھ ہے امتحانی شخص سے ملتا ہے۔

۲۔ چولہ۔ یہ حضرت لوہس قرنی کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت لوہس یمن میں رہتے تھے اور بڑے عاشق رسول تھے یمن بعض مجبوروں کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو سکے تھے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ **فَیْسَى لَا جَلَ دَیْبِخَ لِمُرْحَمٰنٍ مِّنْ قَبْلِ فِیْسَی** میں یمن کی جانب سے خدا کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ یہ آنحضرت کا فرمان حضرت لوہس کی خوشبو کے بارے میں تھا۔ بیستی۔ یعنی مقام فنا۔ نے جو معراج۔ بزرگوں کی صحبت میں جو معراج ہوگی وہ اسکی معراج نہ ہوگی جیسی کہ ہمیں یا غلبہ کی معراج آسمان تک ہے بلکہ اسکی با معنی معراج ہوگی جیسی کرنے کو معراج حاصل ہو کر اس میں شکر پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ خور۔ یعنی یہ فنا کا برحق ایسا ہے کیا اگر تم فنا کا مقام حاصل کر چکو گے تو تمہیں بقا کی طرف لے آئے گا۔ یعنی سیر عروجی کے بعد سیر نزولی ہوگی اور تم پھر اپنی ہستی میں آ جاؤ گے۔ کہ فنا کا مقام حاصل ہو جانے پر سالک دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ پائش۔ شیخ کی صحبت میں جو سیر ہوتی ہے وہ اسکی ہی سوائی ہے جس طرح جان معشوق کی طرف ہوتی ہے۔

قبر اے او را ضد لطفش کم شمر

اس کے قبر کو اس کی مہر کی ضد نہ سمجھ

یکذمل چوں خاک سبزت می کند

ایک وقت میں وہ تجھے مٹی کی طرح سرسبز کر دیتا ہے

جسم عارف را دید وصف جماد

سالک کے جسم کو مٹی کی خامیت عطا کر دیتا ہے

لیک او بیند نہ بیند غیر او

لیکن وہی اس کو دیکھتا ہے اس کا غیر نہیں دیکھتا ہے

مغز را خالی گن از انکار یار

دوست کے انکار سے انداز کو خالی کر لے

تا بیابی بوی خلد از یار من

تا کہ تو میرے دوست کے ذریعہ بہشت کی خوشبو حاصل کر لے

در صف معراجیاں گر بیستی

اگر تو معراج ہاؤں کی صف میں کھڑا ہو گیا

نے چو معراج زمینے تا قمر

گرد کی قمر تک کی معراج کی طرح نہیں

نے چو معراج بخارے تا سما

ہویر کی آسمان تک کی معراج کی طرح نہیں

خوش آبرائے گشت تنگ نیستی

فنا کا گھڑا بہت اچھا برحق بنا

کوہ و دریا ہا کش مس می کند

اس کے سم پہاڑ اور دریاؤں کو چھوتے ہیں

یا بکش در گشتی وی رو رواں

عمرگشتی میں قدم رکھ ' اور چلا چل

اتحاد ہر دو میں اندا اثر

اثر میں دونوں کی یکسانیت دیکھ

یک زماں پرباد و گہزت می کند

ایک وقت میں ہر شوکت اور عالی قدر بنا دیتا ہے

تا برو روید گل و نسرین شاد

تا کہ اس پر پھول اور عمدہ گل سیہتی اگے

جو بمغز پاک نندہ خلد بو

بہشت پاک مغز والے کے علاوہ کسی کو خوشبو نہیں دیتا ہے

تا کہ ریحان یابی از گلزار یار

تا کہ تو دوست کے چمن سے خوشبو سونگھے

چوں محمد بوی رحماں از یمن

جیسا کہ آنحضرت نے یمن سے خدا کی خوشبو حاصل کی

چوں براقیت پر کشاید نیسی

فنا تیرے لئے برحق کی طرح پر پھیلا دے گی

بلکہ چوں معراج کلکے تا شکر

بلکہ نئے کے شکر بننے تک کی معراج کی طرح

بل چو معراج جینے تا نہا

بلکہ پینے کے بچے کی شکل تک معراج کی طرح

سوئے ہستی آرت گریستی

اگر تو خالی ہے تجھے بقا کی جانب لے آتا ہے

تا جہان حسن را پس می کند

یہاں تک کہ وہ محسوس دینا کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے

چوں سوئے معشوق جان جان رواں

جیسا کہ جان معشوق کی طرف جاتی ہے جو مداح کی روح ہے



دست انے وپائے نے ردنا قدم
 بغیر ہاتھ اور بغیر پاؤں کے قدیم کی طرف چل
 بر دریدے در سخن پردہ قیاس
 یہ تقریر بات میں قیاس کا پہلہ پاک کر دیتی
 اے فلک بر گفت او گوہر بہار
 اے آسمان! اس کی گفتگو پر موتی برسنا
 گر بہاری ۲ گوہرت شش تا شود
 اگر تو موتی برسائے وہ چھ گنا ہو جائے گے
 پس شمارے کر: ہا ہا بہر خود
 تو تیرا پیمانہ پر خود تیرے لئے ہو گا
 ہچھو آں ہدیہ کہ بلقیس از سبا
 اس ہدیہ کی طرح جو بلقیس نے سہانے

آنچناں کہ تاخت جانہا از عدم
 جس طرح کہ رو میں عدم سے وہ آئیں
 گر نبودے سمع سمع را نعاں
 اگر سننے والے کی سماعت پر لگھ نہ طاری ہوتی
 از جہان او جہانا شرم دار
 اے دنیا تو اس کے جہان سے شرم کر
 جلدت گوئندہ و پینا شود
 تیرا بے جان بولنے والا اور دیکھنے والا ہو جائے گا
 چونکہ ہر سرمایہ تو صد شود
 بلکہ تیرا ہر سرمایہ سو گنا ہو جائے گا
 بر سلیمان می فرستاد اے کیا
 حضرت سلیمان کے پاس بھیجا اے عظیم

دست نے۔ اس سیر میں
 ہاتھ پاؤں کام میں نہیں آتے اور
 یہ سیر ایسی ہے جیسے روح کی سیر
 عدم سے وجود کی طرف ہوتی
 ہے۔ بردریدے۔ مولانا فرماتے
 ہیں کہ یہ عروج و نزول اور فنا و بقا
 کی تقریر اس درجہ کی ہے کہ اس
 کے بعد کسی عقل و دلیل کی ضرورت
 نہ ہو اگر سننے والا ہوش و حواس
 سے اس کو سن لے۔ نعاں۔
 ادگھ۔ اے فلک۔ یہ اس قدر پر
 حقائق تقریر ہے کہ اس پر آسمان کو
 موتی برسائے چاہیں اور عالم
 ظاہر کو اس عالم معنی سے شرم آتی
 چاہیے۔

۳۔ گوہر ثاری میں
 خود آسمان کا فائدہ ہے اس کے
 موتی چھ گنا ہو جائے گا اور اس کی
 بے جان مخلوق گویا اور پینا بن
 جائے گی۔ پس۔ مرید جس قدر
 بھی اعتقاد کے موتی برسائے گا
 اس میں خود اس کا فائدہ ہے اب
 اسکی مناسبت سے مولانا بلقیس کا
 قصہ نقل کرتے ہیں۔

۳۔ بلقیس۔ یہ یمن میں شہر سبا
 کی ملکہ تھیں حضرت سلیمان کو
 انہوں نے ہدیہ بھیجا تھا۔ چل۔
 چالیس۔ خشت زر۔ سونے کی
 ایشیں۔ زر پختہ۔ خالص سونا۔
 برسر زر۔ حضرت سلیمان کے
 معجزے سے ایسا ہوا تھا۔ آب۔
 رونق۔ گفتند۔ یعنی ہدیہ لانے
 والوں نے کہا۔ مخزن۔ یعنی
 حضرت بلقیس کا خزانہ۔ زردہ۔
 دہی۔ خالص سونا۔ ایلہی۔
 بیوقوفی۔

قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس ۳ از شہر سبا بسوئے
 بلقیس کا شہر سبا سے سلیمان کو ہدیہ بھیجنے کا قصہ

سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام

ان پروردگار سے نبی پر سلام ہو

ہدیہ بلقیس چل اشتر بدست
 بلقیس کا ہدیہ چالیس لوٹ تھے
 چوں بصری سلیمانی رسید
 جب وہ قافلہ حضرت سلیمان کے علاقہ میں پہنچا
 برسر زر تا چہل منزل براند
 چالیس منزل تک سونے پر چلتا رہا
 بارہا گفتند زر را وا بریم
 انہوں نے بارہا کہا سونے کو واپس لے جائیں
 عرصہ کش خاک زر وہ وہی است
 وہ علاقہ جس کی زمین خالص سونا ہے
 بارہا آہنا جملہ خشت زر بدست
 جن کا بوجھ سب سونے کی ایشیں تھا
 فرش آں را جملہ زر پختہ دید
 اس کا تمام فرش خالص سونے کا دیکھا
 تا کہ زر را در نظر آئے نماند
 یہاں تک کہ اس کی نظر میں سونے کی قیمت نہ رہی
 سوی مخزن ماچہ بریکار اندریم
 خزانے میں ہم کس بیکار کام میں لگے ہیں؟
 زر بہدیہ بردن آنجا ایلہی است
 وہاں تھو میں سونا لے جانا بیوقوفی ہے

۱ عقل ہدیہ۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں عقلی باتیں اپنی ہی بیکار ہیں جیسا کہ حضرت بلعیش کا ہدیہ۔ واپس کشید۔ یعنی ہدیہ لانے والے شرمندہ ہوئے اور انہوں نے ہدیہ واپس لے جانا چاہا۔ باز گفتند۔ یعنی پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ ہمیں ہدیہ کے اچھے اور برے ہونے سے کوئی بحث نہ ہونی چچا ہے ہم تو حکم کے تابع ہیں۔ فرماندہ۔ حاکم۔ گر بفر مایند۔ یعنی اگر حضرت سلیمان قبول نہ کریں گے۔ رواں۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ کی تاکید ہے۔ سلیمان جہاں۔ یعنی شاہ جہاں

۲ خندہ۔ حضرت سلیمان اس مال کو دیکھ کر ہنسے اور فرمایا میں نے صرف ایمان طلب کیا ہے مال طلب نہیں کیا ہے۔ حرید۔ یعنی مال۔ من نمی گویم۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اتسوسنی مسلیمنین میرے پاس مسلمان ہو کر آ جاؤ گے تو ہدیہ یعنی مسلمان ہو جاؤ گے تو ہدیہ دینے کے قابل بن جاؤ گے۔ کہ۔ میں دنیا کی دولت کے ہدیوں سے بے نیاز ہوں خدا نے مجھے ایسی دولتیں عنایت کر دی ہیں کہ کوئی انسان حاصل کرنا تو درکنار ان کی آرزو بھی نہیں کر سکتا۔

۳ می پرستید۔ چونکہ سورج کی شعاعوں سے کانوں میں سونا بنتا ہے اس لئے تم سورج کی پرستش کرتے ہو۔ تمہیں تو اس خدا کو پوجنا چاہیے جس نے سورج کو بنایا ہے۔ خوار کردہ۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنائی ہے تو وہ انسان کی خادم ہے نہ کہ معبود ایسی چیزوں کو پوجنا انسان کا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔

عقل آنجا کمترست از خاکِ راہ
وہاں عقل راست کی مٹی سے بھی کم ہے
شر مساری شاں ہمی واپس کشید
شرمنگی نے ان کو واپس لوٹایا
چہت بر ما بندہ فرمانیم ما
ہمیں کیا ہم تو ہم کے غلام ہیں
امر فرماندہ بجا آورد نیست
حاکم کا حکم بجا لانا ہے
ہم بفر ماں تحفہ ربار آورید
ہم ہی سے تحفہ واپس لے آؤ
تا بد آنجا ہدیہ را باید کشید
وہاں تک ہدیہ کو لے جانا چاہیے
تا تحت آں سلیمان جہاں
اس شاہ جہاں کے تخت کی جانب
کز شامن کے طلب کروم مزید
میں ختم سے مزید ایمان کے علاوہ کب طلب کیا تھا؟
بلکہ گفتم لائق ہدیہ شوید
بلکہ میں نے کہا کہ ہدیہ کے لائق بنو
کہ بشر آں را نیارد نیز خواست
کہ انسان کی ان کی تمنا بھی نہیں کر سکتا
رُو باو آرید کو اختر گند
تم اس کی طرف رخ کرو جو ستارہ بناتا ہے
خوار کردہ جان عالی نرخ را
تم نے گرافند جان کو ذلیل کر دیا

اے بے بردہ عقل لے ہدیہ تا الہ
اے عقل کا ہدیہ اللہ کی جانب لے جانے والے
چوں کساو ہدیہ آنجا شد پدید
جب تخت کا ٹکھیا پن وہاں کھل گیا
باز گفتند از کساو و از روا
پھر انہوں نے کہا ٹکھیا پن اور بڑھیا پن سے
گر زرد گر خاک مارا بردنی ست
خولہ سنا ہے خولہ مٹی ہمیں لے جانا ہے
گر بفر مایند کہیں واپس برید
اگر وہ حکم دیں کہ اس کو واپس لے جاؤ
امر و فرماں را ہمی باید شنید
حکم اور فرماں کو سننا چاہیے
خوش رواں گشتند با ہدیہ رواں
ہدیہ کے ساتھ تیزی سے روانہ ہو گئے
خندہ آں آمد چوں سلیمان آں بدید
جب حضرت سلیمان نے وہ دیکھا ان کو ہنسی آئی
من نمی گویم مرا ہدیہ وہید
میں نے نہیں کہا کہ مجھے ہدیہ وہ
کہ مرا از غیب نادر ہدیہ ہاست
کیونکہ میرے لئے غیب سے انوکھے ہئے ہیں
می پرستید اخترے کو زر گند
تم ستارے کو پوجتے ہو کیونکہ وہ سونا بناتا ہے
می پرستید آفتاب چرخ را
تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو



۱۔ طہاخ - نکانے والا سورج کی شعاعوں سے کھیتیاں اور تمام پھل پکتے ہیں۔ گر بگیرد۔ سورج گرہن میں آتا ہے تو ایسی ناقص اور مجبور چیز کو پوجنا کیا عقلمندی ہے۔ نے بدرگاہ۔ گرہن کے دور کرنے کے لئے تو خدا سے دعا کرتا ہے تو ایسی بے بس مخلوق کو پونے سے کیا فائدہ۔

۲۔ گر کھمدت۔ رات کو سورج غائب ہوتا ہے تو رات میں اگر مصیبت آئی تو گس کو پکارے گا۔ رات ہی میں عموماً حوادث پیش آتے ہیں۔ سوی حق۔ مخلوق کو چھوڑ کر اگر تو خالق کے سامنے سجدہ ریز ہو گا تو مصائب سے نجات پالے گا اور کائنات کا محرم راز بن جائے گا۔ چوں شوی۔ جب تو محرم راز بن جائے گا تو میں تجھے اسرار بتاؤں گا پھر تجھے اس سورج کا مشاہدہ ہو گا جو آدھی رات میں بھی موجود ہے۔ جز۔ اس کا مظہر صرف پاک روح ہے اور وہ ہر وقت موجود ہے۔

۳۔ روز۔ دنیاوی دن کوئی چیز نہیں دن تو وہ ہے جب وہ آفتاب حقیقت طلوع کرے اگر وہ رات میں بھی تجھی ڈال دے تو رات رات نہیں رہتی۔ چوں۔ جس طرح دنیاوی سورج کے مقابلہ میں ذرہ بے حقیقت سے اسی طرح آفتاب حقیقت کے مقابلہ میں یہ سورج بے حقیقت ہے۔ آفتاب۔ یہ دنیاوی سورج جو نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے نور عرش کے مقابلہ میں ذرہ اور خوار و مسکین اور ناپیدار ہے۔

اہلی باشد کہ گویم او خداست
میں اس کو خدا کہوں تو حماقت ہو گی
آں سیاہی زو تو چوں بیروں گئی
تو اس کالک کو اس سے کیسے ہٹائے گا؟

ایں سیاہی را بیر وا وہ شعاع
کہ اس کالک کو دور کر دے شعاع واپس کر دے
تا بنالی یا اماں خواہی ازو
تا کہ تو اس سے فریاد کرے یا لان چاہے

واں زماں معبود تو غائب یو
اس وقت تیرا خدا غائب ہوتا ہے
اں وقت تیرا خدا غائب ہوتا ہے
وارہی از اختران محرم شوی

تو ستاروں سے نجات پاجائے محرم راز بن جائے
تابہ بینی آفتابے نیم شب
تا کہ تو آئی رات میں سورج دیکھ لے
در طلوعش روز و شب را فرق نے

اس کے طلوع کے لئے دن رات کا فرق نہیں ہے
شب نماںد شب چو اوبارق شود
جب وہ چمکتا ہے رات رات نہیں رہتی ہے
خورد چنجاں باشد دراں انوار پاک

ان پاک تجلیوں میں سورج ایسا ہی ہوتا ہے
دیدہ پیشش کند و حیراں می شود
آنکھیں اس کے سامنے خیرہ اور حیران ہو جاتی ہیں
پیش نور بیجد موفور عرش

عرش کے بے حد اور گھٹے نور کے مقابلہ میں

آفتاب از امر حق طہاخ اماست
سورج خدا کے حکم سے اٹھا باہر پگلو ہے
آفتاب گر بگیرد چوں گئی
تیرا سورج گہن میں آ گیا تو تو کیا کرے گا؟

نے بدرگاہ خدا آری صداع
کیا خدا کے درہا میں اس دور کو پیش نہ کرے گا؟
گر کشدت نیم شب خورشید کو
اگر تجھے آئی رات میں قتل کریں سورج کہہ ہے؟

حادثات اغلب بشب وقع شود
حادثے عموماً رات میں ہرے ہیں
سوی حق گر راستانہ خم شوی
گو اگر سچائی سے اللہ تعالیٰ کی جانب جھکے

چوں شوی محرم کشایم باتولب
جب تو محرم بن جائے میں تیرے سامنے لب کشائی کروں گا
جو روان پاک اورا شرق نے
پاک روح کے سوا اس کا شرق نہیں ہے

روز آں باشد کہ او شارق شود
دن وہ ہوتا ہے جب وہ طلوع کر آئے
چوں نماید ذرہ پیش آفتاب
جس طرح ذرہ سورج کے سامنے نظر آتا ہے

آفتابے را کہ رخشاں می شود
وہ سورج کہ جب وہ چمکتا ہے
ہمچو ذرہ بینیش در نور عرش
تو عرش کے نور میں اس کو ذرہ جیسا دیکھے گا



دیدہ را قوت شدہ از کر دگار
آنکہ کولند تعالیٰ کی جانب سے قوت حاصل ہو گئی ہے
برڈ خال افتاد و گشت آن اخترے
ہوئیں پر پزی اور وہ ستارہ بن گیا
بر ظلامے زد بگردش آفتاب
تاریکی پر پزی اس کو سوج بنا دیا
بست چندیں خاصیت را بر زحل
زحل ستارے میں اس قدر خاصیتیں پیدا کر دیں
ہم بریں مقیاس اے طالب بدال
اے طالب! اسی پیمانے سے سمجھ لے
دیدہ ربانی بجوی و بیاب
خدائی آنکہ تلاش کر اور حاصل کر لے
شعشعات آفتاب با شرر
چنگاریوں بھرے سورج کی شعاعیں
نار پیش نور بس تاری بود
آگ نور کے سامنے بہت تاری ہو جاتی ہے

خوار و مسکین بنی اورا بے قرار
تو اس کو ذلیل اور مسکین اور نہ ٹھہرنے والا دیکھے گا
کیمیائے کہ از ویک ماثرے
وہ کیمیا جس کا ایک اثر ہے کہ
نادر اکسیرے کہ از وے نیم تاب
وہ عجیب اکسیر کہ اس کی آگہی چمک
بوالعجب مینا گرے کز یک عمل
وہ کیمیا گر عجیب ہے کہ ایک عمل سے
باقی ۲ اختر ہائے و گوہر ہائے جاں
بقدر ستاروں اور ہان کے جواہر کو
دیدہ حسی زبون آفتاب
حسی آنکہ سوج سے مغلوب ہے
تا زبوں اگر وہ بہ پیش آن نظر
تاکہ اس نظر کے سامنے مغلوب ہو جائیں
کال نظر نوری وایں تاری بود
کیونکہ وہ نظر نوری اور یہ تاری ہوتی ہے

کرامات ۳ و نور شیخ عبداللہ مغربی قدس سرہ
شیخ عبداللہ مغربی قدس سرہ کا نور اور کرامت

شصت سال از شب ندیدم من شعی
ساتھ سال سے میں نے رات کی تاریکی نہیں دیکھی
نے بروز و نے بہ شب از احمد ال
اعتدال کی بدلت نہ دن میں نہ رات میں
شب ہمیں رفیم در دُنبال او
ہم رات کو ان کے پیچھے چلے

گفت عبداللہ شیخ مغربی
شیخ عبداللہ مغربی نے فرمایا
من ندیدم ظلمتے در شصت سال
میں نے ساتھ سال میں کوئی تاریکی نہیں دیکھی
صوفیاں گفتند صدق قال او
صوفیوں نے کہا ہے کہ ان کی بات کی تصدیق کے لئے

دیدہ۔ اس قدر شدید نور کو
دیکھنے کی خدا طاقت عطا فرمادیتا
ہے اور انسان اس کا مشاہدہ کر لیتا
ہے۔ کیمیائے۔ وہ آفتاب حقیقت
ایسی کیمیا ہے کہ اس کے اثر سے
دھواں سورج بن گیا۔ قرآن پاک
میں مذکور ہے کہ ایک مادہ دھوئیں
کی شکل میں تھا جس سے آسمان
بنایا گیا ہے تو ظاہر ہے اسی سے
آسمانی کائنات بھی بنی ہے۔
نادر۔ یہ خدا کی کیمیا گری ہے کہ
اس نے دھوئیں سے سورج بنا دیا۔
مینا گر۔ گنج بنانے والا چونکہ آسمان
کا گنج کی طرح صاف و شفاف
ہے اس لئے یہاں لفظ مینا گر سے
اللہ تعالیٰ کا استعارہ کیا ہے۔
زحل۔ یہ ستارہ سب ستاروں سے
بلند ساتویں آسمان پر ہے۔

۲ باقی۔ جس طرح آسمان اور
سورج اللہ تعالیٰ کی کارگیری سے
بنے جن اسی طرح روح کے
موتیوں کو بھی سمجھ لو۔ دیدہ حسی۔
ہمسائی آنکہ تو اس سورج کو بھی
نہیں دیکھ پاتی ہے۔ مشاہدہ حق
کے لئے ربانی آنکہ کی ضرورت
ہے۔ تازبوں۔ ہمسائی آنکہ
سورج سے مغلوب ہے ربانی آنکہ
سے سورج مغلوب ہو جاتا ہے۔
شعشعات۔ شعاعیں۔ کال نظر۔
ربانی آنکہ نورانی ہے اور ہمسائی
آنکہ تاری سے نار نور کے بالمقابل
تاریک ہو جاتی ہے۔

۳ کرامات۔ شیخ عبداللہ
مغربی کی اس کرامت سے ربانی
آنکہ کے حالات بیان کئے ہیں۔
شعی۔ یعنی رات پنا اور اندھیرا۔
اعتدال۔ یعنی روحانی اعتدال۔
صوفیاں۔ صوفیوں نے بیان کیا
ہے کہ ان کو آزمانے کے لئے ہم
آگہی رات میں ان کے پیچھے
چل پڑے۔ دُنبال۔ پیچھے۔



دربیا بانہائے پر از خار و گوا
گرموں اور کانٹوں سے بھرے جنگوں میں
رُہی بس ناکرہہ میگفتے شب
رات میں منہ موزے بغیر کہتے تھے
باز گفتمے بعد یک دم سُوی است
پھر تھوڑی دیر کے بعد کہتے تھیں جانب
روز گشتہ پی پی بوش گشتہ ما
دن نکلے ہم ان کے پاؤں چومنے والے ہو گئے؟
روز گشتہ پاش را پائے بوس
دن نکلے ان کے پاؤں چومنے کی وجہ سے
نے ز خاک ہونے ز گل بروے اثر
ان پر نہ خاک کا نشان تھا نہ مٹی کا نشان
مغربی را مشرقی کردہ خدای
اللہ تعالیٰ نے مغربی کو مشرقی بنا دیا تھا
نورِ ایں شمسِ شمسِ فارسِ ست
ستاروں کے اس سورج کا نور تیز رہے
چوں نباشد حارسِ آلِ نورِ مجید
وہ نورِ اعظم کیوں نگہبان نہ ہو گا؟
تو بنورِ او ہمی رو و ز اماں
تو زمینان سے اس کے نور کے ساتھ چلا جا
پیشِ سپہت می رو و آں نورِ پاک
وہ پاک نور تیرے آگے آگے چلے گا
یومِ لایخزی النبی رلاست دل
یومِ لایخزی لیبی کوچ سمجھ

اُوچو ماہ بدر مارا پیش رو
وہ چاند کی طرح ہم سے آگے تھے
ہیں گو آمد میل گن در سُوی چپ
خبردار! گزہ آ گیا بائیں جانب مڑ جا
میل گن زیرا کہ خلدے پیش پاست
مڑ جا کیونکہ پاؤں کے نیچے کاٹنا ہے
زانکہ بودش پاک از گل ہر دوپا
کیونکہ ان کے دونوں پاؤں مٹی سے صاف تھے
گشتہ پاپاش چو پاپائے عروس
ان کے پاؤں لہن کے پاؤں کی طرح تھے
نو خراش خار و آسیبِ حجر
نہ کانٹے کی خراش کا (نشان تھا) اور نہ پتھر کی چوٹ کا
کردہ مغرب را چو مشرقِ نورِ زاکا
مغرب کو مشرق کی طرح نور پیدا کرنے والا بتایا تھا
روزِ خاص و عام را او حارسِ ست
عام و خواں کے دن کا وہ نگہبان ہے
کہ ہزاراں آفتاب آرد پدید
جو ہزاروں سورج پیدا کر دے
درمیلِ اژدہا و کژدماں
اژدوں اور پتھروں میں
می گند ہر رہزنے را چاک چاک
وہ ہر رہزن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے
نورِ یسعی بینِ ایلہیم بخواں
نورِ یسعی بینِ ایلہیم پڑھے

۱ گو۔ گڑھا۔ بدر۔ چودھوی کا
چاند۔ رومی۔ یعنی وہ تاریک
رات میں آگے آگے چل رہے
تھے اور بغیر منہ موزے پیچھے چلنے
والوں کو گڑھے اور کانٹوں سے
بچنے کی ہدایت کر رہے تھے۔ یعنی
ان کو نیچے کی چیزیں بھی
اندھیرے میں نظر آ رہی تھیں۔
روز گشتہ۔ یعنی دن نکلنے پر ہم نے
ان کی مزید کرامت۔ یعنی کوان
کے پاؤں پر مٹی بھی نہ لگی تھی تو ہم
نے ازراہ عقیدت اس کے پاؤں
چومے۔

۲ نے ز خاک۔ ان کے
پاؤں پر کانٹے اور پتھر کا کوئی
نشان نہ تھا حالانکہ وہ کانٹوں اور
پتھروں پر چلے تھے۔ مغربی۔ یعنی
مغرب کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی نہیں ہے۔ مشرقی۔ یعنی
مشرق کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔
مغرب۔ غروب آفتاب کے صدا
اندھیرا ہو جاتا ہے۔
مشرق۔ طلوع آفتاب کے بعد
روشن پھیل جاتی ہے۔ شمس۔
یعنی ستارے۔ فارس۔ تیز و
حارس۔ نگہبان۔ نور مجید۔ ذات
حق۔ بنور او۔ یعنی نور حق

۳ پیش۔ خدائی نور سالک
کے آگے آگے چلتا ہے اور اس کو
مہلکات سے بچاتا ہے۔ یوم۔
قرآن پاک میں ہے یوم
لایخزی اللہ النبی والذین
آمنوا معہ نور ہم یسعی
بین ایلہیم و سائمانہم
بقولون زنا انعم لنا نورنا۔
یہ وہ دن ہوگا جبکہ اللہ بغیر کو اور

ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کرنے گا ان کے ایمان کی روشنی ان کے آگے آگے اور ان کے
دائیں جانب چل رہی ہوگی وہ دعائیں کرتے جاتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری اس روشنی کو ہمارے لئے
آخر دم تک قائم رکھ

گر چہ اگر وہ در قیامت آل فزول
از خدا اینجا بخواہید آز مول
وہ نور اگرچہ قیامت میں بڑھ جائے گا
آزمانے کے لئے یہاں بھی خدا سے مانگ لو
کو بہ بخشد ہم بمبغ وہم بماع
نورِ جاں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْبَلاَغِ
کیونکہ وہ اب کو بھی اور کبر کو بھی بخشتا ہے
جان کا نور اور خدا پہچانے کو زیادہ جانتا ہے

باز گروا نیدن سلیمان علیہ اسلام رسولان بلقیس را با آل
حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے قاصدوں کو مع ان بدیوں کے جو وہ
بدیہا کہ آورده یوں دے سونے بلقیس و دعوت سلیمان بلقیس
لائے تھے واپس کر دینا بلقیس کی جانب اور حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان لائے
رہا ایمان و ترک آفتاب پرستی
اور سورج پرستی کے چھوڑنے کی دعوت دینا

۱۔ گرچہ۔ اگرچہ اس نور میں
قیامت میں اضافہ ہو گا لیکن
یہاں بھی اس کے اضافہ کی دعا
کر کے دیکھو۔ کو۔ کیونکہ جب وہ
غیر جان دار چیزوں کو نور عنایت
کر دیتا ہے تو اشرف و المخلوقات کو
کیوں عطا نہ کرے گا۔ نخل۔
شرمندہ ہدیہ لانے والے حضرت
سلیمان کے یہاں سونے کی ار
زانی کو دیکھ کر سونے کا ہدیہ دینے
پر شرمندہ ہو رہے تھے۔ دل۔ اللہ
تعالیٰ کے دربار میں سونے
اور چاندی سے کام نہ چلے گا دل
کی سلامتی کام آئے گی۔

۲۔ این زمرن۔ یعنی یہاں سے
اور سونا لے جاؤ تا کہ تمہاری حرص
کی تسکین ہو۔ کوری تن۔ جسم کی
بے بصیرتی کو اپنے آپ سے دور
کر کے کسی گندی جگہ پھینک دو۔
فرج استر۔ نخچری اگر حاملہ ہو
جائے تو بچہ کی پیدائش میں عموماً
مر جانی ہے لہذا اس کی شرمگاہ پر
سونے کا حلقہ ڈال دیا جاتا تھا
تا کہ وہ حاملہ نہ ہو سکے۔ عاشق۔
عاشق کی کمزوری اور چہرے کی
زردی اس کی زینت ہے۔ کو۔
عاشق کے چہرے کی زردی خدا
کی نظر گاہ سے اور سونے کی کان
سورج کی نظر گاہ ہے جس کی وجہ
سے کان میں سونا تیار ہوتا ہے لہذا
عاشق کے چہرے کی زردی بدر
جہا افضل ہے۔

۳۔ گرفت من۔ ایمان کی پابندی
جہاد کا حملہ ان دونوں معنی کے اعتبار
سے شعر کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ فتنہ
دانہ دانہ کا دیوانہ یعنی وہ پرندہ جو دانہ
کے لالچ میں ہے اگرچہ وہ

باز گر دیدے رسولان نخل
اے شرمندہ قاصد! واپس ہو جاؤ
اِس زمرن بر سر آں زر نہمید
میرے اس سونے کو اس سونے پر رکھو
فرج استر لائق حلقہ زرست
نخچری کی شرمگاہ سونے کے کڑے کے لائق ہے
کہ نظر گاہ خداوندست آل
کیونکہ وہ خدا کی نظر گاہ ہے
گو نظر گاہ شعاع آفتاب
کجا سورج کی شعاع کی نظر گاہ؟
از گرفت من ز جاں اسپر کنید
میری گرفت سے جان کی ذحل بنا لو
مرغ فتنہ دانہ بر بام ست او
دانہ کا عاشق پرندہ بالاخانہ پر ہے
زر شمارا ' دل بما آرید دل
سنا تمہارا ہے ' ہمدے لئے دل لاؤ دل
کوری تن فرج استرا وہید
جسم کے اندھے پن کو نخچری کی شرمگاہ کے حوالے کر دو
زر عاشق زوی زرد و اصرست
عاشق کا سونا ' زرد اور پیلا چہرہ ہے
کہ نظر انداز خورشیدست کان
کان ' سورج کی نظر گاہ ہے
کو نظر گاہ خداوند لباب
کجا علقوں کے آقا کی نظر گاہ؟
گرچہ اکنوں ہم گرفتار منید
اگرچہ اب بھی تم میری گرفت میں ہو
پر گشادہ بستہ دام ست او
پر کھلے ہوئے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے

بالا خانہ پر پرکھلا بیٹھا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے یہ شعر پہلے شعر کے دوسرے
مصرع کی تشریح ہے۔

چوں بدان داد او دل را بجاں
چونکہ اس نے دل کو جان سے دانہ کو دیدیا ہے
آں نظر کہ سُوئے دانہ می کند
وہ نگاہ جو وہ دانہ پر ڈالتا ہے
دانہ گوید گر تو می دزدی نظر
دانہ کہتا ہے کہ اگرچہ د نظریں چراتا ہے
چوں کشانید آں نظر ایں سُو ترا
جب تجھے اس نظر کے اس جانب کھنچ لیا
چوں کشیدت آں نظر اندر نیم
جب تجھے وہ نظر میرے پیچھے لگا دی ہے

۱۔ آں نظر اس کی لپٹائی ہوئی نظر
ماصل اس کے پاؤں کی گرہ سے
دانہ وہ دانہ کو زردیدہ نظروں سے دیکھ
رہا ہے اور وہ اس کے صبر و قرار کو چما
رہا ہے۔ چوں۔ جب اپنی نظر پرند کو
دانہ کی جانب کھنچ لاتی ہے تو پرند کو کھنچنا
چاہیے کہ شکاری اس سے غافل نہیں
بچے اس کو بچائیں گے۔

۲۔ قصہ۔ پرند جس طرح یہ سمجھتا
ہے کہ وہ شکاری کی غفلت سے فائدہ
اٹھا کر دانہ کھا جائے گا اور خود بچھنس جاتا
ہے اسی طرح اس قصہ میں خریدار یہ
سمجھ رہا ہے کہ وہ کاندھ کی غفلت سے
فائدہ اٹھا رہا ہے حالانکہ وہ خود اپنا
تقصان کر رہا ہے۔ گل سرشوی وہ مٹی
جسے گل کر سر ہوا جاتا ہے جیسا کہ
ہندوستان میں ملاتی مٹی ہے۔ گل خولہ
وہ مٹی کھانے والا بلوچ سفید شکر

۳۔ گل خولہ۔ زبان ہزار جیب تراش
ٹھک۔ وہ دل۔ منافق چونکہ وہ مٹی
کے ہاتھوں کے ذریعہ کم توڑتا تھا۔
گفت۔ عطارد نے کہا ترازو کے بٹے
پتھر کی بجائے مٹی کے ہیں۔ ہنکے۔
خریدار نے کہا مجھے قند کی ضرورت
ہے مجھے ہنوں سے کیا بحث ہے جیسے
بھی ہوں۔

قصہ ۲ عطاردے کہ سنگ ترازوئے او از گل سرشوی بود و
اس عطارد کا قصہ کہ جس کی ترازو کا ہات ملاتی مٹی کا تھا اور
دزدیدن مشتری گل خواراں گل ہنگام سنجیدن شکر و
شکر تولنے کے وقت مٹی کھانے والے خریدار کا اس مٹی میں سے چوری کرنا
دیدن عطارد آں را و نادیدہ کردن

اور عطارد اس کو کھنچا اور دیکھا کر دینا

پیش عطاردے یکے گلخوار رفت
ایک عطارد کے پاس ایک مٹی خود گیا
پس بر عطارد طر اس دو دل
اس منافق چالاک عطارد کے پاس
گفت عطاردے جواں بلوچ من
عطارد نے کہا اے جوان! میری شکر
لیگ گل سنگ ترازوئے منست
لیکن میری ترازو ہات مٹی کے ہیں
گفت ہستم در مئے قند جو
اس نے کہا میں ایک ضرورت میں شکر کی جستجو میں ہوں

تاخرو بلوچ وقت خاص وزفت
تاک سفید خاص قند عمدہ خریدے
موضع سنگ ترازو بود گل
ہات کی بجائے مٹی تھی
ہست نیکو بے تکلف بے سخن
بلا مہاند لا کلام عمدہ ہے
گر ترا میل شکر بخردن مست
اگر تجھے خریدنے کی خواہش ہے
سنگ میزماں ہر چہ خواہی باش گو
ترازو کے ہات جو بھی ہو

سنگ چہ بود گل ز شکر بہترست
 پھر کیا ہوتا ہے مٹی شکر سے بھی بہتر ہے
 نو عرو سے یا تم بس خوب فر
 میں نے ایک نئی لہن بہت شاندار ڈھونڈ لی ہے
 کال سیرہ دختر حلوا گرسٹ
 کہ وہ پندہ نشین حلوائی کی بیٹی ہے
 دختر او چرب و شیریں تر بود
 اس کی لڑکی خوب چکنی اور مینھی ہو گی
 ایں بہ وہہ گل مرا میوہ دل ست
 یہ بہتر اور خوب مٹی میرے دل کا میوہ ہے
 او بجائے سنگ آں گل را نہاد
 اس نے پتھر کے بجائے وہ مٹی رکھ دی
 ہم بقدر آں شکر را می شکست
 اس مٹی کی بقدر شکر توڑنے لگا
 مشتری را منتظر آنجا نشاندا
 اس نے خریدار کو اس جگہ انتظار میں بٹھا دیا
 گل ازو پوشیدہ دزدیدن گرفت
 اس سے چھپا کر مٹی چینی شروع کر دی
 چشم او بر من قد از امتحاں
 اور اس کی نظر بطور آزمائش مجھ پر پڑ جائے
 کہ فزوں تر دزد ہیں اے زوی زرد
 کہ اے زرد رو! اور زیادہ چمالے
 زو کہ ہم از پہلوی خودی خوری
 جا کہ تو اپنا ہی نقصان کر رہا ہے
 من ہی خرسم کہ تو کمتر خوری
 میں ڈر رہا ہوں کہ تو بہت کم کھا رہا ہے

گفت با خود پیش آنکہ گل خورست
 پھر اس نے اپنے دل میں کہا مٹی کھانے والے کس کے
 ہمجو آں دلالہ کو گفت اے پسر
 اس دلالہ کی طرح جس نے کہا اے بیٹا
 سخت زیبا لیک ہم یک چیز ہست
 بہت خوبصورت ہے لیکن ایک بات یہ بھی ہے
 گفت بہتر آچنین خود گر بود
 اس نے کہا اگر ایسا ہے تو بہت بہتر ہے
 گر نداری سنگ و سنگت از گل ست
 اگر تیرے پاس پتھر نہیں ہے وہ تیرا بات مٹی کا ہے
 اندراں کفہ ۲ ترازو ز احمداد
 ترازو کے پلائے میں احمداد کے ساتھ
 پس برائے کفہ دیگر بدست
 پھر دوسرے پلائے کے لئے ہاتھ سے
 چوں نبودش تیشہ او دیر ماند
 چونکہ اس کے پاس کھریا نہ تھا وہ دیر تک ٹھہرا رہا
 زویش آں سو بود گل خورنا شکفت
 اس کا رخ اس طرف تھا بے مبرٹی خود نے
 ترس ۳ ترساں کہ نیاید ناگہاں
 ڈرتے ڈرتے کہ وہ اچانک نہ آجائے
 دید عطار آن و خود مشغول کرد
 عطار نے اس کو دیکھا اور اپنے آپ کو مشغول کر دیا
 گر بدزدی از گل من می بری
 اگر تو چرا کر میری مٹی میں سے لے جا رہا ہے
 تو ہی ترسی زمن لیک از خری
 تو مجھ سے ڈر رہا ہے لیکن گدھے پن سے

گل۔ مٹی کھانے والے کے لئے
 تو مٹی شکر سے بھی زیادہ مزیدار ہوتی
 ہے۔ بچو۔ عطار کا ہنوں کی خرابی کو
 ظاہر کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ دلالہ نے
 لڑکی میں خرابی ظاہر کی جو اس نوجوان
 کے لئے اور زیادہ چسپی کا باعث بنی۔
 حلوا اگر۔ حلوائی۔ چرب۔ چونکہ حلوائی
 کے یہاں مٹی اور شکر کی کثرت ہوتی
 ہے۔ میوہ۔ مٹی کھانے والے کے
 لئے مٹی دل پسند چیز ہے۔

۱ کفہ۔ ترازو کا پلاؤ۔ احمداد
 ترازو کی ترازو۔ بقدر آں۔ یعنی مٹی کے
 وزن کی۔ تیشہ۔ شکر جم گئی ہوگی جس
 کے توڑنے کے لئے تیشہ کی ضرورت
 ہوتی۔ آنجا۔ یعنی مکان کے گلے حصہ
 میں۔ رویش۔ یعنی کانٹا کھارخ۔

۲ ترس ترساں۔ یعنی مٹی خود
 کانٹا سے ڈرتا ہوا۔ مٹی چرا رہا تھا۔
 دید۔ مکان دلنے اس کو دیکھ لیا لیکن
 خود کو اور زیادہ مشغول کر دیا تاکہ وہ مٹی
 زیادہ چا سکتے کیونکہ وہ جس قدر مٹی چرا
 لے گا اسی قدر شکر کم چرے گی۔ از
 پہلوئے خود۔ یعنی اپنا ہی نقصان کر رہا
 ہے اس کو شکر کم ملے گی۔

گر چہ مشغول پناں احمق نیم
 اگرچہ میں مصروف ہوں ایسا بیوقوف نہیں ہوں
 چوں بہ بنی مرشکر راز آز مود
 جب تو آنا کر شکر کو دیکھے گا
 مرغ ازاں دانہ نظر خوش می کند
 پرند اس دانہ سے نظر کو خوش کر رہا ہے
 گزرتی چشم کھلے می بری
 اگرچہ تو آنکھ کے گلے سے چراغاں رہا ہے
 ایں نظر از دور چوں تیرست و سم
 یہ نظر بازی دور سے ہی تیرے دور رہا ہے
 مال دنیا دام مرغان ضعیف
 دنیا کا مال کمزور پرندوں کا جاں ہے
 تابدیں ملکہ کہ او دایست ظرف
 یہاں تک کہ اس سلطنت میں جو کہ ایک کبر جاں ہے
 من سلیمان می نخواہم ملک تاں
 میں سلیمان تمہارا ملک نہیں چاہتا ہوں
 کایں زماں ہستید خود مملوک ملک
 کیسک تم اس وقت خود ملک کے غلام ہو
 باز گوئے لے اسیر ایں جہاں
 اے اس دنیا کے قیدی! انا
 اے تو بندہ ایں جہاں محبوب جہاں
 اے تو ارا جہاں کا غلام جان کا قیدی ہے

کہ شکر افزوں کشی تو از نیم
 کہ تو مجھ سے بڑھتی شکر لے جائے
 پس بدانی احمق و غافل کہ بود
 تو مجھ لے گا احمق اور غافل کون تھا؟
 دانہ ہم از دور را ہش می زند
 دانہ بھی دور سے اس پر ڈاکہ ڈال رہا ہے
 نے کباب از پہلوی خود میخوری
 کیا اپنے پہلو کے کباب نہیں کھا رہا ہے؟
 عشقت افزوں می شود صبر تو کم
 تیرا عشق بڑھتا ہے، صبر کم ہوتا ہے
 ملک عشقی دام مرغان شریف
 آخرت کی سلطنت شریف پرندوں کا جاں ہے
 در شکار آیند مرغان شگرف
 عیب پرند شکاری میں آتے ہیں
 بلکہ من برہانم از ہر ہلک تاں
 بلکہ میں تمہیں ہر ہلاکت سے چھڑاتا ہوں
 مالک الملک آنکہ او چہد ز ہلک
 ملک کا مالک وہ ہے جو تباہی سے نجات پا جائے
 نام خود کردی امیر ایں جہاں
 تو نے اپنا نام شاہ جہاں رکھ دیا ہے
 چند گوئی خویش را خواجه جہاں
 تو اپنے آپ کو جہاں کا آقا کہہ کرے گا؟

گرچہ یعنی میرا اور کنا میری
 بیوقوفی نہیں ہے بلکہ فائدہ مند ہے
 چوں۔ جب تو کھر جا کر شکر تو لے گا تو
 پت چلے گا کہ بیوقوف کون تھا
 مرغ۔ پرندہ دانہ کھنے میں اپنا فائدہ سمجھ
 رہا ہے حالانکہ وہی اس کی ہلاکت
 جسانی گلا۔ چونکہ دوسرے مصرع
 میں کباب کا ذکر ہے اس لئے اس
 مصرع میں آنکھ کے لئے گلے کا
 استعمال کیا ہے یعنی ایک شخص کسی
 حسین کے ساتھ نظر بازی کرتا ہے تو
 بظاہر۔ لطف اندوز ہے لیکن ہمیشہ
 کے لئے اپنے لئے پریشانی مول
 ہے لیتا ہے۔

۲۔ ایں نظر۔ نظر بازی کا تیر خود نظر
 باز کے لئے تیر ستم سے اور وہ بھی
 نہ ہر بلا حدیث ہے قنظر منہم
 منسوم من بہام ایلیس۔ نظر
 بازی شیطان کے تیروں میں سے
 نہ ہر بلا تیر سے مل دنیا کی
 ریب و زنت ضعیف الامان اوکل
 کا جاں ہے مومن آخرت کے علاوہ
 ہوتے ہیں۔ مرغان شگرف۔ یعنی
 انبیاء اللہ لایا۔

۳۔ من سلیمان۔ یہ حضرت
 سلیمان کا قصہ کو خطاب ہے۔
 از ہر ہلک۔ چونکہ ستارہ پرستی میں
 ہلاکت ہے کایں زماں۔ دنیا دارانی
 دولت کا غلام ہوتا ہے شاہ تو وہ ہے جو
 اس کی ہلاکت سے بچ نکلے باز
 کون دنیا دار اپنے آپ کو حاکم اور شاہ
 کہتا ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ برعکس
 ہندو مذہبی کا طور۔

دلداری کردن و نواختن سلیمان مرآں رسولان را و دفع وحشت و
 حضرت سلیمان کا ان قصوں کی طہاری کرنا اور نوازنا اور ان کے دل سے تکلیف اور وحشت
 آزار از دل ایشان و عذر قبول ناکردن ہدیہ و شرح کردن ایشان
 کو وہ کہنا ہدیہ قبول نہ کرنے کا عذر اور اس کی ان سے تشریح کرنا

۱۔ میں رسول۔ یعنی اب تم میری جانب سے قاصد بن کر جاؤ۔ بڑا من۔ یعنی میرا ہدیہ کو واپس کرنا تمہارے لئے مفید ہے تم ایمان لے آؤ گے پیش بلیقیس۔ تم اپنے واقعات جا کر بلیقیس کو سناؤ اور بتاؤ کہ چالیس منزل تک تم سونے کی زمین پر چل کر میرے پاس پہنچے تھے وز جنس۔ ہدیہ بھی کہو کہ ہمیں سونے کا ہدیہ پیش کرنے میں شرمندگی ہوئی تھی۔ تاباند۔ تاکہ بلیقیس یہ سمجھ جائے کہ ہم اس کی دولت کے طالب نہیں ہیں۔

۲۔ حق۔ محشر کے دن زمین چاندی جیسی کر دی جائے گی اور یہاں جو سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمادے گے کہ ان کے یہاں سونے چاندی کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ فارغیم۔ ہم سونے سے بے نیاز ہیں ہم تو انسان کو ایمان عطا کر کے ذریعہ بنادیتے ہیں۔ کیسیا گر۔ مومن شخص بن جاؤ گے کیسیا گر بن جاؤ گے شعر کیسیا و سیسیا و رسییا کس عناد جز بذات اللہیا ترک آخرت کے ملکوں کی خاطر دنیا کی سلطنت کو خیر باد کہو۔

۳۔ تختہ بند۔ قید خانہ لکڑی کا وہ کدّا جس میں پاؤں پھنسا کر قید کر دیتے تھے صدر جس مقام کو صدر مقام سمجھا ہے وہ وہاں کی جگہ ہے ریش۔ تراکھو خود تیری داڑھی پر نہیں چلا ہے ہندہ تیری منشا کے خلاف سفید نہ ہوتی۔ مالک الملک۔ اس بادشاہت اس کی ہے جو اللہ کے ہاں میں سرنیزا جھکا دے وہ اس کو اس دنیا کی حکومت کے علاوہ اور حکومتیں عطا فرماتا ہے۔

اے رسولوں می فرستم تاں رسول

اے قاصد! میں تمہیں قاصد بنا کر بھیجتا ہوں

پیش بلیقیس اُنچہ دیدید از عجب

بلیقیس کے سامنے جو تم نے عجب بات دکھی

کہ چل منزل بڑھی زر بدید

کہ چالیس منزل تک تم سونے پر تھے

تابداند کہ بزر طامع نہ ایم

تاکہ وہ سمجھ جائے کہ ہم سونے کے لالچی نہیں ہیں

آنکہ گر خواہد ہمہ خاک زمیں

۱۱ کہ اگر وہ چاہے زمین کی تمام مٹی

حق آبرائے آل گند اے زر گزریں

اے سونا کو پسند کرنے والے اللہ تعالیٰ ہی لئے کرے گا

فارغیم از زر کہ مائس پر فغیم

ہم سونے سے بے نیاز ہیں کیوں کہ ہم ماہرین ہیں

از شہما کے گدیہ زر می کنیم

ہم تم سے سونے کی بجیک کب مانگتے ہیں؟

ترک آں گیرید گر ملک سب است

اس کو چھوڑ دو خولہ سب کا ملک ہو

تختہ سب دست آنکہ تختش خواندہ

جس کو تو نے تخت کہا ہے اور وہ کانٹہ ہے

پادشاهی نیستت بر ریش خود

تیری اپنی داڑھی پر بھی حکومت نہیں ہے

بے مراد تو شود ریش سفید

تیری ریش کے خلاف تیری داڑھی سفید ہو جاتی ہے

مالک الملک ست ہر گش سر نہد

جو اس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہ بادشاہ ہے

رو من بہتر شمارا از قبول

میرا روکنا تمہارے لئے قبول کرنے سے اچھا ہے

باز گوئید از بیابان ذہب

سونے کے جنگل کی بات کہو

وز جنس ہدیہ نخل چوں می شدید

لو ایسے ہدیہ سے تم کس طرح شرمندہ ہوئے

مازر از زر آفرس آوردہ ایم

ہم سونا پیدا کرنے والے سے سونا لے آئے ہیں

سرسر بسر زر گرود و زر شمیں

پوری سونا اور قیمتی موتی بن جائے

روز محشر اس زمین را نقرہ گیس

اس زمین کو محشر کے دن چاندی جیسی

خاکیاں را سر بسر زر میں کنیم

ہم مٹی والوں کو مجسم سونے کا بنا دیتے ہیں

ما شمارا کیسیا گرمی کنیم

ہم تمہیں کیسیا گرم کر بناتے ہیں

کہ دن آبد گل بس ملکہاست

کیونکہ دنیا سے باہر بہت سے ملک ہیں

صدر پنداری و بر در ماندہ

تو نے صدر مقام سمجھا ہے اور تو ہواؤ پر پڑا ہے

پادشاهی چوں گنی بر نیک و بد

ہر اچھے اور برے پر تو پادشاهی کا دعویٰ کیوں کرتا ہے؟

شرم دار از ریش خود اے کثر امید

اے تیری تمنا والے اپنی داڑھی سے شرم

بے جہان خاک صد ملکش و بد

خدا کی دنیا کے علاوہ اس کو سلطنتیں عطا کرتا ہے

لیک! ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
لیکن خدا کے سامنے ایک سجدہ کا ذوق
پس بنالی کہ نخواہم ملکہا
پھر تو رونے لگا کہ میں سلطنتیں نہیں چاہتا ہوں
باد شہانِ جہاں از پدِ رگی
دنیا کے بادشاہوں نے بدلتی کی وجہ سے
ورنہ اوہم وار سرگردان و دنگ
ورنہ حضرت ابراہیم کی طرح جہان لہ پریشان ہو کر
لیک حق بہر ثباتِ ایں جہاں
لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جہان کے بقا کے لئے
تاشو و شیریں برایشاں تخت و تاج
تاکہ ان کے لئے تخت و تاج شیریں بن جائے
از خراجِ ارجع آری زر چو ریگ
اگر تو خراج سے ریت کی طرح سونا جمع کرے گا
ہمرہ ۲ جانت نگر و ملک و زر
سلطنت لہ سونا تیری روح کا ساتھی نہ بنے گا
تابہ بنی کایں جہاں چاپست تنگ
تاکہ تو دیکھ لے کہ یہ دنیا تنگ کنویں ہے
تا بگوید ۳ چوں ز چاہ آبی بیام
تاکہ جب تو کنویں سے بلاخانہ پر آئے کہے
ہست درچہ انعکاساتِ نظر
کنویں میں نظر کے عکس ہیں
وقتِ بازی کو دکاں را از اختلال
خللِ دماغ سے کمیل گد کے وقت بچوں کو

خوشتر آید از دو صد دولتِ ثرا
تجھے دو سو سلطنتوں سے بھلا معلوم ہو گا
ملکِ آن سجدۂ مسلم گن مرا
اس سجدہ کی سلطنت میرے لئے مقرر فرما دے
یو نبروند از شرابِ بندگی
بندگی کی شراب کی خوشبو نہیں سونگھی
ملک را برہم زوندے بے درنگ
فورا سلطنت کو چھوڑ دیتے
مہرِ شال بہادِ بر چشم و دہاں
ان کی آنکھ لہ منہ پر مہر لگا دی ہے
کہ ستانیم از جہاں داراں خراج
کہ ہم دنیا ملکوں سے خراج لے رہے ہیں
آخر آں از تو بماند مردہ ریگ
بالآخر وہ تجھ سے وراثت میں رہ جائے گا
زر بدہ سمرہ ہستال بہر نظر
سونا دیدے نگاہ کے لئے سمرہ لے لے
یوسفانہ آں رسن آری بچنگ
یوسف لہ وہ ہی ہاتھ میں پکڑ لے
جان کہ یبشراہی لیٰ ہلنا غلام
روح میرے لئے بشت ہے یہ لڑکا ہے
کترین آنکہ نماید سنگ زر
سب سے کم یہ ہے کہ پھر سونا نظر آتا ہے
می نماید آں خوفہا زر و مال
وہ ٹھیکریں سونا لہ مال نظر آتی ہیں

۱۔ ایک لیکن جب سجدہ کا ذوق پیدا ہو جائے گا تو سلطنتوں سے بیزار ہو جائے گا اور خدا سے دعا کرے گا کہ بس یہی دولت کافی ہے بادشاہوں۔ دنیاوی بادشاہوں چونکہ بندگی کی مستی سے ناواقف ہیں اس لئے وہ سلطنت کے شوق میں جلا ہیں اگر وہ واقف ہو جائے تو حضرت ابراہیم کی طرح سلطنت پر لات مار دیں لیکن حق۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کا نظام چلانا ہے اس لئے ان کو اس لذت سے محروم کر دیا ہے لہذا ان میں کہ ہم دنیا سے خراج وصول کرتے ہیں۔ خراج نکلیں۔ مردہ ریگ۔ وہ مال جو ہر شے لے

۲۔ ہمرہ دنیا کی دولت دنیا میں رہ جاتی ہے روح بھلا کر جاتی ہے۔ سمرہ وہ سمرہ حاصل کر لے جس سے یہ چیزیں بے حقیقت نظر آئیں۔ یوسفانہ حضرت یوسف کی کہے ذریعے کنویں سے باہر آئے تھے تو بھی عملات کی دہی کے ذریعہ سے دنیا کے اس کنویں سے باہر نکل آئے۔ ۳۔ تا بگوید جس وقت حضرت یوسف کنویں سے باہر ہوئے تھے تو اول نکالنے والی چیز اٹھا تھا کہ خوشخبری ہے یہ تو لڑکا ہے اسی طرح تیری روح تیرے کنویں میں سے نکل آنے پر خوش خبری دے گی۔ ۴۔ چہ دنیا میں نظر کا فریب ہے کہ دنیا کی بے حقیقت دولت کو مستی و کھلاوتی سے وقت بازی۔ بے کمیل کو میں ٹھیکریں کو روپیہ سے تصور کر لیتے ہیں۔



عاز فاش! کیسا گر گشتہ آند تاکہ شد کانہا بر ایشاں توفند
اس خدا کو پہچان جانے والے کیسا گر بن گئے ہیں حتی کہ ان کے لئے کاٹیں حقیر ہو گئی ہیں

دیدن درویشے جماعت مشائخ را در خواب و درخواست کردن
ایک درویش کا بزرگوں کے گروہ کو خواب میں دیکھنا اور ان سے بغیر کئی ک مشغولیت
روزی حلال از ایشاں بے مشغول شدن بکسب کہ از عبادت
کے حلال روزی کی درخواست کرنا کہ میں عبادت کرنے سے رو جاتا ہوں اور ان کی
می مانم و ارشاد کردن ایشاں اُورا بمیوہائے تلخ و ترش کوہی
اس کو کڑوے اور کٹھے پہاڑی پھلوں کی جانب رہنمائی کرنا اور ان بزرگوں
و بروے شیریں شدن آں میوہا بدلت آں مشائخ
کی رہنمائی سے اس کے لئے ان پھلوں کا شیریں بن جانا

آں یکے درویش گفت اندر سمر
ایک درویش نے قصہ میں بتایا
گفتم ایشاں را کہ روزی حلال
میں نے ان سے کہا کہ حلال روزی
مرا ۲ سوئے کہستاں را ندند
و مجھے پہاڑ کی جانب لے گئے
کہ خدا شیریں بکرو آں میوہ را
کہ خدا نے وہ پھل بیٹھے کر دیئے ہیں
ہیں بخور پاک و حلال و بے حسیب
ہاں ' پاک اور حلال اور بے حساب کھا
پس مرازاں رزق نطقے زو نمود
پھر اس رزق سے مجھ میں لسی قوت گویا رہنا ہوئی
گفتم میں فتناست لست چہل
میں نے کہا ' اے دنیا کے پان ہدا! یہ فتنہ ہے

شده سخن از من دل خوش یا تم
میری قوت گویا جاتی رہی میں نے مطمئن دل پالیا
چوں آند از ذوق می بشگافتم
ذوق لطف سے میں اندر کی طرح کھلتا تھا

۱ عارفانہ۔ جو عارف باللہ ہیں وہ
خود کیسا گر ہیں ان کی نگاہ میں سونے
کی کوئی وقعت نہیں ہے
آنانکہ خاک را بنظر کیسا کنند
آبا بود کہ گوشہ چشمے ہما کنند
دیدن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود
ہے کہ کل اللہ کی نظر میں دنیا کا مال بیچ
بے اور ان کی ہمت کیسا کا کام کرتی
ہے۔ سمر۔ قصہ خضریاں۔ وہ ابدال
جو حضرت خضر کی طرح نگاہوں سے
پوشیدہ ہیں۔ گفتم۔ میں نے ان ابدال
سے کہا کہ کھانا کھانا تو وہاں ہے لسی
تدبیر بتا دیجئے کہ مجھے بلا کئے حلال
روزی حاصل ہو جائے۔
۲ مر مر۔ وہ لوگ مجھے جنگل میں
لے گئے اور انہوں نے جنگلی پھل
جھارے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ
میرے لئے وہ کڑوے کیے پھل
بیٹھے ہو جائیں۔ صداع۔ درد
سر۔ ان پھلوں کے کھانے سے
میرے کلام میں وہ شیرینی پیدا ہو گئی
کہ لوگ اس پر فریفت ہونے لگے۔
۳ گفتم۔ لولیا اللہ کو اپنی شہرت
اور عوام میں مقبولیت ناگوار ہوتی ہے۔
خند سخن۔ یعنی وہ لطف کلام کی کیفیت
زائل ہو گئی جو عوام کی گردیدنی کا سبب
تھی اور اس میں ایک جذبہ مسرت پیدا
ہو گیا۔

گفتہم ار چیزے نہ باشد در بہشت ا
 میں نے کہا اگر جنت میں اور کوئی چیز نہ ہوگی
 ہج نعمت آرزو ناید دیگر
 تجھے کسی دوسری نعمت کی تمنا نہ ہوگی
 ماندہ بود از گسب یک دوختہ ام
 کمانی میں سے میری ایک دھرتی خج گئی تھی
 غیر این شامی کہ دارم در سرشت
 اس سرشت کے علاوہ جو طبیعت نہ گئی ہے
 زیں نپر دازم بجوز و نیشکر
 اس کو چھوڑ کر میں اخروٹ کھانے کی طرف توجہ نہ کروں گا
 دوخت در آستین جبہ ام
 جس کو میں نے جبہ کی آستین میں ہی لیا تھا

۱۔ در بہشت۔ وہ قلبی کیفیت اس
 قدر پر مسرت تھی کہ اگر جنت میں
 صرف وہی حاصل ہو تو اور کسی چیز کی
 تمنا کی ضرورت نہیں ہے۔ در
 آستین۔ جبہ آستین میں ہاتھی جلی
 تھی۔

۲۔ ہیزم۔ سوختہ جلائے کی لکڑیاں
 - پیش۔ جنگل۔ فارغ۔ میں تو جنگلی
 پھلوں پر گزارہ کر لیتا ہوں لہذا مجھے
 اب کھانے پینے کی کوئی فکر نہیں ہے۔
 رزق خاص۔ شامی دسترخوان کی
 خوراک۔ چونکہ اب مجھے اپنے خلق
 اور کھانے کی فکر نہیں ہے۔ جبہ ایک
 رتی کا لہزن تکلیف کش یعنی لکڑی ہلا
 ح۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔
 میرے اس عطیہ سے اپنا کام چلا لے
 گا۔ ضمیر۔ دل کی پوشیدہ بات۔
 زانگہ اس کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے
 نور کی روشنی حاصل تھی۔ بود۔ وہ لکڑی ہلا
 روشن ضمیر تھا۔ دل کی بات اس پر اس
 طرح ظاہر ہو چلی تھی جس طرح
 چراغ شیشہ کے لپ میں سے نظر آ
 جاتا ہے۔

نیت کردن او کہ این زر بدیں ہیزم کش وہم چوں من
 اس کا سوچنا کہ یہ سونا میں اس لکڑی کے کو دیدوں جبکہ میں نے بزرگوں کی
 روزی حلال یا تم بکرمات مشائخ و نجیدین آل ولی
 کلمات سے حلال روزی پالی ہے اور اس لکڑی کے دلی کا اس
 ہیزم کش از ضمیر و نیت او
 کمال کی بات اور نیت سے نجید ہونا

آں یکے درویش ہیزم ۲ می کشید
 ایک مہربان لکڑیاں لا رہا تھا
 پس بگفتہم من زر و زری فارغ
 میں نے سوچا کہ میں روزی سے بے نیاز ہوں
 میوہ مکروہ بر من خوش شد دست
 تاکہ پھل میرے لئے عمدہ ہو گئے ہیں
 چونکہ من فارغ شد ستم از گلو
 چونکہ میں خلق کے معاملہ سے فارغ ہو گیا ہوں
 بدہم این زر را بدیں تکلیف کش
 اس مصیبت بھرنے والے کو یہ سونا دیدوں
 خود ضمیرم را ہی دانست او
 اس نے خود میرے دل کی بات جان لی
 بود پس پیشش بر ہر اندیشہ
 اس کے لئے ہر خیال کا رد
 نحت و ماندہ زبیشہ در رسید
 تنکا ہا جنگل سے آیا
 زیں سپس از بہر رزق نیست غم
 اس کے بعد مجھے روزی کی فکر نہیں ہے
 رزق خالصہ جسم را آمد بد دست
 خاص رزق جسم کو حاصل ہو گیا ہے
 جبہ چندست این بدہم بدو
 چند رتیاں ہیں یہ میں اس کو دیدوں
 تا دوستہ روزک شود از قوت خوش
 تاکہ دو تین دن کے لئے وہ خوراک سے مطمئن ہو جائے
 زانکہ سمعش داشت نور از شمع ہو
 کیونکہ اس کی شمع میں اللہ تعالیٰ کی شمع کا نور تھا
 چوں چراغے در رون شیشہ
 آئینہ کے اند کے چراغ کی طرح تھا

بود بر مضمون دلہا او خبیر
 وہ دونوں کے مضمون بہتے وہاں تھا
 در جواب فکر تم آں بوالعجب
 وہ عجب احوال والا میرے خیال کے جواب میں
 کَیْفَ تَلَقَى الرَّزْقَ اِنْ لَمْ یَرِزْ قُوک
 اگر وہ تجھے رزق نہ دیں تجھے رزق کیسے ملے
 برہم میز و عتابش نیک نیک
 لیکن اس کے قصہ کا اثر میرے دل پر بہت زیادہ پڑا
 تنگ ہیزم را نہاد از پشت زیر
 ایندھن کا گھڑ کر سے نیچے رکھ دیا
 لرزہ بر ہفت عضو من فدا
 میرے ساتوں اعضاء پر لرزہ طاری ہو گیا
 کہ مبارک دعوت و قرخ پے اند
 جو بابرکت دعا والے لہ مبارک قدم ہیں
 ایں زماں ایں تنگ ہیزم زر شود
 اسی وقت یہ ایندھن کا گھڑ سونا بن جائے
 ہچو آتش بر زمیں می تافت خوش
 عمکی سے زمین پر آگ کی طرح چمک رہا تھا
 چونکہ با خویش آدم من از ولہ
 جب میں حیرانی کے بعد ہوش میں آیا
 بس غیورند و گریزاں ز لشہار
 بہت غیرت مند لشہرت سے بھاگنے والے ہیں
 بے توقف ہم براں حالے کہ بود
 بلا تاخیر اسی حالت پر جیسا کہ تھا
 مست شد درکار او عقل و نظر
 اس کے معاملہ میں عقل و نظر مست ہو گئی

بیچ پنہاں می نشد از قے ضمیر
 دل کی کوئی بات اس سے نہ چھٹی تھی
 پس ہی منکید! با خود زیر لب
 تو خود بخود آہستہ آہستہ بڑھ گیا
 کہ چٹھیں اندیشی از بہر ملوک
 تو شاہوں کے بارے میں ایسا سوچتا ہے
 من نمی کردم سخن را نہم لیک
 میں نے بات اچھی طرح نہ سمجھا
 سوئے من آمد بہیبت ہچو شیر
 وہ شیر کی طرح بیت سے میری جانب آیا
 پر تو حالے کہ او ہیزم نہاد
 اس حالت کے اثر سے کہ اس نے ایندھن کا گھڑ رکھا
 گفت یارب گر خرا حاصل حتی اند
 اس نے کہا خدا اگر تیرے مخصوص بندے بندہ ہیں
 لطف تو خواہم کہ مینا گر شود
 تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جو کیسا کر بن جائے
 در زماں دیدم کہ ز رشد ہیزم مش
 میں نے اسی وقت دیکھا کہ ایندھن سونا ہو گیا
 من درال بنخود شدم تا دیر گہ
 میں اس اثنا میں دیر تو بیہوش رہا
 بعد ازاں گفت اے خدا گراں کبار
 اس کے بعد اس نے کہا اے خدا اگر وہ بڑھے لوگ
 باز ایں لاند ہیزم ساز زود
 اس کو پھر جلد ایندھن کا گھڑ بنا دے
 در زماں ہیزم شد آل انحصان زر
 اسی وقت وہ سونے کی شاخیں ایندھن کا گھڑ بن گئیں

منکید۔ وہ بڑ بڑایا۔ بوالعجب۔
 چونکہ اس سے کلمات ظاہر ہو رہی
 تھیں۔ منکید۔ یعنی اولیاء اللہ۔
 کیف۔ رزقوں کا انتظام ابدال کے
 پر ہوتا ہے۔ من۔ میں ان کی بات
 تو نہ سمجھا لیکن ان کے قصہ کا اثر
 میرے قلب پر ظاہر ہوا۔
 ح۔ سوتی من۔ وہ لکڑی بڑا بڑا
 لکڑیوں کا گھڑ زمین پر ڈال کر شیر کی
 طرح میری طرف آیا تو میں اس کی
 ہیبت سے کانپنے لگا۔ ہفت عضو۔ ہفت
 اعضاء۔ دونوں ہاتھ دونوں پاؤں۔ سینہ
 پشت سر۔ گفت۔ اس لکڑی کے نیچے
 کہا اے خدا اگر تیرے مہربان بارگاہ
 زندہ ہیں جن کی دعا مقبول ہوتی ہے تو
 میں تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جس
 سے یہ سب لکڑیاں سونے کی بن
 جائیں۔
 ح۔ درماں۔ اس کی دعا سے وہ
 لکڑیاں سونے کی ہو گئیں۔ ط۔
 حیران۔ بعد ازاں لکڑیاں کا سونا بن
 جانے کے بعد اس نے دعا شروع کر
 دی کہ تیرے مقبول بندے چونکہ
 شہرت سے بھاگتے ہیں لہذا میری
 کرامت شہرت کا باعث بن جائے
 گی لہذا تو ان لکڑیوں کو اصل حالت پر
 کر دے تاکہ میری شہرت نہ ہو
 جائے وہ لکڑیاں پھر اصل حالت پر ہو
 گئیں۔ درماں۔ اس کی دعا سے وہ
 لکڑیاں پھر اصل حالت پر آگئیں۔
 حسان۔ غصن کی جمع۔ ٹہنی۔
 شاخ۔

بعد ازاں ایرداشت ہیڑم رادرفت
 اس کے بعد اس نے ایمن کا گھر اٹھایا اور چل دیا
 خواستم تا درپے آل شہ روم
 میں نے چاہا کہ اس شہ کے پیچھے جاؤں
 بستہ کرد آل ہیبت او فرمرا
 اس کی اس ہیبت نے مجھے ہانپ دیا
 ور کے را رہ شود گو سر فشاں
 اور اگر کسی کے لئے راستہ ہو کہ وہ سر قربان کرے
 بس غنیمت دار آل توفیق را
 اس توفیق کو بہت غنیمت سمجھ
 نے چو آل ابلہ کہ یابد قرب شاہ
 نہ کہ اس ہیبت کی طرح جس کو شہ کا قرب حاصل ہو
 چوں ز قربانی دہندش بیشتر
 جب وہ اس کو قربانی کا زیادہ حصہ عطا کریں
 نیست این از ران گاواے مفتری
 اسے بھولنے! یہ گائے کی ران نہیں ہے
 بذل شاہان ست این بے رشوتے
 یہ بغیر رشوت کے شاہوں کا تحفہ ہے

سوی شہر از پیش من اوتیز و تفت
 شہر کی جانب میرے سامنے سے تیز اور گرم
 پرسم ازوئے مشکلات و بشنوم
 اس سے مشکل باتیں پوچھوں اور سنوں
 پیش خاصاں رہ نہاشد عامہ را
 عوام کے لئے خواہں کے سامنے کوئی راستہ نہیں رہتا ہے
 کال بود از رحمت و از جذب شاں
 کیونکہ وہ فن کی رحمت اور کشش سے ہوتا ہے
 چوں بیابی صحبت صدیق را
 جب تو کسی صدیق کی صحبت حاصل کر لے
 اہل و آساں در خنداں دم زراہ
 اسی وقت آہنگی اور آسانی سے راہ سے بھٹ جائے
 پس بگوید ران گاوست این مگر
 تو وہ کہنے لگے کہ شاید گائے کی ران ہے
 ران گاوت می نماید از خری
 تجھے گدھے بن سے گائے کی ران دکھائی دے ہی ہے
 بخشش محض ست این از رحمتے
 یہ شفقت سے خالص بخشش

۱ بعد ازاں۔ جب لکڑیاں اصل
 حالت پر ہو گئیں تو وہ ان کو لے کر چل
 دیا۔ مشکلات۔ یعنی سلوک کے
 مشکل مسائل۔ بستہ میں اس قدر
 مغلوب ہوا کہ میرے پاؤں نہ اٹھے
 جو اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے ہوتے
 ہیں عوام کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی
 سے جا کر ہوتی تھی ہے تو یہ بیان بزرگوں
 کی کشش ہوتی ہے لہذا اس پر قربان
 ہو جانا چاہیے۔ صدیق۔ وہ شخص جو وہ
 ولایت کے آخری مراتب پر ہو۔
 نے۔ یعنی ہونا چاہیے کہ قرب حاصل
 ہوتے ہی گمراہی اختیار کر لے۔
 ۲ پس بگوید۔ مشہور ہے کہ کسی
 بادشاہ نے اہل حدیث کے ذہنوں کی قربانی
 کی اور فقرا میں تقسیم کی ایک فقیر کو ایک
 ران ملی اس نے ذب کی ران اس قدر
 فریب بھی نہ دیکھی تھی تو بولا۔ گائے کی
 ران سے یعنی اس نے انعام کو نہ پہچانا
 اور قدر نہ کی۔ نیست۔ وہ فقیر جو ہونا تھا
 وہ ران اہل تقسیم کے ذب کی تھی یعنی اس
 صحبت کی قدر و قیمت کو پہچانا چاہیے
 اور اس کی ناقدری نہ کرنی چاہیے۔
 خری۔ گدھا چرن۔

۳ تحریص۔ پہلے بتایا تھا کہ
 بزرگوں کی صحبت ان کی کشش سے
 حاصل ہوتی ہے اب حضرت سلیمان
 کے واقعہ سے سمجھاتے ہیں کہ بلیقیس
 اور اس کی قوم کا حضرت سلیمان تک
 پہنچنا یہ حضرت سلیمان کی کشش
 سے تھا۔ جذب۔ کشش۔ کہ برآمد۔
 اس وقت رحمت خداوندی کا سمندر
 جوش میں ہے جلد آ کر فیضیاب ہو
 جائے۔

تحریص ۳ کردن سلیمان رسولان را بر عجیل کردن
 حضرت سلیمان کو تھمروں کو ایمان لانے کے لئے بلیقیس کی

بجرت بلیقیس بہر ایماں

ہجرت میں جلدی کرنے کی ترغیب دینا

بچناں کہ شہ سلیمان در نبرد
 جیسا کہ شہ سلیمان نے جنگ میں
 کہ بیاید اے عزیزاں زود زود
 کہ اے عزیزو! جلد جلد آ جاؤ
 جذب خیل و لشکر و بلیقیس کرد
 بلیقیس کی جماعت اور لشکر کو کھینچ لیا
 کہ برآمد موجہا از بحر جود
 کیونکہ خلافت کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگی ہیں

جوشِ موحش ہر زمانے صد گہر
ہر وقت اس کی موج کا جوش سینکڑوں موتی
کایں زماں رضواں درِ جنت کشاد
کیوں اس وقت رضوان نے جنت کا دروازہ کھول دیا ہے
سوی بلیقیس و بدیس دیں بگروید
بلیقیس کی جانب اور اس دین کے گرویدہ ہو جاؤ
زود کان اللہ یدعوا بالسلام
جلد کیونکہ اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے
کہ فتوح است اس زماں و فتح باب
کیونکہ اس وقت انعامات اور دروازے کی کشادگی ہے
ماطلب یابی ازاں یارِ وفا
تاکہ تو اس با وفا دست سے طلب حاصل کر لے
تا بیابی ہچمو او ملک خلود
تاکہ تو اس کی طرح بیخوشی کی سلطنت حاصل کر لے

سوی اساعل می فشقہ بے خطر
بغیر کسی خطرے کے ساحل کی جانب پھینک رہا ہے
المصلا کتفیم اے اہل رشاد
اسے ہدایت پانے والا ہم نے دعوت دیدی
پس سلیمان گفت اے پریکاں روید
پھر سلیمان نے کہا اے قاصدوا جاؤ
پس ۲ بگوئدش بیا اینجا تمام
پھر اس سے کہو مکمل طور پر یہاں آ جائے
ہیں بیا اے طالب دولت شتاب
ہاں اے دولت کے طالب جلد آ جا
اے کہ تو طالب نہ تو ہم بیا
اسے وہ کہ جو طالب نہیں ہے یا تو بھی آ جا
مُلک برہم زن تو اوہم وار زود
تو اوہم کی طرح جلد ملک کو خیر باد کہہ دے

۱۔ سوی ساحل۔ وہ سمندر جوش میں ہے اور کنارے پر سینکڑوں موتی پھینک رہا ہے جلد آ کر ان کو حاصل کر لو۔ المصلا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اس وقت جنت کے دروازے کھل گئے ہیں اور دعوت عام ہے۔ رضوان۔ دروازہ جنت دیں بگروید۔ یعنی میرا پیش کردہ دین اختیار کر لو اور ستارہ برقی چھوڑ دو۔

۲۔ پس۔ حضرت سلیمان نے قاصدوں سے کہا کہ تم بلیقیس سے جا کر کہو کہ سب یہاں آ جائیں اور سلامتی اختیار کر لیں۔ دولت۔ یعنی آخرت۔ فتوح۔ غنمی انعامات۔ فتح باب۔ یعنی رحمت کے دروازے کی کشادگی اے کہ جو طالب بھی نہیں وہ بھی آ جائے یہاں آ کر طالب صادق پیدا ہو جائے گی۔ لوہم وار۔ حضرت ابراہیم لوہم نے خراسان کی سلطنت چھوڑ کر تقیری اختیار کر لی تھی۔

۳۔ سریر۔ تخت۔ حارساں۔ حارس کی جمع ہے نگہبان۔ واروگیر۔ یعنی فرانس۔ رنود۔ رند کی جمع ہے مقصد۔ بدعاش۔ عداوت۔ عادل۔ بادشاہ کو پہرہ داروں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کامہا۔ یعنی مقاصد۔ چوبک زن۔ فقہ چچی کوٹوں۔ ہچمو۔ صوفیاء کو رباب کی آواز اس عہد کی یاد دلاتی ہے جو ازل میں بنی آدم سے لیا گیا تھا جس کو عہد امت کہا جاتا ہے۔

سبب ہجرت سلطان ابراہیم اوہم و ترک کردن ملک خراسان
حضرت ابراہیم اوہم کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

حارساں برہام اندر دار و گیر
حفاظت ہلالخانہ پر نگہبانی میں تھے
کہ گند زان دفع دُزواں و رنود
کہ ان کے ذریعہ رندوں اور چوروں کو دفع کریں
قاریغ ست از واقعہ ایمن دل سست
حادثہ سے بے نیاز ہے مطمئن دل سے
نے شب چوبک زماں بریا مہیا
نہ کہ رات کو ہلالخانہ پر ڈنکا پینے والے
ہچمو مشنقاں خیال آں خطاب
جو اس خطاب کے خیال کے مشنقوں کا ہے

خفتہ بود آں شہ شبانہ بر سریر
وہ شاہ رات کو تخت پر سوئے ہوئے تھے
قصہ شہ از حارساں آنہم نبود
شاہ کا مقصد محافظوں سے یہ بھی نہ تھا
اوہمی دانست کاں گو عادلست
وہ جانتا تھا کہ وہ منصف ہے
عادل باشد پاسبان کامہا
مقاصد کا حفاظت افسانہ ہے
لیک بد مقصودش از بانگ رباب
لیکن رباب کی آواز سے ان کا مقصد وہ تھا

۱ نالہ۔ یعنی نفیری اور دھول کی
 آواز حضرت اسرائیل کے نغمہ صو کی
 آواز سے مشابہ ہے سرنا۔ نصیری۔
 دہل۔ دھول۔ ناتور کل۔ صو جو
 قیامت میں پھونکا جائے گا۔
 حکیموں۔ حکیمینا غوث نے کہا ہے
 کہ موسیقی کے بارہ مقام آسمان کے
 بارہ برجوں سے سات آوازیں سات
 سیاروں سے چوبیس شعبے دن رات
 کے چوبیس گھنٹوں سے لہراڑا لیس
 ترکیبیں سال کے اڑتالیس ہفتوں
 سے بنائے گئے ہیں۔ بانگ۔ ان
 حکماء کے نزدیک آسمانوں کے
 درمیان ہوا ہے اور اس سے آوازیں
 پیدا ہوتی ہیں اسی کی فعل طبع ہے اور
 گلے کے ذریعہ کی گئی ہے مومنوں۔
 مومن کہتے ہیں کہ یہ سارے لاپ
 اور نغمے حوران بستی کے گلے اور
 جنت کی نہروں کے چلنے کی آوازیں
 اور جنت کے درختوں کے پلنے کی
 آوازیں سے بنے ہیں۔ ماہم۔ ہم
 اگرچہ ہلا راست جنت میں نہ تھے
 کہ وہاں سے ان کو سنتے لیکن چونکہ
 ہمارے باؤ آدم وہاں تھے اور ہم انہیں
 کے اجزاء ہیں لہذا ہم نے بھی وہاں
 سے تھے۔

۲ گرچہ اس آب گل کی دنیا
 نے ہمیں جنت کی پوری باتیں بھلا دی
 ہیں پھر بھی کچھ یاد باقی ہے۔ ایک۔
 چونکہ اب نغمے اہلے جسم سے پیدا
 ہوتے ہیں جو آب گل سے بنا ہے
 اس لئے اب اس زیروم سے وہ مستی
 پیدا نہیں ہوتی جو جنت میں طاری
 ہوتی تھی۔ کرب۔ کربتہ جمع ہے
 مصیبت۔ طرب۔ مستی۔ آب۔
 جنت کے کفن جب انسان لاکرتا ہے
 تو ان کی مثل یہ ہے کہ پاک پانی
 پیشاب میں مل جائے تو ظاہر ہے کہ

چیز کے مانند بدایاں ناقور کل
 اس بڑے صو سے کچھ مشابہت رکھتی ہے
 از دوار چرخ بگر قسیم ما
 ہم نے آسمان کی گردش سے لئے ہیں
 می سر ایشدش بطبور و مخلوق
 ظہورے اور گلے سے گاتے ہیں
 نغز گردانید ہر آواز زشت
 ہر بھدی آواز کو حسین بنا دیا ہے
 در بہشت آں لکھیا بشنودہ ایم
 ہم نے وہ ناگ بہشت میں سے ہیں
 یاد ماں آید از آتہا آند کے
 ان سے ہمیں ان کی کچھ یاد آ جاتی ہے
 کے دہدایں زیر و ایں بم الطرب
 تو یہ نیچے لوچے سرہ مزا کہل دیتے ہیں؟
 گشت زامیر بش مزاحش تلخ و تیز
 ملاوٹ سے اس کا مزاج تلخ و تیز ہو گیا
 بول ازاں رو آتشی را می کشد
 پیشاب اسی جہ سے آگ کو بھجا دیتا ہے
 کاتش عم را بطبع خود نشاند
 کہ وہ نم کی آگ کو اپنے مزاج سے بھجا دیتا ہے
 کہ در و باشد خیال اجتماع
 کیونکہ اس میں دہل کا خیال ہوتا ہے

نالہ۔ سرنا تہدید و نل
 نفیری کی فریاد اور دھول کی دھک
 پس حکیمان گفتہ اندایں لکھیا
 حکماء نے کہا ہے کہ یہ ناگ
 بانگ گردشہائے چرخ ستا بند خلق
 یہ آسمان کی گردشوں کی آواز جس کو لوگ
 مومنناں گویند کا ثار بہشت
 مومن کہتے ہیں کہ بہشت کے آواز نے
 ماہمہ اجزائے آدم بودہ ایم
 ہم سب حضرت آدم کے اجزا تھے
 گرچہ ہر مار بخت آب و گل شکے
 اگرچہ پانی اور مٹی نے ہمیں شک میں ڈال دیا ہے
 لیک چوں آمیخت با خاک کرب
 لیکن چونکہ وہ نغمے مصیبتوں کی مٹی میں مل گئے ہیں
 آں چوں آمیخت با بول و گمیز
 جب پانی پیشاب اور گندگی سے مل گیا
 چیز سے کے از آب ہستش در جسد
 اس کے وجود میں کچھ پانی ہے
 گر نجس شد آب اس طبعش بماند
 پانی اگرچہ ناپاک ہو گیا اس کا مزاج باقی رہ گیا
 پس غذائے عاشقان آمد سماع
 سماع عاشقوں کی غذا بن گئی



اس کی پاکیزگی اور لطافت ختم ہو جائے گی۔ کبیر۔ پیشاب۔

اسے چیز کے پیشاب میں ملے ہوئے پانی میں بھی پانی کے خواہیں کچھ کچھ باقی رہ جاتے ہیں اس کو آگ پر ڈالا جائے تو وہ
 آگ کو بھلا دے گا اسی طرح ان کھوں میں کچھ نہ کچھ اثرات باقی ہیں اور یہ کبیر آتش عم کو بھلا دیتے ہیں۔ پس۔ ان نغموں کا
 سماع چونکہ اصل محبوب کا تصور پیدا کرتا ہے اس لئے یہ عاشقوں کی غذا ہے۔

قوتے لے گیرد خیالات ضمیر
بلکہ صورت گردد از بانگ و صفر
دل کے خیالات قوت حاصل کرتے ہیں
بلکہ آواز اور نغمہ سے مجسم بن جاتے ہیں
آتش عشق از نوہا گشت تیز
آپنجانکہ آتش آں جوز ریز
عشق کی آگ نغموں سے تیز ہو جاتی ہے
جس طرح سے اس اخوت گرانے والے کی آگ

حکایت ۲ آں مرد تشنہ کہ از سر جوز بن جوز در آب می ریخت کہ
اس پیاسے کی حکایت جو اخوت کے درخت سے اخوت پانی میں گراتا تھا جو پانی
در گو بود و در آب نمی رسیدتا بافتادن جوز بانگ آب شنود
گڑھے میں تھا اور وہ پانی تک نہ پہنچ سکتا تھا تاکہ اخوت کے گرنے سے پانی کی آواز سن لے
اور اچوں سماں بانگ آب در طرب می آورد
اور اس کو پانی کی آواز کا سننا مستی میں لاتا تھا

در نغمہ لے بود آب تشنہ راند
پانی گہرے گڑھے میں تھا وہ تشنہ چڑھ گیا
می قتاد از جوز بن جوز اندر آب
اخوت کے درخت سے اخوت پانی میں گرتا تھا
عاقلے گفتش کہ بگذار اے قتا
ایک عقلمند نے کہا اے نوجوان! رہنے دے
بیشتر در آب می افتد شمر ۳
اکثر پھل پانی میں گرتے ہیں
بیشتر در آب می افتد ببین
دیکھا! اکثر پانی میں گرتے ہیں
تا تو از بالا فرود آئی بزیر
جب تک تو اوپر سے نیچے اترے گا
گفت قصد من زین فشاندن جوز نیست
اس نے کہاں جھانسنے سے میرا مقصود اخوت نہیں ہے
در نغمہ لے بود آب تشنہ راند
پانی گہرے گڑھے میں تھا وہ تشنہ چڑھ گیا
می قتاد از جوز بن جوز اندر آب
اخوت کے درخت سے اخوت پانی میں گرتا تھا
عاقلے گفتش کہ بگذار اے قتا
ایک عقلمند نے کہا اے نوجوان! رہنے دے
بیشتر در آب می افتد شمر ۳
اکثر پھل پانی میں گرتے ہیں
بیشتر در آب می افتد ببین
دیکھا! اکثر پانی میں گرتے ہیں
تا تو از بالا فرود آئی بزیر
جب تک تو اوپر سے نیچے اترے گا
گفت قصد من زین فشاندن جوز نیست
اس نے کہاں جھانسنے سے میرا مقصود اخوت نہیں ہے

۱ قوتے۔ اگر سماع میں عالی
ہذبات ہوتے ہیں تو ان میں اجداد
پیدا ہوتا ہے اور خیال مجسم افتاد کر لیتا
ہے آتش عشق۔ عشق کی آگ ان
نغموں سے تیزی پکڑ لیتی ہے جس
طرح اس پیاسے شخص کی پیاس بن
اخرتوں کے گرنے سے تیز ہو رہی تھی
جو پانی میں گر کر آواز پیدا کر رہے
تھے۔ آئندہ حکایت میں مولانا اس کی
تفصیل کرتے ہیں۔

۲ حکایت۔ یہ شخص پیاسا تھا پانی
گہرے گڑھے میں تھا۔ پانی تک
پہنچ نہ سکتا تھا تو اس نے اخوت کے
درخت پر چڑھ کر اخوت توڑ کر پانی
میں پھینکنے شروع کر دیا۔ اخوت کے
پانی میں گرنے سے جو آواز پیدا ہو رہی
تھی اس سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔
نغول۔ گڑھ۔ جوز۔ اخوت۔ حباب
بلبل۔ جو زہل۔ عاقل اس پیاسے کا
فشاندہ سمجھا اور اس نے دیکھا کہ
اخوت پانی میں ضائع ہو رہے ہیں تو
کہنے لگا کہ اخوتوں کا ضائع ہونا تیری
خواہش کو بخلائے گا۔

۳ شمر۔ یعنی اخوت۔ می بود۔
پانی ان اخوتوں کو اپنے اند لے لیتا
ہے۔ آب۔ تیرے اخوت پانی کے
اند ڈوب کر غائب ہو جائیں گے
گفت۔ اخوت پھینکنے والے پیاسے
نے اس عقلمند سے کہا کہ میرا مقصد
اخوت توڑنا نہیں ہے، غور کر مقصد
دوسرا ہی ہے۔

قصداً من آنت کا پید بانگ آب
میرا مقصد یہ ہے کہ پانی کی آواز آئے
تشنہ را خود شغل چہ بود در جہاں
دنیا میں پیاسے کا خود کیا کام ہوتا ہے؟
گرد جوئی و گرد آب و بانگ آب
نہر کے گرد اور پانی کے گرد اور پانی کی آواز کے گرد
ہچمناں مقصود من زیں مثنوی
اسی طرح اس مثنوی سے میرا مقصد
مثنوی ۲ اندر اصول و ابتدا
مثنوی بنیادوں اور ابتداء میں
البتجا برتست و بر امداد تو
تجھ سے اور تیری امداد سے درخواست ہے
مثنوی اندر اصول و در فروع
مثنوی اصول اور فروع میں
مثنوی در استواء در اقول
مثنوی عروج اور غروب میں
در قبول تست عز و مقبلی
تیرے قبول کر لینے میں عزت اور نصیب دہی ہے
در قبول آرند شاہاں نیک و بد
بادشاہ اچھے اور بڑے کو قبول کر لیتے ہیں
چوں نہا لے کاشتی آتش بدہ
جب تو نے پودا لگایا ہے اس کو پانی دے
قصدم از الفاظ او راز تو است
میرا مقصد اس کے الفاظ سے تیرا راز ہے

ہم بہ پیغم بر سر آب ایں جناب
میں یہ بیلے بھی پانی پر دیکھوں
گرد پائے حوض گشتن جادواں
ہیش حوض کے چاروں طرف چکر کاٹنا
ہچمو حاجی طائف کعب صواب
اس حاجی کی طرح جو کعب کا طواف کرنے والا ہے
اے ضیاء الحق حسام الدین توئی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے
جملہ بہر تست و برتست انتہا
سب تیرے لئے ہے اور تجھ پر ہی اس کی انتہا ہے
تکیہ بر اشفاق و بر اسعاد تو
تیری مہربانوں اور مدد پر بھروسہ ہے
میکند زیر لوفی تو رجوع
تیرے جھنڈے کی طرف رجوع کرتی ہے
جملہ آن تست و کردتی قبول
پوری تیری ملکیت میں ہے اور تو نے قبول کر لیا ہے
زانکہ شاہ جان و سلطان دلی
کیونکہ تو جان کا حاکم اور دل کا شاہ ہے
چوں قبول آرند نبود ہیج رد
جب قبول کر لیتے ہیں پھر کبھی رد نہیں ہوتا
چوں کشاوش دادہ بکشا گرہ
جب تو نے کشادگی دی ہے 'گرہ' قبول دے
قصدم از انشاش آواز تو است
میرا مقصد اس کے لکھانے سے تیری آواز ہے

۱۔ قصداً من۔ اخروٹ توڑ کر اس
لئے چینگ رہا ہوں کہ اس کے
گرنے سے پانی کی آواز سن سکوں اور
پانی کے بلبلوں کو دیکھ سکوں۔ جناب۔
پانی کا بلبلہ تشنہ پیاسے کا یہی شغل
ہوتا ہے کہ وہ حوض کے چکر کاٹنے پانی
اور نہر کے چکر لگائے اور پانی کی آواز
سنے اور پیاس کا گھونٹا یا پیاسے جیسا
کہ حاجی کعب کا یا میرید شیخ کا طواف
کرتا رہتا ہے۔ ہچمناں۔ جس طرح
پیاسے کا مقصد پانی کا طواف اور حاجی
کا مقصد کعب کا طواف ہے اسی طرح
مثنوی سے میرا مقصد اے حسام
الدین تم ہو۔

۲۔ مثنوی۔ میری اس مثنوی کی
ابتداء اور انتہا اور سب کچھ تمہارے
لئے ہے۔ البتجا۔ اس میں تمہاری مدد
شامل حال ہے اور مجھے اس کی تکمیل
میں تمہاری مہربانوں اور امداد پر بھروسہ
ہے۔ اصول۔ اصل کی جمع ہے جز۔
فروع۔ فرع کی جمع ہے شاخ۔ یوار۔
جھنڈا، استوار۔ یعنی سورج کی سی
بلندی۔ قول۔ غروب۔ ان۔
ملکیت۔ در قبول۔ اگر تم نے یہ مثنوی
پسند کر لی تو میری نصیب دہی اور عزت
خزلی ہوگی کیونکہ تم میرے دل و جان
کے سلطان اور شاہ ہو۔ در قبول۔ بڑے
لوگوں پر اچھی بری چیز قبول کر لیتے ہیں
اور پھر کبھی اس کو نہیں کرتے ہیں۔

۳۔ چوں۔ اے حسام الدین جب
تم نے مثنوی کا پودا لگایا ہے تو اب اس
کی آبیاری کرتے رہو۔ قصدم۔ میں
مثنوی کے الفاظ میں تمہارے راز اور
احوال بیان کر رہا ہے اور اس کے
بولنے میں میری آواز نہیں بلکہ تمہارا
آواز کام کر رہی ہے۔



عاشق از معشوق حاشا کے جداست
 تو بہ تو بہ، عاشق معشوق سے کب جدا ہوا
 ہست رب انسان ربا جانِ ناس
 لوگوں کے رب کا لوگوں کی جان سے
 ناس غیر جانِ جاں ایشاں نے
 انسان خان کی جان کو پہچاننے والے کے علاوہ نہیں ہے
 تو سر مردم باشد و گو مردمے
 تو نے تھوڑی دیر کے لئے بھی انسان کا رو نہیں دیکھا ہے
 لیک جسمی در تحریمی ماندہ
 لیکن تو ایک مجسمہ ہے اٹکل میں پھنسا رہ گیا ہے
 ترک کن بہر سلیمان نبی
 سلیمان نبی کے لئے چھوڑ دے
 بلکہ از دسواں آل اندیشہ کیش
 بلکہ شہ کرنے والے کے دوسرے
 در دل از دسواں و انکارات و ظن
 دل میں دسواں اور انکاروں اور بدگمانی کے
 چوں ترا در دل بھدم گفتنی ست
 جبکہ تیرے دل میں میرے خلاف باتیں ہیں
 من حمش کردم تو آں را خود بگو
 میں چپ ہو گیا تو اس کو خود کہہ

پیش امن آوازت آوازِ خداست
 میرے نزدیک تیری آواز خدا کی آواز ہے
 اتصالے بے تکلیف بے قیاس
 ناقابلہ بیان عقل میں نہ آنے والا اتصال ہے
 لیک لفظ من ناس نے
 لیکن میں نے انسان کہا ہے، من ناس نہیں کہا؟
 ناس مردم باشد و گو مردمے
 انسان انسان ہوتا ہے، لیکن انسان کہا ہے
 مَرَمِثَ اِذْ رَمِثَ خَوَانِدَه
 تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا تو نے پڑھا ہے
 ملک جسمت را چو بلیقیں ای غبی
 بیوقوف اپنے جسم کے ملک کو بلیقیں کی طرح
 میکنم لاحول نے از گفت خویش
 میں لاحول پڑھتا ہوں لیکن اپنی گفتگو پر نہیں
 گو خیالے می گزند در گفت من
 کیونکہ وہ میری گفتگو پر خیالات لا رہا ہے
 می کنم لاحول یعنی چارہ ۳ نیست
 میں لاحول پڑھتا ہوں یعنی کوئی علاج نہیں ہے
 چونکہ گفت من گرفت در گلو
 چونکہ میری گفتگو تیرے گلے میں پھنس گئی ہے

۱ پیش من۔ یہ آواز اگرچہ تھوڑی
 حلقوم سے نکل رہی ہے لیکن یہ
 حاصلِ فعلی آواز ہے تم عاشقِ خدا ہو
 لہذا خدا سے کب جدا ہو۔ اتصالے
 اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں سے وہ
 اتصال ہے جس کی کیفیت ناقابل
 بیان ہے اور وہ اتصال کسی قیاس میں
 نہیں آسکتا ہے۔ لیک۔ یہ فعلی
 اتصال انسانوں کے ساتھ ہے۔ بن
 مانسوں کے ساتھ نہیں اور انسان وہی
 ہے جو اپنے عاشق کو پہچان لے

۲ ناس۔ بہت سے انسان شکل
 انسان ہیں لیکن ان میں انسانیت
 نہیں ہے مَرَمِثَ۔ جبکہ مردم میں
 آنحضرت نے ایک مٹھی خاک و شمنوں
 کی طرف پھینکی جس سے وہ مہبوت
 ہو گئے قرآن پاک نے اس کے
 بارے میں فرمایا وہ خاک تم نے نہیں
 پھینکی ہم نے پھینکی یہ وہ اتصال ہے
 جو میں سمجھا رہا ہے۔ لیک جسمی۔ لیکن
 تو صرف جسم بلا روح سے اور مرتبہ
 یقین کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ ملک۔ تو
 اپنے جسم کی سلطنت کو اسی طرح
 خیر باد کہتا جس طرح بلیقیں نے
 حضرت سلیمان کی خاطر سلطنت کو
 خیر باد کہہ دیا تھا۔ میکنم۔ یہاں آ کر
 مولانا کو مشنوی کے معترضین کا خیال آ
 گیا فرماتے ہیں میں اپنی گفتگو پر
 لاحول نہیں پڑھتا ہوں بلکہ ان لوگوں
 پر پڑھتا ہوں جن کے دلوں میں
 مشنوی کا انکار اور اس کے متعلق بد
 گمانیاں ہیں۔

۳ چارہ نیست۔ جبکہ مخالفت کی
 ضمانتی ہے تو بجز لاحول کے اور کوئی
 تدبیر نہیں ہے۔ چونکہ اچھا اگر میری
 گفتگو تم لوگوں کے گلے سے نہیں
 اترتی ہے تو پھر اس جیسی مشنوی کہ دو

در بیان ثانی کہ از مقدس بادے بختت نے رابر زمیں نہاد
 اس نے نورا کے بیان میں جس کی مقصد سے گونہ نکلا اس نے ہانسی زمین
 کہا اگر تو از من بہتری زنی بگیر
 پر دکھائی کا اگر تو مجھ سے بہتر جانا جانتی ہے تو لے

اس پر ایک قصہ سناتے ہیں کہ نورا کانے بجاتے ہوئے گونہ خاندان ہو گیا تو اس نے ہانسی اپنی مقصد کے حوالہ کر دی اور
 کہا کہ اگر تو اچھا جانا جانتی ہے تو لے

آں یکسانی کہ خوش نے میز دست
ایک بانسری بجانے والا جو اچھی بانسری بجاتا تھا
نائے را بر کون نہاد او کہ زمن
اس نے بانسری مقعد پر رکھ دی کہ مجھ سے

ناگہاں از مقعدش بادے بجست
اچانک اس کی مقعد سے گھر خارج ہو گیا
گر تو بہتر می زنی ہستاں بزن
اگر تو بہتر بجائی ہے لے لے لے اور بجا

در بیان حمل کردن از ہر بے ادبے و طریق رفت و مدارات سپردن
ہر بے ادب کی برداشت اور زنی اور خاطر تواضع کی رو اختیار کرنے کا بیان

اے مسلمان خود ادب اندر طلب
اے مسلمان! رو طلب میں خود ادب
ہر کرا بنی شکایت می کند
تو جسے دیکھے کہ وہ شکایت کرتا ہے
اس شکایت گوید آں کہ بد خوئیست
یہ شکایت وہ کرتا ہے جو خود بد عادت ہے

نیست لا حمل از ہر بے ادب
نہیں ہے ہر بے ادب کو برداشت کرنے کے علاوہ
کال فلاں کس راست طبع و خوبی بد
کہ فلاں شخص کی طبیعت اور عادت بری ہے
کہ مرآں بد خوئی را او بد گوئیست
کیونکہ وہ اس بد خوئی کی بد گوئی کرتا ہے

زانکہ خوشخوآں بود گو در خمول ۲
کیونکہ اچھی عادت والا وہ ہے جو گوشہ تہائی میں
لیک در شیخ آں گلہ ز امر خداست
لیکن شیخ کا یہ شکوہ خدا کے حکم سے ہے
آں شکایت نیست است اصلاح جبل
یہ شکوہ نہیں ہے روح کی اصلاح ہے

باشد از بد خوئی و بد طبعان حمول
بد عادت اور بد طبیعت والوں کی برداشت کرنے والا ہے
نے پے خشم و مہارات و ہواست
نہ کہ غصہ اور لڑائی اور خواہش نفسانی کی وجہ سے
چوں شکایت کردن پیغمبران
جیسا کہ پیغمبروں کا شکوہ کرنا

نامحولی ۳ انبیاء از امر داں
نبیوں کی عدم برداشت حکم سے مجھ
طبع را گشتند در حمل بدی
انہوں نے زنی کے برداشت کرنے میں طبیعت کو ملا ہے
اے سلیمان در میان زانغ و باز
اے سلیمان! کوئے اور باز میں
بلبل بسیار گورا پر ممکن
بہت بولنے والی بلبل کے پر نہ نونج

ورنہ شمال ست بدرا حلیم شال
ورنہ ان کی بردباری برے کو برداشت کرنی والی ہے
نامحولی گر بود ہست ایزدی
اگر عدم برداشت ہے تو خدا کی ہے
حلیم حق شوبا ہمہ مرغان بساز
اللہ تعالیٰ کا حکم بن جا تمام پرندوں سے بھلا
باز را و کبک را بر ہم مزون
باز اور چکرو کو نہ شیخ

۱ نائی۔ بانسری بجانے والا۔ باد۔
یعنی گھڑ۔ کون۔ میرز۔ حمل۔
برداشت۔ مدارات۔ خاطر تواضع۔
اے مسلمان۔ چونکہ مشنوی کے
مترجمین نے رلا بے ادبی اختیار کی
اس پر برداشت کا مضمون شروع کیا
سے طلب۔ یعنی ایک طالب اور
سالک کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر
ناگہاری کو برداشت کرے۔ ہر کرا۔
جس کو تو دیکھے کہ وہ دوسرے کی برائی
اور شکایت کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ وہ
خود بد عادت سے کیونکہ بد گوئی میں
جھٹلا ہو گیا ہے۔ خوشخو۔ اچھی عادت تو
اس شخص کی ہے جو یوں کو برداشت
کرتے

۲ خمول۔ گمنامی۔ حمول۔
برداشت کرنے والا۔ لیک۔ شیخ بھی
مرید کا شکوہ کرتا ہے لیکن اس کا شکوہ
لڑائی دنگے اور نفس کے تقاضے کے
بنیاد پر نہیں ہوتا ہے بلکہ خداوندی حکم
سے مرید کی اصلاح کے لئے ہوتا
ہے اور شیخ کا شکوہ ایسا ہی ہے جیسا کہ
انبیاء نے تو مومن کا شکوہ کیا ہے۔

۳ نامحولی۔ انبیاء کا غصہ اور شکوہ
خداوندی حکم سے ہوتا ہے طبع راد و حق
نفس لہذا کو مدد چکے ہیں لہذا ان کا
غصہ نفس کی وجہ سے نہیں ہے حکم
ایزدی سے ہوتا ہے سلیمان۔ یعنی
شیخ حضرت سلیمان چونکہ پرندوں کی
بولیاں سمجھتے تھے اس لئے اس
مناسبت سے انھیں اور برسانوں
کو پرندوں کے ناموں سے ذکر کیا گیا
ہے۔ زانغ و باز۔ یعنی اچھے اور برے
انسان۔ بلبل۔ پر گو انسان کو بھی
معاف کر۔

اے دوسرا بلقیس حلمت رازبوں گکھد قومی انہم لا یعلمون

اسے کہ وہ بلقیس تیری ہدایت کے مقابلہ میں ہے کیونکہ میری قوم ہدایت سے دیکھ رہی ہے پہچانتی ہے

تہیذ فرستادن سلیمان پیش بلقیس کہ ہر ار میںدیش بر شرک و حضرت سلیمان کا بلقیس کی جانب دھکی بھیجا کہ شرک پر اصرار نہ کر اور ایمان تاخیر ملکن در ہجرت بہر ایمان لانے کے لئے وطن چھوڑنے میں تاخیر نہ کر

میں بیاہ بلقیس ورنہ بد شود لاشکرت نصمت شود مرشد شود

خبردار بلقیس آ جا ورنہ برا ہو گا تیرا لشکر تیرا دشمن ہو جائے گا پانی کا پانی ہو جائے گا

پردہ دار تو درت را بر کند جان تو با تو بجال خصمی کند

تیرا پہرے دار تیرا دروازہ اکھاڑ دے گا تیری جان جان جان (دول) سے تجھ سے دشمنی کرے گی

جملہ ذرات زمین و آسمان زمین اور آسمان کے سارے ذرے

باد را دیدی کہ با عداآں چه کرد باد را دیدی کہ با عداآں چه کرد

تو نے ہوا کو دیکھا اس نے قوم عدا کے ساتھ کیا کیا؟ تو نے پانی کو دیکھا اس نے طوفان نوح میں کیا کیا؟

آنچه بر فعون زد آں بحر کیس آنچه بر فعون زد آں بحر کیس

جو اس غضب کے دیا نے فعون پر جو حملہ کیا جو اس غضب کے دیا نے فعون پر جو حملہ کیا

واچہ آں بائیل با آں پیل کرد واچہ آں بائیل با آں پیل کرد

اور وہ جو بائیل تے اس ہاتھی کے ساتھ کیا اور وہ جو پھل تے اس ہاتھی کے ساتھ کیا

وانکہ سنگ انداخت داؤدے بدست وانکہ سنگ انداخت داؤدے بدست

اور وہ کہ حضرت داؤد نے ہاتھ سے پتھر پھینکا اور وہ کہ حضرت داؤد نے ہاتھ سے پتھر پھینکا

سنگ می بارید بر اعدائے لوط سنگ می بارید بر اعدائے لوط

حضرت لوط کے دشمنوں پر پتھر برستے تھے حضرت لوط کے دشمنوں پر پتھر برستے تھے

ما بگویم از جمادات جہاں ما بگویم از جمادات جہاں

اگر میں دنیا کی بے جان چیزوں کے بارے میں بتاؤں اگر میں دنیا کی بے جان چیزوں کے بارے میں بتاؤں

۱۔ دوسرا بلقیس۔ یعنی وہ میرین

جو ابھی رول سلوک پر نہیں لگے ہیں۔

اب۔ جس وقت جنگ احد میں

آنحضور کو مشرکین نے زخمی کر دیا تو

آپ نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ عَنِّ قَوْمِي

فَقِيْهِمْ لَا يَفْلَحُوْنَ اے اللہ میری قوم

کو ہدایت دے وہ میرے مرتبہ کو نہیں

جاتے ہیں۔ تہیذ حضرت سلیمان

نے بلقیس کو پیغام بھیجا کہ جلد آ کر

مسلمان ہو جاوے خرابی پیدا ہو جائے

گی۔ لشکرت۔ یعنی تیرا لشکر خود تیرا

دشمن ہو جائے گا۔ مرشد۔ یعنی اطاعت

سے پھر جائے گا۔ پردہ دار۔ چوکیدار

خود را دیدی تو ڈالے گا۔ جان تو۔ تیری

جان خود تیری دشمن ہو جائے گی۔

جملہ ذرات جہاں جس کی کو توجہ کرنا

چاہتا ہے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا

دشمن ہو جاتا ہے۔

۲۔ باد۔ قرآن میں ہے فَاَعَاذَ

فَخَلَعُوْا بَرِيْجَ صُرُصْرِ قَوْمِ عَادِ

آگہی سے ہلاک کر دی گئی۔ آب۔

قرآن میں ہے وَ اَغْرَقْنَا لِبْنِ

كَلْبُشَآءِ اِيْحٰنًا جِنِّ لَوْكُوْنَ نَعْمٰرِي

آیتوں کی تکذیب کی ان کو ہم نے

پانی میں ڈوب دیا۔ فرعون۔ قرآن میں

ہے فَعَشِيْهِمْ مِّنْ قِيَمٍ مَّا عَشِيْهِمْ۔

بس ان کو سمندر نے ڈھاب لیا۔

قارون۔ قرآن میں ہے فَخَسَفْنَا

بِهٖ وَبَدَّلْنَا اَآرَاضَہُمْ نٰہُمْ نٰہُمْ نٰہُمْ

اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

بائیل۔ قرآن پاک میں ہے

فَجَعَلْنٰہُمْ كَصَفِيْحٍ مَّا تُكْوٰل۔ پھر کر

ڈالا ان کو جیسے گھس کا کھلایا ہوا۔ داؤد

حضرت داؤد نے تین پتھر دشمنوں کی

طرف پھینکے تو ان کے صد ہاتھ لگے

ہو کر دشمنوں کے لگے اور وہ ہلاک ہو

گئے۔

۳۔ سنگ۔ قوم لوط سنگار کے لئے قرآن پاک میں ہے لَنُرْسِلَنَّ عَلَیْہِمْ حَاصِرًا مِّنْ طٰہِنٍ تاکہ ان پر شی کے پتھر برسائیں۔ ما بگویم اگر تشریح کی جائے کہ جمادات کے انبیاء کی کیا کیا روکی ہے تو مشنوی کی ضخامت چالیس اذخوں کے بوجھ کی ہو جائے گی۔

مشنوی چنداں شود کہ چل شتر

مشنوی اس قدر ہو جائے گی کہ چالیس لوت

دست اے بر کافر گواہی می دہد

ہاتھ کاٹنے کے خلاف گواہی دے دیتا ہے

اے نمودہ ضد حق در فعل و درس

اے قول و فعل میں اللہ کی مخالفت کرنے والے

جوز ۲ جزوت لشکر حق در وفاق

تیرا جوز جزو بالاتفاق اللہ کا لشکر ہے

گر بگوید چشم را گو را فشار

اگر وہ آنکھ کو کہہ دے کہ اس کو جھک کر

ور بدنیاں گوید او بنما و بال

اگر وہ دانتوں کو کہہ دے کہ تکلیف پہنچاؤ

باز گن طب را بخواں باب اعلل

طب کو کھول بیماریوں کا باب پڑھ لے

چونکہ جان جان ہر چیزے ویست

چونکہ ہر چیز کی جان کی جان وہی ہے

خود رہا گن لشکر دیو و پری

دیو اور پری کے لشکر کو جانے اے

ملک ۳ را بگذار بلقیس از نخست

اے بلقیس! پہلے سلطنت کو چھوڑ اے

خود بدانی چوں برمن آمدی

جب تو میرے پاس آجائے گی خود جان لے گی

نقش اگر خود نقش سلطان یا غنی ست

تصویر خولہ بادشاہ کی ہے یا مالدار کی

زہنت آواز برائے دیگران

اس کی رائے دوسروں کے لئے ہے

گر گشد عاجز شود از بار پُر

اگر اٹھائیں پورے بوجھ سے عاجز آجائیں گے

لشکر حق می شود سر می نہد

اللہ کا لشکر بن جاتا ہے اطاعت کرتا ہے

در میان لشکر اونی پترس

تو اس کے لشکر کے درمیان ہے خوف کما

مر ترا کنوں مطیع انداز نفاق

اب نفاق سے تیرے فرمانبردار ہیں

در چشم از تو برآرد ضد و مار

آنکھ کا درد تیری سہ ہلاکتیں پیدا کر دے گا

پس بہ بنی توز دندان گوشمال

تو تو دانتوں سے سزا پائے گا

تا بہ بنی لشکر تن را عمل

تا کہ تو جسم کے لشکر کا عمل دیکھ لے

دشمنی با جان جاں آساں کے ست

جان کی جان کے ساتھ دشمنی کب آسان ہے

کز میان جاں کندم صفدری

کیونکہ جان کے گندے پیری جانب سے صف شکنی کر لیتے ہیں

چوں مرلیانی ہمہ ملک آن تست

جب تو مجھے حاصل کر لے گی سب ملک تیری ملکیت ہیں

کہ تو بے من نقش گرما بہ بدی

کہ تو میرے بغیر حمام کی تصویر تھی

صورتست از جان خود بے چاشنی ست

تصویر ہے اپنی جان سے بے لذت ہے

باز کردہ یہ ہدہ چشم و د ہاں

خولہ خولہ اس نے آنکھ اور منہ کھول رکھا ہے

۱ دست۔ قرآن میں ہے

وَنُكَلِّفْنَا الْيَنبُوتَ وَتَشْهَدُ اَزْجُهْمُ

بِسْمَا كُنْفُو اِهْكَسُوْنَ۔ یوں ان کے

ہاتھ ہم سے کلام کرینگے اور ان کے

پاؤں گواہی دے گئے گا مولیٰ کی جو

انہوں نے کہے۔ اے نمودہ اللہ تعالیٰ

کے مخالف کو ڈرتا چاہیے وہ اس کی

کائنات کے لشکروں میں گھرا ہوا

ہے۔ یعنی قول۔

۲ تجرہ۔ انسان کا ہر جزو اللہ کا

لشکر ہے فی الحال نفاق سے منکروں کا

ساتھ دے رہا ہے۔ دما۔ ہلاکت۔

دندان۔ دانتوں کا درد انسان کو مصیبت

میں مبتلا کر دیتا ہے۔ باب اعلل۔

طب کی کتابوں کا وہ باب جس میں

بیماریوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہو

جائے گا کہ انسان کے بدن میں کس

قدر امراض چھپے ہوئے ہیں۔ دکن۔

جان کی جان سے دشمنی آسان نہیں

ہے۔ خود۔ اللہ کے بیرونی لشکروں

کے ذکر کو چھوڑو خود انسان کے اندر

ایسے امراض ہیں جو مخالفوں کے صف

شکن ہیں۔

۳ ملک را۔ بلقیس کو خطاب ہے

کہ ظاہری سلطنت کو چھوڑ کر آجا جب

تو ایمان لے آئے گی تمام کائنات

تیری محکوم ہوگی۔ نقش گرما۔ حماموں

میں تصویریں بنانے کا رواج تھا جو

بے جان ہوتی ہیں۔ نقش۔ تصویر خولہ

شاہ کی ہو یا مالدار کی۔ بہر حال بے

جان چیز ہے

دیگراں راتوز خود شناختہ

تو نے دہروں کا اپنے آپ سے جدا کر کے نہیں پہچانا ہے

کہ منم ایں واللہ آں تو نیستی

کہ میں یہ ہوں خدا کی قسم تو وہ نہیں ہے

در غم و اندیشہ مانی تا مخلق

غم اور فکر میں گلے تک رہ جائے

کہ خوش و زیبا و سرمست خودی

جو اچھا اور حسین اور اپنے آپ کا عاشق ہے

صدر خویشی فرش خویشی بام خویش

تو اپنا صدر ہے تو اپنا فرش ہے تو اپنا بالائمان ہے

وال عرض باشد کہ فرغ اوشد دست

جو اس کی فرغ ہے وہ عرض ہے

جملہ ذرات را در خود ہمیں

تمام ذروں کو اپنے اندر دیکھ

چہست اندر خانہ کاندہ شہر نیست

گھر میں کیا ہے جو شہر میں نہیں ہے؟

۱۔ شہماں حجرہ است و دل شہر عجاب

یہ دنیا حجرہ ہے اور دل عجب کا شہر ہے

اے! تو در پیکار خود را باختہ

خبر ہوا تو نے اپنے آپ کو جنگ جہل میں مصروف کر رکھا ہے

تو بہر صورت کہ آئی بیستی

تو جس صورت میں رہتا ہے جم جاتا ہے

یک زماں تنہا بمانی تو ز خلق

اگر تو وہ مخلوق سے تھوڑی دیر کے لئے اکیلا رہ جائے

اس تو کے باشی کہ تو آں اوحدی

تو یہ کب ہے؟ کیونکہ تو وہ مظہر وحدت ہے

مرغ ۲ خویشی صید خویشی دام خویش

تو اپنا پرندہ ہے تو اپنا شکار ہے تو اپنا چال ہے

جو ہر آں باشد کہ قائم با خود دست

جو ہر تو وہی ہے جو خود قائم ہو

گر تو آدم زادہ چوں اوشیش

اگر تو آدم کی پلاد ہے اس کی طرح بیخ

چہست ۲ اندر خم کہ اندر نہر نیست

مٹکے میں کیا ہے جو نہر میں نہیں ہے؟

۱۔ شہماں خم دست و دل چوں خوبی آب

یہ دنیا مٹکا ہے اور دل پانی کی نہر کی طرح ہے

۱۔ اسلوب انسان اپنے بارے میں

بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے

اور دھروں سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھنے

لگتا ہے حالانکہ اس کے وہ تصورات

بالکل خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ ایک

زماں۔ انسان اے آپ کو مقرب

پارگاہ اور مخلوق سے دور سمجھتا ہے لیکن ذرا

تھوڑی دیر کے لئے مخلوق سے علیحدہ

ہو کر دیکھے پھر اس کو معلوم ہو جائے گا

کہ مخلوق سے اس کو کیسا افس ہے۔

اس تو۔ یعنی تو نے یہ سمجھا ہے کہ تو عابد

اور وہ معبود ہے اور دونوں جدا گانہ

چیزیں ہیں یہ غلط خیال ہے۔

اوحدی تو ذات باری کا مظہر ہے اور

حق تعالیٰ اپنے وحدت کے ساتھ تجھ

میں ظاہر ہے اور ان مظاہر اور تعینات

کی کثرت اس کی وحدت کے منافی

نہیں ہے۔

۲۔ مرغ خویشی۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

خود بر سر آں کوزہ خریدہ برآد

جو ہر۔ حضرت حق تعالیٰ قائم بنفسہ ہے

وہی میں موجود ہے بانی موجودت اس

کی شعور ہیں جو اس کے ساتھ قائم

ہیں۔ آدم۔ حضرت آدم تمام ذرات

عالم کلاہی ذات میں مشہور کرتے تھے

کیونکہ ان کی حقیقت تمام حقائق البیہ

تھوڑی سی جامع تھی ان کی اولاد کو بھی ایسا

ہی اوصاف چاہیے۔

۳۔ چہست۔ اس شعر میں عالم کو

ختم اور خانہ سے تعبیر کیا ہے اور قلب

انسانی کو نہر اور شہر سے تعبیر کیا ہے یعنی

جو کچھ عالم میں ہے وہ قلب انسانی

میں اس کی وحدت کی وجہ سے بیخ

اولیٰ ہے انسان عالم کبیر ہے اور دنیا

عالم صغیر ہے۔ پیدا کردہ۔ حضرت

سلیمان نے بقیس پر واضح کیا کہ اس

کو طلب کرنے میں ان کی کوئی ذلی

غرض نہیں ہے محض لہجہ اللہ اس کو

طلب کر رہے ہیں۔

پیدا کردہ سلیمان بقیس را کہ خلصاً لا امر اللہ ست جہد در

حضرت سلیمان کا بقیس پر واضح کرنا کہ تیرے ایمان کے بارے میں کوشش خلصاً اللہ کے

ایمان تو یکدہ غرضے نیست مرانہ در نقش تو وہ نہ در حسن تو وہ نہ در

حکم سے ہے میری ایک ذہ غرض نہیں ہے نہ تیرے نقش و نگار میں تیرے حسن میں نہ تیری

مملکت تو خود بینی چوں چشم جانت باز شود بنور اللہ تعالیٰ کہ بے غرضی ست

سلطنت میں جب تیری روح کی آنکھ اللہ کے نور سے کھلے گی تو خود جان لے گی کہ سب بے غرضی سے ہے



ہیں بیا کہ من رسول دعوتی
خبردار! آجا کینکہ میں دعوت دینے والا رسول ہوں
وہ بود شہوت امیر شہوتم
اور اگر شہوت ہو تو میں شہوت پر حکمراں ہوں
بت شکن بودست اصل اصل ما
بہادی اصل کی اصل بت شکن تھی
گرد آیم از رہے در بتکدہ
اگر میں کسی راستہ سے بت خانہ میں جاؤں
احمد و یوحنا در بتخانہ رفت
محمد اور یوحنا بت خانہ میں گئے
ایں در آمد سر نہند اورا بتاں
یہ اند آئے بتوں نے ان کے سامنے رکھ دیا
ایں جہل شہوتی بت خانہ ایست
یہ شہوت کی دنیا ایک بت خانہ ہے
لیک شہوت بندہ پاکاں بود
لیکن شہوت پاک لوگوں کی غلام ہوتی ہے
کافراں قلب اندو پاکاں ہمجوز
کافر کھونے ہیں اور پاک لوگوں کو سونے کی طرح ہیں
قلب چوں آمد یہ شد در زماں
کھنہ جب داخل ہوا فوراً کالا ہو گیا
دست و پا انداخت اندر بوتہ زر
سونے نے ہاتھ پاؤں کو ٹھلائی میں ڈالے
جسم مار و پوش باشد در جہاں
دنیا میں مارا جسم پردہ ہے
شاہ دیں را منگر اے نادان بطین
اے بیوقوف! دین کے شہ کو مٹی کا تہہ سمجھ

چوں اجل شہوت کشم نے شہوتی
موت کی طرح میں شہوت کو مٹا دیتا ہوں شہوت مٹائیں ہوں
نے اسیر شہوت و زہی بتم
نہ کہ شہوت اور بت کے چہرے کا قیدی
چوں خلیل حق و جملہ انبیا
مثلاً خلیل اللہ اور تمام نبی
بت سجود آرد بمن در معبدہ
عبادت خانہ میں بت مجھے سجدہ کریں
زیر شکن تا آل شکن فرقیست رفت
اس جانے میں اور اس جانے میں ہماری فرق ہے
آں در آید سر نہند چوں امتاں
وہ آتا ہے تو امتیوں کی طرح سر رکھ دیتا ہے
انبیا و کافراں رالا نہ ایست
نبیوں اور کافروں کا ٹھوسلا ہے
زر نسوزد زانکہ نقد کاں بود
سونا نہیں جلتا کیونکہ وہ کان کا خالص ہوتا ہے
اندریں بوتہ درند ایں دو نفر
دونوں شخص اس بھی میں ہیں
زر آمد شد زری او عیاں
سونا داخل ہوا اس کا سونا پنہاں واضح ہو گیا
در رخ آتش ہمی خندو چو خور
وہ سورج کی طرح آگ کے سامنے ہنستا ہے
ماچو دریا زیر ایں گہ در نہماں
ہم اس گھاٹ کے نیچے دریا کی طرح پوشیدہ ہیں
کیں نظر کردہ است ابلیس لعین
کیونکہ یہ نظر ملعون شیطان نے کی ہے

۱ دعوتی۔ یعنی میں ایسا رسول ہوں
جو لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دے
اجل۔ موت۔ قاطع شہوت ہے
نے شہوتی۔ میں شہوت کی بنیاد پر
تھے آنے کی دعوت نہیں دے رہا
ہوں۔ وہ بود۔ رسول میں اگرچہ
عورتوں کی شہوت ہوتی ہے لیکن وہ
شہوت سے مغلوب نہیں ہوتا بلکہ
شہوت پر غالب رہتا ہے۔ زہی بتم۔
یعنی میں کسی حسین کی محبت کا قیدی
نہیں ہوں۔ بت شکن۔ حضرت
خلیل اللہ اور دوسرے نبیوں کا کام
بت شکنی تھا۔ گرد آیم۔ رسول یا گریبت
کدہ میں جاتا ہے تو بت سرخوں ہو
جاتے ہیں۔ احمد و یوحنا۔ کعبہ
میں گئے تو بت سرخوں ہوئے گئے
اور یوحنا جاتا تھا تو خود ان کے سامنے
سجود ہوتا تھا۔

۲ جہاں۔ دنیا شہوت کا گھر
ہے اور نبی اور کافروں میں اس میں تقسیم
ہیں۔ لیک۔ شہوت پاک لوگوں کی
غلام ہوتی ہے ان کی مثال سونے کی
سی ہے سونا بجٹی میں جا کر اور کھراہن
جاتا ہے۔ کافراں۔ کافروں کی مثال
ملع شدہ چیز کی سی ہے جو بجٹی میں جا
کر کالی اور سیاہ ہو جاتی ہے۔

۳ قلب۔ کھراہن میں پڑ کر
اور کھراہن جاتا ہے کھونے کا کھوت
پن نمایاں ہو جاتا ہے۔ بوتہ سارکی
گھٹالی۔ خور۔ خورشید۔ جسم نبیوں کا
عادی جسم ان کا حجاب بن جاتا ہے۔
شاہ دیں۔ مومن کا کام نبیوں کی
روحانی طاقت کو دیکھنا ہے شیطان
نے حضرت آدم کے مٹی کے جسم کو
دیکھا تو ان کا منکر بن گیا۔

بالکے گل تو بگو آخر مہرا
ایک منھی منی سے آخر تو مجھے بتا
برسر نور او برآید سرش
اس کے نور پردہ نور اس خاک کے لوہا آجائے گا
طین کہ باشد گو پوشد آفتاب
منی کیا ہوتی ہے کہ سورج کو چھپانے؟
دود ازیں ملک دوسہ روزہ برآر
اس دو تین روز کی حکمت میں سے ہوں اٹھارے
ترک ملکش را بگو موجب چہ بود
بتان کے سلطنت چھوڑنے کا کیا سبب تھا؟

کے اتواں اندود این خورشید را
اس سورج کو کہل لپا جا سکتا ہے
گر بریزی خاک و صد خاکسترش
اگر تو اس پر منی پور سو رکھیں ڈالے
کہ کہ باشد گو پوشد زوی آب
تکا کیا ہوتا ہے کہ پانی کا چہرہ چھپانے؟
خیز بلقیسیا چو اداہم شاہ وار
اے بلقیس! شاہ لوہم کی طرح اٹھ کھڑی ہو
باز گو احوال ابراہیم زود
ابراہیم کے احوال پھر جلد کہہ

۱ کے توں۔ انبیاء کی روحانی طاقت اور لوصاف خدا کی جسم میں نہیں چھپ سکتے ہیں۔ گر بریزی۔ سورج پر خاک ڈالنے سے وہ نہیں چھپ سکتا۔ کہ دیا کہ سٹخ پراگر گھاس آجائے تو وہ پاکب چھپ سکتا ہے۔ خیز بلقیسیا۔ مولانا کا بلقیس کو خطاب ہے کہ ابراہیم اور ہم کی طرح تو بھی ملک اور سلطنت کو خیر باد کہہ دے۔ یعنی اس دنیاوی سلطنت کو چھوڑ دے۔

۲ برسر۔ حضرت ابراہیم اور اسماء کے وقت اپنے تخت شاہی پر سو رہے تھے کہ چھت پر سے طے پھرنے کی آوازیں آئیں۔ طققن۔ کھٹ کھٹ۔ بام سرا۔ قلعہ کا بلاخانہ۔ زہرہ پتہ۔ نہت۔ روزان قصر۔ کھڑکی۔ مانا پرست۔ انسان کی تو یہ مجال نہیں کہ شاہی بلاخانہ پر رات میں چڑھ آئے۔ یقیناً کوئی بھوت پرست ہے۔

۳ سر فروہ۔ پس من لوگوں نے جھانک کر کہا اہم عااش میں پھر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کہا کیا دھوڑتے ہو انہوں نے کہا لوٹ دھوڑ رہے ہیں۔ کہ جست۔ یعنی لوٹ کو بلاخانہ پر آج تک کسی نے نہیں عااش کیا۔ پس ان لوگوں نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ اگر لوٹ چھت پر عااش کرنا غلط ہے تو خدا کو تخت و تاج پر عااش کرنا کوئی دست بات ہے۔ خود وہاں۔ بس اس واقعہ کے بعد ان کے حالات بدل گئے اور وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

بقیہ قصہ سلطان ابراہیم آدمی روح اللہ رُوْحَہ

حضرت شاہ ابراہیم لوہم کے قصہ کا بقیہ خدا ان کی روح کو تازہ کرے

طققن و ہای و ہوی شب ز بام
را سگو بلاخانہ پر کھٹا اور شور و غل
گفت با خود آتخنیں زہرہ کرا
دل میں کہا ایسا پتہ کس کا ہے
اس نباشد آدمی مانا پرست
یہ یقیناً کوئی انسان نہیں ہے بھوت ہے
ماہمی گردیمیم شب بہر طلب
ہم رات میں عااش میں پھر رہے ہیں
گفت اشتر بام بر کہ جست ہاں
ان (ابراہیم لوہم) نے کہا کہ لوٹ و بھوت پر کس نے دھوڑا ہے
چوں ہمی جوئی ملاقات الہ
لہ تعالیٰ کی ملاقات کیوں عااش کر رہے ہیں؟
چوں پری از آدمی شد نا پدید
پری کی طرح انسانوں سے غائب ہو گئے

برسر ۲ تختے شدید آل نیک نام
اس نیک نام نے تخت پر سے سنا
گا مہلی شند بر بام سرا
محل کی چھت پر بھائی قدم
بانگ زد بر روزن قصر او کہ کیست
انہوں نے محل کی کھڑکی پر پکھا کون ہے؟
سر ۳ فرو کردند قومے یو العجب
کچھ عجیب لوگوں نے سر نیچے کر کے کہا
ہیں چہ می جوئید؟ گفتند اشتر اں
ہیں کیا عااش کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا لوٹ
پس بگفتندش کہ تو بر تخت و جاہ
پھر انہوں نے ان سے کہا آپ تخت اور تاج میں
خود ہماں بد دیگر اورا کس ندید
یہ واقعہ ہوا پھر آپ کو کسی نے نہ دیکھا

معنیش اپنیہاں و او در پیش خلق
ان کا ہاں ہیشہ تھا اور وہ لوگوں کے سامنے تھے
چوں ز چشم خویش و خلقاں دُور شد
جب وہ اپنی اور لوگوں کی نگاہ سے دور ہو گئے
جان سیر غے کہ آمد سوی قاف
سیرغ کی جان جو (کوہ) قاف کی طرف چلی آئی
چوں رسید اندر سب ایں نور شرق
یہ شرق کی روشنی جب سہا میں پہنچی
رُو جہائے مُردہ جملہ پر زوند
سب مردہ رو جس اڑنے لگیں
یکد گر را مرثوہ می داوند ہاں
ایک دوسرے کو خوشخبری دیتا تھا کہ ہاں
زاں ندا و دیہا ہمی گردند گیز
اس آواز سے سب دین قوی ہوتے ہیں
از سلیمان آل نفس چوں نَفخ صور
حضرت سلیمان کے اس مانس نے صور پھونکنے کی طرح
مرثرا بادا سعادت بعد ازیں
اس کے بعد تیرے لئے نیک سختی ہو

خلق کے بیند غیر ریش و دلق
لوگ داہمی اور گدڑی کے سوا کب دیکھتے ہیں؟
ہچو عنقا در جہاں مشہور شد
عنقا کی طرح دنیا میں مشہور ہو گئے
جملہ عالم از اولا فندلاف
تمام لوگ انہاں بناپ اس کی باتیں کرتے ہیں
غلغلے افتاد در بلیقیں و خلق
لوگوں اور بلیقیں میں شہہ بچ گیا
مردگاں از گورتن سر بر زوند
مردوں نے جسم کی قبر سے سر اٹھارا
نیک ندائے می رسد از آسماں
= آواز آسمان سے آ رہی ہے
شاخ و برگ دل ہمی گردند سبز
دل کی شاخ اور پتے سبز ہو جاتے ہیں
مردگاں را وارہانید از قبور
مردوں کو قبروں سے رہائی دے دی
ایں گذشت وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْقٰیۡنِ
یہ گذر گیا "یقیناً اللہ زیادہ جانتا ہے

بقیہ ۳ قصہ اہل سبأ و نصیحت و ارشاد سلیمان علیہ السلام مر
سبأ والوں کے قصہ کا بقیہ اور حضرت سلیمان کی نصیحت اور راہنمائی بلیقیں کی رعایا کو
آل بلیقیں را ہر یکے اندر خور خود و مشکلات دین و دل او
ہر ایک کو اس کے اور اس کے دل اور دین کی مشکلات کے مناسب اور ہر شخص کے
وصید کردن ہر جنس مرغ ضمیرے بصفیران آل جنس مرغ و طعمہ او
دل کے پزند کی جنس کو اس کی جنس کے پزندوں کی آواز اور خوناک سے شکر کرنا

۱. معنیش۔ حضرت ابراہیم کا
لوگوں کی نظروں سے غائب ہونا یہ
ہے کہ ان کے لوصاف ہائینی اور
مدارج کو لوگ نہ سمجھ سکا اگرچہ وہ ان
کے سامنے تھے اس لئے کہ ظاہر
بینوں کی نگاہ تو محض ظاہر پر ہوتی
ہے۔ چوں ز چشم اپنی آنکھوں سے
اسرافق کی وجہ سے دور ہو گئے اور
دوسرے لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو
گئے تو عنقا کی طرح اس کی شہرت ہو
گئی۔ سیرغ۔ یہ جانور بھی لوگوں
نگاہوں سے دور ہے لہذا اس کا بھی
بہت چرچا ہے نور شرق۔ یعنی
حضرت سلیمان کی دعوت۔ خلق یعنی
بلیقیں کی رعایا۔ روحانے۔ مردہ
روح نے سر اٹھارا۔

۲. یکد گر۔ وہ لوگ آپس میں
ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے اور
کہتے تھے کہ آسمانی دعوت ہے
زاں۔ اس دعوت کا تو خاصہ یہی ہے
کہ اس سے لوگوں کے ایمان بڑھتے
اور روزانہ ہو جاتے ہیں۔ نفس۔ یعنی
حضرت سلیمان کی دعوت۔ مردگاں۔
یعنی مردہ دل۔ قبور۔ یعنی دنیاوی
زعمگہ۔ اس گزشت۔ حضرت
سلیمان کا واقعہ جو ہم نے بیان کیا ہے
اس کی یعنی ہائیں خدا کو معلوم ہیں جو
کچھ مشہور تھا وہ کہہ دیا گیا ہے بہر حال
اس قصہ کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۳. بقیہ حضرت سلیمان نے
بلیقیں کو اس کے مناسب اور اس کے
ملک والوں کو ہر ایک کی استعداد کے
مطابق راہنمائی کی۔ صید کردن۔
شکاری جس قسم کے پرندوں کا شکار کرتا
ہے اس قسم کی سیٹی بجا کر ان کو جمع کرتا
ہے اور ان کے مناسب دان ڈالتا
ہے۔



۱ صبا۔ یعنی دعوت سلیمانی۔ لالہ زار۔ ملک بہا لائق۔ یعنی جو اجسام ریحوں سے محروم تھے وہ ان سے مل گئے۔ عادت۔ یعنی اجسام روحانیت کے غلبہ سے ریحوں میں گئے۔ عادت۔ عاشق عوام میں مجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو لوگ نئی کو فضول خرچ کہتے ہیں اور اس کی سخالت سے اس کو طرح طرح سے ڈراتے ہیں اس طرح ان کی نظموں سے اس کی سخالت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ یعنی سخالت پر ملامت اور افسانہ وغیرہ کا خوف دلانا۔

۲ خلیفہ۔ جب تک روح جسم میں دلی ہوئی ہے وہ ذلیل ہے۔ جب روح کا غلبہ ہو جاتا ہے تو جسم میں بھی شرافت پیدا ہو جاتی ہے۔ العشق۔ ہرگز نہیں رنگہ۔ ایش زندہ شد عشق۔

۳ سالون۔ جو عشق سے خالی ہیں۔ ذک۔ پیغام سلیمانی۔ منطق الطیر۔ حضرت سلیمان تمام پرندوں کی زبان جانتے تھے۔ بانگ۔ یعنی ہر ایک کو ان کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تعلیم دے کر مرغ جبری۔ جو لوگ جبر کے قائل ہیں وہ ترک عمل کر بیٹھے ہیں ان کو اس عقیدہ کا نقصان سمجھا۔

۴ پر شکست۔ وہ لوگ جو ناقص اختیار کے قائل ہیں ان کو صبر عن العاصی کی تعلیم دے کر مرغ صبر۔ جو لوگ مصیبت سے بچنے کے ہوتے ہیں۔

۵ مرغ عقلا۔ جو لوگ عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں ان کو عالم غیب کی باتیں بتا کر۔ کبوتر۔ یعنی مظلوم۔ باز۔ یعنی ظالم۔ وہی خفاشے۔ جو لوگ نور سے محجوب ہیں ان کو نور عطا کر۔ کب۔ لانے والے کو سچ پر آمادہ کر۔ خرماں۔ یعنی نال حق اگر غلط بحثوں میں ہیں ان کو حق کی علامات دکھا۔

قَصَّہ گویم از سبَا مُشْتاقِ وَارِ

میں مشتاقانہ سببا کا قصہ سناتا ہوں

لَا قَتِ الْأَشْبَاحُ يَوْمَ وَصِلَهَا

جسم اپنے وصل کے دن سے وابستہ ہو گئے

أُمَّةُ الْعِشْقِ خَفِيٌّ فِي الْأُمَّمِ

عشق کی امت امتوں میں پوشیدہ ہے

فِلَّةٌ ۲ الْأَرْوَاحِ مِنْ أَشْبَاحِهَا

روحوں کی ذلت ان کے جسموں سے ہے

أَيُّهَا الْعَشَّاقُ السُّقْيَا لَكُمْ

اے عاشقو! سیرابی تمہارے لئے ہے

أَيُّهَا السَّالُونَ قَوْمُوا وَأَعِشُوا

اے بے فکر! کھڑے ہو جاؤ اور عشق کرو

مَنْطِقُ الطَّيْرِ سَلِيمَانِي بِيَا

اے سلیمانی منطق الطیر آ جا

چوں بَمَرِ عَانَتِ فَرَسْتَادِ حَقِّ

جبکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی جانب بھیجا ہے

مُرْغِ جَبْرِي رَا زِيْلِي جَبْرِي

جبری پند کو جبر کا نقصان سمجھا

مُرْغِ صَابِرِ رَا تَوْخُوشِ دَارِ وَمَعَا

صابر پند کو تو اچھا رکھ اور معاف کر

مَرِّ كَبُوتِ رَا حَذَرِ فَرْمَا زَبَا

کبوتر کو باز سے بچنے کا حکم دے

وَالِ خِفَاشِي رَا كِه مَانِدِ أَوْ بِيْنَا

اس چمکاز کو جو بے سار و سمان ہے

كَبِكِ جَنْكِي رَا بِيَا مَوْزَا لِي تَوْصَلِحِ

لڑکا چکرو کو تو صلح سکھا

چوں صبا آمد بسوئے لالہ زار

جب اللہ زار کی جانب (باد) صبا پہنچی

عَادَتِ الْأَوْلَادِ صَوْبَ أَصْلِهَا

اولاد اپنی اصل کی جانب لوٹ گئی

مِثْلَ جُودِ حَوْلَهُ يَوْمَ السَّقَمِ

اس سخالت کی طرح جس کے چاند طرف یلگی کلن ہے

عَزَّةُ الْأَشْبَاحِ مِنْ أَرْوَاحِهَا

جسم کی عزت ان کی ریحوں سے ہے

أَنْتُمْ الْبَاقُونَ وَالْبَقِيَا لَكُمْ

تم باقی رہنے والے ہو اور بچا تمہارے لئے ہے

ذَاكَ رِيحُ يُوْسُفَ فَاسْتَشْوَا

یہ حضرت یوسف کی خوشبو ہے سگھ لو

بَانِكِ هَرْمُرْغِي كِه مِي آيْدِ سَمْرَا

چو مرغ آئے اس کی بولی بول

لَكِنْ هَرْمُرْغِي بَدَا سَبَقِ سَبَقِ

تجھے ہر پرند کے لہجے کا سبق پڑھا دیا ہے

مُرْغِ پَرِ سِجِّ اِسْكَتِ رَا اِزْ صَبْرِ كُو

پر لوٹے ہوئے پرند کو صبر کی تعلیم دے

مُرْغِ عَنَقَارِ اِبْخَوَالِ اِوْصَافِ قَافِ

عنقا پرند کو قاف کے اوصاف پڑھا

بَا زِ رَا اِزْ حِلْمِ كُوِي وَ اِحْتِرَازِ

باز کو بردباری اور پرہیزگاری سکھا

مِي كَنْشِ بَانُورِ بَجْفَتِ وَ اَشْنَا

اس کو نور کا ساتھی اور آشنا بنا

مَرِّ خَرْمَسَا لِي رَا نَمَا اَشْرَاطِ صَبْحِ

مرغوں کو صبح کی علامات بتا

پہنچیں! میر و زہد ہد تا عقاب رہ نما واللہ اعلم بالصواب

اسی طرح چلا چل رہا ہے عقاب تک راہنمائی کر اور اللہ صواب کو زیادہ جانتا ہے

آزاد شدن بلیقہ از مُلک و مُست شدن اُو از شوقِ ایمان و التفات
بلیقہ کا مُلک سے آزاد ہو جانا اور میان کے شوق سے اس کا مُست ہو جانا اور
ہمت اُو از ہمہ مُلک منقطع شدن بوقتِ ہجرت لا از تخت
ہجرت کے وقت تمام مُلک سے ہجرت تخت کے اس کی باطنی توجہ کا منقطع ہو جانا

چوں سلیمین سوی مُرغانِ سبَا
جب سلیمین نے سبَا کے پرندوں کے لئے
جو مگر مرغے کہ بُد بے جان و پُر
سبَا اس پرندے کے جو بے جان اور بے پر تھا
سے غلط گفتیم کہ کر گر سر نہد
میں میں گئے غلط کہہ دیا اگر سر رکھ دے

چونکہ بلیقیہ از دل و جاں عزم کرد
چونکہ بلیقیہ نے دل و جان سے پختہ ارادہ کیا
ترکِ سال و مُلک کرد اُو آچنجاں
اس نے سال اور مُلک کو اس طرح چھوڑ دیا

آں غلامان و کنیرانِ بناز
وہ ناز پر وہ غلام اور بانڈیاں
باغہا و قصرہا و آبِ زود
باغات اور قلعے اور نہر کا پانی
عشق در ہنگامِ استیلا و خشم
عشق اور غصہ قلب کے وقت

مر ز مُرد را نماید گندا
مرد کو گندا دکھا دیتی ہے
لا الہ الا ہوا نیست اے پناہ
اے پناہ (کے طالب) نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ
پیش چشمش بہچو بوسیدہ پیاز
اس کی آنکھوں کے سامنے سر ہونے پیاز کی طرح تھے
پیش چشم از عشق کلخن می نمود
عشق کی وجہ سے نگاہوں کو بھی نظر آتے تھے
زشت گرد اند لطیفان را پیشم
عمدہ چیزوں کو آنکھ کے سامنے برا بنا دیتا ہے
غیرت عشق ایں بود معنی لا
عشق کی غیرت یہی لا کے معنی ہیں
کہ نماید مہ ترا دیگ سیاہ
کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے

۱۔ ہمیں۔ غرضیکہ ہر آدمی کی اس
کے مناسب حال اصلاح کر دے
لا از تخت۔ یعنی دعوت سلیمانی پر
بلیقیہ ایمان کے شوق سے مُست ہو
گئی اور اپنے مُلک و سلطنت کی ہر چیز
کی محبت دل سے نکال دی البتہ اس کو
اپنے تخت شاہی سے جو بہت قیمتی تھا
تعلق خاطر رہا۔ صفر۔ یعنی پیغام
حق۔ ہجرت۔ یعنی سب لوگ حضرت
سلیمان پر ایمان لانے البتہ وہ لوگ
جن میں استعداد اور قابلیت ہی نہ تھی
وہ ہر دم ہے۔

۲۔ غلط۔ یعنی میرے کلام
سے یہ شبہ نہ ہو کہ مجی میں یہ صلاحیت
ہی نہیں ہے کہ وہ بد فطرت کو مشاہدہ کر
سکے بلکہ وہ بھی اگر توجہ کرے اور طلب
پیدا کر لے تو خدا اس کی مدد کرتا ہے
اور اس میں صلاحیت پیدا فرما دیتا
ہے۔ ہر زمان رفتہ۔ جو وقت ستارہ
پرستی میں گزارا تھا ترک۔ بلیقیہ مل
دولت سے ایسی بے نیاز ہوئی جس
طرح عاشق نام و رنگ سے بے نیاز
ہوتا ہے۔

۳۔ آن غلامان۔ جن غلاموں اور
کنیروں کو ناز سے پالا تھا وہ اس کے
لئے سُری ہوئی پیاز بن گئی۔ باغہا۔
یعنی تفریح کے اسباب اس کے لئے
باعث تکلیف بن گئے۔ عشق۔ عشق
اور غصہ کی خاصیت یہی ہے کہ جو
چیزیں محبوب ہوتی ہیں اس حالت
میں وہ مردود بن جاتی ہیں۔ معنی لا۔
یعنی جب انسان لا الہ کا قائل ہو جاتا
ہے تو اس کے لئے غیر اللہ کیج ہو جاتا
ہے لا الہ۔ کلمہ طیبہ کا حقیقی اثر یہی
ہے کہ ماسوی اللہ نظروں میں بے
وقت ہو جاتا ہے۔

می در یغش نامہ لآ جُو کہ تخت
بجز تخت کے اس کو انہوں نے ہوا
کز دل او تا دل او راہ بُد
کیونکہ ان کے دل سے اس کے دل تک راست تھا
ہم ز دوراں ہیرِ دوراں بشنود
وہ سے دور رہنے والوں کا راز سن لے
ہم بدانند رازِ اس طاق کہن
یہاں پہلی محراب کا راز بھی جان لے
نخس آمد فرقت آں تختِ نویش
اپنے تخت کی جدائی گروں ہوئی ہے
کہ چرا بُو دَشِ تختِ آں عشق و باز
کہ اس کو تخت سے عشق اور محبت کیوں نکلے
نیست جنس کاتب اور مونس است
وہ کاتب کا ہم جنس نہیں ہے اس کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں مونس ہر جانورے
بے جان ہے اور جاندار کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں لیک مونس شد بیجاں
بے جان ہے لیکن جاندار کے لئے مونس ہے
گر نبودے چشمِ فہمتِ رانے
اگر تیری سمجھ کی آنکھ میں نمی نہ ہوتی
نقل کردن ہیچ نوع امکان نبود
اس کا منتقل کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا
ہمچو اوصالی بدن باہمہ گر
جیسا کہ آپس میں بدن کے جوڑ

ہیچ مال و ہیچ مخزن ہیچ رخت
کسی مال اور کسی خزانہ اور کسی سلیمان پر
پس سلیمان از دَشِ آگاہ شد
سلیمان اس کے دل کے خیال سے واقف ہو گئے
آں کے کو بانگِ موراں بشنود
جو شخص چیونٹی کی آواز سن لے
آنکہ گوید رازِ قَالَتْ نَمَلَةٌ
جو "چیونٹی نے کہا" کہ راز بتا دے
دید از دُورِش کہ آں تسلیم کیش
اس نے دور سے دیکھا لیا کہ اس تسلیم اور رضا والی کو
گر بگویم آں سببِ گرودِ دراز
اگر میں اس کا سبب بتاؤں لمبا ہو جائے گا
گرچہ ایں کلک و قلم خود بخسے است
اگرچہ یہ پورا اور قلم خود بے حس ہے
ہمچنین سے ہر آلتِ پیشہ ورے
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا لوزہ
آلتِ ہر پیشہ کارے ہمچنان
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا لوزہ
ایں سببِ را من معین گفتے
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
از بزرگی تخت کز حدِ می فرزود
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
خرودہ کاری بُود تفریقشِ خطر
باریک کام تھا اس نکلے کن خطرناک تھا

۱. ہیچ۔ بقیس کو سلطنت کی کسی چیز
کے چھوڑنے پر انہوں نے تعالبتہ تخت
کے چھوڑنے کا انہوں تھا۔ پس۔
حضرت سلیمان بقیس کی اس قلبی
کیفیت سے باخبر ہو گئے چونکہ دل
سے دل تک راہ پیدا ہو چکی تھی اور
باہمی تعلق استوار ہو چکا تھا۔ آں
کے حضرت سلیمان چیونٹی کی بات
سن لیتے تھے اور وہ کے انسانوں کے
دلی راز کچھ لیتے تھے۔ قَالَتْ۔ قرآن
پاک میں ہے کہ جب سلیمان
چیونٹیوں کے جنگل میں پہنچے تو ایک
چیونٹی نے کہا کہ اسے چیونٹیوں اپنے
بلوں میں گھس جاؤ جس میں سلیمان اور
اس کا لشکر پالان نہ کر دے تو حضرت
سلیمان اس کی بات سن کر ہنس
پڑے۔ طاق کہن۔ آسان
۲. تسلیم کیش۔ وہ جس نے تسلیم
ورضا کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ یعنی
بقیس۔ گر بگویم۔ اگر میں اس کی
تفصیل کریں کہ بقیس کو تخت سے
کیوں محبت تھی تو گفتگو مزہ ہو جائے
گی پھر بھی جملہ بیان کرتا ہوں۔
گرچہ قلم کاتب کا آکر اور وہ اس کے
لئے باعثِ محبت ہوتا ہے۔
۳. ہمچنین۔ غرضیکہ ہر کارگر کا لوزہ
اس کے لئے مونس ہوتا ہے۔ مونس۔
محبت پیدا کرنے والا۔ نے۔ یعنی
آنہیں دیکھنے کی نمی۔ از بزرگی۔
محبت کا تقاضہ تو تھا کہ بقیس تخت کو
ساتھ لے کر آتی لیکن چونکہ اس کی
لسانی چوڑائی بہت تھی اس کو منتقل کرنا
مکن نہ تھا۔ خرودہ کاری۔ اس کو توڑ کر
اس جہ سے سلا سکتی تھی کہ اس پر بہت
رک اور باریک کام تھا وہ خراب ہو
جاتا۔ اوصالی۔ وصل کی جمع۔ جوڑ۔



۱۔ پس سلیمان۔ جب حضرت سلیمان پر بقیس کے قلب کی حالت واضح ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ وہ صلی عروج کے بعد اگر چہ تخت وغیرہ کی محبت مت جائے گی لیکن فی الحال چونکہ اس کو تخت کے رہ جانے کا رنج ہے لہذا اس کو منگوانا چاہیے۔ چوں کہ وصیت۔ فنا کے بعد جب بقا حاصل ہو جاتی ہے تو تمام مادیات بے وقعت ہو جاتی ہیں۔ چوں۔ جب سمندر سے موتی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر انسان اس کے خس و خاشاک کی طرف نظر نہیں کرتا۔ سر برآمد۔ جب سورج طلوع کرتا ہے تو وہ ستارے جو برقعہ میں مر عقرت کی طرح جمع ہو جاتے ہیں ان کی طرف کوئی نگاہ نہیں کرتا ہے۔ مستقر۔ ٹھکانا انتقال۔ یعنی اپنے یہاں اس کو منتقل کر لیا جاتا ہے۔ ۲۔ کوہک۔ بقیس کی تخت سے محبت بچکانہ فعل تھا۔ بہل۔ جون کے ذریعہ اس کو آسانی منتقل کیا جاسکتا ہے یا وہ ہمارے نزدیک بے وقعت ہے۔ تنہ۔ اخروی نعمتوں کے ساتھ یہ دنیاوی نعمت بھی موجود رہے۔ عبرت۔ مشہور ہے کہ بازار نے اپنی اصلی گدڑی اور جنگلی چیل خرانہ میں محفوظ کر رکھے تھے اور ان کو جا کر دیکھ کر وہ اپنی اصلی حالت یاد کرتا تھا اسی طرح تخت بقیس کے لئے باعث عبرت ہوگا کہ اس کی پہلی حالت کس قدر خراب تھی کہ وہ تخت جیسی چیزوں سے محبت کرتی تھی۔ از گجا۔ پہلے دنیا کی مخرقات میں بخشی ہوئی تھی اب روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائزۃ ۳۔ خاک۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی خاقت کے مراتب بیان فرما کر یہ

سرد خوابد شد برو تاج و سریر
اس کے لئے تاج و تخت بے وقت ہو جائے گا
جسم ربا فر او نبود فرے
اس کی شان کے مقابلہ میں جسم کی شان نہ رہے گی
ننگری اندر خس و خاشاک و خار
تو کوڑے کرکٹ اور کانٹے کی طرف نظر نہ کرے گا
وَمِ عَقْرِبِ رَا كِه سَاوَدُ مُسْتَقْر
م عقرب ستارے کون ٹھکانا بناتا ہے
بُخْتِ بَايِدِ تَحْتِ اُوْرَا اِتْقَال
اس کے تخت کو منتقل کرنا چاہیے
کودکانہ ۲ حاجت گرو گرو روا
اس کی بچکانہ خواہش پوری ہو جائے
تا بُوَد بر خُوَانِ خُوْرَاں دِيُو نِيْز
تاکہ پرپوں کے دہرخون پر دیو بھی ہو
بِجُو دَلِقِ و چَارَقِ پِيْشِ اِيَاَز
جیسا کہ بازار کے لئے گدڑی اور چیل
از کجا ہار رسید او تا کجا
وہ کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے
پیش چشم ماہمی دارو خدا
خدا ہماری نظروں کے سامنے رکھتا ہے
کہ ازاں آید ہمیں خضر یقینیت
کہ اس سے تجھے شرم آتی ہے
منکر اس فضل بُوْدی آں زماں
اس وقت اس فضیلت کا منکر تھا

پس سلیمان گفت گر چہ فی الاخیر
حضرت سلیمان نے فرمایا اگرچہ اخیر میں
چوں زوحدت جاں بروں آرد سرے
جب وحدت سے جان برآمد ہو گی
چوں برآید گوہر از قعر بحار
جب موتی سمندوں کی گہرائی سے باہر آئے گا
سر بر آرد آفتاب با شرر
جب شعلہ باد سورج نکلتا ہے
لیک خود با ایں ہمہ در نقد حال
لیکن با ایں ہمہ اس وقت
تا گمرد خستہ ہنگام لقا
تاکہ ملاقات کے وقت خستہ دل نہ ہو
ہست بر ما سہل و اورا بس عزیز
ہمارے لئے آسان اور اس کو بہت پیدا ہے
عبرت جانش شود آں تخت باز
پھر وہ تخت اس کی جان کے لئے باعث عبرت بنے
تا بدانند درچہ بُوْدَاں مُجْتَلَا
تاکہ اسے پہچان جائے وہ کس چیز میں پھنسی تھی
خاک ۳ را و نطفہ را و مضعہ را
خاک اور نطفہ کو اور مضعہ کو
از کجا آورد مت اے بدنیت
کہ بدنیت میں تجھے کہیں سے لایا ہوں؟
تو بدیاں عاشق بُدی در دور آں
تو اس کے زمانہ میں اس کا عاشق تھا

ظاہر فرمایا کہ انسان کا اللہ نے اپنے فضل سے کہا ہے کہ ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا اور نطفہ سے مضعہ سے شرم آتی ہے قرآن میں ہے کہ ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر اس کو نطفہ سے مضعہ سے مضعہ سے شرم آتی ہے۔ گوشت کا لہذا تو بدیاں۔ انسان زبان حال سے اپنی ابتدائی حالت سے ترقی کرنے کا منکر تھا۔

۱۔ ایں کرم۔ انسان کو اس قدر فضیلت دینا اس انکار کا ذمہ ہے جو اس کی فطرت کر رہی تھی۔ حجت انکار یعنی انکار کے خلاف دلیل انکار نشر کرنا پیدا کرنا۔ لہذا جس انکار کو اپنے مدعی کی تائید سمجھتا تھا وہی انکار تیرے مدعی کی تردید بن گیا یعنی جس چیز کو اپنے مخالف سمجھتے ہوئے تمہاری مخالف پڑی۔ خاک۔ مٹی میں یہ حیات لہذا استدلال خداوندی قدرت سے آئی ہے نطفہ۔ یہ انسان نطفہ تھا آن وہ اس حالت میں ہے کہ حشر و نشر کا انکار کر رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے دوبارہ اس کا حشر و نشر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کیے خدج ہو سکتا ہے۔ وہن دم۔ یعنی نطفہ ہونے کی حالت میں تجھ میں اس انکار کی صلاحیت نہ تھی۔

۲۔ جمادی۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ تو جمادیت سے اس مرتبہ پہنچا ہے کہ تجھ میں انکار کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے تو تیری یہ انکار کی صلاحیت اس بات کی دلیل ہو گئی کہ تیرا وہ ہاں حشر ہو سکتا ہے۔ حلقہ زن۔ تیرا انکار خود حشر کا اقرار ہی طور پر ہے کہ جیسا کوئی زید کو جلانے اس کے گھوڑے جانے اور خود زید اللہ سے یہ کہے کہ زید یہاں نہیں ہے تو اس کا یہ اپنے ہونے کا انکار خود ہونے کا اقرار ہے پس انکار۔ جمادیت سے ترقی کرنے اس مرتبہ تک پہنچنا کہ حشر کا انکار کرتا ہے خود حشر کو سولال سے ثابت کر رہا ہے۔

۳۔ چند انسان بننے تک مختلف مراتب میں اللہ کی کس قدر کارگیریاں ہیں ان کے ہوتے ہوئے حشر کا

ایں اگرم چون دفع آل انکار تست

یہ کرم گویا اس انکار کا رد ہے حجت انکار شد انشاری تو تیری پیدائش تیرے انکار کے خلاف دلیل ہو گئی خاک را تصویر ایں کار از کجا مٹی سے اس کام کا تصور کہاں؟

چوں در اں دم بیدل و بے سر بیدی چونکہ تو اس وقت بخیر دل لہر سر کے تھا

از جمادی چونکہ انکارت برست مٹی ہونے کی حالت میں جبکہ تو نے انکار کیا

پس مثال تو چو آں خلق ز نے ست پس تیری مثال اس زنجیر پینے والے کی سی ہے

حلقہ زن زیں نیست دیابد کہ ہست زنجیر پینے والا اس انکار سے بچ لے گا کہ وہ ہے

پس ہم انکارت مبین می کند تو حیرا انکار ہی واضح کرتا ہے

چند صنعت رفت اے انکارتا چند کارگیریاں ہو چکیں اے! کہ تک انکار؟

آب و گل می گفت خود انکار نیست پانی لہر مٹی کہتے ہیں کہ انکار نہیں ہے

من بگویم شرح ایں از صد طریق میں اس کی سو طرح سے تشریح کر دیتا

کہ میان خاک می کردی نخست

جو تو نے خاک ہوتے ہوئے پہلے کیا تھا از دوا بدتر شد ایں بیمار تو تیرا یہ بیمار ہوا سے لہر بگڑ گیا

نطفہ را خصمی و انکار از کجا نطفہ میں بھگڑاؤ پن لہر انکار کہاں؟

فلکت و انکار را منکر بیدی تو فکر لہر انکار کا منکر تھا

ہم از ایں انکار خست شد درست تیرے ہی انکار سے تیرا خست ثابت ہو گیا

کز روش خوبہ گوید خوبہ نیست کہ اس کے اندر سے مالک کہے کہ مالک نہیں ہے

پس ز حلقہ بز ندارد بیج دست تو حلقہ سے کبھی دست بدار نہ ہو گا

کز جماد او حشر صد فن می کند کہ وہ مٹی سے سو طرح حشر کر دے گا

آب و گل انکار زا ظہر ہل فی مٹی لہر پانی سے "ہل آئی" کا انکار سرزد ہوا

بانگ می زد بے خبر کا خبر نیست بے خبر پکارتا ہے کہ خبر دینا نہیں ہے

لیک خاطر لغز از گفت دقیق لیکن ہار یک بات سے طبیعت لغزش کھا جاتی ہے

انکار کہ تک ہو سکے گا مٹی اور پانی میں۔ استدلال آگنی کہ اس نے سورہ ہل آئی کے مضمون کا جو کہ حشر و نشر سے متعلق ہے انکار کیا تو آب و گل کا مرتبہ انکار تک ترقی کرنا خود حشر کے انکار کی نفی کرتا ہے بلکہ اندر سے خود اپنے نہ ہونے کی خبر دینے کو خبر دینا نہیں سمجھ رہا ہے۔ عن بگویم۔ میں اس مضمون کو کہ انکار خود اقرار ہو جاتا ہے مختلف طریقوں سے سمجھا سکتا ہوں لیکن واقف کا سمجھنا بعض کم فہموں کے لئے لغزش کا سبب بن جاتا ہے لہذا میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور بلیقیس کے تحت کے متعلق ہونے کی بات شروع کرتا ہوں۔

شرح آل رائب بہ بستم اے کیا بہر نقلِ تختِ بلقیس از سبا
لے بزرگ میں نے اس کی تشریح سے عاقل ہونے کے قدم کیلئے
سب سے بلقیس کے تخت کے عقل ہونے کے قدم کیلئے

چارہ کردن سلیمان در اہصارِ تخت بلقیس از سبا پیش از قدم بلقیس
حضرت سلیمان کا تدبیر کرنا بلقیس کے تخت کو حاضر کرنے کے لئے بلقیس کے آنے سے پہلے

۱۔ عفریتے۔ جنوں میں سے ایک
بہت سرکش جن نے کہا کہ مجلس ختم
ہونے سے پہلے حاضر کروں گا۔
آصف اس پر خیا جو حضرت سلیمان
کے وزیر تھے انہوں نے کہا میں ام
اعظم کی برکت سے فوراً حاضر کروں
گا۔ اگرچہ اگرچہ وہ جن بھی جاوے گا
استاد تھا لیکن تخت کی آمد حضرت
آصف کے دم کرنے کی برکت سے
ہوئی۔

۲۔ گفت۔ حضرت سلیمان نے
اس نعمت اور دوسری نعمتوں کے حصول
پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اے
درخت۔ چونکہ تخت لکڑی کا بنا ہوا تھا
اس کو درخت کے لفظ سے خطاب کر
کے فرمایا کہ تو امتوں کو اپنی محبت میں
پھنساتا ہے۔ پیش چوب اس حق
لوگ ترا شیدہ لکڑی اور پتھر کے بتوں کو
سجدے کرتے ہیں۔

۳۔ شاید۔ یہ بت کے پجاری اور
بت دیوں روح سے بے خبر ہیں ان
بتوں میں روح کا تصور سا اثر آ جاتا
ہے جس کی وجہ سے کبھی ان سے
حرکت یا بات کا صدور ہو جاتا ہے۔
نزد خدمت۔ یہ لوگ عبادت کی بازی
بے موقع کھیلتے ہیں پتھر کے بت کو
حقیقی شیر سمجھ بیٹھتے ہیں۔

تخت اورا حاضر آرید این زماں
اس کے تخت کو فوراً حاضر کرو
حاضر آرم تا تو زیں مجلس شدن
آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے حاضر کروں گا
حاضر آرم پیش تو دریک دمش
اس کو آپ کے سامنے ایک دم حاضر کروں گا

لیک آل از رخ آصف رو نمود
لیکن وہ آصف کے دم کرنے سے آیا
لیک آصف مز فین عفریتیاں
لیکن آصف کی وجہ سے نہ جنوں کے ہنر سے

کہ بدید ستم ز رب العالمین
جو میں نے رب العالمین کی جانب سے دکھی ہیں
گفت آرے گول گیری اس درخت
فرمایا اے درخت! تو اس کو پھنسانے والا ہے

اے بسا گولاں کہ سر ہامی نہند
بہت سے اس حق ہیں جو سجدے کرتے ہیں
دیدہ از جاں جنبشے و اندک اثر
اس سے جان کی تھوڑی سے حرکت نہ تھوڑا سا اثر دیکھا ہے

کہ سخن گفت و اشارت کرد سنگ
کہ پتھر نے بات کی اور اشارہ کیا
شیر سنگی راشقی شیرے شناخت
پتھر کے شیر کو بدبخت شیر سمجھا

پس سلیمان گفت بالشکر عیاں
پھر حضرت سلیمان نے صاف طور پر لشکر سے کہا
گفت عفریتے کہ کنش رابفن
ایک جن نے کہا کہ اس کے تخت کو ہنر سے
گفت آصف من ہام اعظمش
آصف نے کہا میں اس کو اعظم کے ذریعہ

گرچہ عفریت اوستاد سحر بود
اگرچہ وہ جن جاوے گا استاد تھا
حاضر آمد تخت بلقیس آل زماں
بلقیس کا تخت فوراً آ گیا

گفت حمد اللہ برین و صد چنیں
عزت سلیمان نے اس پر اس میں ہی لوگوں انہوں نے ان کی ترقی سے
پس نظر کرد آل سلیمان سوی تخت
پھر حضرت سلیمان نے تخت کی جانب دیکھا

پیش چوب و پیش سنگ نفس کند
کئی اور تراشے ہوئے پتھر کے سامنے
ساجد ۳ و مسجود از جاں بے خبر
سجدہ کرنے والا اور سجدہ جان سے بے خبر ہیں

دیدہ در وقتیکہ شد حیران و دنگ
جس وقت وہ حیران اور دنگ ہوا تو اس نے دیکھا
نر خدمت چوں بنا مضمون عباخت
چونکہ اس نے خدمت کی نزد بے موقع کھلی

از گرم شیر حقیقی کرد جود
استخوانے سوی سگ انداخت زود
حقیقی شیر نے گرم سے سخاوت کر دی
نورا تھے کے سامنے بڑی ڈال دی
گفت گرچہ نیست آل سگ بر قوام
لیک مارا استخوان لطفے ست عام
کہا اگرچہ وہ کتا بلا راست پر نہیں ہے
لیکن تھا بڑی ڈالنا عام مہربانی ہے

قصہ یاری خواستن ۲ حلیمہ رضی اللہ عنہا از بتاں چوں عقیب قطام
علیہ رضی اللہ عنہا کا بتوں سے مدد چاہنے کا قصہ جبکہ دودھ چھڑانے کے بعد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را گم کردہ بود و لرزیدن و سجدہ بتاں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کر دیا تھا اور لرزنا اور بتوں کا سجدہ کرنا
و گواہی دادن ایشان بر عظمت کار محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی بڑائی پر گواہی دینا

قصہ راز حلیمہ گوئمت
تا زواید داستان او غمت
میں تجھ سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں
تاکہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کر دے
مصطفیٰ را چوں ز شیر او باز کرد
بر گفش برداشت چوں سبحان و ورد
حضرت مصطفیٰ کا جب انہوں نے دودھ چھڑایا
ان کو سبحان اور گلاب کی طرح تھیلی پر رکھا
می گریز ایندش از ہر نیک و بد
تا سپار آں شہنشاہ را سجد
وہ ان کو ہر اچھے برے سے بچاتی تھی
تاکہ ان شہنشاہ کو اللہ کے سپرد کر دے
چوں ہمی آورد امانت راز تیم
شد بلعبہ و آمد او اندر حطیم
جب وہ خوف کی وجہ سے امانت کو الٹی
از ہوا بشنید بانگے کالے حطیم
بہوا کی جانب سے آواز سنی کہ اے حطیم!
اے حطیم امروز آید بر تو زود
اے حطیم آج تجھ پر بہت جلد آنے کے
اے حطیم امروز آرد در تورخت
اے حطیم آج تجھ میں سلان لا رہا ہے
اے حطیم امروز پیشک از تو ی
اے حطیم! بے شک آج از سر نو

تا زواید داستان او غمت
تاکہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کر دے
بر گفش برداشت چوں سبحان و ورد
ان کو سبحان اور گلاب کی طرح تھیلی پر رکھا
تا سپار آں شہنشاہ را سجد
تاکہ ان شہنشاہ کو اللہ کے سپرد کر دے
شد بلعبہ و آمد او اندر حطیم
کعبہ میں بچتی اور وہ حطیم میں آتی
تافت بر تو آفتابے بس عظیم
تجھ پر بہت بڑا سورج چمکا ہے
صد ہزاراں نور از خورشید جود
چاکھوں نور سخاوت کے سورج سے
خستشم شاہے کہ پیک اوست بخت
وہ ہاشمت شاہ نصیب جس کا قاصد ہے
منزل جانہائے بالائی شوی
تو بالائی راجوں کی منزل بنے گا

۱۔ از گرم۔ شیر حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ
ان کے استدراج کے لئے بتوں سے
اس طرح کی کلمات ظاہر کرا دیتا ہے
یعنی کتے کو بڑی ڈال دیتا ہے۔
گفت۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے
لہذا کتے جیسے بد نظر کو بھی غذا مہیا فرما
دیتا ہے۔ قصہ چونکہ اس قصہ میں
بھی بتوں کی تسکون کا ذکر ہے اس لئے
اس قصہ کو ذکر کیا ہے۔ قطام۔ دودھ
چھڑانا۔

۲۔ حلیمہ۔ سعدیہ جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ راز۔
یعنی بتوں کی زبانی آنحضرت کے
فخائل سننا۔ بر گفش۔ چونکہ اس سے
پہلے شق صدر کا واقعہ ہو چکا تھا اس
سے خائف تھیں اور آنحضرت بہت
زیادہ مگرانی کرتی تھیں۔

۳۔ می گریز ایندش۔ آنحضرت کی
بہت حفاظت کرتی تھیں تاکہ آنحضرت
کو صحیح حالت بران کے دوا یعنی خواب
عبدالطلب۔ حطیم۔ بیت اللہ کی
زمین کا وہ حصہ جو تعمیر سے باہر ہے
از ہوا۔ حضرت حلیمہ نے غیب سے یہ
آواز سنی۔ نور۔ یعنی آسمانی برکتیں۔
رخت۔ سلان۔ مختشم مذی شان۔ سزا
نوی۔ فرت کے زمانہ میں حضرت
جبرائیل وغیرہ کے نزول کا سلسلہ ختم
ہو گیا تھا۔ لہذا شروع ہوگا۔

جانِ پاکِ طلبِ اطلبِ وُجُوقِ حُوقِ

پاک لوگوں کی رو میں جماعت جماعت گروہ گروہ

گشتہ حیراں آں حلیمہ زانِ صُدا

حلیمہ اس آواز سے حیران ہو گئی

ششِ جہتِ خالی زِ صورتِ وِیںِ بُدا

چھوں جانب انسان سے خالی اور یہ آواز

مصطفیٰؐ را بر زمینِ بہنہادِ او

اس نے حضرت مصطفیٰؐ کو زمین پر بٹھا دیا

چشمِ می انداختِ آں دَمِ سُو سُو

وہ اس وقت ہر جانب نظر ڈال رہی تھی

کاپچنیں بانگِ بلند از چپِ وِ راست

کہ ایسی بلند آواز دائیں اور بائیں سے

چوں ندید او خیرہ و نومید شد

جب انہوں نے نہ دیکھا حیران اور ناامید ہو گئیں

باز آمد سُوئے آں طفلِ رشید

وہ اس بھلے بچے کی طرف لوٹ آئیں

حیرت اندر حیرت آمد بردش

اس کے دل پر حیرانی و حیرانی آ گئی

سُوئی منزلہا ۳ دوید و بانگِ داشت

مکانات کی جانب دوڑی اور چبھی

مکلیاں گفتند مارا علم نیست

کہ دلوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے

ریخت چندان اشک و کراؤ بس فغاں

اس نے اس قدر آنسو بہائے اور فریاد کی

سینہ کوباں آچنناں بگریست خوش

چھلتی پیٹے ہوئے اتنا زیادہ روئی

آیدت از ہر نواجی مَسْتِ شوقِ

شوق سے مست ہو کر ہر جانب سے تیرے اندر آئے گی

نے کسے در پیش نے سہی قفا

نہ کوئی سلائے تھا نہ گدی کی جانب

شد پیاپے آں ندا را جاں فدا

پے در پے آئی اس آواز پر جان قربان ہے

تا گند آں بانگِ خوش را جستجو

تاکہ وہ اس اچھی آواز کی جستجو کرے

کہ کجا است آں شبہ اسرار گو

کہ وہ رازوں کو بتانے والا شاہ کہاں ہے؟

می رسد یارب ۲ رسالتندہ کجا است

آ رہی ہے اے خدا پہنچانے والا کہاں ہے؟

جسم لرزاں ہچو شاخِ بید شد

بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے والا ہو گیا

مصطفیٰؐ را بر مکانِ خود نہ دید

مصطفیٰؐ کو اپنی جگہ نہ دیکھا

گشت بس تاریک از غم منزلش

غم سے اس کی جگہ بہت تاریک ہو گئی

کہ کہ بردردانہ ام غارت گماشت

کہ میرے موتی کی کس نے لوٹ چھلی ہے؟

ماندا نستیم کانسجا کوؤ کے سمت

ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہاں کوئی بچہ ہے

کہ از و گریاں شدند آں دیگران

کہ اس سے دھرے رونے لگے

کاخر آں گریاں شدند از گریہ اش

کہ اس کے رونے سے دھرے رونے لگے

۱ طلب۔ طلب۔ جماعت۔

جوق۔ گروہ۔ نواجی۔ اطراف۔ صدا۔

یعنی یہی آواز۔ مصطفیٰؐ آواز کی جستجو میں

حضرت حلیمہؓ نے آنحضرتؐ کو گود سے

اٹھا کر زمین پر بٹھا دیا۔ آں شبہ۔ جس

کی آواز آ رہی ہے جس سے آنحضرتؐ

کی بعثت کے سرا رکھل رہے ہیں۔

۲ رسالتندہ۔ یعنی آواز دینے والا۔

خیرہ۔ حیران۔ شاخ بید۔ بید کے

درخت کی شاخ لک میں مشہور

ہے طفل رشید۔ یعنی آنحضرتؐ لا غم۔

یعنی آنحضرتؐ کے کم کرنے سے۔

۳ منزلہا۔ یعنی مکہ کے مکانات

ذروانہ۔ موتی۔ گفتند۔ ہمیں تو اس بچہ

کے ہونے کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ یہ

معلوم ہو کہ اس کو کون لے گیا۔

ریخت۔ حضرت حلیمہؓ اس رنج میں

اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئیں کہ

سب کھلا دیا۔

حکایت آل پیر عرب کہ دلالت کرد حلیمہؑ ربا استعانت از بتاں
اس بوڑھے عرب کی حکایت جس نے حلیمہؑ کی بتوں سے مدد مانگنے کی طرف راہنمائی کی

پیر مردے پیشش آمد با عصا
ایک بوڑھا شخص لاشی تھامے سامنے آیا
کہ چنیں آتش ز دل افروختی
کہ تو نے دل سے ایسی آگ بھڑکائی ہے
گفت احمدؑ را رَضِیمُ مُعْتَمِدُ
اس نے کہا میں احمدؑ کی معتمد ہوں
چوں رسیدم در حطیم آوازبا
جب میں حطیم میں پہنچی بہت سی آوازیں
من چوآں الحان شنیدم از ہوا
جب میں نے ہوا میں سے وہ آوازیں سنیں
تابہ بینم ایں ندا آواز کیست
تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کس کی آواز ہے؟
نزع کسے دیدم بگرد خود نشاں
نہ میں نے اپنے چاروں طرف کسی کا نشان پایا
چونکہ وا گشتم ز حیرتہائے دل
جب میں دلی حیرتوں کے ساتھ واپس لوٹی
گفتش اے فرزند تو لڈہ مدار
اس نے اس سے کہا اے بیٹا! غم نہ کر
کہ بگوید گر بخواید حال طفل
اگر وہ چاہے گا تو بچے کا حال بتا دے گا
پس حلیمہؑ گفت اے جانم فدا
تو حلیمہؑ نے کہا میری جان قربان ہو
ہیں مرا بنمائی آل شاہ نظر
ہاں! اس شاہ نظر کو مجھے دکھلا دے

۱۔ استعانت۔ مدد۔ با عصا۔ بوڑھا لاشی کے سہارے چل رہا تھا۔ کہ چنیں۔ تیرے اس غم سے دوسروں کے جگر کیاب ہو رہے ہیں۔ ماہم۔ سوگ۔ رَضِیمُ۔ یعنی مرضعہ۔ دودھ پلانے والی کانا۔

۲۔ معتمد۔ فہمیں ہے کہ آج اس اعتماد کو کھیس لگ رہی ہے۔ الحان۔ نغمہ۔ طفل۔ یعنی آنحضرتؐ آج۔ یعنی حطیم کہ ندا کیونکہ وہ پر لطف اور دلکش آواز تھی۔

۳۔ نیز کے۔ چونکہ وہ بھی آواز تھی لہذا نکلانے والا نظروں سے غائب تھا۔ گفتش۔ اس بوڑھے نے حضرت حلیمہؑ سے کہا۔ شہریار۔ شاہ۔ برائے حال۔ سفر۔

بُرد اور پیشِ عَزّیٰ کایں صنم
 وہ اسکو عزی کے سامنے لے گیا کہ یہ بہت
 ماہزراں گم شدہ زو یا تقسیم
 ہم نے ہزاروں کشتہ اس کی جوتے پائے ہیں
 پیر کرد اورا سُجود و گفت زود
 بڑھے نے اس کو سجدہ کیا اور فوراً کہا
 گفت اے عَزّیٰ تو بس اِکرامہا
 اس نے کہا اے عزیٰ تو نے بہت سے کرم
 بر عرب حق ست ازا کرام تو
 تیری مہربانی کا عرب پر حق ہے
 ایں حلیمہ سعدی از اُمید تو
 = حلیمہ سعدیہ تیری امید پر
 کہ ازو فرزند طفلے گم شدہ ست
 کہ اس کا ایک چھوٹا بچہ گم ہو گیا ہے
 چوں ۲ محمد گفت آل جملہ بتاں
 جب اس نے محمد ﷺ کہا وہ سب بت
 کہ بڑو اے پیراں چہ جستجو ست
 کہ اے بڑھے جا یہ کیا تلاش ہے؟
 مانگون و سنکسار انیم ازو
 ہم اس کی جوتے اندھے اور سٹکد ہیں
 آل ۳ خیالاتے کہ دیدیندے زما
 وہ خیالی باتیں کہ جو ہم سے دکھی ہیں
 گم شود چوں بارگاہ او رسید
 گم ہو جائیں گی کیونکہ ان کا دربار کا وقت آ گیا ہے
 دور شو اے پیر، فتنہ کم فروز
 اور بڑھے اور ہو جا فتنہ نہ بجز کا

بہت در اَجبارِ غیبی مُغتنم
 غیبی خبریں دینے میں نیت ہے
 چوں بخدمت سوی او بشتا تقسیم
 جب ہم عقیدت سے اس کی طرف دھڑے ہیں
 اے خداوندِ عرب وے مکر جود
 اے عرب کے خدا، اے سخاوت کے دیوا!
 کردہ تارستہ ایم از دا مہا
 کئے ہیں حتیٰ کہ ہم نے چیلوں سے رہائی پائی ہے
 فرض گشتہ تا عرب شد رام تو
 جو فرض بن گیا ہے حتیٰ کہ عرب تیرا فرمانبردار ہو گیا ہے
 آمد اندر ظن شاخ بید تو
 تر۔ بید کی شاخ کے سایہ میں آئی ہے
 نام آں کودک محمد آمدہ ست
 اس بچے کا نام محمد ہے
 سرنگوں گشتند و ساجد آں زماں
 فوراً ہندھے منہ اور سجدہ کرنے والے ہو گئے
 آں محمد را کہ عزل ما از و ست
 اس محمد کی کہ اس کی جوتے ہماری معزولی ہے
 ما گسا دو بے عیارا نیم ازو
 ہم اس کی جوتے نکھونے اور بے رونق ہیں
 وقت فترت گاہ گاہ اہل ہوا
 اہل ہوا نے فترت کے زمانہ میں کبھی کبھی
 آب آمد مر تیمم را درید
 پانی آ گیا، اس نے تیمم کو توڑ دیا ہے
 ہیں زر شک احمدی مارا مسوز
 خبردار احمدی رشک سے ہمیں نہ جلا

۱۔ عزی۔ مکہ کا مشہور بت تھا۔
 اجد۔ غیبی۔ غیبی باتیں۔ ماہزراں۔
 ہم نے اس کے بتانے سے بہت سی
 کشتہ چیزیں پائی ہیں۔ اے یعنی
 عزی۔ ہارت۔ تیرے بتانے سے
 بہت سی ہلاکتوں سے نجات پائی
 ہے۔ فرض گشتہ۔ تیرا حق ادا کرنا عرب
 پر فرض ہو گیا ہے اسی لئے تمام عرب
 تیرا مطیع ہے۔

۲۔ چوں۔ یعنی بڑھے کی زبان پر
 لفظ محمد آیا۔ جملہ بتاں۔ عزی اور اس
 کے ماحول میں جو بت تھے کہ برو۔
 ان بتوں نے کہا کہ اس بچے کی تلاش
 کیوں کرتا ہے جس کی بعثت ہماری
 معزولی کا سبب ہے۔ مانگونوں کے
 دلہور کے بعد ہماری کوئی عزت اور
 وقعت نہ رہے گی۔

۳۔ آل خیالاتے۔ بت پرستوں
 نے جو کچھ ہمارے حیرت انگیز
 واقعات دیکھے ہیں وہ سب ختم ہو
 جائیں گے۔ فترت۔ وہ زمانہ جو
 حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھانے
 کے بعد سے آنحضرت کی بعثت تک کا
 ہے۔ آب آمد تیمم برخواست۔
 اور شو۔ اس عزی بت نے بڑھے
 سے کہا۔ رشک۔ آنحضرت کی بعثت
 سے ان کی شان و شوکت ختم ہو گئی
 تھی۔

دور شو بہر خدا اے پیر تو
 لو بڑھا خدا کے لئے تو دفع ہو
 اپنی دم اڑھا افشردن است
 یہ کیا اڑھے کی دم دہاتا ہے؟
 زیں خبر خون شد دل دریا و کلاں
 اس خبر سے دیا لہر کان کا دل خون ہو گیا ہے
 چوں شنید از سنگہار پیراں سخن
 جب بڑھے نے پتھروں سے یہ باتیں سنیں
 پس زلزلہ و خوف و بیم آں ندے
 اس آواز کے لرزے اور خوف لہر ڈر سے
 آنچنان کانداز مستان مردِ غمور
 جس طرح کہ جازوں میں ننگا انسان
 چوں درآں حالت بدید آں پیراں
 جب اس علیہ نے بڑھے کو اس حالت میں دیکھا
 گفت پیراں اگرچہ من در خستہم
 بولی اے بڑھے اگرچہ میں مصیبت میں ہوں
 ساعتہ بامِ عطیعی می کند
 کسی وقت ہوا مجھ سے باتیں کرتی ہے
 باد با حرمِ خنہا می دہد
 ہوا حروف کے ذریعہ مجھ سے باتیں کرتی ہے
 گاہ سہ طفلہم را ز بودہ غمییاں
 کبھی میرے بچے کو نہیں لے جاتے ہیں
 از کہ نالم با کہ گویم ایں گلہ
 کس سے فریاد کروں کس سے شکوہ کروں؟
 غیرتش از شرحِ غیم لب بہ بست
 الکیا غیرت سے زبانی شرح کرنے سے لب بستہ ہو گیا ہے

۱۔ تانسوزی۔ ہم تو جل گئے ہیں۔
 تو بھی نہ جل جائے۔ دم اڑھا۔ کوئی
 انسان اڑھے کی دم کو مسے تو یہ اتھنی
 خطرناک کام ہے۔ یہ یادگاں۔ چونکہ
 اب آنحضرت کی آب و تاب کے
 سامنے ان کی آب و تاب ماند پڑ
 جائے گی علت۔ چونکہ مہر و ماہ ماند پڑ
 جائیں گے
 ۲۔ چوں شنید۔ بڑھے نے بت
 کی یہ باتیں سن کر گھبرا کر اپنی لاشی
 پھینک دی۔ بد اسے آواز۔ دندا نہا۔
 خوف میں حالت بچتے بچتے
 ہیں۔ غمور۔ ننگا۔ زان عجب۔ یعنی
 عزتی کی باتیں۔ گفت۔ حضرت
 علیہ نے فرمایا اے بڑھے اگرچہ
 آنحضرت کے معاملہ میں پریشان ہوں
 لیکن تجائب کے ظہور سے حیرت
 میں ہوں۔ بام۔ حضرت علیہ نے
 ہوا سے باتیں کی تھیں۔
 ۳۔ گاہ۔ بچپن میں شوق صدر کے
 واقعہ میں آنحضرت کو غیرت سے اٹھا کر لے
 گئے تھے صدر۔ پریشان۔
 غیرتش۔ یعنی نہیں حالت اور اشکات
 کو میں داز میں رکھنا چاہتی ہوں۔

تانسوزی اے ز آتش تقدیر تو
 تاکہ تو تقدیر کی آگ سے نہ جل جائے
 بچ دانی چہ خبر آوردن است
 تو جانتا ہے کہ کسی خبر لانا ہے؟
 زیں خبر لرزاں شود ہفت آسماں
 اس خبر سے ساتوں آسمان لرز جائیں گے
 پس عصا انداخت آں پیر کہن
 اس پرانے بڑھے نے لاشی پھینک دی
 پیر دندا نہا بہم برمی زدے
 بڑھے کے ہات بچتے بچتے گئے
 اوہمی لرزیدومی گفت اے شور
 وہ کانپ رہا تھا لہر کہتا تھا ہائے ہلاکت
 زان عجب گم کرد زن تدبیر را
 اس عجب بات سے عورت نے تدبیر کو گم کر دیا
 حیرت اندر حیرت اندر حیرتم
 لیکن حیرت و حیرت و حیرت میں ہوں
 ساعتہ سنگم ایسی می کند
 کسی وقت پتھر مجھے لہب سکھاتے ہیں
 سنگ و کوہم فہم اشیای دہد
 مجھے پتھر لہ پہاڑ چیزیں سکھاتے ہیں
 غمییاں سبز پوش آسماں
 آسمان کے سبز پوش نہیں
 من شد م سودانی اکنوں ضد دلہ
 میں اب دیہلی لہر پریشان ہو گئی ہوں
 ایں قدر گویم کہ طفلہم گم شد دست
 بس اتنا کہتی ہوں کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے

گر بگویم اچیز دیگر من کنوں
اب آ کر میں کوئی دہری بات کہوں
گفت پیرش اے حلیمہ شادباش
بڑھے نے ان سے کہا اے حلیمہ خوش ہو جا
تو مخور غم کہ نگرود یا وہ او
تو فکر نہ کر، کیونکہ وہ غم نہ ہو گا
ہر زمان از رشک و غیرت پیش و پس
ہر وقت رشک و غیرت کی جستار کے گلہ پیچھے
آں ندیدی کال بتان ذوقنوں
تو نے یہ نہیں دیکھا وہ ہنر مند بت
اس عجب کرنے سے بڑھے زمین
یہ بڑھے زمین پر عجب نماند ہے
زیں رسالت سنگہا چوں نالہ داشت
اس رسالت سے جبکہ پھر فریاد کرنے لگے
سنگ بے جرم سے در معبودیش
اپنے معبود ہونے میں پھر بے قصور ہیں
آنکہ مضطر اچھیں ترساں شدست
جو مجبور ہے وہ ایسا خوفزدہ ہے
خلق بندندم بزنجیر جوں
لوگ مجھے پاگل پن کی زنجیر میں باندھ دے گے
سجدہ شکر آرو رو را کم خراش
شکر کا سجدہ کر لوہ چہرے کو نہ نوح
بلکہ عالم یا وہ گردو اندرو
بلکہ عالم اس میں گم ہو جائے گا
صد ہزاراں پاسبانست و خرس
لاکھوں تنہاں اور محافظ ہیں
چوں شدند از نام طفلت سرنگوں
تیرے بچے کے نام سے کس طرح سرنگوں ہو گئے
پیر گشتم من نہ دیدم جنس اس
میں بڑھا ہو گیا میں نے ایسا نہ دیکھا تھا
تاچہ خواہد بر گنہگاراں گماشت
گنہگاروں پر کیا چیز مسلط کرے گی؟
تو نہ مضطر کہ بندہ بودیش
تو مجبور نہیں ہے کہ اس کا بندہ ہے
تا کہ بر مجرم چہا خواہندست
تو مجرم پر کس قدر بندشیں ہوں گی؟

اگر بگویم۔ اگر وہ نہیں باتیں لوگوں
سے کہوں گی وہ مجھے دیوانہ سمجھیں
گے۔ وہ عورتیں ماتم میں چہرے کو
چمکتی ہیں۔ تو خور۔ آنحضرت کی طرف
سے فکر نہ کرو گم نہ ہوں گے بلکہ عالم
ان کی عقلیت میں گم ہو جائے گا۔
۲ صد ہزاراں۔ فرشتے آنحضرت
کی حفاظت کرتے تھے۔ آں
ندیدی۔ عزتی بت سرنگوں ہو گیا تھا۔
زیں رسالت۔ رسالت کو تسلیم نہ کرے
واہوں کا انجام برا ہوگا۔
۳ سنگ۔ بت غیر اعتقادی طور
پر معبود بنے ہیں جب ان کا یہ حال
ہے تو ان کے بھاری جوہا اختیار ہیں
اور پوجنے میں مضطر نہیں ان کا انجام تو
بہت ہی برا ہوگا۔ مضطر۔ یعنی بت۔
چہ مصطفیٰ۔ جناب عبدالمطلب

خبر یاھن جد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب از گم
آنحضرت کے دادا عبدالمطلب کو حلیمہ سعیدہ کے آنحضرت کو گم کر دینے کی
کردن حلیمہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را و طالب شدن او گرد
خبر ملنا کہ ان کا شہر کے چاروں طرف ڈھونڈنا کہ کعبہ کے
شہر و نالیدند او بر در کعبہ و از حق درخواست کردن و آواز از
صداہ پر رفا کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا کہ کعبہ کے اندر
درون کعبہ شتون و یاھن او محمد صلی اللہ علیہ وسلم را
سے آواز کا سنا کہ ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لینا

چوں خبر یابید جد مصطفیٰ
 جب مصطفیٰ کے ہوا نے خبر پانی
 وز اچٹاں بانگ بلند و تعربا
 اور ایسے زور کی آواز اور نعروں سے
 زود عبدالمطلب دانست چیست
 فوراً عبدالمطلب سمجھ گئے کیا ہوا ہے
 آمد از غم بر در کعبہ بسوز
 رنج سے کعبہ کے دروازہ پر سوزش کے ساتھ آئے
 خویشتن را من نمی بینم فنی
 میں اپنے لئے کوئی ایسا ہنر نہیں دیکھتا ہوں
 خویشتن را من نمی بینم ہنر
 میں اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا ہوں
 یا سر و سجدہ مرا قدرے بود
 یا میرے سر اور سجدے کی کوئی قدر ہو
 لیک در سیمائے آل در یتیم
 لیکن اس میں دیکھتا کی پیشانی میں
 کہ نمی ماند بجا گرچہ زماست
 کہ جو ہم جیسا نہیں ہے اگرچہ ہم میں سے ہے
 آل عجاہبا کہ من دیدم درو
 وہ عجائب جو میں نے اس میں دیکھے ہیں
 انچہ فصل تو دریں طفلیاں داو
 تیری مہربانی نے حواس کو بچپن میں عطا کیا ہے
 چوں یقین دیدم عنایتہائے تو
 جب میں نے یقینی طور پر تیری عنایتیں دیکھ لی ہیں
 من بمورا می شفیع آرم بپو
 میں اسی کو تیرے پاس سفارشی لایا ہوں

از حلیمہ وز فغانش بر ملا
 حلیمہ اور ان کے بر ملا رونے کی
 کہ بہ میلے می رسید ازوے صدا
 کہ جن کی آواز ایک میل تک پہنچ رہی تھی
 دست بر سینہ ہمی زد می گریست
 سینہ کو ہتی کرتے تھے اور روتے تھے
 کائے خبیر از سر شب و ز راز روز
 کہ اے رات کے راز اور دن کے بھید گے جانکار
 تا بود ہمراہ تو ہچوں منے
 کہ جس میں مجھ جیسا تیرا ہمراہ بنے
 تا شوم مقبول اس مسعود در
 کہ اس مبارک صودہ پر میں مقبول ہوں
 یا باشکم دولتے خداں شود
 یا میرے آنسوؤں سے قسمت جاگ اٹھے
 دیدہ ام آثار لطف اے کریم
 اے کریم! میں نے تیری مہربانی کے بڑے آثار دیکھے ہیں
 ماہمہ مسیم و احمد کیمیاست
 ہم سب تائب ہیں اور احمد کیسیا ہیں
 من ندیدم برولی و بر عدو
 میں نے کسی دوست اور دشمن میں نہیں دیکھے ہیں
 گس نشاں ندہد بصد سالہ جہاد
 کسی نے سولہ کے چہلے کے بعد بھی اس مثل پیش نہیں کی
 بروے او در یست از دریائے تو
 اس پر تو وہ تیرے دریا کا ایک موتی ہے
 حال او اے حال داں باما بگو
 اے حال کے جاننے والے اسکا حال میں بتا دے

۱۔ وز چٹاں۔ حضرت حلیمہ کے
 رونے کی آواز ایک میل تک جارہی
 تھی۔ زود۔ عبدالمطلب فوراً سمجھ گئے
 کہ حلیمہ نے آنحضرت کو گم کر دیا ہے۔
 خویشتن۔ عبدالمطلب نے کہا کہ مجھ
 میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے جس کی
 وجہ سے تیرا ہمراہ ہوں۔ مسعود۔
 یعنی در کعبہ۔

۲۔ لیکن۔ میں نے آنحضرت کے
 چہرے پر تیری مہربانی کے آثار دیکھے
 ہیں۔ کہ نمی ماند۔ اگرچہ وہ ہم میں
 سے ہیں لیکن یہ آثار میں سے کسی
 کے اندر نہیں ہیں۔

۳۔ انچہ ان کے بچپن میں جو
 فضیلت تو نے ان کو عطا کر دی ہے سو
 سال کے چہلے سے بھی کسی کو حاصل
 نہیں ہو سکی۔ من ہوراد میں ان کو
 سفارشی بنانا ہوں ان کے شفیع ان کا
 حال ہمیں بتا دے کہہاں ہیں۔

از درون کعبہ آمد بانگ زود
 فوراً کعبہ کے اندر سے آواز آئی
 بادو صد اقبال او محفوظ ماست
 بادو اقبالوں کے ساتھ ہماری جانب سے نصیب ہے
 ظاہر را شہرہ گہاں کنیم
 ہم اس کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے
 زر کاں بود آب و گل مازر گریم
 پانی اور مٹی سونے کی کان تھی ہم زر گر ہیں
 گہ حمالکھائے شمشیرش کنیم
 گہمبھی ہم اس کو تلواروں کے پرتے بناتے ہیں
 گہ خرچ تخت بر سازیم آژو
 گہمبھی ہم اس سے تخت کے پھول بناتے ہیں
 عشقہا داریم بایں خاک ما
 ہم اس مٹی سے بہت محبت کرتے ہیں
 گہ چینش شاہے آژو پیدا کنیم
 گہمبھی ہم اس سے ایسا شاہ پیدا کر دیتے ہیں
 صد ہزاراں عاشق و معشوق آژو
 اس سے لاکھوں عاشق اور معشوق
 کارما نیست بر کوری آل
 ہمارے کام ہے اس شخص کے اندھے پن کے خلاف
 ایں فضیلت خاک رازاں رود ہم
 یہ بزرگی ہم مٹی کو اس لئے دیتے ہیں
 زانکہ دارد خاک شکل انگری
 کیونکہ مٹی غبار آلود شکل رکھتی ہے
 ظاہرش بابا طنش گشتہ بجنگ
 اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے

کہ ہم اکنون رخ بتو خواهد نمود
 کہ وہ ابھی اپنا چہرہ تجھے دکھانے کا
 بادو صد طلب ملک محفوظ ماست
 بادو طلبوں کی جماعت کے ذریعہ ملکے پاس محفوظ ہے
 باطنش را از ہمہ پنہاں کنیم
 اس کے باطن کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے
 گہ گہش خلقاں و گہ خاتم بریم
 گہمبھی ہم اس کو باغی اور کبھی انگوٹھی تراشتے ہیں
 گاہ بند گردن شیرش کنیم
 گہمبھی ہم اس کو شیر کی گردن کا پٹا بناتے ہیں
 گاہ تاج فرقیہائے ملک جو
 گہمبھی کشد کشا سروں کے تاج
 زانکہ اقامت در قعدہ رضا
 کیونکہ وہ تسلیم و رضا کی نشست پر واقع ہوئی ہے
 گہ ہم اورا پیش شہ شید کنیم
 گہمبھی ہم اس کو شاہ کے سامنے عاشق بنا دیتے ہیں
 در فغان و در نفیر و جستجو
 نالہ و فریاد اور جستجو میں ہیں
 گو بکار ما ندارد میل جاں
 جہاں ہمارے کام کے ساتھ جان کا میلان نہیں رکھتا ہے
 زانکہ نعمت پیش بے برگاں نہیم
 کیونکہ ہم جو ملن گلوں کے لئے نعمت پیش کرتے ہیں
 وز دروں دارد صفات انوری
 اور باطن میں نورانی صفات رکھتی ہے
 باطنش چوں گوہر و ظاہر چوں سنگ
 اس کا باطن موتی کی طرح ہے اور ظاہر پتھر کی طرح ہے

از درون کعبہ خوجہ عبدالمطلب
 کو کعبہ کے اندر سے جواب ملا تم
 عنقریب ان کا چہرہ دیکھ لو گے
 محفوظ نصیب تلب جماعت
 ظاہر حضور کے ظاہری احوال عالم پر
 کھلے باطنی احوال کو اللہ سے ان کو
 کونسا قرب حاصل ہے اس تک
 رسائی نہیں ہو سکی گہاں جہاں
 زر پانی اور مٹی سے اللہ نے جو
 مخلوق بنائی ہے اس کے مختلف
 مراتب ہیں خلیاں باغیہاں
 خرچ لیموں مصر میں کپڑوں کی
 چھپائی اور کڑھائی کی چھپائی اور
 کڑھائی میں لیموں کی شکل بنائی جاتی
 تھیں ہر قعدہ سجد کے بعد بیٹھنے
 کی بیت گہم یعنی بھی اس جیسے
 شاہ کو خدا کا عاشق بنا دیتے ہیں
 صد ہزاراں اس کی خاک سے
 لاکھوں عاشق و معشوق پیدا ہوتے
 ہیں جو عشق دی جہ سے نالہ فریاد میں
 مصروف ہیں کارما ہمارے یہ
 کارنامے مکرروں کے نکلنے کے باوجود
 جاری ہیں ایں فضیلت مٹی کو فردنی
 کی وجہ سے یہ فضیلت حاصل ہوئی
 ہے کہ اس سے اس طرح کے لوگ
 پیدا ہوتے ہیں زانکہ زمین کا ظاہر
 غبار آلود ہے لیکن اس کا باطن پر نور
 سے جسے لالہ و گل رونما ہوتے ہیں
 باطنش زمین کا باطن موتی اور ظاہر
 پتھر ہے

ظاہر شہ گوید کہ ما اینیم و بس
 اس کا ظاہر کہتا ہے کہ ہم صرف یہی ہیں
 ظاہر شہ منکر کہ باطن ہیچ نیست
 اس کا ظاہر منکر ہے کہ باطن ہیچ نہیں ہے
 ظاہر شہ بابا ظنش در چالش اند
 اس کا ظاہر اس کے کہن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے
 زیں تر شر و خاک صورتہا کنیم
 اس تر شر و خاک سے ہم صورتیں بناتے ہیں
 زانکہ ظاہر خاک اندوہ و نکاست
 کیونکہ مٹی کا ظاہر غم لوستا ہے
 کھف اسریم و کار ما ہمیں
 ہم رازوں کو کھولنے والے ہیں ہمارا یہی کام ہے
 گرچہ دزد از منگری تن میزند
 چھ اگرچہ نکلی ہونے کی وجہ سے خاموش ہے
 فصلہا دزدیدہ اند ایں خاکہا
 ان منہا نے بہت سی فصلیتیں چھارکی ہیں
 بس عجب فرزند کوراؤدہ است
 اس کے بہت سے عجیب فرزند ہوتے ہیں
 شد زمین دم آسمان خندان و شاد
 زمین اور آسمان شاد و فرحان ہوئے
 شد زمین چوں آسمان از شادیش
 ان کی خوشی سے زمین آسمان کی طرح ہو گئی
 ظاہر ت با باطن ت اے خاک خوش
 اے بہترین مٹی تیرا ظاہر باطن کے ساتھ
 ہر کہ باخو بہر حق باشد جنگ
 جو اپنے ساتھ اللہ کے لئے لڑائی میں مصروف ہو

باطن شہ گوید نکو میں پیش و پس
 اس کا باطن کہتا ہے آگے اور پیچھے اچھی طرح دیکھ
 باطن شہ گوید کہ بنمایم بایست
 اس کا باطن کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں ظہر
 لا جرم زیں صبر نصرت می کنند
 لا محالہ اس صبر سے وہ فتح پاتے ہیں
 خندہ پنہانش را پیدا کنیم
 ہم اس کی چھپی مسکراہٹ کو ظاہر کرتے ہیں
 در دوش صد ہزاراں خندہ باست
 اس کے اند لاکھوں مسکرائیں ہیں
 کایں نہا نہارا بر آرمیم از کمیں
 کہ ان رازوں کو پوشیدگی سے ہار لے آئیں
 شخہ آل از عصر پیدا می کند
 کھول دہا کر ظاہر کر دیتا ہے
 ما مقرر آرمیم شاں از لوتلا
 ہم آزمائش کے ذریعہ ان کو قرار کرنے والا کر دیتے ہیں
 لیک احمد بر ہمہ افزوہ است
 لیکن احمد سب سے بڑھے ہوئے ہیں
 کاچنیں شاہے زما دو جفت زاد
 کہ یہاں شاہ تہا کے جوتے سے پیدا ہوا
 خاک چوں سون شدہ ز آزویش
 ان کی پیدائش سے مٹی سون کی طرح ہو گئی
 چونکہ در جنگ ست و اند کشتش
 چونکہ جنگ اور کشتن میں ہے
 تا شود معنیش خصم یو و رنگ
 حتی کہ اس کا باطن جو اور رنگ کا مخالف ہو

۱ ظاہر شہ اس کی ظاہری صورت
 کمالات باطن کو چھپائے ہوئے اور
 منکر سے باطن بر کمالات ہے
 ظاہر شہ ظاہر اور باطن کی یہ جنگ
 جاری ہے مٹی ظاہر کا غلبہ دیتا ہے مٹی
 باطن کو فتح حاصل ہو جاتی ہے زیں تر
 شر و بد صورت مٹی حسین و جلیل مخلوق
 کا پیدا کرنا اس کے باطنی حسن کا اظہار
 ہے

۲ زانکہ زمین بظاہر روتی
 صورت ہے لیکن اس کے باطن میں
 سرو میں موجزن ہیں۔ کاشف
 اسریم۔ اللہ تعالیٰ مجھے رازوں کی
 چھپی ہوئی خوبیاں ظاہر کر دیتا ہے
 گرچہ چو۔ چوہ کرچاے کا منکر ہو
 جاتا ہے اور خاموشی اختیار کرتا ہے
 کھولیں اس کو دبا کر قرار کر لیتا
 ہے اللہ تعالیٰ بھی آزمائش میں ذل
 کر انسانوں کی باطنی خوبیاں واضح کر
 دیتا ہے

۳ بس عجب۔ زمین نے جہت
 سے باکمل فرزند ہے لیکن سید الانبیاء
 جیسا کہ نہ جند شدہ زمین ہوا آسمان
 کے ملاپ سے جب سید الکونین کا
 ظہور ہوا تو ریلوں نے مسرت کا اظہار
 کیا۔ شد زمین۔ آنحضرت کی پیدائش
 سے زمین کو عروج حاصل ہوا
 خاک۔ زمین نے آنحضرت کو جانا تو
 سون کی طرح سوزبان بن کر اظہار
 مسرت کیا۔ آزویش۔ یعنی آنحضرت
 کی پیدائش۔ عظمت۔ جس کا ظاہر اور
 باطن خدائے تعالیٰ ہی جنگ میں ہو
 اس کی مدح پر نور ہوئی ہے اور اس کا نور
 ناقابل ذہال دیتا ہے

ظلمتیں بانور اوشد در قتال

اس کی تاریکی اس کے نور کے ساتھ جگہ میں لگی

ہر کسرا کو شد بہر مادر امتحان

جو شخص ہمارے لئے امتحان دینے میں کوشش کرے

ظاہرت از تیرگی آفتاں کنناں

تیرا ظاہر تاریکی کی وجہ سے فریادی ہے

قاصداً ۲ چوں صوفیان روترش

وہ صوفیوں کی طرح ہلا لہا تر شرو ہے

عارفان روترش چوں خار پُشت

تو شرو عارف سہی کی طرح ہیں

باغ پنہاں کرد و رد آل خارفاش

باغ نے پھول کو چھپایا ہے کانٹا گھلا ہوا ہے

خار پُشتا خار خاریں کردہ

اے سیا تو نے کانٹوں کو تمہیں بٹایا ہے

تا کہے در چار دانگ عیش تو

تا کہ کوئی تیرے دستِ عیش میں

طفل ۳ تو گرچہ کو دک خوب دست

تیرا بچہ اگرچہ بچپن کی عادت ہلا ہے

ماتہانے را بدو زندہ کنیم

ہم دنیا کو اس کے ذریعہ حیات بخشیں گے

آفتاب جانش را نبود زوال

اس کے جان کے سہج کے لئے زوال نہیں ہے

پُشت زیر پاش آرد آسماں

آسمان کو اس کے پاؤں کے نیچے لے آتا ہے

باطن تو گلستاں در گلستاں

تیرا باطن باغ باغ ہے

تانیہ میزند باہر نور گمش

تا کہ وہ کسی نور بھانے والے سے میل جول نہ کریں

عیش پنہاں کردہ در خار دُرشت

سخت عافوں میں عیش کو چھپائے ہوئے ہیں

کائے عدو دُر دازیں در دور باش

کہ اے چھ دشمن! اس مہرہ سے دور رہ

سر چو صوفی در گریباں بردہ

سستی کی طرح سر کو گریبان میں ڈال لیا ہے

گم شود زیں گلر خان خار خو

ڈال نہ ہون پھل سے چہرے کانٹے کی طبیعت ہاں سے

ہر دو عالم خود طفیل او بدست

وہ جہاں اس کے طفیل پیدا ہوئے ہیں

چرخ را در خدمتیں بندہ کنیم

آسمان کو اس کی خدمت میں غلام بنا دیں گے

۱۔ ہر ک۔ جو شخص بارگاہِ خداوندی میں امتحان دینے کے معاملے میں کوشش ہے اس کا مرتبہ آسمان سے بلند ہے۔ ظاہرت۔ بظاہر پراگندگی ہے لیکن باطن پارہاں ہے۔

۲۔ قاصداً۔ یہ شخص اپنے ظاہر کو اس لئے پراگندہ کرتا ہے کہ دنیا والوں سے میل جول نہ پیدا کریں۔ عارفان۔ بزرگوں کی ترشروی اس لئے ہوتی ہے کہ عوام سے اپنی روحانی لذت کو بچائے رکھیں۔ باغ۔ باغ کی مثال اس باغ کی ہے جس نے پھولوں کو چھپایا اور کانٹوں کو ظاہر کر رکھا ہوتا کہ پھول دشمن کی دست برد سے محفوظ رہیں۔ گلر خان۔ یعنی دنیا

۳۔ طفیل۔ ثویلاً۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم جب تخلیق عالم ہیں۔ زندہ و نسیم۔

یعنی ہم روحانی زندگی عطا کرے

گے۔ کجاست۔ یعنی آنحضرت اس

وقت کہاں ہیں ان کا سیدھا راستہ بتا

۷۔

نشان خواستن عبدالمطلب از موضع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خوب عبدالمطلب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کے بارے میں پتہ معلوم کرنا

کہ کجایش یابم و جواب آمدن از درون کعبہ و نشان یافتن

کہ ان کو میں کہاں پاؤں گا؟ اور کعبہ کے اندر سے جواب آتا اور پتہ معلوم ہوتا

گفت عبدالمطلب کا یندم کجاست اے علیم امیر نشان وہ راہ راست

خوب عبدالمطلب نے کہا اس وقت کہاں ہے؟ اے ملا کو جاننے والے! سیدھے راستہ کا پتہ بتا دے

گفت اے جویندہ طفل رشید

اس نے کہا اے رولایاب بچے کے تلاش کرنے والے

باتو زان شاہ جہاں بد ہم نشاں

میں تھے اس شاہجہاں کا پتہ بتاتا ہوں

پس رواں شد زود پیر نیکیخت

تو وہ نیک نصیب بڑے میاں فوراً روان ہو گئے

زانکہ جدش بودز اعیان قریش

کیونکہ ان کے دادا قریش کے سرداروں میں سے تھے

مہتران رزم و بزم و ملحمہ

رزم و بزم اور میدان جنگ کے سردار ہوتے ہیں

کز شہنشاہان مہ پالودہ است

کیونکہ وہ عظیم بادشاہوں سے بھی بزرگتر ہیں

نیست جنبش از سمک کس تلمساک

سمک سے ساک تک کوئی ان جیسا نہیں ہے

خلعت حق را چہ حاجت تار و پود

اللہ کی خلعت کو تارے ہانے کی کیا ضرورت ہے؟

بر فزاید بر طراز آفتاب

وہ سورج کے نقش و نگار سے بڑھ جاتی ہے

از دوران کعبہ آوازش! رسید

کعبہ کے اندر سے ان کو آواز آئی

بافش گفتا مخور غم کایں زماں

شبی آواز نے ان سے کہا غم نہ کر ابھی

در فلاں وادیست زیر آں درخت

فلاں میدان میں درخت کے نیچے ہے

در رکاب او امیران قریش

قریش کے سردار ان کی ہمراہی میں تھے

تابہ پشت آدم اسلاش ہمہ

ان کے تمام بزرگ حضرت آدم کی پشت تک

اس نسب خود پوست اور ابودہ است

یہ نسب بھی ان کے لئے جھکا ہے

مغز او خود از نسب دورست و پاک

ان کا جوہر خود نسب سے دور اور پاک ہے

نور حق را کس نجوید زاد و بود

اللہ کے نور کے لئے کوئی پیدائش اور جوہر نہیں دھونڈتا ہے

مکتسب سے خلعت کہ بدہد در ثواب

وہ جو اپنی وجہ کی خلعت ثواب میں دیتا ہے

۱ آوازش۔ یعنی عبدالمطلب کو

آواز آئی۔ سچ نیکیت۔ یعنی

عبدالمطلب کے ساتھ قریش کے

دوسرے سردار بھی آنحضرت کو تلاش

کرنے چلے۔ اعیان۔ عین کی جمع

سردار۔ رزم۔ میدان۔ جنگ بزم۔

محل نشاط۔ ملکہ۔ میدان قتال۔

۲ اس نسب۔ آنحضرت کے ذاتی

فضائل کے مقابلہ میں کسی فضیلت

یچ ہے مغز۔ آنحضرت کا لب جو ہر نسب

سے بے نیاز ہے آنحضرت خیر الخلق

ہیں۔ سمک۔ مچھلی یعنی تحت اشرفی

عوام کا خیل ہے کہ زمین مچھلی کی

پشت پر قائم ہے۔ سماک۔ یعنی

آسمان کی انتہائی بلندی ساک ازل

اور سماک راجہ دو ستارے ہیں جو

انتہائی بلندی پر ہیں۔ زلو۔ یعنی

نسب۔ خلعت۔ لباس کا شای جوڑا

جو کسی کو انعام میں دیا جائے۔ تار و پود۔

تانا بانا۔

۳ مکتسب۔ اللہ کی جانب سے

جو معمولی جوڑا ثواب میں ملتا ہے وہ

نقش و نگار میں سورج سے بھی بڑا ہوا

ہوتا ہے۔ طراز۔ نقش و نگار۔ منک۔

یعنی روحانی سلطنت۔ خواہر انت۔ وہ

عورتیں جو مقررات بارگاہ خداوندی

ہیں جیسے حضرت آسیہ فرعون کی بیوی

و غیر۔ سنی۔ بلند۔ سردار۔ حدیث

میں ہے لئینا جیفہ دنیا سردار ہے؟

بقیہ قصہ دعوت سلیمان و بلقیس را با ایمان

حضرت سلیمان کا بلقیس کا ایمان کی دعوت دینے کے قصہ کا بقیہ

بر لب دریای یزداں در بچیں

اللہ کے دریا کے کنارے سے موتی جن لے

تو بمر دارے چہ سلطانی گنی

تو مرد پر کیا سلطنت کر رہی ہے؟

جاوداں از دولت ماہو بخور

ہمیشہ تیری دولت کے پھل کھا

خیز و بلقیسا بیا و ملک ہیں

اے بلقیس! اٹھ! آ جا سلطنت کو دیکھ

خواہر انت ساکن چرخ سنی

تیری بہنیں بلند آسمان پر متم ہیں

خیز بلقیسا بیا دولت نگر

اے بلقیس! اٹھ! آ جا اس بادشاہی کو دیکھ

خواہرانت راز بخششہی راد
تیری بہنوں کو سخاوت کی بخششوں میں سے
خیز بلیقیسا بیاد بحر جود
اے بلیقیس! اٹھ سخاوت کے سمندر میں آ جا
خواہرانت جملہ در عیش و طرب
تیری بہنیں سب میں اور مستی میں ہیں
خیز و بلیقیسا سعادت یا رشو
اے بلیقیس! اٹھ نیک بختی کی یاد بن جا
تو ز شادی چوں گدائے طبل زن
تو خوشی میں اس فقیر کی طرح ہے جو شاہ پیت رہا ہے

ہیچ میدانی کہ آں سلطان چہ داد
تو کچھ جانتی ہے کہ اس شاہ نے ان کو کیا دیا ہے؟
ہر دمے بر دار بے سرمایہ سود
ہر وقت بغیر سرمایہ کے نفع کما
بر تو چوں خوش گشت اس رنج و تعب
یہ رنج اور مشقت تیرے لئے کیسے بھلی بن گئی
وز ہمہ ملک سبا بیزار شو
اور سبا کی پوری سلطنت سے بیزار ہو جا
کہ منم شاہ و رئیس گو سخن
کہ میں بھی کاشا کا شاہ اور رئیس ہوں

۱۔ اس رنج۔ یہ دنیاوی سلطنت۔
چوں گدائی۔ چونکہ تیری یہ سلطنت
بے حقیقت ہے لہذا تو شاہ نہیں گدا
سے اور اس خس و خاشاک کی بھٹی کو
سلطنت سمجھ کر اس پر اپنی شاہی کا
اعلان کرتی ہے۔ بلائ قومی۔ جتنی
خوش ہو کر کہے گا کہ کاش میری قوم
جان لیتی کہ مجھ پر کیا کرم ہو رہا ہے۔
۲۔ آں سکے دنیا دار کی مثل گل
کے اس کتے کی سی سے جو اچھے
شکاروں کو چھوڑ کر گدا اور فقیر پر پکارتا
ہے۔ گفتہ اندھے اندھے اور کوچ کے
کتے کا قصہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے
ہیں لیکن بات کو مضبوط کرنے کے
لئے مکرر کہہ رہے ہیں۔

۳۔ کہہ اندھے نے کتے سے
کہا دوسرے کتے تو پہاڑ پر گور خراشا
کر رہے ہیں۔ تو اندھے کو چٹ رہا
ہے۔ ترک کتے کے قصہ سے مولانا
نے نہایت ہی بیرون کو غیرت دلائی ہے۔
آب شوری۔ تو کھادی پانی ہے تو نے
اپنے اندھے مریدوں کو اپنے
چاروں طرف جمع کر لیا ہے۔

مثل قانع شدن آدمی بدنيا و حرص او در طلب دنيا و
انسان کے دنیا میں قانع ہونے اور دنیا کی طلب میں اس کی حرص اور روحانوں
غفلت او از دولت روحانیاں کہ ابنائے جنس وے اند
کی دولت سے اس کی غفلت کی مثال جو روحانی اسی جسے ہیں اور
و نعرہ زناں کہ یالیت قومی یعلمون
نعرہ لگ رہے ہیں کاش میری قوم جان لیتی

آں سکے در کو گدائے کورید
ایک کتے نے گلی میں ایک اندھے فقیر کو دیکھا
گفتہ ایم اس را ولے بار دگر
ہم یہ قصہ کہہ چکے ہیں لیکن دوبارہ
کور ۳ گفتش آخر آں یاران تو
اندھے نے اس سے کہا آخر تیرے دوست
قوم تو در کوہ می گیرند گور
تیری قوم پہاڑ میں گور پکڑ رہی ہے
ترک اس تزویر کن شیخ نفور
تائے مقرر! اس مکر کو چھوڑ دے

حملہ می آورد و لکش می درید
اس پر حملہ کر دیا اور اس کی گدڑی پھاڑ دی
شد مکرر بہر تاکید خنبر
بات کی تاکید کے لئے مکرر ہوا ہے
برگہ اندر ایندم شکار و صید جو
اس وقت صید شکار کی جستجو میں پہاڑ پر ہیں
در میان کوی می گیر تو گور
تو کوپے میں اندھے کو پکارتا ہے
آب شوری جمع کردہ چند گور
تو کھادی پانی ہے تو نے چند اندھے جمع کر لئے ہیں

۱۔ آب خود۔ ہائلی کمال حاصل کر
 اور اس کے بذریعہ مریوں کو فیض
 پہنچا۔ بحر لدن۔ یعنی خدائی فیض۔
 خیز۔ مردان حق فیض ہے بہرہ
 مند ہیں تو صرف مریوں کو لوٹنے پر
 لگا ہے۔ گورچ۔ مردان حق کو گورچ کہا
 تھا اب کہتے ہیں کہ حقیقی مشائخ تو
 صرف طالب خدا ہیں وہ مجسم شیر ہیں
 اور صرف شیر کا شکار کرتے ہیں۔ وہ
 نظارہ وہ اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں
 مستغرق رہتے ہیں اور ان کو عشق میں
 فنا کا حجاب حاصل ہے۔

۲۔ ہچو گورچ۔ شکاری جس طرح
 کا شکار کھیتے ہیں اس قسم کے مردہ
 جانور کو بھس وغیرہ بھر کر اپنے ساتھ
 رکھتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ اس
 کے ہم جنسوں کا شکار کریں اسی طرح
 یہ بزرگ گویا کہ وہ مردہ جانور ہیں اور
 اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ان کے ہم
 جنسوں کا شکار کرتا ہے۔ مرغ مردہ
 ظاہر ہے کہ وہ مردہ جانور بالکل شکاری
 کے اختیار میں رہتا ہے شکاری سے
 وصل اور جدائی میں مجبور محض ہوتا ہے
 یہی حال ان بزرگوں کا ہوتا ہے یہی
 معنی اس حدیث کے ہیں جس میں
 فرمایا گیا کہ دل اللہ کی وہ آنکھوں کے
 درمیان ہے اللہ جس طرف چاہتا ہے
 ان کو بلاتا دیتا ہے مرغ مردہ وہاں
 مردہ جانور کے ذریعہ جو شکار ہوتا ہے
 حاصل شکاری کا شکار بنا ہے ہر کہ
 نو اس مردہ جانور سے کندہ کسی کے گا
 وہ صیاد کے ہاتھ سے مرے گا۔

۳۔ گویہ۔ غالباً فی اللہ کہتا ہے
 بظاہر میرے مردہ ہونے کو نہ کچھ خدائی
 عشق مجھے جس ہونے سے بچائے
 رائے ہے صورت من۔ فقر و فنا کی
 صورت میں مردے کی صورت میں
 ا۔ سبب۔ حرکت جو کہ زندگی کا اثر
 ہے وہ پہلے میرے ذہنی ارادہ سے تھی۔
 ابدست قدرت کے ذریعہ ہے۔

کایں مریدان من و من آب شور
 کہ یہ میرے مرید ہیں اور میں کھادی پانی ہوں
 آب خود شیریں گن از بحر لدن
 لدن کے دیا سے اپنے پانی کو شیریں بنا لے
 خیز شیران خدا ہیں گورگیر
 اللہ خدا کے شیروں کو گورچ پکانے والا دیکھ
 گورچ از صید غیر دوست دور
 گورچ کیا ہے دوست کے علاوہ کے شکار سے دور ہیں

۴۔ نظارہ صید و صیادتی شہ
 شکار اور شکار کو شکار کرنے کے نظارے میں
 ہچو مرغ مردہ شاں بگرفتہ یار
 ان کو دوست نے مردہ پرند کی طرح پکار رکھا ہے
 مرغ مردہ مضطر اندر وصل و بین
 مردہ پرند وصل اور جدائی میں مجبور ہے
 مرغ مردہ اش راہراں گوشد شکار
 اس کے مردہ پرند کو جو شکار ہوا
 ہر کہ لوزیں مرغ مردہ سر بتافت
 جس نے اس مردہ پرندہ سے روگردانی کی
 گوید ۳ او منکر بمر داری من
 کہہتا ہے میری مردہ پرندگی پر نفرت کر
 من نہ مردارم مرا شہ گشتہ است
 میں مردہ نہیں ہوں مجھے شکار نے ملا ہے
 جنبشم زیں پیش بود از بال و پر
 اس سے پہلے میری حرکت بال اور پر کے ذریعہ تھی

می خورند از من ہمی گردند گور
 وہ مجھ سے پیتے ہیں اور اللہ سے ہوئے جاتے ہیں
 آب بدرا دام اس گوراں منکن
 برے پانی کو ان انگوٹوں کے لئے جل نہ بنا
 تو چوسگ چونی بزرگی کو گیر
 تو کتے کی طرح کھادی سے لٹکے پکڑنے والے کیوں ہے
 جسم شیریں اور شیر پکڑنے والے ہیں لٹکے سے مست ہیں
 کردہ ترک صید و مردہ ذرولہ
 شکار کرنا چھوڑ دیا ہے اور عشق میں فنا ہیں
 تا کند او جنس ایشان را شکار
 تاکہ وہ دوست ان کے ہم جنسوں کو شکار کرے
 خواندہ القلب بین الاصبین
 تو نے پڑھا ہے کہ دل وہ آنکھوں کے درمیان میں ہے
 چوں بہ جیند شد شکار شہر یار
 جب وہ غور کرے گا تو شکار کا شکار ہوا ہے
 دست آل صیاد راہر گزنیافت
 اس نے شکاری کے ہاتھ کو کبھی نہ پلا
 عشق شہ میں در نگہداری من
 میری حفاظت کے بدلے میں اللہ کے عشق کو دیکھ
 صورت من شبہ مردہ گشتہ است
 میری صورت مردے کے مشابہ ہو گئی ہے
 جنبشم اکنون ز دست دلاگر
 اب میری حرکت منصف کے ہاتھ سے ہے



جَبَشِ اِفَانِیْمِ بِیْرُوں شُد ز پُوسْتِ
 میری فنا ہونے والی حرکت کمال سے باہر ہو گئی ہے
 ہر کہ کج جُنُبِ بہِ پِشِ جَبَشِمْ
 جو کوئی میری حرکت کے سامنے نیچی حرکت کرتا ہے
 ہِیْں مَرُدِہ مَبِیْں گَر زِنْدَہ
 خبردار! اگر تو زندہ ہے مجھے مردہ نہ سمجھ
 مَرُدِہ زِنْدِہ کِرُو عِیْسِی اَز گَرْمِ
 حضرت عیسیٰ نے گرم سے مردہ کو زندہ کر دیا
 کَہ ۲ بِمَانِم مَرُدِہ دَر قَبْضِہ خُدا
 میں خدا کے قبضہ میں رہ کر مردہ کب رہ سکتا ہوں
 عِیْسِیْم لَیْکِن ہَر اَنکُو یَا فِت جَاں
 میں عیسیٰ ہوں لیکن جس نے جان حاصل کر لی
 شُدِ عِیْسِی زِنْدِہ لَیْکِن بَا ز مَرُدِ
 حضرت عیسیٰ سے زندہ ہوا لیکن پھر مر گیا
 مَن مَعصَا یَمِ دَر کَفِ مَوْسِی خُویشِ
 میں اپنے موسیٰ کے ہاتھ میں لاٹھی ہوں
 مِں مُسْلِمَانَاں پُلِ دَرِیَا شُومِ
 میں مسلمانوں کے لئے دیا کا پل ہو جاتا ہوں
 اِیْن عَصَا رَا اے پِہر تَنہَا مَبِیْں
 اے بیٹا! اس لاٹھی کو اکیلا نہ سمجھ
 مَوْجِ طُوفَانَاں ہَم عَصَا بُد کُوزِ دَرْدِ
 طوفان کی موج بھی لاٹھی تھی جس نے حد کے ساتھ
 ہَم عَصَا بُد بَادِ بَر اَعْدَا ئَہُودِ
 حضرت ہود کے دشمنوں پر ہوا بھی لاٹھی تھی
 ہَم عَصَا یُودِ پَشِہ دَر نَبَرْدِ
 پھر بھی مقابلے میں لاٹھی تھی

جَبَشِشِ بَاقِیْسِتِ اَنکُوں چَولِ دَر وِسْتِ
 بسا اے جَبَشِشِ دَر کِت ہے کُنکھہ کی جانب سے ہے
 گَر چَہ سِیْمُرُغِ اسْتِ زَارِشِ مِی گِشْمِ
 خواہ وہ سیرغ ہو میں اس کو بری طرح مانتا ہوں
 دَر کَفِ شَاہِمِ نَگَرِ گَر بِنْدَہ
 اگر تو بندہ خدا ہے تو مجھے شاہ کے ہاتھ میں سمجھ
 مَن بَکَفِ خَالِقِ عِیْسِی دَرْمِ
 میں حضرت عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
 بَر کَفِ عِیْسِی مَدَا اِیْنِ ہَم رَوَا
 حضرت عیسیٰ کے ہاتھ پر بھی یہ رمانہ رکھ
 اَز دَمِ مَن اُو بَمَانِدِ جَاوِوَاں
 میرے دم سے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا
 شَادِ اَنکُو جَاں بَدِیْسِ عِیْسِی سَپَرِ دِ
 وہ قابلِ مہذبہ ہے جس نے اس عیسیٰ کو جان پر دے کر دی
 مَوْسِیْم پِنہَاں و مَن پِیْدَا بہِ پِشِ
 میرا موسیٰ پوشیدہ ہے لوہ میں سامنے ظاہر ہوں
 بَا ز بَر فَرَعُوْنِ اِثْر دِہَا شُومِ
 پھر فرعون پر اڑھا بن جاتا ہوں
 کَہ عَصَا بَے کَفِ حَقِ نَبُو دِ چَہِشِمْ
 کیونکہ بغیر خدا کے ہاتھ کے لاٹھی لٹکی نہیں ہوتی ہے
 طَنْطَنَہ جَاوِ دَر پَرِسْتَاں رَا نَخُورِ دِ
 جلاہ پرستوں کے دہبہ کو نکل لیا
 کَہ بَر اَوْرِدِ اَز بَقِیَہِ عَادِ دُووِ
 جس نے عاد کے بقیہ لوگوں کے دھوئیں اڑا دیے
 کُو بَر اَوْرِدِ اَز سَرِ نَمْرُودِ گَر دِ
 جس نے نمرود کے سر سے ہول اڑا دی

۱۔ جَبَشِشِ افانیم۔ جب انسان اپنے فرائض کو نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے تو اس کے تمام صفوں اللہ کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ برک۔ فقراء کا انتقام بڑے سے بڑے انسان کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ فانی فی اللہ صرف اپنے افعال کے اعتبار سے بے حس و حرکت ہوتا ہے۔ دست قدرت اس سے افعال کا صدور کرتا ہے۔ مرد۔ حضرت عیسیٰ مردے کو زندہ کر دیتے تھے تو حضرت عیسیٰ کا خالق مردے کو کیسے زندہ کرے گا۔

۲۔ بمانم۔ حضرت عیسیٰ کی حیات بخشی کا انکار بھی جائز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ خدا کی حیات بخشی عیسیٰ میں خود ہی زندہ نہیں ہوں بلکہ مردوں کو بھی ابدی زندگی عطا کرتا ہوں۔ شہد عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کے جس معجزے کا ذکر ہے اس سے عارضی زندگی حاصل ہوتی تھی۔ بدیں عیسیٰ۔ اگر اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے تو کوئی اشکال نہیں اگر خود فانی فی اللہ مرد ہو تو مردیہ سے کون کے معجزے کا تعلق دنیاوی زندگی سے تھا اگرچہ وہ بھی روحانی ابدی زندگی عطا کرتے تھے۔ کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ من عصا یم۔ یعنی اب میں اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہوں۔ مسلمان۔ یعنی میں اللہ حق کے لئے باعثِ نجات اور کفایت کے لئے باعثِ عذاب ہوں۔ عیا۔ یعنی مصر کا پائے نکل۔ موج۔ حضرت نوح کی بدعا سے ان کی قوم پانی کے طوفان سے ہلاک ہوئی۔ جلاہ پرستوں۔ یعنی فرعون کی قوم۔ عاد۔ یہ حضرت ہود کی قوم تھی۔

زُرقِ ایں فرعونیاں را بر دَرَم
ان فرعونوں کی مکاری کا پردہ چاک کر دوں
ترک گن تا چند روزے می چرند
رہنے دے تاکہ چند روز چلیں
از کجا یابد جہنم پرورے
تو جہنم کہل سے پرورش پائے؟
زانکہ بے برگند در دوزخ کلاب
کیونکہ دوزخ میں کتے بے سرو سامان ہیں
پس بمرودے خشم اندر مرد ماں
تو انسانوں میں غصہ مرہ ہو جاتا
کے زید، میرد زبور مومنناں
کب زندہ رہے مومنوں کے نور سے بچھ جائے
تا زید ورنہ ریحی بکشدش
تاکہ زندہ رہے ورنہ ریحی اس کو بچھا دے
پس کمال بادشاہی کے شدے
تو بادشاہی کا کمال کب ہوتا؟
بر مشاہو بیان ذاکراں
دل ذکر کی مثالوں اور بیان کی
چند خواہی زیست اے مردار چند
اے مردار تو کب زندہ رہے گا؟
بر ہمیں در کہ شود امروز باز
اس روزے پر جو آج کھلا ہوا ہے
در میان باغ از سیر و گبر
باغ میں کہن اور گہر کی

گر غصاہائے خدا را بشمرم
اگر میں خدا کی لالچیوں کا شمار کروں
لیک زیں شیریں گیا ہے زہر مند
لیکن اس زہری شیریں گھاس کو
گر بنا شد جاہ فرعون و سرے
اگر فرعون کا رتبہ اور سرداری نہ ہو
فریش گن استگاہش کُش لے قصب
اے قصب! اس کو مونا کر پھر ذبح کر
گر نبودے خصم و دشمن در جہاں
اگر دنیا میں مخالف اور دشمن نہ ہوتے
دوزخ آں خشم ست لے خصم فلاں
اے فلاں! دوزخ وہ غصہ ہے بغیر مخالف کے
دوزخ آں خشم است و خصمے بایدش
دوزخ وہ غصہ ہے اور اس کو مخالف چاہیے
گر بماندے لطف بے قہر و بدے
اگر مہربانی بغیر قہر اور بدی کے نہ جاتی
ریشخندے کردہ انداں منکراں
ان منکروں نے مذاق اڑائی ہے
تو اگر خواہی بگن ہم ریشخند
اگر چاہے تو بھی مذاق اڑا
شادے باشید اے مہال در نیاز
اے دوستو نیاز مندی میں خوش رہو
ہر خوبی باشدش گروے و گر
ہر ضرورت کی ایک دھری کیادی ہوتی ہے

۱۔ غصہ ۲۔ یعنی میں اگر خدائی
عذاب کی تفصیل بیان کروں تو فرعون
طبع انسانوں کے مگر کا پردہ چاک کر
دوں۔ لیک۔ ان فرعونوں کو دنیاوی
لذتوں میں جو کہ حقیقتاً بہر ہیں جتنا
رہند۔ گر بنا شد نظام قدرت کی بقا
کے لئے سمجھا گا رکی بھی ضرورت
ہے از کجا۔ یہ لوگ جہنم کی خوداک
ہیں جس سے اس کی پرورش ہوتی ہے
فریش۔ قرآن پاک میں ہے فزفہم
بناکلو و تشعبو و تلہبہم لامل
لسوف یغلغون۔ اے نبیوں کو
چھوڑے رکھو وہ کھاتے اور نفع اٹھاتے
ہیں اور ان کو تمنا غفلت میں ڈالے
رکھے پھر عقرب دو جان لے گے۔
کلاب۔ دوزخ کے کتے ان کے
گوشت کے منتظر ہیں۔ گرنہوے۔
غصہ کا بقا کے لئے مخالفت اور دشمنی کا
وجود ضروری ہے ورنہ غصہ مر جائے۔

۲۔ دوزخ۔ دوزخ اللہ تعالیٰ کے
غصہ کا مظہر ہے اس کے لئے ان
دشمنوں کی ضرورت ہے۔ ریحی۔
اگر صفت غضب نہ رہے تو دوزخ
نہ بنی ہو جائے۔ گر بماندے اگر
صرف صفت رحمت ہو اور صفت
غضب نہ ہو تو بادشاہی کا کمال نہیں
سے لہذا الوہیت کے لئے دونوں
صفتیں ضروری ہیں۔ ریشخندے
منکرانہل ذکر کا مذاق اڑاتے ہیں تو بھی
اگر چاہے مذاق اڑالے پھر دیکھ انجام
کیا ہوتا ہے۔

۳۔ شاد۔ جو لوگ آیات الہیہ کے
ذکر سے محبت رکھتے ہیں اور اس حدی
نیاز مندی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ
قابل مہربانیاں ہیں۔ حوتیک۔ مولانا نے
اس لفظ کو ضروریات زندگی کے معنی

میں بولا ہے کہ کاف کے شہ سے کیادی۔ سیر۔ بسن۔ گبر۔ ایک محل کا نام ہے جو فراسان میں پیدا ہوا ہے اس کا چار
ذرا جاتا ہے مولانا غلام اور منافق کے مسلک کو پیداگانہ کر کے سمجھا رہے ہیں۔

ہر یکے ابا جنس خود در گرد خود
 ہر ایک چیز ہم جنس کے ساتھ اپنی کیادی میں
 تو کہ گرد زعفرانی زعفران
 تو جو کہ زعفران کی کیادی ہے زعفران
 آب می خورد زعفرانا تارسی
 اے زعفران! سیرابی حاصل کرتا کہ تو پک جائے
 تو ممکن در گرد شلغم پوز خویش
 تو شلغم کی کیادی میں اپنا منہ نہ ڈال
 تو بگردے او بگردے مودعہ
 تو ایک کیادی میں اور وہ وہ۔ کیادی میں دکھا ہوا ہے
 خالصہ آل ارضے کہ از پہناوری
 خصوصاً وہ زمین جس میں وسعت کی وجہ سے
 اندراں بحر و بیابان و جبال
 ان سمندوں اور جنگلوں اور پہاڑوں میں
 ایں بیاباں دریا با نہائے او
 جنگل اس کے جنگلوں میں
 آب استادہ کہ سیر ستش نہاں
 پانی ظہر ہوا ہے کیونکہ اس کی رفتار پوشیدہ ہے
 گو دورن خویش چوں جان و رواں
 کیونکہ وہ اپنے اند جان اور روح کی طرح
 مستمع خفتہ است کوتہ گن خطاب
 سننے والے سو گیا ہے تقریر مختصر کر

از برائے چنگلی نم می خورد
 چنگلی کے لئے سیرابی حاصل کرتی ہے
 باش و آمیزش ممکن بادگیراں
 باد و آمیزش کے ساتھ نہ مل
 زعفرانی اندریں حلوا رسی
 تو زعفران ہے اس حلویے میں ملے گا
 کہ نگرود باتو اوہم طبع و کیش
 تاکہ وہ تیرا ہم مزاج اور ہم مذہب نہ ہو جائے
 زانکہ ارض اللہ آمد ولسعہ
 کیونکہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے
 در سفر گم می شود دیو و پری
 دیو اور پری سفر میں گم ہو جاتے ہیں
 منقطع می گردد اوہام و خیال
 اوہام اور خیالات ختم ہو جاتے ہیں
 ہچو اندر بحر و بریک تار مو
 اس طرح ہیں جیسے سمندر اور خشکی میں ایک ہال
 تازہ تر خوشتر ز جو ہائے رواں
 جدی نہروں سے تازہ تر اور اچھا ہے
 سیر پنہاں دارد و پائے رواں
 پوشیدہ سیر اور رواں پاؤں رکھتا ہے
 اے خطیب ایں نقش را کم زن بر آب
 اے مترزا اس نقش کو پانی پر نہ کھینچ

۱۔ ہر ایک ہر ترکی اپنی کیادی میں
 پرورش پاتی ہے اور سیرابی حاصل کر
 کے پختہ ہوتی ہے۔ تو کہ شلغم کو
 منافی کے ساتھ میل جول نہ چاہیے
 آب می خورد اے مسک پر قائم رہ
 کر چنگلی پیدا کرتا کہ اہلی مقام شامل
 ہو جائے۔ تو ممکن۔ زعفران کو اپنی
 کیادی میں دھنا چاہیے شلغم کی کیادی
 کا رخ کرے گا تو اس میں اس کی
 خاصیت آ جائے گی۔ تو بگردے
 اللہ نے مومن کا ایک مقام اور منافی کا
 دوسرا مقام بتلا ہے خدا کی زمین وسیع
 ہے غلط و سلبط کی ضرورت نہیں ہے۔
 خاصہ عالم غیب کی سرزمین تو اس
 قدر وسیع ہے کہ اس میں دیو اور پری
 بھی راستہ گم کر بیٹھتے ہیں۔

۲۔ امدان۔ عالم غیب کے سمندوں
 اور جنگلوں اور پہاڑوں کی وسعت
 تک وہم اور خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔
 ایں بیاباں۔ دنیاوی زمین کی کائنات
 اس غیب کی زمین کے اعتبار سے ایسی
 ہے جیسا کہ بحر و بر کے مقابلہ میں
 ایک ہال۔ آب استادہ۔ سالک کے
 باطن کا رکنا ہوا پانی جس کا بہاؤ پوشیدہ
 ہے جدی پانی سے بد جہا بہتر ہے۔
 ۳۔ کو سالک کی سیر جان اور روح
 کی سیر کی طرح کھٹی اور پوشیدہ ہوتی
 ہے۔ چونکہ سامعین کی توجہ
 نہیں ہے لہذا فنا کے مقام کی باتیں
 بند کر دہنت نقش پر آب ہوں گی۔
 خیز۔ حضرت سلیمان نے بلقیس کو مل
 کی دعوت دی اور فرمایا بد کردہوں کی
 صحبت سے بچ۔

بقیہ دعوت سلیمان بلقیس را کہ فرصت غنیمت است
 حضرت سلیمان کی بلقیس کو دعوت کا بقیہ کی فرصت غنیمت ہے

خیز بلقیسا کہ بازار است تیز
 اے بلقیس! اٹھ کیونکہ بازار تیزی پر ہے
 زیں حسیان گساد فلکن گریز
 ان نوٹے میں جتا کرنے والے کیٹوں سے بھاگ

پیش از آن کہ مرگ آرد گیر و دار
اس سے قبل کہ موت پکڑ دھکڑ شروع کرے
درنگر شاہی و مُلک بے دخل
بادشاہی اور بغیر نساد کی سلطنت دیکھ لے
اندیس درگہ نیاز آور نہ نماز
اس بارگاہ میں نیاز پیش کرنے کہ ہر
ورنہ مرگ آید گشد گوش ترا
ورنہ موت آئے گی تیرے کان کھینچے گی
کہ چو دُزد آئی بٹھنہ جاں گناں
کہ توجہ کی طرح کٹوں کے پاس جان کی حالت میں آئے گی
گرہمی دُزدی بیا و لعل دُزد
اگر چھٹی ہی کرنی ہے تو آ لہ فعل چما
تو گرفتہ مُلکت گور و کبود
تو بے نور ہو تاریک سلطنت کو پکڑے ہوئے ہے
کہ اجل اس مُلک را ویراں گرسست
کیونکہ موت اس سلطنت کو ویراں کر دینے والی ہے
مُلکتِ شاہان و سلطانان دین
دین کے امراء اور شاہوں کی سلطنت
ظاہراً خارے میان دوستاں
بظاہر دوستوں کے درمیان ایک کانٹا ہے
لیک آں از خلق پنہاں می شود
لیکن وہ باغ مخلوق سے پوشیدہ ہے
آب حیواں آمدہ کز من بخور
آب حیات آیا ہوا ہے کہ مجھے پی
ہمچو خورشید و چو بدر و چوں ہلال
سہج اور چوہوں اور پہلی کے چاند کی طرح

خیز بلیسیا گنوں باختیار
اے بلیسیا! اب اٹھ جبکہ اختیار ہے
خیز بلیسیا بیا پیش از اجل
اے بلیسیا! اٹھ! موت سے پہلے آ جا
خیز بلیسیا بجاہ خود مناز
اے بلیسیا! اٹھ اپنے مرتبہ پر ہار نہ کر
خیز بلیسیا و متہ باقضا
اے بلیسیا! اٹھ اور قضا خداوندی سے نہ بھڑ
بعد از آن گوشت گشد مرگ آچنناں
اس کے بعد موت تیرے ایسے کان کھینچے گی
زیں خراں تا چند باشی نعل دُزد
تران گدھوں کے نعل کب تک چرائے گی؟
خواہر انت یافتہ مُلک خلود
تیری بہتوں نے ہمیشگی کی سلطنت حاصل کر لی
لے خاک آجل کزین مُلک بگست
وہ جان قابلِ مباد کہ ہے جس نے اس سلطنت کو چھوڑ دیا
خیز بلیسیا بیا بارے بہیں
اے بلیسیا! اٹھ آ جا اب دیکھ
شستہ در باطن میان گلستاں
وہ حقیقتاً باغ میں بیٹھا ہوا ہے
یوستاں ۳ با او رواں ہر جا رود
جہاں وہ جاتا ہے باغ اس کے ساتھ جاتا ہے
میوہا لایہ گناں کز من پچر
پھل خوشدل کرتے ہیں کہ ہمیں کھا
طوف می گن بر فلک بے پروبال
بغیر بال و پر کے آسمان کا طوف کر

۱! باختیار۔ انسان جب تک زندہ ہے باختیار ہے۔ مرگ۔ یعنی عالمِ آخرت کی۔ یعنی جو لازوال ہے۔ مرگ۔ یعنی وہاں خداوندی میں صرف نیاز کا آنا ہے۔ متہ۔ مستیز کا مخفف ہے۔ بھگوان کہ بعد اس مرنے کے بعد مجرم کی سی اضطراری حاضری ہوگی۔ سخت کٹوال۔ خوں۔ دولت کے لئے دنیا دہوں کی پابندی نہ کر۔ فعل۔ حکمت کے لعل و گوہر۔ خواہر انت۔ یعنی دنیا کی نیک عمرتیں۔

۲ اے خاک۔ جو شخص ناپائیدار حکومت سے دستبردار ہو کر ابدی سلطنت حاصل کر لے وہ مبارکبادی کے قابل ہے۔ شستہ۔ نشستہ کا مخفف ہے یعنی جس نے آخری سلطنت حاصل کر لی وہ باطنی کمالات کے باغ میں بیٹھا ہوا ہے۔ لیکن بظاہر وہ اپنے ملنے والوں کو ایک کانٹا نظر آ رہا ہے۔

۳ یوستاں۔ اس کے کمالات کا باغ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ لیکن عوام کی نظر سے مخفی ہے۔ میوہ وہاں باغ کے پھلوں سے قطع انداز ہے۔ اور اس باغ کی نہروں سے آب حیات پی رہا ہے۔ طوف۔ عالمِ حکومت کی سیر کر۔

چوں اَرَواں باشی رَوان و پائے نہ
تو روح کی طرح چلے گی اور پاؤں نہیں ہے
نے نہنگ غم زند بر کشتیت
بہ تیری کشتی پر غم کا گرچھ حملہ کرے گا
ہم ۲ تو شاہ وہم تو لشکر ہم تو تخت
تو ہی شاہ ہوگی تو ہی لشکر ہوگی تو ہی تخت ہوگی
گر تو نیکو بختی و سلطان زفت
اگر تو نیک بخت ہے اور سلطان اعظم
تو بماندی چوں گدلیاں بے نوا
تو فقیر دن کی طرح بے سرو سامان رہ جائے گی
چوں تو باشی بخت خود اے معنوی
اے معنوی! جب تو خود اپنا نصیب ہوگی
تو ز خود کے گم شوی اے خوشخصال
اے خوشخصال! تو اپنے آپ سے کب گم ہوگی؟

می خوری صد لُوت و لقمہ خائے نہ
تو سو غذا میں کھائی گی اور لقمہ چبانے والی نہیں ہے
نے پدید آید ز مردن زشتیت
نہ مرنے کی وجہ سے تیرے لوہر بد نمائی آئے گی
ہم تو نیکو بخت باشی ہم تو تخت
تو ہی نیک بخت ہوگی تو ہی نصیب ہوگی
بخت غیر نشت روزے تخت رفت
نصیب تیرا نصیب ہے ایک دن نصیب رہا نہ ہو جائے گا
دولت خود ہم تو باش اے مجتبیٰ
بے گزیدہ اور خود تو دولت بن جا
پس تو کہ بختی ز خود کے گم شوی
تو پھر جبکہ تو خود نصیب ہے اپنے آپ سے کب گم ہوگی
چونکہ عین تو ترا شد ملک و مال
جبکہ تیرا وجود خود تیرا ملک و مال بن گیا

بقیہ ۳ قصہ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را بہ تعلیم و
حضرت سلیمان کا مسجد اقصیٰ کو عمارتوں کی وجہ سے خدا کی تعلیم اور وحی کے ذریعہ
وحی خدا جہت حکمتہا و معاونت ملائکہ و دیو و پری
تعمیر کرنے کا بقیہ قصہ اور فرشتوں اور جنوں اور پریوں کی مدد

بعد ازاں آمدندا از پیش تخت
اس کے بعد تخت کے سامنے سے آواز آئی
اے سلیمان مسجد اقصیٰ بساز
اے سلیمان! مسجد اقصیٰ بنا
چونکہ او بنیاد آں مسجد نہاد
جب انہوں نے اس مسجد کی بنیاد رکھی

۱ چوں۔ یہ سیر روحانی ہوگی جس میں
پاؤں اور بال و پر کی ضرورت نہیں ہے
می خوری۔ معارف خداوندی سے
لذتیں حاصل ہوں گی اس خوراک
کے لئے لقمے چبانے کی ضرورت
نہیں ہے۔ نہنگ۔ تیری اس
کشتی کو غم کا گرچھ حملہ نہیں پہنچا
سکتا۔

۲ ہم تو شاہ۔ عالم ملکوت میں تو خود
ملک ہوگی تو خود نصیب ہوگی اور خود ہی
نیک بخت ہوگی۔ اگر تو اس عالم میں
اگر تو نصیب و رحمتی ہے تو بخت اور چیز
سے اور تو اور چیز مغفرت کی وجہ سے
کسی وقت تجھ سے تیرا بخت جدا ہو
جائے گا اور تو فقیر بن جائے
گی۔ چون تو باشی۔ جب مجھ میں اور
نصیب میں اتحاد ہو جائے گا تو پھر بخت
کو تو گم نہ کرے گی کیونکہ کوئی اپنے
آپ کو گم نہیں کرتا ہے۔

۳ بقیہ قصہ۔ حضرت سلیمان کا ذکر
چل رہا تھا اور میان بلقیس کا قصہ آگیا
تھا بہر حال وہ حضرت سلیمان کے
پاس آکر ان پر ایمان لے آئی گی اب
حضرت سلیمان کے قصہ کا پورا
کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور
سلیمان کا ذکر شروع کرتے ہیں۔
بعد ازاں۔ یعنی جب بلقیس کی دعوت
کی تکمیل ہو گئی۔ تخت۔ یعنی تخت
سلیمان کے سامنے سے ہاتھ ٹھہری
کی آواز آئی۔ لشکر۔ بلقیس یعنی بلقیس
کا لشکر عبادت کرنے لگا تھا ایک
وسیع مسجد کی ضرورت ہے۔ چونکہ اور۔
یعنی حضرت سلیمان۔ آں مسجد یعنی
اقصیٰ۔ جن و انس۔ حضرت سلیمان کی
حکومت پر جن و انس پر مبنی۔



بچنیاں کہ در رہ طاعت عباد
جس طرح کہ لوگ وہ عبادت میں
می کشند شاں سوی دکان و غلہ
وہ ان کو دکان اور آمدنی کی طرف کھینچتا ہے
تو ہمیں اس خلق را بے سلسلہ
تو ان لوگوں کو بلا زنجیر نہ سمجھ
نیستند اس خلق بے بند نہاں
یہ لوگ پوشیدہ بند کے بغیر نہیں ہیں
می کشاند شاں سوائے کان و سحر
وہ ان کو کانوں اور سمندروں کی جانب کھینچتا ہے
گفت حق فی جبلہا جبل المسد
اللہ نے فرمایا اس کے گلے میں موج کی ری ہے
وَأَخْلَنَّا الْجِبَلِ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ
اور ہم نے ری ان کے اخلاق سے بھلی ہے
قَطُّ الْأَطِيرَةِ فِي عُنُقِهِ
ہرگز مگر اس کا امانتہ اس کی آرنج میں سے
اَخْلَرَ از رنگ خوش آتش خوش ست
انگلہ آگ کے خوشنارنگ کی جہ سے حسین ہے
چونکہ آتش شد سیاہی شد عیاں
جب آگ ختم ہوتی کالک کھل گئی
حرص چوں شد مانند آں خم تپاہ
حرص جب ختم ہوتی وہ جہ کھل رہ گیا
آں ز حسن کار نار حرص بود
وہ حرص کی آگ کے کارنامہ حسن کی جہ سے تھا
حرص رفت و ماند کار تو گبود
حرص ختم ہو گئی وہ حیرا کام بد نما ہو گیا

یک اگر وہ از عشق وقوے بے مراد
ایک گروہ عشق کے ساتھ اور کچھ لوگ باہل ناخواست
خلق دیوانند و شہوت سلسلہ
لوگ دیو ہیں اور خواہش نفسانی زنجیر ہے
ہست اس زنجیر از خوف و ولہ
یہ زنجیر ڈر اور عشق کی ہے
ہست اس بند و کند آں خوف شاں
یہ پھندہ اور کند ان کا وہ خوف ہے
می کشاند شاں سوائے کسب و شکار
وہ ان کو کمائی اور شکار کی جانب کھینچتا ہے
می کشاند شاں بسوائے نیک و بد
وہ ان کو نیک و بد کی طرف کھینچتا ہے
قَدْ جَعَلْنَا الْجِبَلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ
بیشک ہم نے ان کی گردنوں میں ری ڈال دی ہے
لَيْسَ مِنْ مُسْتَقْبِرٍ مُسْتَقْبِهِ
نہیں کوئی بھی گنہگار (۱) پاک
حرص تو درکار بد چوں آتش ست
بے کام میں تیری حرص آگ جیسی ہے
آں سیاہی خم در آتش نہاں
کوئلے کی کالک آگ میں پوشیدہ ہے
اَخْلَرَ از حرص تو شد خم سیاہ
کالا کھل تیری حرص کی جہ سے انگھلا تھا
آں زماں آں خم اَخْلَرَ می نمود
اس وقت وہ کوئلہ انگھلا نظر آیا
حرص کارت رابیا رابیندہ بود
لاج نے تیرے کام کو آراستہ کیا تھا

۱۔ ایک گروہ۔ کچھ لوگ دل و جان
سے کام کر رہے تھے کچھ بدلی سے
جیسا کہ عبادت میں انسانوں کا حال
ہے خلق۔ جس طرح سجد کے کام
میں جن لگے ہوئے تھے اسی طرح ہر
انسان کو دیو سمجھو اور ان کا نفسی رجحان
ان کے لئے بمنزلہ زنجیر کے ہے وہ
اس زنجیر کے ذریعہ اپنے ہر شب کام
میں لگا ہوا ہے غلہ آمدنی پیدا ہوا۔
خوف و ولہ۔ زنجیریں دو قسم کی ہیں
ایک ڈر کی ایک عشق اور محبت کی۔ بے
سلسلہ قرآن پاک میں ہے مصلحت
ذَابَةُ الْأَهْوَاءِ أَخَذْنَا صَيْفَهَا نَهَيْتِ
کوئی زمین پر چلنے والا مگر اللہ تعالیٰ اس
کی پیشانی کے بال پکڑے ہوئے
ہے
۲۔ من کشاند۔ وہ مخفی زنجیر اس کو
مختلف کاموں کی طرف کھینچتی ہے
۳۔ فنی چیدہ۔ قرآن میں ابولہب کی بیوی
کے بارے میں فرمایا گیا جس کے
گلے میں موج کی ری ہے۔ مولانا
نے یہاں ری سے وہی خواہش
نفسانی جس کو زنجیر سے تعبیر کر رہے
ہیں مراد لی ہے۔ مستقبر۔ پلید
گنہگار۔ مستقبہ۔ اصل میں مستقبی تھا
پاک و صاف۔ طائرہ۔ پرند یعنی
اعمال نار حرص۔ انسان کی حرص اس
کے برے گل کو خوشنارنگ کر کے پیش کر
دیتی ہے جس طرح آگ کالے کو
لے لے کو حسین انگھلا دیتی ہے
۳۔ آں سیاہی۔ کوئلہ کالا ہے
آگ اس کو سرخ بنا دیتی ہے جب
آگ بجھ جاتی ہے کوئلہ کا کالا پن
نمودار ہو جاتا ہے۔ برامل حرص
کی جہ سے حسین بنا ہے۔ ہر حرص
جانی رہتی ہے اس عمل کی برائی نظر
آنے لگتی ہے۔ خم۔ کھل۔

غُورَةُ اِرا کہ بیا را یند غُول
 جس کے خوشے کو بھوت نے آرات کیا ہے
 آزمائش چوں نماید جان او
 جس ای کی جان آزمائش کرتی ہے
 از ہوں آں دام دانہ می نمود
 ہوں کی جہ سے اس جہل کو دانہ دکھا دیا
 حرص اندک کارِ دین و خیر بُو
 خیر اور دین کے کام میں حرص کو دیکھ
 خیر ہا نغزند نہ از عکس غیر
 نیک کام خود خوبصورت میں نہ کہ غیر کے عکس سے
 تاب ۲ حرص از کارِ دنیا چوں برفت
 دنیا کے کام سے جب حرص کی چمک چلی جائے
 کو دکاں را حرص می آرد غرار
 بچوں کو حرص ہوا دیتی ہے
 چوں ز کو دک رفت آں حرص بدش
 جب بچہ میں اس کی وہ بری حرص جانی رہی
 کہ چہ می کریم چہ می دیدم دریں
 کہ میں نے کیا کیا تھا اس میں کیا سمجھا تھا؟
 آں بنائے انبیاء بے حرص بُود
 انبیاء کی تعمیر بغیر لاٹھ کے تھی
 انبیاء کی تعمیر بغیر لاٹھ کے تھی
 اے بسا مسجد برآوردہ کرام
 شرفاء نے بہت سی مسجدیں بنائیں
 کعبہ را کش ہر ذمے عزتے فرود
 کعبہ جس کی عزت ہر ذمہ بڑھتی ہے
 فصل آں مسجد خاک سنگ نیست
 اس مسجد کی فضیلت مٹی اور پتھر کی وجہ سے نہیں ہے

مُخْتِہ پندارد کے گوہست گول
 وہ شخص کو پختہ سمجھے گا جو امتحان ہے
 گند گرو ز آزمویں دندل او
 آزمائش سے اس کے دانت کٹتے ہو جاتے ہیں
 عکس غُول حرص و آں خود دام بُود
 حرص کے بھوت کے عکس نے اور وہ خود جہل تھا
 چوں نمااند حرص ماند نغز او
 جب حرص نہیں رہتی وہ خوبصورت رہتا ہے
 تاب ۱ حرص از رفت ماند تاب خیر
 حرص کی چمک اگر چلی جائے نیکی کی چمک رہتی ہے
 لحم باشد ماندہ از اخگر بہ تفت
 ہر حرمت انگڑے کی بجائے کولہ رہ جاتی ہے
 تا شوند از ذوق دل دامن سوار
 یہاں تک کہ عمل کے لذت سے دامن کے سطر بننے ہیں
 برادر اطفال خندہ آیدش
 دوسرے بچوں پر اس کو ہنسی آتی ہے
 خل ۳ عکس حرص بنمود انبیین
 حرص کے پر تو سے سر کہ شہد نظر آیا تھا
 ز انچناں پیوستہ روٹھیا فرود
 اسی وجہ سے ہمیشہ ایسی روٹھیں بڑھیں
 لیک نبود مسجد اقصاں نام
 لیکن ان کا مسجد اقصیٰ نام نہ ہوا
 آں زا خلاصات ابراہیم بُود
 یہ حضرت ابراہیم کے غلوں کی وجہ سے ہے
 لیک دریناں حرص و جنگ نیست
 لیکن اس کے بنانے والے میں حرص اور مقابلہ نہیں ہے

۱ غورہ کا خوش غول۔ چھلایا
 بھوت۔ گول۔ بقیہ آزمائش۔
 جب کے چمک کو کھانڈ کے تو پختہ چمک
 اور دانت کٹتے ہو جائیں گے۔
 ہوں۔ انسان کی حرص جہل کو دانہ دکھا
 دیتی ہے۔ حرص۔ کل خیر میں اگر حرص
 ہوا اور حرص جہل رہے تب بھی وہ عمل
 بہتر دکھائی دے گا۔ چمک

۲ تاب حرص۔ دنیا کے کاموں
 میں لاٹھ کی چمک ہٹ جانے کے
 عدان کاموں کی بدنامی واضح ہو جاتی
 ہے۔ کو دکاں۔ بچے کھڑے کی حرص
 اس اپنے دامن کو گھوڑا بنا کر سوار
 ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب بڑا ہو
 جانے پر وہ حرص ختم ہو جاتی ہے تو پھر
 وہی بچہ دوسرے بچوں کی اس حرکت
 پر ہنستا ہے۔

۳ خل۔ غرض کہ انسان کی حرص
 اور لاٹھ بڑے کو ہلاک دکھائی ہے ہر کہ
 شہد نظر آتا ہے۔ آں بنائے۔ جو تعمیر
 انبیاء کرتے ہیں اس میں چونکہ کوئی
 لاٹھ اور طبع شامل نہیں ہوتی ہے لہذا
 ان کی تعمیروں کی روٹھ میں اضافہ ہوتا
 رہتا ہے۔ اے بسا۔ دوسرے بھلے
 لوگوں نے بھی مسجدیں بنا لی ہیں لیکن
 ان کو وہ مرتبہ حاصل نہ ہوا جو مسجد اقصیٰ
 کا ہے۔ کعبہ کعبہ کی روز افزوں
 عزت حضرت ابراہیم کے اخلاص کی
 وجہ سے ہے۔ فصل آں مسجد۔ یعنی
 مسجد حرام۔ حرص و جنگ۔ حضرت
 ابراہیم نے اخلاص سے مسجد حرام کی
 تعمیر کی تھی کسی کی حرص اور مقابلہ میں
 تعمیر نہ کی گئی۔

نے اکتب شل چوں کتاب دیگران

نہ ان کی کتابیں دھروں کی کتاب کی طرح ہیں

نلب مثل نے غضب مثل نے نکل

نہ ان کا ادب نہ ان کا غصہ نہ عذاب

ہر یکے را دادہ حق در مرتبت

ان میں سے ہر ایک کلمہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے وہ جس میں

ہر یکے شال را یکے فریز دیگر

ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک دوسری شان ہے

دل ہی لرزو ز ذکر حال شال

ان کے دل کے ذکر سے دل لرزتا ہے

مرغ شال را بیضہا ز زریں بدست

ان کے مرغ کے سونے کے انڈے ہوتے ہیں

ہر چہ گویم من بجا نیکوئے قوم

میں ہر جہاں جو کہوں تم کو جو کچھ بھلائی بیان کرتا ہوں

مسجد اقصیٰ بسا زید اے کرام

اے شریفو! مسجد اقصیٰ بہت

ور ازیں دیوان و پریاں سرگشند

اگر اس سے دیوار اور پری سرکشی کریں گے

دیویک دم کثر رود از مکر و زرق

اگر مکاری اور فریب سے دیو کچھ کفر و فتنہ اختیار کرتا ہے

چوں سلیمک شوکہ تا دیوان تو

تو سلیم بن جا تا کہ تیرے دیو

چوں سلیمک باش بے دواس و دیو

تو بے شک و شبہ سلیم کی طرح بن جا

نے مساجد شال نہ کسب و خانماں

نہ ان کی مسجدیں نہ کاہدہ اور گھر

نے نعیاس و نے قیاس و نے مقال

نہ لگھ اور نہ قیاس اور نہ مقال

صد ہزاراں شمت و ہم مکرمت

لاکھوں شوکتیں اور عزتیں

مرغ جاں شال طائر از پر دیگر

ان کی جان کا پرندہ دوسرے قسم کے پر سے پرواز کرتا ہے

قبلہ افعال ما افعال شال

ان کے افعال اہلے افعال کا قبلہ ہیں

نیم شب جان شل حرم گیش خدست

ان کی جان آدھی رات میں صبح کو دکھتی ہے

نقص گفتہم گشتہ تا قص گوی قوم

گو یا اس قوم کا قص کو بن کر ان کی برائی بیان کرتا ہوں

کہ سلیمک باز آمد و اسلام

کیونکہ سلیم آ گیا ہے اسلام

جملہ را املاک در چنبر گشند

فرشتے سب کو شکنجے میں کس دے گے

تازیانہ آیدش بر سر چو برق

اس کے سر پر بجلی کی طرح کڑا پڑتا ہے

سنگ برند از لے ایوان تو

تیرے محل کے پتھر چھو کر لائیں

تاخرا فرماں برد جشی و دیو

تا کہ جن لو دیو تیری فرمانبرداری کریں

تا نگرود دیوار خاتم شکار

تا کہ اگلی دیو کا شکار نہ بنے

یہ بے کتب۔ انبیاء کی ہر چیز انوکھی

ہوتی ہے ہر یکے را۔ ہر نبی کو اللہ

تعالیٰ نے وہ چیز عطا فرمائی ہے جس

میں لاکھوں حسرتیں اور عزتیں

پہنچاں ہیں۔ فردگ۔ ہر نبی کسی خاص

صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ دل ان کے

افعال بیان کرنے سے بھی دل اس

خوف سے لرزتا ہے کہ اس میں کتنا ہی

نہ ہو جائے۔ بیضہا۔ یعنی اوجھ

نتیجہ نیم شب۔ یعنی چشم ہلن سے

اندھیری رات میں نور کا مشاہدہ کرتے

ہیں۔ ہر چہ گویم چونکہ میں کما حقہ

تعریف نہیں کر سکتا ہوں لہذا میرا

تعریف کرتا ہوں ہے۔

مسجد اقصیٰ۔ یعنی اور میان میں

اور باتیں شروع ہوتی ہیں اب پھر

مسجد اقصیٰ اور حضرت سلیمان کا ذکر

شروع کرو۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر میں

دیوار اور پری مصروف کار ہیں اگر وہ

سرکشی کرتے ہیں تو فرشتے ان کو سزا

دیتے ہیں۔ دیو۔ جو دیو بگردی اختیار

کرتا ہے اس پر برق کا تار پانا آگیا

ہے۔ چوں سلیمان۔ یہ لڑشادی

مضمون سے کہ مخاطب تو بھی حضرت

سلیمان کی طرح بن جائے تو جن لو

پریاں تیرے بھی خدمت گزار بن

جائیں گے۔

خاتم تو۔ حضرت سلیمان

جنوں پر ایک اگلی کی تاثیر سے

حکومت کرتے تھے۔ حضرت نامی ایک جن

نے اگلی چلی تھی اور اسکے ذریعہ

حکومت کرنے لگا تھا۔ مولانا فرماتے

ہیں تیری اگلی تیرا دل ہے تو اس کی

حفاظت کر شیطاں اس کو نہ چھالے

وہ تجھ پر حکومت نہ کرنے لگے۔

پس سلیمانی گند بر تو مدام
پھر تجھ پر بیٹھ حکومت کرے
آں سلیمانی دلا منسوخ نیست
اسے دل وہ سلیمانی ختم نہیں ہوئی ہے
دیو ہم وقتے سلیمانی گند
دیو بھی ایک وقت سلیمانی کرتا ہے
دست ۲ جب باند چوست او ولیک
وہ اس کی طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن
در بیان ایں حدیث معنوی
اس ہاتھی بات کے بیان میں

دیو با خاتم حذر کن و اسلام
دیو انجمنی کے ذریعہ بیخ و اسلام
در سر و سرت سلیمانی انگی ست
تیرے ہاتھ لو سر میں سلیمانی کرنے والا ہے
لیک ہر جولاہہ اطلس کے شند
لیکن ہر جولاہہ اطلس کب بن سکتا ہے؟
در میان ہر دو مثال فرتے ست نیک
ان دونوں میں بہت فرق ہے
یک حکایت بشنوائد مثنوی
مثنوی میں ایک حکایت سن لے

قصہ شاعر وصلہ دادن شاہ و مصاعف کردن آں صلہ را وزیر حسن نام
شاعر کا قصہ اور شاہ کا اس کو عطیہ دینا اور وزیر حسن نامی کا اس کو بگنا کر دینا

شاعرے آورد شعرے پیش شاہ
ایک شاعر نے شاہ کے سامنے اشعار پیش کئے
شاہ مکرم بود فرمودش ہزار
شاہ صاحب کرم تھا اس کے لئے حکم دیا ایک ہزار
شاہ صاحب کرم تھا اس کے لئے حکم دیا ایک ہزار
پس وزیرش گفت کایں اندک بود
وزیر نے اس سے کہا کہ یہ تھوڑا ہے
از ۲ چو او شاعر و از تو بحر دست
اس سے شاعر کے لئے آپ جیسے تھی سے
قصہ گفت آں شاہ را و فلسفہ
اس نے ہاتھ کو قصہ اور فلسفہ سنایا
وہ ہزارش داد و خلعت در خورش
اس کو پانچ ہزار اور اس کے منصب خلعت دی
پس شخص کرد کایں سعی کہ بود
پس اس نے جسو کی کہ یہ کس کی کوشش تھی

بر امید خلعت و اکرام و جاہ
خلعت اور اکرام اور مرتبہ کی امید پر
از زر سرخ و کرامات و شمار
از ہزارش ہند یہ وہ تا وا رود
وہ ہزارش ہند یہ وہ تا وا رود
وہ ہزارے کہ بلفتم اندک ست
وہ ہزارے کہ بلفتم اندک ست
میں نے جو اس ہزار کہے تھوڑے ہیں
تا بر آمد عشر خرمن از کفہ
یہاں تک کہ بچے کچھ بل میں سے خرمن کا دس حصہ نکال دیا
خانہ شکر و شنگشت آں سرش
اس کا دماغ شکر و شنگشت آں سرش
شاہ را اہلیت من کہ نمود
شاہ کو میری قابلیت کس نے دکھائی
بادشاہ کو میری قابلیت کس نے دکھائی

۱ سلیمانی گند۔ یعنی تیری روح
تیرے اندر ہے اگر تو اس کی اصلاح
کر لے گا وہ سلیمانی کرے گی۔ دیو
مزد شیخ کی مثال اس دیو کی ہی ہے
جس نے حضرت سلیمان کی انجمنی چما
کر اس کے ذریعہ حکومت شروع کر
دی تھی۔

۲ دست بختابند۔ معمولی جولاہہ۔
اطلس بننے والے کی طرح ہاتھ چلاتا
ہے لیکن دونوں کے کام میں بہت
فرق ہے کیسی حال شیخ اور مزد شیخ
کا ہے۔ ایک حکایت۔ اس حکایت
میں دو درویشوں کا ذکر ہے جن دونوں کا
نام حسن تھا لیکن کام میں بہت فرق
تھا۔ شاعر۔ شاعر نے جب قصیدہ
سنایا تو بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں
دینے کا حکم دیا اس کے حسن نامی وزیر
کے سلسلے کر کے اس ہزار اشرفیاں
دوائیں کرم۔ بخشش کرنے والا۔

۳ از جولاہہ ایسے عمدہ اشعار اور تجھ
جیسا نفا مہینے والے لکھی نسبت سے
اس ہزار بھی کم ہیں۔ قصہ۔ یعنی شاعر
کی ضرورت کا قصہ یا دوسرے سنوہوں
کا قصہ فلسفہ۔ یعنی بخشش و عطا کا
فلسفہ تاہر آمد۔ یعنی بادشاہ کے
خزانے لہذا قدر تھے کہ یہ اس ہزار اس
کے بچے کچھ بل کا دسواں حصہ تھا۔
خانہ۔ یعنی شاعر کا سر بادشاہ کے شکر و شنگشت
سے بھر گیا۔ محض۔ جو یعنی شاعر
نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ
بادشاہ کو اس بڑے عطیہ پر کس نے
لگا دیا ہے۔

پس ابگفتندش فلان الدین وزیر
آں حسن نام و حسن خلق و ضمیر
لوگوں نے اس سے کہا فلان الدین وزیر نے
جس کا نام حسن ہے اور جس کا انشاق اور دل اچھا ہے
در ثنائے او یکے شعر دراز
بر نوشت و سوائے خلقه رفت باز
اس نے اس کی تعریف میں ایک لمبا قصیدہ
لکھا اور گھر کو واپس ہو گیا
بے زبان و لب ہماں نعمائے شاہ
مدح شہ می کرد و خلعتہائے شاہ
بادشاہ کی وہی نعمتیں بغیر زبان اور ہونٹ کے
بادشاہ اور اس کی خلعت کی تعریف کرتی تھیں

اپس بگفتند۔ لوگوں نے اس شاعر
کو بتایا کہ فلان وزیر جس کا نام بھی
حسن ہے اور وہ دل کا حسن ہے اس
نے یہ عظیمہ لکھیا ہے۔ شعر دراز۔ یعنی
بڑا قصیدہ۔ بے زبان۔ شاہ کی عطایا
زبان حال سے شاہ کی تعریفیں کرتی
تھیں۔ نہ قلم و خویش۔ اس مرتبہ بھی
شاہ نے ایک ہزار اشرفیاں دینے کا حکم
دیا تھا۔

۲۔ بدہ یک۔ یعنی وہی حصہ۔
بعد سالے اس شعر کے مصرع اول
میں گشت بمعنی گشتن اور دوسرے
مصرع کے اخیر میں گشت بمعنی شد
کچھ کر ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ غمزہ
نابازی۔ گفت۔ اس شاعر نے سوچا
کہ جس دہار سے پہلے عطا حاصل
ہوئی جو وہی چلنا چاہیے۔

۳۔ معنی اللہ۔ یہاں سے مولانا
نے ایک لڑکائی مضمون شروع کر دیا
سیبویہ نے لفظ اللہ کی جو تحقیق کی ہے
اس میں کہا ہے کہ یہ ایم ششک سے اور
اس سے بنا ہے جو اصل طہ تھا جس
کے معنی سرگشت ہونا اور گھبراہٹ ظاہر
کرنا ہیں تو اللہ سیبویہ کے نزدیک
لایہ تھا تاہم پھر دوسرے ہمزہ کو حذف
کر کے لام کو لام میں مدغم کر دیا ہے اور
یا کو الف سے بدل دیا ہے تو اللہ کو اللہ
کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق اپنی
ضروریات میں اس کے سامنے تضرع
زداری کرتی ہے اور مصرع سیبویہ کا
مقولہ ہے اس میں اللہ کی جو تسمیہ ظاہر
کی ہے۔ گفت۔ سیبویہ نے کہا کہ ہم
نے ضروریات میں اللہ سے تضرع
زداری کی اور ہماری ضرورتیں پوری
ہوئی ہیں۔

باز آمدن شاعر بعد چند سال بامید ہماں صلہ و ہزار دنیا
چند سال کے بعد شاعر کا واپس آنا اسی عطیہ کی اسیر پر اور بادشاہ کا
فرمودن شاہ بر قاعدہ خویش و گفتن وزیر دیگر کہ بعد از وفات
اپنی عادت کے مطابق ایک ہزار اشرفیوں کا حکم دینا اور دوسرے وزیر کا
وزیرے نصب کردہ بوند ہم حسن نام شاہ را کہ امیقدر صلہ
بادشاہ سے کہتا جو پہلے وزیر کے مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اور اس کا نام بھی حسن
سخت بسیارست و ما را خزجہاست و خزینہ خلیست
تھا کہ یہ عطیہ بہت زیادہ ہے اور ہمیں بہت سے خرچہ ہر پیش ہیں اور خزانہ خالی ہے اور
ومن اور ابده ۲ یک اس راضی کنم
میں اس کو سویں حصہ رہائی کر لوں گا

بعد سالے چند بہر رزق و گشت
چند سال کے بعد رزق اور سفر کے لئے
گفت وقت فقر و تنگی دو دست
اس نے سوچا دونوں ہاتھ کی گئی اور فقر کے وقت
در گہے را کار مودم از کرم
جس دہار کو کرم میں میں آزما چکا ہوں
معنی ۳۔ اللہ گفت آں سیبویہ
سیبویہ نے اللہ کی معنی بتائے ہیں
گفت الہنا فی حوائجنا الیک
اس نے کہا ہم ضروریات میں تیری طرف رجوع ہوتے
شاعر از فقر و عوز محتاج گشت
شاعر فقر اور تنگدستی کی وجہ سے محتاج ہو گیا
جستوائے آزمودہ بہترست
آزمائے ہونے کی تلاش مناسب ہے
حلاکت نو را ہماں جانب برم
نہی ضرورت کو وہیں لے جاؤں
یولہون فی الحوائج ہم لیدیہ
وہ ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں
والتمسناھا و جلدنا ہالذیک
ان کو ہم نے تلاش کیا ان کو تیرے پاس پانا

صد ہزاراں عاقل اندر وقتِ درد
لاکھوں عقلمند مدد کے وقت
ہج دیوانہ فلیوے ایں گند
کئی احمق دیوانہ یہ کہتا ہے
گرندیدندے ہزاراں بار پیش
اگر ہزاروں بار پہلے نہ دیکھتے
بلکہ جملہ مایاں در موجہا
بلکہ موجوں میں عام مچھلیاں
بلکہ جملہ ۲ موجہا بازی گناں
بلکہ سمجھتی ہوئی تمام موجیں
پیل و گرگ و حیدر و اشکار نیز
ہاتھی اور بھینزا اور شیر اور شکار بھی
بلکہ خاک و باد و آب و ہم شرار
بلکہ مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریوں بھی
ہر دُش لاپہ گند ایں آسمان
یہ آسمان ہر وقت اس کی خوشامد کرتا ہے
استمن من عصمت و حفظ تو است
میرا ستون تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے
وین زمین گوید کہ دارم برقرار
یہ زمین کہتی ہے کہ مجھے یہ قرار رکھ
جملگاں کیسے از و بر دو ختمند
سب نے قبلی ہی سے ہی ہے
ہر نبی از وقتے بر آورده برات
ہر نما نے ہی سے حکم نامہ حاصل کیا ہے

جملہ نالاں پیش آں دیان فرد
سب اس یکتا حاکم کے سامنے روتے ہیں
بر بخیلے عاجزے گدیہ ستمند
کہ عاجز و بخیل سے بھیک مانگتے
عاقلاں جاں کے کشیدندیش پیش
عقلمند کب اس کے سامنے جان کو پیش کرتے؟
جملہ پرتندگاں بر او جہا
بلندیوں پر تمام پرندے
ذوق و شوقش راحیاں اندر عیاں
اس کے ذوق اور شوق کو پوری طرح ظاہر کر رہی ہیں
از وہائے زفت مورد و مارنیر
مونا از دہا جوئی اور ساپ بھی
مایہ زو یابند ہم دے ہم بہار
اسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں خزاں بھی بہار بھی
کہ فرومگدازم اے حق یک زماں
کہ اے خدا! مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑ
جملہ مطوی یمین آں دو دست
سب چیزیں ان دونوں دائیں ہاتھوں میں لپی ہوئی ہیں
اے کہ برآبم تو کردتی سوار
اے وہ ذات! کہ تو نے مجھے پانی پر سہا کیا ہے
دا دن حاجت ازو آموختند
ضرورت پوری کرنا اس سے سیکھا ہے
استعینوا منہ صبرا و الصلا
کہ اس سے صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو

۱۔ صد ہزاروں لاکھوں عقلمند
مصیبت میں اس اللہ کی طرف رجوع
کرتی ہے دیان۔ بلکہ دینے والا۔
فلیوے احمق۔ گدیہ۔ بھیک۔
گرندیدندے۔ اگر عقلمندوں کی
ضروریات وہاں سے پوری نہ ہوتی
ہوتی تو کہیں اس کی طرف رجوع
کرتے۔ بلکہ صرف عقلمند انسان ہی
نہیں بلکہ تمام کائنات اپنی ضروریات
اسی اللہ سے پوری کرتی ہے۔
۲۔ جملہ موجہا۔ عقلمند انسانوں کے
علاوہ صرف جاندار ہی نہیں بلکہ بے
جان کائنات بھی اسی اللہ سے سرمایہ
حاصل کرتی ہے۔ حیدر۔ شیر۔ مایہ
زویابند۔ غرضیکہ جملہ کائنات اسی
سے بہرہ اندوز ہے۔ آسمان۔ آسمان
اپنے وجود میں اسی سے مستفید
ہے۔ مطوی۔ قرآن پاک میں ہے۔
والمسحون مطوینا کث بیونہ اور
آسمان لئے ہوئے ہیں اس اللہ کے
دائے ہاتھ میں۔ دوست۔ یعنی اللہ
تعالیٰ کے ساتھ جلال اور جمالیہ جو کہ ان
آسمانوں کی ترتیب کرتے ہیں۔
یمین۔ حدیث میں آیا ہے۔ کُنْصَا
بَلَدِي زَيْبِي يَمِينِي۔ میرے صوبے کے
دونوں ہاتھ دائیں ہیں انسان کا بایاں
ہاتھ کمزور ہوتا ہے۔
۳۔ وین زمین۔ اللہ تعالیٰ نے
زمین کو پانی پر قائم کیا ہے۔ جملگاں۔
دوسرے جو بخشش کرتے ہیں وہ بھی
خدا کے عطا کردہ مال میں سے بخشتے
ہیں تو ان کا دینا بھی اصل اللہ کا دینا
ہے۔ دنان۔ یہ صفت بندوں میں خدا
کی صفت کا مظہر ہے۔ برات۔ شامی
حکمانہ دستاویز۔ لیسچونکہ ضروریات
میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو یعنی
صبر کے ساتھ نمازوں میں اس سے دعا
کردہ عاقل ہو جائے گا۔



ہیں از و خواہید نے از غیر او
خبردار اسی سے چاہو نہ کہ اس کے غیر سے
وز بخوای از دگر ہم او دہد
اگر تو دوسرے سے چاہے گا وہی دے گا
آنکہ معرض راز زر قاروں گند
جو عرض کرنے والے کو سونے سے قاروں بنا رہتا ہے
بار دیگر شاعر از سووی داد
شاعر نے دوبارہ عطیہ کے خیال سے
ہدیہ شاعر چہ باشد شعر نو
شاعر کا ہدیہ کیا ہوتا ہے؟ نیا شعر
حسنائ بلصد عطا و جود و پر
محسن سیکڑوں عطاؤں اور سخاوت اور احسان ہے
پیش اشال شعرے باز صد تنگ شعر
ان کے نزدیک شعر ان کے گوئوں سے بہتر ہو جاتا ہے
آدمی اول حرص نال بود
انسان پہلے روٹی کا حرص ہوتا ہے
سوے کسب و سوائے غصب و حد حیل
کمانی کی جانب توجیح اور سیکڑوں تدبیروں کی جانب
چوں بناور گشت مستغنی ز نال
جب اتفاقاً روٹی سے بے نیاز ہو گیا
تا کہ مع اصل و نسل اورا بر دہند
تا کہ اس کی اصل و نسل کو وہ پھلدا کریں
تا کہ کرو فرو زر بخشش او
تا کہ اس کی شان و شوکت اور سخاوت
خلق ماہر صورت خود کرد حق
اللہ تعالیٰ نے ماہر تخلیق اپنی صورت پر کی ہے

آب ادریم جو مجو در خشک جو
پانی سمندر میں تلاش کر خشک نہر میں تلاش نہ کر
برکف میلش سخا ہم او نہد
اس کے میلان کی ہتھیلی پر سخاوت وہی رکھے گا
رؤبد و آری بطاعت چوں گند
اسی کی طرف رخ کر دہر ماہر ہدی کے ساتھ کیا کرے گا؟
رؤ بسوئے آل شہ محسن نہاد
اس محسن بادشاہ کی جانب رخ کیا
پیش محسن آردو بہند گرو
محسن کو پیش کرتا ہے اور گروئی رکھ دیتا ہے
زر نہادہ شاعران را منظر
سونا رکھے ہوئے شاعروں کے منظر رہتے ہیں
خلصہ شاعر کو گھر آرزو قعر
خصوصاً وہ شاعر جو گھر لٹی سے موتی نکال کر لاتا ہے
زانکہ قوت نال ستون جاں بود
کیونکہ روٹی کی مدد ہی جان کا ستون ہے
جاں نہادہ برکف از حرص وائل
لاٹھی اور امید سے ہتھیلی پر جان رکھے ہوئے ہے
عاشق نام مست و مدح شاعران
تو نام آدمی اور شاعروں کی تعریف کا عاشق ہے
در بیان فضل او منبر نہند
اس کی فضیلتوں کے بیان میں منبر رکھیں
ہچو عنبر بود بد در گفتگو
ہات پیت میں منبر کی طرح خوشبو مہکائے
وصف ما از وصف او گیر و سبق
ہمارے وصف اس کے وصف سے سبق لیتے ہیں

۱۔ آب۔ اللہ تعالیٰ عطا کا سمندر
ہے دوسرے خشک نہر ہیں۔ اور
بخوای۔ دوسروں کی عطا بھی حاصل
اللہ کی عطا ہے اس لئے کہ ان میں
سخاوت کا مادہ اسی نے رکھا ہے۔
معرض۔ جب وہ منگروں کو بھی نوازتا
ہے تو عبادت گزاروں کو کیوں نہ
نوازے گا۔ سواہ خیال۔ بہند گرو۔
شاعر شعر پیش کر کے انعام چاہتا
ہے محسن۔ نئی لادھنش کے لئے
دوپہ لئے ہوئے شاعروں کے منظر
رہتے ہیں کہ وہ آئیں تو ان کو انعام
دریں۔

۲۔ پیش شال۔ جو لوگ ان کے
نزدیک ایک شعر و شہین کپڑے
کے سیکڑوں ٹھروں سے بڑھا ہوا ہوتا
ہے۔ خاص۔ خصوصاً اس شاعر کے
اشعار جو نئے عمدہ مضامین شعر میں
کئے آئی۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ
روٹی کی فکر کرتا ہے جب اس سے
مستغنی ہوتا ہے تو مدح و ثنا کا طالب
بنتا ہے۔ سوئے۔ پیٹ کے لئے جائزہ
تا جائزہ سوجندے کرتا ہے۔

۳۔ تا کہ اب اس کی خواہش
ہے کہ شاہ اس کے حسب و نسب کی
مدح و ثنا کریں اور منبروں پر بیٹھ کر
مدح اشعار پڑھیں۔ ہچو عنبر۔ تا کہ
اس کی شان و شوکت کی خوشبو میں
پھل جائیں۔ خلق۔ اللہ نے انسان کو
اپنی صورت اور صفات پر پیدا فرمایا
تہ اللہ تعالیٰ شکر حمد کا طالب ہے لہذا
انسان میں بھی یہ صفت ہے۔

چونکہ آں خلاق شکر دہم جوست
چونکہ وہ خلاق شکر لہ حمد کا طالب ہے
خالصہ ہر حق کہ فضل مست جوست
خصوصاً مرد حق جو بزرگی میں جست ہے
وَر نہ باشد اہل زالاں باو دورغ
لہ اگر اہل نہ ہو ضم اس جہونی ہوا سے
اس مثل از خود تلفتم آے رفتی
لست ایہ مثل میں نے اپنا طرف نہیں کی ہے
اس پیغمبر گفت چوں بشدید قدح
یہ بات پیغمبر نے فرمائی جبکہ انہوں نے اعتراض سنا
رفت شاعر سوئے آں شاہ و بیرو
شاعر اس بادشاہ کی جانب چلا لہ لے گیا
محبناں ۲ مردند و احسانہا بماند
احسان کس نطفہ لہ جاتے ہیں احسان نہ ہے ہیں
ظالمناں مردند و ماندآں ظلمہا
ظالم مر گئے لہ وہ مظالم باقی رہ گئے
گفت پیغمبر خنک آں را کہ او
پیغمبر نے فرمایا کہ وہ شخص قابل مبارکباد ہے
مرد محسن لیک احسانش نمرد
احسان کرنے والا مرا لیکن اس کا احسان نہ مرا
نام ۳ نیک اوز فعل نیک داں
اس کی نیکنای نیک کام سے سمجھ
وائے آنکو مرد و عصیانش نمرد
اس پر افسوس ہے جو مر گیا لہ اس کا گناہ نہ مرا
اس رہا گن زانکہ شاعر برگذر
اس کو چھوڑ کیونکہ شاعر راستہ پر

آدی را مدح بگوئی نیز جوست
تعریف کی تلاش انسان کی بھی عادت ہے
پر شود زالاں باو چوں خیک درست
صحیح مشکیزہ کی طرح اس ہوا سے پر ہو جاتا ہے
خیک بد ریدست کے گیر و فروغ
پھنا ہوا مشکیزہ ہے وہ کب اہل حاصل کرے گا؟
سرسری مثنو چو اہلی و مضوق
اگر تو ہوشمند لہ دل ہے اس کی سرسری نہ سن
کہ چرا فریب شود احمد بمدح
کہ احمد تعریف سے موٹے کیوں ہوئے ہیں؟
شعر اندر شکر احساں کال نمرد
احسان کے شکر میں شعر کیونکہ وہ احسان نہ مرا تھا
اے خنک آترا کہ اس مرکب براند
قابل مبارکباد ہے وہ جس نے یہ سوانی چلائی
وائے جانے گو گند مکرو و عا
اس جان پر افسوس ہے جو مکر لہ وفا کرے
شد ز دنیا ماندا زو فعل نیکو
جو دنیا سے گیا لہ اس کا نیک کام باقی رہا
نزد یزداں دین و احساں نیست خرد
اللہ کے نزدیک دین لہ احسان معمولی چیز نہیں ہے
پس نمرد دست او یقین بنگر میاں
وہ یقیناً نہیں مرا ہے اچھی طرح خود کر لے
تانہ پنداری بمرگ او چاں بیرو
تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ مر کر وہ جان بچالے گیا
وام دارست و قوی محتاج زور
مفروض ہے لہ سونے کا بہت محتاج ہے

۱ خاص یعنی اہل اللہ جب اپنی
تعریف سنتے ہیں لہ کھتے ہیں کہ لوگ
ان کے مدح بن کر سیدھے راستہ پر
لگدے ہیں تو ان کو بہت خوشی ہوتی
ہے خیک درست۔ اگر درست
مشک میں پھونک بھرتو وہ پھول جلی
گی۔ ہوا سے اگر غیر واقعی تعریف
ہو تو اس کی مثل یہ ہے کہ پھٹی ہوئی
مشک میں پھونک بھری جائے۔
مفوق۔ ہوشمند اس پیغمبر گفت اس
مطہم کی کوئی حدیث کتابوں میں
و احتیاب نہیں ہوگی۔ غزل احسان لہ
عمل خیر مرد نہیں ہوتا ہے
۲ محبناں۔ محسن مر جاتا ہے لیکن
اس کا احسان زندہ رہتا ہے
ظالمناں۔ اسی طرح ظلم زندہ رہتا ہے
لہ ظالم مر جاتا ہے۔ گفت ان الفاظ
کی کوئی حدیث کتب حدیث میں
نہیں۔ عبارت ایک حدیث سے اخذ
فان الانسان یقطع شدة غملة الا
من قلبه من صلوة جاریة تو علم
یتضع بہ تو ولید صلح یند عولہ۔
جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل
منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں
صدقہ جاریہ علم جس سے نفع حاصل
کیا جائے لہ نیک اولاد جس کو اس
کے لئے دعا کرے۔
۳ نیک نام۔ نیک نامی بھی ایک
نہ مرنے والا عمل ہے۔ نائے وہ
انسان بد بخت ہے جو مر گیا لہ اپنے
پچھے ایسے بد عمل چھوڑ گیا جو مرنے
والے میں اس شخص کے مرنے سے
اس کی جان نہ چھوٹے گی بلکہ اس بد
عمل کی جہ سے اس کے گناہوں میں
اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس رہا کن سب
اس ذکر کو ختم کر کے شاعر کی بات کی
تکمیل کرے۔

بزد شاعر شعر سُوئے شہر یار
 شاعر، شعر بادشاہ کے پاس لے گیا
 ناز نہیں شعرے پر از دُرِ درست
 نازک اشعار عمدہ موتوں سے پر
 شاہ ہم بر خوبی خود گفتش ہزار
 بادشاہ بھی بادشاہت کے مطابق اس کے لئے نیک ہزار کہا
 لیک ایں بارآں وزیر پُرز جود
 لیکن اس بار وہ سخاوت سے پر وزیر
 بر مقام او وزیر نور نہیں
 اس کی جگہ پر نیا وزیر حاکم
 گفت اے شہ خراجہ داریم ما
 کہا اے بادشاہ! ہمیں بہت سے اخراجات درپیش ہیں
 من سے برقع عشر ایں معتنم
 اے معتنم! میں اس کے چالیسویں حصہ پر
 خلق گفتندش کہ او از پیش دست
 لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ پہلے
 بعد شکر کلاک خانی چوں گند
 شکر کے بعد زکل چبانا کیسے گوارا کرے گا
 گفت بفشارم اورا اندر فشار
 اس نے کہا میں اس کو تنگی میں دباؤں گا
 آنکہ سار خاکش وہم از راہ من
 تب اگر میں اس کو راستہ کی خاک بھی دوں گا
 ایں بمن بگذار کا سلام دریں
 یہ مجھ پر چھوڑ دے کہ میں اس معاملہ میں استاد ہوں
 از خریتا گر پر دتا خری
 اگر وہ خریا سے خری تک پہنچ کرے

بر امید بخشش و احسان پارا
 گزشتہ سال کی بخشش اور احسان کی امید پر
 بر امید و یوئے اکرام نخست
 پہلے جسے اکرام کی امید اور آرزو پر
 چوں چنیں بد عادت آل شہر پار
 کیونکہ اس بادشاہ کی یہی عادت تھی
 بر براق عزز دنیا رفتہ بود
 عزت کے براق پر دنیا سے روانہ ہو چکا تھا
 گشتہ لیکن سخت بے رحم و حسنیس
 بن گیا تھا، لیکن بہت بے رحم اور کینہ تھا
 شاعرے را نبود ایں بخشش سزا
 ایک شاعر کے لئے یہ بخشش مناسب نہیں ہے
 مرد شاعر را خوش و راضی کنم
 شاعر کو خوش اور راضی کر لوں گا
 وہ ہزارے زیں دلاور بردہ است
 اس دلاور بادشاہ سے اس ہزار لے گیا ہے
 بعد سلطانی گدائی چوں گند
 شاہی کے بعد فقیری کیسے کرے گا؟
 تا شود زار و زوار از انتظار
 تاکہ وہ انتظار سے بونے لگے اور لاغر ہو جائے
 در زباید ہچو گلبرگ از چمن
 چمن سے پھول کی پتیوں کی طرح لے جائے گا
 گر تقاضا گرود ہم آستیش
 خواہ تقاضا کرنے والا گرم مزاج بھی ہو
 گرم گرود چوں بہ بیند او مرا
 جب مجھے دیکھ لے گا نرم پڑ جائے گا

۱۔ پار۔ گذشتہ ہازمن۔ یعنی جو
 قصیدہ شاعر نے پیش کیا وہ بہت عمدہ
 تھا اس کے موتی جیسے الفاظ تھے۔
 ہزار۔ شاہ کی عادت تھی کہ وہ عموماً
 شاعروں کو ایک ہزار شرفیں انعام
 میں دیا تھا۔ ایں بار۔ اس بار جب
 شاعر آیا تو پرانا وزیر دنیا سے باعزت
 رخصت ہو چکا تھا۔ بر مقام لوہاں
 کے قائم مقام جو نیا وزیر بنا تھا وہ بے
 رحم اور کینہ تھا۔ گفت۔ اس دورے
 وزیر نے بادشاہ سے کہا ہمیں خود
 اخراجات درپیش ہیں ایک شاعر کو اس
 قدر زیادہ دینا مناسب نہیں ہے۔

۲۔ من سے برقع عشر۔ اس وزیر نے
 کہا کہ میں ایک ہزار کے چالیسویں
 حصہ پر شاعر کو راضی کر لوں گا۔ خلق۔
 لوگوں نے اس وزیر سے کہا۔ بعد
 شکر۔ یعنی شکر کھانے کے بعد زکل کو
 کیسے چبانے کا۔ گفت۔ وزیر نے
 لوگوں سے کہا میں اس کو اتنا انتظار
 کروں گا کہ وہ عاجز اور پریشان ہو
 جائے گا۔

۳۔ آنکہ۔ جب وہ انتظار میں
 پریشان ہو گا تو معمولی انعام کو بھی
 قیمت سمجھے گا۔ ایں من۔ وزیر نے
 بادشاہ سے کہلیدہ معاملے پر چھوڑ
 دیجئے میں ایسے کاموں میں استاد
 ہوں تقاضا کرنے والا خواہ گرم مزاج ہو
 میں اس کو شفا کر دینا ہوں۔ از خریا۔
 خواہ اس کی دوزخ ہو۔ کچھ ہی ہو مجھے
 دیکھ کر نرم پڑ جائے گا اور راضی ہو
 جائے گا۔

گفت اسطائش بر فرماں تراست
 بادشاہ نے اس سے کہا جا تجھے اقتدار ہے
 گفت اُورا و دو صد چوں اُو گدا
 اس نے کہا اسکو کہ اس جیسے دو سو فقیروں کو
 پس فلندش صاحب اندر انتظار
 پھر اس کو وزیر نے انتظار میں جتا کر دیا
 شاعرش چند آنکہ حاجت می نمود
 شاعر جتنی بھی اس کے سامنے ضرورت پیش کرتا
 شاعر ۲ اندر انتظارش پیر شد
 اس کے انتظار میں شاعر بڑھا ہو گیا
 گفت اگر زر نہ کہ دشنام دہی
 اس نے کہا اگر سونا نہیں تو مجھے گالی ہی دیدے
 انتظارم گشت بارے گوہر
 مجھے انتظار نے مدد ملا اب کہہ دے کہ چلا جا
 بعد از انش داد رُبع عشر آں
 اس کے بعد اس نے اس کا چالیسواں حصہ دیا
 کا پنجاں نقد و پختاں بسیار بود
 کہ وہ ایسا نقد لہ اتنا زیادہ تھا
 پس بگفتندش کہ آں دستور را
 لوگوں نے اس سے کہا وہ عقلمند وزیر
 کہ مُصاعف زوہمی شد آں عطا
 کہ اس کی وجہ سے عطا ہو گئی ہو جاتی تھی
 ایں زماں اُورفت و احساں را ببرد
 اب وہ چلا یا لہ احسان کو بھی لے گیا
 رفت از ما صاحب را دو رشید
 رفت سے داتا لہ کو کا وزیر رخصت ہو گیا

لیک شادش گن کہ نیکو گئی ماست
 لیکن اس کا خوش کرنا کیونکہ ہماری ہمتاں بیان کرنے والا ہے
 تو بمن بگذار و فارغ شو شہنا
 تو اسے شہنا میرے اوپر چھوڑ دے کہ مطمئن ہو جا
 شد زمستان و دے و آمد بہار
 جازا لہ موسم خزاں ختم ہوا لہ موسم بہار آ گیا
 صاحبش در و عدہ حیلہ می فرود
 وزیر اپنے وعدہ میں حیلوں کا اضافہ کر دیتا
 بس زبون ایں غم و تدبیر شد
 اس غم لہ تدبیر سے بہت عاجز آ گیا
 تارہد جانم ، ترا باشم رہی
 تاکہ میری جان چھوٹے میں تیرا غلام بن جاؤں گا
 تارہد ایں جان مسکین از گرو
 تاکہ یہ مسکین جان قید سے نجات پالے
 ماند شاعر اندر اندیشہ گراں
 شاعر بھاری فکر میں پڑ گیا
 ایں کہ دیر اشگفت دستہ خار بود
 یہ جو دیر میں کھلا کانٹوں کا مٹھا تھا
 رفت از دُنیا خدا مُزدش و ہاد
 دنیا سے چلا گیا خدا اس کو اجر دے
 کم ہمی افتاد در بخشش خطا
 عطا کے معاملہ میں اس سے غلطی نہ ہوتی تھی
 او بمراد الحق و لے احساں نمود
 وہ یقیناً مر گیا لیکن احسان نہیں سرا
 صاحب سلاخ در ویشاں رسید
 فقیروں کی کھال کھینچنے والا وزیر آ گیا

۱۔ گفت سلطائش۔ بادشاہ نے وزیر
 سے کہا تجھے اقتدار ہے جو چاہے کر
 لیکن اس کو خوش کر دینا۔ گفت اور
 وزیر نے بادشاہ سے کہا میں اس جیسے
 لاکھوں سے نمت لوں گا یہ معاملہ
 میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ پس
 فلندش۔ وزیر نے انعام دینے میں
 نال منول شروع کر دی اور موسم پر موسم
 گزرنے لگے۔ شاعر جس قدر بھی
 اپنی ضروریات ظاہر کرتا وزیر حیلہ بازی
 میں اضافہ کرتا۔

۲۔ شاعر۔ شاعر وعدہ کے انفاء کے
 انتظار میں بڑھا ہوا گیا اور وزیر کی مکار
 سے عاجز آ گیا۔ گفت۔ شاعر نے
 وزیر سے کہا کہ اگر تو انعام نہیں دے
 دیتا تاکہ یہ انتظار تو ختم ہو میں تیرا شکر
 گزار ہوں گا۔ انتظارم۔ شاعر نے
 وزیر سے کہا۔ ربع عشر۔ چالیسواں
 یعنی پچیس اشرفیاں۔

۳۔ کا پنجاں۔ یعنی پہلے فوراً لہ
 بہت ملا۔ دستہ خار۔ کانٹوں کا مٹھا۔
 آں دستور۔ پہلا احسن نامی وزیر۔
 مُصاعف۔ ڈوگنا۔ ایں زماں۔ یعنی
 پہلا وزیر احسن اگر چہ مر گیا لیکن اس
 کے احسانات زندہ ہیں۔ سلاخ۔ کھال
 کھینچنے والا۔

رَو بگیر ایں را وز بختب گریز
 جلیہ لے لے اور یہاں سے رات میں نکل جا
 تا نگیرد ابا تو ایں صاحب ستیز
 تاکہ یہ بھگڑاؤ تجھے گرفت میں نہ لے لے
 بلصد حیلست ازو ایں ہدیہ را
 ہم نے بیٹکڑوں تدبیروں سے یہ بخشش
 رُو بدیشاں کرد و گفت اے مشفق
 اس نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا اے مشفقو!
 چست نام ایں وزیر جامہ کن
 اس کپڑے اتارنے والے وزیر کا نام کیا ہے؟
 گفت یارب نام آن و نام ایں
 اس نے کہا اے خدا اس کا نام اور اس کا نام
 آن ۲ حسن نامی کہ از یک کلک او
 وہ حسن نام والا کہ اس کے ایک قلم کی جنبش سے
 ایں حسن کز ریش زشت ایں حسن
 یہ حسن کہ اس حسن کی بدشاہی سے
 بر چہنیں صاحب چوشہ اصغا گند
 ایسے وزیر کی بات پر جب بادشاہ کان دھرتا ہے

۱۔ تا نگیرد یعنی یہ عطا لے کر چلا جا
 ورنہ کوئی اہرام رکھ کر یہ بھی چھین لے
 گا۔ ملہ وزیر سے متعلق لوگوں نے یہ
 بھی کہا کہ تجھے تو خبر نہیں ہم نے اتنا
 بھی تجھے بہت کوششوں سے دلویا
 ہے۔ رُو۔ یعنی شاعر نے ان لوگوں
 سے کہا کہ یہ وزیر نہیں بلکہ قلم پیش
 سپاہی ہے یہ کہاں سے آیا ہے۔ جامہ
 کن۔ کپڑے اتار لینے والا۔ گفت۔
 شاعر نے جب یہ سنا کہ اس وزیر کا نام
 بھی حسن ہے تو اس نے افسوس کا
 اظہار کیا کہ ایسے بھلے وزیر اور ایسے
 برصغیر کا نام یکساں حسن ہو۔

۲۔ آن حسن۔ پہلا وزیر جس کا نام
 حسن تھا اس کے قلم سے تو سخاوت
 ہوتی تھی اور یہ حسن اس قابل ہے کہ
 اس کی داڑھی سے ریشیاں بنتی
 جائیں۔ بر چہنیں۔ لیا بد فطرت وزیر
 شاہ اور سلطنت کے لئے رسولی کا
 باعث ہے۔ ماستن۔ شاہ کا یہ دوسرا
 وزیر ایسا ہی تھا جیسا کہ فرعون کا وزیر
 ہلمان۔

۳۔ چند فرعون کئی بار حضرت
 موسیٰ کی گفتگو سے نرم ہو گیا تھا لیکن
 اس کا وزیر پھر اس کو حضرت موسیٰ کے
 مد مقابل کر دیتا تھا۔ سنگ شیر۔ یعنی
 حضرت موسیٰ کا کلام ایسا پرتا شیر تھا کہ
 اس کو سن کر پتھر سے بھی مادہ ٹپک
 جاتا۔ کینش۔ ہلمان کی طبیعت بہت
 کینہ جوگی۔

ماستن بدرای ایں وزیر دُون در فساد مروت شاہ بوزیر فرعون یعنی
 اس کینہ وزیر کی شاہ کی انسانیت کو برباد کرنے میں فرعون کے وزیر یعنی
 ہلمان در فساد قابلیت فرعون پند موسیٰ را علیہ السلام
 ہلمان کے ساتھ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کو قبول کرنے کے انصاف میں مشابہت

چند آں فرعون می شد نرم و رام
 بہت ہی مرتبہ فرعون نرم اور مطیع بنا
 آں کلامے کہ بدادے سنگ شیر
 اس کلام کے بدادے سنگ شیر
 کہ کلام کہ پتھر مادہ دے دیتا
 چوں بہاماں کہ وزیرش بود او
 جب ہلمان سے جو کہ اس کا وزیر تھا
 چو شنیدے اوز موسیٰ آں کلام
 جب وہ موسیٰ سے وہ کلام سنتا تھا
 از خوشی آں کلام بے نظیر
 اس بے نظیر کلام کی خوبی سے
 مشورت کردے کہ کینش بود او
 وہ مشورہ کرتا جس کی خصلت کینہ پن تھی

مآعش کشتے مُدام آں سَخت جاں

وہ سخت جان ہمیشہ اس کے لئے مانع بنا

بندہ گردی ژندہ پوشے را بر یو

مگر سے ایک گدڑی پوش کے غلام بن گئے

آں سخن بر شیشہ خانہ او زدے

یہ بات 'لہ' اس کے شیش محل پر لگتی

ساختے در یک دم او کردے خراب

بناتے وہ ایک دم میں اس کو برباد کر دیتا

در وجودت رہزن راہ خداست

تیرے وجود میں راہ خدا کا ڈاکو ہے

آں سخن را او بفسن طرح نہد

وہ اس بات کو چلاکی سے ٹال دیتی ہے

نیست چنداں باخود آسید امشو

یہ بات ایسی نہیں ہے ہوش میں آ دیوانہ نہ بن

جائے ہر دو دوزخ پُر کیس بُود

دونوں کا مقام غضبناک۔ دوزخ ہے

باشد اندر کار چوں آصف وزیر

دونوں مقام غضبناک دوزخ ہے

نام او نور علی نور ایں بُود

تو اس کا نام نور علی نور ہو

نور بر نورست عنبر بر عنبر

نور ہالائے نور 'عنبر' پر عنبر ہے

ہر دورانہ بُود زبدِ مَختی گزیر

تو دونوں کے لئے بدبختی کے سوا چاہہ نہیں ہے

نے خرد یار ونہ دولت روزِ عرض

قیامت کے روز نہ عقل یاد ہوگی نہ دولت

چوں اہمال مشورت کردے دران

جب وہ اس میں ہلان سے مشورہ کرتا

پس بگفتے تا کئوں یودی خدیو

وہ کہتا کہ آپ اب تک شہ مصر تھے

ہچو سنگِ منجھتے آمدے

گرمین کے پتھر کی طرح آتی

ہر چہ صد روز آں کلیم خوشِ خطاب

وہ خوش کلام کلیم اللہ جو سو دن میں

عقل ۲ تو مغلوب دستور ہو است

تیری عقل خوش نفسانی کے ذہر سے مغلوب ہے

نامحے رتباے پندت دہد

کوئی اللہ ولا نصیحت کرنے والا تجھے نصیحت کرتا ہے

کایں نہ رجایست ہیں از جا مشو

کہ یہ بات ناموقع نہیں ہے خبر بد جگہ سے نہ مل

وائے آں شہ کہ وزیرش ایں بُود

اس بادشاہ پر افسوس ہے جس کا ایسا وزیر ہو

شاداں شاہے کہ اُورا دستگیر

وہ بادشاہ قابلِ مبدکباد ہے کہ اس کا ایسا وزیر ہو

شاہ ۳ عادل چوں قرین اوشود

منصف بادشاہ جب اس کا ساتھی ہو

چوں سلیمان شاہ و چوں آصف وزیر

سلیمان جیسا بادشاہ اور آصف جیسا وزیر

شاہ فرعون و چوہا مانس وزیر

شاہ فرعون ہو لہ ہلان جیسا اس کا وزیر

پس بُود ظلمات بعضے فوق بعض

ہر گیسوں ہوں گی = = =

۱۔ چنل۔ فرعون جب ہلان سے مشورہ کرتا تو وہ فرعون کو حضرت موسیٰ کی پیروی سے روک دیتا۔ پس بگفتے۔ ہلان فرعون کو بھڑکانے کے لئے کہتا کہ اب تک تو آپ شہ مصر ہیں حضرت موسیٰ کی پیروی کے بعد آپ غلام بن جائے گے خدیو مصر کے بادشاہوں کا لقب ہے ژندہ پوشے یعنی حضرت موسیٰ۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ۔

۲۔ عقل۔ تو اب مولانا نے نصیحت شروع کی ہے کہ اسے مخاطب تیری عقل تیری خواہش سے مغلوب ہے جس طرح فرعون ہلان سے مغلوب تھا۔ نو بفسن۔ یعنی خواہش نفسانی مکاری سے اس نصیحت کو ٹال دیتی ہے کایں۔ ہوائے نفسانی عقل سے کہتی ہے کہ یہ بات باطل نہیں ہے اس پر فریضہ نہ ہو۔ وائے اس شہ پر افسوس ہے کہ جس کا وزیر ہلان جیسا ہوا ان دونوں کا ٹھکانا جنم ہے۔ شاداں۔ وہ شہ قابلِ مبدکباد ہے جس کا صف جیسا وزیر مشیر کار ہو۔

۳۔ شاہ عادل۔ جب بادشاہ بھی منصف ہو اور وزیر بھی بھلا ہو تو نور ہالائے نور ہے چوں سلیمان۔ حضرت سلیمان اور ان کا وزیر آصف نور ہالائے نور کا مصداق تھے۔ شہ فرعون۔ شہ فرعون اور وزیر ہلان تو بدبختی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ایسے شہ کے لئے قیامت میں تاریکی ہالائے تاریکی ہوگی نہ وہیں عقل کام آئے گی نہ دولت۔

من ندیدم جو شقاوت در انجام
 میں نے کینوں میں سوائے بدبختی کے کچھ نہ دیکھا
 ہچکچو جاں باشد شہ و صاحب چو عقل
 شہ بمنزل جان کے اور وزیر عقل جیسا ہوتا ہے
 آل فرشتہ عقل چوں ہدوت شد
 عقل کا فرشتہ جب ہدایت بن جاتا ہے
 عقل جزوی را وزیر خود مکبر
 ناقص عقل کو اپنا وزیر نہ بنا
 مر ہوا را تو وزیر خود مساز
 تو ہوا (دوس) کو اپنا وزیر نہ بنا
 کایں ہوا پر حرص و حالی میں بود
 کیونکہ خواہش میں بھری ہو جو کچھ کیسے ملی ہوتی ہے
 عقل ۲ را دو دیدہ در پائین کار
 عقل کی دونوں آنکھیں انجام کار پر ہوتی ہے
 کہ نہ فرساید نہ ریزد در خزاں
 کیونکہ وہ خزاں میں نہ شکست ہوتا ہے نہ بھرتا ہے
 و رچہ عقلت ہست با عقل دیگر
 اگرچہ تیری بھی عقل ہے لیکن دوسری عقل کا
 باو و عقل از بس بلا ہلوا رہی
 تو وہ عقلوں کے رعب بہت سی بلاؤں سے نجات پالے گا

۱۔ اگر تو اگر کینوں میں تجھے کوئی سعادت نظر آئے تو اس سے میرا سلام کہہ دے۔ ہچکچو جاں۔ شہ بمنزل جان کے اور عقل کے ہے اگر عقل خراب ہو جائے تو روح ہانی نہیں رہتی ہے عقل۔ عقل جو بمنزل فرشتہ ہے اگر وہ ہدوتی فطرت اختیار کر لے تو اس کے کانٹے خراب ہوتے ہیں۔ طاغوت۔ ہر وہ طاقت جو اللہ سے سرکشی کرے عقل جزوی۔ عام انسانی عقل۔ عقل کل۔ وہ عقل جو ہوا و ہوس سے آزاد ہو۔ ہوا انسان کی خواہش نفسانی حرص ہوتی ہے اور حالی یعنی نیلوی معاملات کی فکر کرتی ہے عقل آخرت کے معاملہ کو سمجھتی ہے

۲۔ عقل در عقل کی دو آنکھیں انجام پر نظر کرتی ہیں۔ عقل۔ یعنی آخرت۔ خدا۔ یعنی دنیاوی مصائب۔ کہ وہ پھول نہ بھرتا ہے نہ جھرتا ہے۔ اشم۔ وہ انسان جس میں سوکھنے کی قوت نہ ہو۔ چ۔ خواہ انسان میں خود بھی عقل ہو لیکن عقل کامل کو ضرور شریک مشورہ کرے۔ باو عقل۔ خود انسان کی عقل اور عقل کامل دونوں مل کر مصائب سے نجات دلائے گی۔

۳۔ نشستن۔ یہ قصہ کہ ضرغی دینے حضرت سلیمان کی انگشتری چرائی تھی اور خود حضرت سلیمان کی جگہ بیٹھ گیا تھا متعین کے نزدیک یہ شخص انسان ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں مولانا نے شخص تمثیلاً اس کو بیان فرمایا ہے۔ بہر حال مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان کا دل بمنزل سلیمان کی انگشتری کے ہے شیطان سے اس کی حفاظت ضروری ہے

نشستن ۳۔ یو بر مقام سلیمان و شبہ کردن او بکار ہائے سلیمان و فرق ظاہر حضرت سلیمان کی جگہ پر دیو کا بیٹھنا اور اس کا حضرت سلیمان کے کاموں کی نقل اٹھانا شدن میل دیو و سلیمان و دیو خود را سلیمان بن داؤد نام کردن اور دیو اور حضرت سلیمان میں فرق ظاہر ہو جانا اور دیو کا اپنا نام سلیمان بن داؤد مقرر کرنا



تو اگر اَنگِشتری را بُردہ
 تو نے اگر اکٹھی اڑائی ہے
 ماہوش و عارض و طاق و طرب
 ہم کو فرما لے لشکر و شکر و شوکت کی جہ سے
 وَرِ بَغْفَلَتِ مَا نَهِيمِ اُورَا جَبِيں
 اگر ہم غفلت سے اس کے سامنے پیشانی رکھ دیں
 کہ منہ آں سرِ مَراں سرِ زَمیرا
 کہ اس اندھ کے لئے سر نہ جھکا
 کر دے من شرح ایں س جافزرا
 میں اس کی پر لطف تشریح کرتا
 ہم قناعت گن تو پذیراں قدر
 تو بھی قناعت کر اور اس مقدار کو قبول کر لے
 تا خود کردہ سلیمانے نبی
 اپنا نام سلیمان نبی رکھ کر
 دَر گُذر از صورت و از نام خیز
 صورت سے آگے بڑھ کر محض نام سے تدبیر دار ہو جا
 پس ۳ پُرس از خُلق و ز افعال او
 اس کے اخلاق اور افعال دریافت کر
 کار ہر کس نیست ہیں دَکُش ز مام
 خبردار یہ ہر شخص کا کام نہیں ہے لگام کھینچ لے
 ہڈ تمام لقصہ مسجد بے فتور
 قصہ مختصر بے عیب مسجد مکمل ہو گئی
 دوزخی چوں ز مہر ہر افسردہ
 تو دوزخ ہے ز مہر کی طرح مٹھنرا ہوا ہے
 سر کجا کہ خود ہی نہ نہیم سُب
 سر کجا ہم پاؤں بھی نہ رکھیں گے
 پنجہ مانع برآید از زمیں
 روکنے والا پنجہ زمین سے بچاؤ ہو گا
 ہیں ممکن سجدہ مَراں ادبیرا
 خبردار اس بدبخت کے لئے سجدہ نہ کر
 گر نبودے غیرت و رشکِ خدا
 اگر خدا کی غیرت اور رشک مانع نہ ہوتی
 تا بگویم شرح ایں وقتِ دگر
 جب تک کہ میں اس کی دوسرے وقت شرح کروں
 رُہی پوشی می گند بر ہر صہی
 ہر بچے کے لئے اپنی روپوشی کر لیتا ہے
 از لقب و ز نام و معنی گریز
 لقب اور نام کی بجائے باطن کی طرف جا
 در میانِ خُلق و فعل او را بچو
 اخلاق اور افعال کے درمیان اس کو تلاش کر
 مسجد اقصیٰ بسازو گن تمام
 مسجد اقصیٰ تعمیر کر لے مکمل کر
 بد سلیمان زائر و مسجد مزور
 حضرت سلیمان زیدت کرنے والے اور مسجد زیادہ گاہگی

۱ تو اگر ان لوگوں نے دل میں یہ بھی کہا کہ اگرچہ تو نے اکٹھی چرا کر حضرت سلیمان کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے لیکن تو دوزخ کا زمہریں حصہ ہے۔ پوش۔ کفر۔ عارض۔ لشکر۔ رشک۔ طاق و طرب۔ بے طاق و طرب ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے شان و شوکت۔ سب۔ ہم۔ پاؤں۔ و۔ بغفلت۔ اگر بھولے سے تعظیم بھی کریں تو بھی پنجہ ہمارے لئے مانع آتا ہے سر زیر۔ لہذا۔ ادبیر۔ لہذا۔ کالا۔ ہے۔

۲ شرح ایں۔ یعنی اس کی تشریح کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو کیوں ممانعت عنایت کرتا ہے اور ان کو ڈھیل دینے میں کیا امر ہے۔ غیرت۔ ضلعندی اس تشریح کے لئے مانع ہے۔ نام خود۔ شیطان اپنا چھانا نام رکھ کر لوگوں کو دھوکے دیتا ہے۔ یعنی ناخبر۔ کلام۔ دگر۔ انسان کو چاہیے کہ مقطع صورت اور بڑے لقب سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ باطنی اوصاف کو دیکھے۔

۳ پس انسان کہاں کے اخلاق اور اس کے کاموں سے پہچان محض صورت اور نام سے دھوکہ نہ کھلے۔ کار ہر کس نیست۔ اس طرح مردم شناسی ہر پٹی کا کام نہیں ہے۔ دَکُش ز مام۔ یعنی اب یہ بات ختم کر لو کہ مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی بات کہ فتور۔ خرابی۔ مزور۔ جس کی زیارت کی جائے۔ عقاقیر۔ عقید کی جمع ہے دلوں کی جڑی بوٹیوں۔

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجد اقصیٰ بعد از تمام شدن بجهت عبادت و مکمل ہوجانے کے بعد ہر روز حضرت سلیمان کا مسجد میں آنا عبادت کے لئے اور عبادت کرنے اور احوال کا کھانا
 ارشاد عابدان و معسکفال و دستن عقاقیر در مسجد و آنحضرت علیہ السلام سخن در آمدن کی رضائی کے لئے لے لے ہوئیں کا مسجد میں آنا اور آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرنا

چوں سلیمان نبی شاہِ اناام! جب شاہِ عالم سلیمان نبی نے ہر صبح اور وظیفہ اس بُدے ہر صبح کو ہن کا یہ معمول تھا نو گیا ہے رُستہ دیدے اندر و اس میں نیا بنا اگا ہوا دیکھتے تو چہ داروی چہ نعت چہ است تو کس مرض کی کیا دا ہے تیرا کیا نام ہے؟ پس بگفتے ہر گیا ہے فعل و نام تو ہر ہوئی کام اور نام بتائی من مراں راز ہرم وآں را شکر میں اس کے لئے ہر اور اس کے لئے شکر ہوں پس سلیمان با حکیمان زان گیا پھر حضرت سلیمان طیبوں سے اس ہوئی کے پس ۲ طیبیاں از سلیمان زان گیا تو طیب حضرت سلیمان کی جہ سے اس ہوئی کے بد سے تاکتبہائے طیبی ساختند یہاں تک کہ انہوں نے طب کی کتابیں تصنیف کیں ایں نجوم و طب و حی اتمیاست یہ نجوم اور طب نبیوں کی وحی ہے عقل سہجروی عقل اتخران نیست ہا قس عقل ایجاد کرنے والی عقل نہیں ہے قابلِ تعلیم و فہم ست ایں خرد یہ عقل تعلیم اور سمجھ کے قابل ہے جملہ حرفہا یقین از وحی بود یقیناً تمام پیشے وحی کے ذریعہ ہوتے ہیں

ساخت مسجد را و فارغ شد تمام مسجد بنائی اور بالکل فارغ ہو گئے کاندے در مسجد اقصی شدے کہ آج مسجد اقصیٰ میں جاتے پس بگفتے نام نفع خود بگو تو فرماتے اپنا نام اور فائدہ بتا تو زیاں بر کہ و نفعت بر کہ است تو کس کے لئے معز اور کس کے لئے نفع رساں ہے؟ کہ من آترا جانم و ایں را حمام کہ میں اس کے لئے جان اور اس کے لئے سوت ہوں نام من انیست بر لوح قدر لوح محفوظ میں میرا یہ نام ہے شرح کردے نفع و ضررش اے کیا نفع اور نقصان کی شرح کرتے اے بڑے عالم و دانا شدند و مقتدا عالم اور دانا اور مقتدا بنے جسم را از رنج می پرداختند بدن کو مرض سے نجات دلائی عقل و حس را سوی بے سورہ کجاست عقل و حس کے لئے لاسکن کی جانب راستہ کہاں ہے؟ جو پذیرائے فن و محتاج نیست ضرورت مندوں کو قبول کر لینے والی کے علاوہ کونہیں ہے لیک صاحب وحی تعلیمش وہد لیکن اس کو صاحب وحی تعلیم دیتا ہے اول او لیک عقل آں را فرود ان کی ابتدا لیکن عقل نے ان کو بڑھایا ہے

۱۔ اناام۔ قلوب۔ ذلیف۔ معمول۔ نو گیا ہے یعنی حضرت سلیمان کوئی نبی ہوئی اگی ہوئی دیکھتے تو اس سے اس کا نام پور نفع و نقصان دریافت کرتے۔ پس بگفتے۔ وہ جزی ہوئی اپنا نام اور اپنے افعال و خواہش حضرت سلیمان کو بتا دیتی۔ لوح۔ حقی۔ قدر قضا و قدر گیا۔ ہوئی۔

۲۔ پس۔ طیب حضرت سلیمان سے اس ہوئی کے افعال و خواہش یکھ لیتے تھے تاکتبہائے اس کے بعد طبعی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ جسم را جسمانی پتھریوں کے علاج کرنے لگے ایں نجوم۔ غرضکہ سب علوم کی ابتدا وحی کے ذریعہ ہوئی ہے حدیث شریف ہے ان یشا من الانبیاء مکان یخط خطا فممن و اتقی خطا خطا صنف و من لم یؤلفی کذب یعنی ایک نبی لکیر کہتے تھے جس سے آئندہ کے واقعات معلوم ہو جاتے تھے پس جس ریل اور جند اور جزم کی لکیر ان کی لکیر کے مطابق ہوئی ہے وہ درست ہے اور جس کی مخالف ہوئی ہے وہ غلط ہے

۳۔ عقل۔ خرد۔ عام انسانی عقل۔ اتخران۔ یعنی علم کا ایجاد کرنا۔ قابلِ تعلیم۔ یعنی عام عقل انسانی میں سمجھنے کی صلاحیت ہے اور صاحب وحی اس کو سکھا دیتا ہے لیک عقل۔ حکماء اور فلاسفہ نے ان علوم پر افسانے کئے ہیں۔

بیچ احرفت را بہیں کایں عقل ما تاند او آموختن بے اوستا
 دیکھا ہلکا یہ عقل کئی پیش کیا وہ بغیر استاد کے سیکھ سکتی ہے
 گرچہ اندر مکر موی اشکاف بد بیچ پیشہ رام بے اُستاشد
 اگرچہ وہ عقل تدبیر میں بال کو چرنے والی تھی کئی پیشہ استاد کے بغیر قابو میں نہ آتا
 دانش پیشہ ازیں عقل ار بدے پیشہ بے اوستا حاصل شدے
 پیشہ کا علم اگر عقل سے ہے تو پیشہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا

آموختن ۲ پیشہ گور کئی قاتیل از زانغ پیش از انکہ در عالم
 قاتیل کا قبر کھونے کا پیشہ کوے سے سیکھنا اس سے پہلے کہ دنیا میں
 علم گور کئی بود
 قبر کھودنے کا علم ہوا

گندن گورے کہ کتر پیشہ بود کے ز فکر وحیلہ و اندیشہ بود
 قبر کھونا جو معمولی پیشہ ہے کب غور اور تدبیر اور خیال سے ہے
 گر بدے این فہم مر قاتیل را کے نہادے بر سر او ہاتیل را
 اگر یہ سمجھ قاتیل میں ہوتی تو وہ ہاتیل کی نعش کو سر پر کب رکھتا؟
 کہ کجا غائب گنم این گشتہ را ایں بخون و خاک در آہستہ را
 کہ میں اس مقول کو کہاں چسپاؤں؟ ایں خون اور مٹی میں آہستہ ہوئے کو
 دید ۳ زانغے زانغے مردہ درد ہاں گر گرفتہ تیزی آمد پراں
 اس نے دیکھا کہ ایک کا مردہ کوے کو منہ میں لئے تیزی سے اڑا آ رہا ہے
 از ہوا زیر آمد و شد او بفسن در پے تعلیم اورا گور گن
 وہ ہوا سے نیچے اڑا اور ہنرمندی سے بنا قبر کھونے والا اس کو سکھانے کے لئے
 پس بچنگال از زمین تلخیت گرد زود زانغے مردہ را در گور کرد
 پھر اس نے زمین سے پنچے کے ذریعہ مٹی کھودی جلدی سے مرے ہوئے کوے کو قبر میں رکھ دیا
 فن کردش پس پو شیدش بنخاک زانغ از الہام حق بد علمناک
 اس کو فن کر دیا پھر اس کو مٹی سے چسپا دیا کا اللہ تعالیٰ کے الہام سے عالم تھا
 گفت قاتیل آہ شہ بر عقل من کو بود زانغے زمین افزوں بفسن
 قاتیل نے کہا آہ میری عقل پر انہوں نے کہا کہ کافر میں مجھ سے بڑھا ہوا ہے

۱ بیچ حرفت۔ کئی دستکاری بغیر استاد کے نہیں سیکھی جاسکتی۔ گرچہ عقل اگرچہ موشگافیاں کرنی ہے لیکن بغیر استاد کے کئی پیشہ نہیں سیکھ سکتی۔ دانش پیشہ کسی پیشہ کا جاننا اگر محض عقل کی وجہ سے ہوگا تو وہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا ہے۔

۲ آموختن۔ قاتیل نے قبر کھونے کا پیشہ کوے سے سیکھا۔ گور کئی۔ قبر کھونا۔ کے ز فکر۔ خود قاتیل کے غور فکر سے اس کو حاصل نہ ہو سکا۔ قاتیل۔ حضرت آدم کا لڑکا جس نے اپنے بھائی ہاتیل کو قتل کر دیا تھا۔ کے نہادے۔ قتل کے بعد اس کی نعش سر پر لئے پھر رہا تھا۔ ایں گشتہ۔ یعنی ہاتیل۔

۳ دید۔ اس قاتیل نے دیکھا کہ ایک مردہ کوے کو لایا اور اس نے زمین کھود کر اس کو دفن کیا تو اس کوے سے قاتیل کو قبر کھونے کا ہنر آیا۔ گور گن۔ قبر کھونے والا۔ بچنگال۔ پنچ۔ علمناک۔ علم والا۔ عالم شریف۔

عقل کل را گفت مازغ ابصر

عقل کل کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "نگاہ بھکی نہیں"

عقل مازغ ست نورِ خلصاں

"مذراغ" والی عقل خاصانِ خدا کا نور ہے

جاں کہ او دُنباہ زاعاں پرُو

وہ جان جو کوں کے پیچھے اڑے

ہیں ۳ مروندے پئے نفسِ چوزاغ

خبردار کو بھیسے نفس کے پیچھے نہ لگ

گر زوی رو درے عنقلی دل

اگر لگتا ہے تو دل کے عقاب کے پیچھے لگ

نو گیا ہے ہر دم از سودلی تو

تیرے خیال کی نئی گھاس ہر وقت

تو سلیمان وار داو او بدہ

تو حضرت سلیمان کی طرح اس کی قدر کر

زانکہ حالِ ایں زمینِ باعینات

کیونکہ اس پائید زمین کی مٹی کا حل

در زمین ۳ گرنے شکر در خود نیست

زمین میں خود گنا ہو خود نزل

پس زمینِ دل کہ نبش فکر بود

تو دل کی زمین جس کا بونا خیانت تھا

گر سخن گش بینم اندر انجمن

اگر میں مجلس میں سخن فہم دیکھوں

ور سخن گش یا ہم آں و مزن بمزد

اگر میں اس وقت مجزوں کو بات نہ سمجھنے والا پاؤں

عقل جزوی می گند ہر سو نظر

جزوی عقل ہر جانب نظر بڑھاتی ہے

عقل زاع اُستاد گور مُردگاں

کوہ کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے

زاع اُورا سُوی گور ستاں برُو

کا اس کو قبرستان کی جانب لے جائے گا

کو بگور ستاں برُو نے سُوی باغ

جو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے نہ کہ باغ کی جانب

سُوی قاف و مسجد اقصیٰ دل

دل کی مسجد اقصیٰ اور کوہ قاف کی جانب جا

می دم در مسجد اقصیٰ تو

تیری مسجد اقصیٰ میں آتی ہے

پے براز وے پئی ردے برو منہ

اس سے پتہ لگا انگار کا قاذو اس پر نہ رکھ

باز گوید با تو اتواع نبات

بونوں کی قسمیں تجھ سے پھر کہہ دیں گی

ترجمان ہر زمینِ نبات و یست

ہر زمین کی پیداوار اس کی ترجمان ہے

فکر ہا اسرارِ دلہا را نمود

خیالات نے دل کے راز ظاہر کر دیئے

صد ہزاراں گل برویم در چمن

چمن میں لاکھوں پھول اکا اکا

میگریز و نکتہا از دل چو دُرد

تو چہ کی طرح نکلتے دل سے بھگتے ہیں

عقل کل را شخصہ کی عقل کل

عقل کل قرآن میں آپ کے بارے میں

فرمایا گیا ہے مازاغ البصر و نفا

طغی یعنی آن شخصہ کی نگاہ نہ ہوگی نہ

اس نے سرکشی کی۔ عقل جزوی۔ عام

انسانی عقل۔ عقل مازاغ۔ جو عقل

صحیح کام کرتی ہے وہ خاصانِ خدا کا نور

سے جو ان کو عطا کر دیا گیا ہے۔ عقل

مذراغ کو کسی عقل تو آتی ہی ہے کہ وہ

قائل کو کوہ کی سگھا سگی۔ زلفاں۔

شیاطین، بتلی شیون۔

۳ ہیں مرد۔ تیرا نفس بھی چالاکی

میں کوا ہے اس کے پیچھے نہ لگ و نہ

تجھے گورستان میں پہنچا دے گا۔

عقلی دل۔ دل چونکہ اسرار کا مرکز

ہے اس کے پیچھے کل۔ قاف۔ پہاڑ

کا نام ہے جو عقاب کا مقام مانا گیا

ہے تو گیا ہے۔ تیرا دل مسجد اقصیٰ

جس کے خیالات وہ بونیاں ہیں جو

مسجد اقصیٰ میں آتی ہیں۔ تو سلیمان

دل۔ جس طرح حضرت سلیمان ان

بونوں سے علم حاصل کرتے تھے تو

بھی اپنے خیالات سے دل کا علم

حاصل کرتا تھا۔ جس طرح کے

خیالات پیداں گے اس سے قلب

کی حالت کا اندازہ لگا لے۔

۳ صد میں۔ زمین کی اچھلی اور

بریلی کا معیار اس کی پیداوار ہے جو

زمین گنا اگائے وہ بہتر ہے اور جو

زمین نزل اگائے وہ خراب ہے۔

زمین دل۔ خیالات دل کی زمین کی

پیداوار ہیں ان سے دل کی اچھلی

بریلی معلوم ہو جائے گی۔ سخن کش۔

اگر مجلس میں سخن فہم ہوتے ہیں تو

کہنے والے کا دل کھلتا ہے۔ سخن

کش۔ اگر سامعین نا فہم ہوں تو نکتے

فرما اختیار کر لیتے ہیں۔



نگتہ از نااہل گر پوشی بہ اُست
اگر نکتہ کو تو نااہل سے چھپائے تو بہتر ہے

جذبِ صلاقی نے جو جذبِ کلابِ ست
جی کشش جھوٹی کشش کی طرح نہیں ہے

رشتہ پیدا نے وائل کت می گشد
نہ ڈور ظاہر ہے اور نہ وہ جو تجھے کھینچتا ہے

تو ک می میں مہارت رامیں
تو کشش کو دیکھ اپنی مہد کو نہ دیکھ

پس نمائندے اس جہاں دارِ اغرار
تو یہ دنیا دھوکے کا گھر نہ رہتی

حرّہ و برّہ یہ رُو می شود
سیاہ و شیطان کا فریورہ بن رہا ہے

پائے خود را وا کشیدے طفلِ پیر
یہ بڑھا لڑکا اپنا پاؤں کھینچ لیتا

پائے خوروا وا کشیدے گبرنیر
کا فر بھی اپنا پاؤں کھینچ لیتا

کے پئے ایشاں بدال کاں شدے
تو کب ان کے پیچھے اس دکان تک جلتی

یا بدارے شیرشاں از چا پلوں
یا پید سے کب ان کو دودھ دیتی؟

گرز مقصود علف واقف بدے
اگر چارے کے مقصد سے وہ واقف ہوتی؟

چہست دولت کاسِ دلو و بالت است
دولت کیا ہے؟ یہ بھاگ دوڑ ہے مار پیٹ کے ساتھ

جز دریں ویرانہ نبود مرگِ خر
اس ویرانہ گدھے کی موت کے ساتھ نہیں ہے

مستمع احوال نیست خاموشی باست
جب سننے والا نہیں ہے پپ رہنا بہتر ہے

جہش ہر کس بسوی جاذبِ ست
ہر شخص کی حرکت کھینچنے والے کی طرف ہے

می روی گہ گمرہ وگہ در رشد
تو کبھی گمراہ ہو کر چلتا ہے اور کبھی راہِ راست پر

اُسترے گوری مہارِ تور ہیں
تو اندھا لوت ہے تیری مہد گردی ہے

گر شدے محسوس جاذبِ مہار
اگر مہد کھینچنے والا ظاہر ہو جاتا

گبر دیدے گو پے سگِ می رُو
کا فر دیکھ لیتا کہ وہ کتے کے پیچھے جا رہا ہے

در پے او کے شدے ہانچوںِ اسیر
قیدی کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

در پے او کے شدے مانند حیر
بھڑوے کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

گاؤ ۳ اگر واقف ز قصاباں بدے
اگر گائے قصابوں سے واقف ہوتی

یا بخوردے از کفِ ایشاں سبوس
یا کب ان کے ہاتھ سے بھئی کھاتی؟

در نچودے کعلف ہضم شدے
اور اگر کھاتی تو چارہ اس کو کب ہضم ہوتا؟

پس ستونِ انجہاں خود غفلتِ ست
تو اس دنیا کا ستون خود غفلت ہے

اولش دو دو باخرلتِ بخور
اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

۱۔ مستمع۔ جب سننے والوں میں
اہلیت نہ ہو تو خاموشی بہتر ہے اور
عقل نامالوں کو نہ سنانے چاہئیں۔
جہش۔ سننے والے کا جذبہ مضامین
کی کشش کا سبب ہے اور جذبہ بھی
صلاقی ہونا ضروری ہے۔ می روی۔
جس طرح ظاہری کشش ہے اسی
طرح پوشیدہ کشش سے جو بھی سیدھا
چلائی ہو کبھی نیز حال اور انسان بندھا ہوا
ہے لیکن نہ بندش نظر آتی ہے اور نہ
کھینچنے والا۔ اُسترے۔ انسان کی مثل
اندھے لوت کی سی ہے جس کی مہا
دوسرے کے قبضہ میں ہوتی ہے
انسان کو کھینچنے والے کی طرف دھیان
دینا چاہیے۔

۲۔ گر شدے۔ اگر انسان کا غیر
محسوس مہار کھینچنے والا ظاہر ہو جائے تو
دنیا دھوکے کا گھر نہ ہے جذبہ
کھینچنے والا۔ دار اغرار۔ دار غور دھوکے کا
گھر۔ گبر۔ کا فر کو گمراہی کی طرف
کھینچنے والا اور سیاہ کتا شیطان ہے
در پے او کے شدے۔ کا فر کبھی اس کا اتباع نہ
کرتا۔ حیر۔ سارو۔ گبر۔ یعنی کا فر۔

۳۔ گاؤ۔ گائے اگر قصابی کی
حقیقت سے واقف ہو جائے تو کبھی
بھی اس کے پیچھے اس کی دکان تک نہ
جائے نہ اس کے ہاتھ سے چارہ
کھائے نہ اس کو دودھ پائے۔ در
بخوردے۔ اگر مجبوری میں قصابی کے
ہاتھ کی گھاس کھاتی تو کبھی ہضم نہ
ہوتی علف۔ چارہ۔ جس دنیا کا بقا اور
کاروبار اسی غفلت سے چل رہا ہے
اور دنیا کی دولت کا خلاصہ بھاگ دوڑ
اور مار پیٹ کے ساتھ کھینچا ہوا۔
دو بھاگ دوڑ۔ لت مارنا۔ خر۔ یعنی
دنیا دار۔

تو بچتا کارے کہ بگرتی بدست
 تو نے جس کام کو کوشش سے ہاتھ میں پکڑا ہے
 زان ہی تانی بدادن تن بکار
 ای ہی جہ سے تو اس میں مصروف ہو سکا ہے
 پنچنیں ہر فکر کہ گرمی ذراں
 ہی طرح ہر وہ خیال جس میں تو سرگرم ہے
 برتو گریپید لشدے زان عیب و شین
 اگر اس کا عیب اور نقصان تجھ پر عیاں ہو جاتا
 حال ۲ کا خرزو پشیمان می شوی
 وہ حال جس سے تو آخر میں شرمندہ رہتا ہے
 پس پوشید اول آل برجان ما
 اللہ نے شروع میں اس کو ہم پر پوشیدہ کر دیا ہے
 چوں قضا آورد حکم خود پدید
 جب قضا نے اپنا حکم ظاہر کر دیا
 ایں پشیمانی قضای دیگرست
 یہ شرمندگی ایک دوسری قضا ہے
 ور گنی عادت پشیمان خود شوی
 اگر تو عادت ڈال لے گا شرمندگی خود بن جائے گا
 نیم سع عمرت در پریشانی شود
 تری آدمی عمر پریشانی میں صرف ہو جائے گی
 ترک ایں فکر و پشیمانی بکو
 اس فکر اور شرمندگی کو چھوڑ
 ورنہ داری کارنیکو تر بدست
 اگر تیرے پاس کوئی اچھا کام نہیں ہے

عمیپش ایں دم برتو پوشیدہ شد دست
 اس وقت تجھ پر اس کا عیب پوشیدہ ہے
 کہ پوشید از تو عمیپش کردگار
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس کا عیب پوشیدہ کما ہے
 عمیپ آں فکر شد دست از تو نہاں
 تیرے اس فکر کا عیب تجھ سے پوشیدہ ہے
 زور میدے جانت بعد المشرقیں
 تیری جان اس سے مشرق و مغرب کی دہری پر بھاگتی
 گر شود ایں حالت اول کے دوی
 اگر تیری یہ حالت شروع میں ہو جاتی تو کب دوزخا؟
 تاکنیم آں کار بر وفق قضا
 تاکہ ہم قضا کے مطابق وہ کام کریں
 چشم و انگشت و پشیمانی رسید
 آنکہ کھلی اور شرمندگی ہوئی
 ایں پشیمانی بہل حق را پرست
 اس شرمندگی کو رہنے دے اللہ کی عبادت کر
 زیں پشیمانی پشیمان تر شوی
 اس شرمندگی سے اور زیادہ شرمندہ ہو گا
 نیم دیگر در پشیمانی زود
 باقی آدمی شرمندگی میں چلی جائے گی
 حال دیار و کارنیکو تر بکو
 اچھا حال اور یاد اور کام تلاش کر
 پس پشیمانیت بر فووت چہ است
 تو تیری شرمندگی کس چیز کے کھو جانے پر جتا

۱۔ تو بچتا۔ آدمی جس کام میں
 محنت اور کوشش سے لگتا ہے خدا اس
 کام کے عیب اس سے مخفی رکھتا ہے
 تب ہی وہ لگا رہتا ہے۔ پنچنیں۔ یہ
 بات صرف کام میں ہی نہیں ہے فکر
 خیال میں بھی ہے۔ برتو۔ اگر اس
 خیال کا عیب ظاہر ہو جائے تو آدمی اس
 سے کھول بھاگے۔ بعد المشرقیں۔
 وہ فاصلہ جو مشرق اور مغرب میں ہے
 ۲۔ حال۔ جس حال اور کیفیت
 سے انسان آخر میں شرمندہ ہو گا اگر
 ابتدا اس کی کیفیت معلوم ہو جائے تو
 اس میں کمی نہ لگے۔ قضا۔ قضا
 خداوندی کا قضا۔ یہی ہے کہ کام اور
 خیال کی برائی انسان پر ظاہر نہ ہو۔
 قضا کے مطابق کام نہ کر سکے گا۔ ایں
 پشیمانی۔ ایک تو وہ کام مقدر میں تھا پھر
 یہ پریشانی ایک دوسری قضا خداوندی
 ہے۔ ایں پشیمانی۔ گناہ پر شرمندہ ہونا
 زیادہ مفید نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ
 میں لگنا زیادہ مفید ہے۔ دوزخا۔ اگر
 انسان گناہوں پر شرمندگی میں پھنس
 کر رہ گیا تو انجام کام اس شرمندگی
 سے اس کو اور شرمندگی آدھی۔
 سع عمرت۔ اگر انسان گناہوں
 پر شرمندگی ہی اپنا شیوہ بنالے گا نتیجہ
 یہ ہوگا کہ آدمی عمر تو کاموں کی پریشانی
 میں گزری اور آدمی شرمندگی میں
 گزری کوئی نیک عمل اس کے ہاتھ نہ
 آیا۔ ترک۔ پشیمانی کی عادت چھوڑ کر
 انسان کو اچھے عمل اچھی صحبت اختیار
 کرنی چاہیے۔ ورنہ داری۔ اگر یہ ہے
 کہ تیرے پاس کوئی نیک کام موجود
 ہی نہیں ہے اس لئے تو بہتے کام کی
 شرمندگی میں وقت گزار رہا ہے تو پھر
 یہ بتا کہ شرمندہ کس کام کے چھوٹنے
 پر ہو رہا ہے۔



و زندانی چوں بدانی کایں بدست
 اور اگر نہیں جانتا ہے تو کیسے جانے گا کہ یہ برا ہے؟
 ضد را از ضد تو اں دید اے فتی
 اے نوجوان! ضد کو ضد سے پہچانا جا سکتا ہے
 از گنہ آنگاہ ہم عاجز بُدی
 اس وقت گناہ چھوڑنے سے عاجز تھا
 اں وقت گناہ چھوڑنے سے عاجز تھا
 عاجزی را باز جو کز جذب کیست
 عاجزی کی جستجو کر کہ وہ کس کی کشش سے ہے
 کس ندیدست و نباشد ایں بد اں
 یہ سمجھ لے کسی نے نہیں دیکھی اور نہ ہو گی
 تو ز عیب آل حجابے اندری
 تو اس کے عیب سے پردہ میں ہے
 خود رمیدے جان تو از جستجو
 تو تیری جان جستجو سے خود بھائی
 کس نبردے کش کشاں آسُو ترا
 کوئی کھینچ جان سے تجھے لہرنے لے جا سکتا
 کوئی کھینچ جان سے تجھے لہرنے لے جا سکتا
 ز اں بُود کہ عیبش آمد در ظہور
 اس وجہ سے ہے کہ اس کا عیب ظاہر ہو گیا ہے
 اں وجہ سے ہے کہ اس کا عیب ظاہر ہو گیا ہے
 عیب کارِ بد زما پنہاں مکن
 برے کام کا عیب ہم سے پوشیدہ نہ رکھ
 برے کام کا عیب ہم سے پوشیدہ نہ رکھ
 تا نگردیم از روش سرود و ہبا
 تاکہ ہم رفتہ میں غنڈے لہ ناچیز نہ بنیں
 تا نگردیم از روش سرود و ہبا
 رفت در مسجد میان روشنی
 صبح کی روشنی میں مسجد میں گئے
 رفت در مسجد میان روشنی
 صبح کی روشنی میں مسجد میں گئے

گر ہی اے دانی رہ نیکو پرست
 اگر تو اچھا راست جانتا ہے عبادت کر
 بددانی چوں ندانی نیک را
 بددانی چوں ندانی نیک را
 جب تک تو نیکی کو نہیں سمجھے گا بدی کو نہ سمجھے گا
 چوں ز ترک فکر ایں عاجز شدی
 جبکہ تو اس فکر کے چھوڑنے سے عاجز ہو گیا ہے
 چوں بدی عاجز پشیمانی ز چہست
 جب تو عاجز تھا تو شرمندگی کا ہے کی ہے
 عاجزی بے قادری اندر جہاں
 عاجزی بغیر قدرت کے دنیا میں
 چہ نہیں ہر آرزو کہ می بری
 اسی طرح جو آرزو تو کرتا ہے
 ورنہ نمودے علت آل آرزو
 اگر اللہ تعالیٰ اس آرزو کا عیب نمودار کر دیتا
 گر نمودے عیب آل کار او ترا
 اگر اس کام کا عیب وہ خدا ظاہر کر دیتا
 و اں دگر کارے کز اں ہستی نفور
 وہ دوسرا کام جس سے تو متنفر ہے
 اے خدائے رازدان خوش سخن
 اے رازدوں شیریں کلام خدا
 عیب کارِ نیک را منما بما
 ہمیں ایسے کام میں عیب نہ دکھا
 ہم برآں عادت سلیمان سنی
 بزرگ سلیمان اسی عادت کے مطابق

اگر ہی ملتی۔ اگر تجھے نیک راست
 معلوم ہے تو اس پر چل اور اگر تجھے
 نیک راست معلوم ہی نہیں ہے تو تونے
 یہ کیسے سمجھا کہ تو غلط راست پر تھا۔
 بددانی۔ جو شخص بدی کو نہیں سمجھتا ہے
 وہ نیکی کو نہیں سمجھ سکے گا اس لئے کہ
 ایک چیز کو اس کی ضد سے پہچانا جا سکتا
 ہے۔ چوں ز ترک۔ ہادی نصیحت
 ہے کہ شرمندگی ختم کر کے عمل شروع
 کر اگر تو یہ کہے کہ شرمندگی ختم کرنے
 سے میں عاجز ہوں تو یہاں بجز تو گناہ
 چھوڑنے پر بھی تھا لہذا تیرا گناہ
 ضروری تھا اور ضروری فعل پر
 شرمندگی لغو بات ہے۔ عاجزی تیری
 عاجزی قضائے خداوندی سے اقتدار
 کے سلب ہو جانے کی وجہ سے نہیں
 ہے۔ عاجزی انسان کا عاجز قدرت
 سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔
 چہ نہیں۔ مولانا پھر پہلے مضمون
 کو بیان کرتے ہیں کہ انسان کی ہر ترسنا
 ہاں بنا پر ہے کہ اس کا عیب اس سے
 پوشیدہ ہے۔ علت۔ عیب۔ کس
 نبردے اس آرزو کا عیب ظاہر ہو
 جائے تو پھر انسان کھینچنے سے بھی اصرار
 نہ جائے۔ و اں دگر۔ جس کام سے
 انسان کلفت ہوتی ہے اس کی وجہ یہی
 ہے کہ اس کا عیب انسان پر ظاہر ہو
 جاتا ہے۔

۳ اے خدا مولانا نے یہاں
 سے مناجات شروع کر دی ہے کہ اے
 اللہ برے کاموں کے عیب کو ہم سے
 مخفی نہ دکھا اور نیک کام میں کوئی عیب
 رونما نہ کر۔ ہبا۔ ذرا۔ یعنی ناچیز۔ ہم
 برآں۔ حضرت سلیمان اپنی عادت
 کے مطابق صبح صادق کے بعد مسجد
 آہنی جاتے تھے اور نئی ہوتی سماں
 کرتے تھے تاکہ اس سے اس کے
 فوائد و معجزات معلوم کر لیں۔



۱۔ دل بہ بند جس طرح حضرت
سلیمان بنحوں سے ان کے حالات
معلوم کر لیتے تھے اسی طرح صوفی
اپنے دل کی مصفی آنکھوں سے
معارف کا لاد کچھ لیتا ہے۔ مثالیں۔

حشیش کی جمع ہے گھاس۔ تفریح۔
تفریح۔ ریاضین۔ رحمان کی جمع
ہے ہر خوشبودار پھول کشاد۔ کشادگی
تفریح علی۔ نغول۔ گہری۔

۲۔ چہ نسی اس شخص نے مراقبہ کو
سونے سے تعبیر کیا۔ رز۔ آگہ۔ حضر۔
سبز۔ امر حق۔ قرآن پاک میں
ہے فَظُنُّوا إِلَى اللَّهِ رَحْمَةَ اللَّهِ
كَيْفَ يُخْفِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْنِهَا۔

پس تم دیکھو اللہ کی رحمت ہمارے
آثار نباتات کو وہ کس طرح زمین کو
زندہ کر دیتا ہے۔ اس کے مرہ ہو
جانے کے بعد۔ گفت۔ ان صوفی
نے کہا کہ حاصل رحمت کے آثاروں
کے آثار ہیں جن کا مراقبہ میں مشاہدہ
ہوتا ہے۔ یہ دنیا کے باغ و بہاروں کی
نشانیوں کے نشانات ہیں اور جس
طرح اس باغ و بہار کا عکس اس نہر
میں نظر آتا ہے جو باغ میں رہا ہے
اسی طرح یہ باغ و بہاروں کے آثار کا
عکس ہیں۔

۳۔ آں خیال۔ ہوائی میں نظر آتا
ہے۔ اصل نہیں ہوتا بلکہ صرف عکس
ہوتا۔ باغیا۔ کائنات میں ہر چیز کی
صفت خداوندی کا مظہر ہے اور قلب
انسانی تمام صفات کا مظہر ہے لہذا
حاصل وہ آثار ہیں جو دل میں نمایاں
ہوتے ہیں اور یہ کائنات اس سے عکس
ہو کر کی چیز ہے لہذا اس کا عکس ہے
جیسا کہ اس کا عکس پانی میں پڑتا
ہے۔

قاعدہ ہر روز رومی جست شاہ
رضانہ کا قاعدہ تھا کہ شاہ تلاش کرتے
دل بہ بند سر بدل چشم صفی
مصطفی آنکھ سے دل دیکھ لیتا ہے راز
کہ بہ بیند مسجد اندر نو گیا
تا کہ مسجد میں کوئی نئی بوئی دیکھیں
آں شائش کہ شد از عامہ خفی
ان بوئوں کا جو عام سے پوشیدہ ہیں

قصہ صوفی کہ در میان گلستاں سر بزانو نہادہ مراقب بود یا ریش
اس صوفی کا قصہ جو باغ میں زانو پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں تھا اس کے دوستوں
گفتند سر برآر و تفریح کن گلستاں و ریاضین و مرغان را کہ
نے کہا کہ سر اٹھا باغ حیز پھولوں اور پرندوں کی سر کر کیونکہ حکم ہے اللہ کی
فَظُنُّوا إِلَى اللَّهِ رَحْمَةَ اللَّهِ و جواب گفتن صوفی یاراں را
رحمت کی نشانیوں پر نظر کرو اور صوفی کا دوستوں کو جواب دینا

صوفیانہ روی بر زانو نہاد
صوفیوں کے طریقہ پر منہ زانو پر رکھ دیا
شد ملول از صورت خوابش فصول
ایک نغمہ انسان کی نیند کی صحت سے پریشان ہو گیا
اس درختاں بین و آثارِ حضر
ان درختوں اور سبزے کے آثار کو دیکھ
سوی اس آثارِ رحمت آر رو
رحمت کے ان آثار کی جانب رخ کر
آں بروں آثارِ آثارست و بس
" باہر فقط آثار کے آثار ہیں
بر بروں عکسش چو در آب رواں
باہر اس کا عکس ہے جیسا کہ وہاں پانی میں
کہ گند از لطف آب آں خطر آب
جو پانی کی لطافت کی وجہ سے ہلتا رہتا ہے
عکس لطف او بریں آب گلست
اس کی لطافت کا عکس اس پانی اور سستی پر ہے
صوفی در باغ از بہر کشاد
ایک صوفی نے باغ میں مشاہدہ کے لئے
پس فرورفت او بخود اندر نغول
" گہری میرا گیا
کہ چہ نسی آخر اندر رز نگز
کہ کیوں سہتا ہے؟ آنکھوں کو دیکھ
امر حق بشنو کہ گفت ست انظر او
اللہ تعالیٰ کا حکم سن اس نے فرمایا ہے اس کو دیکھ
گفت آثارش دست اے بو الہوس
اس نے کہا اے بھائیوں اس کے آثار دل ہے
باغیا و سبز ہا در عین جاں
بانگات اور سبزے جان میں ہیں
آں خیال باغ باشد اندر آب
پانی میں باغ کا عکس ہوتا ہے
باغیا و میوہا اندر دل ست
بانگات اور پھل دل کے اندر ہیں

گر نبودے عکس آں سر و سرور
اگر یہ اس سرور کے سر کا عکس نہ ہوتا
ایں غرور آنت یعنی آں خیال
یہ ہو کہ وہی ہے یعنی وہ عکس
جملہ مغروراں بریں عکس آمدہ
سب ہو کے میں پڑے ہوئے اس عکس پر جمع ہیں
می گریزیند از اصول باغہا
وہ بانوں کی اصولوں سے بھاگتے ہیں
چونکہ خواب غفلت آید شاں بسر
جب ان کی غفلت کی نیند ختم ہو گی
پس بگورستان غریو افتاد و آہ
قبرستان میں بہت شور مچا رہا ہے
اے خنک سنگس کہ پیش مرگ مرد
وہ شخص قابل مہذبہ ہے جو مرنے سے پہلے مر گیا

۱۔ دماغ غرور ہو کے کا گھر۔ اس
غرور اس دنیا کو دھوکا کا گھر ہی بنیاد
پر فرمایا گیا ہے کہ یہ کائنات دل کے
آثار کا عکس ہے مغروراں۔ جو لوگ
ہو کے میں پڑے ہوئے ہیں اسی
کائنات کو اصل اور جنت کہہ سکتے
ہوئے ہیں۔ می گریزیند۔ چون بانوں
کی اصل ہے یعنی دل کی باغ و بہار
اس سے بھاگتے ہیں اس عکس کے
حصول پر سخی بگھلاتے ہیں۔
چونکہ جب اس خواب غفلت سے
بیدار ہوں گے اصل حقیقت نظر آئے
گی لیکن اس وقت کوئی قائم نہ ہوگا۔
بگورستان اس وقت یہ لوگ قبرستان
میں ہوں گے اور وہ عکس سے جا
چکے ہوں گے تو سوائے آپس بھرنے
اور داسرا کہنے کے کچھ حاصل نہ ہو
گا۔

۲۔ اے خنک سنگس شخص نے
موت سے پہلے فنا حاصل کر لی اور
اصل بانوں کا دار پالیانہ قابل مہذبہ
ہے۔ قہ یہاں سے پھر حضرت
سلیمان کا بونوں سے ہمکلام ہونا
بیان کیا ہے خوب۔ برباد کرنے
والا ایک گھاس کا نام ہے جس کا اگنا
مکان کی بربادی کی نشانی ہے۔ مسجد
یعنی مسجد اقصیٰ۔ خوش۔ یعنی اس کے
لوہ خوش کی طرح چمکانے تھے۔

۳۔ دید۔ حضرت سلیمان نے یہ
نئی بولی دیکھی جو بہت ہی سربزور
شلاب تھی۔ کہہ۔ یعنی بولی نے
حضرت سلیمان کو سلام کیا۔
حکمت۔ یعنی اس بولی کی خوشنالی
سے حضرت سلیمان کی طبیعت شکفت
ہوئی۔

قصہ رستن خروب در گوشہ مسجد اقصیٰ و تمکین شدن سلیمان
مسجد اقصیٰ کے کنارے پر خوب اگنے کا قصہ اور اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام
علیہ السلام ازاں چوں بہ سخن در آمد و نام و خاصیت خود گفت
کا رنجیدہ ہونا جبکہ اس نے بات کی اور اپنا نام اور خاصیت بتائی

چشمیں روزے سلیمان از قضا
تقدیر سے ایک دفعہ حضرت سلیمان
نو گیا ہے دید اندر گوشہ
ایک گوشہ میں ایک نئی بولی دیکھی
دید ۳۔ بس نادار گیا ہے سبز و تر
انہوں نے ایک بہت کیاب سبز اور تر بولی دیکھی
پس سلامش کرد و حال آں حشیش
اس بولی نے فوراً ان کو سلام کیا

شد بعاوت مسجد اندر اے قتی
اے توجوان اعادت کے مطابق مسجد کے اندر گئے
رستہ بروے دانہ ہچموں خوشہ
خوش کی طرح اس پر دانے لگے ہوئے تھے
می ریلود آں ہنریش نور از بصر
اس کی سبزی آنکھ کی روشنی کو اچک رہی تھی
اوجوا بش گفت و شکفت از حوشیش
انہوں نے جواب دیا اور اس کی خوشنالی سے کھل گئے

گفت نامے چست برگوئید ہاں
 انہوں نے فرمایا ہاں بتا حیرا کیا نام ہے؟
 گفت اندر توچہ خاصیت یود
 فرمایا تیرے اندر کیا خاصیت ہے
 من کہ خروم خراب منزلم
 میں چونکہ خوب ہوں مکان کی خرابی ہوں
 پس سلیمان آل زماں دانست زود
 تو سلیمان اس وقت جلد سمجھ گئے
 گفت تا من ہستم ایں مسجد یقین
 انہوں نے دل میں کہا جب تک میں زندہ ہوں یہ مسجد یقیناً
 تا کہ من باشم وجود من یود
 جب تک میں ہوں اور میرا وجود ہے
 پس خرابی مسجد ما بے گماں
 تو یقیناً ہادی مسجد کی جاہی
 مسجد ست آل دل کہ جسمش ساجدست
 وہ دل سجد ہے جس کا جسم نمازی ہے
 یار بد چوں رُست در تو مہر او
 تیرے اندر جب برے دوست کی محبت آگی
 برگن از بخشش کہ گر سر بر زکد
 اس کو جڑ سے اکھاڑے اس لئے کہ اگر ابھرے گی
 عاشقا خروب تو آمد کژی
 اسے عاشق! کئی تیری خوب ہے
 خویش رانا دان و مجرم گو بترس
 اپنے آپ کو ناہن اور مجرم کہہ ڈر
 چوں بگوئی جاہلم تعلیم وہ
 جب تو کہے گا میں جاہل ہوں ' سکھا دے

گفت خروب ستاے شاہ جہاں
 اس نے کہا اے شاہ جہاں! میرا نام خوب ہے
 گفت من ارستم مکاں ویراں شود
 اس نے کہا میں آگوں تو مکان ویراں ہو جائے
 ہلام بُنیاد ایں آب و گلم
 میں اس پانی پر مٹی کو اچانے والی ہوں
 کہ اجل آمد سفر خواہد نمود
 کہ موت قریب آگئی وہ سفر آخرت کریں گے
 در خلل نایدز آفات زمیں
 زمین کی آفتوں سے خلل میں نہ آئے گی
 مسجد اقصیٰ مخلل کے شود
 مسجد اقصیٰ کب تہہ ہو سکتی ہے؟
 نبود الا بعد مرگ ملبداں
 اہلے مرنے کے بعد ہی ہوگی ' سمجھ لے
 یار بند خروب ہر جا مسجدست
 جس جگہ مسجد ہے یا دوست خوب ہے
 ہیں از و بگریز و کم گن گفتگو
 خبردار اس سے بھاگ ' بات نہ کر
 مر ترا و مسجدت را بر کفند
 تجھے اور تیری مسجد کو اکھاڑے اسے گی
 ہچمو طفلان سوی کز چوں می غوی
 تو کئی کی طرف گھنٹوں کے دل پہل کی طرح کہیں جا رہا ہے؟
 تانہ دزد داز تو آں استاد درس
 تاکہ درس کا استاد تجھ سے آگے نہ چمائے
 انچنین انصاف از ناموس بہ
 ایسا انصاف بڑائی سے بہتر ہے

۱۔ من رستم۔ اس بولی نے کہا
 جہاں میں آگئی ہوں وہ جگہ ویراں ہو
 جالی ہے خروب۔ چونکہ میرا نام ہی
 خراب کتہہ ہے لہذا میں مکان کی
 بربادی کی علامت ہوں۔ آب و گل۔
 یعنی مکان۔ پس سلیمان۔ مسجد کی
 جاہی سے حضرت سلیمان سمجھ گئے کہ
 ان کی وفات کا وقت آ گیا ہے کیونکہ
 ان کی زندگی میں اس مسجد کی بربادی نہ
 ہو سکتی تھی۔ خلل۔ خلل یافتہ۔ پس
 خرابی۔ مسجد کی بربادی تو میرے
 مرنے کے بعد ہو سکتی۔

۲۔ مسجد ست۔ یہاں سے مولانا
 نے ایک ارشادی مضمون شروع فرمایا
 ہے کہ جس دل کا جسم نمازی ہو وہ دل
 مسجد ہے اور ہی محبت اس کے لئے
 خوب بولی ہے۔ یار بد۔ جب
 برے دوست کی محبت دل میں آگے
 گی تو مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو
 مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تہہ ہو
 جائے گا۔ عاشقا۔ سالک کے دل کی
 خوبیاں کھل کی کئی ہے جو اس کو
 مرشد سے دور کر دیتی ہے غوی۔
 غویان گھنٹوں کے بل پلنا۔

۳۔ خویش رانا دان کے سامنے
 اپنے آپ کو ناہن اور مجرم سمجھنا کہ وہ
 تعلیم دینے میں مدد نہ کرے۔ چوں
 بگوئی۔ جب تو اپنے جاہل اور خطا کا
 اقرار کرے گا تو شیخ تجھے تعلیم دے گا۔
 انصاف۔ یہ جہالت کے اقرار کی
 ذلت جو واقعی ہے جہالت کے فخر
 سے بہت بہتر ہے۔

۱۔ از پید حضرت آدم نے فوراً اعتراف کر لیا تھا شیطان کی طرح عذر اور بہانے نہ بنائے تھے۔ لہذا جہنم بلا شیطان نے اپنی خطا کے سلسلہ میں خدا سے بحث شروع کر دی اور طرح طرح کے عذر تراشے کر دیے۔ کر دی اسے دنگ۔ یہ بدبختی کا رنگ تیراچہ چلیا ہوا ہے۔ رب بسا لغو تھی اسے خدا تو نے کس جے سے مجھے کر لیا یہ شیطان نے کہا تھا۔ جبری۔ یعنی شیطان نے اپنے آپ کو مجبور کھن بن کر پیش کیا تھا۔

۲۔ بدبخت۔ گناہ پر اپنے جبر کو بہانہ بناتا ہے اور اپنے اختیار سے قطع نظر کر لیتا ہے۔ نہجگو۔ شیطان نے بجائے عذر کے اللہ تعالیٰ سے بحث و مباحثہ شروع کر دیا۔ چوں ہوا انسان گناہ خوش خوشی کرتا ہے تو اس کے ہوتے ہوئے جبر کا عذر غلط ہے۔ آنچناں۔ گناہوں کی طرف رقص کرتے ہوئے جانے کے ساتھ جبر اور اگر وہ کہیں جمع ہو سکتا ہے۔ پست مردہ نصیحت کرنے والوں کے ساتھ تو میں انسانوں کی ہی لڑائی لڑتا ہے تو گناہوں میں تو مجبور کسے ہے؟

۳۔ کہ صوب۔ تو نصیحت کرنے والوں سے کہتا ہے کہ جو راستہ میں نے اختیار کیا وہی صحیح ہے اور مجھے کوئی حقیر ہی اللہ سے مل سکتا ہے تو مجبور کسی باتیں کہتا ہے اور اسکی لڑائی کہ لڑتا ہے ہر چنفت۔ غرضیکہ نسائی خواہشوں کو پورا کرنے میں تو با اختیار بننا ہے ہل تقاضائے مل نیک کام کرنے میں اپنی مجبوری ظاہر کرنا ہے۔

از پید آموز اے روشن جنیں

اے روشن جنیں! باپ سے سیکھ لے نے بہانہ کر دینے ترویر ساخت نہ بہانہ کیا نہ کر کیا

بازاں ابلیس بحث آغاز کرو

پھر اس شیطان نے بحث شروع کر دی

رنگ رنگ تست صبا عم توئی

رنگ تیرا ہی رنگ ہے تو ہی مجھے رنگے لگا ہے

ہیں بخوال رب بسا اغوی

خبر دلا رب بسا اغوی کو پڑھ لے

بر دخت ۲ جبرتا کے بر جہمی

جبر کے دخت پر کب تک کچھ پھرے گا؟

ہچوں آل ابلیس و ذریات او

شیطان اور اس کی اولاد کی طرح

چوں بود اکراہ باچندیں خوشی

اتنی خوشی کے ساتھ جبر کیسے ہو سکتا ہے؟

آنچناں خوش کش وود در مگر ہی

جبر کی حالت میں اس طرح خوشی سے کون روزتا ہے؟

پست مردہ جنگ می کردی دراں

تو نے اس معاملہ میں میں انسانوں کی طرف جنگ کی

کی صاحب نیست و نیست و س

کہ صحیح یہی ہے اور بس راست یہی ہے

کے چنیں گوید کسے کو مگر ہست

جو مجبور ہے وہ کب اس طرح کہتا ہے؟

ربنا گفت و ظلمنا پیش ازیں

اس نے اس سے پہلے ربنا اور ظلمنا کہا ہے

نے لواء مکر و حیلت بر فراخت

نہ کر اور حیلہ کا جھنڈا بلند کیا

کہ بدم من سر خرو کر دیم زرو

کہ میں سرخرو تھا تو نے مجھے شرمندہ کیا

اصل جرم و آفت و دغم توئی

میرے جرم اور آفت اور داغ کی جز تو ہے

تاگردی جبری و کثر کم شنی

تا کہ تو جبری نہ بنے اور نیک ما نہ چلے

اختیار خویش رایک سوئی

اپنے اختیار کو ایک طرف رکھے گا

با خدا در جنگ و اندر گفتگو

اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑائی اور گفتگو میں ہے

کہ تو در عصیاں ہمی دامن کشی

کہ تو گناہوں میں دامن گھسیتا ہے

کس پختاں رقصاں رود در گمر ہی

کون ہے جو اس طرح گمراہی میں ناچتا ہوا جائے؟

کت ہمی دادند پند آں دیگران

وہ دوسرے جبکہ تجھے نصیحت کرتے تھے

کہ زند طعنہ مرا جز بیچ کس

مجھے تالاق کے سوا کون عنت دے سکتا ہے؟

چوں چنیں جنگد کسے کو بدہست

ایسی لڑائی کب لڑ سکتا ہے وہ جو کہ جبراً ہے روا ہے

ہر چہ عقلت خواست آری اضطرار

جو تیری عقل چاہتی ہے اس پر مجبوری کو پیش کرتا ہے

واندآں اگو نیک بخت و محرم ست
 جو نیک بخت اور مولانا کے ملا ہے وہ جانتا ہے
 زیر کی آمد سباحت در بحار
 چلائی سندوں میں تیرا ہے
 ہل سباحت را ہاگن کبر و کیس
 تیرا چھوڑ ' تکبر اور کین ترک کرے
 وانگہاں دریائے ژرف بے پناہ
 اور پھر گہرا اور بے پناہ سمندر
 عشق چوں کشتی بود بہر خواص
 خاصان (خدا) کے لئے عشق بمنزلہ کشتی کے ہے
 زیر کی بفروش و حیرانی سخن
 چلائی فروخت کر دے اور حیرانی خرید لے
 عقل قرباں گن بہ پیش مصطفیٰ
 عقل کو حضرت مصطفیٰ پر قربان کر دے
 ہچو ۳ کنعال سرز کشتی و امکش
 کعبان کی طرح کشتی سے سر تابی نہ کر
 کہ برآیم بر سر کوہ مشید
 کہ میں مضبوط پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
 چوں رہی از منتش اے بے رشد
 اے گمراہ تو اس کے احسان سے ایسے فائدہ لے سکتا ہے؟
 چوں نباشد منتش بر جان ما
 ان کا احسان ہماری جان پر کیوں نہ ہو؟
 تو چہ دانی اے غزراہ پر حسد
 اے حامد مغرور تو کیا جانتا ہے؟

زیر کی زابلیس و عشق از آدم ست
 چلائی شیطان کا اور عشق حضرت آدم کا کام ہے
 کم زبد غرق ست او پیاں کار
 وہ تجارت نہیں پاتا آخر کار ڈوبتا ہے
 نیست جہول نیست جو ریاست این
 جہول ٹہی ہے ' نہ نہیں ہے ' یہ سمندر ہے
 ور زباید ہفت دریا را چو کاہ
 جو ساتوں سمندوں کو تنکے کی طرح بہا لے جائے
 کم بود آفت بود اغلب خلاص
 (جس میں) آفت کم ہوتی ہے عموماً نجات ہوتی ہے
 زیر کی ظن و حیرانی نظر
 چلائی ' ظن ہے اور حیرانی مشاعرہ ہے
 حسنی اللہ گو کہ اللہ ام کفی
 جسی اللہ کہہ دے کہ اللہ مجھے کافی ہے
 کہ غرورش داد نفس زیر کش
 کیونکہ چلاک نفس نے اس کو دھکا دیا
 منت نوحم چرا بلید کشید
 میں حضرت نوح کا احسان کیوں اٹھاؤں؟
 کہ خدا ہم منت او می کشد
 جبکہ اللہ تعالیٰ ان کا شکر یہ اور احسان مانتا ہے
 چونکہ شکر و منتش گوید خدا
 جبکہ خدا بھی اس کی باز ہماری کرتا ہے
 منت اورا خدا ہم می کشد
 اس کا احسان خدا بھی مانتا ہے

۱۔ دانہ نیک بخت خوب سمجھتا
 ہے کہ گنہگار کے چالاکی سے اس کے
 اندر چھین کرنا شیطانی کام ہے اور عشق
 و محبت جس کا تقاضا اطاعت ہے یہ
 حضرت آدم کا کام ہے زیر کی۔ اس
 طرح کی چالاکی سمندر کو تیر کر پار کرنا
 ہے جس کا انجام ہلاکت ہے۔
 ۲۔ اہل سباحت۔ اللہ کے معاملہ
 میں چالاکی سے کامیابی ناممکن ہے۔
 کبر و تکبر۔ اس معاملہ میں شیطان
 نے کبر و تکبر اختیار کیا۔ بیچوں۔ بیچ کے
 قریب ایک دریا کا نام ہے عشق۔
 اس ناپید کردہ دریا کو عبور کرنے کے
 لئے عشق بمنزلہ کشتی ہے۔ زیر کی۔
 انسان کو چلائی چھوڑ کر عشق کی حیرانی
 اختیار کرنے چاہیے تب مشعلہ
 حاصل ہوگا۔ عقل قربان گن۔ احضار
 کی تعلیمات پر عقل کو قربان کر دے
 اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر خدا
 کے بھروسہ پر چل پڑ۔
 ۳۔ ہچو۔ حضرت نوح کے
 نامرفان لڑکے کعبان نے طوفان
 کے وقت حضرت نوح کے ساتھ کشتی
 میں سوار ہونے سے انکار کر دیا تو عشق
 کی کشتی سے انکار کعبان کا کام ہے کہ
 برآیم۔ قرآن پاک میں کعبان کا
 مقولہ منقول ہے۔ ساوی ہی جبل
 شخصتی میں غمگین پہاڑ پر نھکانا
 بنا لوں گا جو مجھے بچا دے گا۔ اس نے
 یہ بھی کہا کہ میں حضرت نوح کا
 احسان نہ لوں گا۔ چوں رہی۔ کعبان کو
 خطاب ہے کہ خدا جس ذات کی مدح
 و ثنا کرتا ہے تو اس کا احسان لینے سے
 کیوں گریز کرتا ہے۔ چوں۔ جبکہ وہ
 خدا کے محبوب ہیں تو احسان ہماری
 جانوں کو برداشت کرنا چاہیے۔ غراب۔
 دھوکہ میں مبتلا۔



لاہلے۔ کاش اس بد بخت
کنعان کو تیرا آتا تو وہ حضرت نوح
کے ذریعہ نجات کا طالب بن جاتا۔
کاش۔ بچے کو چونکہ میلے اور تدبیریں
نہیں آتیں وہ ہر مصیبت کے وقت
ماں کی پہلا پکڑتا ہے۔ یا بعلم۔ وہ
کنعان کی علوم سے محروم ہوتا تو عقلی
تدبیریں چھوڑ کر کسی باخدا سے الہامی
علوم سیکھ لیتا۔ باچہیں۔ وہی علوم کے
مقابلہ میں وہی علوم بچ ہیں۔

۲۔ چوں۔ تیمم۔ وہی علوم اور کی علوم
میں وہی نسبت ہے جو تیمم اور وضو
میں وضو اور قدرت ہے تو تیمم بیکار
ہے خوش۔ شیخ اور ولی کے سامنے
اپنے آپ کو نادان بنانے تب ہی علوم
کی حماقت سے نجات ملے گی۔
گفت۔ حدیث شریف سے نقل
فَجَعَلْنَا لَكَ ذُرِّيَّةً يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ
ہیں۔ ایلہے شہ۔ ابلہ سے مراد وہ شخص
ہے جو عشق خداوندی میں غافل اور
دنیا سے بے خبر ہو۔

۳۔ ایلہے۔ نادان سے وہ نادان مراد
نہیں ہے جس میں مسخرہ پن ہو نہ وہ
مراد سے جو اپنی نادانی سے دنیا کی
دولت جمع کرنے کا شوقین ہو۔ ایلہے
کہ وہ نادان مراد ہے جو عشق
خداوندی میں مقام حیرت میں ہو اور
خدا کے عشق ان کا اس کے گلے میں
طوق ہو۔ لہذا نند۔ ابلہ سے وہ مراد
ہے جو عشق خداوندی میں اس طرح
مداوش ہو جس طرح کہ مصری عورتیں
حضرت یوسف کے عشق میں خود کو
تھیں اور انہوں نے اس محویت میں
اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور ان کو صری
روح یوسف کا ہوش تھا نذر نذیر کی
جمع ہے خبر دہندہ۔ ازال سو۔ عقلیں
اندا کا عطیہ ہیں تو اس کی رلو میں ہی
صرف ہونی چاہیں۔

کاشکے ۱۔ او آشنا نامونخے
کاش کہ وہ تیرا نہ سیکھتا
کاش چوں طفل از حیل جاہل بدے
کاش وہ بچوں کی طرح حیلوں سے جاہل ہوتا
یا بعلم نقل کم بودے مملی
یا وہ ہی علم سے پر نہ ہوتا
باچہیں نورے چوپیش آری کتاب
ایسور کے ہوتے ہوئے جب کہ کتاب مسائلے گا
چوں ۲۔ تیمم باوجود آب وال
پانی ہوتے ہوئے تیمم کی طرح سمجھ
خوش ابلہ گن تیج میر و سپش
اپنے آپ کو نادان بنانے تابع بن کر اس کے پچھلے چل
اکثر اہل اجرتہ ابلہ اے پدر
اے باوا جنتی اکثر بھولے ہوں گے
زیر کی چوں کبر باد انگیز تست
چالاکی تکبر کی طرح تجھ میں وہا بھرنے والی ہے
ایلہے ۳۔ نے کو مسخرگی دو دوست
ایسا نادان نہیں جو مسخرہ پن سے وابستہ ہے
ایلہے کو والہ و حیران ہوست
ایسا نادان جو اس کا عاشق اور حیران ہے
ابلہا ننداں زنان دست بر
ہاتھ کاٹ لینے والی وہ عورتیں نادان ہیں
عقل را قراباں گن اندر عشق دوست
دوست کے عشق میں عقل کو قربان کر دے

تا طمع در نوح و کشتی دوختے
تاکہ نوح اور کشتی سے تمنا وابستہ کرتا
تا چو طفلان چنگ در ما در زدے
تاکہ بچوں کی طرح ماں کا سہارا پکڑتا
علم وحی دل ربودے از ولی
کسی ولی سے دل کی وہی کا علم حاصل کرتا
جان وحی آسلی تو آرد عتاب
تیری وہی سے مانوس جان نماض ہو گی
علم نقلی با دم قطب زماں
قطب زماں کے قول کے سامنے ہی علم کو
رستگی زیں ایلہی یابی و بس
اس حماقت سے بس نجات پالے گا
بہر اس گفت ست سلطان بشر
مراد عالم نے اسی لئے فرمایا ہے
ایلہے شوتا بماند دیں درست
نادان بن تاکہ ایمان سلامت رہے
ایلہے نے کز شقاوت مال جوست
ایسا نادان نہیں جو بدبختی سے مال کی جستجو میں ہے
باشد اندر گرون او طوق دوست
اس کی گردن میں دوست کا طوق ہے
از کف ابلہ وز رخ یوسف نذر
جو ہاتھ سے خبر دہندہ حضرت یوسف کی خبر نہ لے تھیں
عقلہا بارے ازال سو یست کو دست
بہر مال عقلیں بھی اسی جانب کی ہیں جہاں کا وہ سے



عقلہا لے آئو فرستادہ عَقُول
 بڑے عقلمند نے عقلیں اس جانب روانہ کر دیں
 زیں سر از حیرت گرایں عقلت رَوَد
 اگر تیری عقل اس جانب سے حیرت کی ہے جہ سے جہاں ہے
 نیست آں سُونج فکر نے بردماغ
 اس جانب دماغ پر فکر کی تکلیف نہیں ہے
 سُوی دشت از دشت نکتہ بشنوی
 تو جنگل کی جانب آنے کو جنگل سے نکتہ سے
 اندر میں آ رہے ترک کن طاق و طرب
 اس راستہ میں شان و شوکت کو چھوڑ دے
 ہر کہ اور بے سر بچبند دم یود
 جو بے سر کے حرکت کرے وہ دم ہے
 کثر روست و گور و زشت وز ہرناک
 نیرے جانے والا ہے اور اندھا اور برا اور زہرا ہے
 سر بکوب آترا کہ سرش اس یود
 جس کی یہ طبیعت ہو اس کا سر کچل دے
 خود اصلاح اوست اس سر کو متن
 یہ سر کچلنا اس کی بھلائی ہے
 و استاں از دست دیوانہ سلاح
 دیوانہ کے ہاتھ سے ہتھیار لے لے
 چلن سلاحش مست و عقلش نے بند
 جب اس کے پاس ہتھیار ہے عقل نہیں ہیں ہانڈے

ماندہ اس سو آنکہ گولست و فصول
 اس جانب اس نے باقی رکھیں جو اس کو بیہودہ ہیں
 ہر سر مویت سر و عقلے شود
 تیرا ہر بال سر اور عقل بن جائے
 کزدماغ و عقل روید دشت و باغ
 کیونکہ دماغ اور عقل سے جنگل اور باغ آتے ہیں
 سُوی باغ آئی شود نخلت رَوی
 باغ کی جانب آئے تو تیرا نخل سیراب ہو جائے
 تا قلا و وزت بچبند تو بچبند
 جب تک تیرا ماتھا حرکت نہ کرے حرکت نہ کر
 جنبشش چوں جنبش کثر دم یود
 اس کی حرکت چھو کی سی حرکت ہوتی ہے
 پیشہ او خستین اجسام پاک
 اس کا پیشہ پاک جسموں کو خستہ کرنا ہے
 خلق و خوی مستمزش اس یود
 جس کی عادت اور اخلاق ہمیشہ یہ ہوں
 تارہد جاں ریزہ اش زیں شوم تن
 تاکہ اس کی حقیر جان نخوں جسم سے چھنکا پالے
 تاز تو راضی شود عدل و صلاح
 تاکہ تجھ سے انصاف اور نیکی خوش ہو
 دست اورا ورنہ آرد صد گزند
 اس کا ہاتھ ورنہ وہ سو نقصان پہنچائے گا

۱. عقلمند۔ جو عقلمند ہیں وہ عقلمندوں کو
 اللہ کی ذات و صفات کے سمجھنے میں
 صرف کرتے ہیں جو بیوقوف ہیں وہ
 دنیا کے کاموں میں عقل کا استعمال
 کرتے ہیں۔ زیں سر۔ اگر حکومت کی
 بنا پر عقل نہ رہے تو پھر انسان کا ہر ہر
 روٹلا عقل اور سر بن جاتا ہے۔
 نیست۔ دنیاوی امور میں عقل سوزی
 ہے آخرت کے معاملہ میں غور کرنے
 سے عقل باغ و بہار بنتی ہے سوئے
 دشت۔ جب عقل کی پیداوار کے
 باغ و جنگل کی طرف رخ کرو گے تو
 اس جنگل حدین کے نکتے سنو گے
 اور تہماری عقل تر تازہ ہوگی۔

۲. اندر میں۔ اس راہ عشق میں اپنی
 شان و شوکت کو ترک کر کے شیخ کے تابع
 بن جاؤ۔ سر۔ یعنی شیخ۔ کثر دم۔ کچھو کا
 ڈنک دم میں ہوتا ہے کثر دم۔ جو شیخ
 کا اتباع نہ کرے گا اس میں عیب ہی
 عیب ہوں گے اور وہ پاک روحوں کو
 زخمی کرے گا۔ سر بکوب۔ ایسے شخص کی
 زندگی سے موت بہتر ہے تاکہ روح کو
 اس ناپاک جسم سے نجات ملے۔

۳. داستان۔ دیوانہ سے ہتھیار
 چھین لینا عدل اور نیکی ہے۔ چوں۔
 اگر دیوانہ کے ہاتھ میں گولہ رہے گی تو
 بہت نقصان پہنچا دے گا۔ بیان۔
 ناطق کے ہاتھ میں علم اور دل اور مرتبہ
 ایسا ہی ہونا ہے جس طرح ڈاکو کے
 ہاتھ میں گولہ۔

بیان آنکہ حصول علم و مال و جاہ مرید گہر را فضیحت اوست و
 اس کا بیان کہ علم اور مال اور مرتبہ کا۔ حاصل کو حاصل ہو جانا اس کی روحانی ہے
 چوں شمشیر مست فدا دہ بدست را ہرناں
 اور اس گولہ کی ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھ آگئی ہو

دادن تیغے بدست را ہزن
 ڈاکو کے ہاتھ میں کھو رہا ہے
 یہ کہ آید علم ناکس را بدست
 اس سے بہتر ہے کہ علم نائل کے ہاتھ آئے
 فتنہ آمد در کف بد گوہراں
 بداصلوں کے ہاتھ میں فتنہ ثابت ہوئی ہے
 تا ستانند از کف مجنوں سناں
 تاکہ وہ پاگل کے ہاتھ سے بھلا چھین لیں
 و استاں شمشیر را زیں زشت خو
 اس بدعات سے کھو چھین لے
 از فضیحت کے گند صد ارسالاں
 رسولی میں سیر نہیں کرتا ہیں
 مارش از سوراخ بر صحرا شتافت
 اس کا سانپ سوراخ سے جنگل میں دوڑ پڑا
 چونکہ جاہل شاہ حکم مر شود
 جب جاہل کڑے حکم کا شلہ بن جاتا ہے
 طلب رسولی خویش او شد دست
 وہ اپنی رسولی کا طالب بنتا ہے
 یا سخا آرد بنا موضع نہد
 با سخاوت کرے گا تو بے موقع کرے گا
 آنچه نہیں باشد عطا کا حتم دہد
 جس جو عطا دیتا ہے وہ ایسی ہوتی ہے
 جاہ می پنداشت در چاہے فتاد
 اس نے اس کو رتبہ سمجھا اور وہ گوئیں میں گرا
 جان زشت او جہاں سوزی گند
 اس کی بری جان دنیا کو پھونکتی ہے

بد گہرا را علم و فن آموختن
 بداصل کو علم و فن سکھاتا
 تیغ دادن در کف زنگی مست
 مست حبشی کے ہاتھ میں کھو دیدنا
 علم و مال و منصب و جاہ و قراں
 علم اور مال اور عہدہ اور رتبہ اور ان سے وہ بے عمل
 پس غزازیں فرض شد بر مومناں
 مومنوں پر جہاد اسی لئے فرض ہوا ہے
 جان او مجنوں تنش شمشیر او
 اس کی جان پاگل ہے اس کا جسم اس کی کھو ہے
 آنچه منصب می گند با جاہلاں
 جاہلوں کے ساتھ عہدہ جو کچھ کرتا ہے
 عیب او مخفی است چوں آلت بیافت
 اس کا عیب پوشیدہ ہے جب اس نے ذریعہ حاصل کر لیا
 جملہ صحرا مار و کر دم پر شود
 تمام جنگل سانپ اور بچھو سے بھر جاتا ہے
 مال و منصب ناکسے کار بدست
 نائل جو مال اور عہدہ حاصل کرتا ہے
 یا گند سخیل و عطا ہا کم دہد
 یا وہ بخل کرے گا اور عطیات نہ دے گا
 شاہ را در خانہ بیذق نہد
 شلہ کو پیدل کے خانہ میں رکھ دے گا
 حکم چوں در دست گمراہے فتاد
 جب حکمت کسی گمراہ کے ہاتھ میں آگئی
 رہ نمیداند قلا و وزی گند
 راستہ نہیں جانتا رہنمائی کرتا ہے

۱۔ بد گہرا۔ بد باطن۔ زنگی۔ حبشی
 عموماً کم عقل ہوتے ہیں پھر جب
 وہ نش میں ہوتے کوئی عقل کی بات نہ
 کرے گا۔ علم و مال۔ بداصل انسان
 ہر چیز کا غلط استعمال کرے گا۔
 قرآن۔ قرآن سعد بن خورش نسیبی۔
 پس۔ جہاد کی شریعت اسی لئے ہوئی
 ہے کہ ان دنیا کے دیوانوں کی طاقت
 ختم کر دی جائے تاکہ یہ لوگوں کو تباہ
 مگر نہ کر سکیں۔ سناں۔ بھلا۔
 جان۔ جان اور تن کو جدا کرنا گویا ان
 کے ہاتھ سے کھو چھین لینا ہے۔
 منصب۔ عہدہ و رسالہ۔ شیر۔

۲۔ عیب او۔ جب تک اس کے
 پاس ذرائع نہ تھے اس کے عیب
 چھپے ہوئے تھے و سائل ہاتھ آ جانا گویا
 کہ سانپ کا سوراخ سے نکل پڑتا
 ہے۔ جملہ صحرا۔ جب جاہل اور نادان
 شلہ بن جائے تو اس کے کارندے
 سانپ اور بچھو کی طرح لوگوں کو کاٹتے
 ہیں۔ مل و منصب۔ خود یہ بھی تباہ ہوتا
 ہے اور دوسروں کو بھی تباہ و رسا کرتا
 ہے۔

۳۔ یا گند۔ جاہل یا شلہ یا بخل
 کرے گا اور کسی کو کچھ نہ دے گا اگر
 دے گا تو ناپلوں اور غیر مستحقوں کو
 دے گا۔ شلہ۔ ذلیلوں کو باعزت
 بنائے گا اور عزت والوں کو ذلیل
 کرے گا۔ جملہ۔ وہ اس کو رتبہ اور
 منصب سمجھ رہا ہے حالانکہ وہ اس کے
 لئے کنیوں ہے اگر اس مصرع میں
 می پنداشت کے بجائے پنداید پڑھا
 جائے تو ترجمہ یہ ہوگا تم سمجھو کہ مرتبہ
 اس میں گمراہ نہمیداند اس کو
 خلیفہ نہیں تو دوسروں کو کیا خلیفہ
 سکھائے گا۔

طفل اراہ فقر چوں پیری گرفت
 رہ فقر کے بچ نے جب پیری اختیار کر لی
 کہ بیاتا ماہ بنمایم شرا
 کہ آتا کہ تجھے چاند دکھلاؤں
 چوں نمائی چوں ندیدستی بعمر
 تو کیسے دکھائے گا جبکہ تو نے تمام عمر نہیں دیکھا ہے؟
 احمق! سرور شد ستمد وزیر
 بیوقوف سرور ہوتے ہیں اور خوف سے

پیرواں را غول ادیری گرفت
 پیر و کاہن کو نموت کے بھوت نے پکڑ لیا
 ماہ را ہرگز ندید آں بے ضیا
 خود اس بے نور نے چاند کو بھی نہیں دیکھا ہے
 عکس مہ در آب ہم اے خام عمر
 اے کچے ناہان! پانی میں بھی چاند کا عکس
 عاقلان سر ہا کشیدہ در گلیم
 عقلمندوں نے گدڑی میں منہ چھپا لیا ہے

بیان تفسیر آیہ شریفہ یَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ

یَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ آیت شریفہ کی تفسیر کا بیان

خواندہ ۳ مَزَّمِّلُ بنی را ایں سبب
 اسی سبب سے بنی کو کھلی لوزھنے والا کہہ کر پکھا
 سر مکن اندر گلیم و زو پوش
 کھلی کے اندر سر نہ کر لوزھ نہ چھپا
 ہیں مشو پہاں زنگ مدعی
 مقلد کی عادت سے نہ چھپ
 ہیں قم اللیل کہ شمع اے ہمام
 اے سرور! تو مات کو کھڑا رہ کیونکہ تو شمع ہے
 بے فروخت فروشن ہم شب ست
 تیری روشنی کے بغیر روشن دن بھی رات ہے
 باش کشتباں دریں بحر صفا
 اے بحر صفا میں ملاح بن
 رہ شناسے می بیاید بلباب
 کھند رہ شناسے کھار ہے

کہ بروں آ از گلیم اے بو الہرب
 کہ اے صاحب فرما کھلی سے نکل
 کہ جہاں جسے ست سرگروں تو ہوش
 کیونکہ دنیا ایک پریشان جسم ہے لوزھ تو ہوش ہے
 کہ تو داری شمع وحی شعشی
 کیونکہ تیرے پاس منور وحی کی شمع ہے
 شمع دایم شب بود اندر قیام
 شمع رات میں ہمیشہ کھڑی رہتی ہے
 بے پناہ ست شیر اسیر ارنب ست
 تیری پناہ کے بغیر شیر خوش کا قیدی ہے
 کہ تو نوح ثانی اے مصطفیٰ
 اے مصطفیٰ! کیونکہ تو دوسرا نوح ہے
 ہر رہے را خالصہ اندر راہ آب
 ہر رات کے لئے خالصہ پانی کے رات کے لئے

۱۔ طفل۔ جس طرح جاہل بادشاہ
 کے ہاتھوں ملک تباہ ہوتا ہے اسی
 طرح مزدخ کے ہاتھوں دین برباد
 ہوتا ہے وہ خود راہ طریقت سے
 ناواقف ہے تو اس کے سر پر بربادی
 ہوں گے کہ پیلہ وہ دھوے کرتا ہے اور
 سریدوں سے کہتا ہے کہ آؤ تمہیں
 مشاہدہ حق کراؤں حالانکہ اس نے خود
 بھی مشاہدہ توہ کرا کر چھپا میں بھی
 نہیں دیکھی۔ عمر۔ ناخبر بہ کار ناہان۔

احتمال۔ سعدی نے فرمایا

ہمزائے را چو بنی اختیار
 عاقلان تسلیم کردند اختیار
 ۲۔ خواندہ اکثر روایتیں یہ بیان
 کرتی ہیں اس کو جب آنحضرت پر غار
 حرامی پہلی وحی آئی تو آپ کانپ
 گئے اور گھبرا کر چادر لوزھ کر لیت گئے
 بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
 آپ قریش کی نافرمانی سے مدینہ ہوا
 کر چادر لوزھ کر لیت گئے تھے مولانا
 کا کام اس دوسری روایت پر چلتی ہے
 کہ آنحضرت نے چونکہ بالوں کی وجہ
 سے روپوشی اختیار کر لی تھی اسی لئے
 آپ کو منزل کھلی لوزھنے والا کہا
 گیا ہے۔ بو الہرب۔ قریش سے
 علیحدگی کو بھاگنے سے تعبیر کیا ہے اور
 لئے آنحضرت کو بولہرب یعنی قریش
 سے فرار اختیار کرنے والا کہا ہے۔
 زد پوش۔ اگر تم روپوشی اختیار کرو گے تو
 دنیا دیوانی میں جتا کرو گے تو دنیا
 دیوانگی میں جتا رہے گی۔ قم اللیل۔
 اسی آیت میں یہ حکم بھی آیا ہے کہ رات
 کو نماز میں قیام کیا کرو۔ خطاب اس
 لئے ہوا کہ آپ صبح ہیں اور شمع کا کام
 رات کا کھڑا ہونا ہے۔

۳۔ بے فروخت۔ آپ ہی کے ذنور برداشت سے عالم روشن ہوگا اور نہ روح جو شیر ہے وہ نفس سے جو
 کہ خرگوش ہے مغلوب رہے گی۔ باش۔ آپ امت کے لئے بھول سکتی بان کے ہیں۔ روشناسے۔
 راہنمائی وہ کر سکتا ہے جو صاحب عقل ہو خصوصاً در پائی راستہ کی۔

ہر طرف غول ست کشتباں شدہ

ہر طرف شیطان طاری بنا ہوا ہے
ہمچو روح اللہ ممکن تنہا روی
حضرت عیسیٰ کی طرح تنہا روی اختیار نہ کر

انقطاع و خلوت آری را بمان

انقطاع اور خلوت نشینی کو ترک کر
اے ہدیٰ چوں کہ وہ قاف و توہمائی
اسے وہ ذات! کہ ہدایت کہہ قاف ہے اور توہما ہے

سیر را فلکدار داز بانگ سگاں

کوتوں کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑتا ہے
بانگ می دارند سوی صدر تو
جو تیرے رتبہ پر بھونکتے ہیں

از سفہ و عووع گناں بر بدر تو

تیرے بد پر بیوقوفی سے بھول بھول کرتے ہیں
توز خشم کر عَصَی کور را
بہرے پر غصہ سے اندھے کی لاشی نہ چھوڑ

صد ثواب و اجر یا بداز الہ

اللہ کی جانب سے ثواب اور اجر پاتا ہے
گشت آمر زیدہ ویا بدر شد
وہ بخشا جاتا ہے اور ہدایت پاتا ہے

جوق گوراں را قطار اندر قطار

انہوں کے مجمع کو قطار و قطار
ماتم آخر زماں را شادی
تو آخری زمانے کے سوگ کے لئے خوشی ہے

خیزا و ونگر کاروانِ رَہ زَدہ

اٹھا اور لئے ہوئے قافلہ کو دیکھ
خضرِ وقتی غوثِ ہر کشتی توئی
تو خضر زمانہ ہے ہر کشتی کی تو مد ہے

پیش ایں مجمعے چو شمع آسماں

اس مجمع کے آگے تو آسمانی شمع کی طرح ہے
وقتِ خلوت نیست اندر جمع آئی
خلوت کا وقت نہیں ہے مجمع میں آ

بدر بر صدرِ فلک شد شبِ رواں

چو ہویں کا چاند آسمان کے سینہ پر رات کو چلنا ہے
طاعناں ۲ ہمچوں سگاں بر بدر تو
تیرے بد پر طعن زنی کرنے والے لڑتے کی طرح ہیں

ایں سگاں کرتند ز لہر انصوا

یہ کتے خاموش رہو کے حکم سے بہرے ہیں
ہیں بمگذار اے شفا رنجور را
خبر دہا اے شفا پیدا کو نہ چھوڑ

نے ۳ تو گفتی قاند اُمی براہ

کیا تو نے خوف نہیں کہا بلند حکمت پر لے جانے والا؟
ہر کہ او چل گام گورے را گشد
جو اندھے کو چالیس قدم لے جائے

پس بکش تو زیں جہان بے قرار

پس تو اس زوال پذیر دنیا سے لے جا
کارِ ہادی ایں بود تو ہادی
ہدایت دینے والے کا یہی کام ہے تو ہدایت دینے والا ہے

۱۔ خیز۔ آپ اٹھیں ہر طرف
شیطان دور وہ ہے حضور وقت میں اس
وقت علوم لدنیہ کا فیضان پہنچانے
والے صرف آپ ہیں۔ روح اللہ۔
حضرت عیسیٰ قوم سے روپوش ہو کر
آسمانوں پر پہنچ گئے۔ پیش ایں مجمع۔
مخلوق خدا کے لئے آپ آفتاب
ہدایت ہیں آپ کے لئے خلوت اور
لوگوں سے جدائی مناسب نہیں ہے
آپ ہدایت کے کہہ قاف کے عطا
ہیں۔ بد۔ چاند آسمان پر اپنی سیر
جاری رکھتا ہے اور کوتوں کے بھونکنے
سے اپنی رفتار نہیں چھوڑتا ہے۔

۲۔ طاعناں۔ آپ کے مخالف
کتے ہیں ان کے بھونکنے سے آپ اپنا
طرز عمل تبدیل نہ فرمائیں۔ انصوا۔ تم
خاموش رہو جب قرآن پڑھا جاتا
ہے تو خاموشی سے سننے کا حکم ہے
لیکن یہ کتے اس حکم سے بے بہرہ
ہیں اور براہ بھونک رہے ہیں۔
بمگذار۔ عالم پیدائش آپس کی شفا
ہی مخلوق اندھی ہے آپ اس کے
راہنما ہیں مخالفوں کی وجہ سے اس کو نہ
چھوڑیے۔

۳۔ نے تو گفتی۔ حدیث شریف
بِعَنْ قَادٍ مَكْلُوفًا اَرْبَعِينَ خَطْوَةً
غَيْرَ لَهْ مَا قَلَّمُ مِنْ قَدَمِهِ وَمَا تَاخَّرُ
جس نے اندھے کی چالیس قدم تک
راہنمائی کی اس کے اگلے پچھلے گناہ
بخشے گئے۔ پس۔ آپ اس اندھی
مخلوق کی قیادت کیجئے ان کو قطار و
قطار بھیج کر لے جائیے۔ ماتم۔ آپ
نبی آخر الزماں ہیں ان کے سوگ کو خوشی
میں تبدیل کر دیجئے۔



ہیں رواں گن اے امام المتقین
ہاں اے متقین کے لہا پہنچا دے
ہر کہ در مکر تو وارد دل گرو
جو تیرے مکر میں دل لگائے ہوئے ہے
برسر کوریش کوریا نہم
میں اس کے اندھے پن پر بہت ساندھاپن رکھوں گا
عقلہا ۲ از نور من افروضند
انہوں نے عقلیں میر نور سے روشن کی ہیں
چست خود الا پچ آں ترکماں
اس صحرائین کی پہ پڑی نہ کیا ہے؟
آں چراغ او بہ پیش صر صرم
میری آندھی کے سامنے اس کا چراغ
خیز دردم تو بصور سہناک
اٹھا خوناک صوم میں بھونک مد دے
چوں تو اسرائیل وقتی راست خیز
چنگ تو وقت کا اسرائیل ہے، اٹھ کھڑا ہو
ہر کو گوید گو قیامت اے صنم
جو یہ کہے کہ قیامت کہاں ہے اے محبوب وا
در نگر اے سائل محنت زدہ
اے مصیبت اٹھانے والے سائل! دیکھ لے
ورنبا شد اہل ایں ذکر و قنوت
اگر وہ اس ذکر اور قنوت کا اہل نہ ہو
ز آسمان حق سکوت آمد جواب
اللہ کے آسمان سے خاموشی جواب ہوتی ہے

ایں اخیال اندیشگان را تالیقین
ان شک کرنے والوں کو یقین تک
گردش را من زخم تو شاد رو
میں اس کی گردن مدوں گا، تو خوشی سے چل
او شکر پندارد زہرش وہم
وہ شکر سمجھے گا میں اس کو زہر دوں گا
مکرہا از مکر من آموختند
انہوں نے مکر میرے مکر سے سیکھے ہیں
پیش پائے ترہ پیلان جہاں
دنیا کے ترہاٹیوں کے پاؤں کے آگے
خود چہ باشد اے مہیں پیغمبرم
اے میرے بزرگ! ظہیر! خود کیا ہے؟
تا ہزاراں مردہ بر رویدز خاک
تاک ہزاروں مردے مٹی سے نکل پڑیں
رستخیزی ساز پیش از رستخیز
قیامت سے پہلے قیامت برپا کر دے
خویش بنما کہ قیامت نک منم
اپنے آپ کو دکھا دے کہ یہ قیامت میں ہوں
زیں قیامت صد جہاں قائم شدہ
اس قیامت سے سینکڑوں جہاں برپا ہو گئے
پس جو بلا حق اے سلاطل سکوت
تو اے سلطان! حق کا جواب خاموشی ہے
چوں بود جانان دُعا تا مستجاب
اے جان! جب دعا نامنظور ہوتی ہے

۱۔ ایں خیال۔ یعنی جو لوگ شکوک و
شہات میں مبتلا ہیں ان کو اس سے
نکل کر یقین کی منزل میں پہنچا
دیئے ہر کہ جو لوگ تمہارے
خلاف مکر اور تدبیر کر رہے ہیں ان کو
میں ہلاک کر دوں گا۔ گوریش۔ جو
اندھے ہیں ان کو اور اندھانوں کا اور
ایسی تدبیر کروں گا کہ وہ ہر کو شکر سمجھ کر
کھاجائیں۔

۲۔ عقلہا۔ ان خیالوں کی عقلیں
اور تدبیریں میری نور سے
بڑھی ہوئی نہیں ہیں۔ الا پچ۔ کھیل کا
خیم۔ خر۔ کمان۔ صحرائی مذن قوم تھی۔
پیش۔ یعنی ان کا وجود میرے مقابلہ
میں ایسا ہی ہے جیسے ترہاٹیوں کے
مقابلہ میں گل کا جھونپڑا ضرور۔
آندھی۔ مہین۔ بزرگ۔ صوم۔
قیامت میں جب اسرائیل صوم
پھونکیں گے مردے اٹھ کھڑے ہوں
گے تم یہاں اپنا صوم پھونکو اور اعلان
نبوت کو مردہ دل حیات ابدی حاصل
کر لیں گے۔

۳۔ رستخیز۔ قیامت۔ منم۔
آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور قیامت
مٹے جلے بیچے گئے ہیں یعنی جس
طرح قیامت حق و باطل کی تفریق
کرتی ہے میں بھی حق و باطل کی
تفریق کرتا ہوں۔ زیں قیامت۔
جس طرح قیامت میں مردے زندہ
ہوں گے اسی طرح آنحضرت کی بعثت
سے مردہ لوگوں کو زندگی حاصل ہوئی۔
ورنبا شد۔ اگر ان معارف کے سامنے
کی اہلیت نہیں ہے تو پھر ان کے
بیان سے خاموشی بہتر ہے۔ جواب
الاحق۔ جواب جہلاں باشد خاموشی۔
ز آسمان۔ اگر کوئی نادانی سے دعا کرتا
ہے اور اس کی دعا ناقابل قبول ہوتی
ہے تو سکوت اختیار کر لیتا ہے۔



اے دریغ! وقتِ خرمن گاہ شد
ہائے آسورا سلیں کا وقت آ گیا
وقت تنگ ست و فضلی اس کلام
وقت تنگ ہے اور اس بات کی ادائیگی کے لئے
نیزہ بازی اندیس گوہی تنگ
ان تنگ کڑھوں میں نیزہ بازی
وقت تنگ و خاطر و فہم عوام
وقت تنگ ہے اور عوام کا مزاج اور کج
چوں ۲ جواب احمق آمد خاشی
جبکہ احمق کا جواب خاموشی ہے
از کمال رحمت و مہربانی کرم
رحمت کے کمال اور کرم کی مہربانی سے

در بیان آنکہ ترک الجواب جواب مقرر اس سخن کہ جواب احمق
اس کا بیان کو جواب نہ دینا جواب ہے اس بات کی تائید کرتا ہے کہ احمق کا
سکوت و شرح اس ہر دو سخن دریں قصہ است کہ گفتہ می آید
جواب خاموشی ہے اور ان دونوں قولوں کی شرح اس قصہ میں ہے جو بیان کیا جا رہا ہے

بادشاہ ۳ ہے بود اورا بندہ
مردہ عقلے بود و شہوت زندہ
ایک بادشاہ کا ایک غلام تھا
بس کی عقل مردہ اور شہوت زندہ تھی
خرد ہائے خدمت نکداشتے
بد سگا لیدے نگو پنداشتے
اس کی چھوٹی خدمت بھی نہ کرتا
بد خولہ کرتا اس کو اچھا سمجھتا
گفت شہنشاہ جزاءش کم کنید
اور بھنگدناش از خط بر زنید
بادشاہ نے کہا اس کی تنخواہ کم کر دو
اگر لڑے تو اس کا نام نہرست سے کاٹ دو
عقل او کم بود حرص او فزوں
چوں جزا کم دید شد تند و خروں
اس کی عقل کم اور لالچ بڑھا ہوا تھا
جب تنخواہ کم دیکھی بد مزاج اور سرکش بن گیا
عقل بودے گرد خود کردے طواف
تا کہ اپنا قصور دیکھ لیتا اور وہ معاف ہو جاتا
اگر اہل ہوتی اپنے گرد چکر کاٹتا

۱۔ اس دریغ۔ مقام کا تقاضا تھا کہ
آپ کے کلاموں کی تفصیل بیان
کی جائے کہ کمال سے اٹھ کر آپ نے
کیا کیا لیکن وقت میں گنجائش نہیں
ہے آپ کے ان کلاموں کی تفصیل
کرنے کے لئے تو عمر چلوں بھی
نا کافی ہے۔ نیزہ بازی۔ بہترین نیزہ
باز سے بھی اگر کہا جائے کہ وہ کڑھے
میں گھس کر نیزہ بازی کرے تو وہ بھی
ذلیل ہو جائے گا اور صحیح بازی نہ کر
سکیگا کیونکہ اس کام کے لئے وسیع
میدان دیکار ہے تو معارف کا بیان
تنگ وقت میں اور وہ بھی عوام کے
سامنے اس کی بھی یہی صورت ہے۔
۲۔ چوں جواب۔ پہلے کہا تھا کہ
احمقوں کا جواب خاموشی ہے تو
اعتراض ہوا کہ پھر ان معارف کے
بیان میں اس قدر طویل تقریریں
کیوں ہو رہی ہیں تو اس کا جواب یہی
ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے نچھو
ہوں کیونکہ اس کی رحمت عام اس کی
مہربانی کرم اچھی زمین اور شور زمین
سب کی پہنچتی ہے۔

۳۔ بادشاہ۔ بادشاہ کا یہ غلام
بیوقوف اور شہوت پرست تھا۔
خرد ہائے آقا کی معمولی معمولی
خدمت بھی انجام دیتا تھا اور آقا کا بد
خولہ تھا اور اس کو اچھا سمجھتا تھا۔ جزاء۔
تنخواہ۔ خط۔ یعنی ملازمین کا راجزہ۔
خروں۔ سرکش۔ عقل۔ یعنی اگر عقل مند
ہوتا تو اپنا جائزہ لیتا اور خطا کی معافی
چاہتا تو خطا معاف ہو جاتی۔

چوں اُخرے پاستہ شند از خری
 ایک پاؤں بندھا ہوا گدھا جب شرات کرتا ہے
 پس بگوید خُر کہ یک بندم بس مست
 پھر گدھا کہتا ہے کہ میرے ایک ایک بندہ ہی کافی ہے
 گر بندیدے سر بند آں چشم گور
 اگر وہ اندھا باند کا راز دیکھ لیتا
 و ز جرم بندیا آگہ بدے
 اگر وہ پاؤں کے بند کے جرم سے آگاہ ہوتا
 ورنہ تنیدے ز بند آں بولفضول
 اگر وہ بیہوش بند کی وجہ سے شرات نہ دکھاتا

۱۔ چوں۔ اس غلام کی مثل اس
 گدھے کی سی ہے جو ایک پاؤں
 بندھنے پر شرات کرتے تو دوسرا پاؤں
 بھی باندھ دیا جاتا ہے۔ نیز خری۔
 مزید برآں۔ پس۔ دونوں پاؤں
 بندھنے پر کہتا ہے کہ میرے لئے
 ایک بند کافی تھا۔ نہیں سمجھتا کہ دونوں
 پاؤں بندھا خود اس کے کمینہ پن کی
 وجہ سے ہوا ہے۔

۲۔ سر بند۔ یعنی اگر وہ سمجھتا کہ
 ایک پاؤں میری شرات کی وجہ سے
 بندھا ہے اور شرات کو ترک کر دیتا تو وہ
 پاؤں بھی کھل جاتا۔

۳۔ حدیث۔ اللہ نے فرشتوں
 میں صرف عقل رکھی جس کا اعتقاد
 طاعت اور بندگی ہے لہذا فرشتوں
 سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا۔ ہے
 حیوانات میں صرف شہوت رکھی
 ہے۔ جنسی ہوا کھانے پینے کی انسان
 میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں۔
 زندہ ملائکہ کی غذا صرف عشق
 خداوندی ہے۔

در تفسیر اس حدیث ۳ نبویؐ کہ **إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ**
 اس حدیث نبویؐ کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمائے
وَرَكَّبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ وَخَلَقَ الْبَهَائِمَ وَرَكَّبَ فِيهَا الشَّهْوَةَ وَخَلَقَ
 اور ان میں عقل رکھی اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور انہیں شہوت رکھی اور
بَنَى آدَمَ وَرَكَّبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ وَالشَّهْوَةَ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُهُ
 بنی آدم کو پیدا فرمایا اور ان میں عقل اور شہوت دونوں رکھی تو جس کی عقل
عَلَى شَمَوْتِهِ فَهِيَ أَعْلَى مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمَنْ غَلَبَتْ شَمَوْتُهُ عَلَى
 شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت عقل پر
عَقْلِهِ فَهِيَ أَدْنَى مِنَ الْبَهَائِمِ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے

در حدیث آمد کہ یزدان مجید
 حدیث میں آیا ہے کہ اللہ بزرگ نے
 یک گزہ را جملہ علم و عقل وجود
 ایک گزہ میں علم اور عقل اور حکمت کمال ہے
 نیست اندر عنصرش حرص و ہوا
 اس کی ماہیت میں حرص و ہوا نہیں ہے
 خلق عالم راسہ گونہ آفرید
 عالم کی مخلوق تین قسم کی پیدا فرمائی ہے
 آل فرشتہ است و نداند جز بخود
 وہ فرشتہ ہے اور سوائے سجدہ کے کچھ نہیں جانتا
 نور مطلق زندہ از عشق خدا
 وہ نور مطلق ہے خدا کے عشق سے زندہ ہے

۱۔ علف۔ چارہ۔ ۲۔ حیوانات کو صرف خواب و خور کی فکر ہے وہ شقاوت اور سعادت سے غافل ہیں۔ ۳۔ عیے ہمیشہ۔ انسان روح انسانی اور جسم سے مرکب ہے روح میں ملکیت ہے اور جسم میں حیوانیت ہے۔ سغلی۔ جسم کا تعلق عالم سغلی ناموت سے۔ علوی۔ روح کی پرواز عالم بالا کی طرف ہے۔ تاکدائیں۔ انسان کی ان دونوں قوتوں میں تصادم ہوتا ہے۔ نزلوں۔ انسان روح کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے چونکہ اس نے جسمانی خواہش کو مغلوب کیا ہے۔ ۴۔ شہوت۔ اگر انسان شہوت سے مغلوب ہو جاتا ہے تو حیوانات سے بدر ہوتا ہے کیونکہ حیوانات میں تو عقل نہ تھی۔ دو قوم۔ فرشتوں اور حیوانات میں ان متضاد طاقتوں کی کشمکش نہیں ہے انسانی ان کی کشمکش سے عذاب میں ہے۔ ۵۔ بشر۔ اب انسانوں میں بھی تین قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ جس نے خاص ملکیت اختیار کر لی جیسے کہ حضرت عیسیٰ ہیں کہ فرشتوں ہی میں جا شامل ہوئے۔ ۶۔ خشم و ہول۔ یہ سب چیزیں بقاضائے جسم ہوتی ہے۔ ۷۔ ریاضت۔ مجاہدوں کی ریاضت اخلاف زبیرہ کو ختم کرنے کے لئے ہے جب وہ نہ رہے تو مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہی۔ ۸۔ دیگر۔ انسانوں کی ایک قسم وہ ہے جو بالکل حیوانات اور گھدوں کی طرح ہیں ان میں ملکیت تھی لیکن وہ کم ظرف تھے ان میں سے ملکیت بالکل ختم ہو گئی ہے۔

یک گروے دیگر از دانش تہی
 ایک لہرا گروہ جو عقل سے خالی ہے
 او نہ بیند جز کہ اصطلیل و علف
 وہ سوائے طویلہ اور گھاس کے کچھ نہیں دیکھتا ہے
 آل سوم ہست آدمی زادہ و بشر
 تیسرا آدمی کی نسل اور انسان ہے
 نیم خر خود مانل سغلی بود
 گدھے والا آدمی (عالم) سغلی کی طرف مائل ہوتا ہے
 تاکدائیں غالب آید در نبرد
 دیکھ معرکہ میں کونسا غالب ہوتا ہے؟
 عقل گر غالب شود پس شد فرزوں
 اگر عقل غالب ہو جائے تو زیادہ بڑھ گیا
 شہوت اگر غالب شود پس کمترست
 اگر شہوت غالب ہو گئی تو کم تر ہے
 آل دو قوم آسودہ از جنگ و حرب
 وہ دونوں قومیں جنگ اور لڑائی سے راحت میں ہیں
 ویں بشر ہم ز امتحان قسمت شدند
 اور یہ انسان کبھی آزمانے سے تقسیم ہو گئے
 یک گزہ مستغرق مطلق شدہ
 ایک گروہ پورا ادب چکا
 نقش آدم لیک معنی جبرائیل
 صورت انسان کی ہے لیکن ہاں جبرائیل کا ہے
 از ۳ ریاضت رستہ در زہد و جہاد
 وہ ریاضت اور زہد اور جہاد سے چھوٹ گیا
 قسم دیگر باخراں ملحق شدند
 دوسری قسم گدھوں سے جا ملی

ہیچو حیواں از علف اے در فرہی
 مثل حیوان چارے سے موناپے میں ہے
 از شقاوت غافل ست و از شرف
 وہ بدبختی اور شرافت سے غافل ہے
 از فرشتہ نیمے و نیمش ز خر
 اس کا آدمی فرشتہ سے اور آدمی گدھے سے ہے
 نیم دیگر مانل علوی بود
 دوسرا آدمی (عالم) علوی کی طرف مائل ہوتا ہے
 زیں دوگانہ تاکدائیں بود نرد
 ان دونوں میں سے کون سا بڑی جیتتا ہے
 از ملائک ایں بشر در آزمون
 امتحان میں یہ انسان فرشتوں سے
 از بہائیم ایں بشر زان کا ترست
 یہ انسان جو پاؤں سے کیونکہ بری حالت میں ہے
 ویں بشر بادو مخالف در عذاب
 اور یہ انسان دو مخالفوں کی وجہ سے عذاب میں ہے
 آدمی شکل اندوسہ اُمت شدند
 آدمی کی صورت میں ہیں اور تین گروہ ہو گئے
 ہیچو عیسیٰ بملک ملحق شدہ
 حضرت عیسیٰ کی طرح فرشتوں سے جلا
 رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
 وہ غصہ اور خواہش اور قابل و قیل سے نجات پا گیا
 گویا از آدمی او خود نزاو
 گویا کہ وہ آدمی سے پیدا نہیں ہوا
 خشم محض و شہوت مطلق شدند
 خاص غصہ اور مجسم شہوت بن گئے

وصف جبرئیلی در اشاں بود رفت
 جبرئیل ولی صفت ان میں تھی چلی گئی
 مردہ! گرد و شخص کو بیجاں شود
 جو شخص بے جان ہوتا ہے مردہ ہو جاتا ہے
 زانغ گردد چوں پئے زانغال رَوو
 انسان کا بن جاتا ہے جب کوں کا اجراع کرتا ہے
 زانکہ جانے کال ندارد ہست پست
 چونکہ وہ جان جو وہ صفت نہیں رکھتی پست سے
 اوز حیوانہا فزوں تر جاں گند
 وہ حیوانات سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہے
 مکرد ۲ تلپے کہ اوتاند تنید
 جو مکر اور فریب وہ کر سکتا ہے
 جامہائے زر کشی را بافتن
 زر دوزی کے کپڑے بنانا
 خردہ کاریہائے علم ہندسہ
 علم ہندسہ کی ہانگہ سنسٹیس
 کہ تعلق باہمیں دیتیش
 کیونکہ ان کا تعلق ہی دنیا سے ہے
 ایں ۳ ہمہ علم نبی آخرت
 یہ سب اسطبل کی تعمیر کا علم ہے
 بہر استبقالی حیواں چند روز
 چند دن حیوان کو زندہ رکھنے کی وجہ سے
 علم راہ حق و علم منزلش
 راہ حق کا علم اور اس کی منازل کا علم

تنگ بود آسخانہ وآں وصف ز وقت
 وہ گھر تنگ تھا اور وہ صفت ہوتی تھی
 خر شود چوں جان او بے آل شود
 بساں کی جانیں جبرائیلی صفت کے بغیر بہتی ہو گئے اور جاتا ہے
 جسم گردد جاں چوں او بے جاں شود
 جان جسم بن جاتی ہے جبکہ وہ بے جان ہو جاتی ہے
 ایں سخن حق ست و صوفی گفتہ است
 یہ بات سچی ہے اور صوفی نے کہی ہے
 در جہاں باریک کاریہا گند
 دنیا میں بہت سے نازک کام کرتا ہے
 آل ز حیوانے و گر ناید پدید
 وہ دوسرے حیوان سے رونما نہیں ہوتے ہیں
 دُرہا از قعر دریا یافتن
 موتیوں کو دریا کی گہرائی سے پانا
 یا نجوم و علم طب و فلسفہ
 یا نجوم اور علم طب اور فلسفہ
 رو بیفتم آسماں پر نیستش
 ان کا رخ ساتویں آسمان کی طرف نہیں ہے
 کہ عماد بود گاؤ و اشترست
 جو گائے اور اونٹ کی رہائش کا ستون ہے
 نام آں کردند ایں گیجاں رموز
 ان آیتوں نے ان کا نام رموز رکھ لیا
 صاحب دل داند آترا یادش
 اس کو صاحب دل یا اس کا دل جانتا ہے

۱. مُرَوَّہ۔ گرد۔ جس طرح روح نکل
 جانے سے جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی
 طرح جان کی جان نکل جانے سے
 جان مردہ ہو جاتی ہے۔ یعنی جب روح
 کے بوصاف باقی نہ ہیں تو روح مردہ
 ہو جاتی ہے۔ زانغ گرد۔ مزید برآں
 انہوں نے زانغ صفت انسانوں کی
 پیروی شروع کر دی تو یہ کیسے کی طرح
 مکر جس مردہ خوری کے عادی ہو
 گئے۔ جسم گند۔ جب روح اپنے
 خواص کو چھوٹے تو وہ جسم بے زانگہ
 جس روح میں روح کے خواص نہ
 رہیں وہ بہت پست اور ذلیل ہے
 صوفیا بھی اسی کے قائل ہیں۔ اوز
 حیوانہا۔ عالم ہائوت میں اس کی
 مشغولیت حیوانوں سے بھی بڑھ جاتی
 ہے اور یہ عالم ہائوت کے مشاغل ہی
 حیوانوں سے زیادہ مشقت اٹھاتا
 ہے۔ مکرد۔ اب یہ وہ مکاریاں کرتا
 ہے جو حیوانات سے تصور نہیں ہیں۔
 جامہائے۔ عالم ہائوت کے مشاغل
 کی حیوانات تکلیف نہیں اٹھاتے
 ہیں۔ کہ تعلق۔ ان تمام دستکاریوں کا
 تعلق عالم ہائوت سے ہے اور یہ
 صرف دنیاوی ہے اس کا رخ ملامت علی
 کی طرف بالکل نہیں ہوتا ہے۔
 ایں ہمہ۔ یہ جس قدر علوم ہیں
 صرف عالم ہائوت کی تعمیر اور ترقی
 کے لئے ہیں جو حیوانات کی آخری
 منزل ہے۔ بہر۔ یہ علوم چند روزہ
 زندگی کے لئے ہیں ان کو یہ اہم
 فلاسفہ رموز سے تعبیر کرتے ہیں۔
 گیجاں۔ احمق لوگ۔ عالم راہ حق۔
 طریقہ اور اس کے منازل دل اور
 صاحب دل جانتا ہے۔ اصل وہ رموز
 کہلانے کے حق ہیں۔



آفرید و کرد باداش کیف
 پیدا کیا اور اس کو عقل سے مانوس کیا
 زانکہ نسبت کو بیقظہ نوم را
 کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے
 جسہائے منعکس وارند قوم
 یہ لوگ اگلے حواس رکھتے ہیں
 انعکاس حس خود از لوح خواند
 تو اس نے سختی سے اپنے حس کا اٹا ہونا پڑھ لیا
 چون شد او بیدار عکسش رُو نمود
 جب وہ بیدار ہوا اس کو اس کا اٹا پن واضح ہو گیا
 ترک او گن لا اُحِبُّ الا سفلین
 اس کو چھوڑا میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں
 بُودش از پستی و آزا فوت کرد
 پستی سے اس کو تھی اور اس نے اس کو ختم کر دیا
 عذر او اندر بہیمی رُو شنیت
 حیوانیت میں رہنے کا اس کا عذر واضح ہے
 ہر غذائے کو خورد مغز خمرست
 جو غذا وہ کھائے گا گدھے کا مغز ہے
 سکتہ و بے عقلیش افزوں شود
 اس کی بے ہوشی اور بے عقلی بڑھ جائے گی
 نیم حیواں نیم حی بارشاو
 جو آدھی حیوان آدھی پابلیت زندہ ہے

پس دریں ترکیب حیوان لطیف
 پس اس سستی اور بھکی ترکیب سے پاکیزہ حیوان
 نام کالا نعام کرد آں قوم را
 اس لوح سے محروم قوم کا نام جانوروں جیسے کر دیا
 رُوح حیوانی ندارد غیر نوم
 حیوانی روح ہونے کے علاوہ کچھ نہیں رکھتی ہے
 یقظہ آمد نوم حیوانی نماوند
 بیداری آئی تو حیوانی نیند نہ رہی
 ہچو حس آنکہ خواب آں را رُبود
 اس کی حس کی طرح جس کو نیند نے مغلوب کر دیا
 لا جرم اسفل بود از سافلین
 لا محلا وہ نچلوں میں نچلا ہو گا
 زانکہ استعداد تبدیل و نبرد
 کیونکہ بدلنے اور مقابلہ کی طاقت
 باز حیواں را چو استعداد نیست
 پھر حیوان میں چونکہ طاقت ہی نہیں ہے
 زو چو استعداد شد کال رہبرست
 جبکہ اس کی وہ استعداد ختم ہو گئی جو رہنما ہے
 گر بلا در خورد او ایفوں شود
 اگر بھلاؤں کھائے گا وہ اٹھوں بن جائے گا
 ماندیک قسم دگر اندر جہاد
 ایک دھری قسم رہ گئی کوشش کرنے میں

۱ ترکیب۔ یعنی عقل و شہوت کا
 اجتماع حیوان لطیف۔ یعنی انسان۔
 نام۔ جب انسان روح حیوانی کھوم
 بیٹھے تو وہ حیوان ہے اسی لئے قرآن
 پاک میں ایسے لوگوں کے بارے میں
 فرمایا گیا۔ فَوَلَنكَ كَسًا لَا يَعْلَمُ وہ
 چوپاؤں کی طرح ہیں۔ یقظہ روح
 انسانی بیدار ہے اور ان کی روح سوئی
 ہوئی ہے۔ روح حیوانی۔ بیدار عقل
 اور مقصدیات سے اسی طرح غافل
 ہے جیسے کہ کوئی سویا ہوا ہو اور اپنے
 حواس کو عقل کے مقصدیات کے
 برعکس کام میں لائے۔ یقظہ جب
 ان میں بیداری آئے گی تو ان کو حواس
 کے اٹا ہوجانے کا احساس ہوگا۔

۲ ہچو حس۔ نیند سے بیدار ہو کر
 انسان سمجھتا ہے کہ نیند کی حالت میں
 اس کے حواس صحیح کام نہیں کر رہے
 تھے۔ اسفل۔ قرآن پاک میں ہے۔
 لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ
 لَمْ نَجْعَلْ لَهُ سُلْفًا مِّنْ شَيْءٍ ہم نے
 انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر
 ہم اس کو کم تر سے کم تر مخلوق میں اٹا
 لائے۔ حرکت اور ایسے لوگوں کی صحبت
 سے بچنا چاہیے جیسا کہ حضرت براء ایم
 نے چاند چرخ کی اللوہیت سے جدلی
 اختیار کر لی تھی کہ میں غروب ہو جانے
 والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ زانکہ ایسا
 انسان بدترین مخلوق ہے اس لئے کہ اس
 میں بھلائی کی استعداد تھی اس نے اس کو
 تباہ کیا اور حیوانات میں استعداد ہی نہیں
 ہے بلکہ وہ بہت میں معذور ہیں۔

۳ زو۔ جب انسان نے استعداد
 کو ختم کر دیا تو جو غذا استعمال کرے
 گا مزید سلامت کا سبب بنے گی۔ گر بلا
 وہ بھلاؤں سکتا اور بیوشی کے اڑاؤ
 میں مفید ہے لیکن وہ اٹا ہوا کرے گا۔

ماندیک قسم۔ یہ عام موشین کی قسم ہے جن کا نفس نفس لوامہ ہے ان انسانوں کی عقل و نفس روح و تن کی
 کشمکش میں رہتی ہے پہلا گروہ جس کا بیان یک گروہ مستغرق مطلق شدہ میں تھا ان کا نفس نفس مطمئنہ
 ہے دوسرا گروہ جس کا بیان قسم دیگر باخراں یعنی شدہ میں تھا اس کا نفس نفس اتارہ ہے اس تیسرے
 گروہ کی کشمکش کو مجنوں اور اس کی اونٹنی کے قصہ سے واضح کیا ہے۔

روز و شب در جنگ اندر کشمش کردہ چالش اویش با آخرش
وہ دن رات جنگ اور کشمش میں ہے اس کا ایک اس کے دہرے سے مقابلہ میں ہے

چالش عقل بانفس ہچوں تنازع مجنوں با ناکہ و میل مجنوں
عقل کا نفس سے مقابلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مجنوں کا ٹوٹنی کے ساتھ جھگڑا اور مجنوں کا
سوی خڑہ اور میل ناکہ سوی گڑہ چنانچہ مجنوں گفتہ ہوئی
میلان شریف زادی کی طرف اور ٹوٹنی کا میلان بچہ کی جانب چنانچہ مجنوں نے کہاں میری
ناقتی خلفی و قدّامی الہوی وانی وایاها لمختلفان
اونٹنی کا میلان میرے پیچھے اور میرا میلان آگے ہیں اور وہ دونوں مختلف ہیں

۱۔ خرد شریف عورت یعنی۔
۲۔ لیلیٰ۔ کرد گھوڑے کا بچہ مولانا نے
یہاں لوتھ کا بچہ مراد لیا ہے۔ ہچو
مجنوں۔ مشہور ہے کہ مجنوں کو معلوم ہوا
کہ لیلیٰ آ رہی ہے تو وہ اس کے
استقبال کے لئے جلا جس ٹوٹنی پر
سوار ہوا اس کے بچہ کو گھر پر چھوڑ گیا
راستہ میں اس کی اور ٹوٹنی کی کشمکش
شروع ہوئی۔ حر آزاد

۳۔ میل۔ مجنوں چاہتا تھا کہ ٹوٹنی
آگے بڑھے تاکہ لیلیٰ کا جھل
حاصل ہو۔ میل ناکہ۔ ٹوٹنی گھر کی
طرف لوٹنا چاہتی تھی تاکہ بچہ کے
ہاں پہنچے۔ یک دم۔ مجنوں کی ذرا سی
غفلت ہوئی تو وہ ٹوٹنی پیچھے کو پلٹ
جاتی۔ عشق۔ چونکہ مجنوں کا جسم عشق
سے پر تھا اس لئے وہ ٹوٹنی کی اس
حرکت سے بیہوش ہوا جاتا تھا۔
مراقب۔ انسان کی عقل اس کے کام
کی نگہبانی کرتی ہے مجنوں عشق میں
بے عقل ہو چکا تھا۔

۴۔ ناکہ کو ہوش تھا وہ جب دیکھتی
کہ اس کی مہار چھیلی ہے فوراً سمجھ جاتی
کہ مجنوں غافل ہے اور پیچھے کی
طرف چل پڑتی۔ چوں بخود۔ جب
مجنوں کو ہوش آتا تو وہ دیکھتا کہ ٹوٹنی
میلوں پیچھے واپس ہو گئی ہے۔

ہچوں مجنوں در تنازع با شتر
جیسا مجنوں ٹوٹنی کے ساتھ مقابلہ میں تھا
ہچوں مجنوں اندر چوں ناکہ اش یقیں
وہ لوگ یقیناً مجنوں اور اس کی ٹوٹنی کی طرح ہیں
میل ۲۔ مجنوں پیش آں لیلیٰ رواں
مجنوں کی خواہش لیلیٰ کی جانب روانہ ہے
یک دم ارجنوں ز خود غافل بدے
اگر مجنوں تھوڑی دیر کے لئے اپنے سے غافل ہو جاتا
عشق و سودا چونکہ پر بودش بدن
چونکہ اس کا بدن عشق اور دیوانگی سے پر تھا
آنکہ او باشد مراقب عقل بود
جو گمراہ ہوتی وہ عقل تھی
لیک ناکہ بس مراقب بود و پخت
لیکن ٹوٹنی بہت گمراہ اور پست تھی
فہم کردے زو کہ غافل گشت و دنگ
وہ اس سے سمجھ جاتی کہ وہ غافل اور حیران ہو گیا ہے
چوں بخود باز آمدے دیدے زجا
جب وہ ہوش میں آتا تو دیکھتا کہ جگہ سے

گہ شتر چر بیدو گہ مجنوں خر
کبھی ٹوٹنی غالب آگئی اور کبھی آزاد مجنوں
می کشد آں پیش و پس واپس بکھیں
وہ آگے کو کھینچتا ہے اور یہ ضد سے پیچھے کو
میل ناکہ پس بے گڑہ اش دواں
ٹوٹنی کی خواہش پیچھے کو بچہ کے لئے دہڑاتی ہے
ناکہ گردیدے و واپس آمدے
ٹوٹنی لوٹ جاتی اور واپس آ جاتی
می نبودش چارہ از بخود شدن
اس کے لئے بے ہوش ہو جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا
عقل را سودائے لیلیٰ در زود
جو عقل کو لیلیٰ کا عشق لے ازا تھا
چوں بدیدے او مہار خویش سست
جب وہ اپنی مہار کو ڈھیلا دیکھتی
ز و پیش کردے بگرہ بے درنگ
بغیر تاخیر کے بچہ کی طرف رخ کر دیتی
کو پیش رفتہ است بس فرسنگھا
وہ میلوں پیچھے لوٹ گئی ہے

۱۔ سالہا۔ مجنوں اس تین روزہ مسافت میں کسی حالت میں کئی سال رہا۔ گفت۔ پھر اس نے سوچا کہ دو متضاد سمتوں کے عاشقوں کا باہمی سفر طے نہ ہو سکے گا۔ اس دو امر اور۔
 نوٹنی مجنوں کا راستہ کھنا کر رہی ہے بالآخر مجنوں نے نوٹنی کو چھوڑا اور چل پڑا۔ گمراہ۔ مولانا فرماتا ہے نہ چھوڑے وہ بھی گمراہ رہتا ہے۔

۲۔ جاں۔ جان اور جسم کی بھی خواہشات جدا گانہ ہیں ان دونوں کا ساتھ نہیں نہہ سکتا۔ خار بن۔ کانٹوں کا جھاڑ۔ جاں کی پرواز عالم بالا کی جانب ہے جسم کی خواہش زمین پر رہنے کی ہے۔ اتنا۔ جب تک انسان کی روح جسم کے ساتھ رہے گی مقصد حاصل نہ ہو گا۔ مردہ وطن۔ عاشق وطن۔

۳۔ گھنگھار۔ مجنوں نے کہا اس کشمکش میں میرا وقت ضائع ہوتا ہے وہ میدان جس میں چالیس سال تک بنی اسرائیل چکر کاٹتے رہے تھے اور شام کو اسی جگہ پر ہوتے تھے جہاں سے صبح کو طے تھے خطوتین۔ وہ قدم۔ شت۔ گمراہ۔ سرنگوں۔ مجنوں نے پھر اپنے آپ کو انٹی پر سے سر کے بل گرا دیا۔ سنگراخ۔ پھر لڑتے۔

دوسرے روزہ رہ بدیں احوالہا
 تین روز کے راستہ پر ان احوال میں
 گفت اے ناقہ چو ہر دو عاشقیم
 بولا اے نوٹنی! جبکہ ہم دونوں عاشق ہیں
 نیستت بروفق من مہر و مہار
 تیری محبت اور مہار میرے موافق نہیں ہے
 اس دو ہمرہ یکد گمراہ را ہزن
 یہ دو راستے کے ساتھی ایک دوسرے کے رہزن ہیں
 جاں ۲ زبجر عرش اندر فاقہ
 جان عرش کی جدائی میں فاقہ میں ہے
 جاں کشاید سوی بالا بالہا
 جان 'اپ' کی جانب بازو کھلتی ہے
 تا تو باشی با من اے مردہ وطن
 اے وطن کی عاشق! اب تک تو میرے ساتھ رہے گی
 روز ۳ گارم رفت زیں گوں حالہا
 اس قسم کے احوال میں میری عمر گزر گئی
 خطوتینے بود اس رہ تا وصال
 وصال تک یہ راستہ دو قدم کا تھا
 راہ نزدیک و بماندم سخت دیر
 راستہ نزدیک تھا اور مجھے بہت دیر ہوئی
 سرنگوں خود راز اشتر در فلند
 اس نے اپنے آپ کو لودھا نوٹنی سے گرا دیا
 سنگ شد بروے بیابان فراخ
 اس پر آج جنگل تک ہو گیا
 آنچناں آفلند خود را سوی پست
 نیچے کی جانب اس نے اپنے آپ کو دیا گرایا

ماند مجنوں در تردد سالہا
 مجنوں سالوں آنے جاتے میں لگا رہا
 ما دو ضد بس ہمرہ نالا تقسیم
 ہم دو مخالف بہت نامناسب ساتھی ہیں
 کرد باید از تو ذوری اختیار
 تجھ سے وہی اختیار کرنی چاہیے
 گمراہ آں جاں گو فرو ناید زتن
 وہ جان گمراہ ہے جو جسم سے باہر نہ آئے
 تن ز عشق خار بن چوں ناقہ
 جسم جھاڑ کے عشق میں نوٹنی کی طرح ہے
 در زدہ تن درز میں چنگا لہا
 جسم نے زمین میں پٹے گاڑ دیئے ہیں
 پس زلیلی دور ملند جان من
 تو میری جان لیلی ہے وہ رہے گی
 پچھوتیہ و قوم موئی سالہا
 جیسا کہ برسوں تک تیار حضرت موئی کی قوم کا معاملہ
 ماندہ امردہ رشتت تیصت سال
 میں ماندہ سال تک تیرے عمر کی جد سے ساتھی بن رہا
 سیر گشتم زیں سواری سیر سیر
 اس سواری سے میں بھر پللا بھر پللا
 گفت سوزیدم زغم تا چند چند
 کہا میں غم سے کتنا کتنا بھل رہا ہوں
 خوشتن آفلند اندر سنگراخ
 اس نے اپنے آپ کو پھر ملی زمین میں گرا دیا
 از قضا آں لحظہ پایش ہم شکست
 تقدیر سے اس بخت اس کا پاؤں بھی ٹوٹ گیا

پہلی را بر بست و گفتا گو! شوم
 اس نے پاؤں کو باندھا اور ہوا گیند بن جاؤں گا
 زیں کند نفیس حکیم خوش دہن
 خوش کام حکیم اس لئے نفرت بھیجتا ہے
 عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
 اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کب کم ہوتا ہے؟
 گوئی شومی گرد بر پہاوی صدق
 گیند بن جا ' سچائی کے پہلو پر لڑھک
 کایں سفر زیں پس یو جذب خدا
 کیونکہ یہ سفر بعد میں خدا کی کشش سے ہوگا
 اچھیں سیریت مستثنیٰ از جنس
 اس طرح کا سفر اپنی جنس سے جداگانہ ہے
 اچھیں جذبے ست سے بر جذب عام
 عام کشش اس طرح کی کشش نہیں ہے
 قصہ کوتہ گن برائے آل غلام
 اس غلام کی وجہ سے قصہ مختصر کر دے

نہشتن ۳ آل غلام قصہ شکایت نقصان اجرے سوی بادشاہ
 عنوان گھنٹے پر بادشاہ کو اس غلام کی شکایت لکھنے کا قصہ

رُقعہ پر جنگ و پر ہستی و کیں
 ایک رقعہ جنگ اور خود بینی اور کینہ سے بھرا ہوا
 کالبکہ نامہ است اندر وے نگر
 جسم رقعہ ہے اس کو دیکھ لے
 گوشہ رو نامہ را بکشا بخواں
 گوشہ میں جا خط کو کھول ' پڑھ
 گر نباشد در خور آل را پارہ گن
 اگر مناسب نہ ہو اس کو پھاڑ دے
 می فرستد پیش شاہ تاز میں
 بڑک مزاج شاہ کی پیشی میں روانہ کرتا ہے
 ہست لایق شاہ را آنگہ میر
 کہ بادشاہ کے مناسب سے پھر لیتا
 ہیں کہ خورش ہست در خورد شہاں
 دیکھ لے کہ اس کی عبادت شاہوں کے مناسب ہے
 نامہ دیگر نویس و چارہ گن
 دوسرا خط لکھ اور نتیجہ کر

۱۔ گو گیند حکیم سنائی رحمت اللہ
 علیہ عشق مولیٰ اللہ کا عشق لیلیٰ کے
 عشق سے کم نہیں ہے جب جنوں
 لیلیٰ کے عشق میں بوٹنی کو خیر باد کہہ سکتا
 ہے تو خدا کے عشق میں جسم کی سواری کو
 یقیناً خیر باد کہہ دینا چاہیے۔ گوئی
 شوم اللہ کے راستہ میں گیند بن جاؤ
 لڑھکتا ہوا اس کے ہر بار تک پہنچ جا۔
 ۲۔ کایں سفر۔ اس سفر میں ابتدا تو
 کوشش کرے گا۔ پھر اللہ کی جانب
 سے کشش شروع ہو جائے گی۔
 اچھیں۔ جذب خداوندی سے جو رفتار
 ہوگی وہ محض عطا خداوندی ہے۔
 اچھیں۔ یہ خدا کی جذب عام جذب
 نہیں ہے جو ہر راستہ میں حاصل ہو
 جائے۔ یہ وہ جذب ہے جس کو
 آخوندی اور گیمبرائی نے قائم کیا ہے اور
 ان کے جانشینوں کو حاصل ہے۔
 ۳۔ نہشتن۔ غلام کی انتہائی
 حماقت تھی کہ اس نے قصہ سے بھرا ہوا
 خط لکھا اور وہ بھی بڑک مزاج بادشاہ
 کو پڑھتی۔ جس میں اپنی بڑائی
 جتائی۔ کالبکہ۔ مولانا نے یہاں سے
 ارشاد فرمایا مضمون شروع کرنا کہ تیرا جسم
 بمنزل اس غلام کے خط کے ہے اس
 میں دیکھ لے کہ شاہ کے لائق ہوصاف
 ہیں یا نہیں۔

ورنہ ہر کس سر دل دیدے عیاں
ورنہ ہر آئی دل کا راز کھلم کھلا دیکھ لیتا
کار مردان ست نے طفلان لعب
بہادوں کا کام ہے نہ کہ کلنڈرے بچوں کا
زانکہ در حرص و ہوا آتشہ ایم
کیونکہ حرص و خواہش سے آلودہ ہیں
تا چنان دانند متن نامہ را
حتیٰ کہ خط کے مضمون کو ایسا ہی سمجھتے ہیں
زل سخن واللہ اعلم بالصواب
اس بات سے اور خدا صواب کو زیادہ جانتا ہے
متن نامہ سینہ را گن امتحان
سینہ کے خط کے مضمون کو آزما لے
تا منافع وار نبود کار تو
تاکہ تیرا کام منافقانہ نہ ہو
زاں نیاید کم دروے بنگری
کم لاکم یہ ہو کہ اس کو دیکھ لے
گر ہی اژد کشیدن را بکش
اگر لے جانے کے قابل ہے لے جا
باز خر خود را ازیں پیکار و تنگ
اس جھگڑے اور ذلت سے اپنے آپ کو بچالے
سوی سلطاناں و شاہان رشید
بھلے ملوک اور شاہوں کی جانب
می کشی و باشد آں ہم مردہ ریگ
تو لے جانے اور وہ بھی حقیر و ناچیز ہو
ہم تہی بہتر کہ ہم جنس تنی
خلو بہتر ہے بستوں کے کتیرے جسمی ہم جنس ہو

لیک فتح نامہ لے زب مدال
لیکن جسم کے خط کو کھلنا آسان نہ سمجھ
نامہ بکشادون چہ دشوار ست وضعب
خط کو کھلنا بہت دشوار اور سخت ہے
جملہ بر فہرست قانع گشتہ ایم
ہم سب فہرست پر قانع ہو گئے ہیں
باشد آں فہرست دلمے عامہ را
وہ فہرست عوام کے لئے جاں ہے
باز گن سر نامہ را گردن متاب
خط کے عنوان کو کھول من کو نہ موز
ہست آں عنوان چو اقرار زباں
وہ عنوان مثلاً زبانی اقرار ہے
کہ موافق ہست با اقرار تو
کہ وہ حیرت اقرار کے مطابق ہے
چوں جو الے بس گرانے می بری
جب کہ تو بہت بھاری بھالے جا رہا ہے
کہ چہ داری در جو ال از تلخ و خوش
کہ تو اپنے بوجے میں کیا چیز کڑوی اور کیا میٹھی رکھتا ہے
ورنہ ۳ خالی گن جو الت راز سنگ
ورنہ پتھر سے اپنے بوجے کو خالی کر لے
در جو ال آں گن کہ می باید کشید
بوجے میں وہ بھر لے جو لے جانا چاہیے
زشت نبود کایں جو ال پر زریگ
کیا یہ برا نہیں ہے کہ یہ ریت سے بھرا ہوا
چوں نمی تانی کہ پر لعلش گنی
اگر تو اس کو لعل سے نہیں بھر سکتا ہے

۱ نامہ تن۔ جسم کے اس خط کو کھلنا
اور پڑھنا آسان نہیں ہے۔ زب۔
آسان۔ کار مردان۔ اپنے جسم کے
خط کو مخصوص لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں
عوام کو اپنے دلوں کے رازوں کا
احساس نہیں ہوتا ہے۔ جملہ۔ یعنی ہم
نیک کاموں کی فہرست پر اکتفا کر
بیٹھے ہیں جس میں صرف عنوانات
ہوتے ہیں یعنی صرف ظاہر کا اعتبار کر
لیتے ہیں۔ باشد۔ یہ عنوان عوام کو
پھانسنے کا جہل ہے وہ خط کے
مضمون کو بھی عنوان جیسا سمجھ بیٹھے
ہیں یعنی باطن کو ظاہر جیسا جان لیتے
ہیں۔

۲ باز گن۔ خط کے مضمون کو
پڑھنا چاہیے۔ ہست۔ ایمان کا زبانی
اقرار عنوان ہے اصل ایمان دل میں
ہے کہ موافق۔ اگر صرف زبانی اقرار
ہے اور قلبی تصدیق نہیں ہے تو یہ نفاق
ہے۔ چوں۔ جب تو بادشاہ کے
سامنے تختہ میں کوئی بوجھ بھرا ہوا لے جا
رہا ہے تو کم از کم یہ دیکھ لے کہ اس میں
کیا چیز ہے۔

۳ ورنہ۔ اگر بادشاہ کے مناسب
نہیں ہے تو بوجھ خالی کر لے اور اس
میں وہ بھر لے جو بادشاہ کے مناسب
ہو۔ زشت۔ یہ بری بات ہوگی کہ تو
معمولی ریت کا بوجھ بھر کر لے
جائے۔ چوں نمی تانی۔ اگر انسان
اپنے جسم کو اخلاق حسنہ سے نہیں بھر
سکتا تو کم از کم اتنا ہو کہ اخلاق زلیہ
سے وہ خالی ہو۔

حکایت آل فقیہ بادستار بزرگ و آنکہ دستارشن بر بود و بانگ و نعرہ
اس فقیہ کی حکایت جو بڑی گہری والا تھا اور اس کی جو گہری اچک لے گیا اور
فقیہ کہ باز گن و بہیں کہ چہ می بری آنگاہ بر
فقیہ کا پکانا اور لاکھنا کہ اس کو کھول اور دیکھ کہ کیا لے جا رہا ہے ' تب لے جا

یک فقیہی ژندہا ۲ بر چیدہ بود در عمامہ خویش در پیچیدہ بود
ایک فقیہ نے چھترے پنے تھے اور اپنی گہری میں لپیٹ لئے تھے
تا شود زفت و نماید آل عظیم چوں در آید سوی محفل در حطیم
تاکہ وہ موٹی ہو جائے اور بڑی نظر آئے
ژندہا از جامہا پیراستہ ظہر دستار ازاں آراستہ
مختلف کپڑوں کے چھترے جوڑے تھے ان سے بظاہر گہری کو سجایا تھا
ظہر دستار چوں حلقہ بہشت چوں منافق اندرون رسوا و زشت
گہری کا ظاہر بہشت کے جوڑے کی طرح تھا
پارہ پارہ دلوق ۳ و پنبہ و پوتیس در درون آل مامہ بد و فیس
تکڑے تکڑے گدڑی اور روٹی اور پوسن اس گہری کے اندر فن تھے
رُہی سوی مدرسه کردہ صبح تابدیں ناموس یابد او فتوح
اس نے صبح صبح مدرسہ کا رخ کیا
اندر صبحے رات میں ایک کپڑے اتارنے والا شخص
در رُبود او از سرش دستار را در رہے ہاں کے سر سے گہری لے ازا
پس فقیہش بانگ برزدکائے پسر
فقیہ نے اس کو آواز دئی اسے بیٹا!
آچنہیں کہ چارہ پرہ می پری
تو جو اس طرح چارہوں سے ازا رہا ہے
باز گن آل را بدست خود بمال
اس کو کھول اپنے ہاتھ سے نڈول
پس دوواں شدتا بساز دکار را
پھر بھاگا ' تاکہ اپنا کام بنالے
باز گن دستار را آنگہ بر
گہری کو کھول ' پھر لے جا
باز گن آل ہدیہ را کہ می بری
اس تحفہ کو کھول جو تو لے جا رہا ہے
آنگہاں خواہی بر کرم حلال
پھر چاہے لے جانا ' میں نے معاف کر دیا

۱ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس فقیہ کا دستار کو غلط چیزوں سے بھرنا کس قدر برا تھا ہاں گن۔ یعنی اس گہری کو کھول کر دیکھ اس میں کیا ہے۔
۲ ژندہا۔ پرانے چھترے۔ حطیم۔ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جس پر عمارت نہیں ہے۔ حلقہ۔ کپڑوں کا جوڑا۔
۳ دلوق۔ گدڑی۔ فیس۔ مہنون۔ صبح۔ صبح فتوح۔ نذرانہ۔ جلند۔ گن۔ کپڑے چھیننے والا۔ بہر فن۔ یعنی اپنا ہنر دکھانے کے لئے کارواں۔ یعنی اپنی ضرورت پوری کرے۔ چار پرہ۔ چار پرہوں سے ازا یعنی بہت تیز بھاگنا۔ آل ہدیہ۔ یعنی دستار۔ کرم حلال۔ یعنی میں نے تجھ سے وہ دستار بخش دی۔

چونکہ بازش کرداں کومی گریخت
صد ہزاراں ژندہ اندر رہ بریخت
جھاگ رہا تھا جب اس نے اس کو کھولا
لاکھوں چیتھڑے رات میں بکھر گئے
زاں عمامہ زفت نابلاست اے او
ماندیک گز کہنہ در دست او
اس کی اس سوئی نابکار بگڑی سے
ایک گز پاتا کپڑا اس کے ہاتھ میں رہ گیا
برز میں زوخرقہ را کاسے بے عیار
زیں دغل مارا بر آوردی زکار
بر زمیں زوخرقہ را کاسے بے عیار
اس چیتھڑے کو زمین پر پٹھا کہ اسے نالائق!
ایں چہ مکرست و چہ تزویرست و شید
یہ کیا مکر ہے اور کیا فریب ہے اور دعا ہے؟
شرم ناید مر ترا زیں ژندہا
ان چیتھڑوں سے تجھے شرم نہ آئی
گفت بنمودم دغل لیکن ترا
اس نے کہا میں نے فریب کیا لیکن تجھے

۱۔ نابلاست۔ یعنی بیکار۔ ماند۔ یعنی
اندک کے چیتھڑے بکھر گئے اور ایک گز
پاتا کپڑا ہاتھ میں رہ گیا۔ ہرگز میں۔
اس چہ نے اس کپڑے کو زمین پر
پھینک دیا اور فقیر پر ناراض ہوا۔ زکار۔
یعنی اس میں اس بگڑی کی فکر میں نہ
پڑتا تو اور کوئی مفید چوری کر لیتا۔
قید سید۔ شکار کا پھندا۔ بگندہ۔
افگندی۔ مر۔

۲۔ از نصیحت۔ یعنی تجھے ابتداء
دہو کا لگا لیکن آخر میں تو میں نے تجھے
سب سمجھا وید نصیحت۔ دنیا بھی
ابتداء مکر کرتی ہے لیکن آخر میں اپنے
عیوب ظاہر کر دیتی ہے۔ اندریں۔
دنیا عالم کون و فساد ہے یعنی اس کے
کاموں میں بتاؤ بھی ہے اور بگاڑ بھی
بتاؤ فریب دیتا ہے تو بگاڑ دنیا کا عیب
ظاہر کر دیتا ہے۔

۳۔ کون۔ دنیا کا بناؤ اپنی طرف
کھینچتا ہے اور بگاڑ دنیا کی بے ثباتی
ظاہر کرتا ہے۔ لاشیم۔ میں کچھ نہیں
ہوں۔ لب تزیں۔ انسان موسم بہار
کی رنگینیوں پر تعجب کرتا ہے اس کی
خزاں کو بھی ٹھوڑا رکھنا چاہیے۔ روز۔
دن کی سورج کا چہرہ حسین ہوتا ہے
غروب کے وقت اس کے چہرے پر
مرئی چھابائی ہے۔

نصیحت دنیا مر اہل دنیا را بزبان حال و بیوفائی خود را
زبان حال سے دنیا ماروں کو دنیا کی نصیحت اور وفا کی جھٹو کرنے
و انمودن یوفا جویندگاں
والوں کو اپنی بیوفائی دکھانا

چننیں دنیا اگرچہ خوش شگفت
ای طرح اگرچہ دنیا بہترین شگفت سے
اندریں کون و فساد اے اوستاد
اس استاد! اس بتاؤ اور بگاڑ میں
کون مے گوید بیامن خوش شیم
بتاؤ کہتا ہے آ جا میں مبارک قدم ہوں
اے زخوبی بہاراں لب گزراں
اے بہاروں کی رونق سے ہونٹ کاٹنے والے
روز ویدی طلعت خورشید خوب
تو نے دن میں سورج کا حسین چہرہ دیکھ لیا
عیب خود را بانگ زد بہ حملہ گفت
بلند آواز سے اس نے سب کو اپنا عیب بتا دیا
آں دغل کون و نصیحت داں فساد
بتاؤ فریب ہے اور بگاڑ نصیحت سمجھ
واں فسادش گفت رو من لاشیم
اور بگاڑنے اس سے کہا چلا جا میں کچھ نہیں ہوں
بنگر آں سردی و زردی خزاں
خزاں کی سردی اور زردی کو دیکھ لے
مرگ او را یاد کن وقت غروب
غروب کے وقت اس کی موت کو یاد کر لے

بدر را دیدی بریں خوش چار اطاق

تو نے حسین خیمہ پر چوہوں کے چاند کو دیکھ لیا

لود کے از حسن شد مولائے خلق

ایک لڑکا حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا

گرتن سیمیں بتاں کردت شکار

اگر چاندی جیسے بتوں کے جسم نے تیرا شکل کر لیا ہے

اے بدیدہ لو تہائے چرب خیز

اے معنی غذاؤں کے دیکھنے والے اٹھ

مر کبٹ را گو کہ آں خوبیت گو

نجات سے دریافت کر کہ وہ تیری خوبی کہاں ہے؟

بر طبق گو عشوہ و نرمی و خوت

طشت پر تیرا زوانہ از اور نرمی اور عادت کہاں ہے؟

گوید او آں دانہ بدمن دام آں

وہ کہتی ہے وہ دانہ تھا میں اس کا جاں ہوں

بس اناہل رشک استاداں شدہ

بہت سی انگلیاں استادوں کے لئے باعث رشک ہوتی ہیں

نرگس ۲ چشم خُماری ہچو جاں

جان جیسی مت آنکھ کی نرگس

حیدرے کاندرو صف شیراں رود

وہ بہادر جو شیروں کی صفوں میں جاتا ہے

طبع تیز وہ بین محرف

پیشہ ہنر کی وہ بین تیز طبیعت کو

زلف و تعد مشکبار عقل بر

مشکبہ زلف اور ہوش رہا گھونگر والے بار

خوش بہیں کوش زاول آشاو

اس کے بناؤ کو شروع میں پر لطف حسین دیکھ لے

حسرتش را ہم بہیں اندر محاق

گھٹاؤ میں اس کی حسرت کو بھی لکھ لے

بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

بڑھاپے کے بعد بڑھا ہے عقل لوگوں میں ذلیل ہو گیا

بعد پیری بین تنے چوں پنبہ زار

بڑھاپے کے بعد جسم کو دیکھ لے جو روئی کا کھیت ہے

فصلہ آں را بہیں در آبریز

پاخانہ میں ان کا فضلہ دیکھ لے

آں فریب و حسن و مرغوبیت گو

وہ تیرا فریب اور حسن اور پسندیدگی کہاں ہے؟

بر سبک گو جلوہ و نغزی و کوت

چنگیری پر تیرا جلوہ اور انوکھا پن اور خوشبو کہاں ہے؟

چوں شدی تو صید شدوانہ نہاں

جب تو شکار بن گیا دانہ چھپ گیا

در صناعت عاقبت لرزاں شدہ

دستکاری میں لیکن انجام کار وہ کانہی ہیں

آخر آغوش بین و آب ازوے چکاں

بالآخر چند ہی دیکھ لے اور ان میں سے پانی بہتا ہوا

آخر او مغلوب موٹے می شود

آخر میں وہ چوہے سے عاجز ہو جاتا ہے

چوں خیر پیرش بہیں آخر خرف

بڑھے گدھے کی طرح بے عقل دیکھ لے

آخر او دم زشت پیر خر

انجام میں بڑھے گدھے کی بھدی ہم ہیں

وآخر آں رسوائیشن بین و قساو

اور اس کے آخر میں اس کی رسوائی اور سدا کو دیکھ لے

۱۔ چار اطاق۔ چو گوش خیمہ رولونی

یہاں آسمان مراد سے محاق۔ چاند کا

گھٹاؤ۔ گوہ کے وہی لڑکا جو اپنے حسن

کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا ہے

بڑھاپے میں بڑھا ہے عقل ہو کر رسوا

ہوتا ہے پنبہ زار روئی کا کھیت یعنی

بڑھاپے میں تمام بدن پر سفید بال آ

جاتے ہیں۔

۲۔ اے بدیدہ وہی روئی غذا میں

جو انتہائی مرغوب ہوتی ہیں جب

فصلہ بن کر بیت الخلاء پہنچتی ہیں تو

نا قابل دید ہوتی ہیں۔ نجس۔ یعنی

فصلہ سب کو کری نغز۔ ناہ۔ گوید۔

وہ فضلہ زبان حال سے کہتا ہے وہ

بیری پہلی حالت جل کا دانہ تھی جب

تو چھپ گیا تو اب دانہ غائب ہو گیا

ہے۔ بس اناہل۔ دستکار کی وہی

انگلیاں جو کبھی نون کے استادوں کے

لئے باعث رشک تھیں بڑھاپے میں

کا پتے لگتی ہیں۔

۳۔ نرگس۔ جوانی کی مست نرگس

آنکھیں بڑھاپے میں چند ہی ہو جاتی

ہے جن سے ہر وقت پانی بہتا ہے

خیز۔ بڑے سے بڑا بہادر بڑھاپے

میں بالکل نا کارہ ہو جاتا ہے خرف

پیشہ ور۔ خرف۔ بڑھا ہے عقل۔

جمع۔ گھونگر والے ہاں خوش غرضک دنیا

کے بناؤ کے بعد بگاڑ ہے انسان کو

اسے پیش نظر رکھنا چاہیے۔

پیش تو برگند سببت خام را
 ترے سامنے کچوں کی سوچھ لوج دی
 ورنہ عقل من زداش می شکفت
 ورنہ میری عقل اس کے جل سے آرام پائی؟
 غل و زنجیرے شد دست و سلسلہ
 طوق اور زنجیر اور بیزی بن گیا
 اول و آخر در آرش در نظر
 اس کے لال اور آخر کو نظر میں لے آ
 ہر کہ آخر میں تر او مطر و دتر
 جو چیز کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ مردود ہے
 چونکہ اول دیدہ شد آخر ہمیں
 جبکہ آغاز دیکھ لیا ہے انجام بھی دیکھ لے
 نیم بیند نیم نے چوں اترے
 وہ آدھا دیکھتا ہے آدھا نہیں ناقص کی طرح
 انجہاں دید آنجہاں بینش ندید
 اس جہاں کو دیکھا ان کو اس جہاں کا دیکھنے والا نہ سمجھا
 نیست بہر قوت و کسب و ضیاع
 طاقت اور کمائی اور جائیداد کی جہ سے نہیں ہے
 فصل بودے بہر قوت اے عمی
 فضیلت ہوتی اے میرے پچھا! طاقت کی جہ سے
 زان بود کہ مرد پایاں میں تراست
 اس لئے ہے کہ مرد انجام میں زیادہ ہے
 اوزاہل عاقبت چوں زن کم است
 وہ انجام پر نظر رکھنے والوں سے عورت کی طرح کم ہے
 تا کدائیں را تو باشی مستعد
 دیکھنے سے کہ تو کوئی کے لئے مستعد ہوتا ہے

زانکہ او بنمود پیدا وام لے را
 کیونکہ اس نے جل کو ظاہر کر کے دکھا دیا
 پس مگو دینا بتز ویرم فریفت
 پس تو نہ کہہ کہ دنیا نے مکر سے مجھے لہجھا
 طوق زریں و حمال بین ہلہ
 خبردار! سونے کے گردن بند اور پر تلوں کو دیکھ
 پچھیں ۲ ہر جزو عالم می شمر
 اسی طرح دنیا کے ہر جزو کو گن لے
 ہر کہ آخر میں تر او مسعود تر
 جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے وہ زیادہ نیک بخت ہے
 رومی ہریک چوں مہ فاخر ہمیں
 فخر بھرے چاند کی طرح ہر ایک کا چہرہ دیکھ لے
 تانباتی ۲ ہچو ہلیس اعورے
 تاکہ تو شیطان کی طرح کانا نہ بنے
 دید طین آدم و ویش ندید
 اسے آدم کو مٹی کو دیکھا ان کے دین کو نہ دیکھا
 فصل سہمرداں برزناں اے پوشجاع
 اے بڑے بھلا! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
 ورنہ شیر و پیل را بر آدمی
 ورنہ شیر اور ہاتھی کو آدمی پر
 فصل مرداں برزناں حالی پرست
 اے موقع پرست! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
 مرد کاندرا عاقبت بینی خم است
 جو مرد انجام پر نظر رکھنے میں نیڑھا ہے
 از جہاں دو بانگ می آید بصد
 دنیا سے دو مختلف آوازیں آتی ہیں

لے وام۔ دنیا کا بگاڑ ظاہر کرتا ہے
 کہ اس کا بناؤ انسان کے لئے جل
 ہے خام یعنی سنا تجریکا۔ پس مگو۔
 انسان کا یہ غدر بیکار ہے کہ دنیا نے
 فریب دیا۔ طوق۔ ہی چیزیں جو رونق
 پکابا عث ہیں ان کا انجام تباہی ہے
 نہیں۔ تمام اجزاء عالم کا یہی حال
 ہے ان کی ابتداء تا آخر انجام بگاڑ
 پر ہے۔ ہر کہ۔ دنیا کی چیزوں کے
 انجام پر جو نظر رکھے گا وہ نیک بخت
 ہے آخر۔ جہ جس میں جانور کو
 گھاس دان کھلایا جاتا ہے مردود۔
 مردود وہی۔ ابتداء رونق ہوتی ہے
 ۲ تانباتی۔ یعنی ہر چیز کے آغاز و
 انجام کو دیکھ لے شیطان کی طرح نہ
 کر کہ کچھ دیکھے کچھ نہ دیکھے شیطان
 نے حضرت آدم کا ایک جزو دیکھا
 دوسرے جزو پر نظر نہ کی جسم کو دیکھا
 روح کو نہ دیکھا۔
 ۳ فصل مردوں۔ مردوں کو
 عورتوں پر فضیلت مردوں کی
 عاقبت۔ یعنی کی جہ سے ہے ورنہ۔
 طاقت کی بنیاد پر فضیلت ہو تو پھر
 انسان سے شیر اور ہاتھی افضل ہوتا
 چاہیے عمی۔ میرے پچھا۔ حالی
 پرست۔ یعنی موجودہ حال کو دیکھنے والا
 جس پر نظر نہ کرے والا۔ خم۔ نیڑھا
 جہاں۔ دنیا کے عروج اور زوال سے
 عبرت حاصل کرنے کی نصیحت
 شروع کی ہے۔ بصد۔ یعنی دونوں
 متضاد آوازیں ہیں۔

۱۔ آل کے دنیا کی ناپائیداری کی آواز سے متعلق خوابِ غفلت سے بیدار ہوتے ہیں۔ ہاں دگر دنیا کے جلوہ و اقبال کی آواز پر بد بخت فریفت ہوتے ہیں۔ ہانگ خار۔ دنیا کے زوال اور عروج کی آواز سن اور پھر زوال کی آواز پر عمل کر۔ من شگوفہ زوال کی آواز کہتی ہے کہ دنیا کی رونق ختم ہونے والی ہے۔

۲۔ ہانگ شگوفہ۔ دنیا کی رونق اپنی طرف بلاتی ہے دنیا کا زوال کہتا ہے کہ میرے قریب تہ آل۔ اس۔ اگر انسان دنیا کی ایک آواز قبول کر لیتا ہے تو پھر دوسری آواز سے وہ لے تعلق ہو جاتا ہے۔ حاضر۔ یعنی دنیا کہتی ہے میں اپنی رونق کے ساتھ موجود ہوں۔ آخر۔ دوسری آواز کہتی ہے کہ دنیا کے انجام کو دیکھ لے۔

۳۔ حاضر۔ میری موجودہ صورت مگر اور قریب ہے آغاز کے آئینہ انجام دیکھ لے جو میں شدن کسی کام کو اختیار کر لیتا۔ نام خود۔ نالائق ناقابل اسے خنک۔ وہ شخص قابل مہار کہتا ہے جو آغاز میں انجام کو دیکھ لے۔ خانہ خالی۔ اگر انسان نے صرف آغاز کی پکار سنی تو وہ اس کے دل میں گھر کر لے گی پھر وہ انجام کی آواز سننا پسند نہ کرے گا۔ گوزہ نو۔ انسان جب آغاز پر فریفت ہو جاتا ہے تو انجام سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوا برتن اگر پیشاب کو جذب کر لے تو پھر پانی اس کو پاک نہیں کر سکتا۔ درجہ ان نظام عالم جذب اور انجذاب برقامت ہے ہر چیز کی دوسری کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کفر۔ کفر کا فرد کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کفر کی نیلیوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ معنوی کشش ہے۔

واں دگر بانگش فریب استقیاء
اس کی دوسری آواز بد بختوں کے لئے فریب ہے
بعد ازاں شو بانگ خارش را گرو
ہاں کے بعد اس کے کانٹے کی آواز کا گرویدہ ہو جا
گل بریز دمن بمانم شاخ خار
پھول پھل جاتا ہے میں کانٹوں کی شاخ رہ جاتی ہوں
بانگ خار او کہ سوی ماکوش
اس کانٹے کی آواز ہے کہ ہماری جانب آنے کی کوشش کر
کہ محبت از ضدہ محبوب ست گز
کیونکہ عاشق معشوق کے مخالف سے بہرہ ہے
بانگ دیگر بنگر اندر آخرم
دوسری آواز ہے میرے انجام کو دیکھ
نقش آخرز آئینہ اول بہ میں
آغاز کے آئینہ میں انجام کا نقش دیکھ لے
آں دگر راضد و نادر خورشیدی
دوسری کا مخالف اور ناقابل بن گیا
کش عقول و مسمع مرداں شنید
جس کو مردوں کی عقلیں اور کان سن چکے ہیں
غیر آتش کثر نماید یا شگفت
اس کے علاوہ اس کو نیز ہی نظر آتی گی یا عجیب
آں خبث را آب نتواند برید
اس نجاست کو پانی ختم نہیں کر سکتا
کفر کفر را و مرشد را رشد
کفر کفر کو ہدایت ہدایت یافت کو

آں یک بانگش شور اتقیاء
اس کی ایک آواز متقیوں کو جگانے والی ہے
بانگ خار و بانگ اشگوفہ شنو
کانٹے کی آواز اور غنچے کی آواز سن
من شگوفہ حارم اے فخر کبار
اے بڑوں کے فخر! میں غنچے کا کانٹا ہوں
بانگ ۲ اشگوش کہ اینک گل فروش
اس کے غنچے کی آواز ہے کہ یہ گل فروش ہے
اس پذیرفتی بماندی نال دگر
تو نے اس کو قبول کر لیا دوسری سے نہ گیا
آں یکے بانگ اینک اینک حاضر
ایک آواز یہ ہے کہ یہ میرا فی الحال ہے
حاضری ۳ ام ہست بچوں مکرو کیس
میری موجودہ حالت مگر اور کین جیسی ہے
چوں یکے زیں دو جوال اندر شدی
جب تو نے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیا
اے خنک آں گوز اول آں شنید
مہلک ہے وہ کہ جس نے پہلے وہ سن لی
خانہ خالی یافت جارا او گرفت
اس نے خالی گھر پایا جگہ پر قبضہ کر لیا
گوزہ نو گوبہ خود بولے گشید
وہ کھا پیلا میں نے پیشاب جذب کر لیا
در جہاں ہر چیز چیزے می گشد
دنیا میں ہر چیز ایک چیز کو کھینچتی ہے



کہر یا ہم ہست و مقناطیس ہست
کہر یا بھی ہے اور مقناطیس بھی
برد مقناطیس آر تو ہستی
اگر تو لو ہے تو مقناطیس لے گیا
آں کے چوں نیست با اختیار
جو شخص نیکیوں کا دوست نہیں ہے
آں کے را صحبت خار اختیار
آں کے کو کانٹے کی صحبت پسند ہے
ہست ۲ موسیٰ پیش قبطی بس زمیم
حضرت موسیٰ قبطی کے نزدیک برے ہیں
جان ہاماں جاؤب قبط شدہ
ہاماں کی جان قبطی کو کھینچنے والی بنی
معدہ خرگہ کشد در لختاب
گدھے کا معدہ ہضم کرنے میں گھاس کو کھینچتا ہے
گر تو شناسی کے را از ظلام
اگر اندھیرے کی جگہ سے تو کسی کو نہ پہچانے
زاں کہ ہر کرہ پے مادر رود
کیونکہ جانور کا ہر بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے
آدی را شیر از سینہ رسد
آدی کو سینہ سے دودھ ملتا ہے
تا تو آہن یا کہی آئی بشت
تاکر تو لوہا ہو یا گھاس جلا میں آجائے
ور گہی بر کہر با برمی تہی
اگر تو گھاس ہے تو کہر یا بر چکر کاٹتا ہے
لا جرم شد پہلوی فجار جار
لاحمہ ہکاروں کے پہلو کا پرہی بنا
لا جرم شد پہلوی ہر خار خوار
وہ لحمہ ہر کانٹے کے پہلو میں ذلیل ہوا
ہست ہاماں پیش سبطی بس زمیم
ہاماں سبطی کے نزدیک سخت ملعون ہے
جان موسیٰ جاذب سبطی شدہ
حضرت موسیٰ کی جان سبطی کو کھینچنے والی بنی
معدہ آدم جذوب گندم آب
آدم کا معدہ گیوں پانی کو کھینچنے والا ہے
بنگر او را کوش سازیدست امام
اس کو دیکھ لے جس کو اس نے پیشوا بنایا ہے
تابداں جنستش پیدا شود
حتیٰ کہ اس سے اس کی جنیت ظاہر ہو جاتی ہے
شیر خراز نیم زیرینہ رسد
گدھے کا دودھ نچلے آدھے حصہ سے پہنچتا ہے

۱ کہر یا ظاہری کشش بھی دیکھ لے کہر یا کھنکے کو کھینچنے سے اور مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔ برد تم میں جیسی صلاحیت ہوگی اس طرف تمہاری کشش ہوگی۔ آں کے۔ اگر نیکیوں کی طرف کشش نہیں ہے تو ہوں کی طرف کشش ہوگی۔ خار۔ یعنی برائی۔

۲ ہست موسیٰ قبطی یعنی فرعون کی قوم کے شخص کو حضرت موسیٰ کی طرف کشش نہیں ہے وہ اس کو برے معلوم ہوتے ہیں سبطی اسرائیلی حضرت یعقوب کی نسل کی کشش ہاماں یعنی فرعون کے وزیر کی طرف نہیں ہے وہ اس کو برا معلوم ہوتا ہے۔ معدہ خرگہ گدھے کے معدہ میں گھاس کی کشش ہے۔ گر تو۔ اچھوں کی صحبت اختیار کرنے کے لئے ان کی کشش کو دیکھ لو کہ کس طرف سے اگر ان کی کشش کا تمہیں پتہ نہ چلے تو ان کے شیخ کی کشش کو دیکھ کر اچھائی برائی کا فیصلہ کر لو۔

۳ زان۔ گندہم جنس باہم جنس پرورد کبوتر یا کبوتر باز یا باز آدی۔ انسان چونکہ اشرف و مخلوقات ہے اس کی غذا بدن کے اشرف حصہ سے حاصل ہوتی ہے گدھے کو افضل حصہ سے غذا ملتی ہے۔ عارف۔ چونکہ عارف باللہ اشرف مخلوقات میں فردا علی ہے اس کو خذال اللہ کی جانب سے ملتی ہے حضور ﷺ اور صدیقین کو اللہ سے غذا حاصل ہوتی ہے۔

بیان آنکہ عارف را غذائست از نور حق کہ ایٹ عند ربی

اس کا بیان کہ خدا کو پہچاننے والے کی غذا اللہ کا نور ہے کیونکہ حدیث ہے میں اپنے

يُطْعَمُنِي وَيَسْقِيَنِي وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يُحْيِي بِهِ

خدا کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا قول ہے

أَبْدَانُ الصَّالِحِينَ أَيْ فِي الْجُوعِ يَصِلُ طَعَامُ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّوَجَلَّ

بھوک خدائی غذا ہے اس سے زندگی پاتے ہیں صدیقین کے بدن یعنی اللہ کا کھانا بھوک میں پہنچتا ہے

عدل اقسامتہ قسمت کرد نیست
تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور اس کی تقسیم ہے
خبر بودے کے پشیمانی بُدے
خبر نہ تو شرمندگی کب ہوتی؟
روز آخر شد سبق فرود بود
شام ہو گئی سبق کل ہو گا
حاصل آنکہ در دخول و درایاب
خلاصہ یہ ہے کہ جانے اور آنے میں

اس عجب کہ خبر نے و ظلم نیست
یہ عجیب بات ہے کہ نہ کوئی خبر ہے نہ کوئی ظلم ہے
ظلم بودے کے نگہبانی بُدے
ظلم نہ تو حفاظت کہاں ہوتی؟
رازِ ملا روز کے گنجِ بود
ہمارے دل کی دن میں منجاش کہاں ہے؟
درنگر وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
غور کر لے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خطاب ۲ پامغروران دنیا و گرفتاران نفس

دنیا سے جو کہ کھائے والوں اور کس کے تیدیوں سے خطاب

اے بکرہ اعتماد و ثقہ
اے مضبوط بھروسہ کئے ہوئے
قبہ بر سائختی از حجاب
تو نے لمبے کا قبر بنایا ہے
زرق چوں برق ست اندر نورآں
مگر برق کی طرح ہے اس کی روشنی میں
اس جہان و اہل او بیجاصل اند
یہ دنیا اور دنیا دار بے نتیجہ ہیں
زاوۃ ۳ دنیا چو دنیا بے وفاست
دنیا کی پیدلہ دنیا کی طرح بے وفا ہے
اہل آں عالم چو آں عالم زہر
اس جہان والے اس جہان کی طرح نیکی کی جہ سے
خود دو پیغمبر بہم کے صد شدند
دو پیغمبر آپس میں کب مخالف ہوتے ہیں؟
کے شود پڑ مردہ میوہ آنجہاں
اس عالم کا پھل کب خراب ہوتا ہے؟

بردم و بر چاپلوں فلتے
ایک فلاح کے فریب اور چاپلوسی پر
آخرآں خیمہ است بس و اہی طناب
یقیناً وہ خیمہ کمزور رسیوں والا ہے
راہ نتواند دیدن رہر وال
رات چلنے والے راستہ نہیں دیکھ سکتے ہیں
ہر دو اندر بے وفائی یک دل اند
بے وفائی میں دونوں ہم رائے ہیں
گرچہ رو آرد بتوآں روقفاست
اگرچہ وہ تیری طرف رخ کرے وہ چہرہ گندے ہے
تا ابد در عہدو پیمان مستمر
ہمیشہ کے لئے عہد اور پیمان پر قائم ہیں
معجزات از ہمدگر کے بستند
آپس میں ایک دوسرے کے معجزے کب چھینتے ہیں؟
شادی عقبی نگرود اندہاں
آخرت کی خوشی تم نہیں بنتی ہے

۱ عدل۔ شعر قسمت کیا ہر چیز کو
قسام اول لے جو شخص کہ جس چیز
کے قابل نظر آیا اس عجب اس تقسیم
میں کسی پر جرحی نہ ہو اور کسی پر ظلم نہ
ہو۔ پشیمانی۔ اپنی صلاحیت کے
اعتبار سے جب انسان برا کام کرتا
ہے تو اس کو شرمندگی ہوتی ہے۔ اگر
خبر ہو تو پھر کام پر شرمندگی نہ ہوتی
چاہے نگہبانی۔ ظالم مظلوم کا
نگہبان نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر
بندے کا نگہبان ہے مدق دیتا ہے
صحبت دیتا ہے روز۔ اب اس
مضمون کو ختم کر دینا چاہیے بہت
وقت گزر گیا اور مضمون ناقص رہا۔
حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب اور بار
خداوندی میں آتا جاتا ہو اپنی حالت کو
مد نظر رکھو۔

۲ خطاب۔ جن لوگوں کو من
جانب اللہ غذا حاصل ہوتی ہے ان
کے بالقابل گروہ کا تذکرہ شروع کیا
ہے۔ اعتماد و الثقہ۔ مضبوط
بھروسہ۔ فلتے۔ یعنی بھولتی شیخ۔
جب۔ پانی کا لمبہ۔ طناب۔ خیمہ کا
رستہ۔ مکاری۔ یعنی مکاری کی
مکاری بجلی کی کوند ہے جس کے ذریعہ
رات طے نہیں کیا جاسکتا۔ بے
حاصل۔ بے نتیجہ پکار

۳ زاوۃ دنیا۔ یعنی دنیا دار۔
زواس کا رخ بھی گدھی کی طرح
ہے۔ زہر۔ نیکی۔ مستمر۔ دائم۔ دو
پیغمبر۔ اہل اللہ میں کسی باہمی مخالفت
نہیں ہوتی۔ صد ایک دوسرے کا مال
یعنی معجزے نہیں چھینتے ہیں۔ کے
شود۔ عالم آخرت کی نعمتیں ناقابل
زوال ہیں اور اس کی خوشی بھی تم سے
تبدیل نہیں ہوتی ہے۔

اُو دنی و قبلہ گاہ اُو دنی ست
 وہ کینہ ہے اور اس کا قبلہ گاہ بھی کینہ ہے
 مُردہ را در خور بُود گور و کفن
 گور و کفن مردے کے لئے مناسب ہوتا ہے
 قبلہ اش دنیا ست اورا مُردہ داں
 اس کا قبلہ دنیا ہے اس کو مردہ کچھ
 شد ز خاک مُردہ زندہ پدید
 مردہ خاک سے زندہ پیدا ہو گیا
 تو بدایاں گلگو نہ طاب بقاش
 اس کی عمر وہاں ہو کے فانی سے
 تاب خورشیدے کہ آں اقبل نشد
 اس سورج کی جمع چاہ جو کبھی غروب نہیں ہوتا ہے
 قوم فرعون اندرا نجل چوں آب نیل
 فرعون کی قوم میں موت ہر پائے نیل کی طرح ہے
 گرچہ خلتاں را گشد گردن کشاں
 اگرچہ لوگوں کو زبردستی کھینچتے ہیں
 مرگ چوبے داں کہ آں شد اژدہا
 موت کو وہ عصا سمجھ جو اژدہا بنا
 یک جہاں بزرشب بد آں راج خور
 ایک دیارات سے بھری تھی جس کو صبح نے نکل لیا
 بل ہماں سماں ست کو بودہ است پیش
 بلکہ اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا
 ذات را افزونی و آفات نے
 ذات کے لئے بڑھانے اور گھٹانے نہیں ہے

نفس ابے عہد ست دل دوستی ست
 نفس بے وفا ہے اس لئے گردن زدنی ہے
 نفسہا را الاق ست اس انجمن
 نفسوں کے لئے یہ انجمن مناسب ہے
 نفس اگرچہ زیرک ست و خردہ داں
 نفس اگرچہ ذہین اور نکتہ داں ہے
 آب و جی حق بدیں مُردہ رسید
 اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا
 تا نیاید جی زو غرہ مباح
 جب تک اللہ تعالیٰ کا الہام نہ آئے اس سے دھوکہ نہ کھا
 بانگ وصیتے جو کہ آں حامل نشد
 وہ آواز اور شہرہ چاہ جو کبھی گنہام نہ ہو
 آں ہنر ہائے دقیق و قال و قیل
 ہازک ہنر اور قیل و قال
 رونق و طاق و طرب و سحر شاں
 ان کی رونق اور شان و شوکت اور جاودہ
 سحر ہائے ساحراں داں جملہ را
 سب کو جاودہ گردن کے پہلو سمجھ
 جادو سے یہارا ہمہ یک لقمہ کرد
 اس نے ان سب جادوں کو ایک لقمہ بنا لیا
 نور ازاں خوردن نشد افزون و بیش
 اس کھانے سے نور افزوں اور زیادہ نہ ہوا
 در اثر افزوں شدہ در ذات نے
 اثر میں اضافہ ہوا ذات میں نہیں

۱۔ نفس۔ دنیا دار نفس کے تابع
 ہیں اور وہ بے وفا ہے لہذا دنیا دار بھی
 بے وفا ہیں۔ قبلہ گاہ۔ نفس کا قبلہ گاہ
 نش و تجور ہے دنی۔ کینہ۔ گور
 کفن۔ دنیا کا وہ حلقہ جس میں ذکر و
 فکر نہ ہو قبر ہے۔ نفس۔ دنیا دار خود کتنا
 ہی ذہین ہو جب وہ آخرت سے
 غافل ہے مردہ ہے۔ آب و جی۔
 دنیا دار کو جب کبھی ہدایت میسر آتی
 ہے تو یہ سمجھو کہ مردہ زندہ ہو گیا ہے۔
 ۲۔ تا نیاید۔ نفس انسان کو دھوکہ دے
 جتا کرتا ہے اور یقین دلاتا رہتا ہے کہ
 عمر دراز سے آئندہ نیکی کرنے کا موقع
 سے فی الحال دنیا کے مزے اڑا لو۔
 گلگون۔ غار۔ بانگ۔ وہ آواز تلاش
 کر جو کبھی گنہام نہ ہو اور نور حاصل کر
 جس کے لئے غروب ہو جاتا نہیں
 ہے اور وہ اہل حق کے پاس ہے۔ آں
 ہنر ہائے۔ دنیا کے تمام ہنر اور بحث و
 مباحث ہنر اور فرعون کی قوم کے ہیں اور
 ان کے لئے موت ہنر لایا گیا ہے
 کے۔ رونق۔ اس دنیا کی رونق اور
 شان و شوکت اگرچہ انسان کو اپنی
 طرف کھینچتی ہے لیکن موت ان کے
 لئے حضرت موسیٰ کی لاشی سمجھو جس
 نے جاودہ گردن کی جاودہ گردی کو نکل لیا
 تھا۔
 ۳۔ جادو یہاں اسی طرح موت ان
 تمام ہنر مندوں کو نکل جائے گی۔
 یک جہاں۔ حضرت موسیٰ کے اس
 پیچھے سے دنیا کی تاریکی چھٹ گئی
 تھی اور نور خداوندی اس تاریکی کو نکل
 گیا تھا۔ نور۔ خدا کے اس نور مطلق
 میں اس تاریکی کو نکل جانے سے کوئی
 اضافہ نہ ہوا وہ پہلے ہی کامل و مکمل تھا
 تا سو دنیا کا ایمان لاتا خدا کی خدائی میں
 اضافہ نہیں کر سکتا۔



حق زایجاد جہاں افزوں نشد
دنیا کے پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ میں اضافہ نہیں ہوا
لیک! افزوں شد اثر زایجاد خلق
دنیا کو پیدا کرنے سے نشان میں اضافہ ہوا
شد فرونی اثر اظہار او
نشان کی زیادتی اس ذات کا اظہار ہوئی
ہست افزونی ہر ذاتے وسیل
ہر ذات میں زیادتی وسیل ہے
نگتہ شد باریک ایجاے رفیق
اے دست اس مقام پر نگتہ باریک ہو گیا

انچہ اول آں نبود اکنوں نشد
جو کچھ پہلے نہ تھا اب بھی نہ ہوا
درمیان اس دو افزونیست فرق
ان دونوں اضافوں میں فرق ہے
تا پدید آید صفات و کار او
تاکہ اس کی صفت اور صنعت کا ظہور ہو
گو بود حادث بعاجتا علیل
کہ وہ حادث ہے اور علتوں کی وجہ سے ہوا ہے
لیک بشنو تو مقالات دقیق
لیکن تو باریک باتیں سنتا رہ

ایک۔ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے
اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اس کے
پہچانے میں نشانوں میں اضافہ ہو
جائے۔ کُنْتُ كُنْزًا مَخْبِيًا
فَأَخْبَيْتُ لَنْ أَعْرِفَ فَخَلَقْتُ
الْمَخْلُوقِ فِيهِ كُنْزًا مَخْبِيًا
نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تب میں
نے مخلوق پیدا کی۔ شاین دو۔ ذات
اور نشانوں کے اضافہ میں فرق ہے۔
ہست۔ کسی ذات میں اضافہ اس کی
وسیل ہے کہ پہلے وہ ناموس تھی ذات
قدیم حدوث اور نقصان سے بالا
سے نکلتے۔ اگرچہ یہ مضمون دقیق
ہے لیکن تو سنتا رہ اللہ سمجھنے کی توفیق
دے گا۔

مع تفسیر۔ اس سے یہ بھمایا ہے
کہ معارف اور حقائق کے نکتے اللہ کی
توفیق سے ہی سمجھ میں آتے ہیں۔
گفت موی۔ حضرت موی کے
ذرنے کی وجہ جلا گروں یا سانپوں کا
خوف نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ لوگ معجزے
اور جادو میں فرق نہ کر سکیں گے۔ گفت
حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل حل فرما
دی اسی طرح اللہ تعالیٰ مارف سمجھنے کی
مشکلات کو حل فرما دیتا ہے۔
معجزات۔ عصا اور پیر بیضا کے
معجزے اور جادو میں فرق سمجھا دوں
گا۔

مع دیدہ ششم۔ مومنین کے ایمان
میں اضافہ کر دوں گا اشیاء ایمان سے
محروم رہے گے۔ گرچہ ان ساحروں
کا جوش و خروش سب کا نور ہو جائے گا
اور طلب تمہارا ہوگا۔ نو۔ مولانا فرماتے
ہیں اس دور میں جادو گری بہت زیادہ
باعث فخر تھی۔ لیکن عصا کے معجزے
کے بعد وہ حقیر اور ذلیل ہو گئی۔

تفسیر ۲ آیہ فَاوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى قُلْنَا لَا تَخَفْ

پس موی اپنے دل میں ڈرتے ہوئے کہہ تو نہ ڈر

انگ انت الاعلیٰ

یقیناً تو اعلیٰ ہے آیت کی تفسیر

چہ کنم کایں خلق را تمیز نیست
میں کیا کروں ان میں تمیز نہیں ہے
عقل بے تمیز را بنا کنم
بے تمیز عقل کو بصورت اسے دوں گا
عقل را در دیدش فاخر کنم
عقل کو ان کے دیکھنے میں قابل فخر بنا دوں گا
کور سازم جاہل نا چیز را
ناچیز جاہل کو اندھا بنا دوں گا
موسیا تو غالب آئی لا تخف
اے موی! تم غالب آؤ گے خوف نہ کرو
چوں عصا شد مار آنها گشت عار
جب لاشی سانپ بنی وہ ذات بن گیا

گفت موی سحر ہم حیراں کنے ست
حضرت موی نے کہا جادو بھی حیران کن ہے
گفت حق تمیز را پیدا کنم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمیز پیدا کر دوں گا
چونکہ معجزات را ظاہر کنم
جب تمہارے معجزوں کو ظاہر کر دوں گا
دیدہ مع عقل بے تمیز را
بے تمیز عقل کو دیکھائی بخش دوں گا
گرچہ چوں دریا برآوردند کف
اگرچہ وہ دریا کی طرح جھاگ نکال رہے ہیں
بود اندر عہد خود سحر افتخار
جادو اپنے زمانہ میں باعث فخر تھا

ہر اے کے را دعویٰ حسن و نمک
ہر شخص کو حسن اور ملاحت کا دعویٰ ہے

سحر رفت و معجز موکی گذشت
جلاد چلا گیا اور حضرت موکی کا تجڑہ بھی گذر گیا

بانگ طشت سحر جو لعنت نماوند
جلاد کے طشت کی آواز لعنت کے سوانہ رہی

چوں محک پنہاں شد است از مر دوزان
جب مردوں زن سے کسوٹی چھپ گئی ہے

وقت است محک چوں غائب است
تیرے لئے شیخی بگھدنے کا وقت جبکہ کسوٹی غائب ہے

ہر دم عزت و نازے در فرزند
ہر وقت تیری عزت اور ناز میں اضافہ ہوا

قلب می گوید ز نخوت ہر دم
کھٹا تکبر سے ہر وقت مجھ سے کہتا ہے

زر ہی گوید بے اے خوبہ تاش
سونا کہتا ہے ہاں اے دست!

مرگ تن ہدیہ است بر اصحاب راز
جسم کی موت اور دانوں کا تخت ہے

قلب اگر در خویش آخر میں بدے
کھٹا اگر اپنا انجام میں ہوتا

چوں شدے اول سیہ اندر لقا
اگر شروع میں سیہ رہ ہو جانا ملاقات کے وقت

کیمیائے فصل را طالب بدے
بزرگی کی کیمیا کا طالب ہوتا

سنگ مرگ آمد نمکها را محک
موت کا پتھر ملاحتوں کی کسوٹی سے

ہر دو را از بام بود افتاد طشت
دونوں وجود میں مشہور ہو گئے

بانگ طشت دین بجز زفعت نماوند
دین کے طشت کی آواز بلندی کے سوانہ رہی

در صفا قلب اکنون لافذان
اے کھوٹے! میدان میں آ جا اب شیخی بگھد

می برندت از غریزی دست و دست
تھے لوگ عزت سے ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں

چوں محک آمد چرا گشتی کبود
جب کسوٹی آ گئی تو کالا کیوں نظر گیا؟

اے زر خالص من از تو کے دم
اے خالص سونے میں تجھ سے گھٹیا کب ہوں؟

لیک می آید محک آمادہ باش
لیکن کسوٹی آ رہی ہے تیار ہو جا

زر خالص را چه نقصان سل گاز
خالص سونے کا گھاتی سے کیا نقصان

آں سیہ کا خرشد او اول شدے
جو سیہ روئی آخر میں ہوئی شروع میں ہو جاتی

دور بودے از نفاق و از شقا
نفاق اور بدختی سے دور ہو جاتا

عقل او بر زرق او غلب بدے
اس کی عقل اس کے سکر پر غالب ہوتی

۱۔ ہر کے۔ ہر زمانہ میں ایک ہنر باعث فخر رہا ہے لیکن معجزے کے سامنے وہ ماند پڑ گیا ہے۔ حضرت سحر کے دور میں طب جوان کے دم کرنے کے معجزے سے ماند پڑی حضور کے دور میں فصاحت و بلاغت جو قرآن سے ماند پڑ گئی۔ بود۔ وجود۔ طشت۔ طشت از بام افتادن مشہور ہو جاتا۔ بانگ۔ جاہو کرنی کی شہرت بصورت لعنت اور معجزے کی شہرت بصورت زفعت و بلندی باقی ہے۔ محکم۔ کسوٹی۔ قلب کھٹا۔

۲۔ ہر دم۔ کھوٹے کی رونق اسی وقت تک رہتی ہے جب تک کسوٹی نہ ہو کسوٹی کے بعد وہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ یہی حال معجزوں کے مقابلہ میں ان ہنر مندوں کا ہوا۔ قلب۔ جب کسوٹی نہ ہو تو کھوٹا کھرے کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔ خوبہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام باہی خوبہ تاش کہلاتے ہیں۔

۳۔ مرگ تن۔ انبیاء اور اولیاء کے موت ان کے لئے اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ گاز۔ گھاتی۔ سنا کی سونا کترے کی پینچی۔ قلب۔ بدکار جو آخرت میں ندامت اٹھائے گا اگر وہ عاقبت میں ہوتا تو زندگی میں گناہوں پر ندامت کا اظہار کرتا۔ چوں خدے۔ اگر گناہ گار اپنے گناہوں پر زندگی میں توبہ ہو جاتا تو آخرت میں نفاق اور بدختی سے نجات پا جاتا۔ فصل۔ یعنی توبہ کر کے اللہ کی رحمت کا امیدوار بن جاتا۔



چوں اشکت دل شد حاصل خویش

جب وہ اپنی حالت پر رنجیدہ ہو

عاقبت را دید او اشکت شد

اس نے انجام کو دیکھا اور شکست دل ہو

فصل مہبا را سوی اکسیر راند

اللہ کے فضل نے تانے کو کیمیا کی جانب روانہ کر دیا

اے زر اندودہ مکن دعویٰ ہمیں

اے ملع شدہ! دعویٰ نہ کر دیکھ

نور محشر چشم شاں بیٹا گند

قیامت کا نور ان کی آنکھوں کو جینا کر دے گا

بگر آتہارا کہ آخر دیدہ اند

ان کو دیکھ لے جنہوں نے آخرت کو مد نظر رکھا ہے

منگر آتہارا کہ حالی دیدہ اند

ان کو دیکھ کہ جنہوں نے موجود کو دیکھا ہے

پیش حال ہیں کہ زہل مست و شک

موجود کو دیکھنے والے کے لئے جو تامل اور شک میں ہے

صح کاذب صد ہزاراں کارواں

صح کاذب نے لاکھوں قافلوں کو

صح صادق را طالب گن اے عزیز

اے پیدے! صح صادق کو طلب کر

نیست نقدے کش غلط انداز نیست

کوئی کم نہیں ہے جس کے لئے غلطی میں مبتلا کرنے والا نہ ہو

باز رو سوی غلام و کتبش

غلام اور اس کے رقعہ لکھنے کی طرف واپس چل

جدہ اشکتگاں دیدے بہ پیش

دل ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والا سامنے دیکھ لیتا

از شکستہ بند دردم بستہ شد

ٹوٹنے کو جوڑنے والے کی طرف تورا جڑ گیا

آں زر اندود از کرم محروم ماند

وہ ملع شدہ کرم سے محروم ہو گیا

کہ نماند مشتری اعیٰ چہنیں

کہ تیرا خرید ہمیشہ ایسا اندھا نہ رہے گا

چشم بندی خرا رسوا گند

تیری نظر بندی کو رسوا کر دے گا

حسرت جانہا و رشک دیدہ اند

بہانوں کے لئے حسرت کا ٹھکانا ہے رشک ہے

سیر فاسد ز اصل سیر بیریدہ اند

فاسد از اصل راز سے کتر لیا ہے

صح صادق صح کاذب ہر دو یک

صح صادق اور صح کاذب دونوں ایک ہیں

داد برباد ہلاکت اے جواں

اے جوان! ہلاکت سے برباد کیا ہے

تاز صدق او شوی صاحب تمیز

تاکہ تو اس کی سچائی کے ذریعہ تمیز دار بن جائے

ولے آل جاں کش محک و گازیست

اس جان پر سمیت ہے جس کے پاس کوئی اور گائی نہیں ہے

کوسوی شہ می نویسد نامہ خوش

کہ وہ عجیب رقعہ شہ کو لکھتا ہے

زجر کردن مدعی را از دعویٰ و امر کردن او را بمتلاعت انبیاء و اولیاء

جھوٹے مدعی کو دعوے سے باز رکھنا اور انبیاء اور اولیاء کی پیروی کا حکم دینا

۱۔ چوں شکست۔ جب انسان اپنے گناہوں پر نام ہوتا ہے تو رحمت خداوندی اس کی دل خشکی کو رفع کر دیتی ہے عاقبت۔ جس نے آخرت کو پیش نظر کر لیا رحمت خداوندی اس کی دشگیری کرتی ہے مہبا۔ وہ لوگ جو گنہگار ہیں۔ اکسیر۔ یعنی مغفرت۔ زراندود۔ منافق، بھلائی شیخ۔

۲۔ اے زراندود۔ بھلائی شیخ کو خطاب ہے کہ تیرے مرید ہمیشہ ایسے ہی اندھے نہ رہے گے کہ تیری حقیقت کو نہ سمجھ سکیں۔ چشم بندی۔ نظر بندی۔ بگر۔ تو ان لوگوں کے رتبہ جنہوں نے آخرت کا دھیان رکھا عوام کی جان اور آنکھ کے لئے باعث رشک ہیں۔ منگر۔ ان بھلائی پیروں کی طرف نہ دیکھ انہوں نے اصلی معارف میں سے کچھ چیزیں کتر لی ہیں جن سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔

۳۔ صح پیش حالی ہیں۔ دنیا دار کو جھوٹے شیخ اور سچے شیخ میں فرق نظر نہیں آتا ہے صح کاذب۔ قافلہ گر صح کاذب کو صح صادق سمجھ کر چل پڑتا ہے تلافی جاتا ہے اسی طرح جھوٹے شیخ کی پیروی سے انسان تلو ہوتا ہے صح صادق۔ سچے شیخ کے اتباع سے صح نظر حاصل ہوتی ہے نیست۔ دنیا میں ہر گھری چیز کی صورت میں ایک کھولی چیز ہوتی ہے جس میں امتیاز کی صلاحیت نہ ہو اس کی تباہی ہے زجر کردن۔ جھوٹے شیوخ کے لئے تنبیہ کہ وہ انبیاء اور اولیاء کی پیروی کریں۔

۱۔ یوسلیم۔ یعنی مسیلمہ کذاب جس نے زیادہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ اس کے پیرو بن گئے جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں حضرت وحشؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اول۔ یعنی ابتدائی زمانہ میں چند آدمیوں کا گرویدہ ہو جانا۔ آخر بدلت کے ساتھ مارا گیا۔ اس قلابدوزی نبوت اور رسالتی کا دعویٰ چھوڑ کر کسی بھلے کی پیروی کر اور اس شمع کو پیشرو بنالے حرص جمع۔ یعنی دنیا کا مال جمع کرنے کا لالچ۔

۲۔ شمع۔ وہ سچا آدمی یا نیک نامی کرے گا اور تجھے بتائے گا کہ اس طرف تہائی ہے اور اس طرف نجات ہے۔ گرنخواستی۔ بھلوں کی صحبت لا محالہ مفید نہ ہو۔ بھلے برے میں امتیاز پیدا کر دیتی ہے۔ گرچہ ان جہوں نے شیوخ نے سچے شیوخ کی باتیں سن لی ہیں لیکن حقیقت سے محروم ہیں اگر کوئی بددہ کی بولی سیکھے گی تو اس کے پاس وہ ہر سلسلہ کی کہیں سے گروہ پیغام کہیں ہے جو بددہ نے بلیقیں کو سہا میں جا کر دیا تھا۔ قضا۔ ایک خوش آواز پرندہ جو قضا قضا بولا کرتا ہے اور آواز بدلتا نہیں۔ یہ جانور نکھر کھاتا ہے اس لئے اس کو سنگ خواہ کہتے ہیں۔

۳۔ بانگ۔ حقیقی پروں سے اڑنے والے اور فرضی پر لگانے والے میں امتیاز کرنا چاہیے شاہی تاج اور بددہ کے تاج میں فرق ضروری ہے۔ بے حیالیں۔ ان جہوں نے شیوخ نے بزرگوں کی کچھ باتیں سیکھ لی ہیں جن کے ذریعہ عوام کو پھنساتے ہیں۔ ہر بلاکت پہلی استوں پر بلاکت اسی وجہ سے آئی کہ انہوں نے سچ رہنا اور غلط رہنا میں امتیاز نہ کیا۔ اور اللہ نے ان کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن

یوسلیم نے گفت من خود احمد مسیلمہ کذاب بولا میں خود جہنم ہوں یوسلیم را بگو کم گن بطر مسیلمہ کذاب اسے کہہ دے کہ اگر نہیں

اس قلابدوزی ممکن از حرص جمع ہوت جمع کرنے کے لالچ سے رہنمائی اختیار نہ کر شمع ۲ مقصد را نماید ہنچو ماہ شمع مقصد کو چاند کی طرح روشن کر دیتی ہے

گر گنخواستی یا نخواستی یا چراغ غولہ تو چاہے یا نہ چاہے چراغ کے ہوتے ہوئے

گرچہ اس زافاں و غل افر و خند اگرچہ ان کوئی نے نکر کا چراغ روشن کیا ہے

بانگ بددہ گریا موزد قطا کوئی اگر بددہ کی بولی سیکھے لے

بانگ ۳ پر رستہ ز پر بستہ بدال کلموں پہ کی آواز کو بند ہے وہ پہ کی آواز سے بچنے لے

حرف در ویشاں و نکتہ عارفاں فقیروں کے لفظ اور عارفوں کے نکتے

ہر ہلاک اُمت پیشیں کہ بود پہلی استوں کی جو تہائی ہوتی

دین احمد را بفسن برہسم زوم میں نے احمد کے دین کو تدبیر کے ذریعہ جہنم کر دیا

عزہ اول مشو آخر نگر ابتدا سے ہو کر نہ کہا انجام کو رکھ

پس روی گن تاروی در پیش شمع اجاز کر تاکہ تو شمع کے آگے چلے

کاس طرف دانہ است یا خود و امر گاہ کہ اس جانب نہ ہے یا جاں کی جگہ دیدہ گرد و نقش باز و نقش زانغ ہار کی صورت اور کوئے کی صورت نظر آ جاتی ہے

بانگ بازان سفید آموختند سفید بازوں کی بولی سیکھے گی ہے

راز بددہ گلو و پیغام سبا بددہ کا راز اور سبا کا پیغام کہیں ہے

تاج شاہاں راز تاج بددہاں شاہوں کے تاج کو بددہ کے تاج سے ممتاز کر لے

بستہ اندا اس بے حیالیں بر زباں ان بے حیالیوں نے زبان پر بانٹ لئے ہیں

زانکہ جنڈل را گماں برؤند عود اس لئے ہوئی کہ جنڈل پتھر کو انہوں نے اگر سمجھا

نیک حرص و آز کور و کر گند لیکن حرص اور لالچ اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے

کوری حرص ست کاں معذور نیست لالچ کا اندھا پن ہے جو باعث عذر نہیں ہے

ان کی حرص اور طمع نے ان کو اندھا اور بہرا بنا دیا تھا۔ کوری اگر حقیقی اندھا ہو تو اللہ کی رحمت اس کی دیکھیری کرتی ہے اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اس کی معذوری ناممکن معافی ہے۔

چار میخ اشہ زرحمت دور نے
بادشاہ کی سزا شفقت سے نہ نہیں ہے
ماہیا آخر نگو بنگر بہ شست
اے مچلی! کانے کو اچھی طرح دیکھ لے
باد و دیدہ اول و آخر ہمیں
دونوں آنکھوں سے لول اور آخر کو دیکھ لے
اعور آں باشد کہ حالی دید و بس
کانہ وہ ہے جو صرف موجود کو دیکھے
چوں ۲ دو چشم گاو در جرم تلف
تیل کی دونوں آنکھیں پھوز دینے کی سزا میں
لصف قیمت ارزد آں دو چشم او
اس کی وہ دونوں آنکھیں اسی قیمت کے لائق ہیں
در کنی ۳ یک چشم آدم زادہ
اگر تو انسان کی ایک آنکھ ٹھل دے
زانکہ چشم آدمی تنہا بخود
کیونکہ انسان کی ایک آنکھ اکیلی خود
چشم خرچوں اولش بے آخرست
گدھ کی آنکھ آواز چونکہ بغیر انجام کے کہنے کے ہے
ایں سخن پایاں ندارد آں خفیف
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ بے عمل

چار میخ حاسدی مغفور نے
حسد کی سزا معافی کے قابل نہیں ہے
بد گلوئی چشم آخر بیت بست
خلق کی برائی نے تیری انجام کو کیسے علی آنکھ بند کر دی ہے
ہیں مباحش اعور چو ابلیس لعین
خبردار! ملعون شیطان کی طرح کانہ نہ بن
چوں بہائم بیخبر از پیش و پس
جانوروں کی طرح آگے اور پیچھے سے بے خبر ہو
ہمچو یک چشم ست کش نبود شرف
انسان کی ایک آنکھ کی طرح ہیں کیونکہ میں شرف نہیں ہے
کہ دو چشمش راست مسند چشم تو
کیونکہ اس کی دونوں آنکھوں کا سہارا تیری آنکھ ہے
لصف قیمت لازم ست از جادہ
مذہب کی رو سے اسی قیمت لازم ہے
بے دو چشم یار کارے می گند
پد کی دو آنکھوں کے بغیر کام کرتی ہے
گر دو چشمش بست حکمش اعورست
اگرچہ اس کی دونوں آنکھیں ہیں لیکن کانے کے حکم میں ہے
می نوسد رقعہ در طمع رعیف
دہنی کے لالچ میں رقعہ کھ رہا ہے

بقیہ قصہ آں نوشتن غلام را بطلب اجرے
بہزی کی طلب میں غلام کے رقعہ لکھنے کے قصہ کا بقیہ

رفت پیش از نامہ پیش مطہنی
کے بخیل از مطہنی شاہ سخی
وہ رقعہ لکھنے سے پہلے داروغہ مطہنی کے پاس آیا
کر اے سخی بادشاہ کے مطہنی سے بخل نہ کرنا!



۱۔ چار میخ۔ جس کو سزا دی جاتی تھی
اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کیلوں سے
بجکڑ دینے جاتے تھے۔ حاسدی۔
انسان خود اپنے حسد کی وجہ سے سزا اور
تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی معافی
نہیں ہوتی۔ بد گلوئی۔ یعنی خلق کی
بری عادتیں باوجود دیدہ اللہ نے وہ
آنکھیں اس لئے دی ہیں کہ انسان
آغاز اور انجام دونوں کو دیکھے جو صرف
دنیا پر نظر رکھو گویا ایک آنکھ ہلا ہے۔
چوں بہائم۔ جانور اپنے انجام سے بے
خبر رہتا ہے گویا وہ ایک آنکھ ہلا ہے۔
۲۔ چوں دو چشم۔ انسان اشعار میں یہ
بتانا مقصود ہے کہ انسان کی ایک آنکھ کو
حیوانات کی آنکھ پر فضیلت ہے اور اس
کی جہ انسان کی انجام میں ہے۔
آنکھوں کی ہلاک کرنے کی صورت
میں حیوان کی دونوں آنکھوں کا تباہ ہونا
ہے جو انسان کی ایک آنکھ کا تباہ ہونا ہے
لصف قیمت۔ اگر جانور کی دونوں
آنکھیں پھوڑ دیں تو اس جانور کی
لصف قیمت کا تباہ دینا ہوگا کیونکہ
حیوان کی دو آنکھیں اپنا کام کرنے
میں انسان کی ایک آنکھ کی محتاج ہیں لہذا
آنکھ کا پورا نفع اسکو جادہ آنکھوں سے
پہچانتا ہے۔ حتیٰ خود اس کی دو آنکھوں اور
انسان کی دو آنکھوں سے تو اس کی دو
آنکھیں پھوڑنے میں گویا آنکھوں کی
منفعت کا نصف حصہ ضائع کیا ہے۔
۳۔ رعیف۔ انسان وہ آنکھوں سے
پورا نفع حاصل کرتا ہے اور اس کی ایک
آنکھ پھوڑنا گویا آنکھ کا نصف دینت
ضائع کرتا ہے لہذا اس کو نصف چھوڑ
دینا ہوگا۔ جادو۔ یعنی رملہ شریعت۔ چشم
خر۔ گدھا چونکہ انجام میں نہیں ہے
لہذا اس کی دونوں آنکھیں بجز ایک
آنکھ کے ہیں اور وہ گویا کانہ ہے۔
مطہنی۔ یعنی خفیف عقل۔ رعیف۔
دہنی۔ یعنی داروغہ مطہنی۔

از جری ام آیدش اندر نظر
میری بڑی پر اس کو دین ہو
نے برائے نخل و نئے تنگی دست
نہ کہ نخل اور تنگدستی کی وجہ سے
پیش شہ خاک بہت ہم زر کہن
بادشاہ کے سامنے تو پرانا سونا بھی مٹی ہے
او ہمہ رد کرد از حرصے کہ داشت
اس نے اس حرص کی وجہ سے جوں میں تھی سب کو کھڑا
زد بے تشنوع و اوسودے نداشت
اس نے بہت لعن طعن کی کوئی فائدہ نہ ہوا
گفت نے کہ بندہ فرمانیم ما
اس نے کہا نہیں ہم حکم کے غلام ہیں
بر کماں کم زن کہ از بازوست تیر
کمان پر طعن زنی نہ کر تیر بازو سے چلا ہے
بر نبی کم نہ گنہ کال از خداست
نبی پر الزام نہ لہو وہ خدا کی جانب سے ہے
پیشتر بنگر یکے بکشی چشم
آگے کو دیکھو بڑا آنکھ کھول
سوی شہ نبوشت خشمیں رقعہ
طع سے بھرا خط بادشاہ کو لکھا
گوہر جوہ و سخائے شاہ سفت
بادشاہ کی بخشش اور سخاوت کے موتی پوائے
ور قضاے حاجات جو
ضرورت پورا کرنے میں ضرورتوں کی جستجو کرنے والا ہے
گف تو خنداں پیاپے خواں نہد
تیری ہنسی مسکرتی ہوئی ہے وہ پے خواں دیتی ہے

زور از ہوز ہمت او کایں اقدر
اس کی اور اس کی شان سے وہ ہے کہ اس قدر
گفت بہر مصلحت فرمودہ است
اس نے کہا مصلحت کی بنا پر حکم فرمایا ہے
گفت دلیزیست واللہ این سخن
اس نے کہا خدا کی قسم یہ بات باہری ہے
مطبخ وہ گونہ حجت بر فراشت
مطبخ کے داروغہ نے اس دلیلیں اٹھائیں
چوں خری کم آمدش در وقت چاشت
ناشت کے وقت جب اس کو کم خوراک ملی
گفت قاصد می کنید لہنا شما
اس نے کہا یہ سب کچھ تم تصدق کرتے ہو
اس مگیر از فرع این از اصل گیر
یہ شاخ کی جانب سے نہ سمجھو جڑ کی جانب سے کچھ
مراقبت اذ رقت ابتلاست
جبکہ تو نے پھینکا تو نے نہیں پھینکا آزمائش ہے
آب از سر تیرہ است اے خیرہ چشم
اے اندھا بانی اہل سے گدلا ہے
شد ز خشم و غم درون بقعدہ
غم و غصہ سے وہ گھر میں گیا
اندران رقعہ شکی شاہ گفت
اس نے اس رقعہ میں بادشاہ کی تعریف کی
کائے زبحر و ابر افزوں گفت تو
اسے کہ تیری ہنسی مسکرتی اور اس سے بڑی ہوئی ہے
زانکہ ابر انچہ دہد گریاں دہد
اس لئے کہ ابر جو کچھ دیتا ہے روئے ہوئے دیتا ہے

۱۔ کایں قدر۔ یہ کہ میری معمولی
وزی کی طرف اس کو دیکھنا ہو اور وہ
ن کے بارے میں کسی کرنے کا حکم
اسے دلیزی۔ یعنی بات باہر کے
دلوں کی جانب سے ہے زر کہن۔
پرانا سونا بہت خالص ہو جاتا ہے۔ وہ
گونہ۔ یعنی داروغہ مطبخ نے ہر چند
پھیلایا کہ تیری روزی شاہی حکم سے کم
کی گئی ہے لیکن اس نے ایک دلیل نہ
ملی۔ تشنوع۔ لعنت سلامت۔

۲۔ قاصد۔ یعنی ریتو نے اپنے ارادہ
سے کیا ہے۔ فرع۔ یعنی بادشاہ کا
عمل اصل۔ یعنی بادشاہ۔ برکماں۔
تیر اور کمان خود کام نہیں کرتے ہیں
چلانے والے کا بازو کام کرتا ہے۔
بارست۔ جنگ بدر میں آنحضرت نے
ایک مٹی مٹی پھینکی جس سے مخالف
سراسیمہ ہو گئے قرآن پاک نے اس
کے پھینکنے کی نسبت آپ کی طرف کی
اور پھر اس کی ٹٹی بھی کر دی اس لئے کہ
اس وقت آنحضرت کو انتہائی قرب
حاصل تھا ابتلاست۔ جو لوگ قرب
فرائض سے متوقف ہیں وہ حقیقتاً
مجاز کی بحث شروع کر دیتے ہیں۔
سر۔ یعنی چشم۔

۳۔ خد۔ مطبخ کے داروغہ سے
جھگڑنے کے بعد وہ غلام گھر میں گیا
اور بادشاہ کو پر خطاب خط لکھا۔ رقعہ۔
یعنی مکان۔ کاسے کر دے۔ وہ
قضاے حاجت یعنی لوگوں کی
ضروریات پوری کرنے کے لئے ان
کی ضروریات کی جستجو کرتا ہے
زانکہ ابر بادل یا خواستہ روا ہوا فیض
پہنچاتا ہے۔

ظہر رُقعہ اگرچہ مدح بود
 اگرچہ رقعہ بظاہر تعریف تھا
 زان ہمہ کار تو بے نورست وزشت
 اس لئے تیرے تمام کام بے رونق اور بھدے ہیں
 رونق کارِ خصال کسید شود
 کیسوں کے کام کی رونق کھوئی ہوتی ہے
 رونق دنیا بر آرد زو کساد
 دنیا کی رونق جلد کھوت ظاہر کر دیتی ہے
 خوش ۲ نگرود از مدیحی سینہا
 سینے تعریف سے خوش نہیں ہوتے ہیں
 اے دل از کین و کرامت پاک شو
 اے دل کین اور نفرت سے پاک ہو جا
 بر زباں الحمد و اکراہ دروں
 زبان پر تعریف اور اہل نفرت
 وانگہاں گفتہ خدا کہ ننگرم
 تب ہی خدا نے فرمایا ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہوں
 بوی اشم از مدح اثرہامی نمود
 غصہ کی بو تعریف میں سے آہل ظاہر کر رہی تھی
 کہ تو دُوری دور از نور سُرشت
 کیونکہ تو فطری نور سے بہت دور ہے
 ہچمو میوہ تازہ زو فاسد شود
 جس طرح تازہ پھل جلد بگڑ جاتا ہے
 زانکہ ہست از عالم و فساد
 کیونکہ وہ بنے اور بگڑنے والے جہان کی ہے
 چونکہ در مداح باشد کینہا
 جبکہ تعریف کرنے والے میں کینے ہوں
 وانگہاں الحمد خواں چالاک شو
 پھر تعریف کر لہ تیر ہو جا
 از زباں تلمیس باشد یا فسوں
 زبان کا تلمیس ہو گا یا سکر
 من بظاہر من بیاطن ناظرم
 ظاہر کو میں باطن کو دیکھنے والا ہوں

حکایت ۳ آل مداح کہ از جہت ناموس شکر ممدوح می کردو
 اس تعریف کرنے والے کی حکایت جو اور کی خاطر ممدوح کا شکر یہ کہ کرتا تھا اور اس
 بُوئے اند وہ وغم اندرون او از خلافت لبق او ظاہر می
 کے باطنی رنج و غم کی بو اس کی گند کی پانے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی
 نمود کہ آل شکہ ہا ہمہ لافست و دروغ
 کہ وہ تمام شکر بے حقیقی اور جھوٹ ہیں

آں یکے باذلق آمد از عراق
 ایک شخص عراق سے گدزی پہنے ہوئے آیا
 گفت آری بد فراق لا سفر
 گفت آری بہت مبارک اور خوشخبری دینے والا تھا
 باز پُر سیدند یاراں از فراق
 دوستوں نے جدائی کے دور کا حال دریافت کیا
 بود بر من بس مبارک مرشدہ ور
 میرے لئے بہت مبارک اور خوشخبری دینے والا تھا

۱. بوی اشم۔ یعنی اس خط میں الفاظ
 تو تعریف کے تھے لیکن ان میں سے
 غصہ کی بو آتی تھی۔ زان انسان کے
 اعمال اگر حسن نیت سے خالی ہوں تو
 بے رونق ہیں جیسے کہ اس غلام کی
 تعریف تھی۔ سُرشت۔ خلقت۔
 طینت۔ میوہ تازہ۔ تازہ پھل کو
 رطوبتیں جلد خراب کر دیتی ہیں۔ زو۔
 زود کا مخفف ہے۔

۲. خوش اگر دل میں عدالت ہو اور
 زبان پر تعریف ہو تو ایسی تعریف سے
 ممدوح خوش نہیں ہوتا ہے۔ اے
 دل۔ انسان دل کی صفائی کے ساتھ
 الحمد پڑھے اور تعریف کرے تو تیزی
 سے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔
 تلمیس۔ چہل تلمیس ڈھکا دینا

۳. حکایت۔ اس حکایت کا
 خلاصہ بھی یہی ہے کہ اس تعریف
 کرنے والے کی زبان پر تعریفی
 کلمات تھے دل شکر گزری سے خالی
 تھا۔ خلافت۔ کہنلی عراق۔ اس زمانہ
 میں وہاں خلاف تھا۔ فراق۔ یعنی وطن
 سے جدائی۔ مرشدہ۔ خوشخبری۔

کہ خلیفہ دادہ ذہ خلعت مرا
کیونکہ خلف نے اس شاہی جڑے مجھے عطا کئے
شکر باد حمد ہا برمی شمرد
شکرے اور تعریفیں شکر کرتا تھا
پس بگفتندش کہ احوال نرشد
تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرے خراب احوال
تن برہنہ سر برہنہ سوختہ
بدن نکا سر نکا جلا جلا
گو نشان شکر و حمد میر تو
تیرے امیر کے شکر اور تعریف کا نشان کہاں ہے؟
گر زبانت مدح آل شہ می تند
اگر تیری زبان اس بادشاہ کی تعریف کرتی ہے
در سخلی آل شہ و سلطان جوو
اس سخاوت کے بادشاہ اور سلطان کی بخشش میں
گفت من ایثار کردم آنچه داد
اس نے کہا جو کچھ اس نے دیا میں نے خیرات کر دیا
بستم جملہ عطایا از امیر
میں نے بادشاہ سے سب عطا لے لئے
مال وادم بستم مر دراز
میں نے مال دے کر دروازہ خرید لیا
پس بگفتندش مبارک مال رفت
تو انہوں نے کہا مبارک ہو مال چلا گیا
صد کرہنت در درون تو چو خار
تیرے اندر سیکڑوں ناگہریاں کانٹے کی طرح ہیں
کو نشان عشق و ایثار روضا
عشق اور ایثار اور رضا کا نشان کہاں ہے؟

۱۔ کہ قریش۔ خلیفہ کے لئے دعا
ہے شکر ہا۔ اس نے خلیفہ کا بے حد
شکر کیا اور تعریف کی۔ بگفتندش۔ لوگوں
نے اس سے کہا تیری خراب حالت
اس بات کی گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول
رہا ہے۔ تن برہنہ۔ تیرا ننگا بدن گواہی
دے رہا ہے کہ بادشاہ نے تجھے کوئی
خلعت نہیں دی ہے۔ سوختہ۔ یعنی
وہ پ سے۔ سر۔ یعنی خلیفہ بے
تو قر۔ بے عزت۔

۲۔ گر زبانت۔ یعنی اگرچہ تیری
زبان خلیفہ کی تعریف کر رہی ہے لیکن
تیرے ساتوں اعضاء اس خلیفہ کی
شکایت کر رہے ہیں۔ مرتر۔ تو ننگے
پاؤں اور ننگے بدن ہے اس عطا میں
جو تہ اور شلواری نہ تھی۔ ایثار۔ اپنی
ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو
ترجیح دینا۔ اعتقاد۔ دلجوئی۔ عمرہ۔
فقرا عمر کی مدداری کی دعا دیتے ہیں۔

۳۔ پس۔ لوگوں نے اس سے کہا
کہ مبارک ہو کہ دنیا کا فانی مال دے
کر عمرہ حاصل کر لی لیکن تیرے
دل میں دھوں کیوں اٹھ رہا ہے اور
شوہر کیوں ہے۔ صد کرہنت۔ جبکہ
دل میں ناگہریوں کی خلیش ہو اور غم تو
کسی خوشی کی نشانی کہاں ہوتی ہے۔
کو نشان عشق۔ اگر تو نے اللہ کی رضا
مندی اور عشق میں تمام مال خیرات کیا
ہے تو اس کا کوئی علامت تجھ میں لو پر
ظاہر ہونی چاہیے۔

کہ قریش! باد صد مدح و ثنا
خدا کرے سیکڑوں مدح و ثنا اس کی ساتھی نہیں
تا کہ شکر از حد و اندازہ بیرو
حتی کہ شکر حد اور اندازے سے بڑھا دیا
بر دروغ تو گواہی می دہند
تیرے جھوٹ پر گواہی دے رہے ہیں
شکر را وز دیدہ یا آموختہ
تو نے شکر کو چلا ہے یا سیکھا ہے
بر سرو بر پایی بے توقیر تو
تیرے بے توقیر سر اور پاؤں پر
ہفت اندامت شکایت میکند
تیرے ساتوں اعضاء شکایت کر رہے ہیں
مر ترا کفشے و شلواری نبود
تیرے لئے جوتا اور شلواری نہ تھی
میر تقصیرے مکرد از اعتقاد
بادشاہ نے دلجوئی میں کوئی کمی نہیں کی
بخشش کردم بر یتیم و بر فقیر
میں نے یتیم اور فقیر کو بخش دیئے
ور جزا زیرا کہ بوم پاکباز
بدلے میں کیونکہ میں پاکباز ہوں
چہست اندر باطنت اس دود و تفت
یہ دھوں اور شوہر تیرے اند کیسی ہے؟
کہ بود لذہ نشان ابتشار
غم بشارت حاصل کرنے کی نشانی کب ہوتا ہے؟
گر درست است آنچه گفتی ما مصی
اگر وہ قصہ سچا ہے جو تو نے سنایا ہے

خود گرفتہ ماں گم شد میل اگو
میں نے ہاتھ چلا آیا خیرات کرنے کا میلان کہا ہے؟
چشم تو گرہ سیاہ و جاں فزا
اگر تیری آنکھ کالی اور جانفزا تھی
گو نشان پاکبازی اے ترش
اے ترشوا پاکبازی کا نشان کہاں ہے؟
صد نشان باشد دروں ایثار را
ہاتھ میں ایثار کے سیکڑوں نشان ہوتے ہیں
مال در ایثار اگر گردد تلف
ایثار کرنے میں اگر مال ختم ہو جائے
در زمین حق زراعت کرونی
اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھیتی کرنا
گر نگر دو زرع جاں یک دانہ صد
اگر جان کی کھیتی میں ایک دانہ نہ نہیں
اصل ارض اللہ قلب عارفت
اللہ تعالیٰ کی زمین کی اصل عارف کا دل سے
گر نہ روید خوشہ از روضات ہو
اگر اللہ تعالیٰ کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو
چونکہ ایں ارض فنا ہے ریح نیست
جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیدوار کے نہیں ہے
ریح آل رانے حدونے حد بود
اس کی پیدوار کی حد و شمار نہیں ہے
حمد گفتی گو نشان حامدوں
تو نے تعریف کی تعریف کرنا لکھتے لکھتے
حمد عارف مر خدار راست است
عارف کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے درست ہے

سئل اگر بگذشت چلی سئل گو
سیلاب اگر گذر گیا ہے سیلاب کی جگہ کہاں ہے؟
گر نماند او جانفزا ارزق چرا
اگر وہ جانفزا نہیں رہی تو نیلی کیوں ہے؟
بوی لاف کڑ ہی آید خمش
بہرہ شنی کی بو آ رہی ہے چپ رہ
صد علامت ہست نیکو کارا
نیکو کار کی سیکڑوں علامتیں ہیں
در دروں صد زندگی آید خلف
جگہ میں ہاتھ میں سیکڑوں زندگیاں آ جاتی ہیں
گمہائے پاک وانگہ دخل نی
پاک و انگہ پھر پیدوار نہ ہو
حسن ارض اللہ واسع کے بود
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کی فضا وسیع کب نہا
لامکان ست و مدار فوق و پست
جو لامکان ہے اور بلندی و پستی نہیں رکھتا ہے
پس چه واسع باشد ارض اللہ بگو
تو بتا اللہ تعالیٰ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چوں بود ارض اللہ آں مستوسع است
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کا کیا حال ہوگا وہ بہت وسیع ہے
کمتریں دانہ وید ہ مقصد بود
معمولی دانہ والے تو سات سو ہو جائیں
نے بزونت ہست اثر نے اندروں
نہ تیرے اندر اثر سے نہ ہے
کہ گواہ حمد او شد پا و دست
کیونکہ ہاتھ پاؤں اس کی تعریف کے گواہ بن گئے ہیں

۱ میل۔ یعنی نیلی اور خیرات
کرنے کا رجحان اور خواہش۔ سئل۔
پانی بہ کر نکلتا ہے تو کچھ نشانات چھوڑ
جاتا ہے۔ چشم۔ آنکھوں کے کہ میری
آنکھیں سرگیں اور بہت حسین تھیں تو
اس کی آنکھوں میں نیلا ہٹ تو نہ ہونی
چاہیے۔ کونٹاں۔ چہرے کی ترشی ہونا
رہی ہے کہ پاکبازی کا دعویٰ کب
ہے۔ سد نشان۔ اس طبیعت میں ایثار
کا مادہ ہوتا ہے اور انسان کا لڑوایت ہونا
ہے تو اس کے سیکڑوں آثار ظاہر ہوتے
ہیں۔ خلف۔ ایثار اگر ہوتا ہے تو دل
میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ در زمین۔
اللہ کے راستہ میں انسان ایثار کرتے
اور نیک نسبت ہوتے ہیں اور آثار یقیناً
نمایاں ہوں گے۔ دخل۔ آمدنی
پیدوار۔

۲ اگر نگر دو۔ اگر اللہ کی زمین میں
ایک دانہ کے سونے آگے تو پھر اللہ کی
زمین کو وسیع کس اعتبار سے کہا جاسکتا
ہے۔ قلب۔ مومن کا دل اللہ کی
سر زمین ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ دنیا
کی فانی زمین جب پیدوار دیتی ہے تو
اللہ کی زمین میں کیسے پیدوار نہ سنی
اور دل میں نیکی کا بیج بونے سے اس
کے ثمرات کیسے ظاہر نہ ہوں گے۔

۳ ریح۔ پیدوار قرآن پاک میں
ہے۔ مثل الفتن یفتنون انوار اللہ
فی سبیل اللہ کمثل خبۃ قسٹ
نسب سنبل فی کل سنبلۃ مائتہ
خبۃ جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال
خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی
مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے
سات بائیس پیدوار ہوں اور ہر مال سے
۷۰ دانے۔ حمد عارف۔ عارف باللہ
جب اللہ کی تعریف کرتا ہے تو اس سے
اعضا ہاں کی تعریف دیتے ہیں۔

از چہ تار یک جسمش بر کشید
 اندرے کنوں سے اس کے جسم کو نکال لیا
 اطلس تقویٰ و نور مؤتلف
 تقویٰ کا اطلس اور مانوں نور
 وار ہیدہ ار جہان عاریہ
 چند روز دنیا سے وہ نجات پا گیا
 بر سریر برترے عالی ہمتش
 اس کی ہمت بلند رہے تخت پر ہے
 مقعد صدقیکہ صدیقان درو
 وہ سچائی کی ایسی نشانی ہے کہ صدیق اس میں
 حمد شام چوں حمد گلشن از بہار
 رات کی جگہ سے ان کی حمد گلشن کی حمد جیسی ہے
 بر بہارش چشمہ و نخل و گیاه
 اس کی رات پر چشمہ اور کھجور اور گھاس
 شہدے شاہد ہزاراں ہر طرف
 ہر جانب ہزاروں گولہ موجود ہیں
 بوی سیر بد بیاید از دامت
 تیرے سانس میں سے لہسن کی بدبو آتی ہے
 یوشنا سانسند حاذق در مصاف
 میدان جنگ میں ماہر 'بو سونگھنے والے ہیں
 تو ملاف از مشک کال بوی پیاز
 تو مشک کی گپ نہ مار کیونکہ پیاز کی بدبو
 گلشکر خوردم ہی گوئی و بوی
 تو کہتا ہے میں نے گلشکر کھلیا ہے اور بو
 ہست دل مانند خانہ کلاں
 دل بڑے تھم کے مشابہ ہے
 وز تگ زندان دنیا آس خرید
 اور دنیا کے قید خانہ کی گہرائی سے اس کو نجات دیدی
 آیت حمد است او را بر کتف
 اس کے کندھے پر تعریف کرنے کی نشانی ہے
 ساکن گلزار و عین جاریہ
 وہ بانچہ اور جدی چشمہ کا ساکن ہے
 مجلس و جاہ و مقام در تبتش
 وہ اس کی مجلس اور وجہ اور مقام اور مرتبہ ہے
 جملہ سر سبزند و شاد و تازہ رو
 سب خوشحال اور خوش اور تازہ رو ہیں
 صد نشانے دار و ضد گیر و دار
 سیکڑوں نشان اور سیکڑوں شان و شوکت رکھتی ہے
 واں گلستاں و نگارستاں گواہ
 اور وہ باغ اور نگار خانہ گاہ ہے
 در گواہی بچھو گوہر در صدف
 گواہی میں ایسے ہیں جیسے کہ صدف میں موتی
 وز سر و روتا بدائے لانی غمت
 اسے شخی خود سے اسر اور چہرے سے تیرا غم چکدہ ہے
 تو بجلدی ہائے وہو کم گن گزاف
 تو بہلدی کے نعروں سے شخی نہ مار
 از دم تو می گند مکشوف راز
 تیرے سانس سے راز ظاہر کر رہی ہے
 می زند از سیر کہ یا وہ لگوی
 بہن کی چھٹی سے 'بکھاس نہ کر
 خانہ دل را نہاں ہمسایگان
 دل کے گھر کے چھپے ہوئے بڑوسا ہیں

۱۔ از چہ۔ اس عارف کو اللہ کی
 تعریف اعلیٰ مدحت پر پہنچا رہتی ہے۔
 اطلس۔ اس کے اعضاء پر انوار و برکات
 رونما ہو جاتے ہیں۔ وار ہیدہ۔ یہ حمد
 اس عارف کو دنیا سے نجات دے کر
 جنتی بنا دیتی ہے عین جاریہ۔ جنت
 میں جاریہ نشانی ہے۔

۲۔ بر سریر برترے۔ قرآن پاک میں ہے۔
 ان الشقیق فی حنت و نہوہ فی
 مقعد صلیق عد ملک مقبلہ
 جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ جنت کے
 باغوں اور نہروں میں کچی عزت کی
 جگہ باہر شاہ قارہ کے مقرب ہوں
 گئے حمد گلشن۔ باغ کی حمد اس کی
 بہار ہے اور اس بہار کے گولہ اس کی
 بیہودہ اور تشدد غیر ہیں۔

۳۔ شہدے۔ پہلا شہدہ یعنی گولہ اور
 دوسرا شہدہ یعنی حاضر ہے۔ بوی سیر۔
 ان لوگوں نے عراق سے واپس آنے
 والے سے کہہ۔ حاذق۔ ماہر۔
 مصاف۔ میدان جنگ۔ جلدی۔
 بہادری۔ ہائے وہو۔ تھوہل۔ تو
 ملاف۔ جب منہ سے پیاز کی بو آ رہی
 ہو تو مشک کھانے کی جگہ نہ بگھڑانی
 چاہیے۔ مکشوف کھلا ہوا۔ گلشکر۔
 گلشکر۔ یہ لہسن۔

از اَشْكَافِ رُوزِن و دِیَوَارِهَا
 روشنی مان لہ دیووں کے شکاف سے
 از شِگافِی کہ نداند بچِج وَہِم
 اس شکاف سے جس کو کوئی وہم بھی نہیں جانتا ہے
 از نَبے بر خِوَال کہ دیو و قوم او
 قرآن میں پڑھ لے کہ شیطان لہ اس کی ذریت
 از رے کہ انس از اں آگاہ نیست
 اس راستے سے جس سے انسان واقف نہیں ہے
 در میانِ ناقداں زرقے متن
 پر کئے ہالوں میں مکالی نہ کر
 مر محک ۲ را رہ بود در نقد و قلب
 کسوٹی کے لئے کمرے کو کھونے میں رہ ہوتی ہے
 چوں شیاطین با غلیظیہای خویش
 جبکہ شیاطین اپنی گندگیوں کے بلوجو
 مسکے دارند دُز دیدہ دروں
 وہ باہن میں پوشیدہ راستہ رکھتے ہیں
 و مہدم خبط و زیاں شال میرسد
 ہر گھڑی خبا خور نقصان پہنچتا ہے
 و مہدم خبط و زیاںی می کنند
 ہر گھڑی خبا خور نقصان کرتے ہیں
 پس ۳ چرا جانہائے روشن در جہاں
 تو پھر روشن جائیں دنیا میں کیوں
 در سرایت کم تراز دیواں شدند
 کیا سرایت کرنے میں شیطانوں سے کم ہو گئیں
 دیو دز دانہ سوی گرووں رود
 شیطان چھوٹی کی طرح آسمان کی جانب جاتا ہے

مطلع گروند بر اسرار ہا
 رازوں سے واقف ہو جاتے ہیں
 صاحب خانہ ندارد بچِج سہم
 جس سے گھر والے کو کوئی خطرہ نہیں ہے
 می برند از حالِ انے خفیہ بو
 انسان کی حالت کو پوشیدہ طور پر سمجھ لیتی ہے
 زانکذیں محسوس و زیں اَشباہ نیست
 کیونکہ ان محسوسات لہ ان محسوسوں میں سے نہیں ہے
 با محک اے قلب دُول لافے مزین
 اے کہنے کھولنا کسوٹی سے محپ نہ کر
 کہ خدائش کرد امیر جسم و قلب
 کیونکہ خدا نے اس کو جسم لہ دل کا حاکم بنایا ہے
 واقف انداز بر ماو فکر و کیش
 ہمارے راز لہ فکر لہ غیب سے واقف ہیں
 ما ز دُز دیدہ ایثاں سرنگوں
 ہم ان کی چھوٹیوں کی وجہ سے گندھے ہیں
 رنج میں بلیند از اں جان و جسد
 اس سے روح لہ جسم تکلیف پاتا ہے
 صاحب نقب و شکاف روز مند
 وہ کھڑکی کے سوراخ لہ شکاف کے مالک ہیں
 بے خبر باشند از حالِ نہاں
 پوشیدہ حال سے بے خبر ہوں گی؟
 رُجہا کہ خیمہ بر گرووں زدند
 وہ روئیں جنہوں نے آسمان پر خیمہ لگایا ہے؟
 از شہابِ محرق او مطعوں شود
 جلانے والے شہاب سے اس پر نیزہ لگتا ہے

۱۔ از شکاف۔ دل کی کھڑکی کے
 شکاف سے وہ دل کے راز دیکھ لیتے
 ہیں۔ قرآن پاک میں ہے
 لَقَدْ يَرَانَهُمْ قَاتِلًا فَجَعَلْنَا لَهَا فِتْنَةً
 لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ بیشک وہ شیطان
 لہ اس کی ذریت تم کو دیکھتے رہتے
 ہیں جدھر سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم
 نے شیطانوں کو ان کا یار بنایا ہے جو
 ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ہے وہ
 راستہ انسان کو غیر محسوس ہے۔ اَشباہ۔
 امثال۔ دُول۔ کہینہ
 ۲۔ مر محک۔ یعنی لولیاہ اندازے
 کشف کے ذریعہ دل کے احوال
 معلوم کر لیتے ہیں۔ چوں شیاطین۔
 لولیاہ کے کشف کی دلیل ہے یہ
 شعر شرط ہے پانچویں شعر میں پس
 چراں کی جزا ہے کیش۔ مذہب۔
 مسک۔ راستہ
 ۳۔ پس چرا۔ جب شیاطین دل
 کی بات جان لیتے ہیں تو لولیاہ کیوں
 نہ جان لیں گے۔ روہا۔ یعنی لولیاہ کی
 روئیں شہاب۔ ٹونے والا ستارہ۔
 محرق۔ جلانے والا۔ مطعوں۔ نیزہ
 زد۔

سرسنگوں از چرخ زیر افتد پختاں
 کہ شتی در جنگ از زخم پناں
 آسمان سے ایسا لندھا ہو کر نیچے گرتا ہے
 جس طرح بد بخت جنگ میں نیزے کے زخم سے
 آن زر شک زوجہی دل پسند
 از فلک شاں سرنگوں میں افگند
 محبوب روحوں کے رشک کی وجہ سے
 ان کو آسمان سے لندھا پھینک دیتے ہیں
 تو اگر ایشلی و لنگی کور و گر
 ایں گماں بر زوجہی مہ مبر
 اگر تو لہجا اور لنگڑا اور لندھا اور بہرا ہے
 تو بزرگ روحوں پر ایسا گمان نہ کر
 شرم دار و لاف کم زن جاں ممکن
 کہ بسے جاسوس ہست آل سوی تن
 شرم کر اور شنی ہلاک نہ ہو
 کیونکہ جسم کے اظہر بہت سے جاسوس ہیں

در یافتن طیبیان الہی امراض دل و دین را در سیمائے مرید و بریگانہ
 خدائی طیبیوں کا معلوم کر لینا دل اور دین کی بیماریوں کو مرید اور اجنبی کے چہرے سے
 لا لحن گفتد و رنگ چشم و بے اہنمہ نیز از راہ دل کہ یہم
 اس کے بات کے لہجہ اور آنکھوں کی رنگت سے اور اس کے بغیر بھی دل کے راستے سے کیونکہ وہ دل
 جو اسیس القلوب فجا لسوہم بالصنق
 کے جاسوس ہیں ان کے ہم نشینی چکانی سے کرے

ایں طیبیان بدن دانشور اند
 بر سقام ۳ توڑ تو واقف تر اند
 یہ بدن کے طیب دانش مند ہیں
 تیری بہد پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں
 تا ز قارورہ ہمی بیند حال
 کہ ندانی تو ازاں رو اعتدال
 حتی کہ وہ قارورہ سے حال معلوم کر لیتے ہیں
 کہ تو اس طریقے سے بیماری کو نہیں سمجھ سکتا
 ہم زنبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم
 یو بزند از تو بہر گونہ سقم
 نبض سے بھی اور رنگت سے بھی اور سانس سے بھی
 تیری ہر قسم کی بیماری کا پتہ لگا لیتے ہیں
 پس طیبیان الہی در جہاں
 چوں ندانند از تو بے گفت وہاں
 تو دنیا میں خدائی طیب
 منی افگند کے بغیر تیری بیماری کو کیسے جان جائے گا؟
 ہم ۳ زنبضت ہم ز چشمت ہم ز رنگ
 صد سقم بیند در تو بید رنگ
 وہ تیری نبض سے بھی تیری آنکھوں سے بھی رنگت سے بھی
 بلا توقف سیکڑوں بیماریاں دیکھ لیتے ہیں
 ایں طیبیان نو آموزند خود
 کہ بدیں آیات شاں حاجت بود
 ایں طیب خود نو آموز ہیں
 کیونکہ ان کو ان علامتوں کی ضرورت ہوتی ہے

۱ تو اگر اس انسان خدوان کلمات
 سے محروم ہے تو اولیاء کو محروم نہ سمجھے
 دریافتن جبکہ بدنی اطباء علامتوں کے
 ذریعہ امراض کو پہچان جاتے ہیں تو
 روحانی اطباء علامت کے ذریعہ روحانی
 امراض کو کیوں نہ جان سکیں گے بلکہ
 ان کو تو ظاہری علامات کی بھی ضرورت
 نہیں ہے۔

۲ سقام۔ بیماری۔ قارورہ۔ اطباء
 پیشاب کو دیکھ کر امراض کو پہچان لیتے
 ہیں۔ اجزاں۔ بہد ہو جانا۔ ہم
 زنبض۔ اطباء نبض رنگت اور سانس
 کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر لیتے
 ہیں۔ پس طیبیان۔ لہذا روحانی
 طیب بھی بغیر ستائے امراض کو
 پہچان جاتے ہیں۔

۳ ہم زنبضت۔ یہ بدنی اطباء نو
 آموز ہیں اس لئے ان کو ان علامات
 کی ضرورت پیش آتی ہے روحانی اطباء
 وہ سے ہی نام سکر تمام اندرونی
 حالات معلوم کر لیتے ہیں۔

۱۔ بلکہ۔ یہ روحانی طیب تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی اس کی اندرونی کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ سو۔ ذات حق۔ مراد اس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ حضرت بایزید نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی پیدائش سے قبل ہی ان کے احوال معلوم کر لیتے تھے اور لوگوں کو بتا دیتے تھے۔

۲۔ بایزیدؒ نام طیبور سے ہی لئے ان کے سلسلہ کے لوگ طیبوری کہلاتے ہیں حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ بایزیدؒ کو ہم میں وہی نسبت ہے جو حضرت جبرائیل کو فرشتوں میں۔ بہتر سال کی عمر میں بسطام میں ۳۳۳ھ وفات پائی۔ ابوالحسن خرقانیؒ سلطان محمد غزنوی کے دور کے بزرگ ہیں روحانیت اور ولایت کے طہر پران کو بایزیدؒ سے نسبت ہے آپ نے چالیس سال تک عشاء کے قصو سے صبح کی نماز پڑھی ہے ۳۳۳ھ میں خرقان میں وفات پائی۔

۳۔ سواد۔ اطراف شہر۔ رے ایک علاقہ کا نام ہے علاقہ رازی اسی رے کی طرف منسوب ہیں۔ خرقان۔ خرقان رے کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے استمشاق۔ سوگھنا۔ کوزہ۔ پہلے شعر میں کہا تھا کہ ہوا سے شراب پی اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ ہوا سے پانی بن جاتا ہے لہذا ان کا ہوا سے شراب پینا درست ہے۔ آل۔ برف کے پانی سے بھرے ہوئے پیالے پر جو بوندیں باہر جم جاتی ہیں وہ امد کا پانی نہیں بلکہ سردی سے ہوا پانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

کلاماں از دُور نَمَت بشنوند
کال لوگ وہ سے تیرا نام سنتے ہیں
بَلکَمَ اِپیش از زادِن تو سالہا
بلکہ تیری پیدائش سے سالوں پہلے
حالی تو دانندیک یک مؤ بمؤ
وہ تیرا حال ایک ایک بال بال جانتے ہیں
تَمَقَرِّ تار و پُودت دَر رَوَند
تیرے تارے بانے کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں
دیده باشندت تُرابا حالہا
تجھے حالات میں دیکھتے رہے ہیں
زانکہ پُر بُودند از اَسرارِ ہُو
کیونکہ ذات حق کے رازوں سے پر ہیں

مرثہ دادن بایزید قدس سرہ از زادن ابوالحسن خرقانی
حضرت بایزید قدس سرہ کا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمت اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے میں سالوں قبل خوشخبر، اسے دینا اور ان کی صورت اور سیرت کا پوری طرح نشان دیدینا
وَرُستَن تارخِ نویساں آلِ راجِہتِ صدقِ او
اور ان کی تصدیق کے لئے تارخ نویسوں کا اس کو لکھ لینا

آں شُنیدی داستانِ بایزید ۲
تو نے حضرت بایزیدؒ کا وہ قصہ سنا ہے
روزِ آں سلطانِ تقویٰ می گذشت
ایک دن وہ شاہ تقویٰ جا رہے تھے
بُوئے خوش آمد مر اورا ناگہاں
اچانک ان کو ایک خوشبو آئی
ہم بدانجا نالہ مُشتاقِ گرد
اسی جگہ انہوں نے مشتاقانہ نالہ کیا
بُوی خوش را عاشقانہ می کشید
خوشبو کو عاشقوں کی طرح سوگھتے تھے
کوزہ گُو از سِخِ آبہ پُر بُود
وہ پیالہ جو برف کے پانی سے بھرا ہو
آں ز سردی باد آبے گشتہ اُست
تو ہوا ٹھنڈک سے پانی بن گئی ہے
گوز حالِ بو اُحسن پیشین چہ دید
کہ انہوں نے حضرت ابوالحسنؒ کا حال پہلے ہی کیا دیکھا تھا؟
بامُریداں چاہِ صحرا و دشت
جنگل اور بیابانگی طرف مریدوں کے ساتھ
دَر سوادِ رے ز سُوئی خارقاں
رے کے اطراف میں خرقان کی جانب سے
بُوی را از بادِ استمشاقِ گرد
ہوا سے خوشبو کو سوگھنا
جانِ او از بادِ بادہ می پُشید
ان کی جان ہوا میں سے شراب پی رہی تھی
چوں عرقِ بر ظاہرش پیدا شود
جب بوندیں اس کے باہر نظر آتی ہیں
از درونِ کوزہ نم بیروںِ نجست
پیالہ کے اندر سے نمی باہر نہیں آتی ہے

آب ہم اورا شراب ناب گشت
پانی ان کے لئے خاص شراب بن گیا
یک مرید اورا ازاں دم برسید
ان کا ایک مرید اسی وقت پہنچا
کہ برؤنست از حساب پنج و شش
جو پانچ حواس اور چھ جہات کے حساب سے باہر ہیں
می شود رویت چہ حالست و نوید
آپ کا چہرہ ہو رہا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟
بیشک از غیب مست و از گلزار گل
بیشک وہ غیب سے اور ذات گل کے گلزار سے ہے
ہر دم از غیبت پیام و نامہ
آپ کے لئے ہر وقت غیب سے نامہ اور پیام ہے
می رسد اندر مشام توشفے
آپ کے دماغ میں راحت پہنچتی ہے
شمہ زان گلستاں باما بگو
اس گلستان کا تمہوڑا سا حال ہم سے کہہ دیجئے
کہ لب ما خشک و تو تنہا خوری
کہ ہمارے لب خشک ہوں اور آپ تنہا پیتے ہیں
زاں چہ خوردی جرعہ بر ما بریز
جو آپ نے پیاجے اس کا ایک گھونٹ ہمیں دیجئے
جز تو اے شہ در حریفان در نگر
اے شہ! آپ کے سوا دوستوں میں نظر فرمائیے
مے یقین مرم در ارسوا گرسست
شراب یقیناً انسان کو رسوا کرنے والی ہے
چشم مست خویشتن را چوں کند
اپنی مست آنکھ کا کیا کرے؟

باد بوی اور مر اورا آب گشت
خوشبو لاتے والی ہوا ان کے لئے پانی بن گئی
چوں در و آثار مستی شد پدید
جب ان میں مستی کے آثار ظاہر ہوئے
پس پرسیدش کہ اس احوال خوش
تو اس نے دریافت کیا کہ یہ بہترین حوال
گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید
کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید
می کشی بوی و بظاہر نیست گل
آپ خوشبو سونگھ رہے ہیں اور بظاہر پھول نہیں ہے
اے تو کام جان ہر خود کامہ
اے وہ کہ آپ ہر حاجت مندی کی جان کا مقصود ہیں
ہر دمے یعقوب و اراز یوسف
حضرت یعقوب کی طرح ہر وقت ایک یوسف سے
قطرہ بر ریز بر مازاں سید
اس ٹھلیا سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجئے
خونداریم اے جمال مہتری
اے بزرگی کے حسن! ہماری عادت نہیں ہے
اے فلک پہلی پُست پُست خیز
اے آسمان کو تاپنے والے چالاک اور سبک پرواز!
میرے مجلس نیست در دوراں و گر
زمانہ میں کوئی اورا صدر محفل نہیں ہے
کے تو ان نوشید ایں مے زیر دست
یہ شراب چمپا کر کب پی جا سکتی ہے؟
بوی را پوشیدہ و مکنوں کند
اپنی بو کو پوشیدہ اور مکنوں کر لیتا ہے

۱۔ باد حضرت بایزید کے لئے وہ
ہوا جو خوشبو والی تھی پانی بن گئی اور پانی
میں یہ کیفیت پیدا ہوئی جو شراب میں
ہوتی ہے۔ پس۔ اس مرید نے
حضرت بایزید سے دریافت کیا کہ
آپ کیا سونگھ رہے ہیں بظاہر کوئی
پھول بھی نہیں ہے اور آپ پر یہ عجیب
وغریب کیفیات کیوں طاری ہو رہی
ہے۔ چ۔ حواس خمسہ۔ شش۔ چہ
جہتیں۔ نوید۔ خوشخبری۔ گل۔ ذات
حق۔ کام۔ مقصود۔ خود کام۔
ضرورت مند۔

۲۔ ہر دمے حضرت یعقوب
نے دور سے ہی حضرت یوسف کی
قیمت کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ قطرہ۔ جو
احوال آپ پر طاری ہیں ان کے
بارے میں ہمیں کچھ بتا دیجئے۔ خو۔
آپ نے ہمیں اس کا عادی نہیں بنایا
ہے کہ آپ تنہا مستفید ہوں اور ہم
محرور ہیں۔

۳۔ میر مجلس۔ صدر مجلس ہی
دوسروں کو شراب پلاتا ہے حریفان یعنی
مجلس کے شریک کے توں۔ حضرت
بایزید سے ان کے مرید نے کہا
شراب چمپا کر نہیں پی جا سکتی اس کا
یقیناً اظہار ہو جاتا ہے انسان اگر منہ کی
بو بھی چمپالے آنکھوں کی مستی کیسے
چمپائے گا۔

خودانہ آل بویست این کندر جہاں
 یہ وہ خوشبو بھی نہیں ہے کہ دنیا میں
 پُرشد از تیزی او صحرا و دشت
 اس کی تیزی سے صحرا اور جنگل بھر گئے ہیں
 اس سرختم را کہ کہنگل در مکیر
 اس منگے سر کو کہنگل سے بند نہ کیجئے
 لطف گن اے راز دار راز گو
 اے راز کو جاننے والے راز کو بتانے والے مہربانی کیجئے
 گفت بوی بوجب آمد یمن
 انہوں نے فرمایا مجھے ایک عجیب خوشبو محسوس ہوئی ہے
 کہ محمد گفت بر دست صبا
 کہ محمد نے فرمایا صبا کے ذریعہ
 بوی را میں می رسد از جان و لیس
 اویس کی جان سے رائیں کی خوشبو آ رہی ہے
 از اویس و از قرن بوی عجب
 اویس اور قرن کی عجیب خوشبو نے
 چوں اویس از خویش فانی گشت بود
 چونکہ اویس اپنے آپ سے فانی ہو گئے تھے
 آل ہلیہ پر و ریدہ در شکر
 بزرگ شکر میں سر بی بنائی ہوئی
 آل ہلیہ رستہ از ما و منی
 کیونکہ وہ بزرگ شکر اور لائیت سے نجات پا گئی ہے
 آل کے کز خود بگلی درگذشت
 وہ شخص جو خودی سے پہلی طرح گزر گیا
 اس سخن پایاں ندارد باز گرد
 اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ

صد ہزاراں پردہ اش دارد نہاں
 لاکھوں پردے اس کو چھپا سکیں
 دشت چه کز نہ فلک ہم درگذشت
 جنگل کیا لہ تو آسمانوں سے گزر گئی ہے
 کایں بر ہنہ نیست خود پوشش پذیر
 یہ نکا ڈھکے جانے کے قابل نہیں ہے
 آنچه بازت صید کردش باز گو
 جو آپ کے ہار نے شکار کیا ہے بتا دیجئے
 بچناں کہ مر نبی را از یمن
 جیسے کہ نبی کو یمن سے محسوس ہوئی تھی
 از یمن می آیدم بوی خدا
 مجھے یمن سے خدا کی خوشبو آ رہی ہے
 بویے رحمن می رسد ہم از اویس
 اویس سے میں بھی خدا کی خوشبو آ رہی ہے
 آل نبی رامست کرد و پر طرب
 نبی کو مست اور سرور کر دیا
 آل زمینے آسمانے گشت بود
 وہ زمین سے آسمان بن گئی تھی
 چاشنی تلخیص نبود وگر
 اس میں پھر تلخی کا حرا نہیں ہوتا ہے
 نقش دارد از ہلیہ طعم نے
 صحت بزرگی حرا ہر کا نہیں ہے
 اس منی و ملی خود در نوشت
 اس نے خودی اور لائیت کو لپیٹ لیا ہے
 تاچہ گفت از وجی غیب آل شیر مرد
 تا اس شیر مرد نے غیبی وحی کے بارے میں کیا کہا؟

۱۔ خود۔ شراب معرفت کی خوشبو تو
 لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپ
 سکتی۔ پر شد۔ اس شراب کی خوشبو
 سے جنگل اور صحرا تو بھرا ہوا ہے اس
 کی خوشبو تو آسمانوں سے بھی گزر گئی
 ہے۔ اس سرختم۔ شراب معرفت کے
 منگے کے منگے کو منی سے بند نہیں کیا جا
 سکتا۔ پردہ پوشی کے قابل نہیں ہے۔
 لطف۔ آپ کی باطنی توجہ نے
 معرفت کا جو راز حاصل کیا ہے وہ
 ہمیں بھی بتا دیجئے۔

۲۔ حضرت پایزید نے
 فرمایا۔ محمد گفت۔ حدیث شریف
 ہے۔ اسی لاجلس النفس الرخطان
 من قلب الیمن۔ میں خدا کے سانس کو
 یمن کی جانب سے محسوس کر رہا
 ہوں۔ رائیں۔ اہل یمن مشہور عاشق اور
 دیر اس کی معشوقہ تھی اس کے بعد
 دیر پر عشق کا غلام اس قدر ہوا کہ وہ
 رائیں کی عاشق بن گئی تھی یعنی عاشق
 جب اپنے آپ کو فنا کرتا ہے تو اس
 میں سو معشوق کی خوشبو آنے لگتی ہے
 اسی طرح حضرت اویس قرنی میں
 سے اللہ کی خوشبو آتی تھی۔ قرن۔
 حضرت اویس کا وطن ہے۔

۳۔ فانی گشت بود۔ فنا کے بعد
 انسان اللہ کے اطلاق والا ہو جاتا ہے
 اور زمین سے آسمان بن جاتا ہے۔
 حلیہ۔ بزرگ اور سر بی بن جاتا ہے
 تو وہ اپنی خوشبو اور ذات اللہ سے ملتا ہوا
 جاتی ہے۔ بلندی۔ خودی اور لائیت۔
 آل کے۔ جو شخص فنا کا درجہ حاصل کر
 لیتا ہے اس کی خودی اور لائیت ختم
 ہو جاتی ہے۔ وحی غیب۔ یعنی پایزید کو
 جویشی الہام ہوا تھا۔

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کہ ان لا تجد نفس الرحمن من قبل الیمن
 یمن کی جانب سے خدا کی سانس محسوس کر رہا ہوں

گفت ذی سوی یوی یارے می رسد
 فرمایا اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے
 بعد چندیں سال می زیاد شہے
 کچھ سال کے بعد ایک شہہ پیدا ہو گا
 زویش از گلزار حق گلگون بود
 اس کا چہرہ اللہ کے چمن کے پھول کی طرح ہو گا
 چہت نامش گفت نامش بواکسن
 اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا اس کا نام ابواکسن ہے
 خد او و رنگ او و شکل او
 ان کا رنگ، شکل اور شکل
 جلیہائے روح او را ہم نمود
 انہوں نے روح کے حالات بھی بتا دیئے
 خلیہ تن ہمجوش عاریت است
 جسم کا خلیہ جسم کی طرح ماضی ہے
 خلیہ روح طبعی ہم فناست
 طبعی روح کا خلیہ بھی فانی ہے
 جسم او ہمجوں چرانے بر زمین
 اس کا وجود چراغ کی طرح زمین پر ہے
 آل شعاع آفتاب اندر و ثاق
 سورج کی شعاع سورج میں ہے
 نقش گل در زیر بنی بہر لاغ
 پھول کا جسم تفریح کے لئے ناک کے نیچے ہے

کاندیں اوہ شہر یارے می رسد
 کیونکہ اس گاؤں میں ایک شہہ آئے گا
 می زند بر آسمانہا خر گہے
 جو آسمانوں پر خیمہ زن ہو گا
 از من او اندر مقام افزوں بود
 وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا
 خلیہ اش واگفت زابر و تاذقن
 ان کا خلیہ ابر سے ٹھوڑی تک صاف بتا دیا
 یک بیگ واگفت از گیسو درو
 ایک ایک کر کے گیسو اور چہرے کے پارے میں بتایا
 از صفات و از طریق و جاہ بود
 صفتوں اور راست اور جگہ اور رہائش کے اعتبار سے
 طلب کم نہ کہ آل یک ساعت است
 اس سے دل نہ لگا کیونکہ وہ تھوڑی دیر کا ہے
 خلیہ آل جاں طلب کال بر ساست
 اس جان کا خلیہ طلب کر جو آسمان پر ہے
 نور او بالائے سقف ہفتیمیں
 اس کی روشنی ساتویں چھت سے اوپر ہے
 قرص او اندر جہان چار طاق
 اس کی حکیم آسمان کے جہان میں ہے
 یوی گل بر سقف و ایوان دماغ
 پھول کی خوشبو دماغ کے محل اور چھت پر ہے

۱۔ وہ یعنی خرمقان گاؤں۔ بعد
 چندیں۔ یعنی اتنے سال کے بعد
 یہاں ایک بزرگ پیدا ہو گا جس کا
 مرتبہ بہت بلند ہو گا۔ از من۔ حضرت
 بایزید نے بطور افسردگی کے فرمایا کہ
 اس کا مرتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا۔
 گفت۔ بایزید نے پیدا ہونے والے
 بزرگ کا نام اور پورا خلیہ بتا دیا۔ خد۔
 رخسار بعض نسوں میں لفظ قد ہے۔
 ج۔ جلیہائے۔ یعنی روح کی
 صفات اور اس کا مسلک سب بتا دیا۔
 خلیہ تن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان
 تین چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم
 روح، حیوانی روح انسانی۔ پہلی دونوں
 چیزیں فانی ہیں اور ان کا خلیہ بھی فانی
 ہے لہذا ان سے دل نہ لگانا چاہیے۔
 روح انسانی جس کا تعلق ملاقاتی سے
 ہے اس سے واسطی ہونی چاہیے۔
 ج۔ جسم اور۔ بایزید نے فرمایا اس
 بزرگ کا جسم چراغ کی طرح زمین پر
 ہو گا لیکن اس کا نور آسمانوں تک ہو گا۔
 آل شعاع۔ اس بات کو کہ اس شہہ کا
 جسم زمین پر ہو گا اور نور آسمانوں تک ہو گا
 مثالوں سے سمجھاتے ہیں سورج
 آسمان پر ہے اور اس کا نور ہر گھر میں
 سے نقش گل۔ پھول ناک کے نیچے
 ہوتا ہے اور اس کی خوشبو دماغ کے اندر
 ہوتی ہے۔

مرد اٹھتے در عدن دیدہ فرق
گھر میں سویا ہوا عدن میں خوف دیکھتا ہے
پیر ہن در مصر رہن یک حر یص
ہاں مصر میں ایک لاپٹی کے قبضہ میں ہے
بر نبشتند آں زماں تارخ را
اس وقت انہوں نے تاریخ لکھ لی
چو رسید آں وقت آں تارخ راست
جب ٹھیک وہ بات لہر تاریخ آئی
عکس آں بر جسم افتادہ عرق
اس خوف کے پر تو سے جسم کو پینت آتا ہے
پُر شدہ کنعان زبوی آں قیص
اس قیص کی خوشبو سے کنعان بھر گیا ہے
از کباب آرا ستند آں سخ را
اس سخ کو کباب سے آراستہ کر لیا
زلذ میں آں شلو پیدا گشت وحاست
اس زمین سے وہ شلو پیدا ہو گئے اور اٹھے

۱۔ مرد اٹھتے۔ ایک شخص اپنے گھر
میں سویا ہوا عدن ہے اور اس کی روح
عدن میں کسی خوفناک نہر کو دیکھتی ہے
اس سے جسم پر پینت آ جاتا ہے۔
پیر ہن۔ حضرت یوسف کی قیص مصر
میں گئی اور اس کی خوشبو کنعان میں پہنچ
رہی تھی۔ بر نبشتند۔ لوگوں نے
حضرت بائزید کے کہنے کے مطابق
حضرت ابواسن کی پیدائش کی تاریخ
لکھ لی۔ از کباب۔ یعنی کام کو مکمل کر
لیا۔ آں تارخ۔ پانچویں لکھی ہوئی تاریخ
کے مطابق ان کی پیدائش ہوئی۔

۲۔ نرد و ملک۔ یعنی شادی شروع
کر دی۔ مرکب۔ سواری از پس۔

حضرت بائزید کی وفات کے تقریباً
۱۱ سو سال بعد حضرت ابواسن پیدا
ہوئے۔ جملہ خوابے۔ حضرت
ابواسن میں وہ صفات و اوصاف تھے
جو حضرت بائزید نے بتائے تھے۔

۳۔ لوح محفوظ۔ حضرت بائزید
کے بتائے ہوئے اوصاف صحیح کیوں
نہ ہوتے انہوں نے لوح محفوظ سے
بڑھ کر بتائے تھے اور اس لوح کو لوح
محمفوظ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں
لکھا ہوا غلطی سے محفوظ سے نہ
نجوم۔ نجوم اور دل وغیرہ کی باتیں غلط
ہو جاتی ہیں۔ وحی حق۔ حضرت بائزید
کو ان احوال کی جزوی الہی کے ذریعہ
ہوئی تھی صوفیاء اس کو وحی دل کہتے
ہیں۔ وحی الکبیر۔ ہم اس کو وحی دل ہی
تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ دل جو خدا کا

زاوین شیخ ابواسن قدس سرہ خرقانی بعد از وفات شیخ
حضرت ابواسن خرقانی قدس سرہ کا شیخ بائزید کی وفات کے بعد ہی پہنچے کہ
بائزید روح اللہ روح بہماں تاریخ

پیدا ہوا اللہ تعالیٰ ان کی روح کو راحت پہنچائے

زادہ شد آں شاہ و نرد و ملک باخت
وہ شاہ پیدا ہو گئے اور سلطنت کی بازی کھیلی
از پس آں ساہنا آمد پدید
اس کے سالوں بعد پیدا ہوئے
جملہ خوابی او زامساک و خود
جملہ کی تمام باتیں نہ دینے اور دینے میں
لوح ۳ محفوظ ست اورا پیشوا
لوح محفوظ ان کی پیشوا ہے
نے نجوم ست نے نزل ست نہ خوب
نہ نجوم ہے نہ نزل ہے اور نہ خواب ہے
از پئے رو پوش عامہ در بیاباں
عوام سے روپوشی کے لئے بیان میں
وحی دلگیرش کہ منظر گاہ اوست
اس کی وحی تسلیم کر لے کیونکہ وہ اس خدا کی نظر گاہ ہے
از عدم پیدا شد و مرکب بتاخت
عدم سے پیدا ہوئے اور سواری دوزا دی
بواسن بعد از وفات بائزید
ابواسن بائزید کی وفات کے بعد
آنچنال آمد کہ آں شہ گفتہ بود
اسی طرح ثابت ہو میں جیسا کہ ان شلو نے فرمایا تھا
از چ محفوظ ست محفوظ از خطا
کس چیز سے محفوظ ہے؟ غلطی سے محفوظ ہے
وحی حق وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
اللہ کا اہمام ہے اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے
وحی دل گویند آں را صوفیاں
اس کو صوفی دل کی وحی کہہ دیتے ہیں
چوں خطا باشد کہ دل آگاہ اوست
غلطی کیسے ہو گی کیونکہ دل اس سے باخبر ہے

مُؤْمِنًا اِنظُرْ بُنُورَ اللّٰهِ شَدِي اِز خَطَا و سَهْوِ اِيْمَنِ اَمَدِي

اے مومن! تو وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے بن گیا ہے تو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے

رجوعِ حکاکتِ کمی اجرائے آلِ غلام و در بیانِ اجرائے

اس غلام کی ریزی کی کمی کی حکاکت کی طرف رجوع اور اس کا بیان کہ صوتی

دل و جان صوتی از طعام اللہ تعالیٰ

کے دل و جان کی ریزی خدا کی کھانے سے ہوتی ہے

صوفیے از فقر چوں در غم شود عین فقرش وایہ و مطعم بود

کئی صوفی جب فقر سے رنجیدہ ہوتا ہے اس کے لئے خود فقر واپس لکھنا کھلانے والا بن جاتا ہے

زانکہ جنت از مکارہ رُستہ است رحم قسم عاجز و اشکت است

کیونکہ بہشت تکالیف سے بنی ہے رحم عاجز اور شکستہ دل کا حصہ ہے

آنکہ سر ہا بشکند او از علو رحم حق و خلق ناید سوی او

وہ شخص جو تکبر سے سروں کو پکاتا ہے اللہ اور مخلوق کا رحم اس کی جانب نہیں آتا ہے

اس سخن پیام ندارد و آل جوان از کم اجرائی نال شد ناتوان

اس بات کا خلاصہ نہیں ہے اور وہ جوان ریزی کے کم ہو جان سے کمزور ہو گیا ہے

شاد آں صوفی کہ ریش کم شود آل شبہ در گرد و اویم شود

وہ صوفی خوش نصیب ہے جس کا رزق کم ہو جائے وہ پتھ مونی بن جائے اور وہ دریا ہو جائے

زاں جری خاص ہر کہ آگاہ شد او سزلی قُرب و اجرے گاہ شد

جو شخص اس حال ریزی سے واقف ہو گیا وہ قرب کا مستحق اور ریزی کا مقام بن گیا

زاں جرای روح چوں نقصان شود جانش از نقصان او لُرزاں شود

جب روح کی ریزی میں کمی آئے اس کی جانی لڑنے لگے

پس میدانکہ خطائے رفتہ است کہ سمن زار رضا نشکفتہ است

وہ جانتا ہے کہ کوئی گناہ ہوا ہے جس کی وجہ سے رضا کا باغچہ نہیں کھلا ہے

ہمچنان کاں شخص از نقصان کشت رُقعہ سوی صاحبِ خرمنِ نوشت

جیسے کہ اس شخص نے کھیتی کی کمی کی وجہ سے کھلیں کے مالک کو رقعہ لکھا

رُقعہ اَش بُرُوند پیش میرِ راو خواند او رُقعہ جوابے و انداد

وہا حاکم نے اس رقعہ لے لے گئے اس نے رقعہ پڑھا کوئی جواب نہ دیا

۱۔ مومن۔ مومن کو جب وہ مرتبہ

حاصل ہو جائے کہ وہ اللہ کے نور کے

ذریعہ دیکھنے لگے تو اس کی سوا بیہ

ظلمتی سے محفوظ ہوتی ہے صوتی

جب صوتی فقر کے غم میں مبتلا ہوتا

تو خود رزق اس کو حاصل ہونے لگتا

۲۔ زانکہ۔ جنت انہما چیزوں سے

حاصل ہوتی ہے جو نفس کو ناگوار گذرتی

ہیں خدا کی رحمت عاجز اور شکستہ دل

پر نازل ہوتی ہے مکارہ۔ مکروہات

یعنی نفس کی ناگوار چیزیں۔ آنکہ۔

مشکل اور مغرور پر خدا اور خلق خدا تم نہیں

کرتی ہے۔ شاد۔ جس صوفی پر رزق کی تنگی

ہو وہ قابلِ مہربان ہے۔ آل شبہ۔ وہ

صوفی اگر پتھ تھا تو اب وہ مونی اور

سمند بن جائے گا جس میں سے

مونی نکلیں گے۔ زان جرای۔ فقر

کے بعد جو خدائی رزق حاصل ہوتا

ہے جب صوفی اس کی حقیقت سمجھ

جاتا ہے تو اس کو قربِ خداوندی حاصل

ہو جاتا ہے۔ نقصان شود۔ اب

بہسانی رزق کی فراخی سے وہ خدائی

رزق کھتا ہے تو وہ خوفزدہ ہو کر لرزنے

لگتا ہے۔ پس میدانکہ۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس

رزقِ خدائی کی کمی کسی خطا اور قصور کی

بناہ پر ہوئی ہے۔ کن زار۔ گلستان۔

ہمچنان۔ وہ اس غلام کی طرح پریشانہ

ہوتا ہے جس نے بہسانی ریزی نہیں

پر رقعہ لکھا۔ رقعہ اَش۔ اس غلام نے

شکہ کو رقعہ لکھا شکہ نے اس کا کوئی

جواب نہ دیا اور کہا کہ اس بیوقوف کو

صرف ریزی سمجھنے کا وہ ہے اور جس

بنیاد پر ریزی غمی اس کا کوئی خیال نہیں

ہے اس کو میرے وصل اور فراق کا کوئی

مدد نہیں ہے لہذا ایسے احمق کا جواب

خاصوشی ہے۔

۱۔ بند فرم۔ یعنی روزی کے بارے میں لکھا اور روزی دینے والے سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ ماؤنی۔ یعنی یہ خودی اور انانیت میں جھلا ہے۔ روزی کی فکر میں لگا سے روزی دینے والے سے غافل ہے۔ آسمانہا۔ پہلے شعر کا مضمون تھا کہ اس غلام کفر فرغ کی فکر میں غافل تھا اس مناسبت سے اس فرماتے ہیں کہ عالم کو ایک سیب سمجھو اور انسان کو اس کے اندر کا کیزرا اور کیزروں کی وہ سمیں ہیں ایک کیزرا تو وہ ہے جو فرغ اور سیب میں مشغول ہے اور اصل درخت اور باغبان سے غافل ہے دوسرا وہ ہے جو اگرچہ سیب کے اندر ہے لیکن وہ درخت اور باغبان سے اچھی طرح واقف ہے۔

۲۔ جنبش۔ او۔ اس کیزرے کی اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ وہ سیب کو پھاڑ کر باہر نکل جاتا ہے اور حجابات اس کی نظر میں لٹک جاتے ہیں یہ بظاہر کیزرا ہے لیکن حقیقتاً اژدہا ہے یہ دوسری قسم باندا لوگوں کی ہے جو دنیا سے نزر کر آخرت تک پہنچتے ہیں۔

۳۔ آتش۔ مولانا سمجھاتے ہیں کہ اس انسان میں ابتداء یہ طاقت نہیں ہوتی بلکہ مشائخ کی مدد اور محبت سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ وہ چنگاری جو لوہے سے نکلتی ہے ابتداء گزور ہوتی ہے لیکن جب روٹی اور گندھک کی مدد اس کو حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے شعلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ مرد۔ انسان بھی ابتداء دنیاوی مشاغل میں لگتا ہے لیکن اولیاء کی مدد سے ملائکہ سے برتر ہو جاتا ہے۔ عالم۔ اس انسان میں اتنا نور اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا کو روشن کر دیتا ہے اور لوہے کے شہتیر کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے۔

پس جواب احمق اولیٰ تر سکوت

تو خاموشی بیوقوف کے جواب میں زیادہ اچھی ہے

بندِ افرع ست او بنجواید اصل ہیچ

وہ شاخ کا پابند ہے جس کی تلاش بالکل نہیں کرتا ہے

کز غم فرغش فراغ اصل نے

کہ اس کوشش کے ثمر کی وجہ سے جز کی خدمت نہیں ہے

کز درخت قدرت حق شد عیاں

جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے درخت سے پیدا ہوا ہے

وز درخت و باغبانے بے خسر

درخت اور باغبان سے لاپم ہے

لیک جانس از بروں صاحب علم

لیکن اس کی جان باہر کی علم بردار ہے

برنتا بد سیب آل آسب را

سیب اس صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتا

صورش کرم ست و معنی اژدہا

اس کی صورت کیزرے کی ہے اور باطن اژدہا ہے

او قدم بس سست بیروں می نہد

”باہر کو بہت سست قدم رکھتی ہے

می رساند شعلہا راتا اشیر

”اپنے شعلے آسمان تک پہنچا دیتی ہے

آخر لامر از ملائک برترست

آخر میں ”ملائکہ سے برتر ہے

شعلہ و نورش برآید تاسہا

اس کا شعلہ اور نور سہا تک پہنچتا ہے

گندہ آہن بسوزن می گند

لوہے کے گار کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے

گفت اورا نیست لا در وقت

کہا اس کو محض روزی کا رنج ہے

عیستش درد فراق و وصل ہیچ

اس کو فراق اور وصل کا درد بالکل نہیں ہے

احمق ست و مردہ ماؤنی

بیوقوف ہے اور خودی اور عنانیت کا مردہ ہے

آسمانہا و زمین یک سیب داں

آسمانوں اور زمین کو ایک سیب سمجھو

تو چو کرمے درمیان سیب در

تو کیزرے کی طرح سیب کے اندر ہے

آں یکے کرمے دگر در سیب ہم

پورا کیزرا بھی سیب ہی میں ہے

جنبش ۲ او وا شگافد سیب را

اس کی حرکت سیب کو پھاڑ دیتی ہے

بر دیدہ جنبش او پروہا

اس کی حرکت نے پروہوں کو پھاڑ دیا

آتش ۳ کا ول ز آہن می جہد

وہ چنگاری جو شروع میں لوہے سے نکلتی ہے

دایہ اش پندہ است اول لیک اخیر

اس کی دایہ شروع میں روٹی ہے لیکن آخر میں

مرد اول بستہ خواب و خورست

انسان شروع میں سونے اور کھانے کا پابند ہے

در پناہ پندہ و کبر۔ جہتا

روٹی اور گندھک کی پناہ میں

عالم تاریک روشن می گند

تاریک جہان کو روشن کر دیتا ہے

گر چہ آتش نیز ہم جسمانی است

اگرچہ آگ بھی جسمانی ہے

جسم را نبود ازاں عجز بہرہ

جسم کے لئے اس عزت میں کوئی حصہ نہیں ہے

جسم از جاں روز افزوں می شود

جسم جان سے روزانہ بڑھتی پاتا ہے

حد جسمت یک دو گز خود بیش نیست

تیرے جسم کی حد ایک دو گز سے زیادہ نہیں ہے

تابہ بغداد و سمرقند اے ہمام

اے بزرگ! بغداد اور سمرقند تک

دو درم سنگ ست پیہ چشم تال

تمہاری آنکھ کی چربی سات ماٹے دن کی ہے

نور بے ایں چشم می بیند بخواب

نور اس آنکھ کے بغیر خواب دیکھتا ہے

جاں ز ریش و سبکت تن فارغ است

جان جسم کی مادی اور سونچتے سے بے نیاز ہے

با ۳ ز نامہ رُوح حیوانی است ایں

یہ روح حیوانی کی شان و شوکت ہے

بگذر از انساں وہم از قال و قیل

انسان سے اور قال و قیل سے بھی آگے بڑھ

بعد از انت جان احمد لب گرد

اس کے بعد احمد کی روح تجھ پر تہہ کرے گی

گوید ار ایم بقدر یک کماں

جبرائیل کہیں گے ار میں ایک کمان کی بقدر آؤں

نے ز رُوح ست و نہ از روحانی است

وہ نہ روح ہے اور نہ روحانی ہے

جسم پیش بحر جاں چوں قطرہ

جسم روح کے سمندر کے آگے قطرہ جیسا ہے

چوں رُود جاں جسم میں چوں می شود

جب جان نکل جاتی ہے دیکھو جسم کیسا ہو جاتا ہے

جان تو تا آسماں جولان گنیست

تیری جان آسمان تک چکر لگاتی ہے

رُوح را اندر تصور نیم گام

روح کے لئے تصور میں آدھا قدم ہے

نور رُوحش تا عنان آسماں

اس کی روح کا نور آسمان کی فضا تک ہے

چشم بے ایں نور چہ بود جز خراب

آنکھ اس نور کے بغیر سوائے خراب کے کچھ نہیں ہے

لیک تن بے جاں بود مردار و پست

لیکن جسم جان کے بغیر مرد اور ذلیل ہوتا ہے

پیشتر رو رُوح انسانی ہمیں

آگے بڑھ! روح انسانی کو دیکھ

تالب دریاے جان جبرئیل

جبرئیل کی جان کے دریا کے کنارے تک

جبرئیل از نیم تو واپس خود

جبرئیل تیری ہیبت سے پیچھے نہیں گے

من بسوی تو بسوزم در زماں

تیری جانب تو فوراً جل جاؤں

۱۔ گرچہ یہ آگ جس کے شعلے

آسمان تک پہنچتے روح ہے نہ روحانی

پھر بھی اس کی پہنچ آسمان تک ہو گئی تو

پھر روح اور روحانی کی طاقت کا اندازہ

لگا لو۔ جسم۔ جسم پر روح کی شرافت کو

اس سے سمجھ لو کہ جسم کی پرورش روح

کرتی ہے بغیر روح کے جسم کس قدر

ذلیل شی ہے کہ اس کو شی میں دن کرویا

جاتا ہے۔

۲۔ حد جسمت۔ جسم کی وسعت دو

گز سے زیادہ نہیں ہے لیکن روح کی

پہنچ آسمانوں تک ہے تم اپنی جگہ پر ہو

روح کے لئے بغداد اور سمرقند تک پہنچ

جانے کے لئے نصف قدم کی

ضرورت ہے۔ اور دم۔ آنکھ کی چربی کو

دیکھو کہ خود وہ سات ماٹے سے زیادہ

نہیں لیکن اس کا نور آسمان تک جاتا

ہے۔ اور بے ایں چشم۔ نور چشم کھلتا ج

سے جاں۔ روح کو جسمانی خواہش

کی ضرورت نہیں جسم روح کا محتاج

نہیں ہے آنکھ نور کی محتاج ہے۔

۳۔ با نامہ۔ یہ شان و شوکت تو ہم

نے روح حیوانی کی دکھائی روح

انسانی جو اس سے زیادہ توی ہے اس کو

اس پر قیاس کر لو۔ بگذر۔ اس روح

حیوانی اور جنت و مبادت سے گزر کر

روح کے طالب ہو اور اس روح تک

پہنچو جو جبرئیل کی جان ہے جب یہ

مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو آنحضرت

اپنے اتنی کی ترقی پر خوشی سے تعجب

کریں گے اور جبرئیل تمہارے مقام

سے فرختر ہوں گے۔ گوید۔ حضرت

جبرئیل یہ کہیں گے۔

اگر ایک سر مونسے برتر پر

فروغ تجلی بسوزم پر



اس لیے بیاباں خود اندر دیا و سر بے جواب نامہ کہتے است آل پسر
اس جنگل کا سر اور پاؤں نہیں ہے۔ وہ لڑکا بغیر جواب کے رنجیدہ ہے

اشفقین آل غلام ازنا رسیدن جواب نامہ از قبل شاہ
بادشاہ کی جانب سے رقعہ کا جواب نہ آنے سے اس غلام کا پریشان ہونا

۱۔ اس بیاباں۔ معرفت اور اسرار
معرفت کو بیان غیر محدود ہے۔ قبل۔
جانب۔ خیرہ۔ حیران۔ حیرہ۔ سیاہ
مکدہ۔ رقعہ۔ نامہ۔ برزتاب۔ فصیح
ح۔ رقعہ۔ یعنی اس نامہ برنے وہ
رقعہ بادشاہ کو نہیں دیا وہ منافق تھا۔
آب زریکاہ۔ جس پانی پر گھاس ہوا اس
سے دھو کر لگا ہے ڈھون۔ ماہر۔ چنگ
گرد خود۔ یعنی اپنی خبر نہیں لیتا ہے
دوسروں پر الزام دھر رہا ہے۔ دشمن۔
بت کا پہلی دین میں کجرو ہے۔

۲۔ کثرت زین۔ حضرت سلیمان
کے اس قصہ سے سمجھانا مقصود ہے
کہ اگر وہ غلام اپنی نقلی محسوس کر کے
اس کی تلاقی کر لیتا تو سب کچھ ٹھیک
ہو جاتا جیسا کہ حضرت سلیمان نے
کیا۔ زلت۔ ان کے دل میں کوئی
نامناسب خیال آیا تھا۔ تخت۔ وہی
تخت جس کو ہوا دوش پر لئے پھرتی
تھی۔ مغز۔ غزین۔ سرین کے بل
چلنا۔ اس ترازو۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے ترازو بہاری کے
لئے پیدا فرمائی ہے۔

وز غم او آب صافی تیرہ گشت
غم سے اس کا صاف پانی گدلا ہو گیا
روز و شب بد در تفکر سرنگوں
دن رات فکر میں لوندھا تھا
یا خیانت کرد رقعہ برزتاب
یا غمکجہ سے رقعہ لے جانے نے خیانت کی ہے
گو منافق بود و آبی زیر کاہ
کیونکہ وہ منافق تھا اور گھاس کے تلے کا پانی
دیگرے جویم رسولی ذوفنون
دوسرا بہتر مند کا صد تلاش کرتا ہوں
عیب بہادہ ز جہل آل بے خبر
اس جاہل نے نادانی سے عیب مہر
کثر روی کر دم چواند دیں شمن
نیز ہی چال چلی ہے جیسے کہت پرست نے دین میں

کثرت زین باد بر تخت سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او
حضرت سلیمان کے تخت پر ان کی لغزش کی وجہ سے ہوا کا ٹیزھا چلنا

پس سلیمان گفت باوا کثر مغز
حضرت سلیمان نے فرمایا اب ہوا نیز ہی نہ چل
ور روی کثر از کثرم شمس مشو
اگر نیز چاہتے ہیں تو میرے نیزھے پن پر غصہ کریں
تارود انصاف مارا در سبق
تاکہ ہمارا انصاف جلدی رہے

چوں جواب نامہ نامہ خیرہ گشت
چونکہ رقعہ کا جواب نہ آیا وہ حیران ہو گیا
نے قرارش ماندو نے خواب از جنوں
پاگل پن سے نہ اس کے لئے سکون رہا اور نہ نیند
کالے عجب چونم نداواں شہ جواب
کہ تعجب ہے شاہ نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا
رقعہ پنہاں کرد محمود او بشاہ
اس نے رقعہ چھپا لیا اور شاہ کو نہ دکھایا
رقعہ دیگر نو۔ اسم ز آزمون
آزمائش کے لئے دوسرا رقعہ لکھتا ہوں
بر امیر و مطنجی و نغمہ بر
بادشاہ پر اور دوسرے مطنج پر اور رقعہ لے جانے والے پر
چچ گرد خود کی گرد کہ من
اپنے کچھ خبر نہیں لیتا کہ میں نے

باز بر تخت سلیمان رفت کثر
حضرت سلیمان کے تخت پر ہوا نیز ہی چلی
باد ہم گفت اے سلیمان کثر مرو
ہوا نے بھی کہا اے سلیمان آپ نیزھا نہ چلیں
اس ترازو بہر اس بہاد حق
اللہ تعالیٰ نے یہ ترازو اسی لئے پیدا کی ہے

از اے ترازو کی کئی من کم گنم

نہ ترازو سے کم کرے گا میں بھی کم کروں گا

چھینیں تاج سلیمان میل کرد

اسی طرح حضرت سلیمان کا تاج نیزھا ہو گیا

گفت تاجا کثر مشو بر فرق من

انہوں نے کہا اے تاج! میرے سر پر بیخ حانہ ہو

راست می کرد او بدست آل تاج را

وہ ہاتھ سے اس تاج کو سیدھا کرتے تھے

ہشت بارش راست کرد و گشت کثر

انہوں نے آٹھ مرتبہ سیدھا کیا وہ نیزھا ہو گیا

گفت اگر صدرہ کئی تو راست من

اس نے کہا کہ آپ مجھے سو بار سیدھا کریں گے

پس سلیمان اندرونہ راست کرد

تو حضرت سلیمان نے باطن کو ٹھیک کر لیا

بعد ازاں تاجش ہماں دم راست شد

اس کے بعد ان کا تاج فوراً سیدھا ہو گیا

بعد ۳ از آتش کثر ہمی کرد او بقصد

اس کے بعد انہوں نے اس کو قصداً نیزھا گیا

ہشت گزرت کثر نہاد آں مہترش

ان سرور نے اس کو آٹھ مرتبہ بیخھا گیا

شہ گفت استان چو نستانیں ذماں

شہ نے فرمایا اے تاج! اس وقت کیا بات ہے؟

تاج ناطق گشت اے شہ ناز گن

تاج نے کہا کہ شہ! تاز کیجئے

نمیت دستوری کز میں من بگذرم

ابہات نہیں ہے میں اس سے آگے بڑھوں

تا تو با من روشنی من روشنم

جب تک تو میرے ساتھ روشن ہے میں بھی روشن ہوں

روز روشن را برو چوں لیل کرد

اس نے روشن دن کو ان پر رات بنا دیا

آفتابا گم مشوار شرق من

اے آفتاب! میرے مشوار شرق سے گم نہ ہو

باز کج می شد برو تاج اے فتی

اے نوجوان! تاج ان پر پھر نیزھا ہو جاتا تھا

گفت تاجا چست آخر کثر مغو

انہوں نے کہا اے تاج! آخر کیا ہوا ہے کجروی نہ کر

کثر شوم چوں کثر روی اے موتمن

میں نیزھا ہو جوں گل غلامتدا! بس آپ کے کجری لیتے

دل برائ شہوت کہ بودش گشت سرد

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے سرد پڑ گیا

آپنخاں کہ تاج را می خواست شد

وہ جس طرح تاج چاہتے تھے دیا ہو گیا

تاج اومی گشت تارک جو بقصد

ان کا تاج قصداً سر کو تلاش کر لینے والا بن گیا

راست می شد تاج بر فرق سرش

ان کے سر کی مانگ پر تاج سیدھا ہو جاتا تھا

کثر گنم تو راست گردی ز امتحاں

میں آزمائش کے لئے تجھے بیخھا کرتوں تو سیدھا ہو جاتا ہے

چوں فشاندی پرز گل پرواز گن

جبکہ آپ نے پہوں کوٹنی سے صاف کر لیا ہے پرواز کیجئے

پردہ ہائے غیب ایں برہم ورم

اس کے غیب کے پہوں کو چاک کروں

۱۔ از ترازو۔ قرآن پاک میں ہے حرأ السیة سبۃ مظلما۔ برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے ترازو پیدا فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ چھینیں۔ یعنی جس طرح ہوائے کجری اختیار کی گئی تاج بھی نیزھا ہو گیا جس پر حضرت سلیمان رنجیدہ ہوئے۔ فرق۔ سر کی مانگ۔ آفتاب۔ یعنی اے تاج تو سجالی کا آفتاب ہے۔

۲۔ گفت۔ تاج نے حضرت سلیمان سے کہا اے لانا! تارک وار جب آپ کدل میں مناسب خیال نہیں ہے تو میری راست روی کی امید نہ کیجئے۔ اندرون۔ یعنی دل میں جو خیال تھا اس کی اصلاح کر لی۔ شہوت۔ یعنی جو نامناسب خیال ان کدل میں آیا تھا۔

۳۔ بعد از آتش۔ یعنی اپنے دل کی اصلاح کرنے کے بعد تاج کو قصداً نیزھا رکھتے تھے وہ خود خود سیدھا ہو جاتا تھا۔ ز امتحاں۔ یعنی میں آزمائش کے لئے تجھے قصداً نیزھا رکھتا تھا۔ چوں فشاندی۔ یعنی جب آپ نے اپنے دل کو اس نامناسب خیال سے صاف کر لیا ہے۔ پرواز گن۔ فرماتے ہیں کسی مثل ہر جزاء کے راز کو زیادہ واضح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مرد ہانم! نہ تو دستِ خود بہ بند
میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیجئے بند کر دیجئے
پس ترا ہر غم کہ پیش آید درد
ہذا تجھے تکلیف سے جو بھی غم پیش آئے
ظن مبر بردیگر سے دوست کام
اسے دوستوں کے ہمنوا دہرے پر بدگمانی نہ کر
گاہ جنگش بارسول و مطہجی
کبھی اس کی قاصد اور دلائف مطہج سے لڑائی ہوتی
ہچمچو فرعون نے کہ موسیٰ ہشتہ بود
فرعون کی طرح کہ حضرت موسیٰ کو چھوڑ رکھا تھا
آں عدو در خانہ آں کور دل
دشمن اس دل کے اندھے کے گھر میں ہے
تو ہم از بیروں بدی بادیگراں
تو بھی باہر سے دوسروں کے ساتھ بدینا ہوا ہے
خود عدوت اوست قدش می وہی
تیرا دشمن وہی ہے تو اس کو شکر کھلا رہا ہے
ہچمچو فرعون نے تو کورو و کور دل
تو فرعون کی طرح اندھا اور اندھے دل والا ہے
چند فرعوناشی کبے جرم را
اسے فرعون اپنے قصوروں کو کب تک قتل کرے گا؟
عقل او بر عقل شاہان می فروود
اس کی عقل باہتاہوں کی عقل سے بڑھی ہوئی تھی
مہر حق بر چشم و برگوش و خرد
اللہ تعالیٰ کی مہر آنکھ پر اور کان پر اور عقل پر

مرد ہانم راز گفت نلسند
میرے منہ کو چپندیہ بات سے
بر کے تہمت منہ بر خویش گرد
کسی پر تہمت نہ رکھ اپنی پرہتال کر
آں ملکن کہ می سگا لید آں غلام
وہ بدگمانی نہ کر جو اس غلام نے کی
گاہ شمش با شہنشاہ سخی
کبھی سخی پادشاہ پر اس کا قصہ ہوتا
طفلاگان خلق را سمر می ر بود
اور لوگوں کے بچوں کے سر کاٹتا تھا
اوشدہ اطفال را گردن گسیل
وہ بچوں کی گردن کاٹنے والا بنا
واندروں خوش گشتہ بانفس گراں
اور اندھ مکروہ نفس سے خوش ہے
وز بڑوں تہمت بہر گس می نمی
اور باہر ہر شخص پر تہمت رکھتا ہے
بلعد و خوش بیگنا ہاں را مدل
دشمن سے خوش ہے قصوروں کو ذلیل کرنے والا ہے
می نوازی مرتن پر غرم را
تاہوں بھرتے جسم کو نوازا رہے گا
حکم حق بے عقل و کورش کردہ بود
خدا کے حکم نے اسکو بے عقل اور اندھا کر دیا تھا
گر فلاطون ست حیوانش گند
خوہ فلاطون ہو اس کو جانور بنا دیتی ہے

۱۔ بردہانم۔ مولانا دعا کرتے ہیں
کہ اسے خدا کریم سے منہ سے تیری
مرضی کے خلاف باتیں نکلیں اور غیب
کے راز ظاہر کرنے لگوں تو میرا منہ بند
کر دے۔ پس خرد انسان کو جو
تکلیف پہنچتی ہے اصل وہ اس کے
کسی عمل کی سزا ہوتی ہے لہذا وہ
دوسروں پر الزام نہ رکھنا چاہیے اور اس
غلام کی طرح نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اپنے
آپ کو ہی قصور وار سمجھنا چاہیے۔ گاہ
جنگش۔ اس غلام کی یہ قوت تھی خود اس
کی خطا پر روزی کم ہوتی اور وہ دوسروں
سے لڑا۔
۲۔ ہچمچو فرعون نے فرعون نے بھی
یہی عمل کی اس کی سلطنت کی بردہانی
کا اصل سبب حضرت موسیٰ تھے جو اس
کے گھر میں رہتے پارہے تھے اور وہ
دوسرے بچوں کو قتل کر رہا تھا نفس
گراں۔ خطا تیرے نفس کی ہوتی ہے
تو اس سے خوش رہتا ہے دوسروں پر
ناخوشی کا اظہار کرتا ہے تو بھی فرعون کی
طرح ہے جو دشمن سے خوش تھا اور
دوسروں کو ذلیل و خوار کر رہا تھا۔
۳۔ چند فرعون۔ انسان کی یہ
فرعونیت ہے کہ اصل دشمن یعنی اپنے
آپ کو بے قصور سمجھتا ہے اور وہ
دوسروں سے دشمنی کرتا ہے۔ غرم۔
جانور قرآن پاک میں ہے۔ فسا
اصدکم من مصلۃ فسا حکمت
ایسڈیکم یعنی جو مصلحت تمہیں پہنچتی
ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمال ہے۔
عقل۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون
عقل میں دوسرے شہنشاہوں سے
بڑھا ہوا تھا لیکن اقتدا، خداوندی نے
اس کو بے عقل اور اندھا بنا دیا تھا اللہ کی
مہر بڑے سے بڑے محمد کو بے عقل
جانور بنا دیتی ہے۔



حکمِ حق بر لوح می آید پدید آسختاں کہ حکمِ غیب از بایزیدؒ
 اللہ تعالیٰ کا حکم لوح پر ظاہر ہو جاتا ہے جس طرح کہ غیب کا حکم بایزیدؒ پر ظاہر ہوا

شہیدین شیخ ابوالحسن خرقانی خیردادن بایزیدؒ را از
 حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کا حضرت بایزیدؒ کے پیدا ہونے کی اور احوال
 یودن او و احوال او پیش از زادن او
 کی پیدا ہونے سے قبل خبر دینے کو سننا

بچپناں آمد کہ او فرمودہ بود
 ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا
 کہ حسن باشد مرید و اتم
 کہ ابوالحسن میرا مرید و میرا امتی ہو گا
 ہر صباے آید و خواند سبق
 ہر صبح کو آئے گا اور سبق حاصل کرے گا

گفت ۲ من ہم نیز خوابے دیدہ ام
 انہوں نے فرمایا میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے
 ہر صباے تیز رفتے بے فتور
 ہر صبح تیز رفتے کو تیزی سے جاتے
 تا مثال شیخ پوشش آمدے
 حتی کہ شیخ کی مثال صورت ان کے سامنے آجاتی
 تا کیے روزے ایک دن
 حضرت ابوالحسن خرقانی قبر پر پہنچے تو قبر
 نظر نہ آئی اس پر بت برف کے نیلے
 جمع شدہ نظر آئے تو بہت رنجیدہ
 ہوئے۔ باتش۔ شیخ بایزیدؒ جو روحانی
 حیات سے زندہ تھے ان کی اولاد آئی
 کہ برف سے گھبراہری طرف آجا
 دنیا تو ساری برف کی طرح تپا سیدلا
 ہے

گفت ۳ من ہم نیز خوابے دیدہ ام
 انہوں نے فرمایا میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے
 ہر صباے تیز رفتے بے فتور
 ہر صبح تیز رفتے کو تیزی سے جاتے
 تا مثال شیخ پوشش آمدے
 حتی کہ شیخ کی مثال صورت ان کے سامنے آجاتی
 تا کیے روزے ایک دن
 حضرت ابوالحسن خرقانی قبر پر پہنچے تو قبر
 نظر نہ آئی اس پر بت برف کے نیلے
 جمع شدہ نظر آئے تو بہت رنجیدہ
 ہوئے۔ باتش۔ شیخ بایزیدؒ جو روحانی
 حیات سے زندہ تھے ان کی اولاد آئی
 کہ برف سے گھبراہری طرف آجا
 دنیا تو ساری برف کی طرح تپا سیدلا
 ہے

ہا انا ادعوك كى تسعى الى
 میں میں تجھے پکار رہا ہوں تاکہ وہاں میرے پاس آئے

ہیں بیا ایس سو بر آوازم شتاب عالم ار بر فست زوی از من متاب
 ہاں میری آواز پر جلد اوہر آ جا دنیا ارچہ برف ہے مجھ سے من نہ موڑ
 حال اوزاں روز شد خوب و بدید آں عجائب را کہ اول می شنید
 اس مہستان کی حالت خوب ہو گئی اور انہوں نے دیکھے وہ عجائب جو پہلے سے تھے
 باز باید گشت سوی آں غلام کرد باید آں حکایت را تمام
 اس غلام کی طرف لوٹنا چاہیے اس حکایت کو پورا کرنا چاہیے

رُقعہ دیگر نوشتن آں غلام پیش شاہ چوں
 جبکہ پہلے رقعہ کا جواب نہ آیا اس غلام کا بادشاہ کو پیش کرنے

جواب رُقعہ اول نیامد

کے لئے دہرا رقعہ لکھنا

نامہ دیگر نوشت آں بدگمناں ۲
 اس بدگمان نے دہرا رقعہ لکھا
 کہ یکے رُقعہ نوشتم پیش شاہ
 کہ میں نے بادشاہ کے حضور میں ایک رقعہ لکھا
 آں دگر را خواند ہم آں خواب خد
 اس حسین چہرے والے نے دہرا بھی پڑھا
 خشک می آورد اورا شہریار
 اس کے ساتھ شاہ نے خشکی برتی
 گفت ۳ حاجب آخر او بندہ شماست
 حاجب نے کہا کہ آخر وہ آپ کا غلام ہے
 از شہن تو چہ کم گردد اگر
 آپ کی بادشاہی میں کیا کمی آجائے گی اگر
 گفت این سہل است لہذا حق است
 اس نے کہا یہ آسان ہے لیکن وہ حق ہے
 گرچہ آمرزم گناہ ورتش
 اگر میں اس کی خطا اور لغزش معاف کروں گا
 پر ز تشنج و نفیر و پر فُعال
 ملامت اور فریاد اور شور سے بھرا ہوا
 اے عجب آنجا رسید دیافت راہ
 اے عجب ہے کہ وہ وہاں پہنچا اور باریاب ہوا
 ہم نداد اورا جواب و تن یزد
 اس کا بھی جواب نہ دیا اور چھپ رہا
 او مکرر کرد رُقعہ پنج بار
 اس نے پانچ مرتبہ رقعے مکرر کئے
 گر جوابش بر نویسی ہم رواست
 اگر اس کو جواب لکھ دیں تو بھی مناسب ہے
 بر غلام و بندہ اندازی نظر
 غلام اور بندہ پر آپ نظر کرنا کریں
 مرد احمق زشت و مرد وود حق است
 احمق انسان برا اور خدا کا مردود ہے
 ہم کند درمن سرایت علتش
 مجھ میں بھی اس کی بیماری سرایت کر جائے گی

۱۔ حال۔ اب حضرت ابوالحسن
 خرقانی کی تکمیل ہو چکی تھی اور ان
 پر مشاہدہ کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔
 باز باید۔ اب مولانا پھر غلام کا قصہ
 شروع کرتے ہیں۔

۲۔ بدگمناں۔ یعنی دین غلام تشنج
 برا بھلا کہنا۔ اے عجب۔ یعنی اس پر
 تعجب ہے کہ وہ رقعہ بادشاہ تک پہنچ
 گیا اور پھر بھی مجھے جواب نہ ملا۔
 خواب خد۔ حسین رخ یعنی شاہ۔ تن
 یزد۔ خاموش رہا خشک۔ یعنی شاہ نے
 اس سے خشکی برتی۔

۳۔ گفت حاجب۔ پیشکار نے
 کہا کہ وہ غلام بہر حال آپ کا ہے اگر
 اس کو جواب لکھیں تو مناسب ہوگا۔
 حاجب۔ دیوان۔ پیشکار۔ اندازی
 نظر۔ یعنی نظر کرنا کر کے جواب لکھا
 دیں۔ اس۔ جواب لکھنا۔ احمق۔
 مردود انسان مردود بارگاہ خلوتندی
 ہے۔ آمرزم۔ یعنی معاف کر کے پھر
 قریب کروں گا۔ علتش۔ یعنی اس کی
 حماقت کی بیماری۔

صد کس از گریس اہمہ گریس شوند
خداش سے سو شخص سب خداش ہو جاتے ہیں
گزر کم عقلی مباد اگبر رہا
گزر خدای کی عقلی خدا کرے کافر کو بھی نہ ہو
نم مبارد ابر از شوئی او
اس کی بدبختی سے ابر بارش نہیں برساتا ہے
از گراں احمقاں طوفان نوح
ان احمقوں کی خداش کی بدبختی سے حضرت نوح کے طوفان نے

سُتودن پیغمبر علیہ السلام عاقل را و نکو ہیدن احمق را
پیغمبر علیہ السلام کا عقلمند کی تعریف کرنا اور احمق کی مذمت کرنا

گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ ہست
پیغمبر نے فرمایا احمق جو بھی ہے
ہر کہ او عاقل بود او جان ماست
جو بھی عقلمند ہے وہ ہماری جان ہے
عقل ۲ دشنام دہد من را ضمیم
عقل مجھے گالی دے میں خوش ہوں
عقل ۳ احمق اہل حلوا نھند اندر لہم
احمق اگر میرے ہونوں پر حلوہ رکھے
ایں یقین داں گر لطیف و روشنی
اگر تو پاکیزہ اور روشن ہے تو یقین کر
سبکت گندہ گند بے فائدہ
بے فائدہ تیری مونچھوں کو گندہ کرے گا
مائدہ عقلست نے نان و کباب
دسترخوان عقل سے نہ روٹی اور کباب

خاصہ اس گزر خبیث عقل بند
خصوصاً بے عقل خبیث کی خداش
شو ہمیش بے آب وارد ابر را
اس کی نعمت ابر کو بے پانی کا بنا دیتی ہے
شہر شد ویرانہ از بومی او
اس کے لوہن سے شہر ویرانہ ہو جاتا ہے
کرد ویراں علکے را در فوض
رسوائی میں ایک جہنم کو ویران کر دیا

او عدو ماو غول رہن سست
وہ ہمارا دشمن اور بھونکانے والا چھلوا ہے
روح او وریح او رہ جان ماست
اس کی روح اور اس کی ہوا ہماری خوشبو ہے
زانکہ فیضے زار دار قیاضیم
کیونکہ میری فیاضی سے فیض پا چکی ہے
نبوداں مہمانیش بے ماندہ
اس کی وہ مہمانی بغیر دسترخوان کے نہ ہوگی
من ازاں حلوی او اندر بتم
میں اس کے حلوے سے بخند میں ہوں
نیست ۳ بوس کون خررا چاشنی
گدھے کی مقعد کو بوس دینے میں کوئی لطف نہیں ہے
جامہ از دیکش سیہ بے ماندہ
بغیر دسترخوان کے لکڑی کے تیرے کپڑے یہاں ہلکے
نور عقل ستاے بسر جاں شراب
اسے بیٹا جان کی شراب عقل کا نور ہے

۱۔ گریس۔ تیس فاضل کی علامت
۲۔ اگبر ناف فخری کے فتح ساتھ
خداش کی بیاری۔ گریس۔ بے عقلی کی
خداش خدا کرے کافر کو بھی نہ لگے۔
شو ہمیش۔ بد عقل کی بدبختی سے ابر بھی
بے بارش ہو جاتا ہے۔ بوٹی اور مشہور
ہے کہ جہاں الو بٹھنے لگے وہ مقام
ویران ہو جاتا ہے۔ از گریس قوم نوح کی
حماقت سے طوفان آیا اور دنیا برباد ہو
گئی تھی۔ گفت۔ پیغمبر۔ بعض
احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نے
فرمایا کہ بیوقوف ہمارا دشمن ہے اور عقلمند

ہمارا دوست ہے۔

۳۔ عقل دشنام۔ ہو سکتا ہے کہ یہ
مولانا کا مقول ہو اور مولانا اپنے بارے
میں فرما رہے ہوں یا حدیث کا جزو
ہے، خاصہ یہ ہے کہ عقلمند اگر برا بھی
کہتا ہے تو اس میں کوئی مصلحت ہوتی
ہے۔ احمق۔ بیوقوف کی بھلائی میں
بھی برائی ہے۔

۳۔ نیست۔ بیوقوف سے محبت
کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی گدھے
کی مقعد کو بوس دے سکتا ہے۔ اس
بوسے سے تمہیں نقصان پہنچے گا اور بیکار
کپڑے کا لے ہوں گے۔ ماندہ
عقلست۔ اہل دسترخوان عقل ہے
جس سے انسان غذا حاصل کرتا ہے
نان و کباب اگر احمق پیش بھی کرے تو
دسترخوان نہیں ہے بلکہ حضرت رسال
جس کا نان نمک بے عقل بنا دے
گا۔

۱ نیست۔ اگر امتحان کے دسترخوان پر پینے کی چیزیں ملیں تو وہ انسان کی شراب نہیں ہے شراب تو نور عقل ہے روح کی پرورش اسی سے ہوتی ہے۔ ٹورنہا۔ کسی غذا میں۔ خر۔ یعنی شریف انسان۔ تاغذائی اصل شعر۔ اندروں از طعام خالی وار تا دریاں نور معرفت بنی عکس۔ جسمانی غذاؤں میں اسی نورانی غذا کا پرتو ہے جو ان میں لذت آتی ہے۔ یہ حیوانی جان اسی نورانی جان سے جان بنی ہے۔

۲ چوں خوری۔ نور کی روحانی غذا کا ایک لقمہ کھا لو گے تو یہ غذائے جسمانی بچ ہو جائے گی۔ عقل شید بھد۔ جب تو وہ غذا کھا لو گے تو جسمانی غذا کو بھگے کہ مجھ پر عاشق ہو گئی ہے اب تو چلتی چیزیں باتیں کیوں کرتی ہے مجھ سے استل گیا ہے مجھے تجھ سے کمزور باؤں کی ضرورت نہیں ہے عقل۔ عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسی عقل ہے نور۔ گاہوں سے حاصل ہوتی ہے عقل اگر حاصل ہو جائے تو دوسروں کی عقل سے بڑھ جاتی ہے یہ کتاب اور استاد اور علوم سے حاصل ہوتی ہے اس عقل کے حاصل ہونے پر انسان حفاظت کرنے والی تختی بن جاتا ہے لیکن لوح محفوظ جس کی حق تعالیٰ ہر قسم کی ملطی سے حفاظت کرتا ہے وہ اس کے علاوہ چیز ہے۔

۳ عقل دیگر۔ عقل کی دوسری قسم وہ ہے جو خدا کی عطا ہے اور اس کا سرچشمہ۔ گاہ اور استاد نہیں ہے بلکہ خود روح کے اندر اس کا چشمہ ہے اس چشمہ سے جو پانی آتا ہے وہ نہ لندہ ہے نہ اس کا رنگ بدلتا ہے۔ اگر کسی عقل کی راہیں بند ہو جائیں تو اس عقل والے کو کوئی کم نہیں ہوتا کیونکہ وہ وہ خاندان سے متوجہ نہیں ہوتی ہے۔

از جزاں جاں نیابد پرورش
اس کے سوا سے جان پرورش نہیں پائی ہے
کایں غذای خربود نے آن خر
کیونکہ یہ گدھے کی خوراک ہیں نہ کہ شریف کی ملکیت
لقہمای نور را آکل شوی
نور کے لقمے کھانے والا بن جائے
فیض آل جانست کایں جل جلد ہست

اسی جان کا فیض ہے کہ یہ جان جان بنی ہے
خاک ریزی بر سر نان تنور
تنور کی روٹی پر خاک ڈال دے گا
راہ پیدا شد چہ پائے بے شبہات
راستہ پیدا ہو گیا تو کمزور پاؤں کیا ہے؟
کہ در آموزی چو در مکتب صحی
جو کہ مکتب میں بچوں کی طرح تو سیکھتا ہے
از معانی وز علوم خوب و بکر
معانی سے اور عمدہ اور تازہ علوم سے
لیک تو باشی ز حفظ آل گراں
لیکن تو ان کو یاد کرنے سے بوجھل ہو جاتا ہے
لوح محفوظ اوست کوزیں در گزشت
لوح محفوظ وہ ہے جو اس سے گزر گیا
چشمہ آل در میان جاں بود
اس کا سر چشمہ جان کے اندر ہوتا ہے
اسے شود گندہ نہ ویرینہ نہ زرد
نہ گندہ ہوتا ہے نہ پرانا نہ زرد
گو ہمیں جو شد ز خانہ ویدم
کیونکہ وہ گمراہی میں سے ہر وقت جوش مار رہا ہے

نیست! غیر نور آدم را خورش
انسان کی خوراک نور کے سوا نہیں ہے
زیں خورشہا اندک اندک باز بر
ان کھانوں سے آہستہ آہستہ جدا ہو جا
تاغذی اصل را قابل شوی
تاکہ تو اصلی غذا کے قابل ہو جائے
عکس آل نورست کایں مال ناں خد ہست
اسی نور کا پرتو ہے کہ یہ روٹی روٹی بنی ہے
چوں خوری یکبار از ماگول نور
اگر تو ایک بار نور کی غذا کھا لے گا
عقل شیدا شد چہ خوانی ترہات
تو کہے گا عقل مانت ہو گئی ہے تو کیا کہاں کرتا ہے
عقل دو عقل است اول مکتبی
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسی
از کتاب و استاد فکر و ذکر
کتاب اور استاد اور غور اور یاد سے
عقل تو افزوں شود بر دیگران
تیری عقل دوسروں سے بڑھ جاتی ہے
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت
دور اور گشت میں تو حفاظت کرنے والی تختی ہو گا
عقل دیگر بخشش یزداں بود
دوسری عقل اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے
چوں ز سینہ آب دانش جوش کرد
جب سینہ سے عقل کا پانی جوش مانتا ہے
در رہ بخشش بود بستہ چہ غم
اگر اس کے اپنے کا راستہ بند ہو جائے تو کیا فکر ہے؟

عقل ! کھیلی مثال جو یہا
تھیلی عقل نہروں کی طرح ہے
کاں رَوَد دَر خانہ از گوہیا
جو گہر دل میں تالا ہوں میں سے پہنچی ہے
راہ آبلش بستہ شد شد جینوا
اگر اس کے پانی کا راستہ بند ہو جائے تو وہ مفلس بن جاتا ہے
از درون خویشتن جو چشمہ را
اپنے اندر چشمہ کی تلاش کر
اپنے اندر چشمہ کی تلاش کر

قصہ شخصیکہ باشخصے مشورت می کرد او گفت مشورت
اس شخص کا قصہ جو ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا اس نے کہا کہ کسی دہرے سے
بادیگرے گن کہ من عدو توام
مشورہ کر کیونکہ میں تیرا دشمن ہوں

مشورت می کرد شخصے باکے
ایک شخص ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا
گفت اے خوش نام غیر من بگو
اس نے کہا اے نیک نام میرے غیر کو تلاش کر
من عدوم مر ترابا من پیچ
میں تیرا دشمن ہوں مجھ سے نہ الجھ
روے کے جو کہ ترا او ہست دوست
جا کسی ایسے کو تلاش کر جو تیرا دوست ہو
من عدوم چارہ نیود کز منی
میں دشمن ہوں لہذا میں خودی کی وجہ سے
حاری از گرگ جستنی شرط نیست
بھیزنے سے رکھو لاپہا چاہتا مناسب نہیں ہے
من ترابے پیچ شکے دشمنم
میں بلاشبہ تیرا دشمن ہوں
ہر کہ باشد ہمنشین دوستان
جو دوستوں کا ہم نشین ہو
کز ۲ ترؤد وا رہد وز محسے
تاکہ تردد اور بندش سے چھوٹ جائے
ماجرائے مشورت با او بگو
مشورے کا معاملہ اس سے کہہ
نیود از رلی عدو پیر وز پیچ
دشمن کی رائے سے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے
دوست ہر دوست لاشک خیر جوست
بے شہ دوست دوست کا خیر خواہ ہے
کثر روم باتو نمایم دشمنی
بے نیچا چلوں گا تجھ سے دشمنی کروں گا
جستنی از غیر محل نا جستنی ست
بے موقع تلاش کرنا تلاش نہ کرنا ہے
من ترا کے رہ نمایم رہز نم
میں ایک تیری اور ہنسی کروں گا میں رہزن ہوں؟
ہست در کلخن میان بوستان
جہنم میں بھی بان میں ہے

عقل کھیلی۔ یعنی کبھی عقل جو
دوسروں سے حاصل کی جاتی ہے۔
گوہیلہ گڑھے رہو آبلش۔ اگر کسی
عقل کے حصول کے ذریعہ مفقود ہو
جاتے ہیں تو انسان بے ہر دوستانہ
جاتا ہے لیکن اندرونی چشمہ اس آفت
سے محفوظ ہے۔ از درون۔ عقل کے
روحانی چشمہ کی جستجو کرنی چاہیے تاکہ
دوسروں کا احسان نہ اٹھانا پڑے۔
قصہ اس قصہ سے عقل کی فضیلت
بیان کرنا مقصود ہے۔

۲ کز تردد۔ انسانی تردد میں کسی
طرف پیش قدمی نہیں کرتا ہے۔
گفت۔ اس شخص نے کہا کسی اور سے
مشورہ کر لے۔ من عدوم۔ میں تیرا
دشمن ہوں۔ دشمن کے مشورے سے کوئی
کامیابی نہیں ہوتی ہے۔

۳ روے کے۔ تجھے کوئی دوست
تلاش کر کے اس سے مشورہ کرنا
چاہیے۔ دوست دوست کا خیر خواہ ہوتا
ہے۔ منی۔ خودی۔ حدی۔ بھیزنا
بھیزوں کا رکھو لاپہا نہیں بن سکتا۔
جستنی۔ بے محل تلاش اور جستجو سے
کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہر کہ۔ دوستوں
کی صحبت میں بھی بھی بان بن جاتی
ہے اور دشمنوں کی صحبت باغ کو بھی
بھٹی بنا دیتی ہے۔

ہر کہ بادشمن نشیند در زمن
جو زندہ میں دشمن کا ہم نشین ہو
دوست را مازار از ماو منت
دوست کو تو تو میں میں سے نہ ستا
خیر گن باخلق از بہر ایزوت
اپنے خدا کے لئے لوگوں سے بھلائی کر
تادمہ را دوست بینی در نظر
تاکہ تو نگاہ سے سب کو دوست دیکھے
چونکہ کردی دشمنی پرہیز گن
جب تو نے دشمنی کی تو احتیاط بہت
گفت من دانم ترا اے یواکسن
اس نے کہا اے یواکسن میں تجھے جانتا ہوں
لیک مرو عاقلی و معنوی
لیکن تو عقلمند آدمی ہے اور با معنی ہے
طبع ۲ خواہد تا کشد از خصم کیس
طبیعت کا تقاضہ ہے کہ دشمن سے ہلا لے
آید و منعش کند وا داردش
وہ عقل آتی ہے اور اس کو منع کرتی ہے اس کو روکتی ہے
عقل ۳ ایمانی چو شخہ عادل ست
ایمانی عقل منصف کقول کی طرح ہے
ہچو گربہ باشد رو بیدار ہوش
وہ بلی کی طرح ہوشیار رہتی ہے
در ہر آنجا کہ برآرد موش دست
جس جگہ چہا شیخ نکالے
گربہ چہ شیر و شیر فلکں بود
بلی کیسی شیر اور شیر کو بچھاڑے دلی ہوتی ہے

ہست او در بوستان در گوشتن
وہ باغ میں بھی بھی میں ہے
تا گرو دوست خصم و دشمنت
تاکہ دوست تیرا مخالف اور دشمن نہ بنے
یا برائے راحت جان خودت
یا خود اپنی جان کے آرام کے لئے
در ولت ناید زکیں ناخوش صور
تاکہ تیرے دل میں کینہ سے برے خیالات نہ آئیں
مشورت یار مہر انگیز گن
مشورہ محبت بھرے دوست سے کر
کہ توئی درینہ دشمن دار من
کہ تو میرا پانا دشمن ہے
عقل تو نکذات کہ جروی
تیری عقل تجھے اجازت نہ دے گی کہ تو نیز جاچلے
عقل بر نفس ست بند آہنیں
لیکن عقل نفس پر لوہے کی زنجیر ہے
عقل چوں شخہ است در نیک و بدش
عقل اس کے لئے اچھے اور برے میں کقول کی طرح ہے
پاسبان و حاکم شہر دل ست
دل کے شہر کی محافظ اور حاکم ہے
دزد در سوراخ ماند ہچو موش
جور سوراخ میں چوہے کی طرح گھسارہتا ہے
نیست گربہ و ر بود او مردہ است
وہاں بلی نہیں ہے اگر ہو تو وہ مردہ ہے
عقل ایمانی کہ اندر تن بود
وہ ایمانی عقل جو جسم میں ہوتی ہے

۱۔ دوست۔ خود غرضی کر کے
دوستوں کو دشمن نہ بنانا چاہیے خیر گن۔
لوگوں کے ساتھ اللہ کی رضا کی خاطر
بھلائی کرو اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو اپنی
راحت کی خاطر دوسروں کیساتھ
بھلائی کرو۔ تاہم۔ جب لوگوں کے
ساتھ بھلائی کرو گے تو وہ تمہارے
دوست بن جائیں گے اور تمہارے
دل میں تکلیف دہ خیالات نہ آسکیں
گے۔ چونکہ اگر تو سب کو دوست
نہیں بنا سکتا ہے تو پھر مشورہ کسی
خاص دوست سے کر۔ گفت۔ مشورہ
لینے والے نے کہا میں جانتا ہوں تو
میرا دشمن ہے لیکن تو انسان ہے اور
عقلمند ہے اور عقلمند نہیں ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ تیری عقل تجھے میرے
ساتھ جبروی نہ کرے۔
۲۔ طبع خواہد۔ عقلمند کا طبیعت تقاضا
اگرچہ دشمن سے ہلا لینے کا ہوتا ہے
لیکن اس کی عقل اس کی طبیعت اور
نفس پر غالب آجانی ہے۔ عقل۔
عقل۔ عقلمند کی ہر اچھے برے موقع پر
حفاظت کرتی ہے۔
۳۔ عقل۔ عقل منصف کقول
جس اور دل کے خیالات پر حاکم۔ ہچو
گربہ۔ عقل کی مثال بلی کی سی ہے
اور نفس ایک چوہا ہے۔ ہر آنجا کہ
نفس کا غلبہ ہے تو گھسوک وہاں عقل
نہیں ہے اور اگر ہے تو مردہ ہے۔
گربہ۔ ہم نے عقل کو بلی قرار دیا ہے
غلطی تھی عقل تو شیر اور شیر فلکں ہے۔

عزّة او حاکم درندگان ۱
اس کی غرابت دونوں کی حاکم ہے
شہر پر دزد است و پر جامہ گنے
شہر چوروں اور کپڑے اتارنے والوں سے بھرا ہے
عقل درتن حاکم ایماں بود
عقل بدن میں ایماں کا حکم دینے والی ہے
عقل و جان جلا جلا توئی
اے جان! عقل کی عقل اور جان کی جان تو ہے
عقل کل سرگشته و حیران تست
عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان ہے

۱ درندگان۔ یعنی انسان کی قوت
غصیبہ۔ چرندگان۔ یعنی انسان کی
قوت شبوبہ۔ شہر پر دزد است۔
انسان میں لاجلہ نفسانی قوتیں ہوتی
ہیں عقل کے بھروسہ پر ان سے
غفلت نہ برتی جائے بس اس
قدرے کہ اگر عقل ہوتی ہے تو وہ
قوتیں متخیل ہو جاتی ہیں لیکن بالکل
فنائیں ہوتی ہیں۔

۲ عقل عقل۔ کامل انسان کو
خطاب ہے کہ تو ہی عقل کی عقل اور
جان کی جان ہے اور تمام کائنات پر
تیری سلطنت ہے عقل کل۔
جبرئیل۔ سراج میں آنحضرت کے
عروج پر حیران تھے امیر گروانیدن۔
اس قصہ کو نقل کرنے سے یہ مقصود ہے
کہ بزرگی نہ عقلست نہ ایسا یہ میر
یہ جہاد کا وہ لشکر جس میں آنحضرت
خود شریک نہ ہوں۔

امیر گردانیدن رسول علیہ السلام جوان ہذیلی را بر سر یہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان کو اس لشکر کا سردار بنانا
کہ دران پیرا و جنگ آموز دگان بودند
جس میں بوڑھے اور جنگ آزمودہ تھے

۳ ایک جوان نے آنحضرتؐ نے
اس لشکر کا ایک ہذیلی نوجوان کو سردار بنا
دیا۔ ہذیل۔ عرب کا ایک مشہور قبیلہ
ہے۔ خیل۔ گردہ اصل۔ فوج کا
سردار بمنزلہ سر کے ہے بغیر سردار کی
فوج بغیر سر کا ہڑ ہے۔ اس ہمہ
مولانا نے لشکر کے سردار سے گریز فرما
کر شیخ کی ضرورت کا مضمون شروع
فرمادیا ہے۔ یعنی انسان کی اعمال خیر
میں پڑھو گی اسی لئے ہوتی ہے کہ ان
سے کسی شیخ کو اپنا سردار نہیں بنایا۔
از کسل۔ کسی کو شیخ اور پیر بنانے میں
انسان کی عمل سے سستی اور خدمت
میں بخل اور خودی مانع بنتی ہے۔ بچو۔
شیخ سے گریز کرنے والے کی مثال
اس گدھے کی ہے جو بوجھ سے گھبرا
کر پہاڑی کی طرف ہواگ پڑے۔

یک سر یہ می فرستادے رسول
آنحضرتؐ ایک لشکر بھیج رہے تھے
یک جوانے را گزید او از ہذیل
آپ نے بنی ہذیل کے ایک جوان کو منتخب فرمایا
اصل لشکر بیگماں سرور بود
یقیناً سردار لشکر کی بنیاد ہوتا ہے
ایں ہمہ کہ مردہ و پڑ مردہ
یہ جو تو بالکل مردہ اور پڑ مردہ ہے
از کسل وز بخل وز ما و منی
سستی اور بخل اور خودی و انایت کی وجہ سے
بچو استورے کہ بگریزد ز بار
اس گدھے کی طرح جو بوجھ سے بھاگے
بہر جنگ کافر و دفع فضول
کافر لوگوں سے جنگ اور فضول لوگوں کو دفع کرنے کیلئے
میر لشکر کرش و سالار خیل
اس کو لشکر کا امیر اور لشکر کا سپہ سالار بنا دیا
قوم بے سرور تن بے سر بود
بغیر سردار کی قوم بے سر کا جسم ہوتی ہے
زاں بود کہ ترک سرور کردہ
اس لئے ہے کہ تو نے سردار کو چھوڑ دیا ہے
می کشی سر خویش را سر میکنی
تو سر کشی کرتا ہے اپنے آپ کو سردار بنانا ہے
او سر خود گیرد اندر کو مسار
اور پہاڑ کا رات لے لے

صاحبش اور پے ڈوال کاے خیرہ مہر
 اس کا مالک بیچے ہونے کہ اس سرشا
 گرز چشمم ایں زماں غائب شوی
 اگر تو اس وقت میری نظر سے غائب ہو گا
 استخوانت را بخاید چوں شکر
 شکر کی طرح تیری ہڈیاں چالے گا
 آں ممکن آخر بمانی از علف
 وہ نہ کر بلا آخر تو گھاس سے محروم رہ جائے گا
 ہیں بمگریز از تصرف کرد نم
 خبردار میرے کام میں لگانے سے نہ بھاگ
 تو ستوری ہم کہ نفست غالب است
 تو بھی گدھا ہے کیونکہ تیرا نفس غالب ہے
 خرخواندت بس خواندت ذوالجلال
 اللہ تعالیٰ نے تجھے گھوڑا کہا ہے گدھا نہیں کہا
 میر ۲ آخر یود حق را مصطفی
 آنحضرت اللہ تعالیٰ کے میر اسطبل ہیں
 قل تَعَالُوا گفتم از جذب کرم
 کرم کے جذب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دے کہ آؤ
 نفسہا راتا مَرَوْض کرمہ ام
 میں نے جب سے نفسوں کو مرتاض بنایا ہے
 ہر گجا باشد ریاضت بارۃ
 جہاں کہیں ریاضت کرانے والا ہوا ہے
 لاجرم اغلب بلا بر انبیاست
 لا محالہ کبھی آزمائش نبیوں کی ہے
 سسکے کانید از دُم یرغا روید
 تم سے رفتہ گھوڑے ہو میری تعلیم سے تیز چلو

ہر طرف گرگے ست اندر قصد خر
 ہر طرف گدھے کی تلاش میں بھیڑتے ہیں
 پشت آید ہر طرف گرگ قوی
 ہر جانب قوی بھیڑتا تیرے سامنے آئے گا
 کہ نہ بنی زندگانی را دگر
 حتیٰ کہ تو دوبارہ زندگی نہ دیکھے گا
 آتش از بے ہیزی گردو تلف
 بغیر ایندھن کے آگ جلا ہو جاتی ہے
 وز گراں باری کہ جان تو منم
 اور بوجہ لادنے سے کیونکہ میں تیری جان ہوں
 حکم غالب را بؤد اے خود پرست
 اے نفس پرست! حکم غالب پر لگتا ہے
 بس تازی را عرب گوید تعال
 عربی گھوڑے کو عرب "تعال" کہتے ہیں
 بہر استوران نفس پر جفا
 ظالم نفس کے گھوڑوں کے لئے
 تا ریاضت تاں وہم من را ضم
 تاکہ میں سے ریاضت کروں میں ریاضت کرنے لگا ہوں
 زیں ستوراں بس لکد ہا خوردہ ام
 ان گھوڑوں کی بہت سی دلیتیاں کھائی ہیں
 از لکد ہا بش نباشد چارۃ
 اس کے لئے دلچسپی سے مفر نہیں ہے
 کہ ریاضت دادن خالماں بلاست
 کیونکہ نازیوں کو ریاضت کرانا ہی مصیبت ہے
 تلیو اش مرکب سلطان شوید
 تاکہ نرم رفتہ اور شاہ کی سہاری بن جاؤ

۱۔ صاحبش۔ اس گدھے کا مالک
 کہہ رہا ہے کہ پہاڑ میں سینکڑوں
 بھیڑتے ہیں جو گھے ہلاک کر دیں
 گے اور تیری ہڈیاں شکر کی طرح چبا
 ڈالے گے آں ممکن۔ شیخ بھی
 بھاگنے والوں کو سمجھاتا ہے کہ بھاگنے
 میں ہلاکت ہے اور اگر ہلاکت بھی نہ
 ہو تو کم از کم نعمتوں سے محرومی ہے۔
 تصرف کرد نم۔ شیخ کی تعلیمات سے
 نہ گھبرانا چاہیے بلکہ کلیت فی ید
 اغسال نہلانے والے کے ہاتھ
 میں مرہ بن جانا چاہیے۔

۲۔ تو ستوری۔ انسان کا نفس گدھا
 سے جب وہ انسان پر غالب ہو تو
 چونکہ حکم غالب پر لگتا ہے لہذا انسان کو
 گدھا کہا جائے گا۔ خرخواندت۔ جن
 لوگوں پر نفس کا غلبہ ہے ان کو اللہ تعالیٰ
 نے لاروہ کرم گدھا نہیں کہا ہے بلکہ
 گھوڑا قرار دیا ہے عرب جب عربی
 نسل کے گھوڑے کو پکارتے ہیں تو
 لفظ "تعال" آجا بولتے ہیں اسی طرح
 قرآن نے آنحضرت کو کہا ہے کہ ان
 لوگوں کو تعالوا کہو۔

۳۔ میر آخر۔ داروفا اسطبل۔ پر
 جفا۔ ظالم۔ را معنی۔ گھوڑے کو
 سدھانے والا۔ مروض۔ سدھا ہوا
 گھوڑا لکد ہا۔ دلیتیاں۔ ریاضت
 ہدہ۔ ریاضت کرانے والا۔ لاجرم۔ نبی
 چونکہ قوم کی تربیت کرتا ہے لہذا اس کو
 زیادہ مصائب برداشت کرنے پڑتے
 ہیں۔ سسکے کانید۔ سسک۔ ست
 رفتہ گھوڑا۔ ہم کلام یرغا۔ تیز رو گھوڑا
 تلیو اش۔ ترکی لفظ ہے نرم رفتہ گھوڑا۔

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا كَفْتِ حَقِّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا كَفْتِ رَبِّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا كَفْتِ رَبِّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

گر نیابت اے نبی عمکس مشو

اے نبی اگر وہ نہ آئیں تو غم زہ نہ ہو

گوش بعضے زیں تعالوا ہا کرست

بعض لوگ ان آ جاؤ کی آوازوں سے بہرے ہیں

منہزم ۲ گردند بعضے زیں ندا

بعض لوگ اس آواز سے پیچھے پٹ گئے

منقبض گردند بعضے زیں قفص

بعض لوگ ان قصوں سے تنگدل ہوئے

خود ملائک نیز نا ہمتا بدند

ملائک بھی رتبہ میں یکساں نہیں تھے

کودکال گرچہ بیک مکتب در آند

بچے اگرچہ ایک ہی کتب میں ہیں

مشرقی ۲ و مغربی راجہاست

مشرق اور مغرب والوں کی مختلف حسین ہیں

صد ہزاراں گوشہا گر صف زند

اگر لاکھوں کان صف بانڈ ہیں

باز صفت گو شہارا منصبے

پہر کانوں کی صف کا ایک مقام ہے

صد ہزاراں چشم را آل راہ نیست

لاکھوں آنکھوں کو وہ راستہ حاصل نہیں ہے

اے سُتورانِ مَلولِ اندرِ سَبِقِ ا

اے گمزدوز میں عاجز گھوڑا

اے سُتورانِ رَمیدہ از اَدبِ

اے ادب سے بھاگے ہوئے گھوڑا

اے سُتورانِ فسرودہ رگ و پے

اے ست رگ اور پٹیوں والے گھوڑا

زالِ دو بے تمکس میں تو پورا زکیں مشو

ان دو چارہ بے وقعت کی جد سے غصہ میں نہ بھر

ہر ستورے را صطبلے دیگرست

ہر گھوڑے کا دھرا اٹھیل ہے

ہست ہر آپے طویلہ او جدا

ہر گھوڑے کا اٹھیل جیلا ہے

زانکہ ہر مرغے جدا دارد قفص

کیونکہ ہر پرند کا بچھو بیچھو ہے

زیں سبب برآسمل صف صف شدند

اسی جد سے آسمان پر صف صف ہو گئے

در سَبِقِ ہر یک زیکِ بالا تر آند

مقابلہ میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے ہیں

منصَبِ دیدارِ حسِ چشمِ راست

دیکھنے کی حس کا مقام آنکھ کا ہے

جملہ محتاجانِ چشمِ روشن آند

سب روشن آنکھ کے محتاج ہیں

در سماعِ جاں و اِخبارِ بُنے

قرآن کی روح اور قصوں کے سننے کے لئے

بہجِ چشمے از سماعِ آگاہ نیست

کوئی آنکھ سننے سے واقف نہیں ہے

۱ سبق۔ گمزدوز۔ قُلْ تَعَالَوْا۔

یعنی اے نبی لوگوں سے کہہ دے کہ آ جاؤ۔

۲ گرنیابت۔ گرنیابت۔ قرآن

پاک میں ہے مومن کفیر فلا

بسخز نک کفیرہ اور جو شخص کفر

کرتے تو اس کا کفر کرنا تجھے ممکن نہ

کرتے گوش۔ ہر گھوڑا اپنے اٹھیل

کی طرف جاتا ہے تو جو اٹھیل شفتت

ہر ان کا اٹھیل وہ نہیں ہے جس کی

طرف نبی دعوت دیتا ہے۔

۳ منہزم۔ پس۔ طویلہ۔

اٹھیل۔ قفص۔ قفص۔ خود ملائک۔

جس طرح انسانوں میں استعداد کا

اختلاف ہے اسی طرح ملائک میں بھی

اسی لئے ان کو مختلف صفوں میں رکھا

گیا۔ کودکال۔ ملائک اور انسانوں کی

صلاحیت کے اختلاف کو اس مثال

سے سمجھو کہ سب بچے ایک ہی کتب

میں پڑھتے ہیں لیکن صلاحیت اور

استعداد کے اعتبار سے بعض کو بعض پر

فوقیت ہوتی ہے۔

۴ مشرق و مغربی۔ یہ صلاحیت کا

اختلاف حواس میں بھی ہے کان میں

سننے کی صلاحیت ہے جو آنکھ میں نہیں

ہے آنکھ میں دیکھنے کی صلاحیت ہے

جو کان میں نہیں ہے صد ہزاروں۔

اگر لاکھوں آنکھیں جمی مل جائیں تو

ایک کان کی برابر نہیں بن سکتیں۔

پچھیں! ہر حسن یک یک می شمر

اسی طرح ایک ایک حس کو گن لے

پنج حسن ظاہر و پنج اندرون

پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی

ہر کسے گواہ صاف دین سرکش است

جو شخص دین کی صف سے سرشی کرتا ہے

تو ز ۲ گفتارِ تعالوا کم ممکن

آپ "جاؤ" کہنے میں کمی نہ کریں

گرمے گرود ز گفتارت نفیر

اگر کوئی جانا آپ کے قول سے تنفر ہو

اسی زماں گرسنت نفس سدا حشرش

اس وقت اس کا جاؤ کر نفس بہرا ہے

قُلْ تَعَالُوا قُلْ تَعَالُوا اے غلام

آپ آ جاؤ، آ جاؤ کہیے، اے لڑکے!

خوابہ ۳ باز آ از منی و از سروری

اے صاحب! خودی اور سروری سے باز آ جا

ہر یکے معزول ازاں کارِ دگر

ہر ایک دوسرے کے کام سے جدا ہے

در صف اند اندر مقام الصافون

صف ہائے صاف فرشتوں کے قیام میں صف ہوتے ہیں

میر و سوی صفے کاں ناخوش است

وہ بری صف کی جانب چلا جاتا ہے

کیمیای بس شگرف است اس سخن

= کلمہ بہت عجیب کیمیا ہے

کیمیا را پنج ازوے وا مکیر

کیمیا کو اس سے نہ بنائیے

گفت تو سُدوش گند در آخرش

اس کے آخر میں آپ کی گفتگو اس کو فائدہ دے گی

ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ يَدْعُوْا بِالسَّلَامِ

آگاہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے

سرورے جو کم طلب گن سروری

کوئی سرورہ تلاش کر لے، سرورہ کی طالب نہ بن

۱۔ پنجگنی۔ تمام حواس کا یہی حال ہے جو جس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے وہ دوسرے میں نہیں سے پنج حس۔ حواس ظاہری اور حواس باطنی سب اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اپنے اپنے کام میں لگے ہیں۔ جیسا کہ ملائکہ کی مختلف صف میں اپنے کام میں لگی ہیں۔ الصافون۔ یعنی صف۔ صف۔ ملائکہ ہر کسی اگر کسی میں دین کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ بدعتوں کی صف میں شامل ہو گا۔

۲۔ تو ز گفتار۔ نبی کا کام دعوت دینا ہے وہ منکرین سے ٹکرا کر دعوت کو نہیں چھوڑتا ہے۔ گرمے گرود۔ کوئی منکر ایک وقت میں انکار کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کے اعتبار سے آخر میں دعوت کو قبول کر لے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَدْعُوْا بِالسَّلَامِ وَالسَّلَامَةُ يَدْعُوْنَ اِلَيْهِ فَارِ السَّلَامِ وَتَقْدِيْ مِنْ نِّشَانِ اِلَيْهِ صِرَاطِ مُسْتَقِيْمٍ۔ اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی دعوت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے پر رہنا سکھاتا ہے۔ خواب۔ مولانا پھر نصیحت کرتے ہیں کہ کسی شیخ کے ہاں سے

والستہ ہو جانا چاہیے۔ سرورہ۔ سرورہ۔ خیل۔ جماعت کرواؤ، اسلام۔ معترض اعتراض میں۔ کہا کرتا ہے کہ مجھے آپ کا دعویٰ تسلیم نہیں ہے۔ ظاندلی۔ تارک۔ باطن چونکہ نیاداری کا نائب تھا اس لئے اعتراض کی لویت آئی۔

اعتراض کردن معترض بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر امیر

ایک معترض کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہڈی کو لشکر کا سرورہ

گردانیدن آل ہندیلی را بر سر تیہ

ہائے پر اعتراض کن

از برائے لشکر منصور خیل

فتحہ گروہ کے لشکر کے لئے

اعتراض ولا نسلم بر فراشت

اعتراض اور ہم نہیں ماننے کا اعلان لیا

در متاع فانی چوں فانی اند

فانی اسباب پر کس قدر مر مٹنے والے ہیں

چوں پیغمبر سرورے کرداز ہذیل

جب پیغمبر نے ہذیل میں کا سرورہ بنایا

یو افضو لے از حسد طاقت نداشت

ایک بیہودہ حسد کی وجہ سے برداشت نہ کر سکا

خلق را بنگر کہ چوں ظلمانی اند

لوگوں کو دیکھ کس قدر اندھیرے میں ہیں

۱ از تکبر۔ باہمی اختلاف کا سبب تکبر اور غرور سے غرق۔ جانے والی یعنی دنیا طلبی۔ ایں عجب دنیا سے نجات کی گئی تو اس کے ہاتھ میں ہے مجاہدہ کر کے نکل سکتا ہے لیکن تعجب ہے کہ اس کو قید خانہ میں پزار رہنا منظور ہے۔ پائی تاسر۔ انسان معصیتوں میں آلودہ ہے حالانکہ روحانیت کی نہر اس کے دامن سے نکلا رہی ہے اس سے آلودگی کو دور کر سکتا ہے۔ دامن۔ روحانیت کی آرام گاہ اس کے پہلو میں ہے اس کے ہوتے ہوئے بیقراری سے پہلو بدل رہا ہے لیکن اس آرام گاہ میں داخل نہیں ہوتا ہے۔

۲ نور۔ خدا کا نورانی جہر عابدوں کی جستجو اس کے جوئی گاہ ہے (شعر) دل گھاس کے پرہہ دل دے ہست ہستی تفرہ لیل است کہیائے ہست مناص۔ بچاؤ کی جگہ نے بدے دنیا سے دل کی وحشت اور عالم آخرت کی جستجو رو نجات کا پتہ دیتی ہے۔ وحشت۔ دنیا۔ وحشت انسان کو رولہ ہدایت کی جستجو کے لئے مجبور کرتی ہے۔ مؤکل۔ سپاہی۔ منہاج۔ راست ہست منہاج۔ شعر

گرچہ رفت نیست عالم را پدید خیرہ یوسف ہاری باید بود
۳ تفرقہ۔ یعنی کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرو۔ وهو معکم ایما نکستم اہل اللہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ مردگان۔ فائز الی آثار رحمة اللہ کیف یحیی الازھی بعد موتھا۔ زمین کی مردنی کے بعد اس کی تروتازگی وجود باری کی دلیل ہے۔ چشم ایں۔ رہائی کی توقع رہائی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر رہائی کا وجود ہی نہ ہوتا اور رہائی کی خوش خبری دینے

از ۱ تکبر جملہ اندر تفرقہ
تکبر کی وجہ سے سب تفرقہ میں ہیں
ایں عجب کہ جاں بزنداں اندر مست
یہ تعجب ہے کہ جان قید خانہ میں ہے
پئی تاسر غرق سرگیں آنجواں
وہ جوان سر سے پاؤں تک گورہ میں غرق ہے
واہما پہلو بہ پہلو بے قرار
بیش ہر گدٹ پر بیقرار ہے
نور ۲ منہاج ست و بخت و جو گواہ
نور پوشیدہ ہے اور جستجو گواہ ہے
گر نبودے جس دنیا را مناص
اگر دنیا کی قید سے بچاؤ کا راستہ نہ ہوتا
وحشت ہمچوں مؤکل می کشد
وحشت تجھے سپاہی کی طرح کھینچتی ہے
ہست منہاج و نہاں در ملکمن ست
راستہ موجود ہے اور چھپنے کی جگہ میں پوشیدہ ہے
تفرقہ ۳ جوئی جمع اندر کہیں
پھوٹ مخفی طور پر اتحاد کی جویاں ہے
مردگان باغ برکتہ زین
باغ کے مردہ بیج جز سے اگ پڑتے ہیں
چشم ایں زندانیاں ہر دم بدر
ان قیدیوں کی نگاہ ہر وقت ہوا ہے پر

مردہ از جاں زندہ اندر محرقہ
مردہ کے بعد سے وہ ہیں پہلے خروج کے بعد زندہ ہیں
وانگہے مفتاح زنداش بدست
جبکہ قید خانہ کی کئی اس کے ہاتھ میں ہے
می زند بردا منش جوئی رواں
حالانکہ جاری نہر اس کے دامن سے نکلا رہی ہے
پہلوی آرام گاہ و پشت دار
حالانکہ آرام کی جگہ اور سہلے کے پہلو میں ہے
کز گزافہ دل نمی جوید پناہ
کیونکہ وہی خواہ کجولہ پندہ کا جویاں نہیں ہے
نبدے وحشت ندول جسے خلاص
نہ دنیا سے وحشت ہوتی نہ دل نجات چاہتا
کہ بجوئے ضال منہاج رشد
کہ اسے گروہ ہدایت کا راستہ تلاش کر لے
یا قمش رہن گزافہ جستمن ست
اس کا حصول اکل بچہ تلاش پر مقوف ہے
تو دریں طالب رخ مطلوب ہیں
تو اس طالب میں مطلوب کا چہرہ دیکھ لے
کال وہندہ زندگی را فہم کن
کہ اس زندگی بخشے والے کو سمجھ لے
کے بدے گر نیستے گس مردہ ور
کیوں ہوتی اگر کوئی خوشخبری دینے والا نہ ہوتا؟



صد ہزار آلودگان آب جو
 لاکھوں آلودہ پانی تلاش کرنے والے
 بر زمین پہلوت را آرام نیست
 زمین بہت میرے پہلو کو آرام نہیں ہے
 بیمقر گاہے نباشد بے قرار
 سکون کی جگہ کے بغیر کوئی بے قرار نہیں ہوتا ہے
 گفت نے نے یا رسول اللہ ممکن
 اس نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول نہ بنائے
 یا رسول اللہ جو ال ار شیر زاد
 اے رسول اللہ جو نخل شیر کا بچہ ہو
 ہم ۲ تو گفتستی و گفت تو گر
 آپ نے یہ کہا اور آپ کا فرمانا گواہ ہے
 یا رسول اللہ دریں لشکر نگر
 اے رسول اللہ اس لشکر کو دیکھئے
 زیں درخت آل برگ درش را میں
 اس درخت کو اس کے زرد پتوں سے نہ دیکھئے
 برگہای ۳ زرد او خود کے تہی ست
 اس کے زرد پتے بھی کب بیکار ہیں
 برگ زر دریش دآں موی سپید
 داہمی کے پیلے پتے اور وہ سفید بال
 برگہائے نور سیدہ سبز قام
 نئے اگے ہوئے سبز پتے
 برگ بے برگگی نشان عارفی ست
 بے سرو سامانی کا سامان شناسائی کی نشانی ہے
 کے ہندے گر نبودے آب جو
 کب ہوتے اگر نہر کا پانی نہ ہوتا
 زانکہ درخانہ بحاف و بستریست
 کیونکہ گھر میں بحاف اور بستر ہے
 بے شمار اشکن نباشد اس شمار
 یہ خمد بغیر خمد اس نے دلی چیزوں کے نہیں ہوتا ہے
 سرور لشکر مگر شیخ کہن
 لشکر کا سردار سوائے پرانے بوزھے کے
 غیر مرد پیر سر لشکر مباد
 بوزھے شخص کے سوا لشکر کا سردار نہ ہونا چاہیے
 پیر باید پیر باید پیشوا
 کہ پیشوا بوزھا چاہیے بوزھا
 ہست چندیں پیر و ازوے پیشتر
 بہت سے بوزھے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہیں
 سیدہائے پختہ اورا بچیں
 اس کے پختہ سب جن لہجے
 اس نشان پختگی و کاملی ست
 یہ پختگی اور کمال کی علامت ہیں
 بہر عقل پختہ می آرد نوید
 عقل کے پختہ ہونے کی بشارت دیتے ہیں
 شد نشان آنکہ آل میوہ است خام
 اس کی نشانی ہیں کہ پھل کچا ہے
 زردی زر سر خروئی صیر فی ست
 سونے کی زردی صرف کی سرخروئی ہے

۱۔ صد ہزار لاکھوں گنہگار آب
 رحمت کی جستجو میں ہیں جو آب رحمت
 کے وجود کی دلیل ہے۔ ہرذ میں۔
 راحت کی توقع پر بے راجحی میں بے
 چینی ہوتی ہے اگر توقع نہ ہو تو قرار
 جائے روح کی بے چینی آخرت کے
 آرام کی توقع کی وجہ سے ہے۔ یہ ستر
 گاہے بے قراری جب ہی ہوتی
 ہے جب کبھی متوقع آرام گواہ ہوندا
 جب ہی ہوتا ہے جب خمد اشکن چیز
 کی توقع ہو شرب کا وجود ہی نہ ہوتو
 اس کی طلب میں اعضا شکنی نہیں ہو
 سکتی۔ گفت۔ اس ارشاد مضمون
 کے بعد پھر اس معترض کا قصہ شروع
 کیا ہے۔
 ۲۔ ہم تو گفتستی۔ معترض نے کہا
 آپ نے بھی تو یہی فرمایا ہے کہ پیشوا
 بوزھا ہونا چاہیے۔ اسخ فی اصل
 کا لہجہ۔ یعنی ایشہ بوزھا پنے الل میں
 ایسا ہے جیسا کہ نما پنا امت میں یہ
 آنحضرت کا فرمان ہے یا رسول اللہ۔
 اس اعتراض کرنے والے نے
 آنحضرت سے کہا دیکھئے لشکر میں بہت
 سے بوزھے ہیں جو اس نوجوان سے
 بڑھے ہوئے ہیں۔ زیں درخت۔
 ان بوزھوں کے بڑھاپے کو نہ دیکھئے
 ان کی عقل کی پختگی کو دیکھئے۔
 ۳۔ برگہای۔ بڑھاپے کے آثار
 عقل کی پختگی کی دلیل ہیں۔ برگھا۔
 جوانی کے آثار عقل کی خامی کی دلیل
 ہیں۔ برگ۔ نوجوانی کے آثار و سامان
 سے بے سامانی ان کی جانکاری کی
 دلیل سے۔ زردی۔ سونے کی زردی
 اعتراض کی سرخروئی کا سبب بنتی ہے۔



لے آنگہ۔ جو نو جوان ہے اس کے رخسار گلاب کی طرح ہیں اور سبزہ خندانو رستہ ہے یہاں بات کی دلیل ہے کدو خطاطی میں نو آموز سے پور اس کے حروف قاعدہ کے مطابق نہ ہوں گے لہذا نو جوان بدن کا اگر وہ چست ہوتا ہے لیکن عقل کا لپانچ ہوتا ہے پائی پیر۔ بوز سے کے ہاتھ پاؤں اگرچہ ست پڑ جاتے ہیں لیکن اس کی عقل کو پر پرواز حاصل ہو جاتے ہیں۔

عکس گر مثل۔ اگر ہاتھ پاؤں بیکار ہو جانے پر حاصل ہو جانے کی کوئی مثال چاہیے تو وہ حضرت جعفر طیار ہیں فرود موتہ میں جہان کے ہاتھ کٹ گئے تھے تو اللہ نے ان کو جنت میں پر عزت فرمادے ہیں۔ زر۔ جعفری۔ جعفری برکی کے دور کا سونا خالص ہونے میں مشہور ہے زر۔ دنیاوی سونے کی بات سے اہل پوشیدہ ہونے لگے جس کی وجہ سے میرا دل پارے کی طرح بے قرار ہو گیا۔ دست ہونوں پر ہاتھ رکھنا خاموش رہنے کا اشارہ ہوتا ہے۔

ح خاموشی۔ انسان خاموشی میں خیالات کو جمع کرتا ہے تب گفتگو شروع کرتا ہے تو خاموشی سمندر ہے جس سے گفتگو کی نہر جاری ہوتی ہے جب سمندر خود انسان کا طالب ہو تو اس کو نہر کی تلاش نہ کرنی چاہیے۔ اشارتہ۔ خاموشی اشارے کر رہی ہے کہ اب ان اسرار کی گفتگو ختم کرو۔ پنچیس۔ پھر مولانا نے معترض کا ذکر شروع کیا ہے دست۔ جب کسی چیز کا مشاہدہ حاصل ہو تو مشاہدہ کرنے والوں کو اس چیز کی خبریں دینا بیکار بات ہے۔ اس لئے ہر کسی چیز کے بارے میں خبریں دیکھنے کے قائم مقام ہیں اور خبروں کا تعلق اس شخص سے ہے جو اس چیز سے غائب ہو۔

آنکھ اول گل عارض ست و خط است

وہ شخص جو پھول کے سے رخسار والا اور سبزہ آغاز ہے

حرفہلی خط او کثر مرث بود

اس کی تحریر کے حروف نیز سے ہوں گے

پلی پیر از سرعت ارچہ بازماند

بوز سے کے پاؤں اگرچہ تیز روی سے عاجز ہیں

گر ۲ مثل خواہی بجعفر در نگر

اگر تو مثل چاہتا ہے جعفر کو دیکھ لے

گر ز اسرار سخن بوئے بری

اگر تو کلام کے راز سمجھ سکے

بگذر از زر کایں شد محجب

سونے کی بات چھوڑ کیونکہ یہ بات چھپ گئی

زاند رونم صد خموشی خوش نفس

میرے اند سے خاموشی خوشبو اور

خاموشی مع بحرست و گفتن پنچو جو

خاموشی سمندر ہے اور گفتگو نہر کی طرح ہے

از اشارتہای دریا سر متاب

دریا کے اشاروں سے من نہ ہو

پنچنیں پیوستہ کرد آل بے ادب

اسی طرح مسلسل وہ بے ادب کرتا رہا

دست می داوش سخن او بے خبر

ہاتھ اس کے ہاتھ آتی رہیں وہ بے خبر تھا

اس خبر ہا از نظر ہانا تب ست

یہ خبریں مشاہدوں کے بعد ہیں

او بملکت گاہ مخیر نو خط ست

وہ درگاہ میں نو آموز ہونے کی خبر دینے والا ہے

مؤمن عقل ست اگر تن می دود

عقل کا لپانچ اگرچہ جسم دوز رہا ہے

یافت عقل او دو پر براوج راند

اسکو عقل کے دو پر حاصل ہو گئے ہیں بلندی پرانتا ہے

داد حق برجلی دست و پاش پر

اللہ تعالیٰ نے ان کو ہاتھ پاؤں کی بجائے پر دینے ہیں

من سخن گویم چو زر جعفری

تو میں جعفری سونے کی سی بات کروں

پنچو سیماب اسلم شد مضطرب

میرا یہ دل پارے کی طرح بے قرار ہو گیا

دست بر لب می زند یعنی کہ بس

ہونٹ پر ہاتھ رکھتی ہیں یعنی کہ بس

بحری جوید ترا جو را مجو

تھے سمندر تلاش کر رہا ہے تو نہر کی تلاش نہ کر

ختم گن واللہ اعلم بالصواب

ختم کر دے اور خدا بہتر جانتا ہے

پیش پنچیر سخن زان سر دل

بات پنچیر کے سامنے ٹھنڈے ہونوں سے

کہ خبر ہر رہ بود پیش نظر

کہ مشاہدہ کے سامنے خبر بیکار ہوتی ہے

بہر حاضر نیست بہر غائب ست

یہ مشاہدہ کے لئے نہیں ہیں غائب کے لئے ہیں



۱۔ ایک۔ جو شخص مشاہدہ کر رہا ہو اس کو خبر یہ سنانا لغو کام ہے۔ چونکہ مقصود حاصل ہو جانے کے بعد وسائل اور ذرائع بیکار ہو جاتے ہیں۔ دلائل۔ وہ کوشش جو عاشق و معشوق میں نامہ و پیام کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ہر کہ عاشق کی جوتی خود معشوق کو دعوت دیتی ہے پھر نامہ و پیام کی حاجت نہیں رہتی ہے یعنی جب تک کہ سالک کا بچپن ہے اس کو ذرائع کی ضرورت ہے جب وہ بلوغ پر پہنچے کہ مشاہدہ کر لیتا تو وسائل سے بے

نیاز ہو جاتا ہے۔
۲۔ نامہ خواندہ۔ کا ملین جو ابتدائی ذرائع اختیار کرتے ہیں وہ دوسروں کی تعلیم اور تفہیم کے لئے ہوتے ہیں۔ پیش بینیاں۔ جن کو مشاہدہ حاصل ہے ان کو خبریں دینا ان کے مقام سے اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ قصصاً۔ قرآن پاک میں سے۔ اذاً۔ قُریٰ القرآن فاستمعوا و انصتوا۔ جب قرآن پڑھا جاتے تو اس کی طرف کان لگاؤ۔ خاموش رہو۔ اگر بفرمایا۔ اگر صاحب مشاہدہ تم سے اس چیز کے بارے میں ہدایت کرے تو اچھے پیرائے مختصر بات کہہ دو۔ ہاں اگر وہ تفصیل کا مطالبہ کرے تو عمدہ طریقہ تفصیل کرو۔

۳۔ بچپن۔ میرا ہر ضیاء الحق کا بھی یہی معاملہ ہے میں اس صاحب مشاہدہ کے سامنے کچھ مختصر کہتا ہوں لیکن اس کی جانب سے تفصیل کا مطالبہ ہوتا ہے۔ چونکہ حسام الدین کا شوق سماع مجھے مثنوی کہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اے حسام الدین۔ آپ کو جب مشاہدہ حاصل ہو تو محبوب کی باتیں سننے کا استقدر شوق کیوں سے۔ اس مگر۔ یہ جواب ہے عشق کا تقاضا۔

اِس خَبْرِ بَا پِشِ اَوْ مَعْرُولِ شُد
= خبریں اس کے لئے بیکار ہو گئیں
دَفْعِ کُن دَلَالِکَ رَا بَعْدَ زَیْنِ
اس کے بعد دلال (عورتوں) کو دفع کر
نَدَمَ و دَلَالَہِ بَرَوے سَرِدِ شُد
خط لہ دلال اس کے لئے بے ضرورت بن گئے
حَرْفِ گَویدِ اَز پے تَفہیمِ رَا
بات کہتا ہے۔ سمجھانے کے لئے

کَالِ دَیْلِ غَفَلتِ و نَقْصَانِ مَاسْتِ
کیونکہ وہ ہماری جہالت اور کمی کی دلیل ہے
بِہرِ اِس آدِ خَطَابِ اَنْصِتُوا
اسی لئے علم ہوا ہے۔ خاموش رہو
لِیکِ لَذِکَ گَویدِ اَز اَنْدِ مَلْکِشِ
لیکن بات کو طول نہ دے
بِچِنَالِ شِیرِیْنِ بَکُو بَا اَمْرِ سَازِ
اسی طرح عمدہ بات کرنا علم مان
بَا ضِیَاءِ اَلْحَقِّ حُسامِ لَدِیْنِ گُنُوں
اب ضیاء الحق حسام الدین کے ساتھ ہوں
اَوْ بَصْدِ نَوْعِمِ بَلَقْتَنِ مِی گَشَدِ
وہ سینکڑوں طرح سے بولنے پر مجبور کرتے ہیں

چونکہ مِی بنی چہ مِی جوتی مَقَالِ
جب تک آپ مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ جتو کیل کرتے ہیں؟
اَسْقِنِی حَمْرًا و قُل لِّی اِنہَا
مجھے شراب پلا لہ مجھ سے کہہ کہ یہ ہے

ہر کہ اَوْ اَنْدِ قَطْرَ مَوْصُولِ شُد
جو شخص مشاہدہ میں پہنچ گیا
چونکہ بامعشوق گشتی ہم نشین
جب تو معشوق کا ہم نشین بن گیا
ہر کہ اَزِ طِفْلِ گَزِشْتِ و مَرِدِ شُدِ
جو شخص بچپن سے نکل گیا لہ جون ہو گیا
نامہ ۲ خولقد اَزِ پے تَعْلیمِ رَا
خط پڑھتا ہے۔ سکھانے کے لئے
پِشِ بِنِیَا اِس خَبْرِ کَفْتَنِ خَطَا سَتِ
دیکھنے والوں کو خبر سنانا غلطی ہے
پِشِ بِنِیَا شُدِ خَمُوشِ نَفَعِ تُو
سبب سبب کے ملنے چپ ہونا میرے لئے مفید ہے
گَر بفر مَیْدِ بَکُو بَرِ گَوئی خُوشِ
اگر وہ حکم دے کہ بول (تو) اچھی بات کر
وَر بفر مَیْدِ کہ اَنْدِ گَشِ دَرَا زِ
اگر وہ حکم دے کہ تفصیل کر
بِچِنَالِ ۳ کہ مَن دَرِیْنِ زِیَا فُسُولِ
جیسا کہ میں اس حسین کلام کے معاملہ میں
چونکہ کوتاہی گنم مَن اَزِ رَشَدِ
جب میں بھلائی کے ساتھ مختصر کرتا ہوں
اے حُسامِ لَدِیْنِ ضِیَاءِ ذَوِ الْجَلَالِ
اے حسام الدین آپ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں
اِس مَگر بَاشدِ حُبِّ مَشْتَمِی
یہ شہد محبوب کی محبت کی جہ سے ہے

ہے کہ عاشق کے تمام حواس معشوق سے بہرہ ور ہوں لگھا کر کہ مثنوی سے کان باتیں سننے کا مشتاق ہوتا ہے اسنی۔ مست چاہتا ہے کہ ساقی کی شراب سے صرف ذہن کی لذت حاصل نہ کرے بلکہ کان بھی اس کا نام سنیں۔

بروہان ائتست این دم جام او گوش می گوید کہ قسم گوش گو
 این جنت آپ کے من سے اس کا جام لگا ہے کان کہتا ہے کہ کان کا حصہ کہاں ہے؟
 قسم تو گرمی ست نک گرمیت ہست گفت حرص من لایں افزوں ترست
 تیرا حصہ گرمی ہے یہ تجھ میں گرمی ہے اس نے کہا میری حرص اس سے بڑھی ہوئی ہے

جواب گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آل اعتراض کنندہ را
 اس اعتراض کرنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا

در حضور مصطفیٰ قند خو چوں زحد برداں عرب آل گفتگو
 شیریں مزاج مصطفیٰ کے دربار میں جب اس عرب نے وہ گفتگو حد سے بڑھا دی
 آل شبہ و انجم و سلطان عیسٰی لب گزید آں سر و دم را گفت بس
 وانجم کے شبہ اور عیسٰی کے سلطان نے لب گزید آں سر و دم را گفت بس
 دست می زد بہر منعتش بروہاں ہونٹ دبلیا اس سر و لب سے کہا کہ بس
 اس کو روکنے کے لئے من پر ہاتھ رکھا پیش ۲ بینا بردہ سر گین خشک
 تو خشک گور صاحب بصیرت کے سامنے لہجائے ہیں کہ بخراں را بجلی ناف مشک
 زیر بنی بنی و گوئی کہ اُخ کہ اس کو مشک کے ناف کی جگہ خرید لے
 تاکہ کے نیچے رکھتا ہے اور کہتا ہے آخانا تاکہ کلائی بدت یا بد رواج
 اس حق بھگتا تو آخانا کرتا ہے تاکہ فریبی آل مشام پاک را
 تو پاک دماغ کو کب تک دھوکا دے گا؟ آں چرندہ گلشن افلاک را
 آہوں کے گلشن کے چرنے والے کو آں چرندہ گلشن افلاک را
 آہوں کے گلشن کے چرنے والے کو آں چرندہ گلشن افلاک را
 آہوں کے گلشن کے چرنے والے کو آں چرندہ گلشن افلاک را

بروہان۔ من سے اس کا جام لگا ہے تو کان اپنا حصہ مانگا ہے۔ قسم تو کان کو جواب ملتا ہے کہ تیرا حصہ وہ حرارت عشق ہے جو تجھ میں دیکھنے سے سرایت کر رہی ہے وہ کہتا ہے نہیں میں اس سے زیادہ لذت چاہتا ہوں اور وہ محبوب کا کلام سننے سے حاصل ہو گی۔ حضور ان معترض نے ہذلی نوجوان کے سرور بنائے جانے پر جب بہت زیادہ اعتراض کیا تو آنحضرت نے اس کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وانجم اس سورہ میں آپ کے برحق ہونے کا ذکر ہے سورہ جنس میں آپ کی ناکھری کا ذکر ہے۔ یہ دونوں باتیں صحت حال کے مناسب تھیں اس لئے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ دانای نہاں۔ آنحضرت ذات گرامی۔

۳ پیش بیجا۔ معترض نے بات اچھے انداز سے کہی تھی لیکن اس کا فضا حسد اور بد بھائی تھی اس لئے مولانا نے اس کی یہ تشبیہات ذکر کی ہیں۔ بعد از مینگی کو کھٹ کر آٹھ کرتا ہے تاکہ دوسرے خوشبودر مشک سمجھ لیں۔ سچ۔ آہق۔ کان۔ بھینکا کالہ۔ سامان۔ پشک۔ مینگی۔

۴ تا فریبی۔ تو خوشبووں کے ماہر دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ علم۔ بڑوں کی بردہاری ان کو سادہ بنائے رکھتی ہے لیکن دھوکا دینے والے کو اپنی طرف دیکھنا چاہیے کہ دیکس کو دھوکا دے رہا ہے۔ دیک۔ اگر بندیا رہ جائے تو ملی کو تو کچھ شرم کرنی چاہیے اور اس میں مستعد ہونا چاہیے۔

دیک را گر باز ماندا مشب و من آں آج کی رات دیک کا منہ کھلا رہ گیا ہے

خوشستن اگر خفتہ کرد آل خوب فر
مگر اس بایستان نے اپنے آپ کو سویا ہوا بنالیا ہے
پختہ گوئی اے لہجہ بے صفا
اے بدامن جھگڑاؤ تو کب تک پڑھے گا؟
صد ہزاراں حلیم دارند اس گروہ
یہ لوگ لاکھوں بیداریاں رکھتے ہیں
حلیم شاں بیدار را ابلہ گند
ان کی بیداری بیدار مغز کو بیوقوف بنا دیتی ہے
حلیم شاں بچوں شراب خوب و نغز
ان کی بیداری عمدہ اور بہتر شراب کی طرح ہے
مست ارا میں زال شرابہ شگفت
اس عجیب شراب سے مست کو دیکھو
مرد برنازاں شراب زود گیر
اس زود اثر شراب ہے جو ان انسان
خلصہ این بادہ کہ از خم نبی ست
خصوصاً یہ شراب جو کہ نبی کے منکے کی ہے
آنکہ اصحاب کہف از نقل و نقل
وہ شراب کہ اصحاب کہف نقل اور سفر سے
زاں زمان مصر جامے خوردہ اند
اسی شراب سے مصری عورتوں نے ایک جام بیا ہے
ساحراں ہم سکر موی داشتند
جاہر بھی حضرت موی کا نش رکھتے تھے
جعفر طیار زان سے بود مست
حضرت جعفر طیار اسی شراب سے مست تھے

سخت بیدارست دستارش مبر
وہ خوب بیدار ہے اس کی بگڑی نہ اتار
ایں فسوں دیو پیش مصطفی
یہ شیطانی منتر مصطفیٰ کے روہد
ہر یکے حلیمے از انہا صد چو کوہ
ان میں سے ہر بیداری سو پہاڑوں جیسی ہے
زیرک صد چشم را اکمہ گند
سو آنکھوں والے ہوشیار کو اندھا کر دیتی ہے
نغز نغزک بر زود بالای مغز
جو عمدگی عمدگی میں دماغ پر چڑھ جاتی ہے
بچوں فرزیں مست و کشرفتن گرفت
فرزین کی طرح مست اور نیرجھا چلنا شروع کر دیا
درمیان راہ می افتد چو پیر
بوزے کی طرح راستہ میں گر پڑتا ہے
نے مئی کہ مستی او یک شمی ست
نہ کہ وہ شراب جس کا نش ایک رات کا ہے
سہ صد و نہ سال گم کردند عقل
تین سو نو سال تک اپنی عقل کھو بیٹھے
دستہارا شررحہ شررحہ کردہ اند
انہوں نے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے
دار را ولداری پیدا شتند
انہوں نے سونے کو پیدا سمجھا
زاں گرومی کرد بخود پاو دست
اسی لئے بخود ہی سے ہاتھ پاؤں قربان کرتے تھے

۱۔ خوشستن۔ بڑے لوگ محرم سے
اپنے آپ کو فاضل بنالیتے ہیں لیکن وہ
سب کچھ سمجھتے ہیں۔ لیکن نہ جھگڑاؤ۔
بے صفا۔ بدامن۔ فنون دیو۔ مشہور
ہے کہ منتر پڑھ کر جن کو بوجھ میں بند
کر لیا جاتا ہے صد ہزاراں۔ انہما
بیداری کا معمولی حصہ سو پہاڑوں
سے زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ حلیم زوں۔
ان میں اس قدر بیداری ہوتی ہے کہ
بڑے سے بڑا ہوشیار اور بیوقوف کا کھا
تا ہے۔ حلیم شاں۔ ان کی بیداری
میں شراب کی تاثیر ہے جو انسان کو
مداوش کر دیتی ہے۔
۲۔ مست۔ شرابی مستانہ کی رفتار ہو
جاتا ہے۔ فرزین۔ بے شکرانہ کا مہرہ
ہے جس کی چال نیرجھی ہوتی ہے۔
مرد برنا۔ جو ان آدمی شراب کے نش
سے بوزوں کی طرح راستہ میں گر
پڑتا ہے۔ خاص۔ جب اس معمولی
شراب کے یہ اثرات ہیں تو عشق الہی
کی شراب کے کیا کچھ اثرات نہ ہوں
گے۔ اصحاب۔ اصحاب کہف عشق
الہی کی شراب سے ایسے مست ہوئے
کہ ان کو چوبیسایاہ پانے سفر کرنا اور ایک
غار میں تین سو نو سال ہوتے رہے۔
۳۔ زان۔ حضرت یوسف کو دیکھ کر
مصری عورتیں عشق الہی کی شراب
سے اسکی مست ہوئیں کہ اپنے ہاتھ
کاٹ ڈالے۔ ساحراں۔ جن
جاہرہوں کو فرعون حضرت موی کے
مقابلہ پر لایا تھا وہ ہیں شراب سے
ایسے مست ہوئے کہ سونے پر چڑھنا
ان کو پیدا لگا۔ جعفر۔ حضرت جعفر
غزوہ موتہ میں اسی شراب سے ایسے
مست تھے کہ ہاتھوں کے کٹنے کی ان
لوگوں پر ہونے لگی۔



قصہ سبحانی ما اعظم شانی گفتن بایزید قدس سرہ و اعتراض
حضرت بایزید قدس سرہ کے سبحانی ما اعظم شانی کہنے کا قصہ اور مریدوں کا اعتراض
مُریدان و جواب او مرایشان را نہ بطریق گفت زباں بلکہ از راہ عیماں
اور ان کو ان کا جواب ذہنی گفتگو سے نہیں بلکہ مشاہدہ کے راستہ سے

قصہ حضرت بایزید کے اس
قصہ سے بھی شراب معرفت کے نشہ
اور سکر کی کیفیت ک ظاہر کرنا ہے۔
سبحانی ما اعظم شانی۔ میں ذات پاک
ہوں میری شان کس قدر بڑی ہے۔
با مریدان۔ استغراق وحدت اور مکمل
مستی میں بایزید نے اپنے آپ کو خدا
کہہ دیا۔ وہ فون۔ بایزید۔ گفتندش۔
جب سکر ختم ہوا اور ان کی سمجھ کی حالت
ہوئی تو مریدوں نے ان سے کہا آپ
کے وہ کلمات بہت غیر مناسب
تھے۔ گفت۔ بایزید نے مردوں سے
کہا کہ اگر اس طرح کی کلمات میری
زبان سے پھر نکلیں تو مجھے قتل کر دینا
میں خدا کیسے ہو سکتا ہوں میں مجسم
ہوں اور خدا جسم سے پاک ہے۔

ع۔ چوں۔ مریدوں نے ان کی
وصیت پر چھریاں تیار کر لیں۔ مست
گشت۔ پھر ایک بار ان پر سکر کی
کیفیت طاری ہو گئی تو وہ اپنی پہلی
ساری گفتگو بھول گئے۔ عشق بایزید
کے کلمات عشق کی مستی کی وجہ سے
مولانا عشق کی تاثیر بیان کرتے ہیں
عقل بمنزوح کے بعد عشق سہج
ہے سہج نکلنے پر شع بیکار ہو جاتی ہے
اسی طرح عقل عشق کے سامنے لاچار
ہے۔ سلاطین۔ عشق بادشاہ ہے اور
عقل کوتاہ۔

ع عقل سایہ عقل کا بقاء اللہ کے
حجاب نور کی وجہ سے ہے اگر وہ نور کا
پردہ ہٹ جائے تو مخلوق اور عقل تاب
نلائے اور فنا ہو جائے اسی طرح سایہ
کا وجود سورج کے پردہ پوش ہونے کی
وجہ سے ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو
سایہ باقی نہ ہے۔

با مُریدان آل فقیر خستہم
وہ معزز درویش مریدوں کے سامنے
گفت مُستانہ عیماں آل ذوفنون
اس صاحب کمالات نے مستی کی حالت میں کھلم کھلا کہا
چوں آگزشت آنحال گفتندش صُباح
جب وہ حالت گزر گئی صبح کو انہوں نے ان سے کہا
گفت ایں بار اَرگنم ایں مشغلہ
فرمایا اب کی بار اگر میں یہ کام کروں
حق منزہ از تن و من با تنم
اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں مجسم ہوں
چوں وصیت کرداں آزاد مرد
جب اس آزاد مرد نے یہ وصیت کی
مست گشت او باز از استغراق زلفت
وہ پھر بھاری استغراق سے مست ہو گئے
عشق آمد عقل او آوارہ شد
عشق آیا تو ان کی عقل بھاگ گئی
عقل چوں شخہ است چوں سلطان رسید
عقل کوتاہ ہے جب شہہ آیا
عقل سے سایہ حق بود حق آفتاب
عقل اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

بایزید آمد کہ نیک یزداں منم
بایزید آئے کہ یہ میں خدا ہوں
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا هَا فَاعْبُدُون
کوئی معبود نہیں مگر میں خبردار اپنی میری عبادت کرو
تو چنیں گفتی و ایں نبود صلاح
آپ نے ایسا کہا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے
کار دہا در من زنداں دم بہلہ
خبردار فوراً میرے چھریاں گھنچ دینا
چوں چنیں گویم بیاید گشتنم
جب میں ایسا کہوں مجھے قتل کر دینا چاہیے
ہر مُریدے کار دے آمادہ کرد
ہر مرید نے ایک پھری تیار کر لی
آں وصیتہاش از خاطر برفت
وہ وصیتیں دل سے نکلیں
صبح آمد شمع او بیچارہ شد
صبح ہو گئی تو ان کی شمع بے کار ہو گئی
شخہ بے چارہ در گنجے خزید
بے چارہ کوتاہ کونے میں جا گھسا
سایہ را بافتاب اوجہ تاب
سایہ کی اس کے سورج کے سامنے کیا مجال ہے



چوں پری غالب شود بر آدمی
جب جن کسی آدمی پر چڑھ جاتا ہے
ہرچہ گوید آں پری گفتہ بود
وہ جو کچھ کہتا ہے جن کی گفتگو ہوتی ہے
چوں پری را ایں دم و قانون بود
جب پری کو یہ طاقت اور قاعدہ حاصل ہے
اوی ۲ او رفتہ پری خود او شدہ
اس کی ماہیت چلی گئی وہ خود جن بن گیا
چوں بخود آید نداندیک لغت
جب وہ ہوش میں آتا ہے ایک لغت نہیں جانتا
پس خداوند پری و آدمی
تو جن و انس کا خدا
شیر گیر از شیر کے ترسد بگو
تا نیم مست شیر سے کب اذتا ہے؟
شیر ۲ گیر از خون تر شیر خورد
پنجم مست اگر نہ شیر کا خون پی جائے
ور سخن پرداز و از راز کہن
اگر وہ پرانے راز کی بات کہے
بادہ را می بود گر ایں شر و شور
اگر شراب میں یہ شور و شر ہوتا ہے
کہ ترا از تو بگل خالی گند
کہ وہ تجھے تھ سے بالکل خالی کر دے

گم شود از مرد وصف مردی
آدمی سے آدمیت کی صفت گم ہو جاتی ہے
زیں سری و رزاں سری گفتہ بود
اس جانب کی اگرچہ اس جانب سے کہا گیا ہو
ر کردار آں پری خود چوں بود
تو اس جن کا خدا خود کیسا ہو گا؟
ترک بے الہام تازی گو شدہ
ترک بغیر الہام کے عربی بولنے والا بن گیا
چوں پری ماہست ایں ذات صفت
جبکہ یہ ذات اور صفت جن کی تھی
از پری کے باشدش آخر کمی
آخر وہ جن سے کب کم ہو گا؟
شرح راہ از کور کے پُر سد بگو
تاراست کی تفصیل اندھے سے کون پوچھتا ہے؟
تو بگوئی او نکرد آں بادہ کرد
تو کہے گا یہ کام اس نے نہیں کیا شراب نے کیا ہے
تو بگوئی بادہ گفتہ است ایں سخن
تو کہے گا یہ بات شراب نے کہی ہے
نور حق را نیست آں فرہنگ و زور
تو کیا اللہ تعالیٰ کے نور میں یہ پابقت اور طاقت نہ ہوگی
تو شوی پست او سخن عالی گند
تو مغلوب ہو جائے اور وہ بلند بات کرے



شراب نے پیدا کیا ہے اور مست اگر نیم مست پرانے راز ظاہر کرنے لگتا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ نہیں بول رہا ہے شراب بول رہی ہے جب شراب کے یہ کرشمے ہیں تو نور حق اور حقیقی رب جس انسان پر نازل ہو تو پھر اس کی بات اس کی طرف کیوں نہ منسوب کی جائے۔

۱۔ چوں پری۔ پہلے تو مولانا نے بائیں حصے کے اس کلام پر زور پیش کئے اب کہتے ہیں کہ وہ بہنا واصل ان کا کہنا ہی نہ تھا بلکہ وہ خود ذات حق کا کہنا تھا جو اپنی جگہ بالکل صحیح تھا انسان پر اگر جن چڑھ جاتا ہے تو اس سے انسانیت کے لوصاف ختم ہو جاتے ہیں اور وہ جو کچھ بولتا ہے وہ نہیں بولتا بلکہ جن بولتا ہے چوں۔ جب جن کے یہ اثرات ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے وقت ایک انسان اپنی حالت پر کب دھمکتا ہے اور اعلان کرتا کہ اللہ اللہ بود اگرچہ از مخلوق عبد اللہ بود ۱۔ یعنی بولنے والی اس کی ہستی ترک۔ جن کے غالب آجانے پر لوی۔ یعنی اس کی ہستی بالکل ترک عربی بولنے لگتا ہے جلا انکس ترک نے لگی عربی نہ سیکھی تھی۔ چوں۔ جب اس ترک پر سے جن تر جاتا ہے عربی کا ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔ چوں پری۔ یہ مصرع شرط ہے اس کی جزا کا شعر ہے یعنی جب جن کے یہ اثرات ہیں تو خدا کی تجلیات میں کیا کچھ اثرات نہ ہوں گے۔ شیر گیر۔ شراب سے نیم مست شیر سے نہیں ڈرتا تو یہ اس کی فطرت نہیں ہے بلکہ شراب کا اثر ہے۔ شرح راہ۔ اندھے سے کوئی راستہ معلوم نہیں کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ احکام کا تعلق ذات سے نہیں ہے بلکہ صفات سے ہے تو جب صفت انسانیت ختم ہو جائے تو کام شخص ذات کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔

۲۔ شیر گیر۔ نیم مست جب شیر کو بچھڑک سدا لاتا ہے تو یہ عمل اس کی ذات کی طرف منسوب نہیں ہوتا بلکہ اس اثر کی طرف منسوب ہے جو

۱۔ اگرچہ قرآن کے الفاظ اگرچہ آنحضرت کے ذہن مبارک سے ادا ہوتے تھے لیکن اس کو آنحضرت کا کام کہنے والا کافر ہے اور اس کو خدا کا کام قرار دیا جاتا ہے اسی طرح وہ الفاظ اگرچہ بایزید کے منہ سے ادا ہوئے لیکن وہ خدا کا کام تھا۔ چوں ہماری حضرت بایزید پر جب تجلیات سے پھر خودی طاری ہوئی تو اس بار انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ سخت جملہ کہا اور کہنے لگے کہ میرے جب میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے اس کو میرے جب میں تلاش کرو آسمان اور زمین پر کیوں تلاش کرتے پھرتے ہو

۲۔ آں مریداں۔ اس جملہ پر تمام مرید دیوانہ وار ان پر چھریاں لے کر ٹوٹ پڑے اور ان کے پاک جسم پر چھریاں چلا دیں۔ ہر ایک کے گرد کوہ رس کے علاقہ کا مشہور پہاڑ سے سلام رازی کے زمانہ میں وہاں کافروں کی ایک جماعت تھی جو مسلمانوں کو بے حد قتل کرتی تھی۔ ستوہ۔ بھسین۔ تندگ ہوا۔ ہر کہ جو مرید شیخ کے چھری مارتا تھا اس کا زخم خود اسکے لگتا تھا۔ ایک اڑنے۔ بایزید کے بدن پر کسی کی چھری کا زخم خود اس کے لگتا تھا۔ ایک اڑنے۔ نہ لگا اور مرید خون میں نہا گئے۔

۳۔ ہر کہ جس مرید نے ان کا گلا کاٹنے کے لئے حملہ کیا اس کا خود گلا کٹ گیا اور ہر۔ وانک۔ جس شخص نے بایزید کے سینہ کو چاک کرنا چاہا اس کو سینہ چاک ہو گیا اور ابدی نیند ہو گیا۔ وانک۔ جس شخص نے حضرت بایزید کی شخصیت کو سمجھا اور اس نے صوفی سی عقل سے کام لیا تو معمولی زخم لگایا پھر بھی وہ زخم خود اس کے لگا۔

گرچہ قرآن از لب پیغمبر آست

قرآن اگرچہ پیغمبر کے لہوں سے ہے

چوں ہماری بے خودی پرواز کرد

جب بخودی کے ہونے پرواز کی

عقل را سبیل تحیر دود رُود

عقل کو تحیر کا سیلاب بہا لے گیا

نیست اندر جبہ ام لا خدا

کہا میرے جبہ میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے

آں مریداں جملہ دیوانہ شدند

وہ سب مرید پاگل بن گئے

ہر یکے چوں ملکہدان گرد کوہ

گرد کوہ کے بے ذہنوں کی طرح ہر ایک

ہر کہ اندر شیخ تیغی می خلید

جو شخص شیخ کے اندر تلوار گھساتا تھا

یک اثر نے برتن آں ذوقنوں

اس ہنرمند کے جسم پر ایک نشان نہ تھا

ہر کہ او سوی گلویش زخم برد

جس نے ان کے گھے پر زخم لگایا

وانکہ اورا زخم اندر سینہ زد

اور جس نے ان کے سینہ پر زخم لگایا

وانکہ آگے بود زان صاحبقران

اور جو شخص اس اقبال مند سے واقف تھا

نیم وانش دست اورا بستہ کرد

صوفی سی عقل نے اس سے ہاتھ باندھ دیئے

ہر کہ گوید حق ننگت او کافرست

لیکن جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا وہ کافر ہے

آں سخن را بایزید آغاز کرد

وہ بات بایزید نے شروع کر دی

زاں قوی تر گفت کاؤل گفته بود

اس سے زیادہ سخت بات کہی تو پہلے کہی تھی

چند جوئی بر زمین و بر سما

تو آسمان اور زمین میں کب تک تلاش کرے گا؟

کار دہا بر جسم پاکش می زند

ان کے پاک جسم میں چھریاں گھونپ رہے تھے

کار دمی زد پیر خود را بے ستوہ

اپنے پیر کے بے ہنرک چھری گھونپتا تھا

باز گوئے از تن خود می درید

وہ اتنا اپنے جسم کو پھانتا تھا

واں مریداں خستہ و غرقاب خوں

اور وہ مرید زخمی اور خون میں غرق تھے

خلق خود بمریدہ دید و زار مرد

اس نے اپنا گلا کٹا ہوا پید اور بری طرح مرا

سینہ اش بشگافت و شد مردہ ابد

اس کا سینہ چرا اور ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا

دل نداش کہ زند زخم گراں

اس کے دل نے اس کو اجابت نہ دی کہ کبھی زخم لگائے

جاں بمر و الہا کہ خود را خستہ کرد

اس نے جان بچالی مگر اپنے آپ کو زخمی کر لیا



روزِ گشتِ وائے مریداں کاستہ
 دن نکل آیا اور وہ نیم مردہ مرید
 پیش او آمد ہزاراں مردوزن
 ہزاروں مردوزن ان شیخ کے پاس آئے
 ایں تن تو گرتن مردم بدے
 اگر یہ آپ کا جسم انسان کا جسم ہوتا
 باخودے ۲ بابے خودے دو چار زد
 خودی والے نے جب فانی کا مقابلہ کیا
 اے زوہ برے خوداں تو ذوالفقار
 اے وہ کہ تو نے فانیوں پر تلوار چلائی
 زانکہ بے خود فانی ست و ایمن ست
 کیونکہ بے خود فانی ہے اور محفوظ ہے
 نقش او فانی و او شد آئینہ
 اس کی صورت فنا ہو گئی ہے اور وہ آئینہ بن گیا ہے
 گر گئی تھ سوئی رُہی خود گئی
 اگر تو تھو کے گا تو اپنے منہ پر تھو کے گا
 ور بہ ۳ بنی روی زشت آنہم توئی
 اگر تو نے بھلا چہرہ دیکھے گا وہ بھی تو ہی ہے
 او نہ انیست و نہ آل او سادہ است
 وہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے وہ صاف ہے
 چوں رسید اینجا سخن لب در بہ بست
 جب بات یہیں پہنچی ہونوں نے ہنوز بند کر دیا
 لب بہ بد آرچہ فصاحت دست داد
 ہنٹ بند کر لے اگرچہ فصاحت حاصل ہو

نوجہا از جانِ شال برخاستہ
 ان کی جان سے نوحے بلند ہوئے
 کائے دو عالم درج در یک پیر ہن
 کہ لے وہ شیخ کہ ہنوں جہان ایک لباس میں ہیں
 چوں تن مردم ز خنجر گم شدے
 انسانوں کے جسم کی طرح خنجر سے فنا ہو جاتا
 باخود اندر دیدہ خود خار زد
 تو اس نے خود اپنی آنکھ میں کانٹا چھویا
 برتن خود می زنی آل ہوشدار
 سمجھ لے تو اپنے جسم پر مار رہا ہے
 تا ابد در ایمنی او ساکن ست
 وہ ہمیشہ کے لئے ان میں مقیم ہے
 غیر نقش رُہی غیر آنجہی نہ
 سوائے غیر کی صورت کے اس میں کچھ نہیں ہے
 ور زنی بر آئینہ بر خود زنی
 اگر آئینہ پر حملہ کرے گا اپنے لوہے کے گا
 ور بہ بنی عیسیٰ مریم توئی
 اگر تو عیسیٰ بن مریم کو دیکھے گا تو ہی ہے
 نقش تو در پیش تو بہنہادہ است
 ان نے تیری صورت تیرے سامنے کر دی ہے
 چوں رسید اینجا قلم در ہم شکست
 جب قلم یہیں پہنچا نوٹ گیا
 دم مزن واللہ اعلم بالرشاد
 دم نہ مار اور اللہ بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

اپنے گشتِ رات میں یہ سب کچھ
 ہوا صبح کو جب نیم مردہ مریدوں پر
 حقیقت کھل گئی تو وہ لوہے کی تلواروں لوگ
 شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
 کہنے لگے کہ آپ کے لباس میں کسی
 ایک شخص کا جسم نہیں ہے ہنوں جہان
 میں اگر اس لباس میں انسانی جسم ہوتا
 تو وہ خنجروں سے زخمی ہو جاتا۔

۲. باخودے۔ جب کوئی دنیا دار
 کسی بزرگ سے بھرتا ہے تو وہ خود اپنا
 نقصان کرتا ہے۔ ذوالفقار۔ آنحضرت
 کی تلوار کا نام ہے جو آنحضرت کے بعد
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس رہی
 تھی اس کے بعد ہر اچھی تلوار کو
 ذوالفقار کہہ دیا جاتا ہے۔ زانکہ مقاسمنا
 پر پہنچنے کے بعد اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا
 لہذا اس کے اپنے نقصان کا کوئی
 امکان نہیں ہے۔ نقش۔ فانی کی خود
 اپنی صورت فنا ہو جاتی ہے اور وہ
 مردوں کی صورتوں کا آئینہ بن جاتا
 ہے اب اس میں خود اس کی اپنی
 صورت نظر نہیں آتی جو غیر بالمقابل
 ہوتا ہے اس کی صورت نظر آتی ہے۔
 گر گئی۔ آئینہ پر تھوکتا اپنے منہ پر
 تھوکتا ہے۔

۳. در بہ بنی۔ اس میں جو کچھ
 اچھائی یا برائی تھی نظر آ رہی ہے وہ خود
 تیری اچھائی برائی ہے چوں رسید۔
 مولانا فرماتے ہیں جب برائیاں اس
 مقام تک پہنچیں تو ہونوں نے بولنے
 کا راستہ بند کر دیا اور لکھنے سے قلم عاجز
 آ گیا۔ اب بہ بند۔ مولانا اپنے آپ کو
 خطاب کرتے ہیں کہ خلو تبتی ہی
 فصاحت حاصل ہو ان رازوں کو سر
 بست رکھنا چاہیے۔



پست بنشین یا فرود آ والسلام

نیچے ہو کہ بیٹھ یا نیچے آ والسلام

آں دم خوش را کنارِ بامِ داں

اس صبحے وقت کو بالاخانہ کا کنارہ سمجھ

ہمچو گنجش خفیہ گن نے فاش تو

اس کو خزانہ کی طرح چھپا ظاہر نہ کر

ترس ترساں رو دریاں مکمن ہلا

خبردار اس مخفی مقام پر ڈنٹا ڈنٹا چل

زاں کنارِ بامِ غیبِ ست ارتحال

اس غیب کے بالاخانہ کے کنارے سے ہٹ جاتا ہے

روح می بیند کہ ہستش اہتزاز

روح دیکھتی ہے ' کیلئے اسی کو خوشی ہے

بر کنارِ گنگرہ شادی بدست

وہ خوشی کے کنگرے کے کنارے سے آیا ہے

اعتبار از قوم نوح و قوم لوط

قوم نوح اور قوم لوط سے عبرت حاصل کر لے

اعتبار گیر تایابی صفا

از درون انبیاء و لایا

تا کہ تھے باطن کی صفائی حاصل کر لے

سبب فصاحت و بیار گفتن آں فضول نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہودہ کے بہت بولنے اور زبان درازی کا سبب

چون بزواہم مست و خوش گشت آل عی

جب پڑا وہ غیبی بھی مست اور خوش گفتار بن گیا

مست ادب بگذاشت و آمد در خطاب

مست نے ادب کا دامن چھوڑ دیا وہی میں جلتا ہو گیا

بے ادب را بے ادب ترمی گند

بے ادب کو زیادہ بے ادب بنا دیتی ہے

بر کنارِ ابامی اے مستِ مُدام

اے شرب سے مست! تو بالاخانہ کے کنارے پر ہے

ہر زمانیکہ شدی تو کامراں

جس وقت تو کامیاب ہو

بر زمانِ خوش ہر اسماں باش تو

تو اچھے وقت پر خوفزدہ نہ

تھیاید برولا ناگہ بلا

تا کہ دوستی پر اچانک کوئی بلا نازل نہ ہو جائے

ترس آجاں در وقتِ شادی از زوال

خوشی کے وقت زوال کی وجہ سے جان کا خوف

گر نمی بنی کنارِ بامِ راز

اگر تو امر کے بالاخانہ کا کنارہ نہیں دیکھ رہا ہے

ہر نکالے ناگہاں کال آمدہ ست

جو عذاب اچانک آیا ہے

جو کنارِ بامِ خود نہو و سقوط

گناہ بالاخانہ کے کنارے سے ہی ہوتا ہے

اعتبار گیر تایابی صفا

تا کہ تھے باطن کی صفائی حاصل کر لے

سبب فصاحت و بیار گفتن آں فضول نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہودہ کے بہت بولنے اور زبان درازی کا سبب

پر ۳ تو مستی بیحد نبی

نبی کی انہود مستی کا عکس

لا جرم بسیار گوشت از نشاط

راحمدا وہ سرور کی وجہ سے بہت بولنے والا بن گیا

نے ہمہ جا بے خودی شرمی گند

مستی ہر جگہ شرم پیدا نہیں کرتی ہے

اے بر کنار! بس اس قدر لہرتا ہے

دیتا ہوں کہ عشق الہی کا مست بالاخانہ

کی منڈیر پر بیٹھا ہوا ہے جہاں سے

ہر وقت گرنے کا خطرہ ہے یا تو وہ

منڈیر سے نیچے گر بیٹھے یا بالاخانہ

سے ہی اتر آئے ورنہ ہر وقت خطرے

میں سے بر زمانِ خوش۔ قرب الہی

سے جو خوش وقتی حاصل ہواں کے

بارے میں ہر وقت خوفزدہ رہنا

چاہیے کہ کہیں وہ ہاتھ سے نہ جلی

رے اور اس خزانہ غیب کے لاکھوں

سے مخفی رکھنا ضروری ہے۔ دلا۔ یعنی

خدا کی دوستی۔ مکمن۔ پوشیدہ مقام۔

۲ ترس۔ مقامِ قرب حاصل

ہونے پر جو خوشی سے اس کے بارے

میں خوف یہ ہے کہ یہ مقام زائل نہ ہو

جائے۔ گر نمی بنی۔ بسا اوقات سالک

کو اس مقام کا احساس نہیں ہوتا لیکن

اس کی روح اس کو محسوس کرتی ہے۔ ہر

نکالے اقوام سابقہ قوم نوح اور قوم

لوط پر جو عذاب آیا وہ ان کے نقطہ

عروج پر پہنچنے کے بعد آیا۔ سقوط۔

نزول و سقوط عروج کے بعد ہی متصور

ہوتا ہے۔ اعتبار سے انبیاء کے نقش

قدم پر چلنے کے تو ان کی طرح آئینہ بن

جانے۔

۳ بر تو۔ آنحضرت کو جو قرب الہی کا

نشاط اور مستی حاصل تھی اس متعزز پر

اس کا پتہ پڑ گیا جس کی وجہ سے وہ خوشی

میں باطل ہو گیا اور غلط اعتدائیات

شروع کر دیئے۔ نہ ہمہ جلد اس شخص

مستی نے جو برا اثر کیا یہ نہ سمجھنا

چاہیے کہ مستی ہر جگہ برا اثر کرنا

ہے۔

گر بُودِ عاقلِ نکو فرمی شود

اگر وہ سمجھدار ہو تو اچھی شان و شوکت والا بن جاتا ہے

بر لیبِ آید لبابِ کاسِ او

اس کا جام سمجھد کے لئے مغز ہے

بے خود از مے با اوبِ گروہ تمام

فانی شراب سے مکمل با اوب بن جاتا ہے

لیک ۲ اغلب چوں بدند و ناپسند

لیکن اکثر لوگ بڑے اور ناپسند ہیں

حکم غالب دست چوں اغلب بدند

حکم اکثریت پر لگتا ہے چونکہ اکثر بد ہیں

وَر بُودِ بدِ خوی بدِ ترمی شود

اگر وہ بد عادت ہوتا ہے تو اور زیادہ برا بن جاتا ہے

وَز غمی کم گروہ استیناسِ او

اگر غمی ہے تو اس کی محبت کم ہو جاتی ہے

با خود از مے بے اوبِ گروہ مُدام

خودی والا شراب سے ہمیشہ بے اوب بنتا ہے

بر ہمہ مے را محترم کردہ اُنَد

اس لئے سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے

تتبع را از دست رہزن بستند

انہوں نے تلواریں ڈاکو کے ہاتھ سے لے لی ہے

بیان کردن رسولِ ولیہ اسلام سبب تفصیل و اختیار کردن او آں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ہذیلی کو امیری اور سرداری کے لئے ماہر اور تجربہ کار ہونے کا
ہذیلی ربا میری و سر لشکری بر پیرانِ کار دیدہ و کار آزمودہ
پر فضیلت دینے اور جن لینے کے سبب کا بیان کرنا

گفت ۳ پیغمبر کہ اے ظاہر نگز

پیغمبر نے فرمایا اے ظاہر بین

اے بسا ریشِ سیاہ و مردِ پیر

بہت سے کالی داڑھی والے ہیں اور بوزھے ہیں

عقلِ او را آموزم بارہا

میں نے بارہا اس کی عقل آزمائی ہے

پیرِ عقلِ باشد اے پسر

اے بیٹا! بوزھا عقل کا بوزھا ہوتا ہے

از بلیسِ او پیر تر خود کے بُود

وہ تو جو ان شیطان سے زیادہ بوزھا ہے ہو سکتا تھا؟

تو میں اورا جوان و بے ہنر

تو اس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ

وے بسا ریشِ سفید و دلِ چوقیر

بہت سے سفید داڑھی والے ہیں اور سیاہ دل ہیں

کرد پیری آں جوانِ درکارہا

کاموں میں اس جوان نے بوزھا پن دکھایا ہے

نے سفیدی موی اندر ریشِ و سر

نہ کہ سر اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی

چونکہ عقلش نیست او لاشی بُود

چونکہ اس میں عقل نہیں ہے وہ لاشی ہے

طُفُلِ گیرش چوں بُود صاحبِ کمال

اس کو بچہ سمجھ جب وہ صاحبِ کمال ہو

۱۔ اگر وہ جس طرح کے جذبات
انسان کے دل میں ہوتے ہیں مستی
من کو ابھارتی ہے بر لیب۔ شراب
کے اثر سے ذہن کی ذہانت بڑھ جاتی
ہے اور بے عقل مرید بے عقلی کرنے
لگتا ہے استیناس۔ مانوس ہونا۔
بے خود اگر انسان خود غرض نہیں ہے
اور اس میں عالی جذبات ہیں۔
مُدام۔ تو وہ جذبات اور ہر جاتے ہے
۔ ہمیشہ۔

۲۔ لیکن چونکہ حکم اکثریت پر لگتا
ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے
حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سب ہی
کے لئے حرام کر دی گئی۔ تتبع۔ عوام
کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی
جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تلواریں

۳۔ لیکن پیغمبر۔ ہذیلی کے سردار
بنانے پر جو اعتراض تھا اس کا جواب
دیا۔ اے بسا۔ یعنی بزرگی پر عقلست
نہ بسال۔ قیر۔ ایک کالا مادہ ہے۔ از
بلیس۔ محض عمر کے اعتبار سے اگر
عظمتی کا حکم لگتا تو شیطان سے زیادہ
عمر والا کون ہوگا۔ وہ عقلمند کہلاتا۔ طفیل
بچہ اگر صاحبِ کمال ہے تو وہ عقلمند
ہے۔

پیرِ باشد در ہنر آں خوشخصال

وہ خوش خصلت ہنر میں بوزھا ہو گا

پاک باشد از غرور و از ہوس

تو وہ غرور اور ہوس سے پاک ہو گا

پیش چشم بستہ کش کوتہ تگی ست

بند آنکھ کے لئے جو کوتاہ رفتہ ہے

در علامت جوید او دائم سبیل

تو وہ ہمیشہ علامتوں میں راستہ تلاش کرتا ہے

چونکہ خواہی کرد بگزیں پیرزا

جب تو اختیار کوئے بوزھے کو منتخب کر

می نداند ممتحن از ممتحن

جو امتحان دینے والا امتحان لینے والے میں امتیاز کرے

او بنور حق بہ بیند ہر چہ ہست

وہ ہر موجود کو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

پوست بشگافد در آید در میاں

کھل پھاڑتا ہے اند گھس جاتا ہے

اوجہ داند چہست اندر قوصرہ

وہ کیا جانے توکری میں کیا ہے؟

تارہد از دست ہر دزد خود

تاکہ ہر حاسد چھ کے ہاتھ سے محفوظ رہے

تا فرو شد آل بعقل مختصر

تاکہ من کو کواہ عقل کے ہاتھ فروخت کر دے

دل بہ بنیم و بظاہر ننگریم

ہم دل کو دیکھتے ہیں ظاہر کو نہیں دیکھتے ہیں

جبکہ بر اشکال ظاہری کنند

وہ ظاہری شکلوں پر حکم لگاتے ہیں

حکم او مومن کنند ایں قوم زود

یہ لوگ بہت جلد اس پر مومن ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں

طفل گیرش چوں بود عیسی نفس

اس کو بچہ سمجھ جب وہ حضرت عیسیٰ والی باتوں والا ہو

آں اسفیدی مودیل پختگی ست

بالوں کی سفیدی پختگی کی دلیل ہے

آں مقلد چوں نداند جز دلیل

وہ مقلد چونکہ دلیل کے علاوہ کچھ نہیں جانتا

بہر او گفتیم کایں تدبیر را

اس کے لئے ہم نے کہا ہے کہ اس تدبیر کو

لیک پیر عقل نے پیر مسن

لیکن عقل کا بوزھا نہ کہ عمر کا بوزھا

آنکہ ۲ او از پردہ تقلید جست

وہ شخص جو تقلید کے پردے سے نکل گیا

نور پاکش بے دلیل و بے بیان

اس کا پاک نور بغیر دلیل اور بغیر بیان کے

پیش ظاہر میں چہ قلب و چہ سرہ

ظاہر بین کے سامنے کیا کھٹا اور کیا کھرا

اے بسا زرّ سیہ کردہ بدو

بعض اوقات سونا دھویں سے سیاہ کیا ہوا ہوتا ہے

اے بسا مسہائے اند و وہ بزر

بہت سے سونے کا مٹع کئے ہوئے تانبے ہیں

ماکہ باطن بین جملہ کشوریم

ہم جو کہ تمام عالم کے باطن کے دیکھنے والے ہیں

قاضیانے کہ بظاہر می تند

وہ قاضی جو ظاہر پر نظر رکھتے ہیں

چوں شہادت گفت و ایمانش نبود

جب کلمہ شہادت پڑھ لیا اور اس میں ایمان نہ تھا

۱۔ آں سفیدی۔ بالوں کی۔

سفیدی بھی عقل کی پختگی کی دلیل

ہے لیکن یہ ظاہر بین۔ لوگوں کے لئے

ہے آں مقلد۔ جس کو نور بصیرت

حاصل نہیں ہے وہ ہمیشہ دلیل کا

طالب ہوتا ہے اور علامتوں کا راستہ

تلاش کرتا ہے۔ بہر او۔ مقلد کے

لئے یہ حکم ہے کہ وہ کسی بوزھے سے

مشورہ کرے۔ لیکن اس

بوزھے سے عمر کا بوزھا ہر اور نہیں ہے

بلکہ صاحب بصیرت مراد ہے۔

۲۔ آنکہ وہ شخص مراد ہے جو تقلید

سے نجات پا گیا۔ واللہ کے نور سے

چیزوں کو دیکھتا ہو اس کی نگاہ کھل

سے گزر کر باطن کو دیکھ سکتی ہے۔

پیش۔ ظاہر میں کھولنے کے لئے جس

امتیاز نہیں کر سکتا۔ قوصرہ۔ توکری۔

اے بسا۔ بہت سے صحیح سکالے کر

دیئے جاتے ہیں تاکہ چھ دست

دھاری نہ کرے۔

۳۔ مسہائے اندوہ۔ بہت سے

سکے تانبے کے ہوتے ہیں جن پر

سونے کی مٹع کاری ہوتی ہے تاکہ

حضور نے فرمایا ہم دل کو دیکھتے ہیں

ظاہر بد نظر نہیں رکھتے ہیں۔

قاضیانے۔ قاضی ظاہر پر حکم لگاتا ہے

جب کوئی شخص اس کے سامنے کلمہ

شہادت پڑھے خواہ اس کے دل میں

تصدیق نہ ہو تو وہ اس کو مومن قرار

دے گا۔

بِسْ مِنْ مَنَافِقٍ كَانَدْرِيسِ ظَاهِرٍ كَرِيحَتْ

بہت سے منافق ہیں جنہوں نے اس ظاہر میں پنہ پکڑ لی

جہدِ گنِ تَلْبِیرِ عَقْلٍ وَ دِیَسِ شَوِی

کوشش کر تاکہ عقل اور دین کا بڑھا جائے

ازْ عَدَمِ چَوں عَقْلٍ زِیْبَا رُوْ كَشَاد

جب حسین عقل 'عدم' سے بظاہر ہوئی

كَمْتَرِیَسِ زَاں نَا مِهَائِے خُوشِ نَفْسِ

ان بہترین ناموں میں سے کترین نام

گَر بَصُورَتِ ۲ وَ اَنْمَا یِدِ عَقْلٍ رُو

اگر عقل مجسم ہو کر رونما ہو جائے

وَر مِثَالِ اَحْمَقِی پَیْدَا شَوُو

اگر حماقت کی تصویر پیدا ہو جائے

گُو زِ شَبِّ مُظْلَمِ تَرُو تَارِی تَرَسْت

کیونکہ وہ رات سے زیادہ تاریک اور کالی ہے

اَنْدَك ۳ اَنْدَك خُوِی گُن بَانُو رُو ز

دن کی نور کی آہستہ آہستہ عادت ڈال

عَاشِقِ ہَر جَا شِکَالِ وَ مُشْکَلِے سَت

وہ ہر ایسی جگہ کی عاشق ہے جہاں اشکال اور مشکل ہے

ظَلْمَتِ اِشْکَالِ اِزَاں بُو یِدُوشِ

اس کا دل اندھیرے کا شکل کی جستجو میں لے ہے

تَاثِرَا مَشْغُولِ اَسْ مُشْکَلِ گُنْد

تاکہ تجھے اس مشکل میں مشغول کر دے

خونِ صَدِ مَوْمِنِ بِہ پَنہَانِی بَرِ یَحْتِ

وہ پردہ آہں نے سینکڑوں مسلمانوں کی خنزیری کی

تَا چُو عَقْلِ کُلِّ تُو بَا طِنِ بَیَسِ شَوِی

تاکہ تو عقل کل کی طرح باطن میں بن جائے

خَلْعَتَشِ دَاوِ وَ ہِزَارَاں نَامِ دَاوِ

قدرت نے اس کو خلعت بخشی اور ہزاروں نام دیئے

اَیْنِکَ نَبُو دِ چَچِ اُو مَحْتَا جِ کَسِ

یہ ہے کہ وہ کسی کی محتاج نہ ہو گی

تَیْرَہ بَاشَد رُو زِ پَیْشِ نُورِ اُو

دن اس کے سامنے کالا پڑ جائے

ظَلْمَتِ شَبِّ پَیْشِ اُو رُو شَنِ بُوُو

رات کی تاریکی اس کے مقابلہ میں روشن ہو گی

لَیْکِ خُفَا شِ شَمَقِی ظَلْمَتِ خُو رَسْت

لیکن بدبخت چمکاڑہ تاریکی خور ہے

وَر نَہ خُفَا شِے بَیْمَانِی بَے فَرُو ز

ورنہ تو نور سے محروم چمکاڑہ بنا رہے گا

دِشْمَنِ ہَر جَا چَرَاغِ مُقْبَلِے سَت

اس جگہ کی دشمن ہے جہاں کسی بخندہ کا چراغ ہے

تَا کَہ اَفْرُو زِ تَر نَمَا یِدِ حَا صِلْشِ

تاکہ اس کی آمدنی زیادہ رونما ہو

وَر نَہَا دِ زِشْتِ خُو دِ عَاقِلِ گُنْد

اور اپنی ہی فطرت سے غافل کر دے

بِسْ مِنْ مَنَافِقٍ بہت سے منافقوں

نے اسی طرح اپنا ایمان ظاہر کر کے

سازشیں کی ہیں اور مسلمانوں کی خون

ریزی کی ہے عقل کل۔ عقل

کامل جبرئیل۔ ادم۔ جب عقل

پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بہت

عزت افزائی فرمائی۔ کترین نام اس کو

ایک یہ خوبی عنایت کی کہ وہ کسی کی

محتاج نہیں ہے۔

۲ گر بصورت۔ اگر عقل مجسم ہو

کر دنیا میں رونما ہو تو سورج کی روشنی

اس کے سامنے ماند پڑ جائے۔ وہ۔

اگر حماقت مجسم ہو کر رونما ہو تو رات کی

تاریکی اس سے شرمایا جائے۔ ایک۔

احق کی مثال تاریکی خود چمکاڑہ کی سی

ہے لہذا اس کو حماقت ہی پسند آتی

ہے۔

۳ اندک۔ انسان کو نور ہدایت

سے تعلق پیدا کرنا چاہیے ورنہ بری

حالت میں موت آ جائے گی۔

عاشق۔ کہہ باطن تاریکی کو پسند آتا

ہے اور چراغ ہدایت سے بھاگتا ہے چمکاڑہ

مفت انسان دنیاوی ظلمت کا طالب

ہے اور دنیا کی دولتیں کمائے۔

تارا۔ ایسے دلہند انسان کو دیکھ کر

دوسرے بھی گمراہ ہوتے ہیں۔

علامت۔ اس بیان سے مولانا کا یہ

مقصد ہے کہ کمال عقلمند وہ ہے جو نور

باطن حاصل کر لے۔ (اشقی۔ حقیر)

مخلص۔

علامتِ عاقلِ تمام و نیمِ عاقل و مردِ تمام و نیمِ مرد و علامتِ

کاملِ عاقل اور آدھے عقلمند اور کامل انسان اور آدھے انسان کی علامتِ

شقی مغز و رلاشی

اور بے وجود مغز و بد بخت کی علامت

اَوْ دِلِيلٍ وَّ پِشْوٰی قَافِلَهٗ اَسْت
 وہ قافلہ کا راہنما اور پیشوا ہے
 تَبٰیجِ خَوٰیشِ سَتِّ اَلِّ بِخَوٰیشِ رَوِّ
 وہ بے شد چلنے والا اپنے نور کا تابع ہے
 اَمِّ بَدَا لِنُوْرِیْ كَمَا جَاشَ زَا لِحَرِیْدِ
 اس نور پر جس سے اس کی روح نے غذا حاصل کی ہے
 عَاقِلَهٗ رَا دِیْدَهٗ خَوْ دَا نَدِ اَوْ
 اور کسی عقلمند کو اپنی آنکھ سمجھتا ہے
 تَابِدٌ وَّ مِیْنَا شُدُّ وَّ حُسْتُ وَّ جَلِیْلِ
 جتنا کہ وہ اس کے رویہ میں ناہر چست اور بڑا بن گیا ہے
 خَوْ دُو شُو دِشِ عَقْلٍ وَّ عَاقِلٍ رَا كَزَا شْتِ
 اس میں خود عقل نہ تھی اور عقلمند کو بھی چھوڑ دیا
 مِی نَحْوِیْدِ اَمِّ نَذِیْرِ وَّ اَمِّ بَشِیْرِ
 نذیر اور بشیر کو بھی نہیں تلاش کرتا ہے
 تَنكَشُ اَیْدِ اَمْدٰنِ خَلْفِ وِیْلِ
 اس کو راہنما کے پیچھے چلنے میں شرم آتی ہے
 كَا هٗ لَنَكَا اَلِّسُ وَّ كَا هٗ بَتَا زِ
 کبھی مایوس لنگراتا ہوا اور کبھی دوزخ ہوا
 نِیْمِ شَمْعِیْ نَیْ كَمَا نُوْرِیْ كَمَا كُنْدِ
 آدھی شمع بھی نہیں ہے کہ نورے گد گد
 اَیْمِیْ عَقْلِیْ نَیْ كَمَا نُوْرِیْ كَمَا كُنْدِ
 آدھی عقل بھی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مردہ بنا لے
 تَابِرُ اَیْدِ اَزْ نَشِیْبِ خَوْ دِ بَامِ
 تاکہ اپنی ہستی سے ہلاکت پر پہنچ جائے
 دَرِ پَنَّا هٗ عَاقِلِ زَنْدِهٗ سَخْنِ
 زندہ م عقلمند کی پنہ میں

عَاقِلِ اَلِّ بَاشْدِ كَمَا بَا وَّ مَشْعَلِ اَلِّ اَسْت
 عقلمند وہ ہے جس کے پاس مشعل ہے
 پِیْرِ وَّ نُوْرِیْ خَوْ دِ سَتِّ اَلِّ پِیْشِ رَوِّ
 وہ پیشوا اپنے نور کا پیرو ہے
 مَوْ مِیْنِ خَوٰیشِ سَتِّ وَّ اِیْمَا لِ اَوْ رِیْدِ
 وہ اپنے لاپرواہی رکھتا ہے اور ایمان لایا ہے
 دِیْ كَرِیْ ۲ كَمَا نِیْمِ عَاقِلِ اَمْدِ اَوْ
 دوسرا وہ جو آدھا عقلمند ہے
 دَسْتِ دَرُو یْ زِدْ چُو كُو رَا نْدَرِ دِلِیْلِ
 اس نے اس پر اس طرح قبضہ کیا ہے جیسا کہ مدھامہ پر لکھا ہے
 وَا لْ خَرِیْ كَمَا عَقْلٍ جُو سَنَكِیْ نَدَا شْتِ
 وہ گدھا جو ایک جو برابر عقل نہیں رکھتا
 رَهٗ نَدَانْدِیْ قَلِیْلِ وَّ نَیْ كِثِیْرِ
 وہ راست نہیں جانتا ہے نہ تھوڑا نہ بہت
 غَرَقَهٗ اَنْدَرِ غَفْلَتِ وَّ دَرَقَالَ وَّ قِیْلِ
 غفلت اور بحث و مباحثہ میں فرق ہے
 مِی ۳ رَوِّ اَنْدَرِ بَیْا بَانَ دَرَا زِ
 وہ لمبے جنگل میں چلا جا رہا ہے
 شَمْعِیْ نَیْ تَا پِشْوٰی خَوْ دِ كُنْدِ
 شمع نہیں ہے کہ اس کو اپنا پیشوا بنا لے
 نِیْسْتِ عَقْلِیْ تَا مَمِّ زَنْدِهٗ رَنْدِ
 اس میں عقل نہیں ہے کہ زندہ ہونے کا دم بھرے
 مَرْدَهٗ اَلِّ عَاقِلِ اَیْدِ اَوْ تَمَامِ
 وہ بالکل اس عقلمند کا مردہ بن جائے
 عَقْلِ كَامِلِ نِیْسْتِ خَوْ دِ رَا مَرْدِهٗ كُنْ
 پوری عقل نہیں ہے تو اپنے آپ کو مردہ بنائے

۱۔ مشعل۔ یعنی نور کی مشعل اور
 وہ دوسروں کا بھی رہنما ہے۔ ۲۔ وہ
 خود اپنے نور کا تابع اور پیرو ہوتا ہے۔
 مومن خویشت۔ یہ مرتبہ انبیاء کا ہے
 انبیاء کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے اور
 ایمان لائیں اور اپنی نبوت کی تصدیق
 کریں۔
 ۳۔ دیگرے نیم عقل وہ ہے جو
 کسی صاحب نور کی اپنی آنکھ بنا لے
 اور ہر چیز کو اس کی آنکھ سے دیکھے
 دست۔ ہر حاملہ میں اس پر ایسا عقلمند
 کر لے جس طرح مدھامہ اپنے رہنما
 پر کرتا ہے۔ وال خری۔ تیسرا جو نرا
 گدھا ہے وہ ہے جس کو نہ خود نور
 حاصل ہونے کی گورہ نہا بنائے۔ نہ زیرو
 بشیر۔ یعنی رہنما غرق۔ خود غفلت
 میں غرق ہے اور دوسرے کو رہنما
 بنانے کی کوشش کرتا ہے۔
 ۴۔ می رور۔ یہ تیسرا شخص لوہام اور
 خیانت کی راویوں میں سرگرم رہتا
 ہے۔ ۵۔ اس کو خود نور یا مومن حاصل
 نہیں ہے اور اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ
 کسی دوسرے سے نور حاصل کر
 لے۔ نیست عقلش۔ اس کو خود نور
 حاصل نہیں ہے اور اتنی عقل بھی نہیں
 ہے کہ اپنے آپ کو کلیتاً فی یہ اغسال
 کر دے۔ مردہ اگر مردہ بن کر اپنے
 آپ کو کسی عقلمند کے سپرد کر دے تو
 پام غروں پر پہنچ جائے۔ عقل کامل۔
 اگر اپنے اندر کامل عقل نہیں ہے تو
 اپنے آپ کو کسی عقلمند کے سپرد کر دو۔

زندہ نے تا ہمدم عیسیٰ بُود نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ہم مشرب ہو
 زندہ نے و مُردہ نے لاشیٰ بُود نہ زندہ ہے نہ مردہ وہ کچھ نہیں ہے
 غورہ کز غور گی در نکلدرد کچا اگور جو کچے پن سے آگے نہ بڑھے
 جان ۲ کورش گام ہر سُومی نہد اس کی اندھی روح ہر جانب قدم بڑھاتی ہے
 سُوند ہدیر جہیدن آل زماں سُوند ہدیر جہیدن آل زماں
 اس وقت اچھلنا کوننا قائمہ نہیں دیتا ہے کیونکہ آسمان سے بلا اتر چکی ہے

۱ زندہ احمق انسان نہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اس کی طرح اس کے دم میں اتر ہو اور نہ مردہ ہے کہ کسی عیسیٰ نفس کے دم سے زندہ ہو جائے۔
 غورہ کچا اگور نہ کھانے کے قابل ہے نہ اس سے شراب بنتی ہے نہ غورہ کی جو اگور لکار کاٹنے شخص کر کھٹارہ جاتا ہے اور ناقابل قبول ہوتا ہے۔

۲ جان۔ احمق انسان لوہام میں پھنسا رہتا ہے عاقبت کی فکر نہیں کرتا ہے پھر ایسے وقت فکر کرتا ہے جبکہ کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ سو وہ بے وقت نہ مات مفید نہیں ہے آگبر۔
 تالاب جھیل۔ قصہ اس قصہ سے انہی تین قسم کے آدمیوں کے انجام کو سمجھانا مقصود ہے۔

۳ قصہ ایک جھیل میں تین ناہ اور مونی جھیلیں رہتی تھیں۔ کلیلہ اور دن مشہور کتاب ہے ضمیر۔ پوشیدہ چیز یعنی جھیلیوں کی اس تالاب میں سکونت۔ آنکھ ان تینوں جھیلیوں میں سے جو نکلندگی اس نے شکاریوں کے دلاوے کو بھانپ کر سفر کر جانے کا ارادہ کر لیا اور وہاں سے چل دی۔

قصہ آگبر و صیاداں و آل سے ماہی کہ یکے عاقل و یکے نیم عاقل و تالاب اور شکاریوں اور تین جھیلیوں کا قصہ جو ایک عقلمند اور ایک نامس اعقل اور ایک آل دیگر مغرور، ابلہ، مغفل، لاشی و عاقبت ایشان
 دہری مغرور، بے خوف عاقل لاشی تھی اور ان کا انجام

قصہ ۳ آگبر ست اے عنود کہ درو سے ماہی اشکرف بُود
 اے سرکش! اس تالاب کا قصہ ہے جس میں تین بڑی جھیلیں تھیں
 در کلیلہ خواندہ ہاشی لیک آل قشر افسانہ بُود ویں مغرور جاں
 تو نے کلیلہ میں پڑھا ہو گا لیکن وہ قصہ کا چمکا تھا اور یہ روح کا مغز ہے
 چند صیادے سُوی آل آگبر بر گذشتند و بدیدند آل ضمیر
 اس تالاب کی جانب چند شکاری گزرتے اور اس راہ کو سمجھ گئے
 پس شتابیدند تا دام آورند ماہیاں واقف شدند و ہوشمند
 وہ بڑے تاکہ جاں لائیں جھیلیں باخبر وہ آگاہ ہو گئیں
 آنکہ عاقل بُود عزم راہ کرد عزم راہ مشکل ناخواہ کرد
 جو سمجھد تھی اس نے سفر کی ٹھانی اپنی مشکل رات کا ارادہ کر لیا
 گفت یا لہنہا ندارم مشورت کہ یقین سستم کنند از مقدرت
 کہنے لگی میں ان سے مشورہ نہ کروں گی کہ یقین سستم کنند از مقدرت
 کیونکہ وہ یقیناً طاقت میں مجھے ست کر دے گی

مہرِ آزاد و بُودِ شاں برجاں زند
 جائے پیدائش اور قیام کی محبت ان کی جان پر اثر کرے گی
 مشورت بازندہ باید نکو
 مشورے کے لئے نیک اور زندہ دل چاہیے
 اے مسافر با مسافر رائے زن
 اے مسافر! مسافر سے مشورہ کر
 ازوم ۲ حُبُّ الْوَطْنِ بَکْرٌ مایست
 وطن کی محبت کے دھوکے سے نکل جانے نہیں
 گروطن خواہی گذر آں سوی شط
 اگر تو وطن چاہتا ہے نہر کے اس کنارے پر چلا جا
 کاہلی و جہلِ شاں برمن زند
 ان کی سستی اور نادانی مجھ پر اثر کرے گی
 کہ ترا زندہ کند آں زندہ گو
 کہ تجھے وعدہ کر دے اور زندہ کہہں ہے؟
 زانکہ پایت لنگ و ارد رائے زن
 عورت کی سوائے تیرا پاؤں لنگڑا کر دے گی
 کدطن اسوسست جلاں سوی نیست
 اے جانِ وطن اہر ہے اہر نہیں ہے
 ایں حدیث راست را کم خواں غلط
 اس صحیح حدیث کو غلط نہ پڑھ

۱ نمبر۔ ان دونوں مچھلیوں پر وطن کی محبت غالب آجائے گی اور وہ میرے اولاد میں مجھے ست کر دیں گی۔ اے مسافر۔ مسافر کو مسافر سے مشورہ کرنا چاہیے۔ خادشین عورت سفر سے دھوکے دے گی۔

۲ ازوم۔ اس حدیث میں وطن سے آخرت مراد ہے دنیا کا وطن مراد نہیں ہے اس حدیث کا غلط مطلب سمجھ کر دھوکا نہ کھانا۔ سر۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ہر دعا کا ایک محل ہے اس کو غلط مقام پر استعمال نہ کرنا چاہیے اسی طرح حب الوطن کو غلط مقام پر استعمال کرنا غلطی ہے۔

۳ در عضو۔ بزرگان دین وضو میں ہر عضو کو ہوتے وقت ایک خاص دعا پڑھتے ہیں۔ چونکہ جب ناک میں پانی ڈالتے ہیں تو دعا کرتے ہیں خدا مجھے جنت کی خوشبو سگھلا دے۔ تاثر پھول کی خوشبو چمن کے لئے رہنا ہے اسی طرح سے جنت کی خوشبو جنت کی رہنا ہے چونکہ استنجا یہ دعا استنجا کے بعد پانچانہ سے نکل کر پڑھنی چاہیے۔

بِرَّ حَدِيثِ حُبِّ الْوَطْنِ مِنْ لِيَامَانٍ وَكَرَّ خَوَانِدُنِ شَخْصِ
 اس حدیث کا راز کہ وطن کی محبت ایمان سے ہے اور ایک شخص کا ناک میں
 وَعَلَى اسْتِشْقِ رَا كِه اَللّٰهُمَّ اَرْحِنِي رَايْحَةَ الْجَنَّةِ بِجَائِ
 پانی دینے کے وقت کی دعا کو بے موقع پڑھنا جو کہ اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سگھلا دے
 وَرِدِ اسْتِجَا كِه اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاَجْعَلْنِي
 استنجا کی دعا جب کہ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے اور مجھے پاکی حاصل کرنے
 مِنْ الْمَطْطَهْرِيْنَ وَشَنِيْدِيْنَ عَزِيْزِيْنَ وَطَاَقْتِ نِيَا وَرِدُوْنَ وَبَارِئِ نَمُوْدُوْنَ
 والوں میں سے کر دے ہے اور ایک دوست کا سنا اور مہر نہ کر سکتا اور بتاتا

دَر ۳ وَضُوْ هِرْ عَضُوْ رَا وَرِدِيْ جُدَا
 وضو کرنے میں ہر عضو کا جدا وظیفہ
 چُونَكِه اسْتِشْقِ بِنِي مِي كِنِي
 چونکہ استنجا میں پانی دے
 جَب تُو نَاك مِي پَانِي دِي
 جب تو ناک میں پانی دے
 تَاثِرَا آں بُو كَشِدِ سُوِي جِنَاں
 تاثر آں بوشید سوی جنان
 تَاكِه وَهُوَ خُشْبُو تَحِي جِنْتُوْنِ كِي طَرَفِ كَحِيْجِي
 تاکہ وہ خوشبو تھے جننتوں کی طرف کھینچے
 چُونَكِه اسْتِجَا كِنِي وَرِدِ وَشَخْنِ
 چونکہ استنجا گنی ورد و سخن
 جَب تُو اسْتِجَا كَرِي وَظَلِيْفِ لُوْ كَاَمِ
 جب تو استنجا کرے وظیفہ اور کام

آمدہ است اندر خبر بہر دعا
 حدیث میں دعا کے لئے آیا ہے
 بُوِي جَنَّتِ خَوَاہِ اَز رَبِّ غَنِي
 بے نیاز رب سے جنت کی خوشبو چاہ
 بُوِي كَلِّ بَاشِدِ دَلِيْلِ كَلَسْتَاں
 پھول کی خوشبو چمن کی رہنا ہوتی ہے
 اِيں بُوِي اَرَبِّ تُو زِيْنِمِ پَاكِ كُنِ
 یہ ہو گا کہ اے خدا تو مجھے اس سے پاک کر

دستِ امن اینجار سید این را شست
میرا ہاتھ یہاں پہنچا ' اس کو دھویا
اے ز تو گس گشتہ جان ناگساں
اے خدا تجھ سے نالائحوں کی جان لائق بن گئی ہے
خَدَمَن ایں بُود کریم من لئیم
مجھ کہینے کی یہی حد تھی جو کر لی
از حَدَث شستم خدا یا پُوست را
اے خدا میں نے ناپاکی سے کھل کو دھویا
آں یکے در وقت استخا بگفت
ایک شخص نے استنجے کے وقت کہا
گفت شخصے خوب ورد آوردہ
ایک شخص نے کہا تو نے بہت اچھا وظیفہ پڑھا
ایں دُعا چوں وردِ بینی بُود چوں
یہ دعا جبکہ ناک کا وظیفہ تھا ' کیوں
راخہ حَت ز بینی یافت حُر
آزاد آئی جنت کی خوشبو ناک کے ذریعہ پاتا ہے
اے ۳ تو وضع برودہ پیش ابلہاں
اے بیوقوفوں کے سامنے تواضع کرنے والے
آں تکبر بر خسل خوب ست و حُست
تکبر کینوں کے ساتھ اچھا اور بھلا ہے
از پے سوراخ بینی رست گل
پھول ناک کے سوراخ کے لئے لگا ہے
بوی گل بہر مشام ست اے دلیر
اے دلیر! پھول کی خوشبو دماغ کے لئے ہے
کے از بخا بوی خلد آید ترا
تجھ جنت کی خوشبو اس جگہ سے کب آئے گی؟

دستم اندر شستنِ جانست سُست
روح کے دھونے میں میرا ہاتھ گتلا ہے
دستِ فصل سُست در جانہا رساں
تیر۔ کریم کا ہاتھ رحوں تک پہنچنے والا ہے
زاں سُوی حدر نقی گن اے کریم
حد کی اس جانب کو اے کریم تو پاک کر دے
از حوادث تو بشو ایں دوست را
تو اس دوست کو حوادث زمانہ سے دھو دے
کہ مرا با بوی جنت دار جفت
مجھے جنت کی خوشبو کا جوڑی ملد بنا دے
لیک سوراخ دُعا گم کردہ
لیکن تو نے دعا کی سوراخ کو گم کر دیا ہے
وردِ بینی را تو آوردی بکوں
تو ناک کے وظیفہ کو مقدمہ میں لے آیا؟
راخہ حَت کے آید از دُر
مقدمہ سے جنت کی خوشبو کب آتی ہے؟
وے تکبر کردہ تو پیش شہاں
اے شاہوں کے سامنے تکبر کرنے والے
ہیں مَر و معکوس عکسش بندتست
خبردار! الٹا نہ چل ' اس کا الٹا تیری بیڑی ہے
بُو وظیفہ بینی آمد ان حسل
اے بھولا! سونگھنا ناک کا کام ہے
جلی آں یونیسٹ ایں سوراخ زیر
یہ پچھلا سوراخ اس کی خوشبو کی جگہ نہیں ہے
بوز موضع بُو اگر باید ترا
اگر تجھے خوشبو چاہیے تو اس کو جگہ سے تلاش کر

۱۔ دستِ من۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے والا بہتا ہے کہ نجاست ظاہری کا ازالہ تو مجھ سے ممکن تھا وہ میں نے کر لیا یا لٹنی نجاست سے خدا ہی پاک کر سکتا ہے۔ اے ز تو۔ یہ خدا کی قدرت ہی کر سکتی ہے کہ وہ روح کو پاک کر دے۔ حدمن۔ انسان کا مقدمہ یہی ہے کہ وہ نجاست ظاہری سے پاکی حاصل کر لے۔ نجاست ظاہری کی حد سے آگے کی پاکی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حدت۔ وہ چیز جن سے وضو یا غسل ٹوٹ جاتا ہے۔ حدت۔ یعنی دنیوی معاملات۔

۲۔ آں یکے۔ ایک آدمی نے استنجے کے وقت وہ دعا پڑھی جو ناک میں پانی دینے کے وقت کی ہے۔ سوراخ۔ یعنی ناک کا سوراخ اور پانخانہ کے مقام کا سوراخ۔ کون۔ پانخانہ کا سوراخ ہے۔ پانخانہ کا سوراخ۔ جس طرح یہ بے عمل دعا ہے اسی طرح یہ بھی بے عمل بات ہے کہ انسان احمقوں کے سامنے تواضع برتے اور شاہوں سے اکڑے۔ لبناں۔ دنیا دار۔ شہاں۔ یعنی بزرگان دین۔ بند۔ انسان کی اٹی چالیں اس کی رُفت اور پلندی کے لئے مانع ہیں۔ رست گل۔ پھول سونگھنے کے لئے ہے اور سونگھنا ناک کا کام ہے۔ حسل۔ پد مزاج۔ مشام۔ دماغ۔ سوراخ زیر۔ پانخانہ کا سوراخ۔ کے از بخا۔ یعنی پانخانہ کا سوراخ سے جنت کی خوشبو محسوس نہیں ہو سکتی۔

نہیں حُبُّ الوطنِ باشد دُرست! تو وطنِ شناس اے خوبِ شُخت

اسی طرح سے وطن کی محبت درست ہے اے خوب! تو پہلے وطن کو پہچان

واقف شدنِ آلِ ماہیِ عاقل و سترِ پیشِ گرفتنِ بے
عقلندِ مچھلی کا واقف ہو جانا اور دانائی سے اصراروں کے مشورے

مشورۃ بادگیراں از حکمت

بغیر روانہ ہو جانا

گفت آلِ ماہیِ زیرِک رہ کنم
دلِ زرّای و مشورۃ شال بر کنم

اس عقلمند مچھلی نے کہا میں سفر کر جاؤں
ان کے مشورے اور راتے پر دل نہ جھاؤں

نیست وقتِ مشورۃ ہیں راہِ گن
چوں علیٰ تو آہ اندر چاہ گن

غیر دریا مشورے کا وقت نہیں ہے سفر کر جا
حضرت علیٰ کی طرح تو نہیں میں آہ کر

محرّم آلِ راہِ کمیابِ ست و بس
شبِ رویِ پہنلِ رویِ گن چوں عس

اس راستہ کا محرم بالکل نایاب ہے
رات کو چلنا اور پوشیدہ چلنا کتوال کی طرح اختیار کر

سویِ دریا عزمِ گن زیں آ بگیر
بحرِ جو و ترکِ این گردابِ گیر

اس تالاب سے دریا کی جانب ارادہ کر
سمندر کی تلاش کر اور اس بھنور کو چھوڑ دے

سینہ را پا ساخت و می رفت آلِ حذور
از مقامِ باخطر تا بحرِ نور

وہ محتاط سینہ کو پاؤں بنا کر جا رہی تھی
یہ خطر مقام سے بھاگی جس طرح

ہمچو آہو کز پئے او سنگِ بُو د
میں ہرن کی طرح کتا جس کے دہے ہو

خوبِ خرگوشِ و سنگِ اندر پئے خطاست
خرگوش کی نیند اور کتا دہے ' غلط ہے

رفت آلِ ماہیِ رہِ دریا گرفت
ڈرنے والے کی آنکھ میں نیند کہل ہوتی ہے

راہِ دُور و پہنہء پہنہا گرفت
خوابِ خود در چشمِ تر سئدہ گجاست

دور اور چوڑے سے چوڑا راستہ اختیار کیا
ڈرنے والے کی آنکھ میں نیند کہل ہوتی ہے

رفتِ آخریِ سویِ امن و عافیت
راہِ دور و پہنہء پہنہا گرفت

ان اور عافیت کی جانب چلی گئی
دور اور چوڑے سے چوڑا راستہ اختیار کیا

خویشتنِ افندِ درِ دریلیِ ژرف
کہ نیابد حدّ آلِ را ہیچ طرف

وہ بہت سی تکلیفوں سے بچا رہا ہوئی انجام کار
جس کے کنارے کو کوئی آنکھ نہیں پاتی ہے

اس نے اپنے آپ کو گہرے دریا میں ڈال دیا

۱۔ درست۔ یعنی وطن کی محبت کا

جزو ایمان ہونا تو درست ہے لیکن اس

کو سمجھ لے وہ کونسا وطن ہے۔ ظاہر

ہے سوچنا کہ اصلی وطن عقبنی ہے۔

دل۔ یعنی میں دوسری مچھلیوں سے

مشورہ نہ کروں گی۔ چوں علی۔ ایک

غلط روایت مشورے کے کہ حضرت علیؑ

نے جذبات سے مجبور ہو کر آہ کرنا

چاہی تو کوئی اس آہ کا محرم نہ پایا اور

کتوں میں سے لڑکا کر آہ کی تھی۔

۲۔ محرم۔ مچھلی نے یہ بھی کہا اس

راستہ کے محرم نایاب ہیں لہذا خاموشی

سے رات کو نکل جانا چاہیے ساکن کو

بھی یہی سوچنا پڑتا ہے اور سوک کی

مشکلات کو خود ہی برداشت کرنا پڑتا

ہے۔ سویِ دریا۔ تالاب کو چھوڑ کر دریا

کا رخ کرنا چاہیے یعنی محدود دنیا کو

چھوڑ کر لامحدود عقبنی اختیار کرنی

چاہیے۔ سینہ۔ سینہ کے بل وہ محفوظ

مقام پر پہنچ گئی۔ ہمچو۔ وہ اس طرح دوز

کر پر خطر مقام سے بھاگی جس طرح

وہ ہرن بھاگتا ہے جس کا چھپاؤ شکاری

کتا کر رہا ہو۔ خواب۔ کتا دہے ہو

اور پھر غفلت کی نیند سونا بڑی غلطی

ہے۔

۳۔ رفت۔ وہ عقلمند مچھلی روانہ ہوئی

اس نے لہذا چوڑا راستہ اختیار کر لیا۔

پہلے راستہ کی تکالیف برداشت کیں

ان کی جگہ پہنچ گئی۔ خویشتن۔ اس

نے اپنے آپ کو گہرے دریا میں ڈال دیا

ہالے ہاؤا۔

پس! چوصیاداں بیا وردند دام
 بحر جب شکلی بدل لے آئے
 گفت آہ من فوت کردم وقت را
 بولی 'ہائے میں نے وقت گننا دیا
 ناگہاں رفت اوو لیکن چوں برفت
 وہ اپنا کھ چلی گئی لیکن چونکہ وہ چلی گئی ہے
 ایں زماں سو دے ندارد خسرتم
 اب میری حسرت مفید نہیں ہے
 پرگذشتہ خسرت آوردن خطاست
 گزشتہ پر حسرت کن لٹھی ہے
 نیم عاقل را ازاں شد تلخ کام
 اس سے نیم عاقل کو ناگہلی ہوئی
 چوں نلشتم ہمرہ آں رہنما
 میں اس رہنما کی ساتھی کیوں نہ بنی؟
 می بایستم شدن درپے بہ تفت
 مجھے بھی جلد اس کے پیچھے جانا چاہیے تھا
 چوں گنم چوں فوت شد آں فرستم
 کیا کروں! جب کہ وہ موقع جاتا رہا؟
 باز ناید رفتہ یاداں ہباست
 کیا وقت نہیں لوٹتا ہے اس کی یاد بیکار ہے

قصہ! آں مرغ گرفتہ کہ وصیت کرد کہ برگزشتہ پشیمانی مخور
 اس پھنے ہوئے پرند کا قصہ جس نے وصیت کی کہ گزشتہ پریشیمان نہ ہو
 و سخن محال باور ممکن و در مدارک وقت اندیش و
 اور ناممکن بات کا یقین نہ کر اور موجود وقت کی اصلاح کر اور پشیمانی میں
 روزگار مبرور پشیمانی
 وقت ضائع نہ کر

آں یکے مرغے گرفت از مکرو دام
 ایک شخص نے ایک پرند مکروہ جبل سے پکڑ لیا
 تو یکے مرغے ضعفی ہچمو من
 تو نے مجھ جیسے ایک کمزور پرند کو
 تو سے ۳ گاواں و میشاں خوردہ
 تو نے بہت سی گائیں اور بھیڑیں کھائی ہیں
 تو نلشتی سیر زانہا در زمن
 تو زمانہ میلان سے پیٹ بھرا نہ بنا
 مرا آزاد گرداں از کرم
 کریم کر کے مجھے آزاد کر دے
 مرغ اورا گفت کائے خولجہ ہمام
 اس سے پرند نے کہا کہ اے خولجہ بزرگ!
 صید کردہ خوردہ گیر اے نیک ظن
 شکار کر لیا 'فرض کر کھا لیا' اے نیک گمان
 تو سے اشتر بقرباں کردہ
 تو نے بہت سے اونٹ قربان کئے ہیں
 ہم نگر دی سیر از اجزی من
 میرے اجزاء سے بھی تیرا پیٹ دبھرے گا
 اے جواں مرد کریم مستشم
 اے شریف! معزز جوں شخص

۱۔ پس۔ شکلی جب بدل لے
 آئے تو نیم عاقل پھلی کو فکر ہوئی۔
 گفت۔ اس نیم عاقل پھلی نے کہا
 افسوس میں نے وقت ضائع کیا میں
 اس عقلمند پھلی کے پیچھے پیچھے کیوں نہ
 چل دی۔ ناگہاں وہ اپنا کھ چل دی
 تھی لیکن اب بھی مجھے جلد اس کے
 پیچھے چل دینا چاہیے۔ اس زمانہ۔
 گزشتہ بات پر افسوس کرنے سے
 کوئی فائدہ نہیں گزرا وقت دوبارہ
 واپس نہیں آسکتا اس پر افسوس کرنے
 کی بجائے فوراً کام شروع کر دینا
 چاہیے تاکہ پہلی لٹھی کی تلافی ہو
 سکے۔

۲۔ قصہ اس قصہ سے یہ بتانا
 مقصود ہے کہ گزشتہ بات پر افسوس
 میں وقت ضائع کرنا لغو بات ہے۔
 آپ یکے ایک شکاری نے ایک پرند
 پھاس لیا تو اس پرند نے کہا کہ اگر تو
 مجھ ذبح کر کے کھا بھی لے گا تو بھی
 کیا فائدہ ہوگا۔

۳۔ تو بے پرند نے شکاری سے
 کہا کہ تو بہت سے بڑے بڑے
 جانور کھا چکا ہے اور ان سے تیرا پیٹ
 نہ بھرا تو مجھے کھا کر تیرا کیا بھلا ہوگا۔
 مر مر! مجھے مہربانی کر کے آزاد کر دے۔
 تو میں تجھے تین تین چھین کر دوں۔

۱۔ اول۔ میں پہلی نصیحت تو اس وقت کروں گا جب تو مجھے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہو گا دوسری جب کروں گا کہ تو مجھے چھوڑ دے گا اور میں دیوار پر جا بیٹھوں گا اور تیسری جب کروں گا کہ میں درخت پر جا بیٹھوں گا اچھے دوست۔ تیرے ہاتھ میں مدد ہے ہوئے جو نصیحت کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تجھ سے ناممکن اور محال بات کہے اس پر یقین نہ کرنا۔ برکفش۔ جب پرند نے یہ نصیحت کر دی تو شکاری نے اس کو چھوڑ دیا اور پرند دیوار پر جا بیٹھا۔

۲۔ غلط۔ دیوار پر بیٹھ کر پرند نے دوسری نصیحت سیکھی کہ گزشتہ ہاتھ پر بھی حسرت اور غم نہ کرنا اور اس کے بعد پرند نے کہا کہ میرے پونے میں ایک تار موی ہے جس کا وزن دس درہم بھر یعنی تین تولے ہے۔ کتیم۔ چھپا ہوا درہم۔ درہم۔ دولت اگر تو مجھے ذرا کرتا تو وہ موی تیری دولت ہوتا۔ حق۔ یعنی تیری جان کی قسم۔ فوت کردی۔ چونکہ تیرا مقدر نہ تھا اسی لئے وہ موی تیرے ہاتھ نہ آیا۔

۳۔ آنچناں۔ پرند کی اس بات کو سن کر وہ شکاری اس طرح تار و فریاد کرنے لگا جس طرح حاملہ عورت بچہ بننے وقت کرتی ہے گشت۔ وہ شکاری پرند کی اس گفتگو پر غمگین ہو کر آہ آہ کرنے لگا اور اس سے بولا کہ تو نے جیل بازی کر کے مجھے تباہ و برباد کر دیا ہنس موی کے ذریعہ بہت دہمند بن جاتا۔

ہل مرا تا کہ سے پندت بردہم
مجھے چھوڑ دے تاکہ تجھے تن نصیحتیں کر دوں
اول! آل پندے دہم بردست تو
ان میں کی پہلی نصیحت میں تیرے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے
بر سر دیوار بدہم ثانیس
ان میں سے دوسری دیوار پر بیٹھ کر کروں گا
وال سوم پندت و ہم من بردخت
میں تیسری نصیحت تجھے درخت پر بیٹھ کر کروں گا
انچہ بردست ست نیست آل سخن
جو ہاتھ پر بیٹھے ہوئے کرنی ہے وہ یہ بات ہے
بر کفش چوں گفت اول پند رفت
اس کے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے جب پہلی نصیحت کہی اور کیا
گفت ۲ دیگر بر گذشتہ غم مخور
دوسری نصیحت کہ گزری ہوئی بات پر غم نہ کر
بعد ازاں گفتش کہ در جسمم کتیم
اس کے احساس نے اس سے کہا کہ میرے جسم میں چھپا ہوا
دولت تو بخت فرزندان تو
تیری دولت تیری اولاد کا نصیب
فوت کردی ذر کہ روزیت نبود
تو نے وہ موی کھو دیا چونکہ تیرے مقدر میں نہ تھا
آنچناں ۳ کہ وقت زادن حاملہ
جس طرح حاملہ عورت بننے کے وقت
گشت غمناک و ہمیکفت آہ آہ
غمگین ہو گیا ہے اور کہتا تھا ہائے ہائے
من چرا آزاد کردم مر خرا
میں نے تجھے کیوں آزاد کیا

تا بدانی زیر کم یا اہلہم
حتی کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں غمگین ہوں یا بیوقوف ہوں
بدہمت اے جان و دل سر مست تو
تجھے کروں گا کہ وہ کہ دل و جان تیرے شیدائی ہیں
تا شوی زان پندشاد و خوب و کش
تاکہ تو اس نصیحت سے خوش اور بھلا اور نازاں ہو
کہ ازیں سے پند گردی نیک بخت
تاکہ تو ان تینوں نصیحتوں سے نیک بخت بن جائے
کہ محالے راز کس باور ممکن
کہ ناممکن بات پر کسی کا یقین نہ کر
گشت آزاد و برآں دیوار رفت
آزاد ہو گیا اور دیوار پر جا بیٹھا
چوں ز تو بگذشت زان حسرت مبر
جب تجھ سے گزر گئی اس پر حسرت نہ کر
وہ درم سنگ ست یک دُر یتیم
دس درہم کے وزن کا ایک تار موی ہے
بُود آں گوہر بحق جان تو
تھا وہ موی تیری جان کی قسم
کہ نباشد مثل آں دُر در وجود
کہ جس موی کی مثل وجود میں نہ ہو گی
نالہ دار و خواب شد در غلغلہ
فریاد کہتی ہے (وہ شکاری) خوب شہ کرنے لگا
ایں چرا کردم کہ شد کارم تباہ
یہ میں نے کیوں کیا کہ میرا کام برباد ہو گیا
زیں جیل از راہ بردی مر مرا
تو نے ان جیلوں سے مجھے گرا کر دیا

مُرغ گفتش نے نصیحت کر دیت
 پرندے اس سے کہا کہ میں نے تجھے نصیحت نہیں کر دی
 چوں گزشت و رفت غم چوں مخوری
 جبکہ رفت و گزشت ہو گئی تو کیوں غم کرتا ہے؟
 وال دُوم پندت بلفتم کؤ ضلال
 میں نے دوسری نصیحت تجھے کی کہ گمراہی سے
 من نیم خودم دم سنگ اے اَسد
 میں خود تین درہم بھر نہیں ہوں، اے شیر!
 خوچہر باز آمد بخود گفتا کہ ہیں
 خوب ہوش میں آیا، بولا کہ ہیں
 گفت آرے خوش عمل کردی بدال
 اس نے کہا ہاں تو نے ان پر اچھا عمل کیا
 ایں بگفت و بر پرید و شاد رفت
 اس نے یہ کہا کہ اگر کیا وہ خوش ہو کر چل دیا
 پندت گفتن با جہول خوبانک
 تانہ جاہل کو نصیحت کرنا
 چاک حق و جہل نہ پذیر در نو
 حماقت اور نااہلی کا چاک حق کے قابل نہیں ہے
 زانکہ جاہل جہل را بندہ یود
 کیونکہ جاہل جہل کا غلام ہے

کہ مبادا بر گذشتہ دی غمت
 کہ کل کی گزشتہ بات پر تو ممکن نہ ہو
 یا کمروی فہم پندم یا کزری
 یا تو میری نصیحت نہیں سمجھا ہے، یا تو بہرا ہے
 ہیج تو باور ملکن قول محال
 تو کبھی ہائمن بات کا یقین نہ کرنا
 وہ دم سنگ اندروم چوں یود
 اس درہم کا وزن میرے اندر کیسے ہو گا؟
 باز گو پندت سوم اے ناز میں
 اے ہائمن! تیری نصیحت کر
 تا بگویم پندت ثالث را نکال
 تاکہ میں فضل تیری نصیحت کروں
 سوی صحرا سر خوش و آزاد رفت
 ست اور آزاد جنگل کی جانب چلا گیا
 تخم افگندن یود در شورہ خاک
 شیوی زمین میں جگ بٹا ہوا ہے
 تخم حکمت کم دیش اے پندگو
 اے نصیحت کرنے والے اس میں نااہلی کا جگ نہ ہو
 چونکہ تو پندت وہی او نشود
 جب تو اسے نصیحت کرے گا وہ نہ سنے گا

چارہ اندیشین آل ماہی نیم عاقل و خود را مردہ کردن
 اس بات سے عقل والی مچھلی کا تدبیر سوچنا اور خود کو مردہ بنا لینا

نیم عاقل گفت در وقت بولا
 مصیبت کے وقت نیم عاقل نے کہا
 گو سوی دریا خد و از غم عتیق
 کہ وہ دریا کی جانب چلی گئی اور غم سے آزاد ہو گئی
 چونکہ ماند از سایہ عاقل جدا
 چونکہ وہ عقلمند کے سایہ سے جدا ہو گئی تھی
 فوت شد از من پختاں نیکور فق
 مجھ سے ایسا اچھا ساتھی چھوٹ گیا

ایسے مرغ پرندے نے کہا کہ میں نے
 تجھے نصیحت کی تھی کہ گزری ہوئی بات
 پر افسوس نہ کرنا سب تو اس گزری ہوئی
 بات پر کیوں افسوس کر رہا ہے یا تو تو
 میری نصیحت نہ سمجھا تھا یا بہرا ہے
 وہاں ذہم میں نے تجھے دوسری
 نصیحت کی تھی کہ کسی کی ناممکن بات
 پر یقین نہ کرنا اور تو نے میری ناممکن
 بات پر یقین کر لیا اور یہ نہ سوچا کہ وہ
 پرند جس کا کل وزن ساڑھے دس
 ماشے بھی نہ ہوں گے پونے میں
 تین تو لے لکھوئی کیسے ہو سکتا ہے

ع خوب جب شکلی کو ذرا
 سکون ہوا تو اس نے کہا تیری
 نصیحت بھی سنا دے گفت
 پرندے نے طرا کہا تو نے وہ
 نصیحتوں پر خوب عمل کیا ہے جو تجھے
 تیری نصیحت سنا کر ضائع کروں اس
 طر میں تیری نصیحت بھی مضر ہے
 کہ جو نصیحت قبول نہ کرے اس کو
 نصیحت نہ کر۔ ایں بگفت۔ اس
 پرندے نے طرا اور حملہ کہہ دیا جس
 میں تیری نصیحت بھی گئی اور ذکر
 جنگل کی طرف چلا گیا۔

ع پند گفتن۔ مولانا فرماتے ہیں
 کہ جاہل کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیسے
 شور زمین میں غم ریزی کرنا۔ چاک
 حماقت اور جہل کا قابل اصلاح ہے
 نشوونہ۔ قبول کرنے کے علاوہ سب
 سنے گا۔ چارہ اندیشین۔ عمل
 عقلمندی تو یہی ہے کہ قبل از مصیبت
 تدبیر کی تدبیر کرے۔ تخم عقلمندی یہ ہے
 کہ مصیبت کے وقت ہی نجات کی
 تدبیر کرے۔ سلیہ جاہل۔ یعنی وہ
 مچھلی جو چلی گئی تھی۔ شیش۔ آزاد۔

خوشن را ایں زماں مُردہ گنم
 اس وقت اپنے آپ کو مردہ بتائی ہوں
 پشت زیرِ و می روم بر آب بر
 پشت نیچے کو لور پانی کے لوپر آ جاتی ہوں
 نے بستاجی چنانکہ کس رَوَد
 نہ کہ تیراکی ہے مجھے کہ انسان چتا ہے
 مرگ پیش از مرگ امن ست از عذاب
 مرنے سے پہلے مر جانا عذاب سے امن ہے
 آتخنین فرمودہ مارا مصطفیٰ
 مصطفیٰ نے ہم سے ایسا ہی فرمایا ہے
 یائی الموت تموتوا بالفتن
 موت آئے اور فتنوں سے مرد
 آب گہ بردش نشیب و گہ بلند
 پانی کبھی اس ک نیچے لے جاتا کبھی لوپر
 کہ دروغا ماہی مہتر بمرد
 کہ انہوں بڑی مچھلی مر گئی
 پیش رفت ایں بازیم رستم ز تیغ
 میری یہ چال چل گئی میں تلوار سے تیغ گئی
 پس بروتف کردو بر خاکش فگند
 پھر اس پر تھکا اور زمین پر پھینک دیا
 مانداں احمق ہی کرد اضطراب
 وہ احمق نہ گئی جو تڑپتی تھی
 تاکہ بچید خویش برہاند گلیم
 تاکہ صیا میں کود پڑے اپنی گدڑی جھڑالے
 احمق اورا دریاں آتش نشاند
 بیوقوفی نے اس کو اس آگ میں بننا دیا

لیک! زال نندیشتم و بر خود زخم
 لیکن میں سوچتا نہیں پہلے میں نے اپنے آپ کو زخم کیا تھا
 پس بر آرم اشکم خود بر زہر
 پس میں اپنا پیٹ لوپر کو کرتی ہوں
 می روم بروے چنانکہ خس رَوَد
 اس پہاں طرح چلوں مجھے کہ چکا چلتا ہے
 مردہ گرم خویش بسپارم باب
 میرا اپنے آپ کو مردہ بتائی ہوں اور پانی کے پر دکرتی ہوں
 مرگ پیش از مرگ امن ست لفت
 اے لو جو ان! مرنے سے پہلے مر جانا امن ہے
 گفت موتوا کلکم من قبل ان
 فرمایا تم سب مر جاؤ اس سے پہلے کہ
 ہچناں مرد و شکم بالا فگند
 اسی طرح مردہ ہو گئی اور پیٹ لوپر کر لیا
 ہر یکے زال قاصداں بس غصہ خورد
 ان لڑاہ کرنے والوں میں سے ہر ایک بہت درخ کرتا تھا
 شاد می شد اوزاں گفت دروغ
 اس انہوں کی گفتگو سے وہ خوش ہوتی تھی
 پس گرفتش یک صیاد ارجمند
 پھر اس کو ایک بھلے شکاری نے پکڑ لیا
 غلط سلطان رفت پنہاں اندر آب
 وہ لوتی پوتی چپکے سے پانی میں چلی گئی
 از چپ از راست می دست آل سلیم
 وہ بیوقوف دائیں اور بائیں سے کوئی سمجھ
 دام آفگندند و اندر دام ماند
 انہوں نے جل پھینکا اور وہ جل میں رہ گئی

۱۔ ایک۔ اب گزشتہ پر انہوں
 کرنے میں وقت ضائع کرنا
 مناسب نہیں ہے میں یہ تدبیر کرتی
 ہوں کیا نے آپ کو مردہ بناوں گی۔
 بر آرم۔ مچھلی مر گئی ہو کر اس آب پر آ
 جاتی ہے۔ می روم۔ پانی کے ساتھ اس
 طرح چلوں کہ جس طرح چکا خود خود
 بہ کر چلا جاتا ہے۔ سباجی۔ تیراکی۔
 مرگ۔ حدیث شریف ہے موتونوا
 قبل ان تموتوا یعنی نجات اس میں
 ہے کہ مرنے سے قبل ہی فنا کا درجہ
 اختیار کرو۔

۲۔ موتونوا بالفتن۔ مقابلات
 اختیار کرو گے تو فتنوں میں مبتلا ہو کر
 مرد گے۔ ہچناں۔ جیسا اس مچھلی نے
 سوچا تھا ویسا ہی کیا۔ قاصداں۔ یعنی
 مچھلی کے شکاری۔ تیغ۔ یعنی ہلاکت

۳۔ غلط غلطاں۔ یعنی جب
 شکاری نے اس کو زمین پر پھینک دیا تو
 وہ کسی طرح لوتی پوتی صیا میں کس
 گئی۔ ماند۔ تیراکی بے عقل مچھلی
 اچھل کود کرتی رہی تاکہ اپنی بے وقت
 کوشش کے ذریعہ نجات حاصل کر
 لے۔ سلیم۔ ساہ مزاج بیوقوف۔ دام
 آفگند۔ شکاری نے اس کو جل سے
 پکڑ لیا اور اس کے گہاں بنا کر تو سے
 پرینکے

برسر آتش بہ پشت تابہ
 آگ پر توست کی پشت پر
 اوہمی جوشید از تفت سعیر
 وہ آگ کی گرمی سے اہل رہی تھی
 اوہمی گفت از شکنجہ وز بلا
 وہ شکنجہ اور بلا میں سے کہتی تھی
 بازمی گفت او کہ گر ایں بار من
 پھر وہ کہتی تھی کہ اگر اب کی بار میں
 من نسازم بجز بد ریلی وطن
 میں رہا کے سوا وطن نہ بناؤں گی
 آب بیجد جویم و ایمن شوم
 لحدود پانی تلاش کروں گی ان سے ہو جاؤں گی
 چہنیں می کرد با خود عہد ہا
 وہ اپنے آپ سے ایسے عہد کرتی تھی
 دامن عاقل بگیرم روز و شب
 دن رات عقلمند کا دامن پکڑے رہوں گی

بیان ۳ آنکہ عہد کردن احمق وقت گرفتار و قدم بیج سود
 اس کا بیان کی احمق کا گرفتاری کے وقت عہد کرنا اور نام ہونا کچھ مفید
 ندارد کہ وَلَوْ رُذُّوا الْعَاثِرُوا الْمَا نُهُوا عَثُهُ وَانَّهُمْ لَكَافِرُونَ
 نہیں ہوتا کیونکہ وہ اگر واپس بھیج دیئے جائیں تو وہ ممنوعات کو دوبارہ عمل میں لائیں گے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں
 بیج کاذب و فاندرو
 کوئی جھوٹا وفا نہیں کرتا ہے

عقل می گفتش حماقت با تو است
 عقل اس سے کہتی تھی حماقت تیرے ساتھ ہے
 عقل را باشد وفای عہد ہا
 عقلمندی کا ہونا وفائی عہد ہا
 با حماقت عہد را آید شکست
 حماقت کے ہوتے ہوئے عہد ٹوٹ جاتا ہے
 تو نداری عقل رواے خربہا
 تجھ میں عقل نہیں ہے اے گدھے کی قیمت بھرا تو جا
 عہدوں کی وفا عقل کے لئے ہے

عقل - عقل اس پر طنز کر رہی
 تھی کہ کیا تیرے پاس کچھ عذاب
 سے ڈرانے والے نہ آئے
 تھے۔ وہ بھی۔ وہ مچھلی کہہ رہی تھی کہ
 بیشک ڈرانے والے تو آئے تھے لیکن
 میں نے ان کا کہنا نہ مانا تھا۔ بازی
 گفت۔ پھر یہ بھی کہتی تھی کہ اگر اس
 بار بیخ جاؤں تو پھر میں تالاب سے
 محبت نہ کروں گی اور یہاں کارخ کروں
 گی یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا
 میں بے عقلی کریں گے اور نصیحت
 کرنے والوں کی نصیحت نہ سنیں
 گے۔

۲ چہنیں۔ اب وہ دل میں اس
 طرح عہد کر رہی تھی کہ اب اگر زندگی
 حاصل ہو جائے تو میں کسی عقلمند کا
 دامن پکڑوں گی۔

۳ بیان۔ اب مولانا بتاتے ہیں
 کہ ایسے احمقوں کے ان عہدوں اور
 وعدوں کا بھی اعتبار نہیں ہے قرآن
 پاک نے انہی کے بارے میں فرمایا
 ہے کہ اگر ان کو دوبارہ زندگی دے بھی
 دی جائے تو یہ بد عہدی کریں گے یہ
 جھوٹے ہیں۔ عقل می گفتش۔
 دوبارہ زندگی کی تمنا کرنے والے سے
 عقل کسی ہے خربہ۔ گدھے کی
 قیمت والا۔

دشمن و باطل کن تدبیر توست

وہ تیری تدبیر کا باطل کرنے والا اور دشمن ہے

یاد نار دز آتش و سوز و خسیس

آگ اور سوز اور آگ ہلکانی آواز کو یاد نہیں کرتا ہے

آز و نیایش بر آتش می زند

حرص اور اس کی بھول آگ میں جھونک دیتی ہے

عقل را باشد کہ عقل آنرا فراشت

عقل میں ہوتی ہے کیونکہ عقل نے ان کو بلند کیا ہے

چوں مذکر نے لیا بش چوں بود

جبکہ یاد دلانے والا نہیں ہے اس کی واپسی کیسے ہو؟

کہ نہ بیند کال حماقت را چہ خوست

کیونکہ وہ نہیں دیکھتا کہ حماقت کی خصلت کیا ہے؟

نے ز عقل روشن چوں گنج بود

نہ کہ روشن عقل کی وجہ سے جو خزانہ ہوتی ہے

می نیز زو خاک آن توبہ و ندم

وہ توبہ اور ندامت خاک کے برابر بھی نہیں ہے

س کلام اللیل ینمحوہ النهار

تو رات کی بات کو دن مٹا دیتا ہے

ہم رودار دل نتیجہ و زاہد اش

دل سے اس کا نتیجہ اور پیدلہ بھی چل جاتی ہے

بانگ لورثو لعاؤوا می زند

پکارتی ہے اگر وہ لوٹائے گئے تو پھر وہیں کریں گے

چونکہ عقلت نیست نیال! میر توست

چونکہ تجھے عقل نہیں ہے بھول تیرے اور حکم اور ہے

از کمی عقل پروانہ خسیس

کمی پروانہ عقل کی کمی کی وجہ سے

چونکہ پرش سوخت توبہ می کند

جب اس کے پر جلے توبہ کرتا ہے

ضبط و درک و حاشی و یادداشت

ضبط اور سمجھ اور نگہداشت اور یادداشت۔

چونکہ گوہر نیست تالش چوں بود

جب جوہر نہیں ہے تو پتھک کیسے ہو؟

ایں تمنا ہم زبے عقلی اوست

یہ تمنا بھی اس کی بے عقلی سے ہے

آں ندامت از نتیجہ رنج بود

ندامت تکلیف کا نتیجہ تھی

چونکہ عیشد رنج آں ندامت شد عدم

جب تکلیف ختم ہوئی وہ ندامت ختم ہو گئی

آں ندم از ظلمت غم بست بار

اس ندامت نے غم کی تاریکی کی وجہ سے بوجھ اٹھایا ہے

چوں برفت آں ظلمت غم گشت خوش

جب وہ تاریکی ختم ہوئی اور غم خوشی بن گیا

می کند او توبہ و پیر خرد

وہ توبہ کرتا ہے اور پیر بڑھی عقل

۱۔ نیال۔ یعنی عہد کے بارے میں بھول۔ از کمی۔ پروانہ میں عقل کی کمی سے جس کی وجہ سے غم کی آگ کی سوزش اس کو یاد نہیں آتی۔ خسیس۔ ہلکی آواز۔ آز۔ پروانہ کی حرص اور بھول اس کو یاد دیتی ہے۔

۲۔ ضبط۔ یعنی عہد کی حفاظت اور اس کو سمجھنا اور یاد رکھنا۔ عقل کے کام میں عقل ہی نے یہ صفتیں پیدا کی ہیں۔ گوہر۔ یعنی عقل۔ تالش۔ یعنی عقل کے آثار۔ مذکر انسان کی عقل اس کو اس کا عہد یاد دلاتی ہے۔ لیا۔ رجوع۔ یعنی عہد کی طرف رجوع اس تمنا۔ یعنی دوبارہ زندہ ہو کر زندگی کرنے کی تمنا۔ کہ نہ بیند کال حماقت کی عقلی سے ہے کہ وہ اپنی حماقت کے آثار کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ آں ندامت۔ غذاب کے وقت ندامت غذاب کا نتیجہ ہے۔

۳۔ چونکہ۔ جبکہ وہ ندامت غذاب کا نتیجہ ہے تو جب غذاب ختم ہو جائے گا ندامت بھی ختم ہو جائے گی اسی لئے اس تو بہ اور ندامت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ آں ندم۔ وہ ندامت غم کی تاریکی میں پیدا ہوتی ہے رات کی بات کو دن مٹا دیتا ہے تو جب تاریکی ختم ہو جائے گی ندامت بھی باقی نہ رہے گی نتیجہ یعنی ندامت۔ پیر خرد۔ تجربہ کار عقل۔ در بیان۔ وہم اور عقل کا بہت فرق ہے۔

در بیان آنکہ وہم قلب عقل ست و ستیزہ اوست

اس کا بیان کہ وہم عقل کا کھنسا ہے اور اس کا مخالف ہے

و با او ماند و اونیست

اس کے مشابہ ہے اور وہ نہیں ہے

عقل بضد شہوت ستلے پہلوں
 اس پہلے عقل شہوت کی ضد ہے
 وہم خواہش آنکہ شہوت را گداست
 اس کو وہم کہہ جو شہوت کا جھکی سے
 بے محک پیدا نگرود وہم و عقل
 وہم اور عقل میں بغیر کسوئی کے امتیاز نہیں ہوتا ہے
 اس محک قرآن و حال انبیاء
 یہ کسوئی قرآن اور انبیاء کی سیرت ہے
 تابعۃ بنی خویش راز آسیب من
 تاکہ میری ضرب سے تو اپنے آپ کو دیکھ لے
 عقل را گرازہ ساز دو وہم
 اگر آہ عقل کے دو ٹکڑے کر دے

آنکہ شہوت می تند عقلش مخوال
 جو شہوت کا چکر گانے اس کو عقل نہ کہہ
 وہم قلب و نقد زر عقلمہاست
 وہم کہتا ہے اور عقلیں خالص سونا ہیں
 ہر دو را سویی محک گن زود نقل
 دونوں کو بہت جلد کسوئی کی طرف عقل کر
 چوں محک مر قلب را گوید بیا
 کیونکہ کسوئی کھولنے کو کہتی ہے 'آسا
 کہ نہ اہل فراز و شیب من
 کہ تو میرے شیب و فراز کا مال نہیں ہے
 ہچموں زر باشد در آتش او بسیم
 وہ سونے کی طرح آگ میں سکرانے والی ہوگی

۱ عقل۔ شہوت نفسانی عقل کی
 ضد ہے عقل اس کی طرف مال نہیں
 ہو سکتی۔ وہم۔ جو نفسانی خواہش کی
 طرف مال ہو وہ وہم ہے وہم بھی سک
 ہے لیکن کھولنے اور عقل بھی سک ہے لیکن
 کھرا ہے بے محک۔ عقل اور وہم
 کے مقتضیات کو قرآن اور سیرت کی
 کسوئی پر پرکھنے سے دونوں میں امتیاز
 ہو جائے گا۔

۲ تابع بنی۔ قرآن اور سیرت
 واضح کر دیتے ہیں کہ وہم کے
 مقتضیات ان کے مطابق نہیں ہیں۔
 عقل۔ عقل کا جس قدر بھی تجربہ کیا
 جائے گا اس کا خالص ہونا واضح ہوگا۔
 بسیم۔ سکرانے والا۔ فرعون۔ فرعون
 وہی تھا اور حضرت موسیٰ صاحب عقل
 تھے

مجاوبات موسیٰ کہ صاحب عقل یود با فرعون کہ صاحب وہم یود
 حضرت موسیٰ کے جو عقیدے تھے ' فرعون کے ساتھ سوال و جواب جو وہی تھا

وہم مر فرعون عالم سوز را
 عالم سوز ' فرعون کے لئے وہم ہے
 رفت ۳ موسیٰ بر طریق نیستی
 حضرت موسیٰ فا کے مقام کے طریقہ یہاں ہوئے
 گفت من عقلم رسول ذوالجلال
 انہوں نے کہا میں عقل ہوں ذوالجلال کا رسول ہوں
 گفت نے خاش رہا گن ہلے وہوی
 اس نے کہا چپ ' ہلے ' ہو ختم کر
 گفت کہ نسبت مرا از خاکدانش
 فرمایا میری نسبت اس کے خاکوں سے ہے
 بندہ زادہ آل خداید و حید
 اس خدائے واحد کا غلام زادہ ہوں

عقل مر موسیٰ جاں افروز را
 جان کو نذر کرنے والے موسیٰ کے لئے عقل ہے
 گفت فرعونش بگو تو کیستی
 فرعون نے ان سے کہا بتا تو کون ہے؟
 حجتہ اللہ ام امانم از ضلال
 میں اللہ کی حجت ہوں گمراہی سے امن دلانے والا ہوں
 نسبت و نام قدیمت را بگوئی
 اپنا پہلا نام اور نسبت بتا
 نام اصلم کترین بندگانش
 میرا اصلی نام اس کا کترین بندہ ہے
 زادہ از پشت جواری و عبید
 لوتھیوں اور غلاموں کی پشت سے پیدا ہوا ہوں

۳ رفت۔ حضرت موسیٰ فرعون
 کے پاس پہنچے اور اس وقت وہ مقام فنا
 میں تھے۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے
 فرمایا میں عقل مجسم ہوں۔ خدا رسول
 اور اللہ کی دلیل لوگوں کو گمراہی سے
 بچانے والا ہوں۔ گفت نے فرعون
 نے کہا یہ باتیں میں سننا نہیں چاہتا تو
 اپنا قدیم نام اور نسبت بتا۔ گفت۔
 حضرت موسیٰ نے کہا میرا نسبت تو یہ
 ہے کہ میں خاک زادہ ہوں اور میرا نام
 اللہ کا کترین غلام ہے اور میں اللہ کے
 غلاموں اور لوتھیوں کی پشت سے
 پیدا ہوا ہوں۔

نسبت اصلم ز خاک و آب و گل
میری اصل کی نسبت خاک اور پانی اور مٹی سے ہے

مرجح این جسم خالم ہم بخاک
میرے اس خاکی جسم کا مرجح خاک ہے

اصل ما و اصل جملہ سرکشان
ہماری اصل اور سب سنگیوں کی اصل

نے مدد از خاک می گیر و ستمت
کیا تیرا جسم خاک سے مدد حاصل نہیں کرتا ہے؟

چوں ۳ رو و جاں می شود او باز خاک
جب روح نکل جائے گی وہ پھر خاک ہو جائے گا

ہم تو وہم ما وہم اشیاء تو
تو بھی اور ہم بھی اور تجھ جیسے بھی

گفت غیر این نسب نامیت ہست
اس نے کہا اس نسبت کے علاوہ تیرا ایک اور نام ہے

بندۂ فرعون و بندۂ بندگانش
فرعون کا غلام اور اس کے غلاموں کا غلام

بندۂ ۳ باغی و طاعی و ظلوم
تو غلام اور سرکش باغی غلام ہے

خونی و غداری و حق ناشناس
تو خونی اور غدار ہے اور حق کو نہ پہچاننے والا ہے

و ر غریبی خوار و درویش و خلق
تو پرہیز میں ذلیل اور محتاج اور شکستہ حال رہا

گفت حاشا کہ بُو د با آں مُلک
انہوں نے فرمایا خدا! بچانے کہ اس مالک کے ساتھ ہو

واحد اندر مُلک و او را یار نے
وہ سلطنت میں اکیلا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

آب و گل را داد و یزداں جان و دل
پانی اور مٹی کو خدا نے جان و دل عطا فرمایا ہے

مرجح تو ہم بخاک اے سہمناک
اے عالم! تیرا مرجح بھی خاک ہے

ہست از خاکے و آنرا صد نشان
خاک سے ہے اور اس کی سو نشانیاں ہیں

از غذای خاک قربہ گرونت
خاکی غذا سے تیری گھون مونی ہے

اندر اں گورِ مخوف سہمناک
خونخاک اور وہی قبر میں

خاک گردند و نماوند جاہ تو
خاک ہو جائیں گے اور تیرا رجب نہ رہے گا

مر ترا آں نام خود اولیٰ ترست
وہ نام تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

کہ از و پرورد اول جسم و جانش
جس سے شروع میں اس کے جسم و جان نے پرورش پائی

زیں وطن بگر سختہ از فعل شوم
برے کام کی وجہ سے تو اس وطن سے بھاگا ہے

ہم بریں اوصاف خود می گن قیاس
اس پر اپنے اوصاف کو قیاس کر لے

کہ نمائستی سیاس ما و حق
کیونکہ تو حق اور ہماری ٹھکر گزری کو نہ سمجھا

در خداوندی کس دیگر شریک
کوئی دوسرا شریک خدائی میں

را جز او سالار نے
اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

۱۔ نسبت۔ میں آدم کی اولاد ہوں۔
آدم کو خدا نے آب و گل سے پیدا فرمایا
پھر اس کو جان و دل عطا فرمایا۔
مرجح۔ میرا خاکی جسم پھر خاک بن
جائے گا اور تجھ خالم کے جسم کو بھی
خاک میں ملانا ہوگا۔ اصل ما۔ تمام
انسانوں کی اصل آب و گل ہے اور اس
کی ۳ علامتیں ہیں۔ نے مدد۔ پہلی
نشانی یہ ہے کہ انسان زمین کی پیداوار
سے خوراک حاصل کرتا ہے اور اسی
سے پرورش پاتا ہے۔

۲۔ چوں۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ
سب کو پھر خاک میں مل جاتا ہے اور
تجھے بھی خاک میں جانا ہے اور یہ تیرا
اقبل قانی ہے۔ گفت۔ فرعون نے
غصہ سے کہا کہ تیرا ایک اور نام ہے اور
وہ زیادہ مناسب سے اور وہ زیادہ
مناسب ہے۔ فرعون کا غلام
فرعون کے غلاموں کا غلام کہار۔ یعنی
اس غلام کی جان اور جسم کو فرعون نے
نی پرورش کیا ہے۔

۳۔ بندۂ تو غلام تو ہے تو باقی اور
سرکش غلام ہے اور تو وہی ہے جو ایک
جرم کر کے مصر سے بھاگا تھا۔ فعل
شوم۔ یعنی ایسا قبلی کا فعل۔ ہم
بریں۔ یعنی اسی طرح کے اپنے اور
اوصاف کچھ لے۔ و غریبی۔ فرعون
نے حضرت موسیٰ سے کہا چونکہ تو نے
میرے حقوق ادا نہ کئے اس لئے
پرہیز میں ملا ملا پھر۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا خدا کا کوئی
شریک نہیں ہے۔ واد۔ وہ خدائے
وہ تم جس کو کسی مددگار کی بھی
ضرورت نہیں ہے وہ اپنے بندوں کا
تجہا خدا ہے۔

نیست خلقش را در گس مالکے
 اس کی مخلوق کا کوئی دوسرا شخص مالک نہیں ہے
 نقش او کرده ست و نقاش من اوست
 اس نے صورت بنائی ہے اور میرا صورت گروہی ہے
 تو نتانی ابروئے من ساختن
 تو میری ابرو بھی نہیں بنا سکتا
 بلکہ آں عذار و آں طاغی توئی
 بلکہ تو وہ عذار اور سرکش ہے
 گر بکشم ۲ من عوانے را بسہو
 اگر میں نے ایک خانہ بھولے سے بد ڈالا
 من زدم مشتے و ناگہ او فدا
 میں نے ایک مکا مارا اچانک گر پڑا
 من سگے گشتم تو مرسل زادگان
 میں نے ایک کتے کو مارا تو نے رسول کی اولاد کے
 گشتہ ۳ و خون شال و در گرونت
 قتل کئے ہیں اور ان کا خون تیری گردن پر سے
 گشتہ و نہت یعقوب را
 تو نے حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو قتل کیا ہے
 کوہی تو حق مرا خود برگزید
 تیرے اندھے پن کے لئے خدانے مجھے جن لیا
 گفت لہ شہا را بہل بے بیج شک
 اس فرعون نے کہا ان ہاتوں کو چھوڑ بلا شک
 کہ مرا پیش خشر خواری گنی
 کہ تو بیج کے سامنے میری توہین کرے
 گفت خواری قیام صعب تر
 گفت خوار کی قیام صعب تر ہے
 موی نے فرمایا کہ قیامت کی ذلت بہت سخت ہے

شرکتش! دعویٰ کند جز ہالکے
 اس کی شرکت کا کون دہی کرے طے ہے یہاں ہالکے
 غیر اگر دعویٰ کند او ظلم جوست
 غیر اگر دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے
 چوں توانی جان من بشناختن
 تو میری جان کو کیسے پہچان سکتا ہے؟
 کہ گنی باحق تو دعویٰ دوئی
 جو خدا کے ساتھ دوئی کا دعویٰ کرتا ہے
 نے برہی نفس گشتم نے بلہو
 تو نفس کے لئے نہیں مارا نہ کھیل سے
 آنکہ جاش خود نہ بد جانے بداد
 جس میں خود جان نہ تھی اس نے جان دیدی
 صد ہزاراں طفل بے جرم و لایاں
 لاکھوں بے خطا اور بے قصور بچے
 تاچہ آید بر تو زس خوں خور و نت
 دیکھ تیری خون آشامی کا کیا وہاں تجھ پر آئے گا؟
 بر امید قتل من مطلوب را
 میرے قتل کی امید پر جو تیرا مقصود تھا
 سرنگوں شد انچہ نفست می پزید
 تیرا نفس جو خیال پکڑا تھا وہ لوندھا ہو گیا
 ایں بود حق من و نان و نمک
 میرا اور نام و نمک کا یہی حق تھا
 روز روشن بر دم تاری گنی
 اور روشن دن کو میرے دل پر تاری کر دے
 گردناری پاس من درخیر و شر
 اگر تو اچھائی اور بدائی میں میرا لحاظ نہ کرے گا

۱۔ شرکتش۔ جو اس کی شرکت کا
 دعویٰ کرے گا وہ تباہ ہو گا۔ نقش۔
 حضرت موی نے فرمایا وہی میرا
 صورت گروہی اگر کوئی دوسرا دعویٰ
 کرے تو وہ ظالم ہے تو نتانی تو میرا
 خدا کیسے ہو سکتا ہے تو میری ایک ابرو
 بھی نہیں بنا سکتا ہے چہ جائیکہ پورا
 وجود۔ بلکہ حضرت موی نے فرمایا۔
 عذار۔ میں نہیں ہوں تو خدا کا عذار

۲۔ عوانے۔ مجھ سے قبلی کا قتل بلا
 ارادہ ہوا تھا۔ خود نہ بلکہ وہ کافر تھا اس
 کی جان جان لیا نہ تھی۔ مرسل۔
 یعنی حضرت یعقوب۔ گشتہ۔ یعنی تو
 نے ہزاروں بے قصور اولاد یعقوب کو
 قتل کیا اس کی سزا میں تو طرح طرح
 کے عذاب بھگتے گا۔

۳۔ نہت۔ فرعون بنی اسرائیل
 کے بچوں کو قتل کر رہا تھا اور اس کا مقصد
 حضرت موی کو قتل کرنا تھا۔ کوہی تو۔
 خدا نے تیری مرضی کے برخلاف
 مجھے اپنی رسالت کے لئے منتخب کر
 لیا۔ سرنگوں۔ یعنی تو میرے قتل پر قانہ
 نہ ہوا۔ گفت۔ فرعون کہنے لگا کہ ان
 باتوں کو چھوڑ کیا میرے حقوق کا یہی
 تقاضہ ہے کہ تو مجھے برسر جمع ذلیل کرنا
 ہے۔ گفت۔ حضرت موی نے فرمایا
 اگر تو خیر و شر میں میرا تباہ نہ کرے گا تو
 قیامت میں ذلیل ہو گا اور وہ ذلت
 اس دنیا کی ذلت سے بہت سخت
 ہے۔

زخم لے کیسے رائی تانی کشید زہر مادے را تو چوں خواہی پشید
 جب تو ایک مچھر کا زخم برداشت نہیں کر سکتا سانپ کے زہر کو کیسے چکھے گا؟
 ظاہراً کار تو ویراں می کنم لیک خارے را گلستاں می کنم
 میں بظاہر تیرا کام تہہ کر رہا ہوں لیکن میں کانٹے کو گلستاں بنا رہا ہوں

بیان آنکہ عمارت در ویرانی است و جمعیت در پریشانی و درستی
 اس کا بیان کہ تعمیر تخریب میں اور دل جمعی پریشانی میں اور درستی شکستگی میں اور
 در شکستگی و مراد در بے مرادی و وجود در عدم و علی ہذا
 مراد بے مرادی میں اور وجود عدم میں ہے اسی پر بقیہ ضدوں
 بقیۃ الاضداد والازواج
 اور جوڑوں کو قیاس کر

۱۔ زخم کیسے۔ یہاں تو ایک مچھر کے کانٹے کو برداشت نہیں کر سکتا تو قیامت میں سانپوں کا زہر کیسے پیئے گا۔ ظاہراً جس کو تو بربادی سمجھتا ہے اس میں ہی میری آبادی ہے۔ بیان۔ اب مولانا چند ایسی مثالیں دیتے ہیں جن میں بظاہر ویرانی ہے لیکن حاصل وہی تعمیر ہے۔
 ۲۔ آں کیے ایک شخص نے زمین کو کھودنا شروع کیا۔ کایں۔ اس بیوقوف نے زمین میں مل چلانے والے سے کہا تو زمین کو کیوں ویران کر رہا ہے اور اس کی مٹی کو متفرق کر رہا ہے تو عمارت۔ تو تعمیر اور تخریب میں فرق نہیں کر سکتا ہے کے شود۔ جن اور کھیت جب ہی تیار ہوتا ہے جب پہلے زمین کو ویران کر دیا جائے۔
 ۳۔ کے شود۔ زمین کو جب تک انا پلانا نہ جائے نہ اس میں کھیتی پیدا ہوتی ہے نہ اس میں پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ پختہ۔ وہ پھوڑا جس کا منہ نہ بنا ہو۔ پارہ۔ ہڈی تھمتی کپڑے کو تراش کر کٹڑے کٹڑے کرتا ہے کوئی ہڈی کو برا نہیں کہتا ہے۔

آں کیے آمد میں رائی شکافت ایک شخص آیا زمین کھودنے لگا
 کایں زمین را از چہ ویراں می کنی کایں زمین کو کیوں ویران کرتا ہے؟
 گفت اے ابلہ برو بر من مرالں ہا نے کہا اے احمق! جا مجھ پر حکم نہ چلا
 کے شود گلزار و گندم زار ایں یہ چمن اور یہوں کا کھیت کب بن سکتی ہے؟
 تانگرو زشت و ویراں ایں زمین جب تک یہ زمین بدناما اور ویران نہ ہو
 تانگرو نظم او زیر و زبر جب تک اس کی ترتیب زیر و زبر نہ ہو
 کے شود نیکو کے گردید نغز وہ اچھا اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
 کے رود سؤش گجا یابد شفا اس کو فائدہ کب ہو سکتا ہے اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
 گس زنداں درزی علامہ را اس ماہر ہڈی کو کون ملتا ہے؟
 تانگرو زشت و ویراں ایں زمین جب تک یہ زمین بدناما اور ویران نہ ہو
 تانگرو نظم او زیر و زبر جب تک اس کی ترتیب زیر و زبر نہ ہو
 کے شود نیکو کے گردید نغز وہ اچھا اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
 کے رود سؤش گجا یابد شفا اس کو فائدہ کب ہو سکتا ہے اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
 گس زنداں درزی علامہ را اس ماہر ہڈی کو کون ملتا ہے؟

کہ چرا ایں طلّس بر گزیدہ را
کہ اں تختِ اطلّس کو کیوں
ہر اہنائے کہنہ کا باداں گزند
جس پہنی بنیاد کو آباد کرتے ہیں
بچھنیں عجار و حدّاد و قصاب
اسی طرح بڑھی اور لوہہ اور تصانی
آں ہلیلہ واں ہلیلہ کو فتن
بہتر اور بہترے کا کوٹنا
تا کوئی گندم اندر آسینا
جب تک تو گیہوں کو چکی میں نہ پیسے گا
اس سے ہمارا دتر خون کب آرات ہو گا

جواب دادنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون را در تہدید او
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب دینا اس کی دھمکی کے بارے میں

۲۔ تقاضا کرواں نان و نمک
اس نان و نمک نے یہ چاہا
گر پذیری پندِ موسیٰ وارہی
اگر تو موسیٰ کی نصیحت قبول کر لے گا تو نجات پا جائے گا
بسکہ خود را کردہ بندہ ہوا
تو نے اپنے آپ کو خواہش کا ایسا غلام بنا لیا ہے
اژدہا سے را اژدہا آورده ام
میں اژدہے کے لئے اژدہا لایا ہوں
تا دم آں از دم ایں بشکند
تاکہ اس کی پھنکار کو اس کی پھنکار دبا دے
گر رضا دادی رہیدی از دو مار
اگر تو راضی ہو گیا تو دونوں سانپوں سے بچ گیا
اونہ از جانت بر آرداں دمار
وہ نہ وہ تیری جان کو ہلاک کر دے گا

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و تہدید او
فرعون کا حضرت موسیٰ کو جواب دینا اور اس کی دھمکی

۱۔ ہر بنائے۔ جب پرانی بنیادوں
پر نئی تعمیر کی جاتی ہے تو ان بنیادوں کو
اکھاڑ دیا جاتا ہے۔ بچھنیں۔ جھنڈے
کار بگر ہیں ان کا یہی عمل ہے کہ تعمیر
سے قبل وہ تخریب کرتے ہیں۔
ہلیلہ ہڑ۔ ہلیلہ۔ بہتر۔ تلف۔ یعنی
ان کو کوٹ کر دبا دیتے ہیں جس سے
جسم کی تعمیر ہوتی ہے۔ تا کوئی۔
گیہوں کو چکی میں پیس کر لہذا
غذا میں بنتی جاتی ہیں۔

۲۔ ایں تقاضا۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا تیرے حقوق کا یہی تقاضا ہے کہ
میں تجھے ہلاکت سے نجات
دلا دوں۔ گر پذیری۔ اگر تو میری
نصیحت قبول کر لے گا تو ابھی ہلاکت
سے نجات پا جائے گا۔ کر کے۔ یعنی
تیرا نفس جو ایک معمولی کیز تھا تو نے
اس کو اژدہا بنا کر اپنے لو پر مسلط کر لیا
ہے۔

۳۔ اژدہا۔ تیرا نفس اژدہا ہے اس
کے مقابلے کے لئے میں عصا کا اژدہا
لایا ہوں۔ تا دم۔ اس کی پھنکاروں
کو میرا اژدہا کی پھنکاریں دبا دیں
گی۔ دو مار۔ یعنی نفس کا سانپ اور
عصا کا سانپ۔ دمار۔ ہلاکت۔

گفت الحق سخت اُستا جادوئی کہ در افگندی بگمگر اینجا دُوئی

اس نے کہا یقیناً تو جادو کا بڑا استاد ہے کہ تو نے عمر سے یہاں اختلاف پیدا کر دیا

خَلق یک دل را تو کردی دو گرو جادوئی رخنہ کند در سنگ و کوہ

تو نے ایک دل مخلوق کو دو گروہ کر دیا تیری جادوگری پتھر اور پہاڑی میں شکاف ڈالتی ہے

نفی کردن موسیٰ علیہ السلام جادوئی و سحر را از خود

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بارے میں سحر اور جادوگری کا انکار کرنا

گفت بستم غرق پیغام خدا انہوں نے فرمایا میں خدا کے پیغام میں مستغرق ہوں

غفلت و کفرست ملیہ جادوئی جادوگری کا مدار اللہ سے غفلت اور کفر پر ہے

من بجادویاں چه مانم اے قبیح

اسے بے شرم! میں جادو گروں سے کیسے مشابہ ہوں؟

من بجادویاں چه مانم اے جب

اسے ناپاک! مجھے جادو گروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اسے خبیث! مجھے جادو گروں سے کیا مشابہت ہے؟

چوں تو با پرہ ہوا برمی پری

تو چونکہ ہوں کے پرہوں سے اڑتا ہے

ہر گرا سے افعال دام و دود

جس کے چرموں اور دندوں کے کام ہوں

چوں تو جزو عالمی پس اے مہین

چونکہ تو دنیا کا جزو ہے اس لئے اے آئین!

گر تو بر گردی و بر گرد نہ سرت

اگر تو چلنے کانے اور تیرا سر چلے

ور تو در کشتی زوی بریم رواں

اگر تو چلے دیا پر تو کشتی میں چلے

خدا کے نام کے ساتھ جادوگری کس نے دیکھی ہے؟

مشعلہ و نیست جان موسوی موسیٰ کی جان دین کی مشعل ہے

کز دم پر رشک می گردد مسخ کہ میرے دم سے مسخ پر رشک بنتے ہیں

کہ زجانم نور می گیر و کتب ۲ کہ میری جان سے کتابیں نور حاصل کرتی ہیں

کز خدا نازل شود بر من حدیث کیونکہ خدا کی جانب سے مجھ پر کلام نازل ہوتا ہے

لا جرم بر من گماں آں می بری لا محالہ مجھ پر بھی وہی گمان کرتا ہے

بر کریمانش گمان بد بود اس کا بھولوں کے بارے میں برا گمان ہوتا ہے

کلن را بر وصف خود بینی غوی تو محمود کو اپنی صفت کے مطابق گمراہ سمجھتا ہے

خانہ را گردنہ بیند منظر ت تیری آنکھ گھر کو گھومنے والا دیکھے گی

ساحل یم را ہی بینی دواں دریا کے کنارے کو دیکھتا ہوا دیکھے گا

۱۔ گفت۔ فرعون نے حضرت

موسیٰ سے کہا تو مکمل جادو کر کے تلونے

اے نکر اور جادو سے میری قوم میں

اختلاف پیدا کر دیا جادو کا اثر پہاڑ اور

پتھر کے بھی ٹکڑے کر دیتا ہے۔ نفی۔

حضرت موسیٰ نے جادو کر نہ ہونے

کے دلائل بیان فرمائے۔ گفت۔

جادوگر اپنے عمل میں خدا کے نام کا

سہارا نہیں لیتا۔ وہ جادو میں شیطان

کا نام استعمال کرتا ہے۔ مسخ۔ اس

سے مراد حضرت عیسیٰ نہیں ہیں بلکہ

اپنے فن کا کامل شخص مراد ہے۔

۲۔ کتب۔ یعنی آسمانی کتابوں

میں میرا ذکر ہے۔ کز خدا میرے نام پر

وہی نازل ہوتی ہے جادو گر کو وہی سے

کیا واسطہ۔ چوں تو۔ تو خود جیسا ہے

وہی ایسا مجھے سمجھتا ہے۔

۳۔ ہر کیرا۔ انسان جیسا خود ہوتا

ہے ویسا ہی دوسروں دنیا دار ہے اس

لئے دوسروں کو بھی ایسا سمجھتا ہے۔ گر

تو۔ مولانا چند مثالوں سے سمجھاتے

ہیں کہ انسان اپنی حالت پر دوسروں کو

قیاس کرتا ہے۔ جس کا سر چلما رہا ہو وہ

گھر کو گھومتا ہوا سمجھتا ہے۔ و تو۔ کشتی

میں جیسا ہوا انسان سمجھتا ہے کہ ساحل

بھی چل رہا ہے۔

گر تو اباشی تنگدل از ملکہ
 اگر تو جنگ سے تنگدل ہے
 ورتو خوش باشی بکام دوستاں
 اگر تو دوستوں کے مقصد کے مطابق خوش ہے
 اے بسا کس رفتہ تا شام و عراق
 بہت سے انسان شام اور عراق گئے
 وے بسا کس رفتہ تا ہند و ہرے
 بہت سے لوگ ہندوستان اور ہرات تک گئے
 وے بسا کس رفتہ ترکستان و چین
 بہت سے لوگ چین اور ترکستان گئے
 طالب ۲ ہر چیز اے یار رشید
 اے بھلے دوست ہر چیز کے طلبکار نے
 چوں ندارد مُدر کے جز رنگ و بو
 جبکہ اس کا محسوس سوائے رنگ و بو کے کچھ نہیں ہے
 گاو در بغداد آمدنا گہاں
 تل اپنا تک بغداد میں آ گیا
 از ہمہ عیش و خوشیہا و مزہ
 تمام عیش اور خوشیوں اور مزے میں
 کہ بود آفتادہ در راہ یا حشیش
 جو سات میں پڑا ہو یا گھاس
 خشک بریح طبیعت چوں قدید
 وہ طبیعت کی تیخ پر گوشت کے ٹکڑے کی طرح خشک ہے
 وال فضلی خرق اسباب و علل
 اسباب اور عللوں کی قلت کی فضا
 ہر زماں مُبدل شود چوں نقش جاں
 جبکہ روح کا نقش ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے

تنگ بنی جملہ دنیا را ہمہ
 تو پوری دنیا کی فضا کو تنگ سمجھے گا
 انجہاں بنمایدت چوں گلستاں
 دنیا تجھے چمن جیسی نظر آئے گی
 او ندیدہ ہیچ جز کفر و نفاق
 انہوں نے کفر اور نفاق کے سوا کچھ نہ دیکھا
 او ندیدہ جز مکر بیع و شرے
 انہوں نے سوائے خرید و فروخت کے کچھ نہ دیکھا
 او ندیدہ ہیچ جز مکر و کمیں
 انہوں نے مکر اور گھلت کی جگہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
 جز ہماں چیزے کہ میجوید ندید
 اسی چیز کو دیکھا جس کو وہ تلاش کرتا تھا
 جملہ اقلیمہا را گو بچو
 کہہ دے کہ سارے ممالک و صوبوں لے
 بگذرد اوزیں سراں تا آں سراں
 اس جانب سے اس جانب گزر گیا
 او نہ بیند جز کہ قشر خُرپڑہ
 وہ سوائے خرپڑے کے چمکے کے نہیں دیکھتا ہے
 لائق سیران گاوی یا خریش
 جو گائے کی رفتہ اور اس کی سمیت کے لائق ہے
 بستہ اسباب و جانش لایزید
 وہ اسباب سے بستہ اس کی جان میں اضافہ نہیں ہوتا ہے
 ہست ارض اللہ اے صدر اجل
 اے صدر اعظم! اللہ کی زمین ہے
 نو بنو بیند جہانے در عیاں
 تو وہ مشاہدہ میں ایک تازہ بتدرہ جہان دیکھتا ہے

۱۔ گر تو۔ اگر انسان تنگدل ہے
 ہے تو دنیا کو تنگ سمجھتا ہے۔ ملکہ۔
 جنگ۔ وہ تو خوش۔ اگر انسان خوش
 ہے اس کو تمام دنیا پر مسرت معلوم ہو
 گی۔ شام و عراق۔ جو اسلام کے مرکز
 ہیں منافق کو وہاں بھی کفر و نفاق ہی
 نظر آئے گا۔ ہری ملک ہرات۔
 ۲۔ طالب۔ انسان جس چیز کی
 جستجو کرتا ہے وہی اس کو نظر آتی
 ہے۔ مند رکس۔ معلوم جو چیز محسوس
 ہو۔ بچو۔ یعنی جو شخص باطن بصیرت
 سے خالی اور ظاہر میں سے اس کو تمام
 عالم میں صرف ظاہر نظر آئے گا۔ گاؤ
 تیل اور بغداد میں بیچے تو اس کو
 خرپڑے کے چمکوں کے علاوہ کچھ
 نظر نہ آئے گا۔
 ۳۔ کہہ دے کہ سارے ممالک و صوبوں لے
 گھاس نظر آئے گی جو راست میں پڑی
 ہوگی۔ لائق۔ ظاہر بین انسان کی سیر
 بھی اسی گائے کی سیر ہے جو صرف
 ظاہر کو دیکھتا ہے۔ خشک۔ اسباب
 ظاہری کا پابند انسان صرف اپنی
 طبیعت پر اعتماد کرتا ہے اور اس کے
 مزاج کی مثال اس گوشت کے پارچے
 کی سی ہے جس کو کھینچی بر لٹکا دیا ہو
 جس میں اب اضافہ ممکن نہیں بلکہ
 روزمرہ گھٹ رہا ہے۔ وال فضلی۔
 اسباب و علل سے گزر کر جب انسان
 اس مقام تک پہنچتا ہے جہاں جب
 اسباب کی قدرت کا عمل جہاں ہے تو
 اس کو ایک وسیع میدان ملتا ہے ہر
 زمیں۔ اس مقام پر پہنچ کر تجرہ و امثال
 کے طریقہ پر اس کو نئے عالم نظر آتے
 ہیں۔

گر اُبو فروش و انہار بہشت
خوہ فروش اور جنت کی نہریں ہوں
چل فرہ یک صفت شد گشت زشت
جب ٹھنکر کر یک صفت بن جائیں تو بری ہیں
بندہ اسباب گشتی بچھو خر
تو گدھے کی طرح اسباب کا بندہ بن گیا ہے
مضطرب احوال و مضطر گشتہ
پریشان حال اور مجبور ہو گیا ہے
چشم بکشا و مسبب رانگر
آنکھ کھول اور ببب پیدا کرنے والے کو دیکھو
تاکہ تو نقصان کے اسباب سے نجات پا جائے

بیان ۲ آنکھ ہر حس مُدرک را از آدمی نیز مُدرکاتے دیگرست
اس کا بیان کہ انسان کی ہر ادراک کرنے والی حس کے معلومات دوسرے ہیں جن
کہ از مُدرکات آں حس دیگر بیخبرست چنانکہ ہر پیشہ ور اُستاد
کی دوسری حس کو خبر نہیں ہے جیسا کہ ہر نجفی پیشہ ور استاد دوسرے استاد کے کام
انجمنی از کار اُستاد دیگرے بے خبرست و بے خبری او از آنکہ
سے بے خبر ہے اور اس کی بے خبری اس لئے ہے کہ یہ اس کا کام نہیں ہے
وظیفہ اونیست دلیل نبود کہ آں مُدرکات نیست

اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ مدرکات نہیں ہیں

چنبرہ دید جہاں ادراک تست
دنیا کو دیکھنے کا دائرہ تیرا ادراک ہے
پردہ پاکاں حس ناپاک تست
تیری ناپاک حس پاک لوگوں کا پردہ ہے
مُدّتے حس را بشوز آب عیال
مشاہدہ کے پانی سے حس کو ایک مدت تک دھوا رہا
چوں شدی تو پاک پردہ برگند
جب تو پاک ہو جائے گا پردہ اٹھ جائے گا
جملہ عالم گر یود نور و صُور
تمام عالم اگر نور اور صورتیں ہو گا
چشم بستی گوش می آری بہ پیش
اگر تو آنکھ بند کر لے 'کان کو سامنے لائے

۱۔ اگر یود مشہور ہے۔ افسردہ دل
افسردہ کند آہنئے۔ راز اے غفلت۔
انسان کی غفلت ہے کہ وہ اسباب کی
طرف نظر رکھتا ہے مسبب والا اسباب
سے غافل ہے۔

۲۔ بیان۔ انسان کے ہر حس کے
مدرکات جداگانہ ہیں یک حس
دوسرے حس کے مدرکات سے بے
خبر ہے۔ چنبرہ۔ انسان اپنی عینک
سے بزرگوں کو دیکھتا ہے اس کی عینک
پردہ اور حجاب ہے۔

۳۔ مدّتے۔ صوفیا کی طرح
حواس کو مشاہدہ کے ذریعہ پاک و
صاف کرنا چاہیے۔ چوں شدی۔
جب تیرے حواس پاک ہو جائیں
گے بزرگوں کی حقیقت کو سمجھ لے گا۔
چشم بستی۔ دیکھنا آنکھ کا کام ہے کان
کا کام نہیں ہے۔

گوش گوید من بصورت نگروم
 کان کہے گا میں صورت پر ماہل نہیں ہوتا ہوں
 گوش گوید من بصورت ننگرم
 کان کہے گا میں صورت کو نہیں دیکھتا ہوں
 عام من لیک اندر فن خویش
 میں عالم ہوں لیکن اپنے فن میں
 ہیں بیانیہ ہیں ایں خوب را
 خبر! ناک تو آہں حسین کو دیکھ
 گر بود مشک و گلایے بو برم
 اگر مشک اور گلایہ ہو میں سگھ لوں گی
 کے بہ بینم من رُخ آں سیم ساق
 میں اچاندی کی ہی پنڈلہ لگا چہرہ کب کچھ سکتی ہوں؟
 باز حسن کثر نہ بیند غیر کثر
 پھر نیز ہی حس سوائے نیز ہے کے نہ دیکھے گی
 چشم ۲ احول از یکے دیدن یقین
 جھنگے کی آنکھ ایک دیکھنے سے یقیناً قاصر ہے
 تو کہ فرعونى ہمہ مکرہج و زرق
 تو جو فرعون ہے مجسم مکر اور فریب ہے
 منگر ۳ از خود در من اے کثر باز تو
 اے نیز ہے کام والے مجھے اپنی ذات سے نہ دیکھ
 ہنگر اندر من زمن یک ساعتے
 تھوڑی دیر کے لئے مجھ میری ذات سے دیکھ
 وار ہی از تنگی و از تنگ و نام
 تو تنگی اور تنگ و نام سے نجات پا جائے گا
 پس بدانی چونکہ رستی از بدن
 جب تو جسم سے نجات پا جائے گا تو جان لے گا

صورت اربانگے ازند من بشنوم
 صورت اربانگے میں سنوں گا
 حسن حشم ست آل ز دیدن قاصر م
 وہ آنکھ کی حس ہے میں دیکھنے سے قاصر ہوں
 فن من جو حرف صوتے نیست بیش
 میرا فن 'حرف اور آواز سے زیادہ نہیں ہے
 نیست بنی در خور ایں مطلوب را
 ناک بھی اس مقصد کے لائق نہیں ہے
 فن من نیست و علم و خبر م
 میرا فن اور علم اور تجربہ یہ ہے
 ہیں ممکن تکلیف مالیس یطاق
 خبردار! جس چیز کی طاقت نہ ہو اس کی تکلیف نہ دے
 خواہ کثر غوہ پیش اویار است غوہ
 خواہ تو اس کے سامنے نیز جا ہے چلے یا سیدھا چلے
 ناظر شرک است نہ توحید میں
 وہ شرک کو دیکھنے والی ہے 'نہ کہ توحید کو
 مر مرا از خود نمیدانی تو فرق
 تو مجھ میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں سمجھتا ہے
 تاکے تو را نہ بنی تو دو تو
 تاکہ تو ایک کو 'نہ دیکھے
 تاواری کون بنی ساحتے
 تاکہ تو دنیا سے آگے ایک میدان دیکھے
 عشق اندر عشق بنی والسلام
 عشق میں عشق دیکھے گا والسلام
 گوش و بنی چشم می تاند شدن
 کہ کان اور ناک بھی آنکھ بن سکتے ہیں

۱۔ بانگے۔ سننا کان کا کام ہے۔
 ۲۔ چشم۔ کان سننے کا ماہر ہے۔ بنی۔
 ناک کا کام دیکھنا نہیں ہے سونگھنا
 ہے۔ کے۔ بینم۔ ناک محبوب کا نام
 نہیں دیکھ سکتی ہے۔ باز حس۔ اگر حس
 نیز ہی سچو سچ کا نہیں کرے گی۔
 ۳۔ چشم احول۔ جھنگے کی آنکھ ایک
 چیز کو دیکھ کر کے دکھائی ہے تو کہ
 حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا
 چونکہ تو مجسم مکر اور فریب ہے لہذا تو مجھ
 میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں کر
 سکتا۔
 ۴۔ منکر۔ حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے کہا کہ تو مجھ کا ہے مجھے
 اپنے آنکھ سے دیکھ پھر تجھے عالم غیب
 کا مشاہدہ ہوگا۔ عشق۔ میرے عشق
 میں تجھے خدا کا عشق نظر آئے گا۔
 ۵۔ پس۔ جب تو جسم کی باریت سے
 پاک ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو
 جائے گا کہ کان اور ناک بھی آنکھ کا
 کام کرتے ہیں۔

چشم گرد و موبہوی عارفاں

عدوں کا بال بال آگہ بن جاتا ہے

در رحم بود او جبین گشتیں

وہ رحم مادر میں گوشت کا لکڑا تھا

ورنہ خواب اندر ندیدے کس صور

وہ خواب میں کوئی شخص صومس نہ دیکھتا

نیست اندر دیدگان ہر دو پیہ

دلوں کی آگہ میں جہلی نہیں ہے

بستش بخشد خلاق و دوو

خلاق دوو نے اس کو نسبت عطا کی ہے

وحتی است از نار بے هیچ اشتراک

بغیر مناسبت کے جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں

گرچہ اصلش اوست چوں می بنگری

اگرچہ اس کی اصل وہ ہے جب تو غور کرے گا

نامناسب را خدا نسبت بداد

غیر مناسب کو خدا نے نسبت عطا کر دی ہے

ہست بیچوں ارچہ دانش و صلہا

بے نظیر ہے اگرچہ خدا نے جو ملا دیئے ہیں

ایں پسر را با پدر نسبت گجاست

اس بیٹے کو باپ سے کہاں مناسبت ہے؟

ہست بیچوں و خرد کے پے برو

وہ بے کیفیت ہے اور عقل اس کو کب پائنتی ہے؟

فرق چوں میگرد اندر قوم عاد

تو اس نے قوم عاد میں فرق کیسے کیا؟

چوں ہمی دانست مومن از عدو

اس نے مومن کو دشمن سے کیسے متراز کر لیا؟

راست گفتست آل شہ شیریں از بال

اس شیریں زبان شہ نے سچ فرمایا ہے

جسم را چشمے نبود اول یقیں

یقیناً شروع میں جسم میں آگہ نہ تھی

علت دیدن مداں پیہ اے پسر

اے بیٹا! آگہ کی جہلی کو دیکھنے کا سبب نہ سمجھ

آں پری و دیومی بیند شبیہ

پری اور دیو صورت دیکھتے ہیں

نور را با پیہ خود نسبت شود

روشنی کو جہلی سے کوئی نسبت نہ تھی

آدم است از خاک کے ماندن خاک

آدم خاک سے بنے ہیں خاک سے مشابہ کہاں ہیں؟

نیست خود مانند آتش آں پری

پری آگ کے مشابہ نہیں ہے

مرغ از بادست کے ماند بباد

پرندہ ہوا سے پیدا ہوا ہے وہ کب ہوا سے مشابہ ہے؟

نسبت ایں فرعہا با اصلہا

ان فروع کی اصول سے نسبت

آدمی چوں زادہ خاک و ہباست

آدمی خاک اور ذراں سے پیدا ہوا ہے

نسبتے گرہست مخفی از خرد

اگر کوئی مناسبت ہے تو عقل سے مخفی ہے

باد را بے چشم اگر بینش نداد

اگر اس نے ہوا کو بغیر آگہ کے بینائی عطا نہیں کی ہے

چوں ہمی دانست مومن از عدو

اس نے مومن کو دشمن سے کیسے متراز کر لیا؟

۱۔ شیریں زبان۔ یعنی حضرت
بازید بسطامی۔ جسم۔ جب بچہ ماں
کے پیٹ میں ہوتا ہے دوسرے خواں
آگہ کا کام کرتے ہیں۔ علت۔ محض
آگہ کی جہلی کو دیکھنے کی علت نہ سمجھنا
چاہیے۔ ورنہ خواب میں انسان
دیکھتا ہے اور اس کی آنکھیں بند ہوتی
ہیں۔ پری۔ پری اور جن دیکھتے ہیں
ان کی آنکھوں میں یہ جہلی نہیں ہے
نور۔ آگہ کی روشنی اور جہلی میں کوئی
مناسبت نہیں ہے خدا نے اس میں یہ
طاقت رکھی ہے تو اس کی قدرت میں
یہ بھی ہے کہ وہ کسی اور چیز میں دیکھنے
کی طاقت دکھائے۔

۲۔ آدم۔ انسان خاک اور جن
نار سے نہیں اب ان میں اور ان کی
اصل میں کوئی نسبت نہیں ہے
مرغ۔ پہلے مولانا نے فرمایا تھا کہ
پرندوں کی پیدائش مذکر کی ہوا سے ہوتی
ہے۔ ہست۔ ان اصول اور فروع
میں وہ نسبت ہے جس کی کیفیت
ناقابل بیان ہے۔

۳۔ باد۔ جس طرح اللہ کی قدرت
نے آگہ کی جہلی میں دیکھنے کی قوت
عنایت فرمائی دوسری چیزوں کو بھی یہ
قوت عنایت کر دیتا ہے۔ قوم عاد پر جو
ہوا مسلط ہوتی تھی وہ دیکھ دیکھ کر
دشمنوں کو ہلاک کر دیتے تھے۔

آتش نمرود را گر چشم نیست
نمرود کی آں میں آں آنکھ نہیں ہے
گر نبودے نیل را آں نور دید
اگر نہ ہائے نیل میں دیکھنے کی روشنی نہ ہوتی
گر نہ کوہ و سنگ بادیدار شد
اگر پہاڑ اور پتھر دیکھنے والے نہ تھے
ایں زمین ارا گر نبودے چشم جاں
اگر اس زمین کی جان کی آنکھ نہ ہوتی
گر نبودے چشم دل حنانہ را
اگر (سلطان) حنانہ کے دل کی آنکھ نہ ہوتی
سنگریزہ گر نبودے دیدہ ور
اگر پتھر کے ٹکڑے جیسا نہ ہوتے
اے خرد برکش تو پرو بالہا
اے عقل تو ہاں آئے کہاں لے
در قیامت این زمین برتیک و بد
نیک اور بد پر یہ زمین قیامت میں
کہ تحدث حالها و اخبارها
بیگند وہ اپنی حالت اور خبریں بتائے گی
این فرستادن مرا پیش تو میر
تو میرے سامنے مجھے بھیجا
کہ چہیں دازو پنجاں ناسور را
کیونکہ ایسے زخم کے لئے ایسی ہی دوا
واقعاتے دیدہ بودی پیش ازیں
تو نے اس سے پہلے واقعات دیکھ لئے تھے
من عصا و نور بگرفتہ بدست
میں لاٹھی اور نور کو ہاتھ میں لے کر

با حلیش چوں بچشم کردنی ست
اس کے ظلیل کے ساتھ اس کو یوں تکلف ہوا؟
از چہ قبلی راز سبطلی می گزید
تو قبلی کو سبطلی سے کیسے منتخب کرتی؟
پس چرا داؤد را او یار شد
تو وہ حضرت داؤد کے دوست کیوں بنے؟
از چہ قاروں را فرو خورد آسپناں
تو قاروں کو اس طرح کس جہ سے نکل گئی؟
چوں بدیدے بجز آں فرزانه را
تو ان عقلمند کے بجز کو کسے دیکھ لیتی؟
چوں گواہی دادے اندر مشت و ر
تو مٹھی میں گواہی کیسے دیتے؟
سوره برخوان زلزلت زلزالها
سورہ زلزلت زلزالها پڑھ
کے ز تادیدہ گواہیہا دہد
بجز دیکھے گواہی کب دے گی؟
تظہر الارض لنا اسرارها
زمین ہمارے لئے اپنے راز ظاہر کرے گی
ہست برہانے کہ بد مرسل خبیر
اس کو دلیل ہے کہ جیسے دوا باختر ہے
ہست در خور از پے تیسور را
سہولت کے لئے مناسب ہے
کہ خدا خواہد مرا کردن گویں
کہ خدا مجھے برگزیدہ بنائے گا
شاخ گستاخ ترا خواہم شکست
تیرے گستاخ سینک کو توڑ ڈالوں گا

۱۔ آتش۔ نمرود کی آگ کو بصلت
حاصل تھی اسی لئے وہ حضرت ابراہیم
کو جیسے جلا رہی تھی۔ چشم۔ تکلیف
اٹھانا یعنی حضرت ابراہیم کی حفاظت
کی تکلیف اٹھا رہی تھی۔ نیل۔
دریائے نیل کو بھی بصلت حاصل تھی
اس لئے اس نے قبیلوں کو ڈبویا اور
اسرائیلیوں کو نہ ڈبویا۔ داؤد پہاڑ میں
بصلت تھی تب ہی تو پتھر حضرت داؤد
کو پہچان گئے تھے اور ان سے خواہش
کی تھی کہ طاقت کو ہلاک کرنے کے
لئے ہمیں ساتھ لے چلو۔

۲۔ زمین۔ زمین کو بصلت
حاصل تھی اسی لئے اس نے
قاروں کو نکلایا۔ حنانہ۔ سلطان حنانہ
حضور کے فراق پر دیا اس کی جہ اس
کی بیٹائی تھی۔ سنگریزہ۔ اس پتھر
کی طرف اشارہ ہے جس میں
سنگریوں نے حضور کی مٹھی میں حضور
کی رسالت کی گواہی دی تھی۔
زلزلت۔ سورہ زلزال میں اس کا بیان
ہے کہ قیامت میں زمین سب راز
ظاہر کرے گی۔

۳۔ اس فرستادن۔ تجھ جیسے ظالم
حاکم کے مقابلہ کے لئے خدا کا مجھے
بھیجنا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا
کے علم میں یہ بات ہے کہ تیرے
مرض کا علاج میں ہی ہوں۔

واقعات اہمکیں از بہر اس

اس لئے خوفناک واقعات

در خور سر بید و طغیان تو

تیرے بڑے عقیدے اور سرکشی کے مناسب

تابدانی کو حکیم ست و خمیر

تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ دانا اور باخبر ہے

تو بتا ویلات می گشتی آزال

تو توہیوں کے ذریعہ ان سے بننا تھا

وال ۲ طیب و آل منجم در لمع

اور اس طیب اور نجومی نے روشنی میں

گفت دور از دولت و از شاہیت

اس نے کہا کہ تیری صورت اور شاہی سے دور

از غذای مختلف یا از طعام

مختلف غذا یا کھانے کی وجہ سے

زانکہ دید او کہ نصیحت بخونہ

کیونکہ اس نے دیکھا کہ تو نصیحت کا جوہاں نہیں ہے

پادشاہاں خون کنند از مصلحت

پادشاہ کسی مصلحت سے خون کر دیتے ہیں

شاہ ۳ را باید کہ باشد ثوی رب

پادشاہ کو چاہیے کہ خدای عزاج کا ہو

نے غضب غالب بود مانند دیو

نہ دیو کی طرح اس پر غصہ غالب ہو

نے حلیمی تخت وار نیز

نہجوت کی سی بروہاری بھی نہ ہو

دیو خانہ کردہ بودی سینہ را

تو نے سینہ کو شیطان کا گھر بنا لیا تھا

گونہ گونہ نمودت رب دیں

دین کے رب نے طرح طرح کے تجھے دکھائے

تابدانی کوست در خوردان تو

تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ تیرے مناسب ہیں

مصلح امراض درماں ناپذیر

ناقابل علاج مریضوں کا مصلح ہے

کور و کرکاس ہست از خواب گراں

اندھا اور بہرا کہ یہ گہری نیند کی وجہ سے ہیں

دید تعبیرش پوشید از طمع

اس کی تعبیر دیکھ لی (اور) لالچ کی وجہ سے چھپائی

کہ در آید غصہ در آگاہیت

کہ کوئی ناگہری تیرے علم میں آئے

طبع شوریدہ ہمی بعینہ منام

پریشان طبیعت خواب دیکھتی ہے

تند و خونخواری و مسکیں خونہ

تو بد مزاج اور خونخوار ہے مسکین طبیعت نہیں ہے

لیک رحمت شال فرزندت از عنفت

لیکن ان کی محبت غصہ سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے

رحمت او سبق گیرد بر غضب

اس کی رحمت غصہ پر سبقت کرے

بے ضرورت خون کند از بہر ریو

اور مکر کے لئے بے ضرورت خون بہائے

کہ شوذن زویکی زان و کینر

کہ اس سے بیوی اور ہانڈی بنگار ہو جاتی ہے

قبلہ سازیدہ بودی کینہ را

تو نے کینہ کو قبلہ بنا لیا تھا

۱ واقعات۔ تو نے کئی بار خواب میں دیکھ لیا تھا کہ خدا نے تیرے مقابلہ کے لئے مجھے منتخب کر لیا ہے اور خواب تیرے مناسب حال تھے اور تجھے یہ بتانے کے لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ ناقابل علاج مرض کا علاج بھی فرمادیتا ہے تو تلوہیات۔ لیکن تو ان خوابوں کی غلط تاویس کر کے اندھا اور بہرا بنا اور کہنے لگا کہ غفلت کی نیند میں ایسے خواب آیا کرتے ہیں۔

۲ والی طیب۔ طلبا اور نجومی ان خوابوں کا صحیح مطلب سمجھ رہے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ تو ان کی بات نہ مانے گا اور ان پر عتاب نازل کرے گا اس لئے وہ یہ کہہ دیتے تھے کہ مختلف غذا میں اور مصمم کے خرابی اس خوابوں کا سبب ہیں۔ پادشاہاں۔ پادشاہ کی مصلحت کی بنیاد پر عمل بھی کرتے ہیں لیکن رعایا پر ان کی سلفقت ان کے قصہ پر غالب رہتی ہے۔

۳ شلو۔ پادشاہ کو اخلاق الہی اختیار کرنے چاہئیں۔ رحمت خدا کا خلق یہ ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ دیو۔ شیطان کا غصہ اس کی شفقت پر غالب ہے۔ طبعی۔ پادشاہ میں بے موقع علم بھی نہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے بیوی اور متعلقین بگڑ جائیں۔ وہی۔ زندگی نہ لے لے۔

شاخِ ایزت بس جگر ہارا کہ تخت
نیک عصایم شلخ شوخت داشت

تیرے تیرنگ نے بہت سے جگہوں کو تخت کیا ہے
اب میری لاشی نے تیرے شوخ سینک کو توڑا ہے

حملہ آوردن ایں جہانیاں و تاخت بُردن براں جہانیاں
ای دنیا والوں کا حملہ کرنا اور عادت گری کرنا اس جہان والوں پر قلعہ کی سرحد تک
تا سُفورِ وژ کہ سرحدِ غیبِ ست و غفلتِ ایشان از کمین کہ چوں
جو کہ غیب کی سرحد ہے اور ان کا کمین گاہ سے غافل ہوتا کیونکہ غازی جب
غازی بغز انزو و دکا فر تاخت آرد
جہاد نہیں کرتا کافر حملہ کر دیتا ہے

۱ شاخ۔ لیکن تو ایسا ظالم بادشاہ ہے کہ بے قصور لوگوں کا خون کرتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے میری لاشی کے ذریعہ تیرے سینک کو توڑا ہے۔ حملہ آوردن۔ قدر خداوندی کے خلاف فرعون کی تدبیر کا مل دنیا کا عالم غیب پر حملہ کرنا ہے۔ سنور وژ۔ بضم اول دہائی ترکی رومی لغت سے وہ سرحد جو دو سلطنتوں اور دو بادشاہوں کے درمیان فاصل ہو۔ اسپ۔ سپاہ۔ قلعہ۔ در بندان۔ دوازے۔ پاک جیب۔ پاک دل۔

۲ غازیوں۔ قدرت کی طرف سے ڈھیل ہوئی ہے تو کافروں کو جرات ہو جاتی ہے کیش۔ مذہب۔ چنگ۔ فرعون نے نسل کشی شروع کی تاکہ موسیٰ کا ظہور نہ ہو سکے۔ شارج۔ رات۔ شہر۔ شاہرہ۔ اتسال۔ نسل بڑھانا۔

۳ سند۔ بند۔ لہجوں۔ جھگڑاؤ۔ سرہنگ۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ ہنگ۔ قصد تو۔

حملہ بروند اسپہ جسمائیاں
جسم والوں کی فوج نے حملہ کیا
تا فرو گیرند در بندانِ غیب
تاکہ غیب کے دروازوں پر قبضہ کر لیں
غازیاں ۲ حملہ غزا چوں کم برزند
غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں
غازیاں غیب چوں از حلیم خویش
غیب کے غازیوں نے جب اپنی بربادی کی جہ سے
حملہ برودی سوی در بندانِ غیب
تو نے غیب کے دروازوں پر حملہ کیا
چنگ در صلت و رحبہا در زدی
تو نے پشتوں اور رتوں پر دست دہاری کی
چوں بگیر می شہر ہے کہ ڈوالجلال
تو اس شاہرہ کو کیسے بند کر سکتا ہے جس کو خدا نے
سند شدی ۳ در بند ہارا اے لہجوں
اے جھگڑاؤ تو دروازے کی بندش بنا
نیک منم سرہنگ و ہنگت بشکنم
اب میں سپاہی ہوں اور تیری لہجہ کو ٹکستوں گا

جانب قلعہ و وژ روحانیاں
روحانیوں کے قلعہ کی جانب
تا کہے ناید ازاں سو پاک جیب
تاکہ کوئی پاک دل اس جانب سے نہ آئے
کافراں برعکس حملہ آوردند
تو کافر پلٹ کر حملہ کرتے ہیں
حملہ ناوردند بر تو زشت کیش
تجھ بد مذہب پر حملہ نہیں کیا
تا نیا نید ایں طرف مردانِ غیب
تاکہ غیب کے جوانرو اور نہ آئیں
تا کہ شارج را بگیر می از بدی
تاکہ شرارت سے رات روک دے
بر کشادست از بری اتسال
نسل بڑھانے کے لئے کھلا ہے؟
کوری تو کرد سرہنگے خروج
تیرے امد سے ہن سے ایک سپاہی نکل آیا
نیک بناش نام و ہنگت بشکنم
اب اس کے نام پر تیرے نام و ہنگ کو ٹکستوں گا

تو ہلا در بندہا را سخت بند
 خبردا تو ہواوں کو سخت بند کر دے
 سبست را برگند یک یک قدر
 تقدیر تیری موچھ کو ایک ایک کر کے اکھاڑ دے گی
 سبست تو تیز تر یا آن عاد
 تیری موچھ زیادہ نوکیلی ہے یا قوم عاد کی
 تو سیزہ زو تری یا آل شمود
 تو زیادہ لڑا کو ہے یا شمو
 صد از نہا گر بگویم تو گری
 اگر اس قسم کی سینکڑوں باتیں کہوں گا تو سچا ہے
 توبہ کردم از سخن کاختم
 جو باتیں میں نے اٹھائیں ان سے توبہ کرتا ہوں
 کہ نہم بر ریش خامت تا پزد
 تیرے کپے زخم پر رکھوں تاکہ وہ پک جائے
 تا بدانی ۲ کو خیر سمت اے عدو
 اے دشمن! تاکہ تو جان لے کہ وہ جان کار ہے
 کے کڑی کردی و کے کردی تو شر
 تو نے کب کبھی برتی ہے اور تو نے کب شر پھیلا یا ہے
 کے فرستادی دے بر آسمان
 تھوڑی دیر کے لئے تو نے آسمان پر بے بھیجی ہے
 گر مراقب ۳ باشی و بیدار تو
 اگر تو نگران اور بیدار ہو جائے
 چوں مراقب باشی و گیری رسن
 جب تو نگران ہو گا اور ہی کو پکڑ لے گا
 آنکہ رمزے را بدانند او صحیح
 جو اشارے کو صحیح سمجھ لے

چند گاہے بر سبال خود بخند
 تھوڑی دیر اپنی موچھوں پر ہنس لے
 تا بدانی کالقدر یعمی البصر
 تاکہ تو جان لے کہ تقدیر آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے
 کہ ہی لرزید از دم شان یلاد
 جن کے دم سے شہر لڑاں تھے
 کہ نیامد مسل ایثاں در وجود
 کہ ان جیسا پیدا نہ ہوا
 بشنوی و ناشنودہ آوری
 تو سنی ہوئی بات کو ان سنی کر دے گا
 بے سخن من دارویت آختم
 بغیر کہے ہوئے میں تیری دوا گھولتا ہوں
 با بسوز دریش درشت تا ابد
 تاکہ ہمیشہ کے لئے زخم اور تیری داڑھی جل جائے
 می دہد ہر چیز را در خور او
 ہر چیز کو اس کے مناسب حل عطا کرتا ہے
 کہ ندیدی لا قش در پے اثر
 کہ اس کے مناسب اس کے بعد تو نے اثر نہ دیکھا ہو
 نیکے کز پے نیامد مثل آل
 نیکی کہ اس کے بعد اس جیسی نہ آئی ہو
 ہر دے بینی جوہی کار تو
 ہر وقت اپنے کام کا بدلہ دیکھے
 حلاقت ناید قیامت آمدن
 تجھے قیامت کے آنے کی ضرورت نہ رہے گی
 حاجش ناید کہ گویندش صریح
 اس سے صاف کہنے کی ضرورت نہیں ہے

۱۔ سبال۔ سبست کی جمع ہے
 موچھ۔ غلو۔ قوم عاد کی طاقت سے
 سب قومیں ڈرتی تھیں۔ شمو۔ بہت
 طاقتور قوم تھی۔ توبہ اب میں نصیحت
 کو ختم کرتا ہوں وہ تیرے لئے مفید
 نہیں ہے۔ ریش۔ زخم داڑھی۔

۲۔ تا بدانی۔ حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے کہا کہ اب میں تیرا اعلان
 شروع کرتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہو
 جائے کہ قدرت ہر فرعون کے لئے
 موسیٰ کو پیدا کرتی ہے۔ کڑی۔
 انسان کو سبکی اور بدی کا بدلہ ضرورت ملتا
 ہے۔

۳۔ مراقب۔ اگر انسان اپنا محاسبہ
 کرتا رہے تو اس کو پتہ چل جائے کہ
 ہر کام کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔ چوں۔
 مراقب۔ اگر انسان محاسبہ کرتا رہے تو
 پھر محاسبہ کے دن یعنی قیامت کی اس
 کے لئے ضرورت نہیں ہے۔ آنکہ۔
 جو شخص دنیا میں اشارات خداوندی کو
 سمجھ لے گا اس کے لئے قیامت کے
 صریح قول کی ضرورت نہ رہے گی۔

ایں لے بلا از گودنی آید ترا
یہ مصیبت یقینی سے تجھ پر آتی ہے
از بدی چوں دل سیاہ و تیرہ شد
جب گناہ کی وجہ سے دل سیاہ اور کالا ہو گیا
ورنہ خود تیرے شوہاں تیرگی
ورنہ وہ سیاہی خود تیرے بن جاتی گی
۲۔ نیاید تیرت از بخشائیش مست
اگر تجھے تیرے نہ لگے تو یہ بخشش ہے
پس مراقب باش گرد دل پایدت
اگر تجھے دل کی سلامتی چاہیے تو نگہاں بن
ور ازیں افزوں تیرا ہمت بود
اگر تجھ میں اس سے زیادہ ہمت ہو

کہ نگر دی فہم نکتہ و رمز را
کیونکہ تو اشکات اور نکتہ کو نہ سمجھا
فہم گن اینجا نشدید خیرہ شد
سمجھ لے اس جگہ بے باکی مناسب نہیں ہے
در رسد در تو جزئی خیرگی
تجھے بے باکی کی سزا ملے گی
نے پے نادیدن آلائش مست
نہ کہ گناہ کو نہ دیکھنے کی وجہ سے ہے
کز پے ہر فعل چیزے زایدت
اس لئے کہ ہر کام کے بعد تجھ میں کچھ پیدا ہوتا ہے
از مراقب کار بلا تر رود
نگرانی کرنے والے سے کام بلا تر ہو جائے گا

۱۔ اس بلا۔ چونکہ انسان اشکات کو
نہیں سمجھتا لہذا مصائب میں مبتلا ہوتا
ہے۔ زبیدی۔ بدی پر سرکشی ہلاکت کا
سبب ہے۔

۲۔ اگر انسان کی برائی پر اس کی
گرفت نہیں ہوتی ہے تو یہ اللہ کا کرم
ہے۔ یہ نہیں ہے کہ خدا انہوں کی برائی کا
علم نہیں ہے۔ کز پے انسان کے ہر
فعل کا اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔
ہمت۔ اگر انسان اس مرتبہ سے
بڑھنے کی کوشش کرے تو مراقب کے
مرتبہ سے بڑھ سکتا ہے۔ بیان۔ یہ
لوچیا مرتبہ حاصل کرنے کی ترکیب
بیان کی ہے۔ تاہم انسان دل کو معقول
کر لے تو اس پر آخرت منکشف ہو
جاتی ہے۔

۳۔ پس۔ جس طرح کالا لوبا
صیقل کے ذریعہ صوفیوں کو قبول
کرنے کے قابل ہو جاتا ہے انسان کا
دل مجاہدات کے ذریعہ بھی صوفیوں کو
قبول کرنے لگتا ہے۔ ہیکل۔ جسم۔
سیم۔ جسم۔ جسمیں بدن۔ صیقل۔ لوہے
نے صیقل سے حسن اختیار کر لیا۔

بیان آنکہ تن خاکی آدمی زاد ہچمو آہن نیکو جوہر قابل آئینہ
اس کا بیان کہ آدمی کا خاکی جسم اس لوہے کی طرح ہے جو عمدہ جوہر والا آئینہ بننے
شدن مست تا در دنیا بہشت و دوزخ و قیامت و غیرہا
کے قابل ہے تاکہ دنیا میں بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کا معائنہ کر لے۔
معاینہ بنماید نہ بطریق خیال بل بفعیاں
محض خیالی طریقہ پر نہیں بلکہ مشاہدہ کے طریقہ پر

پس ۳۔ چو آہن گرچہ تیری ہیکلی
پس اگرچہ تو لوہے کی طرح کالی شکل والا ہے
تا دولت آئینہ گردد پر صور
تاکہ تیرا دل صوفیوں بھرا آئینہ بن جائے
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بود
لوبا اگرچہ کالا اور بے نور تھا
صیقلی دید آہن و خوش کرد رو
لوہے نے صیقل حاصل کی اور چہرہ حسین کر لیا

صیقلی گن صیقلی گن صیقلی
صیقل کر ، صیقل کر ، صیقل کر
اندر و ہر سو ملے سیم بر
جس میں ہر جانب چاندی کے جسم کا حسین ہو
صیقلی آل تیرگی ازوے زوود
صیقل کرنے نے اس کی کالک صاف کر دی
تا کہ صورتہا توواں دید اند رو
یہاں تک کہ اس میں صورتیں دکھائی جاسکتی ہیں

گرتن خاکی غلیظ و تیرہ است

اگر خاکی جسم غلیظ اور کالا ہے

تا دُر و اشکال غیبی رُو دید

تاکہ اس میں ایسی صورتیں نظر آئیں

صیقِل عَقْلَت بَدَاں دَا دَسْت حَق

تجھے اللہ تعالیٰ نے عقل کا صیقل اس لئے دیا ہے

صیقِلی رَا بَسْتِ اے بے نیاز

اسے لاپرواہی تو نے صیقل کو بند کر دیا ہے

اگر ہوا را بند بہارہ شود

اگر خواہش پر بند باندھ دیا جائے

آہنے کا مینہ غیبی بدے

جو لوہا غیب کا آئینہ بن جائے

تیرہ کردی زنگ دادی در نہاد

تو نے کالم کر لیا طبیعت پر زنگ چڑھا دیا

تا گنوں ۲ کردی جنس اکنوں ملکن

تو نے اب تک ایسا کیا اب نہ کر

بر مشوراں تا شود ایں آب صاف

اس کو نہ ہلا تاکہ پانی صاف ہو جائے

زانکہ مردم ہست بچوں آبجو

کیونکہ انسان نہر کے پانی کی طرح ہے

قعر ۳ جو پُر گوہرست و پُرز دُر

نہر کی تہ موتیوں اور گوہر بھری ہے

جان مردم ہست مانند ہوا

انسانوں کی جان ہوا کی طرح ہے

مانع آید او زوید آفتاب

وہ سورج کو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے

صیقِلش گن زانکہ صیقِلی گیرہ است

اس کو صیقل کردہ صیقل کو قبول کر لینے والا ہے

عکس انور سے و ملکہ دروے جہد

جو نور فرشتے کا عکس اس میں جھلکے

کہ بدو روشن شود دل را ورق

تاکہ اس کے ذریعہ دل کا حق روشن ہو

واں ہوا را کردہ دو دست باز

اور خواہش کے دونوں ہاتھ کھول دیئے ہیں

صیقِلے رَا دَسْت بکشادہ شود

صیقل کے ہاتھ کھل جائیں گے

جملہ صورتہا در و مرسل شدے

تمام صورتیں اس میں بھیج دی جاتی ہیں

ایں بود یسعون فی الارض فساد

اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں کہ یہی معنی ہیں

تیرہ کردی آب را افزوں ملکن

تو نے پانی کو گملا کر دیا زیادہ نہ کر

واند رو میں ماہ و اختر در طواف

اور اس میں تو چاند اور ستارے گھومتے دیکھے

چوں شود تیرہ نہ بینی قعر او

جب وہ گملا ہو جاتا ہے تو تہ نہیں دیکھتا ہے

ہیں ملکن تیرہ کہ ہست آل صاف دُر

خبردار! اس کو گملا نہ کر کہ صاف اور پاک سے

چوں بگرد آسخت شد پردہ سما

جب وہ گرد آلود ہو گئی آسمان کا پردہ بن گئی

چونکہ گردش رفت شد صافی و ناب

جب اس کی گردش جاتی رہی وہ صاف اور خالص بن گئی

۱۔ عکس۔ یعنی عالم غیب کی صورتیں ہوں انسان بجائے مجاہدوں کے خواہشات نفسانی کے دہلے سے گر ہوگا اگر انسان خواہشات کو ترک کرے تو اس کے دل کی صیقل ہو جائے۔ تیرہ کردی۔ قرآن پاک میں ہے یسعون فی الارض الفساد واللہ لا یحب المفسدین وہ لوگ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اور خدا فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا مولانا نے اس آیت میں فساد کے معنی قلب کی تیرگی کی ہیں۔

۲۔ تا گنوں۔ حضرت موسیٰ کا فرعون کو خطاب ہے کہ اب تک تو نے فساد پھیلایا اب ایسا نہ کر۔ بر مشوراں۔ مشوراء میں جو گندگی پیدا ہو گئی ہے اس کو زائل کر اور اس میں آخرت کا مشاہدہ کر۔ چوں شود۔ مانی جب گملا ہو جاتا ہے تو پانی کی نظر نہیں آتی ہے۔

۳۔ قعر جو۔ انسان کی طبیعت میں زرد جوہر چھپے ہوئے ہیں انسان طبیعت کو نشی کر لے تو وہ غلط آئیں گے۔ مانند ہوا۔ ہوا میں جب گرد شامل ہو جاتی ہے وہ تاریک ہو جاتی ہے۔ مانع آید۔ جب ہوا کشیف ہو جاتی ہے تو وہ سورج کے لئے پردہ بن جاتی ہے۔

حاصل آنکہ کم مکن اے بے سرور صیقلی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصُّنُوْرِ

اے ناخوش! غلام یہ ہے کہ کم نہ کر عیقل کو اور خدا سینوں کو زیادہ جانتا ہے

۱ باز گفتن۔ حضرت موسیٰ نے فرعون کے ڈھکے جیسے واقعات بیان فرمائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم و خیر ہونے پر ایمان لے آئے۔ باکمال۔ فرمایا کہ اگرچہ تیرا دل تاریک ہے لیکن خدا نے عبرت کے لئے بہت سے واقعات تجھ پر رونما کئے جو ظہر پذیر ہونے والے تھے۔

۲ تاکہ۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ یہ واقعات تھے اس لئے دکھائے جا رہے تھے کہ ظلم و ستم کرنا چھوڑ دے لیکن تو نے بجائے توبہ و استغفار کے مزید ظلم کرنے شروع کر دیئے نفسیاتی۔ یہ بری صورتیں خود تیری تھیں لیکن تو ان کو اپنی نہ سمجھتا تھا۔ ہجو۔ تیری مثال اس جیسی کی سی ہے جس نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی لیکن بجائے اس کے کہ اس کو اپنی صورت سمجھتا وہ آئینہ کی خرابی سمجھا اور اس پر پانخانہ پھر دیا۔ کہ چہ اور آئینہ کو کہنے لگا کہ تو اس قدر بد صورت ہے کہ اسی حرکت کے قابل ہے جو میں نے تیرے ساتھ کی ہے۔ ۳ اس رخفا۔ اس جیسی کا یہ ظلم خود اپنی صورت پر تھا آئینہ تو روشن ہے اس پر ظلم نہ تھا۔ گاہ۔ تجھے بھی خواب میں اپنا لباس جلا ہوا نظر آتا تھا۔ کبھی تو یہ دیکھتا تھا کہ کوئی دھندلے تیرے خون کے درپے ہے کہ گھول۔ کبھی تو یہ دیکھتا تھا کہ پانخانہ میں لوندھا گرا اب بھی یہ دیکھتا تھا کہ خون کئے ہوئے پانی میں تو غرق ہے۔

باز گفتن موسیٰ اسرار فرعون را واقعات او بنظہر الغیب تا حضرت موسیٰ کا فرعون کے بار اور واقعات کو جاننے بتا دینا تاکہ اللہ کے باخبر بکیرتی ی حق ایماں آورد و قصہ آل زنگی کہ بر آئینہ رید ہوتے پر ایمان لے آئے اور اس جیسی کا قصہ جس نے آئینہ پر پانخانہ پھر دیا

باکمال تیرگی حق واقعات باوجود عمل کالے پن کے اللہ تعالیٰ واقعات ز آہمن تیرہ بقدرت می نمود قدرت کے ذریعہ کالے ادبے سے رونما کئے تاکہ کئی کم تر تو اس ظلم و بدی تاکہ تو ظلم اور برائی نہ کرے نقشہائے زشت خوابت می نمود خواب تھے بری صورتیں دکھاتے تھے ہجو آں زنگی کہ در آئینہ دید اس جیسی کی طرح جس نے آئینہ میں دیکھا کہ چہ زشتی لائق اینی و بس کہ تو کیا بدنام ہے تو بس اسی کے لائق ہے اس ۳۔ خفا بر زہی زشتت می کنی یہ ظلم تو اپنے بدناما چہرے پر کر رہا ہے گاہ می دیدی لباس سوخت کبھی تو نے اپنا لباس جلا ہوا دیکھا گاہ حیواں قاصد خونت شدہ کبھی جانور تیرے خون کے درپے ہوا گہ گہوں اندر میان آب ریز کبھی بیت الخلا میں لوندھا

می نمودت تا زوی راہ نجات تیرے لئے رونما کرتا ہے تاکہ تو نجات کا راستہ چلے واقعات کہ در آخر خواست بود وہ واقعات جو اخیر میں ہونے والے تھے آل بھی دیدی و بدتر می شدی تو نے وہ دیکھے اور بدتر ہو گیا می رمیدی زان و آن نقش تو بود تو ان سے نفرت کرتا تھا اور وہ تیری حالت تھے زہی خود را زشت و بر آئینہ رید اپنا بدناما چہرہ اور آئینہ پر پانخانہ پھر دیا زشتیم آن تو است اے کور خس اے اندھے کہینے! میری بدنامی تیری ملک ہے نیست بر من زانکہ ہستم روشنی مجھ پر نہیں، کیونکہ میں تو روشن ہوں گہ وہان و چشم تو بر دوخت کبھی اپنا منہ اور آنکھیں سلی ہوئی گہ سر خود را بدندان و وہ کبھی اپنے سر کو دھندلے کے دانتوں میں دیکھا گہ غریق سیل خون آمیز تیز کبھی خون طے ہوئے تیز بہاؤ میں

گاہ در اشکنجہ و بستہ دو دست
کبھی کبھی میں دونوں ہاتھ بندھے ہوتے

گاہ مغزت راز دندے چوں دہل
کبھی تیرے سر کو دھول کی طرح پینٹتے تھے

کہ شقی و کہ شقی و کہ شقی
کہ تو بد بخت ہے تو بد بخت ہے تو بد بخت ہے

کہ برو ہستی ز اصحاب شمال
کہ جا بوبائیں جانب والوں میں سے ہے

تا ابد فرعون در دوزخ خداد
کہ فرعون ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گر گیا

گشت مطر و ابد فرعون و مات
کہ فرعون ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا اور مر گیا

تا نگرود طبع معکوس تو گرم
تاکہ تیری لوندھی طبیعت غضبناک نہ ہو

زانہ کے دانی کہ ہستم من خبیر
تھوڑی باتوں سے تو جان لے کہ میں باخبر ہوں

تائیندیشی ز خواب و واقعات
تاکہ خواب اور واقعات کو نہ سوچے

کوری ادراک مکر اندیش تو
تیرے مکر کے منصوبہ ہندھنہ لہن کی باصرتی

گہ از بامے اوفتادہ گشتہ پست
کبھی بالاخانہ سے گرا ہوا ہوا ہوا

گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غل
کبھی اپنے آپ کو زنجیر اور طوق میں دیکھا

گہ ندات آمد ازیں چرخ قہی
کبھی اس صاف آسمان سے آواز آئی

گہ ۲ ندات آمد صریحاً از جبال
کبھی تجھے پہاڑوں سے صاف آواز آئی

گہ ندای آمدت از ہر جماد
کبھی تجھے ہر بے جان کی جانب سے آواز آئی

گہ خطاب آمد ترا از ہر نبات
کبھی تجھے ہر پودے سے آواز آئی تھی

زیں بتر ہا کہ نمیگویم ز شرم
اس سے بھی بدتر جو کہ میں شرم سے نہیں کہتا ہوں

اند ۳ کے گفتہ بنوائے نا پذیر
اسے قبول کرنے والے میں نے تھوڑی باتیں کہی ہیں

خویشستن را کور کردستی و مات
تو نے اپنے آپ کو اٹھا اور مردہ بنا لیا

چند بگریزی نک آمد پیش تو
تو کتنا گریز کرے گا اب تیرے آگے آگئی

۱۔ کہ زبامے کبھی تو خواب میں
دیکھتا تھا کہ بالاخانہ سے گرا ہے۔ کبھی
یہ دیکھتا تھا کہ شکنجہ میں کسا ہوا ہے اور
تیرے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے
ہیں کبھی دیکھتا تھا کہ تو زنجیر اور طوق
میں بندھا ہوا ہے کبھی تو دیکھتا تھا کہ
تیرے سر کو دھول کی طرح پینٹتے ہیں
ہیں۔ گہ کبھی غیب سے آواز آئی تھی
کہ تو بد بخت ہے

۲۔ کہ نبات۔ کبھی پہاڑوں سے
آواز آئی تھی کہ تو جنمی ہے جماد۔
کبھی تو پتھروں سے اپنے دوزخی
ہونے کی آواز سنتا تھا۔ ہر نبات۔ کبھی
زمین کے پودے تیرے مردہ ہونے
کی خبر دیتے تھے۔ زیں بتر ہا اس
سے بھی زیادہ خراب باتیں تو نے سنی
ہیں جو میں شرم سے بیان نہیں کر رہا
ہوں کہ کہیں تو اور غضبناک نہ ہو
جائے۔

۳۔ اند کے۔ یہ میں نے تھوڑے
سے تیرے واقعات تجھے بتائے ہیں
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ مجھے
ساری باتیں معلوم ہیں۔ چند
بگریزی۔ ان واقعات ہے تو کہیں
تک آگئیں بند کر دے گا۔ بیان۔
ابھی تو بہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو اپنی
بدرکھادی سے توبہ کر سکتا ہے۔ توبہ۔
جب تک صبح مغرب کی جانب
سے طلوع نہ کرے گا توبہ کا دروازہ کھلا
رہے گا۔ مہلکوں۔

در بیان آنکہ در توبہ و استغفار بازست از کرم حق
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے توبہ اور معافی کا مدار کھلا ہوا ہے

کہ زنجشایش در توبہ است باز
کیونکہ بخشش سے توبہ کا مدار کھلا ہوا ہے

باز باشد تا قیامت برورے
کھلا ہوا ہے مہلکوں پر قیامت تک

ہیں ممکن زیں پس فراگیر استرا
خبردار اس کے بعد نہ کر بچاؤ اختیار کر

توبہ را از جانب مغرب ورے
مغرب کی جانب سے توبہ کا مدار

تاز مغرب بر زند سر آفتاب
جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے
ہست است از رحمت راز رحمت ہشت در
(خدا کی) رحمت سے جنت کے آٹھ دروازے ہیں
آں ہمہ گہ باز باشد گہ فراز
وہ سب کبھی کھلتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں
ہیں غنیمت دار در بازست زود
خبردار! غنیمت سمجھ دو دروازہ کھلا ہوا ہے، جلد
پیش ازاں کز قہر در بستہ شود
اس سے پہلے کہ قہر کی وجہ سے وہ بند ہو جائے
باز ۲ گرد از کفر و ایں در بازیاب
باز ۲ گرد از کفر و ایں در بازیاب
کفر سے پلٹ جا اور اس دروازہ کو حاصل کر لے

باز باشد آں دروازے رُو متاب
وہ دروازہ کھلا ہوا ہے اس سے روگردانی نہ کر
یک در توبہ است ذل ہشت لے پسر
ان آٹھ میں سے اسے جیسا ایک توبہ کا دروازہ ہے
واں در توبہ نباشد جز کہ باز
وہ توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے
رخت آنجا کش بکوری حسود
سلمان وہاں لے جا حاسد کی آنکھ میں دھول جو تک کر
بعد ازاں زاری تو گس نشود
اس کے بعد تیری (آہ و) زاری کوئی نہ سنے گا
تا نگردی از شقاوت ردّ باب
تاکہ تو بدبختی سے مردود بارگاہ نہ بنے

۱۔ است۔ جنت کے آٹھ
دروازے ہیں جن میں سے ایک توبہ کا
درازہ ہے اس دروازے کے علاوہ
دوسرے دروازے کسی وقت کھلے
رہتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں لیکن
توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے
ہیں۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے
بہت جلد اس کی طرف رجوع کر لینا
چاہیے اس کے بند ہو جانے کے بعد
آہ زاری کا منہ آئی گی۔

۲۔ باز گرد۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
اے فرعون اس دروازے کی طرف
جلد رجوع کر لے۔ گفتن۔ حضرت
موسیٰ نے فرمایا کہ ایک بات مان لے
اور اس کے عوض میں چار فضیلتیں
حاصل کر لے

۳۔ گفت۔ فرعون نے کہا اے
موسیٰ اس ایک بات کی تشریح کر
دیجئے۔ کہ بگوئی۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا وہ ایک بات یہ ہے کہ تو توحید کا
خالق ہو چلے خالق۔ آسمانی کو آسمانوں
تاروں انسانوں اور تمام کائنات کا
خالق مان لے۔ جیہ۔ میدان جنگل۔
مملکت۔ مملکت۔ بے شبیہ۔ بے
مثال۔

گفتن موسیٰ علیہ السلام مرفر فرعون را کہ از من یک پند قبول کن و
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نصیحت مان لے اور
چہار فضیلت عوض بستان و پد سیدن فرعون کہ آں چہار کدام است
بدلے میں چار فضیلتیں حاصل کر لے اور فرعون کا دریافت کرنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

ہیں زمین پذیر یک چیز و بیار
آگاہ! میری ایک بات مان لے اور بجا لا
گفت ۳ اے موسیٰ کد امست آں یکے
اس نے کہا اے موسیٰ وہ ایک کیا ہے؟
گفت آں یک کہ بگوئی آشکار
فرمایا وہ ایک یہ ہے کہ تو علی الاعلان کہہ دے
خالق افلاک و انجم بر عطا
جو آسمان کو اور بلندی پرستاروں کو پیدا کرنے والا ہے
خالق دریا و کوہ و دشت و تہ
دریا اور پہاڑ اور جنگل اور میدان کا پیدا کرنے والا ہے
پس زمین بستان عوض آں را چہار
پھر مجھ سے اس کے بدلے میں چار لے
شرح کن با من ازاں یک اندکے
اس ایک کی میرے لئے تھوڑی سی تشریح کر دے
کہ خدی نیست جز از کردگار
کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے
مردم و دیو و پری و مرغ را
اور انسانوں اور دیو اور پری اور پرندوں کو
مملکت او بے حد و او بے شبیہ
اس کی سلطنت لامحدود ہے اور وہ بے مثال ہے

رازق ہر جانور اندر جہاں
 دنیا میں ہر جاندار کو رزق دینے والا ہے
 ہم پدید آرنده گل از گیاں
 گھاس سے پھول پیدا کرنے والا بھی ہے
 حاکم و جبار برگردن گشاں
 دو سنگیوں پر حاکم اور زبردست ہے
 حکم اورا یفعل اللہ مایشاء
 اس کا حکم ہے اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے
 کہ عوض بد ہی مرا برگو بیار
 کہ تو بدلے میں دے گا مجھے بتا لا
 سُست گرد و چار میخ کفر من
 میرے کفر کی سزا ست پڑ جائے
 بر گشاں قفل کفر صد منم
 میرے کفر کا سنگیوں من کا قفل کھل جائے
 شہد گرد و درتتم ایں زہر گیس
 یہ کینہ کا زہر میرے جسم میں شہد بن جائے
 پرورش یا بد دے عقل اسیر
 تھوڑی دیر کے لئے قیدی عقل پرورش پالے
 مست گرم بو برم از ذوق امر
 میں مست ہو جاؤ علم خدوندی کا ذوق حاصل کر لوں
 تازگی یابد تن شورہ خراب
 برباد بنجر جسم تازگی حاصل کر لے
 خار زارم جنۃ الماوی شود
 میرا کانٹوں کا کھیت جنت لہلہی بن جائے
 جاں شود از یاری حق یار جو
 جان اللہ کی مدد کی خواستگار بن جائے

حفظ ہر چیز و ہر کس ہر مکان
 وہ ہر چیز اور ہر شخص اور ہر جگہ کا نگہبان ہے
 ہم نگہدارندہ ارض و سما
 زمین اور آسمان کا محافظ بھی ہے
 مطلع او بر ضمیر بندگاں
 وہ بندوں کے دل کی بات سے باخبر ہے
 اوست بر ہر بادشاہ ہے بادشاہ
 وہی ہر بادشاہ کا بادشاہ ہے
 گفت اے موسیٰ کد امست انچہار
 گفت اے موسیٰ وہ چار کیا ہیں؟
 تا بود کز لطف آل وعدہ حسن
 ہو سکتا ہے کہ اس اچھے وعدے کی خوبی سے
 بو کہ زال خوش وعدہاے مغتئم
 ہو سکتا ہے کہ اچھے مغتئم وعدوں کی وجہ سے
 بو کہ از تاثیر جوی ۲ انگلیس
 ہو سکتا ہے کہ شہد کی نہر کی تاثیر سے
 یاز عکس جوی آل پاکیزہ شیر
 یا اس دودھ کی پاکیزہ نہر کے عکس سے
 یا بود کز عکس آل جوہائے خمر
 یا شاید شرب کی من نہروں کی پر تو سے
 یا بود کز لطف آل جوہائے آب ۳
 یا شاید من پانی کی نہروں کی لطافت سے
 شورہ ام را سبزہ پیدا شود
 میری شہد زمین میں سبزہ پیدا ہو جائے
 بو کہ از عکس بہشت و چار جو
 ہو سکتا ہے کہ بہشت اور چاروں نہروں کے پر تو سے

۱ گیا۔ گھاس۔ مطلع۔ اللہ تعالیٰ
 ہر انسان کے دل کے راز جانتا ہے۔
 گردن کشاں۔ سنگیوں لوگ۔ گفت۔
 فرعون نے کہا۔ برگو۔ بتا۔ بیار۔ لا۔
 چار میخ۔ سزا کا ایک طریقہ تھا جس
 میں مجرم کے چاروں ہاتھ
 پاؤں کیلوں سے باندھ دیئے جاتے
 تھے۔ کفر صد من۔ بھاری کفر
 ۲ جوی انگلیس۔ جنت کی شہر کی
 نہر۔ شیر۔ جنت کی دودھ کی نہر۔ یا
 بود۔ جنت کی تیسری نہر جو شراب کی
 ہے۔ یعنی امر خدوندی
 ۳ آب۔ جنت کی چوتھی نہر جو
 پانی کی ہے شورہ۔ یعنی شہر کی زمین
 جنۃ الماوی ایک جنت کا نام
 ہے۔ بود کہ انسان کے اخلاق حمیدہ
 جنت کا عکس اور اخلاق ذمیدہ دوزخ
 کا عکس ہیں۔ چار جو۔ جنت کی چار
 نہروں۔

اچھناں کز عکس دوزخ گشتہ ام
جیسا کہ میں دوزخ کے عکس سے بن گیا ہوں
کہ از عکس نارو دوزخ ہچو مار
کہ دوزخ کی آگ کے عکس سے ساپ کی طرح
کہ ز عکس جوشش آب حمیم
کہ گرم پانی کے جوش کے عکس سے
من ز عکس زمہریم زمہریم
میں زمہریم کے عکس سے زمہریم ہوں
دوزخ درویش مظلوم گنوں
میں اب مظلوم فقیر کی دوزخ ہوں
موسیا ۲ باشد کہ بکشائیم در
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ تو مجھ پر دوزخ کے کھول دے
موسیا باشد کہ یابم مانے
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ میں امن کی جگہ پاؤں
ہیں بگو با من کد امست آل چہار
ہاں بتا مجھے وہ چار کیا ہیں؟

آش و در قہر حق آتشتہ ام
آگ اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں ڈوبا ہوا ہوں
گشتہ ام بر اہل جنت زہر بار
جنتیوں پر زہر برسانے والا بن گیا ہوں
آب ظلمم کرو خلقاں را رمیم
میرے ظلم کے پانی نے مخلوق کو بوسیدہ بنا دیا ہے
یا ز عکس آل سعیرم چوں سعیر
یا دوزخ کے عکس سے دوزخ جیسا ہوں
ولی آنکہ یا ہمیش ناگہ زوں
اس پر انہوں نے جس کو میں گزرو پاؤں
وز فضیلتہات گرم باخبر
اور تیری فضیلتوں سے میں باخبر ہو جاؤں
وارہم از کثرت ما و منے
میں تکبر اور خودی کی کثرت سے چھوٹ جاؤں
کہ عیوض خواہیم دادن بر شمار
جو مجھے تو بدلے میں دے گا شمار کر

شرح کردن موسیٰ آل چار فضیلت را جہت پانزدہی ایمان فرعون
حضرت موسیٰ کا ان چار فضیلتوں کی تشریح کہتا ہے جو فرعون کے ایمان کا بدلہ ہوں گی

گفت موسیٰ کا بلین آل چہار
حضرت موسیٰ نے فرمایا ان چاروں میں سے پہلی یہ ہے
اے علیہنی کہ در طب گفتہ اند
وہ بیماریاں جو طب میں مذکور ہیں
ثانیاً باشد ترا عمر دراز
دوسرے تیری عمر دراز ہو گی
وین نباشد بعد عمر مستوی
وہیں نہ ہو بعد عمر مستوی ہو گا
ایک ہولہ عمر کے بعد یہ نہ ہو گا

صحیحے ۳ باشد سخت را پائیدار
کہ تیرے جسم کو پائیدار صحت حاصل ہو گی
دور باشد از تننت اے ارجمند
اے ہذا اقبال! تیرے جسم سے دور ہوں گی
کہ اجل دارد ز عمرت احترام
کیونکہ موت تیری عمر سے احترام کرے گی
کہ بنا کام از جہاں بیروں روی
کہ تو دنیا سے ناکام ہو جائے

۱۔ کہ عکس۔ انسان کا ظلم و جور
دوزخ کی آگ کا عکس ہے۔ آب
حمیم۔ گرم پانی جو دوزخیوں کو پلایا
جائے گا۔ زمہریم۔ بوسیدہ۔ من
عکس۔ زمہریم دوزخ کا ایک طبقہ ہے
جو انتہائی سرد ہے۔ ہاں۔ میں ہر گزرو
پر ظلم کرتا ہوں۔

۲۔ موسیٰ۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ
شاید میں تیری فضیلتوں پر ایمان لے
آؤں۔ با من۔ امن کی جگہ۔ ما
منے۔ یعنی تکبر اور خودی۔ ہاں۔ وہ چار
چیزیں بتا دے جو تو حید کا قائل ہونے
پر مجھے حاصل ہوں گی۔ شرح کردن۔
حضرت موسیٰ نے ان چار باتوں کی
تفصیل کی جو ایمان کے عوض میں
فرعون کو حاصل ہوں گی۔

۳۔ صحیحے۔ یعنی اگرچہ تو اس وقت
بھی صحتمند ہے لیکن ایمان لانے پر
آئندہ صحتمند رہنے کا وعدہ ہے۔ پائیدار
دوسری بات جو تجھے حاصل ہو گی وہ عمر
کی ہزاری ہے۔ دین نباشد۔ بالآخر
موت آئی گی لیکن ایسی حالت میں
آئی گی کہ تو دنیا سے با مقصد جائے
گا۔

بلکہ خواہاں اجل چوں طفل شیر

بلکہ موت کا خولہاں ہو کر جس طرح وہ پتا بچ

مرگ جو ہاشی ولے نز بجز ورنج

تو موت کا جویاں ہوگا لیکن بجز اور تکلیف کبھی سے نہیں

پس بدست خویش گیری تیشہ

تو اپنے ہاتھ میں کدال لے گا

کہ حجاب گنج بنی خانہ را

کیونکہ تو گھر کو خزانہ کا پردہ سمجھے گا

پس در آتش افگنی اس دانہ را

تو اس دانہ کو آگ میں پھینک دے گا

برگنی اس خانہ تن بے دریغ

بے تامل اس جسم کے گھر کو اٹھا کر دے گا

اے بیک برگے زبانے ماندہ

اسے جو ایک ہے کی جہاں سے ایک سب سے محروم گیا ہے

چوں گرم اس گرم را بیدار کرد

جب اللہ کے گرم نے اس کیزے کو بیدار کر دیا

گرم کرے شد پُر از میوہ درخت

کیزا انھوں کی بتل میوہ بجز درخت بن گیا

نے زرنجے کہ ترا دارد اسیر

نہ کہ کسی پیدی کی جہ جس جس نے تجھے قیدی بنا لیا ہو

بلکہ بنی در خراب خانہ گنج

بلکہ تو گھر کی ویرانی میں خزانہ دیکھے گا

می زنی بر خانہ بے اندیشہ

بے تامل گھر پر مدت کا

مانع صد خرمن اس یک دانہ را

اس ایک دانہ کو سو کھلیانوں کا مانع سمجھے گا

پیش گیری تیشہ مردانہ را

مردانہ کدال کو سامنے رکھے گا

تا بروں آید مہمت از زیر میغ

تا کہ تیرا چاند ابر کے نیچے سے نکل آئے

بچو کرے برگش از رز ماندہ

اس کیزے کی طرح جس کا ایک ہے نہ گھر سے کھلا دیا ہے

اژ وہلی جہل را اس گرم خورو

اس کیزے نے جہل کے اڑنے کو نکل لیا

اس چنیں تبدیل کرد او نیکنج

اس نیک بخت نے اس طرح تبدیلی کر لی

۱۔ بلکہ تجھے پھر مرنے کی یعنی تمنا

ہوگی جیسی کہ بچہ کو دھکی ہوئی ہے۔

مرگ دینا سے جنگ آ کر مرنے کی

تمنا نہ ہوگی بلکہ اس لئے ہوگی کہ تو یہ

سمجھے گا کہ جب تک جسم ویران نہ ہوگا

اس کے اندر مہمان خزانہ ہاتھ نہ آئے

گا۔ خانہ یعنی جسم۔ کہ حجاب۔

جسمانی زندگی کو خزانہ معرفت کے

لئے تو پردہ سمجھے گا۔ تاہم۔ تو سمجھے گا

کہ معرفت کا چاند اس جسم کے گھر میں

پوشیدہ ہے۔

۲۔ اے بیک۔ جو لوگ جسم پروری

میں لگے ہیں ان کی مثل اس کیزے

کی اس ہے جو ایک ہے کو چمنا ہوا ہے

لو اس کی جہ سے وہ انھوں کی لذتوں

سے محروم ہے چوں گرم۔ جب خدا

کے گرم سے یہ کیزا پیدا ہو جائے گا۔

تو جہل اور نااہلی کے اڑنے کو نکل

جائے گا۔

۳۔ تفسیر۔ مخلوق سے خدا کی

معرفت کا مطلب یہ ہے کہ انسان

خدا کی صفات حاصل کر لیتا ہے تو اس

کے ذریعہ خدا کی صفات کی معرفت

ہوتی ہے۔ عقیق۔ اس یمن۔ یمن

سے مراد قلب اور روح ہے اور عقیق

سے مراد حکمت سے ماییت۔ یعنی

مجاہدات کے ذریعہ جسم کو فنا کرنے

سے ندرک۔ کہ ہزاراں۔ خزانہ ہاتھ آ

جائے تو اس ویران شدہ گھر جیسے

سینکڑوں اس کے ذریعہ تعمیر کر لئے

جائیں گے۔

تفسیر سکت کزاً منخفاً فاحیث ان اعرف فخلق الخلق لا عرف

میں چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میں پہنچانا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ میں پہنچانا جاؤں کی تفسیر

صد ہزاراں خانہ شاید ساختن

لاکھوں گھر بنائے جا سکتے ہیں

از خرابی ہیں میندیش و مایست

ویرانی کی فکر نہ ہو نہ غم

می تو اس کردن عمارت بے زرنج

تکلیف کے بغیر تعمیر کئے جا سکتے ہیں

خانہ برکن کز عقیق اس یمن

گھر کھود ڈال یمن کے اس عقیق سے

گنج زیر خانہ است و چارہ نیست

خزانہ گھر کے نیچے ہے اور کوئی تدبیر نہیں ہے

کہ ہزاراں خانہ از یک نقد گنج

ایک نقد خزانے سے ہزاروں گھر

عاقبت ایں خانہ خود ویراں شود
انجام کار یہ گھر خود ویراں ہو گا
لیک آں تو نباشد زانکہ رُوح
لیکن وہ تیری ملکیت نہ ہو گا کیونکہ روح کے لئے
چوں نکرد آذکار مُردش ہست لا
جب وہ کام نہ کیا اس کی مزدوری معدوم ہے
دست خالی بعد ازاں تو کاے دروغ
اس کے بعد تو ہاتھ کانٹے گا کہ ہائے افسوس
من ۲ نکر دم انچہ گفتند از بہی
جو بھلائی کی بات انہوں نے کہی میں نے نہ کی
مانع صد خرمن ایں یک دانہ بود
سینکڑوں کھلیانوں کے لئے ایک دانہ مانع تھا
خانہ را اجرت گرفتی و کرے
تو نے گھر اجرت لہ کرلیہ پر لیا ہے
ایں کرے را مُدّے اوتا اجل
اس کرلیہ کی مدت موت تک ہے
پارہ ۳ دوزی میکنی اندر دُکان
تو دکان میں چھتڑے سے رہا ہے
ہست ایں دُکان کرائی رُودباش
یہ دکان کرلیہ کی ہے جلدی کر
تا کہ تیشہ ناگہاں برکاں نہی
تا کہ تو کدال اچانک کان پر دکھ دے
پارہ دوزی چیمت خورد آب و نال
چھتڑے سینا کیا ہے روٹی پانی کی خوراک
ہر زماں می دزد ایں دلّی سخت
یہ تیرے جسم کی گدزی ہر وقت چھنتی رہتی ہے

۱ عاقبت۔ بالآخر جسم کو فنا ہونا ہے
لیکن مزدوری محنت سے ملتی ہے اگر
اس کے فنا کرنے میں تیری محنت
شامل ہے تو یہی خزانے تیری
مزدوری میں تھے نہ ٹیس گے چوں
نکرد۔ جب محنت نہ کی تو مزدوری
معدوم ہے اس لئے کہ انسان کو اس کی
محنت اور سعی کا ہی ثمر ملتا ہے۔ دست
خالی۔ جب خزانہ نمودار ہو گا اور وہ تیرا نہ
ہو گا تو افسوس کرے گا

۲ من نکر دم۔ اس وقت نصیحت
پر عمل نہ کرنے سے تو افسوس کرے گا
اور سمجھے گا کہ جسم کا ایک دانہ اس کھلیان
کے حاصل کرنے سے مانع ہوا خانہ۔
جسم کا گھر تیری ملکیت نہیں ہے ایک
کرایہ دار عارضی گھر ہے۔ اس گھر کی
یہ کرایہ داری موت کے وقت تک ہی
چلے گی اس لئے کہ اس میں عمل کر
نے

۳ پارہ دوزی۔ کمانے پینے کے
ذریعہ تو جسم کو درست کرتا ہے اور یہ
نہیں سمجھتا کہ اس میں دکانیں مدفون
ہیں۔ تماش۔ یعنی اس کی گہرائی۔ دلّی
گراں۔ یعنی جسم انسانی۔ ہر زماں۔
انسان کی بھوک پیاس جسم کی خشکت
اور سخت بھلا کھانا پینا اس کی فوری

ہے

از زرش یقین عریاں شود
خزانہ یقیناً اس کے نیچے سے ظاہر ہو گا
مُرد ویراں کرد نستش آں فتوح
وہ نذرانہ اس جسم کو ویراں کرنے کی مزدوری ہے
لَیس لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَسْعٰی
انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی
ایں چٹمیں ماہے بد اندر زیرِ مِغ
اس کے نیچے ایسا عمدہ چاند تھا
گنج رفت و خانہ و دستم تہی
خزانہ گیا اور گھر بھی اور میرا ہاتھ خالی ہے
حائل گنج و حجاب ایں خانہ بود
خزانہ میں حائل اور پردہ یہ گھر تھا
نیست ملک تو بہ بیعی یا شرے
خرید و فروخت کے ذریعے تیری ملکیت نہیں ہے
تا دریں مدت گنی دروے عمل
تا کہ تو اس مدت میں اس میں کام کر لے
زیر ایں دُکان تو مدفون دُکان
اس دکان کے نیچے دکانیں مدفون ہیں
تیشہ بستان و تلمش را می تراش
کدال لے اور اس کی = کو کھو
از دُکان و پارہ دوزی وارہی
دکان اور چھتڑے سینے سے نجات پا جائے
میزنی ایں پارہ بر دلق گراں
بھاری گدزی پر تویہ پیوند لگا رہا ہے
پارہ بروے می زنی زیں خوردنت
تو اس خوراک سے اس پر پیوند لگاتا ہے

اے ز نسل بادشاہ! کام یار
اے ہامقصد بادشاہ کی نسل سے
پارہ برکن ازیں قعر و وکان
اس دکان کی تہ سے نکلا بنا
پیش ازاں کایں مہلبت خانہ کرے
اس سے قبل کہ گھر کی کرایہ داری کا وقت
پس ۲ ترا بیروں گند صاحب دکان
پس تجھے دکان کا مالک نکال دے
تو ز حسرت گاہ بر سر می زنی
تو کبھی حسرت سے سر پینے گا
کائے دریغا آن من بود ایں دکان
کہ ہائے فسوس! یہ دکان میرے قبضہ میں تھی
اے دریغا گنج را بگذاشم
ہائے فسوس! میں نے خزانہ ضائع کر دیا
اے دریغا بود ما را برد باد
ہائے فسوس! ہمارا وجود برباد ہو گیا

۱ بادشاہ یعنی حضرت آدم جو پہلے خلیفۃ اللہ ہیں۔ پارہ کن۔ اس عارضی دکان یعنی جسم کو تو زوال اس میں سے زرد و جواہر کی دکان میں برآمد ہوں گی۔ پیش ازاں۔ یہ عارضی جسم سے اس سے فائدہ اٹھالے اور اس کی صورت یہی ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اس کو فنا کرو۔

۲ پس۔ ایک وقت آجائے گا کہ یہ عارضی جسم تجھے سے لے لیا جائے گا اور تو اس دکان سے محروم ہو جائے گا جو اس میں بدنون سے لور تو فسوس کرے گا اور کہے گا کہ میں خزانہ سے محروم ہو گیا اور میں نے آب حیات کو منی سے چھپا دیا۔ تا ابد۔ پھر تو اس آیت کا صدق بن جائے گا۔

۳ غزہ شذن۔ انسان اپنی ذہانت اور عظمتی کے بھروسہ پر علم نبوت سے محروم رہ جاتا ہے۔ دیدم۔ بالآخر اس کو فسوس کرنا پڑتا ہے کہ مکان کے نقش و نگار میں مصروف ہو کر اس کے خزانہ سے محروم ہو گیا۔ عشق۔ پھر فسوس کے ساتھ اس کو کہنا پڑے گا میں گھر کے نقش و نگار میں کھو گیا اور خزانہ سے محروم ہو گیا۔

غزہ ۳ شذن آدمی بہ ذکاوت و تصورات طبع خویش و طلب
انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے بھوکے میں پڑنا اور
ناکردن علم غیب کہ علم انبیاست علیہم السلام
علم غیب طلب نہ کرنا جو انبیاء علیہم السلام کا علم ہے

دیدم اندر خانہ من نقش و نگار
میں نے گھر میں نقش و نگار دیکھے
ماندہ ام در خانہ حیران و نزار
میں گھر کے معاملہ میں حیران اور کمزور بن گیا
عشق خانہ در دل من کار کرد
گھر کی محبت میرے دل میں کام کر گئی
بودم اندر عشق خانہ بے قرار
میں گھر کے عشق میں بے قرار تھا
لا بد از معنی شدم من عور و زار
لا محالہ میں حقیقت سے خالی اور بد حال رہ گیا
لا جرم از گنج ماندم دور و فرد
میں احمالہ خزانہ سے دور اور تنہا رہ گیا

یوم از کنج نہانی بے خبر
 میں پوشیدہ خزانے سے بے خبر تھا
 آہ اگر داد تیرا دادی
 انہوں نے اگر میں تیرا کی قدر کر لیتا
 چشم را بر نقش می انداختم
 میں نے نقش و نگار پر آنکھ جمادی
 بس ۲ نگو گفت آں حکیم کامیار
 اس ماہر اور دانانے بہت اچھا کہا ہے
 در الہی نامہ بس قدر کرد
 الہی نامہ میں اس کی نصیحت کی ہے

ورنہ دستبندی ا من بودے شہر
 منہ تیرے ہاتھ کا گھدستہ ہے
 ایں زماں غم را تیرا دادی
 اس وقت میں غم پر تیرا بڑھ دیتا
 ہچو طفلان عشقہا می باختم
 بچوں کی طرح محبت کرنے لگا
 کہ تو طفلی خانہ پر نقش و نگار
 کہ تو بچے اور گھر نقش و نگار سے بھرا ہوا ہے
 کہ بر آراز دود مان خویش کرد
 کہ اپنے خاندان کو برباد کر

تمامی شرح کردن موسیٰ علیہ السلام با فرعون فضیلت چہار گانہ
 حضرت موسیٰ کا فرعون سے چاروں فضیلتوں کی تشریح کو مکمل کرنا

بس کن اے موسیٰ بگو وعدہ سوم
 اے موسیٰ بس کر تیرا وعدہ بتا
 گفت موسیٰ آں سوم مُلک دو تو
 حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ تیسری وہی حکمت ہے
 بیشتر زان مُلک کا کنوں دشتی
 اس سلطنت سے بڑھ کر جو تو اس وقت رکھتا ہے
 آنکہ در جنگ چنان مُلکے وہد
 وہ خدا جو جنگ میں تجھے ایسا ملک عطا کر دیتا ہے
 آں گرم کاندرا جفا آنہات داد
 جس گرم نے ظلم میں تجھے وہ چھ دیا
 گفت اے موسیٰ چہارم چیت زود
 اس نے کہا اے موسیٰ چوتھی کیا ہے جلد
 گفت چارم آنکہ مانی تو جوان
 فرمایا چوتھی یہ ہے کہ تو جوان رہے گا

کہ دل من ز اضطرابش گشت گم
 کیونکہ میرا دل اس کی پریشانی سے گم ہو گیا ہے
 دو جہانے خالص از خصم و عدو
 دو جہان کی جو دشمن اور مخالف سے خالی ہے
 کال بُد اندر جنگ و ایں در آشتی
 کیونکہ وہ جنگ میں ہے اور یہ صلح میں ہے
 ونگر اندر صلح خوانت چوں نہد
 غور کر صلح میں تیرے سامنے کیسا خون چھائے گا؟
 در وفا بنگر چہ باشد اعتقاد
 غور کر وفا دہی میں اس کی دلجوئی کیسی ہوگی؟
 باز گو صبرم شد و حرمم فرود
 کہہ دے میرا صبر جاتا رہا اور حرم بڑھ گئی ہے
 موسیٰ ہچوں قیر و رُخ چوں ارنواں
 بال تارکول کی طرح اور چہرہ گل باونہ کی طرح رہے گا

۱۔ دستبندی ایک مصنوعی خوشبوؤں
 کا گولا ہوتا تھا جس کو ہاتھ میں رکھا
 جاتا تھا۔ تیر۔ یعنی میں تیرے ذریعہ
 اس خزانہ کو کھول لیتا۔ تیرا۔ کسی چیز سے
 برأت کا اظہار کرنا۔ چشم را۔ میں نے
 مکان کے ظاہری نقش و نگار پر نظر
 رکھی۔

۲۔ بس نگو۔ حکیم سنانی رحمت اللہ علیہ
 نے اپنی کتاب حدیث میں فرمایا ہے
 الہی نامہ حکیم سنانی رحمت اللہ علیہ نے
 اپنی کتاب الہی نامہ میں فرمایا ہے
 ہم انداز سن بتولفت
 کہ تو طفلی و خانہ رگینت
 زودمان۔ خاندان یعنی اعضاء جسمانی
 بس کن۔ یہاں تک مولانا کی تقریر
 حضرت موسیٰ کی زبانی تھی اب فرعون
 نے کہا کہ تقریر تم لوگوں تیسری بات
 بتاؤ۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے
 فرمایا کہ ایمان لے آئے گا تو تجھے
 دونوں جہانوں کی دوسری بادشاہت
 حاصل ہو جائے گی جس میں تجھے
 کسی دشمن کا بھی ڈر نہ ہوگا۔

۳۔ در جنگ۔ کفر کی حالت میں
 تجھے اتنا بڑا ملک دے رکھا ہے تو اگر تو
 صلح کر لے گا اور ایمان لے آئے گا تو
 دیکھنا کتنی بڑی سلطنت حاصل ہوتی
 ہے۔ جفا۔ یعنی کفر۔ وفا۔ یعنی
 ایمان۔ اعتقاد۔ دلجوئی۔ گفت۔
 حضرت موسیٰ نے فرمایا ایمان لانے پر
 چوتھی چیز جو تجھے ملے گی وہ یہ ہے کہ
 بقید عمر میں بھی تو جوان رہے گا۔ تیر۔
 ایک کالا برتن ہے ارنواں۔ گل
 باونہ۔

رنگ و بود در پیش ماس کاسد ستا لیک تو پستی سخن کردیم پست

رنگ و بود ہمارے سامنے بہت بے قیمت ہیں لیکن تو گھنیا ہے اس لئے ہم نے گھنیا بات کہی

افتخار از رنگ و بود از مکاں ہست شادی و فریب کود کاں

رنگ و بود اور مکان پر فخر کرنا بچوں کی خوشی اور دھوکا ہے

بیانِ ایں خبر کہ کَلِمُوا النَّاسَ عَلٰی قَلْرِ عَقُولِهِمْ

اس حدیث کی تفصیل کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے انداز سے بات کیا کرنا کہ

لَا عَلٰی قَلْرِ عَقُولِكُمْ حَرَّ لَا يَكْتُبُ اللهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اپنی عقلوں کے انداز سے تاکہ اللہ اور اس کا رسول جھٹا نہ دیا جائے

چونکہ باکودک سرو کارم فتاد ہم زبان کود کاں باید گشاد

چونکہ میرا واسطہ بچے سے پڑ گیا مجھے بھی بچوں کی زبان کھٹنی چاہیے

کہ برو کتاب تا مرغت خرم یا مویز و جوز و فسق آورم

کہ مدرسہ جا تیرے لئے پرند خریدوں گا یا منقی یا اخوت یا پست لا دوں گا

جوز شباب شن نمیدانی بگیر ایں جوانی را بگیر اے خیر شعیر

جسم کی جوانی کے علاوہ تو کچھ نہیں سمجھتا ہے لے لے اس جوانی کو اے گدھا جو لے لے

ہیج آژنگے نیفتد بر رخت تازہ ملد ایں شباب فرخت

تیرے چہرے پر کوئی تھری نہ پڑے گی یہ تیری مہلک جوانی تازہ رہے گی

نے رشید پیریت آید برو نے قد چوں سرو تو گر دو تو

نہ اس پر تیرے بڑھاپے کی ذلت آئے گی نہ تیرا سرد جیسا قد ٹیڑھا ہو گا

نے شود زور جوانی از تو کم نے بدندانہا خللہا یا الم

تجھ میں سے جوانی کا زور نہ کھنے گا نہ دانتوں میں کوئی خرابی اور تکلیف آئے گی

کہ زناں را آید از ضعف ملال نہ شہوت اور جماع اور ملاعبت میں کمی آئے گی

کہ عورتوں کو تیری کمزوری سے تکلیف ہو لیک خوشتر لفظ لفظ دم بدم

بلکہ لفظ بہ لفظ اور دم بدم بہتر ہو گا

کہ کشوں آل مودہ بر عکاشہ باب کہ کشوں آل مودہ بر عکاشہ باب

جس طرح حضرت عکاشہ پر خوشخبری نے روانہ کھولا تھا

۱۔ کاسد۔ کھوٹا۔ کوکال۔ یہ

چیزیں بچوں کی خوشخبری کی ہیں۔

کَلِمُوا آغضور کا ارشاد ہے کہ لوگوں

سے دین کی ایسی باتیں کہو جو ان کی

کچھ کے مطابق ہوں ورنہ وہ ان کی

تکذیب کر دیں گے۔

۲۔ کہ بود۔ بچوں سے ایسی بچکانہ

باتیں کی جالی ہیں۔ فسق۔ پست۔

خرس۔ بچہ۔ آژنگ۔ جھری۔ رشید۔

ذلت۔ خواری۔ الم۔ تکلیف۔

۳۔ طمٹ۔ حیس و جماع بعد۔

بیوی سے کھیل کو کرنا۔ خوشتر۔ یعنی دم

بدم جو ملی میں انسانہ ہوگا۔ عکاشہ۔

حضرت عکاشہ مشہور صحابی سے

ایک روز حضور نے فرمایا میرا امت میں

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر

سب کتاب جنت میں داخل ہوں

گے حضرت عکاشہ نے عرض کیا حضور

دعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان لوگوں

میں سے ہوں تو حضور نے ان کو

بشارت دی اور فرمایا کہ تم بھی انہی

لوگوں میں سے ہو۔

معنی حدیث من بشرنی بخروج لصفہ بشرته بذخول لجة ولسق عکثه

اس حدیث کا مطلب کہ جو مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری دے گا میں اس کو جنت کی خوشخبری دے گا اور حضرت عکاشہ کی یہ کہل

احمد آخر زماں را انتقال
نی آخر اہل اہم کا انتقال
چوں خبر یا بدش زیں وقت نقل
جب آپ کا دل انتقال کے وقت سے باخبر ہو گیا
چوں صفر آمد شود شاد از صفر
جب ما صفر آیا آپ صفر سے خوش ہوئے
ہر شبے تاروز از شوق ہدے
راہ پائی کے شوق سے ہر شب کو دن نکلنے تک
گفت ہر کس کہ مرا مرده دید
فرمایا جو شخص مجھے خوشخبری دے گا
کہ صفر بگذشت و شد ماہ ربیع
کہ صفر گذر یا ہو ربیع کا مہینہ ہو گیا
چوں صفر برست زخت و ماہ نو
جب صفر نے سلان ہاتھ لیا اور نیا چاند
گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت
حضرت عکاشہ نے عرض کیا صفر گزر گیا اور چلا گیا
دیگرے آمد کہ بگذشت آل صفر
دوسرے آئے کہ صفر گزر گیا
بس رجال از نقل عالم شادماں
بہت سے انسان دنیا سے انتقال کرنے پر خوش ہیں
چونکہ آب خوش ندید آں مرغ کور
چونکہ اس اندھے پرند نے عمہ پانی نہیں دیکھا ہے
چمنیں موسیٰ کرامت می شمرود
حضرت موسیٰ اس طرح سے انعام شکر کر رہے تھے

در ربیع الاول آمد بے جدال
بلا اختلاف ربیع الاول میں ہوا ہے
عاشق آں وقت گروہ او بعقل
آپ دل و جان سے اس وقت کے مشتاق ہو گئے
کز پس ایں ماہ می سازم سفر
کہ اس مہینہ کے بعد میں سفر کروں گا
او رفیق راہ اعلیٰ می زدے
آپ راہ اعلیٰ کے رفیق کا نعرہ لگاتے تھے
چوں صفر پای از جہاں بیروں نہند
جب صفر کا مہینہ دنیا سے باہر پاؤں نکلے گا
مردہ و ر باشم مر اورا و شفیع
میں اس کو خوشخبری دینے والا اور سفارش کرنے والا ہوں گا
گشت پیدا بر فلک باتاب وضو
دشمن اور نور کے ساتھ آسمان پر نمودار ہو گیا
گفت جنت مرثراے شیر زفت
(انخصم نے فرمایا ہے بہلہ شیر اہیرے لئے جنت ہے
گت عکاشہ بیرو از مرده بر
فرمایا عکاشہ خوشخبری کا پھل لے گئے
وز بقایش شادماں ایں کو دکاں
اور اس میں باقی رہنے سے یہ بچے خوش ہیں
پیش او کور نماید آب شور
اس کو کور کھادی پانی نظر آتا ہے
ہم بد نیساں بے قدم رہ می سپرد
اسی طرح بغیر قدم کے ساتھ طے کر رہے تھے

۱۔ احمد۔ اہل سنت کے نزدیک
بالانفاق۔ حضور کی وفات ربیع الاول
کے مہینہ میں ہوئی ہے۔ وقت نقل۔
انتقال کا وقت۔ رفت۔ وفات کے
قریب حضور یہ جملہ فرما رہے تھے۔
اللہم بالوفیق الاعلیٰ یعنی اب میں
رفت اعلیٰ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔
۲۔ گفت۔ حضور نے فرمایا جو صفر
کے ختم ہونے اور ربیع الاول کی آمد کی
خوشخبری دے گا میں قیامت میں اس
کا سفارش کروں گا۔ بلو۔ یعنی ربیع
اول کا چاند نظر آئے۔

۳۔ دیگرے۔ کسی دوسرے صحابی
نے بھی صفر کے ختم ہونے کی خوش
خبری دی۔ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ
بازی لے گئے۔ بس رجال۔ جن
لوگوں کو آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ ہو
جاتا ہے وہ دنیا سے منتقل ہونے پر
خوشی محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ دنیا
میں رہنے پر خوش ہوتے ہیں وہ طفل
طبع ہیں۔ چمنیں۔ ایمان لانے پر جو
اس کو انعام ملیں گے حضرت موسیٰ وہ
شکر کرتے رہے۔

کہے نہ گرو صاف اقبال تو دُر
ہم نگرود اطلس سخت تو بُر
کہ تیرا صاف اقبال تھمت نہ بنے گا
تیرے نصیب کا اطلس ہو نہ بنے گا
ہرچہ خواہی یابی از سخت جواں
شادماں مانی نگرودی ناتواں
قوی نصیب سے تو جو چاہے گا پائے گا
تو خوش رہے گا نگرود نہ بنے گا
گفت اَحْسَنَتْ نَلکو گفتی ولیک
تا کنم من مشورت با یار نیک
فرعون نے کہا بہت اچھا تو نے عمو بات کہی لیکن
میں اچھے دوست سے مشورہ کر لوں

۱۔ کہ نہ گرو۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا تو ایمان لائے گا تو تیرا اقبال بند ہے گا۔ برو۔ بھاری اور معمولی کپڑے کی چادر ہوتی تھی۔ گفت۔ فرعون نے اچھتیں سن کر کہا میں جب تک اپنی بیوی سے مشورہ نہ کر لوں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

۲۔ گفت۔ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تھیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کی بیعتوں پر عمل کر لے متن۔ وہ عبادت جس کی تشریح کی جائے گرم کشت۔ یعنی عشقِ خدوئی میں گرم ہوگی۔ بخ لک۔ خوشی کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ کلک۔ گل گنجا اس میں کاف تصغیر کا ہے۔

۳۔ عیب۔ کل گننے کا صحیح اثر اس کو ٹوپی ازھا اس کا عیب چھپائے تو تعجب کی بات ہے مزید تعجب جب ہے کہ ٹوپی بھی چاند اور سورج کی ہو۔ ہمدان۔ حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا تجھے فوراً ہی مجلس میں ایمان لے آتا تھا۔ بیچ ایمان پر فرعون کی بخشش کا وعدہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ شیطان کی دل جوئی کرے۔

مشورت کردن فرعون با آسیہ خاتون در ایمان آوردن
حضرت موسیٰ پر ایمان لانے میں حضرت سلیمان خاتون سے فرعون کا مشورہ
بموسیٰ علیہ السلام و فرمودن آسیہ اُورا با ایمان آوردن
کہا اور حضرت آسیہ کا اس کو ایمان لانے کو کہنا

باز گفت او ایس سخن با آسیہ
پھر اس نے یہ باتیں (حضرت) آسیہ سے کہیں
بس عند تہاست متن ایں مقال
اس گفتہ کا متن بہت سی عنایتیں ہیں
وقت کشت آمد ز سے بر سود کشت
کھیتی کا وقت آ گیا وہ کس قدر نفع بھری کھیتی
بر جہید از جا و گفتا بخ لک
جگہ سے کوہیں اور کہا تجھے مہدک
عیب ۳ کل را خود پو شاندا گراہ
عیب خود گننے کو ٹوپی پہناتا ہے
ہمدان مجلس کہ بشیدی تو ایں
اسی مجلس میں جس میں تو نے یہ سنا تھا
ایس سخن در گوش خورشید ارشدے
یہ بات اگر سورج کے کان میں پڑتی
بیچ میدانی چه وعدہ است او چه داد
تو کچھ جانتا ہے کہ کیسا وعدہ اور کس قدر سخاوت ہے
گفت اچھا آتشاں بریں اسل سیہ
انہوں نے فرمایا سیاہ دل ان پر جان چھڑک دے
زود دریاب اے شہ نیکو خصال
اے نیک خصلت شادا جلد حاصل لے
ایس بگفت و گریہ کرد و گرم گشت
یہ کہا اور رونے لگیں اور گرم ہو گئیں
آفتابے تاج گشتت اے کلک
اے کنجا سورج تیرا تاج بن گیا ہے
خاصہ چوں باشد گلہ خورشید و ماہ
خصوصاً جبکہ سورج اور چاند ٹوپی ہو
چوں نلفتی آرے و صد آفریں
تو نے ہی اور صد آفریں کیوں نہ کہا؟
سرنگوں بر بوی آں زیر آمدے
اس کی تمنا میں لندھا نیچے آ جاتا
می گند ابلیس را حق انتقاد
اللہ تعالیٰ شیطان کی دلجوئی کر رہا ہے

چوں بیدیں لطف آل کر میت باز خواند
جب اس کریم نے اس مہربانی سے تجھے بلایا ہے
زہرہ ات ند رید تازاں زہرہ ات
تیرا پتہ نہ پٹھا تاکہ تیرے اس پتے سے
زہرہ کز بہر حق او بر درو
وہ پتہ جو خدا کے لئے پھٹ جائے
غافل ہم حکمت ست و اس غمی
غفلت اور یہ اندھا پن بھی حکمت ہے
غافل ہم حکمت ست و نعمت ست
غفلت بھی حکمت اور نعمت ہے
لیک نے چنداں کہ ناسورے شود
لیکن نہ اس قدر کہ ناسور بن جائے
خود کہ یابد اس چینس بازار را
ایسے بازار کو خود کون حاصل کر سکتا ہے؟
دائہ را صد در خنانت عوض
ایک دانہ کا سو باغ تیرے لئے بدل ہوں
کان اللہ وادان آل جبہ است
اس رتی کا دینا ' اللہ کا ہو جانا ہے
زانکہ اس ہوی ضعیف بیقرار
کیونکہ یہ کمزور ہے قرہ شخصیت
ہوی فانی چونکہ خود با او سپرد
جب فانی شخصیت نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا
ہمچو قطرہ خائف از بادوز خاک
اس قطرے کی طرح جو ہوا اور مٹی سے خائف ہے
چوں باصل خود کہ دریا بود حسرت
جب وہ اپنی اصل میں جو کہ دریا تھی کو گیا

اے عجب چوں زہرہ ات بر جائے ماند
تعب ہے تیرا پتہ کس طرح جگہ پر رہا؟
بودے اندر ہر دو عالم بہرہ ات
دونوں جہان میں تیرا حصہ ہوتا
چوں شہیداں از دو عالم بر خورو
وہ شہیدوں کی طرح دونوں جہان سے فائدہ اٹھاتا ہے
تا بماند لیک تا اس حد چرا
تاکہ اس کا وجود ہے، لیکن اس حد تک کیوں ہے؟
تا نپرد زود سرمایہ ز دست
تاکہ ہاتھ سے سرمایہ جلد نہ نکل جائے
زیر جان و عقل رنجورے شود
ایک بیکار کی جان اور عقل کا زہر بن جائے
کہ بیک گل می خرمی گلزار را
کہ تو ایک پھول کے بدلے میں چمن کو خرید لے
جبہ را آیدت صد کاں عوض
ایک رتی کا تیرے لئے سو کانیں بدل ہوں
تا کہ کان اللہ لہ آید بدست
تاکہ ' اللہ اس کا ہو گیا ' ہاتھ آ جائے
ہست شد زان ہوی مرت یا اندر
اللہ کی پائید شخصیت سے وجود میں آئی ہو
گشت باقی دائم و ہرگز نمرود
وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو گئی اور ہرگز نہ مرے گی
کہ فنا گردد بدیں ہر دو ہلاک
کہ ان دونوں سے فنا اور ہلاک ہو جائے گا
از آتف خورشید و باد و خاک رست
تو اس نے صورت کی گرمی اور دھواں خاک سے نجات پالی

۱۔ پتوں سے جیسے معصیت کا
پر اللہ کی رحمت دیکھ کر تیرا پتہ کیوں نہ
پٹھا اگر پھٹ جاتا تو دونوں جہان کی
کامیابی تھی۔ زہرہ۔ جو پتہ اللہ کے
لئے پھٹ جائے اس کو شہیدوں کی
طرح خدا کی جانب سے فدا ملتی
ہے۔ غافل۔ نظام عالم کی بقا کے لئے
خدا سے غفلت اور اندھے پن کی بھی
ضرورت ہے لیکن تیری غفلت حد
سے بڑھی ہوئی ہے۔

۲۔ غافل۔ اگر انسان ہر وقت
استغراق میں رہے اور اس کے حواس
معطل رہیں تو اس کے علم کا سرمایہ
گت جائے۔ لیک۔ لیکن ایسی
غفلت جو ناسور کے پھج کی ہو بری
چیز ہے۔ خود کہ یابد۔ حضرت موسیٰ کی
دعوت کو قبول کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ
ایک پھول کے عوض چمن خرید لیا
جائے۔ درختساں۔ باغ

۳۔ کان اللہ۔ حدیث میں ہے
مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ لِلَّهِ لَهْ جَوْشَنُ اللَّهِ
کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا۔ ہوی۔ ذات
شخصیت۔ آت باقی۔ حدیث قدسی
سَعْنِ اَخْبِي قَطْرَةً وَمِنْ قَطْرَةٍ فَلَقَا
دِيَةً جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کو مل
کر دیتا ہوں اور میں جس کو مل کرتا
ہوں اس کا بدلہ میں خود ہوں۔ ہمچو۔
پانی کی بوند کو صورت کی گرمی ہوا خاک
سے گرم کر دیتی ہے۔

ظاہر شام گم گشت در دریا و لیک
اس کا ظاہر دریا میں گم ہو گیا لیکن
ہیں بدہ اے قطرہ خود را بے ندیم
اے قطرے! خود کو بغیر شرمندگی کے دیدے
ہیں بدہ اے قطرہ خود را این شرف
ہاں اے قطرے! اپنے آپ کو یہ شرف بخش
خود کرا آید چنین دولت بدست
یہ دولت خود کس کو ہاتھ آتی ہے؟
چوں ۲ تقاضای کند دریا ترا
جب دیا تجھ پر تقاضا کر رہا ہے
اللہ اللہ زود بفروش و بخر
خدا کے لئے جلد بیچ لو خرید
اللہ اللہ ہیج تاخیرے ممکن
خدا کے لئے بالکل تاخیر نہ کر
اللہ اللہ زود بشتاب و بگو
خدا کے لئے جلد دوڑ لو تلاش کر
اللہ اللہ گئی شو بیدست و پا
خدا کے لئے بغیر ہاتھ پاؤں کی گیند بن جا
اللہ اللہ تو گمان بد مبر
خدا کے لئے تو بدگمانی نہ کر
اللہ اللہ زود دریا ب اے فنا
خدا کے لئے اے نوجوان جلد حاصل کر لے
اللہ اللہ ترک گن ہستی خود
خدا کے لئے اپنی ہستی کو چھوڑ دے
اللہ اللہ زود تر تعجیل گن
خدا کے لئے بہت جلد عجلت کر

ذات او معصوم و پا برجا نیک
اس کی ذات محفوظ اور قائم اور خوب ہے
تابیابی در بہلی قطرہ یم
تا کہ تو قطرے کے عوض سمند حاصل کر لے
در کف دریا شوا یمن از تلف
دیا کے ہاتھ میں پہنچ کر ہلاکت سے محفوظ ہو جا
قطرہ را بحرے تقاضا گر شد دست
کہ قطرے کے لئے سمند تقاضا کرنے والا ہوا ہے
پس چه استادی و در ماندی ہلا
تو پھر خبردار! تو کیوں کھڑا ہے اور عاجز ہے؟
قطرہ وہ بحر پر گوہر ببر
قطرہ دیدہ جوہر بجز سمند لے جا
کہ ز بحر لطف آمد این سخن
کیونکہ مہربانی کے سمند سے یہ پیغام آیا ہے
چونکہ بحر رحمت ست این نیست جو
کیونکہ یہ رحمت کا سمند ہے نہ نہیں ہے
تا شود چوگان موسیٰ پا ترا
تا کہ موسیٰ کا بلا تیرا پاؤں بن جائے
بر چنین انعام عام ابے بیخبر
اے بے خبر! ایسے عام انعام پر
تاگردی در غلط بینی فنا
تا کہ تو غلط بینی سے فنا نہ ہو جائے
چونکہ خواند سنت بروای معتمد
جب اس نے بلایا ہے اے معتمد! چلا جا
بر فرود از این اشارت بے سخن
اس بغیر کلام کے اشارے سے منور ہو جا

۱ ظاہر شام۔ جو قطرہ دریا میں مل گیا
بظاہر وہ فنا ہوا ہے حقیقتاً وہ زیادہ محفوظ
ہو گیا ہے۔ ہیں بعد اپنی ذات کو فنا کر
کے ذات باری حاصل کرنا ایسا ہی ہے
جیسا کہ قطرے کے عوض میں سمند
حاصل کرنا۔ اس شرف۔ قطرے کا
دریا میں مل جانا قطرے کی عزت
ہے خود کر۔ یہ سعادت اپنی طاقت
سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔

۲ چوں۔ جب دیا ہے وحدت
خود و صورت سے اپنے توب توفیق کیا
ہے اللہ۔ جلد قطرہ دے کر پر جوہر
دیا خرید لے۔

۳ گوی شو۔ جس طرح موسیٰ
کہیں وہ کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو
موسیٰ کے بلکہ گیند بنا دینا چاہیے۔
ترک گن۔ اپنی ہستی کو ترک کر کے
قرب حاصل کرنا چاہیے۔ اشارت۔
موسیٰ کی دعوت قدرتی اشارہ ہے اس
سے منور ہو جانا چاہیے۔

اللہ! اللہ تاگونوں کو باختی خدا سے ڈر اب تک تو نے میری بازی چلی اللہ اللہ چوں عنایت در رسید سبحان اللہ جب اللہ کی مہربانی ہو گئی اللہ اللہ چونکہ عصیانات تو خدا کے لئے جب تک تیرے گناہ اللہ اللہ چوں زہمت راہ داد خدا کے لئے جب اس نے نفل کر کے تجھے ماست دیا ہے اللہ اللہ باحسین کفر ۲ دو تو تعجب ہے ایسے دہرے کفر کے ہوتے ہوئے لطف اندر لطف او گم می شود مہربانی اس کی مہربانی میں گم ہو رہی ہے ہیں کہ یک بازے فتاوت و العجب آگاہ ایک عجیب باز تیرے ہاتھ آ گیا ہے وہ پذیر اس چار خلعت زود زود ان چاروں خلعتوں کو جلد از جلد قبول کر لے گفت ۳ باہا ماں بگویم اے سیر اس نے کہا ہے پردہ نشین! میں ہلمان سے گفتگو کروں گا گفت باہا ماں لگو اس راز را اس نے کہا ہلمان سے یہ راز نہ کہنا

گردن اندر معصیت آفرختی تو نے گردن کو گناہ میں اہلدا بے توقف دروے آمیزاے عنید اسے سرکش البغیر تاخیر کے اس سے وابستہ ہو جا در نمی نالد برویت شکر گو تیری رسوائی کا باعث نہیں بنے ہیں شکر ادا کر سر بخاک پیلی او باید نہیاد اس کی خاک پا پر سر رکھ دینا چاہیے چوں قبولت می کند اکرام او اس کا کرم تجھے کیوں قبول کر رہا ہے؟ کا سفلی بر چرخ ہفتم می شود کہ ایک قدمیہ ساتویں آسمان پر جا رہا ہے ہیج طالب اس نیاید در طلب اس کو کوئی طلب کرنے والا طلب سے نہیں پاسکتا تابہ بنی در عوض صد عز و سود تاکہ تو بدلہ میں سینکڑوں عزتیں اور فائدے دیکھے شاہ را لازم بود رہی وزیر کیونکہ بادشاہ کے لئے وزیر کی رائے ضروری ہے کوز کم پیرے چہ داند باز را کبزی بڑھیا " باز کو کیا جانے؟

۱ اللہ اللہ۔ حضرت آسیہ نے فرمایا تو اب تک میری چال چلتا رہا ہے اور گناہوں میں سر بلندی حاصل کرتا رہا ہے عنایت۔ خدائی توجہ۔ عنید۔ سرکش۔ شکر گو اس پر اللہ کا شکر ادا کر کہ اب تک کے گناہ تیری رسوائی کا باعث نہیں ہوئے ہیں۔ ۲ کفر دو تو۔ خود فرعون کا کفر اور اس کی قوم کا کفر۔ اسفل۔ نیچے درجہ کے انسان کو بلندی حاصل ہو رہی ہے۔ یعنی توفیق خداوندی۔ نیاید۔ یہ سعادت قوت بازو سے حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ چار خلعت۔ وہ چار باتیں جو ایمان لانے پر تجھے حاصل ہو جائے گی۔ ۳ گفت۔ حضرت آسیہ کی باتیں سن کر فرعون نے کہا میں اس معاملہ میں ہلمان وزیر سے مشورہ کروں گا۔ کوز کم پیرے۔ کبزی بڑھیا اور باز کا قصہ آگے نقل فرماتے ہیں۔ اسپد سے سفید باز بہت قیمتی ہوتا ہے۔ نانفے۔ باز کے تمام ہنروں کا مدار اس کے پنجوں پر ہے۔ کوز کم پیرے۔ اندھا پن۔

قصہ باز بادشاہ و کم پیرزن کہ درخانہ او بود بادشاہ کے باز اور اس بڑھیا کا قصہ جس کے گھر میں وہ باز تھا

باز اسپدے کم پیرے وہی ایک سفید باز تو ایک بڑھیا کو دے رہا ہے ناخن کہ اصل کارست و شکار وہ ناخن جو اصل کام اور ذریعہ شکار ہیں

او بیژد تا خنش بہر بھی وہ بھائی کے لئے اس کے ناخن تراش دے گی کوز کم پیرے بیژد کوز وار کبزی بڑھیا اندھے پن سے کات دے

کہا کجا بُو دست ماور تا ترا
کہ تیری ماں کہہ تھی کہ تیرے
ناخن و منقار و پرش را برید
ناخن اور اس کی چونچ اور اس کے پر کاٹ ڈالے
چونکہ شتمناش دہد او کم خورد
جب وہ اس کو دنیا دیتی ہے وہ نہ کھاتا
کہ چشیں شتمناج چشتم بہر تو
کہ میں نے تیرے لئے ایسا دلایا پکایا
تو سزائی مر ہماں ادبار را
تو اسی بدبختی کے لائق ہے
آب شتمناش دہد کایں را بگیر
اس کو دلے کا پانی دیتی ہے کہ یہ لے لے
آب شتمناش نگیر و طبع باز
باز کی طبیعت اس دلے کے پانی کو قبول نہیں کرتی ہے
از غضب آل آس سوزاں برسرسش
غصہ سے وہ جلتا ہوا دلہ اس کے سر پر
اشک ازاں شمش فرو ریز دز سوز
سوز سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں
زاں ۳ دو چشم نازنین باذلال
ان نازنین پر غمزد آنکھوں سے
چشم ماز اغش شدہ پر زخم زانغ
اس کی جگہ ہونی والی آنکھوں کے زخم سے پر ہو گئی
چشم دریا بسطے کز بسط او
سمندر کی وسعت والی آنکھ جس کی کشادگی سے
گر ہزاراں چرخ در چشمش رود
اگر ہزاروں آسمان اس کی آنکھ میں آئیں

۱۔ کہ کیا۔ بوہی عورت نے یہ بھی
کہا کہ ہاڑی میں کہاں چلی گئی تھی کہ
اس کے ناخن اس قدر بڑھ گئے ہیں۔
چنانچہ اس بوہی نے اس ہاڑے کے پر اور
چونچ اور چونچے کاٹ ڈالے۔ شتمناج۔
یہ ایک ترکی کھان ہے جو دلے اور
شہدے کی طرح کا ہوتا ہے۔ شتم
گیر۔ ہاڑتھماج کو نہیں پیتا تو
بوہی اور غضبناک ہوتی ہے اور اس کی
محبت سے بڑے چاک ہو جاتے
ہیں۔ تو سرگئی۔ ادبار۔ نموست۔

۲۔ آب شتمناش۔ اس کو شتمناج
دیتی ہے اور کھتی ہے گیارے بغیر کی
دون چشمتیں سے تو یہ کھالے فطیر۔
وہرونی جس میں نمیر نہ ہو گل۔ گنجاب۔
مغفر۔ سر پر اڑھنے کی کو ہے کہ خود
یہاں ہر اوسر ہے۔ یاد۔ اب اس ہاڑ کو
بہشلہ کی محبت یاد آتی ہے۔

۳۔ زان ۳ چشم۔ یعنی ہاڑی وہ
آنکھیں جو نازنین میں جن سے وہ
شہاد کا دیدار کرتا تھا۔ مازانغ۔ وہ نیر جی
نہیں سے معر ان کے واقعہ میں قرآن
نے کہا ہے کہ آنحضرت کی نگاہیں سچ
پڑیں اور ان کو دیدار رب حاصل ہوا۔
بسط۔ کشادگی۔ قلمزم۔ سمندر۔

ناخاں زینساں درازست اے کیا
ناخن اتنے لمبے ہیں اے بھلے ماں!
وقت مہر ایں می کند زال پلید
ناپاک بڑھیا محبت کے وقت ایسا ہی کرتی ہے
خشم گیر و مہر ہارا بر درد
غصہ میں بھر جاتی ہے محبتوں کو چاک کر دیتی ہے
تو تکلم می نمائی و عشو
تو تکلم اور سرشی کرتا ہے
نعمت و اقبال کے ساز و ترا
نعمت اور خوشی نصیبی تھے کب سوائی آسکتی ہے؟
گر نمی خواہی کہ نوشی زان فطیر
اگر بے خیر کی روٹی کھانا نہیں چاہتا ہے
زاں بتر رنجد شود شمش دراز
اس سے دل بڑھادور نچیدہ ہوتی ہے اور اس کا نصیب بڑھ جاتا ہے
زان فرو ریز و شود گل مغفرش
عورت ذال دیتی ہے اس کی کھوپڑی گئی ہو جاتی ہے
یاد آرد لطف شاہ دل فروز
دل کو منور کرنے والے بادشاہ کی مہربانی اس کو یاد آتی ہے
کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال
جو شاہ کے چہرے کی جگہ سے پستانوں کی کلمات کہتی تھیں
چشم نیک از چشم بد با درد و داغ
اچھی آنکھ بد نظیر سے وہ درد داغ والی ہو گئی
ہر دو عالم می نماید تار مو
دونوں جہاں ایک ہل نظر آتے تھے
ہمچو چشمہ پیش قلمزم گم شود
چشم کی طرح سمندر میں گم ہو جائیں

چشم اے بگذشتہ ازیں محسوسہا
 وہ آنکھ جو ان محسوسات سے آگے بڑھی ہوئی ہے
 خود نمی یابم یکے گوشے کہ من
 میں خود ایسا کان نہیں پاتا ہوں
 می چکید آں آب محمود جلیل
 اس سے وہ قابل تعریف عظیم آنسو نچتے
 تا بمالد در برو منقار خویش
 تاکہ اپنی چونغ اور پروں پر ملیں
 باز گوید چشم کم پیرا فروخت
 باز کہتا اگرچہ بڑھی کا غصہ بھڑک اٹھا ہے
 باز جانم باز صد صورت تند
 میری جان کا باز پھر سینکڑوں صورتیں حاصل کر لے گا
 صلح ار یکدم کہ آد با شکوہ
 حضرت صلح اگر ایک پر شوکت بھونک رہیں
 دل ہمی گوید خموش و ہوشدار
 دل کہتا ہے کہ چپ اور ہوش میں آ
 غیرتش ۳ راہست صد حلم نہاں
 اس کی غیرت میں سینکڑوں علم پوشیدہ ہیں
 نحوت شاہی گرفتار جلی پند
 شاہی تکبر نے اس کی نصیحت کے مقام پر قبضہ کر لیا
 کہ کنم با رائے ہماں مشورت
 کہ میں ہلان کی رائے سے مشورہ کروں گا
 مصطفیٰ راری زن صدیق رب
 حضرت مصطفیٰ کے مشیر اللہ کے صدیق ہیں
 عرق جنسیت چنانش جذب کرد
 ہم جنس ہونے کی رنگ نے اس کو ایسا کھینچا

یافتہ از غیب بنی بوسہا
 غیب بنی سے لذتیں محسوس کئے ہوئے ہیں
 نکتہ گویم ازاں چشم حسن
 کہ اس حسین آنکھ کا ایک نکتہ کہہ سکوں
 می ربودے قطرہ اش را جبرئیل
 کہ جبرئیل اس کے قطرے کو لے اڑتے
 گردہد دستوریش آں خوب کیش
 اگر وہ پاک خلعت ان کو اجازت دے
 فر و نور و صبر و حلم را نسوخت
 میری شان و شوکت تو اور صبر و حلم کو نہیں جلا سکا
 زخم بر ناقہ نہ بر صلح زند
 وہ لونی پر نہ حضرت صلح پر زخم لگاتی ہے
 صد پختاں ناقہ بزاید متن کوہ
 پہاڑ کی چٹان ایسی سینکڑوں لونیوں جن دے
 ورنہ درانید غیرت پود و تار
 ورنہ غیرت خداوندی تانا بانا ادھیڑ دے گی
 ورنہ سوزیدے بیگ دم صد جہاں
 صد ایک دم سے سینکڑوں جہاں بھونک دے
 تادل خورا زہند او کرد بند
 حتیٰ کہ اس نے نصیحت کی جانب سے دل کو روک دیا
 گوست پشت ملک قطب مقدرت
 کیوں کہ وہ سلطان کی پشت اور اقتدار کا دار ہے
 رلی زن بوزہل رشد بولہب
 بوزہل کا مشیر ابولہب ہوا
 کان نصیحتا بہ پیشش گشت سرود
 کہ وہ نصیحتیں اس کے لئے ٹھنڈی پڑھیں

۱ چشم۔ باز سے مراد اللہ کا وہ ولی ہے جو مخالف جاہلوں میں پھنس جاتا ہے اے ولی کی آنکھیں محسوسات سے گزر کر معنیات سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ می چکید۔ وہ آنسو اس قدر قیمتی ہوتا ہے کہ اس کو حضرت جبرئیل اٹھا لیتے ہیں اور تیر کا اپنے جسم پر ملتے ہیں۔

۲ باز گوید۔ وہ ولی جو دشمن کے بائیسوں تکلیف اٹھا رہا ہے کہتا ہے کہ مخالفوں کے غصے سے میرے استقلال میں کوئی فرق نہیں آسکتا ہے۔ باز جانم۔ اگر مادی جسم ہلاک بھی ہو جائے تو کیا پروا ہے اس کی مثال تو حضرت صلح کی لونی کی ہی ہے خصوصیت حضرت صلح میں لگی نہ کہ لونی میں۔

۳ غیرتش۔ غیرت خداوندی بڑی بردبار ہے ورنہ اس طرح کے شبی ساز افشا کرنے سے وہ اس قدر غضبناک ہو جاتی کہ عالم کو تباہ کر دیتی۔ نحوت۔ یعنی فرعون کا شاہی تکبر نصیحت قبول کرنے سے مانع بنا۔ کہ کنم۔ تکبر کی وجہ سے اس نے کہا میں اپنے وزیر ہلان سے مشورہ کروں گا۔ مصطفیٰ۔ ہم جنس اپنی جنس سے مشورہ کرتا ہے آنحضرت کے مشیر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم اور جہل کا مشیر ابولہب تھا۔ صحیحاً۔ یعنی حضرت آسیہ کی نصیحتیں۔

جنس! سہی جنس صد پرہ پرہ بر خیالش پرہ ہارا بر درو
جنس جنس کی جانب سبکدوشیوں سے اڑتی ہے اس کے خیال پر سے پردے ہٹا دیتی ہے

قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناوداں غمیدہ بود و خطر افتادن داشت
اس عورت کا قصہ جس کا بچہ پرنالے سے چڑھ گیا تھا اور کرنے کا خطرہ رکھتا تھا
واز امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سوال کردن و چارہ جستن مادر او
اور اس کی ماں کا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کرنا اور تدبیر چاہنا

یک زنی آمد بہ پیش مرضی
ایک عورت حضرت مرضی کے پاس آئی
گوش میخوانم نمی آید بدست
اگر میں اس کو بیان ہوں ہاتھ نہیں آتا ہے
نیست عاقل تاکہ دریا بدچوما
وہ سمجھ دار نہیں ہے کہ ہماری طرح سمجھ جائے
ہم اشارت را نمی داند بدست
وہ ہاتھ کے اشارے کو بھی نہیں سمجھتا ہے
بس نمودم شیر و پستاں را بدو
میں نے اس کو دودھ اور پھل بہت دکھائی
از برائے حق شنائید اے مہاں
اے بزرگ خدا کے لئے آپ ہیں
زود درماں گن کہ می گرزدم
جلد تدبیر کیجئے کیونکہ میرا دل لرز رہا ہے
گفت طفلے را بر آورد ہم زبام
فرمایا ایک بچہ کو کونھے پر لے جا
سوی جنس آید سبک زان ناوداں
وہ نورا پرنالے سے اپنے ہم جنس کی طرف آجائے گا
زن چنناں کردد چو دید آن طفل او
عورت نے ایسا ہی کیا اور جب اس بچے نے اس کو دیکھا
گفت شد برنا و داں طفلے مرا
بولی میرا بچہ پرنالے پر چڑھ گیا ہے
ور ہلم خزسم کہ افتد او بہ پست
اگر چھوڑتی ہوں ڈرتی ہوں کہ نیچے نہ گر پڑے
گر بگویم کز خطر سوی من آ
اگر میں کہوں کہ خطرے سے میرے پاس آ جا
ور بدانند نشود انہم بدست
اگر جانتا بھی ہے نہیں سنتا ہے یہ بھی برا ہے
او ہی گرداند از من چشم و رو
وہ مجھ سے آنکھ اور منہ پھیر لیتا ہے
دستگیر این جہان و آن جہاں
اس جہان اور اس جہان کے دستگیر
کہ بدر و از میوہ دل بسگم
کہ تکلیف کے ساتھ میل کے سب سے جلا دجائیں
تا بہ بیند جنس خود را آن غلام
تاکہ وہ اپنے ہم جنس کو دیکھے
جنس بر جنس ست عاشق جاوداں
ہم جنس ہمیشہ ہم جنس پر عاشق رہتا ہے
جنس خود خوش بدو آورد رو
اس نے خوشی خوشی اپنے ہم جنس کی طرف رخ کر دیا

۱۔ جنس۔ ہر چیز اپنی ہم جنس کی طرف تیزی سے چلی ہے۔ قصہ حضرت علیؑ نے مشورہ دیا کہ ایک بچہ چھت پر چھوڑ دیا جائے وہ بچہ پرنالے سے اس کے پاس آ جائے گا۔ مرضی۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ ناوداں۔ پرنالہ۔ پست۔ یعنی پرنالہ۔ سز میں پر۔

۲۔ نیست۔ اس میں اتنی عقل نہیں کہ اس خطرے کو محسوس کر سکے۔ بدست۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی دوست ہے دوسرے مصرع کے آخر میں بمعنی برائے ہے کہ بدست یعنی ہیر لکچہ ہلاک ہو جائے۔

۳۔ گفت۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایک بچہ چھت پر پھٹا دے وہ بچہ پرنالے سے اس کے پاس آ جاوے گا۔ زن۔ اس عورت نے حضرت علیؑ کے مشورہ پر عمل کیا وہ بچہ اس کے پاس آ گیا۔

جاذب ہر جنس را ہم جنس داں
ہر جنس کو ہم جنس کا کھینچنے والا سمجھ
وارہید از او فداون سوی سفیل
نیچے گرنے سے نجات پا گیا
تا جنسیت رہند از ناو داں
تاکہ جنسیت کی وجہ سے پرنالہ سے نجات پا جائیں
تا جنس آیند و کم گردند گم
تاکہ ہم جنس کی طرف آجائیں اور گم نہ ہوں
جاذبش جنس ست ہر جاطا لے ست
جس جگہ کوئی طلبکار ہے جنس اس کی جاذب ہے
با ملائک چونکہ ہم جنس آمدند
چونکہ وہ فرشتوں کے ہم جنس تھے
جنس تن بووند ازال زیر آمدند
چونکہ جسم کے ہم جنس تھے نیچے آ گئے
جان شال شاگرد شیطاناں شدہ
ان کی جان شیطانوں کی شاگرد بن گئی
دیدہائے عقل و دل بر دوختہ
عقل اور دل کی آنکھیں بند کر لیں
آں حسد کہ گردن ابلیس زد
وہ حسد جس نے شیطان کی گردن مار دی
کہ نخواہد خلق را ملکہ بد
جو مخلوق کے لئے ابدی سلطنت نہیں چاہتے
از حسد تو بخش آمد درد خاست
تو حسد کی وجہ سے اس کو توبہ کا درد ہوتا ہے
می نخواہد شمع کس افروختہ
وہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی کی شمع روشن ہو

سوی بام آمد ز متن ناو داں
پرنالہ پر سے کوٹھے پر آ گیا
عوم عوان آمد بسوی طفل طفل
کھٹکا کھٹکا بچہ بچہ کی طرف آ گیا
زاں بود جنس بشر پیغمبراں
اسی لئے پیغمبر انسان کی جنس کے ہوتے ہیں
پس بشر فرمود خود را مسلکم
پس انہوں نے اپنے آپ کو تم جیسا انسان کہا
زانکہ جنسیت عجائب جاذبے ست
کیونکہ جنسیت عجیب جاذب ہے
عیسیٰ اور ادریس بر گردوں شدند
حضرت عیسیٰ اور ادریس آسمان پر چلے گئے
بازاں ہدوت و مروت از بلند
پھر وہ ہدوت اور مروت بلندی سے
کافراں ہم جنس شیطاناں آمدہ
کافر شیطان کے ہم جنس ہیں
صد ہزاراں خوبی بدستے آموختہ
انہوں نے لاکھوں بری عادتیں سیکھ لیں
کتریں سہوشاں بدستے اس حسد
حسد ان کی کم از کم عادت ہے
زاں سگاں آموختہ ہمد و حسد
انہوں نے ان کتوں سے گینہ اور حسد سیکھا
ہر کر اوید او کمال از چپ و راست
وہ دائیں بائیں سے کسی کو صاحب کمال دیکھتا ہے
زانکہ ہر بد بخت خرمن سوختہ
کیونکہ جس بد بخت کا کھلین جل گیا ہو

۱۔ سوی بام۔ وہ بچہ پرنالہ سے
حجت پر آ گیا۔ جاذب۔ کھینچنے والا
سفل۔ یعنی زمین زان۔ چونکہ ہر چیز
اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اسی
لئے انسان پیغمبر بنائے گئے ہیں۔
مسلکم۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میں
بھی تمہاری طرف انسان ہوں۔
طالب۔ جو طلب گار ہوتا ہے اس کو
اس کی جنس اپنی طرف کھینچتی ہے۔
۲۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اور
حضرت ادریس آسمان پر بلانے
گئے۔ چونکہ وہ ملائک کے ہم جنس
تھے۔ ہدوت اور مروت
فرشتے تھے لیکن انسانوں کے ہم جنس
تھے۔ آسمان سے زمین پر بھیج دیئے
گئے۔ کافراں۔ کافر شیطان کے ہم
جنس ہیں اسی لئے ان سے ان کی
عادتیں سیکھ لیتے ہیں۔

۳۔ کتری۔ حسد شیطان کی
خصلت ہے جو کافروں نے اس سے
سیکھ لی ہے۔ ملکہ ابد۔ یعنی آخرت
کی زندگی۔ ہر کافر شیطان چونکہ اپنا
سب کچھ تباہ کر چکا ہے اس لئے وہ
کسی کی نیکی کو برداشت نہیں کرتا ہے
اور کسی کی نیکی کی شمع کو روشن نہیں دیکھ
سکتا۔

ہیں ا کمالے دست آور تا تو ہم
 خبر وہا کمال حاصل کر تاکہ تو بھی
 از خدا می خواہ دفع این حسد
 اس حسد کا ذمیہ خدا سے چاہ
 مر ترا مشغولینے بخشد دروں
 تجھے اپنے باطن کی مصروفیت عطا کر دے
 جرعہ سے را خدا آں می دہد
 خدا اس گھنٹ بھر شراب کو وہ عطا کر دیتا ہے
 خاصیت ۲۔ بہادری در کف حشیش
 ایک ٹھکی جنگ میں اس نے خاصیت رکھی ہے
 خواب را یزداں بد انساں مہکند
 نیند کو خدا ایسا کر دیتا ہے
 کرد مجنوں راز عشق پوستانے
 مجنوں کو کھل کے عشق سے ایسا کر دیا
 صد ہزاراں این چنیں می دارد او
 وہ اس طرح کی لاکھوں بیخود بنا رکھتا ہے
 ہست میہالی شقاوت نفس را
 بدختی کی شرابیں نفس کے لئے ہیں
 ہست ۳۔ میہالی سعادت عقل را
 نیک بختی کی شرابیں عقل کے لئے ہیں
 خیمہ گردوں ز سر مستی خویش
 وہ اپنی سرستی سے آسمان کے خیمہ کو
 ہیں بہر مستی دلا غرہ مشو
 خبر وہا اسے دل ہر مستی سے دھکا نہ کھا
 ایں چنیں سے را بخور زیں خلیہا
 ان مشکوں سیاسی شراب پی
 از کمال دیگران نفتی بغم
 دوسروں کے کمال سے غم میں جھلا نہ ہو
 تا خدایت وا رہا ندزیں حسد
 تاکہ خدا تجھے اس حسد سے نجات دیدے
 کہ نہ پر دازی زان سوی بروں
 تاکہ تو اس جانب سے باہر مشغول نہ ہو
 کہ بد و مست از دو عالم می رہد
 کہ اس کا مست دونوں عالم سے نجات پا جاتا ہے
 گو زمانے می رہاند از خودیش
 کہ وہ اس آتھوڑی دیر کے لئے خودی سے چھٹا دیتی ہے
 کر دو عالم فکر را برمی کند
 کہ دونوں جہان کے فکر سے برطرف کر دیتا ہے
 گو نہ بشناسد عدو از دوستے
 کہ وہ دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کر سکتا
 کہ بر ادراکات تو بگما رد او
 جو وہ تیرے محسوسات پر مسلط کر دیتا ہے
 کہ زہ بیروں برداں نخس را
 جو اس منحوس کو گمراہ کر دیتی ہیں
 کہ بیابد منزل بے نقل را
 کہ وہ منتقل نہ ہونے والی منزل کو حاصل کر لیتی ہیں
 برگند زان سو بگیرد راہ پیش
 اگھا راجی جہاں جانب آگھا تا اختیار کر لیتی ہے
 ہست عیسیٰ مست حق خرمست جو
 حضرت عیسیٰ اللہ کے مست اور گدھا جو کامت ہے
 مستیش نبود زکوٰۃ دنیہا
 اس کی مستی کو تباہ دم والوں کے لئے نہیں ہے

۱۔ ہیں۔ اگر انسان کے پاس کمال نہیں ہوتا ہے تو دوسروں پر حسد کرتا ہے اور دوسرے کے کمال کو دیکھ کر غم میں جھلا ہوتا ہے۔ نفتی۔ نہ آتی کا مخفف ہے۔ از خدا حسد کا ذمیہ خدا کر سکتا ہے۔ مشغولینے۔ اگر انسان اپنے احوال میں مشغول ہوتا ہے تو اس کو دوسرے کے دیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ حسد سے محفوظ رہتا ہے۔

جرعہ۔ خدانے بہت سی چیزوں میں وہ خاصیت رکھی ہے جو دوسروں میں مشغول ہونے سے محفوظ کر دیتی ہے۔

۲۔ خاصیت۔ جنگ بھی دوسروں کے احوال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ کرد مجنوں لکلی کے ظاہر پر عاشق ہو کر دوسروں سے غافل ہو گیا تھا۔ صد ہزاراں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بہت سی چیزیں لکھی پیدا فرمائی ہیں جو دوسروں کے احوال سے غافل بنا دیتی ہیں۔ ہست۔ نفس ایسی مستیوں میں جھلا ہے جو اس کو رولہ مستقیم سے غافل بنا دیتی ہیں۔

۳۔ ہست۔ عقل ایسی مستیوں میں رہتی ہے جس سے وہ ابدی مقام حاصل کر لیتی ہے جس کے نتیجے میں اس کی پرواز آسمانوں سے بالا ہو جاتی ہے۔ ہیں۔ انسان کو مستیوں میں فرق کرنا چاہیے ہر مستی محمود نہیں ہے حضرت عیسیٰ کی مستی اور خرمستی کی مستی جداگانہ ہے۔ خب۔ خم، شراب کا منگ۔ گو۔ ذنب چھوٹی دھواں گدھل

زانکہ ہر معشوق چوں نخب سستہ
 کیونکہ ہر معشوق نئے کی طرح پر ہے
 نے شناسا ہیں نکش باختیاط
 اے شراب کے پچانے والے اعتیاد سے کچھ
 نے شناسا ہیں نکش از روی ترش
 اے شراب کو پچانے والے ترش روئی سے کچھ
 ہر دو مستی می دہندت لیک ایں
 تجھے دہنوں مست کرتی ہیں لیکن یہ
 تاز ہی از و مکرو و صواں و حیل
 تاکہ تو مکرو و صواں اور حیلوں سے نجات پا جائے
 انبیاء چوں جنس روح آند و ملک
 انبیاء چونکہ روح اور فرشتے کے ہم جنس ہیں
 باد جنس آتش ست و یار او
 ہوا آگ کی جنس اور اس کی یار ہے
 چوں بہ بندی تو سر کوزہ تہی
 اگر تو خالی پیالے کے سر کو باندھ دے
 تاقیامت او فرو ناید بہ پست
 وہ قیامت تک نیچے کی جانب رخ نہ کرے گا
 میل بادش چوں سوی بالا بود
 چونکہ اس کی ہوا کا میلان اوپر ہے
 باز آں جانہا کہ جنس انبیاست
 پھر وہ جانیں جو انبیاء کی ہم جنس ہیں
 زانکہ عقلش غالب ستد بے شک
 کیونکہ اس پر عقل غالب ہے اور بغیر شک کے
 وال ہوی نفس غالب بر عدو
 خواہش نفسانی دشمن پر غالب ہے

آں یکے درود و گر صافی چو در
 ایک تلچٹ دھرا موتی کی طرح صاف ہے
 تائے یابی منزہ ز اختلاط
 تاکہ تو میل سے پاک شراب حاصل کر لے
 آں مئے صافی کز و گردی خمش
 اس صاف شراب کو جس سے تو خاموش ہو جائے
 مستیت آرد کشاں تارت دیں
 مستی تجھے دین کے رب کی طرف کھینچ کر لاتی ہے
 لے عقل عقل در قص اجمل
 وہ عقل کی رسی کے بغیر اچھل کود میں ہے
 مر ملک را جذب کردند از فلک
 فرشتے کو آسمان سے کھینچ لیا
 کہ بود آہنگ ہر دو بر علو
 کیونکہ دونوں کا قصد اوپر کی جانب ہے
 در میان وض یا جوئے نہی
 حوض یا نہر میں اس کو رکھے
 کدوش خالی ستد روے باد ہست
 کیونکہ اس کا پیٹ خالی ہے اس میں ہوا ہے
 ظرف خود را ہم سوی بالا کشد
 وہ اپنے برتن کو بھی اوپر کی جانب کھینچے گی
 سونی شل کش کشل چل سلیہاست
 وہ سایوں کی طرح ان کی جانب کشش میں ہیں
 عقل جنس آمد مخلقت با ملک
 عقل خلقت میں فرشتے کی ہم جنس ہے
 نفس جنس اسفل آمد شہ بدو
 نفس اسفل کا ہم جنس ہے اس پر ترف ہے

۱ زانکہ ہر شیخ کی صحبت میں
 کشش ہوتی ہے لیکن ہر کشش کا صحیح
 ہونا ضروری نہیں ہے۔ مئے شناسا۔
 سالک کو امتیاز کرنا چاہیے اور وہ کشش
 اختیار کرنی چاہیے جو خالص ہو۔
 گردی۔ مئے اس کشش کو اختیار کرنا
 چاہیے جو انرا کہ خیر شدہ خیرش یا ز نماند کا
 مصداق ہو۔ تارت دیں۔ جو کشش
 خدا کی طرف لے جائے وہ کشش
 اختیار کرنی چاہیے۔ در قص اجمل۔
 لوٹ کا رقص یعنی بے قاعدہ اچھل
 کود۔

۲ انبیاء۔ انبیاء کا تعلق ملاء اعلیٰ
 سے ہوتا ہے اس لئے فرشتے ان تک
 پیغام لاتے ہیں۔ باد۔ ہوا اور آگ کا
 عروج اوپر کی جانب ہے۔ چوں۔
 خالی پیالے کو اگر سر بند کر کے پانی
 میں ڈالو چونکہ اس میں ہوا بھری ہوئی
 ہے وہ نیچے نہ جائے گا۔ میل بادش۔
 وہ ہوا اس پیالے کو بھی نیچے نہ جانے
 دے گی۔

۳ باز۔ جو وہیں انبیاء کی ہم جنس
 ہیں وہ انبیاء کے ساتھ سایہ کی طرح
 لگی رہتی ہیں۔ زانکہ ان لوگوں میں
 عقل کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل فرشتے کی
 ہم جنس ہے۔ ہوا کی نفس۔ خواہشات
 نفس کا میلان اسفل کی طرف ہے۔
 شہ بدو اس پر ترف ہے۔

یُودِ قِبْطِیِّ ۱۔ چنِسِ فِرْعَوْنَ ذَمِیمِ
 قِبْطِیِّ بَرِّ فِرْعَوْنَ کَا ہِمِ چنِسِ تَمَا
 یُودِ ہِلَاں چنِسِ مَرِ فِرْعَوْنَ رَا
 ہِلَاں فِرْعَوْنَ کَا ہِمِ چنِسِ تَمَا
 لَا جَرَمِ اِزْ صَدْرِ دَرِ قَعْرَشِ کَشِیدِ
 لَا عَمَلِ اِسْ نَے اِسْ کُو بَلَنْدِی سَے کَہِ لَی کِی طَرَفِ کَھِنِچَا
 ہِرِ دُو سُو زَندَہ چَوں دُو زَخِ ضِدِّ نُورِ
 دُوںوں بَلتے ہوئے دُو زَخِ کِی طَرَحِ نُورِ کِی ضِدِّ ہِیں
 زَانکَہِ دُو زَخِ گُویدَاے مُومِنِ تُو زُوودِ
 کَہِ نَکَہِ دُو زَخِ کَہتی ہِے اے مُومِنِ! جِلدِ
 یُودِ سِبْطِیِّ چنِسِ مُوسٰی کَلِیمِ
 سِبْطِیِّ مُوسٰی کَلِیمِ اللہ کَا ہِمِ چنِسِ تَمَا
 بَرِّ گَزِیدِشِ بَرُو تَا صَدْرِ سَرَا
 اِسْ نَے اِسْ کُو مَنتَہِبِ کَہِ لَکَہِ کَے بَلَا نَہِیں تَک لَے گیا
 کَہِ زِ چنِسِ دُو زَخِ اُنْدَاں دُو پَلِیدِ
 کَہِ نَکَہِ وہ دُوںوں پَلِیدِ دُو زَخِ کَے ہِمِ چنِسِ تَمَا
 ہِرِ دُو چَوں دُو زَخِ زَنُورِ دِلِ نَفُورِ
 دُوںوں دُو زَخِ کِی طَرَحِ دِلِ کَے نُورِ سَے مَنتَہِرِ ہِیں
 بَرِ گَزِرِ کَہِ نُورِ تِ آتِشِ رَا رُوودِ
 گَزِرِ جَا کَہِ نَکَہِ تَہِیرَے نُورِ نَے آگِ کُو خَتمِ کَرِ دِیا

۱۔ قِبْطِیِّ۔ فرعون کی قوم ۱۱۱۔ سِبْطِیِّ۔
 نئی اسرائیلی۔ ہِلَاں۔ فرعون کا وزیر
 باوجود اسرائیلی ہونے کے فرعون کا ہم
 جنس تھا اسی لئے فرعون نے اس کو
 مشورہ کے لئے منتخب کیا۔ لا جرم۔
 ہِلَاں کے مشورے سے وہ تباہی کے
 گڑھے میں گر گیا۔ زَانکَہِ۔ دُو زَخِ کو
 نُورِ میں تضاد ہے اور دُو زَخِ نور ایمان
 سے متضاد اور دُو زَخِ سے متضاد ہے۔

۲۔ در بیان۔ اس حدیث سے نور
 اور نار کے تضاد کو سمجھنا مقصود ہے
 بگذر۔ جس وقت مومن ملیں سر اس
 سے گزرے گا جہنم یہ کہے گی۔ نُورِ
 نو۔ یعنی صحتی

۳۔ در حدیث۔ یہ مضمون حدیث
 میں مذکور ہے جلاذ۔ ہر انسان میں
 جنسیت کا جذبہ ہوتا ہے نور کر لینا
 چاہے کہاں میں کفر کی کشش ہے یا
 دین کی کشش ہے۔

در بیان احمدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُزْئاً مُومِنٍ فَاِنَّ نُورَکَ اَطْفَاءَ نَارِیْ
 آنحضرت کی حدیث کے بیان میں کہ اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

بگذر اے مومن کہ نور تیری گشاد
 اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرا نور بجھا ہے
 مِی رَمَدِ آں دُو زَخِی اِزْ نُورِ ہِمِ
 وہ دُو زَخِی بھی نور سے بھاگتا ہے
 دُو زَخِ اِزْ مُومِنِ گَرِیَزِدِ اَسْچِنَاں
 دُو زَخِ مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح
 زَانکَہِ چنِسِ نَارِ نُبوذِ نُورِ اُو
 اس کا نور، نار کا ہم جنس نہیں ہے
 دَرِ حدِیثِ ۳۔ اَمَدِ کَہِ مُومِنِ دَرِ دُعَا
 حدیث شریف میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں
 دُو زَخِ اِزْ وَے ہِمِ اَمَاں خَوَاہِدِ بَجاں
 دُو زَخِ اس سے دل جان سے پنہ چاہتی ہے
 جَاذِبَہِ چنِسیستِ سَتِ اَکِنُوں بَہِ ہِیں
 جنسیت کی کشش ہے اب تو دیکھ لے
 آتِشِ مِ رَاچَوں کَہِ دَاہِنِ مِی گَشَدِ
 میری آگ کو جب وہ ہار سے چلتا ہے
 زَانکَہِ طَبِیعِ دُو زِ حَسْتِشِ اے صَنَمِ
 اے پیدلے! کیونکہ اس کا مزاج دُو زَخِی ہے
 کَہِ گَرِیَزِدِ مُومِنِ اِزْ دُو زَخِ بَجاں
 مومن دُو زَخِ سے جان بچا کر بھاگتا ہے
 ضِدِّ نَارِ اَمَدِ حَقِیْقَتِ نُورِ بُو
 نور کے طالب کی حقیقت آگ کی ضد ہے
 چَوں اَمَاں خَوَاہِدِ زِ دُو زَخِ اِزْ خُدا
 خدا سے دُو زَخِ سے پنہ چاہتا ہے
 کَہِ خُدا یَا دُوْرِ دَاہِمِ اِزْ فِلاں
 کہ اے خدا! مجھے فلاں سے دور رکھ
 کَہِ تُو چنِسِ کِیستی اِزْ کُفْرِ وِ دِیں
 کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟

گر بہاں اے ماکی با مانی
 اگر تو ہلان کی طرف ماں ہے ہلانی ہے
 ورنہ بہر دو ماکی اچھینتہ
 اگر تو دلوں کی طرف ماں ہے اکیلیا ہوا ہے
 ہر دو در جھکند ہان وہاں بکوش
 دلوں بر سر پیکہ ہیں ہاں ہاں کوش کر
 ساغر صدق از کفِ موسیٰ بہوش
 حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے سچائی کا پیدہ بی
 در جہانِ جنگ شادی اس بس ست
 لڑائی کی دنیا میں یہ خوشی کافی ہے
 جہد گن تا خصمت اشکتہ شود
 کوشش کر تاکہ تیرا دشمن شکست کھا جائے
 اس حدیث آمد دراز اے ناگزیر
 یہ بات لمبی ہو گئی مجھ ہی تھی

ور بموسیٰ ماکی سبحانی
 اگر تو موسیٰ کی طرف ماں ہے تو لٹھی ہے
 نفس و عقلی ہر دو آں آمینتہ
 تجھ میں جس اور عقل دلوں طے ہوئے ہیں
 تا شود بر نفس غالب عقل و ہوش
 تاکہ عقل اور ہوش نفس پر غالب آ جائے
 تا شود غالب معالیٰ بر نقوش
 تاکہ معالیٰ نقوش پر غالب آ جائیں
 کہ بینی بر عدو ہر دم شکست
 کہ تو ہر وقت دشمن پر شکست دیکھے
 گرچہ فرعون دنیٰ اس نشود
 خواہ کہین فرعون یہ نہ سنے
 باز گو اضلال فرعونِ مشیر
 فرعون کے مشیر کو گمراہ کرنے کی بات کر

مشورت کردن فرعون با وزیر ہلان در ایمان آوردن بموسیٰ علیہ السلام
 فرعون کا حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں اپنے وزیر ہلان سے مشورہ کرنا

آں سئیزہ رُو بخشی عاقبت
 لآخر اس سختی سے جھگڑا کرنے والے نے
 وعدہای آں کلیم اللہ را
 کلیم اللہ کے وعدوں کو
 گفت باہماں چو تنہایش بدید
 جب ہلان کو تنہا دیکھا اس سے کہا
 بانگہا زد گریہ ہا کرداں لعین
 اس لعین نے نعرے لگائے اور دہانے لگا
 کہ چگونہ گفت اندر زوی شاہ
 کہ بادشاہ کے سامنے کیسے کہی؟

گفت با ہماں برہی مشورت
 مشورے کی غرض سے ہلان سے کہا
 گفت و محرم ساخت آں گمراہ را
 اس گمراہ سے کہا اور اس کو مدد نہ بنا لیا
 بخت ہلمان و گریہاں را درید
 ہلان اچھل پڑا اور گریہاں پھاڑ لیا
 کوفت دستار و گلہ را بر زمین
 ٹوپی اور عمدہ کو زمین پر پٹخ دیا
 آتچنین گستاخ آں حرفِ تباہ
 وہ ہی بات ایسے گستاخ نے

۱۔ گر بہاں اگر انسان ہلان کی
 طرف ماں ہے تو وہ ہلان کی جنس سے
 ہے اور اگر موسیٰ کی طرف میلان ہے تو
 وہ انسان اللہ والا ہے۔ صہرہ۔ اگر
 انسان کا خیر اور شر دونوں کی طرف ماں
 سے تو معلوم ہوا کہ اس میں نفس اور
 عقل کی کشمکش جاری ہے۔ ساغر۔
 ایسے انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ
 اس پر عقل کا غلبہ ہے۔

۲۔ جہاں اس کشمکش میں
 کامیابی یہ ہے کہ انسان ہر وقت نفس
 کو مغلوب رکھے۔ گرچہ جس کی
 طبیعت فرعون ہوگی وہ اس فصاحت کو
 قبول نہ کرے گا۔ اضلال۔ یعنی ہلان
 نے فرعون کو کس طرح گمراہ کیا۔

۳۔ آں سئیزہ رو۔ یعنی فرعون۔
 کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ نے ایمان
 لانے پر جو وعدے کئے تھے وہ سب
 ہلان سے کہہ دیئے۔ بخت۔ ہلان
 اچھا اور اس نے اپنا گریبان چاک کر
 ڈالا۔ کہ چگونہ۔ اور کہنے لگا کہ موسیٰ کو
 کیسے جرأت ہوئی کہ تجھ جیسے شاہ سے
 ایسی باتیں کرے۔

جُملہ اے عالم را مسخر کردہ تو
تو نے تمام دنیا کو تابع فرما لیا ہے
از مشارق و مغارب بے لجاج
مشرقوں اور مغربوں سے بلا جھگڑے کے
بادشاہاں لبِ ہمی مانند شاد
سب بادشاہ خوشی سے ہونٹ ملتے ہیں
اَسپ باغی چوں بہ بیند اَسپ ما
باغی گھڑا جب ہمارے گھڑے کو دیکھتا ہے
تا کُنوں ۲ معبود و مسجود جہاں
اب تک تو عالم کا مسجود اور مسجود
در ہزار آتش شدن زین خوشترست
ہزار آگوں میں ہوتا اس سے بہتر ہے
نے بکش اول مرا اے شاہ ہیں
نہیں اے بادشاہ! خریدار پہلے مجھے قتل کر دے
خسرا اول مرا گردن بزن
اے شاہ! پہلے مجھے قتل کر دے
خود ۳ نبودست و مبادا ایں چنین
ہرگز ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ ہو
بندگانماں خولجہ تاش ما شوند
ہمارے غلام ہمارے ہمسر نہیں
چشم روشن دشمنان و دوست کور
دشمنوں کی آنکھ روشن ہو اور دوست اندھا ہو
کار ربا بخت چوں زر کردہ تو
تو نے اقبل مندی سے کام کوہنے کی طرح کر لیا ہے
سوی تو آرنہ سلطاناں خراج
بادشاہ تیرے پاس خراج لاتے ہیں
برستانہ خاک تو اے کیقباد
اے عالی مقام تیرے آستانہ کی خاک پر
رُو بگرداند گریزو بے عصا
بغیر ڈنڈے کے رخ پھیر لیتا ہے بھاگ جاتا ہے
بودہ گردی کمینہ بندگاں
ہا ہے (اب) حقیر ترین بندہ بنے گا
کہ خداوندے شود بندہ پرست
کہ ایک آقا غلام پرست بنے
تانہ بیند چشم من برشاہ ایں
تاکہ میری آنکھ بادشاہ کی یہ حالت نہ دیکھے
تانہ بیند ایں مذلت چشم من
تاکہ میری آنکھ یہ ذلت نہ دیکھے
کہ زمیں گردوں شود گردوں زمیں
کہ زمین آسمان بنے اور آسمان زمین
بید لامان لخرایش ما شوند
ہم سے ڈرنے والے ہمارے دل کو چھیلنے والے نہیں
گشت مارا پس گلستاں قعر گور
تو ہمارے لئے چمن قبر کا گڑھا بن جائے

۱۔ جملہ عالم۔ ہلان نے فرعون سے کہا کہ تو نے تمام عالم کو تابع فرمایا بنا لیا ہے اور سلطنت کے معاملات کو سونے کی طرح چمکدار کر دیا ہے۔ لجان۔ جھگڑا۔ خراج۔ وہ محصول جو بادشاہ کو ادا کیا جائے۔ بادشاہاں۔ دنیا کے بادشاہ تیرے ہی خاک چاشناختر سمجھتے ہیں۔ اَسپ باغی۔ مخالف لشکر ہمارے لشکر کو کہہ کر بھاگ پڑتا ہے۔ ۲۔ تا کُنوں۔ تو اب تک معبود بنا ہوا ہے لوگ تجھے جودے کرتے ہیں اب تو غلاموں کا غلام بنے گا ایسی زندگی سے ہزار آگ کی بہتر ہیں۔ نے بکش۔ موی پر ایمان لانے سے پہلے مجھے قتل کر دے تاکہ تیری یہ رسوائی اور ذلت میری آنکھیں نہ دیکھیں۔ ۳۔ خود۔ یہ اب تک نہیں ہوا کہ بادشاہ غلام اور غلام بادشاہ بنے اور نہ ہو گا۔ بندگانماں۔ یہ اسرائیلی جو اب تک ہمارے غلام ہیں وہ شریک سلطنت نہیں۔ چشم روشن دشمنان۔ اس حالت سے دوست رنجیدہ ہوں گے اور دشمن خوش ہوں گے۔ اور ہمارا عیش و عشرت خاک میں مل جائے گا۔ تزییف۔ کھانا پن۔ دوست ہیں ہلان کو دوست اور دشمن میں تیز نہ تھی لہذا وہ اپنی بازی کھیل رہا تھا۔

ترتیب سخن ہامان با فرعون علیہ اللعنة

فرعون علیہ اللعنة کے ساتھ ہامان کی باتوں کی کزوری

دوست از دشمن ہمی شناخت او
وہ دوست کو دشمن سے نہ پہچانتا تھا
فرد را کو رانہ کز می باخت او
اس نے اندھے پن سے بازی اپنی چلی

دشمن! تو جو تو نبوداے لعین
اے ملعون تیرا دشمن تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے
پیش تو ایں حالت بدولت ست
تیرے لئے یہ بری حالت دولت ہے
گرازیں دولت نتازی خز خزاں
اگر تو اں دولت سے آہستہ آہستہ نہ ہاگے گا
مشرق و مغرب چو تو بس دیدہ اند
مشرق و مغرب نے تجھ جیسے بہت دیکھے ہیں
مشرق و مغرب کہ نبود برقرار
مشرق و مغرب جو پائید نہیں ہیں
تو بدیاں ۲ فخر آوری کز ترس و بند
تو اں پر فخر کرتا ہے کہ خوف لہ بندش سے
ہر کرا مردم سجودے می کنند
جس شخص کو لوگ سجدے کرتے ہیں
چونکہ برگرد ازواں ساجدش
جب وہ سجدہ کرنے والا اں سے روگردانی کرتا ہے
اے ۳ خنک آل را کہ ذلت نفسہ
مہلک باد ہے اں کے لئے جس کا نفس خاکسدا بنا
ایں تکبر زہر قاتل داں کہ ہست
اں تکبر کو زہر قاتل سمجھ کہ جو ہے
چوں مئے پر زہر نہ شد مند برے
جب کوئی بد نصیب زہر ٹلی ہوئی شرب پیا ہے
بعد یک دم زہر در جانش فتد
تھوڑی دیر کے بعد زہر اں کی جان اثر کرتا ہے
گرنداری زہریش را اعتقاد
اگر تو اں کے زہر پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے

بیگناہاں راگو دشمن بکلیں
کینہ سے ' بے قصوروں کو دشمن نہ کہہ
کہ دوا دو اول و آخرت ست
کہ جس کی ابتداء بھاگ۔ دوز لہ آخرتات ہے
ایں بھارت را ہی آید خزاں
تیری اں بھد پر خزاں آ جائے گی
کہ سر ایشاں زتن بمریدہ اند
جن کے سر ہنر سے جدا کر دیئے ہیں
چوں کنند آخر کسے را پائیدار
وہ کسی کو کیسے پائیدار بنا سکتے ہیں؟
چاپلوست گشت مردم روز چند
چند روز کے لئے انسان تیرے خوشامدی بن گئے ہیں
زہر اند جان او می آگند
اں کی جان میں زہر بھرتے ہیں
داند او کال زہر بوز و موبدش
وہ جان جاتا ہے کہ وہ لہ اں کا سر لہ زہر تھا
ولی آل کز سر کشی شد چوں کہ او
اں پر افسوس جو سر کشی سے پہاڑ کی طرح بن گیا
از مئے پر زہر گشت آل گنج و مست
زہر بھری شرب کی قسم سے جس سے ہاتھ مست بنا ہے
از طرب یک دم بجیاند سرے
تھوڑی دیر مستی سے جھوٹا ہے
زہر در جانش گند دادو بستد
زہر اں کی جان میں لین دین شروع کر دیتا ہے
گرچہ زہر آمد نگر در قوم عاد
اگرچہ وہ زہر ہے ' قوم عاد کو دیکھ لے

۱ دشمن تو۔ مولانا کی طرف سے
ہلان کا جواب ہے کہ تو خود اپنا دشمن
ہے بے قصور لوگوں کو دشمن نہ سمجھ۔
دولت۔ تو اں دنیا کو دولت سمجھتا ہے
جس کی ابتداء بھاگ دوز ہے لہ آخر
میں دولت مگر چل دیتی ہے۔ گر۔
اگر انسان خود دنیا کو نہیں چھوڑتا ہے تو
دنیا خود اسے چھوڑ دیتی ہے۔ مشرق۔
دنیا نے بہت سے شاہوں کو قتل کیا
ہے۔ برقرار دنیا پائیدار ہے۔ کسی کو
پائیداری کیادے سکتی ہے۔

۲ توندہاں۔ مجبوری سے چند
انسان تعظیم کرنے لگتے ہیں تو انسان
ہو کے میں بڑ جاتا ہے۔ ہر کر۔
لوگوں کی تعظیم ایک زہر ہے جو انسان
کی روح کو ہلاک کرتا ہے۔ چونکہ
خود سجدہ کرنے والے ایں زہر سے
متاثر ہوتے ہیں اور اں کا زہر کا پتہ
جب چلا ہے جب اں کو ہوش آتا
ہے۔ موبد آتش پرستوں کا سر لہ۔

۳ اے خنک۔ جو لوگ دنیا میں
فروتنی اختیار کرتے ہیں وہ بڑے خوش
نصیب ہیں۔ تکبر۔ تکبر ایک زہر ٹلی
ہوئی شرب ہے۔ چوں۔ تکبر کی
شراب پی کر کچھ دیر انسان مستی کا
اظہار کرتا ہے۔ بعد یک دم۔ تھوڑی
دیر کے بعد وہ زہر اثر دکھاتا ہے۔ قوم
عاد۔ یہ قوم تکبر کے زہر سے ہلاک
ہوئی ہے۔

بکشدش یا باز دارد در چہے
 اس کو قتل کرتا ہے یا اس کو کوئیں میں قید کرتا ہے
 مَرِّ بَمَشِّ سَازِ دَشِّ وَ بَدِّ بَدِّ عَطَا
 بادشاہ اس کی مرہم (پتی) کرتا ہے اور عطا کرتا ہے
 گشت شہ را بیگناہ و بے خطا
 اس نے بادشاہ کو بے گناہ اور بے قصور بنا دیا
 زیں دو جنس زہر را باید شناخت
 زہر کی ان دونوں قسموں کو پہچان لینا چاہیے
 گرگ، گرگِ مُردہ را ہرگز گزود
 بھیڑیے نے کسی مردہ بھیڑیے کو کبھی نہیں چھوڑا
 تا تو اند کشتی از فجار رست
 تاکہ کشتی ظالموں سے بچ جائے
 امن در فقرست اند فقر رو
 امن فقر میں ہے فقر اختیار کر
 گشت پارہ پارہ از زخم کلند
 وہ کھل کی مد سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
 سالیہ کا فلکندست بروے زخم نیست
 وہ سالیہ جو پڑا ہوا ہے اس پر لڑ نہیں ہے
 اے برادر چوں بر آذر می روی
 اے بھائی! تو آگ پر کیوں چلتا ہے؟
 تیر ہارا کے ہدف گرود بہیں
 وہ تیروں کا نشانہ کب بنتی ہے دیکھ لے
 چوں ہدفہا زخم یابد بے رفو
 نشانوں کی طرح نہ سنے والے زخم پاتی ہے
 عاقبت زیں زردباں افتادنی ست
 انجام کار اس سیرجی سے گر پڑتا ہے

چونکہ اشاہے دست یا بد بر شہے
 جب کوئی بادشاہ کسی بادشاہ پر قابو پا لیتا ہے
 وَرِّ بیابد خستہ افتادہ راہ
 اگر کسی زخمی کو راستہ میں پڑا ہوا دیکھتا ہے
 گر نہ زہرست آں تکبر پس چرا
 اگر وہ تکبر زہر نہیں ہے تو کیوں؟
 ویں دگر ابے خدمت چوں نواخت
 اس دوسرے کو بغیر کسی خدمت کے کیوں توڑا؟
 راۓ ہزن ہرگز گدائے را نزد
 کسی ڈاکو نے کبھی کسی فقیر کو نہیں ملا
 خضر کشتی را برائے آں شکست
 حضرت خضر نے کشتی اس لئے توڑی
 چوں شکستہ می رہد اشکتہ شو
 جبکہ شکستہ کو نجات ملتی ہے، شکستہ ہو جا
 آں کہے گو داشت از کال نقد چند
 وہ پہلا جو فقری کی چند کانیں رکھتا تھا؟
 تیغ بہر اوست گور اگر دنیست
 تلوار اس کے لئے ہے جس کی (لوہی) گرون ہے
 مہتری نطفست و آتش اے شغوی
 اے گرہ! سرہدی مٹی کا تیل لہ آگ ہے
 ہر چہ او ہموار باشد باز میں
 جو چیز زمین سے ہموار ہو
 سر برآرد از زمیں آنگاہ او
 سر زمین سے سر اٹھاتی ہے جب وہ
 فرد بان خلق این ما و منی ست
 یہ خودی لہ تکبر مخلوق کے لئے سیرجی ہے

۱ پو تکہ۔ تکبر کے زر ہونے کی
 ایک مثال یہ ہے کہ شہ اپنے تکبر کی
 وجہ سے مایا جاتا ہے اور زخمی سپاہی بچ
 جاتا ہے۔ گر نہ زہرست۔ اس بادشاہ
 کے ماتے جانے کا سبب اس کا زہر
 تکبر ہے۔ ویں دگر اس کی خستہ حالی
 اس پر تم کا سبب تھی۔

۲ رازن۔ ڈاکو بھی تکبر مند کو
 لوثا ہے۔ گرگ۔ بھیڑیا بھی تکبر زندہ
 بھیڑیے کو پھاڑتا ہے۔ خضر۔ کشتی کی
 شکستہ حالی اس کی نجات کا سبب ہے
 چوں شکستہ۔ شکستہ حالی نجات کا سبب
 ہے تو انسان کو شکستہ حال ہونا مناسب
 ہے۔ کہے جس پہلا میں کانیں ہوتی
 ہیں اس کی کھدلی ہوتی ہے۔ تیغ۔
 گرون تکبر برہمندی کی کشتی ہے۔

۳ سالیہ۔ سالیہ پست چیز ہے اس
 پر کوئی نہیں چلائی جلی نطف۔ ایک ماہ
 ہے جو آگ کو جلد پکڑ لیتا ہے
 ہموار۔ ہموار زمین کو تیروں کا نشانہ
 نہیں بنایا جاتا۔ سر برآرد۔ جو چیز
 زمین سے سر اٹھاتی ہے وہی نشانہ بنتی
 ہے۔ زردباں۔ تکبر لہ خودی انسانوں
 کے لئے ایک ایسی سیرجی ہے جس
 سے پھل کر زمین پر گرتا ہے۔

اسی افروع است و اصولش آل بود
یہ فردی باتیں ہیں اور اس کی اصل یہ ہے

چوں نہ مردی و نہ گشتی زندہ زو
جبکہ تو فنا نہ ہوا اور اس کے ذریعہ زندہ نہ ہوا

چوں بد و زندہ شدی آل خود ویست
جب تو اس کے ذریعہ زندہ ہو گیا وہ خود وہ ہے

شرح ۲۔ اس در آئینہ اعمال جو
اس کی تشریح اعمال کے آئینہ میں تلاش کر

گر بگویم انچہ دارم در دُروں
اگر میں وہ کہہ دوں جو دل میں رکھتا ہوں

بس کنم خود زیر کاں را اس بس است
بس کرتا ہوں عقلمندوں کے لئے یہ کافی ہے

حاصل ۳۔ آل ہماں بدیاں گفتار بد
غلام۔ یہ ہے کہ اس ہلان نے بری گفتگو کے ذریعہ

لقمہ دولت رسیدہ تا دہاں
دولت کا لقمہ نہ تک پہنچ چکا تھا

خرمن فرعون راداد او بباد
اس نے فرعون کا کھلیاں برباد کر دیا

از چنیں ہمراہ بد ووری گزویں
ایسے برے ساتھی سے دوری اختیار کر

کہ ترفع شرکت یزداں بود
کہ تکبر اللہ کے ساتھ شرکت ہے

باغی باشی بشرکت ملک جو
تو باغی ہو گا شرکت کے ذریعہ ملک کا جو یاں ہو گا

وحدت محض است آل شرکت کے است
خالص وحدت ہے یہ شرکت کب ہے

کہ نیابی فہم اس از گفتگو
کیونکہ گفتگو سے یہ سمجھ میں نہ آئے گا

بس جگر ہا گروہ اندہ حال خوں
تو بہت سے جگہ فورا خون ہو جائیں گے

بانگ دو کردم اگر دودہ کس است
میں نے دو صدائیں دیں اگر گاؤں میں کوئی ہے

اس چنیں راہے براں فرعون زد
ایسا راست فرعون پر بند کر دیا

از گلی او بریدہ ناگہاں
اچانک اس کے گلے سے جدا کر دیا

یچ شہ را اس چنیں صاحب مباد
خدا کرے ایسا وزیر کسی بادشاہ کا نہ ہو

زہ شہار اللہ اعلم بالیقین
خبردار اللہ یقینی باتوں کو زیادہ جانتا ہے

نومید شدن موسیٰ از ایمان آوردن فرعون و جلیا فتن
حضرت موسیٰ کا فرعون کے ایمان لانے سے بائیں ہو جانا اور ملعون ہلان

سخن ہامان لعین در دل فرعون
کی باتوں کا فرعون کے دل میں گھر کر لینا

گفت موسیٰ لطف بنمودیم وجود خود خداوندیت را روزی نمود
حضرت موسیٰ نے فرمایا ہم نے مہربانی اور سلامت کی آگاہی خود تیرے مقدر میں نہ تھی

۱۔ اس تکبر کی یہ معترضیں تو فروری

میں بنیادی بات یہ ہے کہ تکبر اصل
خدا کی میں شرکت کا دعویٰ ہے
چوں۔ وحدت الوجود کے نظریہ کے
مطابق اگر تو نے خود کو خالق نہیں بنایا اور
بقابل اللہ نہ حاصل کیا تو خدا کا باغی ہے
چوں بد۔ جب تجھے بقابل اللہ کا مقام
حاصل ہو جائے تو اب تیرا وجود خود خدا
کا وجود ہے اور یہ خالص توحید ہے۔

۲۔ شرح۔ وحدت الوجود کے
مسئلہ ایک تفریح گفتگو کے ذریعہ ممکن
نہیں یہ مقام حاصل ہو جانے سے
اس کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے اگر
بگویم اس مسئلہ کے متعلق اگر میں
اپنے بڑے خیالات ظاہر کروں تو
لوگوں کے جگر خون بن جائیں گے
لہذا انہی اشکات پر اکتفا کرتا ہوں
جو عقلمندوں کے لئے کافی ہیں۔

۳۔ حاصل۔ فرض ہے فرعون نے
ہلان سے مشورہ کیا اور اس نے اس کی
راہداریت مسدود کر دی۔ قصہ قری تھا
کہ ہدایت حاصل کر لیتا لیکن ہلان
اس کی برادری کا سبب بن گیا خدا ایسا
وزیر کسی بادشاہ کو نہ دے جو برادری کا
سبب بنے۔ گفت موسیٰ۔ حضرت
موسیٰ نے فرمایا کہ ہم تو ابدی سلطنت
دنیا چاہتے تھے لیکن فرعون کے مقدر
میں نہ تھی۔

آں خد اوندی کہ ہوڈ راستیں مَرُو رانے دَسْت دال نے آستیں
 " آقاں جو جی نہ ہو تجھ لے اس کے نہ ہاتھ ہوتا ہے نہ آستیں
 آں خد اوندی کی دُز دیدہ ہوڈ بے دل و بے جان و بے دیدہ ہوڈ
 " آقاں جو چلائی ہوئی ہو بے دل اور بے جان اور بے آنکھ کی ہوتی ہے
 آں خد اوندی کہ دادندت عوام باز بستاند از تو بچو وام
 " آقاں جو تجھے عوام نے دی ہے قرض کی طرح " تھ سے واپس لے لینگے
 آں خد اوندی تو از بندگی کترست ار باز دانی اندکی
 " آقاں غلامی سے کتر ہے اگر تمہوڑا سا سمجھ لے
 وہ خد اوندی عاریت بحق تا خد اوندیت بخشد متحقق
 " آقاں خدا کے سپرد کر دے تاکہ وہ تجھے متفق آقاں عنایت کر دے

آں خد اوندی۔ غلامی قسم کی آقاں
 بے دست دیا ہوتی ہے۔ آں
 خد اوندی۔ جو آقاں انسانوں کی عطا
 کردہ ہے وہ انسان واپس لے لینے
 ہیں۔ آں خد اوندی۔ انسانوں کی عطا
 کردہ آقاں غلامی سے بدر ہے ہاں
 جو آقاں خدا کی جانب سے ملے وہ
 پائیدار متفق علیہ ہوتی ہے۔

منازعت ۲ کردن امیران عرب بارسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 عرب کے سرداروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنا کہ ملک بانٹ
 کہ مُلک را مُقاسمہ کن تانزاعی نباشد و جواب رسول ایشاں
 لیجئے تاکہ جھگڑنا ہو اور آنحضرت کا ان کو جواب دینا کہ میں اس
 را کہ من مامورم و دریں امرت و بحث ایشاں از طرفین
 حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جاہلین سے ان کی بحث

۲. منازعت۔ اس حکایت سے
 یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت کی آقاں
 خدائی عطیہ تھی۔ کہ تو میری۔ ان
 سرداروں نے آنحضرت سے کہا ملک
 تقسیم کر لیا جائے تم اپنے حصہ پر
 حکومت کرو ہم اپنے حصہ پر حکومت
 کریں۔

آں امیران عرب گرد آمدند نزد پیغمبر منازع می شدند
 عرب کے سردار جمع ہو گئے پیغمبر کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے
 کہ تو میری ہریک از ماہم امیر بخش کن ایں مُلک و بخش خود بگیر
 کہ آپ بھی سردار میں اور ہم میں سے بھی ہریک امیر ہے اس ملک کو تقسیم کر لیجئے اور اپنا حصہ لے لیجئے
 ہریکے خود بخش خود انصاف جو تو ز بخش مادو دست خود بشو
 ہر ایک اپنے حصہ میں انصاف چاہتا ہے۔
 گفت میری مر مزاحق دادہ است سروری و امر مطلق دادہ است
 آپ نے فرمایا مجھے سروری خدا نے عطا کی ہے سروری و امر مطلق دادہ است
 کایں قران احمدست و دور او ہیں نے عالم سروری اور حکم عطا فرمایا ہے
 کیجند (فرمایا ہے)۔ یہ احمد کا زمانہ اور وہ ہے جس میں گیریید اور انقوا
 خیرہ! اس کا حکم مانو اور تقوی اختیار کرو

۳. ہریکے۔ ہر شخص اپنے حصہ پر
 حکومت کرے آپ اہلے حصہ
 سے دست بردار ہو جائیں۔ گفت۔
 آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے
 پورے ملک کی سروری عنایت کی
 ہے۔ کایں۔ اللہ نے فرمادیا ہے کہ یہ
 احمد کا دور ہے اس کا حکم مانو اور پڑھو
 گارنو۔

قوم! گفتندش کہ ماہم زان قضا
 قوم نے ان سے کہا کہ ہم بھی تقدیر سے
 گفت لیکن مر مرا حق ملک واد
 آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکومت دی ہے
 میری من تا قیامت باقی ست
 میری حکومت قیامت تک باقی رہے والی ہے
 قوم گفتند اے امیر افروں مگو
 قوم گفتند اے امیر افروں مگو
 لوگوں نے کہا اے امیر! زیادہ نہ کہہ
 آپ کی بڑائی پر دلیل کیا ہے؟

سئل ۲ آمدن و قضیب انداختن امراء جہت دفع شدن سیل
 سیلاب کا آنا اور سیلاب روکنے کے لئے سرداروں کا لکڑی ڈالنا
 وغالب شدن مصطفیٰ علیہ السلام برامیراں
 اور مصطفیٰ علیہ السلام کا سرداروں پر غالب آجانا

در زماں ابرے بر آمدن امر مر
 فورا سخت حکم سے ایک اور آیا
 رو بشہر آورد سیلے بس مہیب
 ایک بہت خوفناک سیلاب نے شہر کا رخ کیا
 گفت پیغمبر کہ وقت امتحان
 پیغمبر نے فرمایا کہ امتحان کا وقت
 ہر ۳ امیرے نیزہ خود در فگند
 ہر سردار نے اپنا نیزہ ڈال دیا
 نیز ہارا بچو خاشاکے رُود
 نیزوں کو ٹکوں کی طرح بہا لے گیا
 پس قضیب انداخت دروے مصطفیٰ
 پھر مصطفیٰ نے ایک شاخ اس میں ڈال دی
 نیز ہاگم گشت جملہ وائل قضیب
 سب نیزے گم ہو گئے اور وہ شاخ

سئل آمد گشت آل اطراف پر
 سیلاب آیا اور اطراف پانی سے پر ہو گئے
 اہل شہر افعال گناہ جملہ رعیب
 شہر والے خوفزدہ ہو کر فریاد کرنے لگے
 آمد انکوں تانہاں گرو عیاں
 اب آ گیا تاکہ پوشیدہ ملا ظاہر ہو جائے
 تا شود در امتحان آل سیل بند
 تاکہ آزمائش کے وقت میں سیلاب رک جائے
 آب تیز سیل پر جوش و عنود
 جو شیلے اور سرکش سیلاب کا تیز پانی
 آل قضیب معجز فرماں روا
 وہ شاخ جو سیلاب کو عاجز کرنی والی اور حاکم تھی
 بر سر آب ایستادہ چوں رقیب
 ٹکروں کی طرح پانی پر لکڑی رہی

۱۔ قوم گفتندش۔ ان سرداروں نے
 آنحضرتؐ کو عرض کیا کہ ہم بھی سردار
 ہیں اور ہماری سرداری بھی خدا کا عطیہ
 ہے۔ گفت۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میری
 سرداری ابدی ہے تمہاری سرداری ابدی
 ہے تمہاری سرداری دنیاوی عارضی
 ہے۔ قوم گفتند سرداروں نے کہا اپنی
 ابدی سرداری پر کوئی دلیل پیش کیجئے۔

۲۔ سئل آمدن۔ اس قصہ کا
 حدث اور تاریخ میں کہیں ذکر نہیں
 ہے اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے
 کہ آنحضرتؐ کی ایک معمولی شاخ سے
 پانی کا سیلاب رک گیا اور یہ معجزہ
 آنحضرتؐ کی ابدی سرداری پر دلیل بنا۔
 تمہیب۔ ہیبت تاکہ رعیب
 سرعوب خوفزدہ نہوں۔ یعنی اب تک
 میری ابدی سرداری جو تم پر پوشیدہ ہے
 واضح ہو جائے۔

۳۔ ہر امیر سے اس سیلاب کو
 روکنے کے لئے ہر سردار نے اپنے
 ہاتھ کا نیزہ پانی میں ڈالا۔ عنود۔
 سرکش۔ قضیب۔ شاخ۔ رقیب۔
 ٹکروں

رُو بہ گردانید و سُوی بحر رفت
 اس نے رخ موڑا اور سمندر کی طرف چلا گیا
 پس مَیْر گشتند آں میراں ز نیم
 وہ سرور ڈر سے اتر کر کرنے والے بن گئے
 ساحر ش گفتند و کاہن از مجود
 انہوں نے انکار سے ان کو جلو کر اور کاہن کہا
 واں سُوم ہم یود یوسفیان حرب
 اور وہ تیسرا یوسفیان بن حرب تھا
 مُلک بر رستہ چناں باشد شریف
 آزاد سلطنت ایسی شریف ہوتی ہے
 نام شاں میں نام اُو میں اے انجیب
 اے شریف! ان کا نام اور ان کا نام دیکھ لے
 نام اُو و دولت تیزش نمرود
 ان کا نام اور ان کی تیز حکمت نہیں مری ہے
 ہم چنیں ہر روز تا روز قیام
 اسی طرح قیامت تک ہر روز

ز اہتمام آل قضیب آل سَیل رفت
 اس شاخ کے بندوبست سے وہ سیلاب روانہ ہو گیا
 چوں بدیدند از وے امر اے عظیم
 جب انہوں نے ان سے وہ بڑا کارنامہ دیکھا
 جُز سہ کس کہ جھد ایشاں چیرہ یود
 سوائے تین شخصوں کے جن کا کینہ غالب تھا
 یود یوجہل لعین و یولہب
 ملعون ابوجہل تھا اور ابولہب
 مُلک بر رستہ چناں باشد ضعیف
 بادشاہ کی سلطنت ایسی کمزوری ہوتی ہے
 نیز ہاے را گر ندیدی یا قضیب
 اگر تو نے نیزے یا شاخ نہیں دیکھی ہے
 نام شاں را سَیل تیز مرگ برود
 ان کے نام کو موت کا تیز سیلاب بہا لے گیا
 پنج نوبت می زندش بر دوام
 بیسٹ پانچ وقت ان کے نام پر نوبت جیتی ہے

۱۔ امر عظیم۔ یعنی آنحضرت کی شاخ
 سے سیلاب کا رگ جانا۔ جز سہ کس۔
 یعنی دوسرے سرور تو ایمان لے آئے
 ابوجہل ابولہب اور یوسفیان ایمان نہ
 لائے اور حضور کو جلو کر اور کاہن کہنے
 لگے

۲۔ نیز ہاے مخاطب کرتے وہ
 نیز ہاے شاخ کا معاملہ خود نہیں دیکھا
 ہے تو اب ناموں سے اس معاملہ کو
 سمجھ لے نام شاں ان کے ناموں کو
 موت کا سیلاب بہا لے گیا اور
 آنحضرت کے نام نامی کا پانچ وقت
 قیامت تک لڑائی میں نہ نکلتا ہے۔

۳۔ گرگز۔ حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے فرمایا اگر تجھ میں عقل ہے تو
 میں نے دین کی رو دکھا کر تجھ پر
 مہربانیاں کی ہیں اور اگر گدھا ہے تو
 تیرے لئے یہ میری لاشی ہے۔ آخر
 اہطل۔ اندر۔ اس دنیا میں
 انسان اور حیوان تجھ سے مصیبت میں
 ہیں۔ یک عصا۔ یہ میری لاشی ہے
 لوہوں کو لوب سکھانے کے لئے
 ہے

در تمامی حدیث موسیٰ علیہ السلام و تقریر و توحیح فرعون
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی تکمیل اور فرعون کو ڈرانا اور حکمانا

ور خری آوردہ ام خر را عصا
 اور اگر تو گدھا ہے تو میں لاشی لایا ہوں
 کز عصا گوش و سرت پر خوں گنم
 کہ لاشی سے تیرے کان اور سر زخمی کر دوں گا
 می نیابند از جفای تو لماں
 تیرے ظلم سے مان نہیں پاتے ہیں
 ہر خرے را کو نہ باشد مستجب
 ہر اس گدھے کے لئے جو کہنا نہ مانے

گر س ترا عقل ست کردم لطفہا
 اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے تجھ پر مہربانیاں کی ہیں
 آچنناں زیں آخرت بیرون گنم
 تجھے اہطل سے اس طرح نکلاؤں گا
 اندر آخر خران و مرد ماں
 اس اہطل میں گدھے اور انسان
 یک عصا آوردہ ام بہر ادب
 سزا دینے کے لئے میں ایک لاشی لایا ہوں

اژدہائے امی شود در قہر تو
تجے مغلوب کرنے میں ایسا اژدہ بنے گی
اژدہائے کوہی تو بے اماں
تو بے لہن پہاڑی سانپ ہے
ایں عصا از دوزخ آمد چاشنی
یہ لاشی دوزخ کا مزانہ ہے
مر ترا گوید کہ اے گمیر دنی
تجھ سے کہتی ہے کہ اے کہنے کاہن
ورنہ درمانی تو در زندان من
ورنہ تو میری قید میں رہے گا
باز گرد از کفر سوی دین حق
کفر سے دین حق کی طرف آ جا
اے گرد اے گمیرہ بد بخت دُوں
اے کہینہ بد بخت گمراہ باز آ
ایں عصائے بود ایندم اژدہ است
یہ لاشی تھی اب اژدہ ہے

در بیان آنکہ شنائے ساقدرت حق تعالیٰ ہر سدا کہ بہشت گجاست و دوزخ چہ گجاست؟
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچاننے والا یہ نہیں دریافت کرتا ہے کہ بہشت کہاں ہے اور دوزخ کس جگہ ہے؟

ظاہرست ۳ ایں دوزخ لتا بر دولت
یہ دوزخ ظاہر ہے لیکن تیرے دل پر
ہر گجا خولہد خدا دوزخ گند
خدا جس جگہ چاہے دوزخ پیدا کر دے
ہم زندانت برآرد در دہا
تیرے دانتوں میں وہ پیدا کر دے
یا گند آب وہانت را عسکل
یا تیرے لعاب دہن کو شہد بنا دے

۱۔ اژدہ۔ یہ لاشی تیرے لئے اژدہ بنے گی چونکہ تو خود اژدہ بنا ہوا ہے کہ تیری تو پہاڑی سانپ ہے اور یہ لاشی آسمانی اژدہ ہے۔ اس عصا منکر کے لئے یہ لاشی دوزخ کا اثر رکھتی ہے۔ مومن کے لئے نود ہدایت ہے۔ ورنہ۔ اگر تو کہنا نہ مانے گا تو ہمیشہ کے لئے میری قید میں رہے گا۔
۲۔ باز گرد۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا کفر چھوڑ کر دین حق اختیار کر لے ورنہ دوزخ میں بری حالت میں رہے گا۔ اس عصا۔ یہ لاشی دوزخ کے عذاب کا نمونہ ہے تاکہ دوزخ کا ثبوت ہو جائے۔ صدیقان۔ جو شخص قدرت الہی کا قائل ہوتا ہے وہ دوزخ اور بہشت کے بارے میں مشکوک نہیں ہوتا ہے۔
۳۔ ظاہرست۔ عالم غیب کی خبروں کے آثار اس عالم شہود میں موجود ہیں لیکن انسانوں کا عالم ناسوت میں انہماک ان کے لہجہ کے ساتھ ہے۔ بلندی۔ بلندی۔ خیال۔ ہم زندانت۔ انسان دانتوں کے درمیں ایسا مبتلا ہوتا ہے کہ اس کو دوزخ اور اژدہوں کی تکلیف محسوس کرتا ہے یا کند لعاب دہن کو ایسا لذیذ کر دیتا ہے کہ بہشت کا مزہ آ جاتا ہے۔

ہست پوشیدہ یقین ز آب و گلت
یقیناً تیرے آب و گل کی وجہ سے پوشیدہ ہے
اوج را بر مرغ دام و مرغ گند
بلندی کو پرند کے لئے جیل اور پھندا بنا دے
تا بگوئی دوزخ ست و اژدہا
حتی کہ تو کہنے لگے کہ دوزخ اور اژدہا ہے
تا بگوئی کہ بہشت است و خلل
حتی کہ تو کہن لگے کہ بہشت اور جوزے ہیں

از بن دندان برویاند شکر
 دانتوں کی جڑ سے شکر پیدا فرما دے
 پس! بدنداں بیگناہاں را مگزو
 پس بے گناہوں کو دانتوں سے نہ کاٹ
 نیل را بر قبضیاں حق خوں گند
 (ہیا) نیل کو اللہ تعالیٰ قبضیوں کے لئے خون کر دیتا ہے
 آب بر فرعون در دم خوں شود
 پانی فرعون پر خون ہو جاتا ہے
 تا بدانی پیش حق تمیز ہست
 تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تمیز ہے
 نیل ۲ تمیز از خدا آموختہ است
 (ہیا) نیل نے تمیز خدا سے سیکھی ہے
 لطف او عاقل گند مر نیل را
 اس کی مہربانی نیل کو سمجھدا بنا دیتی ہے
 در جمادات از کرم عقل آفرید
 کرم سے جمادات میں عقل پیدا فرما دی
 در جماد از لطف عقلے شد پدید
 جماد میں مہربانی سے عقل پیدا ہو گئی
 عقل چوں باراں با مرا بخا بر یخت
 عقل حکم سے اس جگہ بارش کی طرح بریخت
 ابر و خورشید و مہ و انجم بلند
 ابر اور سورج اور چاند اور تارے بلندی پر
 ہر یکے ناید مگر در وقت خویش
 کئی طلوع نہیں کرتا مگر اپنے وقت میں
 چوں نکر دی فہم این را ز انبیا
 جب تو انبیا کے ذریعہ اس کو نہ سمجھا

تا بدانی قوت حکم و قدر
 تاکہ تو تقدیر اور حکم کی طاقت کو سمجھے
 فکر گن از ضربت نامحترز
 ناقابل بچاؤ ضرب کی فکر کر
 سبطیاں را از بلا محضوں گند
 سبطیوں کو مصیبت سے بچا دیتا ہے
 بر کلھے قندنا ممنون شود
 کلیم (اللہ) پر بغیر منت شکر بن جاتا ہے
 در میان ہوشیار راہ و مست
 راستہ کے ہوشیار اور مست کے درمیان
 کہ گشاہ آں را و اس را سخت بست
 کہ اس نے اس کو کھول دیا اور اس کو مضبوط باندھ دیا
 قہر او ابلہ گند قاتیل را
 اس کا غصہ قاتیل کو اجس بنا دیتا ہے
 عقل از عاقل قہر خود برید
 قہر سے عقلمند سے عقل منقطع کر دی
 وز نکال از عاقلان دانش رمید
 عذاب سے عقلمندوں سے عقل بھاگ گئی
 عقل اس سوخشم حق دید و گریخت
 عقل نے اس جانب اللہ کی ناراضگی دیکھی اور بھاگ گئی
 جملہ بر ترتیب آیند و روند
 سب ترتیب سے آتے جاتے ہیں
 کہ نہ پس ماندز ہنگام و نہ پیش
 کہ وقت سے نہ پیچھے رہتا ہے نہ آگے
 دانش آوردند در سنگ و عضا
 انہوں نے پتھر اور لاشی میں عقل پیدا کر دی

۱۔ پس بدنداں۔ انسان میں اگر
 طاقت ہے تو اس کو کمزوروں کی ایذا
 رسانی کے لئے نہ استعمال کرنا
 چاہیے۔ نیل۔ دیائے نیل فرعونوں
 کے لئے خون ثابت ہوا اور اسرائیلیوں
 کے لئے نجات کا سبب بنا۔ کلیم۔
 حضرت موسیٰ تابدلی۔ یہ باتیں ظاہر
 کرتی ہیں کہ جو ذات ان جمالات کو
 باشعور بنا دیتی ہے وہ کقدر۔ علم و خیر
 ہے۔

۲۔ نیل۔ دیائے نیل میں یہ
 قوت تمیز منجانب اللہ آئی تھی۔ آں۔
 یعنی حضرت موسیٰ و اس۔ یعنی فرعون
 اور جمادات۔ اللہ تعالیٰ بھی جمالات کو
 عقلمند بنا دیتا ہے اور بھی عقلمندوں کو
 بے عقل بنا دیتا ہے۔

۳۔ ابر۔ تمام فلک اجرام ترتیب
 سے معروف مل ہیں۔ ہر ایک ہر
 چیز اس ترتیب سے کام کرتی ہے کہ
 اپنے مقررہ وقت سے نہ وہ تقدیم کرتی
 ہے نہ تاخیر کرتی ہے۔ چوں نکر دی۔
 اس بات کو جب انسان انبیاء کے
 ذریعہ نہیں پہچانتا ہے تو اللہ تعالیٰ
 جمالات میں یہ سمجھ پیدا کر دیتا ہے۔

تہ جمادات! وگر را بے لباس
تا کہ دوسرے جمادات کو بلاشبہ
طاعت سنگ و عصا ظاہر شود
پتھر اور لٹھی سے فرمانبرداری ظاہر ہو
کہ زیرِ پاں آگہیم و طاعتیم
کہ ہم خدا سے واقف اور فرمانبردار ہیں
بچوں آب نیل دانی وقت غرق
نیل کے پانی کی طرح سمجھ لے غرق کرتے وقت
چوں زمیں کش دالش آمد وقت خسف
زمین کی طرح جس کو دھسانے کے وقت عقل آگئی
چوں قمر کہ امر بشدید و شتافت
چاند کی طرح کہ اس نے حکم سنا اور دوزا
چوں ستوں نالید از بحر نبی
جس طرح ستون نبیؐ کے فراق میں دویا
چوں درخت و سنگ کاندہ ہر مقام
جس طرح درخت اور پتھر نے ہر جگہ پر

چوں عصا و سنگ دانی از قیاس
قیاس سے لٹھی اور پتھر کی طرح سمجھ لے
وز جمادات وگر مخیر شود
تو وہ دوسرے جمادات کے بارے میں مخیر ہوتا ہے
مدامہ بے ایتفاتی ضائعیم
مواہفت کے بغیر ہم سب تباہ ہیں
کہ میان ہر دو امت کرد فرق
کہ اس نے دونوں گروہوں میں فرق کیا
در حق قاروں کہ قہرش کرد نسف
قدون کے بارے میں کس کے قہر نے اس کو ہلاک کر دیا
پس دو نیمہ گشت بر چرخ و شگافت
پھر آسمان پر دو ٹکڑے ہو گیا اور شق ہو گیا
باخبر گشتہ ازاں شیخ و صبی
جس سے بڑھے اور بچے باخبر ہو گئے
مصطفیٰؐ را گفت ظاہر والسلام
مصطفیٰؐ کو واضح طور پر سلام کیا

۱۔ جمادات۔ لٹھی اور پتھر پر
قیاس کر کے سمجھ لو کہ دوسرے جمادات
کو کبھی اللہ تعالیٰ عقل عنایت فرما دیتا
ہے۔ لباس۔ القباس۔ طاعت لٹھی
نے حضرت موسیٰؑ کی اور پتھروں نے
آنحضرتؐ کی اطاعت کی۔ ہر دو
امت۔ یعنی حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی
قوم۔ چوں زمیں۔ قدون کے
بارے میں زمین میں شعور پیدا ہوا۔
۲۔ چوں قمر۔ آنحضرتؐ سے حق القمر
کا مجزہ ظاہر ہوا۔ ستوں۔ استوانہ حنا
نہ آنحضرتؐ کے فراق میں دویا۔
والسلام۔ پتھروں اور درختوں سے
آنحضرتؐ کو سلام کرنے کا مجزہ ظاہر
ہوا۔

۳۔ دی۔ سنی نے کہا کہ تمام عالم
اللہ کی قدرت سے پیدا ہے۔ فلسفی۔
فلسفی نے کہا تو خود عالم کی پیداوار
ہے۔ پیداوار کس کے بارے میں کیا
علم ہو سکتا ہے جس سے وہ پیدا ہوئی
سے بارش اور سے پیدا ہوئی ہے تو
بارش اور کے بارے میں کیا جان سکتی
ہے۔ ذرہ۔ ذرہ کو آفتاب کے حادث
ہونے کا کیا علم ہو سکتا ہے۔

بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دہری کہ منکر الوہیت است

سنی اور فلسفی کا بحث کرنا اور اس دہریہ کا جواب دینا جو خدا کا منکر ہے

و عالم راقدم داند

اور عالم تو قدم جاننا ہے

فلی ستیاں چمن خوش طہت است

یہ آسمان فانی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے

حادثی ابر چوں داند غیوٹ

بارشوں کو اور کے حادث ہونے کا کیا علم؟

توچہ میدانی حدوث آفتاب

تو سورج کے پیدا ہونے کو کیا جانے؟

دی ۳ یکمی گفت عالم حادث است

کل ایک شخص کہتا تھا عالم تو پیدا ہے

فلسفی گفتہ کہ چوں دانی حدوث

فلسفی نے کہا تو نے اس کے نو پیدا ہونے کو کیسے جانا

ذرہ خود نیستی از انقلاب

تو اس انقلاب کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے

کر کلے کاندہ حدت باشد و فیس
 وہ کیزا جو غلاقت میں دن ہے
 ایں بتقلید از پیدر بشنیدہ
 تو نے یہ باپ سے تقلید سنا ہے
 چہست برہاں بر حدوت ایں بگو
 یہ بتا؟ اس کے لوجہا ہونے پر کیا دلیل ہے؟
 گفت دیدم اندریں بحر عمیق
 اس نے کہا میں نے دیکھا اس گہرے سمندر میں
 در جدال و در خصام و در شکوہ
 لڑائی اور جھڑپ اور شور میں
 سوی آں ہنگامہ گشتم من رواں
 اس ہنگامہ کی طرف میں بھی روانہ ہو گیا
 من ۲ بسوی جمع ہنگامہ خدم
 میں ہنگامے کے مجمع کی جانب چلا گیا
 آں یکے می گفت گرووں فانی ست
 ایک کہتا تھا کہ آسمان فنا ہونے والا ہے
 وال دگر گفت ایں قدیم و بے کیست
 دوسرے نے کہا یہ قدیم اور کب سے ہے کے بغیر ہے
 گفت منکر گشتہ خلاق را
 اس نے کہا تو پیدا کرنے والے کا منکر بن گیا
 گفت ۳ بے برہاں نخواہم من شنید
 اس نے کہا میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا
 ہیں بہا در حجت و برہاں کہ من
 خبر در حجت اور دلیل لا کیونکہ میں
 گفت حجت در درون جانم ست
 اس نے کہا دلیل میری جان کے اندر ہے

کے بداند آخر و ہدوز میں
 وہ زمین کے انجام اور آغا کو کیا جان سکتا ہے؟
 از حماقت اندریں پیچیدہ
 بیوقوفی سے اس میں پھنسا ہوا ہے
 ورنہ خامش گن فزوں گوئی جو
 ہنہ چپ ہو جا' زیادہ باتیں نہ بنا
 بحث می کردند روزے دو فریق
 ایک روز دو فریق بحث کر رہے تھے
 گشتہ ہنگامہ برآں دو کس گروہ
 اور اس ہنگامہ میں ان دونوں پر مجمع ہو گیا تھا
 تاہیام اطلاع از حال شان
 تاکہ ان کی حالت سے باخبر ہو سکوں
 اطلاع از حال ایشان بستدم
 اور ان کے حال کی معلومات حاصل کیں
 بے گمانے ایں پنا ربابی ست
 بلاشبہ اس بنا کا کوئی بنانے والا ہے
 نیستش بانی و یابانی و بست
 اس کو کوئی بنانے والا نہیں اور یا وہ خود بنانے والا ہے
 روز و شب آرنده و رزاق را
 دن اور رات کو لانے والے اور رزق دینے والے کا
 انچہ گوئی بہ تقلیدے گزید
 توجو کچھ کہتا ہے تو نے تقلید میں اختیار کیا ہے
 نشقوم بے حجت ایں را در زمین
 اس کو زمین میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا
 در درون جان نہاں برہانم ست
 جان کے اندر میری دلیل چھپی ہوئی ہے

۱۔ برینے۔ گوہر میں جو کیزا ہے
 اس کو زمانہ کی ابتدا اور انتہا کی کیا خبر ہو
 سکتی ہے۔ ایں۔ انسان کے باہر والا
 سے عالم کے پیدا ہونے کی بات سن
 لی ہے اسی طرح بلا تحقیق اس کو ماننا چلا
 آتا ہے جسٹ فلسفی نے کہا اگر ماں
 مسئلہ میں کوئی دلیل ہے تو وہ بیان کر
 خواہ تو لو زیادہ باتیں نہ کر۔ گفت۔ سنی
 نے کہا میں نے ایک روز دو فریق کو
 اس مسئلہ میں گفتگو کرتے سنا تھا۔ وہ
 جدال۔ دونوں میں زور دار بحث ہو
 رہی تھی اور ایک جمع ہو گیا تھا۔ سنی
 میں بھی اس ہنگامے کو دیکھنے پہنچ گیا
 تھا۔

۲۔ من بسوی۔ میں بھی اس مجمع
 میں پہنچا تاکہ ان کی باتیں سنوں۔
 آں یکے ایک یہ کہتا تھا کس عالم کا
 کوئی بنانے والا ہے لہذا یہ تو پیدا چہ
 ہے۔ وال دگر۔ دوسرا یہ کہتا تھا کہ عالم
 قدیم ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں
 ہے اگر ہے تو وہ خود اپنے آپ کو بنانے
 والا ہے بے کیست۔ یعنی عالم کے
 بارے میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ وہ
 کب سے ہے۔ گفت۔ دوسرے
 نے کہا کہ تو پیدا کرنے والے لہذا حق کا
 منکر ہو گیا۔

۳۔ گفت بے برہاں۔ فلسفی نے
 کہا میں بغیر برہاں کے کوئی بات نہ
 سنوں گا تو محض تقلیدی باتیں کر رہا
 ہے۔ گفت حجت۔ سنی نے کہا حجت
 ذوقی ہے اور یہ کہ خود انسان اپنے
 حالات پر غور کرے تو اس سے وجود
 باری پر استدلال کر سکتا ہے۔ فس
 عرف نفسہ فقد عرف ربه جس
 نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا
 کو پہچان لیا۔

توئی! بنی ہلال از ضعف چشم
 آنکہ کی کزوی سے تو چاند کو نہیں دیکھتا ہے
 گفتگو بسیار گشت و خلق گنج
 بات بسی ہو گئی اور لوگ حیران ہو گئے
 گفت ۲ یارا در دو و نم تجھے ست
 اس نے کہا دوست میرے دل میں ایک دلیل ہے
 من یقین دامن نشانش آں یود
 مجھے یقین ہے اس کی علامت یہ ہے
 در زباں می ناید ایس حجت پداں
 سمجھ لے یہ دلیل زبان پر نہیں آتی ہے
 نیست پیدا سرگفت و بنی من
 میری گفتگو کا راز ظاہر نہیں ہے
 اشک ۳ چوں بر رخ روانہ می رود
 جب آنسو رخ پر بہتے ہیں
 گفت من لہنہا ندام تجھے
 اس نے کہا میں اس کو لپکی دلیل نہیں سمجھتا ہوں
 گر بیاری من کنم آنرا قبول
 اگر وہ تو بیان کرے تو میں مان جاؤں گا
 گفت چوں قلبے و نقدے دم زند
 اس نے کہا جب کھنا اور کھرا ڈوبی کریں
 ہست آتش امتحان آخریں
 تو آخری آزمائش آگ ہے
 عام و خاص از حال شماں عالم شوند
 عوام اور خواص ان کے حال سے باخبر ہو جائیں گے
 آب و آتش آمد اے جاں امتحان
 اے دوست! پانی اور آگ آزمائش ہیں

من ہی بینم ممکن بر من تو چشم
 میں دیکھ رہا ہوں تو مجھ پر غصہ نہ کر
 در سر و پیاں ایں چرخ پیچ
 اس با امانہ آسمان کی ابتدا اور انتہا میں
 بر حدوث آسمانم آیتے ست
 جو آسمان کے نو پیدا ہونے کی نشانی ہے
 مر یقین دان را کہ در آتش رود
 کہ یقین رکھنے والا آگ میں گھے
 بچوں حال و سر عشق عاشقان
 جیسے کہ عاشقوں کا حال اور راز
 جز کہ زردی و بزوری رہی من
 سوائے میرے چہرے کی زردی اور لاغری کے
 حجت حسن و جمالش می شود
 اس کے حسن اور خوبصورتی کی دلیل ہوتے ہیں
 کہ یود در پوش علمہ آیتے
 جو عیاش کے سامنے علامت بنے
 ورنہ کوتاہ کن حدیث عرض و طول
 ورنہ لمبی چھڑی بات کو مختصر کر
 کہ تو قلبی من نکویم و از جمند
 کہ تو کھنا اور میں اچھا اور مہربان ہوں
 کاند آتش در فتنہ آں دو قرین
 کہ دونوں ساتھی آگ میں گر رہیں
 از گمان و شک سوی ایقان روند
 گمان اور شک سے یقین کی جانب چلے جائیں گے
 نقد و قلبے را کہ آں باشد نہاں
 اس کھرے اور کھوتے کے لئے جو پوشیدہ ہو

۱ توئی بنی۔ اس دلیل کی مثل
 پہلی بات کے چاند کی سی ہے جو اس کو
 نہ دیکھ سکے وہ خود اپنے آپ کو علامت
 کہے گفتگو میں دونوں میں بات
 اتنی بڑھی کہ لوگ عالم کے حادث
 ہونے نہ ہونے میں حیران ہو گئے۔
 ۲ گفتگو یا راز۔ سنی نے کہا اے
 دوست دو ذہنی اور باطنی دلیل دنیا کے
 حادث ہونے پر مضبوط دلیل ہے۔
 اور اس سے مجھے یقین حاصل ہے اور
 میرے سچ ہونے کی دلیل یہ ہے
 کہ میں اور تو آگ میں کوہیں جو سچا
 ہے وہ سالم رہے گا۔ در زباں۔ یہ
 دلیل قوی نہیں ہے عاشق کے عشق کو
 دلائل سے نہیں بلکہ اس کے آثار اور
 حالات سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔
 عاشق کے چہرے کی زردی اور آنسو
 دلیل ہوتے ہیں۔
 ۳ اشک۔ عاشق کے آنسو عشق
 اور معشوق کے حسن کی دلیل ہوتے
 ہیں۔ کہ یود۔ فاشی نے کہا میں ایسی
 دلیل چاہتا ہوں جو عوام بھی سمجھ سکیں۔
 ہست۔ سنی نے کہا اگر کھرے
 کھوتے میں بحث ہو تو آزمائش کی
 یہ صحت ہے کہ ان کو آگ میں تیل
 جائے اس سے شلوک و شہادت رفع
 ہو جائیں گے لہذا تجھے اور مجھے آگ
 میں داخل ہونا چاہیے جو سچا ہے وہ سچ
 گا۔

تامن! و توہر دو در آتش روم
 میں اور تو دونوں آگ میں گھسیں
 یامن و توہر دو در بحر اوقیم
 یا میں اور تو دونوں دریا میں کویں
 پچناں کردند و در آتش شدند
 انہوں نے ایسا ہی کیا اور آگ میں جلے گئے
 فلسفی را سوخت خاکستر بگرد
 اس نے فلسفی کو جلا دیا راکھ بنا دیا
 آل خدا گویندہ مرد مدعی
 وہ مدعی خدا کا ماننے والا
 آز مودہ بشنو این اعلام را
 اس آزمائے ہوئے اعلان کو سن
 کہ سوزیدست ۲ این نام از اجل
 کہ موت سے یہ نام نہ جلا
 صد ہزاراں روح شد ولدادہ
 لاکھوں روہیں دل دادہ ہیں
 صد ہزاراں خلق را درباد یہ
 جنگل میں لاکھوں انسانوں کا
 صد ہزاراں زیں رہاں اندر قرآں
 قرآن میں اس طرح کی لاکھوں بازیاں مذکور ہیں
 چوں ۳ گروہستند غالب شد صواب
 جب انہوں نے بازی لگائی صحیح بات غالب آئی
 فہم کردم کانکہ دم زد از سبق
 میں سمجھ گیا کہ جس نے پہلے دعویٰ کیا
 حجت منکر ہمارہ زرد رو
 منکر کی دلیل ہمیشہ شرمندہ ہے

حجت باقی حیراناں شویم
 باقی حیران لوگوں کے لئے دلیل بن جائیں
 کیس در دعویٰ من و تو کو فہم
 کیونکہ میں نے اور تو نے دعویٰ کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے
 ہر دو خود را بر تفت آتش زدند
 دونوں نے اپنے آپ کو آگ کے شعلوں میں ڈال دیا
 مستقی را ساخت تازہ تر بگرد
 مستقی کو سنو دیا تازہ تر کر دیا
 رست و سوزید اندر آتش آل دعی
 سچ گیا اور وہ حرام زاد آگ میں جل گیا
 کوہی افزوں روان خام را
 جو کچی روہوں کے اندھے پن کو بڑھانے والا ہے
 کش مستکی صدر بودہ است واجل
 کیونکہ وہ نام والا صدر تھا اور بزرگ تھا
 در رہ او سر بسر او فدادہ
 اس کے راستہ میں سر کے بل پڑی ہیں
 سر گروہ و بے عصا را راویہ
 سرگروہ بناہر بے سہارے کے لئے سیراب کرنے والا بنا
 بر دیدہ پر دہای منکراں
 جنہوں نے منکروں کے پردے چاک کئے ہیں
 در دوام معجزات و در جواب
 معجزوں کے دوام اور جواب کے بارے میں
 در حدوث چرخ پیروز زست و حق
 آسمان کے نو پیدا ہونے میں وہ کامیاب اور صحیح ہے
 یک نشاں بر صدق این انکار کو
 اس کے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہیں ہے؟

۱۔ تامن دو۔ پانی سے بھی آزمائش ہو جائے گی تو اور میں سمندر میں کویں جو سچا ہے وہ سچ جائے گا۔ پچناں۔ چنانچہ دونوں آگ میں کودے سنی سچ گیا فلسفی جل گیا۔ دی۔ وہ شخص جو جھوٹے نسب کا دعویٰ کرے۔

۲۔ کہ سوزید۔ نیکوں کا نام موت بھی نہیں مناسکتی۔ کیونکہ نام والا صدر اور بزرگ ہوتا ہے۔ صد ہزاراں۔ ایسے بزرگوں کی لاکھوں روہیں ولدادہ ہوتی ہیں۔ صد ہزاراں۔ غالباً آنحضور کے اس معجزے کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ پانی پلا کر بہت سے پیاسوں کی جان بچائی گئی۔ باہمی شرط لگانا۔ ۳۔ چوں گروہ۔ جب بھی مخالفین نے بازی لگائی تو انبیاء معجزوں کے ذریعہ جیتے ہیں۔ فہم۔ ان دلائل سے میں یہ سمجھا کہ عالم کو نو پیدا کرنے والا سچا ہے۔

یک منارہ اور شہی منکراں
منکروں کی تعریف میں ایک منارہ بھی
منبرے گو کہ در آنجا مخبرے
کوئی منبر کہاں ہے کہ اس پر کوئی خبر دینے والا
رُوئی دینار ورم از نام شاں
دینار اور ورم کا رخ ان کے نام سے
سکہ شاہاں ہی گرو وگر
بادشاہوں کا سکہ بدل جاتا ہے
بر رُخ نقرہ ویا رُوی زرے
چاندی پر یا سونے پر
بر رُخ سیم و زرے اندر جہاں
دنیا میں چاندی اور سونے پر
خود بگیر این معجزہ چوں آفتاب
اس صبح جیسے معجزے کو لے
زہرے نے کس را کہ یک حرفے ازاں
کسی کی جہل نہیں ہے کہ اس میں سے ایک حرف
یارِ غالب شو کہ تا غالب شوی
غالب کا دوست بن تاکہ تو بھی غالب بن جائے
حجت منکر ہمی آمد کہ من
منکر کی دلیل یہ ہوئی کہ میں
ہج سہندیشد کہ ہر جا ظاہر یست
اس نے نہ سوچا کہ جہاں کہیں ظاہر ہے
فائدہ ہر ظاہرے خود باطن سست
ہر ظاہر کا فائدہ خود پوشیدہ ہے
اس تفاوت حق نہاد اندر زماں
نہان میں یہ فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے

کو دریں عالم کہ تابا شد عیاں
دنیا میں کہاں ہے تاکہ بات واضح ہو
یاد آرد روزگار منکرے
منکر کے زمانے کو یاد کرے
تا قیامت می دہد از حق نشان
قیامت تک حق کا نشان دے گا
سکہ احمد پہ ہیں تا مستقر
احمد کے سکے کو قیامت تک دیکھ
وانما بر سکہ نام منکرے
سکہ پر کسی منکر کا نام تھا
سکہ بنما بنام منکراں
منکروں کے نام کا سکہ دکھا
صد زبان و نام او ام الکتاب
جو سوزبانوں والا ہے اور اس کا نام قرآن ہے
یا بُد زود یا فزاید در میاں
چھائے یا درمیان میں بڑھائے
یارِ مغلوباں مشو ہیں اے غموی
خبردار! اے گمراہ مغلوبوں کا یار نہ بن
غیر اس ظاہر نمی بینم و وطن
اس ظاہر کے سوا میں اپنا وطن نہیں دیکھتا ہوں
آں ز حکمتہی پنہاں مخبر یست
وہ پوشیدہ حکمتوں سے آگاہ کرنے والا ہے
بچو نفع اندر دواہا کل من سست
جس طرح دواؤں کا فائدہ پوشیدہ ہے
تا بد اتند لیل عرفاں در جہاں
تاکہ نل عرفان دنیا میں سمجھ لیں

۱ منارہ وہ بلند جگہ جہاں علامت
کے لئے آگ روشن کر دیتے تھے۔
مخبرے خبر دینے والا۔ زوی۔ سکوں
پر انبیاء کا نام ان کی چالی کا نشان ہے۔
مستقر۔ دائم۔ ہمیشہ منکرے یعنی
منکر خدا

۲ خود۔ یعنی اگر سکوں پر نام قائم
رہنے معاملہ میں شکوک و شبہات ہیں
آنحضرت کا معجزہ قرآن ہے اس کو دیکھ
لے زہرہ قرآن میں ایک حرف کی
بھی کمی زیادتی ممکن نہ ہو سکی۔
غالب۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ مغلوب۔
یعنی مخلوق۔ حجت منکر منکر کی سب
سے بڑی دلیل یہ ہوئی کہ ظاہر عالم
بتاتا ہے کہ وہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے
پیدا کرنے والا کس ظاہر نہیں ہے۔
۳ بچو۔ دلیل کی کمزوری یہ ہے کہ
ظاہر کو سب کچھ سمجھ لیا گیا حالانکہ ظاہر
باطن کی خاطر پیدا کیا جاتا ہے۔
فائدہ ظاہر مقصد نہیں ہے بلکہ ظاہر
سے مقصود بھی باطن ہے اور کافا۔
میں چھپا ہوا ہے اور مقصود ہے۔

عمر کر گس اسہ ہزار و پانصد دست
گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال ہے
می بمیرند از کبوتر ضد ہزار
لاکھوں کبوتر مرتے ہیں
مَر کبوتر را چہ باشد زان بدست
کبوتر کو اس سے کیا ہاتھ آیا
مرگ کر گس می نہ بینند آشکار
گدھ کی موت کو نہیں دیکھ سکتے ہیں
جملہ پندارند کر گس باقیست
سب یقین کرتے ہیں کہ گدھ باقی ہے
می نہ بینند از غمی نے پس نہ پیش
اندھے پن سے نہ آگا دیکھتے ہیں نہ چچھا
کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے
ہر چہ پیدا کرو بہر معنی ست
اس نے جو کچھ پیدا کیا کسی حکمت کے لئے ہے
اس کے ہاتھ بنکر بریں ظاہر مایست
اس کے ہاتھ کو دیکھ ظاہر پر نہ خنجر

۱۔ کر گس۔ مشہور سے کہ گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال کی ہوتی ہے یعنی اپنی عمر کی کوتاہی اور گدھ کی طویل عمر ہونے کی وجہ سے اس کو قدیم مان لیتا ہے۔ جملہ سب کبوتر گدھ کو ہمیشہ رہنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ باقی صرف خدا کی ذات ہے۔

۲۔ می نمائند دنیا کی ہر چیز فانی ہے بس باقی ذات خداوندی ہے۔ ہر چہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے کسی پوشیدہ حکمت و وجہ سے کی ہے۔ کئی کئی مصور تصویر برائے تصویر نہیں بناتا ہے بلکہ اس کلاس میں کوئی پوشیدہ مقصود ہوتا ہے۔

۳۔ بلکہ مصور کا مقصد دوستوں اور بڑوں کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ شادی۔ مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچہ دیکھ کر خوش ہو یا غائب دوستوں کی تصویر کو دیکھ کر دوست خوش ہوں۔ کوزہ کہہ سکو اس لئے بناتا ہے کہ اس میں بھر کر پانی پیا جائے۔

تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

تفسیر آیت کریمہ ”آسمانوں اور زمین اور ان دونوں میں جو کچھ ہے ہم نے نہیں پیدا
يُنْهَمَا إِلَّا بِالْحَقِّ نِيَا فَرِيدِ شَالِ از بہر ہمیں کہ شامی بیند
کیا مگر حق کے ساتھ ان کو صرف اسی لئے نہیں پیدا کیا جو کہ تم دیکھتے ہو

بلکہ بر معنی و حکمت باقیہ کہ شامی بیند آل را

بلکہ ایک معنی اور باقی رہنے والی حکمت کی بنیاد پر جس کو تم نہیں دیکھتے ہو

ہج نقاشے نگار در زین نقش
توئی مصور عمدہ تصویر بناتا ہے
بے امید نفع بہر عین نقش
نفع کی امید کے بغیر محض تصویر کے لئے
بلکہ ۳۔ بہر میہمانان و کیاں
بلکہ مہمانوں اور بڑوں کے لئے
کہ بفرجہ وارہند از لڈہاں
تا کہ مسرت کی وجہ سے غموں سے نجات پائیں
شادی بچگان و یاد دوستاں
بچوں کی خوشی یا دوستوں کی یاد کے لئے
دوستاں رفتہ را از نقش آل
گزرے ہوئے دوستوں کو ان کی تصویر سے
بہر عین کوزہ نے از بہر آب
بہر عین کوزہ نے از بہر آب
کئی تمہد جلد سکھا بناتا ہے
کئی تمہد جلد سکھا بناتا ہے

ہج کاسہ اگر گند کاسہ تمام
 کوئی پیلا بنانے والا پیلا کھل کرتا ہے
 ہج کھاطے نو سدا خط بفسن
 کوئی خوشنویس ہنرمندی سے خط لکھتا ہے
 نقش ظاہر بہر نقش غائب است
 ظاہری نقش پوشیدہ نقش کے لئے ہے
 تا سوم چارم و ہم بر می شمر
 تیسرے چوتھے میں تک شمار کر لے
 ہج ہج باز پہلی شطرنج اے پسر
 اے بیٹا شطرنج کی بازیوں کی طرح
 ایں نہاد کا بہر آں لعب نہاں
 ایں نے اس کے لئے پوشیدہ چال چلی
 چھینیں دیدہ جہات اندر جہات
 اسی طرح غرضوں میں غرضیں
 اول سے از بہر دؤم باشد چنان
 پہلی چال دھری کے لئے لسی ہے جیسا کہ
 واں دؤم بہر سوم می واں تمام
 دھری کو تیسری کے لئے یقیناً سمجھ لے
 شہوت خوردن ز بہر آں منی
 کھانے کی خواہش منی کے لئے ہے
 گند بینش می نہ بیند غیر ایں
 باتس نظر اس کے سامنے نہیں دیکھتی ہے
 بہت را چہ خواندہ چہ نا خواندہ
 گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

۱۔ کاسہ پیلا اس لئے بنایا جاتا
 ہے کہ اس میں رکھ کر کھانا کھلایا
 جائے۔ خطاطی۔ خطاط خطاطی کا
 کمال اس لئے دکھاتا ہے کہ اس کو
 لوگ شوق سے پڑھیں۔ نقش۔ نقش
 ظاہر معنی پر دلالت کرتا ہے وہ معنی کسی
 اور مقصود پر دلالت کرتے ہیں اسی
 طرح دنیا میں سلسلہ قائم ہے اور عقل
 کے مطابق لوگ ہوا کرتے ہیں۔
 ہج ہج۔ شطرنج میں جو چال چلی
 جاتی ہے اس سے مقصود یہی چال
 نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر جو
 اگلی چال چلنی ہے وہ مقصود ہوتی ہے۔
 چھینیں۔ آخر تک کی چالیں پیش نظر
 رکھ کر چال چلی جاتی ہے اس سے
 انسان بازی جیت لیتا ہے۔

۲۔ اول۔ پہلی چال دھری چال
 کے لئے اسی طرح سے دہریہ ہے
 جیسے سیرمی کے ذائقے پھلا ڈانڈا
 دھریے کا ذریعہ اور دھریہ تیسرے اور
 تیسرا چوتھے ذائقے کے لئے واسطہ
 ہے شہوت خوردن۔ کھانے کی
 خواہش ہوتی ہے وہ ذریعہ بنتی ہے منی
 کی تولید اور منی کی تولید سب بنتی ہے
 نسل کی بقا کا۔ گند بینش۔ جو شخص کو تھو
 نظر ہے وہ سمجھتا ہے کہ کھانے کا
 مقصد صرف کھانا ہے اور کچھ نہیں ہے
 ایسا کو تھو نظر انسان گھاس کی طرح اپنی
 جگہ جتا ہوا ہے اس کے نزدیک مقصود
 اور غیر مقصود میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔
 بہت ز میں۔ زمین کی گھاس کو بلانا اور
 نہ بلانا یکساں ہے وہ کبھی نہیں چل
 سکتی ہے اور اس کے پاؤں منی میں
 پھنسے ہیں۔



۱۔ گر سرش گھاس کے ملنے سے
 ہوگا نہ کھانا چاہیے وہ کھڑی کھڑی
 سر ہلاری ہے۔ آل سرش۔ باد صبا کی
 دعوت پر اس کا سر لیک کہتا ہے اس کا
 پاؤں تا فرمائی کرتا ہے۔ چون نداد۔
 اس کو آفاق اور نفس کی سیر حاصل نہیں
 ہے وہ غائبانہ باتیں کرتا ہے اور اخیر
 دیکھے اندھوں کی طرح قدم بڑھاتا
 ہے اور توکل کا سہارا پڑتا ہے۔
 ۲۔ بر توکل۔ اسباب کو ترک کر
 کے توکل اختیار کرنا غلط ہے میدان
 جنگ اور شطرنج کی بادی میں جب
 تمکا چھی چاہیں نہ چلے گا کام نہ بنے
 گا۔ نظر ہائی۔ لولیا، گی نظریں جو
 شخصہری ہوتی نہیں ہیں وہ آفاق اور
 نفس کی سیر کرتی ہیں اور پروں کو
 چاک کر دیتی ہیں اس سال میں
 ہونے والے واقعات کو عالم مثال
 میں دیکھ لیتی ہیں ان کے آگے پیچھے
 کی رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی
 نظریں لوح غیب سے ہونے والے
 واقعات پڑھ لیتی ہیں۔
 ۳۔ چوں نظر۔ ان بزرگوں کی
 نظریں ابتداء آفرینش کو بھی دیکھ لیتی
 ہیں ازل میں حضرت آدم کو خلیفہ
 بنانے کے بارے میں ملائکہ نے جو
 گفتگو کی اس کو یہ سن لیتے ہیں۔ وہ
 پیش۔ ابد تک جو واقعات ہونے
 والے ہیں ان کو بھی یہ دیکھ لیتے ہیں
 غرضکہ ازل اور ابدان کی نگاہوں کے
 سامنے ہوتا ہے اور ان کا علم اگرچہ علم
 خداوندی کی طرح محیط نہیں ہوتا لیکن
 حضرت حق ان کو بہت سی چیزوں کا
 علم عطا فرمادیتا ہے۔ روزِ فصل۔ روز
 محشر۔ ہر کسے جو شخص جس قدر دل
 کو صاف کر کے اس پر صیقل کر لیتا
 ہے اس قدر اس کو معنیات کا مشاہدہ
 ہوتا ہے۔

گر سرش جُنبد بباد تیز رُو
 اگر تیز چلنے والی ہو اسے اس کا سر ہلے
 آل سرش گوید سَمَعْنَا يَا صَبَا
 اس کا سر کہتا ہے ہم نے باد صبا کی اطاعت کی
 چوں نداد سیر میراند چو عام
 چونکہ چلنا نہیں جانتا ہے عوام کی طرح چلتا ہے
 بر توکل ۲ تاچہ آید در نبرد
 جنگ میں توکل سے کیا حاصل ہوتا ہے؟
 واں نظر ہائی کہ آل افسردہ نیست
 وہ نگاہیں جو تھمیری ہوتی نہیں ہیں
 انچہ در وہ سال خواهد آمدن
 جو کچھ اس سال میں آئے گا
 چنچنیں ہر کس باندازِ نظر
 اسی طرح ہر شخص نظر کے اندازے کے مطابق
 چونکہ سَدّ پیش و سَدّ پس نماوند
 چونکہ آگے کی آڑ اور پیچھے کی آڑ نہیں رہی
 چوں ۳ نظر پس کرد تا بدو وجود
 جب اس نے پیچھے نظر کی وجود کی ابتدا تک
 بحث اطلاق و زمین با کبریا
 خدا کے ساتھ ملتئوں اور زمین کی بحث
 چوں نظر در پیش اقلند او بدید
 اس نے جب نگاہ آگے ڈالی تو دیکھ لیا
 پس ز پس می بیند اواصل اصل
 پس وہ پیچھے کی جانب اصل کی اصل تک دیکھتا ہے
 ہر کسے اندازہ رُشدنی
 ہر شخص دل کے روشن ہونے کے اندازہ سے

تو بشر جُدا نیش غرہ مشو
 تو اس کے سر ہلانے سے ہوگا نہ کھا
 پئی او گوید عَصِينَا خَلْنَا
 اس کا پاؤں کہتا ہے ہم نے تا فرمان کی ہے ہمیں چھوڑ
 بر توکل می نہد چوں کورگام
 اندھے کی طرح توکل پر قدم رکھتا ہے
 چوں توکل کردن اصحاب نرد
 جیسا کہ چوہر ہار کا توکل کرتا
 جز روندہ جز درندہ پردہ نیست
 وہی چلنے والی پردہ چاک کرنے والی ہیں
 ایں زماں بیند پنچشم خویشستن
 وہ اس وقت اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے
 غیب و مستقبل پہ بیند خیر و شر
 غائب اور آنے والے خیر و شر کو دیکھ لیتا ہے
 شد گزارہ چشم و لوح غیب خواند
 وہ گزار جاتے والی آنکھ میں گیا اور اسے غیب کی تختی پڑھ لیا
 آخر و آغاز ہستی رُو نمود
 وجود کا آخر اور آغاز رونما ہو گیا
 در خلیفہ کردن بابلی ما
 ہمارے ہا جان کو خلیفہ بنانے میں
 انچہ خواهد بود تا محشر پدید
 ہر اس چیز کو جو حشر تک رونما ہو گی
 پیش می بیند عیال تا روزِ فصل
 سامنے کی جانب قیامت تک واضح طور پر دیکھ لیتا ہے
 غیب را بیند بقدر صیقلی
 صیقل کے بقدر غیب کو دیکھتا ہے

ہر کہ صیقل بیش کرد او بیش دید
 جس نے زیادہ صیقل کر لی اس نے زیادہ دیکھا
 گرتو آگونی کاں صفا فصل خداست
 اگر تو کہے کہ وہ دل کی صفائی خدا کی دین ہے
 قدر ہمت باشد آں جہد و دعا
 وہ کوشش اور دعا ہمت کے اعلیٰ سے ہے
 ولہب ۲ ہمت خداوندست و بس
 ہمت کا عطا کرنے والا صرف خدا ہے
 نیست تخصیص خدا کس را بکار
 اللہ تعالیٰ کا کسی کو کسی کام کے لئے مخصوص کرنا
 لیک چوں رنجے دہد بد بخت را
 لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کسی بدصیب کو تکلیف دیتا ہے
 نیک بختے را چو حق رنجے دہد
 جب اللہ کسی نیک بخت کو تکلیف دیتا ہے
 بددلاں از نیم جاں در کار زار
 بزدلوں نے جنگ میں جان کے خوف سے
 پُر دلاں در جنگ ہم از نیم جاں
 بہادروں نے جنگ میں بھی جان کے خوف سے
 رستماں ۳ را خرس و عم واپیش برود
 بہادروں کو خوف اور غم نے آگے بڑھایا
 چوں محک آمد بلا و نیم جاں
 جبکہ مصیبت اور جان کا خوف کسوٹی بنا
 حاصل آں کز و سوسہ ہر سو گینخت
 خلاصہ یہ ہے کہ جو شیطان دوسرے ہر جانب جدا ہو گیا

بیشتر آمد بڑو صورت پدید
 اس پر صورتیں زیادہ ظاہر ہوئیں
 نیز اس توفیق صیقل ز اعطاست
 نیز اس صیقل کی توفیق اس کی عطا ہے
 لیس لِلْإِنْسَانِ إِلَّا سَعْيِي
 نہیں جانن کے لئے مگر وہ جس کی وہ کوشش کرے
 ہمت شاہی ندارد هیچ خس
 کوئی ناچیز انسان شاہی کی ہمت نہیں رکھتا ہے
 مانع طوع و مراد و اختیار
 اطاعت اور مقصد کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
 او بگوز راند بگفراں رخت را
 تو وہ ناشکری کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
 رخت را نزدیک تر و امے نہد
 وہ زیادہ نزدیک پڑا کرتا ہے
 کردہ اسباب ہزیمت اختیار
 ہزیمت کے اسباب اختیار کر لئے
 حملہ کردہ سوی صفت دشمنان
 دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا
 ہم ز ترس آں بددل اندر خویش مرد
 بزدل خوف سے خود بہ خود مر گیا
 زان پدید آمد شجاع از ہر حیاں
 اس کی جہ سے بہادر ہر بزدل سے عیاں ہو گیا
 از قضا ہم در قضا باید گریخت
 اس کو قضا (خداوندی) سے قضا کی جانب بھاگنا چاہیے

۱ اگر تو آگونی خیال کرے کدل
 کی صفائی محض عیبہ خداوندی سے
 انسان کی کوشش کو اس میں کوئی دخل
 نہیں ہے تو یہ غلطی ہے انسان کوشش
 کرتا ہے تو وہ اپنے رحمت جوش میں آ
 کر عیبہ کر دیتا ہے۔
 ۲ ولہب انسان کی کوشش اور
 دعا بقدر ہمت ہے اور ہمت دینے والا
 بھی خدا ہے ورنہ ناچیز انسان عرفان
 کائنات کا ارادہ نہیں کر سکتا۔ نیست۔
 تقدیر اختیار کے منافی نہیں ہے تقدیر
 کے ساتھ اختیار ہائی ہے بد بخت اس
 اختیار کو غلط استعمال کرتا ہے اور
 مصیبت آنے پر کفر کا راستہ اختیار کرتا
 ہے نیک بخت اس مصیبت پر آہ و
 زاری کے ذریعہ اور توبہ حاصل کر لیتا
 ہے۔ بددلاں۔ جنگ کے آثار بہادر
 اور بزدل پر مختلف مرتب ہوتے ہیں
 اور اس کے اختیار ہی کی بنیاد پر ہیں۔
 ۳ رستماں۔ بہادروں کے لئے
 خوف پیش قدمی کا سبب بنتا ہے اور
 بزدل خوف سے خود بخود مر جاتا ہے۔
 چوں۔ جان کا خوف بہادر اور بزدل
 کی کسوٹی ہے حاصل۔ خلاصہ یہ
 ہے کہ کائنات کو اپنے تمام مقاصد
 میں شیطان دوسروں سے بچ کر قضا
 الہی سے قضا الہی کی طرف بھاگنا
 چاہیے۔ ایک موقع پر جب حضرت
 عمرؓ نے طاعون کے خطرے سے سفر
 چھوڑ کر مدینہ کی طرف واپسی کی تو
 بعض صحابہ نے اعتراض کیا اور کہا کہ
 نَفَرٌ عَنِ قَدْرِ اللَّهِ أَبِ قَضَائِهِ
 بھاگتے ہیں تو انہوں نے فرمایا نَعْمَ
 نَفَرٌ مِّنْ قَدْرِ اللَّهِ إِلَى قَدْرِ اللَّهِ
 ہم قضا الہی سے قضا الہی کی طرف
 بھاگتے ہیں یعنی مصالحت کی بنیاد پر جو
 رواجی جاہلی کی وہ بھی قضا الہی ہے۔



وحي اٰكردن حق تعالٰى بيموى عليه السلام كه اے موىٰ من
 اللہ تعالیٰ کا حضرت مویٰ علیہ السلام کو وحی کرنا کہ اے مویٰ میں جو کہ پیدا کرنے
 کہ خالق ام ترا دوست دارم
 ولا ہوں تجھے دوست رکھتا ہوں

۱۔ وحی۔ اس قصہ کا مقصود یہ ہے کہ
 مؤمن کو خدا کے معاملہ میں ایسا ہی ہونا
 چاہیے جیسا کہ حضرت مویٰ تھے۔
 گزیدہ برگزیدہ۔ گفت۔ حضرت
 مویٰ نے عرض کیا میری کوئی خصلت
 دوستی کا سبب ہے وہ بتا دیجئے تاکہ میں
 اس میں اور اضافہ کر لوں۔ طفلے۔
 حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا تیرا
 میرے ساتھ وہی معاملہ ہے جو بچہ کا
 ماں کے ساتھ ہوتا ہے اگر ماں کو
 بدلتی ہے تو بھی وہ ماں ہی کو چہنتا ہے
 کسی دوسرے کی طرف مدد کے لئے
 نہیں جاتا ہے۔ دیار۔ گھر میں رہنے

۲۔ خاطر تو۔ حضرت حق نے
 حضرت مویٰ سے فرمایا تیرا مزاج بھی
 یہی ہے کہ ہماری جانب سے خیر ہو یا
 بظاہر شر تو میری ہی طرف متوجہ ہوتا
 ہے کسی دوسری جانب توجہ نہیں کرتا
 ہے۔ غیر من۔ میرے ساتھ تیرے
 لئے ناقابل التفات ہے خواہ بچہ ہو یا
 جوان یا بوڑھا۔ صمی۔ بچہ شیوخ۔ شیخ
 کی جمع ہے بوڑھا۔

۳۔ ایسا کہ نغذہ۔ ہم تیری ہی
 عبادت کرتے ہیں عربی زبان میں
 عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے مختصر
 کرنے کے لئے ہے یعنی دوسرے
 کی عبادت کرنا تو درکنار ہم عبادت
 میں ریا کاری کو بھی گوارا نہیں کرتے
 ہیں۔ ایسا کہ نسعین۔ ہم تجھ سے
 ہی مدد چاہتے ہیں۔ بھی حصر کے لئے
 سے اور مدد مانگنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 مخصوص کرنے کے لئے ہے۔

گفت موىٰ را بوحى دل خدا
 اللہ تعالیٰ نے دل کی وحی کے ذریعہ مویٰ سے کہا
 گفت چه خصلت بوداے ذوالکرم
 حضرت مویٰ نے عرض کیا صاحب کرم انہی خصلت ہے
 گفت چوں طفلے بہ پیش والدہ
 فرمایا تو ماں کے سامنے کے بچہ کی طرح ہے
 خود نہ داند کہ جز او دیار ہست
 وہ بچہ نہیں جانتا کہ گھر میں اس ماں کے سوا کوئی اور ہے
 مادرش گر سیلے بروے زند
 اگر اس کی ماں اس کے طمانچہ مدے
 از کسے یاری نخواہد غیر او
 اسکے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا ہے
 خاطر ۲ تو ہم ز مادر خیر و شر
 بھلائی اور برائی میں تیری طبیعت بھی ہم سے
 غیر من پیشت چو سنگ ست و کلوخ
 میرے سوا تیرے لئے پتھر اور ڈھیلے کی طرح ہے
 بچناں کہ ایسا کہ نغذہ در حین
 جس طرح کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں دوسرے میں ہے
 ہست ایسا کہ نغذہ حصر را
 ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہ حصر کے لئے ہے
 ہست ایسا کہ نسعین ہم بہر حصر
 تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں بھی حصر کے لئے ہے

کے گزیدہ دوست می دارم ترا
 کہ اے برگزیدہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں
 موجب آں تا من آں افزوں کنم
 اس کا سبب تاکہ میں اس کو بڑھاؤں
 وقت قہرش دست ہم بروے زدہ
 جو اس کے غصہ کے وقت بھی اس سے چپتا ہوا ہے
 ہم از و خمور و ہم از اوست مست
 اسی سے وہ خمور ہے اور اسی سے وہ مست ہے
 ہم بمار آید و بروے تند
 ماں کے پاس آتا ہے اس کا پکر کاٹتا ہے
 اوست جملہ شر او و خیر او
 اس کا اچھا برا سب کچھ وہی ہے
 التفاش نیست جاہائے دگر
 اس کی توجہ ہماری جگہوں پر نہیں ہے
 گر صمی و گر جوان و گر شیوخ
 خواہ بچہ ہو اور خواہ جوان اور خواہ بوڑھے
 در بلا از غیر تو لا نستعین
 مصیبت میں تیرے غیر سے ہم مدد نہیں چاہتے ہیں
 در لغت داں از پے نفی ریا
 عربی میں سمجھ لے ریا کی نفی کے لئے ہے
 حصر کردہ استعانت را و قصر
 جس سے مدد مانگنے کی ذات کے ساتھ مخصوص نہیں کر دیا ہے

کسی عبادت مرثرا آریم و بس طمع یاری ہم ز تو داریم و بس
کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس مدد کی امید بھی تجھی سے رکھتے ہیں اور بس

خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود و شفاعت کردن شفیع مغضوب
بادشاہ کا اپنے مصاحب پر غصہ کرنا اور مجرم کی بادشاہ سے ایک سفارشی کا سفارش کرنا
علیہ را و از پادشاہ در خواستین و قبول کردن پادشاہ در خواست و
اور بادشاہ کا سفارش اور درخواست کو قبول کر لینا اور مصاحب کا سفارش سے
شفاعت کردن شفیع را ورنجیدن ندیم از شفیع کہ چرا شفاعت کردی
رنجیدہ ہو جانا کہ تو نے سفارش کیوں کی؟

۱۔ کہ دونوں جملوں کا مطلب یہ ہوا کہ ہم صرف خدا کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ خشم اس قصہ کا خلاصہ ہے کہ مصاحب کی عماد الملک نے شاہ کے معاملہ میں جو مدد کی وہ اس مصاحب کو ناگوار گزری یہی حالت ایک مومن کی خدا کے معاملہ میں ہوتی چاہے۔ ندیم مصاحب۔ زود۔ یعنی اس یعنی اس کو مل کر دے خلاف یعنی کام کی سزا جو مصاحب نے شاہ کی مرضی کے خلاف کیا تھا۔

۲۔ چچکس۔ بادشاہ کے سامنے کسی کی سفارش کرے۔ جو۔ عماد الملک جو بادشاہ کے خواہ میں سے تھا وہ سفارش کے ساتھ ہی طرح مختص تھا جس طرح آنحضرتؐ میں عام شفاعت کے لئے مخصوص ہوں گے۔ ہڈیاں۔ بادشاہ نے عماد الملک کی سفارش پر فوراً کھول دیا تھا سے رکھ دی۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا خواہ یہ مصاحب شیطان تھا اور اس نے شیطنیت کی تھی میں نے اس کو معاف کر دیا۔

۳۔ چونکہ۔ بادشاہ نے عماد الملک سے کہا مجرم کی خولہ سے نکالوں خطا میں ہوں جبکہ تو رنج میں آ گیا ہے میں سے نکالوں غصوں کو پی لوں گا۔ لایہ۔ چونکہ تجھ میں اور مجھ میں بالکل اتحاد ہے تیرا خوشامد کرنا مجھ پر خوشامد کرنا ہے۔

پادشاہ بر ندیم خشم کرد
اب بادشاہ نے ایک مصاحب پر عتاب کیا
گردشہ شمشیر بیروں از غلاف
بادشاہ نے نام سے کھول نکال لی
چچکس ۲ را زہرہ نے تلامذہ زند
ن ن ن ن ن ن ن ن ن ن ن ن ن ن ن ن
جو عماد الملک نامی از خواست
سوائے عماد الملک ہم والے کے جو خواہ میں تہ
بر جہید و زود در سجدہ فدا
وہ افغا اور فوراً سجدہ میں گیا
گفت اگر دیوست من خشدش
بادشاہ نے کہا شیطان کی جتن میں نہ کھول دیا
چونکہ ۳ آمد پئی تو اندامیاں
چونکہ تیرا قدم رنج میں آ گیا ہے
صد ہزاراں خشم را تا نم شکست
میں لاکھوں غصوں کو پی سکتا ہوں
لایہ ات را ہیچ نتوانم شکست
تیری خوشامد کو میں نہ نہیں کر سکتا ہوں
خواست تا زوے بر آرد و و گرد
چاہا کہ اس میں سے وہاں اور گرد نکالے
تا زند بروے جوی آل خلاف
تاکہ اس خلاف کی سزا میں اس کو بدلے
یا شفیع بر شفاعت بر شد
یا کوئی سفارشی سفارش پر آمادہ ہو
در شفاعت مصطفی وارانہ خاص
اور حضرت ﷺ میں سفارش میں مخصوص تھا
ماں شہ تیغ قہر از کف نہاد
بادشاہ نے نور سے کی کھول دیا تھا سے رکھ دی
ور بلیسی کرد من پوشید مش
اور پے۔ نے شیطنیت میں نہ کھول دیا تھا سے رکھ دی
را صمیم کر لرد خرم نہ زیاں
میں راضی ہوں اگر مجرم نے سے نکالوں نقصان کئے ہیں
کہ ترا آل فضل و آل مقدار ہست
کیونکہ تیری بزرگی اور رتبہ عظیم ہے
زانکہ لایہ تو یقین لایہ من است
کیونکہ تیری خوشامد خود میری خوشامد ہے

ز انتقام ایں مرد بیرون نامدے
 یہ شخص سزا سے نہ بچ سکتا
 اُو نبر دے ایں زماں از تیغ سُر
 وہ کلوہ سے اس وقت سر نہ بچا سکتا
 لیک شرح عزت تست اے قدیم
 ہاں اے مصائب! (یہ) تیری عزت کی تشریح ہے
 اے صفات در صفات ماؤ فیس
 اسے کہ تیری صفات ہماری صفات میں مدغم ہو گئی ہیں
 زانکہ محمول منی نے حاملی
 کیونکہ تو میرا محمول ہے نہ کہ حال
 خویشتم در مومج چوں گف ہشتہ
 تو نے اپنے آپ کو جھاگ کی طرح مومج کے سپرد کر دیا ہے
 اے عجب کہ ہم اسیری ہم امیر
 تعجب ہے کہ تو قیدی بھی ہے اور حاکم بھی
 اوست بس وَاللّٰہِ اَعْلَمُ بِالرَّشَادِ
 بس وہی ہے اور خدا بھلائی کو زیادہ جانتا ہے
 زیں شفیع آزر رو بر گشت از وِلا
 اس سفارش سے ناراض ہو گیا اور دوستی سے منحرف ہو گیا
 رُو بحایط کردتا نارد سلام
 دیوار کی طرف کو منہ کر لیا تاکہ وہ سلام نہ کرے
 زیں تعجب خلق در افسانہ شد
 اس عجیب بات سے لوگ چہ میگوئیں میں لگ گئے

گر از زمین و آسمان را بر ہم زدے
 خولہ زمین و آسمان سے دھالا ہو جاتے
 و ر شدے وَرہ بذرہ لاجہ گر
 اور شدے ذرہ ذرہ خوشامدی بننا
 بر تو می تمہیم منت اے کریم
 اے شریف! میں تجھ پر احسان نہیں جتاتا ہوں
 ایں نکروی تو کہ من کرم یقین
 یہ (سفارش) تو نے نہیں کی یقیناً میں نے کی ہے
 تو دریں مستعملی نے عدلی
 تو اس سفارش میں مستعمل ہوا جتو کرنے والا نہیں ہے
 ہارمیت ۲ اذ ریت گشتہ
 تو نے نہیں پھینکا جب پھینکا بن گیا ہے
 لا شدی پہلوی لا خانہ گیر
 تولا بن گیا 'لا' کے پہلو میں متمم ہو گیا
 انچہ داوی تو نداوی شاہ داو
 جو تو نے دیا تو نے نہیں دیا 'شاہ' نے دیا ہے
 وال ۳ ندیم رستہ از زخم و بلا
 وہ مصائب ہلاکت اور مصیبت سے پیوٹ کر
 دوستی برید زان مخلص تمام
 اس مخلص سے بالکل دوستی توڑ دی
 زیں شفیع خویشتم بریکانہ شد
 اپنے اس سفارش سے بریکانہ بن گیا

۱ اگر زمین اور آسمان نہ کرتا تو
 خولہ زمین و آسمان سے دھالا ہو جاتے
 ہیں بھی معاف نہ کرتا۔ برتو۔ بادشاہ
 نے کہا کہ یہ میرا بیان تجھ پر احسان
 رکھنے کے لئے نہیں بلکہ تیرے مرتبہ
 اور عزت کی تشریح ہے۔ ایں۔ یہ
 سفارش تو نے نہیں کی بلکہ میں نے کی
 ہے کیونکہ تو اپنی صفات اور خواہشات
 کو میری صفات اور خواہشات میں فنا
 کر چکا ہے اس صحت میں تجھ پر
 احسان جتنے کے لئے کوئی معنی نہیں
 ہیں۔ تو دریں۔ جبکہ ایں سفارش
 میری جانب سے ہے تو تو محض ایک
 اکہ ہے کام کرنے والا تو میں ہوں میں
 نے تجھ پر سفارش لاد ہی ہے تو نے خود
 اس پر بوجھ نہیں اٹھایا ہے۔

۲ مساؤیت۔ آنحضرت نے جبکہ
 اپنی شخصیت کو ذات باری میں فنا کر دیا
 تو جنگ ہند میں آنحضرت کا مہشی بھر
 کنگریوں کو پھینکا آنحضرت کی طرف
 منسوب نہ ہوا بلکہ خدا کی طرف
 منسوب ہوا اسی طرح جب تو اپنی
 صفات کو میری صفات میں لگ کر چکا
 ہے تو سفارش کرتا تیری طرف
 منسوب نہ ہو گا۔ لا شدی۔ کلمہ حبیب
 میں لا الہ میں غیر اللہ کی نفی ہے اور لا
 اللہ میں ذات باری کا اثبات ہے تو اسی
 طرح تیرا میرے ساتھ معاملہ تو غیر کا
 انکار کر چکا ہے اور مجھ میں فنا ہو چکا
 ہے لہذا تو فانی بھی سے رہا باقی بھی اور
 تو محکوم بھی ہے اور حاکم بھی۔ اوست
 بس۔ وجود حقیقی صرف اللہ کا ہے تو
 بزرگ و بڑا تیری طرف منسوب نہ ہو گا
 اللہ کی طرف منسوب ہو گا۔

۳ وہی خدیم۔ علامہ الملک کی
 سفارش سے نجات پا جانے کے بعد
 وہ مصائب علامہ الملک سے ناراض



ہو گیا۔ زیں شفیع۔ جب وہ مصائب علامہ الملک سے ناراض ہو گیا تو لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کہنی شروع کر دیں کہنی
 اس کو پاگل کہنا کہنی اس کی تحسین کرنا اور لوگ کہتے کہ ایسے محسن کی تو خاک پاؤنا چاہیے تھا کہ ناراض ہوتا۔

گرنہ مجنون ست یاری چوں بڑید
 اگر وہ پاگل نہیں ہے تو اس نے دقتی کیوں توڑی؟
 وَاخْرِيدش آں دَم از گردن زدن
 اس وقت اس نے اس کو گردن کٹنے سے بچالیا
 باز گونہ رت و بیزاری گرفت
 اس نے اتنی چال چلی کہ بیزاری اختیار کر لی
 بس! ملامت کرو اورا نصح
 اس کو ایک نصیحت کرنے والے نے بہت ملامت کی
 جان تو بخريد آں دلدارِ خاص
 اس خاص دوست نے تیری جان خریدی
 گر بخفا کر دے نہایت رمید
 اگر وہ ظلم بھی کرتا تجھے بھانگنا نہیں چاہیے تھا
 گفت بہر شاہ مبدول ست جاں
 اس نے کہا جان بادشاہ کے لئے سے
 لَسِي مَعَ اللّٰهِ وَقَت يُوَدُّ اَنْدَم مَرَا
 اس وقت مجھے لی مع اللہ وقت کا مقام حاصل تھا
 مَن نَخْوَاهُم رَحْمَتِي جُز رَحْمِ شَاه
 میں بادشاہ کے رحم کے علاوہ کسی کے رحم کا خواہش نہیں ہوں
 غَيْرِ شَهْ سِج رَا بِيْر آں لَا كَرَمِ اَم
 بادشاہ کے غیر کی میں نے ہی لئے نئی کی ہے
 گر بيزد او بغير خود سرم
 اگر وہ شاہ اپنے غصہ سے میرا سر قلم کرے گا
 کار مَن سَرِ بَازِي وَبِخَوِشِي اسْت
 میرا کام سر دینا اور اپنائیت چھوڑنا ہے
 فخر آں سَر کہ کفِ شَاهِش بَرْد
 وہ سر قابلِ فخر ہے جس کو شاہ کا ہاتھ کانٹے

از کسے کہ جانِ اُورا وَا خريد
 ایسے شخص سے جس نے اس کی جان دوبارہ خریدی
 خاک نعلِ پاش پاستے شَدُن
 اس کو اس کے پاؤں کے جوتے کی خاک ہو جانا چاہیے
 باخسینِ دلدار کيس واری گرفت
 ایسے دوست سے کینہ ہی شروع کر دی
 کيس بخفا چوں ميکنی باصحة
 کيس کیسے چھپا چھپائی مصلحت
 کہ ایسی نیکی کرنے والے پر تو ظلم کیوں کرتا ہے؟
 آں دَم از گردن زدن کروت خلاص
 اس وقت تجھے گردن کٹنے سے بچلایا
 خلاصہ نیکی کرد آں یارِ حمید
 نصیحتا جب اس قابلِ تعریف دوست نے بھلائی کی ہے
 او چرا آید شفیع اندم میاں
 ”سفارش ہی کر سچ میں کیوں آیا؟“
 لَا يَنْبَغُ فِيهِ نَبِيٌّ مُجْتَبِي
 جس میں کسی منتخب نبی کی بھی گنجائش نہیں ہے
 مَن نَخْوَاهُم غَيْرِ آں شَه رَا پناه
 میں اس بادشاہ کے علاوہ کسی کی پناہ کا خواہش نہیں ہوں
 کہ بسوی شَه تَوَلَّا كَرَمِ اَم
 کیونکہ میں نے بادشاہ سے دوستی کر لی ہے
 شاه بخشد شصت جان دیگر م
 شاہ مجھے دہری ساٹھ جانیں عطا کرے گا
 کارِ شَاهِنشَاه مَأْسَرِ بَخْشِي اسْت
 بادشاہ کے شہنشاہ کا کام سر عطا کرنا ہے
 ننگِ آں سَر کہ بغیرے سَر بَرْد
 وہ سر باعثِ ذلت ہے جو اس کے غیر کے آگے جھکے

۱۔ بس ملامت کرو۔ ایک نصیح
 نے کہا ایسی بھلائی کرنے والے سے
 تو کیوں خفا ہو گیا اس نے تو تجھے قتل
 سے بچالیا ہے۔ گرجا۔ ایسا محن اگر ظلم
 بھی کرے تو اس کو برداشت کرنا
 چاہیے نہ کہ اس کی بھلائی سے متاثر
 ہونا چاہیے۔ گفت۔ اس مصاحب
 نے کہا کہ مری جان تو شلہ کے لئے
 تھی یہ سچ میں آکر بچانے والا کون
 تھا۔

۲۔ لَسِي مَعَ اللّٰهِ اَخْضَرُوْنَ فَرَمَا
 جلتی مع اللہ وقت لا یسخری
 فیہ ملک مغرب و الا نبی
 فرسٹ میرے لئے خدا کے ساتھ
 وقت بھی ہوتا ہے جس میں نہ کسی
 مقرب فرشتہ کی گنجائش ہوئی نہ کسی
 فرسٹ نبی کی اس مصاحب نے کہا
 کہ مجھے شلہ وقت سے ایسا قرب
 حاصل تھا جیسا کہ اخضر کو جناب
 باری سے حاصل ہوتا تھا لہذا علم
 الملک کی اس میں گنجائش نہیں تھی۔
 ۳۔ غیر شہ۔ میں نے شلہ کے
 علاوہ سب کی نئی کر دی ہے اور صرف
 کی دوستی پر بھروسہ کر لیا ہے اس کو
 اختیار ہے میرے ساتھ جو چاہیے
 معاملہ کرے میں اس کی رضا پر راضی
 ہوں۔ فخر۔ جو سر شلہ کے ہاتھ سے
 گت جائے وہ باعثِ فخر ہے اور جو
 ہر دوسرے کے ساتھ جھگڑا باعثِ
 ذلت ہے۔

شنگ وارو از ہزاراں روزِ عید
عید کے ہزاروں دنوں سے ذلت محسوس کرتی ہے
فوقِ قہر و لطف و کفر و دینِ بُود
غصہ اور مہربانی اور کفر اور دین سے بالاتر ہوتا ہے

کہ نہانست و نہانست و نہاں
کیونکہ وہ پیشہ ہے، پیشہ ہے پیشہ
از گلابہ ۲ آدمی آمد پدید
انسان کے جسم سے نکلے ہیں

لیک نے بد در لباس عین و لام
لیکن عین اور لام کے لباس میں نہ تھا
گشت آل آسمای جانی رو سیاہ
وہ روحانی اسماء کالے پڑ گئے

تا شود بر آب و گل معنی پدید
تاکہ پانی اور مٹی پر معنی واضح ہو جائیں
لیک ہم شہ شد مرا حقا مناص
لیکن واقعہ شاہ چھٹکارے کی جگہ بنا

لیک از وہ وجہ دیگر مکلف ست
لیکن وہ دوسری حیثیتوں سے چھپانے والی ہے

شب کہ شاہ از قہر در قیرش کشید
وہ رات جس کو شاہ نے قہر سے تارکول میں ڈالا
خد طواف آنکہ اوشہ میں بُود
جو شخص شاہ کا دیکھنے والا ہوتا ہے اس کا پلکار کانا

زاں نیامد یک عبادت در جہاں
اس کو دنیا میں کوئی عبادت بیان نہیں کر سکتی ہے
زانکہ ایں آسما و الفاظِ حمید
اس لئے کہ یہ اسماء اور اچھے الفاظ

عَلَّمَ الْأَسْمَاءَ بَدَّ آدَمَ رَا إِمَام
علم اسماء آدم کا نام تھا
چوں نہاد از آب و گل بر سر کلاہ
جب اس نے پانی اور مٹی کی سر پر ٹوپی رکھی

کہ نقابِ حروف و دم در خود کشید
کیونکہ ان اسماء نے حروف اور آواز کا نقاب لڑھا
گر چہ از چشم شہم کرد او خلاص
اس نے اگرچہ مجھے بادشاہ کے غصہ سے چھڑایا

گر چہ از یک وجہ منطبق کشف ست
گفتگاہ کر چیک حیثیت سے حقیقت ظاہر کر سکتی ہے

۱ شب۔ جس رات کو شاہ کے غصہ نے کالا کیا اور عید کے ہزاروں دنوں سے افضل ہے۔ خود۔ جس کو مشابہہ حق حاصل ہے اور وہ ذات حق کا طواف کرتا ہے اس کے لئے قہر و لطف میں یکساں لذت ہوتی ہے اور وہ کفر اور اس کی سزا سے بالاتر ہوتا ہے۔ دین۔ یعنی کفر کی سزا یا ایم الدین یعنی یوم حشر کا نام۔ زان۔ اس مقام شاہدہ کو کسی عبادت کے ذریعہ تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ نہایت مخفی ہے عبادتیں اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

۲ گلاب۔ گل و آب۔ یعنی جسم انسانی مادی الفاظ روح کے اعلیٰ مقام کی تعبیرات سے قاصر ہیں۔ علم اسماء اگرچہ اسماء الفاظ کی تعلیم میں جانب اللہ اور حضرت آدم کو سکھائے گئے تھے لیکن وہ اسماء مادی حروفِ حتمی سے نہ بنے تھے۔ چولہ۔ جب ان غیر مادی اسماء نے مادہ کا لباس پہنا تو ان کی روحانیت ختم ہو گئی اور ان میں سیاهی پیدا ہو گئی۔ کہ نقاب۔ ان اسماء کو مادی لباس اس لئے پہنایا گیا تاکہ مادی انسان ان کے معانی سمجھ سکیں۔

۳ گرچہ اس مصاحب نے کہا اگرچہ علامہ الملک نے بظاہر مجھے بادشاہ کے غصہ سے نجات دلائی لیکن میری اصل گریہ گناہ خود شاہ ہے لہذا میں اس کا ممنون احسن نہیں ہوں۔ گرچہ مصاحب نے کہا کہ میں اپنا اصل مقصد و الفاظ سے نہیں سمجھا سکتا الفاظ اگرچہ ایک حیثیت سے مقصد کو واضح کرتے ہیں لیکن وہ حیثیتوں سے اس میں بھرا بہام پیدا کر دیتے ہیں۔ من ظلیل۔ مصاحب نے کہا میرا اور بادشاہ کا وہی معاملہ تھا جو حضرت ابراہیم ظلیل اللہ کا اللہ تعالیٰ سے جس

گفتن جبرئیل علیہ السلام خلیل علیہ السلام را کہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا (حضرت ابراہیم) خلیل علیہ السلام سے کہنا کہ

هَلْ لَكَ حَاجَةٌ قَالَ بَلَىٰ أَمَا إِلَيْكَ فَلَا

تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں لیکن تجھ سے نہیں ہے

من خلیل و تم و او جبرئیل من خواہم در بلا اورا دلیل

میں اپنے زمانہ کا خلیل اللہ ہوں وہ (مولا) جبرئیل ہے میں معیت میں اس کو رہنا چاہتا ہوں



طرح ظلیل اللہ نے حضرت جبرئیل کی مدد کو پسند کیا مجھے بھی علامہ الملک کی مدد پسند آئی۔

اُو اِو اب ناموخت از جبرئیل راد
 اس نے عقلمند جبرائیل سے اُو اب نہ سیکھا
 کہ مُراوت ہست تیارِی گنم
 کہ تیری کوئی مراد ہے تاکہ میں مدد کروں
 گفت ابراہیم نے رَوازِ میاں
 ابراہیم نے کہا نہیں وہ میان سے ہٹ جا
 بہرِ ایں دنیا ست مُرسلِ رابطہ
 اس جان کے لئے رسولِ رابطہ ہے
 ہر دل ار سماعِ بدے و جی نہاں
 اگر ہر دل مٹنی و جی کا سننے والا ہوتا
 گر چہ اُو حو حق ست و بے سراسر است
 اگرچہ وہ جبرئیل اللہ تعالیٰ میں فنا ہو رہا ہے
 کردہ اُو کردہ شاہ است لیک
 اگرچہ اس کا کام شاہ کا کام ہے لیکن
 انچہ عینِ لطف باشد بر عوام
 جو عوام کے لئے عین مہربانی ہوتی ہے
 بس بلا و رنج می باید کشید
 بہت سی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی چاہئیں
 کاین حروف واسطہ اے یارِ غار
 اے یارِ غار! یہ واسطہ کے حروف
 بس بلا و رنج بایست و قوف
 بہت سی بلائیں اور رنج اور (ان میں) نکلا جائیے
 لیک بعضے زیں بلا کثر تر خدند
 لیکن بعض اس بلا سے اور زیادہ بیزاری ہو گئے

کہ پرسید از خلیل حق مُراو
 کہ اس نے خلیل اللہ سے حاجت پوچھی
 ورنہ بگریزم سبکباری گنم
 جہنم میں جاؤں بوجہ نہ ہوں
 واسطہ زحمت بود بعد اعلیٰ
 کیونکہ مشاہدہ نسخہ بعد واسطہ تکلیف بنتا ہے
 مومنناں را زانکہ ہست اُو واسطہ
 مومنوں کے لئے کیونکہ وہ واسطہ ہے
 حروفِ صوت کے بدے اندر جہاں
 تو دنیا میں حرف اور آواز کب ہوتے
 لیک کار من ازاں ناز کتر است
 لیکن میرا کام اس سے زیادہ نازک ہے
 پیش کشم بد نمایندہ است نیک
 لیکن میری نظروں میں بہت بد نما ہے
 قہر شد بر عشق کیشانِ کرام
 شریف عاشقوں پر ظلم ہوتا ہے
 علمہ راتا فرق راتا تندوید
 عوام کو تاکہ فرق کو دیکھ سکیں
 پیش واصل خار باشد خارِ خار
 واصل (حق) کے لئے کاٹنا ہیں کاٹنا ہی کاٹنا
 تا و مدآں روح صافی از حروف
 تاکہ وہ صاف روح حروف سے چمک اٹھے
 باز بعضے صافی و بر تر خدند
 بعض صاف اور زیادہ بلند ہو گئے

۱۔ اُو اب۔ علامہ الملک کو جبرئیل
 کے اس قصیدے سے نصیحت حاصل کر
 لینی چاہیے تھی کہ مراد حضرت
 ابراہیم جب آگ میں تھے تو حضرت
 جبرئیل نے آ کر مدد کرنی چاہی
 حضرت ابراہیم نے انکار کر دیا اور فرما
 دیا مشاہدہ کے بعد سائنڈ کی ضرورت
 نہیں رہتی ہے۔ بہر اس دنیا۔ عام
 مومنین جو مشاہدہ سے محجوب ہیں ان
 کے لئے رسول واسطہ ہوتے ہیں
 حضرت ابراہیم خود مشاہدہ میں
 مستغرق تھے ان کو جبرئیل کا واسطہ
 ناگوار گذرا۔ ہر دل۔ ہر انسان میں یہ
 استعداد نہیں کہ وہ وحی کو سن سکے اس
 لئے کہ وحی کو بڑے بچے حروف اور آواز سنایا
 گیا ہے اگر ہر سننے والے میں وحی کو
 سننے کی استعداد ہوتی تو پھر حروف اور
 آواز کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔

۲۔ اگرچہ حضرت ابراہیم نے
 فرمایا کہ جبرئیل کو فنایت کا مقام
 حاصل ہے لیکن میرا عالم اس سے
 بھی نازک ہے اس میں کسی واسطہ کی
 محتاجی نہیں خود فنا فی اللہ ہی کیوں نہ
 ہو۔ کردہ۔ جبرئیل کا کام مقام فنایت
 کی جگہ سے خدا ہی کا کام ہے لیکن وہ
 اس کام میں ملازم ہیں اللہ کی جانب
 سے مامور نہیں ہیں ورنہ وہ کہتے کہ
 میں خدا کے حکم سے مدد کے لئے آیا
 ہوں۔

۳۔ انچہ۔ اس طرح کی مدعوام
 کے لئے عین لطف خداوندی ہے
 لیکن عاشق خدا کے لئے مناسب
 نہیں ہے مشہورہ مقولہ ہے خستنا
 الاثر لو سنناک فغفر بین جو کام نیک
 لوگوں کے خستنا ہیں وہ کام سا
 لوقات مقرر بین بارگاہ۔

مشاہدہ ہوتے ہیں۔ بس اس بات کو سمجھنے کے لئے ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے تب وہ کام سمجھ سکتے ہیں کہ مشاہدہ کے بعد
 وہ مہربانی حروف اور واسطہ مناسب نہیں ہے۔ بس بلا۔ بہت سے مصائب جھیلنے کے بعد حروف کے ذریعہ اس حقیقت کو سمجھا
 جاسکتا ہے ایک مصائب کو سمجھنا چاہی ہے اس کے بعد ہر وقت وہ جات بلند ہوتے ہیں۔

سعد را آبست و خون بر اشقیای
 چونیک کے لئے پانی سحر و جتوں کے لئے خون ہے
 جدت تر او کارو کہ افزوں دید بر
 زیادہ محنت سے ہونے کا جس نے پھل زیادہ دکھا ہے
 ہست بہر محشر و برد آشتن
 محشر کے لئے اور (پیدل) حاصل کرنے کے لئے ہے
 بلکہ از بہر مقام ریح و سود
 بلکہ نفع اور فائدہ کے مقام کے لئے ہوتا ہے
 منکریش بہر عین منکری
 کہ اس کا انکار محض انکار کے لئے ہو
 با فزونی جستن و اظہار خود
 یا اپنے اظہار اور برتری کی جستجو کے لئے ہوتا ہے
 بے معانی چاشنی ند بد صور
 محض صورتیں بلا معانی کے لطف نہیں دیتی ہیں
 کہ صور زیت است و معنی روشنی
 کیونکہ صورتیں تیل ہیں اور معنی روشنی ہیں
 چونکہ صورت بہر عین صورتیست
 بلکہ صورت محض صورت کے لئے ہے
 جز برلی اس چرا گفتن بدست
 اس کے سوا کے لئے "کیوں" کہنا برا ہے
 چوں بود فائیدہ این خود ہمیں
 جبکہ یہ عمل خود فائدہ ہو
 نیست حکمت کال بود بہر ہمیں
 (اس میں) کئی حکمت نہیں ہے کہ صورتیں عمل صورتوں کے لئے ہیں

بچو آب ا نیل آمد اس بلا
 یہ بلا (دریائے) نیل کے پانی کی طرح ہے
 ہر کہ پایاں میں تر او مسعود تر
 جو ایام کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ نیک بخت ہے
 زانکہ داند کایں جہان کاشتن
 کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ کھیتی کرنے کی دنیا
 چچ ۲ عقدے بہر عین خود نبود
 کوئی معاملہ بعین معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے
 چچ نبود منکرے گر بنگلری
 اگر تو دیکھے تو کوئی منکر نہیں ہوتا ہے
 بل برلی قہر خصم اندر حسد
 بلکہ حسد میں دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہوتا ہے
 وال ۳ فزونی ہم پے طمع دگر
 وہ برتری کسی دوسرے لالچ میں ہوتی ہے
 زان ہمی پرسی چرا اس میکنی
 اسی لئے تو دریافت کرتا ہے کہ تو یہ کیوں کرتا ہے؟
 ورنہ اس گفتن چرا از بہر چیست
 ورنہ یہ "کیوں" کہنا کاتے کے لئے ہے
 اس چرا گفتن سوال از فائدہ ست
 یہ "کیوں" کہنا فائدہ کے بارے میں سوال ہے
 از چہ رو فائدہ جوئی اے امیں
 اے امین! تو فائدہ کیوں تلاش کرتا ہے؟
 پس نقوش آسمان و اہل زمین
 تو آسمان اور زمین والوں کی صورتیں

۱۔ آب نیل۔ دریائے نیل کا پانی
 قطبیوں کی تہائی اور سطحیوں کی نجات
 کا سبب بنا۔ ہر کہ جو ان مصائب
 کے عمدہ نتائج پر نظر رکھے گا سعادت
 حاصل کرے گا جو کھیتی کی عمدہ پیداوار کو
 دیکھے گا وہ کھیتی میں محنت کرے گا۔
 زانکہ انہام میں سمجھتا ہے کہ دنیا
 آخرت کا ٹھکانہ ہے جو یہاں ہونے
 گا وہاں کاٹے گا۔

۲۔ چچ عقدے۔ جس طرح دنیا
 خود مقصود نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے
 اسی طرح کوئی بھی معاملہ صرف
 معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس
 کا مقصد نفع اور فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔
 منکر۔ کوئی شخص کسی حقیقت کا انکار
 محض انکار کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس
 کے پیش نظر یا تقابل کی مغلوبیت اور
 اپنی فوقیت ہوتی ہے۔

۳۔ وال فزونی۔ برتری بھی انسان
 کا خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ اور نتائج
 مقصود ہوتے ہیں۔ صورت یعنی کام کی
 محض صورت اس وقت لذت بخش
 ہوتی ہے جبکہ اس میں کوئی مقصد مضمر
 ہو۔ چرا اس میکنی۔ کام کرنے والے
 سے لوگ پوچھتے ہیں تو کیوں کام کرتا
 ہے تو ان کا مقصد اس کے اصلی مقصود
 کو دریافت کرنا ہوتا ہے کہ صور۔
 معاملوں کی ظاہری صورت کی مثال
 تیل کی سی ہے اور اصل مقصود کی مثال
 تیل سے پیدا ہونے والی روشنی ہے۔
 ورنہ اگر معاملہ کی ظاہری صورت
 مقصود ہوتی تو کیوں کا سوال نہ کیا
 جاتا۔ پس۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ
 معاملہ کی محض صورت مقصود نہیں ہے تو
 اب سمجھ کہ آسمان اور دنیا کے پیدا
 کرنے سے ان کی صورت مقصود نہیں
 ہے بلکہ ان کی پیدائش میں حکمتیں
 پوشیدہ ہیں۔



گر حکمے نیست این ترتیب چیست
اور مذاق صواب حکمت نہیں ہے تو کیا کائنات کی ترتیب کسی بنا
و حکمے ہست چوں فعلش تہی ست
ہا کہ حکمت طاعت ہے اس کا فعل حکمت سے کہ غلط ہے
جز پئے قصد صواب و ناصواب
کسی مقصد کے بغیر خواہ مقصد سے ہو یا نہ ہو
ہست بہر معنی و حکمت
وہ کسی معنی اور حکمت کے لئے ہے

مطابقت ۲ کردن موسیٰ از حضرت عزت کہ لِمَ خَلَقْتَ خَلْقًا
حضرت موسیٰ کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا کہ تو کیوں ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے
فَلَهْلِكُهُ وَاخْرُقَهُ و جواب آمدن از حضرت عزت
پھر تو اس کو لہر تلو کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب آتا

گفت موسیٰ اے خداوند حساب
حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے مجاہد کے مالک
ترو مادہ نقش کر دی جانفزا
نقش کردی باز چوں کردی خراب
تو نے صحت بتلی پھر اس کو کیوں تلو کیا؟
تو نے حسین تر لہر مادہ بتائے
و انکبے ویراں کنی این را چرا
پھر تو ویران کر دیتا ہے یہ کیوں بنا
نہست از انکار و غفلت وز ہوا
نہست اور غفلت اور نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں ہے
گفت حق دانم کہ این پرشش ترا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تیرا یہ سوال
ورنہ تادیب و عتابت کردے
ورنہ تجھے سزا دیتا اور غصہ کرتا
لیک می خاہی کہ در افعال ما
لیکن تو چاہتا ہے کہ ہمارے کاموں میں
نازراں واقف کنی مر عام را
تا کہ تو اس سے عوام کو باخبر کرے
قاصدا سائل شدی در کاشفی
وضاحت کے لئے تو قصداً سائل بنا ہے
زانکہ نمیم علم آمد این سوال
یہ سائل نصف علم ہے

۱۔ اگر حکمے۔ حکمت دان کا کوئی
فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا آسمان
اور دنیا کا پیدا کرنے والا حکیم ہے
کائنات کا نظام اور ترتیب یہ بتانی
سے کس۔ تمام میں جو تصویریں
بتانی جینی ہیں ان کا بھی کوئی مقصد
ہے خواہ مخواہ ہو یا غلط۔ ہرچہ دنیا میں
ہر چیز کے پیدا کرنے میں حکمت
مظہر ہے

۲۔ مطابقت۔ اس قصہ کا مقصد
مخلوقات میں حکمت الہی کا بیان کرنا
ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض
کیا اے خدا تو انسانوں کو پیدا کرتا ہے
پھر مارتا دیتا ہے اس میں کیا حکمت
سے خداوند حساب۔ یعنی یوم حساب
کے مالک۔

۳۔ گفت حق۔ حضرت حق تعالیٰ
نے فرمایا چونکہ تیرا یہ سوال انکار اور
غفلت پر مبنی نہیں ہے اس لئے میں
درگزر کرتا ہوں ورنہ سزا دیتا تو اس لئے
معلوم کر رہا ہے تاکہ عوام کو ہماری
حکمتوں سے آگاہ کر دے ورنہ تجھے
مخلوق کے پیدا کرنے میں ہماری
حکمتیں معلوم ہیں۔ زانکہ سوال علم
کے منافی نہیں ہے بلکہ مشہور ہے
لِسْؤَالِ يَضْفُ الْعِلْمُ یعنی کسی چیز
کے بارے میں دریافت کرنا اس چیز کا
آدھا علم ہے حضرت موسیٰ حکمتوں
سے واقف تھے

بہر عامہ ارچہ توزاں واقعی
عوام کے لئے ارچہ تو اس سے واقف ہے
ہر برونے را نباشد این مجال
ہر باہری شخص کی یہ مجال نہیں ہے

۱۔ ہم سوال کسی چیز کا علم ہو جانے کے بعد ہی اس کے بارے میں سوال و جواب ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں متضاد باتیں لکھی ہی ہیں جیسا کہ مٹی سے پھول بھی اگتا ہے اور کانٹا بھی۔ ہم ضلال۔ علم ہی گمراہی اور ہدایت کا سبب بنتا ہے جیسا کہ مٹی اور تری ہی پھل میں مٹی بھی پیدا کرتی ہے اور شیرینی بھی ملاقات اور تعارف سے دشمنی اور دشمنی پیدا ہوتی ہے اور غذا سے بیماری اور صحت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ مستفید۔ حضرت حق نے فرمایا کہ موسیٰ ہاتھوں کو حکمتوں سے واقف کرنا چاہتا ہے اس لئے تجاہل عقائد برت رہا ہے ہم بھی اس کے علم سے آجہان بن کر اس کو جواب دیتے ہیں۔ فر فر فرغی دنیا میں یہ طریقہ بیان ہے کہ تجاہل برت کر معاملہ کو حل کر لیتے ہیں گدھا بیچنے والے آپس میں فریضی طہ پر لڑکی بائیس شروع کر دیتے ہیں کگا بک گدھا خرید لیتا ہے۔

۳۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کو جواب دینے سے قبل حضرت حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے وہ عمل فرمایا جس میں خود جواب پوشیدہ تھا تاکہ جواب اچھی طرح ان کی سمجھ میں آجائے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم کھتی بود اور جب کھتی تیر ہو گئی تو انہوں نے اس کھتی کو کاٹ ڈالا۔ کہ چرا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے ہدایت کیا کہ تم نے خود کھتی ہوئی اور پھر اب اس کو کیوں کاٹ ڈالا۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ کھتی کے پکتے پر اس میں دانہ بوسا تھا اور دونوں کو ملا جاوے یا سنا سب نہ تھا حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔

ہم سوال از علم خیز و ہم جواب

سوال بھی اور جواب بھی علم سے پیدا ہوتا ہے

ہم ضلال از علم خیز و ہم ہدے

گمراہی بھی علم سے پیدا ہوتی ہے اور ہدایت بھی

ز آشنائی خیز و اس بعض و ولا

یہ بعض اور دوستی تعارف سے پیدا ہوتی ہے

مستفید ۲۔ اجمعی شد آں کلیم

وہ کلیم اللہ واقف کو فائدہ حاصل کرنے والے بنے

ماہم ازوے اجمعی سازیم خویش

ہم بھی اپنے آپ کو اس سے ناواقف واقف بناتے ہیں

خر فروشاں خصم یکدیگر شدند

گدھا بیچنے والے ایک دوسرے کے مقابل بنے

پس بفر مودش خداے ذولباب

پھر ان سے خدا نے فرمایا اے عقلمند

موسیٰ ۳۔ تنخے بکار اندر زمیں

اے موسیٰ! زمین میں بیج بوسے

چونکہ موسیٰ کشت نہ شد کشتش تمام

جب حضرت موسیٰ نے کھتی ہوئی ان کی کھتی پوری ہو گئی

واں بگرفت و مراں رامی برید

انہوں نے حاتی لی اور اس کو کاٹ لیا

کہ چرا کشتے گئی و پردوری

کہ تو کیوں بتا سے اور پردوش کرتا ہے

گفت یارب ذال گنم ویران و ہست

موسیٰ نے عرض کیا خدا میں کیوں بدست اس لئے کہ میں

بہچنانکہ خار و گل از خاک و آب

جس طرح مٹی اور پانی سے کانٹا اور پھول

بہچنانکہ تلخ و شیرین از ندے

جیسا تری سے تلخ اور شیریں

وز غذائے خوش بود سقم و شفا

بہاری اور شفا اچھی غذا سے پیدا ہوتی ہے

تا عجمیاں را گند زیں سر علیم

تاکہ ہاتھوں کو اس رو سے باخبر کریں

پاشش آرمیم چوں بیگانہ پیش

بیگانوں کی طرح اس کا جواب پیش کرتے ہیں

تا کلید قفل آں عقد آمدند

یہاں تک کہ اس معاملہ کے قفل کے لئے گنجی بن گئے

چوں پھر سیدی بیا بشنو جواب

جبکہ تو نے سوال کیا ہے آ جواب سن

تا کہ تو خود واد ہی انصاف اس

تاکہ تو خود اس کا انصاف کر لے

خوشہائش یافت خوئی و نظام

اس کے خوشوں نے اچھائی اور عمدگی حاصل کر لی

پس ندا از غیب در گوش رسید

تو ان کے کان میں غیب سے آواز آئی

چوں کمالے یافت آں رامی بری

جب وہ کمال ہو جاتی ہے تو اس کو کانٹا ہے

کہ در بنجا دانہ ہست و کاہ ہست

کہ اس میں دانہ بھی ہے اور پھر بھی ہے



وانہ لایق نیست در آئینہ کاہ
 دانہ کا بھوسے کے اند میں رہنا مناسب نہیں ہے
 نیست حکمت این دورا آمیختن
 ان دونوں کو بلائے رکھنا ملائی نہیں ہے
 گفت ایس دانش تو از کہ یافتی
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سمجھو تو نے کس سے حاصل کی؟
 گفت مییزم تو وادی اے خدا
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا خدا تو نے مجھے سمجھو عطا کی
 در خلایق رُوحہاں پاک ہست
 مخلوق میں پاک روہیں ہیں
 این اصد فہا نیست در یک مرتبہ
 یہ سچاں ایک طرح کی نہیں ہیں
 واجب ست اظہار این نیک و تباہ
 نیک اور برباد کا واضح کن ضروری ہے
 بہر اظہار ست این خلق جہاں
 دنیا کا پیدا کرنا ظاہر کرنے کے لئے ہے
 کُتْ ۲ کُتْ ۱ گفت مخفیاً شنو
 سن اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چھپا ہوا خزان تھا

کاہ در آئینہ گندم ہم تباہ
 بھوسا بھی گیہوں کے ڈھیر میں برباد ہوتا ہے
 فرق واجب می گند در نیختن
 وہ (دانا) چھاننے میں جدا کر دینا ضروری ہلتی ہے
 کہ بدائش بیدرے بر ساختی
 کہ عقل کی وجہ سے تو نے کلیان بنایا
 گفت پس تمیز چوں نبو و مرا
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر مجھ میں سمجھا کیوں نہ ہوگی؟
 رُوحہاں تیرہ و گلناک ہست
 کالی اور مٹی میں سنی ہوئی روہیں ہیں
 در یکے دُرست و در دیگر شبہ
 ایک میں موتی ہے دوسری میں پتھر ہے
 چچناں کا ظہار گندمہاز کاہ
 جس طرح گیہوں کا بھوسے سے الگ کرنا
 تا نماند گنج حکمتہاں نہاں
 تاکہ حکمتوں کا خزان پوشیدہ نہ رہے
 جوہر خود گم مکن اظہار شو
 تو اپنے جوہر کو برباد نہ کر اس کو ظاہر کر

بیان آنکہ رُوح حیوانی و عقل جزوی و وہم و خیال بر مثال دو غنڈ
 اس کا بیان کہ حیوانی روح اور جزوی عقل اور وہم اور خیال چھاپہ جیسے ہیں
 و رُوح وحی کہ باقی ست دریں دوغ ہچوں روغن پنہاں
 اور وحی کی روح جو باقی رہنے والی ہے اس چھاپہ میں پوشیدہ گھی کی طرح ہے
 جوہر صدقت خفی شد در دوغ ہچو طعم روغن اندر طعم دوغ
 تیری سچائی کا جوہر جموت میں چھپ گیا جس طرح گھی کا مزا چھاپہ کے مزے میں
 چھاپہ۔

۱ گفت۔ حضرت حق نے فرمایا
 کہ یہ عقل تم نے کہیں سے حاصل کی
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ دانش
 اور عقل آپ کی عطا کردہ ہے۔
 حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دانش
 پھر مجھ میں کیوں نہ ہوگی۔ در خلایق۔
 اب اللہ تعالیٰ نے اصل جواب دیا کہ
 انسانوں کی روہیں وہ قسم کی ہیں ایک
 پاک ایک ناپاک۔

۲ اس صدفہا۔ سب انسانی جسم
 ایک رتبہ کے نہیں ہیں کسی جسم میں
 موتی جیسی روح ہے کسی جسم میں گنج
 کے پتھر کی طرح ہے۔ واجب ان
 روہوں کو بھی اسی طرح ایک دوسرے
 سے علیحدہ کر دینا مناسب ہے جس
 طرح گیہوں کو بھوسے سے تاکہ
 نیک روہیں جنت میں چلی جائیں
 اور بری روہیں دوزخ میں بہر اظہار۔
 پہلی حکمت تو ماننے کی بھی پیدا
 کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ہماری
 صفات کا اظہار ہو جائے۔

۳ کت۔ حدیث قدسی ہے
 کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًا فَانْخَبْتُ لِي
 انحراف فخلق الخلق في پوشیدہ
 خزان تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا
 جاؤں لہذا میں نے مخلوق کو پیدا کیا
 مخلوقات مظہر صفات خداوندی ہے۔
 جوہر خود انسان کے جسم میں جو موتی
 ہے اس کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔ بیان۔
 مولانا ارشاد مضمون میں اب یہ بتانا
 چاہتے ہیں کہ روح جسم میں اس
 طرح پوشیدہ ہے جس طرح مسکا
 چھاپہ میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ دوغ۔
 جموت یعنی جسم فانی۔ دوغ۔
 چھاپہ۔



آں دروغت ایں تن فانی بُود
 وہ تیرا جھوٹ یہ فنا ہونے والا جسم ہے
 ساہبا ایں دوغ تن پیدا و فاش
 برسوں یہ جسم کی چھاچھ ظاہر اور کھلی رہتی ہے
 تافرستد حق رسول بندہ
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی رسول بندہ کو بھیجتا ہے
 تا بچباند بہنجا رو بفسن
 یہاں تک کہ وہ طریقے اور تدبیر سے بولے
 یا کلام بندہ کال جزو اوست
 یا اس بندہ کا کلام جو اس نبی کا جزو ہے
 اذن ۲ مؤمن وحی مارا داعی است
 مؤمن کا کان ہماری وحی کی حفاظت کرنے والا ہے
 اچنناں کہ گوش طفل از گفت مام
 جیسے کہ بچہ کا کان ماں کی باتوں سے
 ور نباشد طفل را گوش رشد
 اگر بچے کے صحیح کان نہ ہو
 واما ہر گرا صلے گنگ بُود
 اصلی بہرا ہمیش گونگا ہوتا ہے
 وانکہ س گوش کز و گنگ از آفتے مست
 وہ شخص جو بہرا اور گونگا ہے کسی آفت کی وجہ سے
 کہ پذیرائی دم و تعلیم نیست
 جو آواز اور تعلیم کو قبول کرنے والی نہیں ہے
 آنکہ بے تعلیم بد ناطق خداست
 جو بغیر تعلیم کے بولنے والا ہے وہ خدا ہے
 یا چو آدم کردہ تلقینش خدا
 یا آدم جیسا جس کو خدا نے پڑھایا

۱ راستت۔ صحیح یعنی روح۔
 ساہبا۔ کافی وقت ایسا گزرتا ہے جس
 میں روح جسم میں گم رہتی ہے۔
 لاش۔ لاشی معدوم۔ تافرستد۔ اللہ
 تعالیٰ رسول کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ جسم کی
 چھاچھ کو بلو کر روح کا مسکا اس سے
 نکالیں۔ خمرہ۔ چھوٹی مٹکی۔ من۔ اس
 کا ترجمہ مختلف..... نے مختلف
 کیا ہے ہم نے شہید سے کیا ہے اس
 سے مراد روح ہے۔ یا کلام۔ روح کی
 تربیت رسول کرتے ہیں یا وہ لوگ
 کرتے ہیں جو رسولوں کے لئے
 بمنزلہ جزو کے ہوتے ہیں۔
 ۲ اذن۔ قرآن پاک میں ہے
 وَتَعْلَمُ أَنَّ وَاحِدَةً لَهَا رُوحٌ كُفُوًا
 رکھنے والے کان محفوظ کر لیتے
 ہیں۔ داعی۔ یعنی رسول یا وہ شخص جو
 ان کا جزو ہے۔ مام۔ ماں یعنی بچہ
 ماں کی بات کو سنتا ہے اور پھر خود بولنے
 لگتا ہے۔ ور نباشد۔ جس بچے کے کان
 میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ
 گونگا ہو جاتا ہے۔ واما۔ عموماً بہرا
 گونگا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ ماں کی
 بات نہیں سن پاتا۔
 ۳ وانکہ۔ جو بچہ بہرا اور گونگا ہوتا
 ہے وہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے
 کان میں کوئی بیماری ہوتی ہے جس کی
 وجہ سے وہ ماں کی بات نہیں سنتا ہے۔
 تسلیم۔ قابل۔ آفت۔ مخلوقات سن کر
 بولنے پر ماں کی تعلیم سے قادر ہوتی
 ہے بغیر تعلیم کے بولنے والی صرف
 ذات خداوندی ہے۔ آدم حضرت آدم
 نے ماں باپ نہ تھے ان کو تعلیم خانے
 دی۔

راستت ۱ آں جان ربانی بُود
 تیری سچائی خدائی روح ہے
 روغن جان اندر و فانی ولاش
 روح کا روغن اس میں فنا اور معدوم ہوتا ہے
 دوغ را در خمرہ جنبا شندہ
 چھاچھ کو مٹکی میں بلونے والے کو
 تابدانم من کہ پنہاں بُود من
 تاکہ میں جان لوں کہ شہد پشیدہ تھا
 در زود در گوش آنکو وحی جوست
 اس کان میں پہنچے جو وحی کا طالب ہے
 اچنناں گوشے قرین داعی است
 ایسا کان نبی کا ساتھی ہوتا ہے
 پر شود ناطق شود او در کلام
 بھرتا ہے تو وہ بات پیت میں بول پڑتا ہے
 گفت مادر نشنود گنگے شود
 وہ ماں کی بات نہیں سنتا گونگا ہو جاتا ہے
 ناطق آں کس شد کہ از مادر شنود
 بولنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ماں سے بات سنتا ہے
 زانکہ در گوش رسیدہ علتے ست
 کیونکہ اس کے کان میں کوئی بیماری پیدا ہو گئی ہے
 لا جرم مر نطق را تسلیم نیست
 تو اجملاً وہ بولنے کے قابل نہیں ہے
 کہ صفات اوز علیہا جداست
 کیونکہ اس کی صفات ملتوں سے پاک ہیں
 بے حجاب مادر و دایہ و را
 اس کی ماں اور دایہ کے واسطے کے بغیر

یا مچھے لے گویہ تعلیم و دود
یا مچ کہ وہ خدا کی تعلیم ہے
از بری دفع تہمت در ولاد
پیدائش کی تہمت کو دفع کرنے کے لئے
جہتھے باہست اندر اجتہاد
جہتھے میں حرکت چاہیے
روغن اندر دوع باشد چوں عدم
مسکا چھاپو میں معدوم جیسا ہوتا ہے
آنکہ ہستت می نماید ہست پوست
جو تجھے موجود نظر آتا ہے وہ چھلکا ہے
دوع روغن تا گرفت ست و کھن
مسکا نہ نکالی ہوئی اور پرانی چھاپو
ہیں بگرداش بداش دست دست
خبردار! بھکاری سے اس کو ہاتھ سے خوب چلا
زانکہ اس فانی دلیل باقی است
کیونکہ یہ فانی باقی کی دلیل ہے
روغن ۳ اندر دوع پنہاں میشود
مسکا چھاپو میں چھپ جاتا ہے

در ولادت ناطق آمد در وجود
پیدائش کے وقت بولنے لگے
کہ نہ زادست از زنا و از فساد
کہ وہ زنا اور خرابی سے پیدا نہیں ہوتے ہیں
تا کہ دوع آل روغن از دل باز داد
تا کہ چھاپو مسکے کو اندر سے اہل سے
دوع در ہستی بر آوردہ علم
چھاپو وجود میں جھنڈا بلند کئے ہوئے ہے
وانکہ فانی می نماید اصل اوست
جو معدوم نظر آتا ہے وہ اہل ہے
تا نہ بگزی نی بنہ خرچش ممکن
جب تک تو نکال نہ لے اس کو رکھ چھوڑ خرچ نہ کر
تا نماید اچھے پنہاں کردہ است
تا کہ وہ اس کو نمایاں کر دے جو اس نے چھپایا ہے
لابہ مستاں دلیل ساقی مست
مستوں کی خوشامد ساقی کی دلیل ہے
ہرچہ می سازی تو آس آں میشود
تو جو اس کا بنائے گا وہ بن جائے گا

مثال دیگر ہمدریں معنی

دوسری مثال اسی معنی میں

ہست باز پہلی آل شیر علم
جھنڈے کے شیر کے کھیل کو
گر نبودے جہتیش آل بادہا
اگر ان ہواؤں کی حرکت نہ ہوتی
مخبرے از باد پہلی مکتتم
پہلی ہوتی ہواؤں کی خبر دینے والے ہیں
شیر مردہ کے بجستے در ہوا
بے جان شیر ہوا میں کب کب
۱۵۵



۱ یا مچھے۔ حضرت مسیح بھی بلجہ
تعلیم کے لئے پورے تہمت دفع
کرنے کے لئے تعلیم خداوندی سے
بول چڑھے۔ جہتھے۔ جس طرح
چھاپو سے مسکا نکالنے کے لئے
چھاپو سے ہونا ضروری ہے اسی طرح
دوع کے اظہار کے لئے جسم کو
مجاہدات کے ذریعہ ہونا ضروری ہے۔
روغن۔ مسکا چھاپو ہوا ہے چھاپو ظاہر
ہے۔ آنکہ جو ظاہر ہے یعنی جسم وہ
بمذلول چھلکے کے ہے۔ فانی۔ روح جو
نظر نہیں آتی وہ بمذلول مسکے ہے۔
دوع۔ جس چھاپو میں سے مسکا نہ
نکالا گیا ہوا اس کو محفوظ رکھنا چاہیے تاکہ
مسکا نکالا جاسکے اس کو خرچ نہ کرنا
چاہیے۔
۲ ہیں۔ جسم کو خوب اچھی طرح
ہلونا چاہیے تاکہ وہ روح کو ظاہر کر
دے۔ آنکہ روح کے نکلی ہونے کی
وجہ سے اس کو معدوم نہ سمجھ لینا یہ جسم
فانی اس روح باقی کی دلیل ہے۔
روح جب تک جسم میں ہے جسم سے
وہ انفعال صادر ہوتے ہیں جو روح
کے نکلنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں تو
معلوم ہوا کہ روح کوئی چیز تھی لاہ
مستال۔ مست ساقی کی خوشامد
کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ساقی
موجود ہے۔

۳ روغن۔ روح جسم میں چھپی
ہوتی ہے تو اس کو جیسا بنائے گا وہ جیسا
بن جاتی گی۔ مثال دیگر۔ اس مثال
سے بھی یہی سمجھنا ہے کہ ظاہر اور موجود
مثنوی چیز کے وجود کی دلیل بنتا ہے۔
ہست۔ جھنڈے کے پھریرے پر
شیر کی تصویر بناتے ہیں پھریرے کا
بلنا اور شیر کی تصویر کا مختلف طریقوں
پر متحرک ہونا ہوا کے وجود کی دلیل
ہے۔

یاد بوسست اس بیان آل خفاست
یا بچھوا ہے ' یہ اس پوشیدہ کا اظہار ہے
فکرمی جُباندا اُورا و مہدم
فکر اس کو لمحہ بہ لمحہ حرکت دیتا ہے
وانکہ از مغرب دُبور باو باست
اور جو مغرب کی جانب سے وہ بھاری بھری چھوا ہے
مغرب اس باؤ فکر ت زال سرست
تیرے اس فکر کی ہوا کی مغرب اس جانب ہے
جانِ جانِ جانِ جالِ بُود شترش فواد
جان کی جان کی جان کا مشرق دل ہے
قشر و عکس آل بُود خورشید روز
دن کا سورج اس کا چمکا اور عکس ہے
پیش اُونے روز بنماید نہ شب
اس کے سامنے نہ دن رونما ہوتا ہے نہ رات
پیشب و بے روز دار و انتظام
تو بغیر شب و روز ' وہ منظم رہے گا
بے مہ و خورشید و ماہ و آفتاب
چاند اور سورج کے بغیر چاند اور سورج کو
زیر برادر آں برادر را بدال
اس بھائی کو اس بھائی سے سمجھ لے
مشنوآں را اے مقلد بے یقین
اس ہے یقین مقلد ' اس کو نہ سن
کہ بہ بیداری نہ بینی بیست سال
کہ تو بیداری میں بیس سال بھی نہیں دیکھ سکتا

زال اشناسی بادرا کہ آل صباست
اس سے تو ہوا کو پہچان لیتا ہے کہ وہ پڑا ہے
اس بدن مانند آل شیر علم
یہ بدن جنڈے کے شیر کی طرح ہے
فکر کال از مشرق آمد آں صباست
جو فکر مشرق کی جانب سے آئے وہ پڑا ہے
مشرق اس باؤ فکر دیگرست
تیرے فکر کی اس ہوا کی مشرق دہری ہے
خور ۲ جمادست و بُود شترش جماد
شعبہ جماد ہے ' اس کی مشرق جماد ہے
مشرق خورشیدے کہ شد باطن فروز
اس سورج کی مشرق جو دل کو روشن کرنے والا ہے
زانکہ چوں مُردہ بُود تن بے لہب
اس لئے کہ جب بے اور جسم مردہ ہو جاتا ہے
ورنہ باشد آں چو باشد اس تمام
اگر وہ نہ رہے ' اور یہ مکمل ہو
بچھانکہ ۳ چشم می بیند بخواب
جیسا کہ نیند میں آنکہ دیکھتی ہے
نوم ماچوں شدخ الموت اطفال
اے فلاں! جبکہ ہماری نیند موت کی بہن ہے
ور بگویندت کہ ہست آل فرخ اس
اگر وہ تجھ سے کہیں کہ وہ اس کی فرخ ہے
می بہ بیند خواب جانت صف و حال
تیری روح نیند میں اس حالت کے اوصاف دیکھتی ہے

۱ زود شیر کی حرکتوں سے انسان
کج لیتا ہے کہ پڑا ہوا چل رہی ہے یا
بچھوا اس بدن۔ انسانی جسم کو
جنڈے کا شیر بچھوا اور فکر و ارادہ جو
روح سے پیدا ہوتا ہے اس کو ہوا جیسا
بچھوا۔ فکر انسان کے جو خیالات
مشرق سے آئیں ان کو صبا اور جو
مغرب سے آئیں ان کو دُور کہنا
چاہیے۔ مشرق۔ لیکن فکر کی ہوا کا
مشرق اور مغرب یہ مشرق اور مغرب
نہیں ہے۔

۲ خور۔ ہوا کا بے روح چیز ہے
اس کا مشرق بھی بے روح ہے روح
جس سے فکر پیدا ہوا ہے اس کا مشرق
قلب ہے مشرق خورشیدے روح
جس نے قلب کو روشن کیا ہے یہ دن کا
خورشید اس کا چمکا اور عکس ہے
زانکہ اگر دل کو روشن کرنے والا
خورشید یعنی روح نہ ہو تو پھر دن رات
نظر نہیں آتے ہیں اور دنیا کا سورج
بیکار ہو جاتا ہے۔ ورنہ سورج نہ ہو اور
روح پاکیزہ ہو تو انسان سب کچھ دیکھ
لیتا ہے اور اس کا کام منظم ہوتا ہے۔

۳ بچھانکہ۔ روح خواب میں
بغیر چاند سورج کے سب کچھ دیکھتی
ہے نوم۔ مشہور مقلد سے السنوم اخ
فصوت نیند موت کی بہن بچھانکہ
جب نیند کی حالت میں انسان سب
کچھ دیکھتا ہے تو مرنے کے بعد بھی
سب کچھ دیکھ سکتا ہے اور بگویندت۔
اگر کوئی یہ کہے کہ خواب میں وہی
چیزیں نظر آتی ہیں جو انسان نے
سورج اور چاند کی روشنی میں دیکھی
تھیں لہذا یہ کہنا کہ روح اپنے دیکھنے
میں چاند سورج سے بے نیاز ہے غلط
ہے تو اس کی بات نہ ماننا۔ می بہ بیند۔
انسان خواب میں وہ مناظر اور صورتیں
دیکھتا ہے جو وہ کوشش سے بھی چاند
سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا۔



در اے پئے تعبیر آں تو عمر ہا
 تو اس کی تعبیر کے لئے سالوں
 کہ بگو آں خواب را تعبیر چیست
 کہ بتائے اس خواب کی کیا تعبیر ہے
 خواب عام ستاں و خود خواب خواں
 یہ عوام کا خواب ہے اور خود خواں کا خواب
 پیل باید تا چو خسید او ستاں
 ہاتھی ہونا چاہیے تاکہ جب وہ چت ہوئے
 خرمنہ ۲ بیند تہج ہندوستان بخواب
 گدھا خواب میں تہج ہندوستان کو نہیں دیکھتا ہے
 جان ہچو پیل باید نیک و زفت
 روح ہاتھ جیسی اچھی لہ بھاری چاہیے
 ذکر ہندوستان گند پیل از طلب
 ہاتھی طلب میں ہندوستان کی یاد کرتا ہے
 اذکرو اللہ کار ہر او باش نیست
 "اللہ کی یاد کرنا ہر آدمی کا کام نہیں ہے
 لیک ۳ تو آپس مشوہم پیل باش
 لیکن تو ہمیں نہ ہو ہاتھی بن
 کیمیا سازان گرووں را بہ میں
 آسمان کے کیمیا گروں کو دیکھ
 نقشبند انند در جو فلک
 آسمان کی فضا میں نقاش موجود ہیں
 گرنہ بینی خلق مشکلیں جیب را
 اگر تو مشکلیں گریبان والوں کو نہیں دیکھتا ہے

میدوی سوی شہان بادہا
 عقلمند شاہوں کے پاس دھرتا پھرتا ہے
 فرع گفتن آچنہیں سر را سگی ست
 اس طرح کے راز کو فرع کہنا کتا پن ہے
 باشد اصل اجنبی و اختصاں
 بگزیگی لہ خصوصیت کی اہل ہے
 خواب بیند خطہ ہندوستان
 ہندوستان کے خطہ کو خواب میں دیکھے
 خرز ہندوستان نکر وہ است اعتراب
 گدھے نے ہندوستان سے ستر نہیں کیا ہے
 تا خواب او ہند تا ندر رفت تفت
 تاکہ وہ خواب میں تیزی سے ہندوستان جا سکے
 پس مصور گروہاں ذکرش بشب
 تو اس کی یاد شب میں مصور ہو جاتی ہے
 لزجعی بر پیل ہر قلاش نیست
 "تو لوٹ جا" ہر مقلس کے پاؤں کے لئے نہیں ہے
 ورنہ پیل در پئے تبدیل باش
 اگر تو ہاتھی نہیں ہے تبدیل کے صپے ہو
 بشنو از مینا گراں ہر دم طنین
 ہر وقت مینا گروں کی آواز سن
 کار ساز انند بہر لہی و لک
 وہ میرے لہ تیرے لئے کارگیری کر رہے ہیں
 بنگراے شب کو راں آسب را
 تو اے رات کے اندھے اس اثر کو دیکھ لے

۱۔ صپے اگر انسان نے وہ
 واقعات دیکھے ہوں جو خواب
 میں اس نے دیکھے ہیں تو پھر کبھی تعبیر
 کے لئے دوزان پھرے لہذا یہ کہنا کہ
 خواب بیداری کی دید کا اثر ہے غلط
 ہے خواب عام۔ یہ تو ہم عوام کے
 خواب کی بات کر رہے تھے خواں کا
 خواب تو ان کو اس سے بھی زیادہ اسرار
 غیب دکھاتا ہے۔ پیل باید۔ ہاتھی
 ہندوستان کا جانور ہے۔ جب دوسرے
 ملک میں وہ آرام کی خیند سوتا ہے تو وہ
 خواب میں ہندوستان کے حسن
 مناظر دیکھتا ہے اور مست ہو جاتا ہے
 مولانا فرماتے ہیں کہ اسرار تہجی بھی
 اس روح کو خواب میں نظر آئیں گے
 جس کا معلق عالم غیب سے ایسا ہی ہو
 جیسا کہ ہاتھی کا ہندوستان سے۔

۲۔ خرمنہ بیند۔ گدھے میں یہ
 بات نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کو خواب
 میں دیکھے اور مست ہو جائے اس کو یہ
 رتبہ بھی حاصل نہیں ہے کہ اس کو
 ہندوستان سے لے جایا جائے۔
 جہاں۔ جو روح ہاتھی کی طرح ہوگی وہ
 اپنے اصل وطن عالم غیب کو خواب
 میں دیکھے گا۔ ذکر ہاتھی ہندوستان کو
 یاد کرتا ہے تو اس کی یاد اور مناظر خواب
 میں اس کے لئے مصور ہو جاتے
 ہیں۔ اذکرو اللہ کا ذکر اور یاد روح
 کو ہاتھی صفت بنا دیتی ہے لیکن یہ کام
 ہر گز نہیں آتا ہے لزجعی۔ قرآن
 پاک میں ہے کہ حضرت حق تعالیٰ
 پاک روح اور نفس مطمئنہ کو فرماتے
 ہیں لزجعی الہی رتک راجیۃ
 مسرجیۃ اپنے خدا کی طرف لوٹ
 جاتا ہے خوش ہے اور خدا بھی تجھ سے
 خوش ہے۔

۳۔ لیک۔ اگرچہ ہاتھی کی طرح

آسمان نہیں ہے لیکن ہاتھی نہ ہوتا چاہیے اپنے اللہ تبارکی کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیمیا لولیا اللہ کی محبت اختیار کر تیرے
 اندر تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ طنین۔ گھنٹا ہٹ۔ نقشبند۔ لولیا اگر نہ بنی اگر تجھے لولیا نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے آثار
 کو دیکھ لے۔

ہر دم آسبِ ست بر ادراکِ تو
تیرے احساس پر ہر وقت اثر ہے
زیرِ بد ابراہیمِ اہم دیدِ خواب
یہی ہوا (حضرت) ابراہیمِ اہم نے خواب دیکھا
لا جرم زنجیرِ ہا را بر درید
لا محالہ انہوں نے زنجیریں توڑ دیں
آل نشان دید ہندوستان بود
یہ ہندوستان کے دیکھنے کی علامت ہوتی ہے
می ۲ فشانہ خاک بر تدبیرِ ہا
تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے
ترک گیرد ملک دنیا سر بسر
دنیا کی سلطنت بالکل چھوڑ دیتا ہے
آچنناں کہ گفت پیغمبر ز نور
جیسا کہ پیغمبر نے نور کے بارے میں فرمایا ہے
کہ تجانی بخوید از دار اغرور
کہ وہ دنیا سے بھری چاہتا ہے
بہر شرح ایں حدیثِ مصطفیٰ
آنحضرت کی اس حدیث کی تشریح میں

۱ ہر دم۔ بولیا اللہ کے تعارفات جاری ہیں۔ زیر۔ حضرت ابراہیمؑ کی روح ہاگی بنی انہوں نے روحانی وسعت کو بغیر حجاب کے دیکھا۔ ہندوستان۔ یعنی روح۔ اصلی وطن۔ عالم غیب۔ آسب۔ عالم غیب کے مشاہدہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان خواب سے دیوانہ بن کر اٹھتا ہے۔

۲ می فشانہ۔ جو عالم غیب کا خواب میں مشاہدہ کر لیتا ہے وہ تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے۔ آچنناں۔ حضور نے فرمایا دل میں نور پیدا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ انسان دنیا سے متنفر اور آخرت کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ دار اغرور۔ دھوکے کا گھر دینا۔ دار اسرور۔ خوشی کا گھر عالم آخرت۔ بہر ایں۔ اس مضمون کی تشریح کے لئے حسب ذیل قصہ سن او۔

۳ حکایت ایک بادشاہ تھا جس نے بادشاہت دیکھ لی اور قیامت کا منظر اس کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ دنیاوی بادشاہت کو بچوں کی مٹی کے ڈھیر کی بادشاہت سمجھنے لگا تھا۔ بچے کھیلنے میں مٹی کا ڈھیر لگا لیے ہیں۔ جو بچہ کھیل میں جیت جاتا ہے وہ کوہ کو اس ڈھیر پر چڑھ بیٹھتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ یہ میرا قلعہ ہے جو میں نے فتح کر لیا ہے اور دوسرے بچے اس پر رشک کرنے لگتے ہیں۔

حکایت ۳ آں بادشاہ زادہ کہ بادشاہی حقیقی بوے رومود و یوم
اس شہزادے کی حکایت جس کو حقیقی بادشاہی نظر آ گئی اور جس دن
یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأَقْبَهُ وَآيِيهِ نَقَدَ وَقْتِ أَوْ
انسان بھاگے گا اپنے بھائی اور اپنے ماں اور اپنے باپ سے اس کے سامنے آ گیا
شُدہ بادشاہی ایں خاک تودہ کہ کودک طبعان قلعہ گیری نام
اس خاک کے ڈھیر کی بادشاہی جس کو بچوں کی سی طبیعت والے قلعے فتح کرنا کہتے
کنند آں کود کے کہ خیرہ آید بر سر خاک تودہ بر آید و لاف زند کہ
ہیں وہ بچہ جو غالب آ جائے مٹی کے ڈھیر پر چڑھتا ہے اور شیخی بگھلاتا ہے کہ

قلعہ مراست کو دکان دیگر بروے رشک برند کہ لثراب رزنج

قلعہ میرا ہے دوسرے بچے اس پر رشک کرتے ہیں کیونکہ منی بچوں کا موسم بہد

الصَّيَّانِ آلِ بادشاہزادہ چوں از قیدِ رنگہا برست گفت

ہے وہ شہزادہ جب رنگوں کی قید سے چھوٹ گیا تو اس نے کہا کہ میں

مَنْ اِسْ خَاكِهِلِي رَنْكِيں رَا ہَمَاں تُوْدَةُ خَاكِ دُوں مِيگُوِيْمِ وَرَ رُو

اس رنگ برنگ خاک کو وہی بے قیمت منی کا ذمہ کہتا ہوں اور سونا اور

اطلس اور اسوں نمیکویم مَنْ اَزِيں اَسُوں رَهْزَنِ رَسْتَمِ وَ بِيكِ سُو

اطلس اور اسوں نہیں کہتا ہوں میں اس راہزن اسوں سے نجات پا گیا اور ایک دم

بَسْتَمِ وَ اَيْتِنَهٗ اَلْحَكْمَ صَيَّا اِرْشَادِ حَقِّ رَا مُرُوْرٍ سَالِهَا حَلَاكَتِ نَيْسْتِ

کو گیا اور ہم نے اس کو بچپن میں حکم عنایت کر دیا اللہ کی رہنمائی کے لئے سالوں

وَرَقْدَرْتِ كُنْ فَيَكُوْنُ كَسْ خَنْ قَابَلِيْتِ نَكُوْرِيْدِ

کی ضرورت نہیں ہے ہو جاہل ہو گیا والی قدرت میں کوئی شخص قابلیت کی بات نہیں کرتا ہے

۱ اطلس۔ ریشمین کپڑا جس پر
لکش و انگڑ نہیں ہوتے ہیں۔
۲ اسوں۔ کالا بیلو بیک۔ نو انسان
کے مراتب بلند ہونے میں سالہا
سال کی ریاضتیں ہی ضروری نہیں
ہیں بلکہ بیک وقت عروج حاصل ہو
جاتا ہے۔

۳ خواب۔ اس بادشاہ نے خواب
میں دیکھا کہ اس کا وہ حسین لڑکا مر
گیا۔ آتش یعنی غم کی آگ۔ مشک۔ نو۔
یعنی اس کی آنکھیں آہ یعنی آہ کرنے
کی گئی اس میں طاقت بند ہے۔

۴ خواست۔ اس خواب سے
بادشاہ مرنے کے قریب ہو گیا اور جسم
بیکار ہو گیا لیکن ابھی عمر بانی تھی لہذا
بیدار ہو گیا۔ شاید بیدار ہو کر اس کو
ایسی خوشی ہوئی کہ عمر بھر کبھی نہ ہوئی
تھی۔ کہ شادی۔ اب وہ خوشی سے مرا
جاتا تھا انتہائی خوشی تھی موت کا سبب
بن جاتی ہے۔ پس۔ لیکن جسم روح
کے لئے مطوق بن گیا اور اس کو پرواز نہ
کرنے دیا۔ مطوق۔ وہ جس کے
گلے میں لٹوق پہنا دیا جائے۔

ظاہر و باطن مُزِيْنِ اَز ہُنُرِ

جس کا ظاہر اور باطن ہنر سے آراستہ تھا

صَانِي عَالَمِ بَرَّآں شَهْ گَشْتِ دُرُو

اس بادشاہ پر صاف دنیا مکد ہو گئی

کہ نماںد از تَفْتِ آتَشِ اَشْكِ اُو

آگ کی سوزش سے اس کے آنسو نہ رہے

کہ تہی یابیدِ دَرُوے رَاہِ آہِ

کہ اس میں آہ کو راستہ نہ ملتا تھا

نَمْرُ مَانْدِهٗ بُوْدِ شَهْ بِيْدَارِ شُدْ

کچھ عمر باقی رہ گئی تھی، شاہ بیدار ہو گیا

کُو نَدِيْدِهٗ بُوْدِ اَنْدَرِ عَمْرِ خُوْلِيْشِ

کہ اس نے عمر بھر نہ دیکھی تھی

پَسِ مُطَوَّقِ اَمْدِ اِيْجَالِ بَايْدَنْ

لیکن

بادشاہے داشت یک زیبا پسر

ایک بادشاہ کے ایک حسین لڑکا تھا

خَوَابِ اَدِيْدِ اُو کَالِ پَسْرِ نَاگَاہِ بَمْرُوْدِ

اس نے خواب دیکھا کہ اس کا لڑکا اچانک مر گیا ہے

خَشْكِ شَدُّ اَز تَابِ آتَشِ مَشْكِ اُو

آگ کی گرمی سے اس کی مشک آنکھ خشک ہو گئی

اَسْجِنَاں پُرْ شَدُّزِ دُوْدِ دَرُو شَاہِ

بادشاہ درد کے دھوکے سے ایسا پر ہو گیا

خَوَاسْتِ اَمْرُوْدَنْ قَابِلِيْشِ بِيْكَارِ شُدْ

وہ مرنے لگا اس کا جسم بیکار ہو گیا

شَادِيْے اَمْدِزِ بِيْدَارِيْشِ پِيْشِ

بیداری سے اس میں ایسی خوشی پیدا ہوئی

کہ ز شَادِيْ خَوَاسْتِ ہَم فَا نِيْ شَدَنْ

لیکن

۱۔ اس چرائے سے تعبیر تماشہ ہے کہ چرائے زندگی نم سے بھی بھتا ہے اور خوشی سے بھی۔ درمیان۔ موت کے ان دونوں سببوں کے درمیان انسان زندہ رہتا ہے اور اس پر ہی آتی ہے کہ انسان کا جسم روح کے گلے کا ہار بنا ہوا ہے۔ شاہ۔ بادشاہ نے سوچا کہ ایسا غمناک خواب اس قدر خوشی کا سبب ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو رہا ہے۔ اس عجب۔ وہی خواب موت کا سبب بھی تھا اور وہی خواب زندگی اور خوشی کا سبب بھی ہوا۔

۲۔ آں یکے بہت سی چیزیں ایسی ہی ہیں کہ وہ ایک جانب موت کا سبب بنتی ہیں تو دوسری جانب زندگی کا سبب بھی بنتی ہیں۔ شادی۔ تن۔ جسمانی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے آخرت کے اعتبار سے زوال ہے۔ خندہ۔ تعبیر دینے والے خواب میں ہمیں کی تعبیر رون اور غم سے کرتے ہیں اور خواب میں رونے کی تعبیر مسرت اور خوشی سے کرتے ہیں۔

۳۔ شاہ۔ شاہ نے سوچا کہ اگرچہ خواب کی بات ختم ہوگئی ہے لیکن ایک بدلتی باقی سے اب اگر خدا خواست لڑکا مرے تو اس کی کوئی یادگار تو باقی رہنی چاہیے۔ گل۔ یعنی لڑکا۔ یادگار۔ یعنی اس کی یاد دلانے والا اس کا لڑکا۔ چشم زنی۔ خدا کرے لڑکے کے مرنے کا صدمہ مجھے نہ پہنچے بہر حال احتیاط کا تقاضا ہے کہ اس کی یادگار کا بندوبست کر لینا چاہیے۔ چون۔ موت کے سینکڑوں اسباب ہیں ان پر قابو پانا مشکل ہے۔

از دم غم می بمیرد این چرائے
یہ چرائے غم کی پھونک سے بھجا جاتا ہے
در میان این دو مرگ او زندہ است
وہ ان دو موتوں کے درمیان زندہ ہے
شاہ با خود گفت شادی را سبب
بادشاہ نے سوچا خوشی کا سبب
اس عجب یک جزو از یک روی مرگ
یہ عجب ہے ایک جز ایک حیثیت سے موت ہے
آں یکے نسبت بدال حالت ہلاک
ایک کی نسبت سے وہ ہلاکت ہے
شادی تن دنیاوی کمال
جسم کی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے
خندہ را در خواب ہم تعبیر داں
خواب میں ہمیں کی تعبیر سمجھ لے
گریہ را در خواب شادی و فرح
خواب میں رونے کی خوشی اور مسرت
شاہ اندیشید کایں غم خود گزشت
شاہ نے سوچا کہ یہ غم گزر گیا
وہ رسد خارے چمنیں اندر قدم
اور اگر ایسا کانٹا پاؤں میں چبے
چشم زخمی زیں مبادا کہ شود
خدا کرے اس قسم کا کوئی صدمہ نہ پہنچے
چوں فنا رشد سبب بے منتہا
جبکہ موت کے بے انتہا سبب ہیں

وز دم شادی بمیرد اینت لاغ
اور خوشی کی پھونک سے بھی بھتا ہے یہ کھیل ہے
اس مطوق شکل جلی خندہ است
یہ طوق بنی ہوئی شکل، ہنسنے کا مقام ہے
آنچنان غم بود از تسبیب رب
ایسا غم اللہ تعالیٰ کے سبب بنانے سے تھا
واں زیک روی دیگر احیا و برگ
وہی دوسری حیثیت سے زندہ کرنا اور سرسبزی ہے
باز ہم از سوی دیگر امتساک
پھر دوسرے کی نسبت سے زندگی ہے
سوی روز عاقبت نقص و زوال
آخرت کے دن کے اعتبار سے نقص اور زوال ہے
گریہ گوید با دروغ و لحد ہاں
انہوں اور غم کے ساتھ رونا کہتا ہے
ہست در تعبیر اے صاحب مرح
تعبیر ہے اے خوشی والے
لیک جاں از جنس این بد ظن بکشت
لیکن اس جیسی چیز سے جان بدگمان ہوگئی ہے
گر رود گل یادگارے بایدم
اگر پھول جاتا رہے میرے لئے کوئی یادگار چاہیے
یادگارے بایدم گر او رود
اگر وہ مر جائے تو میرے لئے کوئی یادگار چاہیے
پس کدائیں راہ را بندیم ما
تو ہم کوئی راستہ کو بند کریں گے؟



صد در پچہ او در سوی مرگِ لدیغ
 ڈسنے والی موت کے لئے سینکڑوں کھڑکیاں لود ہیں
 ذلیغِ ذلیغِ ذلیغِ آں درہلی مرگ
 موت کے دروازوں کی کڑوی چول چول
 از سوی تن درد ہا بانگِ درست
 جسم کی جانب سے دردِ دروازے کی آواز ہیں
 ہیں برو بر خواں کتابِ طبِ را
 خبر دہا جا طب کی کتاب پڑھ
 اے پسر بر خواں دے فہرستِ طب
 اے بیٹا آٹھویں دیر کے لئے طب کی فہرست پڑھ لے
 زال ہمہ بر من دریں خانہ رہ است
 اس گھر میں ان سب کا میری جانب راستہ ہے
 باد تندست و چراغِ اترے
 ہوا تیز ہے اور میرا چراغِ ناقص ہے
 تاؤد سح کز ہر دو یک وانی شود
 تاکہ دنوں میں سے ایک باقی رہے
 ہچو عارف کز تن ناقص چراغ
 جیسا کہ عارف (بالہذا) نے جسم کے ناقص چراغ سے
 تاکہ روزے کایں بمیرد ناگہاں
 تاکہ اگر یہ کسی دن اچانک مرنے جائے
 او نکر د این فہم پس داد از غر
 وہ یہ نہ سمجھا اس نے دھوکے سے دیدیا
 چارہ اندشید لیکن چارہ نئے
 اس نے تمہیر سوچی لیکن تمہیر نہیں ہے

می کند اندر کشادنِ ذلیغِ ذلیغ
 جو کھولنے میں چول چول کرتے ہیں
 نشو و گوشِ حریص از حرصِ برگ
 سادہ سلان کے لالچ کی جیسے اپنی کانٹا نہیں بنتا ہے
 وز سوی خصماں بچفا بانگِ درست
 مخالفوں کی جانب سے ظلمِ دروازے کی آواز ہے
 تا شمارِ ریگِ بینی رنجما
 تاکہ تو ریت کی شہد کے امراض دیکھے
 نارِ علیہا نظر کن ملبہب
 پتھروں کی آگ کو شعلہ زن دیکھ
 ہر دو گامے پرز کز د مہلچہ است
 ہر دو قدم پر پتھروں سے بھرا ہوا کنواں ہے
 زو بگرامِ چراغِ دیگرے
 میں اس سے ایک دھرا چراغِ حاصل کر لوں
 گر بباداں یک چراغ از جا رود
 اگر ہوا سے ایک چراغ بجھ جائے
 شمعِ دل افروخت از بہر فراغ
 فراغت کے لئے دل کی شمع روشن کر لی ہے
 پیشِ چشمِ خود نہد او شمعِ جاں
 وہ اپنے سامنے روح کی شمع رکھ لے
 شمعِ فانی را بقلی دگر
 فنا ہونے والی شمع کو دوسری فنا ہونے والی کے بدلے میں
 گفت با خود نیست بیروں رفتے
 خودی والے کی گفتگو باہر نکلنے کی نہیں ہے

۱۔ صد در پچہ۔ موت کے آنے کے سینکڑوں راستے اور دروازے ہیں جب وہ دروازے کھلتے ہیں تو ان کے کھلنے چول چول کرتے ہیں۔ ذلیغ۔ ان کی چول چول کی آواز دنیا کی حرص کی وجہ سے کان نہیں سنتے ہیں۔ ۲۔ از سوی تن۔ جسم کے دروازوں کے دشمنوں کے ظلمِ موت کے دروازوں کے کھلنے کی چول چول۔ تا شمار۔ ریگ۔ یعنی لاتعداد۔ ملبہب۔ شعلہ زن۔ زائل۔ ہمہ۔ ہر مرض کا بدن میں راستہ ہے۔ چراغ۔ یعنی میرے لڑکے کے اولاد نہیں ہے۔ دیگرے۔ یعنی لڑکے کے اولاد ہو جائے۔ ۳۔ تاؤد۔ خدا خواست بنامارے تو پتھروں سے بچ جائے۔ ہچو۔ بادشاہ کی تمہیر ایسی ہی تھی جیسے بادشاہ انسان کرتا ہے کہ جسم کا چراغ بجھ جائے تو روح کا چراغ روشن رہے۔ او نکر۔ بادشاہ اور عارف کے کام میں فرق ہے کہ اس نے فانی کا بدل فانی سوچا یعنی لڑکے کا بدل پتھر۔ چارہ۔ بادشاہ نے جو تمہیر کی وہ درست نہ تھی چونکہ وہ خودی میں مبتلا تھا اس لئے اس کی گفتگو مصیبت سے باہر نکلنے کی تھی۔ عروں۔ دلہن۔

عروں خواستین بادشاہ از بہر پسر از خوفِ انقطاعِ نسل
 نسل کی منقطع ہونے کے ڈر سے بادشاہ کا اپنے لڑکے کے لئے دلہن کا چاہنا

پس عروسے خواست باید بہر او
 اس کے لئے ایک لہن تلاش کرنی چاہیے
 گر رود سوی فنا میں باز باز
 اگر یہ باز فنا کی جانب چلا جائے پھر
 صورت میں باز گر زمینجا رود
 اس باز کی صورت اگر اس جگہ سے چلی جائے
 بہر میں فرموداں شاہ نبیہ
 اسی لئے فرمایا ہے اس شریف شاہ
 بہر میں معنی ہمہ خلق از شغف
 اسی لئے تمام لوگ شوق سے
 تابمانداں معانی در جہاں
 تاکہ دنیا میں وہ خوبیاں باقی رہیں
 حق بحکمت حرص شاں دادست و جد
 اللہ تعالیٰ نے دانائی ان کو حرص اور کوشش خطا کر دی ہے
 من ۲ ہم از بہر دوام نسل خویش
 میں بھی اپنی نسل کی ہمیشگی کے لئے
 دخترے خواہم ز نسل صالحے
 کسی نیک کی نسل کی لڑکی چاہوں گا
 شاہ خوداں صالح ست آزادہ لوست
 بادشاہ وہ ہے جو نیک اور آزاد ہے
 مر اسیراں ۳ را لقب کردند شاہ
 لوگوں نے قیدی کو شاہ کا لقب دیا ہے
 شد مفازہ بادیہ خونخوارہ نام
 خونخوار جنگل کا نام مفازہ بنا

تابماند زیں تزوج نسل او
 تاکہ اس نکاح سے اس کی نسل باقی رہے
 فرخ او گردد ز بعد باز باز
 اس کا بچہ باز کے بعد باز بن جائے
 معنی او در ولد باقی بود
 اس کی معنویت بچہ میں باقی رہے
 مصطفیٰ کہ اولد سر ایہ
 مصطفیٰ نے کہ بچہ باپ کا راز ہے
 می بیا موزند طفلان را حرف
 بچوں کو ہنر سکھاتے ہیں
 چوں شوداں قلب ایشاں نہاں
 جب ان کا جسم چھپ جائے
 بہر رشد ہر صغیر مستعد
 ہر صاحب استعداد بچے کی رہنمائی کے لئے
 بخت خواہم پور خود را خوب کیش
 اپنے لڑکے کے لئے خوبصورت بیوی لاؤں گا
 نے نسل بادشاہے طالعے
 نہ کسی بد معاش بادشاہ کی نسل کی
 نے اسیر حرص فرج ست و گلوست
 نہ وہ جو شرمگاہ اور طلق کی حرص کا قیدی ہو
 عکس چوں کافور نام آں سیاہ
 بالعکس جیسا کہ حبشی کا نام کافور
 نیک بخت آں پیس را گویند عام
 کوڑھی کو عوام نیک بخت کہتے ہیں

۱۔ تزوج نہ نکاح کہنا۔ باز۔ یعنی لڑکا۔ فرخ۔ پرند کا بچہ یعنی لڑکے کا لڑکا۔ معنی۔ او۔ لڑکے کی خوبیاں۔ بہر میں۔ چونکہ بیٹے میں باپ کی خوبی ہوتی ہے اسی لئے آنحضرت نے فرمایا ہے قولہ سر لایبہ۔ بچہ باپ کا راز ہے؟ حرف۔ کاریکر اولاد کو اپنا ہنر سکھاتا ہے تاکہ وہ ہنر اس کے مرنے کے بعد بھی باقی رہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے والدین میں یہ جذبہ ہی لئے رکھا ہے کہ ان کے ہنر ان کے بعد بھی باقی رہیں۔

۲۔ من ہم۔ بادشاہ نے کہا میں بھی اپنی نسل باقی رکھنے کے لئے اپنے لڑکے کی شادی کروں گا۔ صالحے۔ لڑکے کی لہن کسی نیک شخص کی لڑکی کو بتاؤں گا۔ طلق۔ بیکار و بد معاش۔ صلح۔ باخدا انسان کو شاہ کہنا چاہیے دنیا و دوتو۔ شرمگاہ اور طلق کا قیدی ہونا ہے۔

۳۔ اسیراں۔ عام بادشاہوں کو بادشاہ کہنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ حبشی کا نام کافور رکھ دیا جائے یہ بالعکس بات ہے عموماً بادشاہ کھانے پینے اور عیاشی کے قیدی ہوتے ہیں حبش کا لانا ہوتا ہے کافور سفید ہوتا ہے مفازہ۔ مفازہ کے معنی ہیں کامیابی کی جگہ لیکن جنگل کو مفازہ کہا جاتا ہے حالانکہ ہلاکت کی جگہ ہے۔ پیس۔ کوڑھی کو نیک بخت کہا جاتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ بد نصیب کون ہوگا۔



ہر اسیر شہوت و حرص و اہل
ہر شہوت اور لالچ اور آرزو کے قیدی کو
آل اسیران اجل را عام داد
ان موت کے قیدیوں کو عام نے دیدیا ہے
صدر خواندش کہ در صفت نعال
اس کو صدر کہتے ہیں جس کے جلوں کی صف میں

بر نوشته میریا صدر اجل
میر یا بڑا صدر لکھا ہے
نام میران اجل اندر بلاد
شہروں میں بڑے حاکموں کا نام
جان اوستہ است یعنی جاہ و مال
جان بندی ہے یعنی جاہ و مال میں

اجل۔ پہلے مصرعے میں موت
کے معنی میں ہے دوسرے مصرعے میں
بزرگ کے معنی میں ہے۔ نعال۔
جوتے یعنی رتبہ اور مال۔ اختیار
کردن۔ بادشاہ نے لڑکے کی دلہن بنانا
ایک نیک شخص کی لڑکی کو پسند کیا یہی
نے ان پر اعتراضات شروع کر
دئے۔ پور لڑکا۔ کفویت۔ شریعت
اور عقل کہتی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا جوڑ
ہونا چاہیے۔

ع۔ ح۔ سخت قسم کا بخل۔ وہا۔ مکر
یعنی تو خرچ سے ڈر کر فقیر گھرانے
میں لڑکے کی شادی کرنا چاہتا ہے۔
گفت۔ نیک اور قانع انسان کو گدا اور
فقیر کہنا درست نہیں ہے۔
ع۔ قناعت۔ تھوڑے پر مبرا اگر
انسان تقویٰ کی وجہ سے قناعت
اختیار کرتا ہے تو اس کو گدا نہیں کہا
جاسکتا۔ جب۔ گدا اور قانع میں بہت
فرق ہے گدا ایک پیسے کے لئے سر
جھکا دیتا ہے اور قانع ترانوں پر لالت
لا دیتا ہے۔

اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را از جہت پسر و اعتراض کردن
بادشاہ کا لڑکے کے لئے ایک زاہد کی لڑکی کو منتخب کرنا اور گھر والوں کا
اہل بیت و تنگ داشتن ایشان از پیوند درویشاں
اعتراض کرنا اور درویشوں کے ساتھ رشتے سے ذلت محسوس کرنا

بہر پور خویشتن شاہ از نہفت
بادشاہ نے چپکے چپکے اپنے لڑکے کے لئے
اس خبر در گوش خاتوناں رسید
یہ خبر عورتوں کے کان میں پہنچی
شرط کفویت بود در عقل و نقل
عقل اور نقل میں جوڑ شرط ہے
تا بہ بندی پور ما را بر گدا
کہ میرے بچے کو فقیر کے ساتھ ہاندہ دے
گو غنی القلب از داد خداست
کیونکہ وہ خدا کی دین سے دل کا مالک ہے
تو یحیی و کسل ہچموں گدا
نہ کہ فقیر کی طرح کالی اور کینہ پن سے
آں ز فقر و قلت دوناں جداست
وہ کینہوں کی کمی اور فقر سے جداگانہ ہے
دیں ز نچ زر بہمت سے جہد
یہ سونے کے خرمن سے بہت کی وجہ سے بھاگتا ہے

اس سخن رانیست پیلان خواست خفت
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے بیوی مانگ لی
شاہ چوں باز اہلے خویشی گزید
بادشاہ نے جب ایک زاہد کے یہاں رشتہ پسند کیا
مادر شہزادہ گفت از نقص عقل
عقل کی کمی کی وجہ سے شہزادے کی ماں نے کہا
تو زح ۲ و بخل خوانی وز دہا
تو کبھی اور بخل اور بھاری سے چاہتا ہے
گفت صلح را گدا گفتن خطاست
اس نے کہا نیک شخص کو فقیر کہنا غلطی ہے
ور قناعت ۳ میگریزد از قہی
پرہیزگاری کی وجہ سے وہ قناعت اختیار کرتا ہے
قلعہ کاں از قناعت وز تقاست
وہ کی جو قناعت اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے
کجہ آں گریبا بد سر نہد
وہ اگر ایک جبہ بھی پاتا ہے سر جھکا دیتا ہے

میکند او را گدا گوید ہمام

کرتا ہے اس کو بڑا انسان فقیر کہتا ہے

یا نثار گوہر و دینار ریز

یا پھلہ کرنے کو بکھیرنے کے لئے مہنتی لہری لکھتا ہے؟

باقی غمہا خدا از وے برید

باقی غموں کو خدا نے اس سے جدا کر دیا ہے

از نژادِ صا لکے خوش جوہرے

عمہ مزاج والے ایک نیک شخص کی نسل سے

چہرہ اش تاباں تر از خورشید چاشت

چاند گھڑی دن کے سورج سے زیادہ روشن چہرے والی

کز نکوئی می گنجد در بیاں

کہ خوبی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتی ہیں

حسن و مال و جاہ و بخت متفیع

حسن اور مال اور رتبہ اور نفع کے قابل نصیب

در تبع دنیا شہمچوں پُشک و مو

اس کے پیچھے دنیا کو بیچتی اور ہال (بھج)

ور بود اشترچہ قیمت پشم را

اور اگر لوٹ ہیں تو لون کی کیا قیمت؟

شہرہ کہ او از حرص قصد بر حرام

وہ ہاشمہ جو حرص کی وجہ سے حرام کا لالہ

گفت گو شہر و قلاع او را جہیز

اس نے کہا شہر و قلاع کے پاس جہیز میں سے لکھتا ہے؟

گفت رو ہر گو غم دیں بر گزید

اس نے کہا جا جس نے دین کا غم اختیار کر لیا

عالمب ۲ آمد شاہ و پسندید دخترے

ہاشمہ غالب آ گیا اور اس نے ایک لڑکی پسند کر لی

در ملاحظت خود نظیر خودداشت

حسن میں وہ اپنا جانی نہ رکھتی تھی

حسن دختر این خصالتش آنچنان

لڑکی کا حسن (اور) اس کی یہ خصالتیں ایسی تھیں

صید دیں گن تارسد اندر تبع

دین کا شکار کر جا کہ تابع بن کر آئے

آخرت ۳ قطار اشتر و اعمو

اے چچا آخرت کو لونٹ کی قفلہ سمجھ

پشم بگزینی شتر نبود ترا

اگر تو لون پسند کرے گا لونٹ تیرے نہ ہوں گے

۱۔ شہر ہاشمہ لکھنے میں حلال

و حرام کا فرق نہ کرے بزرگ لوگ اس

کو گدا کہتے ہیں۔ گفت۔ ملکہ نے کہا

ان لوگوں کے پاس نہ علاقہ ہے نہ

قلعے جو وہ لڑکی کو جہیز میں دیں گے نہ

لڑکی کی رخصتی کے وقت ڈولے پر نثار

کرنے کے لئے زرہ جو ہار ہیں۔

گفت رو۔ شاہ نے ملکہ سے کہا کہ

مجھے اب دین کی فکر ہیں اور جو شخص

دین کی فکر میں لگ جاتا ہے دوسرے

غموں سے آزاد ہو جاتا ہے لہذا مجھے

جہیز وغیرہ نہ ہونے کا کوئی غم و فکر نہیں

ہے۔

۲۔ عالمب آمد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاشمہ

نے ملکہ کی باتیں نہ سیں اور ایک نیک

شخص کی لڑکی کو یہ لایا جو انتہائی حسین

تھی جس کا حسن بیان سے باہر ہے۔

صید دیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ

انسان کو دین حاصل کرنا چاہیے دوسری

چیزیں اس کے تابع ہیں وہ اسکی

مقصود نہ ہونی چاہئیں۔

۳۔ آخرت۔ آخرت کی مثل

لونٹوں کی قفلہ کی ہے اور دنیا کی مثل

ان کی۔ بیٹھنیوں اور بالوں کی سی ہے۔

پشم بگزینی۔ اگر تو شخص ان کے لون کی

فکر میں لگا تو قفلہ ہاتھ نہ آئے گی۔

جادوئی۔ شادی کے بعد شہزادے پر

ایک بڑھیا جادو کرنی کے جو کالمی تھی

جادو کر دیا وہ بڑھیا اس پر عاشق ہو گئی

تھی اور اس کو اپنے جہل میں پھنسا

لیا۔ بابلی۔ بابل کے علاقہ کا جادو

مشہور تھا۔

جادوئی کردن کمپیر کابلی شاہزادہ را و فریفتہ شدن شاہزادہ

ایک کابلی بڑھیا کا شہزادے پر جادو کر دینا اور شہزادے کا عاشق ہو جانا

با نژادِ صالحان و اولیا

نیکیوں اور ولیوں کی نسل سے

عاشق شہزادہ با حسن وجود

حسین شہزادے پر عاشق

کہ بروداں رشک سحر بابلی

کہ (جادو) بابل کا جادو (بھی) اس پر رشک کرے

چوں برآمد این نکاح آل شاہ را

جب اس شہزادے کا نکاح ہو گیا

از قضا کمپیرک جادو کہ بود

قضائے (خداوندی) سے جادو کرنی بڑھیا جو کہ تھی

جادوئی کردش عجز کابلی

اس پر کابلی بڑھیا نے ایسا جادو کر دیا

شہ بچہ شد عاشق کمپیر ازشت
 شہزادہ بد صورت بڑھیا پر عاشق ہو گیا
 یک سیہ دیوے و کابولی زنی
 ایک کالا بھوت اور کالی عورت
 زان سیہ روئے خبیث تابکار
 اس گھرنی خبیث تابکار کی وجہ سے
 آں نو د سالہ غموز گندہ پیر
 اس نوے ساد بڑھیا کھوت نے
 تلسالے ۲ یود شہزادہ اسیر
 پہاں تک کہ شہزادہ ایک سال قیدی رہا
 صحبت کمپیر او را می رُود
 بڑھیا کی صحبت اس کو تباہ کر رہی تھی
 دیگران از ضعف وے با در دسر
 دوسرے اس کی کمزوری سے دوسرے میں تھے
 ایں جہاں بر شاہ چوں زنداں شدہ
 بادشاہ پر یہ دنیا قید خانہ کی طرح ہو گئی تھی
 شاہ ۳ بس بیچارہ شد در بر دومات
 اس بازی میں بادشاہ لاپار ہو گیا
 زانکہ ہر چارہ کہ می کرداں پد
 باپ جس قدر بھی تدبیر کرتا تھا
 پس یقین گشتش کہ مطلق آں سر پست
 تو اس یقین ہو گیا کہ یہ مطلقاں (اللہ) کی بہت ہے
 سجدہ می کرد او کہ ہم فرماں تراست
 وہ سجدے کرتا کہ تیرا ہی حکم ہے
 لیکن اس مسکین ہمیں سوزد چو عود
 لیکن یہ مسکین اگر کی طرح جل رہا ہے

تا عروں و آل عروسی را بہشت
 یہاں تک کہ اس نے دہن اور شادی سے کنارہ کر لیا
 شت بر شہزادہ ناگہ رہنے
 اچانک شہزادے کی ڈاکو بن گئی
 گشت آں شہزادہ مدہوش و نزار
 شہزادہ مدہوش اور لافز ہو گیا
 نے خرد بہشت آں ملک رائے ضمیر
 اس شہزادے کی نہ عقل چھڑی نہ دل
 بوسہ جالیش نعل کفش گندہ پیر
 بڑھیا کی جوتی کا تالا اس کی بوسہ گاہ تھی
 تاز کا ہش نیم جانے ماندہ یود
 یہاں تک کہ گھٹاؤ کی وجہ سے آہی جان رہ گئی تھی
 اوز سگر سحر از خود بے خبر
 وہ جاو کے نشہ سے اپنے آپ سے غافل تھا
 ویں پسر بر گریہ شال خنداں شدہ
 یہ لڑکا ان کے رونے پر ہنستا تھا
 روز و شب می کرد قربان و زکات
 دن رات قربانی اور خیرات کرتا تھا
 عشق کمپیرک ہمیں شد بیشتر
 بڑھیا کا عشق بڑھتا تھا
 چارہ او را بعد ازیں لاپہ گریست
 اس کے بعد اس کی تدبیر اللہ کے سامنے خوشامد ہے
 غیر حق بر ملک حق فرماں کراست
 اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کس کا حکم ہے؟
 دست گیرش اے رحیم وے و دود
 اے رحم کرنے والے اے محبوب اس کی دلگیری کر

۱۔ کمپیر۔ بڑھیا بوزہا۔ کابولی۔
 کالی۔ زان۔ شہزادہ اس خبیث کے
 عشق میں مدہوش رہنے لگا اور لافز ہو
 گیا۔ گندہ پیر۔ بہت بوزہا بڑھیا۔
 ملک۔ یعنی شہزادہ۔ ضمیر۔ دل

۲۔ تالسالے۔ ایک سال تک
 شہزادہ اس کی قید میں رہا اور اس کی
 جوتیاں چومتا تھا۔ صحبت۔ یعنی اس
 بڑھیا کی ہمبستری سے وہ کھل کر آہا
 رہ گیا تھا۔ اگیوں۔ دوسرے اس کی
 لافزی کو دیکھ کر دوسرے میں جتا ہوئے
 اور وہ اپنی حالت سے بے خبر تھا۔ ویں
 پسر۔ بادشاہ شہزادے کے غم میں رہتا
 تھا تو شہزادہ اس کے رونے پر ہنستا
 تھا۔

۳۔ شاہ۔ بادشاہ اس جاو کے
 معاملہ میں لاپار تھا اور صدقہ خیرات
 کرتا رہتا تھا کہ اس کے ذریعہ یہ
 مصیبت ٹل جائے۔ زانکہ اگر وہ
 اس جاو کا کوئی توڑ کراتا تھا تو جاو اور
 مضبوط ہو جاتا تھا۔ پس۔ جب کوئی
 تدبیر کارگرت ہوتی تو اس کو یقین ہو گیا
 کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے
 ہے اسی کے سامنے رہنا اور دعا کرنا
 چاہیے لہذا اس نے اللہ کی عبادت اور
 دعا میں شروع کر دی۔ لیکن۔ بیٹک
 تیرا ہی حکم ہے لیکن میں اگر کی طرح
 جل رہا ہے میری دلگیری فرما۔

مستجاب! شہ ان وہ! بادشاہ در خلاص پسر از جادوئی کاہلی
کاہلی کی جادوگری — پھندے کے بارے میں بادشاہ کی دعا قبول ہونا

ساحرے اُستاد پیش آمدز راہ
ایک استاد جادوگر سفر سے سامنے آ گیا
کہ امیر پیرہ زن شد آں پسر
کہ وہ لڑکا بڑھیا کا قیدی بن گیا ہے
بے نظیر و ایمین از مثل و دوئی
بے نظیر اور مثل اور دوئی سے مطمئن تھی
در فن و در زور تا ذات خدا
ہنر اور طاقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات تک
بحر بیشک منتهی جو بہا است
یقیناً دریاؤں کا آخر سمندر ہے
ہم بڈو باشد نہایت سیل را
اسی پر سیلاب کی انتہا ہوتی ہے
گفت اینک آدم در مان زفت
اس نے کہا اب میں زبردست علاج آ گیا ہوں
جو من وای رسیدہ زان کراں
سوائے سمجھ ہوشید کے جو اس جانب سے آ گیا ہو
نیک بر آرم من ز سحر او دمار
اب میں اس کے جادو کی تباہی چاہوں گا
نے ز شاگردی سحر مستخف
ذیل جادو کی شاگردی سے نہیں ہے
تا نامند شاہزادہ زرد رو
تاکہ شاہزادہ پیلے چہرے کا نہ رہے
پہلوی دیوار ہست اسپید گور
ایک دیوار کے پہلو میں سفید قبر ہے

تاز یارب یارب و آفغان شاہ
یہاں تک کہ بادشاہ کی یارب یارب اور فریاد کی وجہ سے
او شنیدہ بود از دوراں خبر
اس نے دور سے یہ بات سنی تھی
کال غجزہ بود اندر جادوئی
کیونکہ وہ بڑھیا جادوگری میں
دست از بالای دست اے فتی
اے نوجوان! ہاتھ سے بڑھ کر ہاتھ ہے
منتهی دستہا دست خداست
تمام ہاتھوں کا آخر خدا کا ہاتھ ہے
ہم از و گیرند ملیہ ابرہا
اب اس سے سر ملیہ حاصل کرتے ہیں
گفت شائش کای پسر دست رفت
بادشاہ نے اس سے کہا یہ لڑکا ہاتھ سے گیا
نیست سہمنازاں را اس ساحراں
ان جادوگروں میں کوئی بڑھیا جیسا نہیں ہے
چوں کف موسیٰ بہ امر کردگار
اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی طرح
کہ مرا اس علم آمد زان طرف
کیونکہ میرا یہ علم اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے
آدم تا بر کشایم سحر او
میں آیا ہوں تاکہ اس کا جادو کھیل دوں
سوئے گورستان برد وقت سحر
صبح کے وقت قبرستان کی جانب جا

مستجاب۔ قبول شدہ تاز یارب۔
بادشاہ کے یارب یارب سے ایک جادو
گر سفر کر کے آ گیا۔ نو شنیدہ۔ اس
جادوگر نے سنا لیا تھا کہ شاہزادہ جادوگری
کے پھندے میں ہے۔ کال غجزہ۔
کیونکہ اس بڑھیا جادوگری کی بہت
شہرت تھی۔

دست۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا
میں ہنرمند سے بڑھ کر ہنرمند سے
تمام ہنرمندیاں خدا پر جا کر ختم ہوتی
ہیں۔ بحر۔ تمام دریا سمندر میں جا کر
گرتے ہیں، ہم لڑا سمندر کے انجرات
بادل بن کر برستے ہیں۔ گفت۔
بادشاہ نے اس آنے والے جادوگر
سے کہا کہ شاہزادہ ہمارے ہاتھ سے
جاتا رہا آدم۔ اس جادوگر نے کہا
میں اس کا علاج بن کر آیا ہوں۔

نیست۔ اس جادوگر نے کہا اس
بڑھیا کے توڑ جوڑ کا سوائے میرے
کوئی جادوگر نہیں ہے۔ کف موسیٰ
جس طرح حضرت موسیٰ کے پیر بیضا
کے سحر سے نے تمام جادوگروں کو
شکست دی تھی میں اس کا مقابلہ کر
کے اس کے جادو کو تباہ کر دوں گا۔ کہ
مرا۔ میرا علم خداوندی الہام سے ہے
میں نے کسی جادوگر سے نہیں سیکھا
ہے مستخف۔ ذیل۔ سوی۔ جادوگر
نے کہا صبح کے وقت قبرستان جائے
دہا۔ آپ کو دیدہ کے پہلو میں ایک
سبز قبر ملے گی۔

سوی قبلہ باز کاواں جاہی را
 اس جگہ کو قبلہ کی جانب کھو
 پس درازست اس حکایت تو مملول
 یہ قصہ لبا ہے (اور) تو دمانہ ہے
 سوی گورستان رفت آں شاہ زود
 وہ بادشاہ فوراً قبرستان کی جانب گیا
 جادویہا دید پہنہاں اندر
 بڑا جادو اس میں دبا ہوا دیکھا
 واں ۲ گرہ ہلی گراں را برکشاد
 اس (جادوگر) نے ان مضبوط گروں کو کھولا
 آں پسر با خویش آمد شد دواں
 وہ شہزادہ ہوش میں آ گیا (اور) دوا
 سجدہ کرد و بر زمین می زد و قن
 سجدہ کیا اور زمین پر ٹھوڑی رگزی
 شاہ آئیں بست و اہل شہر شاد
 شاہ نے جشن منایا اور شہر والے خوش ہو گئے
 عالم از سر زندہ گشت و با فروز
 دنیا از سر نو زندہ اور پر رونق ہو گئی
 یک غروی کرد شاہ اورا پختاں
 بادشاہ نے اس کی شادی کی دولت ایسی کی
 جادوی کمپیر از غصہ بمرود
 جادوگرنی بڑھیا رنج سے مر گئی
 شاہ آئیں بست و آمد در نیاز
 شاہ نے جشن منایا اور نیاز مندی اختیار کی
 شہزادہ در تعجب ماندہ بود
 شہزادہ تعجب میں پھنسا تھا

تا بہ بینی قدرت و صنع خدا
 تاکہ تو خدا کی قدرت اور کارگیری دیکھے
 زبیدہ را گویم رہا کرم فضول
 خلاصہ بتاتا ہوں ' زبیدہ کو چھوڑتا ہوں
 گور را آں شاہ آں دم بر کشود
 بادشاہ نے فوراً قبر کو کھولا
 صد گرہ بر بستہ بر یک تار مو
 ایک ہال پر سینکڑوں گرہیں لگی ہوئی تھیں
 پس ز محنت پورشہ را راہ داد
 شہزادہ کو مصیبت سے نجات دی
 سوی تخت شاہ بلصد امتحاں
 بہت محنت سے بادشاہ کے تخت کی جانب
 در بغل کردہ پسر تیغ و کفن
 لڑکے نے بغل میں تولد اور کفن لئے ہوئے
 واں غروں نا امید و بے مراد
 اور وہ مایوس اور نامراد لڑکن
 اے ۳ تعجب آں روز روز امروز روز
 تعجب ہے وہ بھی ایک دن تھا اور آج بھی ایک دن ہے
 کہ جلاب و قند بد پیش سگاں
 کہ گلاب اور شکر کتوں کے سامنے تھا
 زوی و خوی زشت با مالک سپرد
 چہرہ اور ہری عادت مالک کے سپرد کر دی
 راز گفتمے با خدای کار ساز
 خدا کے کار ساز سے دل کی بات کہتا تھا
 کرمن او عقل و نظر چوں در رود
 کہ وہ بڑھیا میری عقل و نظر کس طرح اچک لے گئی

۱۔ سوی قبلہ۔ اس آنے والے
 جادو کرنے بادشاہ سے کہا کہ اس سفید
 قبر کو قبلہ کی جانب سے کھینا پھر تجھے
 خدا کی قدرت نظر آ جائے گی۔ زبیدہ۔
 خلاصہ فضول۔ زبیدہ چیز۔ جادو یہاں۔
 اس بڑھیا نے ایک ہال میں سینکڑوں
 گرہیں لگا کر جادو کیا تھا وہ اس قبر میں
 سے نکلا۔

۲۔ واں۔ بادشاہ اس ہال کو اس
 جادوگر کے پاس لے آیا تو اس نے
 اس کی گرہیں کھول دیں اور شہزادے کو
 جادو سے نجات دیدی۔ آں پسر۔ جادو
 ختم ہونے کے بعد شہزادہ فوراً باپ کی
 خدمت میں حاضر ہو گیا۔ در بغل۔
 اپنے بغل پر شہزادہ تھا اور اپنے آپ کو
 مجرم قرار دے کر اپنے ساتھ کھول اور
 کفن بھی لایا۔ آئیں بست۔ جشن
 منایا۔

۳۔ اے تعجب۔ مولانا فرماتے ہیں
 جس دن جادو ہوا تھا وہ بھی ایک دن
 تھا اور آج جبکہ جادو ختم ہوا اور خوشیاں
 منائی جا رہی ہیں۔ یہ بھی ایک دن
 ہے۔ عروسی۔ یعنی ولیمہ۔ جلاب۔
 گلاب پیش سگاں۔ یعنی اس دعوت
 کی نعمتوں سے کتنے بھی محروم نہ
 رہے۔ مالک۔ اس فرشتہ کا نام ہے جو
 جہنم کا امانت ہے۔ شاہ۔ بادشاہ انتہائی
 خوش تھا اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی
 باتیں کرتا تھا۔ شاہزادہ۔ جب جادو ختم
 ہو گیا تو اپنے معاملہ پر شہزادہ حیران
 تھا۔

نوعِ عروس سے دید بچوں ماہِ حسن
 اس نے حسن کا چاند جیسی لہن دکھی
 گشت بیہوش و بڑو اندر فتاد
 وہ بیہوش ہو گیا اور منہ کے بل گر پڑا
 سہ شبانہ روز او بیہوش گشت
 تین دن رات وہ بے ہوش رہا
 از گلاب و از علاج آمد بخود
 وہ گلاب اور علاج سے ہوش میں آیا
 بعد ۲ سالے شاہِ گنکش در سخن
 ایک سال کے بعد گنکش کے محل میں بدشاہ نے اس سے کہا

یاد آورزاں ضجیع وزاں فراش
 اس بہستر اور بچی کو یاد کر
 گفت رومن یا تم دارا سرور
 اس نے کہا جائے میں نے خوشی کا گھر پایا
 بچنیاں ۳ باشد چو مومن راہ یافت
 ایسا ہی ہوتا ہے جب مومن نے راستہ پایا
 مخلص ایں قصہ بر کفتم تمام
 میں نے اس قصہ کا پورا خلاصہ بتا دیا

در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زاہد است پدرش آدم صفتی خلیفہ
 اس کا بیان کہ شہزادے (سے) انسان (مراد) ہے اور اس (شہزادے) کا باپ حضرت
 حق مسجود ملائکہ وآں کمپیر کاہلی دنیا است کہ آدمی بچہ را از پدر
 آدم برگزیدہ اللہ (تعالیٰ) کے خلیفہ ملائکہ کے مسجود ہیں اور کاہلی بڑھیا دنیا ہے جس نے
 برید بسحر و انبیا و اولیا آل طیب تدارک کنندہ اند
 آدم کی اولاد کو جلاوہ کے ذریعہ باپ سے جدا کر دیا ہو اور نبی اور ولی وہ علاج کرنے والے طیب ہیں

اے برادر داں کہ شہزادہ توئی در جہان کہنہ زاہد از نوی
 اے بھائی! جان لے کہ شہزادہ تو ہے اپنی دنیا میں تو نیا پیدا ہوا ہے

۱۔ تو عروس سے اب اپنی لہن کے پاس گیا تو اس کو انتہائی حسین پایا۔
 گشت اس کا حسن دیکھ کر بیہوش ہو گیا اور تین دن تک بیہوش رہا جس سے لوگ پریشان ہو گئے۔ از گلاب بیہوشی کا علاج ہوا تب اس کو رفتہ رفتہ ہوش آیا۔

۲۔ بعد سالے ایک سال کے بعد دوران گنکش میں بادشاہ نے شہزادے سے کہا کہ اپنی بڑھیا جلاوہ کو بھی لگھی یاد کر لیا کرو۔ سر۔
 کزوا۔ دارا سرور۔ جنت یعنی لہن۔
 دارا سرور۔ دنیا یعنی بڑھیا جلاوہ کرنی۔

۳۔ بچنیاں۔ جو حالت شہزادے کی تھی کہ اس بڑھیا کو یاد کرنا بھی پسند کرتا تھا یہی حالت ایک مومن کی ہوتی ہے جبکہ اس کو نور خداوندی حاصل ہو جائے وہ دنیا کے ظلمت کدہ کو یاد کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اسے برادر ہم نے اس قصہ میں جو شہزادہ کہا ہے اس سے پر آدم زاد (انسان) مراد ہے اور کاہلی جلاوہ کرنی سے مراد دنیا ہے جس نے نبی آدم پر جلاوہ کر رکھا ہے۔

کالی جادو ایں دنیاست گو
کالی جادو کرنی یہ دنیا ہے جس نے
چوں در افگندت دریں آلودہ روزا
جبکہ اس نے فرما تھے اس آنگی میں ڈال دیا ہے
تار ہی زیں جادوئی وزیں قلق
تاکہ اس جادو اور پریشانی سے نجات پالے
زاں نبی دنیا را سخارہ خواند
اسی لئے نبی نے تیری دنیا کو جادو کرنی کہا ہے
ہیں فسوں گرم وار دگندہ پیر
خبردارا بڑھیا تیز جادو رکھی ہے
در درون سینہ نقاشات اوست
وہ سینہ میں منتر پڑھ کر پھونکیں ماننے والی ہے
سلازہ دنیا قوی داناز نے ست
جادو کرنی دنیا بہت عقلمند عہت ہے
ور کشادے عقده اورا عقلمہا
اگر عقلیں اس کی گرہیں کھول سکتیں
ہیں طلب گن خوش دم عقده گشا
آگاہ کرے کھولنے والا اچھا دم کرنے والا تلاش کرے
ہمچو ماہی رستہ استت او بہ شست
اس نے تھے مچھلی کی طرح کانٹے میں پھنسا لیا ہے
شصت سال از شست او در مختی
تو ساٹھ سال اس کے کانٹے میں مصیبت میں ہے
فاسقی بد بخت نے دنیا ت خوب
تو بد بخت فاسق ہے نہ تیری دنیا ہی اچھی ہے
سخ او ایں عقده ہادا سخت کرد
اس کے بھونکنے نے ان گروہوں کو مضبوط کر دیا ہے

کروہ مرداں را اسیر رنگ و بو
انسانوں کو (اپنے) رنگ و بو کا قیدی بنا لیا ہے
و مبدم میخوای و میدم قل اعوذ
ہر وقت قل اعوذ پڑھ اور دم کرتا رہ
استعانت خواہ از رب اخلق
صبح کے سفید کے رب سے مدد چاہ
گو با فسوں خلق را درجہ نشاند
کیسکاں نے جہو کے ذریعہ مخلوق کو نوں میں ڈال دیا ہے
کردہ شاہاں رادم گرمش اسیر
بادشاہوں کو اس کے گرم دم نے قیدی بنا لیا ہے
عقدہاں سحر را اثبات اوست
وہ جادو کی گرہوں کو باندھنے والی ہے
حل سحر او پپائے عامہ نیست
اس کے جادو کا توڑ عام کے بس کا نہیں ہے
آبیا را کے فرستادے خدا
اللہ تعالیٰ نبیوں کو کب بھیجتا؟
راز دان يفعل اللہ مایشا
جو يفعل اللہ مایشا کا راز وہاں ہو
شاہزادہ ماندہ سالے و تو شصت
شہزادہ ایک سال پھنسا رہا تو ساٹھ سال
نے خوشی نے بر طریق سنتی
تو نہ خوش ہے نہ ست کے رات پر ہے
نے رہیدہ از وبال واز ذنوب
نہ وبال اور گناہوں سے بچا ہوا ہے
پس طلب گن تہ خلاق فرد
خلاق احد کی پھونک کا طلبگار بن

۱ روزہ۔ اگر دل سے پہلے حرف
ملت ہو تو بعض جگہ اس کو ذل سے
بدل لیتے ہیں۔ قل اعوذ۔ آنحضرت
پر یہ سورت جادو کے توڑ کے لئے
نازل ہوئی۔ اسی سورت میں خدا کو
ذبت اخلق یعنی صبح کی سفیدی کلاب
فرمایا گیا ہے۔ زان۔ آنحضرت نے دنیا
کا جادو کرنی فرمایا ہے جو انسانوں کو
جادو کے کنوس میں بند کر دیتی ہے۔
سخارہ۔ جادو کرنی۔ فسوں گرم۔ تیز
جادو۔

۲ نقاشات۔ منتر پڑھ کر پھونکنے
والیاں۔ حل سحر۔ دنیا کے جادو کا توڑ
ہر شخص کے بس کا نہیں ہے۔
ور کشادے۔ دنیا کے جادو کی گرہیں
اگر عقل کھول سکتی تو نبیوں اور رسولوں
کے آنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔
يفعل اللہ مایشا۔ خدا جو چاہتا ہے وہ
کرتا ہے۔ یعنی قدرت خداوندی۔

۳ پھنسا ہوا۔ شہزادہ تو جادو کرنی
کے جال میں ایک سال ہی رہا تو
ساٹھ سال یعنی اپنی ساری عمر دنیا کے
جال میں پھنسا رہا۔ شبت۔ مچھلی
پکڑنے کا کاٹنا۔ فاسقی۔ تیری دنیا اور
دین دونوں برباد ہیں۔ سلا۔ وہ دینانے
منتر پڑھ کر جو گرہ لگائی ہے وہ بہت
سخت ہے وہ اللہ کے پھونکنے سے ہی
کھل سکتی۔

وَارْ هَانْدُ زَيْنِ وَ كَوَيْدِ بَرِّ تَرَا

اس سے چمرا دے اور کہہ دے آگے آ جا
نفسِ قہرست این وآں دَمِ نَفْحِ مہر
یہ ظلم کی پھونک ہے اور وہ محبت کی پھونک ہے

سابقہ خواہی بڑو سابق مہجو
تو آگے بڑھتا چاہتا ہے تو جا سابق کی تلاش کر

کالے شی مسکور اینک مخرجت
کیکالے جلا میں ہٹا شہزادے تیرے نکلتا جبکہ ہے

در شہیکہ در برآں پیرِ دلال
(اور) وہ تازوں بھری جہاں اور بغل میں نہ آئے گی

انجہان و آنجہاں را ضرّتاں
اس دنیا اور اس جہاں کو دو سوئیں

صحتِ این تنِ سقامِ جہاں بُو
اس جسم کی تندرستی جہاں کی بیماری ہے

پسِ فراقِ آلِ مَقْرَواں سخت تر
تو اس قیام گاہ کی جدائی زیادہ سخت ہے

تاچہ سخت آیدز نقاشش جدا
تو اس کے نقاش کی جدائی کس قدر سخت ہوگی؟

چونت صبرست از خدا ایدوست چوں
اسعدت اتجے خدا کی جدائی پر کس طرح صبر آ گیا ہے؟

چوں صبوری داری از چشمہ آلہ
خدا کی چشمہ سے تجھ میں کیسے صبر ہے؟

چوں زا براری جدا وَزِ یَشْرَبُونَ
تو یثربوں اور نیکیوں سے کیسے جدا ہے

تو یثربوں اور نیکیوں سے کیسے جدا ہے

تَا نَفَحَتْ فِيهِ مِنْ رُوحِي تَرَا

تاکہ بسختِ قہرستِ رُوحِی تجھے
جو حق نسوزد نَفْحِ سحر
جلاو کی پھونک اللہ کی پھونک ہی سے جلتی ہے

رحمتِ اُو سَلِقِ سَتِ از قہرِ اُو
اس کی رحمت اس کے قہر سے پہلے ہے

تارسی اندر نفوسِ زُو جَسْتِ
تاکہ تو زُو جَسْتِ والے نفسوں میں داخل ہو جائے

باوجودِ زِ زَاں ناید اِحلال
بڑھیا کے ہوتے ہوئے (جلاو کی گریہوں کا) کھلنا حاصل نہ ہوگا

نے کہ فرموداں سراجِ امتاں
کیا امتوں کے چراغ نے نہیں فرمایا

پسِ وصالِ این فراقِ آلِ بُو
تو اس کا وصال اس کا فراق ہے

سختِ می آید فراقِ اس ممر
اس گذرگاہ کی جدائی سخت لگتی ہے

چوں سِ فراقِ نقاشِ سخت آید ترا
جب تجھے نقاش کی جدائی سخت لگتی ہے

اے کہ صبرست نیست از دنیایِ دواں
اے وہ کہ تجھے اس کینہی دنیا سے صبر میر نہیں

چونکہ صبرست نیست زِیں آبِ سیاہ
جبکہ اس کالے پانی سے تجھ میں صبر نہیں ہے

چونکہ بے اس شربِ کم داری سکون
جبکہ اس کو پئے بغیر تجھے سکون نہیں ہے

جبکہ اس کو پئے بغیر تجھے سکون نہیں ہے

۱۔ نَفَحَتْ فِيهِ مِنْ رُوحِي - جس
نے اس میں اپنی روح پھونک دی
یعنی تیرے اندر بھی وہ روح آ جائے۔
تو۔ دنیا کے جلاو کی پھونک اللہ کی
پھونک سے چلے گی۔ رحمت اور
حدیثِ قدسی ہے سَقَتْ رَحْمَتِي
عَلَى غَضَبِي مِير سَدَحْتِ مِير سِ
غَضَبِ پَر سَبَقَتْ لِنِي ہوئے ہے
زُو جَسْتِ - قرآن پاک میں ہے اِنَّا
النَّفُوسُ زُو جَسْتِ جبکہ نفسوں کے
جوڑ لگائے جائیں گے یعنی جنت
کے ساتھ یا جہنم کے ساتھ۔

۲۔ باوجود۔ جب تک انسان
بڑھی دنیا کے ساتھ رہے گا نہ اس کا
جادو نے گا نہ شہزادے کی طرح کہن
یعنی آخرت اس کے پہلو میں آئے
گی۔ ضرّتاں۔ حدیثِ شریف ہے
النَّبِيَا وَالْاَجْرَةَ لَضَرَّتَانِ اِنْ
رَضِيَتْ اِحْلَامًا سَخَطَتْ
الْاٰخِرَى دُنْيَا اَوْ اٰخِرَتْ دُنْيَا
ہیں اگر ایک راضی ہوئی ہے تو دوسری
ناراض ہو جاتی ہے۔ پس۔ اگر دنیا کا
وصال ہے تو آخرت کا فراق ہے۔
ممر۔ گذرگاہ یعنی دنیا۔ مقرر قرآن گاہ یعنی
آخرت

۳۔ چوں فراق۔ دنیا کا نقاشِ خدا
ہے جب اس نقاش دنیا کی جدائی اس
قدر شاق ہے تو خدا نقاش کی جدائی
کس قدر شاق ہوگی آب سیاہ یعنی
دنیا۔ چشمہ آلہ یعنی آخرت۔
زا براری۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا
الْاَمْرَ لَنُيَسِّرُنَّوْنَ لِمَنْ نَّكَلَمُ مَنْ
مَرَّ اَنْهٰهَا كَهَيۡوَانًا - نیک لوگ ایسے
پالے سے ہیں گے جس کی طوئی
کالوں ہوگی۔



گر پہاڑی ایک نفسِ حُسن و دُور
اگر تو ایک لمحہ کے لئے خدا کا حسن دیکھ لے
چیفہ بینی بعد ازاں اس شرب را
اس کے بعد تو اس پینے کو مراد سمجھے گا
ہمچو شہزادہ رسی در یار خویش
تو شہزادے کی طرح اپنے دست تک پہنچ جائے
چہد گن در بیخودی خود را بیاب
اپنی غایت کی کوشش کر، خود کو پالے
ہر زمانے میں مشو با خویش بخت
ہر وقت خودی میں جلا نہ ہو
از قُصورِ چشم باشد آن عَشُور
وہ لغزش آنکھ کے قصور سے ہوتی ہے
یوی پیراہان یوسف گن سَند
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو کا سہا پکار
صورتِ پنہان و آن نورِ جبیں
پشیمہ صورت اور پیشانی کے نور نے
نورِ آں رخسار برہاند زنا
اس رخسار کا نور ناز سے نجات دلاتا ہے
چشم را ایں نورِ حالی میں گند
یہ نور آنکھ کو حال کو دیکھنے والا بنا دیتا ہے
صورتش نورست و در تحقیق ناز
اس کا ظاہر نور ہے، حقیقتاً ناز ہے
و مبدم در رُفتد ہر جا رود
جس جگہ جاتی ہے لمحہ پہ لمحہ لوندی گرتی ہے
دور بیند دُور بین بے ہنر
بے ہنر دور بین ایسا ہی دور بین ہے

اندر آتش آفنی جان و وجود
جان و جسم کو آگ میں ڈال دے
چوں بہ بینی کزو فرو قرب را
چوں بہ بینی کزو فرو قرب را
بہ تو (خدا کی) شان، شوکت اور قرب کو دیکھ لے گا
پس بروں آری زپا تو خارِ خویش
تو اپنے کانٹے تو پاؤں سے نکال دے
زود تر و اللہ اعلم بالصواب
بہت جلد اور اللہ بہتہ کو زیادہ جانتا ہے
ہر زمان چوں خرد آب و گل میفت
ہر وقت گدھے کی طرح پانی اور مٹی میں نہ کر
کہ نہ بیند شیب و بالا راز دُور
کیونکہ وہ دور سے نشیب و فراز کو نہیں دیکھتی ہے
زانکہ بُویش چشم روشن می گند
کیونکہ اس کی خوشبو آنکھ کو روشن کرتی ہے
کردہ چشم انبیا را دُور بین
نبیوں کی آنکھ کو دہرین بنا دیا ہے
ہیں مشوقانِ بنورِ مستعار
خبردار عارضی نور پر قانع نہ بن
چشم عقل و رُوح را گر گیس گند
روح اور عقل کے چشم کو خدشی بنا دیتا ہے
گر ضیا خواہی دودست ازے و بدار
اگر حقیقی روشنی چاہتا ہے اس سے دست بردار ہو جا
دیدہ و جانے کہ حالی میں یُود
وہ آنکھ اور جان جو حال کو دیکھنے والی ہوتی ہے
بہچناں کہ دور دیدن خواب در
جیسا کہ خواب میں دور دیکھنا

۱۔ گر بہ بینی۔ اگر اللہ کا جلوہ تجھے
درا بھی نظر آجائے تو اپنے جسم اور روح
کو قربان کر ڈالے۔ چید۔ مراد۔
قرب۔ یعنی خداوندی قرب۔ ہمچو۔
جس طرح شہزادہ اپنی حقیقی زمین سے
مل گیا تھا تو بھی اپنے حقیقی محبوب کو
پالے اور دنیا کا کانا پاؤں سے نکال
چھینکے۔ چہد گن۔ اس کی ترکیب یہی
ہے کہ فنا کا وجہ حاصل کر لے۔

۲۔ ہر زمانے۔ فنا کا وجہ جب
حاصل ہو جائے گا کسی وقت بھی خودی
نا اختیار کرے گا اور دنیا سے کنارہ کش
ہو جائے گا۔ از قُصور۔ جب نگاہ
بصیرت نہیں ہوتی ہے تو انسان نشیب
و فراز کو نہیں دیکھ پاتا ہے اور ٹھوکر کھاتا
ہے۔ یوی۔ حضرت یعقوب کی بیوی
حضرت یوسف کی بیوی کی خوشبو سے
روشن ہو گئی تھی تو قدرت کے مناظر
دیکھنے نظر روشن ہو جائے گی اور مشاہدہ
تک پہنچ سکے گا۔ صورت۔ انبیا کو چشم
بصیرت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ نور۔ اس نور کا مشاہدہ ناز شہوت
سے نجات دیتا ہے۔ ایں نور۔ یعنی
عارضی دنیاوی نور صرف وقتی چیزوں کو
دکھاتا ہے اور بصیرت عقلی کو چہرہ بنا تا
ہے۔ گیس۔ خدش کے مرض میں
جلا۔ صورتش۔ عارضی نور بظاہر نور ہے
لیکن حقیقتاً ناز اور تباہی کا باعث ہے۔
و مبدم۔ عارضی نور والا ہمیشہ ٹھوکر
کھاتا ہے اور ہنر مند۔ اس نور والے کی
دور بینی ایسی ہی ہے جیسے کہ سوئے
ہوئے انسان کی دور بینی ہوتی ہے۔

می دوی سوی سراب اندر طلب

جسٹو میں سراب کی جانب دوڑتا ہے

عاشق آں بینش خود می شوی

اپنے اس دیکھنے کا تو عاشق بنتا ہے

کہ منم بینا دل و پردہ شکاف

کہ میں روشن ضمیر اور پردہ چاک کرنے والا ہوں

تا روم آسجا و آں باشد سراب

تا کہ ہم وہاں چلیں اور سراب بہتا ہے

وہ دواں سوی سراب با غرر

وہو کے والے سراب کی جانب دوڑتے ہوئے

کہ بٹو پیوستہ است و آمدہ

جو تجھ سے ملا ہوا ہے اور آیا ہوا ہے

از مقامے کال غرض دروے بود

اس مقام سے جس میں مقصد ہوتا ہے

جو خیالے نیست دست ازوے بدار

وہ صرف خیال ہے اس سے دستبردار ہو جا

اللہ اللہ برہ اللہ تحسب

خدا کے لئے اللہ کے راستہ پر سو

از خیالات نعت است بر گند

بند کے خیالات سے تجھے جدا کر دے

اوازاں وقت نیا بدراہ گوی

وہ اس ہادیکہ سے بھی کوچہ کا راستہ نہیں پاسکتا

ہم خطا اندر خطا اندر خطاست

غلط ہر غلط ہر غلط ہی ہے

ہم ہبا اندر ہبا اندر ہباست

خاک ہر خاک ہر خاک رہی ہے

خفتہ باشی بر لب جو خشک لب

تو دہیا کے کنارے خشک ہونٹ سویا ہوا ہے

دور می بینی سراب وی دوی

تو سراب کو دور دیکھتا ہے اور دوڑتا ہے

میزنی در خواب بایاراں تو لاف

تو خواب میں دوستوں سے شخی بگھلاتا ہے

نیک بدال سو آب دیدم ہیں شتاب

یہ میں نے اس جانب پانی دیکھا ہے خیر دار! جلدی کرو

ہر قدم زریں آب تازی دور تر

تو ہر قدم پر اس پانی سے زیادہ دور بھاگتا ہے

عین آں غرمت حجاب آں شدہ

تیرا چلتا امادہ خود اس کا حجاب بن گیا

بس کسا عزمے بجائے می گند

بہت سے لوگ ہیں جن کا ہلاک (دوسری) جگہ لے جاتا ہے

دید و لاف خفتہ می نماید بکار

سوئے ہوئے کا دیکھنا اور شخی بگھارنا کارآمد نہیں ہے

خوابنا کی سہ لیک ہم برراہ تحسب

تو نیند کا متولا ہے پھر بھی راستہ پر سو

ملوود کہ سا لکے بر تو زند

ہو سکتا ہے کوئی را بڑو تجھ سے بھڑ ہائے

خفتہ را گر فکر گردد ہیچو موی

سوئے ہوئے کا فکر اگرچہ بال جیسا ہے

فکر خفتہ گردد و تا گو گریستہ تاست

سوئے ہوئے کا فکر خواہ دہرا ہو یا تہرا

گرچہ چشمش تیز بین و باضیاست

اگرچہ اس کی آنکھ تیز بین و روشن ہو

۱ خفتہ۔ سوئے ہوئے کی دور بینی
یہ ہے کہ دہیا کے کنارے پیاسا سو رہا
ہے اور بہت دور کے ریت کو دیکھ رہا
ہے جو پانی نظر آ رہا ہے۔ عاشق۔ اور
کچھ ہا ہے کہ میں بہت دور بین ہوں
دور سے پانی دیکھ لیا ہے۔ میزنی۔
خواب میں دوستوں سے اپنی دور بینی
کی شخی بھی بگھلاتا ہے۔ تک۔
دوستوں سے کہتا ہے کہ میں نے دور
سے پانی دیکھ لیا وہاں چلو۔

۲ ہر قدم۔ نہر کو چھوڑ کر خواب میں
جس قدر سراب کی طرف بھاگ رہا
ہے وہ پانی سے اس قدر دور ہو رہا ہے۔
عین۔ سراب تک پہنچنے کا عزم نہر کے
اس پانی کا حجاب بن رہا ہے جو اس
کے قریب تھا۔ بس۔ بہت سے ایسے
شخص ہوتے ہیں جن کا عزم ان کو
مقصود کی اصل جگہ سے دور کر دیتا
ہے۔ خفتہ۔ سوئے ہوئے کا کسی چیز
کو دیکھنا محض خیال ہوتا ہے جو بیکار
ہوتا ہے۔

۳ خوابنا کی۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ تو نیند میں ہے اگر تجھے سوتا ہی
ہے تو سر راہ سو اور اللہ کے راستہ پر سو
شاید کوئی اللہ کا نیک بند وہاں سے
گزرے تو تیرے خواب والے
خیالات دور کر دے۔ خفتہ۔ جبکہ تو
سویا ہوا ہے تو اپنی تدبیر سے دلچایا
ہوگا کسی با خدا کا ہاتھ پکڑ لے۔

موج ابروے می زند بے احترام
خفتہ پویاں در بیابان دراز
بغیر بچاؤ کے موج اس پر پڑ رہی ہے
سویا ہوا صاف بیابان میں دوڑ رہا ہے
خفتہ می بیند عطشہائی شدید
آب اقرب منه من حبل الورد
سویا ہوا سخت پیاسیں محسوس کرتا ہے
پانی اس کی شرگ سے زیادہ اس سے قریب ہے

حکایت آں زہد کہ در سال قحط خنداں و شاد بود یا مفلسی و
اس زہد کی حکایت جو قحط کے سال میں باوجود مفلسی اور بہت عیالمداری کے
بسیاری عیال و خلق می مُردند از گرسنگی باؤ گفتند کہ ہنگام
مسکرانے والا اور خوش تھا لو لوگ بھوک سے مر رہے تھے لوگوں نے اس سے کہا کہ تعزیت
تعزیت سستہ شادی گفت مرابا کے نیست
کا وقت ہے نہ کہ خوشی کا اس نے کہا مجھے کوئی پروا نہیں ہے

۱۔ موج۔ سونے ہوئے شخص پر
موجوں کی پھیڑیں بھی لگد ہی ہوں
تب بھی سراب کے لئے دوڑتا ہے۔
خفتہ۔ نہر کے کنارے سویا ہوا پیاس
محسوس کرتا رہتا ہے اور پانی بالکل
اس کے قریب ہوتا ہے۔ یہی حلالل
دنیا کا ہے کذات حق ان سے دنیا کا
سے کذات حق ان سے قریب تر ہے
لیکن وہ اس تک نہیں پہنچ پاتے۔
۲۔ بچناں۔ جس طرح سونے
ہوئے کی حالت ہوتی ہے ایسی ہی
ان لوگوں کی حالت ہے جو اس
درویش پر معترض ہوئے۔ رہط۔
قبیلہ زانگور کی تیل
۳۔ وہ۔ یعنی کہیں وہں وہں رہے
ہیں کہیں سو سو۔ تم۔ چرلی۔ مکھ۔
جنگ۔ گفت۔ اس نیک شخص نے کہا
تمہاری نظر میں یہ قحط ہے میری نظر
میں بہشت ہے۔

بچناں ۲ کاں زہد اندر سال قحط
ای طرح وہ زہد جو کہ قحط کے سال
پس بگفتندش چہ جای خندہ است
تو لوگوں نے اس سے کہا سننے کا کیا موقع ہے؟
رحمت از ما چشم خود بردوخته است
رحمت نے ہم سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔
کشت و باغ و رزسیہ افتادہ است
کھیتی اور باغ اور انگور کالے پڑ گئے ہیں
خلق می میرند زیں قحط و عذاب
اس قحط اور عذاب سے لوگ مر رہے ہیں
بر مسلماناں نمی آری تو رحم
تجھے مسلمانوں پر رحم نہیں آتا
رنج یک جزوے تن رنج ہماست
جسم کے ایک جزو کی تکلیف سب کی تکلیف ہے
گفت در چشم شامقظ است ایں
اس نے کہا تمہاری نظر میں یہ قحط ہے

بود او خنداں و گریاں جملہ رہط
مسکرانا تھا اور تمام قبیلہ روتا تھا
قحط شیخ مومنناں برگندہ است
قحط نے مسلمانوں کی سچ کئی کر دی ہے
ز آفتاب تیز صحرا سوخته است
تیز سورج سے جنگل جل گیا ہے
در زمین نم نیست نے بالانہ پست
زمین میں نمی نہیں ہے نہ لوہر نہ نیچے
دہ ۳ دہ و صد صد چوماہی دورز آب
دس دس اور سو سو جس طرح مچھلی پانی سے دور
مومنناں خوشند یک تن تم و تم
حالانکہ مومن باہم چربی اور گوشت کا ایک جسم ہیں
گردم صحت است یا خود ملحمہ است
خواہ صلح کا وقت ہے یا جنگ ہے
پیش چشم چہل بہشت ستاں زمین
میری نگاہ میں یہ زمین بہشت جیسی ہے

من همی بینم بہر دشت و مکاں
 خوشہا لے آئبہ رسیدہ تامیاں
 میں ہر جنگل لہر چنگ میں دیکھ رہا ہوں
 کبھرت (کھیتی کی) بایں کمر تک
 خوشہا در موج از باد صبا
 پڑ بیاباں سبز تر از گندنا
 بایں پروا ہوا سے لہندی ہیں
 جنگل بھرا ہوا ہے گندنے سے زیادہ سرسبز ہے
 ز آزمون من دست بروے میزنم
 دست و چشم خویش را چوں برکنم
 آزمائے کے لئے میں ان کو چھوتا ہوں
 اپنے ہاتھ اور نگاہ کو کیسے ہٹا لوں؟
 یار فرعون تیند اے قوم دؤں
 اے کمین قوم تم فرعونی جسم کے یار ہو
 یار موسیٰ خرد گرید زود
 جلد عقل مہوی کے یار بن جاؤ
 از پدر بر تو جفائے چوں رود
 جب باپ کی جانب سے تجھ پر ظلم ہو
 آں پدرت گشت تو سنگ می شود
 آں پدراں رحمت نظر را سنگ نماست
 کہ ایسی رحمت نگاہ میں کتنا جیسی ہے
 چوں کہ احوال را حسودی بود و خشم
 چونکہ بھائیوں میں حسد اور غصہ تھا
 آں سنگی شد گشت بابا یار ز رفت
 وہ کتنا پن بھی ختم ہوا باپ گہرا دوست بن گیا
 جب تو نے باپ سے صلح کر لی غصہ ختم ہوا

۱ خوشہا۔ میں ہر جنگل اپنی اونچی کھیتی
 دیکھ رہا ہوں جو کمر تک ہے خوشہا۔ کھیتی
 کی بایں ہوا سے لہندا رہی ہیں۔
 گندنا۔ بسن کی قسم کی ایک ترکاری
 ہے۔ ز آزمون۔ آزمائے کے لئے
 میں اس کھیتی پر ہاتھ بھی پھیرتا ہوں تو
 اب میں اپنے ہاتھ اور آنکھ کو کیسے جھٹلا
 دوں۔ یار۔ تم اپنے فرعونی جسم کے
 دوست ہو لہذا فرعون کی طرح تمہیں
 بھی دریائے نیل کا پانی خون نظر آ رہا
 ہے خرد۔ عقل جو منزل موسیٰ کے
 ہے اس کے یار ہوتو حقیقت حال
 واضح ہوگی۔

۲ از پدر۔ انسان کی اپنی اندرونی
 کیفیت حقائق کو تبدیل کر دیتی ہے
 اگر انسان باپ سے ناراض ہو جائے
 تو وہ اس کو کتنا نظر آنے لگتا ہے
 گرگ۔ اپنی باطنی کیفیت کی بنا پر
 حضرت یوسف اپنے بھائیوں کو
 بھیڑتا نظر آتے تھے۔ باپ۔ اگر
 باپ سے محبت ہو تو وہ ہر اس رحمت نظر
 آتا ہے۔

۳ جفا۔ تمام عالم حضرت حق کا
 منظر اور اس کا پیدا کیا ہوا ہے اس اعتبار
 سے وہ تمام عالم کا باپ ہے اگر
 تمہارے دل میں اس سے بیزاری
 ہے تو یہ تمام عالم غیر واقعی صورت میں
 تمہیں نظر آئے گا۔

در بیان آنکہ مجموعہ عالم صورت عقل کل است چوں با عقل کل بکو
 اس کا بیان کہ عالم کا مجموعہ عقل کل کی صورت ہے جب تو عقل کل کے ساتھ بیڑھا
 روی جفا کردی صورت عالم ترا عم فزاید اقلب احوال چنانکہ با
 چلے گا تو نے ظلم کیا عالم کی صورت عموماً تیرا عم بڑھائے گی جیسے کہ باپ کے ساتھ تو نے
 پدر بد کردی صورت پدر ترا عم فزاید و نتوانی اورا دیدن اگرچہ
 برائی کی باپ کی صورت تیرا عم بڑھائے گی اور اس کو دیکھ نہ سکے گا اگرچہ

پیش از اں نور ویدہ بودہ باشد و راحت جاں

اس سے پہلے آنکھوں کا نور اور جان کی راحت رہا ہو

کل عالم صورت عقل اکل است
 پورا عالم عقل کل کی صورت ہے
 چوں کے باعقل کل کفر افرود
 جب کوئی عقل کل کی باخبرانی کرے
 صلح گن با ایں پدر عاتی بہل
 اس باپ سے صلح کر لے باخبرانی کو چھوڑ دے
 پس قیامت نقد حال تو بود
 پھر قیامت تیری نظر کے سامنے ہو
 منکد حکم دائما با ایں پدر
 میری ہمیشہ اس باپ سے صلح ہے
 ہر زمانہ نو صورتے و نو جمال
 ہر وقت نئی صورت ہے اور نیا حسن ہے
 من ہمی بینم جہاں را پر نعیم
 میں دنیا کو نعمتوں سے بھرا دیکھتا ہوں
 بانگ آیش می رسد در گوش من
 پانی کی آواز میرے کان میں پہنچی ہے
 شاخہار قصاں شدہ چوں تاسباں
 شاخیں صوفیوں کی طرح رقص کر رہی ہیں
 برق آئینہ است لامع از نمذ
 آئینہ کی چمک مددے میں سے چمکتی ہے
 از ہزاراں من نمی گویم یکے
 میں ہزار (ہاتوں) میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہوں
 پیش وہم ایں گفت مودہ دادنست
 وہم کے لئے یہ بات خوشخبری ہے

کوست با ایں ہر آں کاہل قل است
 وہ ہر اس شخص کا بابا ہے جو قول والا ہے
 صورت کل پیش او ہم سگ نمود
 کل کی صورت اس کو سنا نظر آتی ہے
 تاکہ فرش رز نماید آب و گل
 تاکہ تجھے زمین نگھر کا فرش نظر آئے
 پیش تو چرخ وز میں مبدل شود
 تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں
 ایں جہاں چوں جنتسم در نظر
 یہ دنیا میری نگھ میں جنت کی طرح ہے
 تاز نو دیدن فرو میرد ملال
 حتی کہ نئے مشاہدے سے نم زائل ہو جاتا ہے
 آبہا از چشمہا جوشاں مقسیم
 چشموں سے ہمیشہ پانی جوش رہا ہے
 مست می گردد ضمیر و ہوش من
 میرا دل اور حواس مست ہو جاتے ہیں
 برگہا گف زن مثال مطرباں
 پتے گویوں کی طرح تالیاں بجا رہے ہیں
 گر نماید آئینہ تاچوں بود
 اگر آئینہ نظر آ جائے تو کیا ہو گا؟
 زانکہ آگندہ است ہر گوش از شکے
 کیونکہ ہر کان شک سے پر ہے
 عقل گوید مودہ چہ نقد من است
 عقل کہتی ہے کہ خوشخبری کیا ہوتی ہے یہ میری حالت ہے

۱ عقل کل۔ مولانا عقل کل کا
 بہت سی چیزوں پر اطلاق کرتے
 ہیں یہاں خدائے تعالیٰ مراد ہے۔
 ہل قل۔ یعنی وہ رو میں جنہوں نے
 لزل میں کسٹ ہوئے ان کے جواب
 میں بلا کا قول کیا تھا۔ چوں کے۔
 جب انسان کے دل میں خدا کا کفر
 ہوتا ہے تو اس کو سدا جہاں بھیا تک
 نظر آتا ہے۔ صورت کل۔ یعنی
 جہاں۔ عاتی۔ باپ باپ کی باخبرانی۔
 تاکہ۔ تمام زمین نگھروں سے بھری
 ہوئی نظر آئے گی۔ قیامت۔ قیامت
 میں زمین و آسمان بدل دیئے جائے
 گے۔ منک۔ اس پر رگ نے کہا چونکہ
 میری خدا سے صلح ہے لہذا مجھے تمام
 عالم جنت نظر آتا ہے۔
 ۲ ہر زمانہ۔ لمحہ بہ لمحہ مجھ پر نئی
 تجلیات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے اور
 طبیعت ملول نہیں ہوتی ہے۔ مقسیم۔
 دائم۔ ضمیر۔ دل۔ شاخہا۔ شاخوں کا
 ہواؤں سے ہلنا مجھے صوفیوں کا رقص
 معلوم ہوتا ہے اور پتوں کا بجنا گویوں
 کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ برق آئینہ۔
 یہ تجلیات میرے دل پر تاز سوت کے
 پردوں سے چڑ رہی ہیں جبکہ ہر
 راست پر کسی کی تو کیا حال ہوگا۔
 ۳ از ہزاراں۔ میں ہزاروں
 حقائق میں سے ایک بات بھی پور
 نہیں بتا رہا ہوں کیونکہ سننے والے
 دل نہیں ہیں۔ پیش وہم۔ جن کی
 عقول تاس ہیں وہ ان باتوں کو ہزاروں
 خوشخبری کے سنتے ہیں۔ کال عقل
 والے ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔



قصہ ۱ فرزندانِ عزیز علیہ السلام کہ از پدر احوالِ پدر می پرسیدند
حضرت عزیز علیہ السلام کی ولاد کا قصہ کہ باپ سے ہی باپ کے احوال دریافت کر رہے تھے
پدر گفت آری دیدمش از عقبِ می آید بعضے کہ شناختندش
باپ نے کہا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے پیچھے آ رہا ہے جن بعض نے پہچان لیا وہ بیہوش
بیہوش شدند و آنانکہ شناختندش می گفتند این شخص خوش
ہو گئے اور جنہوں نے نہ پہچانا وہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے اچھی خوشخبری
مژدہ دادہ این بیہوشی از چیست و این حالت
دی ہے یہ حالت اور یہ ہے ہوشی کس وجہ سے ہے؟

۱ پچو پوران ۲ عزیز اندر گذر
حضرت عزیز کی ولاد کی طرح راستہ میں
گشتہ ایشاں پر و بابا شایاں جواں
وہ بڑھے ہو گئے تھے اور ان کے والد جوان تھے
پس پرسیدند از دکاے رہگذر
تو انہوں نے ان سے دریافت کیا اے مسافر!
کہ کسے مال گفت کامروز آں سند
کیونکہ کسی نے ہم سے کہا ہے کہ آج وہ سہلا
گفت ۳ آری بعد من خواہد رسید
ان عزیز نے کہا میرے بعد وہ آئے گا
بانگ می زدکاے مبشر باش شاد
شہر پہچان تھا کہ اس خوشخبری دینے والے خوش رہ
کہ چہ جلی مژدہ است اے خیر ہنر
کہ اس حق خوشخبری کا کیا موقع ہے؟
و ہم راموہہ است پیش عقل نقد
و ہم کے لئے خوشخبری ہے عقل کے لئے مشاہدہ
کہند ہم کی آنکہ گشتگی سے دھکی ہوئی ہے

۱ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ بعض باتیں مجتہدین کے لئے
خوشخبری کا ہجر تھی ہیں اور کالمین
کے لئے وہ مشاہدہ کا مرتبہ تھی ہیں۔
حضرت عزیز ایک سو سال کے بعد
جب زندہ ہوئے تو ان کی ولاد نے سنا
کہ ہمارے باپ زندہ ہو کر آ رہے
ہیں وہ ان کی جستجو کے لئے شہر سے
باہر نکلے حضرت عزیز گھر میں آ رہے
تھے وہ راستہ میں ملے کچھ ولاد ان کو نہ
پہچانی اور اس نے انہی سے ان کی
خبریں معلوم کرنی چاہیں انہوں نے
فرمایا کہ وہ ابھی آئیں گے یہ خبر اس
ولاد کے لئے خوشخبری تھی بعض لڑکوں
نے ان کو پہچان لیا تو ان کے لئے یہ
خبر مشاہدہ تھی اور وہ خوشی سے بیہوش ہو
گئے۔

۲ پوریاں۔ ولاد۔ پید۔ یعنی
حضرت عزیز ایشاں۔ ولاد بوزگی ہوگی
تھی حضرت عزیز کثیرات زمانہ سے
مخفوناً تھے وہ جوان تھے۔ سند۔ یعنی
حضرت عزیز

۳ گفت۔ چونکہ یہ ولاد نہ پہچانی تو
انہوں نے ان پر طنز کیا اور فرمایا کہ
ہاں وہ میرے بعد آئیں گے۔
بانگ۔ اس نے انہی کو اس خوشخبری
دینے کی دعاؤں دوسری ولاد نے ان کو
پہچان لیا تو فرط مسرت سے بے ہوش
ہوئی۔ کہ چہ جای۔ پہچاننے والوں
نے کہا کہ خوشخبری کیا چیز ہوتی ہے وہ
کان شکر تو ہمارے سامنے ہے۔
و ہم۔ ایک ہی بات ناقص عقل کے
لئے خوشخبری کا ہجر تھی سے چونکہ وہ
مشاہدہ نہیں کر سکتی ہے عقل کمال کے
لئے وہ مشاہدہ ہے



کافراں را راد و مؤمن را بشیر
 کافروں کے لئے راد و مؤمن کے لئے خوشخبری۔ خطا ہے
 زانکہ عاشق در دم نقدست مست
 کیونکہ عاشق مشاہدہ میں مست ہے
 کفر و ایمان ہر دو خود در بان اوست
 کفر اور ایمان دونوں اس کے وہبان ہیں
 کفر قشر خشک رُو بر تافتہ
 کفر خشک چھلکا نہ پھیرے ہوئے ہے
 قشر ہلہ ۲ خشک را جا آتش مست
 خشک چھلکوں کی جگہ آگ ہے
 مغز خود از مرتبہ خوش بر ترست
 مغز اچھے رتبہ کی جگہ سے بلا ہے
 مغز اچھے رتبہ کی جگہ سے بلا ہے
 این سخن پایاں ندارد باز گرد
 اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ
 در خور عقل عوام این گفتہ شد
 عوام کی عقل کے بقدر یہ کہہ دیا گیا
 ز زہ عقلت ریزہ است اے متہم
 اے تہمت زدہ تیری عقل کا سنا ریزہ ریزہ ہے
 عقل تو قسمت شدہ بر ضد ہم
 تیری عقل سینکڑوں معاملوں میں بنی ہوئی ہے
 جمع باید کرد اجزا را بعشق
 عشق کے ذریعہ اجزاء کو جمع کرنا چاہیے
 جو جوے چوں جمع کردی ز اشتباہ
 وہم کو اگر جو کر کے تو جمع کر لے

لیک نقد حال در چشم بصیر
 لیکن بیجا کی آنکھ میں نقد حال ہے
 لا جرم از کفر و ایمان بر ترست
 لاجلہ وہ کفر اور ایمان سے بالا ہے
 گوست مغز و کفر و دین اور او پوست
 کیونکہ وہ مغز ہے اور کفر اور دین اس کے وہ چھلکے ہیں
 باز ایمان قشر لذت یافتہ
 پھر ایمان لذت پایا ہوا چھلکا ہے
 قشر پیوستہ بمغز جاں خوش مست
 چھلکا جو جان کے مغز سے وابستہ ہے وہ اچھا ہے
 بر ترست از خوش ک لذت گسترست
 (بلکہ) اچھے سے بڑھ کر ہے کیونکہ لذت بخش ہے
 تا کہ آرد موسیم از بحر گرو
 تاکہ میرا موسیٰ سمند سے گمراہ لڑائے
 از سخن باقی آں بشمفہ شد
 اس کی بقیہ بات پوشیدہ کر دی گئی ہے
 بر قراضہ مہر سکہ چوں نیم
 برائے پر سکہ کی مہر کیسے لگاؤں؟
 ہزاراں آرزوی و طم و ریم
 ہزاروں آرزوؤں اور بہت مال پر
 ماشوی خوش چوں سمرقند و دمشق
 تاکہ تو سمرقند اور دمشق کی طرح حسین بن جائے
 پس توواں زد سکہ بر تو بادشاہ
 تو بادشاہ تجھ پر ٹھپہ لگا سکے گا

۱ کافروں۔ ایک ہی بات منکروں
 کے لئے راد ہے مؤمن کے لئے
 خوشخبری اور عاشق کے لئے مشاہدہ۔
 عاشق۔ مشاہدہ اور دیدار سے مست
 رہتا ہے لہذا وہ کافر اور دین کی مومن سے
 بالا تر ہے کفر و ایمان۔ کفر اور دین
 ایمان اس عاشق کے وہ کے وہبان
 ہیں کیونکہ وہ مغز و کفر کے وہ چھلکے ہیں۔
 ایمان دونوں اس کے چھلکے ہیں۔ کفر۔
 ان دونوں چھلکوں میں یہ فرق ہے کہ
 کفر تو مشاہدہ سے بالکل من موڑے
 ہوئے ہے اور ایمان کچھ نہ کچھ لذت
 چھلکے ہوئے ہے۔

۲ قشر ہلہ خشک۔ کفر سوکھا چھلکا
 ہے جو آگ میں جہانے کے قابل
 ہے عام مومنین کا ایمان وہ چھلکا ہے
 جو مغز سے جڑا ہوا ہے۔ مغز۔ عشق
 الہی عام ایمان سے بالاتر ہے اس
 سخن۔ یعنی اس نیک شخص کی
 باتیں۔ موسیم۔ میرا موسیٰ موسیٰ سے
 مراد یہاں ذلت حق ہے۔ بحر۔ یعنی
 بحر معارف معارف کا یہ ایمان۔ در
 خور۔ عوام کی سمجھ کی بقدر کچھ باتیں کہہ
 دی ہیں بقیہ باتیں چھپالی ہیں۔

۳ زہ عقلت۔ انسانوں نے اپنی
 عقل کے سونے کو پرانگندہ کر رکھا ہے
 سونے کے برائے پر شیعہ نہیں لگایا جا
 سکتا معارف کا ٹھپہ۔ جب لگ سکے گا
 کہ عقل مجتمع ہو جائے گی۔ عقل۔
 انسان اپنی عقل کو سینکڑوں وجہوں
 میں بانٹے ہوئے ہے۔ مہر۔ مہر۔ عربی
 کا معنی ہے حیا، بالظلم و قزم۔ یعنی وہ
 خشکی اور سمندر کی چیزیں لے آیا یا
 بہت مال لے آیا۔ عشق۔ عشق۔
 خداوندی عقل انسانی کو ایک نقطہ پر جمع
 کر دیتا ہے۔ سمرقند۔ سمرقند اور دمشق
 کی رونق مشہور تھی غوطہ دمشق اور

سفر سمرقند دنیا کی جنتوں میں شمار ہوتے تھے۔ جو جوے عقل کو تھوڑا تھوڑا جمع کر لے گا تو کچھ نہ کچھ معارف حاصل ہو
 جائے گے

از تو سازد شہ یگے زرینہ جام
 تو بادشاہ تیرا زریں جام بنا لے گا
 باشد وہم صورتش اے وصل خواہ
 ہو گا اور اس کی تصویر بھی اے وصل کے خواہشمند
 ہم چراغ و شہد و نقل و شراب
 چراغ بھی اور شہد بھی نقل اور شراب بھی
 تا تو ہم باتو گفتن آنچہ ہست
 تاکہ میں تجھ سے جو حقیقت ہے وہ کہہ سکوں
 جان شرک از باور حق بریست
 شرک کی جان حق کو پہچاننے سے خالی ہے
 در میان شصت سودا مشتری
 بہت سے معاملوں میں مشتری ہے
 پس جواب احتمال آمد سکوت
 اہتوں کے لئے جواب خاموشی ہے
 می گشاید بے مراد من و من
 بغیر اللہ کے میرا من کھول دیتی ہے
 ایں وہاں گردد بنا خواہ تو باز
 تیرے ملائے کے بغیر من کھل جاتا ہے

در از مشتقائے شوی افزودن تو خام
 اے کچھ اگر تو ایک مشتاق سے بڑھ جائے گا
 پس برو ہم نام وہم القاب شاہ
 تو اس پر بادشاہ کا نام بھی اور القاب بھی
 تاکہ معشوقت بود ہم نال ہم آب
 تاکہ روٹی اور پانی بھی تیرا معشوق ہو
 جمع کن خود را جماعت رحمت است
 اپنے آپ کو جمع کر لے جماعت رحمت ہے
 زانکہ گفتن از بری باوریت
 اس لئے کہ کہنا یقین کے لئے ہے
 جان ۲ قسمت گشتہ و ربکو فلک
 (شرک کی) جان آسمان کی فضا میں تقسیم ہو گئی ہے
 پس خموشی بہ دہد اورا شہوت
 خاموشی اس کے لئے اچھا شہوت مہیا کرتی ہے
 ایں ہمی وانم و لے مستی تن
 یہ میں جانتا ہوں لیکن جسم کی مستی
 آنچنال کز عطسہ و از خامیاز
 جیسا کہ چھینک اور انگڑائی سے

۱۔ ہر مشتقائے اور اگر اس کو ایک
 مشتاق کے ذہن سے زیادہ جمع کر
 لے گا تو پھر اس کا زریں جام بن
 جائے گا جو شاہ کی مجلس میں ہو گا اور اس
 کوشاہ کا مشاہدہ حاصل ہو گا۔ پس۔
 شاہی جام پر شاہ کا نام اور القاب اور
 تصویر کندہ کر دی جاتی تھی۔ تاکہ
 اب تجھے دنیا کی ہر چیز میں حضرت
 حق کا جلوہ نظر آئے گا۔ آنچہ ہست۔
 یعنی حقائق۔ زانکہ بات اس لئے
 کہی جاتی ہے کہ سننے والوں کو اس کا
 یقین آجائے جب تک تجھ میں شرک
 کی کیفیت ہے تو یقین سے خالی
 ہے۔

۲۔ جان۔ شرک کی جان اور روح کا
 تعلق ایک ذات خداوندی پر جمع نہیں
 ہے وہ کائنات میں بنی ہوئی اور
 پینکڑوں معاملوں میں مستم ہے
 جس خموشی۔ جاہلوں کے سامنے کسی
 دماغ کے شہوت کے لئے خاموشی بہتر
 ثبوت ہے۔ مستی تن۔ یعنی روحانی
 مستی بعض نسخوں میں مستی من بھی
 ہے آنچنال۔ چھینک اور انگڑائی
 میں بے اختیار من عمل جاتا ہے اسی
 طرح اسرار کے بیان کرنے میں میرا
 من بے اختیار عمل جاتا ہے۔

۳۔ قیسی لائنہ صغیراً آنحضرت کا یہ
 استفادہ بھی اسی بنا پر تھا کہ بے اختیار
 معارف ظاہر ہو جائے تھے۔ ثار۔
 یعنی اسرار معرفت کو سنانا۔ آل سستی۔
 یعنی روحانی مستی۔ منسی۔ بھلا دینے
 والا حکمت۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے جاپا
 کہ عام آخرت کے داز تاریخ لوگوں کو
 معلوم ہواں لئے وہ بعض راز دلوں
 پر مستی طاری کرتا ہے تاکہ وہ بیخودی
 میں اسرار کو ظاہر کر دیں۔

در تفسیر حدیث ۳۱ ابی لاسْتَعْفِرُ لِلَّهِ رَبِّیْ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنِ مَرَّةً

حدیث کی تفسیر کہ میں اللہ اپنے رب سے ہر روز ستر مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں

توبہ آرم روز من ہفتاد بار
 میں دن میں ستر بار توبہ کرتا ہوں
 منسی ست ایں مستی تن جامہ گن
 یہ کپڑے چاک کرنے والی جسم کی مستی بھلا دینے والا ہے
 مستی انداخت بردانلی راز
 ایک رازوں پر مستی طاری کر دیتی ہے

ہمچو پیغمبر ز گفت واز بنار
 پیغمبر کی طرح گفتگو اور (اسرار) چھلا کرنے سے
 لیک آل مستی بود توبہ شکن
 لیکن وہ مستی توبہ شکن بنتی ہے
 حکمت انظہار تاریخ دراز
 راز تاریخ کے انظہار کی حکمت

۱۔ راز۔ پنہاں۔ پوشیدہ اسرار
قدر ظاہر ہونے کی وجہ سے کہ خدائی
تقدیر سے معارف کا چشمہ اگلنے لگا
سے جہنم اقلیم یعنی ہونے والی
باہم لکھ کر قلم تقدیر خشک ہو چکا ہے۔
رحمت۔ مولانا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ
کی رحمت کے دیا بہہ رہے ہیں
لیکن تم غفلت کی نیند سوائے ہوئے
ہو۔ جہنم سوائے ہوئے کی یہ حالت
ہوتی ہے کہ دنیا کی لہریں اس پر گرتی
ہیں اور اس کے کپڑے پانی پیتے ہیں
لیکن وہ بیچارہ بتا ہے وہ شخص پانی کی
توقع پر خواب میں بھاگا پھرتا ہے اور
گویا اپنے آپ کو اس دریا سے اور دور کر
دیتا ہے۔

۲۔ چونکہ جب دوسری جگہ کے
پانی کے تصور سے لاپرواہا کرتا ہے تو
واقعی پانی سے اپنے آپ کو مزید محروم
کرتا ہے۔ اور بیچارہ جن کی رو میں
سوئی ہوئی ہیں وہ سوائے ہوئے کی
طرح کے درجن ہیں۔ دہریوں۔
یعنی سالکین کو معرفت۔ من ندم ہے۔
پہاس کی حالت میں نیند نہیں آتی
لیکن بے عقل کی پہاس اس کو مزید سلا
دیتی ہے۔ خرد عقل وہ ہے جو خدا کی
جانب سے عطا ہو عطا و ستارے کی
تائید سے انسان میں جس عقل کا
نشوونما ہے وہ اس عقل نہیں
ہے لہذا اس ذیلی عقل سے انسان
خرد مند نہیں بنتا ہے۔

۳۔ عقل بخروئی۔ ذیلی عقل جو
عطا و ستارے کی تائید سے پیدا ہوتی ہے اس
کی دوزخ صرف قبر کے کڑھے تک ہے
اس کے بعد کے اجہل اس کے
اور ذاک میں نہیں آسکتے ہیں اور صرف
انبیاء اور اولیاء بتا سکتے ہیں جن کو عقل
خدائی حاصل ہے وہ لوگ قیامت

آب جوشاں گشتہ از جہت اقلیم
جہنم اقلیم سے پانی جوش ماتا ہے
خفتہ آید از درک آں اے مرد ماں
اے انسانو! تم اس کے علم سے سوائے ہوئے ہو
خفتہ اندر آب جوئی سراب
پانی میں سویا ہوا سراب کا جویاں ہے
زیں تفکر راہ را بر خویش بست
اس خیال سے اس نے اپنا راستہ مسدود کر دیا
بر خیالے او زحق مہجور شد
ایک خیال کی بنیاد پر وہ صحیح واقعہ سے دور ہو گیا
رحمت آرید شاں اے زہر واں
اے برالکوا! ان پر رحم کرو
خواب آرد تشنگی بے خرد
بے عقل کی پہاس سلائی ہے
نے خردکاں را عطارد آورید
نہ دو عقل ج عطارد ستارے سے تم لائے ہو

بیان آنکہ عقل بخروئی تا بگور پیش نہ بیند و در باقی مقلد انبیاء و اولیاء است
اس کا بیان کہ ناقص عقل قبر سے آگے نہیں دیکھتی ہے اور باقی معاملات میں انبیاء اور اولیاء کی مقلد ہے

پیش بینی اس خرد کا گور بود
اس عقل کی دہ بینی قبر تک ہے
وان صاحب دل صاحب عرصہ عجب نسرود
اس خرد از گور و خاکے نگذرد
یہ عقل قبر نہ منی سے آگے نہیں جاتی ہے
یہ قدم عجب کے میدان کو طے نہیں کرتا ہے
چشم عیبی جوئی و برخوردار شو
زیر قدم زیں عقل رو بیزار شو
نہی آنکہ عیاش کر لہ نفع انما
اس قدم اور اس عقل سے ہٹ جا چیز ہو جا

تک کے اجہل سمجھ لیتے ہیں۔ عرصہ عجب۔ یعنی مشرک میدان۔ زیر قدم۔ یعنی قدم پر عقل ناقص بیکار ہے۔ فیہ ہیں
عقل ناقص مفید ہے۔

ایں نظر۔ اس غور فکر سے قطع نظر
 کہ وہ مجاہدات میں مصروف رہ کر
 انتظار کرتا کہ تجھے نور مہموی میرا
 جائے۔ منتظر۔ جو مجاہدات کی حالت
 میں انتظار میں سے اس کے لئے پلانا
 مفید نہیں، سنا مفید سے منصب
 تعلیم۔ علوم ظاہری کی خواہش کی بنیاد
 جہاں ہوتی ہے جو خواہش نفس ہے اور
 خواہش نفس کو پورا کرنا طاہرہ برکت میں
 بت پرستی ہے۔ اگر بفطرت۔ اگر
 انسان کی بڑائی کی بنیاد پر اس معرفت
 حاصل ہوا کرتے تو رسولوں کی بعثت
 بیکارگی۔

عقل جزوی۔ انسان کی ناقص
 عقل آسمان کی بجلی کی کوند کی طرح
 ہے جس کے ذریعہ راستہ ملی نہیں ہو
 سکتا۔ وحش۔ ایک جگہ کا نام ہے۔
 نیت۔ بجلی کی کوند راستہ طے کرنے
 کے لئے نہیں ہے۔ تو اگر کوئی حکم دینے
 کے لئے ہے کہ وہ یعنی آنسو برسا۔
 برق عقل۔ عقل انسانی کی کوند بھی اسی
 لئے ہے کہ انسان عشق الہی میں
 روئے۔ اسی سے فنا کا مقام حاصل
 ہوتا ہے۔

عقل کوکب۔ عقل ناقص کی
 مثال چمکی عقل کی ہی ہے وہ عقل بچہ
 کو یہ بتائی ہے کہ کتب میں جا لیکن وہ
 عقل میں کو تعلیم نہیں دے سکتی۔ عقل
 زنجبیر۔ یہاں کی عقل اس کو طیب کے
 پاس جانے پر مجبور کر لی ہے لیکن اس
 کے لئے وہ عاجز نہیں کر سکتی اسی
 طرح حواہی عقل کو بھی ہر وہی تک
 پہنچا سکتی ہے اسرا کا سکھانا اسی ہی اور
 ولی کا کام ہے۔ نک۔ شیطانی برہ
 راست اسرا معلوم کرنے کی کوشش
 کرتے ہیں تو ان کو شہاب ثاقب مد
 گراتے ہیں اور ان کو حکم ملتا ہے کہ
 اسرا کی تعلیم ہی سے حاصل کرو۔

ہمچو مہموی نور کے یابد زحیب
 حضرت مہموی کی طرح گریبان سے کب حاصل کرتا ہے
 زیں نظر ویں عقل ناید جود وار
 اس غور فکر میں عقل سے ملنے کے کچھ حاصل نہیں ہوا
 از سخن گوئی مجوسید ار تفاع
 باتیں بتانے سے بلندی نہ چاہو
 منصب تعلیم نوع شہوتست
 تعلیم کا مقام ایک قسم کی خواہش نفسانی ہے
 گر بفطرت لے بہر دے ہر فضول

اگر ہر بیہودہ اپنی بڑائی کی وجہ سے پتہ پالیتا
 عقل جزوی ہمچو برق ست و درخش
 ناقص عقل بجلی اور چمک کی طرح ہے
 نیست نور برق بہر رہبری
 بجلی کی چمک راستہ طے کرنے کے لئے نہیں ہے
 برق عقل مابری گریہ است
 ہماری عقل کی چمک رونے کے لئے ہے

عقل ۳ کوکب گفت بر کتاب تن
 بچہ کی عقل نے کہا کتب میں جا
 عقل زنجور آروش سوی طیب
 یہاں کی عقل اس کو طیب کے پاس لاتی ہے
 نک شیطانی سوی گردوں می شدند
 = شیطان آسمان کی جانب گئے
 می ربوند اند کے زان رازہا
 ان رازوں میں سے کچھ اچک لے گئے

حرة استاد و شاگرد کتیب
 استاد کا تابع اور کتاب کا شاگرد
 پس نظر بگذار و بگریں انتظار
 تو غور و فکر چھوڑ اور انتظار اختیار کر
 منتظر رہے ز گفتن استماع
 سخن کے لئے کہنے سے سنا بہتر ہے
 ہر خیالے شہوتی در رہ بت است
 نفسانی ہر خیال راستہ کا بت ہے
 کے فرستادے خدا چندیں رسول
 تو خدا اپنے رسول کب بھیجتا
 در درخشی کے تو اس شد سوی وحش
 چمک میں وحش تک کہاں جلا جا سکتا ہے
 بلکہ امرست ابر را کہ می گری
 بلکہ وہ کہ کو حکم ہے کہ تو وہ
 تا بگریہ نیستی در شوق ہست
 تاکہ روئے، تا عشق میں ہے
 لیک نتواند بخود آموختن
 لیکن اس کو وہ خود سکھا نہیں سکتی
 لیک نبود در دوا عقلش مصیب
 لیکن عاجز کرنے میں اس کی عقل صحیح پہنچنے میں نہیں ہے
 گوش بر اسرار بالائی زوند
 (عالم) بالا کے رازوں پر کان لگایا
 تا شہب می راند شاں زود از سما
 تو شہابوں نے فوراً انہیں آسمان سے ہٹا دیا



کہ زوید آنجا رسولے آمدہ است
 کہ جاوہں ایک رسول آ گیا ہے
 گر ہمیں جوئید درے بے بہا
 اگر تم گوں قدر موتی تلاش کرتے ہو
 می زن آل حلقہ درویر پاب ایست
 وہاں کی کنڈی بجا اور وہاں پر ٹھہر
 نیست حاجت تا بدیں راہ دراز
 اس ملا راستہ کی ضرورت نہیں ہے
 پیش او آئید اگر خائین نہ آید
 اگر تم خائن نہیں ہو تو اس کے سامنے آؤ
 سبزہ ۲ رویاند ز خاکت آل دلیل
 اور دھنسا تیری خاک سے سبزہ اگا دے گا
 سبزہ گردی تازہ گردی از نوی
 تو فرستو سبزہ بن جائے گا تازہ بن جائے گا
 سبزہ ۳ جاں بخش کاں راسامری
 جان عطا کرنے والا سبزہ جس کو سامری نے
 جاں گرفت و بانگ ز دزاں سبزہ او
 اس سبزہ سے وہ جانتا ہو گیا اور بولنے لگا
 گرامیں ۳ آئید سوی اہل راز
 اگر تم راز دہ کی جانب لاتقد بن جاؤ گے
 سر کلاہ چشم بند و گوش بند
 وہ سر کی ٹوپی جو آنکھ کی بندش اور کان کی بندش ہے
 زان کلاہ بر چشم باز اول خد دست
 وہ ٹوپی باز کی آنکھوں پر ابتدا اس لئے آتی ہے
 چوں برید از جنس باشہ گشت یار
 جب وہ اپنی ہم جنس سے کشا شہ کا دست ہو گیا

ہر چہ می خواہید از و آید بدست
 تم جو چاہے ہو اس سے اچھ آئے گا
 ادخلوا الیٰ ان من ابوابھا
 گھرہں میں من کے دروازوں سے داخل ہو
 کز سوی بام فلک تاں راہ نیست
 اس لئے کہ آسمن کے بلانند کہ باب تہا کے لئے نہیں ہے
 خاکینے را دادہ ایم اسرار راز
 ہم نے ایک خاک کی کو راز کے مجیدے دیئے ہیں
 نیشکر گردید از و گرچہ نے آید
 اس سے گنا بن جاؤ گے اگرچہ تم نرکل ہو
 نیست کم از سم اسپ جبرئیل
 وہ جبرئیل کے گھنڈے کے سم سے کم نہیں ہے
 گر تو خاک اسپ جبرئیلے شوی
 اگر تو کسی جبرائیل کے گھنڈے کی خاک بن جائے گا
 کرد درگو سالہ تا شد گوہری
 پھرنے میں رکھ دیا یہاں تک کہ وہ جوہر والا ہو گیا
 آنچنان بانگے کہ شد فتنہ عدو
 اس طرح بولنا کہ وہ دشمن کے لئے فتنہ بن گیا
 وار ہید از سر گلہ مانند باز
 تو باز کی طرح سر کی ٹوپی سے نجات پا جاؤ گے
 کہ ازو باز ست مسکین و نوعد
 جس کی وجہ سے باز مسکین اور خست ہے
 کہ ہمہ میلش سوی جنس خودست
 کہ اس کا تمام میلان اپنی جنس کی طرف ہے
 بر کشاید چشم او را باز وار
 تو باز کی طرح اس کی آنکھیں کھول دے گا

۱۔ ذرے بہا۔ یعنی اسرار معرفت۔
 ۲۔ وہاں اسرار حاصل کرنے کا راستہ نبی
 اور ولی کی ذات ہے من زن۔ وہاں
 سے داخل ہونے کا مطلب ہے کہ
 دروازہ پر جا کر کنڈی بجا اور گھڑا
 جب اجازت ہو تو اندر جاؤ۔
 ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ آسمانوں کا
 طویل سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے
 ہم نے ایک خاک کی یعنی نبی کو اسرار بتا
 دیئے ہیں اس سے جا کر کھینچو تم نرکل
 ہو اس کی محبت سے گنا بن جاؤ گے۔
 ۳۔ سبزہ ۱۔ نبی اور ولی تمہاری
 خاک سے سبزہ اگا دے گا کیونکہ وہ
 ہرچہ میں حضرت جبرئیل کے
 گھنڈے کے سم سے کم نہیں ہے
 حضرت جبرئیل جب اسراٹیلیوں کی
 مدد کے لئے آئے تو ان کے گھنڈے کا
 قدم مس جگہ پڑتا ہے وہ سبزہ بن جاتی
 تھی سامری نے یہ دیکھ کر اس کے قدم
 کی منی اٹھا کر گنواں کے میں ڈالی
 جس سے اس میں زندگی کے اثرات
 پیدا ہو گئے۔ فتنہ اس وقت تو مومن
 تھے لیکن سامری کے بہکانے کے
 بعد مشرک ہو گئے تھے۔
 ۴۔ گرامیں۔ اگر تم ہلا کی محبت
 دیا تمہاری سے اختیار کرو گے تو وہ برہ
 ہٹ جائے گا جو تمہیں چیزیں دینے
 سے مانگے ہر گلہ باز جب تک
 مالک سے مانوس نہیں رہتا اس کے سر
 پر ایک ٹوپی اس طرح اڑھائی جاتی ہے
 جس سے اس کی آنکھیں اور کان بچے
 رہتے ہیں۔ زلف۔ یہ ٹوپی اس لئے
 اڑھائی جاتی ہے کہ اس کا میلان مالک
 کی طرف نہیں ہوتا اور دوسرے بازوں
 کی طرف سے ہے۔ یوں برید۔
 جب انسان کا ذنیوی چیزوں کی طرف
 میلان ختم ہو جاتا ہے اس کا پرہہ ہٹا دیا
 جاتا ہے جسے کہ باز ہم جنس سے کٹ
 کر مالک کی طرف ہل ہو جاتا ہے
 اس کے سر کی ٹوپی ہٹائی جاتی ہے

عقل جُروی راز استبدادِ خویش
 ہاں عقل کو اپنے مستقل ہونے سے (بھاگا دیا)
 بلکہ شاگردِ ولی و مُستعد
 بلکہ تو ولی کا شاگردوں اور صاحبِ استعداد ہے
 ہیں کہ بندہ بادشاہِ عادی
 خبردار! تو منصف بادشاہ کا غلام ہے
 کہ انا خیرتی دم شیطانی است
 "میں بہتر ہوں" کا دعویٰ شیطانی ہے
 بندگیِ آدم از کبرِ یلمیس
 آدم کی بندگی، شیطان کی تکبر کے بجائے
 حرفِ طوبیٰ ہر کہ ذلتِ نفسہ
 طوبیٰ کا لفظ ہر اس شخص کے لئے ہے جس کا نفس ذلیل ہو
 سرِ بنہ در سایہ سرکشِ خشپ
 سر رکھ دے، سرکش کے سایہ میں نہ سو
 مُستعدانِ صفا را مہجے ست
 صفائی کی استعداد رکھنے والوں کے لئے خوابگاہ ہے
 زودِ طاغی گروی ورہ گم گئی
 فوراً سرکش بن جائے گا اور راست گم کر دے گا

راندہ او یواں راحق از مرزہا و خویش
 اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کو اپنی آہات سے بھاگا دیا
 کہ سری کم گن نہ تو مُستعد
 کہ خود سری نہ کر تو مستقل نہیں ہے
 زو بر دل رو کہ تو جُروی ولی
 جلدوں کے پاس جا کیونکہ تو دل کا جز ہے
 بندگی ۲ او بہ از سلطانی است
 اس کی غلامی بادشاہت سے بہتر ہے
 فرق بین و برگزین تو اے حسیس
 اے کھینے! تو فرق سمجھ لے اور اختیار کر
 گفت آنکہ ہست خورشید رہ او
 جو رہ کا سورج ہے اس نے کہا ہے
 سایہ طوبیٰ بین و خوشِ خشپ
 طوبیٰ کا سایہ دیکھ لے اور آرام سے
 ظن ۳ ذلتِ نفسہ خوشِ مضجے ست
 ذلتِ نفسہ کا سایہ بہترین خواب گاہ ہے
 گر ازیں سایہ روی سوی منی
 اگر تو اس سایہ سے خودی کی طرف جائے گا

۱۔ راندہ اللہ تعالیٰ نے شیطانوں
 کی گھات سے مار کر اس لئے بھاگایا
 ہے کہ ہاں عقل والے کو مستقل نہ بننا
 چاہیے اور خود سری چھوڑ کر کسی ولی کی
 شاگردی کرنی چاہیے اور اپنی استعداد کو
 بروئے کار لانا چاہیے۔ زود۔ زود کا
 مخفف ہے۔ دل۔ یعنی صاحب
 دل۔ ہیں۔ ہاں عقل والے کو شیخ
 کمال کا غلام بننا چاہیے۔

۲۔ بندگی۔ اس کے لئے غلامی
 سلطانی سے بہتر ہے۔ فنا خیر۔
 شیطان نے حضرت آدم کے مقابلہ
 میں اسے آپ کو ان سے افضل قرار دیا
 تھا۔ فرق بین۔ آدم نے بندگی اختیار
 کی اور شیطان نے کبریا دونوں کا فرق
 سمجھ لے کیا تمجیڈا۔ گفت۔ حدیث
 شریف ہے طوبیٰ۔ جنت میں ایک
 درخت جس کا سایہ عظیم الشان اور
 خوشگوار ہے خوشخبری۔
 ۳۔ ظن۔ سایہ مضجے۔ خوابگاہ۔
 مضجے۔ خوابگاہ۔ منی۔ خودی۔ حکیم۔
 نیچے کے دونوں شعر حضرت حکیم سنائی
 رحمت اللہ علیہ کے ہیں۔

بیان آئیہ کریمہ یایہا الذین آمنوا لا تقدّموا بین
 آیت کریمہ کا بیان اب مومنوا پیش قدمی نہ کرو

یٰٰذی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ

اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اللہ سے ڈرو

از حکیم سنائی ست

حکیم سنائی نے کہا ہے

چونکہ سلطان نہ رعیت باش
 جب تو بادشاہ نہیں ہے رعیت بن
 وز خودی رای زحمتی مترش
 اور خودی سے تکلیف کی رائے نہ اختیار کر

چوں نمی ز امت باش
 جب تو نبی نہیں ہے امتی بن
 پس رو خاشا و خاش باش
 تو خاشوں کا پیرو اور خاشوں بن

زیرِ ظنِ ابرِ شیخ و اوستاد
 استاد اور شیخ کے حکم کے سلیقے سے
 از وجود خویش والی کمتر اش
 اپنے وجود کو والی (حاکم) نہ بنا
 مسخ گروی تو ز لاف کاملی
 تو کمال کی شئی بگمانے سے مسخ ہو جائے گا
 سرکشی ز اُستاد راوِ باخبر
 تو عقلمند باخبر استاد سے سرکشی کرے گا
 ور شوی بے صبر مانی پارہ دوز
 اگر تو بے صبر بنے گا پھیند لگانے والا رہ جائے گا
 جملہ نودوزاں شدندے ہم بعلم
 ہنر کے ذریعہ سب نیا (موزہ) بننے والے بن جاتے
 خود بخود گوئی کہ لعقل عقل
 خود کہے گا کہ عقل بندھن سے
 عقل را می دید بس بے بال و برگ
 عقل کو بہت ہے سدا و سداں دیکھا
 کز ذکاوت راندیم اُسپ از گراف
 کہ ہم نے ذہانت کے گھوڑے بیکار دوزائے
 آشنا کرویم در بحر خیال
 خیال کے سمندر میں تیراکی کی
 نیست آنجا چارہ جو کشتی نوح
 وہاں نوح کی کشتی کے سوا چارہ نہیں ہے
 تا طمع در نوح و کشتی دوختے
 تاکر تمنا کو نوح اور کشتی سے وابستہ کر دیتا
 کہ منم کشتی دریں دریی کل
 کہ اس عظیم صیا میں کشتی میں ہوں

پس اروی خاش باش از اُقیاد
 تو ہی ہے ' فرمانبردار سے چپ رہ
 پس روضت شود خاموش باش
 تو ہی ہے ' چپ ہو جا اور خاموش رہ
 ورنہ گرچہ مستعدی و قلبی
 ورنہ اگرچہ تو صاحب استعداد و قابلیت ہے
 ہم ز استعداد و آمانی اگر
 استعداد اور تمناؤں سے بھی اگر
 صبر گن در موزہ دوزی و بسوز
 موزہ بننے اور مشقت پر صبر کر
 کہنہ دوزاں گریڈے شاں صبر و حلم
 پائے جوتے گا نیشنوں کا گریڈہ بیداری حاصل ہوتی
 پس بکوشی و باخر از کلال
 پھر تو کوشش کرے گا اور بالآخر تک لڑ
 ہچموآں مرد مفلس روز مرگ
 اس فلسفی کی طرح جس نے موت کے دن
 بے غرض می کردند آدم اعتراف
 اس وقت اس نے اعظاں سے اقرار کیا
 از غروی سر کشیدم از رجاں
 میں نے تکبر کی وجہ سے (باخدا) لوگوں سے سرکشی کی
 آشنا تیج ست اندر بحر روح
 روح کے سمندر میں تیراکی بیکہ ہے
 کاشکے گو آشنا ناموختے
 کاش " تیراکی نہ سیکھتا
 آنچنین فرموداں شاہ رسل
 رسولوں کے شاہ نے اسی لئے فرمایا ہے

۱۔ پس روی۔ مرید کو خاموشی سے
 شیخ کی توجہ دہی کرنی ضروری ہے
 مرید کام چپ رہنا اور شیخ کی ہدایت
 پر عمل کرنا ہے اپنی طرف سے ہاتھیں
 بنانا اور اپنی بڑائی جتنا جہاں ہے
 ورنہ اگر تو شیخ کے سامنے بڑائی
 بگمانے گا تو اگرچہ صاحب استعداد
 ہو تیری وہ استعداد برباد ہو جائے گی۔
 ۲۔ صبر گن۔ پورا سوچی اس وقت
 بننا ہے جب صبر اور محنت سے سیکھتا
 ہے ورنہ صرف موزہ اور جوتے کا نیشن والا
 بن کر رہ جاتا ہے کہنہ دوز۔ جوتے
 کا نیشن والے اگر صبر سے کام لے کر
 استاد سے سیکھے تو ہنرمند بن کر سوچی
 بن جاتے۔ عقل عقل۔ عقل رسی
 سے یعنی ہماری عقل ہمارے ہنر سیکھنے
 کے لئے مانع بن گئی۔ مفلس۔ اس
 سے شیخ بولی میں فلسفی مراد ہے۔
 ۳۔ بے غرض۔ شیخ بولی میں نائے
 موت کے وقت جب عالم آخرت
 منکشف ہونے لگا تو اقرار کیا کہ ان
 معاملات میں عقلی گھوڑے دوزاں بیکار
 تھا۔ از غروی علم کے غرور نے لعل
 اللہ تک نہ پہنچنے دیا اور میں خیالی
 سمندر میں غوطے لگاتا رہا۔ آشنا۔
 مولانا نے فرماتے ہیں روح کے
 سمندر میں خود تیرا بیکار ہے وہاں نوح
 والی کشتی ضروری ہے۔ کاشکے۔ اگر شیخ
 بولی میں عقلی گھوڑے دوزاں نہ جانتا تو
 کسی بزرگ کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ آنچنین۔
 آنحضرت نے اسی لئے ارشاد فرمایا ہے
 کہ میں دیائے روح کی کشتی ہوں
 اس کو میرے سزاویہ پارہ کر سکتے ہیں۔

۱ یا کے یعنی صحابہ کرام جو
آنحضرتؐ کی بصیرتوں سے فیضیاب
تھے۔ کشتی نوحیم۔ آنحضرتؐ نے فرمایا
میں اور میرے گیس یافتہ صحابہ اس
دریائے معرفت کے لئے بمنزل نوح
کی کشتی کے ہیں۔ کنعان۔ حضرت
نوحؑ کے ہاتھ پائے نے بجائے
کشتی میں بیٹھے کے یہ کہا تھا کہ میں
پہاڑ پر چڑھ کر پناہ حاصل کروں گا۔ نہ
بے قرآن پاک میں اس کو جواب
دیا گیا۔ لا عاصم فیوم آج کوئی
بچانے والا نہیں ہے۔

۲ می نماید۔ چونکہ آنکھوں
پر بندش ہے اس لئے دلایا کی صحبت
حقیر نظر آتی ہے اور اپنی عقل بلند نظر
آئی ہے فضل خدا جبکہ فضل
خداوندی اس کے شامل حال ہے تو
اس کو حقیر نہ سمجھے۔ کنعانی۔ اگر تیرا مزاج
بھی کنعان کی طرح ہے تو میری
نصیحت کو نہ سنے گا اے لوگوں کے
کانوں پر مہر خداوندی لگی ہوئی ہے۔
نجام۔ مہر کے گزرد۔ کسی کی نصیحت
اللہ تعالیٰ کی مہر سے گزر کر کان تک
کسے پہنچ سکتی ہے۔ حدیث۔ ہر نو
پیدا یعنی نصیحت۔ حکم سب سے اولیٰ حکم
یعنی کانوں پر مہر لگ جائے گا حکم۔

۳ ایک۔ میں جو پچھ نصیحت کر
رہا ہوں وہ اس بنا پر کر رہا ہوں کہ تو
کنعان صفت نہ ہوگا آخر مولانا پھر
پیلے مضمون کی طرف لوٹتے ہیں کہ
آخر میں عقل کے ناکارہ ہونے کا
اقرار کرنا پڑے گا اور آخر کے معاملہ
کو بے ہی سمجھ لے۔ می توانی۔ اگر تو
بشمیرت سے کام لے گا تو انجام کو
دیکھ سکتا ہے۔ ہر کہ جو شخص انجام
میں ہوتا ہے وہ ٹھوکر نہیں کھاتا اگر تو
بھی یہ چاہتا ہے تو اول اللہ کے قدم کی
خاک کو سرمہ بنالے پھر سر کے بل
گرنے سے بچ جائے گا۔

یا کے اگو در بصیر تہائی من
یا وہ ہے جو میری بصیرتوں میں
کشتی نوحیم در دریا کہ تا
میں دیا میں نوح والی کشتی ہوں ہرگز
ہمچوں کنعاں سوی ہر کوہے مرو
کنعاں کی طرح ہر پہاڑی کی جانب نہ جا
می نماید پست اس کشتی زبند
پستے کی جہ سے یہ کشتی پست نظر آتی ہے
پست منگرہاں وہاں اس پست را
خبردار خبردار اس نیچی کشتی کو نیچا نہ سمجھ
در بلندی کوہ فکر ت کم نگر
اپنی عقل کے پہاڑ کو بلند نہ سمجھ
گر تو کنعانی نداری با ورم
اگر تو کنعان صفت ہے میرا یقین نہ کرے گا
گوش کنعاں کے پذیردایں کلام
اس بات کو کنعان کب قبول کرتا ہے؟
کے گذارد مو عظمت بر مہر حق
نصیحت اللہ تعالیٰ کی مہر سے آگے کب بڑھ سکتی ہے؟
لیک می گویم حدیث خوش پئی
لیکن میں خوشیوں بات سنا ہوں
آخر اس اقرار خواہی کرد ہیں
خبردار بالآخر تو یہ اقرار کرے گا
می توانی دید آخر را ملکن
تو انجام کو دیکھ سکتا ہے نہ بنا
ہر کہ آخر میں بود مسعود وار
جو نیک بخت کی طرح انجام میں رہتا ہے

شد خلیفہ راستیں بر جلی من
میری جگہ سچا قائم مقام بنا ہے
رُو نگر دانی ز کشتی اے فتنی
اے نوجوان! تو کشتی سے روگردانی نہ کر
از نے لا عاصم الیوم شنو
قرآن سے آج کوئی بچانے والا نہیں سن لے
می نماید کوہ فکر ت بس بلند
تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے
بنگراں فصل خدا پیوست را
خدا سے جڑے ہوئے اس فصل کو دیکھ
کہ یکے موحش گند زیر و زبر
کیونکہ اس کو ایک سوچ تہہ و بالا کرنے گی
گرو صد چندیں نصیحت آورم
خود میں اس جیسی سو نصیحتیں کروں
کہ بر و مہر خدا یست و انجام
کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
کے بگرداند حدیث حکم سبق
یعنی بات اولیٰ حکم کب بدل سکتی ہے؟
بر امید آنکہ تو کنعاں نہ
اس امید پر کہ تو کنعان نہیں ہے
ہم ز اول روز آخر را ہمیں
پیلے ہی دن سے انجام میں بن جا
چشم آخر بینت را کور و کہن
اپنی انجام میں آنکھ کو اندھا اور پہنا
نہویش ہر دم برہ رفتن عشار
اس کو راستہ چلتے میں ہر بہت ٹھوکر نہیں لگتی ہے

گر نخواستی ہر دمے اس خفت و خیز
اگر تو ہر وقت گنا اور سنبھانا نہیں چاہتا
کحل دیدہ ساز خاکِ پاش را
اس کے پاؤں کی خاک کو آنکھ کا سرمہ بنالے
کہے ازیں شاگردی وزیں افتقار
کیونکہ اس شاگردی اور اس احتیاج سے
سرمہ گن تو خاکِ ہر بگزیدہ را
ہر بگزیدہ کی خاک کو سرمہ بنالے
چشم روشن گن ز خاکِ اولیا
اولیاء کی خاک سے آنکھ روشن کر لے
چشمِ اشتر زان یود بس نور بار
انہٹ کی آنکھ اسی لئے زیادہ روشن ہوتی ہے
خار ۲ خور تا گل برویاند ترا
کانا چبا تاکہ وہ تجھ میں پھول اگائے
خارا از چشم دل گر بر گنی
اگر تو دل کی آنکھ سے کاننا لال دے گا
اگر تو دل کی آنکھ سے کاننا لال دے گا

قصہ ۳ شکایتِ اشتر بہ اشتر کہ من بسیار در رومی اُفتم در راہ رفتن
خچر کی اونٹ سے شکایت کا قصہ کہ میں رات چلنے میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
و تو کم می اُفتی چون است و جواب گفتن شتر مر اشتر را
اور تو نہیں گرتا (یہ) کیوں ہے؟ اور اونٹ کا خچر کو جواب دینا

اشتر سے را دید روزے اشتر سے
ایک خچر نے ایک روز ایک اونٹ کو دیکھا
گفت من بسیار می اُفتم برو
اس نے کہا میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
کز چہ در رومی فتم بسار من
میں منہ کے بل اکثر کیوں گرتا ہوں؟
چونکہ با او جمع شد در آخرے
جبکہ وہ ایک اُسطبل میں اس کے ساتھ بیچ ہوا
در گریوہ و راہ و در بازار و گو
نیلے اور رات میں اور بازار و کوچہ میں
در رہ ہموار و ناہموار من
ہموار اور ناہموار رات میں

۱۔ کہ ازیں۔ لیل اللہ کے اجراع سے تھوڑی سی استعداد اور ابھی کامل بن جاتا ہے۔ ذوالفقار۔ حضرت علیؑ کی تلوار کا نام ہے۔ ہم سب سے زیادہ مالگتا تو ہے لیکن آنکھ کو درست کرتا ہے یعنی لیل اللہ کی اطاعت تاکہ اور تو ہوتی ہے لیکن انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔ نو خور اونٹ نے کانٹے چبائے تو آنکھیں روشن ہو گئیں۔

۲۔ خار خور۔ شیخ کی تعلیم و محبت میں ناگہریاں برداشت کرتے ہوئے انیس کے معرفت کے گل اور بوٹے انیس کے آنکھوں میں روشنی دل میں صفائی پیدا ہو جائے گی۔ خار دل اگر نفس کے رزائل کا کانٹا آنکھ سے نکال دے گا تو نور بسیرت حاصل ہو جائے گا۔

۳۔ قصہ اس قصہ سے مولانا نے دور بینی کے فوائد اور دور بین کی اطاعت کے فوائد سمجھائے ہیں۔ اشتر۔ خچر۔ آخر۔ چوپائے ہانڈھنے کی جگہ گریوہ۔ نیل۔

خاصہ از بالای گد تا زیر کوه
 خصوصاً پہاڑ کے اوپر سے پہاڑ کے نیچے تک
 کم ہمی آفتی تو در زو بہر چست
 کیا سبب ہے؟ تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے
 در سر آیم ہر دم و زانو زخم
 میں ہر وقت سر کے بل گرتا ہوں اور گھٹنے رگڑ لیتا
 گو شود پالاں و رخم بر سرم
 میرا پالاں اور میرا بوجھ میرے سر پر لانا ہو جاتا ہے
 ہچو کم عقلے کہ از عقل تباہ
 اس بیوقوف کی طرح جو بہا شدہ عقل کی وجہ سے
 سحرہ ۲ ایلیس گرد در زمن
 زمانے میں شیطان کے تابع بنتی ہے
 در سر آید ہر زماں چوں اسپ لنگ
 وہ انگڑے گھوڑے کی طرح ہر وقت منہ کے بل گرتا ہے
 می خورد از غیب بر سر زخم از
 غیب سے وہ سر پر چوٹ کھاتا ہے
 باز توبہ می کند باری شست
 پھر گزرو ادا سے توبہ کرتا ہے
 ضعف اندر ضعف و کبرش آچنناں
 کمزوری اور کمزوری اور اس کا تکبر اس قدر
 اے ۳ شتر کہ تو مثال مومنی
 اے اونٹ! تو مومن کی طرح ہے
 توجہ داری کہ چنیں بے آفتی
 تیرے پاس کیا ہے کہ تو ایسا بے مصیبت ہے
 گفت گرچہ ہر سعادت از خداست
 اس نے کہا اگرچہ ہر نیک نعتی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے

۱ خاصہ عام طور پر بھی گرتا ہوں
 لیکن پہاڑی راست میں تو ضرور گرتا
 ہوں۔ پوز۔ تھوٹنی۔ گوشوں منہ کے
 بل گرتا ہوں تو بوجھ اور پالاں کھسک کر
 سر پر آ جاتا ہے پھر گدھے والا میرے
 ذمہ ملتا ہے۔ ہچو۔ مولانا فرماتے
 ہیں کہ توبہ ممکن بے عقل کی مثال اسی
 گدھے کی ہے۔

۲ سحرہ۔ یہ توبہ ممکن اپنی کمزوری
 رائے کی وجہ سے شیطان کے تابع
 ہوتا ہے اور انگڑے گھوڑے کی طرح
 ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرتا رہتا ہے
 جس پر وزن زیادہ ہو اور راست بھی
 پتھر پڑا ہو۔ ہاز۔ توبہ ممکن پھر توبہ کرتا
 ہے اور شیطان ایک پھونک سے پھر
 اس کی توبہ توڑ دیتا ہے ضعف۔ خود تو
 اس قدر کمزور ہے لیکن بزرگوں کو
 ذلیل سمجھتا ہے۔

۳ اے شتر۔ پھر شتر کی بات
 شروع کی ہے شتر نے اونٹ سے کہا
 کہ تیری مثال مومن کی سی ہے جو نہ
 منہ کے بل گرتا ہے اور نہ پنے۔ گفت۔
 اگرچہ ہر سعادت اللہ کی جانب سے
 ہے لیکن ظاہری چیز یہ بھی ہے کہ میرا
 سر بلند اور میری آنکھیں دور ہیں
 ہیں۔

در سر آیم ہر زمانے از شکوہ
 ہر وقت خوف سے میں منہ کے بل گرتا ہوں
 یا مگر خود جان پاکت دولیست
 شاید تیری پاک جان غیب سے ملا مل ہے
 پوز و زانو زان خطا پر خوں کغم
 اس غلطی سے تھوٹنی اور گھٹنے زخمی کر لیتا ہوں
 وز مکاری ہر زماں زخمے خورم
 اور گدھے والے سے میں ہر وقت پنتا ہوں
 بشکند توبہ بہر دم از گناہ
 گناہ کر کے ہر وقت توبہ توڑ دیتا ہے
 از ضعیفی رہی آل توبہ شکن
 کمزوری کی وجہ سے اس توبہ شکن کی رائے
 کہ یود بارش گران و راہ سنگ
 جس پر بھاری بوجھ ہو اور سنگھان راست ہو
 از شکست توبہ آل ادبار خو
 وہ منوں توبہ کے توٹنے سے
 دیویک پف کرد توبہ را شکست
 شیطان نے ایک پھونک مادی توبہ کو توڑ دیا
 کہ بخوری ہنگرد در واصلان
 کہ بولیاہ کو ذلت سے دیکھتا ہے
 کم فتنی در زو کم بنی زنی
 منہ کے بل نہیں گرتا ہے اور مد نہیں کھاتا ہے
 بے عشاری و کم اندر زوفتی
 بغیر لغزش کے ہے اور منہ کے بل نہیں گرتا ہے
 در میان ما و تو بس فرہاست
 ہم میں اور تجھ میں بہت فرق ہیں

سر بلند من دو چشم من بلند
میرا سر بلند ہے میری دونوں آنکھیں بلند ہیں
از سر گہ من بہ پنم پپی کوہ
میں پہاڑ کی چوٹی سے پہاڑ کی جڑ تک دیکھ لیتا ہوں
بچناں کہ دیداں صدر اجل
جس طرح اس بزرگ نے دیکھ لیا
انچہ خواہد بود بعد بست سال
جو بات میں سال بعد ہو گی
حال خود تنہا ندیداں متقی
اس متقی نے صرف اپنا حال ہی نہیں دیکھا
نور ۲ در چشم و دیش ساز و سکن
نور اس کی آنکھ اور دل کو سکن دیتا ہے
بچو یوسف کو بید اول بخواب
بہرگز حضرت یوسف کی نہیں نے نذرانی میں خواب نہ لیا
از پس وہ سال بلکہ بیشتر
وہ سال کے بعد بلکہ اس سے بھی زیادہ میں
نیست ۳ آل ينظر بنور اللہ گراف
وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے لہذا نہیں ہے
نیست اندر چشم تو آں نور رو
جا ' میری آنکھ میں وہ نور نہیں ہے
توز ضعف چشم بنی پیش پا
تو آنکھی کمزوری کی جسے صرف پاؤں کا گدگد دیکھتا ہے
پوشا چشم ست دست و پپی را
ہاتھ اور پاؤں کا پیشوا آنکھ ہے
دیگر آنکھ چشم من روشن ترست
علاوہ ازیں میری آنکھ زیادہ روشن ہے

بیش عالی امان ست از گزند
بلندی سے دیکھنا تکلیف سے امن کا سبب ہے
ہر گوہ ہموارہ رامن توہ
ہر گڑب گڑب اور ہموار کو
پیش کار خویش تار و ز اجل
پہلے سے اپنے معاملہ کو موت کے دن تک
داند اندر حال آں نیکو نصال
وہ نیک خصلت اس کو اسی وقت جانتے تھے
بلکہ حال مغربی و مشرقی
بلکہ مغربی اور مشرقی کا بھی دیکھا
بہر چہ سازد پے حب الوطن
کیوں بنانا ہے؟ وطن کی محبت کی خاطر
کہ سجودش کرد ماہ و آفتاب
کہ ان کو چاند اور سورج نے سجدہ کیا
انچہ یوسف دیدہ بد بر کرد سر
جو کچھ یوسف نے دیکھا تھا وہ ظاہر ہوا
نور ربانی بود گروں شگاف
خدائی نور آسمان کو پہلانے والا ہے
ہستی اندر حس حیوانی گرد
تو حیوانی حس میں پھنسا ہے
تو ضعیف وہم ضعیفت پیشوا
تو کمزور ہے اور تیرا پیشوا بھی کمزور ہے
گو بہ بیند جلی رانا جلی را
کیونکہ وہ صحیح اور غلط جگہ کو دیکھتی ہے
دیگر آنکھ خلقت من اطہر ست
علاوہ ازیں میری پیدائش پاک ہے

۱۔ گو کز خدا توہ توہ = یہ
تہ بچناں = صدر اجل ' بر سے صدر
سے مراد بائزید لہطائی ہو سکتے ہیں
جن کو صحیح احوال خرقائی کے احوال
پیدا اس سے قبل معلوم ہو گئے تھے یا
مطلق دلی مراد ہے انچہ خواہد بود کسی
دلی کا کشف ناقصی ہے اور نہ تمام
اشیاء سے اس کا تعلق ہوتا ہے انچہ
بعرض مستقبل میں ہونے والے
واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ نور = دلی کے کشف کی وجہ یہ
سے کہ نور اس کی آنکھ اور دل کو اپنا سکن
بنالیتا ہے کیونکہ دلی عالم غیب کا عاشق
ہے اور اس عشق سے نور پیدا ہوتا
ہے۔ بچو یوسف = یوسف علیہ السلام
نے خواب میں دیکھ لیا تھا کہ چاند اور
سورج آپ کو سجدہ کر رہے ہیں اور اس
واقعہ کا ظہور دس سال بعد ہوا جبکہ ان
کے بھائی ان کے سامنے سر سجود کر
گئے۔

۳۔ عیب = دلی آنے والی بات کو
اس لئے دیکھتا ہے کہ وہ نور خداوندی
کے ذریعہ دیکھتا ہے اور نور خداوندی
کے لئے کوئی آڑ نہیں ہو سکتی۔
تو ضعیف = عام انسان کسی آنکھ سے
دیکھتا ہے جو ایک کمزور اور اس کا چیز
سے انسان خود بھی کمزور ہے اور اس کا
پیشوا یعنی کسی آنکھ بھی کمزور ہے لہذا
اس کو صرف سامنے کا اور تصویر اور کا
نظر آتا ہے دیگر۔ دوسری بات یہ
ہے کہ میری آنکھ زیادہ روشن ہے تیری
بات۔ یہ کہ میں طالی اور پاک نسل کا
ہوں تو حرامی ہے۔ خیر فرج سے پیدا
نہیں ہوتا بلکہ گدھے اور ٹھوڑی کے
میل سے پیدا ہوتا ہے۔

زانکہ ہستم من ز اولادِ حلال نے ز اولادِ زنا و اہل ضلال
 کیونکہ میں حلال اولاد میں سے ہوں نہ کہ زنا اور گمراہوں کی اولاد
 تو ز اولادِ زنائی بے گماں تیر کٹر پڑو چو کٹر باشد کماں
 تو یقیناً زنا کی اولاد ہے تیر نیزہا اڑتا ہے جبکہ کماں نیزہی ہو

تصدیق کردنِ اُستر جو بہنہا اُستر را و اقرار آوردن بفصل او
 نچر کا لہنت کے جواہوں کی تصدیق کرنا اور اپنے لوہے اس کی بڑائی کا اقرار کرنا
 بر خود و از و استعانت خواستن و بد و پناہ گرفتن بصدق و نواختن
 اور اس سے مدد مانگنا اور سچائی اس کی پناہ پکڑنا اور لہنت کا
 شتر اور اوراہ نمودن و یاری دادن پدرانہ و شاہانہ
 اس کو نواہنا اور پدرانہ اور شاہانہ طریقہ پر اس کی رہنمائی اور مدد کرنا

گفت ۱ اُستر راست گفت اے شتر
 شتر نے کہا اے لہنت! تو نے سچ کہا
 ساعت بگریست در پایش فتاد
 تھوڑی دیر رویا اس کے پاؤں پڑا
 چہ زیاں دارد کہ از فرخندگی
 کیا نقصان ہوگا کہ (اگر) برکت کی وجہ سے
 فصل تو بر من فزونست از شمار
 تیری بزرگی بے شمار مجھ سے بڑھی ہوئی ہے
 گفت ۲ چوں اقرار کردی پیش من
 اس نے کہا جب تو نے میرے سامنے اقرار کر لیا ہے
 دادی انصاف و رہیدی از بلا
 تو نے انصاف کیا اور مصیبت سے چھوٹ گیا
 خوبی بدور ذات تو اصلی نبود
 تیری ذات میں بد عادت اصلی نہ تھی
 آل بد عاریتی باشد کہ او
 وہ عارضی بد عادت ہے کہ جو
 ایں بگفت و کرد چشم از اشک پُر
 یہ کہا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا
 گفت اے بگزیدہ رب اعباد
 کہا اے بندوں کے رب کے بگزیدہ!
 در پذیر ی تو مرا در بندگی
 تو مجھے غلامی میں قبول کر لے!
 ہم بفصل خود مرا معذور دار
 اپنی بڑائی کی وجہ سے میرا عذر قبول کر لے
 رو کہ رستی تو ز آفاتِ زمن
 جا تو زمانے کے مصائب سے نجات پا گیا
 تو عدو بودی شدی ز اہل ولا
 تو دشمن تھا دوستوں میں سے ہو گیا
 کز بد اصلی نیاید جز محمود
 کیونکہ اصلی بد سے صرف انکار سرزد ہوتا ہے
 آرد اقرار و شود او توبہ جو
 (خطا کا) اقرار کر لے اور توبہ کی جستجو کرے

۱ تو ز اولاد۔ جب تیری ولادت
 ہی غلط ہے تو سارے کام غلط ہیں اگر
 کماں نیزہی بہتو تیر نیزہا اڑتا ہے
 ۲ گفت اُستر۔ شتر نے لہنت کی
 باتوں کی تصدیق کی اور رونے لگا پھر
 لہنت کے پاؤں پر گر پڑا اور بولا کہ
 میری غلطی معاف کر دیجئے اور اب
 تک اطاعت نہ کرنے میں میرا عذر
 قبول کر لیجئے۔

۳ گفت چوں۔ لہنت نے شتر
 سے کہا اب جبکہ تو نے اپنے پیوں کا
 اقرار کر لیا ہے اور مجھ سے دستگیری
 چاہی ہے مصائب سے نجات پا گیا
 ہے خوبی بد۔ تیرے اقرار کی وجہ سے
 ہوئی کہ یہ عیب تیرے اندر عارضی
 تھا اگر اصل ہوتے تو کبھی اقرار نہ کرتا
 عارضی بد تو کر لیتا ہے۔

بچھو! آدم زلتش عاریہ بود
 جیسے کہ حضرت آدم ان کی لغزش عاریہ تھی
 چونکہ اصلی بود جرم اس بلیس
 چونکہ شیطان کی خطا اصلی تھی
 رو کہ رستی از خودی و از خوبی بد
 جا کہ تو خوبی اور بدعات سے نجات پا گیا
 رو کہ اکنوں دست و دولت زدی
 جا کہ اب دولت تیرے ہاتھ آگئی ہے
 اَدْخُلِيْ چوں فِیْ عِبَادِيْ يٰقِيْ
 جب تو نے میرے بندوں میں داخل ہو جا کو پایا
 در عبادش راہ کردی خویش را
 جب تو نے اپنا راستہ اس کے بندوں میں بنا لیا ہے
 اِهْلِنَا گفتمی صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمِ
 تو نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے کہا
 نار بودی نور گشتی اے عزیز
 اے یاد سے! تو آگ تھا نور بن گیا
 اخترے بودی شدی تو آفتاب
 تو بنا تھا سہن بن گیا
 اے ضیاء الحق حُسام لدیٰں بگیر
 اے ضیاء الحق حُسام الدین! تو لے
 تار ہداں شیر از تغیر طعم
 تاکہ وہ مزہ بدلنے سے محفوظ ہو جائے
 متصل گردد بدال بحر اکت
 وہ است کے سمندر سے مل جائے گا

لا جرم اندر زماں توبہ نمود
 اے محمدا! انہوں نے فوراً توبہ کر لی
 رہ نمودش چاہ توبہ نفس
 اس لئے مہم توبہ کی طرف اس کا راستہ نہ تھا
 وز زبانه نار و ز دندان و د
 آگ کے شعلے اور دندانوں کے دانت سے
 در قلندی خود یہ سخت سردی
 تو نے اپنے آپ کو دائمی خوش نصیبی سے وابستہ کر دیا ہے
 اَدْخُلِيْ فِیْ جَنِّيْ در یاقی
 تو نے داخل ہو جا میری جنت میں کو حاصل کر لیا ہے
 رفتی اندر خلد از راہِ خفا
 تو غیر محسوس طریقہ پر جنت میں چلا گیا ہے
 دست تو بگرفت برودت تا نعیم
 اس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا
 غورہ بودی گشتی انگور و موویز
 تو کچا خوش تھا انگور اور منقہ بن گیا
 شاد باش و الله اعلم بالصواب
 خوش رہو! اور بہتر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے
 شہد خویش اندر فگن در بوجی شیر
 اپنا شہد دودھ کی نہر میں ملا دے
 یابد از بحر مزہ تکثیر طعم
 اور حیرے کے سمندر سے مزید ذائقہ حاصل کرے
 چونکہ شد دریا زہر تغیر رست
 جب وہ دریا بن جائے گا ہر تغیر سے بچ جائے گا

یا نبی۔ حضرت آدم کی لغزش
 عاریہ تھی انہوں نے توبہ کر لی شیطان
 کی خطا فطری تھی اس کو توبہ کی توفیق نہ
 ہوئی۔ رو۔ لغزش نے کہا اب جبکہ تو
 نے توبہ کر لی تو خودی اور بدعات سے
 نجات پا گیا اور جہنم کے عذاب سے
 چھوٹ گیا۔ بدعات سب تجھے خوش
 نصیبی کی دولت مل گئی ہے اور تو نے
 جنت حاصل کر لی ہے۔ اَدْخُلِيْ۔
 قرآن پاک میں ہے۔ فَادْخُلِيْ فِیْ
 عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنِّيْ یعنی اے
 مُطہرین نفس تو میرے بندوں میں
 داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل
 ہو جا یعنی اللہ کے عباد اور بندوں میں
 داخل ہو جا جنت میں داخل کا سبب

۲۔ در عبادش۔ انسان اللہ تعالیٰ کا
 عہد اس وقت بنتا ہے جبکہ اس کی
 عبادت کرنا عبادت کے ذریعہ
 جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِهْلِنَا۔
 جب کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے
 اور کہتا ہے اِهْلِنَا الصِّرَاطَ
 الْمُسْتَقِيْمَ ہمیں سیدھے راستے کی
 رہنمائی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی
 تکمیل فرماتا ہے اور جنت میں داخل
 کر دیتا ہے اور وہی پہلو تو آگ تھا
 اب نور بن گیا یعنی پہلے تو ناقص تھا
 اب کامل بن گیا۔ غورہ۔ انگور کا کچا
 خوش

۳۔ اے ضیاء الحق۔ مولانا فرماتے
 ہیں اے ضیاء الحق تم علوم و معارف
 میں اپنا شہد ملا دو تاکہ اس میں تغیر نہ
 آسکے اور وہ اور مزید ہر جا میں۔
 متصل گردد۔ آپ کی تعلیم سے وہ
 ناقص وجود کمال سے مل جائے گا جب
 وہ جو کھل میں داخل ہو جائے گا تو اس کو
 بقا و دوام حاصل ہو جائے گا۔



مفندے یابد دریاں بحر عسکل ۱ آفتے را نبود اندرے عمل
 اس شہد کے دریا میں رات پالے گا اس میں کسی آفت کا عمل نہ ہو سکے گا
 غرہ گن شیر وارے شیر حق غرہ گن شیر وارے شیر حق
 اسے اللہ کے شیر! شیر کی طرح غرا تاکہ وہ ڈوک ساتویں آسمان پر پہنچے
 چہ خبر جان ملول سیر را کے شناسد موش غرہ شیر را
 کابل ست کی بیان کو کیا خبر؟ چو شیر کی ڈوک کو کہاں پہنچاتا ہے؟
 بر نویس احوال خود با آب زر بہر ہر دریا دلے نیکو گھر
 اپنے احوال سونے کے پانی سے لکھ دے ہر دریا دل نیک فطرت کے لئے
 آب نیل ستاں حدیث جانفزا یار بش در چشم قبلی خود نما
 یہ روح کو بڑھانے والی بات دہیائے نیل کا پانی ہے اسے خدا سے قبلی کی نظر میں خون بنا دے

۱۔ عسکل۔ شہد کا خاصہ ہے کہ اس کے اندر کی چیز تغیر پذیر نہیں ہوتی ہے۔ غرہ گن۔ اسے ضیاء الحق آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں شیروں کی طرح غرائے اور حقائق کو بیان کیجئے۔ چہ خبر۔ جو حقائق کے پیاسے نہیں ہیں وہ آپ کے معارف سے واقف نہیں ہیں۔ کے شناسد۔ چو ہاشیر کی ڈوک کو کہیں سمجھتا ہے بڑھایا جانور اس کو سمجھتے ہیں۔ بر نویس۔ اپنے احوال بشکل مشنوی لکھ لیتے۔ اس حدیث۔ یعنی ضیاء الحق کے احوال دہیائے نیل کی طرح ہیں جو قبلیوں کے سیریلی کا ذریعہ تھا۔

۲۔ لاپہ گردن۔ مولانا دہیائے نیل کے خون بن جانے کا قصہ ذکر کرتے ہیں۔ قبلی یعنی فرعون کے ماننے والے سہلی۔ یعنی حضرت موسیٰ کے پیرو۔ عطش۔ پیاس۔ وثاق۔ گھر۔ خویشاوند۔ رشتہ دار۔

۳۔ زانگہ۔ ضرورت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے جادو کے ذریعہ ہمارے لئے نیل کے پانی کو خون بنا دیا ہے اس دہیائے سہلی پانی پی رہے ہیں اور ہمارے لئے خون بن گیا ہے۔

۱۔ لاپہ گردن قبلی مرسطی را کہ یک طرف بہ نیت خویش از نیل پُر
 ایک قبلی کی سہلی کی خوشامد کرنا کہ ایک برتن اپنی نیت سے دہیائے نیل سے بھر لے
 گن و بر لب من نہ تا بخورم بحق دوستی و برادری سُبُو کہ شمار
 اور دوستی اور بھائی بندی کی بنا پر میرے منہ سے لگا دے تاکہ میں پی لوں وہ
 سبٹیاں بہر خود پُر می کلید از نیل آب صاف ست و سُبُو
 ٹھلیا کہ تم سہلی دہیائے نیل سے اپنے لئے بھرتے ہو صاف پانی ہے اور وہ ٹھلیا
 کہ ما قبٹیاں پُر می کلیم خون صاف ست
 کہ ہم قبلی بھرتے ہیں بالکل خون ہے

من شدیم کہ در آمد قبطیے از عطش اندر وثاق سبطیے
 میں تے سنا ہے کہ ایک قبلی آیا پیاس کی وجہ سے ایک سہلی کے گھر
 گفت ہستم یار و خویشاوند تو گشتہ ام امروز حاجتمند تو
 کہنے لگا کہ میں تیرا دوست اور رشتہ دار ہوں میں آج تیرا محتاج ہوں
 زانگہ ۳ موسیٰ جادوئی کرد و فسوں تاکہ آب نیل مارا کرد خون
 کیونکہ موسیٰ نے جادو ٹوٹا کر دیا ہے یہاں تک کہ اس نے ہمدے کے دہیائے نیل کا خون بن دیا ہے
 سبٹیاں زان آب صافی می خورند پیش قبلی خون شد آب از چشم بند
 سہلی اسی سے صاف پیتے ہیں نظر بندی کی وجہ سے قبلی کے لئے خون بن گیا ہے

قبطیاں نک می مُرند از شنگی
 اب قبلی بیاس سے مر سے ہیں
 بہر خودیک طاس را پر آب گن
 ایک طشلا اپنے لئے پانی سے بھر لے
 چوں بری خود گنی اس طاس پر
 جب تو یہ طشلا اپنے لئے بھرے گا
 من طفیل تو بنوشم آب ہم
 میں بھی تیرے طفیل میں پانی پی لوں گا
 گفت اے جان جہاں خدمت کنم
 اس نے کہا اے جان جہاں میں خدمت کروں گا
 بر مُراد تو روم شادی کنم
 تیری مراد پوری کروں گا خوش ہوں گا
 طاس را از نیل او پر آب کرد
 اس نے طشلا کو نیل میں سے پانی سے بھرا
 اس نے طشلا کو نیل میں سے پانی سے بھرا
 طاس را کثر کرد سوی آب خواہ
 طشلا کو پانی چاہنے والے کی طرف جھکایا
 باز ازیں سو کرد کثر خون آب شد
 پھر اس طرف جھکایا بخون پانی بن گیا
 ساعت سہنہشت تا ششمش برفت
 تھوڑی دیر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس کا غصہ جانا رہا
 اے برادر اس گرہ را چارہ چیست
 اے بھائی! اس عقدہ کا کیا حل ہے؟
 متقی آنست کو بیزار شد
 پرہیزگار وہ ہے جو بیزار ہوا
 قوم موسیٰ شو بخور اس آب را
 موسیٰ کی قوم بن جا ' یہ پانی پی لے

از اپنے ادبار خود یا بدرگی
 اپنی نموت یا بد فطرتی کی وجہ سے
 تا خورد از آبت اس یار کہن
 تاکہ تیرے پانی میں سے یہ پرانا دوست پی لے
 خون نباشد آب باشد پاک و حر
 وہ خون نہ ہو گا پاک و صاف پانی ہو گا
 کہ طفلی در تبع بچہ زغم
 کیونکہ طفلی تابع بن کر غم سے چھوٹ جاتا ہے
 پاس دارم اے دو چشم رو شتم
 اے میری دونوں آنکھوں کی روشنی میں لحاظ برتوں گا
 بندہ تو باشم و آزادی کنم
 تیرا غلام بنوں گا اور آزادی کچھوں گا
 برد ہاں بہباد و نیے را بخورد
 من پر رکھا اور آدھا پیا
 کہ بخورد تو ہم شد آں خون سیاہ
 کہ تو بھی پی لے ' وہ کالا خون بن گیا
 قبطی اندر چشم و اندر تاب شد
 قبلی غصہ اور بچ و تاب میں پڑ گیا
 بعد ازاں گفتش کلمے صمصام زفت
 اس کے بعد اس سے کہا اے بھائی تمہاری تلوار
 گفت اس را آن خورد کو متقی ست
 اس نے کہا اس کو وہ پیتا ہے جو پرہیزگار ہے
 از رہ فرعون و موسیٰ وار شد
 فرعون کے راستہ اور موسیٰ جیسا بن گیا
 صلح گن بلمہ ہمیں مہتاب را
 صلح سے صلح کر لے ' چاندنی دیکھ لے

نیل سے۔ یہ خون تھا ہمارے
 بد نصیبی یا بقول حضرت موسیٰ بد فطرتی
 ہے۔ بہر خود تو یہ کر کہ اپنے لئے پانی
 بھر لے میں بھی اس میں سے پی لوں
 گا تو اپنے لئے بھرے گا تو وہ پانی
 پاک و صاف ہے گا خون نہ بنے گا۔
 من طفیل تو بنوشم آب ہم
 میں تیرا طفیل بن کر
 پانی پی لوں گا۔ طفلی۔ ہر قسم کی فکر سے
 بے نیاز ہوتا ہے۔

عطف۔ اس سہلی نے کہا میں
 تیری فرمائش پوری کر کے خوشی محسوس
 کروں گا۔ طاس۔ اس سہلی نے
 طشلا نیل کے پانی سے بھرا اور آدھا
 خود پی گیا۔ طاس۔ خود پانی پی کر سہلی
 نے طشلا کو سہلی کی طرف جھکایا تو اس
 طشلا نے پانی کی بجائے کالا خون چھا
 پھر اس سہلی نے اپنی طرف کو جھکایا تو
 وہ خون پانی بن گیا اس واقعہ سے سہلی کو
 بہت غصہ آیا۔

ع ساعت۔ وہ قبلی تھوڑی دیر غصہ
 میں بیٹھا رہا پھر اس نے سہلی سے کہا
 کہ یہ گرہ تمہیں کھلے۔ گفت۔ سہلی
 نے کہا یہ پانی متقی پی سکتا ہے۔ متقی۔
 متقی وہ ہے جو فرعون سے بیزار ہو کر
 حضرت موسیٰ بات مان لے موسیٰ کی
 امت میں داخل ہو کر متقی بن
 جائے پانی پی لے گا۔

صد ہزاراں اظلمت ست از چشم تو
 لاکھوں اندھریاں ہیں تیرے غم کی وجہ سے
 چشم پنشاں چشم بکشا شاد شو
 غم فر کر، آنکھ کھل، خوش ہو جا
 کے طفیل من شوی در اعتراف
 پانی پینے میں تو میرا ٹھیلی کب ہو سکتا ہے؟
 کوہ ۲ در سوراخ سوزن کے رَوَد
 پہاڑ سوئی کے ٹکڑے میں کہاں گھس سکتا ہے؟
 کوہ را گہ گن باستغفار خوش
 کوہ توبہ سے پہاڑ کو تنکا بنا لے
 تو بدیس تزویر چوں نوشی از ازاں
 تو اس دھوکے بازی سے اس کو کیسے پی سکتا ہے؟
 خالق تزویر تزویر ترا
 چالبازی کا خالق تیری چالبازی
 آل موسیٰ شو کہ حیلت سود نیست
 موسیٰ کی امت ان کیلئے چالبازی سے فائدہ نہیں ہے
 زہرہ ۳ دارو آب کر زہر صمد
 پانی کا پتہ، کہ خدا کے حکم سے
 یا تو پنداری کہ تو ناں می خوری
 یا تو بہتا ہے کہ تو روٹی کھاتا ہے؟
 ناں گجا اصلاح آل جانے گند
 روٹی اس جان کی اصلاح کہاں کرتی ہے؟
 یا تو پنداری کہ حرف مثنوی
 یا تو سمجھتا ہے کہ مثنوی کے حرف
 یا کلام حکمت و سیر نہاں
 یا دانائی کا کلام اور پوشیدہ راہ
 بر عباد اللہ اندر چشم تو
 اللہ تعالیٰ کے بندوں پر تیری آنکھ میں
 عبرت از یاراں بگیر استاد شو
 دوستوں سے عبرت پکڑ، استاد بن جا
 چوں ترا کفریست ہچموں کوہ قاف
 جبکہ تیرا کفر کوہ قاف کی طرح ہے
 جز مگر آں کوہ برگ کہ شود
 سوائے اس کے کہ پہاڑ گھاس کا تنکا بن جائے
 جام مغفوراں بگیر و خوش بکش
 بخشے ہو لوں کا جام لے اور اچھی طرح پی
 چوں خرامش کرد حق بر کافراں
 جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کافروں پر حرام کر دیا ہے
 کے خرد اے مفرقی مفرقی
 میں کب آ سکتا ہے اے جھوٹوں کے جھوٹے
 حیلہ ات باد تہی پیسود نیست
 تیری چالبازی خالی ہوا کو ٹانہا ہیں
 گرد و با کافراں آبی گند
 روگردانی کرے گا کافروں کے لئے پانی کا کام کرے؟
 زہر مارو کاش جاں می خوری
 سانپ کا زہر اور جان کا گھٹاؤ کھا رہا ہے
 گو دل از فرمان ناں رہ بر گند
 جو روٹی دینے والے کے حک سے دل اکھاڑے
 چوں بخوانی را گنش بشنوی
 جب تو بیکار کر کے پڑھے گا سمجھ سکے گا؟
 اندر آید سہل در گوش کہاں
 آسانی سے ناکھوں کے کان میں آ جائے گا

۱۔ صد ہزاراں۔ چونکہ خدا کے
 مقبول بندوں پر تجھے عطا آتا ہے لہذا
 تیری آنکھوں پر تاریکی کے پردے
 پڑے ہوئے ہیں۔ یاراں۔ یعنی
 سہلی قوم۔ اعتراف۔ جلو سے پانی
 پینا۔ کوہ قاف۔ یعنی عظیم۔
 ۲۔ کوہ تیرے پڑا جیسے کفر کے
 ہوتے ہوئے نیل کا پانی پینا ایسا ہی
 ہے جیسا کہ سوئی کے ٹکڑے میں پہاڑ
 کو داخل کیا جائے۔ کہ گن۔ اے کفر
 کے پہاڑ کو توبہ کے ذریعہ گھاس کا تنکا
 بنا دے۔ پھر سطیوں کا جام لے کر
 خوب پانی پی لے۔ تزویر۔ ملع
 سازی۔ چالبازی۔ مفرقی۔ ام
 نائل سے جھوٹ بولنے والا۔
 مفرقی۔ ام مقبول ہے جھوٹ۔ آل
 موسیٰ۔ یعنی موسیٰ کی امت۔ حیلت۔
 یعنی یہ تدبیر کہ میں اپنے لئے پانی
 بھروں اور تو اس میں سے پانی لے
 ۳۔ زہرہ۔ اللہ تعالیٰ نے جب
 پانی کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ قطی کے
 لئے خون بنے تو وہ پانی نہیں کر
 سکتا۔ یا تو پنداری۔ کافر کے لئے روٹی
 بھی جس کا کام روح کی تقویت ہے
 اپنا کام نہیں کرتی ہے بلکہ انا اثر دکھائی
 ہے۔ یا تو۔ اگر مثنوی جیسی کتاب کو
 بھی بیکار سمجھ کر پڑھے گا تو اس سے
 نصیحت انداز نہ ہو سکے گا۔ کلام
 حکمت۔ کسی ہی دانائی کی بات ہو وہ
 ہائیں انسان کے کان میں نہیں پہنچتی
 ہے۔ کہاں۔ کس کا جمع۔ کہرتبہ۔

اندھا آید لیک چوں افسانہا
اند آتا ہے لیکن افسانوں کی طرح
در سر و زور کشیدہ چادرے
سر لہ منہ پر چاہ تانے ہوئے
شاہنامہ یا کلیلہ پیش تو
شاہنامہ یا کلیلہ تیرے لئے
فرق ۲ آنکہ باشد از حق و مجاز
حقیقت اور مجاز میں فرق تب ہوتا ہے
ورنہ پُشک و مُشک پیش اُشتمے
ورنہ بیکار ناک والے کے لئے میٹنی اور مشک
خوشستن مشغول کردن از ملال
تحسین سے اپنے آپ کو بے نیاز کرنا
کاش و سواں را و غصہ را
کہ دھوں اور رنج کی آگ کو
بہر ۳ ایں مقدار آتش شانندن
آگ کی اس مقدار کو بجھانے کے لئے
آتش و سواں را ایں بول و آب
دھوں کی آگ کو یہ پیشاب اور پانی
لیک اگر وقف شوی زیں آب پاک
لیکن اگر تو اس پاک پانی سے واقف ہو جائے
نیست گردد و سوسہ کلی زجاں
دوسہ بالکیہ جان سے معدوم ہو جائے
زانکہ در باغی و در جوئے پرد
کیونکہ باغ اور نہر میں اڑنے لگتا ہے

پوست بنماید نہ مغزود انہا
چھلکا نظر آتا ہے نہ مغز اور دانے
زونہاں کردہ ز چشمت دلبرے
دلبر نے تیری آنکھ سے منہ چھپا رکھا ہے
بہچنناں باشد کہ قرآن از عتو
ایسا ہی ہے جیسے کہ قرآن سرکشی کی وجہ سے
کت گند کحل عنایت چشم باز
کہ مہربانی کا سرمہ تیری آنکھ کھل دے
ہر دو یکسانت چوں نبود شتمے
جبکہ سوکھنے کی طاقت نہیں ہے دونوں یکساں ہیں
باشدش قصد از کلام ذوالجلال
اللہ تعالیٰ کے کلام سے اس کا مقصد ہوتا ہے
زاں سخن بنشانند و سازد دوا
اس کلام سے بجھائے اور علاج کرے
آب پاک و بول یکساں شد بفسن
پاک پانی اور پیشاب مدبر سے یکساں ہو گئے
ہر دو بنشانند ہچمچوں خمر و خواب
دونوں بجھاتے ہیں شراب اور نیند کی طرح
کہ کلام ایزداست و روحناک
کہ وہ خدا کا کلام ہے اور روح پرہ ہے
دل بیابد رہ بسوی گلستاں
اور دل گلستاں کا راستہ پالے
ہر کہ از سیرِ صُحف بُوئے برود
جو صحیفوں کے راز کا پتہ لگا لیتا ہے

۱۔ اندھ وہ شخص اس کو افسانہ کہے گا
اس کے مغز اور گوشت تک نہ پہنچ سکے
گا۔ در سر اس شخص کے لئے مغز کی یہ
حالت ہوگی جیسے کوئی معشوق سر لہ
منہ پر چاہ تانے لینا ہوا تو ظاہر میں اس
کے حسن کو نہ دیکھ سکے گا شاہنامہ
یعنی قزوینی کا شاہنامہ۔ کلیلہ یعنی
قصے کہانیوں کی مشہور کتاب کلیلہ
دین عتو۔ منکرانے تکبر کی وجہ سے ان
سب چیزوں کو یکساں سمجھتا ہے۔
۲۔ فرق۔ حقیقت اور مجاز کو انسان
جب سمجھتا ہے جب اس کو بصیرت
حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ انسان جس کی
ناک میں سوکھنے کی حس نہ ہو۔ شہ
سوکھنا۔ خوشستن۔ شخص جی پہلانے
کے لئے قرآن کی تلاوت کرنا قرآنی
حقائق سے محروم رکھتا ہے کاش
انسان اگر شخص دل کی پریشانی اور رنج
کو دور کرنے کے لئے قرآن پڑھے
اس کے حقائق سے غافل رہتا ہے۔
۳۔ بہر ایں۔ شخص وقت کاٹنے
کے لئے تو قرآن اور افسانہ یکساں
کام کرتا ہے۔ آب پاک۔ یعنی
قرآن۔ بول۔ یعنی افسانہ۔ خمر و
خواب۔ نیند اور شراب دونوں دھوں
اور دل کے خیالات کو رفع کرتے ہیں
لیکن دونوں میں بہت فرق ہے۔
لیک اگر کوئی شخص قرآن پاک کو کلام
اللہ اور روحانی کلام سمجھ کر پڑھے تو دل
کے دوسے بالکیہ زائل ہو جائیں
اور دل کو باغ جنت کا راستہ مل جائے۔
زانکہ جو شخص قرآن کے حقائق سے
آگاہ ہو جاتا ہے وہ جنت کے باغات
اور نہروں کی سیر کرتا ہے۔ صحف۔
صحیفہ کی جمع ہے آسمانی کتاب



۱۔ یا تو۔ جس طرح مہام قرآن کی حقیقت تک نہیں پہنچتے اسی طرح وہ نبی کے چہرے کی حقیقت سے باخبر نہیں ہوتے ہیں۔ تعجب۔ آنحضرت کو تعجب ہوتا تھا کہ یہ منکر لوگ میرے چہرے کے نور کو جو کہ مشرق کے سورج سے زیادہ منور ہے کیوں نہیں دیکھتے ہیں اور میری تعلیمات پر کیوں حیران ہوتے ہیں اس پر آنحضرت کو بتایا گیا کہ آپ کے چہرے کا چاندن سے پوشیدہ ہے۔

۲۔ سُوی ثُو۔ آپ کے چہرہ انور کی مثال بدلی کے چاند کی طرح ہے آپ کی جانب وہ چاند ہے اور منکرین کی جانب اس پر بدلی چھائی ہوئی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب وہ اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تو ان کو دیدار سے محروم کر دیا گیا ہے۔ گفت۔ قرآن میں بتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ ظاہر دیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں رہے ہیں یہی حال منکرین کا ہے۔ یہی نہایت پرستِ بت کی آنکھوں میں روشنی بھرتا ہے جو واقعے کے خلاف ہے۔

۳۔ چشمِ چشم۔ بت پرست اس کی آنکھ کے سامنے اس کی تعظیم بجا لاتا ہے پھر تعجب کرتا ہے کہ اس قدر تعظیم کرنے کے باوجود یہ بت میرا کچھ خیال نہیں کرتا۔ ارچہ۔ یہ بت دیکھ رہا ہے لیکن مجھ کو جواب نہیں دیتا میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتا۔ علیک۔ یعنی علیکم سلام نہیں کہتا ہے نبیؐ چنانچہ میرے بندوں کے جواب میں اگر زبان سے نہیں بولتا تو کم از کم سر کی جنبش سے ہی جواب دیدے۔ حق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ بھی کسی کے بندوں کا جواب دیتا ہے سر ہلاتا ہے۔ لیکن دل میں تاثیر پیدا کرتا ہے یہ فرق ہے۔

یا تو ۱۔ پنداری کہ زوی اولیا یا تو یہ خیال کرتا ہے کہ اولیاء کا چہرہ در تعجب ماندہ پیغمبر ازاں پیغمبر اس سے تعجب میں تھے چوں نمی بینند نور روم خلق لوگ میرے چہرے کا نور کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟

ورہمی بیند ایں حیرت چہ راست اگر دیکھتے ہیں تو یہ حیرت کیوں ہے؟ سُوی ۲۔ تو ماہ است و سُوی خلق ابر۔ آپ کی جانب چاند ہے اور مخلوق کی جانب ابر ہے سُوی تو دانہ است و سُوی خلق دام آپ کی جانب دانہ ہے، مخلوق کی جانب چال گفت یزہل کہ ترانہم یظرون خلق فرمایا اللہ ان کے ہلے میں خیل کرتا ہے کھدکھتے ہیں

می نماید صورت اے صورت پرست اے صورت پرست! صورت ظاہر کرتی ہے پیش ۳۔ چشم نقش می آری ادب تصویر کی آنکھ کے سامنے تو ادب بجا لاتا ہے از چہ بس بے پاخست ایں نقش نیک یہ بھلی تصویر کیوں خاموش ہے می خجبانہ سر و سبلیت ز جود مہربانی سے وہ سر اور مونچھ کیوں نہیں ہلاتی ہے حق اگر چہ سر خجبانہ بزوں اللہ تعالیٰ اگرچہ ظاہر میں سر نہیں ہلاتا ہے

آچنانکہ ہست می بینیم ما جیسا کہ (آئی) ہے ہم دیکھتے ہیں چوں نمی بینند روم مومنناں کہ ایمان لانے والے میرا چہرہ کیوں نہیں دیکھتے ہیں کہ سبق بر دست بر خورشید شرق جبکہ وہ مشرق کے سورج سے ہادی کے گیا ہے تاکہ وحی آمد کہ آل رور خفاست یہاں تک کہ وحی آئی کہ وہ چہرہ پوشیدہ ہے تانہ بیند رازگاں زوی تو گیر تاکہ آپ کے چہرے کو کافر بے فائدہ نہ دیکھے تانوشد زیں شراب خاص عام تاکہ اس خاص شراب کو عوام نہ پئیں نقش حمام اندھم لایبصرون وہ حمام کی تصویر ہیں وہ نہیں دیکھتے ہیں کال دو چشم مردہ او ناظرست کہ اس کی دو مردہ آنکھیں دیکھنے والی ہیں کہ چرپا سسم نمی دارد عجب تعجب ہے وہ میرا لحاظ کیوں نہیں کرتی ہے؟ کہ نمی گوید سلام را علیک کہ میرے سلام پر علیک نہیں کہتی ہے پاس آنکہ کردش من صد سجود اس لحاظ سے کہ میں نے اس کو سجدے کئے ہیں پاس آل ذوقے دید در اندروں اس کے لحاظ سے باطن میں چاشنی عطا فرماتا ہے



کہ دو صد جبیدن سر آرزو آں
 عقل را خدمت کنی در اجتهاد
 تو کوشش سے عقل کی خدمت کرتا ہے
 حق نخبانند بظاہر سر ترا
 اللہ تعالیٰ بظاہر تیرے لئے سر نہیں ہلاتا ہے
 مرا ترا چیزے دہد یزداں نہاں
 خدا تجھے مخفی طور پر ایسی چیز عطا کر دیتا ہے
 آنچنان کہ داد سنگے را ہنر
 جیسا کہ اس نے پتھر کو وہ ہنر عطا کر دیا
 قطرہ ۲ آبے بیابد لطف حق
 پانی کا قطرہ اللہ تعالیٰ کی عنایت پا جاتا ہے
 جسم خاک ست و چونق تابش داد
 وہ خاک کی جسم ہے اور جب خدا نے اس میں ہمک دیدی
 ہیں طلسم ست این نقش مردہ است
 خبردار! یہ طلسم ہے اور مردہ تصویر ہے
 می نماید او کہ چشمے می زند
 وہ نظر آتا ہے کہ پلک چمکا رہا ہے

۱۔ فرخرا۔ اپنے پوجنے والے کو خدا
 وہ مرتبہ عنایت فرما دیتا ہے کہ دنیا
 والے اس کے سامنے سر بسجود ہوتے
 ہیں۔ آنچنان۔ عبادت گزار کو خدا ایسا
 ہی کندہ بنا دیتا ہے جس طرح پتھر کو
 سونا بنا دیتا ہے سونا پتھر کی رگوں میں
 پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ قطرہ۔ اللہ تعالیٰ ماہ نیساں کے
 اور کے ایک قطرہ کو مونی بنا دیتا ہے جو
 سونے سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ جسم
 خاک۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شعر بھی موتی
 سے متعلق ہو نیز یہ بھی احتمال ہے کہ
 اس شعر میں مومن کی کیفیت بیان کی
 ہو۔ ہیں۔ یہ پھر بت اور بت
 پرستوں کا بیان ہے۔ می نماید۔ بت
 تراشی کے یہ کمالات تھے کہ بت کی
 چشم دہرہ پر مختلف تاثرات نظر آتے
 تھے جیسا کہ المیور اور اجناس کے بتوں
 میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ درخواستن۔ قبلی نے سہلی
 سے کہا کہ میرے لئے ہدایت کی دعا
 کرو اس نے دعا کی اور وہ قبول ہو
 گئی۔ از سیاہی۔ چونکہ میرا دل سیاہ
 ہے تو میرا من اللہ تعالیٰ سے دعا
 کرنے سے قابل نہیں ہے۔ تلواد۔
 ہو سکتا ہے کہ تیری دعا سے میرا دل
 کی گر کھل جائے۔

در ۳ خواستن قبلی دُعای خیر و ہدایت از سہلی و دُعا کردن سہلی
 قبلی کا سہلی سے دعائے خیر اور راہنمائی کی درخواست کرنا اور سہلی کا قبلی کے لئے
 قبلی را بخیر و مستجاب شدن آن دعا از اکرم لاکر مین حق تعالیٰ
 دعائے خیر کرنا اور اکرام لاکر مین حق تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کا مقبول ہونا

گفت قبلی تو دُعای کن کہ من
 قبلی نے کہا تو دعا کر دے کہ میں
 تا بود کہ قفل ایں دل و اشود
 تا بود کہ قفل ایں دل و اشود
 بدصحت کی حسبتوں کی محفل میں جگہ ہو جائے

از ا تو مسخے صاحب خوبی شود
تیری (دعا کی جہ) سے مسخ شدہ خوبی والا بن جائے

یا بفرستِ مریم بوی مُشک
یا حضرت مریم کے جیسے ہاتھ سے مشک کی خوشبو

سبلی آل دم در سجود افتاد و گفت
سبلی اس وقت سجدے میں گر گیا اور کہا

سبلی و قبلی ہمہ بندہ تو آند
سبلی اور قبلی سب تیرے بندے ہیں

جز تو ۲ پیش کہ بر آرد بندہ دست
تیرے سوا بندہ کس کے سامنے ہاتھ اٹھائے؟

ہم ز اول تو وہی میل دُعا
ابتداء تو ہی دعا کی طرف متوجہ کرتا ہے

اول و آخر توئی مادر میاں
اول و آخر تو ہی ہے 'ہم درمیان میں

آپنیں می گفت تا افتاد طشت
وہ یہ کہہ رہا تھا یہاں تک کہ سونچ کر پڑا

پاز آمد او بہوش اندر دُعا
پھر وہ ہوش میں آ کر دعا میں مصروف ہو گیا

در ۳ دُعا بود او و ناگہ نعرہ
وہ دعا میں مصروف تھا یہاں تک کہ ایک نعرہ

کہ ہلا بشتاب و ایماں غرضہ کن
کہ آگاہا جلدی کر اور ایمان پیش کر

آتش در جان من اندر اختند
انہوں نے میری جان میں آگ لگا دی ہے

دوستی تو ز حُب نا شکفت
تیری دوستی نے محبت کے ناقصہ غنچہ ہے

یا بلیے باز گزوبی شود
یا شیطان پھر فرشتہ بن جائے

یابد و تری و میوہ شاخ خشک
اور تری اور میوہ خشک شاخ حاصل کر سکتی ہے

کائے خدی عالم جہر و نہفت
کہ اے غیب اور شہادت کے جاننے والے خدا

عاجز ہر تو آند و مستمند
تیرے حکم کے سامنے عاجز اور محتاج ہیں

ہم دعا وہم اجابت از تو است
ہماری تیری جہ سے ہر قول گناہی تیری جہ سے ہے

تو وہی آخر دُعا ہارا جزا
بالآخر تو ہی دعاؤں کا بدلہ عطا کرتا ہے

ہیچ ہچے کہ نیاید در بیاں
ایسے ناچیز ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا

از سر بام و دیش بہوش کشت
بالاخانہ پر سے اور اس کا دل بے ہوش ہو گیا

لیس لانسان الا ماسعی
نہیں جہنم کے لئے لگے ہوئے کسی نے کوشش کی

از دل قبلی بخت و غرہ
اور شہ قبلی کے دل سے نکالا

تا میرم زود زقار کہن
تاکہ پڑانا زند جلد کاٹ دوں

مر بلیے را بجاں بنو اختند
مجھ شیطان کو جہاں سے نوازا

حمد لله عاقبت و ستم گرفت
حمد اللہ انجام کا میری دکھیری کی

۱۔ از تو۔ قبلی نے اپنے آپ کو مسخ
شدہ انسان اور شیطان سے تعبیر کیا
ہے۔ یا بفر۔ سبلی کے ہاتھ کو حضرت
مریم کا ہاتھ قرار دیا جس کی برکت
سے خشک پھولدار ہوئی تھی اور قبلی
نے اپنے آپ کو پھول کا خشک دخت
قرار دیا سبلی قبلی کی درخواست پر سر
سجود ہو گیا اور دعا میں کرنے لگا۔
مستمند محتاج، ضرور مستند

۲۔ جز تو۔ خدا کا بندہ خدا کے
سامنے دست دعا دراز کر سکتا ہے دعا
کی توفیق اور دعا کی قبولیت اللہ کی دستا
ہے
نہ کس می دہاند نہ کس می دہد
خدا می دہاند خدا می دہد
افتاد طشت۔ یہ علامہ راز فاش ہونے
کے معنی میں ہے مولانا نے یہاں
سورج غروب ہو جانے کے معنی میں
استعمال فرمایا ہے۔ لیس۔ یعنی انسان
کی کوشش کامیاب ہوتی ہے سبلی کی
دعا قبول ہوئی۔

۳۔ در دُعا۔ سبلی تو دعا میں
مصروف تھا اس کی قبولیت کا اثر یہ ہوا
کہ قبلی نعرے مانے لگا اور سبلی سے
بولا کہ جلد ایمان پیش کرتا کہ میں
مومن بنوں اور کفر کا زار کاٹ
پھینکوں۔ بلیے۔ یعنی مجھ شیطان
صفت کو کارکنان قضا قدر نے ایمان
سے نوازا دیا ہے۔ دوستی۔ تیری ابتدائی
دوستی نے میری دکھیری کی۔

کیمیای ال بود صحیحہی تو
تیری - سچتیں کیمیا قصیں

تو یکے شانے بدی از نخل خلد
تو جنت کی سمجھ کی ایک شاخ تھا

سئل بود آنکہ تنم را در رُود
بہاؤ تھا جو میرے جسم کو بہا لے گیا

من بھوی آب رتم سوی سئل
ہیں پانی کی تمنا میں بہاؤ کی جانب گیا

طاس آ اورش کہ اکنواں آ بگیر
وہ سہلی اس کے پاس عطشا لایا کہ اب پانی لے لے

شربتے خورم ز اللہ اشتوی
میں نے اللہ نے خرید لیا" کا شربت پی لیا ہے

آنکہ بھوی و چشمہا را آب داو
وہ ذات جس نے نہروں اور چشموں کو پانی عنایت کیا ہے

ایں جگر کہ بود گرم و آب خوار
یہ جگر جو گرم اور پیاسا تھا

کاف ۳ کافی آمدہ بہر عباد
بندوں کے لئے کافی کا کاف آیا ہے

کافیہم بدہم ثرا من جملہ خیر
میں کافی ہوں میں تجھے تمام عمدہ چیزیں دے سکتا ہوں

کافیہم بے نال ثرا سیری وہم
میں کافی ہوں روٹی کے بغیر تیرا پیٹ بھر سکتا ہوں

کافیہم بے دا رویت درماں گنم
میں کافی ہوں بغیر وہا کے تیرا علاج کر دیتا ہوں

کم مباد از خلد دل پی تو
خدا کرے دل کے گھر سے تیرا قدم نہ نکلے

چوں گرفتہم او مرا تا خلد برد
جب میں نے اس کو پکڑ لیا وہ مجھے جنت میں لے گئی

برد سلیم تائب دریلی جود
مجھے بہاؤ سحت کے دہیا کے کندھے لے گیا

بحر دیدم در گرفتہم گیل کیل
میں نے سمندر دیکھ لیا" میں نے پیانے بھر لئے

گفت روشد آہما پیشم حقیر
اس نے کہا جائیے پانی میرے لئے حقیر ہو گئے ہیں

تابہ محشر تشنگی ناید مرا
قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی

چشمہ اندر درون من کشاد
اس نے میرے دل کی اندر چشمہ جاری کر دیا ہے

گشت پیش ہمت او آب خوار
اس کی امت کے آگے پانی حقیر ہو گیا

صدق وعدہ کھیا عص
کا کھیا عص سچا وعدہ آیا ہے

بے سبب بے واسطہ یاری غیر
بغیر کسی سبب کے اور غیر کی مدد کے واسطہ کے بغیر

بے سپاہ و لشکرت میری وہم
بغیر سپاہیوں اور لشکر کے تجھے سرداری دیتا ہوں

کوہ را و چار را میداں گنم
پہاڑ کو اور کنوئیں کو میداں بنا دیتا ہوں

۱ کیمیای - قبلی نے سہلی سے کہا
تیری سچتیں لیے لئے کیمیا ثابت

ہو میں خدا کرے تو میرے دل میں
یسا رہے۔ تو یکے تو جنت کے

دخت کی شاخ تھا جس کو میں نے
پکڑا اور جنت میں داخل ہو گیا۔

۲ ڈریائی بود۔ دہیا کے حقیقت اللہ
اعلیٰ - سئل کیل - یعنی بہت زیادہ۔

۳ طاس - سہلی اس قسطی کے پاس
پانی کا عطشا لایا اور کہا اب پانی پی لے

اس نے کہا اب مجھے اس پانی کی
ضرورت نہیں ہے اللہ اشتوی -

قرآن پاک کی آیت ہے۔ ان اللہ
اشتوی من المؤمنین افسوہم بان

لہم الحنة یعنی خدا نے مؤمنین کی
جانوں کو جنت کے بدلے میں خرید

لیا ہے آنکہ اب خدا نے میرے
پاؤں میں چشمے جاری کر دیئے ہیں۔

۴ ایں جگر ہے یہ جگر خشک اور پیاسا تھا
اب یہ پانی اس کے لئے ناچیز ہے۔

۵ کاف - مولانا فرماتے ہیں۔
باتیں کچھ مستعد نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ

تعالیٰ نے قرآن پاک میں کھلیخص
فرمایا ہے جسکے معنی ہیں کھلیخص
لکم یا عباد اللہ صلحا یعنی وہ اللہ

تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہے اللہ
کے بندو ایقینا تو جب اللہ کا وعدہ ہے۔
اور وہ سچا ہے تو وہ بلا سبب بھی ہر بہتری
پہنچا سکتا ہے جس میں کسی واسطہ کی
ضرورت نہیں ہے۔ کافیہم وہ اللہ بغیر
روٹی کے پیٹ بھر سکتا ہے بلا لشکر کے
فتح دے سکتا ہے بغیر وہا کے عطا کر سکتا
ہے کوہ۔ یعنی سخت مصائب کو آسان
کر سکتا ہے بغیر موسم کے ٹرکس و
نسرین عطا کر سکتا ہے بغیر استاد اور
کتاب کے علوم عطا کر سکتا ہے۔



۱۔ موسیٰ حضرت موسیٰ کو اللہ نے ایک دل اور ایک لاشی دی اور اس کے ذریعہ عالم کو فتح کر دیا۔ دست۔ حضرت موسیٰ ان کو بد بیضا عنایت کر دیا جس کا نور سورج پر بھی غالب تھا حضرت موسیٰ کے عصا کو سات سروں کا سانپ بنا دیا جس کو کسی زرد مادہ نے نہیں جنتا تھا۔

۲۔ خوں۔ دہ پائے نیل میں خون نہیں ملایا بلکہ پانی ہی کو خون کر دیا۔ شادیت۔ اللہ تعالیٰ خوشی کو ایسا بخ بنا دیتا ہے کہ اس میں خوشی کا نام بھی نہیں رہتا۔

۳۔ من گماں۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ ایمان لانے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ میں نیل کا پانی پی سکوں گا یہ معلوم نہ تھا کہ وہ میرے اندر انقلاب برپا کر دے گا اور خود مجھ دہ پائے نیل بنا دے گا اب میں اپنی نظر میں رواں نیل ہوں خواہ مجھ کو دوسرا سیانہ سمجھیں جیسا کہ میں پہلے تھا۔ بچنا تک ایک چیز کی وہ نظروں میں وہ حقیقتیں ہونا تعجب انگیز نہیں کائنات کی چیزوں کو ہم خاموش اور سرکش دیکھتے ہیں لیکن ان شخصوں کو کونج پڑھنے والا دیکھتے تھے۔

بے بہارت نرگس و نسرس و ہم
بغیر موسم بہار کے تجھے نرگس اور نسرس دیتا ہوں
موسیٰ نے اے را دل و ہم با یک عصا
میں موسیٰ کو دل و ہم ایک لاشی کے دیتا ہوں
دست موسیٰ را و ہم یک نور و تاب
میں موسیٰ کے ہاتھ کو ایک نور اور چمک دیتا ہوں
چوب را مارے گنم من مہفت سر
میں گلزی کو سات سروں کا سانپ بنا دیتا ہوں
خوں ۲ نیا میزم در آب نیل من
میں دہ پائے نیل کے پانی میں خون نہیں ملاتا ہوں
شادیت را غم گنم چوں آب نیل
نیل کے پانی کی طرح تیری خوشی کو ایسا بنادیتا ہوں
باز چوں تجدید ایماں برتنی
پھر جب تو ایمان لے کر لو لے آتا ہے
موسیٰ رحمت بہ بنی آمدہ
تو دیکھتا ہے کہ رحمت والا موسیٰ آ گیا ہے
چوں سر رشتہ نگہداری دروں
تو جب ہلکے تعلق کا سر رشتہ باطن میں محفوظ کر لیتا ہے
من ۳ گماں بزدم کہ ایماں آورم
میں نے سوچا کہ ایمان لے آؤں
من چہ دستم کہ تبدیلی گند
مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ تبدیلی کر دے گا
سوی چشم خود یکے نیلم رواں
اب میں اپنی نظر میں ایک رواں نیل ہوں
بچنا تک ایں جہاں پیش نبی
جس طرح کہ یہ دنیا نبی کے سامنے

بے کتاب و اوستا تلقیں و ہم
بغیر کتاب اور اوستا کے تعلیم دیتا ہوں
تا زند بر عالمے شمیرا
تاکہ وہ دنیا میں گلواریں چلا دیں
کہ طپانچہ میزند بر آفتاب
جو سورج کے طمانچہ لگا دیتا ہے
کہ نہ زاید مادہ مار اورا نہ نر
جس کو نہ مادہ سانپ جن سکے نہ نر
خود گنم خود عین آیش را بفسن
میں حکمت سے عینہ اس کے پانی کو خون بنا دیتا ہوں
کہ نیابی سوی شادیہاں سبیل
کہ تو خوشیوں کی جانب راستہ نہیں پاتا ہے
باز از فرعون بیزاری گنی
پھر فرعون سے بیزار ہو جاتا ہے
نیل خوں بنی ازو آ بے شدہ
خون کا دہ پائے نیل اس کی وجہ سے پانی بن گیا ہے
نیل ذوق تو گمروو ہیچ خوں
تیرے ذوق کا دہ پائے نیل کبھی خون نہیں بنتا ہے
تا زیں طوفان خوں آ بے خورم
تاکہ خون کے اس طوفان میں سے پانی پی لوں
در نہاد من مر نیلے گند
میرے اندر مجھے دہ پائی نیل بنا دے گا
بر قرارم پیش چشم دیگران
دوسرے کی نگاہ میں یہی حالت پر برقرار ہوں
غرق تسبیح ست و پیش ما ابی
تسبیح میں فرق ہے لہ ہمارے سامنے سرش ہے

پیش چشمش اس جہاں پر عشق و دلا
اس کی نظر میں یہ دنیا عشق و محبت سے بھری ہے
پست و بالا پیش چشمش تیز رو
تشیب و فراز اس کی نگاہ کے سامنے تیز رو ہے
با عوام اس جملہ پست و مردہ
نہا۔۔۔ لے یہ سب پست اور مردہ ہیں
گورہا یکساں بہ پیش چشم ما
ہمارے نگاہ کے سامنے ساری قبریں یکساں ہیں
عامہ گفتندے کہ پیغمبر ترش
عوام نے کہا کہ پیغمبر رنجیدہ
خاصہ گفتندے کہ پیش چشم تال
خواں نے کہا کہ تمہاری نظر میں
یک زماں در چشم ما آئید تا
تھوڑی دیر کے لئے ہماری آنکھوں میں آجاتا کہ
از سر امرود بن بنماید آل
امرود کے درخت سے وہ نظر آتا ہے
آل درخت ہستیت امرود بن
تیرے وجود کا درخت امرود کا درخت ہے
تا بر ۳ آنجای بہ بنی خار زار
جب تک تو اس جگہ ہے کانٹوں کا جنگل دیکھے گا
چوں فرود آئی بہ بنی رائگاں
جب تو نیچے اتر آئے گا تو دیکھے گا کہ منت میں
چوں فرود آئی فرود آید ترا
جب تو نیچے اتر آئے گا اتر آئیں گے تیرے

پیش چشم دیگران مردہ جماد
دوسرے کی نگاہ کے سامنے مردہ اور جماد ہے
از گلوخ و سنگ او نکتہ شنو
وہ اکیلے اور پتھر سے نکتہ سننے والا ہے
زیں عجب خرمن ندیدم پردہ
میں نے اس سے زیادہ عجیب پردہ نہیں دیکھا
روضہ و خفرہ بہ پیش اولیا
اولیاء کے سامنے باغ اور گڑھے ہیں
از چہ گشتہ است و شد است اذ ذوق کش
کیوں ہیں اور ذوق کو ختم کرنے والے بن گئے ہیں
می نماید او ترش اے امتاں
اے امت والا اور رنجیدہ نظر آتے ہیں
حمد ہا بید اندر هل آئی
هل آئی کے اندر مسکرائیں دیکھو
مُنْعَكْسِ صَوْتِ بَزْمِ آءِ جَوَالِ
انہی صورت اے جوان! نیچے اتر آ
تا بر آنجلی نمود نو کہن
جب تک تو وہاں نیا پرانا نظر آتا ہے
پُر ز کرد مہلی خشم و پُر زمار
غصہ کے پھجھوک اور سانپ سے بھرا ہوا
یہ جہاں پر گل خان و دایگاں
ایک دایگیوں اور پالنے والوں سے بھری ہوئی
در دروں اسرار فیض کبریا
اللہ تعالیٰ کے فیض کے اسرار

۱ پیش۔ آنحضرتؐ کی نظر میں تمام
کائنات عشق الہی سے پر تھی دوسرے
اس کو مردہ سمجھتے تھے۔ پست۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک
روز حضورؐ کے ساتھ تھا جو ذھیلا پتھر
حضورؐ کے سامنے آ رہا تھا وہ آنحضرتؐ کو
سلام کرتا تھا۔ زیں عجب۔ یہ عجیب
پردہ ہے عوام کو کھند کیہ سکتے ہیں اور نہ
سن سکتے ہیں خواں پتھروں کی سطح کو
ذکر کو سنتے ہیں۔ روضہ۔ یعنی جنت کا
باغیچہ جو نیکیوں کی جگہ سے خفرہ۔
یعنی جہنم کا گڑھا۔ عامہ آنحضرتؐ کے
احوال دیکھ کر عوام کہنے لگتے تھے کہ
حضورؐ ترش و ہو گئے ہیں۔ ذوق کش۔
یعنی پہلے خوش طبع تھا اب ذوق خوش
طبعی سے بریگانہ ہیں۔

۲ خام۔ خواں کہتے تھے کہ وہ
تمہاری نظر میں ایسے ہیں لیکن ہماری
نگاہ سے ان کو دیکھو تو ان میں
مسکرائیں۔ کھو گے هل فی۔ یعنی
وہ ذات جس پر هل فی۔ یعنی وہ
ذات جس پر هل فی ہیں جن
نعتوں کا تذکرہ ہے ان پر آنحضرتؐ کی
مسکرائیں۔ اسرار امرود۔ امرود کے
درخت سے چیزیں اُٹی نظر آتی ہیں
جیسا کہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوگا
دوسرے درخت کا درخت تیری آستی سے جب
تک تو اس کو نسا نہیں کرے گا تجھے نئی
چیز پرانی نظر آئے گی۔

۳ تا بر آنجای۔ جب تک تجھ
میں خودی سے تجھے حسین اور پرورش
کرنے والے کانٹوں کا جنگل نظر
آئیں گے چوں۔ جب تو خودی کو
چھوڑ دے گا پھر خدا کے فیض کے
اسرار دیکھ سکے گا۔ خار زار۔ مراد
دنیاوی ایشیا ہیں اور گل خان اور دایگاں
سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات
ہیں جو حیثیوں اور عالم کے مرئی ہیں۔



حکایت آل زن پلید کار کہ شوہر را گفت کہ ایں خیالات از سر
 اس جگہ عہد کی حکایت جس نے شوہر سے کہا کہ یہ خیالات امرود کے دخت
 امرود بن می نماید چشم آدمی را از سر امرود بن فرود آتا ایں خیالات
 پر سے انسان کی آنکھ کو نظر آتے ہیں امرود کے دخت پر سے اتر آتا کہ وہ خیالات
 برود و اگر کسے اگوید کہ آنچہ مرد می دید خیال نبود جواب آنست کہ ایں
 دور ہو جائیں اور اگر کوئی کہے کہ جو کچھ مرد نے دیکھا تھا وہ خیال نہ تھا تو جواب یہ ہے
 مثال است نہ مثل در مثال ہمیں قدر بس بود کہ اگر او بر سر امرود بن
 کہ یہ مثال ہے مثل نہیں ہے اور مثال میں یہی کافی ہے کہ اگر وہ امرود کے دخت
 نمی رفت آل را نمی دید خواه حقیقت بود خواه خیال
 پر نہ چھتا تو اس کو نہ دیکھتا خواہ وہ حقیقت تھی خواہ خیال تھا

۱۔ کے گوید۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس حکایت میں جو قصہ سنایا گیا ہے اس میں اور خودی کی حالت میں جو کیفیت بتائی ہے اس میں بہت فرق ہے ہستی کے دخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ واقعہ اسی ہیں اور امرود پر سے مرد نے جو واقعہ دیکھا وہ صحیح تھا اس کا مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثل نہیں ہے جس میں پوری مطابقت ضروری ہے بلکہ مثال ہے اور دونوں باتوں میں اتنی بات مشترک ہے کہ خودی کے دخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ نیچے اترنے کے بعد نظر نہیں آتی ہیں اسی طرح سے مرد نے جو دخت پر سے دیکھا وہ نیچے اتر کر نہ دیکھا۔

۲۔ شول۔ عورت کا یاد۔ گول۔ اہم۔ میوہ چیدن۔ یعنی امرود توڑنے کے لئے۔ مابون۔ وہ شخص جس کو لدنی کی بیماری ہو یعنی مفعول بنتا ہو۔ ۳۔ لوطی۔ وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرے۔ بغا۔ حیر و محنت۔ محنت۔ بجزو۔ برکھ لوطی اسی لوطی ہلہ۔ تنبیکہ کلمہ ہے حرف بے عقل بوزن خا۔

آل زنی میخواست تا بامول خود
 ایک عورت نے چاہا کہ اپنے پار سے
 پس بشوہر گفت زن کاے نیکخت
 تو بیوی نے شوہر سے کہا کہ اے نیک بخت!
 چوں برآمد درخت آل زن گریست
 جب دخت پر چڑھ گئی وہ عورت رونے لگی
 گفت شوہر را کہ اے مابون ردو
 شوہر سے بولی کہ اے مفعول مرد
 تو بزیر او چوزن بغنودہ
 تو اس کے نیچے عورت کی طرح لگے رہا ہے
 گفت شوہر نے سرت گئی بکشت
 شوہر نے کہا نہیں گویا تیرا سر پکھا رہا ہے
 زن مکرر کرد کاے با برطلہ
 عورت نے مکرر کہا اے اسی لوطی والے
 گفت اے زن میں فرود آ از درخت
 اس نے کہا اے بیوی! دخت سے نیچے آ جا

برزند در پیش شوی گول خود
 اے اہم شوہر کے سامنے
 من برآیم میوہ چیدن بر درخت
 میں پھل توڑنے دخت پر چڑھتی ہوں
 چوں زبالا سوی شوہر بنگریست
 جب اس نے لوطی سے شوہر کی جانب دیکھا
 کیست آل لوطی کہ برتومی فند
 یہ لوطی کون ہے جو تیرے اوپر پڑا ہے؟
 اے بغا تو خود محنت بودہ
 اے نامرد! تو بیچارہ ہے
 ورنہ اینجا نیست غیر من بدشت
 ورنہ یہاں جنگل میں میرے سوا کوئی نہیں ہے
 کیست بر پشتت فروختہ ہلہ
 خبردار! تیری پشت پر کون سویا ہوا ہے؟
 کہ سرت گشت و حرف گشتی تو سخت
 کیونکہ تیرا سر پکھا گیا ہے اور تو بہت بے عقل ہو گئی ہے

چوں فرود آمد بر آمد شوہرش
جب وہ نیچے آگئی اس کا شوہر چڑھ گیا
گفت شوہر کیست ایں اے دُوسری!
شوہر نے کہا لو رنڈی! یہ کون ہے؟
گفت زن نے نیست اینجا غیر من
عورت نے کہا نہیں یہاں میرے سوا کوئی نہیں ہے
اُو مکرر کرو برزن آں سخن
اس نے عورت سے وہ بات مکرر کہی
از سرِ امرود بن من بچناں
میں نے بھی امرود کے دخت سے ایسا ہی
پس فرود آتا بہ بنی ہیج نیست
نیچے اتر آتا کہ تو دیکھ لے کہ کوئی نہیں ہے
ہزل تعلیم ست آں راجد شنو
سکھانے کے لئے مذاق ہے تو اس کو حقیقت سمجھ
ہر جدے ہزست پیش ہازلاں
سخنوں کے سامنے ہر واقعہ مذاق ہے
کاہلاں امرود بن جویند لیک
ست لوگ امرود کا دخت تلاش کرتے ہیں لیکن
نقل گن از امرود بن اکنوں برد
امرود کے دخت سے نقل ہو جاوے چلا جا
ایں س منی و ہستی اول یود
یو خودی اور ابتدائی وجود ہے
چوں فرود آئی از ایں امرود بن
جب تو اس امرود کے دخت سے نیچے اتر آئے گا
یک دخت سخت بنی گشتہ ایں
تو دیکھے گا کہ یہ ایک سخت دخت بن گیا ہے

زن کشید آں مول را اندر برش
عورت نے اس یاد کو بغل میں دبا لیا
کہ بہالائے تو آمد چوں کچی
جو بند کی طرح تیرے لوہے چڑھ گیا ہے
ہیں سرت برگشتہ شد ہرزہ متن
خبردار! تیرا سر چکرا رہا ہے! بکھاں نہ کر
گفت زن ایں ست از امرود بن
عورت نے کہا یہ امرود کے دخت کے اثر سے ہے
کثر ہی دیدم کہ تو اے قلتباں
لٹا دیکھ لیا جیسا کہ تو نے اے دیوٹ!
ایں ہمہ خلیل از امرود بنے ست
یہ سب خیال امرود کے دخت کی وجہ سے ہے
تو مشو بر ظاہر ہزلش گرو
تو اس کے ظاہری مذاق کا پابند نہ بن
ہزلہا جدست پیش عاقلان
ظہنوں کے لئے ہر مذاق حقیقت ہے
تاہداں امرود بن راہست نیک
اس امرود کے دخت کا فاصلہ بہت ہے
گشتہ تو خیرہ چشم و خیرہ رو
تو پریشان نظر اور پریشان ہو گیا ہے
کہ از و دیدہ کثر و احوال یود
جس سے آنکھ میڑھی اور بھیگی بن جالی ہے
کثر نمائند فکر ت و چشم و سخن
تیری فکر اور آنکھ اور گفتگو میڑھی نہ رہے گی
شاخ او بر آسمان ہفتستہیں
جس کی شاخ ساتویں آسمان پر ہے

۱۔ زونہی۔ زانیہ عورت رنڈی۔
کچی۔ بند۔ ہرزہ متن۔ بکھاں نہ کر۔
گفت۔ عورت نے کہا یہ امرود کے
دخت کا اثر ہے کہ اس پر سے غلط نظر
آتا ہے قلتباں۔ دیوٹ۔ ہزل۔
ہیں میں نے خوش اور مذاق کا قصہ تعلیم
کیلئے سنا دیا ہے تو اس کے ظاہر کون
دیکھو اس سے جو نصیحت مقصود ہے
اس پر نظر کرو۔

۲۔ ہر جد سے۔ جو لوگ ہزل کے
عادی ہیں ان کو تو جد بھی ہزل نظر آتی
ہے اور جو ظہن ہیں وہ مذاق کی بات
سے بھی نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔
کاہلاں۔ کاہل لوگ اس امرود کے
دخت کو تلاش کرتے ہیں جو ان کو گھج
دکھائے یعنی وہ ہستی جو فنا کے بعد
حاصل ہوتی ہے لیکن وہ امرود کا
دخت دور سے نقل کن۔ پہلے اس
امرود کے دخت کو یعنی اپنی خودی اور
ہستی کو چھوڑ دے پھر چل تب تجھے
حاصل ہو گا اس ہستی کے ہوتے
ہوتے تیری نظر خیرہ ہے غلط نظر آئے
گا۔

۳۔ ایں۔ ب۔ امرود کا دخت جس
سے غلط نظر آتا ہے یہ اس کی خودی اور
ابتدائی وجود ہے چوں فرود۔ جب تو
خودی کے دخت سے اتر آئے گا تو
پھر تیرا خیال آنکھ اور گفتگو سیدھی ہو
جانے گی اور تو دیکھے گا کہ وہ تیرا سخت
دخت تھا اور اس کا پھیلاؤ بہت تھا۔

۱۔ مبدلش۔ خودی چھوڑ دے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس درخت کو تبدیل کر دے گا۔ اس توابع۔ جو عاجزی اور دعا قبضی نے کی تھی۔ راست بنی۔ حقائق کبیح دیکھنا اگر آسمان ہوتا تو آنحضرت ﷺ لَهِمْ لَوْ اَنَّ الْاَشْيَاءَ كَمَلَعِي اَسْفَا ہمیں چیزیں ویسی ہی دکھا جیسی وہ ہیں دعائیں ملتے۔ گفت آنحضرت نے دعا کی کہ خدا ہمیں آسمان اور زمین کا ہر ہر جزا کی طرح دکھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک ہے۔

۲۔ بعد ازاں۔ جب خودی اور ہستی فنا ہو جائے تو پھر عقاب اللہ کی ہستی میرا آ جائے گی اس کا اختیار کر لے۔ چوں۔ اب یہ درخت وہ درخت ہوگا جس پر حضرت موسیٰ کو تجلی رب نظر آئی تھی۔ آتش۔ اب آپ اس پر اپنا اثر دکھائے گی اور اس کی شاخ قسی قالہ کاغزہ لگائی ہے حضرت موسیٰ کو درخت سے یہ آواز آئی تھی کہ میں بے شک خدا ہوں۔ زیرِ ظلمت۔ اب اس ہستی کے سایہ میں تیری ساری ضرورتیں پوری ہوں گی یہ خدائی کیسا بھی کہ تیری فانی ہستی کو باقی ہستی بنا دیا۔

۳۔ آل منی۔ اب یہ خودی اور ہستی دولت ہے اس میں خدائی صفات نظر آئے گی۔ باقی قصہ۔ مولانا بھی ترک کرنے کا بیان کر رہے تھے اسی میں سب سے حضرت موسیٰ کو جو فاسق عظیم کا حکم ہوا یعنی حج روی ترک کر دے اس کا ذکر شروع کیا ہے حضرت موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ اب دعاؤں کا سہارا نہ لو اور فرعون کا مقابلہ شروع کرو حضرت موسیٰ نے ہاتھ کا عصا زمین پر ڈال دیا اب اس کو چلوئے نظر آئے اسی طرح تیرا یہ فانی جسم عصا موسیٰ ہے اس کو ترک کر دے پھر جو جسم حاصل ہوگا اس کے پہلو سے نکھنا۔

مبدلش! گرداند از رحمت خدا

خدا رحمت سے اس کو بدل دے گا

راست بنی بخشد آں چشم ترا

تیری اس نظر کو صحیح دیکھنا عطا فرما دے گا

مصطفیٰ کے خواستے از رب دیں

تو دین کے رب سے آنحضرت کو دعا (مانگتے)

آنچنانکہ پیش تو آں جزو ہست

جیسا کہ وہ جز تیرے سامنے ہے

کہ مبدل گشت و سبز از ہر گن

کیونکہ کن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے

چوں سوی موسیٰ کشایدی تو رخت

جب تو نے موسیٰ کی جانب سزا اختیار کر لیا

شاخ او اینی انسا اللہ می زند

اس کی شاخ قسی قالہ کاغزہ لگائی گی

اس چنیں باشد الہی کیمیا

خدائی کیسا ایسی ہی ہوتی ہے

کہ در و بنی صفات ذوالجلال

جس میں تو اللہ تعالیٰ کی صفات دیکھ لے

أصله ثابت و فرعہ فی السما

اس کی جڑ زمین میں ثابت ہے اس کی شاخ آسمان میں ہے

چوں فرود آئی ازو گروی جدا

جب تو نیچے اتر آئے گا اس سے علیحدہ ہو جائے گا

زیں توابع گر فرود آئی خدا

اس توابع کے ذریعہ اگر تو نیچے اتر آئے گا خدا

راست بنی گر بندے اسان چنیں

صحیح دیکھنا اگر ایسا آسمان ہوتا

گفت بنما جزو و جز از فوق و پست

کہا 'لو پر اور نیچے سے جزو جزو کو دکھا

بعد ازاں ۲۔ بر رو براں امرود بن

اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا

چوں درخت موسوی شد آں درخت

جب وہ درخت حضرت موسیٰ والا درخت بن گیا

آتش اورا سبز و حرم می کند

آگ اس کو سبز اور بھلا بنائے گی

زیر ظلمت جملہ حاجات روا

تیری ساری حاجتیں اس کے سایہ کے نیچے پوری ہوں گی

آں منی و مستیت باشد خلخال

تیری وہ خودی اور وجود جائز ہے

شد درخت کج مقوم حق نما

بیزحہ درخت سیدھا حق نما بن گیا

باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی قصہ۔

کلمش پیغام از وحی مبہم کہ کثری بگذار انوں فاسقتم

ان موسیٰ کو مبہم ہالشان وحی کے ذریعہ پیغام آیا کہ اب کبھی کو چھوڑ دے اور سیدھا ہو جا



اِس دَرَحْتِ تَنْ عَصَلِي مَوْسَى اسْت
 یہ جسم کا درخت (حضرت) موسیٰ کی لاشی ہے
 تَابَ بَنِي خَيْرٍ اُو و شَرِّ اُو
 تاکہ تو اس کی بھائی اور اس کی برائی دیکھ لے
 پِش زَا فَلَکَنْدَنْ نَبُوْد اُو غَيْرِ چُوْب
 ڈالنے سے پہلے وہ لکڑی کے سوا کچھ نہ تھی
 اُوْل اُو بُد بَرِّگ اِفْشَالِ بَرِّه رَا
 پہلے وہ بکری کے بچے کے لئے پتے جھلانے والی تھی
 گِشْت ۲ حَاکِم بَر سَرِ فَرَعُونِيَاں
 وہ فرعونوں پر حاکم بن گئی
 اَز مَزَارِعِ شَالِ بَر اَمْدِ قُحْطِ و مَرِّگ
 ان کے کھیتوں سے قحط اور موت برآمد ہو گئی
 تَا بَر اَمْدِ بِيخُوْدِ اَز مَوْسَى دُعَا
 یہاں تک کہ جنودی میں (حضرت) موسیٰ سے دعا کی
 اِس اِمْر اِعْجَازِ کُوْشِيْدَنْ چِر اَسْت
 یہ معجزے اور کوششیں کیوں ہیں؟
 اِمْر ۳ اَمْدِ کَا تَبَاعِ نُوْحِ گَنْ
 حکم ہوا کہ حضرت نوح کی بیوی کو
 مَنگَرِ اَخْرِکَ تُو دَاعِي رَهِي
 تم انجام کو نہ لکھو، تمہارے لئے کہ تم لوگوں کی طرف جانے والے ہو
 کَمْتَرِيں حِکْمَتِ کَمْرِيں اِلْحَاجِ تُو
 معمولی حکمت یہ ہے کہ تیرے اس اصرار سے
 تَا کَہ رَه بِنْمُوْدَنْ و اِضْلَالِ حَق
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اللہ کا گمراہ کرنا
 چُوْنکَہ مَقْصُوْدِ اَز وِجُوْدِ اِظْهَارِ يُوْد
 چونکہ موجودات سے مقصود اظہار تھا

کَارَشِ اَمْدِ کَہ بِيْنِدِ اَزْشِ زُوْسْت
 اس کا موقع آ گیا کہ تو اس کو ہاتھ سڈھین پر ڈال دے
 بَعْدِ اَزَاں بَر گِيْر اُوْرَا اَز اِمْر اِهْو
 پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہاتھ میں پکڑ لے
 چُوْلِ بَا مَرَشِ بَر گَرْتِي شَمْدِ جَدُوْب
 جب تو نے اس کے حکم سے پکڑا وہ لگنے والی بن گئی
 گِشْتِ مَعْجَزَاں گَرُوْه غَرِّه رَا
 وہ نائل جماعت کے لئے معجزہ بن گئی
 اَبِ شَالِ خُوْلِ کَرْدِ کُفِ بَر سَمْرِ زَمَاں
 سر پہننے والوں پر اس کا پانی خون بنا دیا
 اَز مَلْخَبِيَاں کَہ اَلِ خُوْرُوْدِ بَر گِ
 ان لڑکیوں کی جب سے جنہوں نے پتے کھائے
 چُوْلِ نَظَرِ اَفْتَاْشِ اَنْدَرِ مَنْتَهَا
 جبکہ ان کی نظر انجام پر پڑی
 چُوْلِ نَخُوْهِنْدَايَاں جَمَاعَتِ گِشْتِ اَسْت
 جبکہ یہ لوگ سیدھے نہ ہوں گے
 تَرکِ پَايَاں بِنِي و مَشْرُوْحِ گَنْ
 انجام بخیر یعنی اور تشریح کو چھوڑ
 اَمْرِ بَلِغِ هَسْتِ نَبُوْدَاں تَهِي
 بلوغ کا حکم ہے اور وہ خالی نہیں ہے
 جَلُوْهِ گَرُوْدَاں نَجَاجِ وَاں عَمُوْ
 وہ جھگڑاؤ پن اور سرکشی ظاہر ہو جائے گی
 فَاْشِ گَرُوْدِ بَر هَمْمَ اَهْلِ فِرْقِ
 تمام فرقوں پر واضح ہو جائے گا
 بَايْدِشِ اَز پَنْدِ و اِنْعَوَا اَز مُوْدِ
 تو اس کو نصیحت اور بہکانے سے آزمانا چاہیے

۱۔ امر ہو۔ امر خداوندی۔ پیش۔
 حضرت موسیٰ کا عصا جب تک ہاتھ
 میں تھا وہ صرف ایک لکڑی تھا جب
 خدائی حکم سے اس کو پھر اٹھایا تو وہ لگنے
 والا اڑھا تھا۔ اول۔ شروع میں وہ
 سرف بکریوں کے پتے جھلانے کے
 لئے تھی اب وہ کافروں کے لئے معجزہ
 بن گئی۔

۲۔ گشت۔ اب جبکہ امر خداوندی
 سے اس عصا کو ہاتھ میں لیا تو
 فرعونوں پر حکمرانی کرتا تھا ان سرکشیوں
 والوں کے لئے اس نے دیئے تیل
 کو خون بنا دیا۔ از مزمارع۔ فرعونوں پر
 لڑکیوں کا عذاب بھی آیا۔ اندر تھی۔
 حضرت موسیٰ نے یہ خیال کیا کہ ان
 انجام لامحالہ برا ہے لہذا ان کو معجزے
 دکھانے اور راہ راست پر لانے کی
 کوشش کیوں کی جائے۔

۳۔ امر آمد۔ حضرت موسیٰ کا حکم ہوا
 کہ نوح کی طرح ان کے انجام سے
 قطع نظر کر کے تم بھی تبلیغ کئے جاؤ تم
 فرما بہرہ دار رہا ہو تمہارا کام تبلیغ کرنا
 ہے تمہیں ہی کا حکم ہے تمہاری تبلیغ
 میں فائدہ مضمر ہے خواہ وہ ایمان نہ
 لائیں۔ کترین۔ ایک فائدہ تو یہی
 ہے کہ تمہارے اصرار سے ان کا
 جھگڑاؤ پن اور سرکشی واضح ہو جائے
 گی۔ چونکہ مخلوق کی پیدائش سے اللہ
 کا مقصد چھپے ہوئے حالات کو واضح
 کرنا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ
 انسان کو نصیحت سے اور بہکانے سے
 جانچا جائے تاکہ اس کے کئی حالات
 ظاہر ہو جائیں۔

دیو! الحاح غوایت می کند
شیطان گمراہی پر اصرار کرتا ہے
باز گرد و قصہ قبطنی بگو
اپنے باطن سے کفر کے غبار کو جلد دھو دے
چوں پیاپے گشت آں امرِ شخوں
جب قوی عظمیٰ دے ہوا
شیخ الحاح ہدایت می کند
شیخ ہدایت پر اصرار کرتا ہے
گردِ کفر از باطن خود زود شو
اپنے باطن سے کفر کے غبار کو جلد دھو دے
نیل می آمد سرا سراسر جملہ خوں
دیپے نیل سراسر سب خون ہو کر بہتا تھا

سخت شدن کار بر قبطنیاں و شفاقت طلب کردن فرعون از موسیٰ
قبطنیوں پر معاملہ کا سخت ہو جانا اور فرعون کا موسیٰ سے سفارش چاہنا

تا! بنفس خویش فرعون آمدش
یہاں تک کہ فرعون بذات خود ان کے پاس آیا
انچہ ما کردیم اے سلطاں ملکن
اے شاہ جو ہم نے کیا وہ آپ نہ کیجئے
پارہ پارہ کردمت فرماں پذیر
میں نے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تیرا کہہ لیا ہے
ہیں کجباں لب برحمت اے امیں
آگاہ اے امینِ رحمت کی دعا کے لئے ہونٹ ہلائے
گفت ۳ یارب می فریبد او مرا
حضرت موسیٰ نے کہا کہ خدا وہ مجھے فریب سے رہا ہے
بشنوم یا من وہم ہم خدعہ اش
میں مان جاؤں یا میں بھی اس کو دھوکا دیدوں
کاصل ہر مکر و حیلت پیش ماست
ہر مکر اور حیلت کی اصل ہمارے سامنے ہے
گفت حق آں سنگ نیرزد وہم باں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کتا اس کے بھی لائق نہیں ہے

لابہ می کردو دو تا گشتہ قدش
خوشامد کرتا تھا اور اس کا قد دہرا ہو گیا تھا
نیست مارا رُہی ایراد سخن
ہمارا منہ بات کرنے کے قابل نہیں ہے
من بعزت خو گرم ختم مگیر
میں عزت کا عادی ہوں میری سحت پکڑ نہ کیجئے
تاہ بندد این دہان آتشیں
تاکہ یہ آتشیں دہان بند ہو جائے
می فریبد او فریبیدہ خرا
آپ کے فریب سے فریب سے رہا ہے
تا بداند اصل را آں فرع کش
تاکہ وہ شاخ کو پکڑنے والا جڑ کو جان جائے
ہر چہ بر خاکست اصلش بر ساست
جو کچھ زمین پر ہے اس کی اصل آسمان پر ہے
پیش سنگ انداز از دور استخوان
کتنے کے سامنے دور سے ہڈی ڈال دتے

۱۔ دیو۔ شیطان گمراہی پر اصرار کرتا ہے اور سخت طریقہ ہدایت پر اصرار کرتا ہے۔ الحاح۔ اصرار۔ شخوں۔ قوی یعنی جب حضرت موسیٰ کو پورے پہلے پہلے کا حکم ملا اور فرعونوں نے نافرمانی کی تو دریائے نیل خون بن کر بہنے لگا۔

۲۔ تا بنفس۔ یعنی جب قبطنیوں کی حالت تباہ ہونے لگی تو فرعون بذات خود حضرت موسیٰ کے پاس خوشامد کرنے لگا اور تعظیم میں دہرا اور ہاتھ اچھے ہم نے جو کیا وہ برا تھا آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیجئے۔ نیست۔ ہمارا منہ تو اس قابل نہیں ہے کہ آپ سے دعا کی التجا کریں۔ پارہ۔ میں نے اپنے جسم کے ہر حصہ کو فرما کر دہرا بنا دیا ہے۔ این دہان۔ یعنی عذاب الہی کا دہانہ۔

۳۔ گفت یا رب۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے خدا تمھارا آپ کی ذات پر فریفت کو یہ فرعون دھوکا دے رہا ہے۔ بشنوم۔ اب بتا کہ میں اس کا کہنا ماناں لوں یا میں بھی اس کو کوئی دھوکا دیدوں تاکہ یہ اچھی طرح سمجھ لے کہ اصل میں ہر سب کی جڑ خدا ہے یہ شاخ یعنی سب سے وابستہ رہتا ہے۔ کاصل۔ حضرت موسیٰ نے کہا ہر مکر و تدبیر کی اصل خدا ہے جو اسباب دنیاوی ہیں ان کی اصل وہی خدا ہے۔ گفت حق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فرعون اس قابل بھی نہیں ہے اس کے قریب کا جواب فریب سے دیا جائے۔ آپ اس کتے کو ہڈی ڈال دیجئے اور آپ اپنا عصا ہلا دیجئے زمین وہ تمام پیداوار اگل دے گی جو ٹڈیوں نے کھائی ہے۔



ہیں تجہاں آن عصاتا خاکہا
ہاں وہ عصا ہلا دے تاکہ زمینیں
والا ملنجا در زماں گرو تباہ
وہ بنیاں فوراً تباہ ہو جائیں گی
کہ سہیہا نیست حاجب مر مرا
کہ ہمیں اسباب کی ضرورت نہیں ہے
تا طیبے خویش بردار و زند
تاکہ طیب اپنے آپ کو وہاں میں مصروف کر دے
تہناتق از حریفی بالداد
تاکہ منافق چالاکی سے 'سج صبح
بندگی ۲ ناکرد و ناشستہ رو
عبادت کے بغیر اور منہ ہونے بغیر
آکل و ماکول آمد جان عام
عوام کی جان کھانے والی ہے اور غذا بھی ہے
می چرداں برہ و قصاب شاد
وہ بکری کا بچہ جتنا ہے اور قصائی خوش ہے
کار دوزخ میکنی در خوردنی
تو کھانے میں دوزخ کا کام کر رہا ہے
کار خود گن روزی حکمت پھر
اپنا کام کر دہائی کی خوراک کھا
خوردن تن منع این خوردنست
جسم کا کھانا اس کھانے سے منع ہے
شمع تاجر آنگہ ہست افروختہ
تاجر کی شمع اس وقت روشن ہے

وا دہد ہرچہ ملخ گردش فنا
وہ واپس کر دیں جس کو نڈیوں نے فنا کیا ہے
تابہ بیند خلق تبدیل الہ
تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بدل دینے کو دیکھ لیں
آں سبب بہر حجابست و عطا
یہ سب تو حجاب اور پردے کے لئے ہے
تا منجم زوبا ستارہ گند
تاکہ نموی ستاروں کی جانب منہ کرے
سوی بازار آید از بیم کساد
بازار کی جانب آئے کساد بازاری کے ڈر سے
لقمہ دوزخ بکشتہ لقمہ جو
لقمہ کا جویاں 'دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے
پھچوآں برہ چرندہ از حطام
اس بکری کے بچہ کی طرح جو چارہ چرنے والا ہے
کہ بری ما چرد برگ مراد
کہ مقصد کے پتے تھلے لئے چ رہا ہے
بہر او خود را تو فریب میکنی
تو اپنے آپ کو اس کے لئے مینا کر رہا ہے
تا شود فریب دل با کز و فر
تاکہ شان و شوکت سے دل فریب ہو جائے
جاں چو بازارگان و تن چوں رہزنت
جان تاجر کی طرح ہے اور جسم ڈاکو کی طرح ہے
کہ بود رہزن چو ہمیرم سوختہ
جب کہ ڈاکو جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو

۱۔ وہاں ملنجا آپ کے عصا کے اثر سے نڈیاں بھی مرجالی گی اور سب لوگ دیکھ لیں گے کہ خدا کو ہر چیز کے بدلنے کی کس قدر قدرت ہے۔ کہ سمجھا اللہ تعالیٰ کو اسباب کی ضرورت نہیں ہے اسباب تو ایک پردہ ہیں طیب دوا کو لینا ہوا ہے اور جسم ستاروں کو حالانکہ اصل سبب ذات خداوندی ہے منافق یعنی دنیا دار اپنی کوشش اور محنت سے فائدہ سمجھتا ہے۔

۲۔ بندگی۔ یہ دنیا دار کونہ عبارت میں لکھا ہے نہ اس کو منہ ہونے کی فرصت ہے قطع کے لئے بازار میں دوزخ جاتا ہے اپنے لقمہ کی تلاش میں دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے آکل۔ یہ دنیا دار کھانے والا بھی ہے اور خود دوزخ کی خوراک بھی ہے اس کی مثال اس بکری کے بچہ کی سی ہے جو جتنا ہے اور قصائی خوش ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے چ رہا ہے یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ سمجھ رہا ہے میں خود کھا رہا ہوں حالانکہ وہ اپنے دوزخ کو دوزخ کے لئے پال رہا ہے۔

۳۔ کار خود انسان کی اپنے لئے خوراک تو معارف الہی ہیں جس سے دل قوی ہوتا ہے اور اس کی شان و شوکت میں اضافہ ہوتا ہے خوردن تن۔ جسمانی غذا روحانی غذا کے لئے مانع ہے روح کو تاجر سمجھ اور جسم کو ڈاکو تاجر کا دل ڈاکو ڈاکو لیتا ہے۔ شمع تاجر۔ تاجر اس وقت پر رونق بنتا ہے جب ڈاکو جلا ہو جائے۔



کہ تو آں ہوشی و باقی ہوش پُوش
کیونکہ تو ہوش اور باقی ہوش چھپا دینے والے ہیں
پرفہ ہوش مست و عاقل ز دست دنگ
ہوش کے لئے پرفہ اور عقلمند اس سے حیران ہے
ہر چہ شہوانی ست بند چشم و گوش
جو چیز بھی نفسانی ہے وہ آنکھ اور کان کو بند کر دیتی ہے
دانکہ شہوت بندوت ہم چشم و گوش
سمجھ لے کہ شہوت تیری آنکھ اور کان بھی بند کر دے گی
مست بُود او از تکبیر وز مجود
وہ تکبر اور انکار سے مست تھا
زر نماید انچہ مسن و آہینست
سونا نظر آئے جو کہ تابا اور لوہا ہے
لب مجلباں تا بُروں آید گیا
ہوت ہلا تاکہ گھاس آگ آئے

خوشستن اراگم ممکن یا وہ مکوش
اپنے آپ کو گم نہ کر، بیہوشہ کوشش نہ کر
دانکہ ہر شہوت چو خمرست و چونگ
سمجھ لے کہ ہر شہوت شراب اور بھنگ کی طرح ہے
خمر تنہا نیست سر مستی ہوش
شراب تنہا ہوش کی سر مستی نہیں ہے
ترک شہوت کن اگر خواہی تو ہوش
اگر تو ہوش چاہتا ہے شہوت کو ترک کر دے
آں بلیس از خمر خوردن دور بُود
وہ شیطان شراب پینے سے دور تھا
مست آں باشد کآں بیند کہ نیست
مست وہ ہے جو وہ دیکھے جو نہیں ہے
اس سخن پایاں ندارد موسیا
اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

دُعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدن کشت زارہا و باران آمدن
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعا کرنا اور کھیتوں کا سرسبز ہو جانا اور بارش کا آ جانا

سبز گشت از سنبل و حبت تمہیں
سنبل اور قیمتی غلہ سے سرسبز ہو گئی
قط دیدہ مُردہ از جوع البقر
جو قط زہہ جوع البقر سے مرے ہوئے
آں دمی و آدمی و چار پا
پرندوں نے اور آدمیوں نے اور چوپایوں نے
واں ضرورت رفت پس طاعی شدند
وہ ضرورت ختم ہو گئی پھر برکش ہو گئے
تانیارد یا دواں کفر کہہیں
تاکہ وہ پرانے کفر کو یاد نہ کرے

پچھناں ۳۱ کرد وہم اندر دم زمیں
انہوں نے ایسا ہی کیا اور زمین فوراً
اندر افتادند در لوت آں نفر
لذیہ غذاؤں میں لگ گئے وہ لوگ
چند روزے سیر خوردند از عطا
عطا (خلوئی) کو چند روز پیٹ بھر کر کھلایا
چوں شکم پر گشت و بر نعمت زدند
جب پیٹ بھر گیا اور نعمت مل گئی
نفس فرعونیت ہاں سیرش ممکن
نفس فرعون ہے، خبردار! اس کا پیٹ نہ بھر

۱۔ خوشستن۔ انسان کی مدوح اس کا
ہوش اور جسمانی لذتیں اس کے ہوش
گم کرنے والی ہیں۔ دانکہ۔ یہ سمجھ
لے کہ تمام شہوانی لذتیں شراب اور
بھنگ کی ہی نامیتیں رکھتی ہیں۔ خمر۔
دنیا میں صرف شراب اور بھنگ کو
بہوشی کا سبب نہ سمجھ بلکہ ہر شہوت
انسان کے کان اور آنکھیں بند کر دیتی
ہے۔ آں بلیس۔ شیطان شراب نہ
چرا تھا اور تکبیر کے نشہ سے مدہوش
تھا۔

۲۔ مست۔ مست تو اسی کو کہتے
ہیں جو معدوم کو موجود سمجھ لے اور
تانبے اور لوہے کو سونا سمجھ بیٹھنے،
شیطان لے غیر واقعی بات کو واقعہ
خیال کیا تو یقیناً وہ بدست تھا۔ اس
سخن۔ مستی کی حقیقت کا بیان ختم نہ
ہونے والا ہے اے موسیٰ تم دعا کرو
تاکہ گھاس وغیرہ آگ آئے اور قحط کی
صورت ختم ہو جائے۔

۳۔ پچھناں۔ حضرت موسیٰ نے
دعا کیا جس کا ان کو خدا نے حکم دیا تھا
یعنی دعا کر رہے۔ حبت تمہیں۔ قیمتی
غلہ لوت۔ یعنی فرعون کی جو قحط میں مبتلا
تھے لذیذ غذا میں کھانے لگ گئے۔
جوع البقر۔ ایک قسم کی پہلی جس
میں انسان کھاتا رہتا ہے اور اس کا دل
نہیں بھرتا۔ دمی۔ ہوائی یعنی پرند۔
چوں۔ ان فرعونوں کا پیٹ بھرا تو پھر
برکش بن گئے۔ طاعی۔ سرکش۔
نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا
نفس بھی فرعون ہے اس کا پیٹ بھر
اور سرکش بنا۔

بے توف آتش انگرود نفس خوب
 آگ کی گرمی کے بغیر نفس پھلا نہیں بنتا ہے
 بے مجاہمت نیست تن جنبش گناں
 بغیر بھوک کے جسم حرکت کرنے والا نہیں ہے
 گر بگرید ورنہ بنالد زار زار
 اگر وہ روئے اور زار زار نہ کرے
 اوچو فرعون ست در قحط آچنناں
 وہ قحط میں فرعون کی طرح ہے
 چونکہ مستغنی شد او طاعنی شود
 جب وہ بے نیاز ہوا سرکشی کرتا ہے
 پس فراموشش شود چوں رفت پیش
 پھر وہ بھول جاتا ہے جب آگے بڑھ جاتا ہے
 سالہا ۲ مردے کہ در شہرے بود
 سالوں تک ایک انسان ایک شہر میں رہتا ہے
 شہر دیگر بیند او پر نیک و بد
 وہ دوسرا شہر بھلے اور برے سے بھرا دیکھے گا
 کہ من آنجا بودہ ام این شہر نو
 میں وہاں رہا ہوں یہ نیا شہر
 نکل چنناں داند کہ خود پیوستہ او
 بلکہ ایسا سمجھے گا کہ وہ اس سے وابستہ ہے
 چہ عجب گر روح موطنہاں خویش
 کیا تعجب ہے اگر روح اپنے وطنوں کو
 می نیارد یاد کایں دنیا چو خواب
 یاد نہ کرے کیونکہ یہ دنیا نیند کی طرح ہے
 چند نوبت آز مودی خواب را
 تو نے نیند کو کئی بار آنا لیا ہے

تا شد آہن چو آخگر ہیں منکوب
 خبر ہوا جب تک لوہا نکل سکے طرہ نہ ہو جائے اس کو نہ کٹ
 آہن سردست میکوبی بدال
 ٹھنڈا لوہا ہے سمجھ لے تو کٹ رہا ہے
 او نخواہد شد مسلمان ہوشدار
 وہ مسلمان نہ ہو گا سمجھ لے
 پیش موسیٰ سر نہد لاپہ گناں
 جو موسیٰ کے سامنے خوشگد میں سر جھکاتا ہے
 خرچو بار انداخت اسکیزہ زند
 گدھے نے جب بوجھ اتار دیا دلتی بھینکتا ہے
 کار او از آہ و زار یہی خویش
 اس کا کام اپنی آہ و زاریوں کو
 یک زماں کش چشم در خوابے شود
 تھوڑی دیر جب اس کی آنکھ سو جاتی ہے
 ہیج در یادش نہ آید شہر خود
 اس کو اپنا شہر کبھی یاد نہ آئے گا
 نیست آن من در اینجا ام گرد
 میرا نہیں ہے میں یہاں چھن گیا ہوں
 ہمدیں شہرش بود ابداع و خو
 اسی شہر میں اس کی پیدائش اور رہائش کی عادت تھی
 کہ بدستش مسکن و میلاد پیش
 جو پہلے اس کا مسکن اور جائے پیدائش تھی
 می فرو پوشد چو اختر را سحاب
 اس کی ڈھانپ لیتی ہے جس طرح کہ ستارے کو اور
 خواب دنیا را ہماں میں ز ابتلا
 آزمائش سے دنیا کی نیند کو ویسا ہی سمجھ

۱۔ آتش۔ یعنی عبادت کی گرمی۔
 مجاہمت۔ بھوک۔ آہن سرد۔
 ٹھنڈے لوہے کو کوشا بیکار ہے۔
 گر بگرید۔ نفس کی آہ و زاری سے
 دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے۔ لاپہ۔
 گناں۔ بھوک میں وہ فرعون کی طرح
 خوشگد کرنے لگتا ہے۔ خر۔ نفس کی
 مثال گدھے کی ہے اگر اس پر بوجھ
 نہیں ہوتا ہے تو وہ دلتیاں مارتا ہے۔
 پس۔ پیٹ بھرنے پر اپنی سب
 خوشگد بھول جاتا ہے۔

۲۔ سالہا۔ نفس کے بھولنے کی
 مثال ایسی ہے جیسے کہ انسان سوتے
 ہی اپنی قیام گاہ کو بھلا دیتا ہے شہر
 دیگر۔ خواب میں دوسرے شہروں کو یاد
 کرتا ہے اور اپنے شہر کو بھول جاتا
 ہے۔ مل۔ وہ خواب میں یہ سمجھتا ہے
 کہ ہمیشہ سے ہی شہر میں تھا۔

۳۔ چہ عجب اگر روح اپنے اصلی
 وطن کو بھول جائے تو اس پر تعجب نہ
 کرو۔ اس دنیا۔ دنیا کی زندگی ایک
 خواب ہے اور خواب اصلی وطن کو بھلا
 دیتی ہے۔ چند نوبت۔ خواب میں یہ
 تجربہ بار بار ہوا ہے اسی پر دنیا کو قیاس کر
 لو۔

خلصہ چندیں شہرہا را گوئیے
گرددہا از در گہ او نا روفتہ
خصوصاً جبکہ اس نے بہت سے شہروں کو رونما ہے
اس کے مقام دل سے گرد صاف نہیں ہوتی ہے
اجتہاد گرم ناگردہ کہ تا
دل شود صافی و بیند ماجرا
سخت کوشش نہ کئے ہوئے ہے کہ
دل صاف ہو جائے اور گزشتہ واقعات دیکھ لے
سر بروں آردش از بحر راز
اول و آخر بہ بیند چشم باز
راز کے سمندر سے اس کا دل سر ابلدے
کھلی آنکھ لول اور آخر کو دیکھ لے

۱۔ خاص روح نے بہت سے
مدارج اور مراتب طے کئے ہیں اور وہ
اس کے شہر میں رہے ہیں۔ گردہا۔
پھر تم نے اپنے قلب کو صاف نہیں رکھا
اگر اس کو مجاہدات کے ذریعہ مصفی کر
لیتے تو وہ روح کے پرانے واقعات
تمہیں دکھا دیتا۔ سر بروں۔ اگر دل
صاف ہوتا ہے تو وہ پوشیدہ راز ک
سمندر میں غوطہ لگا لیتا ہے اور آغاز و
انجام کو آنکھیں سے دیکھ لیتا ہے۔
آمد۔ روح نے جو مختلف شہروں میں
سکونت کی ہے اب مولانا اس کی
تفصیل بیان کرتے ہیں۔ وز
جمادی۔ یہی روح پہلے جمادات کے
خطہ میں رہی پھر ترقی کر کے نباتات
کے خطہ میں آئی۔ سالہا۔ عرصہ سالہ
تک یہ روح نباتی خطہ میں رہی لیکن
اس کو اپنی جمادی حالت بھی یاد آئی۔
۲۔ وز نباتی۔ پھر روح نباتات کے
خطہ سے حیوانی خطہ میں آئی تو اس کو
اپنی نباتی زندگی یاد آئی۔ جو ہماں۔
ہاں صرف اس قدر تو ہے کہ روح موسم
بہار میں اور تازہ بونے کے پھولنے کے
وقت اس کی طرف میلان کرتی ہے
یہ اس کی نباتی زندگی کی یاد ہے۔ بچو۔
بچا اپنی ماں کے دودھ کی طرف مائل
ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں
اس کے پیٹ میں رہ چکا ہوں۔ بچو
بیل مفرط نئے مرید کو بچ کی طرف
میلان ہوتا ہے لیکن وہ اس میلان کا
سبب نہیں سمجھتا ہے۔
۳۔ بچو۔ اب مرید کے شیخ کی
طرف میلان کی جہتاتے ہیں کہ اس
کی عقل شیخ کی عقل کا جزو ہے یہ سایہ
ہے اور شیخ شاخ گل ہو۔ سایہ
اس کا ایک وقت وہ آئے گا کہ یہ مرید
فنائی شیخ کا مقام حاصل کرے گا تو
اپنے میلان کی وجہ سمجھے گا کہ فرح
اصل کی طرف مائل ہو کر رہی ہے۔

بیان اطوار و منازل خلقت آدمی از ابتداء بنسلیقت
ابتداء پیدائش سے آدمی کی پیدائش کے مراتب اور حالات کا بیان

آمدہ اول بالقلم جماد
پہلے وہ روح جماد کی قلم میں آئی
سالہا اندر نباتی عمر کرو
سالوں نباتی اقلیم میں عمر بسر کی
وز ۲۔ نباتی چوں حیوانی فتاد
اور نباتی اقلیم جب حیوانی اقلیم میں آئی
جو ہماں میلے کہ دارد سوی آں
سوائے اس مسلمان کے جو اس کی جانب ہے
ہیچو میل کو دکاں باما وراں
جیسا کہ بچوں کا ماؤں کی طرف میلان
بچو میل مفرط ہر نو مرید
جیسا کہ ہر نئے مرید کا بڑھا ہوا میلان
جو روح عقل اس ازاں عقل گل ست
اس کی جزوی عقل ہی کلی عقل سے ہے
سایہ اش فانی شود آخر درو
اس کا سایہ بالآخر اس میں فنا ہو جاتا ہے

وز جمادی در نباتی او فتاد
اور جمادی اقلیم سے نباتی اقلیم میں آئی
وز جمادی یاد ناورد از نیر و
اور سرکشی کی وجہ سے اپنی جمادی زندگی کو بھلا دیا
تلمش حال نباتی ہیچ یاد
اس کو نباتی اقلیم کا حال کبھی یاد نہ آیا
خلصہ در وقت بہار و ضمیراں
خصوصاً بہار اور ضمیروں کے موسم میں
سر میل خود نداند در لباں
کہ وہ اپنے میلان کا خود نہیں جانتے ہیں
سوی آں پیر جواں سخت جمید
بزرگ جواں نصیب والے پیر کی جانب
جہش اس سایہ زال شاخ گل ست
اس سایہ کی حرکت ہی پھول کی شاخ ہے
پس بداند سر میل و جستجو
تب میلان اور جستجو کا راز جان لیتا ہے



سایہ شاخ درخت اے نیک بخت
 اے نیک بخت! درخت کی شاخ کا سایہ
 باز از حیواں سویی انسانیش
 پھر اس کو حیوان کیا اہم سے انسان کی جانب
 چنچنیں اقلیم تا اقلیم رفت
 وہ اسی طرح ایک اقلیم سے دوسری اقلیم تک چلتی رہی
 عقلمہلی اولینش یاد نیست
 اس کو پہلی عقلیں یاد نہیں ہیں
 تا زہد زیں عقل پر حرص و طلب
 تاکہ میں حرص اور طلب بھری عقل سے نجات پا جائے
 گرچہ خفتہ گشت و شد نامی ز پیش
 اگرچہ وہ سو گئی ہے اور پہلے کو بھول گئی ہے
 باز ازاں خوابش بہ بیداری کشند
 اس کو پھر اس کی نیند سے بیدار کریں گے
 اس کو چہ غم بود آنکہ می خورم بخواب
 اگرچہ وہ غم تھا جو میں نے خواب میں اٹھایا
 چون نداستم کہ آن غم و اعتدال
 میں کیوں نہ سمجھا کہ وہ غم اور بیدار ہوتا؟
 چنچنیں مع دنیا کہ حلم نامم ست
 اسی طرح دنیا جو کہ ایک سونے والے کا خواب ہے
 تا برآید ناگہاں صبح اجل
 یہیں تک کہ اچانک موت کی صبح آ جلتی ہے
 خندہ اش گیر ازیں غمہلی خویش
 اس کو اپنے غموں پر ہنسی آتی ہے
 ہرچہ آمد خواب بینی نیک و بد
 تو جو کچھ بھی خواب میں اچھا اور برا دیکھتا ہے

کے مجببہ گر تجببہ اس درخت
 کب حرکت کر سکتا ہے اگر یہ درخت نہ بٹے؟
 می کشد آں خلقے کہ دائیش
 وہ اللہ تعالیٰ اس کو کھینچتا ہے جس سے تو واقف ہے
 تا شد انکوں عاقل و دانا و زفت
 یہاں تک کہ وہ اب عقلمند اور دانا اور قوی ہو گئی
 ہم ازیں عقلش تحویل کرد نیست
 ہم اس عقل سے بھی اس کو عقل ہوتا ہے
 صد ہزاراں عقل بیند بو اعجب
 وہ عجب قسم کی لاکھوں عقلیں دیکھے
 کے گذارندش دواں نسیان خویش
 وہ اس کو اس کی بھول میں کب رہنے دیں گے؟
 تا کند بر حالت خود ریشخند
 تاکہ وہ اپنی حالت پر مذاق اڑائے
 چون فراموشم شد احوال صواب
 مجھ سے صحیح احوال کیوں فراموش ہوئے؟
 فعل خوابست و فریب ست و خیال
 خواب کا کام ہے اور فریب اور خیال ہے
 خفتہ پندارد کہ آیں خود دائم ست
 سویا ہوا سمجھتا ہے کہ یہ خود ہمیشہ رہنے والی ہے
 وار ہد از ظلمت ظنن و و غل
 اور وہ گمان اور فریب کی تاریکی سے نکل جاتا ہے
 چون بہ بیند مستقر و جلی خویش
 جب وہ اپنے غمہرنے کا مقام اور جگہ دیکھتا ہے
 روز محشر یک بیگ پیدا شود
 قیامت کیدن ایک ایک ظاہر ہو جائے گا

۱۔ سایہ اگر درخت کی شاخ
 حرکت نہ کرے تو سایہ حرکت نہیں کر
 سکتا بلکہ لازماً حیواں۔ اللہ تعالیٰ روح کو
 پھر حیوانیت سے انسانیت کو مرتبہ پر
 پہنچا دیتا ہے۔ چنچنیں۔ فرضیکہ روح
 اقلیم تا اقلیم سفر کرتی ہوئی اس حالت
 میں پہنچی کہ وہ صاحب عقل ہو گئی
 ہے عقلمہلی۔ روح اپنی گزشتہ
 عقلوں سے غافل ہے پھر اس کی اس
 موجودہ عقل سے بھی تبدیل ہوگی۔

۲۔ تا زہد۔ روح کو اس دنیاوی
 حرص عقل کو بھی خیر ہوا کہتا ہے تب
 اس کو لاکھوں عیب عقلیں حاصل ہو
 جائیں گی۔ گرچہ۔ اگرچہ انسان
 خواب کی حالت میں اپنے واقعات
 بھول جاتا ہے لیکن وہ لامحالہ بیدار ہوتا
 ہے اور پھر خواب کے واقعات کی کسی
 اثرات ہے۔ گرچہ۔ بیدار ہو کر اس کو
 تعجب ہوتا ہے کہ میں صحیح واقعات کو
 کیسے بھول گیا تھا۔ چون۔ خواب کے
 واقعات کے غم پر کہتا ہے کہ میں یہ
 کیوں نہ سمجھا کہ یہ خیالی باتیں ہیں۔

۳۔ چنچنیں۔ دنیا دار جو دنیا کی
 زندگی کے خواب میں ہے وہ سمجھتا ہے
 کہ یہی وہ اصل زندگی ہے تا برآید۔
 جب موت آتی ہے تو اس کی آنکھ کھلتی
 ہے خندہ اش۔ موت کے وقت
 جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دنیا کے غموں
 پر ہنستا ہے۔ ہرچہ۔ دنیا کی زندگی میں
 جو برائی یا اچھائی کی ہے وہ قیامت
 میں سامنے آ جائے گی۔

گردت ہنگام! بیداری عیاں
تیرے لئے بیداری کے وقت ظاہر ہو جائے گا
اندیس خواب و خرا تعبیر نیست
خواب میں ہے اور تیرے لئے تعبیر نہیں ہے
روز تعبیر اے ستمگر بر اسیر
تیرے دن 'اے قیدی پر ظلم کرنے والے
شادمانی داں بہ بیداری خود
اپنی بیداری کے وقت میں خوشی سمجھ
گرگ بر خیزی ازیں خواب گراں
اس بھاری نیند سے تو بھینزا بن کر الٹے گا
می درانند از غضب اعضائے تو
غصہ سے تیرے اعضا کو پھاڑے گی
تو ملگو کہ میرم ویابم خلاص
تو نہ کہہ کہ مر جاؤں گا اور نجات جاؤں گا
پیش زخم آں قصاص اس بازیست
اس قصاص کے عذاب کے آگے یہ کھیل ہے
کایں جز العب ست پیش آں جزا
کیونکہ یہ بلا اس بلا کے مقابلہ میں کھیل ہے
آں چو اھواء ست دیں چوں خستہ است
دھنسی کرنے کی طرح اور یہ خستہ کی طرح ہے
ہیں رہا گن آں خراں را در گیا
ہاں اور گدھوں کو گھاس میں چھوڑ دے
ہیں کہ گرگانند مارا خشم مند
خبردار! ہمت بھینزے غصہ میں ہیں

آنچه کردی اندیس خواب جہاں
تو نے دنیا کی نیند میں جو کچھ کیا ہے
تانه پنداری کہ این بد کرد نیست
تو ہرگز نہ سمجھ کہ یہ بد کردی
بلکہ این خندہ بود گریہ و نفیر
بلکہ یہ ہنسی رونا اور فریاد ہو گئی
گریہ و درد و غم و زاری خود
اپنے رونے اور درد اور غم اور عاجزی کرنے کو
اے دریدہ پوستان یوسفال
اے یوسفوں کے پوستان کو پھاڑنے والے
گشتہ گرگاں یک بیگ خوابے تو
تیری ایک ایک عادت بھینزا بن کر
خوں نشید بعد مرگت در قصاص
قصاص کے ملل میں تیرے مرنے کے بعد خون ہونے لگا
ایں قصاص نقد حیلست ساز نیست
یہ فوری قصاص ایک تعمیر ہے
زیں لعب خواندست دنیا را خدا
خدا نے دنیا کو کھیل کہا ہے
ایں جزا تسکین جنگ وقتہ است
یہ بلا لڑائی اور فتنہ کو دھاتا ہے
ایں سخن پایاں ندارد موسیا
اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
تاہمہ زان خوش علف فر بہ شوند
تاکہ سب اس عود گھاس سے موٹے ہو جائیں

۱۔ ہنگام بیداری۔ یعنی قیامت
کے وقت۔ تانہ پنداری۔ انسان کو اپنے
کچھنا چاہیے کہ اس دنیاوی خواب کی
کوئی تعبیر نہیں ہے۔ اس کی تعبیر
قیامت میں سامنے آ جائے گی۔
بلکہ دنیا میں ظالموں کے ہمنے کی
آخرت میں تعبیر رونا اور چیخنا ہو
گا۔ گریہ اگر دنیا میں گریہ و زاری ہو
گی تو آخرت میں اس کی تعبیر خوشی ہو
گی خواب کی تعبیر عموماً ایسی ہوتی ہے
مدیدہ جو یوسف جیسے نیکوں کو دنیا
میں ستائے گا وہ آخرت میں بھینزا
بن کر اٹھے گا۔

۲۔ گشتہ۔ انسان کی بری عادتیں
آخرت میں بھینزے نہیں گی اور خود
اس کے اعضا کو پھاڑیں گی۔ خون اگر
انسان نے کسی کا ناحق خون بہایا ہے تو
وہ خون نہ سوئے گا اور قیامت میں
بدلے کا خولہ ہوگا۔ اس قصاص۔
اگر دنیا میں بدلے لے بھی گیا ہو گا تو
آخرت کے عذاب سے بھر بھی نجات
نہ ملے گی بلکہ دنیا والا بدلہ اس کے
مقابلہ میں کھیل سمجھا جائے گا۔ زیں
لعب۔ قرآن نے دنیا کی زندگی کو
کھیل کو تعبیر کیا ہے اس کی وجہ
یہی ہے کہ یہاں کا انتقام آخرت کے
انتقام کے مقابلہ میں کھیل اور ہے۔

۳۔ ایں جزا۔ دنیا میں جو بدلہ لیا
گیا وہ تو محض وقتی فتنہ فساد فرو کرنے
کے لئے لے لیا گیا ہے اس دنیا
کے بدلے کی مثال خستہ کرنا اور
آخرت کے بدلے کی مثال غصی کرنا
سمجھو آں خراں۔ یعنی فرعونوں کو دنیا
کے مزے ملا لینے دو تاہم یہ فرعون
جہنم کے بھینزیوں کی خوراک ہیں وہ
بھینزے بھول سے غصہ میں ہیں
تو ان کو خوب مونا ہونے دو تاکہ ان کو
اچھی خوراک ملے۔



بیان آنکہ خلق دوزخ گر سنگاں آند و تالاں آند و از حق خواباں
 اس کا بیان کہ دوزخ کی مخلوق بھوکے لہ تالاں ہے لہ لہ تالاں سے چاہتی ہے
 کہ روزیہ پھیلا مارا فریبہ گرداں و زود ہما رساں کہ مارا صبر نماند
 کہ ہادی خرداک کو موٹا بنا دے لہ جلد ہمارے پاس پہنچا دے کیونکہ ہمارا صبر ختم ہو گیا ہے

۱۔ تالاں گر تالاں۔ میرے علم میں
 ہے کہ ڈھبیرے بھوکے سے فریاد کر
 رہے ہیں مجھ ان کو ان کی خواہش بتانا
 ہے۔ اس خراں۔ آپ نے اپنی خوش
 کلامی کی کیسیا سے ان کو آئی بتانا چاہا
 لیکن ان کے عقیدے میں آئی بتانا
 تھا۔ پس فروان پر نعمت کا لطف ازحا
 دتا کہ یہ غفلت کی نیند سو جائیں۔

۲۔ تاج۔ جب اس غفلت سے
 بیدار ہوئے تو مجلس ختم ہو چکی ہوگی نہ
 جمع ہوگی نہ ساقی یعنی تم سے لہ تمہاری
 جہالت سے فائدہ اٹھانے کا وقت نہ
 رہے گا۔ داشت۔ ان کی سرکشی
 تمہارے لئے حیران کن بھی اب
 حسرت کا مزہ چکھیں گے تاکہ
 ہمارے انصاف کا تقاضہ ہو گا کہ ہم
 ان کو ان کے برے اعمال کی بری سزا
 دیں۔ کلن شے۔ جس خدا کو وہ نہیں
 دیکھتے تھے وہ خدا ان کے ساتھ تھا۔
 ۳۔ چوں خرد۔ مولانا مثال سے
 سمجھاتے ہیں کہ خدا کی طرف لہ بھی
 چیزیں ہیں جن کو انسان نہیں دیکھ پاتا
 ہے اور وہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں
 انسان اپنی عقل کو نہیں دیکھتا ہے لیکن
 وہ انسان کے ساتھ ہے نیست
 قاصر۔ تو اپنی عقل کو دیکھنے سے قاصر
 ہے لیکن تیری عقل تجھے دیکھنے سے
 قاصر نہیں ہے چرکب۔ جب تیرے
 آنے والی عقل تیرے ساتھ ہے تو اگر
 اس طرح اس کا خالق خدا تیرے
 ساتھ ہوتا تو کیا عجیب ہے

نالہ ۳۔ گرگان خود را موقیم
 ہمیں اپنے بھیزوں کے رونے کا یقین ہے
 ایں خراں را کیسیمی خوش دمی
 ان گدھوں کو خوش کلامی کی کیسیا نے
 لویسے کردی بدعت لطف و بود
 تو نے دعوت دینے میں بہت مہربانی لہ خلوت کی
 پس فرو پوشاں لحاف نعمتی
 تو ان کو اپنے انعام کا لحاف از دھا دے
 تاجو بچند از جنس خواب ایں رده
 تاکہ یہ گروہ جب ایسی نیند سے بیدار ہوں
 داشت طغیاں شاں تراور حیرتے
 ان کی سرکشی نے تجھے حیرانی میں مبتلا کر دیا ہے
 تاکہ عدل ما قدم بیروں نہد
 تاکہ ہمارا انصاف ظاہر ہو جائے
 کال شے کہ می ندیدندیش فاش
 کیونکہ وہ شے جس کو وہ ظاہر میں نہیں دیکھتے
 چوں خرد بائست مشرف برتنت
 جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی گمراہی ہو
 نیست قاصر دیدن اوے افلاں
 اے فلاں! اس عقل کا دیکھنا قاصر نہیں ہے
 چه عجب گر خالق آل عقل نیز
 تو عجب کیا ہے؟ اگر اس عقل کا پیدا کرنے والا بھی
 ایں خراں را طعمہ ایشاں
 ہم ان گدھوں کو ان کی خواہش بتائیں گے
 از لب تو خواست کردن آدمی
 تیرے ہونٹ سے ان کو آئی بتانا چاہا
 آل خراں را طالع و روزی نبود
 ان گدھوں کا نصیب لہ عقیدہ نہ تھا
 تا برد شاں زود خواب غفلتی
 تاکہ غفلت کی نیند ان کو جلد سلا دے
 شمع مردہ باشد و ساقی شدہ
 شمع گل ہو چکی ہو اور ساقی روانہ ہو چکا ہو
 پس بنوشند از جزا ہم خسرتے
 تو بدلے میں وہ حسرت چکھیں گے
 در جزا ہر زیشت را در خورد ہد
 ہر برے کو مناسب بدل دے
 بود بایشاں نہاں اندر معاش
 وہ زندگی میں ان کے ساتھ پوشیدہ تھا
 گرچہ زو قاصر بود ایں دیدنت
 اگرچہ تیرا یہ دیکھنا اس سے عاجز ہے
 از سکون و جنبشت در امتحاں
 تیرے سکون لہ حرکت سے آزمائش میں
 با تو باشد در سکون و نقل نیز
 تیرے ساتھ ہو سکون لہ منتقل ہونے میں بھی

بعد ازاں عقلتش ملامت میکند

اس کے بعد اس کو عقل ملامت کرتی ہے

کنز حضور ستش ملامت کرنے

کیونکہ اس کا ملامت کرنا اس کی موجودگی کی دلیل ہے

در ملامت کے ترا سلی زوے

لامت میں کب تیرے طمانچہ ملتی؟

کے چناں کردے جنوں و نفس تو

تو میرا پاگل پن اور گری کب ایسا کرتی؟

زاں بدانی قرب خورشید و جود

تو اس سے وجود کے سورج کی نزدیکی جان لے

نیست از پیش و پس و سفل و علو

جو آگے اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سے نہیں ہے

کہ نیاید بحث عقل آن راہ را

کیونکہ عقل کی بحث اس کا راستہ نہیں پاتی ہے

پیش اصبح یا پیش یا چپ و راست

انگی کے آگے یا اس کے پیچھے یا بائیں اور دائیں سے

وقت بیداری قرینش می شود

بیداری کے وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے

کا صبت بے او ندارد منفعت

کیونکہ تیری انگی میں اس کے بغیر نفع نہیں رکھتی ہے

از چہ رہ آمد بغیر شش جہت

بغیر چھ جہت کے کس راستہ سے آیا ہے؟

بے جہت داں عالم امر و صفات

عالم امر و صفات کو بے جہت کا سمجھ

از ا خرد عاقل شود بر بد تند

عقل سے عاقل ہوتا ہے اور برائی کرتا ہے

تو شدی عاقل ز عقلت عقل نے

تو اپنی عقل سے عاقل بنا ، عقل نہ بنی

گر نبودے حاضر و عاقل بدے

اگر وہ حاضر نہ ہوتی اور عاقل ہوتی

و را زو عاقل نبودے نفس تو

اگر تیرا نفس اس سے عاقل نہ ہوتا

پس ا خرد عقلت چو صطرلاب بود

تو تیری عقل اسطرلاب کی طرح ہے

قرب بیچون ست عقلت را بتو

تیری عقل کا تجھ سے قرب بے کیف ہے

قرب بیچون چوں نباشد شاہ را

تو شاہ کا قرب بے کیف کیوں نہ ہو گا؟

نیست آن جنبش کہ اصبح تراست

وہ حرکت نہیں ہے جو تیری انگلی میں ہے

وقت خواب و مرگ ازوے میرود

موت اور نیند کے وقت وہ اس میں چلی جاتی ہے

از چہ رہ می آید اندر اصبت

وہ تیری انگلی میں کس راہ سے آتی ہے؟

نور چشم مرؤ مک در دیدہ ات

آنکھ کی پتلی کا نور تیری آنکھ میں

عالم خلق ست باسوی و جہات

عالم کائنات اور جہتوں والا ہے

۱۔ از خرد انسان غلطی کرتے وقت

عقل سے عاقل ہو جاتا ہے پھر عقل

اس کو ملامت کرتی ہے کنز حضور۔

عقل کا ملامت کرنا اس کی دلیل ہے

کہ وہ تجھ سے اور تیرے کام سے

عاقل نہ تھی۔ سلی۔ طمانچہ۔ اس

غلط کا کرنا اس کی دلیل ہے کہ تو اس

وقت عقل سے بیگانہ تھا۔

۲۔ پس تر تیری عقل حضرت

حق تعالیٰ کے قرب کو سمجھنے کا ذریعہ

ہے اس کی مثال سے تو سمجھ لے

اسطرلاب۔ وہ اگر جس سے نجوی

چاند سورج تاروں کے قاصد معلوم

کرتے ہیں۔ خورشید وجود حق

تعالیٰ۔ بیچون۔ یعنی بے کیف عقل

کا انسان سے قرب جہتوں سے

متصف نہیں ہے قرب بیچون۔ اللہ

تعالیٰ جس کی ذات خود کم اور کیف

سے بالاتر ہے اس کا قرب بھی ان

کیفیتوں سے بالاتر ہے نیست

آن۔ مولانا بے کیف و کم کے قرب

کی دوسری مثال پیش کر رہے ہیں

انگی حرکت کون کی۔ سے جو قرب ہے

وہ بے کیف ہے۔

۳۔ وقت خواب۔ انسان کے

سوتے میں اس کی انگی کو حرکت نہیں

ہوتی بیداری کے بعد فوراً حرکت آ

جاتی ہے از چہ رہ کوئی نہیں بتا سکتا

کہ یہ حرکت انگی میں کوی طرف سے

آتی ہے نور چشم۔ آنکھوں میں روشنی

کی آمد بھی جہت سے منزہ عالم

خلق۔ وہ عالم ہے جو مادی اور زبانی

ہے وہ جانب اور جہت سے متصف

سے عالم امر وہ عالم ہے جس کی

پیدائش لفظ کن سے ہوتی ہے اور وہ

مادی اور زمینی نہیں ہے وہ مجربات کا

عالم ہے جبکہ عالم امر مادہ اور جہت



سے منزہ ہے تو امر یعنی حضرت حق تعالیٰ جسہ کلمہ کن فرمایا ہے بعد مادی جہت اور جانب سے پاک ہوگا۔

بے جہت دال عالم امرائے صنم
 اس صنم عالم امر کو بے جہت سمجھ
 بے جہت بد عقل او عکاس البیاض
 عقل بے جہت نمی اور بیان کا جان کار
 بے تعلق نیست مخلوقے بدو
 کوئی تعلق اس سے بے تعلق نہیں ہے
 زانکہ فصل و وصل نبود در رواں
 کیونکہ روح میں فصل اور وصل نہیں ہے
 غیر فصل و وصل پے براز دلیل
 دلیل سے فصل اور وصل کے علاوہ کا پتہ لگا
 پے پیالے می براز دوری زاصل
 پے پے اہل سے دوری کا پتہ لگا
 اس تعلق را خرد چوں پے پرد
 عقل اس تعلق کا کیسے پتہ لگائے؟
 زیں وصیت کرد مارا مصطفیٰ
 اسی وجہ سے مصطفیٰ نے ہمیں وصیت کی ہے
 آنکہ در ذات تفکر کرد نیست
 جو غور و فکر اس کی ذات میں کہتا ہے
 ہست سح آں پندار او زیر ابراہ
 یہ محض اس کا خیال ہے کیونکہ رات میں
 ہر یکے در پردہ موصول جوست
 ہر ایک ایک پردے کا وصل چاہنے والا ہے
 پس پیمبر دفع کرد اس و ہم ازو
 تو پیغمبر نے اس سے اس وہم کو دفع کر دیا

بے جہت ہم باشد امر لا جرم
 لا محالہ امر کرنے والا بھی بے جہت ہو گا
 عقل خراز عقل و جاں تر ہم زجاں
 عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان ہے
 آل تعلق ہست پیچوں اے عمو
 اے چچا! وہ تعلق بلا کیف ہے
 غیر فصل و وصل مندہ شد گماں
 گمان عقلی اور وصل کے علاوہ نہیں سوچتا ہے
 لیک پے بردن نہ شناسد علیل
 لیکن پتہ لگانا پیدا نہیں جانتا
 تارگ مردیت آرد سوی وصل
 تاکہ مرداگی کی رگ تجھے وصل کی جانب لے پے
 بست فصل ست وصل است اس خرد
 یہ عقل تو فصل اور وصل سے وابستہ ہے
 بحث کم جوکید در ذات خدا
 کہ ذات خدا میں بحث نہ کرو
 در حقیقت آں نظر در ذات نیست
 حقیقتاً وہ غور و فکر ذات میں نہیں ہے
 صد ہزاراں پردہ آمد از الہ
 خدا کی جانب سے لاکھوں پردے ہیں
 وہم او آن ست کال عین خود اوست
 اس کا خیال یہ ہے کہ وہ اس کا عین ہے
 تا نباشد در غلط سودا پتر او
 تاکہ وہ غلطی میں خیالی (دیگ) پکانے والا نہ بنے



کرنے والا کسی پردے سے وابستہ ہو گیا ہے اور اسی کو اللہ کی ذات کا عین سمجھ رہا ہے

عقل۔ عقل بھی بے جہت
 چیز ہے جو اللہ تعالیٰ جو عقل کی بھی عقل
 اور جان کی بھی جان ہے کیوں جہت
 سے پاک نہ ہوگا۔ بے تعلق۔ مخلوق کا
 خالق سے جو تعلق ہے وہ بھی کیفیت
 سے بالاتر ہے۔ زائد مدعا مادہ سے
 پاک ہے لہذا اس میں نہ فصل کی
 صفت ہے نہ وصل کی لیکن انسان کا
 خیال و گمان وصل اور فصل کے علاوہ
 کوئی تعلق نہیں سمجھتا ہے۔ غیر فصل۔
 ہماری بیان کردہ دلیل سے پتہ لگائے
 کہ اتصال اور انفصال کے علاوہ بھی
 کوئی تعلق ہے لیکن وہ محض جو نفسانی
 بیماریوں میں جتا ہے وہ پتہ نہیں لگا
 سکتا بعض نسخوں میں نہ بنشاند
 علیل۔ اس کے معنی یہ ہوں گے
 محض پتہ لگانا پاس نہیں سمجھتا ہے
 پاس جب تجھے کی جبکہ مشاہدہ
 حاصل ہو جائے گا۔

ع لے پالے اگر انسان مسلل
 یہ سوچے گا کہ مجھے ذات خداوندی
 سے دوری ہے تو مرداگی کی رگ اس کو
 وصل کی طرف لے جائے گی۔ اس
 تعلق۔ جو عقل محض اتصال اور
 انفصال کے تعلق کو ہی سمجھ سکتی ہے وہ
 اللہ سے مخلوق کے تعلق کا پتہ نہیں بتا
 سکتی۔ زیں۔ چونکہ عقل اس کو نہیں
 سمجھ سکتی اسی لئے آنحضرت نے فرمایا
 ستفکروا الہی خلق اللہ ولا
 تفکروا الہی اللہ اللہ کی مخلوق میں غور
 کرو اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور نہ کرو۔
 آنکہ کیونکہ ذات کا تصور ممکن ہے
 لہذا اس میں فکر بھی ناممکن ہے۔

ح ہست ذات میں غور و فکر کرنا
 ذات میں غور کرنا نہیں ہے بلکہ محض
 اپنے ایک مفروضہ میں غور کرنا ہے
 کیونکہ ذات اور مخلوق میں کروڑوں
 پردے ہیں۔ ہر ایکے ذات میں غور

وانکس اندر وہم او ترک ادب
 کیونکہ اس کے وہم میں پڑنا ادب کو چھوڑنا ہے
 سرنگونی آل بود کو سوی زیر
 اندھا پن یہ ہے کہ نیچے کو
 زانکہ حدہ مست باشد این چنین
 کیونکہ مدوش کی یہ تعریف ہے
 در عجبہایش بفکر اندر روید
 اس کے جانب میں غور کرو
 چوں ز صنعتش ریش و سبت گم کنید
 جب تم اس کی صنعت میں حیران ہو جاؤ گے
 جز کہ لا اھسی نگوید او زجل
 صلہ سے ملنے کے کھن کر کے گام میں نہیں کر سکتا
 چوں بیانش بجدست اے بو اہوس
 اے بو اہوس! چونکہ اس کا بیان لامحدود ہے

۱۔ وہ تک ذات خدا میں مشغولیت نہ ہو اور اہم میں جہلا ہو یہ خدا کے ساتھ چلائی ہے جس کی سزا سرنگونی ہے۔ سرنگونی۔ اندھے پن کا یہی مطلب ہے کہ انسان نیچے گر رہا ہو اور یہ کجی میں لو پر چڑھ رہا ہو۔ حد مست۔ مست کی تعریف یہی ہے کہ وہ زمین اور آسمان یعنی نیچے اور اوپر میں فرق نہیں کر سکتا۔ در عجبہ۔ خدا کی عجب منائی میں غور کرنا چاہیے اور اس کی عظمت و ہیبت میں گم ہو جانا چاہیے۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ کی کارگیری میں غور کرو گے تو تم پر اپنی حقیقت کھل جائے گی اور خاموشی اختیار کر لو گے۔

۲۔ بجز کہ اب تم یہ کہو گے لا اھسی یعنی نہ ہو غلبہ کف کما نشیت علی نفسک یعنی میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ چوں بیانش۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ اس کی تعریف کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے لہذا اس میں بحث ختم کر دینی چاہیے اور خاموشی اختیار کرینی چاہیے۔

۳۔ رختن۔ حضرت ذوالقرنین اور گوہ قاف کے مکالمہ سے یہی سمجھایا ہے کہ اوصاف باری تعالیٰ کا بیان ناممکن ہے۔ ذوالقرنین۔ ایک نیک دل بادشاہ تھا جس کا نام سکندر تھا۔ سکندر رومی سے بہت پہلے گزرا ہے۔ وہ قاف۔ ایک پہاڑ ہے لیکن فارسی لہجہ میں اس کے بارے میں بہت سے فرضی افسانے مذکور ہیں۔

رختن ۳ ذوالقرنین گوہ قاف و در خواست کردن کہ اے
 حضرت ذوالقرنین کا گوہ قاف کے پاس جانا اور درخواست کرنا کہ اے قاف
 قاف از عظمت صفات حق تعالیٰ شممہ باما بگو و جواب او
 ہمیں کچھ تعیری ہی اللہ تعالیٰ کی صفائی کی عظمت بتا دے اور اس کا جواب
 کہ صفت عظمت حق تعالیٰ بہ تقریر در نیاید ولا بہ کردن ذوالقرنین
 دینا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی تعریف تقریر میں نہیں آ سکتی اور ذوالقرنین کی
 کہ از انچہ تو اں گفت و بخاطر داری شممہ بگو
 خوشامد کرنا کہ جس قدر بتایا جا سکتا ہے اور جو جانتا ہے کچھ بتا دے

رفت ذوالقرنین سوی گوہ قاف وید کہ را کز زمر و بود صاف
 ذوالقرنین گوہ قاف کی جانب گئے انہوں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ زمرہ سے زیادہ صاف تھا



گردِ عالم حلقہ گشتہ آل محیط
وہ گھیرنے والا دنیا کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے ہیں
گفت تو کوہی دگرہا چہستند
انہوں نے کہا تو پہاڑ ہے دوسرے کیا ہیں؟
گفت رگہای من انداں کوہہا
اس نے کہا ' وہ پہاڑ میری رگیں ہیں
من بہ شہرے رگے دارم نہاں
ہر شہر میں میری رگ چھپی ہوئی ہے
حق چو خواہد زلزله شہرے مرا
جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلہ (دلانا) چاہتا ہے تو مجھے
پس بجبنا من آل رگ را بقرہ
میں غصہ سے اس رگ کو ہلا دیتا ہوں
چوں بگوید بس شود ساکن رگم
جب وہ بس کہہ دیتا ہے میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
بچو مرہم ساکن و بس کارکن
جیسا کہ مرہم ساکن اور بہت کار گزار ہے
نزداں کس کہ نداند عقلش ایں
جس کی عقل اس کو نہیں سمجھتی ہے اس کے نزدیک
ایں بخارات زمین نبود بیداں
سمجھ لے یہ زمین کے بخارات نہیں ہیں

بیان آنکہ مور کے برکاغذ می رفت نوشتن قلم دید قلم راستودن
اس کا بیان کہ ایک چھوٹی سی چوٹی کاغذ پر چل رہی تھی اس نے قلم کا لکھنا دیکھنا قلم کی تعریف
گرفت مورے دیگر کہ چشمش تیز بین بود گفت ستائیش انگشتاں
کرتی شروع کر دی دوسری چوٹی جس کی آنکھ تیز دیکھنے والی تھی اس نے کہا انگلیوں کی
راگن کہ ایں ہنر از ایشاں می بینم مورے دیگر کہ از ہر دو چشم او
تعریف کر کیونکہ میں یہ ہنر ان کا سمجھتی ہوں تیسری چوٹی جس کی آنکھیں دونوں سے زیادہ

۱ محیط۔ گھیرنے والا یعنی وہ پہاڑ
تمام دنیا گولے حلقہ میں لئے ہوئے
تھا۔ گفت۔ ذوالقرنین نے کہا تیری
بولی کے مقابلہ میں ان پہاڑوں کی
کوئی حیثیت نہیں ہے۔ رگہای۔ کہ
انہوں نے کہا وہ پہاڑ میری رگیں ہیں
جز لہر اصل یکساں نہیں ہوتی اس لئے
تم ان کو دیگر پہاڑ سمجھ رہے ہو۔ من
بہر شہرے دنیا کے ہر شہر کے نیچے
میری رگ ہے اس طرح تمام دنیا
میری رگوں پر آباد ہے۔

۲ حق۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شہر
پر زلزلہ نازل فرمانا چاہتا ہے تو مجھے حکم
دیدتا ہے میں اپنی وہ رگ ہلا دیتا
ہوں اور اس شہر میں زلزلہ آجاتا ہے۔
چوں بگوید۔ جب مجھے حکم دیتا
ہے تو وہ میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
بظاہر میں ساکن ہوں لیکن اللہ تعالیٰ
کے احکام میں میری رگ وہ جلدی
ہے۔ بچو۔ ساکن رہ کر کام کرنے
کی مثال مرہم اور عقل ہے۔

۳ نزداں کس۔ جس کی عقل
میں یہ بات نہیں آتی وہ زلزلہ کا اصلی
سبب زمین کے بخارات کو سمجھتا ہے
لیکن حاصل زلزلہ کا سبب خدائی حکم
اور وہ قاف ہے۔ بیان اس سے یہ
ثابت کیا ہے کہ جو عقلمند ہیں وہ
مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں م
عقل سبب کو ہی جانتے ہیں۔

تیز تر بود گفت من ستایش باز و کنم کہ انگشتان فرغ وے آند
تیز تھیں بولی میں بازو کی تعریف کرتی ہوں کیونکہ انگلیاں اس کی فرغ ہیں

مورے کے بر کاغذے دید او قلم
ایک چھوٹی سی چوٹی نے کاغذ پر قلم کو دیکھا
کہ عجائب نقشا آں کلک کرد
کہ قلم نے عجیب نقش کھینچے ہیں
گفت آں مور صبح ست آں پیشور
اس چوٹی نے کہا، انگلی کا گزرا ہے
گفت آں مور سوم کز بازواست
تیسری چوٹی نے کہا کہ وہ بازو کی جڑ سے ہے
پچھنیں می رفت بالا تا کیے
بات اسی طرح اوپر کو چلتی رہی یہاں تک کہ
گت کز صورت مہید این ہنر
اس نے کہا اس ہنر کو جسم کا نہ سمجھو
صورت آمد چوں لباس و چوں عصا
جسم بمنزلہ لباس اور انگلی کے ہے
ہے خیر بود او کہ آں عقل و فواد
وہ اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور دل
یک زمان ازوے عنایت برگند
تھوڑی دیر کے لئے وہ اس پر مہربانی کرنا بند کر دیتا ہے

باز اتماس کردن ذوالقرنین از کوہ قاف و بیان عجائب از ثنای حق
ذوالقرنین کا دوبارہ کوہ قاف سے درخواست کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف میں عجائب کا بیان

چونکہ کوہ قاف دُر نطق سفت
جب کوہ قاف نے گویائی کا موتی پرویا
چونکہ گویا یافت ذوالقرنین گفت
چونکہ ذوالقرنین نے اس کو بولنا پلایا تو کہا
از صفات حق بکن با من بیای
اللہ تعالیٰ کی صفات مجھ سے بیان کر دے
اے بولنے والے! باخبر! راز داں

۱۔ مور کے مور چوٹی کا قاف تصغیر کا اور یا وحدت کی ہے۔ راز۔ یعنی قلم کاری دیکھا۔ کلک۔ قلم۔ رحمان۔ بازو ہر خوشبودار پورہ سون۔ ایک نیلگوں پھول ہے۔ وہ۔ گلاب صبح۔ اسی چوٹی نے کہا کہ یہ قلم کا ہنر نہیں بلکہ اصل کارگیری کاتب کی انگلیوں کی ہے۔
۲۔ مور سوم۔ تیسری چوٹی نے کہا کہ اصل یہ کام بازو کا ہے۔ فطن۔ سمجھدار۔ کز صورت۔ اس کارگیری کا اصل سبب جسم نہیں روح ہے۔ صورت۔ جسم روح کا ایک لباس اور آگے سے نقش عقل اور جان بنائی ہے۔ بے خبر۔ وہ چوٹی بھی اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور جان خدا کی تحریک پر عمل کرتی ہے۔
۳۔ یک زمان۔ اگر اللہ تعالیٰ عقل سے تھوڑی دیر کے لئے اپنی مہربانی بنا لیتا ہے تو عقل بے عقلی کے کام کرنے لگتی ہے۔ چونکہ جب ذوالقرنین نے کوہ قاف کو بولنا دیکھا تو اس سے درخواست کی۔ کہ اسے اس کوہ قاف تو اللہ کی صفات سے واقف ہے ہمیں اس کی صفات سے آگاہ کر دے۔

گفت از وکال و صف ذہاب ترست
 اس نے کہا جا، کیونکہ وہ صفت اس سے بالاتر ہے
 یا قلم راز ہرہ باشد کہ بسر
 یا قلم کی یہ بہل ہو کہ نوک سے
 گفت کمتر استانی باز گو
 انہوں نے کہا تھوڑی سی داستان سنا دے
 گفت اینک دشت یہ صد سالہ راہ
 اس نے کہا یہ تین سو سالہ مسافت کا جنگل
 کوہ ۲ بر گہ بے شمار و بے عدو
 پہاڑ بالائے پہاڑ بے شمار اور ان گنت
 کوہ برفی می زند بر دیگرے
 برف کا پہاڑ دھرے (پہاڑ) پر پڑتا ہے
 کوہ برفی می زند بر کوہ برف
 برف کا پہاڑ برف کے دھرے پہاڑ پر گرتا ہے
 گر نبودے آتشنیں وادی شہا
 اسے بادشاہا اگر اس طرح کا جنگل نہ ہوتا
 عافلاں را کوہی برف داں
 عافلوں کو برف کے پہاڑ سمجھ
 گر نبودے عکس ۳ جہل برف باف
 اگر برف کی سی مسافت کے جہل کا عکس نہ ہوتا
 آتش از قبر خدا خود ذرہ ایست
 جہنم کی آگ اللہ کے قبر کا ایک ذرہ ہے
 باہتیں قبرے کہ زفت و فائق ست
 ایسے قوی اور بڑھے ہوئے قبر کے باوجود
 سبق بیچون و چونکہ معنوی
 یہ آگے ہونا بغیر کیف اور کیفیت کے معنوی ہے

کہ بیاب بروے تواند برود دست
 کہ بیان اس پر قابو پا سکے
 بر نویسند بر صحائف زان خمر
 وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے
 از عجیبی حق اے حیر نکو
 اللہ کی عجیب کی اے اچھے عالم!
 کوہی برف پر کردہ است شاہ
 شاہ نے اس کو برف کے پہاڑوں سے بھر دیا ہے
 میر سد در ہر زماں فرش مدو
 ہر وقت ان کو برف کی مدد پہنچتی ہے
 می رساند برف سردی تاثرے
 برف ٹھنڈک کو زمین کی تہ تک پہنچاتا ہے
 دمبدم ز انبار بیجد و شگرف
 ہر وقت بے حد اور عجیب اور جہ سے
 تفت دوزخ محو کر دے مر مرا
 دوزخ کی سوزش مجھے مٹا دیتی
 تانسو زد پردہی عاقلاں
 تاکہ عقلمندوں کے پردے نہ پہنک جائیں
 سوختے از نار شوق آل کوہ قاف
 تو عشق کی آگ سے وہ کوہ قاف جل جاتا
 بہر تہدید لثیماں و ذرہ پیست
 وہ کینوں کو ڈمانے کے لئے ذرہ ہے
 لطفش میں کہ بروے سابق ست
 اس کے کرم کی ٹھنڈک کو دیکھ جو اس سے آگے ہے
 سلیق و مسبوق دیدی بے دوئی
 تو نے بغیر دوئی کے آگے وہ نظر اور پیچھے جانے نظر رکھا
 ہے

۱ گفت۔ کوہ قاف نے کہا اللہ
 تعالیٰ کے اوصاف بیان سے بالاتر
 ہیں۔ یا قلم۔ قلم میں یہ طاقت ہے
 کہ ان کو تحریر کر سکے۔ حیر۔ بڑا عالم۔
 گفت۔ کوہ قاف نے قدرت کے
 عجائب کا بیان شروع کیا اور کہا کہ یہ
 جنگل اتنا وسیع ہے کہ تین سو سال کی
 مسافت کا ہے اس کو خدائے برف
 سے بر کیا جاوے اب اس پر برف کی
 ہمیں چھٹی روایتی ہیں۔

۲ کوہ اس جنگل میں اللہ تعالیٰ
 نے برف کے پہاڑ جمع کر دیئے
 ہیں۔ گر نبودے اس میں یہ حکمت
 ہے کہ اگر اس جنگل کے برف کے
 پہاڑوں کی ٹھنڈک نہ ہوتی تو دوزخ
 کی آگ کی گرمی مجھے بھونک ڈالتی۔
 عافلاں۔ اگر عافلوں کی غفلت کا اثر
 عافلوں کے دل پر نہ پڑتا تو عافلوں کا
 شوق ان کو جلا ڈالتا۔

۳ عکس۔ عافلوں کی غفلت کا
 اثر عافلوں کے دل پر ہی اثر کرتا ہے
 جو برف کے پہاڑ کوہ قاف کے لئے
 کر رہے ہیں۔ آتش۔ دوزخ کی
 آتش جس کی تاثیر کا اس قدر میں ہوا
 ہے اللہ کے قبر غضب کا ایک ذرہ ہے۔
 باہتیں۔ لیکن قبر و غضب کی اس
 حالت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کرم کی
 ٹھنڈک اس سے بڑھی ہوئی ہے۔
 سبق۔ رحمت کی غضب پر مستی
 سبقت نہیں ہے بلکہ معنوی ہے
 رحمت اور غضب دونوں اللہ کی صفت
 ارادہ کی صورتیں ہیں اور ارادہ عین
 ذات باری تعالیٰ ہے لہذا یہاں سابق
 اور مسبوق ہونا ایک چیز کی صفت

ہے

کہ عقول خلق زں کان یک دوست

کیونکہ مخلوق کی عقلیں اس کان میں ایک جوی برابر ہیں

کے رَسد بر چرخ دیں مرغِ گلین

دین کے آسمان پر مٹی میں سا پرند کب پہنچ سکتا ہے

زآنکہ نشو اُوز شہوت وز ہواست

کیونکہ اس کا نشو و نما شہوت اور نفسانی خواہش ہے

تاز رحمت پشت آبدِ حملے

تاکہ رحمت کا کجاہ تیرے سامنے آ جائے

گر بے گوئی تکلف می گنی

اگر تو "ہاں" کہے "تکلف برتے گا

قہر بر بند دباں نے روزنت

اس "نہیں" سے قہر تیرا روزن بند کر دے گا

تا در آید نصر حق از پیش و پس

تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد آگے اور پیچھے سے آ جائے

با زبان حال گفستی اہلنا

زبان حال سے تو ہمیں ہدایت دے کہے گا

می شود آں زفت نرم و مستوی

وہ بڑا نام لور ہموار ہو جائے گا

چونکہ عاجز آمدی لطف و برست

جبکہ تو عاجز ہو گیا تو مہربانی اور بھلائی ہے

گر ندیدی آں بُود از فہم پست

اگر تو نے نہیں دیکھا تو یہ بات عقل کی وجہ سے ہے

عسیب بر خود نہ نہ بر آیاتِ دیں

اپنا عیب سمجھ نہ دین کی آیتوں کا

مُرخ راجولان کہ عالی ہواست

تیرے پرند کی بلند پرواز گاہ نفا ہے

پس تو حیراں باش بے لا و پلے

بس تو حیران رہ "بغیر نہیں لور ہاں کے

چوں ز فہم ایں عجائبِ کودنی

جبکہ تو ان عجائب کے سمجھنے میں ناتل ہے

وَر ۲ بگوئی نے نَفد نے گردنت

اگر تو "نہیں" کہے گا "نہیں" تیری گردن کاٹ دیگی

پس ہمیں حیران و والہ باش و پس

تو اسی طرح سے حیران لور سرگوشہ رہ لور بس

چونکہ حیراں گشتی و گنج و فنا

جبکہ تو حیران ہو گا لور ناچیز اور فنا

زفت زفت ست و چولرزاں میثوی

یہاں ہی ہے لور جب تو لرز گیا

زآنکہ شکل زفت بہر منکرست

کیونکہ ہی شکل منکر کے لئے ہے

۱۔ گر ندیدی ایک ہی چیز سابق
بھی ہو لور مسبوک بھی اگر یہ تیری سمجھ
میں نہیں آیا تو یہ تیری عقل کا نقصان
ہے لور انسانوں کو عقل کا تھوڑا سا حصہ
ملا ہے جو دنیا کی آفتوں میں ہے
اس کی پروا اہلی علوم کی طرف نہیں
ہوتی۔ مرث۔ پرند کی پرواز صرف
آسمان کی فضا میں ہے اسی طرح
بات عقل کی پرواز کا حل ہے
پس رحمت لور غیب کے سابق لور
مسبوک ہونے کو اگر تو نہیں سمجھ سکا
ہے تو اس کا اثر اور انکار نہ کر بلکہ اپنے
عجز کا اظہار کر رحمتِ خداوندی دیکھیری
کر گی۔ گر بے لور بے سمجھے سمجھنے کا
اثر کرے گا تو یہ تکلف ہے جو جائز
نہیں۔

۲۔ بگوئی۔ اگر انکار کریں گا تو تجھ
پر قہرِ خداوندی نازل ہوگا۔ پس۔ حیرانی
لور عجز اختیار کر اللہ کی مدد آ جائے گی۔
چونکہ حیرانی لور عاجزی کی حالت
میں تو ضرور کہے گا اے اللہ مجھے
ہدایت فرما۔ زفت۔ حقائق کا
سمجھنا مشکل ہے لیکن انسان جب
عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت فرما
دیتا ہے لور حقائق سمجھ میں آ جاتے
ہیں۔

۳۔ زانکہ کسی حقیقت کی ہی
صورت منکر کے لئے ہوتی ہے چونکہ
جب انسان عجز اختیار کرتا ہے تو وہی
ہدف صورت بھلی بن جاتی ہے۔
موزن۔ اس قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ
عاجزی سے ہیبت رحمت بن جاتی
ہے۔

نمودن جبرئیل خود را بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصورتِ خویش

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبرئیل کا اپنے آپ کو اپنی اصلی صورت پر

وازد ہنقصد پر او چوں یک پر ظاہر شد اُنق را بگرت و

ظاہر کرنا لور ان کے ساتھ سو پہلوں میں سے جب ایک پر ظاہر ہو اس نے

آفتاب تجو ب شد

آسمان کے طرف کو گھیر لیا اور سورج چھپ گیا

مصطفیٰ می گفت پیش جبرئیل
مصطفیٰ نے جبرئیل سے کہا
مر مرا! اینتی محسوس آشکار
مجھے واضح اور محسوس کر کے دکھائیے
گفت نتوانی و طاقت نبوت
انہوں نے کہا آپ نہ دیکھ سکتے گے آپ کتاب نہ ہوگی
گفت ہنما تلبہ بیند این جسد
آپ نے فرمایا کہ دیجئے تاکہ یہ جسم دیکھ لے
آوی راہست حس تن سقیم
آوی کی جسمانی قہی ناقص ہے
بر ۲ مثال سنگ و آہن این تنہ
یہ جسم پتھر اور لوہے کی طرح ہے
سنگ و آہن مولد ایجاد نار
پتھر اور لوہا آگ نکلنے کی پیدائش گاہ ہے
باز آتش دستکار وصف تن
پھر آگ جسم کے بساف کی دستکاری ہے
باز در تن شعلہ ابراہیم وار
پھر بدن میں حضرت ابراہیم کی طرح شعلہ ہے
گر بر آری از درونت آتشی
اگر تو اپنے اند سے آگ ظاہر کرے
لا ۳ جرم گفت آل رسول ذوقنوں
لا محلا اس صاحب کمالات رسول نے فرمایا
ظاہراً این دو بسندانے زبولوں
بظاہر یہ دونوں ہتھولے سے عاجز ہیں

کہ چنانکہ صورت تست اے خلیل
اے دست! جیسی تیری اصلی صورت ہے
تابہ ینم سر ترا نظارہ وار
تاکہ میں تمہیں نظارہ کرنے والے کی طرح دیکھ لوں
حس ضعیف ست تنگ سخت آیدت
حس جسمانی ضعیف اور کمزور ہے آپ کو پریشانی ہوگی
تا چہ حد حس نازک ست و بے مدد
کہ جس کس قدر نازک اور بے طاقت ہے
لیک در باطن یکے خلق عظیم
لیکن باطن میں ایک عظیم مخلوق ہے
لیک ہست او در صفت آتش زہ
لیکن وہ صفت میں چھتاق ہے
زاد آتش زیں دو والد قہر بار
تہر زخانے والی آگ ان دو والدین سے پیدا ہوگی
ہست قاہر برتن او شعلہ زن
وہ شعلہ زنی اس کے جسم پر غالب ہے
کہ از و مقہور گردد برج نار
کہ اس سے آگ کا کہ مغلوب ہو جاتا ہے
آتش گردد مطیع و لخنوشے
آگ تیری فرمانبردار اور راضی ہو جائے
رمز نحن الآخرون السابقون
اللہ ہم بھیجے ہیں پہلے ہیں کا
در صفت از کان آہنہا فزوں
صفت میں لوہوں کی کان سے بڑھ کر ہیں

۱۔ مر مر! آنحضرت نے حضرت
جبرئیل سے کہا کہ اپنی اصل صورت دکھا
دیجئے تاکہ میں اس کا نظارہ کروں۔
گفت۔ انہوں نے کہا کہ جسمانی
حواس کمزور ہوتے ہیں وہ اس نظارہ کی
تاب نہ لاسکتیں گے اور آپ کو تکلیف
ہوگی۔ اس جسد آنحضرت نے فرمایا
کہ اصلی صورت دکھا دیجئے تاکہ جسم کو
اپنے حواس کی کمزوری معلوم ہو
جائے۔ آوی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ
انسان کے جسمانی حواس یقیناً کمزور
ہیں لیکن روح انسانی نہایت طاقتور اور
بڑی مخلوق ہے۔

۲۔ بر مثال انسان کی جسم کی مثال
لوہے اور پتھر کی سی ہے لیکن اس کی
صفت چھتاق کی سی ہے جس میں
آگ جیسی قوی مخلوق پوشیدہ ہوتی
ہے۔ سنگ۔ پتھر اور لوہے سے آگ
پیدا ہوتی ہے جو تہر زخانہ سے ہلا
آتش۔ قوی کا ضعیف سے پیدا ہونا
مستبعد نہیں ہے انسان کا بدن
چھتاق کے ذریعہ آگ پیدا کرتا ہے
اور وہ انسان کے بدن کو پھونک ڈالتی
ہے۔ باز در تن۔ جسم انسانی میں ایک
ابراہیمی آگ پوشیدہ ہے جو اس آگ
کے کرے پر غالب آجاتی ہے۔

۳۔ لا جرم۔ آنحضرت نے اپنی
صفت کو اگرچہ پہلے لوگوں کی پیدائش
بتایا لیکن چونکہ یہ پیدائش اصل سے
بڑی ہوتی ہے اس لئے اس کو ان سے
سابق بتایا۔ ظاہراً۔ پتھر اور لوہا
ہتھولے سے عاجز ہیں لیکن ان سے
جو آگ پیدا ہوتی ہے وہ لوہے کی
کانوں کو بھی گھاڑتی ہے۔



در صفت اصل جہاں ایں را بد اہل

صفت میں دنیا کی اہل اس کو سمجھ

باطنش باشد محیط ہفت چرخ

اس کا باہن ساتوں آسمان نو کو محیط ہوتا ہے

ہیچتے کہ گڑ شود زال مند کے

وہ ہیبت کہ پہلا اس سے ریزہ ریزہ ہو جائے

از مہابت گشتہ تہش مصطفیٰ

مصطفیٰ خوف سے بے ہوش ہو گئے

جبرئیل آمد در آغوش کشید

جبرائیل آئے ان کو بغل میں لیا

واں تجمش دوستان را رنگاں

اور وہ محبت منت دوستوں کے لئے ہے

ہولی سر ہنگاں و صار مہابدست

سپاہیوں کی ہیبت اور تلواریں ہاتھ میں

کہ بلر زائد از مہابت شیرما

کہ خوف سے شیر لڑتے ہیں

کہ شود سست از تہش جانہاں

کہ ان کے ذر سے جانیں کھتی ہیں

کہ گند شاں از شہنشاہی خبر

تاکہ ان کو شہنشاہی سے آگاہ کر دے

تا گلاہ کبر بہند آں گروہ

چاکہ وہ لوگ تکبر کی ٹوٹی آہ دیں

نفس خود میں فتنہ و شر کم گند

تکبر نفس فتنہ اور شر نہ پھیلانے

وارد اندر قہر زخم و گیرو دار

غصہ میں لذت اور کچڑ دھکڑ رکھتا ہے

پس ابصورت آدمی فرع جہاں

پس آدمی صہنا دنیا کی فرعا ہے

ظاہرش را پشہ آرد پچرخ

اس کے ظاہر کو ایک پتھر نچا دیتا ہے

چونکہ کرد الخاح محمود اند کے

جب انہوں نے امر کیا انہوں نے دکھا دی تھوڑی سی

شہپرے بگرفتہ شرق و غرب را

ایک شہپر جس نے شرق و مغرب کو احاطہ لیا

چوں زنیم و ترس بیہوش بدید

جب انہوں نے ان کو خوف اور ڈر سے بیہوش دیکھا

آں مہابت قسمت بیگانگاں

وہ خوف بیگانوں کا حصہ ہے

ہست شاہاں را زمانے برنشست

جلوس کے وقت بادشاہوں کے لئے ہے

دور باش و نیزہ و شمیرہا

دو شمشیر اور نیزہ اور تلواریں

بانگ چاو و شاں واں چوگان ہا

تقریبوں کی آواز اور بے

ایں برائے خاص و عام رہگذر

یہ راستہ کے خاص و عام کے لئے ہے

از برائے عام باشد ایں شکوہ

یہ دہرہ عوام کے لئے ہوتا ہے

تا من س و ماہی ایشاں بشکند

تاکہ ان کی خوبی اور لذت کو توڑ دے

شہرازاں ایمن شودکاں شہر یار

شہر اسی سے پر امن ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ

۱۔ پس۔ انسان اگرچہ دنیا اور

جہاں کی پیداوار ہے لیکن اصل سے

بڑھا ہوا ہے۔ ظاہرش۔ انسان کو

ظاہری جسم پتھر سے عاجز آجاتا ہے

لیکن اس کی روح ساتوں آسمانوں کو

گھیر لیتی ہے۔ چونکہ۔ انحصار کے

امر پر حضرت جبرئیل اپنی اصلی

صحت پر نہیں ہو گئے۔ لعل۔

امر مندک۔ پادشاہ شہ

شہپرے۔ حضرت جبرئیل کے ہاتھ

کے ایک پر نے شرق و مغرب گھیر لیا۔

۲۔ آں مہابت۔ حضرت جبرئیل

نے عرض کیا کہ خوف اور ہیبت

منکروں کے لئے ہوتی ہے۔ تجمش۔

اظہار محبت۔ رنگاں۔ بادشاہ عوام پر

ہیبت طاری کرتے ہیں۔ خواں پر

مہربانی کرتے ہیں۔ برنشست۔

یعنی جلوس۔ صارم۔ تیز تلوار۔ دور

باش۔ وہ تیز و جو تیب کے ہاتھ میں

ہوتا ہے اور تیب اعلان کرتا جاتا ہے

کہ بادشاہ کی سواری آ رہی ہے عوام

راستہ سے دور ہو جائیں۔ نہیب خوف

ایں۔ یہ بادشاہ کا سدا رعب و دہد ہے۔

راستہ کے عوام و خواں کے لئے ہوتا

ہے تاکہ اپنی بڑائی کا خیال دل سے

نکال دیں۔

۳۔ تا من و ماہی۔ یعنی لذت اور

تکبر۔ خود میں۔ متکبر۔ اور۔ یعنی

بادشاہ غصہ کے وقت کچڑ دھکڑ پر بھی

قادر ہے۔

سُوسِ بَمِیرِ وَاں ہوسہا در نفوس
 تو نفوس میں ہوئیں مری جلتی ہیں
 باز چوں آید بسوی بزمِ خاص
 پھر جب وہ خاص مجلس میں آتا ہے
 حلیم بر حلیم ست و رحمتہا بجوش
 پردہ کی پردہ کی ہے اور شفقتیں جوش میں ہیں
 طبل و گوس و ہول باشد وقتِ جنگ
 طبل اور نقارہ اور خوف جنگ کے وقت ہوتا ہے
 ہست دیوانِ محاسبِ عام را
 پوچھ گچھ کی کچھری عوام کے لئے ہوتی ہے
 آل زره و آل خود در جنگ و وعا
 زرہ اور خود جنگ اور لڑائی میں ہوتی ہے
 جوشِ آواں خود مر چالیشِ راست
 زرہ اور خود خاص جنگ کے لئے ہے
 ایں سخن پایاں ندارد اے جو او
 اسے کئی! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
 اندر احمد آں حسے کاں غاربِ ست
 احمد کے اندر کی وہ حس جو چھپ جانے والی ہے
 وَاں عظیم الخلق آل کو صفدرست
 وہ بڑی مخلوق جو صف شکن ہے
 قابلِ ۳ تغیر اوصافِ تن ست
 تغیر کے قابل جسم کے اوصاف ہیں
 بے ز تغیرے کہ لاشرقیہ
 روح بغیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ نہ مشرقی ہے
 آفتاب از ذرہ کے بیہوش شد
 سورج ذرہ سے کب بے ہوش ہوا ہے؟

ہیبتِ شہِ منع آید از نخوس
 اس نخوست سے بادشاہ کا خوف منع آتا ہے
 کے بود آنجا مہابت یا قصاص
 وہاں خوف اور سزا کہی ہوتی ہے؟
 نشنوی از غیر جنگ و نئے عروش
 تو سادگی اور پائسری کی آواز کے سوانہ سنیں گا
 وقتِ عشرت با خواص آوازِ چنگ
 خواص کے ساتھ عشرت کے وقت سادگی کی آواز ہوتی ہے
 وَاں پر رویاں گرفتہ جامِ را
 اور حسین جامِ قناعے ہوئے ہیں
 و ایں شراب و نقل در بزمِ صفا
 شراب اور چینیہ خلوص کی محفل میں ہوتا ہے
 و ایں حریر و ورد مر تعریشِ راست
 اور ریشمین کپڑا اور گلاب خاص تخت نشینی کے لئے ہے
 ختمِ گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْمَآثِرِ
 ختم کر اور اللہ تعالیٰ راست روی کو زیادہ جانتا ہے
 خفتہ ایں دم زیر خاکِ یرشِ ست
 اس وقت مدینہ کی مٹی کے نیچے سوئی ہوئی ہے
 بے تغیر مقعد صدق اندرست
 بغیر تغیر کے سچائی کی جگہ کے اللہ ہے
 رُوحِ باقی آفتابِ روشن ست
 باقی رہنے والی روح روشن سورج کی طرح ہے
 بے ز تبدیلی کہ لاغربیہ
 وہ بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ نہ مغربی ہے
 شمع از پروانہ کے بیہوش شد
 شمع پروانہ سے کب بے ہوش ہوئی ہے؟

۱ نخوس۔ یعنی تکبر کی نخوست۔
 باز۔ جب بادشاہ اپنی خاص محفل میں
 ہوتا ہے تو وہاں نہ خوف ہوتا ہے نہ
 بدلہ میں عمل کا ڈر ہوتا ہے۔ علم۔ یعنی
 خاص مجلس میں بردباری ہی بردباری
 ہوتی ہے۔ طبل۔ یعنی صرف جنگ
 کے وقت کے لئے ہے۔ عشرت
 کی مجلس میں چنگ و رباب ہوتا
 ہے۔ ست۔ محاسب کی کچھری عوام
 کے لئے ہوتی ہے خاص محفل میں
 حسینوں کے ہاتھ میں جام ہوتا ہے
 آں۔ سامان جنگ جنگ کے لئے
 ہوتا ہے۔ عشرت کی مجلس میں نقل
 و شراب چلتی ہے۔

۲ جوش۔ زور خود۔ جنگ میں
 لڑنے کی لوبے کی ٹوٹی۔ چالیش۔
 جنگ۔ ایں سخن۔ یعنی فہم و رحمت کی
 شان کا ذکر۔ اندراب پھر آنحضرت کی
 بیہوشی کا ذکر شروع کیا ہے۔ غارب۔
 غروب کرنے والا۔ یرش۔ مدینہ
 طیبہ عظیم الخلق۔ یعنی آنحضرت کی
 روح مبارک۔ صف شکن۔ مقعد
 صدق۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص
 مجلس۔

۳ قابلِ تغیر۔ جم کے حواس اور
 اوصاف تغیر کو قبول کرتے ہیں۔
 روشن۔ یعنی ناسوتی اوصاف سے
 پاک ہے۔ لاشرقیہ مشرق و مغرب
 عالم خلق میں سورج کا اعلق عالم
 اس سے ہے آفتاب۔ آنحضرت
 آفتاب اور شمع کے ہیں حضرت
 جبرئیل مثل ذرہ اور پروانہ کے ہیں۔

جسم احمد را تعلق بد بدال
 اس بے ہوشی سے اہم کے تعلق تھا
 ہچکچورنجوری و ہچکچوں خواب و درد
 جیسے بیداری اور جیسے سونا اور درد
 خود تمام ور بگویم وصف جاں
 میں خود بیان نہیں کر سکتا ہوں اور کلامت بیانوں
 رو بہش گریک دمے آشفته بود
 ان کی لہری اگر تھوڑی دیر کے لئے پریشان ہو گئی تھی
 خفتہ بوداں شیر کز خواست پاک
 وہ شیر سویا ہوا تھا جو سونے سے پاک ہے
 خفتہ ساز د شیر خود را آسچناں
 شیر اپنے آپ کو ایسا سویا ہوا بنا لیتا ہے
 ورنہ در عالم کرا زہرہ بدے
 ورنہ دنیا میں مس کی بھل ہوتی
 نقش احمد زان نظر بیہوش گشت
 اہم کا جسم اس دیکھنے سے بے ہوش ہو گیا
 مہمہ کفست معطلی نور پاش
 چاند عطا کرنے والا نور چھڑکنے والا جسم ہاتھ ہے
 احمد ار بکشایداں پز جلیل
 اہم اگر وہ عظیم پر کھول دیں
 چوں گذشت احمد زسدروہ مرصدش
 جب احمد سدرۃ المنتہیٰ اور اس کی جگہ سے گزرتے
 گفت اورا کز پیٹم او مایست
 ان (احمد) نے ان (جبرئیل) کو کہا میرے پیچھے جاؤ اور نہ ٹھہرو

۱۔ جسم۔ آنحضرت کی یہ جسمانی بیہوشی تھی۔ ہچکچو۔ ہلکی لہر و درخ کا تعلق بھی جسم سے ہے خود روح کے اوصاف بیان سے باہر ہیں اگر بیان کئے جائیں تو کوئی سننے کی تاب نہیں لاسکتا۔ رو بہش۔ یعنی آنحضرتؐ کا جسم مبارک۔ شیر جاں۔ یعنی آنحضرتؐ کی روح مبارک۔ خفتہ بود۔ آنحضرتؐ کا لہر سے تعلق غنائی و لایہ نظام قلبی پیری دونوں آکھیں سولی ہیں دل نہیں ہوتا ہے تو روح مبارک سولی تھی بلکہ اس پر جسم کی حفاظت سے ایک غیر انتہائی تغافل طاری ہوا تھا۔ نرم ساز۔ یعنی سخت چیز کو نرم بنا دینے والا۔ خفتہ ساز۔ آنحضرتؐ کی روح کی یہ صفت حضرت حق تعالیٰ میں بھی ہے کہ وہ تجربوں سے تغافل برتتے ہیں ہونہ کوئی ظالم ظلم نہ کر سکے۔ تہد۔ ایک لکڑی ہے جو وہاں سے کاہنی سے تعمیر چڑھو ہے۔ ۲۔ نقش۔ غرضیکہ بیہوشی کا تعلق آنحضرتؐ کے جسم سے تھا اور روح کا تغافل اس وجہ سے تھا کہ وہ یہ اللہ کی محبت میں پر جوش تھی۔ اللہ کا ہاتھ ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ چاند جسم ہاتھ سے کیونکہ جو کام ہاتھ کرتا ہے وہ کام اس کی ذات کرتی ہے۔ احمد۔ حضرت جبرئیل کے پر سے بیہوش ہونے کی وجہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جبرئیل آنحضرتؐ سے افضل ہیں اس لئے کہ آنحضرتؐ کو تھوڑی دیر کے لئے بیہوش ہوئے لیکن اگر وہ اپنے روحانی پروں کو پھیلا دیں تو جبرئیل ہمیشہ کے لئے بیہوش ہو جائیں۔ ۳۔ چوں گذشت۔ اب آنحضرتؐ کی حضرت جبرئیل سے انصافیت کا

بیان فرماتے ہیں کہ معراج میں وہ آنحضرتؐ کا ساتھ نہ دے سکا اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر کہنے لگے کہ اگر آگے بڑھوں گا تو میرے پرنگی سے مل جائیں گے اور آنحضرتؐ کی سیر اس سے آگے تک ہوگی۔

گفت اُورا ہیں پیر اندر ہم
 انہوں نے ان سے کہا میں میرے پیچھے آئیے
 باز گفت اُورا بیا اے پردہ سوز
 انہوں نے ان سے پھر کہا اے پردہ سوز آ جا
 گفت میر طریز خدایے خوش فرم
 انہوں نے کہا اے میرے اہل منداں حد سے باہر
 حیرت اندر حیرت آمدن قصص
 ان قصوں سے حیرت ہی حیرت ہے
 یہ سبھیہا جملہ ایجا بازی است
 یہ سدا یہ پیشیں یہاں کھیل ہیں
 جبرئیلا گر شریفی گر عزیز
 اے جبرئیل! خولہ تم شریف ہو خولہ عزت والے
 شمع چوں دعوت کند وقت فروز
 شمع جب روشن ہونے کے وقت بلائے
 ایل حدیث منقلب را گورگن
 اس اہلی بات کو گورگن کہہ دیجئے
 بند گن مشک سخن پاشیت را
 اپنی گفتگو کی مشک پاشی کو بند کر دیجئے
 آنکہ ہر نگدشت اجزاش از زمیں
 جس گھنٹے کے اجزاء زمین سے نہیں گزرتے ہیں
 لا تخالفہم حیسی دارہم
 اے میرے پیارے! مخالفت نہ کر ان کی عدالت کر
 اعط منشاؤا و رانہو و ارضہم
 دے جو وہ چاہیں اور لداہ کریں ان کو رانی رکھ
 تازی اندر شتہ در ناز خوش
 تازی جب تک کہ تو شلہ اور عمدہ ناز پر پہنچے

گفت رُو رومن حریف تو ہم
 انہوں نے کہا بانیے بانیے کتاب کا سا بھی نہیں ہوں
 من باوج خود نر قسمت ہنوز
 میں تو ابھی اپنی بلندی پر نہیں پہنچا ہوں
 گر زخم پردے بسوزد پیر من
 اگر میں پر ہلاؤں ہے پر جل جائیں گے
 تہبشی خلدگاں اندر انحص
 خواں کی غفلت انحص کے معاملہ میں
 چند جاننداری کہ جاں پردازی است
 آپ کتنی جان رکھتے ہیں کہ جان کی مشغولت؟
 تونہ پروانہ ونے شمع نیز
 تم نہ پروانہ ہو لہ نہ شمع
 جان پروانہ نہ پر تیز وز سوز
 پروانہ کی جان جلن سے پر تیز نہیں کرتی ہے
 شیر را بر عکس صید گورگن
 شیر کو بالعکس گورگن کا شکار بنا دیجئے
 واکن انبان قلماشیت را
 "تو جو چاہیے کہو" کے تھیلے کو نہ کھولئے
 پیش او معکوس قلماشیت ایں
 "تو جو چاہیے کہو" اس کے لئے اٹا ہے
 یا غریباناز لافی دارہم
 اے مسافر! جو ان کے گھر مہمان ہے
 یا ظعینا سا کافی ارضہم
 اے مسافر! ان کے وطن میں ٹھہرے ہوئے
 راز یابا مرغزی می ساز خوش
 لہے کے ہنسلہ مرغز کے ہنسلے سا بھی بنا

۱ حیرت۔ یعنی حضرت جبرئیل
 نے آنحضرت کی فرمائش پر غفلت کیوں
 برتی اس پر حیرت سے خلدگاں۔
 یعنی حضرت جبرئیل وغیرہ انحص۔
 یعنی آنحضرت۔ جبرئیل۔ حضرت
 جبرئیل کو خطاب ہے کہ تم شمع محمدی
 کے پروانہ تھے ورنہ ان کے بلائے
 پر پر جل جاتے کا عذر نہ کرتے مولانا
 کی رائے میں سداۃ الستی حضرت
 جبرئیل کی حد پروانہ خود ان کی متعین
 کردہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 متعین نہیں ہے لہذا آنحضرت کے
 بلائے پر ان کو آگے جانا چاہیے تھا خولہ
 ان کے پر جل جاتے لہ جان چلی
 جلتی یہ ہا سوتی موت تو ایک کھیل
 ہے۔

۲ اس حدیث اب مولانا حسام
 اللہ بن کو خطاب کرتے ہیں کہ عوام کی
 عقلیں اسی ہیں لہذا ہماری یہ باتیں
 ان کو اسی معلوم ہوں گی اب یہ قسم کر
 دیجئے لہ اپنے آپ کو کہ آپ بمنزل
 شیر ہیں گورگن عوام ہیں ان کا شکار بنا
 دیجئے اور بات کرنے میں ان کے
 تہن بن جائے۔ پاشیت۔ یعنی مشک
 سخن پاشی تو قلماشیت۔ کہہ تو جو
 چاہیے۔

۳ آنکے آپ کے فشاکی باتیں
 عوام کو اسی نظر آتی ہیں وہ لوگ ہا سوتی
 ہیں۔ لا شکار ہم۔ آپ ان میں
 عارضی طور پر ہیں ان کی تعقل کے
 مطابق باتیں کرتے رہیے۔
 آپ کا وطن عالم آخرت ہے ولایا۔
 علاقہ دے کار بنے والا یعنی مولانا نسیا
 الحق مرغزی۔ مرغز کا رہنے والا یعنی
 عوام ان دونوں ملکوں کے رہنے والوں
 میں بہت رعد تھا۔

نرم باید گفت قولاً کینا

نرم بات نرمی سے کہنی چاہیے
دیگدان و دیگ را ویراں کنی
چولے لہر دیگ کو سچا کر دے گا

وسوسہ مفروش در لیلین الخطاب

خطاب کی نرمی میں دوسے نہ پھیلائیے
آنکہ عصرت عصر را آگاہ کن
اے وہ کہ تیرا کا دور زمانہ کو آگاہی بخشنے والا ہے

نرمی باسد ممکن طینش مدہ

غلا نرمی نہ برستے اس کو مٹی نہ دیجئے
کز حروف و صوت مستغنیستی

کیونکہ آپ حروف لہر آواز سے بے نیاز ہیں
اے بسا کس را کہ بہتہا دست خار

بہت سے لوگوں کے لئے کانٹے رکھ دیئے ہیں
چوں بیخ مغلوب و امی رفت بس

مغلوب مینڈھے کی طرح وہ لوٹ گئے
در رز معنی و فرودس بریں

معانی کے انگوستان لہر جنت میں
ایں سر خرزا ازیں بطین خار

اس فالیز سے گدھے کے سر کو
نشو دیگر بخشش آل مبطلی

وہ فالیز اس کو دھرا نشوینا بخشدے گا
نہیں غلط ہم ایں ز تو ہم آل ز تو

نہیں تھلائے گی آپ کی جانب سے وہی آپ کی جانب سے ہے

موسیٰ در پیش فرعون زمن

اے موسیٰ! زمانے کے فرعون کے سامنے
آب اگر در روغن جوشاں کنی

اگر کھولتے ہوئے تیل میں تو پانی ڈالے گا
نرم گویکن مگو غیر صواب

نرم بات کے لئے لیکن صحیح بات کے سوا نہ کیسے
وقت عصر آمد سخن کوتاہ کن

عصر کا وقت ہو گیا بات مختصر کر دیجئے
گلو مگر گل خوارہ را کہ قند پہ

آپ مٹی کھانے والے سے کیسے کہ شکر بہتر ہے
نطق جاں را روضہ جائستی

آپ روحانی گفتگو کے لئے روحانی باغچے ہیں
ایں سر خر در میان قند زار

اس گدھے کے سر نے شکر کے کھیت میں
ظن بیز واز دور کایں آنست و بس

وہ سے انہوں نے خیال کیا کہ بس یہی تھا
صورت حرف آل سر خرداں یقیں

حروف کی صورت کو یقیناً گدھے کا سر سمجھئے
اے ضیاء الحق حسام لدیں برآر

اے ضیاء الحق حسام الدین نکال دیجئے
تا سر خر چوں بمرزد از مسلمی

تا کہ جب گدھے کا سر منڈا کی جگہ سے مرجائے گا
ہیں زما صورتگری و جاں ز تو

خبردار! ہماری جانب سے صورت نکالنا ہے اور اس تیری جانب سے ہے

۱۔ موسیٰ حضرت موسیٰ کو حکم تھا کہ
دفعہ غصہ سے نرم باتیں کریں آپ
بھی ایسا ہی کریں۔ آب۔ گرم تیل
میں پانی ڈالو وہ ابل پڑے گا ویک لہر
چلہا بھی خراب ہوگا مخالفوں سے
سخت بات کرنے میں بات بگڑتی
ہے۔ نرم بات نرمی سے سمجھے لیکن
صحیح سمجھے ان کی خاطر غلط بیانی نہ
ہونی چاہیے۔ وقت عصر عصر کے بعد
کا وقت مومننا تفریح کے لئے ہوتا
ہے۔ گرم نرم لہر صحیح بات کرنے کا
طریقہ یہ ہے کہ مٹی کھانے والے کو کتد
کے فائدے بتائے جائیں نرمی میں
غلط بات یہ ہے کہ اس کو مٹی کھانے کی
ترغیب دی جائے۔

۲۔ نطق جاں۔ آپ روحانی طور پر
صحیح کریں جس میں لفظوں کی
ضرورت نہیں ہے۔ سر خر۔ فالیز لہر
انگوستان میں جانوروں کو ڈرانے کے
لئے مرہ گدھے یا لہر کسی دشتناک
چیز کو کھڑا کر دیا جاتا ہے تو جانور ڈر کر
بھاگ جاتے ہیں لہر خرخیزوں لہر
انگوں سے محروم ہو جاتے ہیں عوام
کی سمجھ میں نہ آنے والی بات بھی ان
کے لئے سر خر بن جاتی ہے وہ حقائق
پر غور کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔
ج۔ مینڈھا

۳۔ اے ضیاء الحق۔ مشنوی کے علوم
جو منزل انگوستان لہر فالیز کے ہیں
اس میں وہ باتیں نہ کہ جو عوام کے
لئے سر خر بنیں۔ تا سر خر۔ یہاں سر خر
سے مراد عوام ہیں یعنی جب بی دنیا کی
آکاش سے صاف ہو جائیں گے
تب یہ فالیز یعنی مشنوی ان کو مفید ہو
گی۔ مبطلی۔ یعنی فالیز۔ ہیں۔ مولانا
فرماتے ہیں کہ حسام الدین میں
تمہیں اس لئے یہ نصیحتیں کر رہا ہوں

کہ مشنوی میں اگر جہ الفاظ میرے ہیں لیکن معانی تمہارے عطا کر رہے ہیں۔ یہ بھی میری غلطی ہے بلکہ الفاظ و معانی
دونوں تمہارے عطا کر رہے ہیں فرضیکہ مشنوی کا مدد آپ پر ہے۔

مشہوری صورت بُود جانش توئی

مشہوری صورت ہے اس کی جان آپ ہیں

برافلک محمودی اے خورشید فاش

اے روشن سورت! آپ آسمان پر نمود ہیں

تاز مینی باسما می بلند

تاکہ زمین والے آپ بلند آسمان والے کے ساتھ

تفرقہ برخیزد و شرک و دوئی

تفرقہ اور شرک اور دوئی ختم ہو جائے

چوں ۲ شناسد جان من جان ترا

جب میری جان آپ کی جان کو پہچان لیتی ہے

موسیٰ و ہاروں شوئند اندر زمیں

(جب) وہ زمین میں موسیٰ اور ہاروں بن جاتی ہیں

چوں شناسد اندک و منکر شود

جب تھوڑا سا پہچانتی ہے اور منکر بن جاتی ہے

پس شناسائے بگردیند رو

تو پہچاننے والے نہ پھیر لیتا ہے

زیں ۳ سبب جان نبی را جان بُد

اسی وجہ سے نبی روح نبی کی روح کو

اسی ہمہ خواندی فرو خواں لم یکن

یہ تو نے سب پر حجاب لم یکن پڑھ لے

ہم جہت ہم نور وار کانش توئی

اسکی جہت بھی آپس کا نور اس کے کلکان بھی آپ ہیں

بر زمیں ہم تا ابد محمود پاش

(خدا کرے) زمین پر بھی ہمیشہ محمود رہیں

یک دل و یک قبلہ و یک خوشوند

ایک دل اور ایک قبلہ اور ایک عادت ہو جائیں

وحدت است اندر وجود معنوی

روحانی وجود میں یکتائی ہے

یاد دارند اتحاد و ماجرا

تو وہ اتحاد اور گزشتہ واقعات کو یاد رکھتی ہیں

مخلط خوش ہچمو شیر و انگلیس

عمدہ طریقہ پر کھل جاتی ہیں جس طرح دودھ اور شہد

منگری اش پردہ سار شود

اس کا منکر ہونا چھپاندا پردہ بن جاتا ہے

خشم کرداں مہ ز ناشکرچی او

وہ چاند اس کی ہاشکری کی وجہ سے غصہ میں بھر جاتا ہے

ناشناسا گشت و پشت پئی زد

نہ پہچاننے والی بنی اور ٹھکریا

تا بدانی لچ آل گبر کہن

تاکہ پرانے کافر کا جھڑکا سمجھ جائے

در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ پیش از بعثت در شان جناب حضرت پیغمبر

بعثت سے قبل یہود اور نصاریٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد کا بیان

علیہ الصلوٰۃ والسلام و نام اُورا حرزِ جاں کردن و ظہورش را خولہاں بُودن

اور ان کے نام کو جان کی حفاظت کا سبب سمجھنا اور ان کے ظہور کا خولہاں ہونا

پیش ۴ از انکہ نقش احمد فرمود

اس سے پہلے کہ احمد کی صورت شان دکھائے

نعت او ہر گبر را تعویذ بُود

ان کی تعریف ہر کافر کا تعویذ تھی

۱۔ بر فلک۔ آپ عنقاہ محمود ہیں
خدا کرے کہ دنیا میں بھی آپ محمود
رہیں اور لوگ آپ کی تعریفوں کے
قائل ہو کر آپ سے مستفید ہوں۔
تاز مینی۔ سوسنی لوگ آپ جیسے ملکوتی
سے کھل ل جائیں۔ تفرقہ۔ جب
تک ان میں ہوسیتیت سے۔ دوئی
ہے جب روحانی بن جائیں گے دوئی
ختم ہو جائیگی۔

۲۔ چوں۔ دنیا میں اتحاد اور تفرقہ کا
سبب روحوں کا اتحاد اور تفرقہ ہے۔
موسیٰ۔ جب روحوں میں اتحاد ہوتا
ہے تو دنیا میں حضرت موسیٰ اور حضرت
ہاروں کی طرح شیر و شکر بن جاتے
ہیں۔ چوں شناسد۔ اگر تھوڑی سی
پہچان کے بعد اس میں اجنبیت آ
جاتی ہے تو وہ اس کی اجنبیت بالکل
پردہ اور حجاب بن جاتی ہے۔ پس
شناسد۔ یعنی سرابی کی روح اس کی
ہاشکری کی وجہ سے اس سے منہ موڑ
لیتی ہے۔

۳۔ زیں سبب۔ اسی وجہ سے
منگروں کی روح نے آنحضرت کو نہ
پہچانا۔ لکن۔ سوہنم یکن۔ رحمو
ہارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی
کہ وہ لولا پہچانتے تھے پھر منکر ہو
گئے۔ جھڑکا۔

۴۔ پیش۔ آنحضرت کی پیدائش
سے قبل آنحضرت کی تعریف ہر یہودی و
نصرانی کا تعویذ بنی ہوئی تھی اور یہ کہتے
تھے کہ ایک نبی آخر میں ضرور آئے
گا اور آنحضرت کے تصور سے ان کے
دل تڑپتے تھے۔

کایں چنین کس ہست تا آید پدید
 کہ ایسا آید س ہے حتی کہ وہ دنیا میں آئے گا
 سجدہ امی کردند کاے رب بشر
 وہ سجدہ کرتے تھے کہ ان انسانوں کے رب
 تا بنام احمد از یستفتحون
 حضور کے نام کے ذریعہ فتح طلب کرنے کی وجہ سے
 ہر کجا حرب مہولے آمدے
 جہاں کہیں خوفناک جنگ ہوتی
 جہاں کہیں بیماری مزمین ۲ بدے
 جہاں کہیں پرانی بیماری ہوتی
 نقش او می گشت اندر راہ شاہ
 ان کی تصویر ان کے راستوں میں ثبت کرتی تھی
 نقش اورا کے پیابد ہر شغال
 ہر گیند ان کی صورت کہیں پا سکتا ہے؟
 نقش او بر زوی دیوار ارفند
 ان کا نقش آگ دیوار پر پڑے
 آسچناں فرخ بود نقشش بر و
 اس پر ان کا نقش دیا مہلک ہو گا
 گشتہ بایک روئی اہل صفا
 اہل ہالن کی ایک رتی ہالی بن جلتے گی
 ایں ہمہ انکار و گفراں زاد شاہ
 ان کا سب انکار کفر پیدا ہو گا
 ایں ہمہ تعظیم و وحیم و واد
 سب تعظیم اور اعزاز اور محبت
 قلب ۳ آتش دید در دم شد سیاہ
 کھونٹے نے آگ دکھی توڑا کالا ہو گیا

از خیال روش دل شاہ می طہید
 ان کے چہرے کے خیال سے ان کا دل ترہتا تھا
 و ر عیال آرایش ہر چہ زود تر
 جس قدر جلد ہو سکے ان کو ظاہر کر دے
 باغیاں شاہ می شدندے سرنگوں
 ان سے باغی سرنگوں ہو جاتے تھے
 عاون شاہ کز آری احمد بدے
 آنحضرت کی حملہ آوری ان کی مددگار ہوتی
 یاد او شاہ داروی شانی بدے
 ان کا ان کو یاد کرنا شفا دینے والی دوا ہوتی
 در دل و در گوش و در انواہ شاہ
 دل اور کان اور ان کے منہ میں
 بلکہ فرغ نقش او یعنی خیال
 بلکہ ان کی صورت کی فرغ یعنی خیال تھا
 در دل دیوار خون دل چکد
 تو دیوار کے دل سے دل کا خون چکے لگے
 کہ زہد در حال دیوار از دو زو
 کہ دیوار توڑا وہ رخی سے نجات پالے گی
 آں دو روئی عیب مر دیوار را
 وہ نئی دیوار کے لئے بھی عیب ہے
 چوں درآمد سید آخر زماں
 جب سید آخر الزماں تشریف لے آئے
 چوں بدیدندش بصورت بر و باد
 جب انہوں نے ان کی صورت دکھی برباد ہو گئی
 قلب را در قلب کے بود دست راہ
 کھونٹے کے لئے دل میں کب رات ہے؟

۱۔ جمعہ اللہ تعالیٰ سے آنحضرت کی
 جلد بعثت کی دعائیں مانگتے تھے
 یستفتحون قرآن پاک میں ہے
 و کفروا من قبل یستفتحون عن
 قلوبن کھروا یعنی یہود بعثت سے
 پہلے آپ کی بعثت کی توقع پر کافروں
 کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں
 مانگا کرتے تھے نہوں۔ ہولناک۔
 عوں۔ مدد کراؤ احمد احمد کا حملہ
 یعنی آپ کے نام کی برکت

۲۔ مزمین۔ دیرینہ کہنہ نقش۔
 آنحضرت کا تصور ہر وقت ان کے ساتھ
 رہتا تھا۔ خیال آنحضرت کا صحیح تصور
 تصویر ان جیسے گیند صفت لوگوں کے
 دل و دماغ میں نہیں آسکتی تھی وہ ان
 کی آنحضرت کی ایک خیالی تصویر تھی۔
 دیوار۔ دیوار کی دورگی اس کا عیب ہے
 اگر آنحضرت کی صحیح تصویر دیوار پر پڑ
 جائے تو وہ بھی اپنی دورگی چھوڑ دے۔

۳۔ ایں ہمہ۔ قرآن پاک میں
 جملنا جملہ ہم ماعرفوا کھروا
 یہ جب وہ چیز ان کے پاس آئی جس
 کو وہ جان چکے تھے تو اس کا کفر کرنے
 لگے بصورت۔ یعنی آنحضرت کی
 بعثت ہو گئی اور اعلیٰ صورت کے ساتھ
 ان کے سامنے آئے۔

۴۔ قلب۔ وہ کھٹا سا تھے جب
 اس پر ایمان کی گری پڑی وہ اور کالا ہو
 گیا اور قلب کھٹوں اور منافقوں کی
 اہل اللہ کے دل میں محبت نہیں ہوتی

قلب امی ز دلاف اشواق محک

کھوٹ سدا کسوئی کے شوق کی شنی ملتا تھا

افتد اندر دام فکرش نا کسے

بالاق ہی اس کے مکر کے جل میں پھنتا ہے

کایں اگر نہ نقد پاکیزہ بدے

تا کہ اگر یہ کھرے اور پاکیزہ نہ ہوتے

تجج از لاف محک دیدن زدے

تجھی کسوئی کے دیکھنے کی شنی بگھلتا

اُو محک می خواہد لَمّا آسچناں

وہ کسوئی چاہتا ہے لیکن ایسی

گر بگویم تا قیامت زیں کلام

اگر میں قیامت تک بھی یہ بات کروں گا

آں محک کہ اونہاں دارد صفت

وہ کسوئی جو چھپانے کی صفت رکھے

تا مُریداں را در اُنْداز و بَشک

تا کہ مریدوں کو شک میں ذہل دے

ایں گماں سَر برزند از ہر تھسے

یہ خیال ہر کمینہ سے ابھرتا ہے

کے بَسنگ امتحاں راعِب شدے

تو کسوئی کی جانب کب راعب کرتے

یا بَسنگ امتحاں شوق بُدے

یا اس کو کسوئی کا شوق ہوتا

کہ نگرود قلمی اوزاں عیال

کہ اس کا کھوٹ اس سے ظاہر نہ ہو

صَد قیامت بگذرد اس نا تمام

سو قیامتیں گزر جائیں گی یہ نامکمل رہے گی

نے محک باشد نہ نُور معرفت

نہ وہ کسوئی ہو گی ' نہ پہچاننے کی روشنی

از برقی خاطر ہر قلتباں

ہر دیوت کی خاطر سے

ایں چنیں آئینہ را ہرگز حو

ایسے آئینہ کی کبھی جستجو نہ کر

ختم گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْوَفَاق

ختم کر دے اور اللہ حسن اتفاق کو زیادہ جانتا ہے

کہ نماید عرش را تمچوں سما

کہ تجھے عرش کو آسمان کی طرح دکھا دے

فہم گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

مجھ لے ' اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

۱۔ قلب می زدے کھوٹا کسوئی کا شوق
اس لئے ظاہر کرتا ہے تا کہ دوسروں کو
شک میں مبتلا کرے اور وہ سمجھیں کہ
اگر یہ کھرتا ہوتا تو کسوئی کا شوق کیوں
ظاہر کرتا لیکن ایسے شکوک میں ناگاہ
جدا ہوتے ہیں۔

۲۔ لومحک۔ ان نااہلوں کو یہ سمجھنا
چاہیے کہ وہ کھوٹا کسوئی چاہتا ہے لیکن
جھوٹی کسوئی چاہتا ہے جس سے اس
کا عیب نہ ظاہر ہو سکے۔ گر کوبھ یہ
کلام تو اس قدر دراز ہے کہ قیامت
تک بھی ختم نہ ہو گا لہذا اس کو ختم کر دینا
چاہیے۔ آں محک۔ ہر حال اتنی بات
اور سن لو کہ جو کسوئی عیب کو چھپائے وہ
نہ کسوئی ہے اور نہ اس میں پہچاننے کا
نور ہے۔

۳۔ آئینہ جو آئینہ چہرے کا
عیب چھپائے وہ آئینہ نہیں ہے وہ
منافق ہے ایسے آئینہ کی ہرگز جستجو نہ
کرے۔ راست گو۔ وہ آئینہ تلاش کر جو
چہرہ صحت دکھادے تا کہ ایسے آئینہ
یعنی سچ کے ذریعہ تجھے خدا خود ایسا
آئینہ بنا دے گا کہ اس میں عرش
آسمان کی طرح نظر آنے لگے گا۔
عرش۔ عرش اور آسمان تو کیا اس آئینہ
میں تجھے خدا کی تجلیات نظر آنے لگیں
گی مجھ لے؟

